الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

این دفتر یا کتابیست مستطاب جامع جمیع حالات و معجزات از ابوالبشر آدم علیہ السلام تا بعثت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مستند بآیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و اقوال اولیا کہ در کتب سیر و تواریخ و ملفوظات صحیحہ علما و مشائخین یافتہ شد

مسمّٰی بہ

احوال الانبیا فی
تفریح الاذکیا

جلد اول

از تالیف منیف لسان العلما اسوۂ فضلا سوختۂ آتش جمال مصطفوی مولوی ابوالحسن صاحب مرحوم کاکوروی

بار اول تصحیح مولوی محمد ابوالحسن صاحب حسب تحریک مولوی محمد احسن صاحب مرحوم خلف اکبر مصنف طبع شد و حالا بار دوم

در مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ بحسن طبع آراستگی یافت

باہتمام تیسری داس سپرنٹنڈنٹ

سنہ ۱۹۲۲ء

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

درین زمانہ کتابی کہ حالات جامع مع جمیع حالات معجزات از ابو البشر آدم تا خاتم الانبیا و خلفا و شہادت حضرات حسنین علیہم التحیۃ والثنا
از روی آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و اقوال اولیا کہ در کتب سیر و تواریخ و ملفوظات صحیحہ علما و مشائخین یافتہ شد

مسمی بہ

احوال الانبیا و قصص الاذکیا

جلد اول

از تالیف منیف زبدۂ علما اسوۂ عرفا سوختۂ آتش جمال مصطفوی مولوی ابو الحسن حسن صاحب مرحوم کاکوروی
کرّ اول بتصحیح مولوی محمد ابو الحسن صاحب حسب تحریک مولوی محمد احسن صاحب مرحوم خلف اکبر مصنف طبع شدہ بود حالا بار دوم

در مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ بطبع و سر نقش یافت

۱۹۲۲ع

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئے موجود ہے جس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اِس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُن مین بعض کتب تواریخ انبیا و رسل وغیرہ اُردو فارسی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب تواریخ حالات انبیا و اولیا و اماکن متبرکہ اُردو	
روضۃ الاصفیا۔ ترجمۂ قصص الانبیا از مولوی محمد طاہر	۱۰ر پ
ایضاً مطبوعۂ مطبع شعلۂ طور۔	۰۷ر
عجائب القصص۔ حالات انبیا و اولیا از آدمؑ تا خاتم الانبیا صلعم مرتبۂ مولوی فخر الدین۔	۴ر پ
تاریخ حبیب آلہ۔ تاریخ مدینہ منورہ از مفتی عنایت احمد۔	۹ر پ
ترجمۂ فوائد سعدیہ۔ حالات اولیا از مولانا ابوالحسن کاغذ دو قسم۔	
(۱) کاغذ سفید گندہ	عہ ر پ
(۲) کاغذ سفید سمی	۱۴ر پ

نام کتاب	قیمت
مرآۃ الکونین مصنفۂ مولوی غلام نبی۔	۶ر پ
البدر۔ مشاہیر شہدائے بدر کی پاک زندگی کا سچا فوٹو تاریخ عرب و جغرافیہ ملک عرب کا سچا حال و سوانح عمری حضرات خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم مرتبۂ مولوی ظہیر احمد شاہ۔	۲ر پ
سیر المدار۔ معروف بہ ظہیر الابرار جس مین بلاد عرب و عجم و ہندوستان کے سفرون کا بیان و مراتب قطبیت و ولایت کی تشریح و مدار کے معنی وغیرہ کا تذکرہ ہے مرتبہ مولانا شاہ ظہیر احمد صاحب مصنف البدر و ظہیر الاسلام۔	عہ ر پ
عین الولایت۔ حالات اولیاء اللہ خاندان چشتیہ مصنفۂ عزیز اللہ شاہ	۸ر

صفحہ	مضمون
٨٠	بیان اشکال درکفر ابلیس
٨١	فائدہ بیان سوالات درمقدمہ ابلیس۔
٨٢	فائدہ بیان نکتہ قصر حیات حضرت۔
٨٣	فائدہ بیان ماہیت جن وشیطان۔
٨٤	فائدہ بیان کیود شیاطین۔
٨٥	فائدہ قصہ برصیصا
٨٦	فائدہ فرق مابین نماز اہل کتاب ومسلم وسوسہ ہے۔
〃	فائدہ بیان سوالات ابلیس۔
٨٩	التماس شیطان۔
٩٠	فائدہ سجدۂ فرشتگان۔
〃	فائدہ خلقت حوا ام البشر۔
٩١	فائدہ اختلاف بہشت کا۔
٩٢	فائدہ اختلاف در شجرہ۔
〃	فائدہ تدبیر شیطان در وسوسہ۔
٩٣	فائدہ بیان اعتقاد در قصہ آدم باکل شجر یعنی محمول برنسیان باید کرد۔
٩٧	فائدہ بیان توقف آدم در بہشت
٩٨	فائدہ شمار ایام مفارقت آدم وحوا وگریہ وزاری۔
١٠٠	فائدہ رفع شبہہ۔
١٠١	فائدہ قبولیت دعا و توبہ۔
١٠٢	فائدہ بیان بیت المعمور۔
〃	فائدہ ملاقات آدم وحوا علیہما السلام
١٠٤	فائدہ بیان بیت المعمور۔
١٠٥	فائدہ تشریف آوری حضرت آدم وحوا بسراندیب بعد قبول توبہ۔
١٠٦	فائدہ اکثر انبیا علیہم السلام اہل حرفہ ہوئے ہیں۔
〃	فائدہ وجہ تسمیہ جمعہ۔
١٠٨	مناظرہ آدم وموسی علیہما السلام
١١٠	فائدہ قد آدم۔
١١١	فائدہ حل شبہہ۔
١١٢	فائدہ بیان معنی عید۔
〃	فائدہ قصہ ہابیل وقابیل۔
١١٣	فائدہ قتل ہابیل۔
١١٤	فائدہ ذکر اطلاع یابی آدم۔
١١٥	فائدہ نصائح آدم۔
١١٦	فائدہ اولاد حضرت آدم۔
١١٧	فائدہ ذکر وفات آدم۔
〃	فائدہ تکفین حضرت آدم۔
١١٨	فائدہ وفات حضرت حوا۔
〃	فائدہ سراپاے حضرت حوا۔
١٢٠	فائدہ فضیلت علم بر مال۔
١٢٢	**تفریح دوم در احوال شیث علیہ السلام**
١٢٤	**تفریح سوم در احوال حضرت ادریس علیہ السلام**
١٢٥	فائدہ قصہ رفع ادریس۔
١٢٦	نصائح حضرت ادریس۔
١٢٨	فائدہ رسم عمارت۔
〃	فائدہ نکاح ادریس۔
١٢٩	فائدہ خبر حضرت۔
〃	فائدہ قصہ ہاروت وماروت۔
١٣٠	فائدہ تحقیق اسم اعظم۔
١٣٤	فائدہ بیان انکار از قصہ ہاروت وماروت نسبت امام رازی وبیضاوی۔
١٣٥	فائدہ جواب از دلائل متکلمین۔
١٣٦	فائدہ بیان ممسوخات۔
〃	فائدہ اختلاف در ممسوخات
١٣٩	جواب اعتراض متکلمین

فہرست کتاب تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام مع فوائد ضروریہ متعلقہ جلد اوّل

صفحہ	مضمون
۲	خطبہ کتاب بزبان عربی
۴	خطبہ فارسی دورین ست نام کتب باخذاین کتاب
۱۱	خطبہ اردو دورین ست فہرست نسب نامہ مولف وتفریحات وغیرہ
۱۵	مقدمۃ الکتاب درین ست فوائد بسیار ہچو خلقت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و زمین و آسمان وغیرہ۔
۱۹	فائدہ در بیان حکم صوم وصلوٰۃ بارض تسعین ۔
۲۴	فائدہ در بیان حکمت ہفت طبق آسمان وزمین۔
۲۶	بیان اقسام رجال الغیب۔
۲۷	بیان مسافت وگندگی سموات۔
۲۸	بیان ملائکہ حاملین عرش آلہی کہ چہار اند وروز حشر ہشت خواہند شد۔
۲۹	بیان جواہر آسمان ہا ونام ہر یک از آسمان و زمین۔
″	بیان سبعہ سیّارہ
۳۰	بیان آنکہ تغائر عرش وکرسی بدلائل قطعیہ ثابت نمیشود
″	فائدہ دربیان درجات بہشت ۔
۳۲	فائدہ کیفیت ورنگ سبعہ سیارہ۔
۳۳	فائدہ کیفیت بروج آسمان
۳۴	بیان حکمت تعین آفتاب۔
۳۵	فائدہ سیر آفتاب
″	حکمت تعین ماہتاب برفلک اوّل۔
۳۶	فائدہ حکمت اختلاف شب وروز۔
۳۷	فائدہ عموم حرکت ارض۔
″	فائدہ خلقت جبال برارض ۔
۳۸	فائدہ احوال خلقت دوزخ۔
۴۰	فائدہ دربیان موکلین دوزخ۔ در احوال دوزخ ۔
۴۳	فائدہ اقسام ملائکہ
۴۴	فائدہ بیان صورت صور۔
″	فائدہ تولید جن و ملائک۔
۴۶	فائدہ بیان سالہا از خلقت عالم تا آدم علیہ السلام
۴۷	فائدہ اسمائے انبیا علیہم السلام کہ متفق علیہ اند
″	**تفریح اول در احوال ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام**
۵۴	فائدہ مردود ہونا ابلیس کا۔
۵۵	فائدہ معزولی ملائکہ۔
۶۰	فائدہ وجہ تسمیہ ملک الموت۔
″	فائدہ بیان شرافت خاکسار۔
۶۵	فائدہ وجہ تسمیہ آدم
۶۶	فائدہ دخول روح بقالب آدم۔
۶۷	فائدہ بیان حقیقت روح ۔
۷۰	فائدہ اطلاع حیوانات بر عذاب قبر۔
″	فائدہ تحقیق عالم برزخ ۔
۷۱	فائدہ اقسام قیامت
″	فائدہ ثبوت عالم برزخ ۔
۷۳	فائدہ قصّہ آدم۔
۷۴	فائدہ دعا کردن درازی عمر داؤد علیہ السلام
۷۵	فائدہ فضیلت یوم جمعہ۔
″	فائدہ اقرار ومیثاق۔
۷۷	فائدہ فضیلت علمیہ۔
″	فائدہ معصوم ہونا شرط خلافت نہین۔
۷۸	فائدہ سجدہ ملک علوی وسفلی۔
″	فائدہ مغالطہ ابلیس ۔
۷۹	فائدہ بیان اختلاف درحقیقت ابلیس کہ از ملائکہ بود یا از جنات ۔

صفحہ	مضمون
۲۴۲	فائدہ رفع شبہہ
۲۴۳	آداب حج۔
۲۴۴	فائدہ بیان کفارہ جنایات حج۔
۲۴۵	فائدہ بیان فرائض وواجبات حج۔
۲۴۶	فائدہ طریق احرام۔
۲۵۰	فائدہ اسماے مکہ مبارک۔
۲۵۱	فائدہ بیان طول وعرض مکہ۔
۲۵۳	فائدہ بیان کلمات تلبیہ۔
۲۵۴	فائدہ تفصیل خصائل سہام الاسلام۔
۲۵۵	فائدہ ختنہ سنت ہے۔
۲۵۶	فائدہ بیان کلمات تلبیہ۔
۲۵۸	فائدہ امامت فرشتگان۔
۲۶۴	فائدہ بیان مراد از ملت ابراہیم نزد بعض مفسرین۔
۲۶۹	فائدہ رفع شبہہ یہود ونصاری
۲۷۰	فائدہ ثبوت نبوت حضرت از کتب بنی اسرائیل
۲۷۷	تفریح ہشتم در احوال حضرت لوط علیہ السلام
۲۷۸	فائدہ وجہ تسمیہ موتفکات۔
۲۷۹	فائدہ بیان حرمت وطی فی الدبر نزدیک اہل سنت و جواز عند الشیعہ۔
۲۸۴	فائدہ ضرر اتیان فی الدبر۔
۲۸۸	تفریح نہم در احوال حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
۲۸۹	تفریح دہم در احوال حضرت اسحٰق علیہ السلام
۲۹۱	تفریح یازدہم در احوال حضرت یعقوب علیہ السلام
۲۹۴	تفریح دوازدہم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام
۲۹۹	فائدہ بیان حقیقت خواب و رویا۔
۳۲۳	فائدہ تحقیق لفظ شرا۔
۳۵۹	فائدہ حکمت صد تازیانہ

صفحہ	مضمون
۳۶۰	فائدہ در بیان معنی آیہ لقد ہمت بہ۔
۳۶۱	فائدہ بیان برہان کہ حضرت یوسفؑ را بنظر آمد۔
۳۷۲	فائدہ بیان تعظیم والدین۔
۳۷۴	فائدہ بیان حسنات خدمت۔
۳۷۶	فائدہ بیان معنی حسن در آیہ کریمہ۔
"	فائدہ بیان فرق در مداہنت و حسن خلق۔
۳۷۷	فائدہ حال تشریف بری یوسفؑ بمجلس۔
۳۷۹	فائدہ تعبیر خواب۔
۳۸۶	فائدہ احوال نفس و اقسام آن۔
۳۹۱	فائدہ تقریر در نوکری کفار۔
"	فائدہ بیان نعماے الٰہی۔
"	فائدہ احوال زلیخا۔
۴۰۵	فائدہ در بیان اثر عین۔
۴۰۶	فائدہ بیان شبہہ۔
۴۱۳	فائدہ رفع خدشہ۔
۴۲۷	فائدہ در بیان سنت مصافحہ و معانقہ۔
۴۳۱	فائدہ ملاقات بشیر با برادر خود۔
۴۴۳	فائدہ ذکر وفات یعقوب علیہ السلام۔
۴۴۹	تفریح سیزدہم در احوال حضرت ایوب علیہ السلام
۴۵۵	تفریح چہاردہم در احوال حضرت شعیب علیہ السلام
۴۵۸	فائدہ رفع شبہہ۔
۴۵۹	فائدہ مدت دعوت شعیبؑ۔
"	تفریح پانزدہم در احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام
۴۶۸	فائدہ مثال نمازیان امت محمدیہ۔
"	فائدہ تعلیم قرآن و فقہ پر مزدوری لینا نادرست ہے۔
۴۷۰	فائدہ زندہ ہونا بچہ گوسفند کا۔

صفحہ	مضمون
۱۳۹	فائدہ طلسمات حکماء بابل
۱۴۱	فائدہ طلسم شہر مدائن
۱۴۲	فائدہ بیان حقیقت سحر۔
۱۴۴	فائدہ بیان احکام
۱۴۵	فائدہ حل شبہہ
〃	**تفریح چہارم در احوال حضرت نوح علیہ السلام**
۱۴۶	فائدہ معجزات نوح۔
۱۴۷	فائدہ احوال بتان۔
۱۴۹	فائدہ مقدمہ ثانیہ۔
〃	فائدہ مواعظ و نصایح
۱۵۱	فائدہ تقریر تبلیغ حضرت نوح علیہ السلام۔
۱۵۳	فائدہ مایوسی حضرت نوح علیہ السلام۔
۱۵۶	فائدہ ذکر عوج ابن عوق۔
۱۵۷	فائدہ دلیل عذاب قبر
۱۵۹	فائدہ بیان عمر نوح علیہ السلام۔
〃	فائدہ پوشیدہ کردن شیطان بتان را بزیر زمین۔
۱۶۰	فائدہ بیان نکتہ باریک
۱۶۱	فائدہ معنی زلت انبیا۔
۱۶۲	فائدہ بیان مناسبت نوح با خاتم انبیا۔
۱۶۸	**تفریح پنجم در احوال حضرت ہود علیہ السلام**
۱۷۰	فائدہ جانا بعض قوم کا بنا بر دعا مقام کعبہ پر۔
۱۷۲	فائدہ تحقیق برد عجوز۔
۱۷۴	فائدہ قصہ شداد۔
۱۷۵	فائدہ تعمیر بہشت۔
۱۷۶	فائدہ بیان تاسف و رقت حضرت عزرائیل۔
〃	فائدہ بیان حقیقت شداد۔
۱۷۷	فائدہ غائب ہونا آدم کا
۱۷۹	**تفریح ششم در احوال حضرت صالح علیہ السلام**
۱۸۱	فائدہ وجہ تخصیص معجزہ ناقہ بقوم صالح ؑ
۱۸۲	فائدہ معجزہ خاتم المرسلین۔
۱۸۵	فائدہ غلبہ شہوت و غضب۔
۱۸۶	فائدہ جس مقام پر عذاب نازل ہوا ہو وہاں نہ جانا چاہیے
۱۸۷	فائدہ حال ابن ملجم ملعون۔
۱۸۸	**تفریح ہفتم در احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام**
۱۹۱	فائدہ اختلاف مفسرین در معنی ہذا ربی۔
۲۰۰	فائدہ قول اہل تحقیق۔
۲۰۱	فائدہ حل شبہہ۔
۲۰۳	فائدہ بیان غلطی ابو مسلم۔
۲۰۴	فائدہ تیاری حظیرہ۔
۲۰۶	فائدہ حال دختر نمرود۔
۲۰۸	فائدہ احوال خول مصر رفتن حضرت سارہ نزد سلطان مصر
۲۰۹	فائدہ مراجعت حضرت جانب بابل۔
۲۱۲	فائدہ تولد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔
۲۱۴	فائدہ ہجرت حضرت اسمٰعیل و ہاجرہ۔
۲۱۵	فائدہ وجہ سعی بین الصفا۔
〃	فائدہ تعظیم تبرکات اولیا۔
۲۱۷	فائدہ قصہ ذبح اسمٰعیل علیہ السلام
۲۱۹	فائدہ والدہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
۲۲۱	فائدہ بشارت پیدائش آنحضرت۔
۲۲۵	فائدہ ذکر حجر اسود۔
۲۲۶	فائدہ بیان شبہہ و جواب در حجر اسود۔
۲۳۱	فائدہ رویت پرستان۔
۲۳۵	فائدہ مقام مقبولیت۔
۲۳۷	فائدہ بیان تفضیل کعبہ بر بیت المقدس۔
۲۳۸	فائدہ تحقیق زمزم۔
۲۴۰	فائدہ ذکر دعائے ابراہیم علیہ السلام۔

صفحہ	مضمون
۵۸۳	فائدہ تابوت سکینہ باقوال مختلفہ
۵۸۵	فائدہ وجہ تسمیہ تابوت سکینہ۔
"	فائدہ دربیان آنکہ تعظیم تبرکات انبیا و اولیا از کتاب و سنت ثابت ست۔
۵۸۷	فائدہ بیان تابوت سکینہ بقول اہل تصوف۔
۵۹۳	**تفریح بست و یکم در احوال حضرت داؤد علیہ السلام**
۶۰۳	فائدہ ابتدائے تعمیر بیت المقدس۔
۶۰۴	بیان واقعہ دو کس دہقانی کہ روبروے حضرت داؤدؑ آمدہ و حکم حضرت سلیمانؑ در آن درست شدہ کما ورد فی التنزیل۔
"	فائدہ دربیان آنکہ خداوند کبریا براصابت رای حضرت سلیمانؑ در کلام خود مدح فرمودہ۔
۶۰۵	واقعہ دوم از بخاری و مسلم کہ دران ہم اصابت رائے حضرت سلیمانؑ واضح میشود۔
۶۰۶	واقعہ سوم پیرزالی بر ہوا داد خواہ شد در انہم حکم حضرت سلیمان صحیح شدہ۔
"	واقعہ چہارم قاضی شہر و زنے حسینہ کہ بر اصابت رائے حضرت سلیمانؑ دلیل ست۔
۶۰۷	بیان سوالات کہ حضرت جبرئیلؑ وقت وفات حضرت داؤدؑ آوردند کہ حضرت سلیمانؑ جواب آنہا دادہ اند۔
۶۰۹	فائدہ دربیان قصہ مسخ بگروہ بنی اسرائیل بسبب شکار ماہیان بروز شنبہ۔
۶۱۰	فائدہ دربیان آنکہ مسخ بنی اسرائیل مسخ صوری بودنہ مسخ معنوی و غیر معتزلہ قائل مسخ صوری بودہ اند۔
"	تنبیہ در آنکہ مسخ معنوی در امت مرحومہ میتواند شد نہ مسخ صوری۔
۶۱۲	فائدہ احوال حضرت لقمان حکیم۔
۶۱۴	فائدہ در نصائح حضرت لقمان۔
۶۱۷	فائدہ دربیان نصائح دیگر۔
۶۲۳	**تفریح بست و دوم در احوال حضرت سلیمان علیہ السلام**
۶۲۴	فائدہ دربیان آوازہای بعض طیور و درین ست بیان معجزات۔
۶۲۵	فائدہ دربیان آنکہ تسخیر ہوا معجزۂ حضرت سلیمانؑ و طی ارض کرامت اولیا امت مرحومہ۔
"	فائدہ بیان ثبوت حرمت تصاویر در دین اسلام و جواز این بود در عہد سلیمانؑ
۶۲۷	فائدہ بحضور حضرت سرور کائناتؐ قوم جن بشوق تمام حاضر شدہ ایمان می آوردند و بحضور سلیمانؑ بخوف۔
۶۲۸	فائدہ قصہ دعوت مخلوقات آلہی۔
۶۲۹	فائدہ قصۂ نملہ سلیمان علیہ السلام و بیان نصائح نملہ بحضور جناب۔
۶۳۲	فائدہ قصۂ ہدہد و بلقیس۔
۶۳۴	فائدہ دربیان نسبت بلقیس۔
۶۳۶	فائدہ دربیان وجوہ طلب در حق بلقیس۔
۶۴۳	تنبیہ دربیان بے انصافی نصاریٰ کہ الزام کثرت زوجات بہ نسبت حضرت صلعم میکنند۔
۶۴۷	فائدہ قصۂ گم گشتگی خاتم سلیمان علیہ السلام۔
۶۵۴	فائدہ بشارت حضرت سلیمان بہ ثبوت حضرت خاتم المرسلین۔
"	فائدہ ذکر سلطنت رحبیم ابن سلیمان۔
۶۵۵	**تفریح بست و سوم در احوال حضرت شعیا و ارمیا علیہم السلام**

صفحہ	مضمون
٤٧١	فائدہ ذکر قتل قبطی۔
٤٧٢	فائدہ وجہ رفتن بمدینہ
٤٧٣	فائدہ ہجرت موسیٰ مصر سے۔
٤٧٤	فائدہ جلوہ فرمائی حضرت موسیٰ کنارہ چاہ مدین۔
٤٧٦	فائدہ مسئلہ اصول فقہ۔
٤٧٨	فائدہ اختلاف در اسمائے عصائے موسیٰ و بیان معجزات موسیٰ سے۔
٤٧٩	فائدہ روانگی حضرت موسیٰؑ از مدین جانب مصر
٤٨٢	فائدہ داشتن عصا در دست راست سنت است
٤٨٣	فائدہ حکمت در قلب ماہیت عصا۔
〃	فائدہ وجہ ترس موسیٰؑ از نار۔
٤٨٤	فائدہ اختلاف در آیہ کبریٰ۔
٤٨٦	فائدہ رسیدن حضرت موسیٰؑ بخانہ۔
٤٩٥	فائدہ چہار طفل شیر خوارہ کلام کردہ اند۔
٤٩٦	فائدہ قصہ مرد چہارم۔
٥٠٧	فائدہ مقبول ہونا ایمان یاس کا۔
٥٠٨	فائدہ یہ قصہ حال سالک سے مشابہ ہے۔
٥١٢	فائدہ نکتہ تفسیری۔
٥١٣	فائدہ وجہ تخصیص اربعین۔
〃	فائدہ گوسالہ پرستی بنی اسرائیل۔
٥١٤	فائدہ وجہ معرفت جبرئیل علیہ السلام
٥١٥	فائدہ معنی خلیفہ۔
٥٢٠	فائدہ رفع شبہہ۔
٥٢٣	فائدہ سوال رویت بار دوم
٥٢٦	فائدہ توجیہ دیدار خدا۔
٥٢٨	فائدہ بیان اشکال مع جواب۔
٥٣٢	فائدہ بیان اختلاف در بقرہ کہ نر بود یا مادہ۔
٥٣٤	فائدہ بیان نکتہ۔

صفحہ	مضمون
٥٣٧	**قصہ حضرت خضر علیہ السلام**
٥٣٩	فائدہ بیان عجائبات حضرت خضرؑ۔
٥٤٣	فائدہ تحقیق لفظ خضر۔
٥٤٤	فائدہ مصاحبت حضرت خضر با حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
٥٤٥	**قصہ ہلاک قارون**
٥٥٠	فائدہ عوج بن عوق۔
٥٥٣	فائدہ بیان نعمائے الٰہی۔
٥٥٤	فائدہ بیان من وغیرہ
٥٥٧	فائدہ بیان معجزات دیگر از حضرت موسیٰؑ سے۔
〃	فائدہ بیان بے ادبی بنی اسرائیل۔
٥٥٩	فائدہ دخول اریحا۔
٥٦٤	فائدہ وفات موسیٰ علیہ السلام۔
٥٦٥	فائدہ حال قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام۔
٥٦٦	**تفریح شانزدہم در احوال حضرت یوشع علیہ السلام**
٥٦٩	فائدہ جہاد یوشع علیہ السلام۔
〃	فائدہ وفات یوشع علیہ السلام۔
٥٧٠	فائدہ اختلاف در قبر یوشع علیہ السلام۔
〃	**تفریح ہفتدہم در احوال حضرت حزقیل علیہ السلام**
٥٧٢	فائدہ وجہ تسمیہ ذوالکفل۔
٥٧٣	**تفریح ہیژدہم در احوال حضرت الیاس علیٰ نبینا و علیہ السلام**
٥٧٨	فائدہ ملاقات الیاس و خضر در عرفات۔
٥٧٩	**تفریح نوزدہم در احوال حضرت الیسع علیہ السلام**
٥٨١	**تفریح بستم در احوال حضرت شموئیل علیہ السلام**

الحمد لله وسلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ

درین روزگار کتابیست حطاب جامع مع تصحیح لاتست معجزات از ابو البشر آدم تا بعثت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اندرو دی آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و اقوال اولیا که در کتب سیر و تواریخ و ملفوظات صحیحہ علما و مشائخین یافته شد

مسمی بہ

احوال الانبیا فی
تفریح الاذکیا

جلد اول

از تالیف منیف زبدۂ علما اسوۂ عرفا سوختہ آتش جمال مصطفوی مولوی ابو الحسن صاحب سلمہ مرحوم کاکوروی

بار اول بتصحیح مولوی محمد ابو الحسن صاحب حسب تحریک مولوی محمد احسن صاحب مرحوم خلف اکبر مصنف طبع شد بود حالا بار چہارم

در مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ بطبع و ترقی یافت

سنہ ۱۹۲۲ء

صفحہ	مضمون
٦٥٧	فائدہ در اختلافات باحوال بخت نصر
〃	فائدہ دربیان بشارات حضرت شعیا و ارمیا کہ بنبوت حضرت صلعم دادہ اند۔
٦٦٣	فائدہ در ذکر دانیال اکبر و دانیال اصغر۔
٦٦٦	فائدہ بشارت حضرت دانیال بہ نبوت حضرت صلعم
٦٦٧	فائدہ در ذکر خرابی بیہود کہ دو مرتبہ واقع شد۔
٦٦٨	تفریح بست و چہارم در احوال حضرت عزیر علیہ السلام
٦٧٢	تفریح بست و پنجم در احوال حضرت یونس علیہ السلام
٦٧٨	فائدہ دربیان نکات آیہ کریمہ فاصبر لحکم ربک الخ
٦٧٩	فائدہ در طریق خواندن لا الہ الا انت سبحانک کہ اسم اعظم ست۔
٦٨٠	فائدہ در تحقیق این امر کہ حضرت معدود از انبیاء اولو العزم ہستند
٦٨١	فائدہ در دیدن عذاب یقین بکار نمی آید الا قوم یونس بکار آمد
〃	احوال ذوالقرنین
٦٨٣	فائدہ دربیان آیہ وجدہا تغرب فی عین حمئۃ و دفع شبہہ نصاری۔
٦٨٦	ذکر دخول سکندر در شہرہا۔
٦٨٧	ذکر سد سکندری۔
٦٩١	تفریح بست و ششم در احوال حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام
٦٩٢	فائدہ دربیان آنکہ در امامت زکریا علیہ السلام وقتیکہ بود کہ فرزندان اندر بخدا می کردند در مسجد میگذاشتند
٦٩٣	فائدہ از برکت دعاء مادر مریم شیطان حضرت عیسیٰ و مریم را مس نکردہ۔
〃	فائدہ در مراد کریمہ فتقبلہا ربہا بقبول حسن بیان فوائد کریمہ انی لک ہذا۔
٦٩٥	فائدہ بیان نکات تفسیریہ کہ در دعاء حضرت زکریا اہل تفسیر بیان کردہ اند۔
٦٩٧	قصۂ حضرت مریم علیہا السلام۔
٧٠٢	فائدہ دربیان آنکہ سوائے سہ کس از اطفال در حالت شیرخوارگی کلام نکرد۔
٧٠٤	ذکر شہادت حضرت زکریا علیہ السلام۔
〃	فائدہ اختلاف در آنکہ حضرت یحییٰ روبروے حضرت زکریا شہید شدند یا بعد وفات یا شہادت جناب موصوف۔
٧٠٦	تنبیہ در بعض حالات حضرت یحییٰ علیہ السلام۔
٧٠٨	ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔
٧٢٦	تعداد عمر حضرت عیسیٰؑ۔
〃	حال تحریف کتب قدیمہ۔
٧٣١	حال کتب جدیدہ۔
٧٣٣	بیان اسباب خرابی بیل۔
٧٣٥	تقریر نسخ احکام توریت۔
٧٥٤	قصۂ اصحاب کہف۔
٧٦٥	قصۂ اصحاب اخدود۔
٧٧١	احوال ہلاکت اصحاب فیل۔
٧٧٤	ختم جلد اول۔

جعل الفردوس مکانہما انے لما بلغت سن الشعور و میزت بین النار والنور و فرقت الضبا من الدبور شمرت ذیلی
علے طلب العلم والکمال و اشتغلت بالتحصیل من اوائل الحال فتلمذت علے مولای اخی ابن عمی وحید عصرہ
فی المعقول والمنقول و فرید دہرہ فی التصوف والاصول الذی یحکی محامدہ بلسان الادنیٰ والافاضل و بیردے
مدائحہ فی المجالس والمحافل والمتوکل علی اللہ الکفیل والقائل بالصدق حسبی اللہ ونعم الوکیل المتفرد بالعلم
الخفی والجلی مولانا مقتدانا شاہ حیدر علی العلوی واخیہ الفاضل العلامۃ والنحریر الفہامۃ الحامی لحمی الشریعۃ الغرا
بکسر النون دانشمند نگاہ دارندہ ۱۲
والحارس لبیضۃ الملۃ البیضاء المدرس المتوکل والمتصوف الموحد الجامع بین الفروع والاصول الحافظ للمعقول و
پاسبان ۱۲
المنقول مولانا تقی علی العلوی سلمہما اللہ العلی واخذت منہما النحو والصرف والفقہ والاصول واکثر کتب المعقول و
بلغت بہما من ترتیبہا الی المقصد الاعلیٰ وارتقیت ببرکات فیوضہما الی السماء الاعلیٰ ثم احرمت بطواف الکعبۃ
ارتقا بالکسر بالا رفتن ۲
المعنویۃ ملبیا وارتحلت من الوطن حامدا و مصلیا الی کعبۃ العلماء الربانیین و قبلۃ الکملاء الرحمانیین المدار علیہ
الافاضل من الفقہاء الکاملین والمشار الیہ بالانامل من بین العرفاء الفاضلین المفسر المحترم والمحدث المعظم
الذی جدد درس الحدیث فی تلک الدیار بعد ما اندرس واظہر آثار السلف فی ہذہ الامصار بعد ما انطمس الجواہر
الثمین ظہر من معدن الرسالۃ والکوکب المضی طلع من سماء الجلالۃ المحیط بالعلوم احاطۃ السماء بالنجوم الشیخ الہمام
مولانا محمد حسن علی آلہاشمی العربی ثم اللکنوی خیر مقتدے و امام من ہو فرید العصر فی کشف
اسرار الاحادیث والتنزیل مصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کیف لا وانہ عالم لم یکن عدیلہ و فاضل لم یوجد
بدیلہ وان کان فہو الشافعی او النعمان قدس اللہ سرہ و فوض الینا برہ فتشرفت بموافقۃ الاعلے و تقبلت سدتہ
العلیا وقرأت علیہ الہدایۃ والمسلم والبیضاوی و فرغت عن التحصیل المعلولی ثم ترکت العتبۃ العلیۃ
بالعوارض الدنیویۃ الدنیۃ فی سنۃ الف و مائتین و ثمانیۃ واربعین من الہجرۃ النبویۃ ولحقت فی الوطن بالاہل
والعیال مع توزع الخاطر بالحال والاستقبال ثم ذہبت و سافرت الی الکانفور لتحصیل ما ہو للبشر من الضرور
وتمت فیہ عامین کاملین ثم تصدرت الی اٹاوہ و مین فوری من نواحی اکبرآباد صانہما اللہ من الفتنۃ
والفساد ثم لما اتفقت لی الاقامۃ فی المین فوری بفضل اللہ التمس منی بعض الاحباب تدوینا و ترصیفا
فی قصص الانبیاء و جمعا و تالیفا فی احوال الاتقیاء فبالغت فی الانکار و انکرت بالاصرار لکن لم یسعنی
مخالفتہ فشرعت علی المسئول واجہدت فی المامول فی سنۃ احدی وستین بعد الف و مائتین من الہجرۃ
النبویۃ علی صاحبہا السلام والتحیۃ مستعینا بفضلہ القدیم و مستفیضا بفیضہ العمیم فان اللہ یحیی العظام وہی
رمیم و سمیت الرسالۃ **بتفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء** فالمامول من اہل الطبایع الزاکیۃ
والمرایا الصافیۃ ان یلتفتوا الی ذلک المکتوب بلحاظ القبول ولا ینظروا الے ہذا الظلوم والجہول فانی
جمع مرآۃ بالکسر بمعنی آئینہ ۱۲
قلیل البضاعۃ و غیر اہل ہذہ الصناعۃ و توکلت علی اللہ وہو حسبی ونعم الوکیل اللہم اجعل
آخر کلامی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

بسم الله الرحمن الرحیم

سبحان الذی خلق الانسان وجعله خلیفة الارض بالفضل والاحسان وفضله علی المخلوقات بالعلم والعرفان وحکم بسجوده الملائکة
فسجدوا الا الشیطان فالحمد لک یا من نفخت روحک فی الماء والطین وارسلت الیه رسولک بالوحی المتین انت
خالق الارواح فالق الاصباح مالک الملک والملکوت ملک الجبروت واللاهوت لا نحصی مقدوراتک ولا تتناهی معلوماتک
انت ذو العرش المجید وفعال لما یرید والصلوة علی نبیک المصطفی ورسولک المرتضی مالک المقام المحمود ومالک الحوض
المورود وافصح فصحاء العرب والعجم وابلغ من تادب وتعلم جامع الاحسان والعنایة وموجب الامن والامان فی یوم
القیامة خاتم الانبیاء والمرسلین قال الله تعالی فی شانه وما ارسلناک الا رحمة للعالمین وعلی آله الکاملین واصحابه العاملین
بالقوة النظریة رموز الاحادیث والفرقان القاطعین عن رقاب المنکرین قلائد الکفر والخذلان وعلی ازواجه امهات المومنین وعلی
سائر الفرق من المهاجرین والناصرین وبعد فیقول العبد الضعیف الجانی المشغوف بتذکیر اصحاب لوحی الربانی
ابو المحسن الحسن بن ملک العلماء وسند الفضلاء تاج الفصحاء سراج البلغاء میزان المعقول والمنقول منقح اغصان
الفروع والاصول صاحب المناقب الفاخرة فی الدنیا والآخرة عامل السلوک تضوی مولانا ابو الحسن الحسین الشهید
العلوی بن رئیس الاتقیاء حبیب الاصفیاء قطب الولایة والارشاد غوث العارفین والاوتاد دلیل الشرع المصطفوی
الشیخ الکامل والعارف العامل شاه میر محمد العلوی الحنفی القلندری الکاکوروی طاب ثراهما و

ادریس مرقوم و مسطور و اوراق صحف ابراهیم بذکر تعظیمش مزین و الواح کلیم بشرح تبجیل و تکریمش مبین و زبور داؤد بدقایق محمدتش شامل و صحیفهٔ حقیقی بر حقائق مکرمتش مشتمل کتاب شعیا مطرح انوار مناقبش و انجیل عیسی مطلع اهلهٔ آثار مراتبش میامن اقوال و افعالش را جوامع اکثر آیات قرآن جامع و مفاخر اوصاف و احوالش از مطالب اغلب کلمات فرقان طالع سه سورهٔ والشمس وصف چهرهٔ رخشان اوست ؛ ذکر واللیل از پی گیسوے مشک افشان اوست ؛ سبحان الذی اسری نشان قرب او ؛ جاهد الکفار در میدان دین جولان اوست ؛ قاب قوسین ابرو و مازاغ چشم دل فریب ؛ رب زدنے جلوه هائے حسن بے پایان اوست ؛ هرچه آن بر صفحهٔ امکان رقم زد دست غیب ؛ از کمالات و فضائل جملگی در شان اوست ؛ بلکه حق سبحانه جل شانه در کلام مجید مکرم از سر تا قدم آن محترم یاد می کند و از اکثر صفات صوری و معنوی خبر میدهد سر مبارک آن سرور را که زیبندهٔ افسر کرامت بود در لفظ لعمرک[۱] باز نمود و نرگس دیدهٔ حق دیدش را که چشم فلک بدو روشن شدی در روضهٔ لاتمدن عینیک نشو و نما داد و گوش با هوشش را که مخزن جواهر اسرار حقیقت بود در قعر بحر کنایه قل اذن خیر لکم[۲] جائے قرار مقرر فرمود آفتاب روے دل فریبش را بر اوج عنایت قدر نرے تقلب وجهک از آفت زوال مامون و مفتاح زبان گوهر پاشش در درج حوت صفا نمایسر ناه بلسانک از تصرف طبع و نفس محفوظ و مصئون و شرح سینهٔ بی کینه اش در در فتر الم نشرح لک صدرک مذکور و سر دل بے غل آنحضرت صلی الله علیه و آله و اصحابه در صحیفهٔ نزل به الروح الامین علی قلبک محرر و مسطور ذکر دستش که بحر محیط از رشک سخاوت او کف بر روز نا نشست ذرا نیه و لا تجعل یدک مبین و از صفاے گردنش که بسته فرمان ملک المنان است رمزاے عنقاک نشانے معین فحواے[۳] انقض ظهرک بر صفت پشت قوے اساسش که پشتی اولیا از و باشد مشتمل و مضمون انک تقوم وصف پاے بلند پایه اش را که فرق عرش فرش او سنر و متکفل سه اے ز سر تا پا چو چشم خویش عین مروے ؛ چون تواند بود چندین حسن در یک آدمے ؛ و نعم ما قال الشاعر سه لب لعل و خط سبز و رخ زیبا داری ؛ حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری ؛ شیوه و شکل و شمائل حرکات و سکنات ؛ آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری ؛ اے محب اگر ابراهیم خلیل بود و اتخذ الله ابراهیم خلیلا آنحضرت صلی الله علیه وسلم حبیب رب جلیل است خلیل را بعد از ابتلا خلعت خلت دادند و اذ ابتلی ابراهیم حبیب را از اول بکسوت محبت بیاراستند و در پاک تخلیق[۴] با بیشار و تحیات ملکوت آسمان را نظرگاه خلیل ساختند و کذلک نری ابراهیم ملکوت السموات نظرگاه خلیل را قدم گاه حبیب گردانید ند ثم دنے فتدلے خلیل بخود متوجه کعبه وصال شد انے ذاهب الے ربے حبیب بخود به بارگاه جلال راه یافت اسرے بعبده لیلا خلیل طلب هدایت کرد سیهدین حبیب را بے طلب دولت هدایت دادند

[۱] یعنی در سوره حجر فرمود لعمرک انهم لفی سکرتهم یعمهون ۱۲

[۲] یعنی کہو کان ہے تمہاری بہتری کو ۱۲

[۳] فحواے و فحوا بالفتح و در آخر الف ممدوده

[۴] و منصوره ... ۱۲

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد جمیع الستہ معبودی را سزاوار است کہ ہدایت صراط مستقیم وارشاد مناہج دین قویم بقبضۂ اقتدار اوست وانعام اولین وآخرین از ارباب کمال وانتقام مستحقان غضب از اصحاب غوایت واضلال بحیز اختیار او متصف است بصفات قدیم وکمال منزہ است از سمات حدوث وزوال متکلم است بکلام قدیم معلم است بکتاب کریم وستایش صانعی را درکار است کہ صورت صنع بدیعش لوح فطرت آدم را بہ نقوش وعلم آدم الاسماء کلہا آراستہ کردہ ادب آموز فیضش نفس ناطقہ را در مدرسہ وعلم من البیان مالم یعلم تعلیم داد وسپاس جہان آفرینی را واجب کہ از عرش تا ثری ہمہ بر وحدت وجودش دال واز ذرہ تا سہا جملہ بر الوہیتش ہم مقال وشکر منعمی را لائق کہ عقد تکریم لقد کرمنا بنی آدم در گردن من انداخت ودر زمرۂ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس بعنایت خویش منسلک ساخت وصلوۃ بی حد وتسلیمات بعید وتحیات بی احصاد وعوات لا انتہا بر حضرت رسالت پناہ سلطان تختگاہ لی مع اللہ نکتہ دان در علمک مالم تکن تعلم روشن بیان انا افصح العرب والعجم خاتم انبیا رسول مجتبی محمد مصطفی ماہ آسمان جلالت مہر فلک رسالت شفیع یوم محشر کہ رایت شفاعت کبری بکف کفایت او دادہ اند وعاصیان امت را درین دار ناپایدار بامید عنایت او فرستادہ اند چہ اگر مرہم امید شفاعت تدارک دلریش ولہای ما گنہگاران نکردی پیدا است کہ حال خستگان بیمارستان جرم وعصیان بکجا کشیدی

بیت

ہمہ را از گنہ شفیع توئی ؛ اصل جمعیت جمیع توئی ؛
گرچہ اندک بضاعتی داریم ؛ از تو چشم شفاعتی داریم ؛

از جناب اوست ابتدای موجودات کہ ہنوز حضرت واجب الوجود بمقتضای کرم وجود قرعۂ اختیار بر صفحۂ ایجاد نگردانیدہ وقابلۂ رحمت اطفال مہد عدم را از ارحام قضا بقضای تکوین نرسانیدہ بود کہ شاہ بلند پرواز نور مقدسش بجناح نجاح در ہوای ہویت طیران مینمود

بیت

کلک عنایت چو رقم ساز کرد ؛ از ہمہ پیش آن رقم ایجاد کرد ؛

روزی کہ در جامہ خانہ غیب خلعت پیغمبری بر بالای والایش میدوختند ومنشیان دیوان عنایت طغرای غرای نبوت در بیرون وبیرستان ہدایت منشور پر نور رسالت بنام نامیش رقم میزدند آدم علیہ السلام سر از بالش خاک نہ برداشتہ بود

بیت

شد کشادہ در نبوت او ؛ بیشتر ز آدم وابوت او ؛
چون ز احمد زمانہ بست فطیر ؛ گل آدم بنور بود خمیر ؛

پیغمبریست کہ اوصاف جمیلہ اش در کتب آدم وشیث مذکور واخلاق حمیدہ اش در صحائف

علہ صحیح حرف راست باضم مقدار سہ گز در درشت درنا بود ۱۲

دگوے عقیدت درمیدان صدق می اندازند بعد از یکهزار و دوصد و شصت و یک سال دست ارادت
بدامن دولت سرور کائنات علیه افضل الصلوٰة والتسلیمات زده از روے نیاز با آن خواجه کارساز
میگویند بیت زآفرینش عالم غرض توئے شاہا ٭ همه طفیل بود جملگے براے توایم ٭ تو آفتابے و
ما ذره سان هوا دارت ٭ تو بادشاہے و ما بندگان گداے توایم ٭ بآشنائیت از بحر غم توان رستن ٭
زہے سعادت دولت که آشناے توایم ٭ نمی خوریم غم از تاب آفتاب عتاب ٭ بروز حشر چو در سایهٔ
لواے توایم ٭ اگرچه نامه سیاهیم و جرم کاروی ٭ امیدوار بعفو تو و عطاے توایم ٭ والحق فضل و
کمال این عاشقان وعز و جلال این شیفتگان از سرحد احصاء متجاوز و دو بیر خرد در انشاء مناقب ابداء
علو مناصب شان عاجز و جزو خورده و آن از وقوف بر سرحد تقریر آن بعجز و قصور معترف و وهم
سریع الفهم در شرح رشحه از ان با هزار حیرت از بحر تقصیر و فتور معترف بیت ستایش توچه داند
زبان قاصر من ٭ که هرچه وصف تو کردم هزار چندانے ٭ مگر آنچه زبان قرآن باثبات آن اقامت
شهادت می نماید و لسان ترجمان حضرت ملک رحمان اشارت می فرماید بیان را شاید که پدر ملت و
صاحب خلت صلوات الله علیه از بارگاه واهب العطایا پنج تحفه درخواست حق سبحانه دعوات
او را مقرون اجابت ساخته مطالب خمسه بدو عطا فرمود و ابواب همان مقاصد و مرامات ناخواسته
بر روے امت حبیب علیه السلام بکشود یعنے خلیل از جبار جلیل دولت مغفرت طلبید که اطمع
ان یغفر لی خطیئتی و بے نوایان این امت را بے طلب ایشان مژدهٔ غفران رسید لا تقنطوا من
رحمة الله خلیل استدعا نمود که از رسوائے قیامت ایمن باشد و لا تخزنی یوم یبعثون نیازمندان
این امت را بهمان کرامت بشارت دادند یوم لا یخزی الله النبی والذین آمنوا معه خلیل مرتبه
وراثت جنت را مطمح نظر ساخت واجعلنی من ورثة جنة النعیم مفلسان امت حبیب را نیز بدان وراثت
نامزد کردند اولئک هم الوارثون خلیل مشتاق نسائم چمن قبول درخواست فرمود ربنا تقبل منا
انک انت السمیع العلیم امیدواران این امت را بروائح قبول معطر ساختند و هو الذی
یقبل التوبة عن عباده خلیل در ابتهاج توبه از رفیق توفیق استمداد نمود و تب علینا انک انت التواب
الرحیم رهروان سبیل متابعت حبیب را بجد و بدرقهٔ عنایت بسر منزل همین مراد رسانیدند و یتوب
الله علی المومنین و عجب تر آنکه حضرت خلیل علیه السلام را به پدرے این امت نامزد کردند ملة
ابیکم ابراهیم و موسے کلیم را سلام الله علیه منقبت خوان این جماعه ساختند و ما کنت بجانب الطور
اذ نادینا و حضرت رسالت پناه را صلی الله علیه وسلم بمهربانی ایشان فرموده اند و اخفض
جناحک للمومنین و نیز باید شنید که از هدایاے مخصوصه که خازنان خزائن سنایات جاودانی
بدین صدرنشینان مجالس هدایات ربانی ارزانی داشتند نصیبے نام بنام

سه بفتح اول و سکون دال و ۲ سه مهمله بمعنی زهیر و صاحب مغرب گویند که جامع کرده راهبر قافله باشند ۱۲ غیاث

وهدیه یک صراطا مستقیما خلیل طلب مغفرت پیش آورد والذی اطمع ان یغفر لی حبیب را مطمع این مژده فرستادند لیغفر لک الله خلیل بدعا درخواست که روز جزا ما را رسوا مگردان ولا تخزنی یوم یبعثون حبیب را نخواسته او همین بشارت رسید یوم لا یخزی الله النبی خلیل مطیعان را نخود اضافه کرده فمن تبعنی فانه منی حبیب عاصیان را نخویش در پناه مرحمت آورد شفاعتی لاهل الکبائر من امتی خلیل منادی کننده حج وقربان بود واذن فی الناس بالحج حبیب ندا دهنده شرع وایمان بود سمعنا منادیا ینادی خلیل بخدا سوگند خورد تالله لاکیدن خدای خلیل بحبیب قسم یاد کرد لعمرک انهم لفی سکرتهم یعمهون خلیل از خلت مقام خدمت یافت واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی حبیب از محبت رتبه شفاعت یافت ولسوف یعطیک ربک فترضی و اگر موسی علیه السلام نجی بود دقربناه نجیا مرتبه حبیب علیه الصلوة والسلام ازو بیفزود اگر نجی را دستی بود چون ماه تابان یخرج بیضاء حبیب را دلی بود چون خورشید درخشان مثل نوره کمشکوة فیها مصباح نجی بعصا آب از سنگ برآورد حبیب را چشمه حیات از میان اصابع روان شد نجی رضای حق طلبید عجلت الیک رب لترضی حق سبحانه جل شانه رضای حبیب دید فلنولینک قبلة ترضها نجی بدعا شرح صدر طلب کرد رب اشرح لی صدری حبیب را بی آنکه طلب کند این سعادت عطا کرد الم نشرح لک صدرک با نجی بر ذروه طور در احکام شریعت سخن گفت وکلم الله موسی تکلیما حبیب را بر قبه نور بر اسرار خفیه اطلاع داد فاوحی الی عبده ما اوحی

شنید آنجا کلامی بی آواز ⁂ معانی در معانی راز در راز ⁂ لباس فهم بر بالای او تنگ ⁂ سمند عقل در صحرای او لنگ ⁂ ز گفتن برتر است واز شنیدن ⁂ زبان زین گفتگو باید بریدن

منکه باشم که بود شرح کمالش هوسم ⁂ کیستم من که در اوصاف جمالش برسم ⁂ من کیم در چه حسابم که صفاتش شمرم ⁂ کیستم من که کنم عد خصائلش چه کسم ⁂ و بر ائمه اهل سعادت واجله فلک سیادت ملوک مقعد صدق وصفا سلاطین تختگاه علم وعلی سرفرازان مقام توحید پاکبازان کوی تجرید ناهجان مناهج صبر ورضا واقفان مواقف حلم وحیا اعنی اولاد کبار وائمه اطهار واهلبیت اخیار که خلعت جلالت انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی بر قامت باکرامت ایشان راست وتاج امارت ویطهرکم تطهیرا بر فرق شرافت ایشان بی کم وکاست می آید وبر اصحاب با اقتدار بل جمله مهاجر وانصار هداة سبیل ایمان نجوم اعلام طریق آسمانی ارباب صدق وحق اصحاب فضل مطلق تالیان قرآن صاحبان کرم واحسان شموس آسمان هدی بدر فلک تقی مصاحبان درگاه رسول حاضران وحی باوان نزول که اصحابی کالنجوم بر وزارت وکرامت ایشان دلیلی ست ظاهر اعدا معدی اصحاب بر وجاهت ولیاقت ایشان برهانی است باهر وبر عشقبازان آخرالزمان که مرکب شهادت در مضمار عبودیت می تازند

کہ دروازے بہشت کے کھول کر مشام جبروت ولاہوت کو معطر کرے مالک کو ارشاد ہوا کہ آتش دوزخ کو
آج کی رات ٹھنڈا کردے اور تخت شیطان کہ بین السماء والارض ہوا پر معلق تھا اُلٹ دیا گیا وہ مردود چالیس شبانہ روز
جبل ابو قبیس پر بحالت اضطراب واویلا کرتا رہا پھر ایک فرشتے نے اُسکو دریا مین غوطہ دیا پھر منھ کالا کیا تو ذریت
ابلیس نے سبب پوچھا وہ مردود بولا کہ خرابی ہوئی ہماری تمھاری جو کبھی نہ ہوئی تھی آج کی رات آمنہ زوجہ عبداللہ
نور پیغمبر آخرالزمان علیہ السلام سے منور ہوئی ہین یہ ایسا شخص ہوگا کہ اُسکے باعث سے عبادت لات و منات و عزیٰ
و ہبل کی بالکل موقوف ہو جائیگی یہ بُت سب توڑی جائینگی جملہ ادیان منسوخ ہونگے شرک و کفر و زنا کاری و
قماربازی و شراب خواری کو منع کریگا جو نہ مانیگا اُسے سزا دیگا ہماری آمد و رفت آسمان پر نہ ہوگی جب قصد کرینگے
فرشتے انگارے پھینکین گے پس علم کہانت و غیب کوئی ایک قلم نہ رہیگا تمام عالم عدل و انصاف سے معمور ہو جائیگا
تمام روے زمین مساجد ہو کر عبادت حق سے آباد ہوگی افعال نیک کا روز بروز کمال بد باتون کا ہر دم زوال ہوگا
روایت ہے کہ جس رات مین نور محمدی نے بطن پاک آمنہ کو منور کیا اور سپہر رسالت کا آفتاب برج حمل مین در آیا اُسکی
صبح کو جہان کے بُت سرنگون منھ کے بل گرے شیاطین صعود فلک سے بند کئے گئے بادشاہون کے تخت اُلٹ گئے
حضرت احدیت سے ارشاد ہوا کہ اے ملائک ارض و سما آج تمام عالم کو نور محبوب سے منور کرو چنانچہ کوئی گھر نہ تھا جو
نورانی نہ ہوا کوئی جانور نہ تھا جو گویائی مین نہ آیا ہو مشرق سے مغرب تک وحوش و طیور نے خوشیان کین و شادیانے جبروتی و
لاہوتی خوب بجے روایت ہے کہ بعد نکاح و قبل زفاف ایک روز عبداللہ مسماۃ رقیقہ بنت نوفل کی طرف کہ بضم را مہملہ
و فتح قافین بصیغہ تصغیر ہے و بروایتے قتیلہ کہ بضم قاف و فتح مثناۃ فوقیہ و بروایتے فاطمہ شامیہ و بروایتے خثعمیہ بفتح خاء معجمہ
و سکون ثاء مثلثہ و فتح عین مہملہ یعنے فاطمہ کہ منسوب بقبیلہ خثعم تھی ہو کر نکلے وہ از خود رفتہ ہو کر بولی سو اونٹ دونگی اگر
تو میرے ساتھ نزدیکی کرا اور میرا کہا مان عبداللہ نے فرمایا کہ یہ بات بلا نکاح نہین ہوگی اُسنے اصرار کیا عبداللہ نے
بہانہ کیا کہ گھر ہو کر آتا ہون بعد اُسکے گھر آکر اپنی بی بی سے ہمبستر ہوے اور وہ نور جبکی چوٹ سے شیشۂ دل عورتون
کے چور چور تھے آمنہ کے پیٹ مین پہونچا صبح کو عبداللہ اُس عورت کے پاس گئے اور کہا کہ اگر نکاح کرو مین راضی ہون
یہ عورت بھی بڑی کاہنہ حسینہ و فصیحہ متمولہ صاحب عصمت و عفت و نا کتخدا تھی اُسنے کہا کہ مین بدکار نہین ہون لیکن
مین نے نور محمدی کو تیری پیشانی مین چمکتا دیکھکر چاہا تھا کہ جسطرح ہو مین اُسکو لون خدا نے نہ چاہا اب مجھکو کچھ غرض
نہین اے عبداللہ سچ بتا تو کس عورت کے ساتھ سویا عبداللہ نے احوال کہا اُسنے کہا اے عبداللہ اپنی بی بی کو
خبر کر کہ تو نے اپنے پیٹ مین بہترین اہل زمین کو اُٹھایا ہے اُسکی محافظت کرنا ضروری ہے اور بعضے کہتے ہین کہ
یہ عورت ام قتال ورقہ ابن نوفل کی بہن تھی اُسنے اپنے باپ سے آنحضرت کا حال سنا تھا کہ نبی اسماعیل سے
ہونگے سو اُسنے نور محمدی پیشانی عبداللہ مین دیکھکر خواہش کی اور بعضے کہتے ہین کہ نام اُس عورت کا جس نے
خواہش وصال عبداللہ سے کی تھی لیلی عدویہ تھا اور وجہ تطبیق روایات یہ ہے کہ ان سب عورتون نے خواہش
کی تھی ہر ایک راوی نے جو اُسکو پہونچا روایت کیا ایک روایت ہے کہ اکثر عورتین قریش کی کہ نور محمدی کی

این امت عالی ہمت رقم زوند یعنی آوازۂ خلعت خلیل را باقطار عالم رسانیدند اتخذ اللہ ابراہیم خلیلا وازه
دبدبۂ محبت این امت آفاق جہان را بدین صدا پر ساختند کہ یحبہم و یحبونہ خلعت اصطفاء در بر وی پوشانیدند
ولقد اصطفیناہ فی الدنیا قباے ہمان کرامت برقامت استقامت این امت دوختند
ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا لواے اجتباء او را در فضاے عظمت برافراختند اجتباہ و ہداہ و
علم عزت ایشان را نیز بطراز ہمین اعزاز مطرز و معزز ساختند ہو اجتباکم صفت حنیفیہ خلیل را اثابت کردند
ولکن کان حنیفا عاشقان حبیب را نیز از ہمین مرتبہ بہرہ رسانیدند مخلصین لہ الدین حنفاء رتبۂ اسلام
او را درجہ اشتہار دادند کان حنیفا مسلما متابعان حبیب را نیز بہمین نام مشہور عالم گردانیدند ہو سماکم
المسلمین حضرت خلیل را از بشارت غلام بہرہ مند ساختند وبشرناہ بغلام حلیم امت حضرت حبیب
را بابشارت اکرام نواختند وبشر المومنین و ابواب نجات بمفتاح رحمت بر روے موسی علیہ السلام
برکشادند انجینا موسی و نجات مناجاتیان این گروہ را بدین صورت جلوہ دادند حقا علینا ننجی المومنین
لآلے معالے او را بصفت معیت در سلک سعادت کشیدند اننی معکما اسمع و اری ور
مفاخر معیتہ و جامعیتہ ایشان را در عقد احتشام منتظم گردانیدند وہو معکم اینما کنتم اساس تقرب او را برینوجہ
مہد ساختند کہ و قربناہ نجیا بناے قرب ایشان را برین قاعدہ نہادند کہ اولئک المقربون آورا بہ تیسیر
امر از اقران امتیاز دادند ویسر لی امری بر ایشان نیز بہمین صورت منت نہادند یرید اللہ بکم الیسر
تیر دعوت او را بہدف اجابت رسانیدند قد اجیبت دعوتکما بدیہ نیاز کیشان را نیز بشرف قبول
مشرف گردانیدند ویستجیب الذین آمنوا او را مغفرت پوشانیدند فاغفر لی فغفر لہ ایشان را نیز
از ہمین ساغر جرعہ نوشانیدند یدعوکم لیغفر لکم او را از مہلکہ خوف بسر منزل امان رسانیدند
لاتخف انک من الآمنین ایشان را نیز بمعاونت قائد امن از خوف و خطر رہانیدند اولئک لہم
الامن شرف او را بتعظیم تسلیم بر جہانیان واضح گردانیدند سلام علی موسی حرمت این امت را
باکرام سلام بر عالمیان لائح ساختند سلام قولا من رب رحیم وگلشن کمال حبیب را بگلبن اتمام
نعمت بیاراستند و یتم نعمتہ علیک چمن اقبال متابعانش را بریحان ہمین صفت معطر ساختند
واتممت علیکم نعمتی صداے کوس نصرت آنحضرت را باسماع عالمیان رسانیدند و ینصرک
اللہ نصرا عزیزا وصیت صفت منصوریۂ پیروانش را در زوایاے آفاق و اقطار جہان ظاہر
گردانیدند و کان علینا نصر المومنین لب غنچہ فتح مبین را در ریاض جلالش بہ نسیم عنایت خندان کردند
انا فتحنا لک فتحا مبینا رخ شگوفۂ فتح قریب را در بساتین افضال مطیعان بشعاع حمایت شگفتہ
نمودند و اثابہم فتحا قریبا تاج دہاج نزول سکینہ بر فرق شرف حبیب خود نہادند
فانزل اللہ سکینتہ علیہ و دواج ہمین صفت بمتابعت او بر کتف شرف امت او

بیاسی برس سکندر رومی کو مرے ہوے ہوے تھے اور چھہ ہزار تین سو اکاون برس قمری اور مع دو سو انتیس[۲۲۹] و زہبوط آدم علیہ السلام کو ہو چکے تھے اور اہل حساب کے نزدیک بتیسوین یا اٹھائیسوین[۴۸] شہور زدمیہ سے تھی اور چھوین دے ماہ شہور فرس سے اور جس رات حضرت پیدا ہوے نوشیروان کا محل زلزلے مین آیا اور چودہ کنگرے اُسکے گر پڑے نے یہ اشارہ اِس طرف ہی کہ اُسکی اولاد مین چودہ آدمیون کی بادشاہی رہیگی اور یہ معاملہ ہوا کہ آتشکدہ فارس جو ہزار برس سے جلتا تھا ٹھنڈا ہو گیا اور ساوہ کا دریا جو بڑے زور شور سے جاری تھا سو کھ گیا اور رود خانہ سماوہ مین جو ہزار برس سے سوکھا پڑا تھا پانی جاری ہو گیا اِسمین یہ اشارہ ہی کہ آتش پرستون کا بازار سرد اور کفر کے دریا خشک ہونگے اور دریائے اسلام جاری رہین گے بالجملہ اس واقعہ سے نوشیروان گھبرایا اور بہت دنون تک خائف رہا مگر اِس حال کو کسی سے بیان نہین کیا یہان تک کہ قاضی القضاۃ فارسیون نے جسکو موبدان کہتے تھے یہ خواب دیکھا کہ شتر تند سرکش عربی گھوڑون کو کھینچے ہین یہان تک کہ دجلے سے گذر گئے اور بلاد مین پھیل پڑے موبدان نے تعبیر کی کہ عرب کے ملک مین حادثہ برپا ہوگا جس سے عجم کا ملک مغلوب ہو جائے پس نوشیروان ایسے ایسے واقعات سے پریشان ہوا اور اُسنے نعمان ابن المنذر کو لکھا کہ کوئی نجومی ایسا میرے پاس بھیجدے کہ اُس سے ان واقعات کا حال دریافت کرون نعمان نے عبد المسیح ابن عمرو غسانی کو بھیجا کہ نوشیروان کی کیفیت واقعات سے مطلع کر کے کشف حقیقت چاہی اُسنے کہا یہ سب واقعات دلالت حدوث حادثہ پر کرتے ہین مگر تعین وقت حادثہ سے میرا ماموں سطیح جواب دیسکتا ہی اور یہ سطیح وہ شخص تھا جو ایام سیل عرم پیدا ہوا تھا عمر اُسکی چھہ سو برس کی تھی اور بڑا کاہن شاطر اپنے علم مین ماہر تھا اور ہیئت ترکیبیہ اُسکی قدرت حق کی اعجوبہ تھی کہ تمام جسم مین جوڑ بند نہ تھے قدرت نشست و برخاست نہ رکھتا تھا مگر جب غضب مین آتا تو ہوا مین بھرتا اور بیٹھتا اور اعضا مین ہڈی نہ تھی سوائے استخوان جمجمہ کے اور کنارے ہاتھ اور اُنگلیون کے گویا ایک سطح گوشت کی تھی جسوقت چاہتے کہ اُسکو کسی مقام پر لیجائین تو لپیٹ لیتے تھے جیسے کپڑے کو لپیٹتے ہین اور نہ اُسکے سر تھا نہ گردن منھہ سینہ پر تھا جب کوئی غیب کی بات پوچھنا چاہتا اُسکو ہلاتا جیسے مشک دوغ ہلاتے ہین تب اُسمین دم پڑتا اور جواب دیتا وہب ابن منبہ سے روایت ہی کہ ایک جن سطیح کا آشنا تھا وہ خبرین آیندہ بتلایا کرتا تھا اور یہ وہ جن تھا جسنے طور سینا پر اللہ صاحب کا کلام جو موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا تھا سنا تھا الغرض نوشیروان نے عبد المسیح کو سطیح کے پاس بھیجا جسوقت رسول کسرے سطیح کے شہر مین آیا تو اُسکو سکرات موت مین پایا وقت ملاقات بعد عرض سلام جانب کسرے سے ابلاغ پیام کیا سطیح نے جواب نہ دیا عبد المسیح نے سطیح کو ہلایا اور چند بیتین مشتمل احوال کسرے اور اُسکے سوال کی پڑھین سطیح نے جب ان بیتون کو سُنا جنبش کی اور کہا عبد المسیح آیا ہی بجانب سطیح سوار او پر شتر واماندہ رفتار کے بہ تحقیق سطیح قریب اُس کے ہے کہ قبر مین داخل ہو بھیجا ہی تجھکو ملک بنی ساسان یعنی نوشیروان نے بسبب اضطراب و تزلزل ایوان و گر پڑنے کنگرون کے اور بجھنے آتشکدہ فارس کے اور خواب قاضی موبدان کے کہ اونٹ سرکش عربی گھوڑون کو کھینچے ہین

جنگ سے عاشق جمال عبداللہ تھین کثرت غم و اندوہ سے بیمار ہو گئین اور انمین سے دو سو لڑکیان اسی غم و
درد مین مر گئین روایت ہی کہ ان دنون قحط و خشک سالی کے سبب سے قریش پر بڑی سختی تھی سو آنحضرتؐ کی
برکت سے خوب مینھہ برسا اور تمام عالم سرسبز ہو گیا اور سارے حیوانات اور نباتات پر ایک نور عجیب چھا گیا بلکہ
اسی خوشی سے نام اس سال کا سنۃ الفتح والابتہاج رکھا گیا اور ابونعیم نے حضرت عباسؓ سے روایت کی ہی کہ اس
رات مین اہل قریش کے دواب و مواشی نے قدرت نطق پاکر خوشی مین پکار پکار کر کہا کہ قسم ہی پروردگار کی آمنہؓ
کے پیٹ مین خدا کا رسول ہی تمام دنیا کا امام اور سارے خاندانون کا چراغ اور صاحب نبوت کا سرتاج روایت
کیجاتی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پورے نو مہینے نہ زیادہ نہ کم مان کے پیٹ مین رہے اور جیساکہ عورتون کی
عادت ہی کہ حمل کے دنون مین بدمزگی طبیعت اور ناخوشی ظاہر ہوا کرتی ہی سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ
ماجدہ کو اس قسم کے عوارض سے کوئی بھی عارضہ نہ تھا بلکہ وہ فرمایا کرتی تھین کہ حمل کے دنون مین مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا
کہ مین حمل سے ہون اور حضرت آمنہؓ فرماتی ہین کہ ایک رات مین مین کچھ سوتی کچھ جاگتی تھی کہ ایک آواز میرے
کان مین آئی کہ تو حمل سے ہے اور تیرے حمل مین بہترین خلائق ہی اسوقت سے مین نے جانا کہ حمل سے
ہون اور مدت حمل تک ہر مہینے آسمان سے یہ آواز آتی تھی کہ اے آمنہؓ تجھے مبارک ہو کہ ابوالقاسم کے ظہور کا دن
آپہونچا بالجملہ بعد نو مہینے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لب از طلوع صبح صادق و پیش از طلوع آفتاب بارھوین
ربیع الاول بقول اشہر روز دوشنبہ بالاتفاق سرای محمد ابن یوسف مین مختون و مستور مستقبل قبلہ دونون
ہاتھ زمین پر رکھے اور سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے پیدا ہوئے اسی شب مین حرمین شریفین کے لوگ
ابتک مولد پڑھتے ہین اور آداب اور مناسک بجالاتے ہین اور اہل مکہ ابتک زیارت مقام مولد شریف
کرتے ہین اور اس مقام کو متبرک جانتے ہین اور وہ سرای ایک کوچے مین واقع ہی کہ اسکو زقاق المولد کہتے ہین
اور وہ کوچہ ایک شعب مین ہی کہ مشہور بہ شعب بنی ہاشم ہی اور جو لوگ کہتے ہین کہ ولادت شریف رمضان المبارک
مین واقع ہوئی ہی اور دلیل اسکی یہ بیان کرتے ہین کہ علوق نطفہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم آمنہؓ مین شب عرفہ یا
اوسط ایام تشریق مین ہوا اور مدت حمل نو مہینے پوری تھی پس ماہ رمضان ماہ ولادت پڑتا ہی سو تطبیق اس
قول مین اور قول اشہر مین یہ ہی کہ کفار اشہر حرام مین تقدیم و تاخیر کرتے تھے اس صورت مین جائز ہی کہ سال ولادت
حضرت مین کافرون نے حج جمادی الثانی مین کیا ہو اس تقدیر پر نو مہینے پورے ربیع الاول مین ہوتے ہین
کذا فی روضۃ الاحباب فائدہ از روے تحقیق شیخ جلال الدین سیوطی کے واضح ہی کہ سب سترہ رسول پیدایشی
مختون ہین آدمؑ نوحؑ سامؑ شیثؑ ادریسؑ صالحؑ ہودؑ یوسفؑ لوطؑ شعیبؑ موسیٰؑ سلیمانؑ زکریاؑ حنظلہؑ یحییٰؑ عیسیٰؑ
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین چنانچہ صاحب درمختار نے مسائل شتی جلد اخیر مین لکھا ہی اور کتب معتبرہ
سے واضح ہی کہ جسدن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اسدن واقعہ اصحاب فیل سے چالیس یا پچاس
یا پچپن دن گذرے تھے اور نوشیروان بادشاہ تھا اور اسکی سلطنت پر بیالیس برس گذر چکے تھے اور آٹھ سو

کہ اُٹھا واللہ نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہوئی اور عبدالرحمن ابن عوفؓ اپنی والدہ مسماۃ شفا سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتی تھین کہ جس رات آمنہ کو دردزہ ہوا ہے مین قابلہ آمنہ تھی جبکہ حضرت صلعم میرے ہاتھون پر بطن مادر سے آئے تو مین نے سُنا کوئی کہتا ہے یرحمک ربک اور شرق سے غرب تک ایک روشنی ایسی ہوگئی کہ مین نے بعضے قلعے روم کے اپنی آنکھون سے دیکھے اور آمنہ فرماتی ہین کہ جب میرے درد شروع ہوا تو مین نے ایک آواز سُنی اور ڈر گئی پھر مین نے دیکھا کہ ایک پیالہ سفید شربت سے بھرا ہوا رکھا ہے مین سمجھی دودھ ہے اور مین پیاسی تھی سو مین نے اُسکو پیا کہ دل کو اطمینان ہوا اور تحقیق محدثین اہل تاریخ کی یہ ہے کہ آمنہ شب تولد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم مین تنہا تھین اسی سبب سے ترسان وہراسان ہوئین کہ غیب سے ایک طائفہ ملکوت نے نزول کیا تب اطمینان ہوا اس روایت مین اور روایت موجودگی فاطمہ ثقفیہ و شفا مادر عبدالرحمن مین تعارض واقع ہوتا ہے کاتب الحروف کے نزدیک دفع تعارض ہو سکتا ہے اس طرح کہ جب دردزہ پیدا ہوا تو آمنہ اکیلی تھین اور وہ اوّل شب تھی اور اواخر شب مین یعنی ہنگام طلوع صبح ظہور السرور صلعم جملہ دوست اقارب سببی و نسبی حاضر ہوے تھے اور بھی آمنہ فرماتی ہین کہ حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم جسوقت پیدا ہوے اُسی دم سجدے مین گئے اور انگشت شہادت جانب آسمان اُٹھائی مین کہتا ہون کہ یہ دعا فرمائی تھی واسطے نجات اُمت مرحومہ کے آمنہ فرماتی ہین کہ بعد اُسکے ایک سفید ابر آیا اُسنے آنجنابؐ کو اپنے بیچ مین چھپالیا اور میرے کان مین آواز آئی کہ گویندہ کہتا ہے کہ اسکو مشرق و مغرب مین پھراؤ تاکہ سب مخلوق بری و بحری اور تمام ملائک ارضی و سماوی و جن و بشر و وحوش و طیور و شجر و حجر اسکے نام سے واقف و آگاہ ہو جاوین اور بخوبی پہچان رکھین اور ابوالبشر حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق اور حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت اور شیخ الانبیا حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت اور ابراہیمؑ کی خلت اور اسمٰعیلؑ کی زبان اور اسحٰقؑ کی رضا اور صالحؑ کی فصاحت اور لوطؑ کی حکمت اور یعقوبؑ کا بشرا اور موسیٰؑ کی شدت اور ایوبؑ کا صبر اور یونسؑ کی طاعت اور یوشعؑ کا جہاد اور داؤدؑ کی آواز اور دانیالؑ کا حبّہ اور الیاسؑ کا وقار اور یحییٰؑ کی عصمت اور عیسیٰؑ کا زہد عطا کرو اور بحر اخلاق انبیا مین غوطہ دو آمنہ فرماتی ہین کہ جب یہ آواز سُن چکی تو ابر کھل گیا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اُسوقت پیچیدہ بارچہ سبز مین پائے گئے کہ مثل چشمہ اُس حریر سے پانی ٹپکتا تھا اور کہنے والا کہتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاکم ہوے تمام دُنیا پر تمامی خلق اُنکی مطیع ہوگی اور روے مبارک ماہ چہاردہم نظر آیا اور بوے مشک اذفر نے دماغ کو معطر کر دیا اور تین شخص نظر آئے ایک کے ہاتھ مین ابریق نقرہ اور دوسرے کے ہاتھ مین طشت زمرد سبز اور تیسرے کے ہاتھ مین حریر سفید ایک نے انگشتری نکالی اور سات مرتبہ دھو کر بین الکتفین مہر کر دی اور اپنی گود مین ایک ساعت رکھ کر میری گود مین دیا اور عبدالمطلب سے منقول ہے کہ مین شب ولادت آنحضرت صلعم مجاورت کعبہ مین مصروف تھا جب نصف شب گذری تو کعبہ مقام ابراہیم پر سجدہ مین گرا اور در و دیوار سے آواز آتی تھی اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمدن المصطفےٰ الآن قد طہر لی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین یعنے اللہ بزرگ ہے جو پروردگار محمد مصطفےٰ کا ہے

میا نشک کہ دجلے سے باہر اُتر گئے اور بلاد فارس مین منتشر ہوسے اے عبد المسیح مین کہتا ہون اذ اظہرت التلاوۃ وبعث صاحب الہراوۃ وفار وادی السماوۃ وغارت بحیرۃ ساوۃ وخمدت نیران فارس لم یکن بابل للفرس مقاما والا الشام سطیح مناما یملک منہ ملوک وملکات علی عدد الشرفات ثم یکون ہنات وہنیات وکل ماہوات حاصل یہ کہ جسوقت ظاہر ہو تلاوت یعنی جسوقت قرآن خوانی ہوگی اور لاٹھی والا یعنے محمد رسول اللہ صلعم پیغمبر ہوگا اور دریاے سماوہ مین پانی جاری ہوگا اور ساوہ کا دریا خشک ہو جائیگا اور فارس کا آتشکدہ ٹھنڈا ہوگا نہ رہیگا بابل فارسیون کا مقام اور نہ شام سطیح کا خوابگاہ یعنی اُسوقت سطیح اپنی زندگی مین نہ ہوگا سلطنت عجم تمام ہو صرف چودہ آدمی سلطنت کیانی پر تخت نشین ہون اے عبد المسیح جو کچھ ہونیوالا ہی ظاہر ہوگا اور واقعات اس زمانہ کے افسانہ ہونگے چنانچہ یہ کلام کرکے مرگیا اور عبد المسیح نے یہ جواب کسری سے بیان کیا کہ چودہ آدمی بعد کنگرہ بادشاہت کرینگے اُسکو مدت مدید درکار ہے لیکن تقدیر سے غافل تھا چنانچہ عرصہ قلیل مین ریاست اُسکی برہم ہوگئی اور دس رئیس چار برس مین مرگئے اور چار شخصون کی دولت تا خلافت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے رہی خلافت خلیفہ ثالث مین وہ بھی جاتی رہی بالجملہ جو باتین سطیح نے کہی تھین وہ سب واقع ہوئین اور یزدجرد کا ملک سال اکیس ویک ہجری مین بسر کردگی سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فتح ہوا اور یزدجرد آخر خلافت حضرت عثمان رض مین ایک آسیابان کے ہاتھ سے جنگل رو مین مارا گیا پھر اُنمین کوئی بادشاہ نہ ہوا محققین اہل تاریخ فرماتے ہین کہ بعد سطیح کے کوئی کاہن راست گو ظاہر نہین ہوا اور عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص سے روایت ہے کہ اہل شام مین ایک درویش عیص نام اکثر کہا کرتا تھا کہ اے اہل مکہ تم مین ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکے مطیع عرب و عجم ہونگے اور قریب تر ہونیوالا ہی چنانچہ جب کوئی مکہ مین پیدا ہوتا وہ درویش اُسکا حال پوچھتا حتی کہ آنجناب صلعم پیدا ہوے تو عبد المطلب نے اُسکو آگاہ کیا اُسنے کہا یہ وہی لڑکا ہی تمنے اُسکا نام کیا رکھا عبد المطلب نے کہا محمد نام ہی کہنے لگا اُسکی تین علامتین مجکو معلوم ہوئین ایک شب گذشتہ مین ستارہ اُسکا طالع ہوا دوسرے دوشنبہ کو پیدا ہوا تیسرے محمد نام ہوا اور فاطمہ ثقیفہ بنت عبد اللہ مادر عثمان رض ابن ابی العاص کہتی ہین کہ تولد حضرت صلعم کے وقت مین بھی آمنہ کے پاس موجود تھی سو مجکو ایک نور ایسا نظر پڑا جس سے تمام گھر روشن ہوگیا اور ستارے آسمانی ایسے نزدیک آگئے کہ مجھے گمان ہوا کہ آمنہ پر یا مجھپر گر پڑینگے ۵ تھا یہ وہ نور جلا جسکی تجلی سے طور + طور پر موسی عمران گرا ہوش سے دور + دور اسکو نہ سمجھنا کہ ہے آنکھون کے حضور + پس یہ واجب ہی کہ تم حسب حدیث مشہور + جب تلک ذکر سے اُسکے رہے محفل روشن + صلوات اُسپہ پڑھو تاکہ رہے دل روشن + اور حاکم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ شہر مکہ مین ایک یہودی تاجر رہتا تھا اُسنے قریش سے کہا رات کو ایک لڑکا تم مین پیدا ہوا ہی قریش نے کہا ہمکو خبر نہین بولا بے شبہہ ہوا ہی اور اُسکے ابین دونون شانون کے بال مجتمع ہین جسطرح گھوڑے کی رگین تب قریش یہودی کو لیکر دروازہ آمنہ پر آئے اور حضرت صلعم کو دیکھا تو وہ علامت پائی گئی اور یہودی بیہوش ہوکر گرا اور بے تحاشا

اور کہا اے آمنہ آگاہ ہو کہ میرے اِس فرزند سعادتمند کی شان عظیم ہوگی اور اسکو مرتبہ بلند عنایت ہوگا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ **فائدہ** پوشیدہ نہ رہے کہ محمدؐ اشہر اسما حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے اور اصل مین یہ لفظ بصیغہ اسم مفعول از باب تفعیل ہے اور تکریر و تکثیر اسکا خاصہ ہے پس محمد بمعنی ستودہ مکرر و بسیار ولنعم ما قیل **شعر** مقام تو محمود نامت محمدؐ + بدینسان مقامے و نامے کہ دارد + مطالع المسرات مین لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ نے دو ہزار برس پیش از خلقت خلق یہی نام حضرتؐ کا رکھا تھا کہ یہی نام عبد المطلب کی زبان سے نکلا بعض قریش نے پوچھا کہ تمھارے آبا و اجداد مین یہ نام کسی کا نہین ہوا ہے تمنے کس لیے یہ نام رکھا عبد المطلب نے کہا مین نے یہ نام اسواسطے تجویز کیا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی تعریف کرے اور اہل زمین اُس کی ستایش مین مصروف ہون کذا فی مزرع الحسنات اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ آمنہ نے ایام حمل مین خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے انت حاملۃ بسید ہذہ الامۃ فاذا وضعت فسمیہ محمداً اور اللہ صاحب نے چار جگہ اپنے کلام مین اسی نام سے یاد فرمایا ہے چنانکہ وما محمد الا رسول اور ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات وآمنوا بما نزل علے محمد اور محمد رسول اللہ والذین معہ اور ذکر شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کتب سابقہ در السنہ انبیاء گذشتہ مین باسم محمدؐ و احمدؐ مشتہر تھا اور اِس نام کو اور احمد کو اللہ صاحب نے ایسا پوشیدہ رکھا تھا کہ کوئی شخص قبل حضرتؐ کے اِس نام سے نامزد نہین ہوا لیکن احمدؐ پس بالاتفاق کوئی اس نام کا مسمے نہین ہوا باقی رہا محمدؐ سو یہ بھی ایسا ہی ہے حتی کہ جب زمان ظہور نور نبوت احمدی قریب تر پہونچا اور علماء توریت و انجیل اور کاہنون اور نجومیون نے اِس مژدہ جانفزا سے لوگونکو مسرور کیا تو بعضون نے اپنے بیٹون کے نام محمدؐ رکھے اِس آرزو سے کہ یہ نبی آخر الزمان ہون اور عجائب حکمت الٰہیہ سے یہ ہوا کہ اُنھین سے کسی نے بھولے سے کبھی دعوی نبوت نہ کیا کہ باعث التباس و اشتباہ واقع ہوتا حافظ ابن حجر اور سخاوی نے قریب پندرہ آدمیون کے جنکے نام محمدؐ رکھے گئے تھے بیان کئے ہین محمدؐ ابن عدی ابن ربیعہ تمیمی سعدی و محمدؐ ابن اُحیحہ اویسی بصیغہ تصغیر و ہر دو مہملہ و محمدؐ ابن اسامہ و محمدؐ ابن البرار بکری و محمدؐ ابن حارث و محمدؐ ابن حرمان العمری و محمدؐ ابن حمران جعفی و محمدؐ ابن خزاعی سلمی و محمدؐ ابن خولی ہمدانی و محمدؐ ابن سفیان و محمدؐ ابن یحمد اردی و محمدؐ ابن یزید و محمدؐ ابن الاسدی و محمدؐ ابن الفقیمی اور قاضی عیاض نے محمدؐ ابن مسلمہ انصاری کو بھی انھین مین شمار کیا ہے اور غرائب قدرت حق سے یہ ہے کہ یہ نام پاک یعنی احمد و محمد بعضے اوراق و اثمار پر بخط قدرت لوگون نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اُنکے قصص و حکایات قاضی عیاض نے شفا مین اور قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین نقل فرمائے ہین جسکو ملاحظہ کرنا منظور ہو ملاحظہ کرے اور عبد اللہ نوروزی کہتے ہین کہ غرہ رجب سنہ آٹھ سو چوہتر مین ایک بچہ بکری کا پیدا ہوا تو اُسکی پیشانی پر محمد رسول اللہ قلم قدرت سے لکھا تھا مین نے اُسکو بچشم خود دیکھا اور صاحب فتح المتعال فرماتے ہین کہ سنہ ایکہزار چھبیس مین فقیر نے بلدہ فارس مین ایک پتھر ایک عورت کے پاس دیکھا تو اُسکی ایک جانب مین بقلم قدرت و بخط سیاہ لا الہ الا اللہ لکھا تھا اور دوسرے پہلو مین محمد رسول اللہ سو مین نے اُس عورت سے لینا چاہا اور دو وزن

اب اُسنے مجھے پاک کردیا نجاست بتون اور خباثت مشرکون سے اور آواز غیب سے آئی کہ بخدائے کعبہ کہ مقبول
ہوا اور مسکن محمدؐ کا گردانا گیا اور مین نے آنکھ سے دیکھا کہ مورتین جو گرد کعبہ رکھی تھین پارہ پارہ ہوگئین اور ہبل نامے
بت جو سب سے بڑا تھا اوندھے منہ زمین پر گر پڑا تھا اور غیب سے ندا ہوئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آمنہ سے
پیدا ہوے اور سحاب رحمت آیا یہ احوال مشاہدہ کرکے عبدالمطلب جانب خانہ آمنہ متوجہ ہوے تو تمام گھر نور سے بھرا
نظر آیا عبدالمطلب نے آمنہ کو دیکھا تو نور تابان مصطفےٰ پیشانی آمنہ پر نظر نہ آیا عبدالمطلب نے پوچھا اے آمنہ وہ
نور کہان گیا فرمایا مین نے بیٹا جنا ہے عبدالمطلب نے بشوق تمام کہا یہان جلد لاکہ مین اُس سے مشرف ہون آمنہ
بولین کہ توقف کیجیے اسوقت آپ اسکو دیکھ نہین سکتے کیونکہ جسوقت حضرت پیدا ہوے تو ایک شخص آیا کہ قد و قامت اُسکا
خرمے کے درخت کے برابر تھا اُسنے کہا اس لڑکے کو باہر نہ نکالنا اور تین دن تک کسی آدمی کو نہ دکھلانا اس سبب سے
مین مجبور ہون تب عبدالمطلب نے شمشیر برہنہ کرکے کہا کہ مین تجکو مارونگا یا آپ کو ہلاک کرونگا نہین تو جلد میرے
فرزند کو دکھلا نا چار آمنہ نے وہ مکان جسمین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے بتلایا فوراً عبدالمطلب
اُسی طرف چلے گئے تو دیکھا کہ ایک مرد باشوکت و حشمت و باہیبت و جلالت شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے
کھڑا ہے اُسنے فرمایا اے عبدالمطلب تو کہان آیا عبدالمطلب نے کہا مین اپنے نور البصر کو دیکھنا چاہتا ہون فرمایا
اے عبدالمطلب جبتک ملائک سمٰوات اور ارض اُسکی زیارت سے مشرف نہ ہولینگے تب تک کسی بشر کو
اجازت نہ ہوگی کہ وہ دیکھے اس کلام کے سنتے ہوے عبدالمطلب کانپ گئے اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور کانپتے
ہوے باہر کو بھاگے اور قصد کیا کہ اس معاملہ سے قریش کو اطلاع کرون مگر طاقت بیان باقی نہ رہی محمدؐ ابن
اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان دنون عبداللہ والد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوچکی تھی موضع ابواہین
اور درج الدرر مین مولانا اصیل الدین محدث لکھتے ہین کہ بعد معاملۂ نکاح و زفاف آمنہ عبدالمطلب نے عبداللہ
کو بنا بر تجارت جانب شام روانہ کیا تھا جب وہان سے معاودت کی تو مدینہ منورہ مین بیمار ہوے اور متوقف
ہوے بنی نجار مین جب قافلہ جانب مکۂ معظمہ روانہ ہوکر ابوا مین پہونچا تو عبداللہ نے وفات پائی عمر اُن کی
پچیس۲۵ برس یا بائیس۲۲ برس کی ہوئی دارالنابغہ یا دارالنا لکہ مین مدفون ہوے اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ
عبداللہ اور آمنہ سے سواے حضرتؐ کے کوئی اولاد نہین ہوئی اور محمدؐ ابن اسحاق کے نزدیک وقت فوت
عبداللہ آنحضرت صلعم شکم مادر مین تھے اور بعضے کہتے ہین گود مین تھے اٹھائیس۲۸ مہینے یا سات مہینے کے اور بعضے
دو ماہہ کہتے ہین اور یہ قول اصح اقوال سے ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ نے وفات پائی
تو فرشتون نے کہا اے معبود برحق محمدؐ تیرا پیغمبر یتیم ہوا ارشاد ہوا کہ مین حافظ اور نصیر اور کفیل اُسکا ہون تم اُسپر صلوٰۃ و
سلام بھیجا کرو اور دعا کیا کرو بالجملہ جب عبدالمطلب نے حضرت صلعم کو دیکھا تو نہایت مسرور ہوے اور بیت اللہ
مین لے گئے اور پناہ خدا مین سونپ دیا اور محمدؐ نام رکھا اور دروازہ کعبہ پر کھڑے ہوکر شکر خدا ادا کیا بعد اُسکے
حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بحفاظت تمام آمنہ کے پاس لائے اور محافظت کے واسطے نہایت تاکید کردی

سو مین نے اُس خبر کے صلے مین اُسکو آزاد کیا اور وہ رات دوشنبہ کی تھی اور صحیح بخاری مین بھی اسکا اشارہ ہی
اس مقام سے معلوم ہوا کہ جو کوئی بروز ولادت آنجناب اظہار فرحت و سرور کا کرے تو ثواب پاوے بعد اُسکے
حلیمہ سعدیہ بنت ابی ذویب کے دودھ سے پرورش ہوئی اسکا قصہ اس طرح سے ہی کہ طبرانی اور بیہقی اور ابونعیم وغیرہ
محدثین نے حلیمہ سے روایت کی ہی کہ حلیمہ فرماتی ہین کہ جب مین قبیلہ بنی سعد ابن بکر کی عورتون کے ساتھ جو شیرخوار
لڑکون کی تلاش مین نکلی تھین مکے مین آئی تو اس سال بڑا قحط پڑا تھا اور میرے پاس ایک گدھی تھی کہ لاغری سے
چل نہ سکتی تھی اور ایک اونٹنی تھی جو ایک قطرہ بھی دودھ نہ دیتی تھی اور میرا لڑکا اور خاوند میرے ساتھ تھے
اور تنگدستی کا یہ مرتبہ تھا کہ فاقون کے مارے نہ رات کو نیند آتی اور نہ دن کو کل پڑتی جب قوم کی عورتین مکے مین
پہونچین تو سب نے اپنی خاطر خواہ اچھے اچھے مالدار دن کے لڑکے دودھ پلانے کے واسطے لیے کہ سوا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی لڑکا باقی نہ رہا سو بھی اس سبب سے کہ آنحضرت یتیم تھے کسی نے قبول نہ کیا ناچار
مین نے اپنے خاوند سے مشورہ کیا کہ مجھے کمال شرم آتی ہی کہ مکے سے خالی پھر جاؤن اور کوئی لڑکا اپنے ساتھ نہ لیجاؤن
اب مستحسن یہ ہی کہ اس یتیم کو لیلیون سو بعد اس مشورہ کے مین آمنہ رضی کے پاس گئی اور مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ ایک سفید کپڑے مین لپٹے ہوے سوتے ہین اور تنفس جاری ہی یعنے آپ سانس لیتے تھے اور یہ عادت
محمود ہی اور جو بعضون نے خراٹا کر کے تعبیر کیا ہی یہ صحیح نہین ہی آپ کبھی خراٹا نہ لیتے تھے کیونکہ خراٹا ایک آواز ناپسند
ہے اور خدا نے تعالے نے سب باتون سے آپکو منزہ کیا تھا یہ تقریر ہی مولانا ولی اللہ محدث دہلوی والد حضرت
استاذ الاستاذ مولانا مقتدانا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث قدس سرہ کی اور بدن مبارک سے مشک کی ایسی بو چلی
آتی ہی کہ سارا مکان مہک رہا ہی سو میرا دل اُنکی صورت پر فریفتہ ہوگیا کہ مین آہستہ آہستہ پاس گئی اور سینہ مبارک پر
مین نے اپنا ہاتھ رکھا تو جھٹ حضرت نے آنکھین کھولدین اور دیکھکر متبسم ہوے مین نے بہت پیار سے دونون
آنکھین چومین اور گود مین لیکر پستان راست منھ مین دی کہ حضرت نے دودھ پیا پھر مین نے پستان چپ دینی چاہی
حضرت نے منھ مین نہ لی اور تا زمان رضاعت ایک ہی پستان کے شیر پر رہے دوسری پستان کو کبھی منھ بھی نہ لگایا
حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ وجہ اسکی یہ تھی کہ حق تعالی نے ابتداے حال سے آنحضرت پر عدالت و انصاف کا
وصف کھول دیا تھا پس آپ نے دودھ پینے مین بھی سررشتہ عدالت و انصاف ہاتھ سے نہ دیا ایک پستان کا دودھ
آپ پیا کرتے اور دوسری کا اپنے بھائی رضاعی کے واسطے چھوڑ دیتے بعد اسکے حلیمہ رض فرماتی ہین کہ مین حضرت کو گود مین
لیکر اپنی فرودگاہ پر آئی اور اپنے خاوند کو دکھلایا وہ بھی دیکھتے ہی عاشق ہوگیا اور میری اونٹنی لاغری اور فاقہ کشی سے
ایک قطرہ بھی دودھ نہ دیتی تھی سو وہ دودھ سے سیراب ہوگئی اور تھن اُسکے بھر گئے پھر میرے خاوند نے دودھ کر
آپ پیا اور مجکو پلایا کہ تکلیف فاقہ کشی کی اُس سے دفع ہوئی اور رات کو نیند بھر سوئی صبح میرے خاوند نے کہا
اے حلیمہ رض یہ لڑکا تجھے مبارک ہو کہ اسکا تشریف لانا ہمارے لیے مبارک ہوا آخرش چند روز کے بعد حلیمہ آمنہ رضی
سے رخصت ہوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے گود مین بٹھلالیا مگر اُس گدھی مین ایسی طاقت آگئی کہ

اُسکے سونا دیتا ہا اُسنے نہ دیا اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ اللہ جل شانہ اُس شخص کو دوزخ مین نہ ڈالیگا
جسکا نام محمدؐ یا احمد ہی اگرچہ اِس حدیث کو صاحب مقاصد حسنہ اور مصنف سفر السعادۃ نے ضعیف کردیا ہے
مگر پھر بھی اُمید ہی کہ اگر کوئی ایماندار اِس عقیدے سے نام رکھے تو عجب نہین کہ آتش دوزخ سے محفوظ رہے
اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جسکے گھر مین تین نام ہون
محمدؐ و احمد و عبداللہ تنگی اُس گھر مین نہین آئیگی اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو
شخص میری محبت کے واسطے اپنے بیٹے کا نام میرے نام پر رکھے قیامت کے دن وہ اپنے بیٹے کے ساتھ
بہشت مین داخل ہوگا اور ابوہریرۂ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو بندۂ مومن اپنے بیٹے کا نام
محمدؐ رکھے جب اُسکو بلاوے اور کہے اے محمدؐ تمام حاملان عرش اُسکے جواب مین کہین لبیک یا ولی اللہ پھر کہین
خوشخبری ہو تجکو اے ولی اللہ کے ہماری عبادت و طاعت مین تو شامل ہی اور اجر ہماری بندگی کا اللہ تجکو
کرامت فرمائیگا کذا فی الرکن الثانی من المعارج پس کاتب الحروف کے نزدیک اِس نام سے نامزد ہونا موجب
نضیلت دُنیا و آخرت ہی مگر تسمیہ باسم و کنیت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم یعنے محمد ابوالقاسم افراداً یا جمعاً مین
اختلاف واقع ہی امام مالک رحمۃ علیہ بجواز مطلق قائل ہین اور بعضے افراداً قائل بجواز ہین اور جمعاً منع فرماتے
ہین ہکذا مذہب الرافعی اور بعضے کہتے ہین کہ کنیت افراداً یا جمعاً مکروہ ہی صرف باسم محمد جائز ہی اور ملا عباد
لکہنی حاشیہ صدرا مین لکھتے ہین کہ نام مبارک رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم بضم میم اعنی محمدؐ بولنا چاہیئے
اور غیر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بفتح میم لینا چاہیے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال الصلوٰۃ والسلام علیک
یارسول اللہ ثم القصہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالم بطون سے عالم ظہور مین تشریف لائے تو اول سات دن
آمنہ نے دودھ پلایا پھر ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اور یہ ثویبہ وہ ہی جسنے آنحضرت کے پیدا ہونے کی
بشارت ابولہب کو پہونچائی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا ہی اُسی وقت ابولہب نے
اُسکو اس بشارت کے صلہ و انعام مین آزاد کیا اور یہ کہدیا کہ تو جاکر دودھ پلا تب اُسنے دودھ پلایا اور حمزہ
ابن عبدالمطلب اور ابوسلمہ عبداللہ ابن عبدالاسد مخزومی اور عبداللہ جحش اسدی نے بھی اُسی کا دودھ
پیا اور اُس عرصہ مین لڑکا ثویبہ کا مسروح نام تھا اگرچہ ثویبہ کے اسلام مین اختلاف ہی لیکن آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اُسکی تعظیم کرتے تھے اور مدینۂ منورہ سے اکثر اُسکے واسطے انعام اور پوشاک او خلعت
بھیجتے رہے ہین اور ثویبہ نے سنہ آٹھ ہجری مین خیبر کے واقعہ کے بعد وفات پائی اغلب یہ ہی کہ محبت
آنحضرت سے مغفرت اُسکی ہوئی ہو اور حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب فرماتے ہین کہ مین نے اپنے بھائی
ابولہب کو دیکھا کہ بدحالت مین گرفتار ہے مین نے اُس سے حال پوچھا اُسنے کہا دوشنبہ کی رات کو عذاب
مین رفاہیت ہوتی ہے اور باقی ہمیشہ عذاب مین مبتلا رہتا ہون حضرت عباسؓ نے کہا اس کا کیا
سبب ہے اُس نے جواب دیا کہ جب پیدا ہوے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو ثویبہ نے مجکو بشارت دی

حلیمہ رضہ پریشان ہوکر مع اپنے شوہر کے دوڑین پہاڑ پر گئین تو دیکھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحیح و سالم بیٹھے ہوے جانب آسمان دیکھتے ہین الا رنگ چہرہ متغیر حلیمہ رضہ کو دیکھکر تبسم فرمایا حلیمہ رضہ نے بوسہ لیکر کہا مین تمپر فدا کیا معاملہ ہے فرمایا دو یا تین شخص بلباس سفید آئے ایک کے ہاتھ مین چاندی کی چھری دوسرے کے پاس طاس زمردی برف سے پر اُنھون نے مجھے اُٹھایا اور پہاڑ پر لائے ایک نے نہایت مہربانی سے لٹاکر میرا سینہ تا ناف چاک کیا پر مجھے درد نہ معلوم ہوا پھر پیٹ مین ہاتھ ڈال رودے نکالے اور برف کے پانی سے دھوکر رکھدیے دوسرے نے دل نکال کر چاک کیا اور نقطہ سیاہ خون آلودہ نکال کر ڈال دیا اور کہا ہذا حظ الشیطان منک یا حبیب اللہ اور ایمان و اثق و عرفان حق و ایقان صادق کہ اُسکے ہاتھ مین تھے میرے دلمین بھرے پھر اُسی مقام مین رکھ دیا اور ایک انگوٹھی نور کی نکال کر دل پر مُہر کی سو میرا دل حکمت و نبوت کے نور سے پُر ہوگیا اور ایسی خنکی و تازگی دل مین سماگئی کہ میرے جوڑ بند مین اثر باقی ہے ؎ دلم خزانۂ اسرار بود دست قضا + درش ببست و کلیدش بہ دلستانی داد + پھر اُسی شخص نے اپنے ہاتھ سے میرا سینہ برابر کردیا صرف ایک خط باریک سینہ سے تا ناف باقی رہا پھر مجھے چھوڑکر پرواز کر گئے ؎ خط مو سینہ سے تا ناف جو ہے مشک سیاہ + رشتۂ جان سے ہے شیرازۂ مکتوب آلہ + یا رخ حور پہ ہے گیسوے مشکین سیاہ + یا مصلے پہ رکھا سبحہ ہے سبحان اللہ + جسکے ہر دانہ سے دانائے جہان ہے آگاہ + یا شب تار مین ہے وادی ایمن کی راہ + انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے اُس زخم کا نشان سینۂ مبارک پر دیکھا تو ایک نشان لنبا باریک خط سا تھا ؎ بال آئینۂ تن پر نہین واللہ مگر + خط باریک ہے اک سینۂ نورانی پر + کیون نہو سینہ سیہ مست بہار دیگر + سایۂ سنبل جنت ہے بروے کوثر + خطِ مشکین بہ سر سینۂ انور کہیے + آب آئینہ مین یا موجۂ عنبر کہیے + سینہ پر حضرتِ موسیٰؑ کی پڑی شب کو نگاہ + نہ ملی اُنکو بھی اِس وادی ایمن کی راہ + جادۂ راہ سے جبرئیلؑ مگر تھے آگاہ + بولے دیکھو یہ ہے خس پوش تہ خط سیاہ + رہنمائی کو یہان خضر دل حق جو ہے + کیا ہوا سینہ کا میدان جو مقام ہو ہے + جب حضرت تمام احوال فرما چکے حلیمہ رضہ نے گود مین لیکر گھر پہونچایا وہان لوگون نے کہا انکو کاہن کے پاس لے چلو تاکہ یہ حال دریافت ہو حضرت نے فرمایا کچھ اندیشہ نہ کرو الحمد للہ مین صحیح و سالم ہون بالجملہ اُن لوگون نے جن کا سایہ ٹھہرایا اور مصر ہوے کہ ضرور ضرور کاہن پاس لے چلو حلیمہ رضہ کو کچھ بن نہ پڑی ناگزیر کاہن کے پاس لے گئین اور سرگذشت کہہ چلین اُسنے کہا یہ لڑکا اپنا حال آپ ہی کہے تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بالتفصیل ظاہر کیا کاہن نے کود کر حضرت کو گلے سے لگالیا اور سینہ سے بزور چمٹایا اور باواز بلند پکارا اے اہل عرب اُسکو مار و اور مجھے بھی اسی کے ساتھ قتل کرو جو نہ مارو گے تو جوان ہوکر تمھارے دین کو باطل اور عالمون کو جاہل کہیگا اور ایسے خدا کی طرف بلائیگا جسکو تم پہچانتے جانتے نہو گے اور ایسے دین کی دعوت کریگا جسے تم مانتے نہ ہو گے تب حلیمہ رضہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کاہن سے لے لیا کہا تو دیوانہ ہے جو مین ایسا جانتی زنہار تیرے پاس نہ لاتی تو البتہ سزاوار قتل ہے پھر حضرت کو گھر لائین حلیمہ رضہ کہتی ہین کہ جب یہ واقعہ عجیب ظاہر ہوا تو میرے شوہر نے کہا اسکو عبد المطلب کے پاس پہونچانا چاہیئے

سب مرکبون سے آگے جاتا تھا حلیمہؓ کہتی ہین کہ چپ و راست سے مجھے آواز آتی تھی کہ اے حلیمہؓ اب تو غنی ہوگئی اور
جس منزل پر اُترتی تھی وہ منزل سرسبز اور تر و تازہ ہو جاتی تھی حالانکہ قحط کے سبب سے سبزی کا نام بھی نہ تھا
جب اپنے گھر پہونچی تو ایک عجیب رونق اور آبادی ہوگئی اور طرفہ یہ تھا کہ ہر چیز مین برکت پائی جاتی تھی بکریان
بہت بہت سا دودھ دیتین کہ اور لوگ اپنے چرواہون سے کہتے کہ جس چراگاہ مین حلیمہؓ کی بکریان چرتی ہین
تم بھی اپنی بکریان اُسی جگہ چرایا کرو اسی طرح سے اور انواع انواع طرح کی برکتین برکت قدم مبارک سے ہوئین
کہ بیان اُنکا تفصیل وار مشکل ہے پھر جب آنحضرتؐ کو طاقت گفتار ہوئی تو حلیمہؓ کہتی ہین کہ مین نے سُنا کہ اکثر آپکی
زبان پر یہ الفاظ جاری ہوا کرتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا اور کبھی کپڑون مین
بول و غائط نہ فرماتے تھے اور بول و غائط کا ایک وقت معین تھا اور جب طاقت رفتار ہوئی تو آپ خراماں خراماں
گھر کے دروازہ پر جاتے اور اکثر وہان لڑکے کھیلتے نظر آتے تو آنحضرتؐ اُنمین شامل نہ ہوتے بلکہ اُنکو کھیلنے سے
منع فرماتے اور کہتے کہ ہمکو لہو لعب کے واسطے پیدا نہین کیا ہے اور آپ کا نشو و نما اس طرح پر تھا کہ ایک مہینے مین
اتنا بڑھتے جتنا اور لڑکے سال بھر مین اور رونا اور مچلنا اور روٹھنا اور لڑکون کی طرح آپکی عادت مین نہ تھا اور
کوئی چیز بائین ہاتھ سے نہ لیتے تھے اور جو چیز ہاتھ سے لیتے اُسپر ہاتھ رکھتے بسم اللہ فرماتے حلیمہؓ فرماتی ہین کہ
مین کبھو آنحضرتؐ کو اپنے پاس سے الگ نہ ہونے دیتی مگر ایکدن غافل ہوگئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی
بہن رضاعی مسماۃ شیما کے ساتھ دھوپ مین باہر چلے گئے مین ڈھونڈھتی نکلی تو شیما کے ساتھ پایا مین نے خفا
ہوکر شیما سے کہا کہ تو ایسی گرمی اور دھوپ مین کہان لے گئی تھی اُسنے کہا کہ انکو کچھ دھوپ سے مضرت نہ تھی انکے
ساتھ بادل کا ایک ٹکڑا سایہ کر رہا تھا **فائدہ** قبیلہ بنی سعد ابن بکر عرب مین ازبس فصیح و بلیغ تھا اور پانی
خوش اور ہوا اُس مقام مین نہایت صاف تھی اس سبب سے مکے کے لوگ اپنی اولاد کو وہان کی عورتون سے
دودھ پلواتے اور اسی طمع سے اُنکے سپرد کر دیتے تھے والہذا سال مین دو مرتبہ یعنے فصل ربیع و خریف مین اُس
قبیلہ کی عورتین حرم شریف مین آتین اور بچون کو لے جاتین اور جب عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تین یا
چار برس کی ہوئی تو معاملہ شق صدر و غسل قلب اطہر پیش آیا کہ ایکدن آنجناب نے حلیمہؓ سے فرمایا میرے
بھائی دن مین کہان جاتے ہین جو نظر نہین آتے حلیمہؓ نے کہا بکریان چرانے جاتے ہین فرمایا ہمکو بھی اُنکے ہمراہ
کر دے اُسنے بنا بر سرور خاطر آنجنابؐ علی الصباح منھ ہاتھ دُھلا شانہ بالون مین کر پوشاک بدل سُرمہ لگا اپنے
بیٹون کے ساتھ کیا اور واسطے رفع نظر بد کے ایک ہار مہرہ سلیمانی کا بھی گلے مین ڈالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فی الفور گلے سے نکال کر پھینک دیا اور فرمایا میرا حافظ اللہ ہے مگر عصا ہاتھ مین لیکر بھائیون کے ہمراہ
چلے گئے اور بکریان چرایا کئے دوپہر کو ضمرہ پسر حلیمہ افتان و خیزان روتا چلا آتا آیا کہ اے اماں دوڑ میرے بھائی
محمدؐ پایہ کہا کہ بھائی محمدؐ کی خبر لے قریب ہے کہ تو اُسکو زندہ نہ پائے کام تمام ہو جاوے حلیمہؓ نے کہا کیا ہوا اُسنے کہا
کہ محمدؐ ایک مقام پر کھڑے تھے دو شخص آئے اُنکو اُٹھا لے گئے پھر لٹا کر پیٹ چاک کیا آگے کا حال نہین جانتا

اُسکے اسرار سے خبر ہوسکتی ہی **فائدہ** روایات صحیحہ سے واضح ہی کہ اول حضرت صلعم دو برس قبیلۂ بنی سعد مین جلوہ افروز رہے اور بعد گزرنے مدت رضاعت کے حلیمہ سعدیہ سپرد آمنہ کرگئین اور چونکہ ان دنون مکۂ معظمہ مین وبا کی شدت تھی لہذا باجازت آمنہ پھر آنجناب کو اپنے قبیلہ مین لے گئین کہ دو برس و بروایتے تین برس اور اپنے پاس رکھا بالجملہ پانچ برس تک حضرت صلعم کا رہنا قبیلۂ بنی سعد مین ثابت ہوتا ہی اور بعد پانچ برس کے شروع چھٹے برس مین حلیمہ رض کو یہ خوف ہوا کہ شق صدر کا معاملہ ازبس نازک ہی ایسا نہ ہو کہ پھر واقع ہو اس لیے مکہ مین لاکر آمنہ و عبد المطلب کے سپرد کر گئین مخفی نہ رہے کہ روایات شق صدر مختلف ہین ایک یہ کہ قبیلۂ بنی سعد مین اول مرتبہ یا دوسری مرتبہ واقع ہوا اور ایک روایت مین ہی کہ جب آنجناب چھ برس کے ہوے تب شق صدر ہوا اور بعضے دس برس کی عمر مین بیان کرتے ہین اور سوا اُنکے احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہی کہ شق صدر معراج مین بھی واقع ہوا پس جمع بین الروایات جس سے تعارض رفع ہوجائے یون ہوتا ہی کہ یہ معاملہ عجیب و حادثہ غریب کئی مرتبہ واقع ہوا ہی **فائدہ** بعضے کہتے ہین کہ مکتب اطفال جو ہند مین چار برس چار ماہ چار روز مین مقرر ہی اسکی توجیہ یہ ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شق صدر اسی عمر مین ہوا تھا حالانکہ یہ توجیہ سراپا غلط ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر وقت شق صدر بروایت صحیحہ تین برس کی تھی شرح شرعۃ الاسلام مین بھی توجیہ بیان کی ہی بعد ازان لکھا ہی والمشہور انہ صلے اللہ علیہ وسلم کان عمرہ ثلث سنین اور مولانا محمد اسحق صاحب نے اربعین مین لکھا ہی کہ یہ جو ہندوستان مین مکتب اطفال کے واسطے مقرر ہوا ہی بے اصل ہی القصہ بعد رخصت ہوجانے حلیمہ رض سعدیہ کے مسماۃ برکہ مشہور ام ایمن حبشیہ کنیز عبد اللہ کہ حضرت صلعم کو میراث والدین پہونچی تھین ہوا داری و خدمتگذاری مین مصروف ہوئین وہ فرماتی ہین کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھوک و پیاس کی شکایت کرتے کبھو نہین سُنا بلکہ جب صبح ہوتی تھوڑا پانی نوش فرماتے تھے پھر دوپہر کو مین کھانے کو کہتی تو فرماتے مجھے حاجت نہین ہی جب چھ برس و بروایتے سات برس کے ہوے تو آمنہ والدۂ حضرت مع ام ایمن آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کو جانب مدینہ باسکینہ لے گئین اور قبیلۂ بنی عدی مین اپنے مامون کے گھر ایک مہینہ کامل مقیم رہین اس اثنا مین یہود مدینہ شواہد علامات سے پہچانتے اور کہتے کہ نبی موعود آخر الزمان یہی ہین پھر بعد ایک ماہ کے آمنہ جانب مکۂ معظمہ تشریف لیچلین اور موضع ابوا مین جو کہ مابین مکہ و مدینہ واقع ہی مقام کیا اُسی جگہ اُنکی وفات ہوئی اور وہین مدفون ہوئین اور بعض عالمون نے قبر اُنکی ام القری مین لکھی ہی اور جمع بین الروایتین یہ ہے کہ اول ابوا مین دفن کیا تھا بعد اُسکے مکۂ معظمہ مین لاکر دفن کیا ہی **فائدہ** متقدمین کو عدم اسلام ابوین رسول اکرم صلعم مین یقین واثق ہی اور متاخرین مین ابن حجر اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کا بھی یہی مسلک ہی مگر بعض متاخرین اہل حدیث نے اسلام ابوین رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جمیع آبا و امہات کا اسلام حضرت آدم علیہ السلام تک ثابت کیا ہے اور اثبات اسلام کے تین طریق بیان کئے ہین اول یہ کہ والدین آنحضرت دین ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر تھے دوسرے یہ کہ دونون زمانۂ فترت مین تھے نہ زمانۂ نبوت مین یعنے اُنکو کسی نبی کی

ایسا نہ ہو کہ آسیب و نقصان کسی طرح کا پہونچ جائے سو مین حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو لیکر جانب
مکہ معظمہ روانہ ہوئی وقت شب مین نے سنا کوئی کہہ رہا ہی کہ بنی سعد سے خیر وبرکت جاتی ہی بطحا رمکہ خوش ہون
شادیانے بجاوین کہ انکی زیب وزینت پھر آئی وہ ہمیشہ حفظ وامان مین رہے گا جبکہ متصل مکہ کے پہونچی
تو دروازۂ حرم پر جائے محفوظ خیال کرکے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بٹھلادیا اور خود برائے قضائے
حاجت بشری ایک جانب الگ گئی جب فارغ ہو کر وہان آئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مجھے نہ ملے
ہر چند چپ وراست پیش وپس تلاش کیا کسی طرف نشان نہ ملا اور جس کسی سے مین نے پوچھا اُس نے بھی
لاعلمی ظاہر کی حیران وپریشان سراسیمہ وگریان وامحمداہ وا ولداہ پکار رہی تھی یکایک ایک بوڑھا پھوس
آدمی لاٹھی ہاتھ مین لیے ہوے آیا اُسنے پوچھا کیا حال ہی کیون روتی ہی مین نے سرگذشت بیان کی اُسنے کہا
مین تجھے ایک بزرگ کے پاس لیچلون وہ تیرے گم شدہ کو بہم پہونچا دیگا چنانچہ وہ مجھے ہبل نامے بت کے پاس
لے گیا اُسنے سات بار طواف کیا اور نہایت منت وسماجت والحاح وزاری سے کہا کہ محمد ابن عبداللہ کا نشان
بتلا سو وہ بت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے ہی اوندھے منھ گر پڑا اور جتنی مورتین اُسکے گرد تھین
وہ بھی سب زمین پر گرین اور اندر سے آواز آئی کہ لے پیر مرد یہان سے دور ہو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام
یہان نہ لے وہی ہمارا خراب کرنیوالا اور فضیحت ورسوا کرنیوالا ہی سو وہ بوڑھا ڈرتا جلتا ہانپتا کانپتا باہر آیا لاٹھی ہاتھ
سے گر گئی بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا کہا اے حلیمہؓ تیرے بیٹے کا حافظ خدا ہی ہرگز اُسکو ضایع نکریگا اگرچہ حلیمہؓ کو
اس تقریر سے فی الجملہ تسکین وطمانیت ہوئی لیکن یہ سوچی کہ اس راز سربستہ کو کھولنا اور معاملہ نہفتہ کو ظاہر کردینا
بلکہ عبدالمطلب جد حضرت صلعم کو آگاہ کرنا واجب ولازم ہی چنانچہ حلیمہؓ کہتی ہین کہ مین ناچار ہو کر خبر کرنے عبدالمطلب
کے پاس گئی اور معاملۂ گذشتہ وواقعہ پیش آمدہ بیان کیا عبدالمطلب سن کے نہایت مضطر وپریشان مانند آئینہ
حیران بہ تمنائے مشاہدۂ جمال جانان دوڑ کر صفا پہاڑ پر چڑھے اور قریش کو آواز دی کہ اے آل غالب چلو آنکی
آواز سے سب قوم قریش جمع ہو کر آئے اعلاے مکہ سے تا اسفل مکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سب نے تلاش کیا
نہ اُسمین پیادے کا شمار ہی نہ سوار کا سب کے سب ڈھونڈھتے تھے مگر کسی مقام پر آنجناب کا سراغ نہ لگا تب
عبدالمطلب زیادہ تر مضطر ہوے اور مسجد حرام مین جا کر سات مرتبہ طواف کعبہ کیا پھر دُعا مانگی ہاتف غیبی نے
آواز دی غم نہ کر محمدؐ کا حافظ خدا ہی عبدالمطلب نے کہا محمدؐ کہان ہین ہاتف نے جواب دیا کہ وادی تہامہ مین درخت
کیلے کے نیچے بیٹھے ہین سو عبدالمطلب اُدھر چلے راہ مین ورقہ ابن نوفل ملا وہ بھی عبدالمطلب کے ہمراہ ہوا یہانتک کہ
مقام معہود پر آئے تو حضرتؐ درخت کیلے کے نیچے بیٹھے پتے چنتے ہین عبدالمطلب نے گود مین لیکر گھوڑے پر اپنے آگے
بٹھلالیا اور مکے مین داخل ہوے بہت خوشی کی گئی اونٹ نحر کئے اور سونا خیرات کیا اور مجھکو بہت مال واسباب
عنایت کرکے رخصت فرمایا اس قصے مین بھی بعض اہل تحقیق نے بدقت وفطانت کچھ اسرار کھول کر بیان
کئے ہین مگر تحقیق نہین ہوتا کہ اس معاملہ مین کیا اسرار حکمت رکھے تھے عالم الغیب والخفیات خود عالم ہی کسی کو کب

شہر بصرے سے قریب پہونچے تو بصرے کے چھ میل اس طرف موضع کفر مین ایک صومعہ تھا اسمین ابو عداس بضم العین المہملہ ملقب بحیرا بفتح بار موحدہ وکسر حار مہملہ وسکون یار تحتیہ کہ اسکو جرجیس بفتح جیم وسکون رار مہملہ ویا ر ساکنہ بھی کہتے تھے اور وہ درویش زاہد نصرانی تھا اور مدت دراز سے قیام پذیر اسی سبب سے وہ قریہ دیرہ بحیرا مشہور تھا اُسنے جب علامات مندرجہ کتب آسمانی سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بخوبی پہچانا اور زیادہ تر تائید علامات وشواہد اس سے ہوئی کہ اُسنے ایک ابر کا ٹکڑا سایہ کئے ہوے قافلے پر دیکھا تو یقین کامل ہوا کہ اس قافلے مین پیغمبر آخرالزمان تشریف فرما ہین اور مدت سے اُنکا منتظر تھا ہر ایک قافلے کو تکتا رہتا تھا اسلیے تمام قافلے کی دعوت کی چنانچہ ابو طالب مع اہل قافلہ وہان گئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک درخت کے نیچے چھوڑ گئے اُسدم وہ ابر جو سایہ بان تھا اُسی درخت پر ٹھہر گیا قافلے کے ساتھ نہ گیا بحیرا نے لوگون سے پوچھا کہ تمھارے ساتھیون مین کوئی شخص فرودگاہ پر رہ گیا ہے ابو طالب نے کہا ہان اور اُسیوقت آنجناب کو طلب کیا تو وہ ابر سایہ کیے ہوے چلا آیا بحیرا نے بخوبی پہچان کے ابو طالب پر تاکید کردی کہ اُنکو شام مین ہرگز نہ لیجاؤ یہود اُنکے دشمن ہین لہذا ابو طالب نے مال تجارت بصرے مین فروخت کیا اور پلٹ آئے روایت ہے کہ بحیرا نے حضرت کو سوکھی روٹی اور چھوہرے دیے تھے اور ترمذی نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ موٹی روٹی اور روغن زیتون ہمراہ کردیا اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ بحیرا نے دست مبارک پکڑکے کہا کہ یہ شخص رسول رب العالمین ہے اہل قافلے نے کہا تو نے کس طرح جانا اُسنے کہا کہ جب تم لوگ مابین دو پہاڑون سے نکل کر یہان آئے تو ہر ایک شجر وحجر انکو سجدہ کرتا تھا اور یہ دونون سجدہ نہین کرتے مگر پیغمبر کو یہ روایت ہے ابو موسیٰ اشعری کی الغرض ابو طالب نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بخوف یہود روانہ مکہ کردیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی قافلے مین تھے حضرت کے ہمراہ گئے اور ترمذی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ اس عرصہ مین سات آدمی روم کے رہنے والے حضرت کو ڈھونڈھتے ہوے آئے تھے بحیرا نے اُنسے کہا تم کیون آئے اُنھون نے کہا کہ پیغمبر آخرالزمان ان دنون باہر نکلنے والا ہے اُسکی تلاش مین پھرتے ہین کہ اگر ملجائے تو قتل کرین بحیرا نے کہا کہ جو امر خدا نے مقدر کیا ہے اُسکو تغیر دیسکتے ہو بولے نہین بحیرا نے کہا کہ اُسی کا ایمان لاؤ اور بیعت کرو کہ وہ بیشک نبی ہے عالی رتبہ تم ہرگز اُسکو ضرر نہ پہونچا سکوگے روایت ہے کہ بحیرا نے ابو طالب سے علٰحدہ ہوکے پوچھا کہ یہ لڑکا تمھارا کون ہے ابو طالب نے کہا کہ میرا بیٹا ہے کہا غلط اِسکے والدین زندہ نہ ہونگے ابو طالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے کہا یہ سچ ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوکے کہا تمکو لات وعزے کی قسم مجھے خبر دو کہ تمھارے مابین دونون شانون کے اِس شکل کا نشان ہے فرمایا واللہ میرے نزدیک بدتر لات وعزے سے کوئی چیز نہین ہے اُسکی قسم مجھے نہ دے بحیرا نے کہا تمکو قسم خدا کی ہے سچ کہو فرمایا جیسا نشان تو چاہتا ہے وہ تو بلا شک ہے بحیرا نے کہا اشہد انک رسول اللہ حقا سر قدم مبارک کو بوسہ دیا **فائدہ** اہل تحقیق کے نزدیک بحیرا بت پرست نہ تھا مگر اُسنے امتحاناً لات وعزے کی قسم دلائی تھی بالجملہ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور سترہ برس کے ہوے تو زبیر خواہ عباس ابن عبدالمطلب بامید یمن جانب ملک یمن

دعوت نہین پہونچی تیسرے یہ کہ اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دونون کو زندہ کیا کہ اسلام لائے
چنانکہ حدیث شریف مین آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے سوال کیا کہ الٰہی زندہ کردے میرے مان باپ کو سو اللہ
نے زندہ کیا اور دونون مسلمان ہوے اگرچہ احادیث صحیحہ مین تصریح اسکے خلاف ہو اور اس حدیث کو ضعیف بھی
کہتے ہین لیکن تصحیح و تحسین حدیث احیا محققین نے فرمائی ہو کسی طرح سے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ حدیث احیا اُن احادیث
سے جنکو متقدمین محدثین نے روایت کیا ہو متاخر ہو اور یہ علم گویا متقدمین سے پوشیدہ و مستور تھا کہ متاخرین پر اللہ
نے کھولا و اللہ یختص برحمتہ من یشاء من فضلہ اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اس بات مین رسالے لکھے ہین اور
مخالفین کو جواب دیے ہین کذا قال المحقق الدہلوی فی شرحہ للمشکوٰۃ الغرض ام ایمن بعد وفات آمنہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو مکہ معظمہ مین لائین اور عبد المطلب حضرت کی تربیت و پرورش مین مصروف ہوے اور اپنے سب لڑکون سے
زیادہ دوست رکھنے لگے ایک مرتبہ عبد المطلب کو سفر مین کا اتفاق پڑا اور قریش بھی ہمراہ گئے تھے جب وہان سے
واپس آئے تو قریش پر قحط مستولی تھا اور وہ قحط ایسا طولانی ہوا کہ کئی برس تک رہا آخر عبد المطلب کو غیب سے
آواز آئی کہ محمد صلعم سے استسقا کراو سو عبد المطلب حضرت صلعم کو اپنے کندھون پر چڑھا کر پہاڑ پر لے گئے اور
دُعا کرائی اُسیوقت پانی برسا کہ قحط و خشک سالی جاتی رہی جب حضرت صلعم آٹھ برس دو ماہ دس روز کے
ہوے و بروایتے آمنہ کی وفات سے دو برس گذرے تو عبد المطلب نے وفات پائی عمر اُنکی ایکسو بیس برس
کی ہوئی اور اُسی سال مین نوشیروان و حاتم نے وفات پائی اور بیٹا نوشیروان کا ہرمز بادشاہ ہوا ام ایمن سے
روایت ہو کہ جب جنازہ عبد المطلب کا باہر نکلا تو آنجناب جنازے کے پیچھے روتے ہوے جاتے تھے بالجملہ
بعد وفات عبد المطلب کے ابو طالب عم آنحضرت صلعم خدمت مین مصروف ہوے اور ابو طالب نے یہ نعمت
غیر مترقبہ قرعہ ڈال کے حاصل کی تھی اور حضرت نے بھی بطیب خاطر قبول فرمایا اور ابو طالب کمال محبت کرتے
ہمیشہ اپنے پاس رکھتے ایک دم جدا نہ کرتے تھے اور اشعار آپکی مدح مین کہا کرتے تھے اور بخوبی جانتے تھے کہ
نبی موعود یہی ہین ابن عساکر اپنی تاریخ مین غرفطہ بضم الغین المعجمہ وسکون الراء المہملہ وضم الفاء و اہمال الطاء سے روایت
کرتے ہین کہ مین ابو طالب کے زمانہ کفالت مین داخل مکہ ہوا تو وہان قحط سالی تھی قریش کے لوگون نے کہ عبد المطلب
کے زمانہ مین شاید قحط کا پڑنا اور حضرت سرور کائنات کی دُعا سے مینھ کا برسنا دیکھ چکے تھے ابو طالب سے کہا کہ تم اپنے
بھتیجے سے پانی کے واسطے دُعا کراؤ سو ابو طالب گھر سے نکلے اور اطفال قریش کا ہجوم اُنکے ساتھ ہوا اُنمین ایک لڑکا
ایسا نورانی تھا کہ جسطرح آفتاب اسکو ابو طالب نے اُٹھا کر اُسکی پیٹھ دیوار کعبہ سے لگا دی اُسنے اُنگلی سے آسمان
کی جانب اشارہ کیا تو چارون طرف سے بادل گھر آیا اور پانی برسنے لگا اور ایسا برسا کہ جنگل بھر گئے حالانکہ پیشتر نشان
ابر کا نہ تھا اور جب عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نو برس کی ہوئی تو حضرت اسرافیل علیہ السلام ملازمت مین
حاضر رہنے لگے تین برس رہے پھر حضرت جبرئیل اُنتیس برس بطریق ملازمت پوشیدہ رہے اور جب بارہ برس
کی عمر ہوئی بلکہ دو مہینے دس یوم زیادہ تو ابو طالب نے شام کا سفر کیا حضرت اقدس بھی ہمراہ تھے راہ مین جب

دفعتہً حضرت محبوب رب العالمین اونٹ پر سوار نظر آئے تو خدیجہؓ نے دیکھا کہ دو مرغ درحقیقت وہ دونون فرشتے تھے اپنے پرون سے سر مبارک پر سایہ کئے ہوے چلے آتے تھے اور میسرہ وخزیمہ دھوپ مین تھے خدیجہ متحیر ہوئین اور عورتین متعجب یہان تک کہ میسرہ وخزیمہ خدیجہؓ کے پاس پہونچے اوّل خدیجہ نے خیر وعافیت اُنکی پوچھکر حضرتؐ کا احوال پوچھا اور سایہ کی حقیقت کا سوال کیا اُن دونون نے نسطورا راہب کا کلام بیان کرکے جو کچھ خوارق عادات دیکھے تھے بیان کئے بہجۃ المحافل مین ہے کہ جب حضرت صلعم ومیسرہ جانب شام سے اسباب لیکر آئے خدیجہ نے اُسکو فروخت کیا اور دونا فائدہ اُٹھایا اُجرت بھی حضرتؐ کو دونی دی اور اجرت چار اونٹ جوان تھی بالجملہ جب خدیجہؓ نے حضرتؐ کا حال سُنا اُسیوقت خدیجہؓ عاشق ہوئین اور انکے دل نے چاہا کہ حضرتؐ کے نکاح مین آوین اگرچہ سیکڑون ہزارون شریفون اور بڑے بڑے امیرون نے انکے ساتھ خواہش ازدواج کی تھی اِس سبب سے کہ خدیجہ شرافت ونجابت مین نہایت ممتاز اور دولت سے قریشیون مین سرفراز تھین مگر خدیجہؓ نے سبکو جواب صاف دیا تھا بلکہ فرمایا تھا کہ مجکو خواہش نکاح نہین ہے لیکن خداوند تعالیٰ نے انکو حضرتؐ کی محبت مین ایسا مشغوف کردیا کہ بلا تامل مسماۃ نفیسہ بنت منیہ کو بُلا کر کہا تو حضرتؐ کے حضور مین حاضر ہوکر دریافت کرکہ آپکا میلان جانب نکاح ہے یا نہین سو وہ عورت حضرتؐ کے پاس آئی اور اُسنے مافی الضمیر اپنا ظاہر کیا حضرتؐ نے فرمایا نکاح کا ساز وسامان ہمارے پاس نہین ہے وہ بولی اگر کوئی عورت اپنے قوم کی شریف ومالدار ایسی ملے کہ سامان نکاح کی بھی کفالت کرے تب تو کچھ عذر نہین ہے حضرتؐ نے فرمایا ایسی عورت کہان ہے اُسنے کہا خدیجہؓ بنت خویلد آپکی تمنا رکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ نکاح کرون اور اُسنے مجکو استمزاجاً بھیجا ہے حضرتؐ نے فرمایا مضائقہ نہین چنانچہ نفیسہ خدیجہ کے پاس یہ مژدہ لیگئی خدیجہ ممنون ہوئین اور بعضے کہتے ہین میسرہ غلام خدیجہؓ نے اِس مہم کو سرانجام کیا ہے بہر دو تقدیر جب خدیجہؓ نے جانا کہ حضرتؐ کو نکاح سے انکار نہین ہے تو عمرو ابن اسد اپنے چچا کو کہ بسبب مرجانے خویلد کے وارث تھا طلب کیا اور حال گذشتہ سے اطلاع بخشی اور بعض کے نزدیک ورقہ ابن نوفل چچازاد بھائی اپنے کو بھی بُلایا تھا الغرض دونون راضی ہوے اور ہمارے صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعمام سے احوال کہا وہ بھی راضی ہوے چنانچہ حمزہ وعباسؓ وابوطالب وغیرہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوکر خدیجۃ الکبریٰ کے گھر گئے پھر روٗسا رقریش کے سامنے ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا

الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم وزرع اسمعیل وضیضیٔ معد وعنصر مضر وجعلنا حضنۃ بیتہ وسوّاس حرمہ وجعل لنا بیتاً محجوباً وحرماً آمناً وجعلنا الحکام علی الناس ثم ان ابن اخی ہذا محمد بن عبد اللہ لایوزن بہ رجل لارجح وان کان فی المال قل فان المال ظل زائل وامر حائل ومحمد من قد عرفتم قرابتہ وقد خطب خدیجۃ بنت خویلد وبذل لہا من الصداق ما آجلہ وعاجلہ من مالی وہو واللہ بعد ہذا لہ نبأ عظیم وخطر جلیل حاصل یہ ہے کہ حمد وسپاس اُس خدا کو ہے جسنے ہمکو اولاد ابراہیم ودانہ اسمعیل سے گردانا اور منبت نشو ونما ہمارا اصل مضر ومعد بنایا اور اپنے گھر وحرم کا نگہبان کیا اور صنادید عرب وارباب فضل وادب کا مقتدا وپیشوا کیا اور بعد حمد میرا بھتیجا محمد ابن عبد اللہ وہ شخص ہے کہ اُسکے ہموزن کوئی مخلوق خدا نہین ہوسکتا بلکہ اگر موازنہ کیا جائے تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم راجح نکلین اگرچہ

بیان حلف الفضول

باجازت ابی طالب سے گئے اُنکو بھی اکثر خوارق عادات نظر آئے اور جب بیس برس کے ہوسے تو ظہور ملائکہ اور واقعات
عجیبہ دیکھے گئے کہ تواریخ وکتب حدیث مین موجود ہین اسی سال مین حلف الفضول واقع ہوا اور صورت یہ ہوئی
کہ زبیدہ یمنی نے اپنا اسباب عاص ابن وائل کے ہاتھ بیع کیا عاص نے قیمت نہ دی زبیدہ نے کوہ بوقبیس پر
چڑھکے عاص کے ظلم کی شکایت مین ایک شعر پڑھا اُسپر قریش جمع ہوے اور دارالندوہ مین اس بات پر
عہد ہوا کہ ظالم کا ظلم دفع کرین زبیر بن عبد المطلب اسمین سرغنہ ہوے بعد اُسکے ایک گروہ نے عبد اللہ ابن جدعان
کی حویلی مین متفق ہوکے اختلاف کیا اور کہا ہذا حلف الفضول مجلس اوّل مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ فرما
تھے لیکن عہد وپیمان مین کسی کے شریک نہ تھے اور جب عمر شریف بیس برس سے متجاوز ہوئی تو حضرت نے
کوہ اجیاد مین کہ بفتح ہمزہ وسکون جیم وفتح تحتانیہ ہے شبانی شروع کی اور جو کچھ مزدوری مین ملتا مسکینون کو
عنایت کرتے اور جب پچیس برس کے ہوے تو ابوطالب پر افلاس غالب آیا پر ایکدن اپنا حال کہکر ملتمس
ہوے کہ قریش کا قافلہ بقصد تجارت جانب شام روانہ ہوتا ہے اور سُنا گیا ہے کہ خدیجہ بنت خویلد کو ایک شخص امین
کی احتیاج ہے اگر اُسکا مال آپ لیجائین تو ہمکو شاید نفع ہو دفعتہً خدیجہؓ نے یہ حال سنا اور نہایت آرزو سے کہلا بھیجا
کہ اگر حضرتؐ راضی ہون تو مین دوچند اُجرت دینے پر حاضر ہون ابوطالب نے قبول کیا اور خدیجہؓ نے بے تامل
اُجرت بھیجدی سو حضرت صلعم ہمراہی میسرہ غلام خدیجہ جانب شام روانہ ہوے جب شہر بصریٰ مین پہونچے
تو ایک درخت خشک کے نیچے اُترے وہان نسطورا درویش نصرانی رہتا تھا اُسنے دیکھکر کہا کہ اس درخت
کے نیچے سواے پیغمبر کے کوئی نہین اُترتا لہذا حضرت کے پاس حاضر ہوکے اسم شریف دریافت کرکے کہنے لگا
کہ تم خاتم النبیین ہو اور میسرہ سے خوارق عادات سنکر کہا کہ مین اس پیغمبر کے انتظار مین تھا الحمد للہ کہ زیارت نصیب
ہوئی اے میسو تجھے وصیت کرتا ہون کہ انسے ہرگز جدا نہ ہونا اور شام مین نہ لیجانا کہ یہود انکے دشمن ہین کیونکہ یہ پیغمبر
آخرالزمان ہین میسرہ نے کہا کہ مین نے شدت حرارت مین انپر دو مرغ سایہ کرتے ہوے دیکھے ہین اور زیر قدم سے پانی
جاری ہوتا ہے اور ایک آدمی کے لائق کھانا سو آدمی انکی برکت سے کھاتے ہین اُسنے کہا سب درست ہے چنانچہ
میسرہ نے اسباب تجارت وہین فروخت کرایا سہ چند نفع پایا اور بعضے اس معاملے کو یون بیان کرتے ہین کہ جب
حضرت صلعم کی عمر چوبیس برس نو مہینے چھ روز کی ہوئی اور امانت ودیانت آپکی عالم مین شائع ہوئی اور قوم
قریش آپ کو محمد امین کہنے لگی تو خدیجہ کبریٰ کو خواہش ہوئی کہ حضرت کو اپنا اسباب تجارت دیکر بھیجین اس بات
کا پیغام بھیجا حضرت صلعم نے بمشورہ ابی طالب قبول کیا کہ خدیجہ نے میسرہ غلام اور خزیمہ اپنے رشتہ دار کو ہمراہ
رکاب جناب رسالت مآب صلعم کرکے جانب شام روانہ کیا یہ معاملہ دو مہینے چوبیس دن قبل نکاح سے ہوا ہے
بالجملہ جب حضرت صلعم نے بصریٰ مین اسباب فروخت کیا اور مراجعت فرمائی اور قریب حرم مکہ نہضت فرما
ہوے تو اُسوقت گرمی کی شدت تھی اور ایک اونٹ پر حضرت خاتم المرسلین سوار تھے دوسرے پر خزیمہ و
میسرہ اور خدیجۃ الکبریٰ مع چند عورات قریش بالائے بام بیٹھی ہوئین راہ کے مسافرون کو غرفہ سے دیکھتی تھین

ابن زرارہ تمیمی سے نکاح کیا اُس سے بھی ایک بیٹا ہوا اور ایک بیٹی اور ایک روایت مین ھند و ہالہ وزینب پیدا ہوے پھر وہ بھی مرا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اُنسے قاسم و عبد اللہ و طاہر تین بیٹے وزینب ورقیہ وام کلثوم و فاطمہ چار بیٹیان پیدا ہوئین سو تینون صاحبزادے حالت شیر خوارگی مین قبل نبوت داخل بہشت ہوے اور زینب رض ورقیہ رض وام کلثوم رض نے روبرو حضرت صلعم کے وفات پائی مگر فاطمہ علیہا السلام نے چھ مہینہ بعد اور تمام اولاد حضرت صلعم کی خدیجہ رض سے تھی مگر ابراہیم ماریہ قبطیہ سے اور جب خدیجہ رض حضرت صلعم کے نکاح مین آئین تو عمر اُنکی عند البعض اٹھائیس برس کی تھی اور حضرت صلعم کی پچیس کی مگر شیخ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے عمر خدیجہ رض چالیس برس کی وقت نکاح لکھی ہے وہو الصحیح اور باقی احوال انکا احوال زوجات مطہرات مین لکھا جائیگا ایک فضیلت اس مقام پر قابل بیان ہے کہ بعد نکاح حضرت جبرئیل ع نے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ صاحب خدیجہ رض کو سلام کہتے ہین حضرت صلعم نے فرمایا اے خدیجہ رض یہ جبرئیل ع امین ہین تیرے رب کا سلام تجکو کہتے ہین خدیجہ رض نے کہا ان اللہ ہو السلام ومنہ السلام وعلی جبرئیل السلام وعلیک یا رسول اللہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وعلی من سمع السلام الا الشیطان اور جب عمر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پینتیس برس کی ہوئی تو قریش نے بنا کعبہ و بقولے تعمیر کعبہ شروع کی اور چاہا کہ مسقف کرین کیونکہ قبل خرابی چار دیواری تھی اور طول یعنے بلندی مقدار قد آدم اسی عرصہ مین اتفاقیہ ایک کشتی کہ روم سے براہ دریا جاتی تھی تباہ ہوئی اہل کشتی مین ایک آدمی باقوم نام کار معماری مین استاد پختہ کار تھا وہ مع اپنی قوم کے جدہ مین مقیم ہوا قریش نے یہ خبر سنی ولید ابن مغیرہ نے جدہ مین جاکر کشتی کی لکڑی خرید کی اور باقوم معمار کو حرم مین لایا اور تعمیر کعبہ پر معین کردیا اور فہمایش کی کہ مطابق بنا ابراہیم علیہ السلام بنا نا بدین شرط کہ اجزا دیوار مین کسی طرح کا خلط نہ ہو باقوم نے کہا یہ بات حیز امکان سے خارج ہے دو باتین اختیار کرو یا تو اجازت دو کہ پتھر و مٹی ملاکے بنایا جائے یا مقدار بیت سے کچھ کم کیا جائے سو قریش نے شق ثانی اختیار کی اور موضع حجر کو بیت سے قطع کیا اسی موضع کو اب حجر اور کبھی حطیم بولتے ہین بعد اسکے چارون رکن قبائل قریش مین تقسیم ہوے اور تعمیر شروع ہوئی اور سب ملکر پتھر لانے لگے حضرت صلعم بھی پتھر لانے مین شریک ہوے یہانتک کہ دیوارین تیار ہوئین اور آستانہ حرم بلند کیا گیا تاکہ سیل آب سے بیت اللہ محفوظ رہے اور بلا اذن بواب کوئی جا نہ سکے جب حجر الاسود کے رکھنے کی نوبت آئی تو بطون قریش یعنے بنو ہاشم و بنو امیہ و بنو مخزوم و بنو زہرہ وغیرہم مین مخالفت پیدا ہوئی بلکہ بنو عبد اللہ نے اتفاق کیا اسپر کہ جب تک ہم سب لوگ قتل نہ ہونگے ہرگز دوسرے قبیلہ کو وضع حجر مین دخل نہ دینگے چنانچہ اسی سبب سے لقب اس عہد کا عقد الدم قرار پایا جب یہ فساد ظاہر ہوا تو ولید ابن المغیرہ نے سب لوگونکو جمع کرکے یہ قرار دیا کہ جو کوئی شخص باب بنی شیبہ سے اول آوے وہی اس قضیہ مین حکم ہو اُسی کے حکم پر عمل کرو چنانچہ حضرت خاتم المرسلین محبوب رب العالمین اول باب بنی شیبہ سے تشریف لائے سب لوگ آنجناب کو دیکھ کر خوش ہوے اور ملتمس ہوے کہ اس قضیہ مین جو کچھ آنجناب ارشاد فرماوین منظور ہے حضرت صلعم نے اپنی چادر دوش مبارک سے لیکر زمین پر بچھائی اور ید بیضا سے حجر اسود کو اُٹھاکر چادر مین رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص چارون گوشے چادر کے پکڑ کر

لیکن مال اُسکا مشہور بہ قلت ہی لیکن مال کا اعتبار نہین یہ تو سایہ ہی معرض زوال مین اور محمد وہ ہی جسکی قرابت
تمکو معلوم ہی حالانکہ اُسنے خواہش کی ہی خدیجہ بنت خویلد کی اور اُسکو نکاح مین لاتا ہی بعوض مہر جسکا مؤجل و
معجل میرے مال سے متعلق ہی اور قسم خدا کی ہی محمدؐ کو بعد اس معاملے کے مرتبہ عظیم ہوگا بعد اسکے ورقہ ابن نوفل
نے یہ خطبہ پڑھا الحمد للہ الذی جعلنا کما ذکرت وفضلنا علی ما عددت فنحن سادۃ العرب وقادتہم وانتم اہل ذلک
کلہ لا ینکر العرب العشیرۃ فضلکم ولا یرد احد من الناس فخرکم وشرفکم وانا فی ہذا الامر راغبون حاصل یہ کہ حمد سپاس
اُس خدا کو ہی جسنے ہمکو اُن فضائل مین گردانا جو تمنے بیان کئے پس ہم سردار عرب ہین اور تم اُن کمالات کے
اہل ہو کوئی آدمی اور کوئی فرد افراد قبائل و عشائر عرب سے تمھارے فضل کا منکر نہین ہی اور نہ کوئی
متنفس تمھاری شرافت کو رد کرتا ہی اور حقیقۃً مجکو قبول اس خطبہ مین رغبت ہی انتہے بعد اسکے ابوطالب نے کہا
اے ورقہ مین چاہتا ہون کہ عمرو بن اسد بھی تیرا شریک ہو سو عمرو ابن اسد نے کہا اے گروہ قریش تم گواہ ہو
کہ مین نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبد اللہ کے نکاح مین دیا بالجملہ نکاح ایجاب و قبول طرفین سے منعقد
ہوا اور بعد تمامی قاعدہ عقد صحیح ابوطالب نے کئی اونٹ نحر کرا کے اشراف قوم کو کھانا کھلایا اور بایا سے
ام المؤمنین خدیجہؓ لونڈیون نے دف بجا کے رقص کیا اور دوپہر کے وقت اُسی دن زفاف واقع ہوا **فائدہ**
مہر حضرت خدیجہؓ کا ایک روایت مین چارسو مثقال طلا تھا و بروایتے پانسو درم و بروایتے بیس اونٹ تھے
فائدہ یہ جو کھانا ابوطالب نے کھلایا طعام ولیمہ تھا ولیمہ مشتق ہی التیام سے اور التیام کے معنی اجتماع
چونکہ وقت اجتماع زوجین کے کھلایا جاتا ہی اسلیے اسکو ولیمہ کہتے ہین پس ولیمہ وہ طعام ہی جو نکاح مین کھلایا
جائے اکثر علما اسپر ہین کہ ولیمہ سنت ہی اور بعضون نے کہا مستحب ہی اور بعضون نے کہا واجب ہی اور وقت
ولیمہ کا بعض کے نزدیک بعد دخول ہی اور بعضے کہتے ہین کہ وقت عقد کے ہے اور بعض قائل ہین دونون کے
یعنے وقت عقد بھی کرنا چاہیے اور بعد دخول بھی اور اختلاف کیا ہی علما نے تکرار ولیمہ مین زیادہ دو دن سے ایک
جماعت علما نے مکروہ کہا ہی اور مالکیہ نے مستحب جانا ہی ہفتہ تک و مختار یہ ہی کہ ولیمہ بقدر حال خاوند کے ہوا ور
مجمع البحار مین لکھا ہی کہ ضیافت آٹھ قسم ہی ولیمہ بنا بر نکاح خرس بضم الخاء معجمہ واسطے پیدا ہونے لڑکے کے اعذار ختنہ
کے لیے وکیرہ تعمیر مکان کے واسطے نقیعہ مسافر کے آنے کے لیے خواہ مسافر تیار کرائے یا اُسکے لیے کوئی اور تیار کرے
وضیمہ بالضاد المعجمۃ مصیبت کے لیے عقیقہ واسطے تسمیہ ولد کے مادبہ بالہمزۃ وضم الدال والباء الموحدۃ وہ کھانا ہی جو
تیار کیا جائے واسطے ضیافت کے بے سبب اور یہ سب اقسام مستحب ہین مگر ولیمہ کہ بعضون کے نزدیک واجب ہی اور
صحیح یہ ہی کہ ولیمہ سنت ہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم و صحاب آپ کے کیا کرتے تھے بعض عالمون کے نزدیک ولیمہ مین جانا
واجب ہی جو نہ جائے وہ گنہگار اور بعضون کے نزدیک مستحب ہی کھانا ضرور نہین اگر کچھ عذر ہو نہ کھائے **فائدہ** پوشیدہ
نہ رہے کہ خدیجہؓ اولا نامزد ورقہ ابن نوفل ابن اسد کی تھین سو نوبت نکاح نہین پہونچی یہانتک کہ عتیق ابن عائذ مخزومی
نے خواہش کی کہ اُس سے اول نکاح ہوا اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی پھر عتیق مرگیا تو نباش

له سادات و بزرگواران
بعض سید و سادات
اعدا ختنہ
عقیقہ
ابن نوفل ۱۲

تین میل مکہ سے واقع ہو اسی کو جبل ثور بولتے ہین اسی مین ایک غار ہو چار درعہ کا لنبا اور ایک درعہ اور تہائی
درعہ کا چوڑا وہان سے کعبہ نظر آتا ہو اس لیے وہ مقام پسند پڑا تھا اور ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری مین
بیان کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دنون تشرع بشریعت ابراہیمی تھے وہوالصحیح اور جو لوگ قائل ہین
کہ تعبد آنحضرت کسی دین سے متعلق نہ تھا اُسکا مطلب یہ تھا کہ بحکم عقل و استحسان کاربند تھے خواہ بالہام خواہ
برویائے صالحہ وہوالمختار بظاہر قولہ تعالیٰ وکذلک اوحینا الیک روحًا من امرنا ماکنت تدری ماالکتاب ولا
الایمان اورمیل امام غزالی اس مسئلہ مین جانب توقف ہو اور عبادت مین اختلاف ہو بعضے بفکر قائل و بعضے
بذکر قائل وہوالصحیح لان الذکر اعلیٰ من الفکر اور اتفاق ہو کہ آنحضرت نے کوئی نا باکی جاہلیت کی اختیار نہین کی
بلکہ جمیع صغائر و کبائر سے معصوم تھے الغرض خلوت سے یہ نوبت پہونچی کہ شجر و حجر سے وقت ملاقات آواز
السلام علیک یارسول اللہ آنے لگی چنانچہ حضرت فرماتے تھے کہ مین پہچانتا ہون ایک پتھر کو کہ مین جو مجکو قبل
نبوت سلام کرتا تھا اور سفرالسعادت مین ہو کہ نزول وحی سے پہلے صرف آواز آتی تھی کہ یا محمد لیکن گوینده نظر
نہ آتا تھا اور سات برس صرف نور نظر آیا کہ اُسین آنجناب مسرور رہتے تھے جب عمر شریف چالیس برس کی ہوئی
خواہ ایک دن زیادہ تو نور وحی کا شروع ہوا اور بقول صحیح ظہور اس نور کا تاریخ ہشتم خواہ سوم ربیع الاول یوم
دوشنبہ تھا اور سنہ اکتالیس عام الفیل صحیح بخاری مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ اوّل
علامات وحی مین رؤیائے صالحہ ہوے کہ جو کچھ رات کو حضرت خواب دیکھتے صبح کو بعینہٖ ظاہر ہوتا بعد اُسکے
خلوت پسند آئی تو غار ثور مین چند روز کا کھانا لیکے تشریف لیجاتے اور تسبیح و تہلیل و حمد و ثنا مین مشغول رہتے
جب کھانا صرف ہو جاتا تو حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے اور دو ایک دن قیام کرکے پھر وہین تشریف لیجاتے
تھے مدت اقامت غار ایک مہینے سے کم ہوتی تھی مگر بسبیل ندرت الغرض اِس عرصہ مین ایکدن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اپنا جسم مبارک دھونے کو غار سے نکلے دفعتہً حضرت جبرئیل امین نے ہوا مین آواز دی اے
محمد حضرت نے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا پھر دوسری مرتبہ آواز دی حضرت صلعم متحیر داہنے بائین دیکھنے لگے تو ایک شخص
نورانی مثل آفتاب روشن تاج نورانی برسر و حلہ سبز در بر تشریف لائے اور ایک ٹکڑا حریر کا ہاتھ مین دیکر کہا پڑھو
حضرت نے فرمایا مین پڑھا نہین ہون پھر اُنھون نے اپنی بغل مین حضرت کو خوب دبایا کہ عرق آگیا اور کہا کہ پڑھو
حضرت نے کہا کہ مین پڑھا نہین ہون پھر اس بزرگ نے اُسیطرح کیا غرضکہ تین مرتبہ بقدر طاقت آنجناب صلعم کو
خوب دبوچا پھر اقرا باسم ربک الذی خلق مالم یعلم تک پڑھایا اور ایک روایت ہو کہ اول تعوذ و بسملہ کہلا کے یہ آیتین
پڑھائین کہ حضرت کو یاد ہو گئین چنانچہ تفسیر واحدی مین ہو کہ اول تعلیم جبرئیل یہ ہوئی کہ یا محمد استعذ باللہ ثم قل
بسم اللہ اور ایک روایت ہو کہ بعد تعلیم آیات مذکورہ حضرت جبرئیل نے اپنا پیر زمین پر مارا کہ ایک چشمہ نکل آیا پھر
استنجا کرکے مضمضہ و استنشاق کیا اور منھ دھویا پھر ہاتھ پیر تین تین مرتبہ دھوکے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا یعنے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس طرح وضو کرنا سکھلایا کیونکہ ایسے افعال مین تعلیم فعلی زیادہ تر مفید ہوتی ہو

اُٹھائے اور دیوار حجر تک لائے تاکہ سعادت و برکت سے کوئی قبیلہ محروم نہ رہے بعد ازان سب لوگ مجھے حجر اسود کے رکھنے مین وکیل کرین قریش نے قبول کیا اور عتبہ ابن ربیعہ اور ابو زمعہ و ابو حذیفہ ابن المغیرہ و قیس ابن عدی چارون کونے چادر کے پکڑے اور اُٹھا کر موضع معہود تک لے گئے تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے حجر کو اُٹھا کر موضع حجر مین رکھ دیا اور جملہ بطون قریش اسپر راضی ہوے اسی عرصہ مین یہ ہوا کہ بیت اللہ کے اندر ایک کنوان تھا اسمین ایک سانپ بہت بڑا وقت طلوع آفتاب دیوار پر بیٹھتا تھا اور سب لوگ اُسکو دیکھ کر خوف کھاتے تھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ایکدن عقاب نے اُسکو اُٹھا لیا کہ سب لوگونکا خوف جاتا رہا **فائدہ** بیت اللہ کی خرابی کے دو سبب مورخین بیان کرتے ہین بعضے کہتے ہین کہ بیت اللہ مین ایک کنوان تھا کہ حکام ماضیہ نے چند زیور مع آہو برہ طلا مکلل بجواہر اسمین دفن کئے تھے چند اوباشون نے اُسکو کھود کر نکال لیا اس سبب سے ایک نوع کا تزلزل چار دیواری بیت اللہ مین واقع ہوا بلکہ قریب الانہدام ہو گیا اور بعضے کہتے ہین کہ سیل آب سے بنا کعبہ مین صورت خرابی پیدا ہو گئی تھی اور جمع بین القولین یون ہو سکتی ہے کہ اوّل اوباشان قریش نے گنج مخفی کھودا پھر سیل آب آیا کہ اُنھین دونون سببون سے بیت اللہ قریب الانہدام پہونچا تھا کہ قریش نے پھر بنایا بالجملہ اسی سال سے امارات خیر و برکت اُم القریٰ مین ظاہر ہونے لگے اور روئے نبوت روشن ہو چلے اور اخبار راہبین و کاہنین کا ظہور شروع ہوا کہ وقت بعثت نبی قریب تر آیا پس زید ابن عمرو ابن نفیل و ورقہ ابن نوفل و عثمان ابن الحویرث و عبد اللہ ابن جحش ملکر قوم قریش کو بت پرستی پر لعن و طعن کرنے لگے اور دین قدیم ابراہیم علیہ السلام کی طلب مین مکے سے نکلے اور غیر شہرون مین متفرق ہوے چنانچہ زید ابن عمرو سے اطراف شام مین ایک عالم توریت ملاقی ہوا اُس سے زید نے طریقہ عبادت پوچھا اُسنے کہا جس شہر سے تو آیا ہے اُسی شہر مین خاتم المرسلین رسول رب العالمین جلد تر مبعوث ہونیوالا ہے اُسی کے ہاتھ پر دین ابراہیم از سر نو عروج پکڑیگا پھر زید ابن عمرو اُسی مقام سے کہ شاید ارض بلقا سے تھا پھرا مگر بلاد لخم مین دشمنون کے ہاتھ سے مارا گیا اور ورقہ ابن نوفل نصرانی ہوا اور کتابین بنی اسرائیل کی پڑھکر صفات خاتم المرسلین سے بخوبی آگاہ ہوا اور اُسنے جانا کہ یہ نبی جلد تر مکہ مین ظاہر ہوتا ہے اور اسی انتظار مین عمر اپنی بسر کرتا اور خدیجہ کبریٰ سے پوچھا کرتا وہ حضرت کے صفات بیان کرتین تو ورقہ جب حضرت کو دیکھتا بمطابقت معلومات چہرہ مبارک پر بوسہ دیا کرتا اور کہتا لاریب تمھین پیغمبر آخر الزمان ہوگے چنانچہ ابتداے نبوت تک یہ شخص زندہ رہا پھر مر گیا بعضے اُسکے ایمان کے قائل ہین اور بعضے تردد و توقف کرتے ہین لیکن ہمارے نزدیک تصدیق حضرت صلعم مین شبہہ نہین ہے اسواسطے کہ آنجناب فرماتے ہین رایت ورقہ ابن نوفل جنۃ او جنتین پس اگر مومن نہ تھا تو بہشت اُسکے واسطے کیسی اور عثمان ابن الحویرث روم مین جا کر نصرانی ہوا اور عبد اللہ ابن جحش اوّل اسلام لایا پھر حبش مین جا کر مرتد ہو گیا اور حالت ارتداد مین مرا اور اسی سال مین بروایتے حضرت فاطمہ پیدا ہوئین اور جب حضرت اڑتیس برس کے ہوے تو آپکو نور نظر آنے لگا اور غیب کی آوازین سننے لگے اور دل مین شوق گوشہ گزینی و خلوت نشینی کا پیدا ہوا کوہ حرا پر تشریف لیجاتے اور بیت اللہ کو دیکھا کرتے اور ذکر حق مین مشغول رہتے **فائدہ** یہ پہاڑ جسکو حرا کہتے ہین بکسر حا و فتح را ملطین بروزن کتاب ہے

بیان خرابی بیت اللہ شریف

[حاشیہ: ناخوانا دستی تحریر]

معلوم نہ تھے **فائدہ** ورقہ ابن نوفل نے جو حضرتؐ کو برادرزادہ کہا سو یہ ازروے عرف و عادت عرب کے تھا اور عبداللہ کے
ہم عمر بھی تھے **فائدہ** اس قصے مین کئی نکتے ہین اوّل یہ کہ بنی آدم کی تربیت و تعلیم مین طریق تدریج جاری ہے خصوص ایسے بار
عظیم کے اٹھانے مین تدریج واجبات سے ہے کیونکہ اگر اول دہلے مین حضرتؐ پر وحی قرآن نازل فرماتے تو اسکا تحمل دشوار تھا
لہذا اوّل خواب مین علوم جزئیہ کی تعلیم شروع فرمائی تاکہ آہستہ آہستہ علوم عالم غیب سے خوگر ہون پھر بحالت بیداری و ہوشیاری
خلوت کی محبت دلمین ڈالی کہ زن و فرزند کے علائق سے علٰحدہ ہوے اور عالم غیب سے توجہ کلی بہم پہونچا اور ایک مکان
مخلی بالطبع بتلایا کہ وہان جنس بشر سے کوئی نہ ہو تاکہ بروقت نزول وحی کسی کو گمان تلقین و تلمذ دل مین نہ گذرے پھر
وقت انزال وحی ایک صدمہ سخت قلب پر ڈالا کہ وہم تلبیس و تصنع پیدا نہ ہو اور اس سے پہلے حضرت جبرئیلؑ کو یہ ارشاد ہوا
کہ تم حضرتؐ پر نمود ہوا کرو اور تسلی دیا کرو تاکہ بمقتضاے بشریت بار نبوت سے گھبرا نہ جائین دوسرا یہ کہ تاثیر روح حضرت جبرئیلؑ
ہلانے جھلانے سے روح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین ایسی کامل ہوئی کہ آنجنابؐ کو طاقت قرارت حاصل ہو گئی اسی کو طریق
توجہ کہتے ہین اور یہ چار طرح پر اصحاب طریقت مین جاری ہے اوّل تاثیر انعکاسی مثلاً ایک شخص عطر لگا کے مجلس مین آئے اور
اسکی خوشبو سے اہل مجلس مستفید ہون سو یہ استفادہ اسیوقت تک رہتا ہے جب تک وہ شخص مجلس مین ہے لہذا یہ قسم ضعف
اقسام تاثیر مین ہے دوسری تاثیر القائی مثلاً کوئی شخص تیل و بتی ایک سکورے مین رکھ کے لائے دوسرا شخص کہ آگ
لیے بیٹھا ہے اسکو روشن کر دے کہ چراغ تیار ہو جائے سو یہ تاثیر فی الجملہ قوی ہے کہ بعد صحبت بھی اسکا اثر باقی رہتا ہے لیکن
ہوائے تند وغیرہ سے زائل ہو جاتا ہے اور ایسی صورت مین نفس کو تہذیب کامل حاصل نہین ہوتی جس طرح بلا روغن
و فتیلہ شعلۂ آتش اصلاح نہین کر سکتا تیسری تاثیر اصلاحی مثلاً کسی دریا یا چاہ سے پانی لیکے کسی خزانہ مین جمع کرین اور
فوارہ حوض تک راستہ بخوبی صاف کرین اور پانی کو اسی راہ سے جاری کرین کہ فوارہ جوش و خروش سے چھوٹنے لگے تو اثر
اسکا بہ نسبت تاثیرات بالا کے قوی تر ہے اور اصلاح نفس و تہذیب لطائف بھی ہوتی ہے لیکن بقدر استعداد خزانہ و مسافت
راہ نہ بقدر دریا و چاہ باینہمہ اگر خزانے پر کوئی آفت آ جائے تو نقصان مین شک نہین چوتھی تاثیر اتحادی کہ مرشد کامل
اپنی روح پر کمال کو مسترشد کی روح سے ایسا ملا دے کہ مرشد کی روح کا کمال مسترشد کی روح مین مثل شیر و شکر ہو جائے
اور یہ صورت انواع تاثیر مین قوی تر ہے اور اسمین دونون روحین واحد ہو جاتی ہین بار بار حاجت استفادہ کی نہین
پڑتی سو اس قسم کی تاثیر نادر الوقوع ہے مگر اولیائے امت مصطفویہ سے یہ بھی واقع ہوئی ہے بالجملہ تاثیر حضرت جبرئیل
علیہ السلام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین اتحادی تھی کہ حضرت جبرئیلؑ نے اپنی روح لطیف کو مسامات بدن سے حضرتؐ کے
جسم لطیف مین داخل کر کے روح عالی سے ہمچو شیر و شکر کر دیا کہ ایک حالت عجیب بشریت اور ملکیت کی پیدا ہوئی کہ بیان
مین نہین آ سکتی تیسرا یہ کہ ورقہ ابن نوفل نے حضرتؐ کی تشفی کر کے نزول وحی پر گواہی دی اور حضرت جبرئیلؑ کو پہچان لیا اور
خود نصرت و اعانت پر مستعد ہوا مگر خدا نے جلد اسکو اس عالم سے اٹھایا تاکہ کسی کو گمان نہو کہ اسنے قصص و مسائل و شرائع سابقہ
سے مطلع کیا ہے اور یہ بھی منظور ہوا کہ کسی اہل کتاب کے باعث سے نصرت آنحضرتؐ نہ ہو بہر نوع استقلال سے ہو چوتھا
اول ایسا کلام لسان جبرئیلؑ سے ارشاد کیا کہ اس سے دغدغہ امی محض ہونیکا جاتا رہے یعنے فرمایا اقرا باسم ربک

بعد اُسکے حضرت جبرئیلؑ نے ایک چلو پانی لیکے روے مبارک پہ چھینٹا دیا اور خود آگے بڑھکر دو رکعت نماز پڑھی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقتدا کی جب نماز سے فارغ ہوے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا وضو کرنا اور نماز
کا پڑھنا اِس طرح سے ہوتا ہی اور صحیح یہ ہی کہ یہ روایت بعد نزول سورۂ فاتحہ صحیح ہی بالجملہ حضرت جبرئیلؑ بعد تعلیم آیات
خود جانب آسمان چلے گئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی دولت خانہ کو روانہ ہوے راہ مین ہر درخت و پتھر سے آواز
آتی تھی کہ السلام علیک یا رسول اللہ اور حضرت کا دل کانپتا تھا اُسی حالت مین داخل دولتسرا ہوے اور حضرت نے
خدیجہ کبریٰؓ سے فرمایا زملونی زملونی یعنے مجھے چھپاؤ مجھے چھپاؤ حضرت خدیجہؓ نے بالاپوش اُڑھایا اور ٹھنڈا پانی
چھڑکا جب افاقہ ہوا تو آپنے فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہی حضرت خدیجہؓ نے کہا خداے تعالیٰ تمکو ضائع نکریگا
اور آپکے صفات حمیدہ بیان کرکے کہا کہ تم غریبون کی مدد کرتے ہو اور محتاجون سے سلوک اور ایسے کامون مین
جنسے حق کی تائید ہو اعانت کرتے ہو پھر تم مستحق رحمت الٰہی ہو نہ غضب آلٰہی پھر آپکو پاس ورقہ ابن نوفل ابن
عبد العزیٰ کہ برادر عم زاد اُنکے تھے لے گئین وہ کتب سابقہ پڑھے تھے اُنسے حال بیان کیا ورقہ نے حضرت سے کہا اے
بیٹے میرے بھائی کے تمنے کیا دیکھا آپنے تمام کیفیت بیان فرمائی ورقہ نے کہا یہ ناموس اکبر تھا جسکو عربی مین جبرئیلؑ
کہتے ہین یہی فرشتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا تم اِس اُمت کے پیغمبر ہو کاش مین جوان ہوتا اُن دنون مین
جب کفار تمھین نکالین گے آپ نے پوچھا کہ یہ لوگ مجھے نکالین گے ورقہ نے کہا ہان ایسے ہی لوگون کے کافر
دشمن ہوتے ہین اور تم وہ پیغمبر ہو جنکی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہی آپ اصلا خوف نفرمائین بلکہ خوش ہون
پھر اُنھین دنون مین ورقہ نے انتقال کیا **فائدہ** حضرت خدیجہؓ نے ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ورقہ کا حال
پوچھا کیا فرماتے ہین آپ ورقہ کے حق مین کہ اُسنے آپکی تصدیق کی تھی مگر زمانہ ظہور نبوت مین اتباع احکام اُسکو نصیب
نہ ہوا فرمایا اُسکو مین نے سفید کپڑے پہنے دیکھا ہی اگر نجات اُسکی نہ ہوتی اور مسلمانون مین محسوب نہ ہوتا تو سفید کپڑے
پہنے نظر نہ آتا اِس حدیث سے ظاہر ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی مردہ مسلمان کو سفید کپڑے پہنے خواب مین دیکھے تو یہ دلیل ہی
اُسکے نجات کی اللھم نجنا من النار والبسنا لباس الاخیار بحرمۃ سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **فائدہ** جسطرح ورقہ
ابن نوفل زمانۂ نبوت سے پیشتر ایمان لائے تھے اسیطرح حبیب نجار وغیرہ ایمان لائے تھے چنانچہ سعد ابن کرب الحمیری
کہ دو برس قبل از بعثت ایمان لایا ہی اسی نے اول کعبہ کو لباس پہنایا ہی اور قیس ابن ساعدہ ایادی حکیم العرب جسکی عمر
سات سو برس کی ہوئی اور زید ابن نفیل ابن عم حضرت عمر ابن خطاب و امیہ ابن صلت شاعر و بحیرا راہب و نسطورا وغیرہم
قبل ظہور نور نبوت ایمان لا چکے تھے **فائدہ** نبوت و رسالت محض عنایت و موہبت الٰہی ہی اسمین کسب کو اصلا دخل نہین کوئی
یہ نہ سمجھے کہ ریاضت و مجاہدہ کا نتیجہ ہی **فائدہ** اِس معاملہ مین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کمال فراست واضح ہوا اور ظاہر
ہوا کہ حقائق امور کی معرفت تامہ انکو حاصل تھی اور اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے
ہونے مین شک و شبہہ نہ تھا مگر حضرت خدیجہؓ نے اپنی راے کے موافق ورقہ ابن نوفل کے پاس لیجانا مناسب جانا تاکہ آنجنابؐ
کو عین الیقین حاصل ہو اور جو خود حقیقت حال مفصل گزارش کرتین تو بیان نہ ہوسکتا کیونکہ حالات کتب سابقہ اُنکو

لیجانا خدیجہ کبریٰ کا حضرت کو ورقہ کے پاس

بیان حال نجات ورقہ بن نوفل

فی تفسیر القصۃ اسی عرصہ مین ایکدن حضرت جبرئیل پھر ما بین آسمان و زمین ایک کرسی پر معلق بیٹھے ہوے دیکھ پڑے
تو آنحضرت گھبرائے اور فرمایا زملونی زملونی جسطرح قصہ غار مین واقع ہوا اور وحی ہوئی یا ایہا المدثر قم فانذر یعنے
اے لحاف مین لپٹے کھڑا ہو پھر ڈر سنا بعضے کہتے ہین کہ نبوت آنجناب رسالت پر مقدم تھی کیونکہ اہل حدیث کے
نزدیک رسالت کے واسطے تبلیغ و انذار ضرور ہے سو تکمیل نفس و تعلیم و تلقین کے لیے سورہ اقرء نازل ہوا اور تبلیغ و انذار
کے واسطے سورہ مدثر اول نبوت ہے دوسرے رسالت **فائدہ** حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مرتبہ اللہ کے نزدیک
بہت بڑا ہے کہ روح القدس و روح الامین انکا خطاب ہے سب پیغمبرون کے پاس وحی لائے اور اللہ کے وکیل رہے
انھین کا کام ہے شرائع کا پہونچانا یا عابدون کی امداد کرنا کافرونکو ہلاک کرنا فتح و شکست ظاہر کرنا انکا احسان
آدمی پر زیادہ ہے مگر یہ فضیلت مطلقہ نہین بلکہ بالخصوص بلاحظہ کارہاے نافع نوع انسانی کیونکہ حضرت اسرافیل
اطلاع مکنونات لوح محفوظ مین و قرب منزلت مین پیش قدم بلکہ حضرت جبرئیل و میکائیل و اسرافیل پر حاکم و فرمانروا ہین
فائدہ پوشیدہ نرہے کہ نزول وحی حضرت صلعم پر کئی طرح سے ہوتا تھا ایک یہ کہ حضرت صلعم سچی خوابین دیکھتے تھے مگر
مین یہ بات ابتدا مین تھی یعنی جو خواب دیکھی اسکا ظہور فی الفور ہوگیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
اول ما بدی بہ رسول اللہ صلعم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لایری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح دوسرے
یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام قلب آنجناب پر حکم الٰہی القا کرتے اور خود ظاہر نہ ہوتے اور نہ آنجناب کوئی آواز سنتے
کما قال اللہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک اور اسی کو نفث کہتے ہین تیسرے حضرت جبرئیل بصورت مرد متمثل ہوکر آتے
اور حکم خدا پڑھکر سناتے اور بیشتر و اکثر بصورت دحیہ کلبی تشریف لاتے تھے چنانکہ بعض اصحاب نے گاہ گاہ انکو دیکھا ہے
بعض اہل تحقیق فرماتے ہین کہ رویت جبرئیل حالت انزال وحی موجب فقدان و زوال بصارت ہے چونکہ حضرت
ابن عباس کو یہ معاملہ واقع ہوا کہ انھون نے ایک روز حضرت صلعم کے پاس ایک شخص کو دیکھا جب وہ چلا گیا تو
پوچھا یہ کون تھا حضرت نے فرمایا کیا تو نے دیکھ لیا کہا ہان فرمایا جبرئیل تھے اب تیری آنکھونکی روشنی جاتی رہیگی
مگر برکت صحبت آنجناب سے ظہور اسکا آخر عمر مین ہوا اور ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اگرچہ میری بصارت ظاہری
زائل ہوگئی ہے لیکن زبان و قلب مین روشنی ہے ہذا ما حققہ استاذ الاستاذ قدس اللہ سرہ العزیز اور شیخ عبد الحق
شرح مشکوٰۃ مین فرماتے ہین کہ فرمایا حضرت صلعم نے جسنے جبرئیل کو سواے پیغمبر کے دیکھا اسکی بینائی جاتی رہی اور
بینائی تیری بھی جانیوالی ہے ولیکن روز وفات پھر ملجائیگی کہتے ہین کہ جب ابن عباس مرے اور انکو کفن مین لپیٹا
تو ایک جانور سفید آیا اور کفن مین غائب ہوگیا ہرچند لوگون نے تلاش کیا نہ ملا تب عکرمہ مولی ابن عباس نے
کہا کیا احمق ہو یہ بینائی اسکی تھی جسکا پیغمبر خدا نے وعدہ فرمایا تھا اور جب انکو لحد مین رکھا تو ایک آواز غیب سے
آئی یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اور جو کوئی شبہہ کرے کہ اور صحابہ نے بھی حضرت جبرئیل کو
دیکھا تھا کبھو بصورت اعرابی اور کبھو بصورت دحیہ کلبی جیسا جلال الدین سیوطی نے تحقیق کیا ہے کہ حضرت عائشہ رض
اور ابی بن کعب اور عبد الرحمن ابن عوف و عرباض ابن ساریہ وغیرہ نے بھی دیکھا ہے اور ابی داؤد نے ابو جعفر سے

خلق خلق الانسان من علق اقرء وربک الاکرم الذی علم بالقلم الآیۃ یعنے پڑھ اپنے رب کا کلام اُسی کے نام سے اور
اُسی کی مدد سے اسواسطے کہ آدمی کلام قدیم کو اپنے نفس کے زور سے پڑھ نہین سکتا اور اگر اِس بات کا دغدغہ ہو
کہ ہمارا پڑھنا حادث ہے اور یہ کلام قدیم تو خیال کرو اُسی پروردگار نے پیدا کیا ہے اشیا کو بصورت اپنے ہما کے پھر وہی
کلام قدیم کو بصوت حروف تصویر کرکے اول خیال مین ڈالیگا پھر زبان پر جاری کرائیگا کیونکہ خلقت اشیا اسی تیر
پر ہے کہ اسمائے قدیمہ کو بصورحادثہ جلوہ دیکے ظاہر کیا ہے اور جو یہ سبیل ہو کہ کلام قدیم مرتبۂ عزت مین ہے اور آدمی
مرتبۂ ذلت مین تو ایسی چیز عزیز کو مقام ذلیل مین اُتارنا بعید ہے تو ملاحظہ کرو کہ انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا ہے
اور کیسی عزت بخشی کہ اسرار حق کا حامل ہے اور اعضائے مختلفہ سے افعال آلہیہ ظاہر ہوتے ہین اور روح لطیف کو جسم
کثیف سے ایسا ربط دیا ہے کہ لطافت روحیہ اپنے مقام پر ہے اور کثافت جسمیہ اپنے مقام پر اور یہ سب ایک مادہ نجس و
ذلیل سے ظاہر فرمایا ہے کہ عندالشرع والعقل خون بستہ وذلیل ہے پھر کیا تعجب ہے کہ اپنے کلام قدیم کو بالفاظ قدیمہ جمع
کرکے قوت متخیلہ و آلات نطقیہ مین القا فرمائین اور کلام کو اُسی لطافت پر بلا تغیر قائم رکھین اور چونکہ جناب سالتمآب
کو خیال اُمیت مشکل معلوم ہوتا تھا کہ مین کس طرح پڑھ سکونگا لہذا تاکید فرمائی کہ پڑھو تمھارا پروردگار بڑا کریم ہے اُسکو اُمی کا عالم
کردینا اور جاہل کا عاقل بنادینا سہل ہے کیونکہ اُمی کو مانع علم یہی ہے کہ اسباب تحصیل اپنے پاس نہین رکھتا اور یہ مانع
تمام افراد انسانیہ مین بہ نسبت بعض علوم کے موجود ہے باایہمہ وہ کریم اپنے کرم سے اُن علوم کو بعض مخلوقات تک بذریعے
پہونچا دیتا ہے چنانچہ قلم کہ جو چیزین ... عقل سے دریافت نہ کرسکتے تھے سو لکھنے سے معلوم کرلیتے ہین جسطرح احوال قرون
گذشتہ وکیفیات سنین ماضیۂ حالات انبیا و اولیا اور اس تاکید کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اول حضرت صلعم کو ارشاد ہوا کہ
اپنے ثواب نفس کے واسطے قرآن پڑھو پھر اوروں کو پہونچاؤ کیونکہ نبی کو تبلیغ ضرور ہے جسطرح اُمت کو قرارت واسطے
ثواب کے ضرور ہے اور اگر نبی تبلیغ نہ فرماوے تو اُمت کو قرارت میسر نہو پس خدائے کریم کو یہ منظور ہوا کہ آنحضرتؐ اپنی اُمت
کو بقدر استعداد اُسکے کارخانۂ الوہیت سے مطلع فرماوین اور بواسطۂ قلم تعلیم کرین جسطرح عادت سلاطین جاری ہے کہ اپنی
رعایا کو اور نوکرون کو مافی الضمیر سے بواسطۂ قلم اطلاع دیتے ہین اور بالمواجہہ کمتر کہتے ہین مثلاً محل کے لوگون کے نام دفتر
نظارت سے دریافت ہوتے ہین اور تعداد اُمکنہ قلم بیوتات سے اور شمار ملازمین یا بمواجب مقرری قلم دفتر بخشی گری سے
وحالات مستحقین اور وجوہ خیرات دفتر صدارت سے اور عرض وطول بلاد شہور وقریات قلم دفتر تقسیم سے وشمار جاگیر وخالصہ
قلم دفتر وزارت سے وتعداد قیدیان ومحبوسان قلم دفتر اطلاق سے وتعداد خزانہ قلم دفتر میر سامانی سے دریافت ہوتے ہین
فائدہ یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ باوصف اُمی ہونے کے آنحضرتؐ کو پڑھنے کا حکم ہوا تو یہ تکلیف مالایطاق ہے کسواسطے کہ
یہ حکم تکلیفی نہین بلکہ حکم تلقینی ہے جسطرح بچون کو مکتب مین لیجاکے اُستاد کہتا ہے کہ پڑھ حالانکہ وہ قرارت نہین جانتا تو یہ مطلب
اُستاد کا ہوتا ہے کہ مین پڑھون تو اسکو سُن کے آمادہ پڑھنے پر ہو نہ یہ کہ خواہ مخواہ پڑھ اور لفظ اقرا اور اسیطرح پانچون
سورتون کے قل داخل قرآن ہین کیونکہ اُسمین آنحضرتؐ کو مخاطب فرماتے ہین جسطرح اور اوامر ونواہی سے سو یہ
لفظین بطور سرنامہ فرمان وخطوط ہین جیسے باید شناخت وبدانند وبشناسند ہذا ما حقیقۃ استاذ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرد ترین ایام زمستان مین وحی آتی تھی تب بھی جبین مبین آنجناب سے قطرات عرق ٹپکتے تھے اور ہنگام نزول وحی اگر آنجناب صلعم گھوڑے یا اونٹ پر سوار ہوتے تھے تو وہ جانور گر پڑتا تھا مگر تادہ شتر خاصہ آنحضرت کہ عضبا و قصوا نام رکھتی تھی ہاتھ و پیر اپنے خم کر لیتی تھی اور افتادگی سے محفوظ رہتی تھی اور اس بات کی اسکو عادت ہوگئی تھی اور اگر کسی کی ران پر معتمد ہوتے تھے تو اسکے ٹوٹ جانیکا خوف ہوتا تھا اور چہرۂ مبارک سرخ ہو جاتا تھا اور نفس شریف بلند ہوتا تھا کہ دور سے آواز سنی جاتی تھی کذا ذکرہ الاستاذ الاستاذ فی تفسیرہ تحت قولہ تعالیٰ انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً و بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ ایک مرتبہ آنجناب صلعم زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی ران پر سر رکھے لیٹے تھے کہ دفعۃً وحی آئی تو انکی ران گرانی سے لوٹنے لگی اور جب سورۂ مائدہ نازل ہوئی تو آنجناب صلعم ناقہ پر سوار تھے قریب تھا کہ اسکا بازو ٹوٹ جائے اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ مطلق وحی کے نزول مین حضرت صلعم پر ایک نوع کی شدت ہوتی تھی اور رنگ چہرہ کا متغیر ہو جاتا تھا کچھ سلسلۃ الجرس کی تخصیص نہین تھی کما اشار اللہ تعالیٰ شانہ انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً پانچوین طرح یہ تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت اصلیہ تشریف لاتے تھے اور حکم خدا بیان کرتے تھے چنانچہ سورۂ والنجم مین فرماتے ہین ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ عندہا جنۃ المأویٰ یعنے اسکو دیکھا اسنے ایک دوسرے اتارے مین پہلی حد کی بیری) پاس اسکے نزدیک ہے بہشت رہنے کی اس آیت سے قطعاً ثابت ہے کہ حضرت صلعم نے جبرئیل علیہ السلام کو بصورت اصلی انکی دو مرتبہ دیکھا ہے ایک اول نبوت مین جب سورۂ مدثر لائے ہین اور اسوقت کرسی پر بیٹھے اور آسمان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارہ تک اُنسے بھرا تھا دوسری مرتبہ شب معراج مین ہفت فلک سے اوپر بیری کے درخت پاس دیکھا اور اسوقت حضرت جبرئیل کے چھ سو بازو تھے کذا حققہ الشیخ فی تکمیل الایمان روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بارہ مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور چار مرتبہ حضرت ادریس کے پاس اور پچاس مرتبہ حضرت نوح کے پاس اور بیالیس مرتبہ حضرت ابراہیم کے پاس اور چار سو مرتبہ حضرت موسیٰ کلیم کے پاس اور دس بار حضرت عیسےٰ کے نزدیک اور چھبیس ہزار مرتبہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی خدمت مین مگر بصورت اصلیہ دو ہی مرتبہ ملے ہین چھٹوین طرح یہ تھی جو کہ شب معراج مین آنجناب پر نازل ہوئی ساتوین حضرت حق نے بلا واسطہ ملک کلام کیا وراے حجاب سے آٹھوین بے واسطہ و بے حجاب شب معراج مین کلام ہوا اور یہ ظاہر ہے کہ وحی فوق السماوات اسی قبیل سے ہے نوین حضرت نے جناب حق کو خواب مین دیکھا اور کلام کیا چنانچہ حدیث زہری مین وارد ہے جاءنی ربی فی احسن صورۃ وقال تعلم فی ای شئ یختصمون الملاء الاعلیٰ دسوین وحی القائی کہ وقت فیصل خصومات حکم حق جانب خدا سے القا ہوتا تھا گیارھوین طرح یہ تھی کہ ایک آواز مانند آواز زنبور عسل گوش حق نیوش مین آتی تھی بارھوین استنشاق نفحات الٰہیہ تھا کہ انی اجد نفس الرحمٰن من جانب الیمن اس طرف اشارہ ہے تیرھوین طرح وحی کی بطریق ملامسہ ہوتی تھی چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین وضع اللہ کفہ بین کتفی فوجدت بردہا

له یعنی آیا پروردگار میرا اچھی صورت مین اور فرمایا تو جانتا ہے کس چیز مین جھگڑتے ہین ملاء اعلی ۱۲
٢ه یعنی مین پاتا ہون دم رحمان کا داہنی طرف سے ۱۲
٣ه یعنی رکھا اللہ نے اپنی ہتیلی کو دونون شانون کے بیچ سو پایا مین ٹھنڈک اسکی دونون پستان کے بیچ پس جانا مین نے جو کچھ زمین و آسمان مین ہے ۱۲

روایت کی ہو کہ مناجات جبرئیل ع کی پیغمبر خدا کے ساتھ ابوبکر صدیق رض نے سنی ہو پھر انکی بصارت کیون نہ زائل ہوئی تو
دفع اسکا یون ہوتا ہو کہ وہ وقت نزول وحی نہ تھا اس سبب سے زوال بصر نہ ہوا بعض علما فرماتے ہین کہ یہ
تعلیل حضرت صلعم کی عام نہ تھی بلکہ خاص ابن عباس رض کے واسطے تھی کیونکہ یہ حضرت صغیر تھے امور غیبیہ کے دیکھنے
کی برداشت نہ رکھتے تھے والہذا صدمہ شدید پہونچا جبتک قوت معارض رہی بینائی بھی رہی اور جب سن کا انحطاط ہوا
اُس صدمہ نے تاثیر کی لیکن یہ توجیہ رکیک ہی صحیح یہ ہو کہ برکت خدمت حضرت صلعم کی معارض صدمہ ہوئی
اور آخر عمر مین اسی برکت سے جب آنکھین ابن عباس رض کی محسوسات ظاہری سے بند ہوگئین تو صور خیالیہ و
اعیان مثالیہ سے مشغول ہوئین اور شیخ عبد الحق محقق دہلوی شرح مین فرماتے ہین کہ اور صحابہ نے حضرت جبرئیل ع کو
عالم ناسوت مین دیکھا تھا اور حضرت ابن عباس رض نے عالم ملکوت مین اس سبب سے زوال بصارت ہوگیا
اور علامہ ترمذی فرماتے ہین کہ حضرت ابن عباس رض نے جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ایکبار بصورت دحیہ کلبی
دیکھا تھا چنانچہ سیوطی نے جمع الجوامع مین لکھا ہو کہ فرمایا ابن عباس رض نے ایک مرتبہ گذرا مین پیغمبر خدا پر
پارچہ سفید پہنے اور حضرت صلعم دحیہ کلبی سے راز کہہ رہے تھے اور وہ جبرئیل ع تھے سو جبرئیل ع نے حضرت سے
کہا یہ ابن عباس رض ہو اگر سلام کرتا ہمپر تو ہم جواب دیتے اسکے کپڑے خوب سفید ہین اور بعد اسکے پہنے گی اولاد اسکی
کپڑے سیاہ اور جب چڑھ گئے جبرئیل ع آسمان پر تو حضرت صلعم میری طرف پھرے اور فرمایا کسنے منع کیا تجکو سلام
سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ باتین کر رہے تھے دحیہ کلبی سے مین نے مکروہ جانا کہ باز رکھون آپ کو
اُس سے فرمایا حضرت صلعم نے وہ جبرئیل ع تھے روایت کیا اُسکو ابن عساکر اور ترمذی نے کہا کہ یہ قصہ دوبار
ہوا کذا فی جامع الاصول اس جگہ سے معلوم ہوتا ہو کہ ایکمرتبہ عالم ناسوت مین دیکھا تھا دوسری مرتبہ عالم ملکوت
مین اور رویۃ ثانیہ موجب فقدان بصارت ہوئی اور شرح سفر السعادت مین لکھا ہو کہ سبب تمثل جبرئیل علیہ السلام
بصورت بشر بنابر استیناس و ایتلاف تھا اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ ہرگاہ افادہ و استفادہ مین مناسبت و جنسیت
شرط ہو تو جب کبھو بشریت حضرت صلعم کی ملکیہ جبرئیل علیہ السلام پر غالب آتی تھی تب جبرئیل ع بلباس بشر ظاہر
ہوتے تھے اور ہرگاہ کہ ملکیت جبرئیل ع بشریت آنجناب پر غالب آتی تھی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وجود بشری
سے غائب ہوکر غلبت ملکوت مین جاتے رہتے تھے اور صورت اولی وحی کی بوعدہ بشارت ہوتی
تھی اور صورت ثانیہ بوعید و نذارت ہذا ما حققہ استاذی محمد حسن علی الہاشمی المحدث رحمۃ اللہ علیہ در مواہب لدنیہ
مین ہو کہ دحیہ کلبی نہایت حسین و جمیل اور خوش اندام تھے حتی کہ جب سفر سے پلٹ کر آتے تو عورتین یگانہ و بیگانہ
انکو دیکھنے آتی یقین مین کہتا ہون کہ اسی مناسبت سے حضرت جبرئیل علیہ السلام اکثر بصورت دحیہ کلبی تشریف
لاتے تھے کہ حسن صوری موجب مسرت و فرح روح انسانی کا ہو چوتھی طرح وحی کی یہ تھی کہ ایک آواز مانند
آواز جرس گوش مبارک مین سنائی دیتی تھی کہ سوائے آنجناب صلعم کے اور کسی کو الفاظ و معانی اُسکے مفہوم
نہ ہوتے تھے اسی قسم مین جبین مبارک پر پسینا آتا تھا اور مرکب بیٹھ جاتا تھا چنانچہ حضرت ام المؤمنین

کہ مین نے سنا اپنے باپ سے وہ فرماتے تھے کہ صدیق اکبرؓ مجھسے چار باتون مین سابق ہین ایک افشا اسلام مین دوسرے ہجرت مین تیسرے مصاحبت غار مین چوتھے اقامت صلوٰۃ مین اور مین براہ خوف اظہار اسلام و ادائے صلوٰۃ مین اخفا کرتا تھا اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ کریمہ سورۂ احقاف حتی اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین شان ابوبکرؓ مین نازل ہوئی ہے اور قصہ اُسکا یہ ہے کہ جب صدیق اکبرؓ کی عمر بیس برس کی ہوئی تو ہمراہ حضرت رسالت مآب صلعم کے بقصد تجارت جانب شام گئے اور ایک مقام پر درخت بیری کے نیچے نزول فرما ہوے اُسکے قریب ایک درویش کتابی رہتا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ اُسکے پاس گئے اُسنے پوچھا کہ درخت بیر کے نیچے کون ہے ابو بکرؓ نے کہا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب اُس راہب نے کہا واللہ یہ نبی ہین بعد عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے اِس درخت کے سایہ مین کوئی نہین بیٹھا مگر محمد نبی اللہ سو یہ کلام اُسی وقت سے صدیق اکبرؓ کے دل مین جم گیا اور نقش فی الحجر ہوگیا کہ اُسی دن سے ابو بکرؓ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت و محبت اختیار کی یہان تک کہ چالیس برس کے ہوے اور ابو بکرؓ اسلام لانے کے وقت اڑتیس برس کے تھے القصہ حضرت صدیقؓ کے ایمان لانے سے دعوت اسلام شروع ہوئی اور اُنکی فہمائش سے اور لوگ ایمان لانے لگے چنانچہ عثمانؓ ابن عفان رئیس بنی عبد الشمس و زبیرؓ بن العوام سردار بنی اسد و عبد الرحمن ابن عوف و سعد بن ابی وقاص افسران بنی زہرہ و طلحہؓ ابن عبد اللہ امیر بنی تیم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر مسلمان ہوے اور قبائل قریش کی شوکت شکست ہوئی انھین بزرگون کو سابق بولتے ہین پھر دوسرے روز عثمانؓ ابن مظعون و ابو عبیدہ ابن الجراح و ابو سلمہ ابن عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی و ارقم ابن ابی الارقم و عبد اللہ ابن مسعود ہذلی ایمان لائے کنیت ابن مسعود کی ابو عبد الرحمن ہے و ہذلی بضم الہا و کسر الذال نسبت جانب قبیلۂ ہذیل کے ہے یہ قبیلہ غیر قبائل قریش سے ہے اور بعضون کے نزدیک چند روز پیشتر اسلام لانے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایمان لائے ہین اور بعض کے نزدیک بعد پانچ آدمیون کے چھٹے یہ حضرت ہین مسواک و پاپوشین و آب طہارت آنحضرت صلعم سفر مین انھین کے سپرد فرماتے تھے اور ہمارے آئمہ حنفیہ کے نزدیک بعد خلفاء اربعہ انسے زیادہ کوئی فقیہ نہ تھا اور نحیف البدن دُبلے چھنگنے گندم گون تھے ساٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر ہوئی اور وفات سال سی و دوم ہجری مین پائی بقیع مین مدفون ہین اور بعد ان حضرات کے سعد بن زید اور زوجہ اُنکی فاطمہ بنت خطاب بلال و خباب ابن الارت و صہیب رومی ایمان لائے یہ صہیب بن سنان غلام آزاد عبد اللہ بن جدعان تیمی کے ہین کنیت اُنکی ابو یحییٰ اور مسکن زمین موصل واقع میان دجلہ و فرات ہے اہل روم کی لوٹ مین ہاتھ آگئے تھے اِس وجہ سے رومی کہلائے اور رومیون سے قبیلۂ کلب نے خرید کیا اُسے عبد اللہ بن جدعان نے مول لیا اور آزاد کیا اور بعضے کہتے ہین کہ روم سے مکہ معظمہ مین بھاگ آئے تھے ان دنون کم عمر تھے جب جوان ہوے تو عبد اللہ بن جدعان سے ہم قسم ہوے اور اسلام لائے عمر شریف اُنکی ستر برس کی ہوئی سال ہشتاد ہجری مین وفات پائی بقیع مین

مین تدلی فعلمت ما فی السموات والارض جو دکھوین وحی بواسطہ حضرت اسرافیل علیہ السلام تھی چنانچہ صحاح
مین عامر شعبی سے روایت ہی کہ اوّل معین ہوے حضرت اسرافیلؑ اور تین برس تک دکھلائی دیے اور
وحی لایا کیے پھر موکل ہوے حضرت جبرئیلؑ اور لاے قرآن شریف اور طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہی کہ فرمایا رسول صلعم نے کہ نازل ہوے مجھپر اسرافیلؑ اور بولے مین رسول خدا ہون اور حکم لایا ہون کہ چاہو
پیغمبر و عبد اللہ ہو اور چاہو پیغمبر و بادشاہ تب مین نے جبرئیلؑ کی طرف دیکھا اُسنے کہا کہ تواضع و بندگی اختیار کرو
اور اسی حدیث مین ہی کہ اسرافیل علیہ السلام کسی پیغمبر و نبی پر نازل نہین ہوے کذا فی المواہب اور یہ بھی اسی
کتاب مین لکھا ہی کہ طریق انزال وحی حضرت پر چھیالیس طرح پر تھا اور ملا علی قاری نے فتح الباری مین لکھا ہی
کہ چھیالیس طور وحی کے باعتبار اختلاف حامل وحی کے تھے **فائدہ** وحی لغت مین آگاہ کرنا باخفا ہی جسطرح
سے ہو خواہ بہ کلام یا بہ کتابت یا برسالت یا باشارت اور گاہی لفظ وحی سے معنی اسم مفعول کے قصد
کرتے ہین چنانکہ خلق سے مخلوق اور یہ کلام الٰہی ہی جو کہ انبیا سے ہوتا ہی سو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
ہر قسم کی وحی ہوئی اور انبیا سابقین پر بتوزیع **فائدہ** تاریخ و ماہ نزول وحی مین اختلاف ہی محمد اسحق فرماتے
ہین کہ نزول وحی رمضان شریف مین ہوا اور اسوقت چھ ہزار تینتیس برس ہبوط آدم علیہ السلام سے گذرے
تھے اور جامع الاصول مین بعد بیان اختلاف تصحیح کی ہے کہ نزول وحی تاریخ سوم خواہ ہشتم ربیع الاول ہوا اور
عمر آنجناب کی اکتالیس برس کی تھی اور بہجۃ المحافل مین ہی کہ جبرئیل علیہ السلام اول بروز شنبہ وقت شب
تشریف لائے اور یکشنبہ کو بھی آئے پھر بروز دوشنبہ تاریخ ہشتم یا دہم ربیع الاول مخاطب بالرسالۃ کر گئے
اور اُسوقت قتل کسریٰ سے سات مہینے کامل گذرے تھے القصۃ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے
اظہار کیا کہ مین پیغمبر خدا و خاتم الانبیا ہون سو اول حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مشرف بایمان ہوئین
بعد ازان اُسی دن آخر وقت یا دوسرے روز اول وقت حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابی طالب
رضی اللہ عنہ ایمان لائے چنانچہ آنجناب فرماتے ہین صلیت مع النبی قبل الناس بعد انکے زید ابن حارثہ
پھر حضرت امیر المومنین امام المتقین بالتحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بعضے کہتے ہین کہ جسوقت حضرت
محبوب رب العالمین کوہ حرا سے تشریف لائے اور احوال وحی بیان فرمایا اُسی وقت خدیجۃ الکبریٰ ایمان
لائین قد ذہبت الیہ جماعۃ من الصحابۃ والتابعین اور بعضے کہتے ہین کہ اول علی مرتضےٰ ایمان لائے اور
بعضون کے نزدیک سب سے پہلے ورقہ ابن نوفل ایمان لایا اور شیخ ابن الصلاح کے نزدیک احوط یہ ہی
کہ طائفہ عورتون سے اول خدیجہؓ ایمان لائین اور گروہ اطفال سے اول علی مرتضےٰ اور جوانون مین ابوبکر صدیق
اور موالی مین زید ابن حارثہ اور غلامون مین بلال حبشی رضی اللہ عنہم اجمعین اور ابن عبد البر نے دعویٰ کیا ہی
کہ بالاتفاق ثابت ہی کہ اول علی ابن ابی طالب ایمان لائے ہین لیکن بصغر سن و خوف والد سے چھپاتے تھے
اور صدیق اکبر نے فوراً و بلا تامل و تردد ظاہر کر دیا اور دلیل انکی یہ ہی کہ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین

دہاشم کی ایک ہی چیز ہی حاصل اس مقام کا یہ ہی کہ عبدمناف کے چار بیٹے ہاشم مطلب عبدشمس نوفل سو نوفل سے
جبیر و عبدشمس سے عثمان رضی اللہ عنہما ہین پس ہرگاہ حضرت صلعم نے خیبر کا پانچوان حصہ بنی ہاشم و مطلب کو دیا
اور عبدشمس و نوفل کی اولاد کو نہ دیا تب ان دونون نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ بنی ہاشم کی شرافت کے ہم قایل
ہین لیکن کیا سبب ہی کہ مطلب کی اولاد کو آپ نے حصہ دیا اور ہمکو نہ دیا اگر از راہ برادری ہی تو ہم اور وہ برابر ہین
اُسوقت حضرت صلعم نے فرمایا انما بنو ہاشم و بنو المطلب شئی واحد و شبک بین اصابعہ خلاصہ یہ کہ ان دونون کی اولاد
کبھی جدا نہین رہی رنج و غم و راحت و الم و کفر و اسلام مین شریک رہے اُنکی خصوصیت کا یہ سبب ہی پس
امام شافعیؒ اسی وجہ سے بنو المطلب کو آل مین داخل جانتے ہین القصہ موافق فرمان و انذر عشیرتک الاقربین حضرت صلعم
کوہ صفا پر جلوہ فرما ہوے اور اپنے اقارب کو نام لیکر آواز دی اکثر سردار آگئے اور بعض نے آدمی بھیجا خبر کو پھر حضرت
نے فرمایا اے اہل قریش اگر مین تم سے کہون کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے ہی اور تم پر غارت کا ارادہ رکھتا ہے
تو تم میرا کہنا سچ جانو یا جھوٹ سب بولے ہم سچ جانینگے اسلیے کہ ہمنے آپکو کبھو جھوٹ کہتے نہین سنا بعد اُس کے
حضرتؐ نے فرمایا اے قریش مین تمکو عذاب خدا سے ڈراتا ہون سو میرا کہنا مانو ابو لہب چچا آپکا جسنے پتھر مارے تھے
بولا تبا لک سائر الیوم الہذا جمعتنا یعنے تو ہلاک ہوجیو اسی واسطے تونے ہمکو بلایا تھا حضرتؐ نے تحمل کیا پر اللہ نے
جواب دیا تبت یدا ابی لہب و تب یعنے ٹوٹ جائیو دونون ہاتھ ابی لہب کے اور ہلاک ہوا نام اس مردود کا عبد العزی
تھا مگر بسبب چمک چہرے کے عبد المطلب نے ابو لہب کہا تھا کہ یہی عنوان دوزخی ہونیکا ہو پڑا اور لہب بمعنی
شعلۂ آتش ہی اور یہ مردود بمجرد موت داخل جہنم ہوا اور مراد دونون ہاتھون سے اعتقاد و عمل ہی سو یہ دونون ٹوٹے تو
ہلاک ہوا اور ام جمیل اسکی عورت تھی نہایت دشمن تھی اُسنے حضرتؐ کی راہ مین ببول کے کانٹے بچھائے تھے تاکہ آمد و رفت
مین تکلیف ہو وہ بھی بڑی خرابی سے مری اور حطب جہنم ہوئی اور خدا نے اسی کو حمالۃ الحطب فرمایا ہی یعنے لکڑی
اُٹھانیوالی بسبب خست کے سو یہ لکڑی کا گٹھہ اپنے سر پر لایا کرتی تھی لہذا حمالۃ الحطب ہوگئی اور بعد نزول سورۂ
تبت یدا ایک پتھر لے کے مسجد حرام مین کہ آپ اور حضرت ابو بکرؓ وہان بیٹھے تھے آئی خدا نے اُسکی آنکھون کو آپ کے
دیکھنے سے اندھا کر دیا صرف ابو بکرؓ کو دیکھا اُنسے کہا مین نے سنا ہی کہ محمدؐ نے میری ہجو کہی ہی اگر مین اُنکو پاتی تو
یہ پتھر سر سے مارتی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
مین دو ہمسایہ مین تھا ایک ابو لہب اور دوسرا عقبہ ابن ابی معیط کہ یہ دونون گوبر جمع کرکے راستے مین بچھاتے تھے
کہ حضرتؐ کو چلنے مین تکلیف ہو اور حلم آنحضرتؐ یہ تھا کہ جب آنحضرتؐ باہر نکلتے تو فرماتے کہ اے بنی عبد مناف
یہ کیا ہمسائگی ہی اور گوبر کو راہ سے ایک طرف کر دیتے اور قریش کا یہ حال تھا کہ جو کوئی شخص مکہ مین کہین سے آتا
تو اُس سے کہتے کہ محمدؐ کی بات نہ مانو ورنہ فتنے مین پڑوگے اور کبھو کہدیتے کہ یہ شخص ساحر ہی یا کہتے کہ شاعر ہی یا کاہن
اور کبھو کہتے کہ مجنون ہی چنانچہ ایک مرتبہ یہ اتفاق ہوا کہ ولید ابن مغیرہ بڑا قابل اور مسن تھا قریش سے کہنے لگا کہ
موسم حج قریب ہی قبائل عرب اطراف و جوانب سے سمٹ کر زیارت بیت اللہ کو آئینگے اور آوازہ لیاقت و نبوت

احوال ابولہب

اور بعض اعمال نیم در غرادر بعض ظاہر و باطن اور بعض قوی اور ضعیف مراد بعض بین ۱۲ منہ خواہر ابوسفیان ۱۲ منہ

بیان شرارت قریش

مدفون ہوئے اور بعد اُنکے عمار ابن یاسر و ماں اُنکی سمیہ و ام سلمہ و خولہ بنت حکیم ایمان لائے اور ان سب کے ایمان
لانے مین حضرت صدیق اکبرؓ محرک ہوے اور اللہ نے اُنکی دعوت کو اثر بخشا اور ابن سعد کہتے ہین کہ بعد حضرت
خدیجہؓ کے سب عورتون سے پہلے ام الفضل زوجۂ عباسؓ و اسما بنت ابی بکر ایمان لائین بالجملہ تین برس تک
دعوت اسلام پوشیدہ و مخفی ہوتی رہی اور ضعفا و غربا ایمان لاتے گئے چوتھے برس کریمہ فاصدع بما تؤمر واعرض
عن المشرکین نازل ہوئی یعنے اللہ نے حضرتؐ سے فرمایا ظاہر کر اُس کام کو جسکا تجھے حکم ہوا اور پھیر لے اپنا مُنھ
مشرکون سے تب تو حضرتؐ نے کھلا کھلی دعوت اسلام شروع کی یہان تک کہ سورۂ شعرا مین ارشاد ہوا و
انذر عشیرتک الاقربین واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین یعنے ڈر سنا اپنے قریب رشتہ دارون کو اور
جھکا بازو اپنے ایمان والون کے لیے جو تیری پیروی کرین جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلعم نے تمامی قریش
کو پکار کر سنایا اور اپنے چچا و پھوپھی و بیٹی سے فرمایا اللہ کے یہان اپنی فکر کرو مین تمھارا خدا کے یہان کچھ نہین
کر سکتا جبکہ دعوت اسلام آشکارا ہوئی تو ولید بن مغیرہ و عاص بن وائل و ابو زمعۃ الاسود بن المطلب
و اسود بن عبد یغوث و حارث بن قیس بن عنطلہ شرارت و خباثت باطنی سے بدگوئی کرنے لگے کہ ایکدن مین اللہ نے
پانچون کو جو درحقیقت پنج عیب شرعی تھے کئی بیماریون مین مبتلا کرکے داخل جہنم کیا اور بعضے کہتے ہین عاص و ولید
بعد ہجرت مرے ہین اسی عرصہ مین یہ معاملہ ہوا کہ ایکدن وقاص چند آدمیون کے ساتھ نماز پڑھنے کعبہ مین
گئے تو مشرک آکر مانع ہوے ایک مشرک کو اُنھون نے قتل کیا یہی خون اول اسلام مین ہوا ہے ابن اسحاق
فرماتے ہین کہ اول چالیس آدمی مسلمان ہوے پھر تو عورت و مرد جانب اسلام دوڑے اور دین اسلام کا
اظہار ہونے لگا قریش نے تعرض موقوف کیا مگر جب حضرت صلعم کی زبان مبارک پر بتون کی نکوہش ظاہر
ہوئی تب درپے ایذا ہوے اور آپسمین یہ عہد باندھا کہ جو شخص اسلام لادے اُسے مارو ابو طالب و دیگر بنی ہاشم
سواے ابی لہب کے حضرت رسالت پناہ کے حامی و معین ظاہری ہو گئے ایک روز اشراف قریش جمع ہوکر
ابو طالب پر چڑھ آئے اور کہنے لگے کہ تمھارا بھتیجا ہمارے ٹھاکرون کو بُرا کہتا ہے اور ہمارے آبا و اجداد کو عیب
لگاتا ہے اور ہمارے دین کو باطل جانتا ہے اُسکو منع کرو اسلیے کہ تم بھی اُسی دین مین ہو جسمین ہم ہین ابو طالب نے
ملائمت و حلم سے سمجھا دیا اسی طرح دو تین مرتبہ مجتمع ہوکر آئے پھر ایک روز عمارہ ابن ولید ابن مغیرہ کو لاکر کہا یہ شخص
محمد کا عوض ہے ابو طالب نے کہا سبحان اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ مجکو ہرگز منظور نہین تب کافر لوگ
لڑائی پر مستعد ہوے ابو طالب نے بنی ہاشم و بنی مطلب و بنو عبد الشمس و بنی نوفل کو اعانت کے واسطے
طلب کیا سو باستثناے ابی لہب مردود سب بنی ہاشم و بنی مطلب حاضر ہوے و بنی عبد الشمس و بنی نوفل
نہ آئے مگر فتنہ فرو ہو گیا **فائدہ** اسی باعث سے بنی مطلب ذوی القربیٰ مین داخل ہین بخاری مین جبیر ابن
مطعم سے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نے سہم ذوی القربیٰ تقسیم کیا تو مین نے اور عثمانؓ ابن عفان نے کہا
یا رسول اللہ ہم و بنی مطلب قرابت و بزرگی مین برابر ہین انکو آپ نے حصہ دیا اور ہمکو نہ دیا فرمایا مطلب کی اولاد

حسب عادت پڑھا تو ولید نے بھی کان رکھکر سنا آنحضرتؐ نے دیکھا کہ یہ شخص بھی سنتا ہی لہذا دوبارہ آنحضرتؐ نے
پڑھا اُسنے تامل کرکے اپنی قوم سے کہا کہ انصاف یہ ہی کہ مین نے آج جو کچھ محمدؐ سے سنا ہی وہ ہرگز کلام آدمی کا نہین ہی اور
نہ کلام جن کا اسلیے کہ اس کلام مین وہ حلاوت ہی کہ کسی کلام مین نہین ہی اور یہ کلام غالب ہی کہ سب پر غالب آوے
اور کبھو کسی سے مغلوب نہو پھر جب اُس مجلس سے اُٹھا تو یہ خبر ابو جہل کو پہونچی کہ آج ولید کلام محمدؐ پر فریفتہ ہوا ہی سو وہ مردود
بعضے رئیسون کو ساتھ لیکر ولید کے گھر گیا اور بولا مجھے سخت تعجب ہی شاید تو دین محمدؐ پر مائل ہوا ہی اور تجکو بھی رغبت
اُس کھانے کی جو ابو بکرؓ اُسکے لیے پکا کر لاتا ہی ہوئی ہی ولید اس بات پر نہایت برآشفتہ ہوا اور کہنے لگا کہ تو میرا
عیش و تنعم جانتا ہی محمدؐ اور پسر ابو قحافہ ابتک میرے دروازے کے فقیر کے برابر بھی نہین ہین پس مجکو اُنکے کھانے
کی کیا پروا ہی ابو جہل نے کہا کہ اگر یہ حال ہی تو مسجد مین چلکر قبائل قریش کو بلوا اور در باب محمدؐ مشورہ کر ولید مسجد مین
آیا اور تمام قبائل قریش و سردار اُس قوم کے جمع ہوے ابو جہل و ابو لہب و ابو سفیان و نضر بن الحارث و امیہ بن خلف
و عاص ابن وائل جانب ولید متوجہ ہوے اور کہنے لگے کہ سخت مشکل درپیش ہی یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم دعوے
نبوت کرتے ہین اور جو کلام پڑھتے ہین اُسکو خدا کا کلام بتلاتے ہین اور موسم حج قریب ہی آدمی بہت آوینگے اب
کچھ تجویز کرنا چاہیے کہ اُسی سے یہ مشورہ ہوا جو اوپر بیان کیا گیا پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ولید مردود حقیقت
قرآن و نزول قرآن سے واقف ہوا اور باوصف اس فہمید کے ابطال حقیقت مین ساعی ہوا اور ترقی کرکے
اعلاے مرتبۂ کفر مین کہ کفر عناد منصب ابلیس ہی ہی پہونچ گیا تو اُسکی شان مین نازل ہوا سارہقہ صعودًا یعنے
اب اُسے چڑھاؤنگا بری چڑھائی صعود نام ہی ایک سیدھے پہاڑ کا جو دوزخ مین ہی حدیث شریف مین
وارد ہی کہ ارتفاع اُسکا پچاس برس کی راہ ہی کافر معاند کو فرشتے موکل اُسپر لیجاکر تکلیف دینگے اور حالت
اُس پہاڑ کی سوزش مین یہ ہی کہ جب ہاتھ اُسپر رکھین گے ہاتھ پگھل جائیگا اور پھر اُسی لمحہ درست ہو جائیگا اسیطرح سے
پیرون کی حالت ہوگی غرض اسی مشقت سے فرشتے زنجیر دنین کسے ہوے پہاڑ پر لیجائینگے پھر وہان سے نیچے
ڈالین گے اور ہمیشہ اسیطرح کی آفت رہیگی اور ولید کو اس عذاب سے اسلیے تخصیص فرمایا کہ وہ اپنی حرکت فکریہ
مین درجہ بدرجہ مطالب سے مبادی پر صعود کرتا تھا اور قرب حق سے بعید ہو کر نیچے آتا تھا اور دریاے جہل
مرکب قدیم مین غوطہ کھاتا تھا اور حق پر نہین ٹھہرتا تھا واضح ہو کہ اس کافر شدید العناد سے بہت اولاد ذکور
ہوئی لیکن سات آدمی مشہور ہین ولید ابن الولید خالد ابن الولید عمارہ ابن الولید ہشام ابن الولید عاص
ابن الولید قیس ابن الولید عبد الشمس ابن الولید سو چار شخص اُنمین سے مشرف باسلام ہوے ولید و خالد
و عمارہ و ہشام اور تین شخص کافر مرے کذا قال استاذ الاستاذ فی تفسیرہ لیکن عمارہ کا اسلام ثابت نہین ہوتا
از انجملہ خالد نے ایسے ایسے جہاد فرمائے کہ منصب امیر الامرائی اُنکو حضور آنحضرتؐ سے عنایت ہوا اور بعد
آنحضرتؐ خلافت خلیفۂ اول مین بھی اسی منصب پر بحال رہے اور آنحضرتؐ نے اُنکو سیف اللہ خطاب دیا تھا
اور فتح شام و عراق انھین کے ہاتھ سے ہوئی اور بیشتر مہم مرتدین انھین نے سرانجام کی ہی اور ولید ابن الولید

محمد ابن عبداللہ بخوبی سُن چکے ہین لاریب وہ لوگ ایمان لائینگے ایسی کوئی بات تجویز کرنا چاہیئے جسمین اُنکے دل پھر جائین
مگر ایک ہی بات تجویز کرو کہ پھر اُسمین اختلاف نہ پڑے رؤسا قریش نے کہا کہ اے عبدالشمس تو ہی فکر کر ولید
نے کہا تم لوگ اول تجویز کرو پھر مین بھی اپنی عقل کے موافق تبلاؤنگا تب کسی نے کہا کہ محمدؐ کو کاہن کہنا
چاہیئے اُسنے کہا واللہ مین نے بہت کاہن دیکھے اِس مرد کا کلام ہرگز کاہنون کے سجع و زمزمہ سے مناسبت
نہین رکھتا کیونکہ کاہن کبھو سچ کہتا ہی اور کبھو جھوٹ اور محمدؐ کے کلام مین کبھو کذب نہین ہوتا اگر یہ تجویز کروگے تو
عرب کے لوگ جھوٹا تبلائینگے تب بولے کہ مجنون ہی کہین ولید نے کہا واللہ جنون کی کوئی بات اُسمین نہین
پاتا ہون مین نے بہت مجنون دیکھے ہین اور ظاہر ہی کہ ہذیان مجنونون کے مشتمل وعظ و نصائح پر نہین ہوتے
اور اکثر کلام اُنکا جا بیجا خبط و بے ربط ہوتا ہی اور محمدؐ کا کلام سراسر حکمت و وعظ ہی پھر اور لوگ بولے کہ ہم شاعر
کہینگے ولید نے کہا شاعر بھی نہین ہی مین نے عبد ابن الابرص اور امیہ ابن الصلت اور دیگر شعراے متقدمین کے
اشعار سنے ہین اور خود بھی شعر شاعری مین خوب ماہر ہون اُسکا کلام اصلا شعر سے مناسبت نہین رکھتا اور
نہ اُسکو سلیقہ شعر گوئی کا ہی تب کہنے لگے کہ ساحر کہنا چاہیے ولید نے کہا ساحر لوگ مین نے بہت دیکھے وہ ہرگز
ساحر نہین ہی اِسواسطے کہ کلمات سحر کے مہمل اور بے معنی ہوتے ہین اور ساحر ہمیشہ اپنے سحر سے کسب مال دنیوی
کرتا ہی اور یہ کلام پُر از معنی ہی اور محمدؐ کو پرواے مال اصلا نہین بعد از بیان ان مقولات کے تامل مین جا رہا
اور ترش رو ہوکر خاموش ہوا اب قریش گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ تو ہی تبلا کیا کہین ولید بولا واللہ جو کلام محمدؐ
علیہ السلام بولتے ہین اُسمین ایک عجیب حلاوت و فصاحت و قبول و نور ہی کہ کسی کلام مین نہین پاتا ہون اور وہ
خود بذات خاص ایسا نہین جسکو کوئی نہ پہچانے کیونکہ نسب مین سب سے افضل یعنے عبدالمطلب کا پوتا ہی اور
فصاحت بیانیہ و طلاقت لسانیہ مین اپنا نظیر نہین رکھتا پھر جو بات تم تجویز کر کے کہوگے وہ بات بعد از ملاقات
جھوٹی ٹھہریگی مگر اصل حقیقت یہ ہی کہ یہ سحر بابل ہی کہ محمدؐ کو بسند صحیح کہین سے پہونچا ہی اور سحر بابل سواے انواع سحر
کے ہی دلیل قوی اُسکے سحر ہونے پر یہ ہی کہ اُنکے کلام مین ایک تصرف ظاہر ہی یعنے باپ بیٹون و جورو خصم مین
جُدائی پڑجاتی ہی اِس حیثیت سے فی الجملہ سحر سے مشابہت رکھتا ہی ناگریز اگر کچھ کہا چاہتے ہو تو ساحر ہی کہو اگرچہ
یہ بھی مفید نہ ہوگا غرضکہ اسی پر سب لوگ خوش ہوکر متفق ہوے اور شہر مین منادی کروادی کہ اب محمدؐ کو ساحر کہا کرو
اور کوئی شخص شاعر و مجنون و کاہن نہ کہے پھر موسم حج مین جو کوئی شخص اُنکے پاس آتا اُس سے بھی کہتے اسی ولید کے حال مین
سورۂ مدثر مین ارشاد ہوتا ہی انہ فکر و قدر فقتل کیف قدر ثم قتل کیف قدر ثم نظر ثم عبس و بسر ثم ادبر و استکبر فقال ان ہذا
الا سحر یؤثر ان ہذا الا قول البشر یعنی اُسنے سوچ کیا اور دلمین ٹھہرایا سو مارا جائیو کیسا ٹھہرایا پھر مارا جائیو کیسا ٹھہرایا پھر
نگاہ کی پھر تیوری چڑھائی اور منہ تھتھایا پھر پیٹھ دی اور غرور کیا پھر بولا اور نہین یہ جادو ہی چلا آتا اور نہین یہ کیا ہی
آدمی کا ساعجب اتفاق ہی کہ ولید ابن مغیرہ کے عناد کا سبب یہ واقع ہوا کہ ایکدن ولید مسجد مکہ مین بیٹھا تھا اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی اِس مسجد مین تشریف فرماتے تھے کہ سورۂ حم السجدہ نازل ہوا آنحضرتؐ نے اُسکو آواز بلند

مین ہی ہون تب ایک کافر نے کنارہ چادر پکڑا اور گردن مبارک مین ڈال کر کھینچنے لگا کہ آنحضرتؐ کا دم بند ہونے لگا ابوبکر صدیقؓ یہ حال دیکھتے تھے وہ دوڑے اور کافرون سے آنحضرتؐ کو چھڑایا وہ لوگ صدیقؓ سے لپٹ گئے اور مارنے لگے کہ حضرت صدیقؓ بیہوش ہوگئے اور آپ کے سر کے بال ٹوٹ گئے اور بڑی چوٹ آئی تب بنو تمیم نے چھڑایا جب تھوڑی دیر مین ہوش آیا تو کہنے لگے اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم یعنے تم ایسے شخص کو قتل کیا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمھارے پاس خدا کی نشانیان لایا ہے صحیح بخاری مین ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ کافر عقبہ ابن ابی معیط تھا اور اس تکلیف مین آنحضرتؐ کو غش آگیا تھا اور حضرت صدیقؓ نے حالت بیہوشی مین چھڑایا ہے محققین فرماتے ہین کہ مومن آل فرعون سے حضرت صدیق اکبرؓ افضل تھے کیونکہ اُسنے زبان ہی سے حضرت موسےؑ کی خدمت کی تھی اور حضرت ابوبکرؓ نے زبان اور ہاتھ سے کی اور قول و فعل سے نصرت کی اس سبب سے حضرت امیر المومنین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ ان مقدمون مین حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شجعیت کے قائل تھے اور عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایکدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے نزدیک نماز پڑھتے تھے اور ابوجہل ملعون مع ایک جماعت قریش کے بیٹھا تھا اُسنے کہا دیکھو کیا کر رہا ہے کوئی ایسا ہے کہ فلانی جگہ سے اونٹ کا شکنبہ یعنے اوجھ اُٹھا لائے اور جب یہ مرد نماز کے سجدے مین جائے تو اُسکے شانون پر رکھدے عقبہ علیہ اللعنۃ گیا اور اونٹ کا شکنبہ اُٹھا لایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے مین گئے اُسنے دونون شانون کے بیچ بیٹھ پر وہ اوجھ رکھدیا آنحضرتؐ سجدے مین رہ گئے اور سر مبارک سجدے کسلیے نہ اُٹھایا قریش ہنسنے لگے تا آنکہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو خبر ہوئی وہ تشریف لائین آنحضرت سجدے مین تھے اُنھون نے وہ ناپاکی دفع کرکے کافرون کو ملامت فرمائی جب آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو بنظر بے حرمتی نماز کے دعاے بد فرمائی کہ اللھم علیک بقریش اسی طرح تین مرتبہ دعا کی پھر نام لیکر کہا اللھم علیک بابی جہل ابن ہشام وعتبۃ ابن ربیعۃ وشیبۃ ابن ربیعۃ وولید ابن عتبۃ وامیۃ ابن خلف وعقبۃ ابن ابی معیط وعمارۃ ابن الولید رواہ الشیخان عن عبد اللہ ابن مسعودؓ پس عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ واللہ جس کسی کا نام حضرتؐ نے دعا مین لیا تھا وہ جنگ بدر مین مارا گیا اور امیہ ابن خلف نا خلف آنجنابؐ کے دست نصرت سے زخمی ہوکر مکہ مین آیا اور مرگیا **فائدہ** عمارہ ابن ولید کے نام مین شک ہے مؤلف مشارق الانوار کے نزدیک یہی شخص تھا جسکو راوی بھول گیا مگر اس قول پر وثوق نہین کیونکہ موت عمارہ حبش مین لکھتے ہین شاید کوئی اور کافر تھا جسکا نام حضرتؐ نے لیا مگر راوی بھول گیا ابن اسحقؒ فرماتے ہین کہ جب قریش کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کسی طرح دست رس نہ ہوا تو باہم یہ عہد و پیمان کیا کہ جو کوئی مسلمان بے قوم و قبیلہ و درماندہ و عاجز ہو اُسکو ایذا دین چنانچہ عمار ابن یاسرؓ اور اُنکے والدین و ہمشیرہ کی تکلیف و تصدیع مین مشغول ہوے بلکہ ایکدن گرم ریت پر لٹائے ہوسے مارتے تھے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا صبرا یا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ آخرکار ابوجہل مردود نے یاسر و سمیہ بضم السین المھملۃ وکسر المیم وتشدید التحتانیۃ زوجہ یاسر کو مارتے مارتے

فضیلت صدیق اکبرؓ

کو ولید مردود نے مکہ مین قید کیا تھا کہ آنحضرت کے پاس نہ جائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکی خلاصی کے واسطے نماز صبح مین قنوت فرماتے تھے اور باآواز بلند کہتے تھے اللہم انج الولید بن الولید وعیاش ابن ابی ربیعۃ وسلمۃ ابن ہشام والمستضعفین من المومنین یہانتک کہ یہ لوگ اُن ظالمون کے ہاتھ سے رہا ہوکر فیضیاب صحبت مبارک ہوے اور اس کافر کو اللہ تعالےٰ نے مال بھی سب طرح کا دیا تھا یعنے مال زراعت اور مال مواشی اور مال تجارت کہ ان تین قسم کے مال سے جو کچھ حاصل ہوتا ہی خرچ سے زیادہ ہورہتا ہی بخلاف اور مالون کے اور قابلیت اور لیاقت شعر وسخن وتبحر وکمال ہر فن اللہ نے عنایت کیا تھا کہ اسی سبب سے ریحانہ قریش کہلاتا تھا اور باوصف اِن امور کے ایسا ناشکر گزار تھا کہ کبھو کلمہ شکر زبان پر نہ لایا اور سوائے بُت پرستی اور عبادت لات وعزیٰ کے کسی کام مین مصروف نہ ہوا آخر کار یہ نوبت پہونچی کہ پے درپے نقصان مال وجاہ لاحق ہونے لگا کہ فقیر ہوکر مرا اور آخرت مین کندۂ دوزخ بنا اور ان شبہات واہیہ کو اللہ جل شانہ نے رفع کیا ہی کہ سورۂ ذاریات مین ارشاد ہوتا ہی کذلک ما اتی الذین من قبلہم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون اتواصوا بہ بل ہم قوم طاغون یعنے اسی طرح اُنسے پہلون کو جو رسول آیا ہی کہا کہ جادوگر ہی یا دیوانہ آیا یہی کہہ مرے ہین ایک دوسرے کو کوئی نہین پر یہ لوگ شریر ہین اور سورۂ طور مین فرماتے ہین فذکر فما انت بنعمۃ ربک بکاہن ولا مجنون ام یقولون شاعر نتربص بہ ریب المنون قل تربصوا فانی معکم من المتربصین یعنے اب تو سمجھا کہ تو رب کے فضل سے پریون والا نہین نہ دیوانہ کیا کہتے ہین یہ شاعر ہی ہم راہ دیکھتے ہین اسپر گردش زمانہ کی تو کہہ تم راہ دیکھو مین بھی ساتھ تمھارے راہ دیکھتا ہون روایت صحیح ہے کہ عروہ ابن زبیر نے عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے پوچھا کہ مجکو خبر دے اِس سخت تکلیف سے جو آنحضرت کو قریش سے پہونچی تھی اُسنے کہا کہ ایکدن قریش کعبے مین تھے اور مین بھی وہین تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہنے لگے کہ واللہ ہم نے کبھی ایسا صبر نہین کیا جیسا اب کرتے ہین یعنے جو کچھ محمدؐ چاہتا ہی ہمکو اور ہمارے باپ دادون کو کہتا ہی اور ہمارے دین کو بُرا جانتا ہی اتنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور طواف کعبہ مین مشغول ہوے تو اثنائے طواف مین قریش پر بھی گذر ہوا قریش نے ایک بات ایسی سخت کہی کہ آنحضرت کا چہرۂ مبارک مین نے متغیر دیکھا پھر دوسرے اور تیسرے طواف مین بھی اُسی طرح بولے تیسری مرتبہ آنحضرت نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے اہلِ قریش سنو کان لگا کر مین تمپر ذبح لایا ہون اگر میرا کلام نہین سنتے اور میری متابعت نہین کرتے تو بکری کی طرح ذبح کرونگا اور زخوبی مطلع ہو کہ میری لڑائی مین سب برباد وخراب ہوگے اس کلام کے سنتے ہی آواز سب کی بند ہوئی اور بدن مین لرزہ پڑا آخر تملق اور چاپلوسی سے پیش آئے دوسرے دن پھر جمع ہوے تو مین موجود تھا پھر آنحضرت تشریف لائے اور طواف مین مشغول ہوے یکایک بلوہ کرکے سب کافر آنحضرت پر کتون کی طرح دوڑے اور کہنے لگے تو ہی ہمارے حق مین اور ہمارے ٹھاکرون کے حق مین بدزبانیان کرتا ہی آنحضرت نے فرمایا کہ وہ

گذشتہ عرض کیا اور کہا آپ گواہ رہیے کہ اللہ کی رضا مندی کے واسطے انکو مین نے آزاد کیا آنحضرت صلعم بہت خوش ہوسے اور حضرت بلال رض فارغ البال ہو کے حضرت کی خدمت مین رہنے لگے اور سعادت دارین حاصل کی مخفی نہ رہے کہ مکہ معظمہ مین دو شخص رئیسون مین بڑے مالدار تھے ایک حضرت صدیق اکبر رض دوسرا امیہ ابن خلف کافر سوان دونون کا معاملہ صرف مال مین مختلف ہوا امیہ نے بارہ غلام لیے اور ہر ایک کو تربیت کر کے ایک ایک کام مین لگایا کسی کو کھیتی و زراعت مین کسی کو میوونکی حفاظت مین کسی کو قیمتی اموال کی تجارت مین کسی کو کارخانہ عمارت مین کہ اس تدبیر سے مال بکثرت جمع ہو گیا باانیہمہ فقیر و محتاج کو بھوسے سے بھی ایک حبہ نہ دیتا اور اگر کوئی غلام کسی کو کچھ دیتا تو وہ ناراض ہوتا بلکہ عہدہ سے معزول کر دیتا اور جب کوئی نصیحت کرتا اور آخرت کا تذکرہ لاتا تو کہتا اول آخرت کہان ہے اور اگر بالفرض ہو تو مجکو کیا احتیاج ہے اور حضرت صدیق اکبر رض نے ابتداے اسلام سے کہ مسلمانون کی نہایت ضعیفی کا وقت تھا اپنے مال کو اللہ صاحب کی رضامندی کے واسطے حضرت صلعم کے مصارف مین اور مسلمانون کے چھڑانے مین اور دوسرے نیاس کامون مین صرف کر کے ذخیرہ آخرت کا جمع کیا تھا چنانچہ حضرت بلال رض رضی اللہ عنہ کے معاملہ مین ظاہر ہوا کنیت حضرت بلال رض ابن رباح کی ابو عبد اللہ اور بعضون کے نزدیک ابو عبد الرحمن اور بعضون کے نزدیک ابو عبد الکریم اور بعض کے نزدیک ابو عامر ہے والدہ انکی حمامہ بفتح الحاء المھملہ وتخفیف المیم ہے انھین کے ہاتھ سے امیہ بن خلف حجمی غزوہ بدر مین مارا گیا اور حضرت بلال رض سخت گندم گون طویل القامۃ کثیر الشعر تھے سال بستم ہجری دمشق مین وفات پائی عمر شریف بروایتے ساٹھ برس کی کسرے زائد و بروایتے ستر برس کی ہوئی فضائل انکے اکثر ہین اور بس ہے انکی فضیلت مین فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ سابقین چار ہین مین سابق عرب ہون اور بلال رض سابق حبشہ اور صہیب رض سابق روم اور سلمان رض سابق فرس اور بھی فرمایا کہ بلال رض کو مین نے اپنے آگے بہشت مین دیکھا ہے القصہ اسیطرح کے سات نفر غلام و کنیز اور بھی مبتلاے بلا تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کافرون سے خرید کر کے آزاد کیا از انجملہ عامر ابن فہیرہ تھے کہ حضرت صدیق رض نے بعوض ایک رطل سونے کے بنی جدعان سے مول لیکر آزاد کیا اور بروز ہجرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب تھے و بروز بیر معونہ شہید ہوے بڑے اولیاؤن مین تھے از انجملہ زہیرہ تھین کہ بڑی ایذا ناداری سے کافرون کی تکلیف دہی مین بسر کرتی تھین جب انکو حضرت صدیق اکبر رض نے مول لیکر آزاد کیا تو آنکھین جاتی رہین مالکون نے طعنہ دیکر کہا کر شمہ لات و عزی دیکھ لیا فرمایا یہ سب جھوٹ ہے ہرگز لات و عزی کو طاقت نفع و ضرر کی نہین ہے سوائے خدا کے سو اللہ نے اسیوقت صحت عطا کی از انجملہ انھین مین سے مہدیہ اور انکی بیٹی ہے کہ یہ دونون ایک عورت بنی عبد الدار کی لونڈیان تھین اور وہ عورت انکو نہایت ایذا دیتی تھی حضرت ابو بکر رض نظر پاکر اسکے پاس گئے اور نصیحت فرمائی اور کہا جو کچھ قیمت ہو مجھ سے لے اسنے بہت قیمت مانگی آنجناب نے بلا تکرار عنایت فرمائی اور ان دونون سے فرمایا کہ خوشخبری ہے تمکو مین نے مول لیکر آزاد کر دیا اٹھو چلو وہ دونون آٹا پیستی تھین

مار ڈالا کہ ابتدائے اسلام مین درجہ شہادت انھین کو نصیب ہوا سمیہ دختر حباط معتقہ ابو حذیفہ تھین اور مہاجرین اولین کے ساتھ حبش کو تشریف لے گئی تھین جب وہان سے مراجعت کی تو اس مردود نے ہلاک کیا وبروایتے قبل پر نیزہ مارا لعنۃ اللہ علیہ وعلی من تبعہ اور سوائے انکے بلال رض کو ایسی ایسی تکلیفین دیتے تھے کہ بیان مین نہین اسکتین یعنے حضرت بلال رض عاشق خدائے ذوالجلال امیہ ابن خلف سالک راہ ضلال کے غلام تھے اور پوشیدہ زیور ایمان سے آراستہ ولباس ایقان سے پیراستہ ہو چکے تھے اور عبادت حق حسب فرمودۂ رسول برحق کیا کرتے تھے جستہ جستہ یہ خبر ابن خلف ناخلف کو پہونچی اُسنے اپنی خدمت سے الگ کیا اور کلید خزانہ وتنخانہ دوسرے غلام کو دی اور بلال رض سے پوچھنے لگا تم کسکی پرستش کرتے ہو فرمایا خدائے محمد مصطفے کی اُسنے کہا اس عبادت کو چھوڑ نہین تو مارا جائیگا فرمایا یہ تو ہرگز نہ ہوگا تب وہ کافر آگ بگولا ہوگیا اور وضع تعذیب و تادیب باتفاق رائے شیطان ادیب اپنے کے یون نکالی کہ غلامون سے حکم دیا کہ صبح کو دن چڑھتے ببول کے کانٹے بلال رض کے بدن مین چبھویا کرو اور جب آفتاب خوب گرم ہو تو انکو دھوپ مین چت لٹا کر از سر تا پا گرم پتھر رکھا کرو تا ہل نہ سکین اور گرد آگ جلا دیا کرو کہ خوب جلین اور جب شام ہو ہاتھ پیر باندھ اندھیری کوٹھری مین قید رکھو اور باری باری تازیانے مارا کرو اور صبح تک یہی کام کیا کرو اسیطرح ایک مدت گذری مگر حضرت بلال رض پکار پکار احد احد کیا کیے یعنے معبود میرا ایک ہی چنانچہ ایک مرتبہ وقت شب حضرت صدیق اکبر رض اُس مکان کی طرف گذرے تو اُس ملعون کے گھر سے آواز نالہ وزاری کان مین آئی پوچھا اس گھر مین کیا ہوتا ہی لوگون نے بیان کیا جو حال تھا صدیق اکبر رض کو نہایت رنج ہوا اور صبح کے وقت اُسکے گھر مین تشریف لے گئے او نصیحت فرمائی کہ خدا سے ڈر اور ظلم ناحق نہ کر کیونکہ اُسنے سچا دین قبول کیا ہی اسکو غنیمت جان اور پیش آ یا کر احسان کہ آخرت مین کام آویگا اور سختی قیامت سے بچاویگا اُسنے جواب دیا کہ آخرت کہان ہی اور کیونکر معلوم ہوا کہ یہ دین سچا ہی اور اگر بالفرض آخرت بھی ہو تو مجکو دنیا مین کس چیز کی کمی ہی جو آخرت کی نعمتون پر کہ محض وہمی و خیالی ہین فریفتہ ہون مگر باانیہمہ حضرت صدیق اکبر رض نے بہت نرمی سے پھر سمجھایا کہ میرا کہا مان اور اس بیچارے پر ظلم نہ کر تب اُس مبہت نے جلکر کہا کہ اگر آپکا دل کڑھتا ہی تو اسکو خرید کر لیجیے حضرت صدیق اکبر رض نے فرمایا اچھا اسکے عوض مین جو تو طلب کرے مین دینے کو تیار ہون اُسنے کہا کہ تم اسکو خرید نہ کر سکوگے اور اگر منظور ہی تو اپنا غلام نسطاس رومی کہ وہ لیق وکارگزار بھی ہی اور دس ہزار کی جمع بھی رکھتا ہی مجکو دو اور اس غلام کو لو حضرت صدیق رض راضی ہوے اور اللہ کی رضامندی کے واسطے نسطاس کو دیا اور بلال رض کو لیا بلکہ چالیس اوقیہ اور اسپر زیادہ کئے اور جب حضرت بلال رض کو لیکر چلے تو وہ کافر ہنستا اور کہتا تھا کہ یہ شخص باوصف فطانت وزیر کی اس مقام پر دھوکا کھا گیا مین تو بلال رض کو ایک اوقیہ کے بدلے بھی نہ لیتا کہ درم کا چھٹوان حصہ ہی بلکہ مفت بھی پسند نہ کرتا یہ کلام سنکر حضرت صدیق رض نے فرمایا اے بیوقوف اس غلام کا رتبہ ایسا ہی کہ اگر تمام یمن کی بادشاہت کے عوض مین تو بیچتا تو مین خرید کرتا پھر بلال رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر کیا اور تمام احوال

احوال ابو حذیفہ رض

ابو حذیفہ کا نام ہشام ہی ذو قبلتین و ذو ہجرتین ہین اور قبل دار ارقم اسلام لائے اور بدر مین حاضر ہوے اور بروز یمامہ شہید ہوے عمر چونتیش یا ترپن برس کی ہوئی جب یہ لوگ حبشہ مین پہونچے تو اواخر رمضان سال مذکور مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ مشرکون سے صلح ہوگئی تو مہاجرین نے بمقتضاے حب الوطن مراجعت فرمائی اور شوال مین قریب ام القرے آگئے وہان ایک قافلہ ملا اُسنے خبر کو غلط کہا ناچار مہاجرین بامان داخل ہوے چنانچہ عثمان ابن مظعون جوار ولید ابن مغیرہ مین اور ابو سلمہ ابن برہ بنت عبد المطلب جوار ابی طالب مین وہکذا مگر عبد اللہ ابن مسعود بلا طلب جوار خدمت سید ابرار مین حاضر ہوے پھر دوسری مرتبہ بعدم تحمل ایذار قریش جانب حبشہ گئے اور اکی مرتبہ اور صحاب بھی ہمراہ ہوے چنانچہ جعفر ابن ابی طالب بھی اُنھین مین تھے وبروایات صحیحہ ثابت ہی کہ اکی بار مہاجرین اسّی نفر سے زیادہ مرد تھے اور گیارہ عورات قرشیہ اور سات اور سواے لڑکون کے اور جو حبشہ مین پیدا ہوے وہ علاوہ **فائدہ** یہ اول ہجرت ہی بعد اُسکے ہجرت کبرے جانب مدینۂ مطہرہ ہوئی اور یہ حکم باقی ہی جب اُسکے معنی پاکے جائین یعنے فرار بالدین وعجز از مقاومت مشرکین وملحدین اہل علم فرماتے ہین کہ سیر زمین کی دو قسم ہی ایک ہرب دوسری طلب پس ہرب چھ طرح پر ہی ایک نکلنا دار حرب سے کہ تا قیامت باقی ہی دوسرے خروج ارض بدعت سے اگر اُسکے ازالہ کی قدرت نہو تیسرے خروج اُس زمین سے جہان حرام زیادہ ہو اسواسطے کہ طلب حلال مسلمان پر فرض ہی چوتھے فرار ایذاے بدنی سے کہ اللہ نے اُسکی رخصت دی ہی جسطرح حضرت موسیٰ کے حال سے خبر دی فخرج منہا خائفا یترقب پانچوین خروج بلاد سے جسکی ہوا نا موافق ہو چنانچہ قصۂ عرنیین سے ظاہر ہی مگر وبا وطاعون اس حکم سے مستثنی ہی لقیام الدلیل علیہ چھٹوین خروج بخوف تلف مال واسباب اور طلب دو قسم ہی طلب دین و طلب دنیا پس طلب دین نو قسم ہی ایک طلب عبرت کما قال اللہ تعالے اولم یسیروا فی الارض فینظروا دوسرے سفر حج تیسرے سفر جہاد چوتھے سفر بطلب معاش پانچوین سفر تجارت چھٹوین سفر بنابر طلب علم ساتوین سفر بنابر زیارت بقاع متبرکہ آٹھوین سفر بنابر پلہ بندی کے نوان سفر بنابر زیارت اخوان الغرض حضرات مہاجرین حبشہ مین بامن وامان گذران کرنے لگے یہ خبر قریش مکہ کو پہونچی اُنھون نے بروایت ابن اسحاق براہ حسد عمارہ ابن ولید و عمرو ابن عاص سہمی کو باہدایا وتحف روانہ کیا تاکہ مسلمانونکو وہانسے نکلوادین اور نزدیک مؤلف بہجۃ المحافل کے بجاے عمارہ عبد اللہ ابن ربیعہ ہی اور بعض کے نزدیک تینون شخص گئے تھے اور صحیح یہ ہی کہ ایکبار عبد اللہ ہمراہ عمرو گیا دوسری بار عمارہ گیا اور وہین مرگیا یعنے ایک عورت سے متہم ہوا کہ نجاشی نے سحر کرواکے مروا ڈالا وعلی التقدیرین جب یہ لوگ وہان داخل ہوے تو اول نجاشی کو سجدہ کیا اور تحائف قریش پیش کیے اور وزیرون کو رشوت دیکر اپنا معین گردانا پھر بہ منتہی سماجت التماس کرنے لگے کہ ہمارے بنی اعمام اپنا وطن قدیم چھوڑ کر یہان آگئے ہین اور عقیدہ اُنکا یہ ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غلام کہتے ہین کہ یہ عقیدہ بادشاہ کے بھی خلاف ہی سو اُنکو ہمارے ساتھ کر دیجیے نجاشی پادشاہ اگرچہ اُسوقت تک نصرانی تھا مگر اِس تقریر سے از بس ناراض ہوا اور نہایت غصہ و غضب مین آیا اور بولا کہ میری شان کے یہ امر نہایت خلاف ہی کہ جو لوگ میرے پاس پناہ پکڑین اُنکو مین دشمنونکے سپرد کرون پھر مسلمانونکو طلب کیا وہ سب حاضر ہوے اور سلام علیک بجا لاکر مجلس بادشاہ مین رونق افروز ہوے اہل دربار نے لفظ سلام سُنکر کہا کہ تم لوگون نے

تقسیم سیر زمین

ہجرت جعفر و حکایت نجاشی بادشاہ

کہنے لگین ہمنے ایک مدت تک اسکا نمک کھایا ہی ادھورا کام نہ چھوڑینگے حضرت صدیق رضنے آفرین کی اور اجازت دی ازانجملہ ایک عورت بنی موبل کی لونڈی تھی یہ بھی ایک فرقہ ہی بنی عدی کا سو حضرت عمرؓ اسوقت تک اسلام نہ لائے تھے اِس لونڈی کو اسلام لانے کے سبب سے سخت اذیت دیتے تھے یہانتک کہ حضرت صدیق اکبرؓ کو خبر ہوئی اُسکو بھی خرید کرکے آزاد کردیا ازانجملہ ابو عبیدہ کو بھی خرید کرکے آزاد کیا ہی اور سوائے اُنکے جو مذکور ہوے اور بہت بردون کو آزاد کیا القصہ جب اکثر مال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صرف ہوا تو ابو قحافہ اُنکے باپ نے کہا ای ابوبکرؓ ان لوگون کے آزاد کرنے سے کیا فائدہ ہی اگر چالاک و چست غلام لیکر آزاد کرتے تو وقت پر معین و مددگار ہوتے حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا انما ارید ما ارید پھر یہ آیت قرآن مین نازل ہوئی فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسرے یعنی سو جسنے دیا اور ڈر رکھا اور سچ جانا بھلی بات کو تو اُسکو ہم سہج سہج پہونچادینگے آسانی مین اور یہ بھی نازل ہوئی ومالاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی ولسوف یرضی یعنی اور کسی کا نہین اُسپر احسان جسکا بدلا دے مگر رضامندی چاہنے پروردگار کی جو سب سے اوپر اور آگے وہ راضی ہوگا اِس مقام سے کہا ہی دلیل افضلیت حضرت صدیق اکبرؓ کی ہاتھ آئی ہی کہ اس سورہ مین اللہ صاحب نے ابوبکر صدیق رضکو اتقی فرمایا اور سورہ حجرات مین ارشاد ہوا ہی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان دونون آیتون کے ملانے سے حاصل ہوا کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک اِس اُمت مین افضل و اکرم ابوبکر صدیقؓ ہین القصہ جب حضرت صدیق اکبرؓ کا اکثر مال یعنے نیک کامون مین صرف ہوگیا تو ابھی چالیس ہزار درہم سرمایہ رہا اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور دیگر مسلمانون پر بارشاد رسول صرف کر بیٹھے کہ ہمکی چھ ہزار درہم باقی رہے اُسکو سفر ہجرت و تعمیر مسجد نبوی وغیرہ مین صرف کیا اِسی باعث سے آنجناب فرماتے تھے کہ جیسا ابوبکرؓ کے مال نے مجکو فائدہ بخشا ایسا کسی کے مال نے فائدہ نہین دیا کیونکہ مال خدیجۃ الکبریٰ و ابوطالب و عبدالمطلب جد حضرت کا حضرت کی خاص ضروریات و صلۂ رحم و مہمانون کی ضیافت و محتاجون کی اعانت مین صرف ہوا تھا اور مال ابی بکرؓ شوکت اسلام و اعانت و خلاصی اہل اسلام مین خرچ ہوا ان دونون مصرفون مین فرق مین ہی جب سب مال صرف ہوگیا تو ایک روز حضرت صدیق اکبرؓ کمل کا کرتہ پہنے حضور مین آئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ ابوبکرؓ تو بڑا مالدار تھا اِسکا کیسا حال ہوگیا فرمایا کہ اُسنے سب مال اپنا مجھپر صرف کردیا جبرئیل ع نے کہا اللہ جل شانہ نے ابوبکر کو سلام کہا ہی اور پوچھا ہی کہ اس مسکینی و محتاجی مین بھی مجھ سے راضی ہی حضرت صدیق اکبرؓ یہ کلام سن کر وجد مین آئے کہ بیخود ہوگئے اور بار بار فرماتے تھے انا عن ربی راض انا عن ربی راض اسی کا اشارہ ہی ولسوف یرضی

القصہ جب کافرون نے اصحاب باصفا پر حد سے زیادہ ظلم کیا تو حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ حبشہ کو چلے جاؤ وہان کا سلطان مرد عادل ہی وہ خاطرداری و پاسداری سے پیش آویگا سو ماہ رجب سال پنجم نبوت مین گیارہ یا بارہ مرد اور چار عورتین پوشیدہ روانہ ہوے حضرت عثمانؓ و رقیہ بنت رسول اللہ و زبیر ابن العوام و عبداللہ ابن مسعود و عبدالرحمن ابن عوف و مصعب ابن عمیر و ابوسلمہ ابن عبدالاسد و ام سلمہ زوجہ اُنکی و عثمان ابن مظعون و عامر ابن ربیعہ و لیلی زوجہ اُنکی و حاطب ابن عمر و سہیل ابن بیضا و ابو حذیفہ ابن ربیعہ قرشی و سہلہ بنت سہیل ابن عمر زوجہ اُنکی مشہور یہ ہے کہ

ہجرت اول بجانب حبشہ

توشیح شرح بخاری مین ہے بفتح دال مہملہ وکسر غین معجمہ ونون مفتوحہ اور نام اسکا حارث ابن زید اور عند البعض مالک ہے اور دغنہ نام اسکی مان کا ہے اور قارہ بفتح قاف وتخفیف رائے مہملہ ایک قبیلہ ہے قبائل مضر سے اور برک الغماد بفتح بار موحدہ وسکون رار مہملہ وکسر غین معجمہ ومیم خفیفہ ایک موضع ہے پانچ میل ام القریٰ سے جانب یمن اور بعض نے بکسر موحدہ وبضم غین معجمہ بھی پڑھا ہے الغرض ابن دغنہ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو اپنی پناہ مین لیا اور اُنکے مکان پر پہونچا کے حال پناہ دہی کا شرفائے قریش سے بیان کیا اُنھون نے کہا کہ بایں شرط ہمین منظور ہے کہ یہ قرآن کو گھر سے باہر باواز بلند نہ پڑھا کرین کیونکہ اُسکو سن کے ہمارے لڑکے بالے فریفتہ ہوتے ہین حضرت صدیقؓ نے چند روز ایسا ہی کیا پھر بیرون صحن خانہ مین مسجد بنائی اور نماز تہجد مین اور نماز ونمین قرآن مجید باواز بلند پڑھنا شروع کیا اور عادت حضرت صدیقؓ کی تھی کہ جب قرآن شریف پڑھتے تو بے اختیار روتے تھے ہمسایہ کی عورتین اور لڑکے مجتمع ہو کے سننے لگے کافرون نے ابن الدغنہ سے کہلا بھیجا اُسنے حضرت صدیقؓ سے کہا کہ آپ برخلاف عہد کرتے ہین میری پناہ قائم نہ رہیگی آنجنابؓ نے فرمایا کہ مجھے سوائے خدا کے اور کسی کی پناہ مین رہنا بھی منظور نہین ہے وہ اپنی پناہ توڑکر چلا گیا اور حضرت صدیق اکبرؓ باامان خدا محفوظ رہے عینی شرح صحیح بخاری مین ہے کہ اول مسجد اسلام مین یہ ہے کہ جسکو صدیق اکبرؓ نے تعمیر کیا جب سال ششم نبوت کا آیا تو حضرت امیر حمزہ ابن عبد المطلب ایمان لائے لقب اُنکا سید الشہدا اور اسد اللہ بھی آیا ہے یہ حضرت بڑے شجاع وبہادر وغیور قوی جوان تھے والدہ انکی والدۂ رسول اللہؐ کی حقیقی بہن تھین نام اُنکا ہالہ بنت وہب تھا اور معاملہ اُنکا یہ ہوا کہ ایکدن ابو جہل ملعون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین کچھ بے ادبانہ کلام کیا حضرتؐ نے ازروے حلم نہایت تحمل فرمایا مگر عبد اللہ جدعان کی لونڈی نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے کہدیا یہ حضرتؓ اُسوقت شکار سے آئے تھے اور طواف کعبہ کرتے تھے سُنتے ہی غصہ مین بھرے ابو جہل کے پاس گئے اور اس زور سے کمان اُسکے سر پر ماری کہ سر اُس ملعون کا پھٹ گیا اور کہا ای نامعقول تو محمدؐ کو گالی دیتا ہے حالانکہ مین اُسکے دین مین ہون اور اُسیوقت حضور اقدس مین حاضر ہو کر مسلمان ہوئے کہ آنحضرتؐ نہایت خوش ہوے اور اب انتالیس۳۹ اہل اسلام حضرتؐ کے ہمراہ ہوے اور اُسوقت آنجنابؐ ارقم کے گھر مین مع اصحاب باصفا تشریف فرما تھے اور سب پوشیدہ رہتے تھے اور قریش مین دو شخص بڑے سردار تھے ایک ابو جہل ابن ہشام دوسرے عمر ابن خطاب سو حضرتؐ نے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر ابن الخطاب یا ابو جہل ابن ہشام سے سو حضرت عمرؓ کے حق مین دعا قبول ہوئی کہ دوسرے دن اسلام لائے اور صورت اُسکی یون ظاہر ہوئی کہ جب آیۃ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون نازل ہوئی تو ابو جہل نے ایک مجمع مین جسمین حضرت عمرؓ بھی تھے متصل خانہ کعبہ کے کھڑے ہو کے کہا کہ جو کوئی محمدؐ کا سر کاٹ لاوے مین اُسکو سو۱۰۰ اونٹ اور چالیس۴۰ ہزار درہم دون حضرت عمرؓ نے کہا مین یہ کام کر سکتا ہون ابو جہل نے لات وعزی کی قسم کھائی اور کعبہ مین جا کے ہبل کو گواہ کیا عمر بایں قصد مسلح روانہ ہوے راہ مین ایک شخص نعیم بن عبد اللہ ابن النحام سے ملاقات ہوئی وہ مسلمان تھے اُنھون نے پوچھا کہان جاتے ہو عمرؓ نے کہا محمدؐ کے قتل کو نعیم نے کہا بنی ہاشم سے کس طرح بچو گے عمرؓ نے کہا شاید تو نے تبدیل دین کیا ہے اگر ایسا ہو تو پہلے تجھی پر ہاتھ صاف کرون نعیم نے کہا مین آبائی دین پر ہون اور نیت یہ تھی کہ حضرت ابراہیم واسمعیلؑ کے دین پر ہون اور ظاہر مین یہ معلوم ہوا کہ آبائی مشرکین کے دین پر ہین پھر دونون باہم ملکر چلے

اسلام امیر حمزہ

اسلام عمر ابن خطاب

خلاف آداب کیا اور جب ستور اس دربار عالیشان کے کس طرح سجدہ نہ کیا جعفر ابن ابی طالب نے فرمایا کہ ہملوگ سواے
اپنے پروردگار حقیقی کے کسی کو سجدہ نہین کرتے اور نہ ہم کسی کو اس لائق جانتے ہین ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی
نصیحت ہے کہ سواے خدا کے کہ وہ معبود برحق ہے اور کسی کو سجدہ کرنا گناہ عظیم ہے بعد ازان اپنے دین مقبول اسلام کے اکثر احکام بیان
کئے اور کفار قریش کی شرارتین اور خباثتین ظاہر فرمائین کہ ان لوگون نے اس طرح کی تکلیفین مسلمانونکو دی ہین کہ بیان کا لکھنا
دشوار ہے اور ہمکو فی الحال ان کافرون سے طاقت مقابلہ نہین ہے بلکہ اسی وجہ سے تمھارے شہر مین بھاگ آئے ہین اور تمکو
عادل و منصف سمجھتے ہین نجاشی نے یہ کلام سنکر بہت خوف کھایا اور کہا اے جعفر ابن ابی طالب جو کچھ کلام الٰہی تمھارے
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا ہے اسمین سے میرے سامنے کچھ پڑھو تاکہ مین اسکی حقیقت سے آگاہ ہون چنانچہ
جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کا شروع پڑھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہیعص ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا
اذ نادی ربہ نداء خفیا قال رب انی وہن العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم اکن بدعائک رب شقیا وانی خفت الموالی من ورای
وکانت امرأتی عاقرا فہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا یعنے یہ مذکور ہے تیرے رب کی
مہر کا اپنے بندے زکریا پر جب پکارا اپنے رب کو چھپی پکار بولا اے میرے رب بوڑھی ہوگئین ہڈیان اور ڈیک نکلی
سر سے بڑھاپے کی اور تجھ سے مانگ کر اے رب مین محروم نہین رہا اور مین ڈرتا ہون بھائی بندون سے اپنے پیچھے اور عورت
میری بانجھ ہے سو بخش مجکو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانیوالا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد سے اور کر اسکو اے رب
من مانتا نجاشی فصاحت کلام سے رونے لگا کہ آنسو اسکی داڑھی پر بہے اہل دربار متحیر ہوے نجاشی نے کہا واللہ یہ
کلام اور توریت کا کلام ایک ہی مقام کا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ہمکو اسیطرح پہونچا ہے مجکو کسی طرح
شبہہ و شک نہین سو مین گواہی دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہین عیسیٰ روح اللہ نے انھین کی خبر دی تھی
بعد اسکے نقد و جنس ہدایاے قریش واپس کیا اور عمرو عاص و عمارہ سے صاف جواب دیا کہ واللہ مین مسلمانونکو تمھارے
سپرد نہ کرونگا اور جو امور پادشاہت مجھسے متعلق نہ ہوتے تو مین حاضر ہوکے کفش برداری سے سرفرازی حاصل کرتا اور
بالفعل پوشیدہ ایمان لایا اور مسلمانون سے کہا بخوشی یہان رہو کوئی مزاحم نہ ہوگا کافرون نے کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو برا کہتے ہین نجاشی نے اہل اسلام سے پوچھا جعفر بن ابی طالب نے کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق مین یہ کہتے ہین
کہ وہ خدا کے بندے تھے اور بہ کلمہ کن مریم کے پیٹ سے پیدا ہوے بغیر باپ کے اور پیغمبر والا قدر ہین نجاشی نے کہا انجیل مین
صفت عیسیٰ اسیطرح مندرج ہے تم صادق ہو الغرض ایلچی قریش کے دربار سے مردود ہوے اور خائب و خاسر و سیاہ پھر آئے
اور اہل اسلام وہین رہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو رونق بخشی تب تینتیس مرد اور آٹھ عورتین داخل ام القرا
یعنے مکہ ہوے از انجملہ دو شخص فوت ہوے اور سات نفر قید رہے اور چوبیس غزوۂ بدر مین حاضر ہوے اور بقایاے مہاجرین بروز
فتح خیبر ہمراہ جعفر ابن ابی طالب تشریف لائے اور حضور اقدس مین قدمبوس ہوے روایت ہے کہ جب دوسری مرتبہ اصحاب نے
ہجرت کی تو حضرت صدیق اکبر بھی تشریف لے گئے تھے مگر مالک ابن الدغنہ سردار قبیلہ قارہ نے برک الغماد سے واپس
لایا اور اپنی پناہ مین رکھا فائدہ دغنہ اہل لغت کے نزدیک بضم دال مہملہ و غین معجمہ و تشدید نون ہے و ہو المشہور اور

بعزم خیر آئے ہین تو مبارک دل ماشاد وچشم ما روشن اور جو بقصد شر آئے ہین تو انشاء اللہ انھین کی تلوار سے قتل کرونگا
چنانچہ دروازہ کھول دیا تو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل آئے اور بغلگیر ہوکے عمرؓ کو خوب دبایا کہ بند بند اُنکا
ہل گیا اور فرمایا اے عمر خطاب واللہ اگر بنیت خیر آیا ہو تو خیر ہو والا جیتا نہ پھریگا عمر رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ مین اسلام
لانے آیا ہون اور بدن کانپا اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور پکار اُٹھے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر باواز بلند فرمایا اور سب مسلمانون نے تکبیر کہی اور بہت خوش ہوے حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ سب
کتنے مسلمان ہوے ہین آپ نے فرمایا کہ تم سے چالیس کا عدد پورا ہوا ہے حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ کفار عبادت
لات وعزی کی علانیہ کرتے ہین ہملوگ خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کیون پوشیدہ کرین اُسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو لیکے نکلے داہنی طرف امیر المومنین ابی بکر الصدیق رفیق باتوفیق اور بائین طرف سید الشہدا امیر حمزہؓ عم شفیق اور
پیش پیش اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب سید العرب والعجم اور آگے اُنکے امیر المومنین عمر ابن خطاب فاروق اعظم
رضی اللہ عنہم مسلح وتیار اور پیچھے دیگر اصحاب سید ابرار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جانب بیت اللہ شریف متوجہ ہوے
اُسوقت مشرکین قریش بانتظار عمر ابن خطاب حجر مین بیٹھے تھے دفعۃً حضرت عمرؓ خوش ومحظوظ نظر آئے تو مشرکون نے پوچھا
تمہارے پیچھے کیا ہے فرمایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگر کسی نے اپنے مقام سے جنبش وحرکت کی بیشک تہ تیغ ہوگا چنانچہ کفار ناہنجار
کعبے سے نکل کے چلے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے مین داخل ہوکے دو رکعت نماز ادا فرمائی اُسی دن وحی آئی
یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین الغرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے غلبہ اسلام شروع ہوا
صحیح بخاری مین عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ما زلنا اعزۃ منذ اسلم عمر یعنی ہم ہمیشہ باعزت ہے جب سے
اسلام لائے عمرؓ اب کہ اسلام کا غلبہ ہوا اور کفار قریش نے جانا کہ ہجرت گاہ اصحاب حبشہ ہوا تو یہ مشورہ ہوا کہ سب لوگ
اتفاق کرکے حضرتؐ پر چوٹ کرین مگر ابوطالب کے خوف سے قابو نہ پاتے تھے آخر کار ابوطالب سے کہنے لگے کہ اب ہم تم سے
لڑینگے ورنہ محمدؐ کو حوالہ کرو ابوطالب نے قبول نہ کیا مگر آنجنابؐ کو لیکر مع بنی ہاشم وبنی مطلب واصحاب ایک گھاٹی مین
یا اپنے احاطہ مین پوشیدہ ہوے اور بحفاظت رہنے لگے کفار نے برادری قطع کی اور یہ کوشش کی کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب
سے کوئی سلوک نہ کرین بلکہ بنیون اور سوداگرون کو منع کردیا کہ ان لوگون کے پاس کوئی چیز نہ بھیجین اور ایک کاغذ عہد نامہ
قطع علاقہ کا لکھکر خانہ کعبہ مین آویزان کیا کاتب اُسکا منصور ابن عکرمہ تھا اُسکے ہاتھ شل ہوگئے یہ سال ہفتم نبوت
مین ہوا واقعہ بعاث بھی اسی سال مین واقع ہوا ہے بعاث ایک قلعہ ہے جسکے مالک دس تھے اُنسے اور خزرج سے
لڑائی ہوئی یہ لڑائی آخری تھی پھر آٹھوین برس نبوت مین مابین فارس وروم عراق پر لڑائی ہوئی فارسی مجوسی تھے
اور رومی نصارے اہل اسلام فتح نصارے چاہتے تھے اور قریش مجوسیون کی سو خبر آئی کہ فارس روم پر غالب ہوے کافر
خوش ہوے مسلمان رنجیدہ اور کافر کہنے لگے کہ آج ہمارے بھائی تمہارے بھائیون پر غالب ہوگئے ہین کل ہم تم پر غالب ہونگے
خدائے تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی الم غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین للہ الامر من قبل
ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ ینصر من یشاء وہو العزیز الرحیم یعنے دب گئے ہین روم اپنے ملک مین ادھر وہ بعد

موضع البطح مین ایک شخص بکری ذبح کرنے پر مستعد تھا جب اُسنے بکری کے پیر باندھے تو بکری نے کہا یا آل ذریح امر نجیح رجل فصیح بلسان فصیح یدعوکم الی شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ یعنے اے ذبح کرنیوالے ایک کام کی بات ہے ایک مرد فصیح بزبان فصیح تمکو بلاتا ہے طرف گواہی لا الٰہ الا اللہ الخ کے و صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت عمرؓ کہتے ہین کہ ایکدن مین ایک بتخانہ مین تھا اور مشرکین نے بُت کیلئے قربانی کی بُت کے پیٹ مین سے آواز آئی یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الٰہ الا اللہ یعنے اے شخص کام کی بات ہے ایک مرد فصیح کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ سو لوگ یہ آواز سن کر بھاگے مین ٹھیر رہا دوسرے دن پھر مین نے وہی آواز سنی انھین دنو نمین معلوم ہوا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم طرف لا الٰہ الا اللہ کے دعوت فرماتے ہین یہ معجزہ پیش از یوم اسلام معلوم ہوتا ہے بالجملہ اس بکری کو ذابح نے چھوڑ دیا اور عمرؓ نے کہا واعجباہ سخت مشکل ہوئی محمدؐ کو جلد مارنا چاہیے پھر آگے بڑھے کہ سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ملے پوچھا اے عمرؓ کہان کا ارادہ ہے کہا محمدؐ کو مارنے جاتا ہون سعد نے کہا انکی قوم سے کسطرح نجات ملیگی عمرؓ نے تلوار میان سے کھینچی اور سعد بھی مقابل ہوے قریب تھا کہ باہم مجارحہ واقع ہو سعد نے زبان بدل کے کہا کہ اول اپنی بہن فاطمہؓ خواہر آمنہؓ اور بہنوئی اپنے سعید کو جو اسلام لاچکے ہین قتل کرلو پھر اور کو دیکھنا عمرؓ نے کہا کہ کسطرح معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہوے ہین سعد ابن ابی وقاص نے فرمایا کہ تمھارے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھائینگے عمرؓ طیش کھا کے اپنی بہن کے گھر کو پھرے اُسوقت انکے گھر مین جناب ابن الارت صحابی تھے اور سورۂ طٰہٰ کو کہ انھین دنون نازل ہوئی تھی سعید اور فاطمہؓ کو پڑھا رہے تھے اور کیواڑ دروازے کے بند تھے عمرؓ نے کان لگا کے سُنا اور آواز دی خواہ دستک دی جناب صحابی مع صحیفہ چھپ رہے آکر پوچھا کیا پڑھتے تھے انھون نے کہا باتین کرتے تھے پھر عمرؓ نے ایک بکری ذبح کی اور گوشت اُسکا بھون کر بہن اور بہنوئی کو کھانے کو دیا اُنھون نے نہ کھایا عمرؓ نے جانا کہ سعد کی بات درست ہے اور غصہ ہو کے بہن کو ایسا مارا کہ سر اور مُنھ خون آلودہ ہوگیا اور بہنوئی کو بھی مارا تب انھون نے بیتاب ہو کے کہا چاہو ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالو ہم تو محمدؐ پر ایمان لاچکے ہین اور پیغمبر برحق ہین عمرؓ نے دین اسلام مین انکو مضبوط پایا اور بہن کے سر اور مُنھ کو خون آلودہ دیکھ کر رحم کیا اور الگ ہو بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد کہا جو تم پڑھتے تھے میرے پاس لاؤ تب اس صحیفہ کو جسمین سورۂ طٰہٰ تھی نکالا عمرؓ نے چاہا کہ ہاتھ مین لیکر پڑھین اُنکی بہن نے کہا تم نجاست شرک سے آلودہ ہو ولا یمسہ الا المطہرون یعنی نہین چھوتے ہین اسکو مگر پاکیزہ لوگ تب عمرؓ نے غسل کیا محدثین نے لکھا ہے کہ عمرؓ نے سورۂ طٰہٰ ہاتھ مین لیکر شروع سے پڑھا جب یہانتک پہونچے کہ لا الٰہ الا ہو له الاسماء الحسنیٰ تو بے طاقت ہوگئے اور کہا کہ جس خدا کا یہ کلام ہے اسکی پرستش مین تقصیر کرنا تقصیر ہے اشہد لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ اب حضرت جناب رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے ہوے باہر نکلے اور فرمانے لگے کہ مین نے سنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہم اید الاسلام بابی الحکم ابن ہشام او بعمر ابن الخطاب فاللہ اللہ یا عمر تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین لیچلو جناب رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر حمزہ ابن عبد المطلب کے گھر مین جلوہ افروز ہین **فائدہ** روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین کوئی بات نازیبا نہین کی اور نہ کسی طرح کی ایذا دی بالجملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعزم قدمبوسی حضرت امیر حمزہ کے گھر پر آئے اور آواز دی کسی صحابی نے شگاف در سے حضرت عمرؓ کو مسلح دیکھا اور کہا کہ عمر مسلح آتے ہین سب نے کہا نعوذ باللہ من شر عمر مگر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا دروازہ کھول دو اگر

وفات ابو طالب

وفات خدیجہ

کیفیت موت ابی طالب

پانچون سردار کعبے مین آئے ہین اتفاقاً ابو طالب بھی کچھ آشنا اپنے ساتھ لیکر گھاٹی سے باہر نکلے اور کعبے مین آکر بیٹھے اور فرمانے لگے کہ ای قوم قریش وہ صحیفہ مہری ہی کہنے لگے مہری ہی ابو طالب نے کہا مجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے از روے وحی یہ خبر کہی ہی کہ اسواے نام خدا اور جو کچھ ہی اس عہدنامے مین نہ رہیگا پس اُس صحیفے کو دیکھو اگر یہ قول اُنکا سچ ہی تو مضمون صحیفے سے درگذر کر دو اور جو جھوٹ نکلے تو البتہ اُنکو تمھارے سپرد کر دونگا ساری قوم نے کہا کہ یہ بات تمنے حق منصفانہ فرمائی ہی چنانچہ عہدنامہ کھولا گیا تو خبر مخبر صادق کی صادق نکلی اور کافر شرمندہ ہوے مگر ابو جہل اور اُسکے توابع اُسی عہد پر رہے ابو طالب اُنکے حق مین بد دعا فرماکر چلے گئے الغرض اُن پانچون سردارون نے وہ عہد توڑا اور مطعم ابن عدی نے عہدنامہ چاک کیا اور بنو ہاشم و بنو مطلب حصار سے باہر نکلے قریش دیکھ کر رہ گئے اس عرصہ مین عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُنچاس برس کی تھی پھر دسوین برس بعد گزرنے نو مہینے اکیس دن کے ابو طالب نے وفات پائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت غم ہوا پھر بعد تین دن کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انتقال جنت فرمایا آنحضرت کو دوگونہ ملال ہوا کہ عام الحزن اس سال کا نام فرمایا عمر ابی طالب کی ستاسی برس کی ہوئی اور حضرت خدیجہؓ کی پینسٹھ برس کی بعد نکاح کے پچیس برس زندہ رہی ہین صحیحین مین سعید ابن مسیب سے روایت ہی کہ جب ابو طالب کو مرض موت لاحق تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ابو جہل و عبد اللہ ابن ابی اُمیہ دونون کافر وہان حاضر تھے حضرت نے فرمایا ای چچا لا الٰہ الا اللہ کہہ لو تا تمھاری روز قیامت شفاعت کرون ابو طالب نے کہا ای بھتیجے اگر قریش کا خوف نہ ہوتا کہ وہ یہ طعنہ دینگے کہ موت کے خوف سے کلمہ محمدؐ پڑھا تو مین بلا تامل اسکو پڑھتا اور تمکو خوش کر دیتا اور اس حالت مین ابو جہل و عبد اللہ ابو طالب کو روکتے تھے کہ ای ابی طالب تو عبد المطلب کے دین سے بدلیگا روایت ہی کہ ابو طالب نے کچھ شعر اس مضمون کے اُسوقت پڑھے کہ اُنسے صدق رسول اللہؐ اور حق ہونا دین اسلام کا ظاہر ہوتا تھا اور یہ بھی نکلتا تھا کہ مجکو اگر خوف طعنہ زنی قریش کا نہ ہوتا تو اول مین یہی دین کو قبول کرتا اب کافر چلائے کہ ای ابو طالب دین آبائی سے تو پھر گیا ابو طالب نے کہا نہین مین دین آبائی پر مرتا ہون خلاصہ یہ کہ آخر وقت ابو جہل وغیرہ کے روکنے سے مُنہ سے نکلا علی ملۃ عبد المطلب اُسوقت حضرت نے فرمایا مین بخشاؤنگا اگر منع نہ کیا گیا چنانکہ بعد موت اُنکی حضرت نے استغفار کیا اصحاب نے بھی اپنے آبا و اجداد کے لیے استغفار کرنا شروع کیا اُسپر یہ آیت آخری سورہ توبہ مین ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم یعنے نہین پہونچتا ہی نبی کو اور ایمان والون کو کہ بخشش مانگین مشرکین کی اگرچہ وہ ہوں قرابتی جب کھل چکا اُنپر کہ وہ ہین دوزخی اور تفسیر نظم الجواہر مین مفتی ولی اللہ فرخ آبادی لکھتے ہین کہ سدی سے روایت ہی کہ جب ابو طالب کی وفات قریب ہوئی قریش نے مشورہ کیا کہ چلو اس شخص سے درخواست کرین کہ اپنے برادر زادہ کو منع کر دے اور ہمکو حیا آتی ہی کہ بعد موت ابی طالب کے اُسکو قتل کرین کیونکہ اہل عرب کہینگے کہ ابو طالب کی حمایت جب نہ رہی تو مار ڈالا چنانکہ ابو سفیان و ابو جہل و نضر ابن حارث و اُمیہ و ابی پسران خلف و عقبہ ابن ابی معیط و عمرو بن عاص و اسود بن بختری ابو طالب کے پاس آکر کہنے لگے کہ تو ہمارا بزرگ ہی اور محمدؐ نے ہمکو اور ہمارے بتون کو ایذا دی ہی بہتر ہی کہ اُسکو فہمائش کر ہمارا اور ہمارے ٹھاکرون کا ذکر نہ کیا کرے ابو طالب نے حضرت کو بلوایا اور کہا یہ لوگ تمھاری قوم و عم زاد بھائی ہین فرمایا کیا چاہتے ہین حاضرین بو

اُسکے اب غالب ہونگے کئی برس مین اللہ کے ہاتھ مین ہر کام پہلے اور پچھلے اور اُسی دن خوش ہونگے مسلمان اللہ کی
مدد سے مدد کرے جسکی چاہے اور وہی ہر زبردست رحم والا اور حضرت نے مسلمانونکی تسلی کی حضرت صدیق اکبر رضہ
قوی دل ہوکے نکلے اور کہنے لگے خوش ہو روم غالب ہوگئے فارس پر ہمارے نبی نے خبر دی ہر ابی ابن خلف نے
تکذیب کی اور دس دنٹ کی شرط ہوئی اور تین برس کا وعدہ ہوا یہ جوا کھیلنا اُسوقت تک حرام نہ تھا چنانچہ یہ قصہ
حضرت ابی بکر رضہ نے حضرت صلعم سے کہا آپنے فرمایا کہ بضع تین سے نو تک ہوتا ہر تم جاکے مدت زیادہ کروا ور تعداد اونٹونکی
بھی بڑھا دو سو حضرت صدیق اکبر رضہ پھر تشریف لائے اور اُس کافر سے کہا کہ سو اونٹ کی شرط ہر اور مدت نو برس کی
اُسنے قبول کی چنانچہ اس معاملہ سے ساتوین برس غزوہ حدیبیہ یا غزوہ بدر مین پھر روم اور فارس کا مقابلہ ہوا
تو روم کا غلبہ بخوبی ہوا یہ خبر یہان پہونچی اہل اسلام خوش ہوے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شرط کے اونٹ
ابی ابن خلف کے وارثون سے لیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین لائے آپنے ارشاد کیا کہ خیرات کرو **فائدہ**
وارثون سے اونٹ لینے کی یہ وجہ ہوئی کہ ابی ناخلف غزوہ احد سے مجروح ہوکے آیا اور مر گیا جب روم کا غلبہ معلوم ہوا تو حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُسکے وارثون سے اونٹ لیے اور چونکہ ابی ابن خلف نے باین خیال کہ شاید ابوبکر رضہ مکے سے
کہین چلے جائین بابت شرط ایک کفیل بالمال طلب کیا تھا اُنھون نے عبداللہ اپنے بیٹے کو کفالت مین چھوڑا تھا سو
بعد فتح پانے رومیون کے اُنکو بھی کفالت سے نکال لیا اس قصہ سے حضرت امام اعظم وامام محمد نکالتے ہین کہ
عقود فاسدہ مثل ربوا وغیرہ مابین مسلمان اور کافر کے دار الحرب مین درست ہی القصہ نوین برس نبوت سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مع اپنے اہل کے محاصرہ سے نکلے اور عہدنامہ توڑا گیا اور اُسکے ٹوٹنے کی یہ صورت نکلی کہ ہشام ابن
عمر عامری اور زہیر بن ابی امیہ مخزومی اور والدہ اُسکی مسماۃ عاتکہ بنت عبدالمطلب اور مطعم ابن عدی نوفلی اور ابوالبختری
ابن ہشام اور زمعہ ابن اسود اسدی پانچون سردار قریش رات کو ایک جگہ جمع ہوے اور تجویز ہوئی کہ بنو ہاشم اور
بنو مطلب پر تکلیف بہت ہر حمیت مقتضی نہین کہ وہ لوگ اس طرح سے تکلیف پائین اور ہم راحت مین بسر کرین اب اس
عہدنامہ کو شکست کرنا واجب ہے غرضکہ پانچون شخص باہم قسمیہ ہوے کہ صبح کے وقت عہدنامہ چاک کرینگے جب صبح
ہوئی تو زہیر ابن ابی امیہ بیت اللہ شریف مین آیا اور طواف کعبہ کرکے کہنے لگا کہ اے اہل مکہ ہم بعیش ونشاط کھانا کھاتے ہین
اور بنو ہاشم ہلاک ہون واللہ مین یہان نہ بیٹھونگا جبتک وہ عہدنامہ نہ توڑا جائیگا ابوجہل نے کہا واللہ تو کاذب ہے
کبھو یہ عہدنامہ نہ ٹوٹیگا زمعہ ابن اسود نے کہا اے ابوجہل تو بڑا کاذب ہر ہم راضی نہ تھے اس صحیفہ پر جسوقت لکھا جاتا
تھا پھر مطعم ابن عدی نے کہا کہ تم دونون سچے ہو جو شخص کہ اور بات کہتا ہر وہ جھوٹا ہر ہم بھی اس قول وقرار اور
عہدنامہ سے بیزار ہین پس مطعم ابن عدی نے وہ عہدنامہ دور کر لیا تو تمام عہدنامہ کیڑون نے کھایا تھا صرف اللہ کا
کا نام باقی تھا اُسنے چاک کر ڈالا ابوجہل نے کہا کہ معلوم ہوتا ہر کہ یہ مشورہ رات کو ہوا ہر اب قریش مین خصومت
اور نزاع پڑی **فائدہ** قبل اس معرکہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے از روے وحی ابوطالب سے فرمایا تھا کہ اس صحیفہ
مین سوا نام اللہ کے اور جو باتین ظلم اور جور کی لکھی ہین کچھ بھی باقی نہ رہینگی کیڑے کھا جاوینگے چنانچہ جسدن وہ

نہین کیا بعد اُسکے ابولہب تعود سے دنون حمایت پر متوجہ ہوا تھا آخر کار کافرون مین جا ملا عجب اتفاق ہی کہ سب تکلیف
دینے والے جوار ہی مین تھے اور کوئی اُنمین سے مسلمان نہ ہوا مگر حکم ابن ابی العاص سو بھی مضطرب ہوکر فائدہ
یہ سب ایذائین حضرت اُٹھاتے تھے اسلیے کہ مقام صبر جسکے مامور تھے حاصل ہو کما و رد ا صبر کما صبر اولوالعزم یعنی
من الانبیاء والرسل بالجملہ بعد وفات ابی طالب کے کئی طرح سے حضرت نے دعوت اسلام فرمائی پر کسی نے قبول نہ کی بلکہ ایذا دیتے
رہے ناچار آنجناب مایوس ہوکر مستعد ہوے کہ اب بیگانون کو دعوت کرونگا چنانچہ وفات ابی طالب سے تین مہینے بعد
قبیلہ بنی بکر مین تشریف لیجاکے دعوت اسلام فرمائی اُنھون نے ٹھہرنے نہ دیا تب قبیلہ قحطان مین وہ بھی بشرارت پیش آئے
پھر جانب طائف وثقیف مع زید ابن حارثہ تشریف لے گئے اس عرصہ مین بنی ثقیف مین تین سردار تھے عبدیالیل
و مسعود و حبیب یہ تینون عمرو ابن عمرو کے بیٹے تھے انکو اور جملہ اشراف اس قوم کو دعوت فرمائی ہر ایک بدسلوکی سے
پیش آکر اقامت کے بھی روادار نہ ہوے اور ایسی ایذائین اُنھون نے پہونچائین کہ حضرت کے نزدیک وہ دن
یوم احد سے زیادہ تھا صحیحین مین حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہی کہ مین نے حضرت سے پوچھا یا حضرت
یوم احد سے بھی کوئی دن سخت آپ پر گذرا فرمایا سخت ترین ایام یوم عقبہ تھا جب مین نے ابن عبدیالیل ابن
کلال کو دعوت کی اُسنے قبول نہ کی سو مین رنجیدہ ہوکر چلا اور ہوش مین نہ آیا مگر اس مکان مین میرے حواس
درست ہوے جب موضع قرن الثعالب مین پہونچا اور وہان مین نے جانب آسمان سر اُٹھایا تو ایک ٹکڑا ابر کا
مجھپر سایہ کئے ہوے نظر آیا وہان سے حضرت جبرئیل ع نے کہا اے محمد ص اللہ نے تمھاری قوم کے حالات دیکھ کر ملک الجبال
کو بھیجا ہی جو چاہو حکم فرماؤ پھر ملک الجبال نے سلام کرکے کہا اگر حکم ہو تو کافرون پر ڈھا دون اُن دونون پہاڑونکو
جنکے درمیان مکہ ہی مین نے کہا مجھے منظور نہین ہی مین اُمید رکھتا ہون کہ حق تعالیٰ اُنکی پیٹھ سے ایسی اولاد پیدا
کرے جو صرف خدا کی عبادت کرین اور لاشریک لہ سمجھین سبحان اللہ کیا ہی صبر تھا کہ باوجود ایسی تکلیفات
شاقہ کے اپنا کرم نہ چھوڑا مطلب وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اسی جگہ سے ظاہر ہی اور عقدۃ الرسول خیر خواہ
دشمنان اس مقام سے حل ہوتا ہی تواریخ سے ظاہر ہی کہ سرداران بنی ثقیف نے بڑی بڑی شرارتین کی ہین یعنے
لڑکون اور شہدون کو ہُشکار دیا اُنھون نے نہایت بے ادبی کی اور گالیان دین اور پتھرون سے حضرت کی
ایڑیان زخمی کرڈالین مگر آپ نے اُنکے واسطے بددُعا نہ فرمائی اللھم صل وسلم علی سیدنا ومولانا محمد سید الصابرین و
امام الکاظمین علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین کہ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دس دن طائف
مین رہے بعد اُسکے جانب مکہ روانہ ہوے پھرتے وقت آپکو نہایت وحشت تھی اور زید ابن حارثہ اس سفر مین ہمراہ
رکاب تھے اثناء راہ مین ایک باغ عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ کا ملا اسمین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ٹھہرے عتبہ و شیبہ
موجود تھے اُنھون نے آپکو پریشان دیکھ کر بلحاظ قرابت و خویشی رحم کھاکر عداس نامے غلام نصرانی کے ہاتھ ایک
خوشہ انگور کا طبق مین رکھوا کر بھیجا حضرت نے بسم اللہ کہکر اسے کھایا عداس نے کہا مین نے یہ کلمہ کبھی اس بستی
مین سُنا نہین حضرت صلعم نے فرمایا تو کہان کا رہنے والا ہی اور کس دین مین ہی اُسنے عرض کیا کہ مین

کہ تم ہمکو اور بتون کو چھوڑ دو اور ہم تمکو اور تمھارے خدا کو چھوڑ دین ابوطالب بولے کہ یہ بات تو انصاف کی ہی قبول کرو
فرمایا پھر کہو جب اُنھون نے مکرر کہا فرمایا اگر مین ایسا کرون تو مجکو تم ایک کلمہ دوگے ابوجہل نے کہا قسم تیرے باپ کے
دین کی اور ہم تم بھی دو مانند اُسکے اور کہو وہ بات فرمایا تم کہو لا آلہ الا اللہ وہ سب بگڑ گئے ابوطالب نے کہا اور کچھ کہو فرمایا
اگر لا دین آفتاب اور رکھدین میرے ہاتھ پر نہ کہون مگر یہ اور صحیحین مین عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اُنھون نے
کہا اے محمدؐ ابوطالب چچا تمھارا تمھارے واسطے قریش سے لڑتا تھا اور تمھاری حمایت مین سعی وافر بجالاتا تھا سو
تم بھی اُسکو نفع پہونچاؤ گے فرمایا وہ ضحضاح آتش مین ہی کہ دونون ٹخنون تک پہونچتا ہی جس سے اُم دماغ جوش
مارتا ہی اور جو مین نہ ہوتا تو وہ درک اسفل دوزخ مین ہوتا سہیلی نے لکھا ہی کہ حکمت اِس عذاب مین یہ ہے کہ
ابوطالب باوجود محبت آنحضرتؐ ملت آبائی پر قائم رہے اسواسطے قدمون پر عذاب مسلط کیا کہ اُنھین سے
ملت آبائی پر ثابت رہے تھے **فائدہ** ضحضاحؐ آب قلیل کہ زمین مغاک مین جمع ہو اور ٹخنا لنگ تک ہو یا کم
اُس سے بالجملہ اور روایات سے بھی موت ابی طالب ملت آبائی پر واضح ہی الا بعض اہل تاریخ نے ایمان اُنکا
نقل کیا ہی چنانچہ ابن سحاقؒ نے کہا ہی انہ اسلم عند الموت اور ایک روایت ہی کہ جب وفات ابی طالب قریب
ہوئی تو عباسؓ ابن عبد المطلب نے دیکھا دونون لب ابوطالب کے ہلتے تھے سو لگائے دونون کان اُنکی طرف
اور کہا یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ التی امرتہ یعنے اے بیٹے میرے بھائی کے قسم خدا کی کہا میرے بھائی نے
اُس کلمہ کو جو بتلایا تھا تمنے کما فی الدلائل لیکن اہل تحقیق اس قول کی تضعیف کرتے ہین اور ظاہرا یہ قول
اول کلام کے جو صحیحین سے لکھا گیا ہی خلاف ہی اور شیعہ کہتے ہین کہ ابوطالب مسلمان تھے اور حشویہ کہتے ہین کہ
وہ کافر مرے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اعانت وحمایت ومحبت وشفقت ورعایت وطرفداری و جان نثاری
وخاطرداری حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ابوطالب کی طرف سے جو ہوئین ہین کتب سیر مین مفصل مذکور ہین اور
جو کچھ وقت نزع روح کے ابوطالب نے صدق حضرت صلعم مین اشعار پڑھے ہین وہ بھی کتابون مین مذکور ہین
پس اُنکے ایمان لانے نہ لانے کے باب مین گفتگو کرنا فقیر کے نزدیک ضرور نہین کیونکہ کچھ عجب نہین ہے کہ
حضرت صلعم نے جسطرح اپنے والدین کو زندہ کراکے ایماندار فرمایا اسی طرح اپنے چچا کو بھی بعد موت مسلمان کیا ہو
جیسا مخدوم شیخ سعد نے مجمع مین ام المعانی سے اور سبع سنابل مین مجمع سے نقل کیا ہی کہ بعد معراج کے حضرتؐ
نے والدین و ابوطالب کو بخشا یا اور اللہ نے اُنکو زندہ کیا کہ تینون مسلمان ہوکر اپنے اپنے مقام کو گئے اور متاخرین
محدثین کو والدین کے ایمان لانے مین تردد نہین ہی ورای اِسکے ممکن ہی کہ دل ابوطالب کا نور ایمان سے
بہ برکت حضرتؐ صلعم منور ہو اور ظاہر مین بخوف کفار ایمان نہ لائے ہون القصہ بعد وفات ابوطالب کے قریش
نے تکلیفین و ایذائین دینی شروع کین کہ ہرگز ابوطالب کی زندگی مین ایسی نوبت نہ پہونچی تھی چنانچہ ایکدن
کسی کافر نے حضرتؐ پر مٹی ڈالی آپؐ نے صبر کیا اور اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے اُسنے دھوئی اور رونے لگی
حضرتؐ نے فرمایا صبر کر اللہ تعالیٰ اُنکے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا جب تک ابوطالب زندہ رہے کسی نے ایسا

نہ جائینگے گرد گھومینگے اور امام اعظم فرماتے ہین کہ ثواب انکو نہ ہوگا ایمان فقط آگ سے بچا دیگا اور اہل شہر کہتے ہین کہ کسی دن حضرت صلعم نے مقام مذکور مین اقامت فرمائی پھر عازم مکہ ہوے زید ابن حارثہ نے عرض کیا کہ یا حضرت جن لوگون نے آپکو نکالا ہے اُنھین مین آپ تشریف لیے جاتے ہین فرمایا ناامید نہ ہو اللہ تعالی مدد کریگا خاطر جمع رکھ بالجملہ مکہ مبارکہ کے قریب جاکر ایک یار کو قریش کے پاس بطلب جواب روانہ فرمایا اور بلا تامل اس وجہ سے داخل نہ ہوے کہ شاید اہل مکہ طائف کے حالات سنکر مانند انکے پیش آوین سو کسی مشرک نے جوار قبول نہ کیا مگر مطعم ابن عدی نے تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کعبے مین آئے اور طواف فرمایا اور حجر اسود کو چوما اور دو رکعت ادا کرکے دعا مانگی کہ یا مسبب ایسا سبب کر کہ ایسی قوم ایمان لائے جو تیرے دین صادق کی مدد کرے بعد اُسکے باعانت ظاہری مطعم ابن عدی کے اپنی منزل خاص مین جلوہ فرما ہوے اور مطعم مع اپنے توابع ولواحق کے مشغول بحراست و حمایت ہوا اور لوگونکو بنابر متابعت دین اسلام بلانے لگا اور ابو لہب اُسکے پیچھے لگا ہوا ہر جگہ جاتا اور کہتا کہ مطعم جھوٹا ہے اپنے دین آبائی سے برگشتہ ہے پھر اسی سال مین طفیل ابن عمرو دوسی کہ اشراف قوم تھا حاضر ہوکر مسلمان ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین چاہتا ہون کہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت کرون لیکن کوئی نشان ایسا ہو کہ اُسکے سبب سے قوم مین صورت امتیاز پیدا ہو جائے حضرت صلعم نے دعا فرمائی اللہ نے ایک نور مانند چراغ دونون آنکھون کے بیچ مین روشن کیا تب طفیل دوسی جانب قوم روانہ ہوا پھر اسکے دلمین گذرا کہ شاید اس علامت کو مردم قوم کوئی بیماری سمجھین اور یہ کہنے لگین کہ اسلام لانے سے اس مرض مین مبتلا ہوا ہے لہذا دعا مانگی کہ یا الٰہی یہ نشان متغیر ہوجائے خداوند مجیب نے اُس نور کو اُسکے تازیانہ مین روشن کیا کہ مثل قندیل تابان ہوا پھر مع اُس نشان کے قوم مین داخل ہوا اور دعوت اسلام شروع کی چند نفر ایمان لائے کہ طفیل ناراض ہوکر حضرت صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ قوم میری لائق ہلاک ہے آپ دعا فرمائین کہ ہلاک ہوجائے حضرت نے کہا یا الٰہی قوم دوس راہ مستقیم اختیار کرے اور طفیل سے ارشاد کیا کہ تو قوم مین بکمال رفق و نرمی بسر کر طفیل رخصت ہوا اُسکی برکت سے اسی خاندان کے لوگ ایمان لائے اور بعد فتح خیبر و بروایتے قبل فتح داخل مدینہ ہوے جب تین مہینے دخول مکہ پر گذر گئے تو نو نفر جن رہنے والے شہر نصیبین و نینوی مع توابع بنا بر ملازمت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم بیرون مکہ حاضر ہوے از انجملہ زوبعہ سردار جن نے حضرت صلعم سے آکر عرض کیا یا رسول اللہ جنات ملازمت کو حاضر ہین جسوقت اذن پاوین قدمبوس ہون فرمایا شعب الحجون مین جمع ہون اگر یہان آوینگے تو شہر کے لوگ ڈرینگے چنانچہ زوبعہ نے اسی مقام مین سب جنات کو جمع کیا اور بعد ادائے صلوة عشا مع عبد اللہ ابن مسعود آنجناب تشریف لے گئے تو آنجناب صلعم نے ایک فوج دیکھی حضرت نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو شعب حجون کے دروازے پر کھڑا کردیا اور ایک خط محیط مدور انکے گرد کھینچ دیا اور فرمایا اسی مین قائم رہ اور خود آنحضرت داخل درہ کوہ ہوے اور جنات نے بشوق دیدار اژدہام کیا حضرت عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہین کہ مین نے جنات کو دیکھا بعضے بصورت کرگس و بعضے بصورت زط یعنے فرقہ جنت کہ متصل مکہ رہتے ہین اور سب برہنہ سر و برہنہ پا اور سیاہ رنگ تھے اور ایک پارچہ سفید بطور لنگ بنا بر ستر عورت باندھے ہوے تھے اسی طرح اس فرقے کے لوگ بصورت مختلفہ تھے آنکی تلقین مین آنجناب صلعم تا صبح مشغول رہے

شعب الحجون ایک درہ کوہ زیر مکہ واقع ہے و حجون نام جائے [illegible]

متوطن نینوٰی شہر ہین مین نصرانی ہون فرمایا تو یونس ابن متی کے گانون کا ہی وہ بولا تمنے کس طرح یونس کو جانا فرمایا
یونس میرا بھائی تھا یعنے وہ پیغمبر تھا مین بھی پیغمبر ہون اور جمیع انبیا علاتی بھائی ہین عداس نے پوچھا آپکا اسم شریف
کیا ہی فرمایا محمد صلعم اُسنے کہا مین زمانۂ دراز سے انجیل مقدس مین اوصاف حضرت پڑھتا ہون اور توریت مین
بھی لکھا ہی کہ خدا تمکو پیغمبر کریگا مگر قوم کے لوگ قبول نہ کرینگے اور شہر سے ہجرت کرنا ہوگی آخر کار نصرت الٰہی شامل
ہوگی اور تمام زمین پر آپکا دین پھیلے گا بالجملہ عداس ایمان لایا اور قدمبوس ہوا عتبہ و شیبہ نے قدمبوسی دور سے
دیکھی جب عداس گیا تو کہا اسنے تجکو فریب دیا اُسنے کہا کہ یہ پیغمبر ہین اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم جانب مکہ مبارکہ
تشریف لے چلے راہ مین ایک باغ یعنے بطن نخلہ ملا جو مکہ معظمہ سے رات بسے کی راہ ہی وہین منزل فرمائی آدھی
رات کو نماز پڑھنے لگے اُسوقت سات نفر جن وبروایتے نو نفر نے قرارت آنحضرت سنکر آپکو پہچانا اور اپنی قوم مین جاکر
اسکا چرچا کیا وہ ایمان لائے یہ روایت ابن اسحاق اور اُنکے توابع کی ہی اور صحیحین سے ثابت ہی کہ یہ معاملہ بازار عکاظ
مین واقع ہوا جبکہ آنجناب مع صحابہ نماز صبح پڑھتے تھے اور حال یہ ہی کہ جب آنجناب طائف سے پھرے تو بازار
مذکور مین جلوہ فرما ہوے اور یہ بازار ایسا تھا کہ اُسمین سب قسم کے تاجر جمع ہوتے تھے یعنے بطور میلہ بیسوین شوال سے
دسوین ذیقعدہ تک وہان قیام کرتے تھے اسی سبب سے چند صحابہ آنحضرت سے وہان مل گئے اُنکے ہمراہ آنحضرت
ایک مقام مین جو کہ مکہ مکرمہ سے رات بسے کی راہ ہی شب باش ہوے جب صبح ہوئی تو آنجناب مع اصحاب نماز
صبح پڑھنے لگے کہ اُس حال مین نو نفر جن رہنے والے شہر نصیبین متعلقات شام کے فرقہ بنی غیصان سے کہ
سادات قوم مذکور ہین اُس طرف گذرے اور قرارت آنجناب سُنی ازانجملہ زوبعہ وعمرو دو نفر سردار عظیم الشان تھے
اُنھون نے اپنی قوم کو دعوت اس طرح شروع کی کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الاحقاف یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل
من بعد موسیٰ مصدقا لما بین یدیہ یہدی الی الحق والی طریق مستقیم یا قومنا اجیبوا داعی اللہ وآمنوا بہ یغفر لکم من
ذنوبکم ویجرکم من عذاب الیم ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض ولیس من دونہ اولیاء اولٰئک فی ضلال مبین
یعنے اے قوم ہماری ہمنے سُنی ایک کتاب جو اتری موسیٰ کے بعد سچا کرتی ہی سب اگلیون کو سوجھاتی ہی سچا دین اور
ایک راہ سیدھی اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے والے کو اور اُسپر یقین لاؤ کہ بخشے تمکو کچھ تمھارے گناہ اور بچاوے
تمکو ایک دکھ کی مار سے اور جو نہ مانیگا اللہ کے بُلانیوالے کو تو وہ نہ تھکا سکیگا بھاگ کر زمین مین اور کوئی نہین
اُسکو اُسکے سوا مددگار وہ لوگ بھٹکے ہین صریح سو یہ باتین قوم جن نے سُنی اور بہت لوگ ایمان لائے مگر اس مرتبہ
جنون سے ملاقات نہین ہوئی جیسا مواہب لدنیہ مین اور روضۃ الاحباب مین ملاقات کا ہونا لکھا ہی معلوم ہو
کہ جن مین بھی کافر و مومن ہین کافر کو عذاب نار ہی بالاتفاق مومن مین اختلاف ہی مالک و ابن ابی لیلیٰ و ابو یوسف
ومحمد کہتے ہین جسطرح مسلمان آدمیون کو جنت مین ثواب ملیگا اسی طرح جن کو بھی قاضی اور صاحب کشاف کا
مختار یہی قول ہی اور ضحاک کہتے ہین کہ جن بہشت مین کھائینگے پئینگے مختار اکثر مشائخ کا یہ ہی اور بعضے
کہتے ہین جسطرح آدمی نعمت سے لذت پائینگے وہ تسبیح وذکر سے پائینگے اور بعض کہتے ہین بہشت مین

وسلم کا قرآن پڑھنا سنکر یقین لائے کہ یہ کلام معجز نظام ملک علام کی طرف سے اترتا ہو اسی کی ہوشیاری ہو رہی ہے تاکہ اسکو کوئی چرانے نہ پائے پھر اپنی قوم مین جاکر یہ حال کہا اور مع جماعۂ کثیر حضور جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوکر ایمان لائے اور بآواز بلند منادی کردی کہ اب قوم جنات عہدۂ خبر رسانی اور سفارت سے معزول ہوئی اور معطل و بیکار کی گئی اور پیغمبر اولوالعزم خاتم المرسلین پیدا ہوے سب چلکر انکی پیروی کرو اور قدمبوسی مین حاضر ہو چنانچہ اکثر جنات نے جو عرب کے جزائر مین رہتے تھے یہی وتیرہ اختیار کیا کہ خود حاضر ہوکر ایمان لاتے تھے کہ اکثر حکایات بطریق تو کتب حدیث مین منقول و مذکور ہین از انجملہ صحیح بخاری و غیرہ مین حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ وہ فرماتے ہین کہ مین ایکدن اپنے بتون کے پاس بیٹھا تھا اسوقت ایک شخص گاے کا بچہ لایا اور نذر کے واسطے ذبح کیا ایک بت کے پیٹ سے آواز بہت سخت نکلی کہ ایسی آواز مین نے کبھی نہ سنی تھی ہر ایک خاص و عام نے اس آواز کو سنا وہ کہتا تھا یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الٰہ الا اللہ یعنی اے زور آور آدمی ایک کام کی بات ہو ایک شخص پکار کر کہتا ہو لا الٰہ الا اللہ حضرت عمرؓ فرماتے ہین کہ جتنے لوگ وہان تھے سب بھاگے لیکن مین کھڑا رہا کہ دیکھون یہ آواز کسکی ہو چنانچہ مین نے دوسری اور تیسری بار بھی وہی آواز سنی مجکو نہایت حیرانی ہوئی سو کچھ مدت نہ گذری تھی کہ نبوت حضرتؐ کی خبر سنی اور سنا کہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین فرماتے ہین اور اسیطرح ایک بوڑھے آدمی سے مجاہدؒ روایت کرتے ہین کہ وہ کہتا تھا ایکدن مین ایک گاے ہانکے لیے جاتا تھا دفعۃً مین نے ایک آواز سنی کہ یا ذریح قول فصیح رجل یصیح ان لا الٰہ الا اللہ یعنے اے ذریح بات اچھی کھلی ہو ایک شخص پکار کے کہتا ہو کہ لا الٰہ الا اللہ پھر مین مکے مین آیا وہان سنا ایک پیغمبر مبعوث ہوے ہین وہ فرماتے ہین کہ کلمہ **فائدہ** ذریح یعنے بدر قبیلہ بالفتح اور بمعنی پشتہا و تلہا بھی آتا ہو اسیطرح امام بیہقی نے سواد بن قارب سے روایت کی ہو کہ وے کہتے تھے کہ ایام جاہلیۃ مین ایک جن میرا آشنا تھا کہ اخبار آیندہ سے وہ اطلاع دیتا تھا اور نہیں لوگون سے کہتا تھا اور نذر نیاز لے لیتا تھا ایک مرتبہ رات کو سوتا تھا وہی جن آیا اور کہنے لگا اٹھ اور سمجھ اگر تجکو عقل ہو ایک نبی لوی بن غالب کی اولاد مین ہوا ہو اور چند شعر پڑھے حاصل اسکا یہ کہ ہماری قوم کے سردار کے کو جاتے ہین ایمان لانے تو بھی چلکر مسلمان ہو سواد کہتا ہو کہ مین چونک پڑا اور تمام شب اسی تشویش رہا پھر دوسری اور تیسری رات کو بھی یہ معاملہ گذرا تب تو محبت اسلام کی میرے دل مین پیدا ہوئی اور مین سامان سفر کر کے حضرت کے حضور مین حاضر ہوا آپ نے دیکھتے ہوے فرمایا مرحبا اے سواد بن قارب مجھے معلوم ہو جس باعث سے تو آیا مین نے کہا یا رسول اللہؐ مین نے چند بیتین مدح مین کہی ہین اول انکو سن لیجیے چنانچہ سواد نے قصیدۂ بائیہ پڑھا جسکا آخر شعر یہ ہو ؎ وکن لی شفیعا یوم لاذو شفاعۃ ❊ سواک بمغن عن سواد بن قارب ❊ یعنے ہوجا شفیع میرا اسدن کہ نہوگا کوئی شفاعت کرنیوالا تیرے سوا کوئی کام آنیوالا سواد بن قارب سے از انجملہ امام احمد نے جابر سے اور ابو نعیم نے ضمیرہ سے روایت کی ہو کہ اول خبر بعثت آنحضرتؐ مدینہ مین اس طرح ہوئی کہ ایک عورت مدینہ کسی جن پر عاشق تھی وہ جن رات کو اسکے پاس آتا تھا اور اکثر پرند جانور کی صورت دیوار پر آبیٹھتا جب عورت اکیلی ہوجاتی آدمی کی صورت

جب وہ لوگ رخصت ہونے کو ہوئے تو کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو کچھ توشہ تبرک عنایت ہو فرمایا تم کو ایسا
توشہ دیتا ہون کہ تمھاری اولاد اور اولاد اولاد وغیرہ کے بھی کام آوے یعنی جس جگہ ہڈی خالی یا پشک شتر و بز و گوسفند
و سرگین گاؤ و گاؤمیش و انگشت ملے وہ تمھاری اور تمھارے دواب کی غذا ہے اور اُسمین خالق کبریا ایسی لذت عطا
فرمائیگا کہ اور ماکولات و مشروبات مین حاصل نہ ہوگی یعنے استخوان غذا تمھاری اور سرگین وغیرہ غذا دواب کی تب جنات
نے عرض کیا یا رسول اللہ بنی آدم ان اشیا کو آلودہ نجاست کرینگے تو ہمکو انکے کھانے مین نفرت پیدا ہوگی فرمایا مین انکو
منع کردونگا پھر کوئی اُن چیزون کو نجاست سے آلودہ نہ کریگا بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشیاء مذکورہ سے
استنجا منع فرمایا سبحان اللہ کیا معجزہ ہے کہ جو استخوان خالی ہوتی ہے اُسمین گوشت پیدا ہو جاتا ہے اور سرگین مین دانہ پھر اسی
عرصہ مین ایک خون قوم جن مین ہو گیا کہ سب قوم نے برضا و رغبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مقرر کیا کہ حضرت صلعم نے
موافق حکم خدا کے فیصلہ کر دیا کہ سب قوم راضی ہوئی اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بارہ ہزار جن و
بروایتے چھ لاکھ رہنے والے جزیرۂ موصل کے حرا پہاڑ مین جسکو اب جبل ثور کہتے ہین جمع ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم تن تنہا تشریف لے گئے اور تمام شب اُسی جگہ مقیم رہے وقت صبح اصحاب رسول اللہ نے آثار و امارات دیکھے
اور جو کچھ از قسم اسباب و آلات چھوڑ گئے تھے ملاحظہ کئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی دکھلائے کہ یہ قصہ
صحیح مسلم مین موجود ہے اسی طرح احادیث صحیحہ سے حاضر ہونا جنات کا کئی مرتبہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
مین اور تحقیقات امور دینیہ کی کرنا بخوبی ثابت ہے اصلا جائے شک و شبہہ نہین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
لوٹنے مین قوم زط کو دیکھ کر ڈرتے تھے اور پوچھتے تھے کہ یہ کیا جن ہین لوگون کو تعجب ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ تو
آدمی ہین تب خوف جاتا ورنہ یہی جانتے تھے کہ یہ جنات ہین اور کچھ شک نہین ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم جسطرح عالم انسان پر مبعوث برسالت و نبوت تھے اسیطرح جنات پر تھے اور از روے حدیث صحیح متواتر
ثابت ہے کہ جب حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ الرحمن علم القرآن فرقۂ اجنہ پر تلاوت فرمائی تو اس
قوم نے نہایت آداب سے سُنی اور کریمہ فبای آلاء ربکما تکذبان سُنکر عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار ہم کسی
نعمت کے ساتھ ناشکری نہین کرتے **فائدہ** اول مرتبہ فرقۂ جنات کے حاضر ہونیکا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وسلم مین یہ سبب تھا کہ جب آنجناب نبی ہوئے تو آمد وحی کا شور تمام عالم مین پڑ گیا اور شیاطین و جنات کا جانا قطعاً
آسمان کا اور اخبار غیبیہ کا سننا کان لگانا بند ہوا وہان جانے پر مارے جاتے اور بجاے خبر انگارے آتے ابلیس
و تولید اُسکے جن پر تلبیس کہ منصب اضلال و ضلال پر مامور تھے ذلیل و خوار و مجبور ہوئے اور اپنے حیلون و مکرون سے
معطل و بیکار ہوئے تو باہم یہ مشورت و صلاح کی کہ تمام دنیا مین گھوم کر خبر لو اور دیکھو کہ زمین پر کون خبر ظاہر
ہوئی ہے جسکی باعث سے ہمکو ممانعت ہوئی ہے اگر کچھ بھی معلوم ہو جائے تو در صورت امکان اُسکا تدارک کرین
چنانچہ شیاطین اور جنات نے دنیا مین پھرنا شروع کیا ازانجملہ نو نفر جن قبیلہ بنو شیصبان کے کہ عمدہ قبائل سے ہے
شہر نصیبین کے رہنے والے وادی تہامہ سے پھرتے ہوئے وادی نخلہ مین وارد ہوئے اور وہان حضرت صلی اللہ علیہ

خدمت مین پہونچے تو میرا سلام اور تحیہ پہونچانا اور کہنا کہ ہم سب یہان کے جنات تمھارے دین کے مطیع ہین اسیطرح وصیت کی تھی ہمکو عیسے بن مریم نے اور ابن عساکر نے مرداس بن قیس سے روایت کی ہے ایکدن مجلس رسول اللہ مین کاہنون کا کچھ تذکرہ تھا لوگ نقل کرتے تھے کہ یہ کارخانہ کہانت بظہور نبوت اور نزول وحی بالکل موقوف ہوگیا مرد مذکور نے کہا یا رسول اللہ مجھے عجیب اتفاق ہوا کہ میری ایک لونڈی تھی خلصہ نام نہایت عفیفہ وہ ایکدن میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم مجکو کیسا جانتے ہو مین نے کہا کہ نیکبخت اور صالحہ کہنے لگی ان دنون مجھپر اک عجب حال گذرا ہے کہ مین ایکدن گھر مین تنہا بیٹھی تھی کہ ایک شی سیاہ مجھپر چڑھ بیٹھی اور جسطرح مرد عورت سے صحبت کرتا ہے اسیطرح اسنے میرے ساتھ کیا پھر کچھ معلوم نہ ہوا سو مجکو یہ خوف ہے کہ حمل نہ رہ گیا ہو اور تم لوگ مجکو زنا کی تہمت کرو مین نے کہا کہ مجکو تیری طرف ایسی بات کا وہم بھی نہین تو خاطر جمع رکھ بعد چندے معلوم ہوا کہ وہ لونڈی حاملہ ہے پھر موافق معمول کے لڑکا جنی ایسا کہ دونون کان اسکے کتون کے سے اور رنگ بدن بھی خلاف انسان سو وہ لڑکا ہمارے لڑکون کے ساتھ کھیلا کرتا دفعۃً ایکدن برہنہ ہوکر چلانے لگا کہ افسوس دشمن کے سوار پہاڑ کے اس طرف لوٹنے کو کھڑے ہین اور تم غافل ہو مین ہتھیار باندھ کر نکلا اور انکو لڑکر ہٹایا اسوقت سے اسکی بات کا اعتبار ہوگیا جو کہتا تھا سچ ہوتا تھا جسدن سے آپ مبعوث ہوے جو کہتا ہے دروغ ہوتا ہے سبب پوچھا بولا جو مجھے خبر دیتا ہے وہ اب جھوٹ کہتا ہے امتحاناً حجرہ تاریک مین قید کرو کہ وہ جن اگر مجھ مین سرایت کریگا اسسے استفسار کرلو مین نے قید کیا تیسرے دن وہ حجرہ کھولا دیکھتا ہون کہ تمام بدن اسکا آگ سا چمکتا ہے مین سمجھا کہ جن نے اسمین سرایت کی ہے تب مین نے کہا اے عزیز تو پیشتر اس سے سچی خبرین کہا کرتا تھا اب جھوٹی خبرین کس لیے کہتا ہے اسنے کہا اب خیر الانبیا ختم الرسل مبعوث ہوے اور آسمان پر چوکیدار مقرر ہوے ہین اب کوئی خبر راست نہین ملسکتی ہے مین نے کہا وہ پیغمبر کہان ہین اسنے کہا کہ مکہ مین ہین اور اب مین مرتا ہون مجکو قلعہ کوہ مین دفن کرنا اور بعد دفن آگ کے شعلے اٹھینگے سو تین کنکریان باسمک اللھم پڑھکر مارنا کہ شعلہ زنی بند ہو جائیگی غرض یہ کہکر مر گیا مین نے اسکو قلعہ کوہ مین اسیطرح دفن کر دیا بعد چند روز کے یا رسول اللہ آپکی خبر بعثت مجکو پہونچی **فائدہ** حضرت ابن مسعودؓ نے جنات کو دو مرتبہ خدمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین دیکھا ہے ایک مرتبہ درہ حجون مین دوسری مرتبہ لیلۃ الجن مین یہ معاملہ مدینہ منورہ مین بعد اذ نکاح حضرت ام سلمہ کے موضع بقیع الغرقد مین واقع ہوا تھا اور اس مرتبہ کی کثرت شمار سے باہر تھی اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک مرتبہ جنات کو ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہے اور انکے کلام سنے ہین چنانچہ دلائل النبوۃ ابو نعیم مین انکے قصص مذکور ہین اور ابو نعیم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایکبار کئی گروہ جنات کے واسطے ملازمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور بعد قیام چند روز اپنے وطن کو گئے اور امام احمد و ابو یعلیٰ اور بیہقی وغیر محدثین بلال ابن حارث سے روایت کرتے ہین کہ مین ایک مرتبہ ہمراہ آنحضرت سفر مین تھا مقام عرج مین منزل ہوئی مین اپنے خیمے سے واسطے ملازمت آنحضرت کے نکلا دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیمون سے دور جنگل مین بیٹھے ہین مین نے چاہا کہ آپکے پاس حاضر ہون جب نزدیک پہونچا تو ایک زور شور کی آواز میرے کان مین پہونچی مین نے توقف کیا اور دریافت کیا کہ شاید آنحضرت کے پاس غیب کے لوگ حاضر ہین اسوقت وہان جانا اچھا نہین یہانتک کہ آنحضرت خود

ابن ابو

اُسکے پاس آتا اور صحبت کرتا دفعتًہ چند روز نہ آیا بعد اُسکے ایک روز حسب دستور دیوار پر آ بیٹھا عورت نے پوچھا نا اور
کہا اُترآ تو کیون نہین آیا اُسنے کہا اب ہمارے تمھارے جُدائی ہوئی اسلیے کہ مکے مین ایک پیغمبر پیدا ہوا ہی کہ اُسنے
زنا کو حرام کیا ہی اور بیہقی نے بطریق ارسال امام زین العابدین سے روایت کیا ہی اور حضرت عثمان رض نے ایسا ہی کا
ماجرا شام مین دیکھا تھا چنانچہ ابو نعیم نے اُنسے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ ہم ایک مرتبہ جانب ملک شام گئے تھے
اُس طرف ایک عورت کاہنہ سربرآوردہ فن کہانت مین مشہور تھی ہم بھی اُسکے پاس گئے اور اپنے سفر کا حال پوچھا کہ
آگے کیا ہوگا اُسنے کہا اب مجھے کچھ معلوم نہین ہوتا وہ جن جس سے کہ مجھ سے ملاقات تھی اور اخبار آیندہ کی اطلاع کرتا تھا
ایکدن میرے دروازے پر آکر کہہ گیا کہ ہم رخصت ہوتے ہین مینے سبب پوچھا اُسنے کہا ظاہر ہوے محمد اور آیا حکم جسکے مقابلے کی طاقت
نہین اور چلا گیا پھر نہ آیا ازانجملہ اسحٰق بن شاہین وغیرہ محدثین نے وتاب بن حارث سے روایت کی ہی کہ وہ کہتا تھا مجھ سے ایک
جن سے آشنائی تھی اخبار غیبیہ کہا کرتا تھا ایکدن آیا مین نے پوچھا خبر آسمانی سے پھر اُسنے حسرت سے میری طرف دیکھکر کہا محمد
نبی موعود مکے مین پیدا ہوے ہین ساتھ کتاب کے بلاتے ہین اللہ کی طرف اور اُنکی بات کوئی نہین سُنتا وتاب کہتا ہی کہ مین نے
کہا تو کیا کہہ رہا ہی کہا تھوڑے دنون مین میری بات سمجھے گا یہ کہکر چلا گیا چند روز کے بعد حضرت کی پیغمبری مین نے سنی

قصہ دیگر

ازانجملہ فاکہی نے تاریخ مکہ مین عامر بن ربیعہ سے اور ابو نعیم نے ابن عباس رض سے روایت کی ہی کہ ایکدن جبل ابو قبیس پر ایک
جن نے سخت آواز سے چند اشعار دین اسلام کی ہجو مین پڑھے اور یہ بھی مضمون تھا کہ اہل اسلام کو جلد قتل کرنا اور
شہر سے نکالنا چاہیے اور بُت پرستی بدستور جاری رکھنا لازم ہی کفار اس مضمون سے بہت خوش ہوے اور مسلمانون سے کہنے لگے
کہ دیکھو تمھارے قتل اور شہر بدر کرنیکا حکم غیب سے بھی آیا مسلمانونکو بہت رنج ہوا حضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا
حضرت نے فرمایا تم سب خاطر جمع رکھو یہ آواز ایک شیطان کی ہی کہ نام اُسکا مسعر ہی اُسکو قریب تر اللہ سزا دیگا تیسرے دن
حضرت نے خبر دی کہ آج ایک دیو سمج نام مسلمان ہوا اور مینے اُسکا نام عبد اللہ رکھا اُسنے مجھ سے کہا کہ اگر حکم ہو تو مسعر کو قتل
کرون سو مین نے اجازت دی انشاء اللہ تعالیٰ آج مسعر جہنم واصل ہوگا مسلمانونکو خوشی ہوئی شام کے وقت اُسی
پہاڑ سے ایک آواز مہیب سخت سنی کہ کوئی کہتا ہی مین ہون جسنے قتل کیا مسعر کو جبکہ سرکشی کی اُسنے اور غرور کیا اور
جھوٹا جانا حق کو اور راہ ڈالی بُری واسطے دشنام دہی ہمارے نبی پاک کے ازانجملہ ابن سعد نے کتاب شرف المصطفیٰ مین

قصہ دیگر

جندل بن ثعلبہ سے روایت کی ہی کہ جندل رضی اللہ عنہ نے حضرت سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک جن دوست تھا
غیب کی خبر پہونچایا کرتا تھا ایک رات مضطرب آیا اور مجھے سوتے سے جگایا اور آپکی خدمت مین حاضر ہونیکو مؤکد ہوا الجملہ
اس قسم کے قصے بیشمار ہین کہ حد تواتر کو پہونچے ہین اور بعض اُسمین سے نہایت صحیح تفسیر عزیزی مین استاذ الاستاذ نے لکھے
ہین جسکا دل چاہے تفسیر سورۂ جن ملاحظہ کرے فقیر کے نزدیک اگر قصص و حکایات اس قسم کی کوئی لکھنا چاہے تو
ایک کتاب ضخیم ہو جائیگی اور بعضے جنات کہ جو اُسوقت تک اسلام سے مشرف نہوے تھے وہ انسانون کے ذریعہ سے
سلام اور تحیہ اور اپنی عاجزی اور فرمانبرداری خدمت حضرت مین کہلا بھیجتے تھے چنانچہ ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے

قصہ دیگر

روایت کی ہی کہ جعد کہتے تھے کہ ہم چار آدمی حج کو چلے راہ مین ایک جنگل مین کا ملا وہان سے آواز آئی کہ اے سوار جب تو محمد نبی کا

دفع ہوتی ہین مخفی نہ رہے کہ سفارت اس فرقہ کی مابین عالم انسان اور عالم غیب کے مستلزم ضلالت و قباحت
تھی لہذا حکیم مطلق نے ایک قلم اس کارخانہ کو بے اعتبار فرمایا اور وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بند کر دیا
بایں ہمہ اگر بنی آدم اس کارخانہ منہدمہ کو جاری کرتے ہین اور ارواح خبیثۂ جنیہ سے مہمات مشکلہ مین استعانت
چاہتے ہین تو گویا اپنی سفاہت سے معزول کو منصوب سمجھتے ہین اور حماقت سے اُنکے مکر و فریب مین دغا کھاتے
ہین اور مقتضاے عقل انسانی یہ تھا کہ جب خبر انکے عزل کی معلوم ہوگئی تو انسے دست برداری لازم تھی کیونکہ جب
وکیل دربار سے خارج کیا گیا تو اُسکی معرفت سوال و جواب کرنا کسی عاقل کے نزدیک درست نہین اور یہ بات
کلام مجید مین بہت جگہ مذکور ہی کہ فرقۂ جنیہ سفارت سے معزول ہین پس اگر شنیدہ ناشنیدہ اور دیدہ نادیدہ مقصود
کیا جائے تو ہدایۂ تبلیغیہ مین قصور نہین اور جو فی الجملہ اس فرقے کو اخبار عالم غیب کی اطلاع ہوتی ہی سو وہ بمقتضائے
خاصیت جنیہ ہی نہ از روے سفارت اور قدرت اعمال شاقہ اور تاثیرات خارقہ عادت اور القاے وساوس اور
برہم و درہم کر دینا بدن اور روح انسانی کا از روے لوازم خلقت جنیہ کے ہی نہ کسی اور سبب سے پس اگر یہ دونون صفتین
علم اور عمل کی بھی انسے سلب کر لیجاتین تو جن اپنی جنیت سے خارج ہو جاتا اور مقتضاے حکم عزل خدمت سفارت
و وکالت کا یہ نہین ہی بلکہ غرض معزول کرنیسے یہی ہی کہ بنی آدم انسے رجوع نہ لاوین اور اپنے مہمات مین مدد نہ چاہین
گو کہ انکو قدرت بھی ہو چنانچہ اسی عزل کا یہ فائدہ ہوا کہ لاکھون آدمی انکے فریب سے بچے گو بعضے ورطۂ ہلاکت مین
گرفتار ہون اور ظاہر ہی کہ ہدایت ہر ایک فرد کی افراد بنی آدم سے نہ منظور ہی اور نہ مقتضاے حکمت اور یہ بھی ثابت ہوا ہی
کہ جو لوگ جنات سے ایمان لائے وہ خود آپکو معزول سمجھے اور اپنی آوازون سے آدمیون کو مطلع کر دیا خصوصاً جزیرۂ عرب کے
جنات کا یہی احوال ہوا اور جو لوگ ایمان نہ لائے وہ عزل خدمت سے راضی نہ ہوے اور آدمیونکو مطلع کرتے رہے کہ ہم
اپنی خدمت پر بحال ہین سو وہ چار فرقے ہین اول کفار جن کہ بے پردہ مخالف ہوے اور مشکلکشائی اور غیبدانی اپنے آدمیون کو
جتاتے رہے چنانچہ ہندوون اور بت پرستون کے معبود کہ باوجود ممنوع ہونے آمدورفت آسمان سے اغواے بنی آدم پر مصروف
ہین اور دعوت شرک کیا کرتے ہین دوسرا فرقہ منافقین کہ اہل اسلام مین داخل ہو کر مکر و فریب سے اپنے نام بزرگون کے
نام پر رکھکر پیر کہلاتے ہین اور دعواے ولایت و غیبدانی و مشکلکشائی سے درپردہ اپنی الوہیت ظاہر کرتے ہین اور
کوئی بات لوازم شرک و بت پرستی سے اُٹھا نہین رکھتے اور بعضے آدمی جاہل اور اکثر عوام کالانعام اُنمین مبتلا ہین چنانچہ
شیخ سدو و زین خان و سر درد بالے وغیرہ ہندوستان مین مشہور ہین تیسرا فرقہ فساق جن کہ ٹھگون کیطرح آدمیون کو
ایذا مین رکھتے ہین اور نذر اور رہا یا لیتے ہین چوتھا فرقہ جنات مین عجیب ہی کہ جو در بنکر یعنی ارواح بنی آدم مین جو نخوت و کبر
وغیرہ سے مناسبت تامہ رکھتے تھے گھتے ہین اور اُن ارواح کو طریق نفوذ و مسامات اور برہمی امزجہ و تغیر صورت وغیرہ
امور خارقہ عادت تعلیم کرتے ہین اور اسی وسیلۂ نامرضیہ سے بنی آدم کو رنج پہونچاتے ہین اور یہ چارون فرقے قاسطین مین
معدود ہین کہ دین اسلام اور متابعت قرآن سے خارج ہین گو بظاہر بعضے انکے کلمہ گو بھی ہین پوشیدہ نہ رہے کہ یہ تقسیم

خود ان لوگون کی زبان سے ثابت ہی کما ہو فی سورۃ الجن وانا منا المسلمون ومنا القاسطون فمن اسلم فاولئک

تشریف لائے اور متبسم تھے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا شور و غوغا تھا ارشاد ہوا کہ مسلمانان جن کا فران جن سے سکونت اور قرار مین نزاع کرتے تھے اور واسطے فیصلے کے میرے پاس آئے تھے مین نے فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جلس مین رہین اور کافر غور مین اور دونون آپسمین ڈالین کثیر ابن عبداللہ کہ راوی اس حدیث کے ہین کہتے ہین کہ مین نے تجربہ کیا ہو کہ جس شخص کو ملک جلس مین آسیب جن ہوتا ہو وہ جلد صحت پاتا ہو اور جس کسی کو غور مین آسیب ہوجاتا ہو کمتر بچتا ہو اور عقیلی اور بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضہ سے روایت کی ہو کہ مین ایکدن ایک پہاڑ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا یکایک ایک بوڑھا آدمی لاٹھی لیے حاضر ہوا اور سلام کیا آنحضرت نے جواب دیکر فرمایا کہ اسکی آواز جن کی آواز ہو اور پوچھا تو کون ہو اُسنے کہا مین ہامہ ابن ہیم بن لاقیس ابن ابلیس ہون آنحضرتؐ نے فرمایا تجھ سے ابلیس دو پشتون کا فصل ہو سو تو بیان کر کہ تیری عمر کتنی ہو اُسنے کہا یا رسول اللہ میری عمر دنیا کے برابر ہو جبکہ قصہ ہابیل و قابیل واقع ہوا ہو تب مین لڑکا تھا مگر بات سمجھتا تھا اور پہاڑون پر جاکر غلہ چراتا تھا اور آدمیون کے قلوب مین بدلوکی ڈالتا تھا آنحضرتؐ نے فرمایا تو شریر ہو بولا یا رسول اللہ مین بقصد توبہ آیا ہون آپ مجکو ملامت فرماتے ہین یا رسول اللہ مین نے حضرت نوح سے ملاقات کی اور اُنکے ساتھ مسجد مین رہا اور اول اُنکے ہاتھ پر مین نے توبہ کی اور پھر ایک برس تک مسجد مین رہا حضرت ہودؑ اور حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسف علیہم السلام کے ساتھ رہا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی اور توریت مین نے سیکھی اور سلام اُنکا مین نے حضرت عیسیٰؑ کو پہونچایا اور حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا کہ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو تو میرا سلام اُنسے کہنا سو مین وہ امانت پہونچانے آیا ہون اور امید رکھتا ہون کہ آپ مجکو کچھ قرآن سکھلائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ واقعہ و سورۂ مرسلات و عم یتساءلون و اذا الشمس کورت و معوذتین و قل ہو اللہ سات سورتین تعلیم فرمائین اور ارشاد کیا اے ہامہ جب تجکو حاجت ہو تو میرے پاس آنا حضرت عمر فاروق رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور مجکو اُسکے مرنے کی خبر نہین دی مین نہین جانتا کہ وہ مر گیا یا جیتا ہو **فائدہ** بعض جن آنحضرتؐ کے صحابیون مین بھی تھے منجملہ اُنکے ایک عمرو ابن جابر تھے صفوان ابن معطل نے اُنکو دفن کیا ہو دوسرے عمرو کہ کافران جن کی لڑائی مین شہید ہوے اُنکو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے یارون نے دفن کیا تیسرے بیرق کہ صحرا مین مرے ہین عمر ابن عبدالعزیز نے مکہ معظمہ کی راہ مین اُنکو دفن کیا ہو اور یہ شخص اہل بیت مین تھا چوتھے خرق اُنکو بھی عمر ابن عبدالعزیز نے مکہ معظمہ کی راہ مین دفن کیا ہو اسیطرح قصص و حکایات علامہ بیہقی نے دلائل النبوۃ مین باسناد صحیحہ نقل فرمائے ہین **فائدہ** حضرت حسن بصری سے روایت ہو کہ مذہب کا اختلاف جنات مین بھی ہو یعنے بعضے قدریہ اور بعضے مرجیہ اور بعضے روافض اور بعضے ہنود اور بعضے یہودی اور بعضے نصرانی اور بعضے مجوسی ہین اور اسی سبب سے ہر مذہب کے جن خواب و بیداری مین اپنے مذہب کے لوگونکو جو انسانون مین ہین خبرین موافق مذہب القا کرتے ہین اور جہلا و حمقا جانتے ہین کہ تصدیق ہمارے مذہب کی عالم غیب سے ہوئی کہ اُس سے زیادہ گمراہی مین پڑ جاتے ہین اور بھی حاجات و مہمات و دفع بلیات مین امداد و اعانت اپنے اہل مذہب کی کرتے ہین تاکہ آدمی اُس مذہب کے جانین کہ ہمارے مذہب کی وقعت عالم غیب مین بھی ہو اس سے ہماری حاجتین روا ہوتی ہین اور بلائین

اور ایک روایت ہی کہ وقت ارادۂ طہارت رضوان بہشت دو ابریق یاقوتی آب کوثر کے بھرے ہوے لایا
کہ اُس سے غسل کیا بعد اُسکے حلۂ نور کے حضرتؐ کو پہنائے اور عمامہ سر مبارک پر رکھا اور جبرئیلؑ نے چادر نور کی
ڈالی اور نعلین زمرد سبز کی پہنائی اور پٹکا یاقوت سرخ کا کمر پر باندھا اور تازیانہ زمرد کا دست مبارک مین دیا اور ہاتھ
پکڑکر گھر سے بیت الحرام مین لاے وہان آنجنابؐ نے آب زمزم سے وضو کیا اور سات مرتبہ طواف الوداع ادا فرمایا
پھر حجر مین کہ حطیم کے بائین ہی تھوڑا بیٹھے یا سوگئے وہان جبرئیلؑ نے خواجۂ عالم کو لٹایا اور طشت سونے کا لائے جسمین
اور انبیا کے دل دھوئے گئے تھے اور سینہ بے کینہ کو ناف تک چاک کیا اور دل مطہر باہر نکالا اور میکائیلؑ سے
تین طشت سونے کے پر از آب زمزم منگائے اور اُسمین دل کو خوب دھویا پھر دل کو چیر کر دھویا اور حکمت و عرفان[1]
بھر دیا اور جہان تھا وہین رکھدیا کذا فی الصحیحین[2] بعد اُسکے جبرئیلؑ دست مبارک تھام کر مسجد حرام سے لیجائے مکہ مین
لائے وہان میکائیلؑ اسرافیلؑ ستر ستر ہزار فرشتون مقرب سے صفین باندھے کھڑے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین کہ انھون نے سلام کیا اور تعظیم بجالائے مین نے جواب سلام دیا پھر انھون نے مجھے انعام الٰہی سے بشارت
سنائی اُسوقت ایک مرکب کھڑا ہوا دیکھا گدھے سے اونچا خچر سے نیچا آدمی کا سا منھ ہاتھی کے سے کان اونٹ کی سی
گردن گھوڑے کے سے ایال خچر کا سا سینہ شیر کے سے پٹھے گاے کے سے پیر وسم جیسے ہوے تھے منھ مانند یاقوت
سرخ چمکتا تھا کمر اُسکی مانند موتی شفاف و رنگ ہمچو برق سفید و صاف اور اُسکے دو پر تھے رانون کو پرون سے
ڈھکے رہتا تھا اور جب کھولتا تھا مشرق سے مغرب تک پھیلتے تھے اور جب سمیٹتا پہلو کے برابر ہوجاتے تھے اور ایک
زین بہشتی اسپر بندھا ہوا تھا اور پیشانی پر لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر جبرئیلؑ نے رکاب اور میکائیلؑ نے عنان
براق پکڑی اور سوار کرایا اور جانب مسجد اقصیٰ لے چلے روایت ہی کہ اسی ہزار فرشتے داہنی اور اسی قدر بائین طرف
تھے اور ہر ایک کے ہاتھ مین نور عرش سے شمعین روشن تھین روایت ہی کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم دونون باگین
کھینچے تھے حضرت جبرئیلؑ نے کہا یا حبیب اللہ باگین ڈھیلی رکھو یہ مامور ہی جہان جانا ہی اُس مقام کو جانتا ہی تب حضرتؐ نے
باگین ڈھیلی فرمائین وہ ایسا جلد چلا کہ حضرتؐ نے فرمایا ان ترکتہا سارت وان حرکتہا طارت جب باگین چھوڑین تو
زمین کو نہایت تیزی سے طے کرتا تھا اور جب چھیڑتا تھا تو اُڑنے لگتا تھا اور حضرت جبرئیلؑ نے وصیت کی کہ ای محمدؐ اگر راہ مین
کوئی پکارے تو التفات نہ فرمانا اور جواب نہ دینا اور مین آگے چلتا ہون بیت المقدس مین ملونگا القصہ سرور عالم
فرماتے ہین کہ جب مین تھوڑی سی راہ چلا کسی نے داہنی طرف سے آواز دی یا محمد لا تعجل فانک خطات الطریق یعنی
ای محمدؐ جلدی نہ کر تو راہ بھولا ہی ٹھہر تو مین ہیری کرون مین ملتفت نہ ہوا پھر بائین طرف سے یہی آواز آئی مگر مین نے
التفات نہ کیا اُسوقت ایک عورت انواع لباس سے آراستہ سامنے آئی اور بولی ای محمدؐ تھوڑا ٹھہر تو کچھ بھید تجھسے کہون
مین نے نظر نہ ڈالی اور براق کو جلد ہانکا اور جبرئیلؑ سے اُنکا حال پوچھا کہا اول داعی یہود تھا اگر جواب دیتے تو بعد آپ کے
اُمت آپکی یہودی ہوجاتی اور دوسرا داعی نصاریٰ تھا اگر اُسکا جواب دیتے تو نصرانی ہوجاتی اور وہ عورت دنیا تھی اگر آپ
اُسکی طرف توجہ فرماتے تو تمام اُمت آخرت کو چھوڑکر دنیا اختیار کرتی روایت ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے بعد اسکے ایک پتھر دیکھا

[1] سونے اور چاندی کے ظروف کا استعمال اس عالم مین ناجائز ہی نہ عالم آخرت مین چنانچہ کلام کتب شرع سے ثابت ہوتا ہی اور معراج حضرت صلعم کی از قبیل عالم آخرت تھی عجائباتِ قدرتِ ربانیہ سے تحقیق کیا ۱۲ منہ

تحرّوا رشدا و اما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا یعنے اور یہ کہ کوئی ہم مین حکم بردار ہین اور کوئی بے انصاف ہو جو حکم مین آئے سو انھون نے اٹکل کی نیک راہ اور جو بے انصاف ہین وہ ہوے دوزخ کا ایندھن اس جگہ اگر کوئی ملحد معترض ہو کہ خلقت جن خود آگ سے ہی اسکو آگ کیا ضرر کریگی اسلیے کہ کوئی شے اپنے جنس سے ضرر نہین پاتی تو جواب یہ ہی کہ آگ اگرچہ مادہ جنات ہی مگر صورت ترکیبیہ اور مزاج امر دیگر ہی سو آتش اس صورت اور مزاج کے منافی پڑیگی اور وہی کلفت اور عذاب کا سبب ہوگا چنانچہ مشہور ہی کہ ایک ظریف نے ایسے ہی ملحد کے جواب مین ایک پتھر کھینچکر مارا وہ چلانے لگا ظریف نے کہا تو تو جنس زمین سے ہی اور پتھر بھی زمین سے ہی اسنے تجکو کس طرح تکلیف دی اسیطرح جن کو تکلیف ہوگی وراے اسکے اکثر تجربہ کیا گیا ہی کہ صفراوی مزاج کو آگ اور آفتاب سے زیادہ تر ضرر پہونچتا ہی برخلاف بلغمی مزاج کے کہ اسکو عشر عشیر اسکا نہین ہوتا بلکہ بلغمی مزاج کو قرب دریا اور ہواے سرد سے کمال ہی اضمحلال ہوتا ہی کہ صفراوی مزاج کو اصلا نہین ہوتا پس معلوم ہوا کہ آتش بسبب تفرق اجزا اور افناے رطوبات واقع ہوتی ہی اور تحلیل ترکیب اور ابطال مزاج کردیتی ہی اور ممزوج و مرکب کو جو رنج پہونچتا ہی وہ محض تحلیل ترکیب و ابطال مزاج سے ہی نہ کہ مخالفت مادہ سے ہذا ما حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ اور ماہ شوال اسی سال مین حضرت صلعم نے سودہ بنت زمعہ اور عائشہ بنت ابی بکر سے نکاح فرمایا اور اسی سال مین کہ سال یازدہم نبوت تھا موضع عقبہ مین ایک جماعہ خزرج مدینہ سے آئی انمین سے چھہ مرد ایمان لائے ابو امامہ اسعد ابن زرارہ و عوف ابن حارث ابن عفرا و رافع ابن مالک ابن العجلان قطبہ ابن عامر عقبہ ابن عامر جابر ابن عبد اللہ ابن رباب ان بزرگون کو اہالیان مدینہ سے سابق اسلام بولتے ہین چنانچہ انھین کے سبب سے مدینے مین ذکر حضرت صلعم مشہور ہوا اور کوچہ و برزن مین اسلام کا چرچا ہونے لگا یہانتک کہ کوئی گھر باقی نہ تھا جسمین حضرت خاتم المرسلین کا ذکر نہ ہوتا ہو انھین لوگونکو انصار کہتے ہین اور اس بیعت کو بیعۃ عقبہ اولی بولتے ہین اسلیے کہ عقبہ کے نزدیک جو منا کے متصل واقع ہی اول یہی بیعت واقع ہوئی ہی اب یہان ایک مسجد واقع ہی پوشیدہ نہ رہے کہ جب فیض کرامت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن و بشر کو زمین پر مشرف کیا اور ساکنان تحت الارض وقت جلوہ فرمائی غار حرا سعادت اندوز ہوے تب ساکنان ملکوت ولاہوت و مالک و جہان مشتاق دیدار حبیب ہوے تو یہ معاملہ واقع ہوا کہ جب بارھوان سال نبوت کا ہوا اور عمر شریف نبوی اکاون برس نو مہینے کی ہوئی تو اکثر محدثین کے نزدیک آنجناب صلعم ام ہانی کے گھر تھے اور وہ گھر مابین صفا و مروہ واقع ہی اور نماز عشا ادا کرکے اور مصلے پر بیٹھے ہوے ارادہ خواب رکھتے تھے کہ چھت شق ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور بہت نرمی سے جناب مستطاب علیہ الصلوۃ سے عرض کی کہ ساغر خواہش ایزدی شوق وصال مین سرشار ہی اور چشم کبریائی اشتیاق دیدار مین دوچار تشریف لیچلیے اور مہجور بیقرار تشنہ دیدار کو زلال وصال سے سیراب کیجیے آپکو اللہ تعالی بزرگی دیا چاہتے ہین جو نہین دی آج تک کسی کو انبیاے سلف سے اور نہ ایسی سربلندی عطا فرمائی کسی کو سواے آپکے اور نہ سنا کسی نے اس شرف کو اور نہ خطرہ آیا کبھی کسی کے دل پر اسکی طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین نے طہارت کی اور دو رکعت نماز پڑھی اور باہر آیا

[illegible]

ہلاک کیا چھٹے توریت نازل کی تھا تو مین میری اُمت کے حق مین نازل کیا یہی دون بالحق و بہ یعدلون پھر
داؤد علیہ السلام نے کہا حمد وسپاس اُس خدا کو جسنے مجکو علم زبور کا دیا اور احسانمند کیا اپنے کرم سے اور آواز خوش
دی اور نرم کیا سخت لوہے کو میرے ہاتھ مین اور مسخر کیا پہاڑ اور جانورون کو اور ہلاک کیا میرے ہاتھ سے
جالوت کو اور فضل و خلافت و حکومت و خطاب عنایت کیا پھر سلیمان علیہ السلام نے کہا حمد وسپاس اُس
خدا کو جسنے ہوا کو میرا مسخر کیا اور لشکر دیو و پری میرے فرمان مین کیا اور زبان طیور مجھے سکھلائی اور ملک عظیم دیا
بلا حساب اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ حمد وسپاس اُس خدا کو جسنے مجکو کلمہ اپنا کہا و روح اپنی فرمایا اور مجکو آدم
بے پدر پیدا کیا اور ماں کے پیٹ مین کتاب اپنی سکھلائی اور گنج حکمت کا جو توریت و انجیل و زبور مین مخفی ہی مجکو دیا
اور میرے دم مین تاثیر دی کہ جب مٹی سے صورتِ مُرغ بنا کر دم پھونکون جان پڑ جائے اور میرے ہاتھ مین شفا رکھی
کہ میرے چھونے سے اندھے کوڑھی لولے لنگڑے اچھے ہوتے تھے اور مجکو آسمان پر لا کر سب آلایش سے بچایا
اور میری ماں کو اور مجکو شر شیطان سے پناہ مین رکھا خواجۂ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سب
انبیاے محامد کبریائی سے فارغ ہوے مین نے بھی حمد الٰہی اور ثناے پادشاہی شروع کی اور کہا حمد وسپاس
اُس خدا کو جسنے مجکو تمام عالم کا رحمت لکھا اور مجموع خلائق کی ہدایت پر مامور فرمایا اور ہر ایک کے واسطے بشیر نذیر
کیا اور قرآن جسمین ہر چیز کا بیان ہی مجھپر اُتارا اور میری اُمت کو بہترین اُمم فرمایا اور سب کے لیے مجھے وسط و عدل
کیا اول و آخر صفت میری بیان کی سینہ میرا کھول دیا خطرات دل دور کیے میرے نام کو بلندی بخشی مجکو فاتح و
خاتم کہا اور سپاس خاص اُس جناب کبریا کو ہی جسنے تمام زمین کے میدان کو میرے واسطے مسجد کیا اور تمام خاک کو
حکم پانی کا دیا اور فتوحات ہدایا و غنائم کی مجکو کرامت فرمائی اور خواتیم سورۂ بقرہ سے مکرم کیا اور سبع مثانی یعنے
سورۂ فاتحہ ارزانی فرمایا اور مجکو علم توحید اور بیان قرآن کا بہت آسان کیا اور ملائک میری مدد کو بھیجے اور
قیامت تک دروازہ توبہ کا میری اُمت کے لیے کھلا رکھا اور حوض کوثر مجھے دیا ہر پیغمبر کی دعا قبول تھی مجکو
گناہ کبیرہ کی شفاعت مین ذخیرۂ قبولیت دعا کا عنایت کیا اور بعض روایت مین صفات کمال اور نوابت
جاہ و جلال حضرت الٰہی کے جو حضرت رسالت پناہی نے تخصیص فرمائے ہین زیادہ لکھے ہین بالجملہ حضرت صلعم نے
فرمایا کہ جب مین یہ مدح کر چکا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور انبیا کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا بہذا فضلکم محمدا
پھر پیغمبرون نے مجھے کہا اے محمد حق تعالیٰ نے آج کی رات تمکو وہ شرف دیا ہی کہ اصلا انبیاے اولین و آخرین کو
نصیب نہین ہوا اور یہ درجہ کسی نے نہین پایا اب لازم ہی کہ جہانتک ہو سکے اُمت کیواسطے تخفیف و رفاہت
طلب کیجیو پھر جبرئیل نے ہاتھ پکڑا اور صخرے پر لائے وہ ایک سنگ معلق مابین آسمان و بیت المقدس ہی ابوبکر ابن عربی
شرح مؤطا مالک مین لکھتے ہین کہ یہ پتھر اعجوبہ قدرت الٰہی سے ہے غبار و گرد آلود درمیان مسجد بیت المقدس کے بے سہارا
معلق آدھر مین ہی کسی طرف سے اُسکو علاقہ نہین اُسکو وہ ٹھہراے ہی جسنے آسمان کو روکا ہی زمین پر گرنے سے
اُسمین اوپر کی طرف جانب جنوب نشان قدم خاتم النبیین صلعم کا ہی جب سوار ہوے تھے براق پر اور

اُسمین سوراخ باریک تھا اُس سے پانی نکلتا تھا پھر وہ پانی سوراخ مین اُلٹا جانے کا قصد کرتا تھا لیکن نہین جا سکتا تھا
جبرئیلؑ نے کہا اسکی مثال مُنھ ہی اور سوراخ زبان اور پانی نشان سخن اسمین یہ اشارہ ہی کہ جو بد بات مُنھ سے نکلی پھر بعد
پشیمانی ہٹ نہین سکتی پھر فرمایا تین شخص آگے آکے ایک بوڑھا ایک جوان ایک کہل یعنے دو مویہ سو مین نے جوان کیطرف
دیکھا اور کہل و بوڑھے کو نہ دیکھا جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اصبت بہ مطلب سیدی یعنے دولت و بخت پر آپ نے نظر
نہ فرمائی عاقبت کو اختیار کیا بہت خوب کیا دولت دنیا کی بے اعتبار ہی اور بخت ناپایدار ہی اور عاقبت کو قرار ہی
خوشخبری ہو آپکو کہ عاقبت تمھاری اُمت کے نزدیک بہتر رہیگی پھر فرمایا دو پیالے آگے لائے ایک مین دودھ ایک مین
شراب دودھ کو مین نے اختیار کیا اور اُسمین سے کچھ پیا جبرئیلؑ نے کہا کہ آپنے راہ بتلائی مستقیم اپنی اُمت کو اور
شراب کو حرام کیا پھر دو پیلے اور لائے ایک مین پانی دوسرے مین شہد دونونمین سے مین نے تھوڑا تھوڑا پیا جبرئیلؑ
نے کہا خوب کیا شہد مین شفا ہی اور پانی پایدار ہی واسطے اُمت کے قیامت تک اور پانی سبب دھونے اعمال بد امت
کا ہی پھر تھوڑا آگے چلا تو جبرئیلؑ نے کہا ای محمدؐ یہ یثرب یعنے مدینہ ہی ہجرت گاہ آپکا یہان اُترکر نماز پڑھیے چنانچہ مین نے
وہان نماز پڑھی فرمایا حضرتؐ نے پھر سوار ہوا اور چلا نواح مدین مین طور سینا مقام تجلی موسیٰؑ اور بیت اللحم مولد عیسیٰؑ مین
باشارہ جبرئیلؑ نماز پڑھی پھر بیت المقدس مین آیا تو ایک جماعہ ملائکہ کرام میرے استقبال کو حاضر تھی اُنھون نے کہا
السلام علیک یا اول یا آخر یا حاشر پھر جبرئیلؑ نے بُراق سے اُتارا اور بُراق کو رسن حریر بہشت سے میدان مسجد اقصیٰ
مین جہان اور انبیا کے مرکب بندھے تھے باندھا و بروایتے حلقۂ در سے باندھا پھر مسجد مین لائے تو ارواح مقدسہ
انبیا علیہم السلام نے بنا بر استقبال آئے تھے شرف وادب کے شرائط بجا لائے و رسم تحیۃ وسلام ادا کی مین نے
دوگانہ شکرانہ ادا کیا اور انبیا و ملائکہ مقتدی ہوے مین نے اول رکعت مین فاتحہ والم ترکیف دوسری مین فاتحہ
ولایلاف پڑھا جب نماز سے فراغت ہوئی تو خواص انبیا نے پروردگار کی ثنا کی اول حضرت آدم علیہ السلام نے
کہا الحمد للہ الذی اتخذنی صفیا وجعل خلیفۃ وللملائکۃ مسجوداً وجعل حوا زوجتی صالحۃ عفیفاً واباح لنا الجنۃ انہاراً و
قصوراً ونعیماً وطرد عدوی شیطاناً رجیماً یعنے تعریف ہی اُس خدا کو جسنے مجکو برگزیدہ کیا اور اپنا خلیفہ بنایا اور فرشتون
سے سجدہ کروایا اور حوا نیک بخت پاکیزہ کو جوڑا میرا کیا اور مباح کیا مجکو انہار و قصور و نعیم بہشت اور مردود کیا
میرے دشمن شیطان راندہ کو پھر نوح علیہ السلام نے کہا کہ حمد و سپاس اُس خدا کو جسنے مجکو نبی کیا اور دعوت کی
مین نے اپنی قوم کو ہزار برس رات دن پھر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے رہے اور نہ ایمان لائے میرا
اور اللہ کا مگر تھوڑے اور قبول کیا خدا نے میری دعا کو اُنکے اہلاک مین تھپر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا
حمد ہی اُس خدا کو جسنے مجکو اپنی دوستی مین قبول کیا اور پیشوا و امام بنایا اور میری ذات واحد کو اُمت کہا اور
ملک عظیم ارزانی رکھا اور نمرود کی آگ سے مجھے بچایا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا حمد و سپاس اُس
خدا کو جسنے مجھے کلیم اپنا کیا اور سات معجزے ظاہر عطا فرمائے ایک پتھر سے بارہ چشمے پانی کے نکالے دوسرے
اُمت پر من وسلویٰ بھیجا تیسرے ابر نے سایہ کیا چوتھے دریا نے رستہ دیا پانچوین فرعون اور اُسکی قوم کو

کھلوایا تو اُسی دربان نے کہا کون ہی جبرئیل نے کہا مین ہون اور میرے ساتھ محمد ہین اُسنے کہا محمد پیدا ہوے
جبرئیلؑ نے کہا ہان دربانون نے کہا الحمد للہ خوش آمدی بعض روایت مین ہی کہ حضرت نے فرمایا تسبیح اسرافیل
آسمان دوم کی یہ ہی سبحان اللہ کلما سبح اللہ مسبح والحمد للہ کلما حمد اللہ حامد ولا الہ الا اللہ کلما ہلل اللہ مہلل واللہ اکبر
کلما کبر اللہ مکبر اور یہی تسبیح اُسکے تابعین کی ہی حضرت نے فرمایا کہ جب آگے بڑھا تو دو جوان ملے یحییٰ و عیسیٰ اور یہ
دونون خالاتی بھائی ہین کہ اُنکو بہ تعلیم جبرئیلؑ سلام کیا مین نے اُنھون نے جواب دیا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح
والنبی الصالح ایک روایت ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام نے مجھسے مصافحہ کیا اور بہت خوشخبری سُنائی اور تسبیح اُنکی یہ تھی
سبحان الحنان المنان سبحان الابد الابد سبحان المبدی والمعید اسیطرح اور عجائبات دیکھے **فائدہ** حضرت عیسیٰؑ و یحییٰؑ
دونون خالاتی بھائی ہین اور درحقیقت ایک شعبہ سے ہین اسی سبب سے ایک مقام مین ملے اور چونکہ عیسیٰ من حیث الزمان
حضرت صلعم سے قریب تھے اور بشارت یاتی من بعدی اسمہ احمد دی تھی اور زمانہ آخر مین قواعد شریعت محمدیہ پر
دعوت فرماوینگے اسلیے آسمان دوم پر ملاقی ہوے **فائدہ** حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مان کا نام الیشاع ہی اور وہ
بیٹی فاقود کی ہین اور والدہ عیسیٰ علیہ السلام کی مریمؑ ہین اور وہ بیٹی ہین حنہ کی اور حنہ بیٹی ہی فاقود کی اسطرح
خالاتی بھائی ہین فرمایا حضرت صلعم نے کہ پھر آسمان سوم پر پہونچا جبرئیلؑ نے بعد استفتاح سوال و جواب بدستور
دروازہ کھلوایا اور مین داخل ہوا یہ آسمان نہایت تابان و روشن مروارید کا بنا ہی نام اسکا دیلون ہی دربان
اسکا بہت عظیم الشان ہی اور توابع اسکے تین لاکھ فرشتے ہین تسبیح اُسکی سبحان المعطی الوہاب سبحان الفتاح العلیم
سبحان المجیب لمن دعاہ وہان بھائی یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور اُنکو ملا تھا پارہ حسن سے اور عابد
اُسکی اُمت کے ساتھ تھے مین نے بہ تعلیم جبرئیلؑ سلام کیا اُسنے جواب دیکر کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح
یعنے کیا ہی اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا اور مجھسے بغلگیر ہوے اور کرامت الٰہی سے بشارتین دین تسبیح اُنکی
یہ تھی سبحان الجلیل الاجل سبحان الفرد الوتر سبحان الابد الابد اور ایک روایت ہی کہ آگے بڑھا داؤد و سلیمان علیہما السلام
ملے اُنھون نے بعد تحیہ و سلام میرے کے جواب دیکر بشارتین دین اور کہا آج کی رات اُمت کی شفاعت مین
کوتاہی نہ کرنا اور تسبیح داؤد کی یہ تھی سبحان الخالق النور سبحان التواب الوہاب سبحان الشدید العقاب و تسبیح سلیمان
کی یہ تھی سبحان المالک الملوک سبحان القاہر الجبار سبحان من الیہ تصیر الامور **فائدہ** حضرت یوسف اس سبب سے آسمان
سوم پر ملے کہ اہل جنت اُمت مرحومہ کے جوان بصورت یوسف ہونگے سوا اُنکے حسن کو حضرت پر عرض کیا تاکہ حسن و جمال
اپنی اُمت کے دریافت فرماوین روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ جب آگے بڑھا تو ایک دریاے عظیم ملا اسی کو بحر النقم
کہتے ہین کسی قدر پانی اُسکا زمانہ نوح مین زمین پر پہونچا تھا طوفان برپا ہوا اور جب دریا سے آگے بڑھا تو آسمان چہارم پر پہونچا
یہ مروارید سے زیادہ سفید ہی نام اُسکا ازلیون ہی موکل اسکا عزرائیل و بروایتے موصنائیل و بروایتے موہیائیل ہی تسبیح
اسکی سبحان الخالق الظلمات و النور سبحان الخالق الشمس و القمر المنیر سبحان الرفیع الاعلی اور چار لاکھ فرشتے اسکے تابع ہین
اور امور کلیہ اسکے تفویض ہین اور یہ آسمان اتنا بڑا ہی کہ ہفت طبقہ زمین اور ہر سہ آسمان اسکے مقابل مین

ملاقات یحیی و عیسی
آسمان سوم
ملاقات یوسف
ملاقات داود و سلیمان
آسمان چہارم

وہ جھکا تھا بنا بر تعظیم اور دوسری طرف اُسکے فرشتون کی انگلیون کا نشان ہی کہ انھون نے جھکتے ہوے تھام لیا تھا اور سیر حلبی مین لکھا ہی فقد اثر فی صخرۃ بیت المقدس لیلۃ الاسرا ر وان ذلک الاثر موجود الی الآن اور اسی کے موافق حافظ شمس الدین ناصر الدین دمشقی نے بھی معراج نامہ مین فرمایا ہی اور فتح المتعال مین لکھا ہی قد رایت حجرا فیہ اثر قدم بقبۃ الصخر الشریفۃ بالبیت المقدس والناس یعظمونہ ویتبرکون بہ یعنے مین نے دیکھا پتھر اُسمین نشان تھا آپکے قدم مبارک کا صخرہ شریف مین بیچ بیت المقدس کے اور آدمی تعظیم کرتے تھے اُسکی اور تبرک سمجھتے تھے اُسکو بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروایت صحیحہ براق پر سوار ہوکے معراج کے راستے سے آسمان پر گئے اور جبرئیل علیہ السلام ہمراہ تھے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب معراج سے آگے بڑھا تو ایک دریا فاضہ نام دو سو برس کی راہ کا گہرا ہوا مین معلق نظر آیا ایک قطرہ اس دریا کا زمین پر نہین گرتا اور رنگ اُسکا بسبب عمق کے نیلا ہی اور اُسکے عکس سے آسمان نیلا نظر آتا ہی پھر وہان سے خزانۂ ہوا پر پہونچا وہانسے فلک پر وہ ایک دریا ہی آسمان پر کھنچا ہوا دامن اُسکا سرا پردہ کے مانند زمین مین ہی اور ہر آسمان کا ایسا ہی ایک فلک ہی ستارے اُسمین تیرا کرتے ہین کما قال اللہ وکل فی فلک یسبحون یعنے تیرتے ہین ستارے فلک مین پھر فرمان الٰہی پہونچا تو فلک میری تمکین کے لیے حرکت دوری سے ٹھہرا تو مین اُسکے سر کو پکڑکر آگے چلا باب الحفیظ آسمان دنیا پر پہونچا دربان اُسکا اسمٰعیل نامے فرشتہ مع بارہ ہزار فرشتون کے تھا اور دروازہ ایک دانہ یاقوت سرخ کا ہی اُسپر مروارید کا قفل لگا تھا تب جبرئیل ع نے پکارا اسمٰعیل نے باواز بلند کہا کون پکارتا ہی جبرئیل نے کہا مین ہون جبرئیل سے پوچھا تیرے ساتھ کون ہی کہا محمد رسول اللہ کہا کیا اُنکو بلایا ہی کہا ہان اسمٰعیل ع نے کہا کیا خوب ہی آئے اور کیا ہی اچھا آنا آئے تسبیح اسمٰعیل اور توابع اسمٰعیل کی یہ ہے سبحان الملک الذی تعالی سبحان العلی الاعلی سبحان من لیس کمثلہ شئی روایت ہی کہ یہ آسمان زمرد سبز کا ہی نام اُسکا رقیعا عجائب اسکے جو حضرت نے ملاحظہ کیے ہین وہ علیحدہ بطور فائدہ لکھے جاوینگے بالجملہ دروازہ کھولا گیا تو حضرت صلعم داخل ہوے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے بہ تعلیم جبرئیل سلام و تحیۃ ادا کیا آدم علیہ السلام نے نہایت شگفتگی سے جواب سلام دیا اور شکر کیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح الحمد للہ الذی اکرمک وجعلک من نسلی اور تسبیح حضرت آدم ع کی یہ تھی سبحان الجلیل الاجل سبحان الواسع الغنی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان العظیم وبحمدہ استغفر اللہ پھر دو دروازے دیکھے ایک داہنی طرف دوسرا بائین طرف کہ حضرت آدم ع جب داہنی طرف دیکھتے تھے ہنستے تھے اور جب بائین طرف دیکھتے تھے روتے تھے حضرت فرماتے ہین مین نے جبرئیل سے استفسار کیا کہ گریہ و خوشی کیسی ہی جبرئیل ع نے کہا دروازہ راست سے ارواح نیک اولاد آدم کی بہشت مین جاتی ہین اُس سے خوش ہین اور بائین سے ارواح بد دوزخ کو جاتی ہین اُس سے رنج ہی **فائدہ** حضرت آدم علیہ السلام آسمان اول پر اس سبب سے ملے کہ اول انبیاؤن سے ہین اور اول کو اول سے نسبت ظاہر ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آسمان دوم پر پہونچا تو اُسکو نہایت نورانی پایا اور ایک روایت ہی کہ یہ آسمان زر سرخ کا ہی اور نام اسکا قیدوم ہی اور دربان اسکا اسرافیل ع دو لاکھ فرشتے اُسکے مطیع ہین جبرئیل ع نے بڑھکر دروازہ

اُسکو یہ گمان تھا کہ مین سب انبیا مین بزرگتر ہون اب جانا اُسنے کہ آپ سب سے افضل ہین سو یہ شکایت ہے
فائدہ رونا حضرت موسےؑ کا حسد سے نہ تھا معاذ اللہ اسلیے کہ پیغمبر لوگ حسد سے پاک ہین بلکہ اُنکو اپنی اُمت پر
افسوس آیا کہ مین ایک مدت تک اُنکو سمجھاتا رہا اور معجزات ظاہر دکھلاتا رہا لیکن ایمان کامل نہ لائے اور جو ایمان
لائے تو بہت کم اب بہشت مین بھی کم جاوینگے اور محمدؐ کی تھوڑی عمر مین بیشمار لوگ ایمان لائے اور قیامت تک
لاوینگے تو بہشت مین بھی زیادہ جاوینگے اور جو معاذ اللہ حسد سے ہوتا تو بار بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کرکے
پچاس وقت کی نماز کو پانچ وقت تک کیونکر تخفیف کرواتے اور یہ جو حضرت صلعم کو لڑکا فرمایا سو نعوذ باللہ حقارت کی
راہ سے نہین ہے بلکہ کبیر سن جوان کو لڑکا بولتے ہین اور اس کلام مین گویا تعریف فرمائی ہے کہ باوجود کم عمری ایسا مرتبہ
بلند حاصل کیا کہ سب پیغمبرون سے افضل ہوے **فائدہ** حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جو آسمان ششم پر ملے
اُسمین نکتہ یہ ہے کہ صحیفۂ فضل و کرامت سید المرسلین و منیقۂ بزرگی اُمت عالی ہمت کو مجلس ملاء اعلیٰ مین باحسن وجہ
کھولکر پڑھین دوسرے یہ کہ مقدمہ تخفیف اوقات نماز مین حضرت صلعم سے التماس کرین اور آنجناب کو پھر حضرت
رب الارباب مین بھیجین اگر حضرت موسیٰؑ دور ہوتے تو آمد و رفت مین تکلیف ہوتی بالجملہ بعد ملاحظہ عجائبات آسمان
ششم آسمان ہفتم پر تشریف لے گئے فرمایا حضرت صلعم نے کہ یہ آسمان پانسو برس کی راہ ہے اور ہر ایک آسمان کے بیچ مین
اتنا ہی فرق تھا یہ آسمان جوہر سفید یا نور تابان سے بنا ہے نام اسکا اسحاقائیل ہے دربان اُسکا رحائیل نام
لکھا ہے تو ابع اسکے سات لاکھ ہین تسبیح اُنکی یہ تھی سبحان الذی بسط السموات فرفعها سبحان الذی سطح الارض فدر شہا
سبحان الذی اطلع الکواکب و ازہرہا سبحان الذی ارسی الجبال فیہا اسوا سکو مین نے سلام کیا اُسنے جواب دیا اور خوشخبری
کرامت کی سنائی اور بعد معائنہ عجائبات اس آسمان کے جبرئیلؑ مجکو آگے لے گئے اور طے کیے مین نے ستر ہزار پردے
آگ کے پھر ستر ہزار حجاب سونے کے پھر ستر ہزار حجاب برق کے پھر ستر ہزار حجاب یاقوت سرخ کے پھر ستر ہزار ظلمت کے
ہر حجاب مین پانسو برس کی راہ کا فرق تھا پھر ستر ہزار حجاب نور کے پھر ستر ہزار پانی کے طے کیے پھر داخل
ہوا حجب سلطانی مین پھر پہونچا حجب قربت مین پھر حجب عظمت مین پھر حجب کبریا مین پھر حجب ملکوت مین پھر حجب
جلال مین پھر حجب عزت مین پھر حجب فردانیت مین پھر سایہ سدرۃ المنتہی مین پہونچا یعنے درخت بیری کے پاس
یہ درخت پلے سرے کا بلند درخت ہے اور اُسکے بیر ایسے جسطرح ہجر کے مٹکے (ہجر عرب مین ایک مکان ہے جسکے مٹکے
بڑے بڑے ہوتے ہین) اور پتے ایسے جیسے ہاتھی کے کان اور جڑ اُس درخت کی ششم آسمان مین ہے اور وہی درخت
نیچے اور اوپر مین حد ہے کہ نیچے کے لوگ اوپر نہین پہونچتے اور اوپر کے نیچے نہین آتے اور اُسپر فرشتے چھائے ہین جسطرح پروانے
اور اس کثرت سے ہین کہ سوا خدا کے کوئی شمار نہین کرسکتا اور اسی کے بیچ مین مقام حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہے
اور سدرۃ المنتہی اس سبب سے کہلاتا ہے کہ علوم خلق خدا وہین تک پہونچتا ہے آگے نہین جاتا اور سوا حضرت صلعم کوئی اس سے
آگے نہین گیا اُسی کے پاس بہشت ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جو تحت سے فوق کو جاتا ہے وہان منتہی ہوتا ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ ارواح شہیدونکی وہانتک پہونچتی ہین اور وہ اُنکی ارواح کی سیر کا منتہی ہے اور وجہ تسمیہ اسکی بہ سدرہ موقوف

ملاقات ادریس

برابر ایک طبقہ کے ہین وہان ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اُنکو سلام کیا اُنھون نے جواب دیکر کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح اور بعضی روایت مین ملاقی ہونا حضرت موسیٰؑ کا اس آسمان پر لکھا ہی **فائدہ** حضرت ادریس کا محل موت بقول بعض آسمان چہارم ہی اسی سبب سے یہان ملے بعد اسکے اسی آسمان پر حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبرئیلؑ نے کہا یہ الگ کرتا ہی دوست کو دوست سے اور بیٹے کو باپ سے اور باپ کو بیٹے سے اور ویران کرتا ہی گھرون کو اور اُجاڑتا ہی شہرون کو روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ عزرائیلؑ مجھے دیکھکر گھبرایا اور تعظیم کو اُٹھا اور کہا مرحبا بک حق تعالےٰ نے تمھارے برابر کوئی بزرگ وعزیز تر خلق پر نہین بھیجا اور امت تمھاری بہترین امم ہی اور مین اُنپر والدین سے زیادہ رحم کرتا ہون پھر بعد معائنہ عجائبات آسمان چہارم آسمان پنجم پر آیا نام اُسکا

آسمان پنجم

البیا نیقون ہے دربان اُسکا سقطائیل ہی تسبیح اُسکی قدوس قدوس رب الارباب سبحان ربی الاعلی الاعظم قدوس قدوس رب الملائکۃ والروح اور پانچ لاکھ فرشتے اُسکے تابع ہین اُسنے خوشخبری کرم حق کی سُنائی بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ

ملاقات ہارون

اس آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام ملے اور بعض روایت مین ہی کہ حضرت ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ واسحٰقؑ ولوطؑ ویعقوبؑ علیہم السلام کو بھی دیکھا بالجملہ حضرت ہارون نے بھی مرحبا کہا اور دعاے خیر کی **فائدہ** چونکہ حضرت موسیٰؑ سے آپکو خصوصیت نامہ اخوت وغیرہ کی تھی اِس سبب سے اُنسے قریب تر ملے اور حضرت موسیٰؑ السبب تبہ کلیمی کے حضرت ہارون سے بالاتر ملے پھر وہان کے عجائبات ملاحظہ فرماکے آسمان ششم پر گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا

آسمان ششم

حضرت صلعم نے کہ دربان اِسکا ردعائیل ہی اُسے مین نے سلام کیا اُسنے جواب دیا اور دعا کی کہ بارک اللہ فی حسنا تک وزادفی کراماتک ونور ک فیک مین نے کہا آمین اور چھ لاکھ فرشتے اُسکے تابع تھے تسبیح اُسکی یہ تھی سبحان اللہ الکریم سبحان اللہ النور المبین سبحان اللہ من فی السموات ومن فی الارضین بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ فرمایا بعد اسکے

ملاقات موسیٰ

آگے بڑھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اُنکو مین نے بہ تعلیم جبرئیل سلام کیا اُنھون نے جواب دیا اور بغلگیر ہوے اور پیشانی پر بوسہ دیکر کہا الحمد للہ الذی ارانی وجہک پھر کرامت آلٰہی سے خوشخبری دی اور کہا آج کی رات اُمت کو نہ بھولیو اور جو کچھ خدمت اُمت پر فرض ہو اُسمین تخفیف مانگیو اور تسبیح اُنکی مین نے یہ سُنی سبحان اللہ یہدی من یشاء ویضل من یشاء وہو الغفور الرحیم نقل ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا جب آگے بڑھا تو موسیٰؑ رونے لگے کسی نے سبب رونے کا پوچھا کہا مین روتا ہون اسپر کہ ایک لڑکا میرے بعد نبی ہوا خواہ یون کہا کہ ایک جوان کو نبی کیا اور پیدا کیا میرے پیچھے اور داخل ہوگی اُمت اُسکی بہشت مین زیادہ میری اُمت سے اور ایک روایت ہی کہ موسیٰؑ نے کہا مجکو یہ گمان تھا کہ ہمکو اولاد آدم مین فضیلت ہی حالانکہ یہ جوان فاضل ترین اولاد ہی اور جو فضیلت انکو میری ذات پر ہی اُسمین باک نہین ہی لیکن اُمت انکی میری اُمت سے افضل ہی اور روایت ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے سُنا مین نے کہ موسےٰ علیہ السلام کہتے تھے اکرمتہ وفضلتہ بزرگ کیا اُسکو تو نے اور فضیلت دی اُسکو سب پر کہا مین نے لے جبرئیلؑ موسیٰؑ کس پر عتاب کرتا ہی کہا خفگی کرتا ہی پروردگار پر تیری بزرگی کے سبب سے کہا مین نے جھڑ جھڑ بولتا ہی اپنے رب پر کہا خدا تعالیٰ نے اُسکو معاف کیا ہی اب تک

دودھ مین نہایت منفعت ہی اور وہ محبوب ترین اشیا ہی ولہذا جو کوئی دودھ پینا خواب مین دیکھے تو موافق احادیث
صحیحہ کے تعبیر اسکی حصول علم و حکمت ہی کیونکہ منفعت علم عائد بحال دنیا و آخرت ہی بالجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ
جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے مقام سے سدرہ پر لایا اور مجھسے رخصت کیا مین نے کہا اسوقت مجھے کیون تنہا چھوڑتا ہی
کہا یا رسول اللہ مجھے یہان سے آگے بڑھنے کی طاقت نہین ہی وما منا الا له مقام معلوم مین یہانتک آپکے ساتھ تھا آپ نے
تشریف لیجائیے خواجہ عالم نے فرمایا تمنے اقرار کیا تھا میرے ساتھ رہنے کا اور کہا تھا انا حاملک الی اللہ پھر کسواسطے
یہان ٹھہرتے ہو یہ کہکر حضرت نے جبرئیل کا ہاتھ پکڑا اور ایک قدم اپنی جانب کو کھینچا جبرئیل نہایت خوف سے مضطرب
ہوگئے اور رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ مجکو میرے مقام پر پہونچا دو اگر ایک انگلی کے برابر آگے بڑھونگا تو جلال کبریائی
سے جلکر خاکستر ہو جاؤنگا لو دنوت انملۃ لاحترقت تب حضرت نے دست مبارک سے اشارہ کیا اور انکے مقام پر کہ پانسو
برس کی راہ وہان سے تھا پہونچایا اور ایک روایت ہی کہ فرمایا جب سدرہ سے آگے بڑھا تو جبرئیل نے کہا آپ آگے چلئے
مین نے کہا تم چلو کہا یا محمد تقدم فانک اکرم علی اللہ منی سو مین آگے بڑھا اور چلا جبرئیل پیچھے پیچھے یہانتک پہونچا مجکو حجاب
زرین تک ور اسکو ہلایا آواز آئی کہ کون ہی کہا مین ہون جبرئیل اور میرے ساتھ محمد ہین فرشتے نے حجاب کے اندر سے
کہا اللہ اکبر اللہ اکبر حجاب کے پردے سے آواز آئی صدق عبدی انا اکبر انا اکبر پھر فرشتے نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ
حجاب کے پردے سے آواز آئی صدق عبدی انا اللہ لا الہ الا انا پھر فرشتے نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ دوسرے حجاب کے
پردے سے آواز آئی صدق عبدی انا ارسلت محمدا پھر فرشتے نے کہا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح دوسرے حجاب سے آواز آئی
صدق عبدی ودعا الی عبادی پھر سنا مین نے کہ آواز آئی یا محمد اکمل اللہ بک الشرف علی الاولین والآخرین پھر اس فرشتے
نے پردے کے اندر سے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اٹھا لیا جبرئیل وہین کھڑے رہگئے حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل ایسے مقام مین
مجھ سے کیون جدا ہوتے ہو کہا یا رسول اللہ وما منا الا له مقام معلوم اسی سبب کوئی فرشتہ اپنے مقام سے بڑھ نہین سکتا
اگر اسکی رات آپکے سبب مین یہانتک پہونچا ہون نہین تو کبھی سدرہ سے آگے نہین بڑھا **فائدہ** جبرئیل کے قول سے
معلوم ہوا کہ ہر فرشتہ کا مقام معلوم ہی و معین لیکن افضل ترین بشر کو مقام معین کی قید نہین اسواسطے حضرت سرور انبیا کو مقام معلوم
پر حصر نہین رہا فرمایا حضرت نے پھر وہان سے تنہا روانہ ہوا و ستر ہزار حجاب نور و ظلمت کے طے کیے اب ساق عرش آیا اور رفرف
سبز نورانی آیا اسپر سوار ہوکے نیچے عرش تک گیا اور ایک روایت ہی کہ بعد جبرئیل کے میکائیل آئے کہ حضرت نے انکے پر و بازو پر
سر پر قدم رکھے تو میکائیل لیکے چلے اور کئی دریا اسنے اپنے بازو کے زور سے طے کیے پھر پردے آئے مرید دیا نسو برس
کی راہ انکو بھی طے کیا پھر حجاب آئے ہر حجاب ہزار برس کی راہ تھا وہان میکائیل ضعیف ہوا اور آگے نے سے تھکے اور عذر خواہی
کرکے پھرے تب اسرافیل نے اپنے پر و بازو پر اٹھایا اور انھون نے حجابات چند طے کیے پھر حجاب قدرت آیا اسکو بھی طے کیا جب
حجاب عظمت آیا تو اسرافیل تھک رہے اور عذر کرکے لوٹے پھر رفرف آیا حضرت فرماتے ہین کہ وہ ایک رتی سفید کا بنا ہوا ہی
اسنے سلام کیا اور اسکی تسبیح و تہلیل کا آوازہ ملکوت مین پڑا ہوا تھا سو مین نے قدم اپنا رفرف کے سر پر رکھا اسنے ایک حرکت
مین ساق عرش پر پہونچایا اور اسنے حجاب مروارید و یاقوت و نور و ظلمت کے ستر ستر ہزار تھے طے کر لیے اور پردہ داران عرش مین

له روشنی اسکی آفتاب پر غالب تھی رفرف لغت مین بچھونے کو کہتے ہین یہی پس یہ رفرف مسند تھی زرین نورانی بنا مثل تخت رواں ۱۲ منہ

علم شارع پر پہوہ ایک درخت ہے کہ سیر کرے سوار اسکے سایہ مین ستر برس اور ایک پتہ اس کا سایبان ہی تمام
خلق پر اور کہا ابن عباس رض نے کہ سدرہ ایک درخت ہی بیر اسکا زمرد سرخ کا اور شاخین مروارید کی جڑ سے شاخون تک
پچاس ہزار برس کی راہ ہی بالجملہ ایک پہل اُسکا توڑکر جبرئیل نے حضرت صلعم کو دیا نہایت خوشبودار و بامزہ تھا
حضرت صلعم نے فرمایا کہ اُس درخت کی جڑ مین چار ندیان دیکھین دو ظاہر دو پوشیدہ جبرئیل نے کہا پوشیدہ نہرین
سلسبیل اور کوثر ہین کہ بہشت کو جاتی ہین اور دو ظاہر نیل مصری و فرات کوفہ یہان سے سب کر دنیا مین جاتی ہین
مین کہتا ہون اس سے یہ مراد ہی کہ اگر اُس عالم کے پانی کو اس جہان کے پانی سے مشابہت دین تو نیل مصر اور
فرات کوفہ کا پانی اُن نہرون کا نمونہ ہی یا حقیقت مین فرات و مصر کو اُنسے مدد ہوتی ہو کہ ہمکو نظر نہین آتا اور روایت
مسلم مین ہی کہ چار نہرین دُنیا کی بہشت سے ہین نیل و فرات و سیحان و جیحان اور طریق جمع یہ ہی کہ جڑ سدرہ کی
بہشت مین ہی پہر جب نہرین اُس سے نکلین تو بہشت سے ہوئین اور جو شریک نام راوی نے کہا ہی کہ آسمان دنیا مین
حضرت کو دو نہرین نظر آئین اور حضرت جبرئیل نے کہا ہی یہ نیل مصر و فرات کوفہ ہین سو یہ امر بلحاظ کمال اشتہار اُن
نہرون کے تھا اور سوائے اُنکے اور بھی نظر آئین ہین فرمایا حضرت صلعم نے ثم رفع الی البیت المعمور پھر اُٹھایا گیا طرف
بیت المعمور کے یہ گھر فرشتون کا کعبہ ہی کہ ہر لحظہ اُنسے بھر ا رہتا ہی اور مقابل کعبہ معظم مفتم آسمان پر رکھا ہی کہ اگر گرے
زمین پر تو کعبہ پر گرے وہان حضرت ابراہیم علیہ السلام تکیہ لگائے بیت المعمور سے بیٹھے تھے اور بعض روایت مین ہی کہ دروازہ
بہشت پر جلوہ فرما تھے کرسی پر حضرت نے فرمایا مین نے اُنکو سلام کیا اُنھون نے جواب دیکر مصافحہ کیا اور فرمایا اے
محمد آج کی رات اُمت کو یاد رکھیو اور جہانتک ہو سکے تخفیف طلب کیجیو اور تسبیح پڑھتے تھے سبحان من لا یصیف الواصفون
عظمتہ و منتہاہ سبحان من خضعت لہ الرقاب ذلت لہ الصواب بعد اُسکے حضرت رسول کریم کو بہت وصیت فرمائی از انجملہ
ایک یہ ہی کہ اے محمد زمین بہشت کی پاک و قابل زراعت ہی اپنی اُمت سے فرماؤ کہ اُس زمین مین درخت بودین حضرت عالم
نے پوچھا کسطرح بودین فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے کہنے سے **فائدہ** آسمان ہفتم پر حضرت ابراہیم اس
سبب سے ملے کہ یہ آسمان برزخ حقیقی میان عالم غیب و شہادت ہی اور حضرت ابراہیم خلیل ہین اور آنجناب حبیب واسطہ
کہ بیت المعمور کے پاس تین پیالے لائے گئے ایک مین شراب دوسرے مین دودھ تیسرے مین شہد حضرت صلعم نے کسی قدر
شہد پیا اور شراب کو نہ دیکھا اور دودھ کو اختیار کیا جسطرح پہلے دودھ لیا تھا حضرت جبرئیل نے کہا دودھ پیدائشی
دین اسلام کی صورت ہی جسپر آپ ہین اور آپکی اُمت اور بعض روایات مین چار پیالے لکھے ہین ایک از انجملہ پانی کا تھا
مگر حضرت صلعم نے دودھ کو اختیار کیا تب فرشتون نے آفرین کی اور کہا کہ اگر آپ پانی اختیار کرتے تو اُمت آپکی غرق
آب ہو جاتی اور جو شہد لیتے تو لذت دنیا مین گرفتار ہو جاتی اور اگر شراب لیتے تو نشہ باز ہو جاتی دودھ کے اختیار
کرنے مین آفت و بلا سے بچی لیکن چونکہ تھوڑا دودھ آنجناب نے چھوڑ دیا اس سے تھوڑا گناہ باقی رہا تب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا اب شیر باقی ماندہ پی لون جبرئیل نے کہا تقدیر نہین اُلٹتی حضرت نے بہت تاسف کیا
فائدہ اختیار کرنا دودھ کا تفاول ہی درباب اختیار اُمت علم و ہدایت کو کہ اسلام عبارت اس سے ہی کیونکہ عرب کو

قضا سے پھر جو میری رضا سے ہی مقبول ہی کہ مقتضائے کرم یہی ہی اور جو میری قضا سے ہی وہ لائق عفو ہی کہ یہی مقتضائے
رحمت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ صاحب نے کہا ای محمد کچھ استدعا کر کہ عنایت کرون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہا الٰہی تو میرے مطلب سے آگاہ ہی فرمایا تقصیرات امت سے غمگین رہتا ہی سو تقصیرات فرائض مین تو شفیع ہی اور تقصیرات
سنن مین مین شفیع ہون اور بعض ثقات نے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے سبب مجھے وحی ہوئی ہی کہ ای محمد مجھ مین
اور تیری امت مین کئی شرطین ہین اول جو کوئی طاعت کریگا اُسے رد نہ کرونگا اور بقدر استطاعت اُسکے ادا طاعت
چاہونگا نہ لائق اپنے اور جزا اُسکی اپنے کرم کے موافق دونگا دوسرے جو کوئی گناہ سے توبہ کریگا قبول کرونگا تیسرے
ہفت اندام پر نظر کرونگا اگرچہ عضو گناہ سے ملوث ہونگے اور ایک مشغول طاعت تو عضو مطیع کے طفیل سے سب کو بخشونگا
چوتھے مین دلکو دیکھتا ہون اگر گناہ کر کے پشیمان ہوتا ہی تو عفو کرتا ہون پانچوین جب میرا بندہ گناہ پر اصرار نہین کرتا
اور نادم ہوتا ہی تو اسکو درد و بیماری دیتا ہون تا کہ کفارہ گناہ ہو جاے چھٹے افعال تیری امت کا شمار بفضل کرتا ہون
نہ بعدل اگر طاعت زیادہ ہوتی ہی تو اُسکی جزا دیتا ہون اور معصیت زیادہ ہوتی ہی تو اُسکے ظلم کرنیوالے پر رکھتا ہون
ساتوین تیری امت کا حساب کرم سے کرونگا اور گناہ اُنکے اپنے فضل سے بخشونگا اور جنت مین رحم سے لیجاؤنگا اور
بعض روایات مین آیا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو پانچ پیغام میرے پہونچاؤ پہلا
یہ کہ اگر تم کسی کو بسبب احسان کرنیکے دوست رکھو تو مجھی کو دوست رکھو کیونکہ مین نے تمپر بہت احسان کئے ہین دوسرا اگر
کسی سے خوف کرو تو مجھی سے کرو کہ مین زیادہ اُنسے قدرت رکھتا ہون تیسرا اگر کسی سے امید رکھو کہ مراد کو پہنچین گے
تو مجھی سے امیدوار رہو کہ مرادین دینے والا مین ہون اور حاجات برلانیوالا مین ہون اگر دعا مانگو تو مجھی سے مانگو اور
جو التجا کرو تو مجھی سے کرو چوتھا اگر کسی سے شرم رکھو جفا کرنے مین تو بہتر ہی کہ مجھ سے رکھو کہ تمسے جفا کاری ہوتی ہی
اور مجھ سے وفاداری پانچوان اگر کسی کی خدمت کرو جان و مال سے تو بہتر ہی کہ مال کو میری راہ مین صرف کرو اور
جان و تن کو میری خدمت مین حاضر کرو کہ مین خُلف و کذب سے منزہ اور غرض و طمع سے مبرا ہون حدیث شریف مین وارد ہی
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا مین نے اللہ کو اچھی صورت مین اور مجھ سے حق تعالیٰ نے پوچھا کس بات مین ملائک
ملاء اعلےٰ کے جھگڑتے ہین مین نے کہا الٰہی تو عالم ہی سو رکھی اللہ تعالیٰ نے ہتھیلی اپنی درمیان دونون شانون میرے کے
کہ پایا مین نے اثر رحمت و راحت کا درمیان دونون پستان اپنی کے پھر جو کچھ آسمان و زمین مین مغیبات سے تھا کھل گیا
پھر پوچھا مجھ سے ای محمد کچھ جانتا ہی فرشتے کیا کہتے ہین مین نے کہا کفارات یعنے عبادات مین کلام کرتے ہین فرمایا کیا ہین
کفارات مین نے کہا الکفارات اسباغ الوضوء فی المکارہ والمشی بالاقدام الی الجماعات وانتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ یعنی پوشیدہ
کرنیوالی گناہونکی تین چیزین ہین پہونچانا پانی وضو کا مقامات وضو مین وقت سرما و شدائد نفس کے اور جانا پیادہ پا
واسطے جماعت نمازون کے اور انتظار نماز کرنا بعد ادائے نماز کے جو کوئی ان تین چیزونپر قیام کرے زندگانی اسکی
بوجہ احسن بسر ہوا اور اس عالم ناپایدار سے نیکنامی کے ساتھ عالم پایدار کو جائے اور گناہون سے پاک ہے اور ایک
روایت مین ہی کہ جب عضو بین الکتفین خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کف کفایت الٰہی سے مشرف ہوا اور جملہ مغیبات

پہونچا یا وہان ستر ہزار پردے دیکھے بعضے مروارید کے اور بعضے یاقوت کے اور بعضے جواہر کے سو فرشتے طے کرائے جب ایک گام رہ گیا تو رفرف قدم کے نیچے سے غائب ہو گیا اور ایک گوہر موتی سفید کا نظر آیا اُسنے اُٹھا کر وہ پردہ طے کرایا حجاب کبریا آیا وہ بھی غائب ہوا اور کوئی سواری سیر پاس نہ ہی مین میدان میں حیران تھا خطاب ہوا ای حبیب میرے آؤ اور اُس پردہ کو طے کر نگاہ کی مین نے حجاب طے ہوا اور کسی قدم نیچے رہا پھر خطاب آیا اُدن منی پاس آ نزدیک میرے ہر بار مین اسی خطاب سے مشرف ہوتا تھا اور قدم رکھتا تھا جسقدر مسافت زمین سے وہان تک طے ہو چکی تھی ہر قدم مین طے ہوتی تھی ہزار مرتبہ خطاب اُدن منی کا سُنا مین نے آخر وہان سے ترقی کر کے رتبہ دنی پر پہونچا اور وہان سے درجۂ فتدلی پر پہونچا اور وہان سے خلوت خانۂ فکان قاب قوسین او ادنی سے کامیاب ہوا اور محرم اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی ہوا روایت ہے کہ آخر الامر آنجناب ایسے مقام پر پہونچے کہ تحت و فوق و یمین و شمال سے منزہ تھا یعنی اللہ تعالی اور حضرت مین ایسی واقفیت کلی ہوئی کہ ایک کی رضا دوسرے کی رضا ہوئی اور ایک کا مقبول دوسرے کا مقبول ہوا اور جو کلمہ و کلام واقع ہوا ہے اُسکا بیان خالی از اشکال نہین ہے کیونکہ جب حبیب حبیب سے ملتا ہے تو سبھی طرح کی بات چیت ہوتی ہے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریب آپہی سکے اعلے مقام پر پہونچے تو آپنے بزبان حال کہا اب مین یہان سے نہ جاؤنگا ارشاد ہوا کہ ای محمدؐ فی الحال یہان سے جانا بہتر ہے تاکہ گمراہون کو ہدایت ہو اور مین تیار رہون کہ تجھکو پھر یہان لاؤن اور جب خلق سے ملال ہو پہنچے تو دوسرے نیاز قبلہ گاہ نماز کبمعرفت لانا اُسوقت ہی مقام مین ہوگا چنانچہ جب کبھی حضرت صلعم کو رنج ہوتا تھا تو نماز شروع کر دیتے تھے نقل ہے کہ حضرت رحمۃ للعالمین عرش معلے کے نیچے پہونچے تو خوف لاحق ہوا اُسی دم ایک قطرہ شیرین بامزہ دہن مبارک مین گرا کہ علم اولین و آخرین کشف ہو گیا روایت ہے کہ فرمایا حضرت فاطمہ علیہا السلام نے کہ مین نے ایک روز حضرت سے پوچھا کہ اللہ تعالی نے آپ سے کیا کیا کلام فرمائے ارشاد کیا کہ اللہ نے میری اُمت کی چند شکایتین فرمائین ایک یہ کہ مین رزق و روزی بندگان کا ضامن ہون اور تیری اُمت اس ضمانت پر اعتماد نہین کرتی دوسری یہ کہ تیری اُمت کیواسطے مین نے جنت بنائی ہے مگر وہ رغبت اُس طرف نہین کرتی تیسری دوزخ اُنکے دشمنون کیواسطے بنا ہے اور اُمت تیری ساعی اُسی مین جانے کی ہے چوتھی خلوت مین گناہ کرتی ہے اور مجھ سے نہین شرماتی اور بندون سے بخوف ملامت ڈرتی ہے پانچوین مین کل کا کام اُس سے آج نہین لیتا اور وہ برسون و مہینون و ہفتون کا رزق مجھ سے طلب کرتی ہے چھٹے مین روزی اُسکی دوسرے کو نہین دیتا اور وہ میری عبادت و طاعت غیر کو دیتی ہے یعنے ریا کے طور پر طاعت کرتی ہے اور غیر کو میری عبادت مین شریک کرتی ہے ساتوین تیری اُمت غیر سے عزت چاہتی ہے حالانکہ عزت دینے والا مین ہون آٹھوین نعمت مین دیتا ہون شکر اور کا کرتی ہے نوین مین اُنکی نافرمانی کی شکایت اپنے فرشتون سے نہین کرتا اور اُمت تیری اندک رنج و بلا مین لوگون سے میری شکایت کرتی ہے روایت ہے کہ ایکدن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ مجھ سے کوئی بات معراج کی پوشیدہ نہ رکھئے ارشاد ہو فرمایا کہ اللہ نے کہا ای محمدؐ اُمت سابقہ جو گناہ کرتی تھی عذاب نازل کرتا تھا اور جو یہ اُمت گناہ کرتی ہے تو پردہ ڈالتا ہون روایت ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے ای محمدؐ تیری اُمت دو قسم ہے مطیع و عاصی مطیعون کی طاعت میری رضا سے ہے اور عاصیونکی معصیت

حق تعالیٰ نے آنجناب کی نیابت کرکے جواب مین فرمایا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین پھر وہ سلام جواب امانت رکھا گیا شب معراج مین آنجناب کو پہونچایا اور جواب اپنا آپکی زبان سے کہلایا اسیواسطے سلام سنت ہی اور جواب فرض اور سمین اشارت ہی کہ سلام قلم کا اللہ تعالےٰ نے ضائع نہین کیا ہم امیدوار ہین کہ مایوت تسلیمات ہماری کہ آج ہم آنجناب صلعم پر بھیجتے ہین فردائے قیامت آنکو پہونچاویگا اور سبب مغفرت سیئات وباعث رفع درجات کریگا اگر کوئی سند کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد صالحین کو معراج مین یاد فرمایا او گنہگار کو یاد نہ کیا تو جواب یہ ہی کہ حضرت نے فرمایا السلام علینا اسمین گنہگارون کا شمول ہوا اور عباد صالحین کو علیحدہ کیا اور انکو اول بنظر غریب پروری یاد کیا ہی کیونکہ سہ کہ مستحق کرامت گناہگارانند ؂ بعد اسکے پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور مراجعت کا حکم ہوا چنانچہ سید المرسلین جس طور سے مقام مقصود تک تشریف لائے تھے اسیطرح مقام جبرئیل علیہ السلام تک پہونچے حضرت جبرئیل نے التماس کیا مبارک ہو آپ بہترین خلائق ہین امشب اللہ نے آپکو ایسے مقام پر پہونچایا کہ کسی مخلوق آدمی کو نصیب نہین ہوا اور نہ کوئی فرشتہ مقرب وہان گیا یہ کرامت آپ ہی کو مخصوص ہوئی اسکا شکر کیجیے کہ ان اللہ یحب الشاکرین سو حضرت نے شکر کیا بعد اسکے جبرئیل حضرت کو بہشت مین لے گئے تو وہان کے لوگ اکثر فقیر و درویش نظر آئے پھر دوزخ دکھی تو وہان اکثر جبار وظالم نابکار دیکھے پھر عزرائیل سے ملاقات ہوئی انسے سفارش امت کیواسطے فرمائی کہ قبض روح مین تکلیف نہ دینا پھر وہانسے چلکر حضرت موسیٰ سے ملے انھون نے کہا پچاس وقت کی نماز تمھاری امت سے ادا نہ ہوسکے گی استدعائے تخفیف کرنا چاہیے کہ حضرت الٹے پھرے اور درخواست تخفیف کی چالیس وقت کی نمازین ہین پھر حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور فرمایا دس وقت کی تخفیف ہوئی حضرت موسیٰ نے کہا آپکی امت سے ادا نہو سکیگی لہذا حضرت رحمۃ للعالمین پھر تشریف لے گئے تو دس وقت کی اور تخفیف ہوئی جب پھر حضرت موسیٰ کے پاس آئے انھون نے پھر واپس بھیجا کہ آنحضرت پھر تشریف لے گئے تو دس وقت کی اور کم ہوئی بالجملہ پانچوین بار مین پانچ وقت کی نماز باقی رہی تسپر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مبالغہ کیا تھا مگر شفیع الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب بار بار دربار بے نیاز مین عرض کرنیسے شرم آتی ہی اب مین اسپر راضی ہوا اسیوقت حضرت جل جلالہ سے خطاب ہوا کہ ای محمد ایک ایک وقت کی نماز دس دس کے برابر قبول کرونگا کہ پچاس ہو جائین مواہب میں لکھا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صورتین تھین بشری ملکی حقی کما قال علیہ انما انا بشر مثلکم وقال علیہ السلام انی لست کاحدکم ابیت عند ربی ہو یطعمنی ویسقینی ولی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل و حق جل علا نے ہر ایک صورت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا باصورت بشری بکلمات مرکبہ جسطرح قل ہو اللہ احد اور بصورت ملکی سے بحروف مفردہ جیسے کہیعص حمعسق اور بصورت حقی مبہم فاوحی الی عبدہ ما اوحی اور دلیل صورت ثالثہ یہ ایک یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من رانی فقد رای الحق الحاصل صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ جبرئیل علیہ السلام ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر تشریف لائے حضرت عمار کی روایت مین تین ساعت اس سفر مین گذرین اور

یعنی وسادوی منکشف ہوگئے تو حضرت حق نے پوچھا فیم یختصم الملاء الاعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا فی الکفارات
والمنجیات والدرجات والمہلکات حق تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد پھر فرشتونکو خطاب ہوا کہ اے ملائکہ تمنے حلال مشکلات
کو پایا پوچھو اس سے جو مشکل ہو اسرافیلؑ نے پوچھا یا محمد کیا ہین کفارات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسباغ الوضوء
الخ فرمایا حق تعالیٰ نے سچ کہتا ہی تو اے محمد صلعم پھر میکائیل علیہ السلام نے پوچھا کیا ہین درجات یعنی جس سے مدارج کے
درجے بلند ہوتے ہین فرمایا اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام یعنے کھانا کھلانا اور سلام ظاہر کرنا
اور رات مین نماز تہجد پڑھنا کہ لوگ سوتے ہون حق تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد پھر جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کیا ہین
منجیات یعنے نجات دینے والی چیزین عذاب الٰہی سے کیا ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ
والقصد فی الفقر والغنا والعدل فی الغضب والرضا یعنی ڈرنا اللہ سے پوشیدہ وظاہر و میانہ روی درویشی و تونگری
مین اور راستی غضب و خوشی مین یا یہ معنی ہین کہ ظاہر و باطن مین اللہ سے ڈرنا اور تنگی و فراخی مین رضامند رہنا اور
غصہ مین حد سے تجاوز نہ کرنا فرمایا حق تعالیٰ نے صدقت یا محمد پھر عزرائیلؑ نے پوچھا کیا ہین مہلکات یا محمد فرمایا
حضرت نے شح مطاع وہوی متبع واعجاب المرء بنفسہ یعنے بخیلی اطاعت کی گئی کہ جو کہے اسپر عمل کرے یا شیطان
کے کہے پر چلنا اور ہوائے نفس کی پیروی کرنا اور اپنے نفس کو نیک اعتقاد کرنا حق تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد
نقل ہی کہ چہار لاکھ یا چہار ہزار برس سے ان چارون مسئلون مین یہ چارون فرشتے گفتگو کرتے تھے اور جواب
نہین جانتے تھے شب معراج مین آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے خاطر جمعی ہوئی جبکہ جواب پائے بعض اہل سیر نے یہ حدیث بھی
معراج کی لکھی ہی لیکن لا یعبأ بہ کیونکہ اصل وجہ ملاقات حبیب تھی اور سب تابع و لیات ہین بالجملہ حضرت محبوب رب العالمین
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم عرش مجید پر پہونچے تو ارشاد ہوا کہ ثنا کر میری تب حضرت صلعم نے کہا التحیات للہ والصلوات
والطیبات حق تعالیٰ نے فرمایا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر حضرت صلعم نے کہا السلام علینا وعلی
عباد اللہ الصالحین جب ملائکہ ملکوت نے یہ رتبہ ملاحظہ کیا تو ایکبارگی سب پکار اٹھے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و
اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ کا التحیات آخر تک کہنا گویا حضور بادشاہ مین کورنش و تسلیم
ہوا اور خداوند تعالیٰ کا السلام علیک تا آخر فرمانا جیسے بادشاہ اپنے مقرب کا سلام بمہربانی و توقیر لیتے ہین
پھر آنجنابؐ کا السلام علینا آخر تک کہنا ایسا ہی جیسے عالی ہمت مقربان بادشاہی بوقت توجہ نسبت بخود اور ونکو
یاد فرماتے ہین تاکہ وہ بھی مشمول مراحم ہون اور ملائکہ کا اشہد ان لا الٰہ الخ کہنا گویا بادشاہ کی اور اس مقرب
کی تعریف ہی اور قعود نماز مین پڑھنا اسیواسطے مقرر ہوا کہ حال معراج یاد آوے کیونکہ قعود جملہ صورتون سے زیادہ
دلالت توقیر پر کرتا ہی نقل ہی کہ جب خداوند عالم نے قلم کو پیدا کیا تو فرمایا لکھ قلم نے کہا کیا لکھون فرمایا لا الٰہ الا اللہ
چار ہزار برس مین قلم نے یہ کلمہ لکھا پھر حکم ہوا لکھ قلم نے عرض کیا کیا لکھون ارشاد ہوا محمد رسول اللہ چار ہزار برس مین
قلم نے یہ اسم مبارک لکھا پھر نالان ہوکر بولا یہ کون ہی جسکا نام نامی تیرے اسم گرامی کے پاس لکھا ہی خطاب ہوا کہ یہ
اسم محمد عربی نبی آخر الزمان کا ہی قلم کو عشق پیدا ہوا اور بے اختیار بول اٹھا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بیان کی ٹھیک بات مگر با اینہمہ دلمین پیچ وتاب کھاتے اور کہتے کہ جہانتک ہوسکے سب باتونکو تحقیق کرنا ضرور ہی
اگر ایک بات توخلاف نکلیگی اسی کو ذریعہ تکذیب کرینگے چنانچہ بروز موعود بعض منکر فجر کے وقت گھر سے نکل راہ مین بیٹھے
اور طلوع شمس کے منتظر ہوے اور قافلے کو تاکنے لگے اور اپنے ٹھاکرون کے نام لیکر دعا مانگنے لگے کہ قافلہ نہ آوے
اتنے مین کسی نے کہا کہ وہ قافلہ آیا سب نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو قافلہ چلا آتا ہی جب پہونچ گیا تو وہ باتین پوچھین جو حضرت نے بیان
فرمائی تھین سب درست نکلین قریش مغموم ہوے اور اپنی شرارت سے کہنے لگے ہذا سحر مبین روایت ہی کہ جب روز
معراج کے سفر سے حضرت تشریف لائے علے الصباح جبرئیل علیہ السلام آئے صبح سے عشا تک پانچ وقت کی نماز
سید المرسلین و جمہور صحابہ کے ساتھ اول وقت بامامت ادا کی دوسرے دن پھر نماز کے آخر وقت آئے اور بطریق تعلیم
بامامت نماز پڑھی تب حضرت صلعم کو اول و آخر وقت نماز کا معلوم ہوا اور ہر نماز مین سوا مغرب کے دو دو رکعت
فرض ہوئی تھین پھر بعضی نمازون مین اور دو رکعت شکرانہ کی زیادہ ہوئین اسواسطے سفر مین قصر کا حکم آیا اور چونکہ
مغرب مین تین رکعت فرض ہوئی تھین انکو سفر مین بدستور رکھا یعنے ظہر و عصر و عشا کی دو رکعتین پڑھنا سفر مین
فرض ہی اور جب کوئی مقیم مسافر کا مقتدی ہو تو مسافر دو رکعتین پڑھکر سلام دے اور مقیم اپنی نماز پوری کرے لیکن
نماز مین سوا رکوع و سجود کے کچھ پڑھنا نہ چاہیئے کذا فی الدر المختار **فائدہ** حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
تفسیر کریمہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی مین فرماتے ہین کہ دنی یعنے نزدیک ہوے محمد صلعم اپنے پروردگار سے
کیفیت فتدلی پس اٹھایا حجاب کو اور حضرت اس حجاب کے اندر گئے پھر اس حجاب کو بدستور چھوڑ دیا وہان کسی ملک
مقرب کی گنجائش نہ تھی اور حضرت کو پھر کسی نے نہین دیکھا اور حضرت صلعم حجاب سے نہایت ملے کیا حتی کان بین المحب
والمحبوب قاب قوسین یعنے یہانتک کہ فرق تھا درمیان حبیب و محبوب کے بقدر دو قوس کے کذا فی تاج المذکرین اور
شرح تعرف مین لکھا ہی کہ جب حضرت نبی کریم جبرئیل سے جدا ہوے تو سات اور مقام طے کئے کہ جبرئیل ان مقام
بھی خبردار نہ تھے پس اس کریمہ کے معنی مشکل ہین اور بعض ارباب حال نے لکھا ہی کہ قوسین سے مراد حاجبین ہین یعنی
دونون ابرو سے زیادہ قرب ہوا او ادنی عبارت ہی آنکھ کی سیاہی سفیدی سے یعنے قرب حضرت کا جناب الہی مین
ایسا تھا جسطرح قرب دو ابرو کا باہم بلکہ اس سے بھی نزدیک تر تھے جسطرح سپیدی آنکھ کی سیاہی سے ملی ہوتی ہی
اور بعضون نے کہا ترک نفسہ فی السماء فتدلی وترک قلبہ فی سدرة المنتہی وترک روحہ بقاب قوسین او ادنی فبقی
سرہ وربہ یعنے چھوڑا اپنے نفس کو آسمانون پھر آگے بڑھے اور چھوڑا دل مطہر کو سدرة المنتہی پر اور چھوڑا روح کو قاب
قوسین او ادنی کے مقام پر باقی رہا سر اسکا اور پروردگار اسکا تو کہا نفس نے کہان ہی دل اور دل نے کہا کہان ہی
روح اور کہا روح نے کہان ہی سر اور کہا سر نے کہان ہی دوست فرمایا خدا نے ای نفس تیرے واسطے نعمت ہی اور مغفرت
اور ای دل واسطے تیرے عشق و محبت ہی اور ای روح تجکو بزرگی و نزدیکی ہی اور ای سر مین تیرے واسطے ہون اور تو
میرے واسطے ہی فذلک قولہ او ادنی یہ اسواسطے کہا تاکہ حضرت کا قرب دریافت ہوا اور تفسیر تیسیر مین ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا تفسیر مین کریمہ مذکورہ کے فرق درمیان دونون کے برابر دو ہاتھ یعنے قوسین

وہب ابن منبہ و ابن اسحق کے قول پر مختار ارباب سیر لکھتے ہین کہ حضرت نے وقت معاودت صحراے ذی طوی
مین جبرئیل سے فرمایا کہ قریش اس واقعے سے انکار کرینگے کہا کچھ ڈر نہین ابوبکر تصدیق کریگا اول اور وہی صدیق
اس مقام سے مفہوم ہو کہ حضرت صدیق اکبر کو اللہ تعالی نے یہ سب حالات دکھلائے تھے چنانچہ مواہب لدنیہ
مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لے رب اول جلال کبریائی سے متوحش تھا جب آواز ابوبکر کی
آئی قف یا محمد فان ربک یصلی تب اطمینان ہوا اور اللہ نے فرمایا اسیواسطے آواز ابوبکر کی سنائی کہ وہ تیرا رفیق
دوست ہی انتہی اور مراد صلوۃ سے اس جگہ رحمت خدا ہی ام ہانی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
معراج کی رات میرے گھر مین تھے صبح ہوئی تو ارشاد کیا کہ جبرئیل رات کو مجھے بیت المقدس مین لیگئے وہانسے
افلاک پر اور قبل صبح پھیر لائے ام ہانی کہتی ہین کہ مین نے کہا یا رسول اللہ اس راز کو منکرون کے روبرو نہ کہنا وہ
جلکر دشمنی کرینگے فرمایا واللہ ای ام ہانی مین کہونگا حضرت عباس سے روایت ہی کہ صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم موضع حجر مین جلوہ فرما تھے کہ ابوجہل لعین آیا اور ازروے تمسخر و مضحکہ بولا کچھ نیا استفادہ کیا فرمایا ہان
رات کو مین نے سفر کیا اُسنے کہا کہان کا حضرت نے بالتفصیل معراج کا حال بیان فرمایا کہا رات کو گئے صبح کو
پھر آئے بھلا اورون سے بھی بیان کروگے فرمایا ہان سب سے کہونگا ابوجہل نے بنی کعب و بنی لوی کو آواز دی
وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہوے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی تقریر تفصیلی کو اعادہ کیا
اُنھون نے سر اپنے پیٹے اور ہاتھ ملے بعد اُسکے ابوجہل نادانی سے مع جماعۃ بنی کعب و لوی ابوبکر صدیق کے پاس
گیا اور تمام احوال حضرت کی زبانی بیان کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ حضرت نے فرمایا ہی سب سچ ہی
سر مو تفاوت نہین خدا کی قدرت سے بعید نہین دیکھو جبرئیل پلک مارتے آسمان ہفتم کے اوپر سے آتے ہین اور پھر جاتے ہین
وہ مردود شرمندہ ہوا بعد اُسکے بعض قریش نے جو کہ بیت المقدس دیکھ چکے تھے وہ نشانیان پوچھنے لگے حضرت نے
باعانت عالم الغیب ایسے ٹھیک نشان بتلائے کہ رہنے والا وہان کا بھی بیان نہ کر سکے اور سبب یہ ہوا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصی کے صفات بیان کرنے مین کچھ شبہہ پڑا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پرونسے
بیت المقدس کو لاکر عقیل بن ابی طالب کے گھر کے متصل سامنے رکھدیا تھا پھر قریش نے پوچھا کہ قافلے راہ مین کہین کسی کو
دیکھا فرمایا کہ مین روحا کے اندر ایک قافلے پر گیا تو اونٹ کھو گیا تھا اُسے ڈھونڈھتے تھے اور منزل پر پانی کا پیالہ بھرا
رکھا تھا مین نے اُسکا پانی پیا جب وہ تلاش کرکے آئے تو پیالہ ویسا ہی پر ملا جب وہ آوین سب پوچھ لینا اور فرمایا کہ جب
پہونچا مین ذی مر مین ایک قافلے پر تو دو مرد ایک اونٹ پر سوار ملے اُنکا اونٹ میرے براق کو دیکھ کر بھڑکا ایک آدمی
گر پڑا اُسکا ہاتھ ٹوٹ گیا جب آوین پوچھ لینا قریش نے کہا ہمارے گھر کا قافلہ کہان دیکھا تھا فرمایا تنعیم مین اور جتنا
اُنکے پاس اسباب تھا اور جتنے اُس قافلے مین آدمی تھے ایک ایک کو نام بنام بیان کیا اور کہا دو اونٹ
خاکستری رنگ تھے مخطط غرارے لدے تھے وہ دونون آگے آگے قافلے کے تھے اور فرمایا یہ قافلہ بروز
وقت طلوع آفتاب آئیگا پھر وہ لوگ حضرت کے پاس سے گئے اور کہا واللہ لقد قص محمد شیا بینا یعنی خدا کی قسم محمد نے

تصدیق صدیق اکبر

سائر منافق اسی کفر مین منہمک تھے ان چارون کفر کا انجام خلود فی النار ہے اکبر مین ہے کہ اب علما کا اختلاف ہے کہ
ابلیس کا کفر کفر جحودی تھا یا عنادی جنکے نزدیک کفر جحودی تھا وہ کہتے ہین کہ کفر کیوقت ابلیس کا علم مسلوب ہوا اور
جنکے نزدیک کفر عنادی تھا وہ کہتے ہین کہ کفر کے وقت اُسکا علم باقی تھا ابن عطیہ فرماتے ہین کہ کفر کا باقی رہنا علم
کے ساتھ اگرچہ مستبعد ہے لیکن اللہ جسکو رسوا کرے اسکی نسبت کچھ بھی مستبعد نہین اسرار الفاتحہ مین لکھا ہے کہ اسجگہ
چھ سوال ہین ایک یہ کہ ہرگاہ شیطان مبغوض الرحمن ہے اور مستعاذ منہ انسان تو کیون مخلوق ہوا جواب اسواسطے
مخلوق ہوا کہ بندگان خدا خدا کیطرف رجوع لائین نڈر نہ ہو جائین جیسے مادر مہربان اپنے بچے نادان کیواسطے
کوئی صورت خوفناک بنا رکھتی ہے کہ جب لڑکا شوخی کرتا ہے اُسکو دکھیکر ڈرتا ہے ماں کیطرف رجوع لاتا ہے تسلی پاتا ہے نقل
ہے کہ ایک شخص کی جورو خوبصورت تھی مگر ہم آغوش نہوتی بعد مدت ایک شب خود بخود لپٹ گئی شوہر نے پوچھا آج
کیا ہے کہا چور آیا اُسکے خوف نے یہ وقت دکھلایا شوہر نے کہا ایسے چور مبارک قدم کو اللہ ہر روز میرے گھر مین لاوے
اور چور سے کہا کہ جو دل چاہے لیجا کہ تیرے سبب سے مجھے وصال محبوبہ نصیب ہوا اسی طرح اللہ مہربان چاہتا ہے
کہ میرا بندہ مجھسے رجوع رہے اور یہ رجوع بلا خوف ممکن نہ تھا اسلئے شیطان کو پیدا کیا کہ اُس سے ڈر کر
اللہ کی طرف رجوع لاوین اور اہل تحقیق فرماتے ہین کہ شیطان کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ خلق کی نظرون مین
انبیا ذلیل اور خوار نہ دکھاوین اسواسطے کہ فرشتون کو اللہ نے بیگناہ خلق کیا لا یعصون اللہ ما امرہم اور انبیا
کے سوا تمام آدمی غیر معصوم ہین جب اس نا معصوم سے کوئی گناہ سرزد ہوتا اسکو ملائکہ حقارت سے دیکھتے اور ہنستے
یہ ذلیل ہوتا اسواسطے شیطان مخلوق ہوا تا ملائکہ یا کراماً اُسکے طغیان کو دیکھکر اسکے عصیان سے چشم پوشی کرین
اور انسان کے حق مین استغفار بجالائین قال اللہ یستغفرون الذین امنوا دوسرے یہ کہ شیطان خسیس ہے اور انسان
شریف خسیس کو شریف پر کیون تسلط فرمایا جواب تاکہ مومن پر اللہ کی رحمت کا اظہار ہو کیونکہ اگر عصاۃ اور
عصیان کا وجود نہوتا تو اللہ کی رحمت کا نمود نہوتا حضرت امام زین العابدین فرماتے ہین کہ گیارہ چیز کو گیارہ چیز سے
سیری نہین ہوتی چشم کو نظر سے زمین کو مطر سے انثیٰ کو ذکر سے عالم کو اثر سے شیطان کو مکر سے کافر کو کفر سے
مومن کو ایمان سے جنت کو مومن سے نار کو کافر سے مصطفےٰ کو شفاعت سے مولےٰ کو رحمت سے اور ارباب
معارف ارشاد کرتے ہین کہ تسلط اسواسطے ہوا کہ عبد اور معبود مین محبت کا علاقہ مستحکم ہو منقول ہے کہ مجنون لیلی کے
دروازے پر آتا لیلی کتے چھوڑتی مجنون کو کاٹتے اور جب مجنون نہ آتا لیلی بیتاب ہوتی اور کوٹھے پر کھڑی ہو کر مجنون
کی راہ دیکھتی اور راہگیرون سے پوچھتی کسی نے کہا اے نادان یہ عجب بات ہے کہ جب مجنون آتا ہے تو کتے چھوڑتی
ہے اور جب نہین آتا تو دیوانہ وار پتھر سے سر پھوڑتی ہے کہا اے ناواقف عشق ظاہر مین ذلت ہے اور باطن مین عزت
معشوق عاشق کو یون ہی جانچتا ہے اگر اس امتحان مین ٹھہر گیا تو عاشق صادق ہے اسوقت معشوق عاشق ہوتا ہے
اور عاشق معشوق تیسرے یہ کہ شیطان باوجود رذالت انسان کو دیکھتا ہے اور انسان باوصف جلالت شیطان
کو کیون نہین دیکھتا جواب تاکہ مومن کو دشمن نامرئی کے محاربے سے اجر عظیم حاصل ہو اسلیے کہ مسلمانکے

ف بیان سوالات در تخلیق ابلیس

یعنی ذراعین کے اور ذراع کو قوس اسلیے کہتے ہین کہ قیاس کیا جاتا ہی اُس سے ذروع بلکہ دو ہاتھ سے بھی فرق کم تھا پس نہ تھا کوئی ملانیوالا اور منع کرنیوالا قرب دبعد مین تمکن و نظر سے خدا کی طرف یعنے ایسے ملے ہوئے خدا سے تھے جسطرح دُنیا مین وزرا و امرا بادشاہون سے کان ملا ملا کر باتین کیا کرتے ہین اور ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے معنی دنی فتدلی کے پوچھے فرمایا اسمین جبرئیل کو گنجایش نہین پھر نوری کی کیا حقیقت ہی اور کون ہی نوری جو انکشاف اس سر کا کرسے پھر کہا دنی بُعد کے پیچھے ہوتا ہی وہان بعد کہان اور تدلی مکان مین ہوتا ہی مکان کا وہان کیا امکان اور فکان عبارت زمانہ سے ہی زمانہ وہان کہان اور قاب اشارہ مقدار کا ہی اور مقدار کا وہان کیا شما ہی اور قوسین کنایہ ہی مثال کا اور مثال کا وہان کیا خیال اور او کلمہ ہی شک کا شک خود وہان معدوم ہی او ادنی مبالغہ ہی دنو مین یعنے نزدیک تر یہان نزدیک تر کی کیا گفتگو ہی یہ مقام اظہار و بیان سے دور ہی اور علم تفسیر خلائق کا اس آیت کی تفسیر مین معترف بہ قصور ہی اور بعضے تفسیر اس آیت کی یون کرتے ہین کہ دنی عبدا یعنے آیا بندہ پروردگار کے پاس بحالت عبودیت مین فتدلی فردا اور آیا وہانسے مرتبہ فردانیت مین دنی کمیا ملکہ کا رہنے والا فتدلی الملیا دنی قرشیا فتدلی عرشیا دنی مجاہدا فتدلی مشاہدا یعنے آیا وہانسے فرشتہ خو ہوکر جاتی دفعہ قرشی تھا آتی دفعہ عرشی ہو گیا مجاہد اور آیا مشاہد دنی طالبا فتدلی واصلا یعنے گیا طالب اور آیا مطلب کو پہونچکر دنی منعہ الرحمتہ فتدلی دمعہ الرحمتہ یعنی گیا تو اُسکے ساتھ مشقت تھی اور آیا تو اُسکے ساتھ رحمت تھی دنی افتقارا فتدلی افتخارا یعنے گیا بحالت فقر مین اور آیا مفتخر ہوکر دنی منادیا فتدلی مناجیا یعنے گیا ندا کرتا ہوا پس آیا نجات پا کر دنی مادحا فتدلی محمودا یعنے گیا مدح کرتا ہوا اور آیا ممدوح دنی شاکرا فتدلی مشکورا یعنے گیا شکر کرتا ہوا اور آیا مشکور ہوکر اور حکمت ذکر قوسین مین یہ ہی کہ جب اہل عرب باہم عہد باندھتے تھے اور چاہتے تھے کہ پھر وہ عہد نہ ٹوٹے تو دونون عہد باندھنے والے اپنی کمانین لاتے اور کمانون کو ملاتے اور ایک دفعہ اپنی کمانون کا قبضہ پکڑتے اور ایک ساتھ کھینچکر تیر چلاتے اس باعث سے گویا عہد ہو جاتا پھر کوئی اُس عہد سے ہرگز نہ پھرتا جو رضا اُسکی وہ رضا اسکی پس آیہ کریمہ سے اشارہ ہی کہ خدا تعالی کو حضرت سے اسقدر قرب محبت ہی کہ جو مقبول ہی رسول اللہ صلعم کا وہ مقبول ہی خدا کا اور جو مردود ہی رسول خدا کا وہ مردود ہی خدا کا چنانچہ کلام مجید مین کئی جگہ واقع ہی اور بعض اہل تفسیر نے نسبت دنو کی جبرئیل سے کی ہی اور دنی جبرئیل من الارض یعنے نزدیک ہوا جبرئیل زمین سے یعنے آسمان سے زمین پر آیا فتدلی الی فلا ستر سل الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنے پیام الٰہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچایا تو وہ پیغام بدرقہ ہوا معراج کی راہ کا فکان قرب منہما قاب قوسین لے قدر ذراعین یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین اور جناب کبریا مین برابر دو گوشہ کمان کے قرب تھا اور بعضے کہتے ہین ثم دنی یعنی نزدیک ہوئے حضرت کائنات خدائے عز وجل سے فتدلی پس سجدہ کیا خداوند رب العزت کو اور سجدہ عبارت ہے حصول قرب سے حدیث مین آیا ہی اقرب مایکون العبد من ربہ ان یکون ساجدا یعنے بندہ کو سجدہ کرنیکے سبب سے خدا کے نزدیک قرب حاصل ہوتا ہی کذا فی الزاہدی اور بعضے کہتے ہین دنی اشارہ ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس کے مقام کا اور فتدلی اشارہ ہی مقام قلب سے اور قاب قوسین اشارہ ہی مقام روح سے اور او ادنی اشارہ ہی سر محمدی

کتا ہو ویل ایک وادی ہی جہنم مین کہ ہر روز ناری ہاور نار ستر بار اس سے پناہ مانگتے ہین اگر شیطان ناری کو اسی نار مین وعید اور عذاب شدید ہو کیا بعید ہی بانیہمہ شیطان مرکب ہی جسم ناری اور روح سے تو اس ترکیب کے سبب اگر اسکو نار کا الم ہو کچھ دور نہین جیسے انسان مرکب ہی جسم خاکی اور روح سے اس ترکیب کے باعث اگر معذب خاک سے ہو تو کیا مضائقہ قارون کا دھنسنا زمین مین اسپر دلیل ہی اور جسکو اسمین شبہہ ہو تو اسکو ایک بڑا ڈھیلا مٹی کا مار جلے اور پوچھا جاے کہ کچھ چوٹ لگی یا نہین تفاسیر معتبرہ سے ظاہر ہی کہ باتفاق ارباب ملل ونحل عقلاے مکلفین تین عدد مین محصور ہین ملائکہ بشر جن اور بدلیل کان من الجن شیطان جن کی قسم مین داخل ہی لیکن جن اور شیطان کے وجود مین فلاسفہ کو کلام ہی یہ کہتے ہین کہ اگر جنات اور شیاطین موجود ہوون تو دو حال سے خالی نہین یا اجسام لطیفہ ہونگے یا کثیفہ بصورت اولی افعال شاقہ کے متحمل نہین ہو سکتے بلکہ ہوا کے جھوکون سے انکے اجزا مین تفریق اور تمزیق پیدا ہوگی اور بصورت ثانیہ لازم ہی کہ دکھائی پڑین جسطرح پہاڑ نظر آتے ہین یا رعد و برق کی روشنی اور آواز مرئی اور مسموع ہوتی ہی اور دفعیہ یہ ہی کہ ماتحن فیہ مین لطافت بمعنے سرعۃ الانتقال اور رقۃ القوام نہین بلکہ بمعنے شفیف ہے اور کثافت بالضد اس ہنگام مین عدم تحمل افعال شاقہ اور تفریق وتمزیق کو لطافت مستلزم نہین جائز ہے کہ اجسام اپنی ذات مین سخت ہوون اور ترکیبات مین نرم اسیطرح کثافت باین معنے مرئی ہونے کو مستلزم نہین کیونکہ افلاک باوجودیکہ اجسام کثیفہ ہین فلاسفہ کے مذہب پر مرئی نہین وراے اسکے افعال شاقہ کے تحمل یا عدم تحمل اور قوام کی رقت یا عدم رقت مین ملازمت نہین بلکہ دونومین جدائی ظاہر ہی دیکھو انسان کا قوام سنگ وآہن کے قوام سے کہین رقیق ہی باوجود اسکے آدمی لوہے کے کواڑ اور زنجیرین توڑ ڈالتا ہی اور متحمل ایسے افعال شاقہ کا ہوتا ہی کہ سنگ وآہن باوصف غلظ وکثافت اسکے متحمل نہین ہوسکتے اس تقریر سے فلاسفہ کے شبہے دفع ہوے اور جن اور شیطان کا وجود ثابت ہوا یہی ہی مذہب متکلمین کا اور نص قرآنی اسکی موید ہی قولہ تعالی واذ صرفنا الیک نفرا من الجن وقولہ تعالی واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علے ملک سلیمان اور حضرت نے فرمایا کہ مدینے کے جن مجھپر ایمان لائے اور فرمایا وما من احد الا ولہ الشیطان یہ ہین ادلہ نقلیہ اور ادلہ عقلیہ بہت ہین عمدہ دلیل یہ ہی کہ جب کسی پر جن یا شیطان مسلط ہوتا ہی رقی اور عزائم سے دفع ہوتا ہی کذا فی تبصرۃ الرحمن اور ماہیت جن اور شیطان کی یہ ہے معدن الجواہر مین ہے کہ جن اور شیطان علی القول الاصح جسم ناری ہین مخلوق عناصر سے قال اللہ تعالی والجان خلقناہ من قبل من نار السموم وقال حکایۃ عن ابلیس خلقتنی من نار وخلقتہ من طین اور لفظ شیطان کا ماخوذ ہی شیط الشی حرقہ سے کیونکہ شیطان جلانے والا ہی دنیا مین فرقت کی آگ سے اور عقبی مین عقوبت کی چنگاری سے اس تقدیر پہ لفظ شیطان غیر منصرف ہی وفیہ الانظار یا ماخوذ ہی شطن سے بمعنے رسن طویل کیونکہ جیسا وہ طغیان مین بڑھا ہوا ہی ویسا ہی عصیان مین پیش قدم ہی اس تقدیر پر شیطان کا لفظ منصرف ہی وہو المختار ابو عبیدہ نے کہا کہ ہر متمرد کو شیطان کہتے ہین خواہ جن کی جنس سے ہو خواہ انس کی جنس سے خواہ اور حیوانات سے قال اللہ تعالے وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم ای یشیرون واذا خلوا الی شیاطینہم ای الی اصحابہم وطلعہا کانہ رؤس

دشمن دو قسم ہین ایک مرئی وہ کفار ہین بحکم قاتلوا الذین لا یومنون باللہ جب مومن نے انسے محاربہ کیا ملائکہ مدد کو پہونچتے ہین قال اللہ تعالی یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین دوسرا غیر مرئی وہ شیاطین ہین بحکم ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا جب مومن اسکے قتل کو چلا خداوند جل شانہ مددکو پہونچتا ہی ان عبادی لیس لک علیہم سلطان لیکن دشمن غیر مرئی کا محاربہ عدو مرئی کی نسبت اجر مین زیادہ ہی اسواسطے کہ عدو مرئی دنیا ہی کا نقصان کرتا ہی باوجود اسکے مومن ماجور اور شہید ہوتا ہی اور عدو غیر مرئی دین کا نقصان کرتا ہی باوجود اسکے مومن مجبور اور طرید ہوتا ہی اورارباب حقیقت فرماتے ہین کہ اہل ایمان جو شیطان کو نہین دیکھتے اسمین یہ حکمت ہی کہ اللہ مومنون کا حبیب ہی اور شیطانون کا دشمن ہرگاہ رحمن حبیب نے آپ کو دنیا مین نہ دکھلایا شیطان عدو کا منہ کیونکر دکھادے حبیب کو نہ دیکھنا الم ہی اسکے ساتھ عدو کا دیکھنا الم عظیم ہی اسی سبب سے اللہ نے مومن کے دل پر دو الم نہ رکھے جیسے اسکے دل پر دو خوف اور دو امن نہین رکھے دیکھو جب بھائیون نے حسد کرکے یوسفؑ کو باپ سے دور ڈالا تاکہ ہمہ تن توجہ باپ کی انکی طرف رہے اللہ نے یعقوب علیہ السلام کو نابینا کردیا کہ یوسفؑ کا نہ دیکھنا ایک الم تھا اور دشمنان یوسفؑ کا دیکھنا الم دیگر تا یوسفؑ کا اشتیاق زیادہ رہے اور باایں ہمہ ایک حکمت یہ ہی کہ شیطان ظلمت کفر مین ہی اور مسلمان نور ایمان مین اور دستور ہی کہ تاریکی والا روشنی والے کو دیکھتا ہی اور روشنی والا تاریکی والیکو نہین دیکھتا اور قمر اور نور چراغ مین یہ بات ظاہر ہی چوتھے یہ کہ شیطان نے عمر طویل پائی حالانکہ عدو اللہ ہی اور مومن نے عمر قصیر پائی باوجودیکہ دوست اللہ ہی جواب دنیا سجن ہی محبوب کی شان سے نہین کہ سجن مین بند رہی بخلاف عدو کہ سجن اسکے مناسب ہی اور اہل تدقیق کہتے ہین کہ اس مقام سے قصر حیات حضرت رسالت مآب صلعم کا نکتہ ظاہر ہوا کہ آپ اول سے درگاہ حق مین ہو نیکو امت کی عذرخواہی فرمائین تاکہ وقت پر شیطان کی نہ چلے اس کی نظیر یون دیکھنا چاہیے کہ ایک فقیر ہے اسکا ایک دوست ہی اور ایک دشمن اور وقت کے بادشاہ کو فقیر کی رعایت منظور ہی تو قبل وقوع خصومت دشمن اسکے دوست کو اپنے پاس بٹھا رکھتا ہی تا اسکی شفاعت فقیر کے حق مین منظور کرے اور دشمن کے دعوے پر کان نہ دھرے پس ہرگاہ اللہ تعالی کو اس امت پر عنایت کی نظر ہی اسلیے انکے شفیع روز جزا کو اپنے پاس بٹھا رکھا کہ قیامت کے دن جب شیطان بدنیت اس امت سے خصومت کرے مارا پڑے پانچوین یہ کہ شیطان کی دعا انی الغفور قبول ہوئی کہ انک من المنظرین اور اہل ایمان کی دعا بدیر قبول ہوتی ہی یا قبول ہی نہین ہوتی اسکا کیا سبب جواب یہ سبب ہی کہ مومنون کو اپنی دعا سے یاس اور ہراس نہو بلکہ جانین کہ شیطان کی دعا قبول ہوگی تو ہماری کیونکر نہوگی ہان البتہ یہ بات ہی کہ کبھی مومن دعائین کرتا ہی اور اصلا اجابت کا اثر نہین دیکھتا اسکا باعث یہ ہی کہ دنیا مین اسکی قبولیت کی صلحت نہین عقبی مین یقینیا اجابت کا اثر ظاہر ہوگا انشاء اللہ تعالی مادر مہربان بھی جب جانتی ہی کہ بچے کو شیرینی ضرر کرتی ہی نہین دیتی گو بچہ ضد کیا کرے معہذا عرفا فرماتے ہین کہ المنع خیر من البذل نہ دینا دینے سے بہتر ہی اسواسطے کہ اعطا طفیل ہی یا کر پھر نہ آنے کی اور منع دلیل ہی نہ پاکر پھر جانے کی چھٹے شیطان ہرگاہ نار سے مخلوق ہی تو اسکو نار کا کیا خوف ہوگا جواب یہ ہی کہ لوہا لوہے سے

ہوتا ہی والعیاذ باللہ اسرار الفاتحہ مین ہی کہ ابوزکریا زاہد کے احتضار کا وقت آیا حاضرین نے کلمہ طیبہ کی تلقین کی
اسنے دو مرتبہ اعراض کیا تیسری بار کہا لااقول لوگون کو اندیشہ ہوا کہ اسکا ایمان گیا زاہد نے آنکھین کھولین اور
فرمایا اسوقت ابلیس پر تلبیس آب سرد لایا اور اصرار کرتا تھا کہ اسے نوش کرے کلیجے کو ٹھنڈک ہو گی اور سکرات موت
آسان ہین نے نہ پیا کہنے لگا کہ مین عیسے بن مریم ہون مجکو ابن اللہ کہ مین نے انکار کیا اور کہا استغفر اللہ تیسری
دفعہ کہا اگر مجکو ابن اللہ نہین کہتا تو لا الہ پڑھنے مین نے کہا لااقول کیونکہ یہ آدھا کلمہ ہے اسمین الوہیت کی نفی
نکلتی ہی نہ وحدانیت کا اثبات یہ سنکر ہاتھ ملتا ہوا چلتا ہوا اب تم شاہد رہو کہ مین کلمہ شہادت پڑھتا ہون اشہد ان
لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ اور جان بحق تسلیم کی انا للہ وانا الیہ راجعون تاج المذکرین مین مذکور ہی کہ بنی اسرائیل
مین برصیصا نامے ایک زاہد تھا دو سو بیس برس سے عبادت حق کرتا تھا ساٹھ ہزار شاگرد اس بکمال کے تیار کیے تھے
کہ پانی پر چلتے اور ہوا مین اڑتے تھے ابلیس کو اسپر حسد ہوا ایک عابد کی صورت بنا کر حجرے مین آیا تین دن کچھ
نہ کھایا نہ پانی پیا برصیصا فریفتہ ہوا اور کہا مجھے بھی اپنا شاگرد بنا لو بولا یہ تو آسان ہے حق تعالی کو غافر الذنوب ساتر العیوب
سمجھ اور مصروف گناہ ہو پھر خوف کھا کر مشغوف عبادت ہو برصیصا نے کہا کونسا گناہ کرون کہا قتل کریا زناکاری
لیکن میخواری بہتر ہی برصیصا نے میخواری قبول کی ابلیس خوش ہوا کہ اس مین دونون مطلب حاصل ہونگے پس شراب
کی تلاش مین چلا ایک عورت جمیلہ شراب بیچتی تھی اس سے شراب لی اور پیٹ بھر پی نشے مین آیا عورت سے مبتلا ہوا
بدنامی کے خیال سے اسکے شوہر کو قتل کیا ماجرا آشکار ہوا حاکم نے پکڑا میخواری کی جزا اور زناکاری کی سزا ملی خون کے
بدلے سولی چڑھانے لے چلے ابلیس اسی لباس مین آیا کہنے لگا کہ اگر مجکو سجدہ کرے تو ابھی بچا لیتا ہون برصیصا جاہل بیوقوف
نے سجدہ کیا جب تو فاجر ہی تھا اب کافر بھی ہوا تب ابلیس نے کہا مین نے دو سو برس بعد تجھپر قابو پایا میری ضلالت کا
یہ ادنی دام ہی اب تو جان اور تیرا کام آخر برصیصا دار پر چڑھا ابلیس بھیا صحرا کو بڑھا حق تعالے نے اس قصے
کو قرآن شریف مین پڑھا کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منک انی اخاف اللہ رب
العالمین یعنے جیسے کہاوت شیطان کی جب کہے انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہوا کہے مین الگ ہون تجھسے
مین ڈرتا ہون اللہ سے جو رب سارے جہان کا ہی **فائدہ** علما رحمہم اللہ نے فرمایا کہ طریق ضلال مین ابلیس کے دو طریق
عمدہ ہین اول وسواس نفسانی احیاء العلوم مین لکھا ہی کہ جو چیز دل مین خطور کرتی ہی یا داعی الی الشر ہے کہ اسمین عقبی
کی مضرت متصور اسکو وسوسہ بولتے ہین اسکا سبب شیطان پڑتا ہی یا داعی الی الخیر ہی کہ اسمین عقبی کی منفعت متصور
اسکو الہام کہتے ہین اسکا سبب ملک ہوتا ہی پس جس دل مین شر کی استعداد ہی اسکا نام خذلان ہی اور جس دل مین
خیر کی استعداد ہی اسکا نام توفیق ہی اس تحقیق سے واضح ہوا کہ انسان کا دل ہمیشہ ملک اور شیطان کے اینچ کھینچ
مین رہتا ہی اسی معنے کا اشارہ حدیث مین آیا ہی کہ القلب بین اصبعین من اصابع الرحمن اور یہ کنایہ ہی سرعت تقلیب
سے اسواسطے کہ لغت مین اصبع وہ شے ہے کہ جس سے کسی شے کی تقلیب حاصل ہو پس ملک اور شیطان کی وساطت
سے حق تعالی مقلب القلوب ہی اور وسوسے سے اکثر آدمی خالی نہین مگر مقام شکر ہے کہ اس امت کے وسوسے پر

الشیاطین اثنی لحیات تفسیر کبیر مین ہو کہ حضرت عمر کو ایک مرتبہ کہین مرکب پر سواری کا اتفاق ہوا وہ شوخی کرنے لگا
اتر پڑے اور فرمانے لگے ما حملتمونے الا علی شیطان تمنے مجکو سوار کیا ایک شیطان سرکش پر اکبر مین ہی کہ شیطان کا
اطلاق کبھی صفات مذمومہ پر بھی آتا ہے چنانچہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ الغضب شیطان
واضح ہو کہ ابلیس شیطان جنی کے مکر اور فریب دو طور پر ہین ایک بہ نسبت خواص کہ اسکو لغزش قدم اور ازلال
کہتے ہین چنانچہ مشہور ہو کہ ایکبار جناب سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم سورہ نجم پڑھتے تھے اثنا قرأت مین شیطان نے
ومنات الثالثۃ الاخرے کے بعد تلک الغرانیق العلی پڑھ دیا مشرکون نے سنا اور خوش ہوے حالانکہ آنجناب کی
زبان سے ہرگز یہ کلمہ نہین نکلا تھا اور جو کوئی اس کلمہ کا نکلنا حضرت کی زبان سے بیان کرتا ہی شیعہ ہو یا سنی سراپا
غلط ہی تفسیر کبیر وغیرہ مین صاف لکھا ہی کہ یہ قصہ سراسر باطل او موضوع ہی قاضی عیاض نے اس قصے کو ایسا مہمل اور
بے اصل ٹھہرایا کہ اسمین بعد کسی کو تصحیح کی مجال باقی نہین اور طبرسی شیعی جامع مجمع البیان بھی اس قصے کو غلط کہتا ہی
زہرۃ الریاض مین ہی کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مشغول مناجات تھے اور ستر ہزار فرشتے گرد شیطان نے مداخلت
چاہی اور آمد کی راہ نپائی زمین مین گھس گیا اور زیر قدم آبیٹھا اور کہا موسے تم کس سے کلام کرتے ہو فرمایا
دور ہو تو جس واسطے آیا وہ مراد نہ پائیگا کہا مین نے مراد پائی کہ تم مناجات سے باز رہے تنبیہ الغافلین مین ہی
کہ ایک روز ابلیس مردود عیسیٰ بن مریم سے کہنے لگا کہ تم بیشک مردون کو زندہ کرتے ہو اور اندھون کو بینا اور
کوڑھی کو چنگا تمھارے دم پھونکنے سے مٹی کی چڑیا بنتی ہی اگر زمین مین دعوی خدائی کرو تو بجا ہو میر الشکر اعانت
کریگا فرمایا اے ملعون یہ معجزے از خود مجھ مین نہین آئے صرف اللہ کی عنایت ہی مین تیرے فریب مین آؤن گا
بولا خیر اگر تو میری راہ پر نہین آتا تو تیرے سبب سے اکثر لوگون کو گمراہ کرون گا ان سے تجھے خدا کا بیٹا کہلاؤنگا اور تیری
مان کو خدا کی جورو تجکو صلیب پر کھچواؤنگا انسے صلیب پجواؤنگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ روم مین بارہ ہزار فرسخ
تک نصاریٰ اسی بلا مین مبتلا ہین دوسرے عوام کی نسبت اسکو ضلال کہتے ہین تبصرہ مین ہے کہ ابلیس کی
ہمت انسان کے گمراہ کرنے مین مصروف رہتی ہی کہ ذات و صفات الوہیت مین اور اسرار و غوامض نبوت
مین لگاتا ہی اور امور یقینیہ معاد کی بحث مین فکر کراتا ہی تو ان کی عبادت مین تقرب آلہی بتاتا ہی مصلی کو دام سمعہ و ریا
مین پھنساتا ہی زکوۃ دینے والے کو فقر سے ڈراتا ہی طاعت کو گرانبار دکھاتا ہی معصیت کو سبکبار جتاتا ہی وعلے
ہذا القیاس بعض تفسیرون مین ہی کہ جس دم نماز کا وقت آتا ہے اپنی ذریت کو ابلیس پھیلاتا ہے وہ نمازیون کو
کام مین بہلاتے ہین اگر وقت جاتا رہا نہو لا او والا تنگ وقت مین نماز پڑھتے ہین بسبب جلدی کے رکوع و سجود
وعوات و تسبیحات قیام و قعود وغیرہ ارکان نماز بخوبی ادا نہین ہوتے منہاج المستر شدین مین ہی کہ جب انسان پیدا ہوتا
ہی تو اسکے ہمراہ دس شیطان پیدا ہوتے ہین جب وہ مرتا ہی تو دم واپسین ستر ہزار شیطان آگھیرتے ہین اگر مخبر
الموت سنت و جماعت کے اعتقاد پر ہی تو ہزار ہزار شیطان کے مقابل دس دس فرشتے مقرر ہوتے ہین خاتمہ
بخیر ہوتا ہی اور اگر مبتدع اور اہل ہوا ہی تو ہر دس فرشتون کے مقابل ہزار ہزار شیطان مسلط ہوتا ہی خاتمہ بشر

بیان نمود شیاطین

کتنے ہوئے اور انمین نبی کتنے اور رسول کتنے اور مرسل کتنے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار انمین تین سو تیرہ رسول و چار مرسل اور باقی نبی ہین کہا ان تینون مین کیا فرق ہی فرمایا نبی وہ جسکو سچا خواب ہو اور رسول وہ جسنے آواز سنی اور مرسل وہ جسمین یہ دونون باتین جمع ہوئین کہا آدم حوا ابلیس حیہ طاؤس کس زمین مین گرے ہین فرمایا ہند جدہ بابل سجستان اقصاے ہند کہا کیا سبب کہ بعضے آدمی کی ڈاڑھی پہلے سفید ہوتی ہی اور سر کے بال پیچھے اور بعضون کے بالعکس فرمایا کہ اول کی یہ وجہ ہی کہ ریش موضع ملامت ہی اور دوسرے کی یہ وجہ کہ سر دس برس ڈاڑھی سے بڑا ہے کہا کیا باعث عورت کے ڈاڑھی نہین نکلتی فرمایا تا مردون کو اُن سے نفرت نہ ہو کہا جب گرمی آتی ہی جاڑا کہان جاتا ہے اور جب جاڑا آتا ہی گرمی کہان جاتی ہی فرمایا زمین کے نیچے اور زمین کے اوپر اسلیے کہ جاڑون مین کوئین کا پانی گرم ہوتا ہی اور گرمیون مین سرد کہا سب سے زیادہ کسکا قلب سخت ہی فرمایا کافر کا کہا سب سے زیادہ کسکا نرم ہی فرمایا مومن کا کہا تلخ تر کون چیز ہی اور شیرین تر کون فرمایا حیات با ذلت اور ممات با عزت کہا اقل کون چیز ہے اور اکثر کون فرمایا اقل یقین ہی آدمی مین اور آدمی بے غم اور اکثر اسماے الٰہیہ ہین دنیا مین اور شک بنی آدم کہا بہت محتاج کون ہی فرمایا جو اللہ کو نہ پہچانے کہا بہت غنی کون چیز ہے فرمایا فضل کا باران کہا بنی آدم مین کتنے پانی ہین فرمایا نو شیرین آب دہن ہی تلخ آب گوش شور آب چشم تفنہ آب بینی ترش آب عرق [illegible] آب بول غلیظ آب منی رقیق آب مذی چیپ سا آب ودی ان تینون کو آب مرد کہتے ہین جب لعین نے جواب صاف پایا بہک کر ایک چھوٹی شیشی نکالی اور پوچھا کہ آیا اللہ قادر ہی کہ اسمین ہفت زمین اور ہفت آسمان و مافیہا کو داخل کرے فرمایا لاحول ولا قوۃ یہ تو کیا اللہ قادر ہی کہ ایسے سات سو عالم کو اسمین داخل کر کے تیری دہنی آنکھ مین ڈالے اور بائین آنکھ سے نکالے یہ بات کہی اور اسکی آنکھ مین انگلی ماری آنکھ پھوٹ گئی شیطان پھوٹی پھوٹی کہتا بھاگا عالم خدا کا شکر بجالایا معلوم ہوا کہ ابلیس کے شر سے علم بچاتا ہی اور جہل انسانی کے مرض کا بہترین علاج علم ہی بعض کتب مین اہل تجربہ سے منقول ہی کہ شیطان بدمآل سے نجات کی صورت یہ ہی کہ اُسکے محبوب الاشیاء اور محبوب الاشخاص کو مبغوض رکھے اور بالعکس کو محبوب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا تو مجھپر بھی کبھی قابو پاتا ہی کہا نہین مگر اسوقت کہ تو بھر پیٹ کھاتا ہی کہ نماز اور ذکر مین گونہ کاہلی ہوتی ہی فرمایا قسم بخدا کہ آج سے پیٹ بھر نہ کھاؤنگا معلوم ہوا کہ پری شکم محبوب الاشیاء ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا کہ محبوب تر تیرے نزدیک اور مبغوض تر کیا ہے کہا چلا کے ذکر کرنا دکھلانے کو اور نماز پڑھنا حضرت موسیٰ نے اس ملعون سے پوچھا کہ کس گناہ کے سبب تو بنی آدم پہ غالب آتا ہی کہا جب کوئی خود نمائی [illegible] کرتا ہی اور عمل خیر قلیل کو کثیر جانتا ہے اور اپنے گناہون کو بھول جاتا ہی ابن ابی الدنیا نے مکائد الشیطان مین ابن عمر سے روایت کیا کہ ایک دن ابلیس موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ اے موسیٰ تم کلیم اللہ ہو اور مین اثیم اللہ اگر تم میری شفاعت کرو تو مین توبہ کرون حضرت موسیٰ نے کہا کہ مین دعا کرتا ہون ارشاد الٰہی ہوا کہ تمہاری شفاعت سے توبہ ابلیس کی قبول ہوگی مگر اس سے کہو کہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے حضرت موسیٰ نے ابلیس سے فرمایا اسنے کہا اب مردے کو کیا سجدہ کرون جب زندہ تھے

گرفت وگیر نہین ہی بلکہ اسکو ایمان کا نشان بتایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ لوگون نے شکایت کی یا رسول اللہ
ہمکو نماز مین وسوسہ ستاتا ہی فرمایا ذلک محض الایمان یہی ہی خالص ایمان اسواسطے کہ چور وہین جاتا ہی جہان مال ہو
کذا فی معدن الجواہر جناب مرتضوی سے ماثور ہی کہ ہماری اور اہل کتاب کی نماز مین وسوسے کا فرق ہی کہ ہمکو نماز
مین وسوسہ ہوتا ہی اور انکو نہوتا تھا ابو بکر وراق نے فرمایا اسکی وجہ یہ ہی شیطان کو کفار سے موالفت ہوتی ہی
انسے خوش رہتا ہی اور ایماندارون سے مخالفت انسے ناخوش رہتا ہی اور شک نہین کہ محاربہ مخالف ہی کیساتھ
ہوتا ہے نہ موالف کے ساتھ طریق دوم جہل نسانی ہی چنانچہ اسرار الفاتحہ مین ہے کہ ایک زاہد جاہل سے
شیطان نے کہا کہ تو کیسا زاہد ہی کہ تجھمین عقبیٰ کی خو نہین دنیا کی بو ہی تیرا زہد جب پورا ہوگا کہ تو اپنی ڈاڑھی مونچھ کو گرد
غبار سے آلودہ رکھ اور جسم کو اشیاے گندہ سے آگندہ تاکہ ریا کا خیال نہ آوے آنکھون پر بھبوت لگا مٹی چڑھا
کہ دنیا کی چیز اچھی نہ دیکھ پڑے زاہد نے بلا تحاشے اپنی یہی وضع تراشی کسی عالم نے پوچھا ماہذا یا بطال زاہد
نے اپنا ماجرا بیان کیا عالم نے فرمایا ایہا الاحمق الانھق وہ شیطان رہزن خانہ ایمان تھا جا غسل کر اور جو
نمازین ادا کی ہین انکو از سرنو قضا کر علما رحمہم اللہ فرماتے ہین کہ وسوسے نفسانی کے مرض کا عمدہ علاج ذکر
خدا ہی اور عدم تفکر عما سواہ قال اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اور حدیث شریف مین ہے کہ شیطان رکھتا ہے اپنے
لشکر کو اولاد آدم کے دل پر پس اگر اسمین یاد کیا اسنے اللہ کو تو پیچھے ہٹ رہتا ہے شیطان اور جو بھول
گیا اللہ کو تو آگے بڑھتا ہی اور نگل لیتا ہی دل کو محققین کا اختلاف ہی کہ ذکر الٰہی کے وقت شیطان کا وسوسہ بالکلیہ
منقطع ہو جاتا ہی یا نہین کسی کا میلان بجانب اول ہی اور کسی کا رجحان جانب ثانی اور بعضے قائل ہین کہ ذکر کے
وقت وسوسہ کا غلبہ جاتا رہتا ہی اور اثر باقی رہتا ہی اور بعضون کا یہ مذہب ہی کہ ذکر قلبی کے وقت دم بھر وسوسہ
منقطع ہوتا ہی اور بسبب وسوسے کے دم بھر ذکر حق منقطع ہوتا ہی علی التعاقب واللہ اعلم کعب احبار سے منقول
ہے کہ ایک شیطان بصورت انسان ایک عالم با ایمان کے پاس آیا کہا کچھ مسئلے پوچھا چاہتا ہون فرمایا
پوچھ کہا وہ کون ایک ہی کہ دو نہین ہو سکتا فرمایا اللہ وحدہ لاشریک لہ کہا وہ کون دو ہی کہ تین نہین ہو سکتا فرمایا
بدن اور روح کہا وہ کون چار چیز ہے جو مخلوق نہین فرمایا کلام اللہ یعنے کتب منزلہ اربعہ توریت زبور انجیل
فرقان کہا وہ کون پانچ چیز ہی کہ جمعہ کے دن پیدا ہوئی فرمایا بہشت دوزخ آفتاب ماہتاب ستارے
کہا وہ کون سات چیز ہے جسکے سات سات حصے ہین فرمایا آسمان زمین دوزخ دریا طواف ایام قرآن کہا
کس دن زمین آسمان بنے فرمایا یکشنبہ کو کہا وہ کون ہی جو پیٹ مین بیٹھا اور نکلا باوجود اسکے ان
دونون مین نسبت نہین فرمایا وہ یونس بن متی ہین کہا وہ کون ہی کہ تیس برس کا تھا اور بیٹا اسکا اکیس برس
کا فرمایا وہ عزیر علیہ السلام تھے کہا کس کس چیز کے جوڑے ہین فرمایا آسمان کا زمین آفتاب کا مہتاب نہار کا لیل
جنت کا نار عقبیٰ کا دنیا آدم کا حوا ذکر کا انثیٰ غنا کا فقر ضحک کا بکا عافیت کا بلا سرور کا غم صعود کا ہبوط شیرین
کا تلخ خیر کا شر ثواب کا عذاب امن کا خوف رضا کا غضب ایمان کا کفر حیات کا موت جوڑا ہی کہا سب انبیا

سے یہ بعض موجب مواصلت پڑیگا تیسرے یہ کہ وہ مغرور ہی کہ مین نے انسان کو دام عصیان مین لیا اور یہ نہین سمجھتا
کہ یہی باعث ہی اسکی رہائی اور عتق کا حتیٰ کہ فقہ مین لکھا ہی کہ آدمی مسلمان کو مول لیکر خوش ہوتا ہی کہ مین نے اہل اسلام
کو غلام بنایا حالانکہ وہ غلام نہین آزاد ہی کیونکہ فقہ مین مذکور ہی کہ مسلم کافر کے ذل مین نہین رہ سکتا چوتھے یہ کہ وہ نعلین
بجاتا ہی کہ مین نے بندے کو گمراہ کیا اور یہ خبر نہین کہ یہی وسیلہ ہی اسکی نجات کا فتاوی ظہیریہ مین موجود ہی کہ اگر کسی کا
کتا بورایا ہوا راہ چلتون کو کاٹتا ہو یا کپڑے پھاڑتا ہو تو راہ گیرون کو جائز ہے کہ اسکو مارین اور جو نہ مارین اور اس
کتے نے کسی کو کاٹا یا کپڑا پھاڑا اور بھاگ کر اپنے مالک کے پاس پناہ لی تو مالک پر ضمان اور ڈانڈ ہے پس اس
حکم کے موافق شیطان ایک سگ گزندہ ہی کہ تعوذ کے سبب سے اپنے مالک کے پاس پناہ لیتا ہی اس ہنگام مین
اگر کسی کو بدندان اغوا کاٹیگا یا بعنوان عصیان کسی کے لباس تقوی کو پھاڑیگا تو بحکم شرع مالک کے ذمہ کرم
پر ضمان ہی پانچوین یہ کہ کبھی شیطان بے ایمان لوگون کو گناہ پر اکراہ کرتا ہی مگر اس سے آگاہ نہین کہ وبال اس
گناہ کا شیطان ہی پر پڑتا ہی مسئلہ فقہیہ ہی کہ مکرہ کا فعل جانب مکرہ منسوب ہوتا ہی یہی سبب ہی جب حضرت
آدم اور حوا باغواے شیطان شجرہ منہیہ کے مرتکب ہوے تو اللہ صاحب نے اس فعل کو جانب شیطان نسبت
فرمایا کہ فازلہما الشیطان اور یوسف کے بھائیون کی نسبت کہا کہ من بعد ان نزغ الشیطان بینی وبین اخوتی اور موسی
علیہ السلام نے جب قبطی کو مارا فرمایا ہذا من عمل الشیطان اور یوشع نے جب مچھلی تلی ہوئی کو نپایا فرمایا ما انسانیہ الا
الشیطان اور ایوب کو جب شیطان نے ستایا فرمایا انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب اسی طرح احد کی
لڑائی مین جب صحابہ کو لغزش قدم ہوئی تو اللہ سبحانہ نے اس زلت کو شیطان کیطرف نسبت فرمایا انما استزلہم
الشیطان ببعض ما کسبوا وعلی ہذا القیاس بعض کتب تفاسیر مین مرقوم ہے کہ ہرگاہ ایسی عنایت ایزدی بندہ نیز بندول
ہی تو اسی کا مقتضا ہی کہ بعض اخبار مین وارد ہے کہ قیامت کے دن جب یہ مردود واصل جہنم ہونے لگیگا عرض کریگا
کہ خدا تو عادل ہی ظالم نہین امیدوار ہون کہ جن لوگون نے میری اطاعت اور فرمانبرداری کی ہی وہ بھی میرے
ساتھ ہون تب علماے محمدیہ کو خطاب ہوگا کہ اگر کسی زمین کو ایک فضولی نے غصب کیا اور کچھ اسمین بویا غلہ
پیدا ہوا شریعت کے موافق اس غلہ اور زمین کا مالک کون ہی علما باتفاق التماس کرینگے الٰہی تو عالم ہی تجھ سے زیادہ
کس کو علم ہی ہم یہ جانتے ہین کہ غلہ بونے والے کا اور زمین مع ضمان مالک کی ہی حکم ہوگا یا معشر الاولین والآخرین
آگاہ ہو کہ یہی میرا حکم ہی شیطان اور بندون کے درمیان کیونکہ بندون کے دل میری ملک مین بمنزلہ زمین
مالک شیطان غاصب نے اسمین وسوسے کا تخم بویا عصیان کا غلہ پیدا ہوا اب مین نے وہ غلہ شیطان
کو دیا اور اپنی زمین یعنی دلہاے مومنین کو اسکے قبضہ غصب سے چھڑایا اور لعنت کا ضمان اسپر ٹھہرایا
پس مومنین اہل عصیان کے تمام گناہ شیطان پر لاد کر دوزخ مین لیجائینگے اور انکو گناہون سے پاک کرکے جنت مین
پہونچائینگے جواہر التفسیر مین مرقوم ہی کہ ایک عارف کامل نے ابلیس ملعون سے پوچھا تو نے آدم کو کس لئے سجدہ نہ کیا کہا
مین آدم سے بہتر ہون اسکے سجدے سے مجھے ننگ آیا عارف نے فرمایا اے بدبخت تو دو شخصون مین دلالگی

تب تو مین نے سر نہ جھکایا بعد اُسکے ابلیس آیا اور کہا اے موسیٰ شفاعت کے سبب تمہارا حق مجھپر ہے اسلیے مین
تمکو نصیحت کرتا ہون کہ اپنی امت کو تعلیم کرو دو ہ یہ کہ مجھ سے تین وقتون مین خبردار رہے ایک حالت غضب
مین دوسرے حالت جنگ و جدل مین تیسرے خلوت زن نامحرم مین کیونکہ وقت غضب مین آدمی کے بدن مین
گھس جاتا ہون اور لڑائی مین خیال زن و فرزند دل مین ڈالکر بہکاتا ہون اور خلوت زن نامحرم مین مثل ملعون
بنتا ہون حضرت نوح علیہ السلام نے جب طوفان سے نجات پائی ابلیس سے ملاقات ہوئی آپ نے استفسار کیا کہ بنی
آدم مین بدترین اخلاق کون ہی اُسنے کہا حسد حرص کبر بخل دیکھیے جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو
سب فرشتے سجدے مین گرے مین بسبب حسد کے محروم رہا کہ شیطان کہلایا اور رہرگاہ خداوند کبریا نے آدمؑ
کو بہشت مین جا دی جملہ نعمت عطا کی ایک درخت سے نہی فرمائی آدمؑ حرص کو کام مین لائے اُسسے کھالیا نکالے
گئے اور جب مالک الملک والملکوت نے جنت کو پیدا کیا تو فرمایا انت محرمة علے کل جبار و بخیل اس مقام
سے واضح ہوا کہ یہ ہین ابلیس کی محبوب چیزین اور اسکی مبغوض چیزین انکے خلاف مین متصور ہین اور اس ملعون
کے مبغوض الاشخاص بہت ہین وہب بن منبہ کہتے ہین کہ ابلیس ایک دن حضرت سید ابرار کے دربار مین حاضر
ہوا آنجناب نے فرمایا اے پرفن تیرے دشمن کتنے ہین عرض کیا کہ اول سب کے سردار میرے حارج کا آپ
ہین بعد ازان بادشاہ عادل غنی متواضع تاجر صادق عالم متخشع مومن ناصح عاصی تائب حافظ صلوٰۃ متورع
عن الحرام دائم الطہارۃ کثیر الصدقات حسن الخلق حامل القرآن قائم اللیل اور نافع الخلق پھر حضرت نے فرمایا تیرے
دوست کتنے ہین التماس کیا کہ ان پندرھون گروہ کے خلاف والے اور شارب الخمر زناکار یتیم کا مال کھانیوالے
سود خوار مانع الزکوٰۃ طول امل والے حدیث شریف مین وارد ہے کہ مسلمان پانچ بلا مین گرفتار رہتا ہے
ایک یہ کہ دوسرا مومن اسپر حسد کرتا ہی دوسرے یہ کہ منافق اس سے بغض رکھتا ہے تیسرے یہ کہ دشمن
اس سے مقابلہ کرتا ہی چوتھے یہ کہ شیطان اسکو گمراہ کرتا ہی پانچوین یہ کہ نفس اسکو فریب دیتا ہی پس بحکم اس حدیث
کے مومن اغواے نفس و رضلال شیطان مین اگرچہ ہمیشہ گرفتار ہی اور اسکے دفعیہ کی تدبیر بھی ارشادات ائمہ
نامدار ہی با این ہمہ بدرقۂ فضل الٰہی درکار ہی اسرار الفاتحہ مین لکھا ہی کہ شیطان مردود یہ سمجھتا ہی کہ کئی چیزون مین
میری خوشنودی ہی حالانکہ نظر بفضل خداوہ اُسکے حق مین موجب ندامت اور نابہبودی ہی از انجملہ ایک یہ کہ
شیطان جانتا ہی کہ مین مومن کو اُسکے نقد ایمان کے ساتھ لے بھاگتا ہون اور یہ خبر نہین رکھتا کہ اسکی سزا
سخت ہی فقہ مین صاف مصرح ہی کہ جو کوئی کسی کے غلام کو مع مال بھگا لیجائیگا جہان جائیگا غلام اور مال مولی
کی ملک سے نہ نکلیگا چور گرفتاری کے بعد سزایاب ہوگا اسی طرح شیطان مارا جائیگا اور مالک الملک اپنے
بندے کو مع ایمان بسلامت فرمائیگا دوسرے یہ کہ وہ جانتا ہی کہ مین نے انسان کو نجاست عصیان مین آلودہ
کیا لیکن یہ خبر نہین کہ مین اور انسان مین یہی سبب ہوگا جدائی کا فقہ مین مذکور ہے کہ حربیہ اگر دار الحرب مین
مسلمان ہو جائے اور تین حیض گذر جائین تو اُسمین اور اسکے شوہر مین جو اول تھا مفارقت ہو جائیگی اور شوہر ثانی

پھر اُسسے ہاتھ نہ لگانا التماس کیا کہ اسکا مہر کیا ہی حکم ہوا کہ محمد مصطفےٰ اور اُسکی آل پر دس مرتبہ درود بھیج عرض کیا محمد کون
ہین ارشاد ہوا کہ خاتم الانبیا اگر اس کی پیدائش منظور نہ ہوتی تجکو پیدا نہ کرتا الحاصل آدم نے دس مرتبہ درود
بھیجا اور فرشتون کی گواہی سے عقد نکاح منعقد ہوا اور اُسی دن آخر روز جمعہ فرشتون کو حکم ہوا کہ آدم کو لباس شاہانہ
تو شہ خانۂ خاص سے پہنا کر اور حوا کو زیورات بہشتی سے آراستہ کرکے ایک تخت زرین پر مانند بادشاہان بٹھلا کر
بہشت مین داخل کرو اور جواہر التفسیر مین کعب احبار سے روایت ہی کہ حوا کو مابین مکہ و طائف ظاہر کیا ہے
اور بعض کے نزدیک دروازے بہشت پر اور بروایت ابن عباس اور ابن مسعود صورت حوا بہشت مین ظاہر ہوئی
ہی اور بہشت مین بھی اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ درمیان یمن اور فلسطین زمین پر تھی اور بعضے مابین فارس و
کرمان کہتے ہین اور دلائل اُسکے آئندہ بیان ہونگے بالجملہ حضرت آدم اور حوا کو ارشاد ہوا کہ بہشت مین رہو کما قال
فی سورۃ البقرہ فقلنا یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ یعنے کہا ہمنے اے آدم بس تو اور تیرا جوڑا جنت مین یعنے ہر چند
کہ ہمنے تجکو خلافت زمین کے واسطے پیدا کیا ہی لیکن وضع خلافت اور آئین ریاست اور طریق عمارت اور طرز
زراعت بلا سکونت جنت غیر ممکن ہی اب لازم ہی کہ باغبان کی طرح سکونت اختیار کرکے زمین افتادہ کے جوتنے
اور بونیکا طریق اور درخت جمانے اور پھیلانے کی وضع اور پانی پہونچانے اور سینچنے اور گوڑنے کا طور اور نادھے
بنانے کا انداز دریافت کرو اور اپنی قوت خیالیہ مین بخوبی محفوظ رکھو کہ عمارت زمین مین کام آویگا مگر یہ کام تنہا تجھسے
انجام نہ ہوسکیگا تیری عورت بھی تیرے ساتھ ہو دو وجہ سے ایک یہ کہ جو باتین خانہ داری کی مثل آرایش و صفائی
مکان وغیرہ سے ہین وہ دریافت کرے اور زمین پر اسکے مطابق کاربند ہو تاکہ تعمیر ذکور اور انوثی دونون متحقق
ہون کیونکہ اگر وہ ان امور سے واقف نہوگی تو زمین ایسی نظر آویگی جسطرح گھر بے عورت کے یا گھر مع زن
بے عقل کیونکہ عورت کا کام مرد سے بخوبی سرانجام نہین ہوسکتا دوسرے یہ کہ آدمی وطن اپنا اُسی مکان کو
جانتا ہے جہان زن و فرزند ہون اگر وہ ہمراہ نہوگی تو استقرار ممکن نہوگا اور جب یہ نہوا تو حقائق عالم معلوم نہونگے
اور تم دونون صرف دیکھنے بھالنے کو نرہو فکلا منہا رغدا حیث شئتما کھاؤ اُسمین محفوظ ہوکر جس جگہ چاہو
تاکہ منافع و مضار ہر شے کے معلوم ہوجائین **فائدہ** ارشاد السے الحاکم مین ہے کہ بہشت ایک باغ تھا
ہندوستان مین پس اس قول پر ہبوط آدم علیہ السلام گویا انتقال مکانی ہوا اور میلان قاضی بیضاوی کا اسیطرف
ہی اور دلیل یہ ہی کہ جو کوئی بہشت مین جاتا ہی پھر نہین آتا کہ اجاء و ماہم عنہا بمخرجین اور یہی امر و نہی آدم پر صادر
ہوئی اور یہ دونون دنیا مین ہین اور جمہور علماے اہل سنت فرماتے ہین کہ بہشت اس عالم کی مراد ہے اور
عدم خروج سے یہ مراد ہے کہ جب جزا کے واسطے جاوے ورنہ خازنان بہشت ہمیشہ نکلتے پیٹھتے رہتے ہین
اور شب معراج مین حضرت صلعم تشریف لے گئے تھے کذا فی الجواہر اور امر و نہی خازنان بہشت پر صادر
ہوتی ہین بالجملہ بعد صدور حکم دخول بہشت و توسعت اکل و شرب و طریق اباحت ارشاد ہوا لاتقربا ہذہ الشجرۃ
فتکونا من الظالمین یعنے نہ جاؤ پاس اس درخت کے پھر تم ہوگے بے انصاف یعنے باوصف اس وسعت کے

اختلاف در بہشت

کورسکے زنا کروانا ہی اسمین تجھے شرم نہین آتی اور ایسے شخص کے سجدے مین جسے خدا نے اپنے ید قدرت سے بنایا اور اپنی روح اسمین پھونکی اور تجکو اسکے سجدے کا حکم دیا ننگ کرتا ہی آدم کا کچھ نہین بگڑا تو ہی نخوت اور کبر کے سبب برباد ہوا سے بود عکس جمال حضرت پاک ؛؛ اگر ابلیس بے نبرد چہ باک ؛؛ گرنہ آئینۂ آلٰہی بود ؛؛ از چہ رو شد فرشتہ را مسجود ؛؛ بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ سَو برس تک اور بعض روایات مین پانسو برس تک سب فرشتے سجدہ تحیۃ مین گرے رہے اور ابلیس مردود کھڑا کھڑا دیکھتا رہا جب فرشتون نے سر سجدے سے اٹھایا تو اسکو مردود و مطرود کھڑا ہوا دیکھا اور پھر سجدے مین گرے یہ سجدہ شکر کا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو اس بلاے نافرمانی سے بچایا حدیث شریف مین ہی کہ جب مسلمان آیۂ سجدہ پڑھتا ہی اور سجدہ مین گرتا ہی تو ابلیس ایک کنارے جاکر روتا ہے اور افسوس کرتا ہی کہ بنی آدم کو حکم سجدہ ہوا وہ بجالایا بہشت اسکی جگہ ہوئی اور مجکو حکم ہوا مین نے نہ مانا دوزخ میری جگہ ہوئی تفسیر جواہر مین ابن المنذر سے روایت ہی کہ اول اس عالم مین گناہ جو ہوا وہ حسد ہی ابلیس مردود کا بالجملہ بعد مردود ہونے ابلیس کے آخر یوم جمعہ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتے تخت شاہانہ پر بٹھا کر بہشت مین لے گئے جب آنجناب بہشت مین آئے تو ہوا ئے خوش اور فضاے دلکش اور میوہ ہاے لطیف اور شربتہاے ظریف آمادہ پائے تو مقتضاے سے صد ازاہ شربت شیرین و میوہ مشموم ؛؛ چنان مفید نباشد کہ بوے صحبت یار ؛؛ انیس جلیس رفیق باتوفیق کی تلاش مین پریشان اور حیران ہوے خالق لایزال نے رحم فرماکر بائین پہلو سے حوا کو پیدا کیا یہی سبب ہی کہ عورتین آرام مین رہتی ہین اور مرد ہموم و آلام مین کیونکہ خلقت حوا جنت مین ہوئی اور خلقت آدم سنگستان مین یہ مقام تکلیف و عسرت ہی اور وہ محل راحت و عشرت تفسیر جواہر مین تفسیر طبری سے نقل کیا ہی کہ اس واقعے مین آدم علیہ السلام مابین خواب و بیداری کے تھے اسلئے کہ خواب بہشت مین نہین ہی اور حکمت یہ تھی کہ اگر آدم جاگتے ہوتے تو پہلو کے چاک کرنے سے رنج پہونچتا اور حوا سے دشمنی ہوجاتی اور جو خواب خالص ہوتی تو حقیقت حوا سے ناواقف رہتے اور مہربانی نہ کرتے یہ اشارہ ہی اسطرف کہ اے آدم تیرا مقصود اور مطلوب تجھی مین ہی تو اپنے عالم وجود مین نظر کر کہ جمیع مقاصد اسی وجود سے حاصل ہونگے سے اندر شکر نیابی ذوق نبات عشق ؛؛ این چاشنی ہم از لب دندان خویش جوے ؛؛ مقصود ہر دو عالم و مطلوب ہر دو کون ؛؛ از آن و این مجوے ہم از جان خویش جوے ؛؛ اور حضرت استاذ الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تنہا پھرتے تھے اور حیوانات ارضی کو غیر جنسی دیکھکر متوحش تھے اور یہ آرزو کرتے تھے کہ اگر کوئی ہم جنس ہوتا تو اسکی صحبت سے اُنسیت حاصل ہوتی خالق لایزال نے اس خواہش پر رحمت فرمائی اور دوسرے دن روز جمعہ حالت خواب مین فرشتون سے بایان پہلو چاک کراکے ایک عورت خوبصورت پیدا کی اور پہلو کو پھر ملایا مگر کسیطرح کی تکلیف نہین ہوئی جب آدم علیہ السلام جاگے تو دیکھا کہ پہلو مین ایک ہم جنس موجود ہی پوچھا تو کون ہی ندا ہوئی کہ یہ ہماری کنیز ہے حوا نام تیری اُنسیت کیواسطے پیدا کی گئی ہی حضرت آدم علیہ السلام نے ہاتھ لگانا چاہا ارشاد ہوا ابلا ادا ے

سجدۂ فرشتگان

خلقت حوا ام البشر

کون ہی اُسنے شجرۂ ممنوعہ کا نشان دیا فرمایا یہ تو درخت فنا ہی نہ شجرۂ بقا اللہ تعالی نے اسی ہی کی نزدیکی سے مجھے رو کا ہی اگر اسمین یہ نفع ہوتا تو ہرگز منع نہ فرماتا ابلیس بولا کما جاء فی القرآن وقال ما نہٰکما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین یعنے بولا تمکو نہ منع کیا ہی تمھارے رب نے اس درخت سے مگر یہ کہ کہین ہو جاؤ فرشتے یا ہو ہمیشہ جینے والے یعنے ضرر کے لحاظ سے منع نہین کیا ہی بلکہ اسلیے کہ تم مانند ملک ہو جاؤ گے یا دحق مین رہو گے کھانے پینے جورو لڑکون کی خواہش نہ رہیگی اور حالت ملکیہ لائق خلافت نہین اسلیے خدا کو منظور ہے کہ تمکو فکر دنیا مین ڈالے اپنی یاد سے غافل کرے اور کار خلافت تمسے لے درحقیقت ارادہ یہ ہی کہ تمکو دور کرے اور اس درخت کا کھانا موجب قرب ہی سو یہ نہی ایسی ہی جیسے بادشاہ کسی شخص کو مہم پر بھیجے اور خدمات حضور سے منع کر دے حاصل یہ ہی کہ یہ نہی تنزیہی ہی اسکی مخالفت واسطے حصول مرتبۂ صفوت کے مضائقہ نہین اس تقریر سے آدم وحوا کو تردد ہوا فی الجملہ دونون کی رضا دل مین پائی گئی اُسی دم شیطان نے قسم کھائی کما قال اللہ تعالی وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین یعنے قسم کھائی انسے کہ مین تمھارا دوست ہون خیر خواہ کس لیئے کہ میرے ہاتھ سے تمھاری نسبت سوادبی ہوئی ہی کہ مین نے تمکو سجدہ نہ کیا ملعون ہوا اب یہ چاہتا ہون کہ لوث بے ادبی دامن دل سے دھوؤن اور ایسا مرتبہ تمکو حاصل ہو کہ مدت العمر میرے شاکر رہو سو حضرت آدم قسم ابلیس پر مغرور ہوے اور دل کو اتباع سخن پر رکھا تب ابلیس بولا کہ اگر دولت ابدی وملک سرمدی کی خواہش ہی تو اس درخت سے چند دانے تناول فرماؤ اسی کلام سے حضرت آدم کو اندیشہ ہوا نسیان وفراموشی نے غلبہ کیا معاملہ نہی سے غافل ہوے اور زلت مین پڑ گئے اسی جگہ سے قیاس کر کے ابو بکر وراق رح فرماتے ہین کہ نصیحت قبول کرنا نچاہیے مگر ایسے شخص سے جسکے دین وامانت پر اعتماد ہو اور کچھ نصیحت کرنے مین اُسکو اپنا حظ نفس نہو یعنے کمال احتیاط کرنا لازم ہی نہین تو ایسی ہی بلامین پڑ جائیگا **فائدہ** اعتقاد صحیح ودرست یہ ہی کہ انبیا علیہم السلام کو عصیان سے معصوم جاننا واجب ہی اور قصۂ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو محمول بر نسیان وفراموشی کرنا لازم چنانکہ ارشاد ہوتا ہی ولقد عہدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد لہ عزما یعنے ہمنے تقید کر دیا تھا آدم کو پیشتر سے پھر بھول گیا اور نپائی ہمنے اسمین کچھ ہمت در فراموشی کا کچھ تعجب نہین ہی اسلیئے کہ حکم نہی قربت شجرہ سے تا اکل پانسو برس گذرے تھے پھر اگر اس مدت دراز مین کوئی بات فراموش ہو جاے تو قریب القیاس ہے باانیہمہ حضرت آدمؑ نے اس نہی کو نہی منفعت جانی تھی نہ نہی منقصت یا اُس منع کو راجع بشجرۂ معینہ جانتے تھے نہ علی العموم خواہ یہ سمجھے تھے کہ قربت درخت کی ممنوع ہی نہ اُسکا ثمر کھانا چنانکہ مروی ہی کہ آدم علیہ السلام خود درخت کے نزدیک نہین گئے تھے حوا ام البشر جا کر توڑ لائی تھین اور طرفہ تر یہ ہی کہ درخت ممنوع القربت تمام اشجار جنت سے زیبا وخوشنما تھا اور جس مقام پر حضرت آدم وحوا اجلاس فرماتے تھے اُسی طرف کی کیاریون مین اُگتا تھا اور بزبان حال گویان ؂ لمن درین چمنم سرزنش بخود ردئی ؛ چنانچہ پرورشم مید ہند میرویم ؛ الغرض جب حضرت آدم کی توجہ فی الجملہ پا یا گیا تو حضرت حوا نے پیش قدمی کر کے چند دانے توڑ کر کھائے اور اسکے مزہ سے حضرت آدم کو مطلع کیا آنجناب نے بھی حوا کے اصرار سے دو تین دانے

نزدیک نہو جیو اس درخت کے اور اگر اسکے قریب گئے یا کچھ اسمین سے کھایا تو مخالفت حکم سے ظالم ہو جاؤ گے
کیونکہ ظلم نام حق تلفی کا ہی اور حق مالک کا مملوک پر یہ ہی کہ مالک کے حکم سے سر موتجاوز نکرے اور وہ درخت
موافق اکثر روایات درخت گندم تھا چنانچہ مختار اکثر صحابہ مفسرین کا یہی ہی اور عبداللہ ابن مسعود و سعید ابن
جبیر و سدی کے نزدیک انگور ہی اور ایک روایت علی مرتضی مین کافور ہی اور قتادہ و ابن جریج کے نزدیک انجیر اور
نیز یزید ابن عبداللہ ابن قسط سے ابو الشیخ نے ترنج روایت کیا ہی اور کلبی و دینوری سے روایت ہی کہ ایک درخت
معین تھا وسط جنت مین جسکو شجرۃ العلم بولتے تھے کہ جو اسکو کھاتا تھا اسکا علم بڑھتا تھا کذا فی الزاہدی
والمغنی لیکن مشہور تر گندم ہی واللہ اعلم الغرض آدم وحوا ریاض بہشت مین آرام کرنے لگے اور شیطان
دخول بہشت سے محروم ہوا اور چونکہ دوری و مہجوری شیطان صرف انکار سجدہ آدم سے تھی اس باعث سے
عداوت قاطبہ دل مین رکھتا تھا اور اس گھات مین رہتا تھا کہ کسی طرح انکے کارخانے مین دخل کرون اور
سنگ تفرقہ معرکۂ جمعیت مین ڈالون اور بسبب اسکے کہ پیشتر خزانچی بہشت تھا اہل بہشت اسکو چاہتے تھے
تو گاہ گاہ دروازے پر جاتا یا حوالی بہشت مین گذر کرتا اور اپنے ملاقاتیون سے کیفیت آدم وحوا پوچھا کرتا یہانتک
کہ اسکو یہ خبر ملی کہ ایک درخت کے کھانے سے ممانعت ہوئی ہی تب سوچا کہ ابتک کسی نوع کی تکلیف نہ تھی
ہر طرف سے اطلاق و اباحت کی دھوم تھی میرا مکر وحیلہ کارگر نہوا اب البتہ یہ جملہ مد نظر ہوا کہ نافرمانی و ذلت تنگی
و احتیاج مین زیادہ ہوتی ہی تب یہ تدبیر سوچا کہ اول طاؤس کو سکھلایا کہ تو آپ کو آراستہ کرکے آدم وحوا کے روبرو
رقص شروع کر اور اپنے فعل و تماشے مین لگا کر دیوار بہشت تک لا اسنے شیطان کے دم مین آکر ایسا ہی کیا
تب یہ مردود سانپ کے پاس آگیا اور سانپ دواب بہشتی مین بوضع شتر خوبصورت تھا اس سے
کہا اگر مجھے بہشت مین جانے دے تو مین تجھے بنی آدم سے بچاؤنگا لہذا ابن عباس فرماتے ہین کہ جہان کہین
سانپ کو دیکھو مارو تاکہ عہد ابلیس ٹوٹ جاے چنانچہ ابلیس سانپ کے منھ مین داخل جنت ہوا بعض کہتے
ہین کہ دربانان بہشت نے روکا تھا مگر انکو حکم قطعی پہونچا کہ منع نکرو بہر و تقدیر ابلیس بہشت مین در آیا اور اغوا
آدم وحوا پر مستعد ہوا چنانچہ ایک وقت آدم تخت عزت پر بیٹھے تھے حور و غلمان حاضر تھے زبان پہ جاری ہوا
کیا خوب مکان ہی اگر دار الخلد ہو ابلیس نے یہ بات غنیمت جانی اور ایک درخت کے سایہ مین بیٹھکر رونے لگا
حورون نے آواز گریہ بہشت مین نہ سنی تھی پریشان دوڑ پڑین حضرت آدم وحوا بھی متعجب دوڑے جب اس
مجمع مکر و فریب کو دیکھا پوچھا کون ہی بولا ملک مقرب ہون تمھارے حال پر روتا ہون تم اپنا مآل کار نہین
جانتے ہو فرمایا نہین کہا اس تعظیم پر مغرور نہو آخر موت ہی فرمایا موت کیا چیز ہی اسیوقت جانور مردہ کیصورت
بن گیا اور مانند محتضر تڑپنے لگا مجرد معائنۂ حالت موت خوفناک ہوے اور پوچھنے لگے کہ علاج اسکا کیا ہی جو اس
حالت سے محفوظ رہین ابلیس نے کہا ہل ادلک علی شجرۃ الخلد و ملک لا یبلی یعنے مین نشان دون تم کو درخت
دوامی کا اور ملک باقی کا کہ جو کوئی اسے کھائے ہرگز نہ مرے اور بادشاہت اسکی فانی نہو فرمایا وہ درخت

خلاف در شجرہ

تدبیر شیطان در وسوسہ

رسوا ہون اور اہل بہشت انکو برہنہ دیکھین کما قال اللہ فی الاعراف فوسوس لہما الشیطان لیبدی لہما ماوری عنہما من سوآتہما
یعنے پھر بہکایا انکو شیطان نے تاکہ کھولے اُن پر جو کہ پوشیدہ تھا ان کی نظر بین شرمگاہ ان کی سے اور وہ
تقریرین دلفریب جو پیشتر مذکور ہوئین کرنے لگا یہان تک کہ جو مقصود تھا حاصل ہوا یعنے بفور چکھنے پھل درخت
ممنوع کے شرمگاہ کھل گئی اور اشجار بہشتی کے پتے لیکر جوڑنے لگے اور اللہ صاحب نے پکارا کہ مین نے اس
درخت سے منع نہ کیا تھا اور کہدیا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے کھلا ہوا مین کہتا ہون اس مقام پر عبرت پکڑنا چاہیے
نفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید شیطان مردود کی کیا تاب وطاقت جو حضرت ہی کو منظور نہو تا مقام ادب ہے دم مارنے کی
جگہ نہین نقل ہے کہ اصحاب باصفا نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آدم نے کتنے دانے
کھائے تھے فرمایا ایک خوشے سے ایک دانہ آدم نے اور ایک حوا نے کھایا تھا اور ہر جملہ پانچ دانے تھے مقدار
بیضۂ مرغ اور تین باقی ماندہ کے تین حصے فرمائے اور آدم کو حکم ہوا کہ اسے جماؤ کہ اس سے بحکم خالق مسور ولوبیا
وماش ومونگ ونخود وغیرہ غلات پیدا ہوئے معلوم ہوا کہ اصل سب کی حضرت گندم ہین احادیث صحیحہ مین وارد
ہے کہ آدم وحوا کو حاجت بول وبراز وشہوت کی بہشت مین نہ تھی اور جو لباس پہنے تھے انکے اتارنے کی ضرورت
نہوتی تھی اس باعث سے واقف اپنے اعضا سے نہ تھے جب زلت ولغزش قدم واقع ہوگئی تو لوازم بشری
پیدا ہوئے اور حاجت سے واقفیت ہوئی اور اپنے اعضا بھی دیکھے مگر سوا انکے کسی نے اہل بہشت
سے انکی شرمگاہ نہین دیکھی مشہور ہے کہ انجیر کے پتے لپیٹے ہوئے ادھر ادھر پھرتے تھے اہل علم فرماتے ہین کہ اخراج
آدم علیہ السلام مین ایک نکتہ ہے بہت صاف یعنے تمیز اہل جنت ونار اسواسطے کہ صلب آدم وترائب حوا مین
نیک وبد وخبیث وطیب بھرے تھے اور ظاہر ہو کہ شریر وناپاک کو بہشت مین جگہ نہین ہے اسلیے یہان
روانہ کیا کہ باہم تمیز ہوجاوے یا واسطے تحذیر وترہیب بنی آدم کے تاکہ اپنے دل مین اچھی طرح سمجھ رکھین اور بخوبی
غور کرکے سوچ رکھین کہ ہمارے باپ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام باوصف صفوت کے ایک گناہ مین بہشت
سے خارج ہوئے ہمارا مآل کار کہ شب وروز عصیان مین گرفتار ہین کیا ہوتا ہے اور اہل عرفان فرماتے ہین
کہ بہشت سے خارج کرنا حضرت آدم علیہ السلام کا درحقیقت اظہار انکی ہمت کا ہے چنانچہ روح الارواح مین لکھا
ہے کہ موجودات سے بڑے عالی ہمت آدم صفی تھے کہ نعمت بہشت کو ہاتھ مین لیکر پھینک دی اور گلستان خلد با ہمہ
نازونعمت وجنت فردوس باجملہ بزرگی وکرامت دو دانے گندم کے مقابل بیچڈالی پھر اگر طالب حق روز قیامت
گوشۂ چشم سے جانب بہشت نظر کرے تو گویا اُسکی آدمیت مین قصور اور انسانیت مین سخت فتور ہے
احمد جام فرماتے ہین ؎ آدم بہشت رابدو گندم اگر فروخت ✼ حقا کہ این گروہ بیک جو نمی خرند ✼ اور بحر الحقائق
مین ہے کہ سبب اخراج کا عشق تھا کہ عشق کے واسطے دار الملام چاہیے نہ دار السلام ؎ اے مردرہ عشق
مکش بار ملامت ✼ یا درگذر از عشق برو خوش بسلامت ✼ اور بعض اہل حقیقت فرماتے ہین کہ شجر گندم شجر محبت
تھا کہ حقیقت مین حضرت آدم علیہ السلام کے لیئے بویا گیا مگر وجہ منع یا عزت وجلال محبوبی تھا یا

تناول فرمائے اور بعض تفاسیر مین ہی کہ سات خوشے حوا نے توڑے ایک کھایا دوسرا رکھ چھوڑا پانچ حضرت آدم کے پاس لائین انھون نے انکار کیا حوا نے اسکے مزے کی نہایت تعریف کی آنجناب نے ملامت کر کے فرمایا ای حوا تو نے عہد خدا فراموش کیا حوا نے کہا اے آدم رحمت الٰہی سے امید مغفرت ہی تب حضرت آدم نے کئی دانے کھائے مین کہتا ہون کہ یہ قول کسوت صحت سے عاری ہی اور صحیح یہ ہی کہ بفراموشی عہد خدا باصرار حضرت حوا لغزش قدم واقع ہوئی اور بھی قسم ابلیس سے دھوکھا ہو گیا کما قال اللہ تعالیٰ فازلہما الشیطان عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ یعنے لغزش دی ان دونون کو شیطان نے اس درخت کے پرہیز سے اور اس تدبیر سے اخراج آدم و حوا مین مصروف ہوا کہ نکال ہی دیا اس چیز سے جسمین وہ دونون تھے **فائدہ** فصحا کے کلام مین اسطرح کا ایہام برد جبہ تعظیم آتا ہی یعنے جو کچھ کہ بہشت مین انکو میسر تھا اس قسم مین نہین ہے جسکی صفت کوئی کر سکے باالجملہ بفور اکل حبوب تاج کرامت فرق عزت سے گر گیا اور لباس رضوانی جسم نورانی سے اتر گیسا کما اشار الیہ المولوی؎ حلہا سے خلد از سے کندہ شد؛ ہمچو گندم برہنہ افگندہ شد؛ مدارک مین ہے کہ حسلۂ بہشت بصورت ناخن تھے نشان انکا اب تک بنی آدم کی انگلیون مین موجود ہی اور اثر اسکا یہ ہے کہ ہنسی کے وقت جو کوئی اپنا ناخن دیکھتا ہی ہنسی بند ہو جاتی ہی آخر کار حضرت آدمؑ و حوا حالت برہنگی دیکھکر غایت حسرت سے زار زار رونے لگے اور اشجار جنت سے اپنی بے برگ و نوائی بیان کرنے لگے لیکن کسی نے توجہ نہ کیا بلکہ جس درخت کے پاس گئے اسنے بخوف خدا اپنا سر اٹھا لیا ناچار صحن جنت مین دوڑتے پھرتے تھے اور نہایت پشیمان تھے دفعتہً حکم رب الارباب پہونچا کہ اے آدمؑ تو مجھسے بھاگتا ہے آدمؑ نے التماس کیا؎ کجا روم کہ بغیر از درت پناہم نیست؛ جز آستانہ لطفت گریز گاہم نیست؛ بل حیاءً منک یارب آخر کار درخت انجیر نے دبرا بتے شجر عود نے چار پتے دیے کہ انسے ستر عورت کیا اسی وقت فرمان واجب الاذعان صادر ہوا کہ اب بہشت سے باہر نکلو آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کا ہاتھ پکڑ لیا اور باہر کو چلے دروازۂ بہشت پر پہونچے تو زبان مبارک پر جاری ہوا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھوڑا توقف کرو شاید ارحم الراحمین افق غیب سے لمعہ صفح و عفو ظاہر کرے ارشاد ہوا کہ اے جبرئیل اسکو چھوڑ دے کہ چلا جاوے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے التماس کیا کہ یا الٰہی آپ نے تجکو رحیم کہا ہے مقتضائے رحمت یہ ہی کہ رحم فرما اور اسکے گناہ و زلت سے درگذر فرما یا درگاہ عزت و جلال مین رحمت و عطوفت کی قلت نہین ہی لیکن اگر آج رحمت کرون تو ایک فرد آدمؑ پر رحمت ہوگی توقف کر کہ فردا ئے قیامت بنی آدمؑ کو داخل بہشت کرون اور اس کثرت سے رحمت کے دروازے کھولون کہ ہر گنہگار اس کلیہ نعمت سے فیضیاب ہو اور ہر مطیع و فرمانبردار اس خوان عنایت و کرم ست سے بہرہ یاب ہو محققین مفسرین لکھتے ہین کہ جب حضرت آدم و حوا علیہما السلام بہشت مین گئے تو انکو لباس بہشتی پہنایا گیا تاکہ ستر عورت ہو اور اہل بہشت سے کسی کو شرمگاہ نظر نہ آوے حتےٰ کہ یہ دونون خود اپنی شرمگاہ نہ دیکھتے تھے ابلیس نے تفرس کیا کہ اگر انسے کچھ نافرمانی صادر ہو تو البتہ یہ لباس اتر جاوے اور فرشتون

عوام کہ دوری و مجبوری سے قابل توجہ نہین ہوتے القصہ جب ارشاد حق ہوا کہ اہبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض
مستقر و متاع الی حین یعنے اُترو ایک دوسرے کے دشمن ہوسے اور تمکو زمین پر ٹھہرنا ہے اور برتنا ہے
ایک وقت تک تب حضرت آدم علیہ السلام نے حوا کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا چلو اب غریبی و بیکسی کا وقت آیا اُس
وقت حضرت جبرئیل ؑ نے کہا کہ حوا کا ہاتھ چھوڑ کر الگ الگ جانا پڑیگا ناچار حضرت آدم ؑ نے ہاتھ حوا کا چھوڑ
دیا کہ حضرت حق نے آدم ؑ کو سراندیپ مین و حوا کو جدے مین و طاؤس کو حبشہ یا مرج الہند مین پھینکا اور سانپ
کو خطہ اصفہان یا سجستان مین صرف منزل شیطان مین اختلاف ہی بعضے بابل کہتے ہین اور بعضے بلسان کہ دونون
نواحی بصرے مین واقع ہین اور تفسیر قرطبی مین ہے کہ شیطان ارض سمنان مین گرا مگر اہل تحقیق فرماتے ہین کہ
تعین مسکن ابلیس دشوار ہی کیونکہ وساوس شیطانی عالمگیر ہین ع در ہیچ بقعہ نیست کہ تخمے نکشتہ است بنا تفسیر ابن جریر
مین ہی کہ حضرت حوا دریا کے کنارے جدے مین کہ ایک پہاڑ کا بلند نام ہی گر پڑین یہ مقام سراندیپ سے سات سو
فرسنگ واقع ہی ابن عساکر نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہی کہ جب اخراج آدم علیہ السلام کا فرمان جاری
ہوا تو جبرئیل و میکائیل علیہما السلام نے تاج سلطنت سر مبارک سے اتارا اور کمربند خلافت کھولا حشکہ برہنہ کردیا
اور درگاہ عزت و جلال سے زبان عربی کے عوض لسان سریانی عنایت ہوئی مگر بعد قبول توبہ زبان عربی
پھر ملی ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ حضرت آدم ؑ کو بہشت مین اسقدر توقف ہوا تھا جتنا توقف ما بین
عصر و مغرب کے ہوتا ہی مگر بحساب یوم اس عالم کے کہ ہزار برس کا ہوتا ہی اور بعض روایات مین نیم روز توقف کرنا لکھا
ہے کہ پانسو برس ہوتے ہین مگر قول اول صحیح ہی اور احادیث صحیحہ سے اسکی سند بہم پہونچتی ہی ابن ابی حاتم نے روایت
کی ہی کہ جسوقت حضرت آدم ؑ آسمان سے زمین پر تشریف لائے تھے تو یہ کیفیت تھی کہ دونون ہاتھ زانو پر رکھے سر
جھکائے مانند شرمساران عاجز تھے اور ابلیس مردود دونون ہاتھون کی انگلیان ملائے تہیگاہ پر رکھے اور تکبر سر
بلند کیے ہوسے مثل حیرت زدگان نخوت سرشت آیا تھا روایت ہے کہ جب حضرت آدم ؑ زمین پر آئے تو ایک نوع
کا اضطراب و قلق تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنجناب کے بشرے پر دیکھکر پوچھا کیا حال ہے فرمایا تمام جسم
مین گویا چیونٹیان رینگتی ہین حضرت جبرئیل ؑ نے کہا یہ علامت و کیفیت بھوک کی ہے پھر دفعۃً نظر سے غائب
ہوسے و بعد اوسے توقف قدرے کھالنس سرخ و سیاہ دلوہا داہرن اور تھوڑی لکڑی اور دھونکنی اور چماق لاکر حضرت
صفی اللہ کو دیا اور ایک چنگاری آگ کی بھی دوزخ سے اٹھا کر عنایت فرمائی کہ اس سے ہاتھ حضرت آدم کا جلگیا
اور چنگاری دریا مین جا پڑی پھر حضرت جبرئیل ؑ نے دریا سے نکال کر دی پھر وہ دریا مین اگر گئی اسی طرح سات مرتبے
نوبت پہونچی آخر کار حضرت جبرئیل ؑ نے اُس آگ کو آہن و سنگ مین قید کیا پھر حضرت آدم سے آلات حدادی و
کشاورزی بنوائے اور زمین دانے گیہون کے لائے دو حضرت آدم کو دیے اور ایک حوا کو دیا مورخین نے وزن ہر دانے
کا آٹھ سو اٹھاسی درم کا لکھا ہے پھر ایک گائے جنت سے لائے اور کہا کہ اسکو ہل مین جوت کر زمین کو ہموار کرو اور
جو دانے تمہارے پاس ہین انکو بو دو چنانچہ حضرت آدم و حوا نے بوئے تو حضرت آدم ؑ کے حصے مین گیہون جمے اور

بیان توقف آدم در بہشت

چنگاری آدم علیہ السلام

تحریص و ترغیب طالب و مطلوب کہ الانسان حریص علی ما منع اور یہ ظاہر ہے کہ اگر نہی اس شجرۂ محبت سے متعلق
نہوتی تو حضرت آدم کو استیفاے مرادات نفسانی و استکمال لذات جسمانی مین میوۂ محبت کی پروا نہوتی کیونکہ
محبت غذاے روحانی ہی اور جو کہ تربیت جسم سے قاصر ہے پرورش روح اس سے غیر ممکن لہذا حکم ہوا کہ اے
آدم اگر آسایش مطلوب تو بہشت مقام ہے جو خواہش دل ہو تناول فرما الا شجر محبت کے گرد نہ جا اسلیے کہ
نوش محبت بے نیش محنت حاصل نہین ہوسکتا محبت و محنت باہم متلازم ہین بلا و ولا آپس مین توام ہے
دوستی چون زر بلا چون آتش است ؛ زر خالص در دل آتش خوش است ؛ عشق چون دعوے جفا دیدن گواہ ؛
چون گواہت نیست دعوے شد تباہ ؛ عاشقان را از بلا صد راحت است ؛ کہ محبت ہمنشین محنت است ؛
حضرت سلطان العارفین سے روایت ہو کہ عشق و محبت قبل وجود آدم اپنا مظہر تلاش کرتے تھے فرشتون
کے پاس گئے تو انکو استحقاق مظہریت مین کورا پایا ناچار کنج فراغت مین رہنے لگے جب شیطان نے
دولت طاعت اور کوس عبادت ملک و ملکوت مین بجایا تو عشق نے چاہا کہ دست محبت کمر مواصلت مین
ڈالے سلطان عزت و تمکنت نے دست قدرت مارا ناگزیر تجلۂ غیب مین بیٹھ رہا تا آنکہ حضرت آدم علیہ السلام
نے پردۂ عدم سے باہر آکر خیمہ وجود فضاے شہود مین ایستادہ کیا تب محبوب خوش اسلوب حضرت واجب الوجود نے
عشق کو بصورت شجرۂ گندم حضرت آدم کو دکھلایا کہ آنجناب والہ و شیدا ہوے اور ایسا غلبۂ محبت ہوا کہ خواہش عقد
وصال اسی مقام مین بہم پہونچی تب ندا ہوئی کہ یہ بات سراے خلد مین راست نہین آتی منزل خاص اس کی
دل محنت زدگان اور سراے آنکی روح مصیبت یافتگان ہے اور دار الخلد مین محنت و مشقت مفقود ہو کہ ع
بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ؛ ناچار حضرت آدم ہواے محنت مین فضاے بہشت سے تنگناے دنیا مین تشریف
لائے اور ساحل سلامت سے گرداب ملامت مین پڑے اور بوستان نعمت کو خارستان زحمت سے بدلا اور
مراتب قربت سے نکل بادیۂ غربت مین گھر بنایا اور درکات کلفت کو درجات الفت پر اختیار کیا اور نقد آرام
دل و جان کو متاع لعنت مین رکھکر سر و سر محنت و مصیبت پر نثار کیا اور کرامات شادکامی سے گذر خرابات
بدنامی مین پڑے کیونکہ عشق و نیکنامی باہم جمع نہین ہوتے ہے رہا کنید کہ تن در دہیم بہ بدنامی کہ نام
نیک در آئین عاشقان ننگ است ؛ نقل ہو کہ ایک مرتبہ حضرت موسی علیہ السلام اور بھی حضرت ابراہیم
علیہ السلام قصۂ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام مین فکر کر رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ خداوندا حضرت
آدم سے ایک خطائی اسپر تو نے اسکو ایسا ماخوذ کیا اور اتنی شہرت دی کہ قیامت تک کی تفضیح ہوئی حالانکہ
کوئی دوست اپنے دوست سے ایسا معاملہ نہین کرتا ہو وحی ہوئی کہ مخالفۃ الحبیب علی الحبیب شدیدۃ ابوبکر
واسطی سے کسی نے پوچھا انبیا علیہم السلام پر عقوبت بہت جلد ہوتی ہو اسکا کیا سبب ہو فرمایا سوء الادب
فی القرب لیس کسوء الادب فی البعد یعنے عادت الٰہی یون جاری ہو کہ اولیاء اللہ و مرسلین سے خطرات
پر مواخذہ فرماتے ہین اور عوام سے بازپرس نہین ہوتی کیونکہ قرب درگاہ سے یہ لوگ حیران رہتے ہین بخلاف

بنی اسرائیل تو نہ اُبستا گوشت اور جو نہوتی حوا تو نہ خیانت کرتی کوئی عورت اپنے خاوند کی کبھون اور بیہقی نے دلائل
مین اور خطیب نے اپنی تاریخ مین ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم فرماتے ہین کہ مجکو آدم پر دو خصلتون سے
تفضیل ہی ایک تو میرا شیطان مسلمان ہو انکا شیطان کافر تھا دوسرے میری ازواج دین کی معین تھین اور
انکی زوجہ معین ہوئی خطا پر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہو کہ جب حضرت آدمؑ زمین پر آئے
تو تیس قسم کے میوے انکے ساتھ آئے تھے کہ زمین پر نہ تھے بعضے ایسے ہین کہ پوست و مغز انکا کھایا جاتا ہی اور بعضے
وہ ہین کہ مغز انکا کھایا جاتا ہی اور پوست پھینک دیا جاتا ہی روایات صحیحہ مین ہے کہ جب حضرت آدمؑ زمین پر آئے تو سندان
و کلبتان و مطرقہ و حجر اسود و طلا و نقرہ و عصاے موسی بھی ساتھ تھے اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی
ہے کہ حضرت علی مرتضے فرماتے تھے کہ تم لوگون کو کچھ معلوم ہی کہ زمین ہند کس باعث سے خوشبو دار زیادہ ہی
اور کس وجہ سے عود و جوز و قرنفل وغیرہ اقسام خوشبو مخصوص ہند ہین لوگون نے التماس کیا آپ ارشاد کرین فرمایا
کہ جب آدمؑ زمین پر گرے تو اُنکے بدن سے اشجار جنت کے پتے لپٹے ہوئے تھے انکو ہوا نے پراگندہ کر کے اس عالم
کے درختون پر ڈالا تو جس درخت سے وہ پتے لپٹے اسمین خوشبو ہو گئی اسی طرح حذیفہ ابن الیمان نے حضرت
رسالت پناہ سے روایت کی ہے اور طبرانی و ابو نعیم و ابن عساکر حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب آدم بہشت سے زمین پر تشریف لائے تو انکو نہایت وحشت تھی حضرت
جبرئیلؑ نے باآواز بلند اذان کہی جب اشہد ان محمد رسول اللہ پر پہونچے تو حضرت آدم کو اس نام سے انسیت
پیدا ہوئی اور وحشت رفع ہوئی تفسیر زاہدی مین ہے کہ حضرت آدمؑ کے آنسوؤن سے مرچ سیاہ و لونگ وغیرہ
پیدا ہوئی اور حوا کے اشکون سے جو زمین پر گرے اُنسے حنا و زعفران اور ہر چیز سرخ رنگ اور جو دریا مین گرے
اُنسے جواہر و موتی اور جو پہاڑ پر گرے انسے یاقوت و فیروزہ و نقرہ و طلا ہوے اس سبب سے یہ سب چیزین
عورتون پر حلال ہوئین اور مردون پر حرام اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی ہو کہ جب حضرت ابو البشر
آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بہشت جاوید سے تنگناے دنیا مین آئے تھے تو انکے ہمراہ ہر قسم کے تخم بھی
رب الارباب نے واسطے خلق کے بھیجے تھے لیکن حضرت آدم علیہ السلام رنج مفارقت خالق کبریا سے بخبر اور
بسبب مشغولی گریۂ ندامت سے غافل تھے اور اپنے تن بدن کا ہوش نہ رکھتے تھے اس فرصت میں ابلیس لعین نے
وقت کو غنیمت سمجھکر اُن بیجون پر اپنا دست عناد پھیر دیا جسپر اسکا ہاتھ پہونچا بے منفعت و سم ہو گیا اور جسپر اسکا ہاتھ
نہین پہونچا اسکی منفعت برقرار ہے حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت آدم بہشت کو یاد فرماتے
تو بیہوش ہو جاتے اور گر پڑتے تھے اور یہ حضرت جب زمین پر تشریف لائے تو اول فواکہ دنیا سے تناول فرمائے
کہ اس سبب سے رفع حاجت ضروری کی حاجت ہوئی چونکہ بہشت مین اسطرح کا معاملہ پیش نہ آیا تھا نہایت
پریشان ہوسے پیش و پس یمین و یسار دوڑتے پھرتے اور قضاے حاجت کی وضع نہ جانتے تھے دفعۃً حضرت
جبرئیلؑ امین تشریف لائے اور وضع قضاے حاجت تعلیم کر گئے جب بوے بد نے شامہ کو پریشان کیا تو سترہ روز

حضرت حواؑ کے جو جب درخت کاٹے گئے تو حضرت جبرئیلؑ نے ایک اوکھلی مین کوٹ کر بھوسی کو الگ کیا اور چکی بناکر پیسا اور اُس آٹے کا خمیر کیا اور ایک گڑھا کھود واکر اسمین آگ جلائی اور کئی روٹیان پکائین طول و عرض روٹیون کا پانچ پانچ سو گز کا تھا جب روٹیان تیار ہوئین تو حضرت آدم نے کھانے کا ارادہ کیا حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ حصہ حوا کا علیحدہ کردو کہ مین اسے پہونچاؤن چنانچہ حضرت آدمؑ نے حوا کا حصہ نکال دیا بعد اسکے اپنا حصہ تناول فرمایا جب پیاس لگی تو حضرت جبرئیل نے ایک کنوان کھود کر پانی نکالا اور حضرت آدم کو پلایا بعد اس واقعے کے حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا ؎ این ہمان گندم کہ خوردی از خطاش ؛ کن بچندین سعی بہر خود معاش ؛ این سزا بہر خطائے سابق است ؛ ہر خطائے را سزاے لاحق است ؛ این مکافاتے بود ما فات را ؛ معصیت می آورد آفات را ؛

معارج النبوت مین ہے کہ نعمت بہشت کی فوت ہونے سے دو سو برس حضرت آدمؑ روئے اور سو برس حضرت حوا سے جدا رہے اور چالیس یوم و شب یا چالیس برس تک کھانا نہین کھایا اور سو برس تک سر نہین اٹھایا اور حاکم و بیہقی نے روایت کی ہے کہ اول غریب شیطان مین ملوث ہوئین پھر بمشورہ اُنکے حضرت آدم جب یہ زلت صادر ہوئی تو ارشاد ہوا کہ ما حملک علی ان اکلت من الشجرۃ التی نہیتک عنہا قال یارب زینتہ لی حوا یعنے اے آدم کس چیز نے تجکو آمادہ کیا اسپر کہ تو نے وہ درخت کھایا جس سے مین نے منع کیا تھا کہا آدمؑ نے خداوندا حوا نے اسکو میری نظر مین آراستہ کیا اسی وقت خطاب ہوا کہ اے حوا تو کہان ہے اُسنے آواز حزین جواب دیا کہ الٰہی اس جگہ برہنہ پڑی ہون ارشاد ہوا کہ یہ بے ستری اور غریبی اس سبب سے ہے کہ تو نے ایسی حرکت نازیبا کی اے حوا کیا باعث ہوا جو تو نے آدم کو خطا کی راہ دکھلائی کہ اُسکو برہنہ کرایا اور خود بے ستر ہوئی حوا نے کہا خدایا مجکو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ ایسی مخلوق بھی تو نے پیدا فرمائی ہے کہ وہ تجھکو جھوٹی قسم سے یاد کرے فرمان ہوا کہ تجکو بھی عقوبت مین گرفتار کرونگا کہ حاملہ ہوگی مگر بدشواری اور وضع حمل نہ کریگی الا بہ سختی اور ہر مہینے مین حیض مین گرفتار رہوگی اور مرد کو ہمیشہ غالب کرونگا اور تمام مدار شوہر پر رکھونگا تاکہ ہمیشہ محتاج رہے امیرالمومنین عمرؓ سے روایت ہے کہ جب خون حیض ظاہر ہوا تو حضرت حوا نے ایک شور مچایا آواز غیب ہوئی کہ تیری اور تیری ذریت کے واسطے کفارہ و طہور ہے عرائس مین لکھا ہے کہ خالق کبریا نے حضرت حوا کو اور انکی بیٹیون کو پندرہ بلاؤن مین مبتلا کیا جس سے حشر تک نجات نہین ایک یہ کہ اُنکے پیٹ و فرج مین نجاست حیض و نفاس کی رکھی دوسرے حمل سے نو مہینے یا گیارہ مہینے تک زیر بار کیا تیسرے شدت جننے کی ہر مرتبہ عطا فرمائی چوتھے محنت عدت کی پانچوین ہمیشہ محکومی شوہرون کی چھٹے اختیار طلاق خاوندون کے ہاتھ مین دیا ساتوین نقصان میراث کہ مرد سے حصہ عورت کا کم کیا آٹھوین نقصان شہادت کہ دو عورتین ایک مرد کی قائم مقام ہوئین نوین نقصان عقل دسوین محرومی سلام و تحیۃ سے گیارھوین بے نصیبی جمعہ و جماعت سے بارھوین محرومی عہدۂ نبوت سے تیرھوین نقصان دین کا ہر مہینے مین دس دن کی نماز جاتی ہے چودھوین بدقسمتی عہدۂ قضا و سلطنت سے پندرھوین محرومی جہاد و سفر سے بغیر محرم حدیث بخاری و مسلم مین وارد ہے کہ اگر نہوتے

روزہ ادا کرے اُسکا حق اللہ پر یہ ہے کہ جنت مین داخل کردے پس لفظ حق جو روایت توبہ حضرت آدم مین واقع ہی محمول اسی حق جعلی و تفضلی پر ہی اور ممنوع فقرہ حق حقیقی ہی لیکن مذہب معتزلہ زمانہ سابق مین نہایت رائج تھا اور استعمال اس لفظ کا موہم انکے مذہب کا ہوتا تھا اسواسطے فقہا نے مطلقاً استعمال اس لفظ کا منع کیا تاکہ اس مذہب پر کبھی خیال نجاے اور اہل تحقیق یہ کہتے ہین کہ کاملین بنی آدم کا باعتبار صورت کمالیہ سماے آلہی سے ایک نام ہوتا ہی کہ تربیت اُسکی اُسی نام سے ہوتی ہی پس سوال کرنا بحق کامل گویا اشارہ اُس اسم آلہی کا ہی اگر کوئی شخص وقت استعمال اس لفظ کے معنے مذکور ارادہ کرے قطعاً معاتب نہین ہی کذا حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ العزیزی اور طبرانی نے معجم اوسط مین حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام کا وقت آیا تو حضرت آدمؑ نے مقابل کعبہ کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی اور بالہام آلہی یہ دعا زبان پر جاری ہوئی اللھم انک تعلم سری و علانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنبی اللھم انی اسألک ایمانا یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت ورضا من المعیشۃ بما قسمت لی تب اللہ نے وحی بھیجی کہ توبہ تیری قبول ہوئی اور دعا مستجاب اور جو شخص تیری ذریت سے اس دعا کو پڑھے گا مدعا اُسکا حاصل ہوگا رواہ الازرقی فی تاریخ مکۃ والبیہقی فی کتاب الدعوات عن بریدۃ الاسلمی علما فرماتے ہین کہ توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی تین باتون سے قبول ہوئی حیا وبکا و دعا سو حیا کا یہ مرتبہ تھا کہ تین سو برس حضرت آدمؑ نے جانب آسمان ازروے شرم نہین دیکھا اور بکا و زاری ایسا کہ اگر تمام اہل دنیا کا رونا جمع کرکے ایک پلہ میزان مین رکھین اور دوسرے مین گریہ آدمؑ تو گریہ آنجناب غالب ہوگا اور جو بکاے اہل دنیا اور بکاے داؤدؑ و گریہ و نوحہ نوح سے مقابلہ کرین تو نوح علیہ السلام کا نوحہ و زاری زیادہ ہوگا جو ان تینون کو ملاکر گریہ آدم علیہ السلام سے وزن کرین تو گریۂ آدم زیادہ ہو رواہ البیہقی فی شعب الایمان اور دعا کا حال بیان کیا گیا **فائدہ** حقیقت توبہ تین چیزون سے مرکب ہی علم و حال و عمل پس علم یہ ہے کہ گناہ کی مضرت دریافت کرکے جانے کہ یہ رحمت حق کا حجاب ہی اور جب یہ حال دل مین قائم ہوتا ہے تو فوت محبوب مین ایک نوع کی بیقراری ہوتی ہے کہ اسی اضطراب و بیقراری کا نام ندامت ہی اور اس عمل مین تین طرح کے تعلق ہوتے ہین ایک تعلق زمانہ گذشتہ سے یعنے تلافی مافات جسطرح کفارہ دینا اور قضا کرنا فرض و واجب کا بشرطیکہ لائق کفارہ و قضا ہون دوسرا تعلق زمانۂ حال سے یعنے فوراً اس فعل ممنوع کو ترک کر دینا تیسرا تعلق زمانۂ استقبال سے یعنے تصمیم عزم اس بات پر کہ اب ہرگز ایسا کام نکرینگے اور یہ سب امور بلا توفیق حضرت تواب رحیم حاصل نہین ہوتے اور حضرت ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ حقیقت توبہ کیا ہے فرمایا توبہ چھ چیزون سے مرکب ہی اول ندامت گناہ گذشتہ پر دوم عزم مصمم ترک گناہ کا زمانہ آئندہ مین سوم قضاء فرائض و واجبات چہارم اداے حقوق عباد پنجم پگھلنا گوشت و خون کا جو کہ مال حرام سے پیدا ہوا ہی ششم طاعات و عبادات مین مشغول رہنا جب یہ سب باتین جمع ہوتین توبہ نصوح ہوئی چنانچہ یہ سب امور حضرت آدم مین جمع تھے اور بقول صحیح ثابت ہی کہ تین سو برس تک حضرت آدم

تعلیم بیت دعاے توبہ

برابر اسی غم مین روتے رہے حقیقۃ الامر یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت و ما فیہا کے واسطے نہ روتے تھے
بلکہ خداوند بہشت کے فراق و مہاجرت پر رونا پیٹنا تھا ٭ ہوسے یار دو یار م چو بگذرد بخیال ٭ شود مناز لم
از آب دیدہ مالامال ٭ اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم کو فکر تو بہ مین
دو برس روتے گذرے تو ایک دن اپنا ہاتھ ماتھے پر رکھے سر بزانو بیٹھے رو رہے تھے دفعۃً حضرت جبرئیل علیہ السلام
تشریف لائے اور حضرت آدم کے رونے سے متاثر ہوے یہانتک کہ انکو بھی رونا آیا تب پوچھا اے
آدم اسقدر رونا پیٹنا کسواسطے ہے فرمایا اے جبرئیل کس طرح نہ روؤن خداوند تعالی شانہ نے شامت معصیت سے
مرتبۂ اعلے کہ قیام آسمان و بہشت تھا لے لیا اور تحت الثریٰ مین ڈالدیا اور دار مقام سے دار بلا مین بھیجدیا اور
خانہ نعمت سے کلبۂ رنج و کلفت مین پہونچایا اور مقام بقا سے محل فنا مین گرایا ہے اے جبرئیل اگر شدائد مصائب
شمار کرون تو کر نہین سکتا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عزت جل جلالہ مین عرض کیا ارشاد ہوا کہ
آدم صفی کے پاس جا اور کہہ کہ اے آدم میری نعمتون کو یاد کر کہ اول مین نے تجکو اپنے ہاتھ سے بنایا اور تیرے قالب
خاکی مین اپنی روح پھونکی پھر فرشتون کو جو میرے خاص بندے ہین تیرے سجدے کو حکم دیا اور تو نے ان نعمتون کی
قدر نجانی اور میرے حکم سے نافرمان ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی پروردگار بیشک مجھسے قصور ہوا لیکن
اسپر مجکو نہایت ندامت و شرمندگی ہے اور تیری رحمت غضب پر سبقت رکھتی ہے حکم پہونچا کہ فی الحقیقت میری رحمت
غضب پر سبقت رکھتی ہے اور اسی سبب سے جب مین نے تیری آواز تضرع و زاری کی سُنی تو مجکو رحم آیا اور
تیری تقصیر مین نے معاف فرمائی اب یہ کلمات زبان پر لا لا الٰہ الا انت سبحانک وبحمدک رب عملت سوءً و
ظلمت نفسی فتب علی انک انت التواب الرحیم اور طبرانی نے معجم صغیر مین اور حاکم و ابو نعیم و بیہقی نے حضرت
عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے جب حضرت آدم مرتکب گناہ ہو کر معاتب ہوے تو قبول ہونے
توبہ مین پریشان تھے انکو یاد آیا کہ مجکو حق تعالی نے جب پیدا کیا تھا اور روح اپنی مجھ مین پھونکی تھی تب مین نے سر
اُٹھا کر دیکھا تھا عرش پر لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس سے مین نے جانا کہ کسی کی قدر برابر اسکے
نہین کیونکہ اللہ صاحب نے اپنے نام کے ساتھ اسکے نام کو ملایا ہے اب تدبیر یہ ہے کہ بحق اس شخص کے سوال
مغفرت کرون سو یہ دعا کی اللہم انی اسالک بحق محمد الا غفرت لی حق تعالی نے بخش دیا اور وحی بھیجی کہ محمد صلعم کو
تو نے کہان سے جانا آدم نے تمام ماجرا بیان کیا حکم ہوا کہ اے آدم یہ محمد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تیری
ذریت مین ہے اگر اسکی پیدایش منظور نہوتی تو مین تجکو پیدا نکرتا درمختار وغیرہ کتب فقہ مین لکھا ہے کہ دعا مین بحق
فلان کہنا مکروہ ہے اسلیے کہ کسی کو خدا پر حق نہین ہوتا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کس طرح ایسی دعا کی اور
جواب اسکا حسب قرارداد علماء ظاہر کے یہ ہے کہ معتزلہ افعال عباد مخلوق عباد جانتے ہین اور جزا اسکی حق حقیقی
سمجھتے ہین و اہل سنت و جماعت افعال عباد کو مخلوق خدا سمجھتے ہین اور جزا حق جعلی و وعدی جانتے ہین اسلیے
کہ حق حقیقی کوئی خدا پر ثابت نہین ہے چنانچہ حدیث مین وارد ہے کہ جو شخص ایمان اللہ و رسول کا لاوے اور نماز

بیان بیت المعمور

حضرت آدم علیہ السلام جو از حضرت حق سے دور پڑے تو رفع وحشت کے واسطے خداوند قدیر نے بجائے کعبہ شریف بصورت بیت المعمور ایک گھر بنانے کا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ جب ایسا گھر مرتب ہو جاے تو اسی طرف مثل ملائک نماز پڑھ اور اسی کا طواف کر تاریخ ابن عساکر و ازرقی مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مع حضرت آدم علیہ السلام مقام کعبہ پر آئے اور اپنا پر مارا کہ ایک بنا متصل طبقۂ ہفتم زمین کی نکلی اُسی وقت اور ملائکہ نے بڑے بڑے پتھر کہ آپ انکا تیس آدمی سے نہ اُٹھے طور سینا و زیتا و جودی و حرا سے لاکر اس بنا کو پر کیا کہ برابر زمین کے ہو گئی اور حضرت حق نے بیت المعمور نازل فرمایا اسی جگہ سے محققین فرماتے ہین کہ دو ہزار برس پیش از خلقت زمین ایک قطعہ خاک صاف شفاف مانند کف پانی پر تھا اور بتدریج بڑھتے بڑھتے مقدار کعبہ شریف ہوا تب فرشتون کو ارشاد ہوا کہ اسکے گرد طواف کرو بعد اسکے زمین کو اسکے نیچے سے نکالکر بچھایا جب حضرت ابو البشر زمین پر تشریف لائے اور مفارقت بہشت مین زار زار رونے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب ارحم الراحمین مین عرض کیا ارشاد ہوا کہ یاقوت سرخ جس کا نام صراح اور لقب بیت المعمور ہے آسمان سے زمین پر لیجا اور نقطۂ وسط زمین ہین جو مقام کعبہ ہوگا رکھدے اور آدم سے کہو کہ اسکی زیارت کیا کرے اور دعا کرے کہ اسکی توبہ قبول ہو روح القدس نے بیت المعمور مقام معین مین رکھا اور رکن حجر کو کہ ایک یاقوت سرخ تھا روضۂ جنت سے لاکر جس موضع پہ حکم ہوا وہان قائم کیا اور تین قندیلین طلائی لٹکائین اور دروازے زمرد کے ایک جانب شرق دوسرا جانب غرب قائم کیے اور اس گھر کی یہ کیفیت تھی کہ نہایت صاف و شفاف اندرون و بیرون بے حجاب نظر آتا تھا اور ایک خیمہ زبرجد کا جسکی طنابین ریشم کی تھین اسپر تنا تھا بعد اس ترتیب کے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم رب جلیل حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ حج کے واسطے چلو کہ حضرت فی الفور روانہ ہوے اور ایک فرشتہ راہ بتانے کو ہمراہ ہوا جس جگہ آپ کا قدم مبارک پڑا وہ مقام سرسبز و شاداب ہو گیا الغرض کعبہ کے مقام پر پہونچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مناسک حج اور آداب عمرہ تعلیم فرمائے اور حضرت آدم علیہ السلام نے مطابق اُسکے ادا کیے تب فرشتون نے استقبال کرکے کہا کہ اے آدم علیہ السلام حج آپ کا قبول ہوا اور ہم اس موضع کا طواف دو ہزار برس پہلے سے کرتے ہین حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام چالیس یا پینتالیس مرتبہ پاپیادہ ہندوستان سے حج کے واسطے تشریف لے گئے ہین اور ہند سے مکے تک جس مقام پر قدم مبارک پڑا وہ مقام سرسبز و آباد ہے روایت ہے کہ حضرت آدم کے بین الخطوتین یعنے ایک قدم سے دوسرے قدم تک تین شبانہ روز کی راہ تھی اور ایک روایت مین ہے کہ پچاس فرسنگ بالجملہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حج سے فراغت حاصل کی تو باشارہ روح القدس کوہ عرفات پر تشریف لائے اتفاقاً حضرت حوا ام البشر جدہ سے آپ کی تلاش مین آتی تھین کہ ملاقات مزدلفہ مین ہو گئی کہ دونون ملے ولہذا وہ مکان مزدلفہ نام زد ہوا کہ مشتق از دلاف بمعنے اقتران سے ہے اور جب باہم معرفت ہوئی اس سبب سے وہ مقام عرفات ہوا اور وہ دن عرفہ روایت ہے کہ سو برس کے بعد یہ ملاقات ہوئی ہے پھر فرشتون نے حضرت

ملاقات آدم و حوا علیہما السلام

ایسا روئے تھے کہ رخسار مبارک سے ندیان جاری ہوئین اور اشکون سے چشمے کہ جانور پرند اس سے پانی پیتے اور
کہتے کیا اچھا پانی ہو ایک مرتبہ پرندوں کا کلام سنکر حضرت آدم کو گمان ہوا کہ یہ کلام از روے تشنیع ہو تب آہ سرد
لیکر روئے اور کہا بارخدایا مین ایسا ہوگیا کہ مرغ ہوا میرے آب دیدہ پر مسخراپن کرتے ہین کیونکہ اشک گنہگار مین
کیا مزہ ہوگا جسکی تعریف کرتے ہین پس یہ کلام انکا نہین ہے مگر تمسخر و استہزا تب ارشاد ہوا کہ اے صفی جانور سچ کہتے
ہین کہ درحقیقت کوئی جوہر خوشتر آب دیدہ سے پیدا نہین کیا گیا اور کوئی درشہوار خوبتر آب ندامت سے نہین بنایا گیا
ولنعم ما قیل ؎ گوہرے بس گران بہا اشک ست ٭ سبب آبروے ما اشک است ٭ گریہ مسکین کز ان ثمر یابی ٭ اشک
ریزی کہ نیک گہر یابی ٭ ابر تا گریہ در چمن نکند ٭ غنچہ ہم خندہ بر سمن نکند ٭ تیسری دعا یعنے شفیع گردانا حضرت خاتم
الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یا الٰہی بحق محمد علیہ السلام میری آمرزش کر ابن منذر نے حضرت امیر المومنین
علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس طرح دعا کی اللھم انی اسالک
بجاہ محمد عندک وکرامتہ علیک ان تغفر لی خطیئتی اسیوقت حضرت آدم و حوا کی زبان پر جاری ہوا ربنا ظلمنا انفسنا وان
لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین اور شرح دعا مین اسقدر زیادہ ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک
ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر اور بعضے اہل تحقیق کا یہ مسلک ہو کہ دعا کے کلمات کو اصل پر چھوڑنا چاہیے
جس طرح حضرت حق نے سربستہ فرمایا ہے فتلقے آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ہو التواب الرحیم یعنے سیکھ
لیے آدم نے بالہام اپنے رب سے کئی کلمے اور رحمت حق سے رجوع لائے پس قبول ہوئی توبہ اسو اسطے
کہ اللہ قبول کرنے والا ہے توبہ اپنے بندون کی اور مہربان ہو کہ بار بار گناہ بخشتا ہے اور حسن بصری و ابو سعید خدری
و مجاہد و عکرمہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہین کہ وہ کلمات سورۂ اعراف مین ہین یعنے ربنا ظلمنا الخ فائدہ طریق
توبہ کا یہ ہے کہ اول غسل کرے اور پاک کپڑے پہنے اور پڑھے جو اللہ نے فرض کیا ہو پھر اپنا منھ زمین پر رکھے
خلوت مین تاکہ سواے خدا کے کوئی اور نہ دیکھے پھر ڈالے خاک اپنے سر پر اور تھپیڑے منھ کو خاک مین کہ منھ اور
اعضا سب عزیز تر ہے اور بدل حزین اور آواز غمگین سے رووے اور ایک ایک گناہ کو یاد کرے جسقدر ہو سکے
اور اپنے نفس کو ملامت کرے اور کہے کیا نہین شرم کرتا ہو تو لازم ہے کہ توبہ کر اور رجوع ہو پروردگار کی طرف
کیا پسند کرتا ہے گرفتاری عذاب مین بلا شبہہ تو عاجز ہے اللہ کے غصہ و غضب سے نہ سہار سکیگا اسکے عذاب کو
پھر اٹھا دے اپنے ہاتھ اللہ کیطرف اور کہے الٰہی عبدک الآبق رجع الی بابک عبدک العاصی رجع الی الصلح
عبدک المذنب اتاک بالعذر فاعف عنی بجودک وتقبلنی بفضلک وانظر الی برحمتک اللھم اغفر لی ما سلف
من الذنوب واعصمنی فیما بقی من الاجل فان الخیر کلہ بیدک وانت بنا رؤف رحیم کذا ذکرہ الغزالی فی المنہاج اور وفاۃ
مین ہے کہ اگر خطا یا گناہ صادر ہو اور توبہ کیا چاہے تو آوے اور پھیلاوے دونون ہاتھ خدا کی طرف اور
کہے اللھم انی اتوب الیک من الذنوب لا ارجع الیہا ابدا پس اللہ بخشّے گا اسکو جب تک اس کام کو نہ کریگا
روایت کی حاکم نے اسی طرح اور طبرانی نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب

کہ تو با خیل و حشم بنی آدم پر ہر طرف سے ہجوم کر اور تمام مال و اولاد مین انکا شریک رہ کذا ذکرہ ابن ابی الدنیا
فی مکائد الشیطان اور اسی طرف اشارہ ہے سورۂ بنی اسرائیل مین قال اللہ تعالیٰ واستفزز من استطعت منہم
بصوتک واجلب علیہم بخیلک ورجلک وشارکہم فی الاموال والاولاد وعدہم وما یعدہم الشیطان الا غرورا یعنے
اور گھبرا اُن مین جسکو گھبرا سکے اپنی آواز سے اور پکار لا اُنپر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر اُن سے مال
اور اولاد مین اور وعدے دے انکو اور کچھ نہین وعدہ دیتا انکو شیطان مگر دغا بازی سو دیکھو مال مین شرکت
یہ ہے کہ بتون کی نیاز اپنے مال مین فرض سمجھتے ہین اور اولاد مین یہ کہ ایک کو بتاتے ہین فلانے کا بخشا اور دوسرے
کو فلانے نے بخشا اور محققین مفسرین سے لکھتے ہین کہ جب توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبول ہوئی تو ارشاد
ہوا کہ فاما یاتینکم منے ہدے فمن تبع ہداے فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون یعنے اگر آوے تمکو میری ہدایت
پس جو کہ پیروی کرے میری ہدایت کی پس کچھ ڈر نہین ہے اسپر اور نہ غم یہ سنکر ابلیس نے کہا یا آلہی تو نے
آدم کی اولاد کو کتاب و رسول و علم و جا ے بود و باش و طعام و شراب و آواز خورش وغیرہ عطا کی مجکو بھی عنایت
ہو ارشاد ہوا کہ کتاب وسم ہے یعنے گودنا کہ بدن مین سوئی سے نیلگون کرتے ہین اور قرآن تیرا شعر اور ر
رسول تیرے کاہن و برہمن اور علم تیرا سحر اور طعام تیرا مردار اور جس جانور پر وقت ذبح میرا نام نہ لیا جاے
اور شراب تیری شے مسکر مثل خمر و تاڑی و بھنگ و بوزہ و چرس و گانجہ اور مسکن و ماوا تیرا حمام اور کلام تیرا
جھوٹھا اور جھوٹھے قصے اور کہانیان اور موذن تیرے مزامیر و بربط اور مسجد تیری بازار اور آواز تیری جرس
اور سنکھ اور دام شکار تیرا بنی آدم کی عورتین ابلیس نے کہا اسقدر مجکو کافی و بس ہے اور امام احمد و بیہقی نے
سلمان فارسی سے و ابن عساکر نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ پس از قبول توبہ وحی ہوئی کہ چار باتین
تجکو اور تیری اولاد کو یاد رکھنا واجب ہین اول حق میرا جو تجھپر واجب و فرض ہو دوسرے تیرے حقوق جو مجھپر
ہون تیسرے وہ معاملہ جو درمیان میرے و تیرے ہے چوتھے معاملہ جو تیرے و خلق کے درمیان ہے پس اول
حق یہ ہے کہ تو میری عبادت مین کسی کو میرا شریک نہ کر اور دوسرا یہ کہ مین تیرے اعمال کی جزا تجھے دون تیسرا یہ کہ
تو میرا حکم جیسا چاہیے بجا لا اور مین جزاے عمل بے کم و کاست عطا کرون کہ ظلم و نقصان اس مین نہ ہو چوتھا یہ کہ اپنے
مر خود نہ لپسندی بر دیگران مپسند اور جس طرح کوئی تجھ سے کرے تو بھی اس سے ویسا ہی کر یعنے اگر احسان کرے
تو احسان کر بالجملہ بعد قبول التوبہ ہونے کے حضرت آدم علیہ السلام مع حوا ام البشر سراندیب مین تشریف لائے
اسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر آواز کی کہ اے حیوانات سواکن ارضی تمھارے رب نے اپنا خلیفہ
بھیجا ہے سو اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرو چنانچہ اس آواز سے اول جانوران بحری نے اپنا سر اُٹھایا اور
اطاعت قبول کی پھر جانور صحرائی حاضر ہوے اور آنحضرت آدم صفی کے گرد کھڑے ہوے تو حضرت نے
ایک ایک کو اپنے پاس بلایا اور سر و پشت پر دست مبارک پھیرا الغرض جس جانور پر دست شریف پہونچا
وہ جانور اہلی ہوا کہ معاش اُسکی آدمیون مین ہے جس طرح گھوڑا اونٹ گاے بکری کتا بلی اور جو حضرت کے

سے کہا کہ اب تمھاری آرزو کیا ہی کہا توبہ و مغفرت اسی مقام سے وہ مقام منٰی کہلایا **فائدہ** بیت المعمور حضرت
آدم علیہ السلام کی زندگی تک اس عالم مین رہا ہی پھر اٹھا لیا گیا تفسیر مدارک مین ہی کہ تیسرے یا چوتھے یا ساتوین
آسمان پر بمقابلہ کعبہ رکھا ہی اور ہر روزہ ستر ہزار فرشتے اسکا طواف کرتے ہین اور مشہور مین المورخین یہ ہے کہ تا
زمان طوفان بیت المعمور موجود تھا اور اسکی زیارت ہوتی تھی وقت طوفان فرشتون نے اٹھا لیا تاکہ آب عذاب
سے محفوظ رہے اور حجر اسود کو حضرت جبرئیلؑ نے جبل بوقبیس مین چھپا دیا اور ایک پہاڑ فلسطین سے لاکے
اُس مقام پر رکھا کذا فی الزاہدی و المدارک **فائدہ** خطیب و ابن عساکر حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے
روایت کرتے ہین کہ جب بظہور زلت حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو جسم آپ کا سیاہ ہوگیا
تھا قبول توبہ کے وقت ارشاد ہوا کہ تیرھوین چودھوین پندرھوین روزہ رکھو تاکہ رنگ بدن بحالت اصلیہ
آوے چنانچہ ایک روزے مین ایک حصہ بدلا اور دوسرے مین دو تیسرے مین کل بدن بحالت اصلیہ آگیا
پھر یہ روزے حضرت نوح یا حضرت موسیٰ علیہما السلام تک انکی اولاد پر فرض رہے تمھین کو ایام بیض بولتے ہین
استحباب انکا ہماری شریعت مین باقی ہی عرائس ثعلبی مین ہے کہ پہلے ایک جسم روشن و سفید و مضبوط تھا مانند ناخن کہ
اُسکا نمونہ انگلیون مین موجود ہی بعد صدور زلت سست و تاریک ہوگیا اور بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ حلہ بہشتی
جو حضرت آدم علیہ السلام پہنے تھے وہ بھی ان ناخنون کی شکل تھے کہ اب تک انگلیون کے سر پر موجود ہین اور
انکو انھین حلون کی یادگاری کے واسطے رکھا ہے کہ انکو حضرت آدم علیہ السلام دیکھکر روتے تھے کذا فی المدارک
معلوم ہوتا ہے کہ اسی سبب سے جب کوئی آدمی کسی خوشی سے ہنستا ہے اور نظر ناخنون پر پڑتی ہے تو ہنسی جاتی
رہتی ہے القصہ بعد قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام نے جناب الٰہی مین التماس کیا کہ یا الٰہی ابلیس سے مجھ سے
عداوت قاطبہ ہوئی ہے اگر میری اور میری اولاد کی اعانت و نصرت غیب سے نہوگی تو ہین اس سے طاقت
مقابلہ نہین رکھتا فرمایا تیری اولاد کے ساتھ ایک ایک فرشتہ مقرر کرونگا کہ وہ وسوسہ شیطان سے باز رکھیگا
حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ چاہتا ہون حکم ہوا کہ جزاے عمل بد ایک دونگا اور
جزاے نیکی دس حضرت آدم علیہ السلام نے کہا الٰہی اس سے بھی زیادہ اعانت درکار ہی ارشاد ہوا کہ در توبہ
استغفار مفتوح رکھونگا تا وقتیکہ روح باقی رہے یہ سنکر حضرت نے عرض کیا الٰہی یہ کافی و بس ہی جب حضرت
آدم علیہ السلام نے فراغت حاصل کی تو ابلیس نے کمال زاری و بیقراری سے عرض کیا کہ یا رب تیرا بندہ
آدم میرا دشمن ہی اسپر اور اسکی اولاد پر تو نے اس طرح کی عنایات و افضال فرمائی پھر مجکو ان کے اغوا
کی قدرت کس طرح ہوگی میری بھی اعانت ضرور ہے ارشاد ہوا کہ اولاد آدم کے ساتھ ایک ایک تیری
اولاد بھی پیدا کرونگا کہ مدت العمر اُسکے اغوا پر سرگرم رہے ابلیس نے کہا اس سے زیادہ مدد درکار ہے فرمایا
کہ تجکو اور تیری ذریت کو یہ قدرت و طاقت بخشونگا کہ رگ و پوست بنی آدم مین مثل خون دوڑا دین اور اُنکے
قلوب پر اپنا آستانہ جما دین ابلیس بولا کہ اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہون حکم ہوا کہ تجکو اجازت ہی

آدم علیہ السلام کی آسمان و جنت مین ابو محمد ہی اور زمین پر ابو البشر اور شریعت آپ کی خدا پرستی و صوم و صلوۃ و
زنان و حرمت خمر و خنزیر پر مشتمل تھی اکیس یا چالیس صحیفے انپر نازل ہوئے تھے اور جملہ صحائف حکمت طبعیہ
اور معرفت منافع و مضار ادویہ اور کیفیت تسخیر اجنہ اور علم حساب اور ہندسہ پر متضمن تھے اور منجملہ معجزات کے
ایک یہ معجزہ تھا کہ پتھر سے پانی نکلتا تھا دوسرا یہ کہ سنگ ریزے آپ کی نبوت پر گواہی دیتے تھے اور وحوش
و طیور و درندے آپ کے مطیع و فرمانبردار تھے کہ انکو اپنی اولاد کی ایذا دہی سے منع فرماتے تھے اور جنگل
انکے چلنے مین کم ہو جاتے تھے اور فن ہندسہ اور علم طب و موسیقی انھین کے زمانے مین ظاہر ہوئے
اور ایک معجزہ یہ تھا کہ جب گیہون زمین مین بوتے اُسی وقت درخت ہو جاتا اور خوشہ لاتا کہ حضرت آدم
علیہ السلام اسکو اپنے ہاتھ سے توڑ کر دیگ مین ڈالتے اور اپنے ہاتھ اسکے منہ پر رکھدیتے تو وہ بقدرت
الٰہی بلا آتش و آب پک جاتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اُسکو نکال کر کھاتے اور اپنے لڑکون کو کھلاتے کذا فی
عجائب المخلوقات اخبار الدول مین ہو کہ درخت اور پتھر حضرت آدم علیہ السلام کے ہمراہ چلتے تھے اور آگ
ہاتھ مین لیتے تھے مگر ہاتھ نہ جلتا تھا **تنبیہ** اس قصے مین چند نکتے ضروری البیان ہین اول یہ کہ اللہ جل جلالہ
نے سکونت بہشت کو بالاصالۃ حضرت آدم علیہ السلام کے حق مین فرمایا اور حوا کو تابع اُنکے کیا چنانچہ ارشاد ہوا
اسکن انت وزوجک الجنۃ اور میوہ کھانے مین دونون کو بالاصالۃ حکم دیا کہ وکلا منہا رغدا حیث شئتما
اور منع قربت شجرہ مین دونون کو خطاب فرمایا کہ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین اسمین یہ نکتہ ہو کہ تعین
مکان سکونت مرد کے اختیار مین ہوتا ہے عورت کو کچھ اسمین دخل نہین جہان چاہے وہان لیجاوے اور
کھانے پینے اور پرہیز کرنے مین دونون برابر ہین کوئی تابع دوسرے کا نہین ہوتا ہے دوسرے یہ کہ توبہ
کرنے مین حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہے کہ فتاب علیہ انہ ہو التواب الرحیم اور حضرت حوا کا کہین ذکر نہین
اسمین یہ نکتہ ہے کہ حوا کی توبہ آدم علیہ السلام کی توبہ مین مندرج تھی اسواسطے کہ عورتین اکثر امور مین تابع
مردون کی ہوتی ہین اور یہ بھی ہے کہ حال عورتون کا مقتضی ہے پوشیدگی کا پس سکوت انکے ذکر سے اولی ہو بلکہ اسی
سبب سے اکثر جگہ قرآن اور حدیث مین ذکر عورتون کا مستور رہنے پوشیدہ ہے تیسرے یہ ہو کہ لا تقربا نہی ہے اور نہی دو
طریق سے وارد ہوتی ہے اول بطریق تحریم شرعی کہ اسکے ارتکاب مین مضرت دینی ہوتی ہے دوسرے ارشادی کہ
کہ پرہیز اور احتیاط مضرات دنیوی پر مشعر ہوتی ہے سو پہلے طریق مین خلاف کرنا موجب گناہ ہوتا ہو اور مرتکب
اسکا محتاج توبہ و استغفار ہوتا ہے اور دوسرے مین کچھ لازم نہین آتا ہو بلکہ ترک اولی اور خلاف مصلحت لازم آتا ہے
سو یہ نہی کس قبیل سے تھی آیا قسم اول سے یا قسم ثانی سے بعضے کہتے ہین کہ دوسری قسم سے تھی لیکن صحیح یہ ہے
کہ پہلی قسم سے تھی کیونکہ لا تقربا نزدیک ہونے سے منع کرتا ہے چہ جاے اکل اور اسقدر تاکید پرہیز اور احتیاط
مین نہین ہوتی ہے ولہذا اس صیغہ کو محرمات شدیدہ مین استعمال کرتے ہین جسطرح لا تقربوا الزنا و لا تقربوا مال
الیتیم اور لفظ فتکونا من الظالمین بھی موید اس قول کا ہے علی ہذا اخراج بہشت اور گریہ اور زاری حضرت

(حاشیہ: بیان شریعت و صحف — معجزات آدم — بیان نکات — نکتہ دوم — نکتہ سوم — تفہیم نہی)

پاس نہین آیا اور اسپر دست مبارک نہین پہونچا وہ وحشی ہوکر بنی آدم سے بھاگتا اور نفرت کرتا ہے مانند نیل گاو و خرگوش و ہرن و بھیڑیا و شیر و چیتا و گنیڈا وغیرہ بعد ازان حضرت آدم نے زراعت شروع کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام حراث تھے یعنے زراعت مین مشغول رہتے تھے اسی طرح اکثر انبیا اہل حرفہ ہوے ہین چنانچہ حضرت ادریسؑ خیاطی کرتے تھے اور حضرت ہود و صالح علیہما السلام تجارت کرتے تھے اور حضرت ابراہیم و لوط علیہما السلام زراعت کرتے تھے اور حضرت شعیب صاحب مواشی تھے کہ اسی کے دودھ دہی پشم و صوف سے اوقات بسری فرماتے تھے اور حضرت موسٰے علیہ السلام شبانی بکریون کی کرتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام خواص تھے یعنے درختون کے پتون سے زنبیل و بوریا و بادکش بناکر بیچتے تھے باوجودیکہ تمام روے زمین کے مالک تھے مگر بلا کسب نہین کھاتے تھے اور ہر مہینے مین نو روزے رکھتے تھے تین دن شروع مین اور تین روز وسط مین اور تین روز سے آخر مین اور باوصف اس زہد و ریاضت کے طاقت بشری ایسی تھی کہ سات سو کنیز اور تین سو منکوحہ سے ہم بستر رہتے تھے اور حضرت خاتم انبیا سردار اصفیا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرفت جہاد تھی اور اللہ جل جلالہ نے رزق آپ کا سایہ نیزہ کے تلے رکھا تھا اور مسند فردوس مین حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اول جامہ بافی حضرت آدم علیہ السلام سے جاری ہوئی اور اہل تاریخ نے کیفیت وقوع اسکی یون لکھی ہی کہ اللہ صاحب نے ایک دنبہ جنت سے بھیجا اور ارشاد کیا کہ اسکو ذبح کرو سو حضرت آدم علیہ السلام نے اسکو ذبح کیا اور اسکی پشم کو لیکر حضرت حوا نے کاتا اور حضرت آدم علیہ السلام نے بنا پھر اپنے واسطے ایک پیراہن اور حوا کے واسطے اوڑھنی تیار کی اور دونون اوڑھکر متمتع ہوے اسی دن سے جمعہ نام ہوا اور بعضے لکھتے ہین کہ ایک روز حضرت جبرئیل امین تشریف لائے اور حضرت آدم علیہ السلام سے حال پوچھا آپ نے بر سبیل حکایت نہ براہ شکایت اپنی عریانی کا حال ظاہر کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حق تعالی سے عرض کیا تب انکے واسطے دو جوڑے بھینس کے اور دو بکری کے اور دو گاے کے بہشت سے آئے اور انسے بچے ہوئے پھر انکے ذبح کا حکم ہوا تب حضرت آدم علیہ السلام نے ایک کو ذبح کیا اور اسکی پشم سے سوت کتوایا بہر تقدیر پہننا لباس کا بعد ملاقات حضرت حوا کے معلوم ہوتا ہی لیکن ممکن ہی کہ پشم لیکر حضرت جبرئیل السلام نے حضرت حوا کو پہونچایا ہو اور ابو الشیخ نے قتادہ سے نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تمام عمر آب باران پیا زمین کا پانی نہین پیا اور ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی ہی کہ اشرفی و روپیہ کا رواج اول حضرت آدم علیہ السلام نے دیا ہے اور کعب احبار سے روایت ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام جبل ہند سے چالیس مرتبہ پیادہ پا حج کیواسطے تشریف فرما مکہ معظمہ ہوے ہین اور تاریخ طبری مین ہے کہ ہر سال حج کیواسطے جاتے تھے اور پھر جبل ہند پہ تشریف لاتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سراندیب مین گھر بنایا تھا اور توطن اختیار کیا تھا فائدہ کنیت حضرت

ذکر انبیا علیہم السلام اہل حرفہ ہوے ہین

مین انسے پوچھون کہ ہمکو اور آپ کو کسواسطے بہشت سے نکال کر دار بلا مین ڈالا ہے حق تعالی نے ملاقات کرا دی تب
حضرت موسے علیہ السلام نے بطریق اعتراض کہا کہ تم وہی آدم ہو کہ اللہ نے تم مین روح خاص اپنی
پھونکی اور ہر چیز کے نام تمکو بتلائے اور فرشتون کو تمہارے سجدے کا حکم دیا اور بہشت مین تمکو رکھا حضرت
آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہان مین وہی آدم ہون تب حضرت موسیٰ نے کہا تمکو کیا سبب ایسا واقع ہوا
کہ آپ کو اور ہمکو بہشت سے نکال کر زمین پر ڈالدیا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کون ہو جواب دیا کہ
مین موسے ہون حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو وہی موسے ہے کہ اللہ نے تجھ سے کلام کیا اور تجکو رسول
بنایا اور مرتبۂ مناجات مین ممتاز کیا اور توریت عطا کی حضرت موسے علیہ السلام نے کہا ہان مین وہی موسے
ہون حضرت آدم علیہ السلام نے کہا سچ کہو توریت میری خلقت سے کتنی مدت پہلے لکھی گئی تھی حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے کہا دو ہزار سال پیشتر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا آیا توریت مین موجود ہے وعصے آدم ربہ فغوی
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہان موجود تھا تب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر مجکو کیون ملامت
کرتے ہو اس امر پر جو قبل میری خلقت سے دو ہزار برس پیشتر لکھا گیا اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام غالب آئے موسے علیہ السلام پر اور حضرت موسے علیہ السلام ساکت
ہوے یہ بعینہ ترجمہ صحیح بخاری کی حدیث کا ہے تنبیہ قصہ حضرت موسے و آدم علیہما السلام مین عوام الناس
کو ایک بڑا شبہہ ہوتا ہے کہ اگر اس قسم کی گفتگو صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ ہر ایک بدکار ناصح کو ساکت کر دے اور باب
امر بالمعروف ونہی عن المنکر مطلقا مسدود ہوجاے کس لیے کہ جو امر شدنی نیک و بد سے ہے قبل پیدایش سے
لکھدیا ہے اور تقدیر نیکی و بدی موجب مجبوری و صدور اس فعل مین نہین ہے بلکہ تقدیر تابع وقوع کی ہے جو واقع ہوتا ہے
مقدر کیا ہے خواہ باختیار ہو یا بلا اختیار جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ تھی کہ حضرت
آدم علیہ السلام گناہ سے انکار کرین اسلیے کہ تکلیف کا وقت وقت انکار ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اسوقت
مین نہ مکلف تھے نہ مرتکب گناہ اور نہ راضی بر گناہ صادر شدہ اور نہ عزم اپنا اسپر رکھتے تھے اور وجوہ انکار انھین
امور مین منحصر ہے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غرض اس سوال سے محض تفسیر تھی کہ تم سے یہ گناہ کسطرح صادر
ہوا سو حضرت آدم علیہ السلام نے اس سوال تفسیری کو تقدیر پر چھوڑ کر دفع کیا اور یہی ہے طریقہ شریعت محمدیہ علی
صاحبہا الصلوۃ والسلام کا کہ تائب کو گناہ شدہ سے پھر تعبیر کرنا عصیان نہ چاہیے بلکہ جو گناہ اس سے صادر
ہوچکا ہے تقدیر پر حوالہ کرے اور ظاہر ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اوقات تکلیف مین ہین نہ بعد از موت اور بھی سرزنش
و تعبیر لائق اس گنہگار کے ہوتی ہے کہ اُسنے گناہ و ندامت و خجالت حاصل نہ کی ہو اور اگر مقدور رہا وے پھر مرتکب
اُس گناہ کا ہو اور جہان کوئی امر ایسا متحقق نہین تو تعبیر و سرزنش اُسکی خطا ہے کیونکہ جب وہ خود نادم و شرمندہ ہے
تو پھر غیرت دلانے سے کیا فائدہ اور سرزنش و تفضیح سے کیا نفع حضرت قدوۃ المحققین عمدۃ المحدثین استاذ الاستاذ مولانا
عبد العزیز الدہلوی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین کہ ایک عارف سے سماعت مین آیا کہ زلات انبیا علیہم السلام

آدم علیہ السلام کا خوف سے اور تلقین توبہ اور لفظ فتاب علیہ اسپر دلیل قوی ہے چوتھے یہ کہ جب کھانا درخت ممنوع کا
موافق قول ارجح کی معصیت ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام سے وقوع معصیت لازم آیا اور یہ برخلاف عصمت
ہے اسواسطے بعضے مفسرین کہتے ہین کہ یہ معصیت قبل از نبوت صادر ہوئی ہے اسواسطے کہ بعد نزول
زمین کے حضرت آدم کو مرتبہ نبوت حاصل ہوا ہے لیکن یہ جواب قوی نہین ہے اسواسطے کہ حضرت آدم کو مرتبہ
نبوت بمجرد پیدایش کے حاصل تھا باین دلیل کہ تعلیم اشیاء بلا واسطہ ہوئی اور فرشتون کو سجدہ کا حکم ہوا اور
طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے ابوداود سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالی
نے اسکن انت وزوجک الجنۃ فرمایا تھا تب حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے ولہذا اکثر محققین کہتے ہین کہ ارتکاب
اس معصیت کا حضرت آدم علیہ السلام سے بطریق زلت واقع ہوا ہے اور زلت کے یہ معنے ہین
کہ ایک شخص امر مباح یا طاعت کا قصد کرے اور بسبب غفلت اور بے احتیاطی کے خلاف شرع اس سے
ظاہر ہو جاے پس صورت اس عمل کی صورت معصیت ہو اور معنے اسکے معنے طاعت یا مباح کے ہین سو
حضرت آدم علیہ السلام کو بسبب قسم کھانے ابلیس کے ایسا معلوم ہوا کہ مجھکو اس درخت کے کھانے سے
واسطے خلافت زمین کے منع کیا ہے اور بر تقدیر کھانے کے اور ہی مرتبہ بالاتر اس سے حاصل ہوگا اس سبب سے
اقدام کیا جب لباس اور زیور بہشتی اُنسے اُتر گیا تب واقف ہوے کہ یہ فہم میرا خطا تھا اسواسطے توبہ استغفار
مین کوشش کرنے لگے اور یہ بھی شان کاملین کی ہے کہ تھوڑے گناہ کو بہت بڑا جانتے ہین اور ترک اولی
یا بے احتیاطی کو خطا سمجھکر جزع وفزع کرتے ہین پانچوین یہ ہے کہ سورۂ اعراف مین مذکور ہے کہ شیطان کو بمجرد
انکار سجدے کے بہشت سے نکال دیا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت مین داخل کیا اس کسطرح شیطان
بہشت مین پہونچا اور اسنے حضرت آدم علیہ السلام کو وسوسے مین ڈالا اور درخت ممنوع کے کھانے مین دلیر کر دیا
جواب اسکا اس قصے مین ہو چکا ہے کہ بوساطت مار اور طاؤس کے لعین وہان پہونچا لیکن اہل اسرار در تحقیق
یون فرماتے ہین کہ شیطان کمال کوشش اور سعی کرتا ہے کہ آدمی کو نیکی سے دور رکھے اور ضلالت مین ڈالے
مگر اسکو یہ مطلب حاصل نہین ہوتا ہے جب تک کہ قوت شہویہ اور غضبیہ اپنے اختیار مین نہ کرے اور یہ دونون قوتین
نفس آدمی پر غالب ہین طاؤس مظہر ہے قوت شہویہ کا اور سانپ مخزن ہے قوت غضبیہ کا جیسا کہ شیطان سبب
ہے قوت وہمیہ کا اور ازبس کہ تسلط شہوات بیشتر خارج بدن سے ہے اور تسلط غضب داخل بدن سے پس صورت
وسوسۂ شیطان نے اسطرح ظہور پکڑا کہ طاؤس کو باہر سے بھیجا اور سانپ کو دیوار بہشت پر سے آنیکا وسیلہ
گردانا تاکہ اشارہ ہو کہ قوت غضبیہ افق روحانی اور حیز قلبی سے اقرب ہے نہ بسبب قوت شہویہ کے چنانچہ حکیم سنائی
اشارہ کرتے ہین ؎ خشم و شہوت مار و طاؤس اند در ترکیب تو ؛ دیو را این پایمرد و نفس را این دستیار
حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت
موسی علیہ السلام نے جناب رب العزت مین درخواست کی کہ بارخدایا مجھسے اور آدم سے ملاقات کرادے تو

اور اقلیما اور ہابیل اور لبوذا مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ جب زمین پر حضرت آدم اور حوا علیہما السلام سو
برس بعد ملے تب قابیل با اقلیما پیدا ہوے پھر ہابیل مع لبوذا پیدا ہوے اور نزدیک محمد اسحق کے قبل صدور
زلت بہشت ہی مین قابیل اور اقلیما ظاہر ہوئے تھے اور کچھ رنج والم نہ ہوا بلکہ خون نفاس بھی نظر نہ پڑا تھا اور
جب زمین پر آگئے تو ہابیل مع لبوذا ہوے اور درد زہ کی تکلیف ہوئی اور نفاس مین تخفیف نہوئی اور تفسیر
زاہدی مین ہو کہ جمیع اولاد آدم علیہ السلام کی صلبی توام ہوئی ہو مگر حضرت شیث اور کلبی سے روایت ہو کہ فصل بین الحملین
دو برس کا ہوتا تھا فائدہ تفسیر حسینی مین بقول ضعیف لکھا ہے کہ جب حضرت حوا کے آثار حمل ظاہر ہوے تو
شیطان نے حوا کو بصورت مجہول آکر ڈرایا کہ تیرے پیٹ مین کوئی بلا ہو حضرت آدم علیہ السلام نے بھی سنا دونون غمناک
دعا مین مشغول ہوے تب اسنے کہا کہ تم غمگین نہو مین اسم اعظم جانتا ہون دعا کرونگا یہ بلا بدل جائیگی اور تم سا بشر پیدا
ہوگا بشرطیکہ نام عبدالحارث رکھو اور نام ابلیس کا فرشتون مین حارث تھا جب بیٹا ہوا تو عبدالحارث نام رکھا
شاید اسی کا اشارہ سورۂ اعراف مین ہو فلما تغشٰہا حملت حملا خفیفا فمرت بہ فلما اثقلت دعوا اللہ ربہما لئن آتیتنا
صالحا لنکونن من الشاکرین فلما اتاہما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما اتاہما فتعالی اللہ عما یشرکون یعنے جب مرد نے
عورت کو ڈھانپا حمل رہا ہلکا سا پھر چلتی گئی اس سے پھر جب بوجھل ہوئی دونون نے پکارا اللہ اپنے رب کو گر
تو بخشے چنگا بھلا تو ہم شکر کرین پھر جب دیا انکو چنگا بھلا ٹھہرالیئے اسکے شریک اسکی بخشی چیز مین سو اللہ اوپر ہے
انکے شریک بنانے سے پس اس حکایت سے جو تفسیر حسینی مین بقول ضعیف کے لکھی ہے پیغمبرون سے شرک ثابت ہوتا
ہو اور حل اس شبہہ کا یہ ہو کہ اولا یہ قصہ غلط ہے اور یہ روایت ضعیف ہے مفسرین کا اسپر اتفاق نہین اور
ظاہر ہے کہ آیۃ مین ایک مرد و عورت کا مذکور ہے نہ کہ آدم اور حوا کا گو اول ذکر انکا ہو چکا ہے ثانیا بر تقدیر تسلیم یہ
کہہ سکتے ہین کہ جو کچھ بنی آدم مین مقدر کیا تھا وہ حضرت آدم علیہ السلام مین ظاہر ہوا اسمین وہ نمونہ تقدیر تھا
کہ اولاد کے گناہ ان مین نظر آئے جسطرح آئینہ مین صورت نظر آتی ہو چنانچہ نفس کی خواہش اور حکم الٰہی کا وجوبی نہ
سمجھنا اور بات کہکر بھول جانا اور دیگر منکر ہونا یہ سب اولاد کی باوضاع اسمین نظر پڑچکی ثالثا تفسیر بیضاوی اور
کشاف مین لکھا ہے کہ یہ آیت قصی بن کلاب کی شان مین وارد ہے یعنے جب اسنے عورت قریشیہ عربیہ سے نکاح کیا تو باہم
یہ شرط کی کہ اگر لڑکا شائستہ پیدا ہوگا تو خدا کا شکر کرینگے سو اللہ نے چار بیٹے عنایت کیے انھون نے ناشکری کی اور
خدا کا شریک پیدا کیا اور عبدالعزیٰ اور عبد مناف اور عبد قصی اور عبدالدار نام رکھا بالجملہ اہل تفسیر کو شان نزول اس
آیت مین اختلاف ہو بعض کے نزدیک حضرت آدم اور حوا نے فریب کھایا اور سہواً نہ عمداً اور قصداً مصدر شرک
فی الاسم ہوے یعنے لفظ عبداللہ کے مقام مین عبدالحارث نام رکھدیا اور اگر یہ سمجھے ہون کہ حارث خدا کا نام ہے
تو بھی عیب نہین اور بعض نے کہا یہ خطاب بنی آدم سے ہو یہ قول عکرمہ اور اسکے توابع کا ہے اور بعض کے نزدیک
مخاطب قصی بن کلاب ہو اور اسکی عورت یہ قول ابن کیسان اور اسکے توابع کا ہے اور بعض کہتے ہین کہ نسبت
شرک آدم و حوا سے بطریق مجاز ہے اور مراد انکی اولاد ہے اور تحقیق یہ ہے کہ محاورۂ اہل عرب یون جاری ہے کہ اولاد

حل شبہہ

ہر چند کہ صورت مین ہمرنگ گناہ ہوتے ہین لیکن معنے مین حکمت و اسرار چھپے ہین اپس غیرت دلانا و سرزنش کرنا اسی
شخص کا کام ہی جو اسرار الٰہی سے واقف نہین نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لہذا حضرت آدم علیہ السلام نے
انکے مدائح و اوصاف بیان کرکے یہ الزام دیا کہ اتلومنی علی امر قد قدر من قبل ان اخلق اور حاصل کلام حضرت
کیا ملامت کرتا ہے مجھکو اس بات پر جو مقرر ہو چکی تھی قبل میرے پیدا ہونے سے ۱۲
آدم علیہ السلام کا یہ ہی کہ تم سا شخص کہ مراتب عرفان کے مرتبہ اقصیٰ کو پہونچا ہو اس سے نہایت بعید ہے کہ اس
زلت سراسر حکمت کو مجھسے نسبت کرے اور فعل حکیم سے کہ سراسر حکمت تھا غافل ہو جاوے معلوم کرو کہ خلقت
میری خلافت زمین اور جریان کن فکن کے لیے ہوئی اگر مین مرتکب احکام اس گناہ کا نہوتا تو یہ کارخانہ کس طرح
صورت پکڑتا و نعم ما قیل سے کار پاکان را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ۔ اور حضرت موسیٰ
علیہ السلام پر اس جنس کے مواخذات اکثر ہین مگر یہ بھی مقتضائے کمال معرفت و ایقان ہی نہ دلیل نقصان عرفان
ازانجملہ تین حکایتین حضرت خضر علیہ السلام کی ہین کہ آخر سورۂ کہف مین مذکور و موجود ہین اور اس کتاب مین بھی
انشاء اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے مین بالتفصیل مذکور ہونگی **فائدہ** مشہور مورخین مین یہ ہی کہ جب حضرت
علیہ السلام زمین پر تشریف لائے ہین تو قد مبارک انکا اتنا بلند تھا کہ جب پہاڑ پر جاتے تو تسبیح ملائکہ سنتے اللہ تعالےٰ
نے ساٹھ گز کا کر دیا مگر یہ سخن مخالف ظاہر حدیث صحیح بخاری کے ہی جو کہ حضرت ابو ہریرہ نے روایت کی ہی خلق اللہ
آدم وطولہ ستون ذراعًا یعنے اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور قد شریف انکا طول مین ساٹھ ہاتھ
کا تھا شراح حدیث کو اختلاف ہی کہ ذراع سے ذراع آدم مراد ہے یا ذراع متعارف بعض قائل باول
ہین اور بعض مائل بثانی مگر قول اول ارجح ہے کذا فی فتح الباری صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم کو اور اُسکا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پھر خدا نے
کہا آدم سے کہ جا ان فرشتون کو سلام کر پھر سن کیا جواب دیتے ہین کہ وہی سوال و جواب تیرا اور تیری اولاد
کا ہے آدم نے فرشتون سے کہا کہ السلام علیکم فرشتون نے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرشتون نے
رحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کیا اور جو کوئی بہشت مین داخل ہوگا آدم کی صورت ہوگا یعنے ساٹھ ہاتھ کا قد ہوگا حضرت
نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگون کے قد کم ہوتے گئے اب تک یعنے حضرت آدم سے جتنا زمانہ بعید ہوتا گیا آدمیون کے قد
بھی گھٹتے گئے بہشت مین سب برابر ہوجا ئینگے ہر چند ساٹھ ہاتھ کا قد اسوقت خوشنما نہین کیونکہ ہمارے قد چھوٹے
ہین مگر بہشت مین خوشنما ہونگے اسلیے کہ سب برابر ہوجا ئینگے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ السلام علیک کرنا اور
جواب مین وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کہنا حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہی جو سلام علیک چھوڑکر بندگی اور
مجرا یا آداب یا کورنش کرتے ہین در حقیقت ناخلف ہین اسلیے کہ آنسے اپنے خاندان کی راہ چھوڑی کذا فی
ترجمہ مشارق الانوار بالجملہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہند مین قیام فرمایا اور اولاد ہونے لگی معالم مین ہی کہ دستور
پیدائش یون قرار پایا کہ حضرت حوا ایک بیٹا دوسری بیٹی بطن واحد مین جننے لگین کہ بیس بار مین چالیس اولاد
ہوگئی اول قابیل مع اقلیمیا بالکسر بلا ہمزہ پیدا ہوئے اور آخر عبد المغیث توام امۃ المغیث اور مقام تولد قابیل

قد آدم علیہ السلام

قربانی کو کہ ایک بکری بہت اچھی تھی اٹھا لے گئی اور قابیل ناحق شناس کی قربانی کو جو ایک دستہ گندم بلا دانہ تھا
نہ لے گئی تب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا ای قابیل تو نے دیکھا خبردار ہو کہ اقلیما ہابیل کا حق ہے اور
اسی کی روزی حلال ہی تجکو تعرض کرنا نہین جائز اس بات سے آتش حسد قابیل کے دل مین بھڑکی اور درد
حسرت نے چشم بصیرت کو تیرہ و تاریک کر دیا تو کہنے لگا واللہ اے ہابیل تجھے مار ڈالونگا اسلیے کہ تیری قربانی مقبول
ہوئی اور میری مردود ہابیل نے کہا پرہیزگارون کی قربانی خلوص نیت سے قبول ہوتی ہی اگر تو ہاتھ چلاویگا مجھے مارنیکو
مین ہاتھ نہ چلاؤنگا تجھے مارنیکو مین اللہ سے ڈرتا ہون کہ وہ سارے جہان کا صاحب ہے مین چاہتا ہون کہ
تیرے گناہ عمر کے ثابت رہین اور میرے خون کا گناہ اور چڑھے اور میری عمر کے گناہ اتر ین سبحان اللہ وبحمدہ اگرچہ ہابیل
قابیل سے زور مین دونا تھا لیکن اُسنے خوف رب العالمین سے تسلیم و رضا کا شیوہ اختیار کیا اور بسبب حق
برادری کے کہا کہ تو اگر ماریگا تو مین نہ مارونگا مگر قابیل نے بشرارت نفسانی ارادۂ قتل مین مضبوطی پیدا کی اور فکر
مین پڑا کہ جب موقع ملے مارون الا طریق قتل مین متحیر تھا کیونکہ اسوقت تک کہین یہ معاملہ واقع نہ ہوا تھا ایک روز
ابلیس پر تلبیس علیہ اللعن والعذاب بصورت انسان آیا اور ایک مارخوار مرغ ہاتھ مین لایا اور اسکو ایک پتھر پر رکھکر
دوسرے پتھر سے کچل ڈالا قابیل نے یہ طریق اپنے ذہن مین محفوظ رکھا یہان تک کہ ایک روز ہابیل جنگل سے
سیر کر کے آیا اور درخت بید کے نیچے لیٹ کر سو گیا قابیل ایسے وقت کی راہ دیکھتا تھا سو اُسنے ایک
سنگ گران ایکبار سر ہابیل پہ مارا کہ سر پھٹ گیا بعض کہتے ہین کہ پیشتر درخت بید ثمردار تھا اسی دن سے اُسمین ثمر
نہین لگتا بعضے کہتے ہین کہ عمر ہابیل کی بیس برس کی ہوئی بالجملہ جب یہ واقعہ ہو گیا تو اب قابیل متحیر ہوا کہ لاش
ہابیل کو کیا کرے دفن وضع تدفین سے واقف نہ تھا ناچار اپنے کندھون پر لیے پھرتا رہا بعضون کے نزدیک چالیس دن
اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک برس کہ اس عرصہ مین نہایت پریشان و تنگدل ہوا اور روز بروز
پرندون نے غلبہ کیا تب خداوند عالم نے ایک کوا بھیجا اُسنے اپنی چونچ سے زمین کریدی اور ایک کوا مردہ اُسمین
چھپا دیا پھر قابیل نے لاش ہابیل سے یہی معاملہ کیا اور سبب یہ ہوا کہ اس سے پیشتر کوئی انسان مرا نہ تھا اور کوئی
نہ جانتا تھا کہ بدن مردے کا کیا کرنا چاہیے قابیل نے خیال کیا کہ اگر بدن ہابیل کا پڑا رہیگا تو مجکو لوگ گرفتار کرینگے
ناچار پوٹ باندھے پھرتا رہا جب کوے نے یہ معاملہ کیا تو اُسنے ایک بھائی کی خیرخواہی دوسرے بھائی کے حق مین
دیکھی اور پشیمان ہو کے کہنے لگا کہ افسوس مجھسے یہ بھی نہو سکا کہ ہون برابر اس کوے کے پھر چھپاؤن عیب اپنے
برادر کا اور یہ احوال اللہ صاحب نے سورۂ مائدہ مین مفصل نازل فرمایا اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کو ارشاد ہوا کہ یہ قصہ اہل کتاب کو سناؤ کہ تم حسد نہ کرو کیونکہ حاسد مردود ہوتا ہے دیکھو ہابیل کمال نیاز سے اچھی
سی بکری قربانی کو لایا اور غیب سے آتش بے دود نے آکر کھایا اور قابیل ایک دستہ گندم ناقص لیکے گیا
آگ نے قبول نہ کیا تب حسد مین گرفتار ہوا کہ اپنے بھائی کو مار ڈالا اگرچہ ہابیل کو قابیل کے مارنے مین زحمت
تھی مگر ہابیل نے بطمع درجۂ شہادت مارنے سے انکار کیا کہ مین نہ مارونگا اور یہ بھی خیال کرو کہ ہابیل جو پیغمبر تھا

کو دفائع اجداد سے اور اجداد کو سوانح اولاد سے نسبت کرتے ہین چنانچہ کلام ربانی مین بھی ایسا محاورہ واقع ہی
سورۂ بقرہ مین اکثر جس طرح ثم اتخذتم العجل اور یسومونکم سوء العذاب او یذبحون ابناءکم حالانکہ یہ تینون واقعے
بنی اسرائیل کے اجداد کے ہین اسیطرح اور آیات بھی ہین اور کاتب کے نزدیک سچ تو یہ ہی کہ قرآن شریف اس امر
کو ارشاد فرماتا ہی کہ مراد اس سے شرک اولاد ہی کیونکہ اللہ صاحب جعلا لہ شرکاء فرماتے ہین بلفظ جمع اور اگر قصہ
حارث مراد ہوتا تو جعلا لہ شریکا نازل ہوتا کیونکہ اس قصے مین ایک شریک سے زیادہ نہ تھا پھر شرکا کہان سے
کو دتے ہے اور مابعد اس کلام کا بھی اسی پر دال ہی فتعالی اللہ عما یشرکون اسلیے کہ اگر شرک آدم و حوا مراد ہوتا تو
ارشاد ہوتا فتعالی اللہ عما یشرکان اور اگر فرض کیا جاسے کہ یہ قصہ صحیح ہے تو ہرگز کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ حضرت
آدم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ یہ شیطان ہی اور نام اسکا آسمان مین حارث ہی بلکہ الفاظ حکایت مذکورہ سے واضح
ہوتا ہے کہ نام شیطان کا زمین مین حارث نہ تھا بس ممکن ہے کہ جب وہ مردود بہ تبدیل صورت بنا بر فریب ہی آیا
اور یہ کہا کہ عبد الحارث نام رکھنا تو حضرت آدم علیہ السلام نے جانا ہو کہ یہ نام خدا کا ہی لہذا عبد الحارث رکھد یا
قطع نظر اس سے عبد کی لفظ کئی معنون مین مستعمل ہی ایک معنے مملوک از روے خلق دوسرے مملوک بملک
تیسرے معنے نیازمند و حاجت روا و منت پذیر اہل عرب بولتے ہین فلان عبد الضیف یعنے حاجت روا
مہمان اور الانسان عبید الاحسان یعنے انسان منت پذیر اہل احسان ہی اور شاگرد کبھی اپنے استاد سے کہتا ہی
انا عبدک یعنے مین تیرا نیازمند ہون پس معنی اول سواے خدا کے دوسرے کی نسبت تصور کرنا عین شرک ہی
نہ اور معنے اور ظاہر ہے کہ حضرت آدم اور حوا نے شیطان کو بہ تبدیل صورت از قسم خواص جانا اور نام بیٹے کا عبد الحارث
رکھا یعنے نیازمند حارث اور منت پذیر حارث تو کیا قباحت ہوئی اور عتاب جو ہوا سو ترک آداب پر ہوا اور یہ عتاب
ترک ادب پر پیغمبرون سے موجب نقصان نہین بالجملہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے اولاد ہوئی تو شریعت بفرمودت
یہ جاری ہوئی کہ آنجناب ایک بطن کے مرد کو دوسرے بطن کی عورت سے نکاح کر دیتے تھے چنانچہ اقلیما کہ
خوبصورت تھی اور قابیل سے توام پیدا ہوئی تھی ہابیل کے واسطے تجویز کی اور لیوذا خواہ ہوذا جو کریہ منظر تھی قابیل
کے لیے ٹھہرائی قابیل نے کہا مین اقلیما کو لونگا حضرت آدم نے فرمایا جو حکم الٰہی ہوا ہے مین اسکو بجا لاتا ہون تو
اسے قبول کر قابیل نے کہا مین نہین مانتا تم ہابیل کو زیادہ پیار کرتے ہو اس باعث سے یہ بات کہتے
ہو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم دونون قربانی کرو جس کی قربانی قبول ہو وہ اقلیما کو پاوے چنانچہ
ہابیل ایک بکری نہایت اچھی لایا اور پہاڑ پر چھوڑ گیا اور کہا کہ اگر میری قربانی قبول نہوگی تو مین اقلیما کو نہ لونگا
اور قابیل زراعت پیشہ تھا وہ ایک دستہ گیہون کا لایا کم دانہ اور اسکو پہاڑ پر رکھکر یہ عہد کیا کہ میری قربانی
قبول ہو یا نہ ہو اقلیما کو ضرور لے لونگا اور اس زمانہ مین یہ دستور تھا کہ قربانی رکھدیتے تھے آگ اسے
لیجاتی تھی اسی سے دریافت ہوتا تھا کہ فلان شخص کی قربانی قبول ہوئی سو اس معرکہ مین یہ ہوا کہ جب قابیل
اور ہابیل اپنی اپنی قربانیان رکھ آئے تو ایک آتش بلا دود آسمان سے نازل ہوئی اور ہابیل حق شناس کی

بیان معنی عبد

قصہ ہابیل و قابیل

کو ایسا غم والم وا منگیر ہوا کہ پانسو برس تک نہین ہنسے اور ایک روایت ہو کہ وہ برس تک قبر ہابیل پر قیام پذیر رہے اور ایک مرثیہ بھی نظم فرمایا گویا مضمون یہ تھا ؎ آہ حزنے کاندرین لوح و درنگ ؛ حرف ثابت شد بسان نقش سنگ ؛ از ہمان غم ہر غم عالم بود ؛ آدم غمہا غم آدم بود ؛ بالجملہ حضرت آدم وحوا کو شدت غم و رنج کی اسوقت تک رہی جب تک حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ صاحب کیطرف سے پیغام دیا کہ یہ نعم البدل تمکو عنایت ہوا ہے اب غم والم دل سے دور کرو اسوقت حضرت آدم وحوا کو فی الجملہ تسکین ہوئی روایت ہے کہ جب ایام موت قابیل کے قریب پہونچے تو شیطان لعین نے بصورت انسان آکر کہا کہ ہابیل آتش پرست تھا اسی سبب سے اسکی قربانی آتش بے دود لیگئی جو تم بھی آگ کو سجدہ کرو تو سب دیو و پری تمھارے مسخر ہون اور نسل آدم تمھاری قدر ہو اور آگ تمھاری معین و مددگار رہے چنانچہ قابیل آتش پرست ہوا اور اسی وضع پر مرا اور اولاد اسکی بھی اسی مین رہی اور شیوۂ آتش پرستی بوضع پدر جاری رکھا اور مانند حیوانات لا یعقل مان بہن اور بہو اور بیٹی سے وطی کرتے رہے یہان تک کہ حضرت ادریس نے ان پر جہاد کیا فائدہ معلوم ہوتا ہے کہ مادۂ خلقت قابیل اس لقمہ سے ہوا تھا جسکو حضرت آدم وحوا نے بہشت مین کھایا تھا اور اس وجہ سے ایسی نافرمانیان اس سے صادر ہوئین کہ آتش پرست ہو گیا اور وہی اثر اسکی اولاد مین ظاہر ہوا اور ہر چند حضرت آدم علیہ السلام نے بجانب حق کی دعوت فرمائی اور معجزے دکھلائے کسی نے نہ مانا فائدہ شریعت حضرت آدم علیہ السلام مین پچاس وقت کی نماز اور روزے ایام بیض فرض تھے وغسل جنابت لازم تھا اور خون و خوک مردار و شراب ممنوع تھے اور حضرت آدم علیہ السلام جملہ احکام اپنی شریعت کے اولاد پر جاری فرماتے تھے اور جب وفات کے دن قریب تر پہونچے تو اپنی اولاد کو جمع کر کے احکام شریعت کی وصیت فرمائی اور اطاعت شیطان سے نہی کی اور حضرت شیث علیہ السلام کو امیر و وصی گردانا اور ارشاد کیا کہ دنیا مین آرام سے نر رہنا اور عورت کے کہنے پر عمل نکرنا اور ہر ایک کام کا انجام سوچ لینا اور جس کام مین تردد واقع ہو اسمین تامل کر کے چھوڑ دینا اور جو کوئی کام پیش آوے اسمین اپنے دوستون سے مشورہ کرنا اور نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باحسن وجوہ حفاظت کرنا فائدہ قصہ حضرت آدم علیہ السلام مین بنی آدم کو عبرت و پند ہے کہ ایک زلت پر حضرت آدم علیہ السلام کو اس طرح ماخوذ کیا کہ بہشت سے نکالا جو لوگ اولاد آدم علیہ السلام سے گناہون مین گرفتار رہتے ہین انکا حال دیکھا چاہیئے کیا ہوگا بس بنی آدم کو لازم ہے کہ صغیرہ و کبیرہ گناہون سے حتی المقدور اجتناب کرین اور اپنے باپ کا حال یاد کر کے نصیحت پکڑین فائدہ قصہ حضرت آدم علیہ السلام مین جو سورۂ بقر مین مذکور ہوا ہے ارشاد فرماتے ہین اہبطوا بصیغہ جمع حالانکہ اطلاق جمع کا اثنین سے کم پر نہین ہوتا اور اس مقام مین سواے حضرت آدم وحوا کے اور کوئی قابل اخراج از بہشت نہ تھا تو ایسے مقام پر اہبطا چاہیئے تھا دوسرے جب کہ ایک مرتبہ اہبطوا فرما چکے پھر قلنا اہبطوا منہا جمیعًا کا کیا فائدہ ہے حل اس اشکال کا یہ ہے کہ صیغہ جمع کا اطلاق اس سبب سے ہے کہ تمام نوع بنی آدم کی مراد ہے اور منظور سارے نوع کا اخراج تھا لہذا صیغہ جمع لائے یا اس سبب سے

نصائح آدم علیہ السلام

اسکی نیاز قبول بارگاہ الٰہی ہوئی اور قابیل کہ نافرمانبردار تھا اسکی قربانی کسی نے نہ پوچھی اور ایسی بلا مین پڑگیا کہ
جب جہان مین خون ہوتا ہے اسپر بھی ایک وبال چڑھتا ہو کیونکہ رسم قتل ناحق کی قابیل نے اس جہان مین جاری
کی ہو اور اول بڑا گناہ روے زمین مین یہی ہوا ہو ولہذا حدیث شریف مین آیا ہو کہ من سن سنۃ سیئۃ کان لہ کفل منہا
یعنے جو کوئی طریق بد خلاف شرع ایجاد کرے اور اسپر کوئی عمل کرے تو عامل و موجد دونون شریک شمار
کیے جاتے ہین اور توریت مین بھی فرمایا ہو کہ ایک کو مارا جیسے سب کو مارا یعنے ایک کے کرنے سے اور دلیر
ہوتے ہین تو سب کے گناہ مین وہ اول بھی شریک ہو اور جیسا ایک کو جلایا سب کو جلایا یعنی ظالم کے ہاتھ
سے بچا دیا کما قال اللہ فی سورۃ المائدۃ من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض
فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاہا فکانما احیا الناس جمیعا تفاسیر معتبرہ مین وارد ہو کہ جب قابیل ہابیل کو زمین
مین دفن کر کے چلا تو حکم ہوا کہ اے زمین اسکو پکڑ سو زمین نے پکڑا اور تا زانو اسکو نگلا اسوقت قابیل نے
کہا یا الٰہی شیطان مردود نے بڑی نافرمانی کی اور آدم میرے باپ نے درخت ممنوع عنہ کا پھل خلاف حکم کے
کھایا وہ دونون اس بلا مین نہین پڑے میرا ایسا قصور کیا ہو ارشاد ہوا کہ شیطان لعین نے کوئی خون ناحق
نہین کیا اور آدم تیرے باپ نے صلۂ رحم کو قطع نہین کیا تھا جو انکو یہ سزا دیجاتی اور تجھسے دونون گناہ صادر
ہوے ہین اسواسطے تو ایسی سزا کا مستحق ہو پھر حکم ہوا اے زمین اسکو پکڑ یہ ملعون جانے نپائے تب زمین نے تا سینہ
خوب دبا لیا تو قابیل نے کہا یا الٰہی بحرمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جنکا نام مبارک تیرے نام پاک کے
ساتھ لکھا ہوا ساق عرش پر مین نے دیکھا تھا رحم فرما حکم ہوا کہ اے زمین اب اسے چھوڑ دے کہ زمین نے بلا تامل
رہا کیا اور ایک روایت ہو کہ حکم الٰہی صادر ہوا قصاص کا تو قابیل قلیمیا کو لیکر جانب یمن بھاگا اور اسکی اولاد کثرت
سے ہوئی اور آخر کار اپنے پسر صلبی مسمی ماشیا کے ہاتھ سے مارا گیا اور نصف عذاب دوزخ بروایت صحیحہ قابیل پر
ہوگا اور بعض کہتے ہین کہ ہر روز زندہ کیا جاتا ہو اور مارا جاتا ہو تفسیر زاہدی مین ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس
حال سے معرفت حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اسطرح اطلاع ہوئی کہ حضرت آدم علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ و
السلام بنا بر اداے مناسک حج بیت اللہ تشریف لیجلے تو اسوقت قابیل باوصف تلاش نہ ملا اور راہ مین عجیب
انقلاب و تغیر پایا گیا کہ بعض درخت ثمردار بے ثمرہ نہ تھے اور بعضون مین تھے مگر نہایت کم اور اشجار خاردار
راہ مین نہایت کثرت سے موجود تھے حالانکہ پیشتر انکا وجود نہ تھا اور وحوش وطیور جو کہ انسان سے الفت و
موانست کرتے تھے وہ آدمیون کو دیکھکر بھاگتے تھے پھر ایک آندھی ایسی آئی کہ عالم تاریک نظر آنے لگا اور
قلوب بنی آدم مین ہول وخوف ایسا طاری ہوا کہ ہر شخص متحیر حیران ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام بھی گھبرائے
اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھنے لگے کہ اے امین خدا یہ تغیر وانقلاب جو نظر آتا ہے اول کبھی نہ تھا اسکا
سبب جو تم جانتے ہو بیان فرماؤ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب تغیر وانقلاب بشومی معصیت قابیل
پسر نالائق ونافرمانبردار تمہارے سے ہوئی ہے کہ اسنے ناحق ہابیل اپنے بھائی کو مار ڈالا یہ حال سنکر حضرت آدم علیہ السلام

بیان اطلاع یابی آدم

نقل کیا ہے کہ حضرت ابوالبشر علیہ السلام نے جناب حق میں عرض کیا کہ الٰہی مین درخواست کرتا ہون کہ انفاس
باقیہ میری زندگی کے حمد و تسبیح مین گذرین مگر اسے خداتو نے مجھے زراعت وحرفت مین ایسا مشغول و مشغوف فرمایا
ہو کہ مجھسے کچھ بھی نہین ہو سکتا سو مجکو ایسی چیز تعلیم فرما جو کہ تحمید و تسبیح تمام خلائق کا جامع ہو خالق عالمنے وحی
بھیجی کہ صبح وشام تین مرتبہ پڑھا کر الحمد للہ رب العالمین حمدا یوافی نعمہ و یکافی مزیدکرمہ اور ابن سعد اور
حاکم وغیرہ اہل حدیث رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہین کہ جب ایام وفات حضرت ابوالبشر آدم علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے قریب ہوے تو انکو خواہش میوہ ہاے جنت کی پیدا ہوئی چونکہ خود بسبب ضعف و نحافت و سقوط
کے حرکت سے معذور تھے بیٹون سے ارشاد کیا کہ تم میرے واسطے بہشت کا میوہ اللہ سے طلب کرو اور اس
ایام مین طلب حاجت و استجابت دعوت کا یہ دستور تھا کہ زمین کعبۂ مکرم پر جا کر دعا کرتے تھے حاجت روا
ہوتی تھی سو ابناے آدم علیہ السلام بحکم پدر ذوی الاکرام دعا کرنے کو جانب کعبہ روانہ ہوے چند گام چلے تھے
کہ حضرت جبرئیل امین مع دیگر فرشتگان ملاقی ہووے اور مقصود حرکت سے استفسار کرنے لگے انھون نے
ماجراے فرمایش آدم علیہ السلام ظاہر کیا فرشتون نے کہا کہ تم سب اوٹ چلو ہم فرمایش تمھارے باپ کی لائے ہین
سو وہ لوگ ہمراہ فرشتون کے واپس آئے اور حضرت آدم علیہ السلام کیخدمت مین حاضر ہوے اسوقت حضرت
ام البشر گھر مین بیٹھی تھین انکو ملائکہ موت کے دیکھنے سے خوف دامنگیر ہوا کہ دم بدم حضرت آدم کے پاس آنے جانے
لگین آخر کار حضرت آدم علیہ السلام نے زجر و توبیخ سے فرمایا دور رہو میرے پاس سے کہ جو کچھ مجھپر گذرا ہے صرف تیرے
سبب سے ہے اب تو مابین میرے اور خدا کے رسولون کے حائل نہو الغرض فرشتون نے قبض روح شریف
آدم علیہ السلام کی میوۂ جنت کی خوشبو سے فرمائی اور بولے کہ اے بنی آدم دیکھ رکھو اور یاد کر لو کہ اسوقت جو معاملہ
کہ ہم تمہارے باپ کے ساتھ کرین اسی طرح تم اپنے مونے سے کرنا بعد ازان حضرت جبرئیل نے ایک خوشبو مرکب
ہموار کچھ اور ایک کفنی بہشتی اور چند برگ کنار جنتی نکالے اور غسل دیا پھر کفن پہنایا اور حنوط ملا اور نعش اٹھا کر کعبہ مین
لے گئے اور نماز پڑھکر مسجد خیف کے متصل دفن کیا اور بروایتے کوہ بوقبیس مین جسکو غار الکنز بولتے ہین دفن کیا
تا زمانہ طوفان قبر اسی جگہ تھی وقت طوفان نوح علیہ السلام نے جسد مبارک کو ایک تابوت مین رکھکر کشتی پر رکھ لیا
تھا جب طوفان دفع ہوگیا بوقبیس پر دفن کیا اور ایک روایت ہے کہ بیت المقدس مین یا نجف کوفہ مین دفن کیا اور
بعض کے نزدیک سراندیب مین دفن کیا لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور بروایت صحیح وفات حضرت آدم
علیہ السلام کی مکہ شریف مین ہوئی اور ابوالشیخ نے خالد بن معدان سے نقل کیا ہے کہ ہبوط آدم ہند مین ہوا اور
وفات بھی ہند مین ہوئی مگر بعد وفات دو سو خواہ ڈیڑھ سو مرد اولاد آدم سے جنازہ انکا اٹھا کر کعبہ شریف کے
متصل لائے ہین وہو الاصح اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ وقت وفات آدم چالیس ہزار بنی آدم تھے لیکن فرزند بیواسطہ
اکتالیس نفر تھے اکیس مرد اور بیس عورتین خواہ انیس عورت اور بائیس مرد اور دار قطنی نے اپنے سنن مین ابن
عباس سے روایت کی ہے کہ امام صلوۃ جنازہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت شیث

ذکر وفات آدم علیہ السلام

تکفین حضرت آدم

نام شہر ہے کہ دران مرقد علی مرتضی ہے ۱۲

کہ مار و طاؤس و ابلیس لعین بھی اس خطاب مین شریک ہین اور جو مکرر اہبطوا ارشاد ہوا ہی اُسکا فائدہ یہ ہی کہ اول حکم تھا اخراج کا جنت سے اور دوسرا حکم ہے استقرار کا زمین پر اور بھی اس بات پر اشارہ ہی کہ رجوع بہشت کی امید فی الفور نرکھو یعنے اسکا خیال نکرو کہ قبولیت توبہ سے فوراً بہشت مین جا کے وہان کی نعمتون سے متمتع ہونگے بلکہ زمین پر وقت موعود تک رہنا پڑیگا **فائدہ** میر سید علی ہمدانی کتاب ذخیرۃ الملوک کے پانچوین باب مین لکھتے ہین کہ ایام حیات حضرت آدم علیہ السلام مین چالیس ہزار اولاد پیدا ہوئی اور یہ حضرت اپنی اولاد کو فرمان حق پہونچاتے رہے اور ضبط قانون و دستور ان کی معاش کا علے السویہ تھا یعنے برابر ان مین اوقات بسر کرتے تھے اور کھانا پیٹ بھر نہ کھاتے تھے اور سیا ہوا کپڑا نہ پہنتے تھے اور ہنستے نہ تھے اور بات بلاضرورت نہ کرتے تھے اور نہایت ضعف و بڑھاپے سے اُنکے پہلو کی ہڈیان سیڑھی کیطرح ہوگئی تھین اکثر اوقات کہ مراقبے مین بیٹھتے تو مرد و عورت انکی اولاد مین سے آتے اور اُنکی پسلیون پر سے کاندھون پر چڑھکر سر پر بیٹھتے تھے اور دوسری طرف سے اتر آتے تھے اور حضرت آدم اپنا سر نہ ہلاتے تھے اور بعضے انکو جب ملامت کرتے تو حضرت کہتے تھے کہ جو کچھ مین نے دیکھا ہی تمنے نہین دیکھا اور جو کچھ رنج مین نے اٹھائے ہین تمنے نہین اُٹھائے دیکھو مجکو ایک حرکت کے واسطے نعیم جنان سے ازروے عتاب عالم پریشان مین ڈالدیا سو مین خوف کرتا ہون کہ مبادا دوسری حرکت مجھسے ہووے تو اسفل السافلین مین قید ہوجاؤن **فائدہ** کتب معتبرہ مین لکھا ہے کہ جسوقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث کو وصی فرمایا تو ایک صندوق نکالا اور اسکا قفل کھولا اور اُس مین سے ایک صحیفہ نکال کر دکھلایا اُسمین صفات و علامات و معجزات پیغمبرون کے لکھے ہوے تھے اور ان کی زمانون و بلاؤن و عطاؤن کا بیان تھا سو سب بیان فرمائے یعنے اول اپنا ذکر کیا پھر حضرت شیث کا یہان تک کہ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ختم کیا بعد اُسکے صفات حضرت ابو بکر صدیق کے پھر حضرت عمر فاروق کے پھر حضرت عثمان ذی النورین کے پھر حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے ذکر کیے پھر حضرات حسنین علیہما السلام کے صفات بیان فرمائے بعد ازان اس صحیفے کو لپیٹا اور اسی صندوق مین رکھکر کہا اے جان پدر قصر خلافت کو تقوی اور پرہیز گاری سے زینت دینا اور میری شریعت پر عمل کرنا پھر ایک انگوٹھی عنایت فرمائی اور ابن عساکر و خطیب رضی اللہ عنہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آخر عمر مین سکوت و قلت کلام اختیار فرمایا اس عرصہ مین اولاد انکی قریب چالیس ہزار کے تھی وہ سب جمع ہوکر آئے اور کہا اے پدر مہربان کیا وجہ ہی جو تم ہمسے نہین بولتے اگر ہم لوگوں سے کچھ قصور یا گناہ ہوا ہی تو آگاہ کیجیے کہ توبہ و استغفار کرین فرمایا اے جان پدر سنو اللہ تعالی نے شامت گناہ سے مجکو جنت فردوس سے خارج فرماکر زمین پر ڈالا کہ تمام عمر میری حزن و اندوہ و تب و تاب مین گذری اور اسی اندیشہ و فکر مین رہا کہ ایسا حیلہ کہان سے پیدا کرون جس سے پھر بہشت مین پہونچون سو اسوقت وحی ہوئی کہ قلت کلام اختیار کر تا میری ہمسائگی پھر نصیب ہو اسلیے مین نے سکوت اختیار کیا ہی اور ابن صالح نے اپنی کتاب امالی مین محمد ابن المنذر سے

اولاد حضرت آدم ع

مایومرون بل عباد مکرمون لایسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون سے واضح ہے مگر یہ قصہ کئی وجہ سے
(دیکھتے ہیں جبپر مامور ہوں لیکن بندے ہیں جنکو عزت دی اس سے بڑھکر نہیں بول سکتے اور اسکے حکم پر کام کرتے ہیں ۱۲)
برخلاف اس عقیدے کے صاف وصریح معلوم ہوتا ہے چنانچہ فرقہ حشویہ بہین وجوہ معصومیت
فرشتون سے منکر ہین ازانجملہ اول کہنا فرشتون کا اتجعل فیہا من یفسد فیہا کہ یہ طریق طریق اعتراض ہو اور اعتراض
خداوند تعالی پر گناہ ہو دوسرے فرشتون نے بنی آدم کی غیبت کی ہو ویسفک الدماء اور غیبت گناہ کبیرہ ہے
تیسرے خودستائی کہ نحن نسبح بحمدک کہ یہ حقیقت مین عجب ہو اور عجب امور خبیثہ سے ہے چوتھے حق سبحانہ تعالی
نے فرمایا ہو ان کنتم صادقین اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے کاذب تھے پانچوین الم اقل لکم انی اعلم ما لا تعلمون
اس سے واضح ہو کہ فرشتون کو علم الہی مین شبہہ تھا چھٹے لا علم لنا الا ما علمتنا کہ توبہ اور عذر ہے اور توبہ دلیل ہے
صدور گناہ کی جواب اسکا محققین یون دیتے ہین کہ اتجعل فیہا اعتراض نہین ہو بلکہ بیان اس امر کا ہے کہ ہمکو وجہ
حکمت اس ارادے کی معلوم نہین ہوتی ہو ہماری تشفی کردی جاے اور بیان اشکال واسطے طلب جواب کے
بے ادبی نہین ہو چنانچہ اکثر تلامذہ اساتذہ سے یون ہی کیا کرتے ہین خصوص عقلا کا یہ قاعدہ ہو کہ جب کسی کی نسبت حکمت
کاملہ کا اعتقاد رکھتے ہین اور اس سے کوئی ایسا امر صادر ہو کہ وجہ اسکی ظاہر مین پوشیدہ ہو تو از راہ تعجب پوچھتے
ہین کہ اسمین کیا سر ہے اور غیبت بنی آدم کے سوال مین واسطے تعرض محل اشکال کے ہو نہ بقصد تحقیر اور اہانت اور
یہ قسم غیبت کی حلال ہو اور خودستائی فرشتون کی بقصد عجب نہ تھی بلکہ باین طور تھی کہ ہمکو مراتب علم اور کمال حکمت
مین تیرے کچھ شبہہ نہین ہے اسواسطے کہ ہم ہمیشہ تیری تسبیح وتقدیس اور حمد وشکر مین مشغول رہتے ہین بلکہ سوال
ہمارا محض واسطے طلب وجہ حکمت کے ہے تاکہ یہ سر ہمپر منکشف ہو جاے اور فرمانا خداوند تعالی کا ان کنتم صادقین دلیل کذب
صریح کی نہین ہو بلکہ مراد یہ ہو کہ تم اپنی تقدیس وتحمید کو کامل جانتے ہو حالانکہ ایسا نہین ہو اور انی اعلم غیب السموات
دلالت وقوع شبہہ پر نہین کرتا ہو بلکہ یاد دلاتا ہو اس چیز کا جسکو جانتے تھے اور وقت سوال کے بھول گئے تھے اور
عرض کرنا فرشتون کا سبحانک لا علم لنا کا اعتذار اور توبہ ہے دلالت نہین کرتا ہو مگر ترک اولی پر اسواسطے کہ سوال وجوہ حکمت
سے افعال الہیہ مین اہل کمال کی شان نہین ہو کذا حققہ مولانا استاذ الاستاذ بل استاذ الکل حضرت شاہ عبد العزیز الدہلوی
فی تفسیر العزیزی **فائدہ** اس قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ افعال تعظیمی مین جو شان سجدے کو ہے کسی کو نہین ہے
اسواسطے کہ ایک سجدے کے ترک سے ابلیس ملعون ابدی ہو گیا حالانکہ ایک بندے کے واسطے حکم تھا پس جو اپنے
واسطے حکم سجدے کا فرمایا ہو اسکے ترک مین دیکھا چاہیئے کیا ہوتا ہو الا انہ غفور رحیم حدیث شریف مین آیا ہے کہ
دوزخ عرصات قیامت مین بلائی جائیگی اسوقت بنا بر تمیز مسلمان وکافر اور مخلص ومنافق کے حکم سجدے کا فرمائینگے
مسلمان خالص سجدے کرینگے اور منافق کافر جب سجدے کا ارادہ کرینگے تو پشت انکی مثل تختہ آہن کے سخت
ہو جائیگی اور خطاب ہوگا وامتازوا الیوم ایہا المجرمون پس معلوم ہوا کہ یہی سجدہ ہو کہ دوست ودشمن اور مومن
وکافر کے امتحان مین مقرر کیا ہو کہ ابتدا مین بھی اسی سے امتحان کیا اور انتہا مین بھی اسی سے امتحان کیا جائیگا
فائدہ ممتاز ہونا حضرت آدم علیہ السلام کا فرشتون سے محض بسبب تعلیم اور تعریف حقائق اشیاء کے نہین ہو کیونکہ قبل

(حاشیہ: فائدہ افعال تعظیمی مین سجدہ زیادہ ہے)

علیہ السلام امام ہوسے اور چار تکبیرین فرمائین اور قبلہ کی طرف سے لحد مین رکھا اور قبر کو بغلی کھودا تھا بعد ازان ہیچو
کوہان شتر بنایا اور ابن عباسؓ نے ابی ابن کعب سے روایت کی ہی مرفوعا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بعد وطاق
غسل دیا تھا اور ابن عساکر نے عطا خراسانی سے نقل کیا ہی کہ بعد وفات آدم علیہ السلام ام البشر نے سات
دن غم و ماتم کیا تھا اور صحیح یہ ہے کہ عمر حضرت آدم علیہ السلام کی نہصد و شصت سال کی ہوئی اور ایک روایت مین
ہزار سالہ لکھی ہی اور تطبیق بین الروایتین یون ہوسکتی ہی کہ جو لوگ قائل باول ہین وہ قیام عالم دنیا مراد رکھتے ہین اور
جو ہزار برس کی کہتے ہین وہ چالیس برس مابین ہبوط و ولادت کے بھی شامل کرتے ہین اور حدیث شریف مین ہی کہ
عمر آدم الف سنۃ قمریۃ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام گیارہ دن بیمار رہے تھے اور ایک روایت مین اکیس
دن ہین اور آخر مرض مین حضرت شیث کو وصی کیا تھا اور حضرت حوا کی وفات تین دن بعد وفات آدم علیہ السلام
سے ہوئی و بروایتے ایک برس بیوہ رہین و بروایتے سات برس اور حضرت آدم کے پہلو مین مدفون ہین
اور خواجہ عبد الکریم مؤلف نادر نامہ لکھتے ہین کہ مین نے قبر حضرت حوا کی جدہ مین زمین سی ہموار دیکھی ہی مقابل ناف ایک
گنبد کوچک واقع ہی اور طول قبر یکصد و نود و ہفت قدم ہی مولانا رفیع الدین محدث رسالہ تقویم التواریخ مین لکھتے ہین
کہ حضرت آدم علیہ السلام تاریخ ہشتم شہر نیسان مطابق دہم محرم روز جمعہ بہشت سے جزیرۂ سراندیب مین
اترے اور یہی مبدء تاریخ قرار پایا چنانچہ وفات نوسو تیس شمسی مین ہوئی اور تفاوت شمسی و قمری کا تیس برس کا
ہوتا ہے تو بحساب قمری نوسو ساٹھ برس دنیا مین رہے اور چالیس برس بہشت مین بسر ہوے پس تمام عمر ہزار برس
کی ہوتی ہے اور از روے تحقیق فقیر کو ثابت ہوا کہ ابتداے پیدائش آدم علیہ السلام سے اب تک سات ہزار ایک سو اکسٹھ
برس شمسی گذرے ہین نفیۃ الاخبار مین لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ریش مبارک نہ تھی تا آخر عمر بصورت امرد رہے
مگر انکی اولاد مین اول حضرت شیث علیہ السلام کے ڈاڑھی نکلی ہے اور حضرت ام البشر حوا نہایت مشابہ حضرت
ابو البشر آدم علیہ السلام سے تھین لیکن حیرت الفقہ مین لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حوا کو انواع تزئین سے
مزین دیکھا تو کہا یا الٰہی مجکو کس زینت سے مزین فرماویگا تو خالق ذو الجلال والاکرام نے ریش سے زینت بخشی و
ہذا القول اقرب الی الصواب روایت ہی کہ اس مقام مین کسی پیغمبر کے ریش نہو گی مگر آدم و نوح و ابراہیم و محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ابو البشر اور ابو الارواح علیہما السلام کے ڈاڑھی ہو گی اور بعض حضرات
ابراہیم علیہ السلام کو بھی شریک اس تفضیل مین کرتے ہین وہب ابن منبہ سے منقول ہی کہ حضرت حوا کو خالق عالم نے
بصورت آدم علیہ السلام پیدا کیا لیکن چند امور مین فرق رکھا تھا یعنے پوست بدن انکا نازک تھا اور رنگ صاف
و شفاف و خوشتر اور آنکھین شرگین سیاہ تر اور بینی مبارک خرد اور دندان شریف ہیچو گوہر صاف تر اور ہتیلیان نرم
و نازک تر اور فرق نورانی پر سات سو گیسو مروارید و یواقیت سے گندھے ہوے تھے جن مین مشک و عنبر و
زعفران کی خوشبو آتی تھی اور جسدم کھلجاتے تھے تمام مکان معطر و معنبر ہو جاتا تھا **فائدہ** جمہور علماء اسلام اتفاق رکھتے
ہین کہ عالم ملکوت نافرمانی و عصیان سے محفوظ و معصوم ہین چنانکہ آیات قرآنیہ مثلا لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون
نہین بے حکمی کرتے اللہ کی جو انکو حکم دے

وفات حضرت حوا ع

سراپای حضرت حوا ع

بیان معصومیت فرشتگان از عصیان

دوسرے یہ کہ جبتک مجلس عالم میں حاضر رہتا ہی گناہون سے بچ جاتا ہے تیسرے یہ کہ جو کوئی طلب علم کے واسطے گھر سے نکلتا ہو وہ طالب علمون کے ثواب مین داخل ہوتا ہے چوتھے یہ کہ رحمت آلہی مین جو حلقۂ علمی پر نازل ہوتی ہو شریک ہوتا ہے پانچوین یہکہ جبتک مذکورات علمیہ سنتا ہو عبادت میں رہتا ہو چھٹے یہ کہ جب کوئی مسئلہ سنتا ہو اور اُسکے فہم مین نہین آتا تو منکسر اور تنگدل ہوتا ہے پس منکسرۃ القلوب مین شمار کیا جاتا ہو ساتوین عزت علم کی اور ذلت فسق اور جہل کی اُسکے ذہن مین جم جاتی ہے کہ جاہلون اور فاسقون سے متنفر ہوجاتا ہے بعضے حکما کہتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام میں سات چیزین فرمائی ہین کہ باہم برابر نہین بلکہ ایک دوسرے سے بہتر ہے اول ہل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون دوسرے قل لایستوی الخبیث والطیب تیسرے لایستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ چوتھے ما یستوی الاعمی والبصیر یعنے الجاہل والعالم اور بعضے کہتے ہین اعمی عن الہدی والبصیر بالہدی یعنے مومن ومشرک پانچوین ولا الظلمات ولا النور یعنے کفر وایمان چھٹے لا الظل ولا الحرور یعنے الجنۃ والنار ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حرور ہواے گرم جو رات کے وقت چلتی ہو اور سموم دن کو اور بعضے کہتے ہین کہ حرور دن مین چلتی ہے آفتاب کے ساتھ ساتوین وما یستوی الاحیاء والاموات یعنے مومن وکافر اور بعضے کہتے ہین علما وجہال مراد ہین **فائدہ** اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک فضیلت راجع ہے طرف فضیلت عالم کے جاہل پر لہذا حدیث شریف مین علم کی فضیلت عابد پر بعبارات مختلفہ مذکور ہے کما قال صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی امتی اور آیات قرآنیہ کہ فضیلت علم اور عالمون مین وارد ہین بہت ہین چنانچہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کفضلی یعنے خوف اپنا مخصوص نصیب عالمون کے کر دیا ہو اسیطرح احادیث کثیر ہین اگر بیان کرون تو یہ کتاب اُسکی گنجایش نہ کرے **فائدہ** ایک جماعت مفسرون کی اس قصے سے دلیل پکڑتی ہو کہ حضرت آدمؑ سب فرشتون علوی وسفلی سے افضل تھے کیونکہ فرمانا فرشتون کو سجدے کیواسطے بلا تفضیل حضرت آدمؑ کے خلاف حکمت ہے لیکن یہ استدلال اسوقت صحیح ہے کہ سجدہ حقیقۃً حضرت آدمؑ کو ہوا اور اگر غرض سجدے سے حضرت آدمؑ کا قبلہ گردانا ہی تو یہ استدلال صحیح نہین ہے کیونکہ قبلہ کو لازم نہین کہ مستقبل سے افضل ہو ورنہ لازم آئیگا کہ کعبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوا جاتا ہو اور یہ بات خلاف ہی اجماع کے **فائدہ** حضرت استاذ الاستاذ فرماتے ہین کہ قبلہ گردانا ایک مخلوق کا واسطے دوسرے مخلوق کے حکمت آلہیہ مین دو شرط سے مشروط ہے ایک یہکہ وہ قبلہ ہم جنس مسجود کے نہو بلکہ غیر اسکے ہو اسلیے کہ ہم جنس کے قبلہ کرنے مین اعتقاد اشتراک و استقلال کا توہم ہوتا ہے جسطرح صلحا کی تصویرون کا سجدہ کا آدم اجنبہ کی جنس سے گذرے ہین اور آدم وجن اس امر مین شریک وہم جنس ہین بسبب احکام تکلیفیہ کے دوسری شرط یہ ہے کہ قبلہ کرنا بامر آلہی و باستحسان عقلی ہو کیونکہ وسیلۂ تقرب الی اللہ سمجھنا کسی شے کا موقوف ہی شان آلہی کے ظہور پر اسیطور خاص میں اسوقت مین ہو رعلم ظہورات متجددہ کا اس قبیل سے نہین کہ عقل بشری از خود دریافت کر سکے پس جسجگہ یہ دونون شرطین متحقق ہون تو اسکو قبلۂ توجہ گردانا شرع مین جائز ہے بلکہ واجب جسطرح کعبہ معظمہ وصخرۃ اللہ یعنے بیت المقدس احجۃ انسانکے حق مین اور مثل حضرت آدمؑ ملائکہ کے حق مین اور اس سے لازم نہین آتا کہ قبلہ مستقبل سے افضل ہو اور غیر جنس کے

از خلقت آدم بھی فرشتون سے خطاب الٰہی ہوتا تھا کہ فلان چیز کو یہ کرو اور فلان چیز سے ایسا کرو چنانچہ اسی قصے
مین گذرا ہی کہ پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو خاک کے لانے کا حکم صادر ہوا پس اگر فرشتون کو علم حقائق اشیاء اور
اسماء نہوتا تو بجا آوری احکام الٰہی کی کسطرح ہو سکتی تھی بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کو دو وجہ سے امتیاز اور تفوق
حاصل تھا ایک یہ کہ قبل آدم علیہ السلام کے فرشتون کو علم سب اسما کا حاصل نہ تھا بلکہ علم انکا انھین حقائق
و اسماء مین منحصر تھا جسکی خدمت اُنسے متعلق تھی نہ انکے غیر سے بخلاف ابو البشر کے کہ انکو بلحاظ عہدۂ خلافت کے تعلیم
عام واقع ہوئی تھی تاکہ ہر ایک چیز کی منفعت اور مضرت سے واقف و آگاہ ہو جائین حاکم اور ابن عساکر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہین کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم اسماء کے ضمن مین ہزار
حرفتین اور طرح طرح کی تعلیم فرمائین اور ارشاد کیا کہ اپنی ذریت کو کہ اگر تم دنیا پر صبر نہین کر سکتے تو انھین حرفتون سے
اسکو طلب کرو مگر دنیا کو دین سے نچا ہو کیونکہ دین خالص میرے واسطے ہی افسوس ہی اس شخص پر جو دنیا کو دین سے
طلب کرے دوسرے یہ کہ تعلیم عام بھی ابتداءً مخصوص حضرت آدم علیہ السلام کو تھی اور بعد اسکے کہ حضرت آدم علیہ السلام
نے فرشتون کو ہر چیز کے نام سے خبردار کیا اور فرشتون نے ہر چیز کا نام آدم اور آدمیون سے سُنا تو بعضے انمین
سے جس طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام و دیگر اکابر ملائکہ ہر چیز کے نام سے واقف ہو گئے کیونکہ شرایع سے
بالیقین ثابت ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وغیرہ اکابر ملکوت انبیا علیہم السلام کی خدمت مین آتے تھے اور
ہر امر مین بحث و تفتیش کیا کرتے تھے اور اکثر امور مختلفہ کا مذکور آیا کرتا تھا لیکن گفت و شنید مین عاجز نہین ہوتے
تھے اور کبھون استفسار نکرتے تھے کہ فلانی چیز کا نام کیا ہی یا یہ لفظ کس معنے مین ہی اور اُسکی کیا حقیقت ہی آرے
یہ تعلیم عام ابتداءً حضرت آدم کو بالخصوص واقع ہوئی تھی تاکہ افزونی انکے علم کی فرشتون پر خصوصاً وہ علم کہ متعلق
بسیاست اور خلافت ہی ظاہر ہو ولہذا محض انکی تعلیم پر اکتفا نہین فرمائی ملائکہ سے بھی پوچھا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ علم کو مال پر سات وجہ سے فضیلت ہی اول یہ کہ علم پیغمبرونکی میراث
ہی اور مال فرعون وہامان و شداد و نمرود کی دوسرے یہ کہ علم صرف کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور مال کم تیسرے
یہ کہ مال کو نگہبان درکار ہی اور علم خود نگہبان ہی چوتھے یہ کہ جب آدمی مرتا ہی تو مال چھوڑ جاتا ہی اور علم قبر مین ہمراہ
جاتا ہی پانچوین یہ کہ مال مومن و کافر دونون کو حاصل ہوتا ہے اور علم نافع سوائے ایمان دار کے کسی کو حاصل نہین ہوتا
چھٹے یہ کہ سب لوگ امور دینیہ مین عالم کے محتاج ہین اور اکثر فرشتے آدمیون کے مالدارون کے محتاج نہین ساتوین
یہ کہ قیامت کو علم پل صراط پر گذر جانے کی قوت عطا کریگا اور مال ضعیف کر دیگا مستطرف مین حضرت امیر المومنین
علی مرتضیٰ سے منقول ہی فرمایا علم کو اسی قدر شرف کفایت کرتا ہی کہ اگر جاہل کو عالم کہیے تو وہ خوش ہو جاتا ہی
اور جہل کو اتنی مذلت کافی ہے کہ جاہل بھی جہالت سے بیزار ہے اور اگر جاہل کو جاہل کہیے تو خفا ہوتا ہی اور فقیہ ابو اللیث
سمرقندی نے کہا ہی کہ عالم کی مجلس مین حاضر ہونے سے سات بزرگیان حاصل ہوتی ہین سبب اسکے کہ عالم سے
کوئی مسئلہ پوچھے یا اُس سے فائدہ اٹھاوے اوّل یہ کہ متعلمین مین شمار کیا جاتا ہے اور انکے ثواب مین شریک ہوتا

فضیلت علم بر مال

حوا آپ کو دیکھا کرتی تھین اور وہ امانت بھی پیٹ مین جم آئے تھے اور جب پیدا ہوے تو ملائکہ اُٹھا لے گئے اور چالیس روز اپنے پاس رکھکر تمام زبانین سکھلائین کذا فی اخبار الدول اور طبری مین ہے کہ انساب بنی آدم بعد طوفان اُنھین پر منتہی ہوتے ہین اور وہ ولی عہد و وصی اپنے باپ کے ہوے ہین اور وقت قرب موت حضرت آدمؑ نے طوفان نوحؑ سے اطلاع بخشی اور ساعات یوم ولیلہ بنابر عبادت تعلیم کین اور تاکید فرمائی کہ اپنے علم کو اولاد قابیل سے مخفی رکھنا یہ بھی مثل حضرت آدمؑ کے نبی ہوئے اور پچاس صحیفے انپر نازل ہوے اور کلام عبرانی اول انھین نے کیا اور اول ڈاڑھی انھین نے دیکھی اور اول نعلین اور قلنسوہ انھین نے پہنا اور اخبار الدول مین ہے کہ اول طین وحجر سے کعبہ انھین نے بنایا و ہذا القول ضعیف اور صحایف نازلہ مین ہے کہ علوم حکمت اور ہندسہ و حساب و موسیقی اور ریاضی اور علم الٰہی و صنایع مشکلہ مین ماہر تھے ولہذا حکماے یونان انکو ادریا اول کہتے ہین اور بعض تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیثؑ کی ایک کتاب زبور اول اکیسوتیس فصل کی تھی اور قبلہ نماز انکا بیت المقدس تھا اور ملک شام یا مصر مسکن لیکن یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ بیت المقدس قبلہ انبیاے بنی اسرائیل ہوا ہے نہ اور پیغمبرونکا انھین کے مقالات مین ہے کہ مومن مین سولہ خصلتین چاہیین اوّل[1] معرفت حق حاصل کرنا دوم[2] حسن وقبح اشیا کا پہچاننا سوم[3] بادشاہ کی طاعت و فرمان برادری کرنا چہارم[4] مادر پدر سے نیکی کرنا اور کسی طرح کی تکلیف انکو نہ دینا کما قال اللہ وبالوالدین احسانا پنجم[5] تمام خلق سے برسر خیر رہنا چنانچہ ہماری شرع مین ہے وقولوا للناس حسنا ششم[6] محتاجون ومسکینون کی دلجوئی کرنا ہفتم[7] مسافرون کی عزت وخاطرداری کرنا ہشتم[8] خالق کبریا کی عبادت مین کوشش وسعی کرنا نہم[9] اپنے نفس کو شرور وقبایح سے دور رکھنا دہم[10] مصیبتون وآفتون مین صبر کرنا فان الصبر وسیلۃ الظفر یازدہم[11] ہمیشہ سچ بولنا دوازدہم[12] عدل وانصاف سے کام کرنا سیزدہم[13] شکر نعماء الٰہی مین نذر اور قربانی خدا کے واسطے ادا کرنا چہاردہم[14] قناعت کی عادت کرنا پانزدہم[15] حلم اور بردباری اختیار کرنا شانزدہم[16] ہردم شکر الٰہی بجالانا اور تحفۃ الاخبار مین ہے کہ ازجملہ نصائح حضرت شیث علیہ السلام ایک نصیحت یہ ہے کہ دوست وبیگانہ اُس بھائی وقریب سے بہتر ہے جو کہ آرزوے میراث رکھتا ہو اور زین القصص مین لکھا ہے کہ حضرت شیثؑ کو اللہ نے مال بہت دیا تھا کہ اُس سے تجارت کرتے تھے اور اکثر مال اپنے اقارب پر بعد اسکے یتیمون مسکینون مسافرون پر صرف کرتے تھے اور بعض اہل تحقیق نے شرح فصوص الحکم مین لکھا ہے کہ جب حضرت آدمؑ مریض بمرض موت ہوے تو انکو میوہ جنت کی آرزو ہوئی سو حضرت جبرئیل ایک طبق مین میوے جنت کے لائے اور وہ طبق ایک حور کے سر پر تھا حضرت آدمؑ نے میوے کھاکے دعا کی کہ یا الٰہی یہ حور شیثؑ کے نکاح مین رہے تو اللہ نے دعا قبول کی کہ وہ حور اُسکے نکاح مین آئی اور درج الدرر مین ہے کہ نام اس حور کا جو حضرت شیث کے نکاح مین آئی نحوا کہ تھا اور مجلس عقد نکاح مین روح القدس حاضر تھے اور عمر اُن کی نوسو تیرہ برس کی ہوئی کذا فی اخبار الدول بقول حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی وقت وفات بارہ سو بیالیس ہبوط آدمؑ سے گذرے تھے بعضے کہتے ہین کہ اپنے والد کی قبر مین مدفون ہین اور بعض کہتے ہین کہ قریہ سر عین اعمال بعلبک مین مدفون ہین اور وہان زیارت ہوتی ہے

قبلہ کرنے مین یہ نکتہ ہو کہ صورت جنسیہ مین افضلیت تامہ نہین حاصل ہوتی اور بدون افضلیت تام کے یہ بات خلاف حکمت آلہیہ ہو اور شاید کہ تفاضل جو اشیا ءر میہ مین حرام ہے انمین یہی نکتہ ہو **فائدہ** حقیقت سجدے کی یہ ہو کہ پیشانی کو زمین پر پہونچا وے سا در یہ بات شرع مین کسی کو سواے خدا کے جائز نہیں اور ظاہر ہے کہ فرشتون کو سجدے کا حکم ہوا ہو پس وجہ اسکی کیا ہو جواب اسکا کیا ہو جواب اسکا یہ ہو کہ پیشانی کو زمین پر پہونچانا دو طرح سے ہوتا ہو ایک تو بحق عبودیت اور یہ قسم سب دینون مین واسطے غیر خدا کے منع ہے کبھو جائز نہین ہوا کیونکہ یہ امر محرمات عقلیہ مین ہو اور محرمات عقلیہ بہ تبدیل ابدان وادیان بھی متبدل نہین ہوتے اسلیے کہ یہ قسم تعظیم کی غایت تذلل پر مشعر ہے و غایت تذلل اُسی کو لائق ہے جو نہایت عظمت رکھتا ہے اور نہایت عظمت یہ ہو کہ ذاتی ہو اور عظمت ذاتیہ خاص حضرت حق کو ہے اور کسی کو لائق نہین ہو دوسرا سجدہ بطریق تحیہ ہے جسکو سجدۂ تکریم و تحیہ بولتے ہین جسطرح سلام کرنا و سر جھکانا یہ بات البتہ تفرق رسوم و تبادل از منہ سے تبدل ہوئی ہے یعنے کا ہے جائز و کا ہے حرام مثلاً امم سابقہ مین ایسا سجدہ جائز تھا چنانچہ قصۂ یوسفؑ مین ہو و خروا لہ سجدا اور ہماری شرع مین یہ قسم بھی حرام ہے پس سجدہ فرشتون کا اسی قسم مین تھا کیونکہ آدم علیہ السلام کو فرشتون پر بسبب تعلیم اسماء کے ایک نوع کا تفوق حاصل ہوا تھا اور فرشتون سے قبل پیدائش آدمؑ ایک طرح کی بے ادبی بھی صادر ہوئی تھی سو واسطے مکافات اس احسان اور کفارہ اس بے ادبی کے ایسی تعظیم و تکریم پر مامور ہوے اور جو بعض نصارے کفار اس سجدے کو بت پرستی کہتے ہین سو ان کی حماقت ہے یہ لوگ سجدۂ عبادت و تحیہ مین فرق نہین جانتے بلکہ عبادت و سجدے کو مترادف گمان کرتے ہین حالانکہ عبادت مین معبود کی نسبت یہ تصور ہوتا ہو کہ یہ بڑائی کی بات مین ماسوا سے مستغنی ہو سو اس قسم کی تعظیم کی نیت سے کوئی کام کسی کے لیے کرنا سواے واجب الوجود کے بت پرستی ہو یا اس غیر خدا کی نسبت اعتقاد ایسا رکھنا کام ناپاک ہے جیسا اہل تثلیث کرتے ہین کہ تین شخص اس مرتبے کے ٹھہراتے ہین اور ہنود دس قرار دیتے ہین اور سجدہ مطلق یعنے سر کو زمین پر رکھدینا بت پرستی نہین ہو ہان اگر اس قسم کی تعظیم کی نیت سے ہو جو بیان ہوئی تو البتہ بت پرستی ہے اور فرشتون کا سجدہ ایسا تھا جیسا خواب یوسفؑ و تعبیر یعقوبؑ باب ستائیس[۳۷] و چونتیس[۳۴] سفر التکوین توریت مین ہے پوشیدہ نرہے کہ اکثر فوائد اس قصے کے ضمن قصے مین بیان کیے گئے اور جو کسی کو زیادہ دیکھنا منظور ہو تو تفسیر معالم و جواہر و کبیر و بحر مواج و عزیزی ملاحظہ کرے اور ذکر حضرت آدم کا سورۂ بقر و اعراف و طٰہٰ و حجر و صاد مین ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

تفریح دوم دراحوال شیث علیہ السلام

یہ نام سریانی ہے بمعنے ہبۃ اللہ اور بعض کے نزدیک عجمی ہے اور کتب بنی اسرائیل مین بمعنے بدلہ آیا ہے یعنے بدل ہابیل ولادت انکی پانچ برس بعد قتل ہابیل کے واقع ہوئی اور عمر حضرت آدمؑ کی دو سو تیس برس کی تھی ابن قتیبہ نے معارف مین ذکر کیا ہے کہ حضرت شیثؑ اجود و احسن اولاد آدم مین تھے اور حضرت آدمؑ سے اشبہ اور برخلاف اور اولاد کے تنہا پیدا ہوے تھے روایت ہے کہ جب حمل مین تھے تو بسبب صفائی چہرہ کے حضرت

تولد انکا دریاے مصر پر ہوا ہے اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ سو برس بعد وفات آدمؑ سے دیار شام مین پیدا ہوے
اور بعض کے نزدیک جب ادریسؑ تین سو ساٹھ برس کے ہولیے تب حضرت آدمؑ نے وفات پائی اور اخبار الدول
مین ہے کہ تھے حضرت ادریسؑ طویل القامت ضخیم البطن بدن مین بال کم اور سر مین زیادہ اور ایک کان دوسرے
سے بڑا تھا اور جسد شریف مین ایک نکتہ سفید غیر برص کے تھا اور آواز باریک تھی اور بعض مورخین نے حلیہ
مبارک مین لکھا ہے کہ گندم رنگ کشیدہ قامت کشادہ ابرو نیکو رو انبوہ ریش متناسب الاعضا دراز بازو بزرگ استخوان
وکم گوشت روشن چشم سیاہ فرہ تھے اور اکثر خاموش رہتے اور کلام بتامل فرماتے اور چلنے مین نظر نیچے رکھتے تھے
اور جمہور قائل ہین کہ اول پیغمبر بعد حضرت آدمؑ حضرت ادریسؑ ہوے اور ایکسو پانچ برس نبی رہے اور تیس صحیفے انپر
نازل ہوے اور چار مرتبے حضرت جبرئیلؑ انکے پاس آئے کذا فی المختصر فی اخبار البشر وانس الجلیل اول عالم مین
انھین نے جہاد سیفی وسنانی جاری کیا اور اولاد قابیل کو مخالفت شریعت آدمؑ وشیثؑ سے منع کیا اور بحکم رب جلیل
مقاتلہ کرکے عورتین لڑکے لونڈی غلام بنائے اور ہمکین ہزار آدمی انکا ایمان لائے اور اول قلم سے انھین
نے لکھا اور اول کپڑے سیے ہوئے انھین نے پہنے قبل انکے کھال پہنتے تھے اور صنعت حدادی وجولاہگی اور
علم نجوم وحساب ومنطق وطبیعی والٰہی واسرار افلاک وعلوم ریاضیہ وحکمت کے مروج ہوے اور بعضے میزان
وکیال کی بھی ابتدا انھین سے بیان کرتے ہین کذا فی المعالم واخبار الدول اور کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ اول انھین نے خدا پرستی کی دعوت فرمائی ونماز وروزے کا حکم پہونچایا اور زکوۃ واعانت ضعفا کا فرمان جاری
کیا اور غسل جنابت وحیض کا امر کیا اور گوشت خوک وسگ وخر وسیر وپیاز وباقلا وغیرہ اشیا سے جو مضر
دماغ ہین نہی فرمائی اور خود صائم النہار وقائم اللیل تھے اور جو کچھ کتابت وخیاطۃ سے حاصل کرتے تھے
وہ فقرا ومسکینون کو صدقہ کرتے تھے اور جب کپڑے سیتے تو ہر سوزن پر تسبیح فرماتے تھے معالم التنزیل مین وہب
ابن منبہ سے روایت ہے کہ عبادت حضرت ادریسؑ کی ہر روز آسمان پر وزن ہوتی تھی اور عبادات جمیع اہل ارض سے جو
اس زمانہ مین تھے برابر پڑتی تھی یہ احوال دیکھکر فرشتون کو تعجب ہوا اور ملک الموتؑ نے مشتاق ملاقات ہوکر
جناب الٰہی مین درخواست زیارت گذرانی بعد منظوری درخواست بصورت آدمی تشریف لائے اور حضرت ادریسؑ کی مصاحبت
مین رہنے لگے چنانچہ تین دن متواتر وقت افطار صوم حضرت ادریسؑ نے کھانے کو پوچھا انھون نے انکار کیا تب حضرت
ادریسؑ نے انسے پوچھا تم کون ہو بولے مین ملک الموت ہون قابض ارواح تمھارا مشتاق ہوکر بحکم الٰہی آیا ہون
حضرت ادریسؑ نے فرمایا کہ مین قبض روح کی کیفیت دیکھا چاہتا ہون چنانچہ حضرت ملک الموت نے بحکم الٰہی قبض
روح فرمائی اور پھر بحکم خالق زندہ کیا اور پوچھا اس حرکت سے کیا فائدہ ہوا حضرت ادریسؑ نے کہا کہ ذائقہ موت سے
پیش از موت آگاہ ہوگیا یہی فائدہ ہے پھر کہا اب مین دوزخ کی سیر کیا چاہتا ہون تو حضرت ملک الموت اپنے پرون
پر اٹھا کر قریب دوزخ کے لے گئے اور دروازہ کھلوا کر طبقات دوزخ دکھلائے تو حضرت ادریسؑ طبقات دوزخ
کے دیکھنے سے بیہوش ہوگئے اور ملک الموت نے گود مین لیکر کہا یہ کیفیت تمنے اپنی درخواست سے حاصل کی ہے ہین

قال صاحب اخبار الدول وقد رد یتہ اور جو بعض لوگ لکھتے ہین کہ قبر بغربی شہر او دعوین ہے قابیل وثوق نہین اور
جب حضرت شیث علیہ السلام ایک سو پانچ برس کے تھے تب انوش کہ بزبان عرب بمعنے صادق ہے اور انکو آنس بھی
کہتے ہین پیدا ہوے یہ بھی بعد اپنے باپ کے ولی عہد ہوے اُنھین نے اول علم کتابت وعلم حساب و حساب ماہ وسال
و طریقہ حسن عبادت ووضع فرمان روائی عالم مین جاری کیے عمر انکی بقول یہود و نصاریٰ نو سو پینسٹھ برس کی
ہوئی وبقول ابن جوزی نو سو پچاس کی وبقول بیضاوی چھ سو برس کی وبقول صاحب اخبار الدول
سات سو برس کی ہوئی اور اپنے جد کے پاس مدفون ہین قال صاحب اخبار الدول وہو اول من غرس النخلۃ و
واطق بالحکمۃ روایت ہے کہ نوے برس کی عمر مین ید بروے حضرت آدمؑ قینان یا قینن کہ بلسان عرب بمعنے مستولی وغالب
ہے پیدا ہوے اور بڑے صالح و پرہیزگار تھے انھین نے اپنے باپ کی اولاد کو جمع کیا اور اشرار جن سے یہانتک
لڑتے رہے کہ انکو دفع کر دیا اور آپ بھی بچے اور توابع کو بچایا شہر سوس و بابل انھین کا آباد کیا ہوا ہے عمران کی سات سو
برس کی ہوئی اور ستر برس کے تھے جب مہلائل بمعنے ممدوح پیدا ہوے نہایت حسین وجمیل و با اخلاق تھے اور بڑے
عابد ومتقی تھے انھون نے وصایاے آدم علیہ السلام بخوبی نافذ کیے اُنکے عہد مین بعض اولاد آدمؑ جبل مقدس پر آگئے
اور لہو ولعب مین مشغول ہوے اور بنات قابیل سے صورت ازدواج پیدا کر کے خراب ہوے انھین کے زمانے
مین بنی آدم اطراف عالم مین متفرق ہوے اور ایک نوع کا فساد شروع ہوا اور اولاد شیثؑ اکثر صلاح وتقوے
سے ممتاز رہی عمر انکی نوسو پچاس برس کی یا نو سو ساٹھ برس کی ہوئی اور بعد وفات اُن کی ریاست بنی آدم بیارد
بالیاء التحتیۃ بعد الموحدۃ انکے بیٹے سے جنکو بعضے برد بفتح الموحدۃ وسکون الراء المہملہ کہتے ہین اور بعضے نارد بالنون
لکھتے ہین اور شمس العلوم مین یاذر بالیاء التحتیۃ وفتح الذال وسکون الراء المہملہ لکھا ہے متعلق ہوئی انھین کے عہد مین
ودّ وسواع یغوث یعوق نسر پانچ شخص صالح متقی مرے اور ایک مرد نے اولاد قابیل سے ہم صورت ان کے
پانچ بت خشب ساج کے انکے قریبون سے بنوائے اور بُت پرستی شروع ہوئی مگر صحیح یہ ہے کہ یہ پانچون نام حضرت
ادریسؑ کے بیٹون کے تھے اور اول بیارد نے اولاد قابیل پر جہاد کیا اور اکثرون کو لونڈی اور غلام بنایا اور تالاب اور
ندیان اور نالے انکے عہد مین ظاہر ہوے ہین اور اکثر بلاد آباد ہوے اور طریق عمارت اور باغ جاری ہوا منکوحہ
انکی نبدرہ یا اشوب تھین انھین سے حضرت اخنوخ یعنے ادریسؑ پیغمبر پیدا ہوے عمر بیارد کی نو سو باسٹھ یا ستر
برس کی ہوئی اور بعد موت اُنکے حضرت ادریسؑ وصی ہوے

تفریح سوم در احوال حضرت ادریس علیہ السلام

زبان سریانی مین انکو خنوخ کہتے ہین بفتح خاء معجمہ ونون مضمومہ قبل الواو ثم المعجمہ ہے اور بعض کے نزدیک اول
مہملہ اور بعض کے نزدیک اخنوخ بزیادت ہمزہ کذا فی فتح الباری اور بعض کے نزدیک دونون نام عجمی ہین اور
بعض کے نزدیک دونون عربی ہین لیکن صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ ادریس عجمی ہے اشتقاق اسکا درس سے
نہین ہو سکتا اور مدارک و معالم مین ہے کہ کثرت درس کتب اسلام وصحف آدم علیہ السلام سے ادریسؑ مشہور ہوے

تولد انکا دریاے مصر پر ہوا ہے اور روضۃ الاحباب مین ہوکہ سو برس بعد وفات آدمؑ سے دیار شام مین پیدا ہوے
اور بعض کے نزدیک جب ادریسؑ تین سو ساٹھ برس کے ہولیے تب حضرت آدمؑ نے وفات پائی اور اخبار الدول
مین ہوکہ تھے حضرت ادریسؑ طویل القامت ضخیم البطن بدن مین بال کم اور سر مین زیادہ اور ایک کان دوسرے
سے ٹرا تھا اور جسد شریف مین ایک نکتہ سفید بغیر برص کے تھا اور آواز باریک تھی اور بعض مورخین نے حلیہ
مبارک مین لکھا ہے کہ گندم رنگ کشیدہ قامت کشادہ ابرو نیکو روا نبوہ ریش متناسب الاعضا دراز بازو بزرگ استخوان
وکم گوشت روشن چشم سیاہ قرہ تھے اور اکثر خاموش رہتے اور کلام بتامل فرماتے اور چلنے مین نظر نیچے رکھتے تھے
اور جمہور قائل ہین کہ اول پیغمبر بعد حضرت آدمؑ حضرت ادریسؑ ہوے اور ایکسو پانچ برس نبی رہے اور تیس صحیفے انپر
نازل ہوے اور چار مرتبے حضرت جبرئیلؑ انکے پاس آئے کذا فی المختصر فی اخبار البشر و انس الجلیل اول عالم مین
انھین نے جہاد سیفی و سنانی جاری کیا اور اولاد قابیل کو مخالفت شریعت آدمؑ و شیثؑ سے منع کیا اور بحکم رب جلیل
مقاتلہ کرکے عورتین لڑکے لونڈی غلام بنائے اور ہمین ہزار آدمی انکا ایمان لائے اور اول بقلم سے انھین
نے لکھا اور اول کپڑے سیئے ہوئے انھین نے پہنے قبل انکے کھال پہنتے تھے اور صنعت حدادی و جولاہگی اور
علم نجوم و حساب و منطق و طبیعی و الٰہی و اسرار افلاک و علوم ریاضیہ حکمت کے مروج ہوے اور بعضے میزان
و مکیال کی بھی ابتدا انھین سے بیان کرتے ہین کذا فی المعالم و اخبار الدول اور کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ اول انھین نے خدا پرستی کی دعوت فرمائی و نماز روزے کا حکم پہونچایا اور زکوۃ و اعانت ضعفا کا فرمان جاری
کیا اور غسل جنابت و حیض کا امر کیا اور گوشت خوک و سگ و خر و سیر و پیاز و باقلا وغیرہ اشیا سے جو مضر
دماغ ہین نہی فرمائی اور خود صائم النہار و قائم اللیل تھے اور جو کچھ کتابت و خیاطت سے حاصل کرتے تھے
وہ فقرا و مسکینون کو صدقہ کرتے تھے اور جب کپڑے سیتے تو ہر سوزن پر تسبیح فرماتے تھے معالم التنزیل مین وہب
ابن منبہ سے روایت ہوکہ عبادت حضرت ادریسؑ کی ہر روز آسمان پر وزن ہوتی تھی اور عبادات جمیع اہل ارض سے جو
اس زمانہ مین تھے برابر ٹرتی تھی یہ احوال دیکھکر فرشتون کو تعجب ہوا اور ملک الموتؑ نے مشتاق ملاقات ہوکر
جناب الٰہی مین درخواست زیارت گذرانی بعد منظوری درخواست بصورت آدمی تشریف لائے اور حضرت ادریسؑ کی مصاحبت
مین رہنے لگے چنانچہ تین دن متواتر وقت افطار صوم حضرت ادریسؑ نے کھانے کو پوچھا انھون نے انکار کیا تب حضرت
ادریسؑ نے انسے پوچھا تم کون ہو بولے مین ملک الموت ہون قابض ارواح تمھارا مشتاق ہوکر بحکم الٰہی آیا ہون
حضرت ادریسؑ نے فرمایا کہ مین قبض روح کی کیفیت دیکھا چاہتا ہون چنانچہ حضرت ملک الموت نے بحکم الٰہی قبض
روح فرمائی اور پھر بحکم خالق زندہ کیا اور پوچھا اس حرکت سے کیا فائدہ ہوا حضرت ادریسؑ نے کہا کہ ذائقہ موت سے
پیش از موت آگاہ ہوگیا یہی فائدہ ہے پھر کہا اب مین دوزخ کی سیر کیا چاہتا ہون تو حضرت ملک الموت اپنے پرون
پر اٹھاکر قریب دوزخ کے لے گئے اور دروازہ کھلواکر طبقات دوزخ دکھلائے تو حضرت ادریسؑ طبقات دوزخ
کے دیکھنے سے بیہوش ہوگئے اور ملک الموت نے گود مین لیکر کہا یہ کیفیت تمنے اپنی درخواست سے حاصل کی ہے مین

قال صاحب اخبار الدول وقد زرتہ اور جو بعض لوگ لکھتے ہین کہ قبر شریف شہر اودھ مین ہے قابیل وثوق نہین الا
جب حضرت شیث علیہ السلام ایک سو پانچ برس کے تھے تب انوش کہ بزبان عرب بمعنے صادق ہے اور انکو آنس بھی
کہتے ہین پیدا ہوے یہ بھی بعد اپنے باپ کے ولی عہد ہوے انھین نے اول علم کتابت وعلم حساب وحساب ماہ وسال
وطریقہ حسن عبادت ووضع فرمان روائی عالم مین جاری کیے عمر انکی بقول یہود و نصاری نوسو پینسٹھ برس کی
ہوئی وبقول ابن جوزی نوسو پچاس کی وبقول بیضاوی چھ سو برس کی وبقول صاحب اخبار الدول
سات سو برس کی ہوئی اور اپنے جد کے پاس مدفون ہین قال صاحب اخبار الدول وھو اول من غرس النخلۃ و
وذطق بالحکمۃ روایت ہے کہ نوسے برس کی عمر مین رد بروے حضرت آدمؑ قینان یا قینن کہ بلسان عرب بمعنے مستولی وغالب
ہے پیدا ہوے اور بڑے صالح و پرہیزگار تھے انھین نے اپنے باپ کی اولاد کو جمع کیا اور اشرار جن سے یہانتک
لڑتے رہے کہ انکو دفع کر دیا اور آپ بھی بچے اور توابع کو بچایا شہر سوس وبابل انھین کا آباد کیا ہوا ہے عمر ان کی سات سو
برس کی ہوئی اور ستر برس کے تھے جب مہلائل بمعنے ممدوح پیدا ہوے نہایت حسین وجمیل وبا اخلاق تھے اور بڑے
عابد و متقی تھے انھون نے وصایاے آدم علیہ السلام بخوبی نافذ کیے انکے عہد مین بعض اولاد آدمؑ جبل مقدس پر آگئے
اور لہو ولعب مین مشغول ہوے اور بنات قابیل سے صورت ازدواج پیدا کر کے خراب ہوے انھین کے زمانے
مین بنی آدم اطراف عالم مین متفرق ہوے اور ایک نوع کا فساد شروع ہوا اور اولاد شیثؑ لکثر صلاح وتقوے
سے ممتاز رہی عمر انکی نوسو پچاس برس کی یا نوسو ساٹھ برس کی ہوئی اور بعد وفات اُن کی ریاست بنی آدم بیارد
بالیاء التحتیۃ بعد الموحدۃ انکے بیٹے سے جنکو بعضے برد بفتح الموحدۃ وسکون الراء المہملہ کہتے ہین اور بعضے نارد بالنون
لکھتے ہین اور شمس العلوم مین یاذر بالیاء التحتیۃ وفتح الذال وسکون الراء المہملہ لکھا ہے متعلق ہوئی انھین کے عہد مین
ود سواع یغوث یعوق نسر پانچ شخص صالح متقی مرے اور ایک مرد نے اولاد قابیل سے ہم صورت ان کے
پانچ بت خشب ساج کے انکے قریبون سے بنوائے اور بت پرستی شروع ہوئی مگر صحیح یہ ہے کہ یہ پانچون نام حضرت
ادریسؑ کے بیٹون کے تھے اور اول بیارد نے اولاد قابیل پر جہاد کیا اور اکثرون کو لونڈی اور غلام بنایا اور تالاب اور
ندیان اور نالے انکے عہد مین ظاہر ہوے ہین اور اکثر بلاد آباد ہوے اور طریق عمارت اور باغ جاری ہوا منکوحہ
انکی برہ یا اشوب تھین انھین سے حضرت اخنوخ یعنے ادریس پیغمبر پیدا ہوے عمر بیارد کی نوسو باسٹھ یا سرسٹھ
برس کی ہوئی اور بعد موت اُنکے حضرت ادریسؑ وصی ہوے

تفریح سوم در احوال حضرت ادریس علیہ السلام

زبان سریانی مین انکو خنوخ کہتے ہین بفتح خاء معجمہ ونون مضمومہ قبل الواو ثم المعجمۃ ہے اور بعض کے نزدیک اول
مہملہ اور بعض کے نزدیک اخنوخ بزیادت ہمزہ کذا فی فتح الباری اور بعض کے نزدیک دونون نام عجمی ہین اور
بعض کے نزدیک دونون عربی ہین لیکن صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ ادریس عجمی ہے اشتقاق اسکا درس سے
نہین ہوسکتا اور اسد الکتب معالم مین ہے کہ کثرت درس کتب اسلام وصحف آدم علیہ السلام سے ادریس مشہور ہوے

شرع و حکمت کے دوست بنو اور اپنے نفس کو آداب پسندیدہ سے آراستہ رکھو اور کامون مین جلدی نکرو بالخصوص
اشرار کے سزا دینے مین اور حیا و خدا پرستی و توبہ اپنا وتیرہ کرو اور خواہش اپنی نیک کامون مین صرف
کرو اور سب لوگون سے جہانتک ہو سکے باحسان پیش آؤ اور حیات کو تحصیل علم و ہنر مین صرف کرو اور وضع منافقانہ
نرکھو جس سے ملو ظاہر و باطن یکسان ملو اور قول و فعل اپنا مطابق رکھو اور اپنے بزرگون کی اطاعت اختیار کرو اگر خلاف دین
ایمان نہو اور سلطان عہد کے فرمان بردار مطیع رہو اور دانشمندون سے مشورہ کیا کرو اور ہزل و ظرافت بے محل
نہ کیا کرو اور عیب دار کو ملامت نہ کیا کرو اور اُسکو ہنسی مین نہ ڈالو بلکہ اُس سے عبرت حاصل کرو اور خدا سے پناہ مانگو
کہ وہ عیب تم مین بھی نہ ہو جاے کیونکہ بشریت مین تم اور وہ یکسان ہو اور جب کسی شخص کو کسی مرض مین مبتلا
دیکھو تو اُسکی صحت کی دعا کرو اور جب امور دینیہ مین کچھ بحث واقع ہو تو سخت کلامی نکرو اور جب کسی محفل مین بیٹھو تو خاموش
رہو بے ضرورت نہ بولو اور جو کام نیک پیش آئے اسکو جلد کر ڈالو کہ شاید زمانہ فرصت ندے اور اولاد کو جوانی سے
پہلے علم و حکمت کی تعلیم مین مشغول کرو اور عبادت کا صلہ رضاے الٰہی چاہو یعنے بخوف دوزخ و امید جنت
عبادت نکرو اور نماز و دعا مین بدل حاضر جو کچھ عرض کرنا ہو کرو اور غم زدون کی غمخواری اور مسافرونکی مہمانی کیا کرو اور
مال کو قیدیون کی رہائی اور بیمارونکے تداوی مین اکثر صرف کیا کرو اور بھوکون کو کھلاؤ اور پیاسون کو پانی دو اور
ماتم زدون کی تعزیت کرو اور مصیبت پر ثابت قدم رہو اور دوست کو اول آزمایش کرو تب اسپر اطمینان و اعتماد کرو
اور حالت غضب و غصہ مین بیہودہ گفتگو نہ کیا کرو از انجملہ حضرت ادریسؑ نے فرمایا ہے کہ بادشاہ نیک وہ ہے
جسکے عہد سلطنت مین شریرون کو نیکی کی ہدایت کیجاے اور بدتر وہ ہے جسکے عہد مین شر و فساد کا رواج ہو اور کریم
وہ شخص ہے جو کہ حالت تنگدستی مین کرم کرے اور حلیم وہ ہے جو حالت غضب مین حلم کرے یہان تک کہ دشمن سے بھی
انتقام نچاہے اور بڑا ماتم زدہ وہ ہے جسکو حکمت نہ آتی ہو از انجملہ فرماتے ہین کہ جس کسی نے اپنے نفس کو مطیع و فرمانبردار
کر لیا پھر وہ محتاج اور کسی کی اطاعت کا نہین رہا اور بھی فرمایا کہ جو آدمی ایسی باتین کرے کہ وہ اسکے کام کی نہ ہون
یعنے نہ اس سے دنیا کی منفعت نہ دین کی تو اسنے کار آمدنی چیز فوت کی از انجملہ فرماتے ہین کہ بہترین دوست وہ ہے
جو دوست کی تقصیرون کو فراموش کرے اور اُس شخص سے خبردار رہنا چاہیئے جو کسی شخص کی تعریف و توصیف
خلاف واقع کرتا ہو کیونکہ وہ آخر کسی وقت ایسی مذمت و بدی کریگا جو اُسمین نہین ہے از انجملہ فرماتے ہین کہ بادشاہ کو لائق
ہے کہ خلق و رعایا پر ایسے شخص کو حاکم و متولی کرے جو صفت شفقت رکھتا ہو اور جس مقام مین کہ حاکم عادل و
طبیب حاذق و بازار معمور جسمین چشمے و آب رواں نہ ہو اسمین سکونت اختیار کرنا نچاہیے اور بھی فرمایا ہے
کہ جاہل آدمی کے پاس مال کا ہونا ایسا ہے جیسا مزبلہ مین سبزہ اور کاذبون کی مصاحبت ایسی ہے جیسے سراب کی
حقیقت روایت ہے کہ حضرت ادریسؑ کیوقت مین آمون نام ایک بادشاہ تھا اُسنے حضرت سے التماس کیا کہ مجھے کچھ نصیحت
فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ خالق لایزال کی پرستش کر اور اپنے نفس کو پاکیزہ رکھ اور سب ایجانون سے جہاد کیا کر اور
غیر کے مال کی خواہش دل مین نرکھ اور خوب یاد رکھ کہ ملک بے رعایا آباد نہین رہتا پس رعیت پر احسان کیا کر اور انکے

مجبور ہون جب ہوش آیا تو کہنے لگے اب بہشت کی سیر کیا چاہتا ہون سو ملک الموت نے اپنے پرون پر بٹھلایا اور
باغ بہشت مین لے گئے حضرت ادریسؑ باغ بہشت کو خوش فضا دیکھکر کہنے لگے اے رب مین یہانسے نہ جاؤن گا ملک الموت
نے مکرر کہا کہ زیادہ توقف کی اجازت نہین ہی مگر حضرت ادریسؑ نے کسی طرح نہ مانا جب حجت تکرار فیما بین
حد سے گذری تو حضرت حق نے ایک اور فرشتہ بطور حکم بھیجا اُسنے ملک الموت کا دعوے سنکر حضرت ادریسؑ
سے جواب لیا آنجناب نے فرمایا کہ خداوند مالک جنت فرماتے ہین کل نفس ذائقۃ الموت یعنے ہر نفس چکھنے والا موت
کا ہے اور مین موت کا مزہ چکھ چکا ہون اور بھی اللہ نے فرمایا ہے وان منکم الا وارد ہا یعنے نہین ہی کوئی تمسے مگر گذرنے
والا دوزخ کا سو مین دوزخ پر گذر چکا ہون ورا اسکے وما ہم منہا بمخارجین اہل جنت کی شان ہے یعنے نہین ہین
وہ لوگ بہشت سے نکلنے والے یعنے جب آدمی بہشت مین گیا تو ہمیشہ رہا کبھی نہ نکلیگا سو مین بہشت مین داخل
ہو چکا ہون اب تو واللہ مین بہشت سے نہ نکلونگا جبتک مالک بہشت مجھے نہ نکالے اسی وقت آواز آئی کہ اس سے
تعرض کرنا نچاہیے باذنی دخل وباذنی یخرج اہل تفسیر کہتے ہین کہ رفعناہ مکانا علیا کے یہ معنے ہین حضرت ابن عباسؓ
فرماتے ہین کہ چار نبی زندہ ہین ادریسؑ و عیسیٰؑ آسمان پر خضر و الیاسؑ زمین پر اور کل مرینگے مگر ادریسؑ
کہ انکو بعد موت مخلوقات کے ایک نوع کی بہشت لاحق ہوگی سو داخل کئے جاوینگے اموات مین حالانکہ زندہ
ہونگے کذا فی مرآۃ الزمان و اخبار الدول بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب خالق لایزال فرمائینگے لمن الملک الیوم
تو حضرت ادریسؑ جواب دینگے للہ الواحد القہار اور معجزہ حضرت ادریسؑ کا یہ تھا کہ ہوا مین فرشتون کو اڑتے ہوے
آنکھونسے دیکھتے تھے اور جب ابر کو پکارتے تو وہ جواب دیتا تھا کہ سب لوگ سنتے تھے اور اکثر اوقات ابر سے
باتین کرتے تھے اور عجائب الدنیا مین ہی کہ ادریسؑ کو مثلث کہا کرتے تھے اسواسطے کہ نبی و ملک و حکیم تھے اور کتاب
سر الملکوت انکے پاس تھی یہ کتاب عزرائیلؑ نے حضرت آدمؑ کو دی تھی اور بعد شیثؑ کے سوا ادریسؑ کے کسی نے نہین
کھولی ہمیشہ مختوم رہا کی **فائدہ** بعض تفسیرون مین ہے کہ رفعت مکان سے جو کریمہ رفعناہ مکانا علیا مین ہی مراد
علو مرتبہ و شان دنیا کی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ عروج بطور معراج تھا اور بعد ادراک احوال افلاک و خواص اشیاء
طبایع کواکب پھر زمین پر تشریف فرما ہوے اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ کعب احبار نے حضرت ابن عباسؓ سے
ذکر کیا کہ ادریسؑ کا دوست ایک فرشتہ تھا اُسنے بدرخواست ادریسؑ چوتھے آسمان پر پہونچایا وہان ملک الموت ملے
اس سے پوچھا ادریسؑ کی عمر کسقدر باقی ہے ملک الموت نے کہا ان ہذا الشئ عجیب مجکو حکم اسکی قبض روح کا ہے مگر جملہ
روایات ضعیف ہین رفع ادریسؑ مین شک نہین اور اُنکے زندہ ہونے مین ہرگز شبہہ نہین ہی اخبار الدول مین ہی کہ حضرت
ادریسؑ اول نبی آدمؑ ہین جنکو مخالطہ ملائکہ وار وح مجردہ و معراج انسلاخ بشریۃ حاصل ہوئی ہے اور کبھی آسمان
چہارم پر عبادت خدا کرتے ہین اور کبھی نعماے بہشت سے مشغول رہتے ہین **تنبیہ** اقوال انکے کلیات نصائح کے
ہین از انجملہ فرماتے تھے کہ شریرون سے صحبت نرکھو و بدخواہون سے پرہیز کرو و حلف دروغ سے بجور آتی پر اعتقاد کرو
و مغروری و خود نمائی سے دور رہو و حتی المقدور لفظ نہین کا زبان پر نلاؤ نعم و بلے اختیار کرو اور جھوٹی قسم نکو اور

نصائح حضرت ادریسؑ

جھوٹی

توحضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوسے ابوالمعز بلخی سنے اپنی کتاب مین لکھاہے کہ ہرامسہ بہت ہین لیکن افضل واعلم تین شخص ہین اول ہرمس الہرامسہ حضرت ادریس علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کہ انکو اہل فارس بیوکیومرث قرار دیتے ہین دوسرا شخص ہرمس بابلی ہے کہ اُسنے بعد وقوع طوفان حضرت شیخ الانبیا نوح علیہ السلام کے شہر بابل کو ازسرنو آباد کیا اور جو علوم وفنون کو مندرس ہوگئے تھے پھراسنے ازسرنو جاری کیے اور خود مدینہ کلدائین مین مقیم ہوا اس سبب سے وہ مقام مدینۂ فلاسفہ کہلایا فیثا غورث اسی کا شاگرد ہے تیسرا ہرمس مصری کہ فن طبابت وکیمیا مین بیعدیل تھا حکیم اسقلیوس اسکا شاگرد تھا فائدہ ہمارے حضرت صلعم کی خبر حضرت ادریس علیہ السلام سنے یون دی ہے کہ خدا آویگا فرشتون کے ساتھ توسب آدمیون پر حکومت کرے اور منافقون کوزجر دتوبیخ کرے بسبب اعمال نفاق کے اور خطاکارون کو بسبب اقوال درشت کے انتہے اس قول کو یہوداحواری نے اپنے مکتوب کے باب چہاردہم مین اور نصاریٰ اسکو حضرت عیسے علیہ السلام کی الوہیت پہ دلیل گردانتے ہین حالانکہ یہ قول کسیطرح انپر صادق نہین آتا کیونکہ منصوص اس قول کا تیغ زن اور قہرمان اور موئید اور مخوف اور مہدد چاہیے سو یہ صفات حضرت عیسے علیہ السلام مین بالاتفاق اصلا نہ تھے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین جملہ صفات مذکورہ بوجوہ کمال کے ساتھ تھے اور نبی الملاحم آپ کا نام تھا کما قال انا رسول اللہ بالسیف اور خدا کے آنے سے خدا کا جلال مراد ہے یعنے مضاف محذوف ہے اور حذف مضاف عند وجود القرینۃ جمیع السنہ مین شائع اور ذائع ہے اور اگر نصاریٰ نے اس قول کو باینہمہ قباحت حضرت عیسے علیہ السلام پر حمل کرین توچاہیئے کہ جتنے نبی ابتدا سے آج تک تیغ زن اور مہدد گذرے ہین انکی خدائی کے قائل ہون حالانکہ اسکے قائل نہین ہین پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صادق نہین آتا

قصہ ہاروت وماروت یہ قصہ متعلقات احوال حضرت ادریس علیہ السلام سے ہے کیونکہ یہ واردات انھین کے زمانے مین ہوئی ہے لہذا اس مقام پر بیان اسکا ضرور ہوا پوشیدہ نرہے کہ ابن جریر وابن حاتم وحاکم وغیرہ مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب اعمال بد اولاد آدم علیہ السلام کے آسمان پر جانے لگے تو ملکوت السموات مین قیل وقال شروع ہوا واہانت وتحقیر انکی ہرایک کے زبان زد ہوئی خواہ یون ہوا کہ جب قابیل نے ہابیل کو بلا وجہ قتل کیا تو معترضان ملکوت جو کہ میدان تصلف مین لاف اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء مار چکے تھے دلیری کرکے بولے کہ یہ قوم خاکی اپنی بیباکی سے فرمانبرداری مین تقصیر کریگی اور حکم الٰہی بجا نہ لائیگی بہرحال تقریر وتقدیر جناب مالک الملک خالق کبریا سے ارشاد ہوا کہ اسے غرہ شدگان زہد ایاسے عبادت واسے باریافتگان درگاہ جلالت اپنی طہارت اور عصمت پر فریفتہ اور عزت اور کرامت پر شیفتہ نہ ہو اور دراز بان ملامت گنہگاران بنی آدم پر مت کھولو اور کلمات بد انکی نسبت زبان پر نہ لاؤ نہین جانتے کہ اگر ایک شمہ بھی شہوات نفسانی اور تعلقات جسمانی کا جو کہ بنی آدم مین رکھا گیا ہے تم مین بھی رکھتا تو تم بدتر اُس سے کرتے تب فرشتون نے کہا معاذاللہ اسے رب اعتقاد ہمارا یہ ہے کہ باوجود قواسے شہوانیہ اور غضبیہ کے بھی خلاف نکرین ارشاد ہوا کہ تم لوگ اپنے گروہ سے ایک کسی کو منتخب کرو تو حقیقت کار دکھلاؤن

ہرمس ثلاثہ — ہرمس بکبر اول، دوم وسکون، معلم حرکت علمائے، برہان عظیم اول، دوم، معنی ...

خبر حضرت صلعم

قصہ ہاروت وماروت

حال سے غافل نرہا کرے ہمیشہ انکی خبرگیری کیا کرے اور تجھپر واجب و لازم ہے کہ دنیا کے کامون پر آخرت کا کام مقدم کر اور جب کسی
دشمن سے لڑائی پیش آئے تو ہر کام مین تدبیر کو ہاتھ سے نہ دے اور لازم ہے کہ حالت لڑائی مین بھاگنے سے احتیاط
رکھ کیونکہ فرار مین بھی وہی اندیشہ مرجانے کا ہے جو لڑنے مین ہے بلکہ نامردی کا عیب اور علاوہ ہے اور یہ بھی ضرور
ہے کہ دشمن کی خبر لانے کو جاسوس مقرر کر مگر انکا معتمد ہونا ضرور ہے اور واجب ہے کہ مکر و حیلہ سے اجتناب رکھ کہ
نقصان اسکا تجھی پر عائد ہوتا ہے اور جب تو کوئی حکم لکھوا کر جاری کرنا منظور ہو تو اول خوب غور کرے کہ وہ حکم لائق اجرا
ہے یا نہین اگر ہو تو لکھوا کر جاری کر دے مگر اس حکم کو اول سے آخر تک بخوبی پڑھ لے لکھنے والے پر اعتماد کلی نرکھ کہ اسمین خطا
پائیگا اور تجکو چاہیے کہ اہل فلاحت و زراعت سے غفلت نہ کر کیونکہ آبادی زمین کی بے ہوشیاری نہین ہوتی ہے اور
اسکی آبادی سے لشکر کی کثرت ہوتی ہے اور اسی سے خزانہ جمع ہوتا ہے اور بادشاہی قرار پائی ہے گویا کہ یہ نسخہ کیمیا ہے از انجملہ
حضرت فرماتے ہین کہ تمامی حسنات سے تین باتین احسن ہین ایک راستی بحالت غضب دوسرے بخشش بوقت تنگدستی تیسرے
عفو باوصف قدرت انتقام انہین اقوال حکمت آمیز سے حکماے یونان حضرت ادریس کو اوریاسے اول یا ثانی
سکتے ہین اخبار الدول مین ہے کہ اول رسم عمارت و آبادی قصبات و قریات و بلدان انھین نے جاری فرمائی
اور قواعد سیاست مدن انھین نے منضبط فرمائے چنانچہ ہر فرقے نے اپنی زمین مین قصبے و شہر آباد کیے چنانچہ ایک سو
اسی مدینے آباد ہو گئے اور بعض تواریخ مین دیکھا گیا ہے کہ سو شہر خود حضرت ادریس نے آباد فرمائے اسمین سے چھوٹا
شہر مدینہ زہار تھا کہ ہلاکو خان کے وقت مین ویران ہوا روایت ہے کہ گنبد ہرمان جو اطراف مصر مین مشہور ہین حضرت ادریس
ہی نے بنوائے تھے اور اسمین یہ کام کیا ہے کہ تمام صنعتون کی تصویرین اور انکے آلات کی تصویرین کھچوائی ہین تاکہ
بوقت ذہول و فراموشی اسمین دیکھ لین اسی کا ذکر کتب تواریخ مین ہے کہ بنی الہرمان فکان المنسی السرطان اخبار الدول مین
ہے کہ جب حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر گئے ہین تو عمر انکی تین سو بیاسی برس کی تھی اور بعض کے نزدیک تین سو پچاس
برس کی اور باپ حضرت ادریس کے بعد الارتفاع پانچسو برس اس عالم مین رہے اور حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی
فرماتے ہین کہ جب حضرت ادریس آسمان پر گئے ہین تو سنہ ایک ہزار چار سو چونسٹھ ہبوطی تھے اور عمر ان کی چار سو پانچ
برس کی تھی اور بعض کہتے ہین کہ آٹھ سو پینسٹھ برس زمین پر رہے ہین اور بعض کہتے ہین کہ تین سو پینسٹھ برس زمین
پر رہے ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عمر حضرت ادریس علیہ السلام کی پینسٹھ برس کی
ہوئی تو انھون نے مسماۃ بردخام سے نکاح کیا انسے متوشلخ کہ بلسان عرب بمعنے نشرح ہے پیدا ہوے اور اسوقت
عمر حضرت ادریس علیہ السلام کی تین سو برس کی تھی اور حضرت ادریس علیہ السلام نے بحکم الٰہی قبل از رفع
آسمان انکو اپنا ولی عہد و خلیفہ کر دیا تھا اور اول عالم مین انھین نے گھوڑے پر سواری کی تھی اور نو سو بیاسی
برس اس عالم مین رہے اور ایلول مین وفات پائی روایت ہے کہ جب متوشلخ ایک سو ستر برس کے ہوے تو
انھون نے مسماۃ عربا سے نکاح کیا کہ انسے لمک جنکو لامک بھی کہتے ہین پیدا ہوے اور انکے وقت مین اولاد
قابیل سے اشرار و جبابرہ بکثرت ظاہر ہوے لمک کی عمر آٹھ سو برس کی ہوئی اور جب ایکسو ستاسی برس کے ہوے

رب انی ظلمت نفسی حضرت سلیمانؑ نے رب اغفرلی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی حضرت زکریاؑ نے رب انی
وھن العظم منی حضرت عیسیٰؑ نے ربنا انزل علینا مائدۃ ہمارے حضرت شفیع الامۃ محمد مصطفےٰ صلعم نے ربنا لا تواخذنا
ان نسینا او اخطانا اور اصحاب کہف نے ربنا آتنا من لدنک رحمۃ فرزندان صالحؑ نے رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا
حواریون نے ربنا امنا بما انزلت اور مریمؑ نے رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا آسیہ امراۃ فرعون نے رب ابن لی
عندک بیتا فی الجنۃ بلقیس نے رب انی ظلمت نفسی واسلمت اور ہمارے حضرت کے اصحاب باصفا نے ربنا آتنا فی الدنیا
حسنۃ اور تابعین نے ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان مومنین نے ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی
للایمان اہل علم نے ربنا ما خلقت ہذا باطلا اور شیطان نے رب انظرنی الی یوم یبعثون اسی طرح ایا ندا اور صلحا حسب
درجات اور مواعید لطف وبرکات کو چاہینگے عرض کرینگے ربنا اتمم لنا نورنا ربنا آتنا ما وعدتنا اور کفار اور اشقیا
حسب درکات سے نجات چاہینگے یا عقاب اٹھائینگے دعا کو ربنا اخرجنا منہا ربنا غلبت علینا شقوتنا اس سے
معلوم ہوا کہ ہر کسی کی دعا اور ندا اسی اسم کے ساتھ ہے اور معہذا دعا اور بشارت اور تعبد لبیت کے ساتھ بھی اسم
مخصوص ہے کما قال اللہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ ربکم ادعونی استجب لکم فاستجاب لہم ربہم فائدہ اول جسکے بیان
میں یہ ہے کہ باتفاق اللہ کا لفظ اسم اعظم ہے اور یہان ظاہر ہوا کہ رب کا لفظ اسم اعظم ہے سو ان دونون باتون مین منافات
نہین اسواسطے کہ محققین کے نزدیک اسماء ربانیہ ذات موجودات کی نسبت دو قسم ہین اعیان ثابتہ و حقائق علمیہ کے
اعتبار سے اسماء الوہیت کہلاتے ہین جیسے قادر مرید ان مین اصل اسم اللہ ہے اور اکوان خارجیہ و حقائق کونیہ کے
اعتبار سے اسماء ربوبیت کہلاتے ہین جیسے رزاق حفیظ ان نامون مین اصل اسم رب ہے پس یہ دونون اسم ان
دونون حیثیتون سے اسم اعظم ہین پس جسطرح اسم اللہ اسماے الوہیت کا مرجع ہے ویسا ہی اسم رب اسماے
ربوبیت کا مرجع ہے اگرچہ اسم اللہ کہ رب الارباب ہے اسکے تحت تربیت مین سائر موجودات واقع ہے لیکن ہر جنس اور ہر
نوع اور ہر شخص کے لیے مطلق ربوبیت سے ایک حصہ خاص ہے کہ وہ انکا مربی اور مقوم ہے اسیواسطے قرطبی مین ہے
کہ اسم رب مین ایک خصوصیت خاصہ بین الرب والمربوب مفہوم ہوتی ہے کہ وہ خصوصیت رب کی جانب سے رافت
اور رحمت پر مشتمل ہے علی الاتصال اور مربوب کی جانب سے فقر اور احتیاج کو کیوف اور حال مین تناول ہے
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال القصہ یہ تینون فرشتے مکتب افلاک سے مرکز خاک پر نازل ہوے اور بنی آدم مین مختلف
ہوکے دن بھر مسند حکومت پر فصل خصومات کرتے اور شب کو بقوت اسم اعظم آسمان پر اپنے مواضع عبادت مین
بسر کرتے یہان تک کہ ایک مہینا اس حال پر گذرا اور عدل اور انصاف انکا شہرۂ آفاق ہوا عزائیل نے اختلاط
بنی آدم سے اپنی حقیقت ملکیہ مین فی الجملہ تغیر پایا اور سمجھا کہ نتیجہ اسکا بہتر نہین ہے پس درگاہ الٰہی مین بزاری اور
نیاز کہنے لگا ؎ الٰہی ظلم کردم بر تن خویش ؛ درین غم مخلصے دارم ز حد بیش ؛ رہائی دہ ز زندان غرورم ؛ ببر با عرصۂ
دار السرورم ؛ حضرت ربانی نے گریہ اور زاری اسکی قبول فرمائی اور طبیعت آدمی کی اس سے زائل کی کہ اپنی
جگہ پر جاکر سجدۂ شکر مین گرا اور چالیس برس سجدے مین پڑا رہا اور عزا اور عزرایا بدستور حکومت رانی زمین مین

سو فرشتون نے عزا اور عزایا اور عزائیل کو تجویز کیا اللہ نے قوت شہویہ و غضبیہ انکو عطا کی اور فرمایا تم زمین پر جا کر فرمان روائی
کرو مگر سے شرک اور قتل اور زنا اور شرب خمر سے بچنا اور فیصلہ مقدمات با نصاف کرنا اور جب شام ہو جاوے تو
اسم اعظم جو تمکو سکھلایا جاتا ہے پڑھکر آسمان پر اپنی جگہ اور مقام پر حاضر ہونا اور دوسرے دن پھر صبح کو بدستور
زمین پر جانا فائدہ اس مقام پر تحقیق اسم اعظم کی جو اہل تحقیق نے فرمائی ہے لکھنا ضرور ہے پس واضح ہو کہ حضرت
نجم الدین کبری فرماتے ہین کہ اسم اعظم لفظ اللہ کا ہے اسلیئے کہ مومن کافر مشرک موحد سب کی زبان پر یہ اسم دائر ہے
مومنین اور موحدین کہتے ہین کہ الہنا اللہ اور مشرکین کافرین کہتے ہین خلقنا اللہ قال اللہ تعالی لئن سالتہم من خلقہم لیقولن
اللہ یعنے اگر تو پوچھے انکو کسنے پیدا کیا تمکو تو کہینگے اللہ نے مومنین کو عقیدہ ہے کہ انبیا علیہم السلام اللہ پاس ہماری شفاعت
کرینگے کافرون کو اعتماد ہے کہ اشقیا و اصنام کو اللہ پاس ہم حمایت لائینگے قال اللہ تعالی یقولون ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ
یعنے کہتے ہین یہ ہمارے سفارشی ہین اللہ پاس بحر العلوم مین ہے کہ ہذا ہو الحق الصریح اسواسطے کہ یہ اسم
ذات ہے اور اسما اسم صفات ہین اور ذات اشرف صفت سے ہے اگر یہ اسم اعظم نہ ہوتا تو اللہ رحیم اپنے
حبیب کریم کو اثبات وحدانیت اور نفی آلہۃ مین اسکو تعلیم نہ فرماتا کہ فاعلم انہ لا الہ الا اللہ و قل اللہ فذرہم یعنے
تو جان رکھ کہ بندگی کسی کی نہین سوائے اللہ کے اور تو کہہ اللہ نے اتاری پھر چھوڑدے انکو و ہذا ایمان کی صحت
مین کیون دخل ہوتا اور جملہ اسمار کی طرح یہ اسم غیرون پر کسواسطے بولا نجاتا اور دعا اور ندا مین کس طرح مقدم
ہوتا قال اللہ تعالی قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن یعنے کہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو و قال علیہ السلام احب الاسماء
الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمن اور حضرت امام زین العابدین فرماتے ہین کہ مین ہر نماز کے بعد دعا مین کہتا تھا کہ الہی مجکو
اسم اعظم کی تعلیم فرما ناگاہ ایک دن نماز فجر کے بعد آنکھ لگی دیکھتا ہون کہ ایک مرد با عزت و وقار نے مجھسے کہا
کہ تیری دعا قبول ہوئی اب تو پڑھا کر اللہم انی اسالک باسمک اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ الذی لا الہ الا ہو رب العرش
العظیم جناب امام فرماتے ہین کہ قسم بخدا پھر جو دعا مین درخواست کرتا تھا وہ ملتا تھا اور علامہ قونوی رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا کہ اسماء اللہ کلہا اعظم لیکن اسم اعظم کے وجود مین شک نہین ہان اسکے تعین مین اختلاف ہے بعضے ہو الحی القیوم
کہتے ہین اور کوئی یا بدیع السموات والارض فرماتے ہین اور بعضے یا ذا الجلال والاکرام خواہ یا قریباً غیر بعید یا یا منان
یا منان یا یا مجیب دعوۃ المضطرین خواہ یا صمد اور بعضے ہو الاول ہو الآخر یا الم یا کہیعص اور بعض بسم اللہ
مین مضمر بتلاتے ہین اور اکثر اہل تحقیق کا اتفاق ہو کہ یہی اسم اعظم ہے اور تفاسیر معتبرہ مین یہ بھی مرقوم ہے کہ لفظ
رب کا اسم اعظم ہے تفسیر تیسیر مین حضرت خضرؑ سے منقول ہو کہ جس اسم سے اللہ کو سارا جہان پکارے وہی اسم اعظم
ہے قرطبی وغیرہ مین ہو کہ الحق بیشتر اسی اسم سے مخلوقات نے خالق کائنات کو پکارا ہے حملۂ عرش نے ندا کی ربنا
وسعت کل شئ رحمۃ و علما آدمؑ نے دعا کی ربنا ظلمنا اور نوحؑ نے رب لا تذر علی الارض ابراہیمؑ نے رب اجعل
ہذا البلد امنا یوسفؑ نے رب السجن احب الی شعیب علیہ السلام نے ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق حضرت
صالحؑ نے ربنا ہب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرۃ اعین حضرت ایوبؑ نے و ایوب اذ نادی ربہ حضرت یونسؑ نے

تحقیق اسم اعظم

کہ از خویشان تر ا ہیم است و از بیگانگان مارا ⁂ اور از بسکہ آتش شوق سے سوزان اور طپش عشق سے پریشان تھے وقت خلوت غنیمت جانکر کہنے لگے ع بیا اے جان بنشینیم با تو ⁂ کہ فردا من کجا باشم کجا تو ⁂ ندانم با تو کے گردد ملاقات ⁂ زمانے من ترا بینم مرا تو ⁂ اُسنے کہا کہ مین چار چیزون مین تمکو اختیار دیتی ہون یا تو میرے بت کو سجدہ کرو یا میرے شوہر کو قتل کرو یا مجھکو اسم اعظم تعلیم کرو یا ایک قدح شراب نوش فرماؤ ان دونون نے باہم مشورہ کیا کہ شرک و قتل نفس گناہ شدید ہے اسکو کرنا نچاہیے اور اسم اعظم سر الٰہی ہے اسکو بتلانا نہ چاہیے مگر شراب پینا گناہ سہل ہے لاباس بہ ع آن تلخ وش کہ صوفی ام الخبائثش خواند ⁂ اشہے لنا واحلے من قبلۃ العذاراء ⁂ اور یہ نہ سمجھے کہ خمر مجمع الفسادات اور ام الخبائث ہے ع کس ہوشیاری نگرد و بت پرست ⁂ پیش بت مصحف لبوز دمردست ⁂ غرض کہ بزم عیش مین بیٹھ کہ جام می نوش فرمایا اور محتسب عدل کو فراموش کیا اور حسب حال انکے زبان حال بیخ آدم یون مترنم ہوئی ع کل شیخ بن کے مجتہد عصر ساقیا ⁂ دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا ⁂ کہنے لگا زراہ تبختر مجھے بطنز ⁂ معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا ⁂ مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا ⁂ پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا ⁂ تقصیر ہو معاف تو اک عرض مین کرون ⁂ گر آپ مجھکو کیجیے نہ مورد عتاب کا ⁂ تقویٰ ہمارے آگے ہو تب آپکا درست ⁂ اور تب یقین ہو آپ کے اس اجتناب کا ⁂ مے ہو و کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش اور کوئی وان مخل نہو باعث حجاب کا ⁂ گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیحیا ⁂ یہ ریش جسپہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا ⁂ کھینچ اسکو اور منھ سے ملا کر کے اپنا منھ ⁂ دے ذائقہ زبان سے دہن کے لعاب کا ⁂ منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیے ⁂ گر پی نجائے جلد یہ ساغر شراب کا ⁂ اُسوقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو ⁂ گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا ⁂ اور امتحان بغیر تو یہ آپکا غلام ⁂ قائل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا ⁂ الحاصل شراب پی کے دونون بیہوش ہوے ع زیادہ چنان آتشے برفروخت ⁂ کہ مے خوارگان را در ورخت سوخت ⁂ بعد اسکے بت کو سجدہ کیا اور اسکے شوہر کو بھی مارا اور اسم اعظم بھی تعلیم کیا ع عشق ازین بسیار کردست و کند ⁂ سبحہ را زنار کردست و کند ⁂ بعض روایات مین آیا ہے کہ وہ عورت اسم اعظم کو پڑھ کے آسمان کو گئی اور حق تعالے نے اُسکی روح کو ستارۂ زہرہ کی روح سے متصل کر دیا اور بصورت زہرہ مسخ ہوگئی اور یہ دونون فرشتے اُسکے ساتھ نجا سکے اور اسم اعظم انکو بھول گیا جب مستی شراب سے ہوش مین آئے تو ندامت سے افسوس کرنے لگے اور گویا کہنے لگے ع گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ⁂ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ⁂ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس حال سے ملائکہ آسمان کو مطلع کیا کہ یہ دونون فرشتے باوجودے کہ میری تجلی سے غائب نہ تھے بلکہ شہود اتم انکو نصیب تھا محض تغلبۂ شہوت اس معصیت مین گرفتار ہوئے بنی آدم کہ میرے حضور سے غائب ہین اور شہوت انکی طبیعت مین مخمر ہے اگر مصدر معاصی ہو جائین تو کیا عجب ہے سب ملائکہ شرمندہ ہوے اور اُسوقت سے واسطے اہل زمین کے استغفار کرتے ہین چنانچہ حق سبحانہ فرماتا ہے والملائکۃ یسبحون بحمد ربہم و یستغفرون لمن فی الارض آخر کار ان دونون

مشغول رہے یہان تک کہ صیاد قضا نے دام بلا مین مبتلا کیا ؎ اول کہ بسر بال و پر بکشادیم ؛ گفتیم کہ از قید بلا آزادیم ؛ صیاد ازل کرشمۂ کرد بما ؛ مانیز چو دیگران بدام افتادیم ؛ روایت ہے کہ ایک روز اثنا ے استعمال رفع مہمات اور فصل خصومات مین ایک عورت زہرہ نام اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ملکہ اہل فارس ملقب بہ بیدحت تھی اور بعضے کہتے ہین ستارۂ زہرہ تھا کہ بصورت ایک عورت کے متمثل ہو کے امتحان کے واسطے آیا بالجملہ ایک عورت جمیلہ بحسن تدبیر و لطف تقریر آراستہ اور زیور حسن و جمال سے پیراستہ ہو کے مجلس عام مین آئی اور اپنے شوہر پہ داد خواہ ہوئی ؎ ازین عابد فریبی دل ربائی ؛ ازین زاہد کشی شوخی بلائی ؛ نہال سبز از باغ جوانی ؛ مئے خوشتر ز آب زندگانی ؛ ملاحت راز حسنش رنگ بر روے ؛ حلاوت راز لعلش آب در جوے ؛ معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ اسکی شیرین بیانی اور حسن کلامی سنے دونون فرشتون کو بیتاب کردیا کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا ؎ بذلہ گوے و عشوہ ساز و شوخ چشم و غمزہ زن ؛ خوبروے کانچنین باشد بلاے جان بود ؛ ؎ یکے راپاے در گل ماندہ از عشق ؛ دگر را دست بر دل ماندہ از عشق ؛ القصہ دونون نے باتفاق اُسکے مقدمہ کو تاخیر مین ڈالدیا جب مجلس عام خلوت ہو گئی مافی الضمیر اپنا ایک نے دوسرے سے کہا دونون کو معلوم ہوا کہ آتش عشق مین حریق اور دریاے شوق مین غریق ہین ؎ نیست یکساعت دل ما خالی از سوداے عشق ؛ تا چہ آرد بر سر ما عاقبت غوغاے عشق ؛ دوسرے دن وہ حسینہ دلربا پھر آئی کہ دونون نے اُسکو خلوت مین طلب کر کے راز نہفتہ اپنا بمقتضاے ع عاشق ز دوست تو ایم از تو چہ پنہان داریم ؛ بلا تکلف آشکارا کیا اُسنے بکرشمۂ خوبی و غنج و دلال محبوبی جواب دیا کہ تم مجھسے دین مین مختلف ہو اور باوجود تخالف مذہب یہ معاملہ نہین ہوتا ہی قطع نظر اس سے شوہر میرا نہایت غیور ہے اگر وہ سنے گا کہ مین تمھارے ساتھ نشست و برخاست کرتی ہون تو بیشک مجھکو مار ڈالیگا پس اگر تمکو طواف کعبہ مجاورت میرے کا منظور ہے تو میرے بت کو کہ قبلۂ پرستش میرا ہے سجدہ کرو اور جو سر چشمۂ وصال سے سیراب ہوا چاہتے ہو تو میرے خصم کو کہ اُسکے خار آزار سے دل پر خون رکھتی ہون قتل کرو فرشتون نے کہا معاذ اللہ عبادت غیر حق گناہ عظیم ہے اور قتل ناحق فعل شنیع ہمسے یہ دونون امر نہو سکینگے ناچار وہ معشوقہ دلربا یون طعنہ کر کے چپ ہوئی ؎ گر تھین تھا تصور انجام ؛ کیون عبث عشق کو کیا بدنام ؛ چونکہ انکے دل مین قلق الفت اور اضطراب محبت غالب ہو گیا تھا دوسرے دن اُسکو پیغام بھیجا ؎ گذشتی بر مزارم شور رقصے انداختی رفتی ؛ کف خاک مرا صحراے محشر ساختی رفتی ؛ گرفتی شیشۂ دل را شکستی تاختی رفتی ؛ صدا ہا می شنیدم جا بجا انداختی رفتی ؛ اور کہا ہم ناچار تیرے گھر مین مہمان ہونگے ؎ بخانہ اش روم و این کنم بہانۂ پیش ؛ کہ مست بودم و کردم خیال خانۂ خویش ؛ اُسنے کہلا بھیجا بے تکلف تشریف لائیے مین راضی ہون اور اپنے مکان خلوت کو آراستہ اور خود بنفاست زیور و لباس سے پیراستہ ہو کر بیٹھی اور حسب عادت دو چار شیشے شراب کے سامنے رکھکے مستعد فریب ہوئی جب یہ دونون دل تفتہ از خود رفتہ مکان معشوقہ مین پہونچے تو یہ کہا ؎ میسر کے شود وصل تو اے آرام جان مارا

جیسے علوم فلسفہ اور طبیعیہ کہ ضرر انکا نفع سے زیادہ ہے بھی بیان نہین کرتے بلکہ دیدہ ودانستہ اس سے سکوت کرتے
ہین اسواسطے کہ حقیقت نبوت دعوۃ الخلق الی الحق ہے اور یہ علوم اس غرض مین مخل ہوتے ہین پس ضرور ہوا کہ دونون
فرشتون کو واسطے تعلیم سحر کے نازل فرمائین اور تعلیم سحر مین کچھ قباحت نہین ہے اسواسطے کہ نہایت کار سحر کفر ہے اور
جو چیز موؤدی بکفر ہو تعلیم اسکی مضائقہ نہین ہے مثلاً کوئی شخص کہے کہ اگر فلان ستارہ کی کوئی پرستش کرے تو یہ اثر
بخشے گا اور اگر فلان شیطان کی عبادت کرے تو یہ مطلب حاصل ہو جائیگا اور دوسرا شخص اس کلام کو سنکے یہ کام کرے
تو کفر یہ عبادت و اعتقاد ہے نہ کہ بیان کرنا اسکا اور سحر کے فائدے بھی بہت ہین جیسے امتیاز کرنا معجزات انبیا اور کرامات
اولیا اور سحر جادوگرون مین اور اسی طرح فرق کرنا طلسمات اور نیرنجات اور شعبدون مین بھی اسی علم سے حاصل
ہوتا ہے بلکہ جو لوگ اس علم سے ناواقف ہین ایسی چیزون مین اصلا فرق نہین کرتے ہین حتے کہ ساحر اور شعبدہ باز کو مثل
انبیا اور اولیا کے جانتے ہین اور بعضے اعمال سحر کہ واسطے ہلاک کرنے دشمن خدا اور الفت مرد و زن اور رفع کرنے
شر ظالم کے ہین درحقیقت مستحسنات شرعیہ مین داخل ہین اور یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص قواعد سحر کو جانے کے عمل نا پسند
مین صرف کرنے سے احتراز کرتا ہے تو مستحق ثواب ہوتا ہے کہ باوجود قدرت گناہ کے گناہ سے باز رہا اور یہ بھی سبب ہے
کہ شہر بابل مین آدمیون کو سحر کا کمال شوق تھا کہ عجیب وغریب چیزین سحر سے استخراج کرتے تھے اور اسی سبب سے
کمال خودبینی اور غرور انکو پیدا ہوا تھا کہ خدا سے غافل ہو گئے تھے اسواسطے حکمت الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ اسوقت
مین دقائق اس علم کے غیب سے بواسطہ ان دونون فرشتون کے کھولے جائین تاکہ یہ لوگ بھی معلوم کرین کہ
علم الٰہی سے کبھی مستغنی نہو سکتا ہے چنانچہ آیہ قرآنیہ ما انزل علی الملکین دلیل صریح ہے کہ یہ علم جناب الٰہی سے
نازل ہوا ہے اور فرشتون کے حال سے بھی خبر دی ہے وما یعلمان من احد حتے یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر یعنے وہ
دونون فرشتے نہین سکھلاتے ہین کسی کو یہان تک کہ کہدیتے ہین کہ ہم ہین آزمانے کو پس تو مت کافر ہو اور یہ نصیحت
اور وعظ دلیل ہے کہ یہ دونون فرشتے آپ سے تعلیم سحر نہین کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ منظور محض تعلیم
نتھی بلکہ تعلیم اور منع دونون تھے بالجملہ تمام متکلمین اسی طور سے گفتگو کرتے ہین لیکن اگر تتبع روایات کہ اس
باب مین وارد ہین کیا جاسے تو ثابت ہوتا ہے کہ اس قصے کی بھی اصل ہے اسواسطے کہ جو کچھ اس باب مین بطریق
موقوف یا مرفوع یا خبر یا اثر کے وارد ہوا ہے قدر مشترک اسکی متواتر ہے گو خصوصیات واقعہ مین کچھ اختلاف بھی ہو
اور انکار قدر متواتر بہتر نہین ہے اور جو کچھ کہ وجوہ مخالفت مین قواعد دینیہ سے متکلمین نے بیان کیا ہے بحسب ظاہر
قابل تسلیم ہین لیکن بنظر تعمق اسمین توجیہ ہو سکتی ہے تا کہ انکار روایات اور تکذیب قصہ حضرت یوسف اور حضرت
داؤد علیہما السلام وغیرہ کی لازم نہ آوے مثلاً کہ سکتے ہین کہ فرشتے گناہ سے اسی دم تک معصوم ہین کہ اپنی صفت
ملکیت پر باقی رہین اور جب شہوت اور غضب ان مین دونون ہوئین تو اس صفت سے خارج ہو گئے پس
مقتضاے ملکیت کہ عصمت اور طہارت تھی منتفی ہو گیا اور ظاہر ہے کہ جب موثر بدلا اثر بھی بدل جاوے گا
اور وہ عورت اگرچہ فاجرہ تھی لیکن اسم اعظم کا شوق رکھتی تھی الا اسکے عوض مین فرشتون نے وعدہ نامعقول

ف جواب از ورود اشکال متکلمین

فرشتون نے اپنا حال متغیر پایا زار زار روئے اور حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت مین آئے اور حال زار اپنا
بیان کر کے شفاعت کی درخواست کی حضرت ادریس علیہ السلام نے وعدہ فرمایا کہ جمعہ آئندہ مین تمہارے واسطے
جناب باری مین التماس کرونگا جب وہ جمعہ گذر گیا تب حضرت ادریس نے کہا کہ اس جمعہ کو دعا تمہارے حق مین
مقبول نہ ہوئی تامل کرو جمعہ آئندہ تک جب جمعہ دوسرا آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالے نے
تمکو عذاب دنیا اور آخرت مین اختیار دیا ہے اگر چاہو عذاب دنیا اختیار کرو اور چاہو عذاب آخرت پر آمادہ ہو دنیا
مین کچھ مواخذہ نہوگا تکملۃ القصص مین لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بفرمان ربانی انکے پاس آئے اور خبر دی
کہ نام تمہ دونون کا متغیر ہوگیا یعنے عزا کا ہاروت اور عزایا کا ماروت ہوا اور تمکو اختیار ہے محنت اس جہان اور مشقت
اس جہان مین انھون نے باہم مشورت کر کے باین خیال کہ عذاب دنیا فانی ہے اور عذاب عقبی باقی عذاب اس
جہان کا اختیار کیا حق تعالی نے فرشتون کو حکم دیا کہ انکو زنجیرہائے آہنین مین کس کے اور بدن کے بال باندہ کے
چاہ بابل مین کہ آتش تیز سے شعلہ زن ہے الٹا لٹکا دو اور ایک ایک فرشتہ نوبت بنوبت قیامت تک انکو تازیانہ
آتشین سے مارتا ہے اور اثر تشنگی باین مرتبہ غالب کی ہے کہ شدت عطش سے زبانین منھہ سے باہر پڑی ہین اور طرفہ عذاب
یہ ہے کہ بمقدار ایک بالشت کے پانی سرد خوش گوار لبون کے مقابل رکھا ہے اور پینے نہین پاتے ہین والعیاذ باللہ من
غضب اللہ فائدہ واضح ہو کہ اس قصے کو تفاسیر محدثین اور سنن بیہقی اور مسند امام احمد مین بروایات متعددہ
اور طرق مختلفہ کہ بعضے انکے صحیح ہین اسیطرح بیان کیا ہے لیکن متکلمین مفسرین مثل امام رازی اور قاضی بیضاوی
اس قصے سے انکار کرتے ہین اس طرح سے کہ نظم قرآنی مین کوئی بات ایسی کہ مشعر اس قصے پر ہو نہین پائی جاتی
ہے پس ایسی روایتین کہ مخالف اصول وقواعد دین کے ہون قابل اعتبار کے نہین کسواسطے کہ اس قصے مین
چند باتین اصول عقائد کے خلاف ہین اول یہ کہ فرشتے بالاجماع معصوم ہین گناہ کبیرہ انسے صادر ہونا منافی
عصمت کے ہے دوسری یہ کہ اس عورت فاجرہ کو باوجود خباثت کے کس طرح ممکن ہوا کہ بزور اسم اعظم آسمان
پر چلی گئی کسواسطے کہ دعوت اسماء کیواسطے بہت شرطین ہین عمدہ اسمین تقوی اور طہارت بھی ہے تیسری یہ
کہ مسخ اور تبدیل صورت گویا عقوبت ہے اور عقوبت تحقیر و اہانت کا سبب ہے اور ستارہ درخشندہ ہونا دلیل کمال
عظمت اور بندگی پر ہے چوتھی یہ کہ زہرہ ایک ستارہ ہے مشہور کہ قبل از خلقت حضرت آدم مخلوق ہوا تھا اور اس قصے
سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستارہ بعد از واقعے کے ہوا ہے پانچوین اس قصے مین فرشتون کی زبان سے نقل کیا ہے
کہ فرشتون نے جناب الہی مین عرض کیا کہ ہم باوجود شہوت اور غضب کے گناہ نکرینگے حالانکہ حق تعالے نے
ارشاد فرمایا تھا کہ اگر تم مین بھی شہوت اور غضب ہوتا تو تم بھی معصیت مین مبتلا ہو جاتے پس صریح تکذیب خدا
لازم آتی ہے اور یہ فعل شنیع منافی ایمان کے ہے چہ جائے ملکیت پس سبب نازل کرنے ان دونون فرشتون کا
یہ تھا کہ علم سحر جو کہ علوم آلہیہ سے ہے نوع انسان مین باقی رہے اور انبیا علیہم السلام کی یہ شان نہین تھی کہ
ایسے علوم سراسر ضرر کو کہ اس سے تاثیرات مخلوقات کا اعتقاد اور تاثیرات خالق سے غفلت ہو جاسے تبلیغ فرمادین

طریقہ سود اول جاری کیا ہی ساتوان فاختہ ایک مرد تھا کہ قسم کھاکر وفاے وعدہ نہ کرتا تھا آٹھوان لقلقہ ایک مرد تھا کہ اپنی لونڈیون سے زنا کراکر خرچی لیتا تھا نوان کنجشک ایک مرد بصورت صوفی تھا اور رقص وہزل کو مباح کہتا تھا دسوان موش ایک مرد تھا جسنے مذہب قدریہ ایجاد کیا گیارھوان جغد ایک شخص یہودی تھا جسنے اپنی ہمشیر کو خرچی بھیجا تھا بارھوان کتا تیرھوان شیر چودھوان باز پندرھوان بط کہ ان چارون کے افعال معلوم نہین ہوے سولھوان طاؤس سترھوان شپرک ایک مرد آفتاب پرست تھا اور تفسیر عزیزی مین دو حکایتین عجیب لکھی ہین ایک یہ کہ حاکم وبیہقی نے عائشہ صدیقہ رض سے روایت کی ہی کہ ایک عورت دومۃ الجندل کی حضرت صلعم کو تلاش کرتی آئی اور یہ کہتی تھی کہ مجھے کچھ پوچھنا تھا افسوس آنجناب رحلت فرما گئے جب میرے پاس آئی تو مین نے پوچھا تیری کیا حاجت ہی اُسنے کہا میرا خاوند بد مزاج تھا اس سبب سے مین رنج مین رہتی تھی اسی عرصہ مین ایک ضعیفہ میرے پاس آئی اُس سے مین نے خاوند کی شکایت کی اُسنے کہا اگر میرا کہنا کرے تو خاوند مطیع ہو جاے مین نے کہا ضرور کرون گی سو وہ چار چھ گھڑی رات باقی رہے دو کتے لائی کالے ایک پر آپ چڑھی دوسرے پر مجھے چڑھایا اور ایک لمحہ مین زمین بابل مین پہونچی وہان دو شخص اُلٹے لٹکے نظر پڑے انھون نے مجھسے پوچھا تو کیون آئی ہے مین نے اس ضعیفہ سے سکھلانے سے کہا مین سحر سیکھون گی وہ بولے سحر حرام ہے اُسکے سیکھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہی تو یہان سے چلی جا مین نے کہا بے سیکھے ہوے نجاؤن گی الغرض وہ دونون منع کرتے تھے اور مین مُصر تھی آخر کار مجھسے کہا کہ اس تنور مین پیشاب کر سو مین تنور پر گئی مگر خوف سے پلٹ آئی اور مین نے کہدیا کہ پیشاب کر آئی بولے تونے کچھ دیکھا مین نے کہا کچھ نہین انھون نے کہا تو جھوٹی ہے اب بھی تیرے حق مین بہتر ہی کہ یہان سے چلی جا مین نے قبول نہ کیا پھر کہا پیشاب تنور مین کر پھر مین تنور پر گئی اور خوف سے واپس آئی اسی طرح تین بار وقوع مین آیا چوتھی مرتبہ مین نے دل کو مضبوط کر کے تنور مین پیشاب کیا تو اسیوقت ایک سوار زرہ پوش مسلح اُس تنور سے نکلا اور جانب فلک چلا گیا یہانتک کہ میری آنکھون سے غائب ہو گیا تب مین اُن دونون کے پاس گئی اور تمام واردات بیان کی وہ کہنے لگے درست ہے یہ سوار زرہ پوش تیرا ایمان تھا کہ تجھسے جدا ہو کے چلا گیا اب تو رخصت ہو کہ سحر مین کامل ہو گئی سو مین سخت سراسیمہ ہوئی اور اُس ضعیفہ سے کہا کہ تو مجھکو سحر سکھلانے کو لائی تھی وہ تو کچھ نہوا میرا ایمان مفت گیا اسنے کہا کہ یہان کا طریق تعلیم یہی ہی اب تو ساحرہ ہو گئی جو کچھ زبان سے کہے گی وہی ہوگا مین نے کہا کیونکر یقین ہو اُسنے کہا ایک دانہ گندم لیکر زمین پر ڈال اور منھ سے کہہ نکل آ سو مین نے دانہ گندم لیکر زمین پر ڈالا اور کہا نکل آ پھر دکھنے کے وہ دانہ درخت ہو گیا الغرض میرے کہنے سے وہی دانہ درخت بھی ہوا اور خوشہ لایا اور پختہ ہو کر تیار ہوا حتے کہ روٹی پکی پکائی موجود ہو گئی جب کہ یہ کیفیت مین نے دیکھی تو مجھکو اپنے ایمان کا نہایت افسوس ہوا مین قسم کھاتی ہون خدا کی اے ام المومنین کہ مین نے آج تک ہرگز ہرگز کسی کے حق مین بدی نہین کی ہے اور نہ میرے دل مین کسی کے ساتھ بدی کا ارادہ ہے اور مین حضرت صلعم کے اوصاف حمیدہ سنکر یہان حاضر ہوئی تھی کہ اُنسے میرا ایمان پھر آنے کی دریافت کرون گی وہ نہ ملے اُسکی نہایت حسرت ہے ام المومنین رض نے فرمایا کہ حضرت کی اصحاب

۱۵ لقلقہ را نکو خلاف نتیجہ لام جی گفتہ بین آن زعفیت سرود نکو دون وپا و منقار دارد دہندی زبان آنرا لگ گویند آوازش لقلق شود واکن جانور بیست بلند پرواز و دیو جوں کلنگ و در رنگ آن قدرے سیاہی باشد ۱۲

کیا تھا اس باعث سے اس فعل مین حسن اور قبح مختلط ہوگئے تھے حسن نیت اور باعث قبح صورت عمل پس صورت مجازات مسخ ہوگئی اور بحسن نیت ستارہ سے متصل ہوگئی اور سر یہ ہے کہ اُس عورت نے اپنے حسن و جمال کو وسیلہ قرب الٰہی گردانا تھا لیکن بیجا اور بے محل پس اسکو حسن اور جمال دائمی عنایت ہوا کہ روح اُسکی ستارۂ زہرہ کی روح سے متصل ہوئی اور صعود ارواح مین کچھ تعجب نہین ہے چنانچہ اچھے نیک مردون کی روح ساتون آسمان سے گذر جاتی ہی اور ہرچند کہ صورت کو کعبہ کو نسبت اور مخلوقات کے شرافت اور بزرگی ہے لیکن بہ نسبت صورت انسانیہ کے محقر ہے پس تعظیم بالنسبۃ اور تحقیر بالنسبۃ دونون متحقق ہوئین اور فرشتون کے کلام مین تصمیم عزم طاعت اور عدم عصیان کا بیان ہی نہ تکذیب اور تجہیل الٰہی پس معنے کلام کے یہ ہین کہ ہم اپنی طرف سے عزم مصمم ارکھتے ہین گو واقع خلاف اسکے ہو ظاہرا ملائکہ کلام الٰہی سے یہی سمجھے ہونگے کہ شہوت اور غضب جس مخلوق مین ترکیب دیا جاسے مستلزم عصیان ہی اگرچہ بے اختیار ہو لیکن اپنی طرف سے عرض کیا کہ ہمسے باختیار خود معصیت نہو گی پس اس کلام سے تکذیب لازم نہین آتی ہی اور مسخ کر دینا عورت کا بصورت زہرہ جو بیان ہوا ہی معنے اسکے یہ ہین کہ روح اُس کی زہرہ کی روح سے متصل ہوگئی نہ یہ کہ سابق سے یہ ستارہ ہی نہ تھا پس خلاف واقع نہین لازم آتا ہے زبیر ابن بکار اور ابن مردویہ اور دیلمی حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ صورتین ممسوخہ کسقدر ہین فرمایا کہ تیرہ ہاتھی ریچھ خوک بندر مار ماہی سوسمار طوطا بچھو جو لانبا کہ دریا مین ہوتا ہی اور عربی مین اسکو دعیوص کہتے ہین عنکبوت خرگوش سہیل زہرہ تب مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کسطرح مسخ ہوے فرمایا کہ فیل مرد سرکش اور دولتمند تھا خوگر بلواطت اور خرس ایک شخص تھا مخنث کہ آپکو مانند عورتون کے آراستہ کرکے مردون کے پاس جاتا تھا اور خوک ایک جماعت تھی نصاریٰ کی کہ کفران نعمت نزول مائدہ اُن سے صادر ہوا تھا اور بندر یہودی لوگ تھے کہ شنبہ کو شکار مچھلی کا کرتے تھے اور مار ماہی ایک مرد تھا دیوث کہ اپنی عورت کی دلالگی کرتا تھا اور سوسمار ایک گنوار تھا بادیہ نشین کہ حاجیون کا اسباب چوری کر لیتا تھا اور طوطا ایک شخص تھا کہ درختون سے میوہ چراتا تھا اور کژدم ایک مرد تھا سخن چین و زبان دراز کہ کوئی شخص اسکی زبان سے محفوظ نہین رہتا تھا اور دعیوص ایک مرد تھا چغل خور کہ درمیان دوستون کے جدائی ڈالتا تھا اور عنکبوت ایک عورت تھی جسنے اپنے شوہر کو سحر کرکے مار ڈالا تھا اور خرگوش بھی عورت تھی جو حیض و جنابت سے غسل نہ کرتی تھی اور سہیل چونگیدار تھا یمن مین کہ ہر کسی سے بجبر کچھ لیا کرتا تھا اور زہرہ دختر پادشاہ تھی کہ اُسنے ہاروت وماروت کو فریفتہ کیا تھا اور نافع المسلمین مین ہے کہ تعداد ممسوخات مین اختلاف ہے بعضے اڑتیس کہتے ہین اور بعضے ستائیس چنانچہ بارہ باستثناء دعیوص لکھے گئے اور سترہ یہ ہین ایک روباہ کہ مرد چور تھا اور مال و اسباب کاروانیون کا غارت کر لیتا تھا دوسرا سرطان کہ مرد کفن چور تھا جسکو نباش کہتے ہین تیسرا باخہ ایک عورت تھی کہ اپنے داماد سے ہم بستر رہتی تھی چوتھا زنبور ایک مرد عابد تھا مگر علما کی تحقیر کرتا تھا پانچوان کصحرا ایک مرد مالدار تھا کہ اپنی لونڈیون سے دریا مین کھڑے ہو کر جماع کرتا تھا چھٹا زاغ ایک مرد تھا فتنہ انگیز و متکبر اسی سنے

بیان مسوخات

اختلاف در مسوخات

امارت

ہین نے کہا امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہون کہنے لگے کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوے مین نے کہا پیغمبر
آخر الزمان ہوے اور وفات بھی پائی بعد آنکے چار خلیفہ ہوے وہ بھی رحلت کر گئے تب کہنے لگے کہ امت محمدیہ
تابع ایک شخص کی ہے یا گروہ گروہ علیحدہ ہین مین نے کہا کہ تابع ایک شخص کے ہین جسکو بادشاہ کہتے ہین یہ سنکر
ناخوش ہوے پھر کہا باہم اتفاق ہے یا نفاق مین نے کہا ظاہر مین اتفاق باطن مین نفاق اس کلام سے خوش
ہوے پھر پوچھا کہ عمارت بحیرۂ طبریہ تک پہونچی ہے یا نہین مین نے کہا نہین اسپر سخت ملول ہوے اور خاموش ہو رہے
مین نے کہا کہ اول کلام سے ناخوش اور دوسرے سے خوش اور تیسرے سے ملول کیون ہوے کہا جب تک
امت موصوفہ تابع ایک بادشاہ کی ہے قیامت دور ہے اور جو ظاہری اتفاق اور باطنی نفاق ہے قیامت نزدیک
ہے اور نہ پہونچنا عمارات کا بحیرۂ طبریہ تک موجب بعد قیامت ہے اور ہم قرب قیامت سے خوش ہوتے ہین کیونکہ میعاد
قید کی منقضی قیامت پر ہے تب مین نے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کرو کہا سو یامت کو اگر ممکن ہو کیونکہ کام مشکل در پیش ہے پھر
وہانسے بھاگا اور سحر نہین سیکھا حضرت استاذ الاستاذ تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین کہ متکلمین ایسے قصونکے بھی منکر ہین اور

جواب اعتراض متکلمین

کہتے ہین کہ دونون فرشتے عذاب شدید مین مبتلا ہین باوجود اسکے انکو فرصت تعلیم سحر کی اور اختلاط و ارتباط بنی آدم سے
کہ سلسلہ تعلیم و تعلم کے واسطے پر ضرور ہے ممکن نہین جواب یہ ہے کہ اگر حوصلہ انسانی پر قیاس کیا جاے تو البتہ مستبعد ہے مگر گفتگو
فرشتون مین ہے کہ انکے حوصلے کی فراخی ظاہر ہے اور جائز ہے کہ باوجود گرفتاری عذاب کے قوت فکریہ اور نطقیہ برقرار ہے چنانچہ
بارہا تجربہ ہوا ہے کہ اصحاب ملکہ باوصف گرفتاری اوجاع مولمہ و امراض شدیدہ کے تعلیم کر سکتے ہین اور اس علم کا
مالہ و ما علیہ طالب علم پر القا کرنا نہایت آسان ہوتا ہے اور مادر نے القات مین وہ کام کرتے ہین کہ اور لوگون کے تعمق
نظر سے بھی سرانجام نہین ہوتا پس ان دونون فرشتون کو القاے علم سحر مین اسی قسم کا ملکہ ہوگا خصوصاً جب تسلیم
کیا جاے کہ نزول انکا واسطے تعلیم سحر کے ہوا ہے تو جانب غیب سے بھی مدد کا پہونچنا ممکن ہے اور عدم اختلاط آدمیونکا
قابل تسلیم ہے لیکن جائز ہے کہ شیاطین و جنات افادے و استفادے مین واسطہ ہوتے ہون چنانچہ قتادہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ ہر سال ایک شخص شیطانون سے ہاروت و ماروت کے پاس جا کر سحر سیکھ آتا ہے اور آدمیون مین
پھیلاتا ہے اور زمان سابق مین آدمی بھی اُنسے ملتے تھے اور علم سحر سیکھ کر لکھتے تھے چنانچہ حکماے بابل نے زمانہ نمرود مین

طلسمات حکماے بابل

کئی طلسم ایسے بنائے تھے کہ وہ کسی کی سمجھ مین نہین آتے تھے ایک طلسم یہ تھا کہ شہر کے باہر ایک حوض کے کنارے
سنگ مرمر خواہ تانبے کی ایک بط بنا کر کھڑی کر دی تھی اُسکا یہ حال تھا کہ جب شہر مین کوئی جاسوس خواہ چور یا
اور کوئی مخالف جانے لگتا تو وہ ایسی غل مچاتی کہ تمام شہر والون کو یہ معلوم ہو جاتا کہ آج شہر مین کوئی نیا آدمی آیا ہے
آخر گرفتار ہو جاتا دوسرا طلسم ایک ڈھول بنایا تھا کہ جسکی کوئی چیز چوری جاتی تو وہ اپنے اُن آدمیون کو جن پر چوری
کا گمان ہوتا تھا اس ڈھول کے پاس لا کر کھڑا کر دیتا تھا اور کہتا کہ اسپر ہاتھ مار جب چور کا ہاتھ لگتا تو پتہ نام صاف
معلوم ہو جاتا اور جو وہ چور نہ ہوتا تو کچھ آواز نہ نکلتی اور تفسیر بحر مواج مین ہے اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ ایک طبل
ایسا بنایا تھا کہ جب کسی کی کوئی چیز چوری جاتی تو اُس طبل کو بجاتے اُس سے یہ آواز نکلتی کہ فلان کی چیز فلان کے

موجود ہین اُن سے پوچھو وہ سب یارون کے پاس گئے کسی نے کچھ نہ فرمایا مگر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرے مان باپ دونون زندہ ہون خواہ ایک ہو ان کی خدمت کر کہ ایمان پھر آوے دوسری حکایت یہ ہے کہ ابن منذر نے اوزاعی سے روایت کی اور وہ ہارون بن رباب سے روایت کرتا ہے کہ ایک روز مین عبدالملک بن مروان کی ملاقات کو گیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص تعظیم و تکریم تکیہ لگائے مجلس مین بیٹھا ہے حاضرین مجلس سے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ یہ شخص ہاروت و ماروت کو دیکھ آیا ہے اس باعث سے اسکی تعظیم ہوتی ہے سو مین نے اسکو سلام کیا اور قصہ پوچھا اُسنے رو کر کہا کہ میرا معاملہ یہ ہے کہ مین نوجوان تھا میرا باپ مجھکو لڑکا چھوڑ کر مر گیا تھا اور مال و اسباب میری مان کے قبضۂ اختیار مین تھا جو کچھ چاہتا تھا مین صرف کرتا تھا جب ایک مدت گذری اور مجھکو شعور ہوا تو میرے دل مین گذرا کہ اپنی مان سے کثرت مال کی علت دریافت کرون مین نے باصرار پوچھا اُسنے کہا اسکا حال مت پوچھ عیش و عشرت سے بسر کر مال بہت ہے کئی پشتون کو کافی ہوگا مین نے نہایت الحاح و زاری کی آخر مجبور ہو کر وہ مجھکو گھر کے اندر لیگئی اور تمام مال و اسباب دکھلایا تو فی الحقیقت ایک بڑا خزانہ تھا اب مجھکو زیادہ تر شوق ہوا کہ اسقدر مال کسطرح جمع ہوا ناچار اسنے کہا کہ تیرا باپ ساحر تھا اسنے یہ سب مال سحر سے جمع کیا ہے مین نے کہا کہ باوصف تندرستی باپ کے مال پر تکیہ کرنا پست ہمتی ہے مین بھی سحر سیکھونگا اور مال جمع کرونگا سو مین نے اپنی مان سے پوچھا کہ ایسا بھی کوئی آدمی ہے جو میرے باپ کے اسرار سے واقف ہو اور وہ سحر جانتا ہو اُسنے کہا ایک شخص فلان شہر مین ہے چنانچہ مین نے سفر کیا اور اسکے پاس گیا اور مودب سلام کر کے بیٹھا اُسنے نہین پہچانا اور میرا حال پوچھا مین نے التماس کیا کہ فلان شخص کا بیٹا ہون تو اُسنے گلے لگایا اور مرحبا مرحبا کہا اور مزاج پرسی کی بعد ازان مطلب کا مستفسر ہوا اور کہا کہ تیرا باپ اتنا مال چھوڑ گیا ہے کہ تیری کئی پشتون کو کافی ہوگا مین نے کہا کہ مجھکو مال کی احتیاج نہین ہے مین تو سحر سیکھا چاہتا ہون اُسنے کہا کہ اسکا خیال نہ کر کہ اسمین ہرگز فائدہ نہین ہے مین نے نہایت اصرار کیا اور بہت خوشامد کی تب اُسنے ایک دن مقرر کیا کہ اسیدن حاضر ہو اور ایفاے وعدہ کا مستدعی ہوا اسنے کہا کہ مین تجھے ایک مقام پر لیچلونگا وہان خدا کا نام نہ لینا چنانچہ اپنے ہمراہ ایک نقب مین جو نیچے زمین کے تھی لیگیا خیال کرتا ہون تو تین سو کئی زینے اُترنا پڑے اور آفتاب کی روشنی مطلق نہ تھی جب یہ مرحلہ طے ہوا تو دیکھتا ہون کہ ہاروت و ماروت لوہے کی زنجیرون مین جکڑے ہوے ہوا مین لٹکے ہین آنکھین بڑی بڑی اور پیر بھی نہایت بڑے کہ مجھکو نہایت خوف ہوا تو مین نے کہا لا الہ الا اللہ یہ کلمہ سنتے ہی اپنے پرون کو جنبش دینے اور چلانے لگے بعد اسکے خاموش ہوے امتحاناً مین نے پھر کہا لا الہ الا اللہ تو انھون نے پھر اپنے پر پھٹ پھٹا کر غل کیا اب مین خاموش ہو کر کھڑا ہوا وہ دونون مجھے دیکھکر کہنے لگے کہ تو آدمی ہے مین نے کہا آدمی ہون بیان کر کہ لا الہ الا اللہ کے سننے سے تم کیون پریشان ہوے کہنے لگے کہ جسدن سے ہم اس بلا مین پڑے اور اپنے مقام اصلی سے جدا ہوے ہین یہ کلمہ کسی کی زبان سے نہین سنا آج تیری زبان سے سنا تو ہمکو مقر اصلی اپنا یاد آیا کہ ہم بے اختیار ہو گئے اب ہم پوچھتے ہین کہ تو کس امت مین ہے

حکایت دوم

لکھتا ہون کہ شہر مداین کے ضلع مین ایک پہاڑ کی چوٹی پر نوشیروان عادل کا مزار بنا ہوا ہے وہان حکیمون نے
بادشاہ کے حکم سے کئی طلسم بنائے ہین پہلا یہ طلسم ہی کہ اس مدفن کے گرد چار مسلح سوار ننگی تلوارین لیے کھڑے ہین جب
کوئی آدمی انکے سامنے آتا ہے وہ چارون سوار حملہ کرتے ہین اگر ہٹ گیا تو بچ گیا ورنہ قتل کرڈالتے ہین دوسرا یہ ہی
کہ اس گور کے تہ خانے پر چار تلوارین برہنہ آویزان ہین انکو شب و روز گردش مانند چاک کوزہ گران رہتی ہی اور اس
زور سے پھرتی ہین کہ اگر کوئی شخص اُنکے نزدیک آجائے تو گردن اسکی کٹ جاسے اس باعث سے وہان کوئی جا نہین
سکتا ہی مگر کتب تواریخ سے واضح ہی کہ مامون رشید نے ایک مجاور کے ذریعہ سے جسکو دفعیہ طلسم مذکور کا یاد تھا اور اُسکے
بزرگون سے یہ علم چلا آتا تھا اُس دخمہ کی سیر کی ہی اور اُس تہ خانے مین مجاور کے ساتھ گیا تو اُسنے دیکھا کہ نوشیروان
ایک تخت زرین مرصع پر زندون کی طرح بیٹھا ہی اور تمام اعضا صحیح و سالم ہین حکیمون نے شاید اُسپر روغن ملے ہونگے
صرف لباس جابجا بوسیدہ ہوکر پارہ پارہ ہوگیا تھا مامون رشید نے ایک پوشاک جدید عمدہ معطر اپنے ہاتھ سے
پہنائی کہ ناگاہ نوشیروان کے تلے ایک لوح طلائی نظر آئی اسکو دیکھا اور پڑھا تو اسمین لکھا تھا خلفاے عباسیہ
مین سے ایک حاکم میری زیارت کو آویگا اور میری پوشاک بدلواکر معطر کرے گا مجھے یہ افسوس ہی کہ اُسوقت میری
جان قالب مین نہوگی جو مین اسکی دعوت و ضیافت حسب دلخواہ کرون مگر خیر اب بھی مین نے اس تہ خانے کے بائین
پہلو پر کئی خزانے اُسکے واسطے امانۃً رکھوائے ہین وہ اُن خزانون کو لیکر اپنے تصرف مین لاوے اور مجکو معذور رکھے کہ مین مردون
مین نہین ہون جو مہمان نوازی کی شرط بجالاؤن مامون رشید اُس لوح کو پڑھکر سخت متعجب ہوا اور جب ان مقامونکو
کھودا تو سب کچھ نکلا اور بہت نقد و جنس ہاتھ لگا کہ بنی عباس مین اُسیوقت سے دولت بڑھی اور توزک جہانگیری مین کئی
تماشے جہانگیر بادشاہ نے اپنے دیکھے ہوے ایسے لکھے ہین کہ عقل اسمین حیران ہی وہ بھی ایک قسم کا سحر ہے ازانجملہ ایک
تماشا یہ تھا کہ بازیگرون نے دس قسم کے تخم بوئے اور کچھ اسم پڑھتے ہوے انکے گرد گھومے اسکی تاثیر سے درخت
اُگے اور طرفۃ العین مین دس گز کے قریب بڑھ گئے اور دفعۃً پھول لگے پھر پھول جھڑے سب کے پھل لگے اور انبہ کے
درخت مین کیریان آئین اور بڑے بڑے آم ہوے اسی طرح سب قسم کے پھل ہوے بادشاہ نے بھی کھائے
اور امیرون نے چکھے تو نہایت خوش مزہ و خوش رنگ تھے پھر دفعۃً اُنپر خزان آئی اور وہ درخت زمین مین غائب ہوگئے
ازانجملہ ایک تماشا یہ لکھا ہے کہ بازیگرون نے ایک بڑی دیگ مین آدھا پانی بھرا اور مبین من چاول ڈالے کہ وہ پکنے لگے
حالانکہ اسکے نیچے آگ کا نشان نہ تھا اور لکڑیان جلتی نتھین تھوڑی دیر بعد سو برتنون مین کھانا خوشبودار نکالا اور
اُسی دیگ سے ایک ایک کباب بھی نکال کر رکھدیا تھا جسنے کھایا تمام عمر اُسکا مزہ نہین بھولا اور ایک تماشا یہ کیا کہ
ایک فوارہ نکالکر رکھا اور بازیگر اُسکے گرد گھوما دفعۃً اُسمین سے پانی دس گز تقریبًا بلند ہوا اور رنگ برنگ پانی برسنے
لگا اور زمین تر نہوئی پھر اسکو اٹھاکر دوسری مرتبہ رکھا تو انار آتشبازی کے چھوٹنے لگے ازانجملہ ایک تماشا کیا کہ گلستان
کتاب منگائی اور اُسکو جزدان مین رکھدیا پھر نکالا تو دیوان حافظ تھا اور پھر جو اسیطرح کیا تو دیوان اہلی شیرازی تھا
غرض جتنی بار اسکو گردان کر نکالا نئی کتاب تھی اس قسم کے تماشے کچھ مشکل نہین ہین اور طلسمات عجائب مین نہین ہین

پاس ہی مثلاً زید کا دوست الہ بکر کے پاس ہی تیسرا ایک عجیب وغریب آئینہ بنایا تھا کہ جس کسی کا کوئی عزیز یا دوست سفر کو جاتا اور مدت تک اُس مسافر کا حال دریافت نہوتا اُسکے دیکھنے سے مسافر کی کیفیت بخوبی معلوم ہوتی تھی اور طریق اسکے دیکھنے کا یہ تھا کہ سال بھر مین ایک دن مقرر کیا تھا کہ اُس یوم معہودہ پر جو کوئی اس آئینہ کو بغرض دریافت حال دیکھتا تھا تمام حال مسافر کا کھل جاتا تھا چوتھا ایک حوض نمرود مردود کے جشن کیواسطے بنایا تھا کہ سال مین ایک بار تمام اعیان واشراف جمع ہوتے اور مشروب ومطعوم کی قسم سے جو کچھ لاتے تھے اُس حوض مین ڈالدیتے تھے اور خود عیش وطرب مین مشغول ہوتے جب فراغت کر کے گھر چلتے تو حوض کے ساقی بطور تبرک اُس کی روٹی یا شربت یا شیرینی نکال کر دیتے تھے مثلاً جب آدمیون نے دودہ شربت شہد تباسے شکر وغیرہ ڈالا اور جب وہ خوب مخلوط ہوگیا جب پیالے مین نکالا دیکھا تو جسنے شہد ڈالا تھا اسکے پاس شہد آیا اور جسنے شربت ڈالا تھا اُسکو شربت ملا وعلی ہذا القیاس پانچوان طلسم ایک تالاب بنایا تھا کہ اُس مین مقدمات دیوانی و فوجداری کا فیصلہ ہوتا تھا مثلاً دو شخص باہم تنازعہ کرتے اور حق باطل سے کسی طرح جدا نہو سکتا تو اُس تالاب مین دونون گھستے جو حق پر ہوتا اسکی ناف تک پانی پہونچتا اور جو باطل پر ہوتا ڈوب جاتا مگر یہ کہ حق کو قبول کرے اور باطل سے باز آوے تو محفوظ رہے کذا فی العزیزی چھٹوان طلسم ایک چشمہ کے گرد اگرد اُن شہرون کے نقشے بنائے تھے جو نمرود کے زیر حکم تھے اسمین عجیب بات تھی کہ جب حاکم کسی شہر کا نافرمانی کرتا تو نمرود اس نقشۂ شہر پر نہر کو جاری کر دیتا تھا کہ وہ شہر اسی سال مین غرق ہوجاتا تھا ساتوان طلسم نمرود کی بارگاہ مین ایک درخت عجیب بویا تھا کہ جتنے آدمی چارون طرف سے آوین اُن سب کو اُسکا سایہ پہونچ جاے اگر لاکھ آدمی ہون تو بھی اُس ایکدرخت کا سایہ کافی ہو اور جب لاکھ سے ایک آدمی زیادہ ہوجاے تو سایہ بالکل نرہے گا آٹھوان طلسم یہ تھا کہ شہر کے باہر ایک ایسی شکل پتھر کی بنائی تھی کہ وہ درندون گزندون کو شہر کے اندر نہین آنے دیتی تھی یہ طلسم تواریخ سے بحر مواج اور تفسیر عزیزی مین نقل کیے ہین اور حضرت اُستاذ الاستاذ قدس سرہ تفسیر عزیزی مین ارقام فرماتے ہین کہ نمرود مردود بھی ایسے امور مین کمال توغل رکھتا تھا اور اسی وجہ سے عبدیت سے انکار کرتا تھا اور یہ قسم سحر کی مشکل ترین اقسام سحر مین ہی اور جو کوئی اس قسم کے سحر پر قدرت رکھتا ہو وہ جو چاہے کرسے مثلاً معالجہ امراض کا جسمین اطبا عاجز ہون کر سکتا ہے اس سبب سے کہ وہ شخص باستعانت روحانیات تدبیر کرتا ہی نہ باستعانت جسمانیات اور کنہ اس صنعت کی یہ ہی کہ ہر جسم کو فلک سے عناصر تک ایک روح ہوتی ہی کہ مدبر اسکی ہی اور تاثیرات اجسام جملہ بطفیل ارواح ہین اور جب ارواح تمام عالم کی مسخر ہوگئین تو گویا یہ شخص مالک جہان ہوگیا پس بے ممارست جنگ وقتال قہر دشمنون کا اُس سے ممکن ہی چنانچہ ارسطو نے نقل کیا ہے کہ حکیم برہماطوس اور بیداغوس سے شہر بابل مین منازعت ہوئی بیداغوس نے کہا کہ تو مجھسے طاقت مقابلہ نہین رکھتا ہی کیونکہ مریخ وزحل میرے مقابلے سے عاجز ہین برہماطوس نے یہ بات سنی اور مریخ محرف بنایا اور مریخ کی اعانت روحی سے بیداغوش کو جلادیا کہ بے جنگ وقتال شروع ہوا اس قسم کی حکایات مورخین نے اکثر اسی تواریخ مین بیانکی ہین چنانچہ بعض طلسم وشعبدے جو کاتب الحروف کی نظر پڑے ہین اور عجیب غریب ہین

بلکہ نمود بے بود ہے اگر ایسا ہو تو معجزہ سے مشتبہ ہوجاے اور اونکی دلیل سحرہ فرعون کا قصہ ہے کہ عصا اور رسیّان انکی نظرون مین چلتی تھی اور ہمارے نزدیک اسکی اصل درحقیقت ہے ظہور آثار سے اور وہ آثار آفریدۂ الٰہی ہین کہ عقب افعال سحرہ ظاہر ہوتے ہین اور بنقل صحیح تاثر آنحضرت کا لبید ابن عاصم کی بیٹی کے سحر سے ظاہر ہے اور معوذتین کا نازل ہونا اسی کے دفعیہ کو موئید اسکا ہے پس اقسام سحر کے باین خصوصیت بہت ہوتے ہین لیکن جو کہ جاری اور رائج ہین آٹھ قسم ہین ایک قسم سحر کلدانیین اور سحر بابلی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اُسکے باطل کرنے کو مبعوث ہوے تھے اور یہ قسم عمدہ اقسام سحر مین ہے اور اصل اسکی ماخوذ ہاروت و ماروت سے ہے کہ اہل بابل نے اُنسے سیکھکر جاری کیا تھا اور اُنھین کی تعلیم سے طریقۂ تسخیر و استعانت روحانیات کلیہ و جزئیہ و علویہ و سفلیہ و فلکیہ و عنصریہ و بسیطہ و مرکبہ دریافت ہوا تھے کہ روحانیات امراض و مذاہب بھی مسخر کرتے تھے اور اُنسے اتصال پیدا کرکے اعمال عجیبہ حادث کرتے تھے لیکن یونانیین نے صرف طریق تسخیر روحانیات علویہ پر اکتفا کی اور یہ سمجھے کہ جب روحانیات علویہ مسخر ہوئین تو روحانیات سفلیہ کی تسخیر کی کچھ حاجت نہین کسواسطے کہ روحانیات سفلیہ کو سواے قبول کے اور کوئی منصب نہین ہے اور فاعلیت تاثیر مخصوص بعلویات ہے اور قدماء اہل ہند سب روحانیات کی تسخیر کرتے تھے اور ہر ایک سے اسکا کام لیتے تھے ع وللناس فیما یعشقون مذاہب ۔ پس سحر بابلی آج ہندیون مین موجود ہے اور یونانیون نے علویون پر اکتفا کی ہے اور یہ سحر کفر ہے دوسری قسم سحر تسخیر جن اور شیاطین کی خاصتہ ہے اور یہ سہل الحصول و کثیر الرواج ہے پس اس تسخیر مین کبراء جن سے التجا اور تضرع اور زاری کرنا ضرور ہوتا ہے جسطرح بھوانی اور ہنومان وغیر ذلک کہ انکی التجا کروانا اور نذور اور قربان گذراننا اور عطریات مناسبہ مواضع حضور مین رکھنا واجب ہوتا ہے اور یہ طریق بھی کفر صریح ہے تیسری قسم بیر پیدا کرنا ہے اس طریق مین پہلے یہ ہوتا ہے کہ جو کوئی انسان قوی القلب اور جثہ مرا ہو اسکو تلاش کرتے ہین بعد اسکے اسکی روح کو بعض الفاظ مقررہ سے کہ اُس سے تعظیم و تکریم بھوانی اور ہنومان وغیرہ کی نکلتی ہو پڑھکر اپنی طرف متوجہ کرتے ہین کہ وہ نفس قوت الفاظ سے اور نذر او ہدیہ گذراننے سے غلام ہو جاتا ہے پس جس کام پر معین کردیتے ہین اسکو سرانجام دیتا ہے پس یہ عمل بھی یا مستلزم کفر ہے یا قریب بسرحد کفر اور اغلب اس قسم کی ارواح کہ امور شہوانیہ اور غضبیہ کی اعانت سے متوجہ ہوجاتی ہین نہین ہوتین مگر از جنس خبائث مثل ہنود یا فساق پس مخالطت خبائث بھی اسی قسم مین لازم آتی ہے چوتھی قسم افساد تخیل ہے کہ بعض آدمی ارواح خبیثات کو واسطہ کرکے کسی شخص کے خیال مین تصرف کرتے ہین کہ اسکو وہ چیز نظر آتی ہے جو خارج مین موجود نہین ہے یا کچھ ایسی صورتین خیال مین دیکھتا ہے کہ اُس سے خوف کھاتا رہتا ہے یا حرکات غیر واقعہ کو واقع سمجھتا ہے اس قسم کو خیال بندی اور نظر بندی کہتے ہین اسکی بنا غلط البصار پر ہے جسطرح قطرہ نازلہ کا خط دیکھنا اور نقطہ مشتعلہ جوالہ کو دائرہ تصور کرنا اور سحرہ فرعون اسیطرح کا سحر کرتے تھے پس یہ قسم سحر کی اگر معجزہ انبیا یا کرامات اولیا کے مقابلے مین واقع ہو تو حرام اور کبیرہ ہے اور اسیطرح اگر اس خیال بندی سے کسی کو دغا دے کر مال و اسباب اسکا خیانت کرلین تو بھی کبیرہ ہے لیکن یہ قسم سحر کی کفر نہین ہے اگر التجا ارواح خبیثات سے تعظیم مفرط نہو ورنہ الا کفر ہے پانچوین قسم سحر اصحاب اوہام ہے کہ سابقا ہنود مین بہت رواج

جس کسی کو علم سیمیا حاصل ہو وہ کرسکتا ہی اور علم سیمیا عبارت اُس علم سے ہی کہ رُوح کو اپنے بدن سے دوسرے
کے بدن مین اس علم کے زور سے ڈال سکین اور جس شکل کی چاہین صورت بنا کر دکھلا دین اور موہوم چیزون کے
دکھلانے پر بھی قادر ہوتے ہین حکماے اشراق نے اس علم کو ایجاد کیا تھا اور ایسے قاعدے نکالے تھے کہ سیکڑون کوس
پر سبق پڑھاتے تھے اور طرفۃ العین مین لاکھون کوس چلے جاتے تھے یہ علم تصفیۂ دل اور تزکیۂ باطن سے
حاصل ہوتا ہے مگر یہ تماشے و شعبدے ان طلسمون کے مقابل مین واہیات ہین اور یہ قسم سحر کی شرک اور کفر ہی سواسطے
کہ اس سحر مین اول شرط یہ ہی کہ ارواح کو قلوب پر مطلع جانے اور ہرگز انکے عجز اور جہل کا اعتقاد نہ رکھے والا دہ ارواح
اجابت نکرینگی اور مطلب کو نہ پہونچائینگی چنانچہ کیفیت دعوت روحانیات مین ابتدا بدعوت قمر کرتے ہین اور
اسکے وسیلہ سے دعوت عطارد و علیٰ ہذا القیاس اور دعوت قمر مین یہ الفاظ ہین یَا اَیُّهَا الْمَلِكُ الْكَرِيمُ السَّيِّدُ الرَّحِيمُ
مُرْسِلُ الرَّحْمَةِ وَمُنْزِلُ النِّعْمَةِ اور دعوت عطارد مین یہ مقولہ ہے كُلُّ مَا حَصَلَ لِي مِنَ الْخَيْرِ فَهُوَ مِنْكَ وَكُلُّ مَا يَنْدَفِعُ مِنَ
الشَّرِّ مِنِّي فَهُوَ مِنْكَ اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد اور یہ قول منافی اسلام اور توحید کے ہے **فائدہ** اب بیان ضرور

تحقیق سحر

ہے اس امر کا کہ حقیقت سحر کی کیا ہے اور اسکی قسمین کتنی ہین اور کون قسم موجب کفر ہے اور کون موجب
فسق اور کون مباح اگرچہ تفصیل اس بحث کی نہایت طویل ہے لیکن مجملاً بطور خلاصہ استاذنا مولانا
بل استاذ کل مولوی عبد العزیز محدث دہلوی کی تفسیر سے اور بھی تفسیر کبیر سے نقل کیا جاتا ہے کہ حقیقت سحر کی
لغت مین یہ ہے کہ سحر عبارت ہی اُس چیز سے جس مین دقت ہو اور سبب اُسکا پوشیدہ ہو اور تفسیر انوار مین
تعریف سحر کی یہ ہی کہ آدمی افعال عجیبہ خلاف عادت پر بمزاولت اسباب پوشیدہ قادر ہو جاے اور اس امر مین علم
اور اسماء الٰہیہ سے توسل نچاہے اور نسبت افعال کی قدرت الٰہیہ سے نہ کرے خلاصہ یہ کہ آدمی اُسکے اظہار
اور انجام مین مستقل نہین ہی بلکہ اسکی تحصیل مین تقرب شیاطین کا محتاج ہے لہذا یہ کام اُسی شخص سے بخوبی سرانجام
ہوتا ہے جو کہ شرارت اور خبث نفس مین شیاطین سے مناسبت رکھتا ہو کیونکہ تعاون مین تناسب شرط ہے اور
چونکہ اسباب پوشیدہ عالم مین بہت ہین سحر بھی کئی قسم ہوا اور ضبط اقسام اس طرح ہوتا ہی کہ سبب خفی یا تاثیر روحانیات
ہی یا تاثیر جسمانیات اور روحانیات یا روحانیات کلیہ مطلقہ ہین مثل روحانیات کواکب اور افلاک اور عناصر یا روحانیات
جزئیہ خاصہ ہین جس طرح روحانیات امراض اور جنات اور شیاطین اور نفوس مفارقہ بنی آدم کہ اُسکو بعد
از تسخیر لغت ہندی مین بیر بکسر الباء الموحدۃ وسکون الیاء التحتانیۃ کہتے ہین اور جسمانیات یا بسبب ترکیب اور
اجتماع کیفیت کے تاثیر عجیب دکھلاتے ہین یا بمقتضاے صور نوعیہ توسط کیفیات جسطرح مقناطیس لوہے کو جذب
کرتا ہے پس طریقہ تحصیل مناسبت کا روحانیات سے یہ ہی کہ انکے نام شرایط کے ساتھ پڑھے یا انکی تصویرین بنا کے
رکھے اور جو عمل اُسکے مرغوب اور مناسب ہے کرے یا کوئی کلام ایسا کہ اسکی مفردات سے بلا ملاحظہ ترکیب اُس
روح کی بندگی نکلتی ہو یا کسی کام کی تعریف پائی جاتی ہو جو اس سے صادر ہوا ور زبان خواص اور عوام آسکی مدح
مین جاری ہوئی تھی اور معتزلہ کہتے ہین کہ سحر نام ہے شعبدہ اور تخیلات کا اور فی نفس الامر کچھ اسکی حقیقت نہین ہی

صحیح کرنا یا ڈرانا یا فساد تخیل ہوجاتا ہی اور مین کرسکتا ہون تو یہ سحر کرانا فسق ہی اور فاعل اسکا فرو لا اور فاسق ہے اور جو کوئی
شخص سحر سے قطاع الطریق یا خناقی کرتا ہو تو اسکو بھی قتل کرنا چاہیئے اسواسطے کہ وہ شخص مفسد فی الارض ہے
اور اسبات مین درمیان ساحر اور ساحرہ کے کچھ فرق نہین ہی اسیطرح امام فخرالدین زاہدی وغیرہ علماء حنفیہ نے
تنقیح کی ہی اور ایک روایت حضرت امام اعظم سے اس طرح آئی ہی کہ جب کسی شخص کو معلوم کرین کہ سحر کرتا ہی اور اقرار
یا بینہ سے بخوبی ثابت ہوجاے تو اسکو بھی قتل کرنا لازم ہی اور طلب توبہ اُس سے ضرور نہین اور اگر کہے کہ مین سحر
سے توبہ کرتا ہون تو اُسکا قول قبول نہ کیا جاے لیکن اگر یون کہے کہ پہلے سحر کرتا تھا اب مدت سے چھوڑ دیا ہی اس
مقام مین ایک شبہہ ہی کہ افعال خارقہ عادت کہ محض بقدرت قادر مطلق صادر ہوتے ہین اکثر اولیا سے بھی ظہور پکڑتے
ہین جس طرح تبدیل صورت و احیاء موتی و قطع مسافت طویلہ وغیرہ امور کہ شبیہ معجزات سے ہین اور کتب تصوف
اور سیر اولیا مین مذکور ہین پس ہر گاہ کہ نسبت فعل الٰہی بطرف غیر کفر ہی تو یہ بھی کفر ہوسکتا ہی پھر کیونکر ساحر کے حق مین حکم
کفر کا کرتے ہین حالانکہ حال دعوتیون اور سیفی خوانون کا بھی ایسا ہی ہی بلکہ انکو ساحرون سے مشابہت کاملہ ہی حل
اس شبہہ کا یہ ہی کہ افعال خارقہ عادت خواہ شبیہ معجزات ہون یا اور سب مقدور قدرت الٰہی کے ہین اور بایجاد
و ارادۂ الٰہی صادر ہوتے ہین تو اس صورت مین درحقیقت افعال اولیا اور ساحرین مین کچھ فرق نہین ہے لیکن
اہل دعوت نسبت اس فعل کی بغیر حق سے نہین کرتے بلکہ قدرت الٰہی یا خواص اسماے الٰہی سے کہ اسمین کچھ شرک
لازم نہین آتا ہی اور ساحر انھین افعال کو نسبت بغیر خدا یعنے ارواح خبیثہ اور اسماے اصنام سے کرتے ہین
کہ موجب شرک ہی و لہذا یہ لوگ اُن افعال کو اپنے قابو مین جانتے ہین اور اسپر نذر و حلوان وغیرہ لیتے ہین مثلا
افعال عادیہ الٰہیہ کو جس طرح لڑکا دینا و رزق دینا و بیمار کا اچھا کرنا مشرک لوگ ارواح خبیثہ سے نسبت کرتے ہین
و موحد اسماے الٰہیہ کی تاثیر سے یا خواص کسی مخلوق الٰہی سے یا دعای صالحین سے پس مشرک کافر ہین و موحد اپنی
توحید پر واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کذا قال استاذ الاستاذ فی تفسیر العزیزی

تفریح چہارم دراحوال حضرت نوح علیہ السلام

لقب حضرت نوح علیہ السلام کا شیخ الانبیاء و نجی اللہ ہی باپ انکے لمک بفتح لام و سکون میم اور ماں انکی سخا بنت انوش
یہ انوش سواے انکے ہین جو اجداد حضرت نوح مین تھے اور بعض روایات مین مادر نوح قینوس بنت کامل بن محرائیل
ابن کیان ابن اخنوخ تھین اور عطا مفسر نے لکھا ہے کہ تمامی آبا و اجداد حضرت نوح کے آدم علیہ السلام تک مومن
و موحد تھے اور ماں بھی مومنہ تھین اور بعض کے نزدیک اصلی نام نوح کا یشکر تھا و بقولے عبد الغفار و بقولے
ساکن و بقولے سمک و بقولے ساکت اور بسبب کثرت گریہ و نوحہ کے نوح نام ہوگیا اور سبب نوحہ و زاری مین
مورخین نے لکھا ہے کہ اسی قوم کے حال بد پر رویا کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ایک دن حضرت نوح راہ چلے جاتے
تھے ایک کتا ملا اسکو آنجناب نے کہا اے ناپاک دور ہو اُسنے کہا اگر تمکو قدرت ہو تو اس سے بہتر پیدا کرو حضرت نوح پر

بیان شبہہ

حل شبہہ

اب اسکا نام و نشان بھی نہین ہے اسکو تعلیق الوہم بھی کہتے ہین اور اسکا طریق یہ تھا کہ صورت واقعہ مطلوبہ کو مصور کرکے پیش نظر رکھتے اور وہم کو اسکی تحصیل پر متعلق کرتے تھے اور اس تعلیق مین تقلیل اور گوشہ نشینی اختیار کرتے تھے کہ مطلوب حاصل ہو جاتا تھا اور حکم اُسکا یہ ہے کہ اگر امر مباح اس سے مقصود ہو مثلاً جدا کرنا دو حرام کارون کا یا اہلاک ظالم اور کافر کا تو مباح ہو اور اگر غرض ممنوع مقصود ہو جیسے جدائی ڈالدینا جورو اور خصم مین یا اہلاک کسی بے گناہ کا تو حرام ہو بالجملہ آلات کا حکم رکھتا ہو اور فی نفسہ قبیح نہین ہو چھٹوین قسم وہ سحر ہو کہ خواص اشیا سے افعال عجیبہ صادر کرتے ہین اور وہ خواص ہر ایک کو معلوم نہین ہوتے جس طرح بعضے شخص انگلیون سے آگ جلاتے ہین کہ تھوڑا سا نورہ کابلی سرکہ مین تر کرکے اور قدرے کف دریا اُس مین ملاکے انگلیون پر مل دیتے ہین اور لب سے تر کر دیتے ہین اور چراغ سے روشن کرتے ہین انگلی نہین جلتی ہے اور اسی طرح بہت صورتین ہین کہ رسالہ سحر العیون اسکا جامع ہے جسکو شوق ہو اُسمین دیکھے اور اسی قسم سے نیرنجات اور سموم قاتلہ بھی ہین ساتوین قسم سحر حیل ہو کہ استعانت آلات عجیبۃ الصنعت سے امور غریبہ حادث کرتے ہین جیسے گھڑی اور دوربین اور آلۂ ہوا اور آلۂ آگ کہ نصارائے فرنگ نے ایجاد کیا ہو یہ از قسم طلسم ہے کہ اسکا حدوث ترکیب آلات پر یا نسب ہندسیہ یا ضرورت خلا پر یا پانی یا ہوا پر ہوتا ہو چنانچہ ارجیعالوس حکیم نے ایک ہیکل اور شلیم مین اتحاد رہنون کیواسطے بنائی تھی آٹھوین قسم سحر شعبدہ بازی اور دست چالاکی ہے اور سبب خفی اسمین حرکات خفیہ اور جلدی ہو جس طرح بھانمتی کیا کرتے ہین یہ تینون قسمین سحر کی نہ حرام ہین نہ کفر لیکن اگر اس سے غرض فاسد ارادہ کرین تو البتہ حرمت پیدا ہو جاتی ہو اور مکر اور فریب بھی اسی قسم مین ہو کہ وجوہ خفیہ سے دوستون مین دشمنی پڑ جاتی ہو واللہ اعلم بالصواب خلاصہ اس تقریر کا یہ ہو کہ اگر سحر مین کوئی بات یا کوئی کام ایسا کہ موجب کفر ہے مثل اسکے کہ نام بتون کا اور ارواح خبیثہ کا اس تعظیم سے لیا جاے کہ مقتضائے شان رب العزت کے ہوتا ہو جس طرح اثبات عموم علم و قدرت و غیب دانی و مشکل کشائی یا ذبح بغیر اللہ یا سجدہ بغیر اللہ عمل مین آئے تو بیشک وہ سحر کفر ہے اور کرنے والا اُسکا مرتد یا کوئی شخص ایسا سحر اپنے مطلب کے واسطے دیدہ و دانستہ کسی اور سے کرائے تو کرنے والا اور کرانے والا دونون مرتد ہین اور احکام ارتداد کے اُسپر جاری پس اگر مرد ہے تو اسکو تین روز مہلت دینا چاہیئے تاکہ توبہ کرے بعد اسکے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جاے اور مقابر مسلمین سے علحدہ دفن کیا جاے اور آئین مسلمانون پر اُسکو تجہیز اور تکفین نہ کرین اور فاتحہ اور درود اور صدقات اسکے واسطے نچاہیے اور اگر عورت ہے تو نزدیک شافعی رح کے اُسکو بھی بعد مہلت سہ روزہ کے قتل کرنا لازم ہے اور نزدیک امام صاحب کے دائم الحبس کرنا چاہیئے تاکہ توبہ نصوح کرے اور اگر سحر مین ایسا قول او فعل کہ موجب کفر ہو نہو لیکن فاعل اسکا دعویٰ کرتا ہو کہ مین اپنے سحر سے کار خدائی کر سکتا ہون مثلاً آدمی کو جانور بنا سکتا ہون یا پتھر کو لکڑی کر سکتا ہون یا لکڑی کو پتھر بنا سکتا ہون یا پیغمبرون کے کام جیسے ہوا مین اڑنا قطع مسافت ایک مہینے کی ایک لحظہ مین کرنا کر سکتا ہون وہ بھی کافر ہی لیکن بہ نفس سحر بلکہ اس دعوے سے اگر وہ شخص کہتا ہو کہ اس اعمال کی خاصیت ہے کہ اُسکے باعث سے قتل نفس یا بیمار کرنا صحیح کا یا مریض کا

بیان احکام سحر

نوح علیہ السلام پیغمبر ہوے اور سبب بت پرستی کا یہ ہوا کہ پانچ بیٹے حضرت ادریس علیہ السلام کے اولیا تھے اور بعض کے نزدیک پانچ شاگرد رشید تھے اور ایسے عابد و متقی کہ وہر ایک نے واسطے عبادت کے ایک مسجد جداگانہ تعمیر کی تھی کہ اس مین شب روز عبادت مین مشغول رہتے اور قوم کے لوگون کو بھی عبادت و طاعت پر دعوت فرماتے چنانکہ اکثر لوگ عبادت مین فیضیاب ہوتے اور اُن اولیاؤن کی برکت سے عبادات مین کمال لذت اُٹھاتے یہ معاملہ ایک مدت دراز تک جاری رہا یہانتک کہ اُن اولیاؤن نے وفات پائی اس واردات سے آدمیون کو نہایت حسرت نے پکڑا اور بڑا افسوس ہوا کہ جب مجالس و محافل مین بیٹھتے تو ذکر کرتے کہ ہم لوگون کو اب عبادت و طاعت مین ویسا لطف نہین ہوتا جیسا اولیاؤن کے حضور مین تھا ابلیس ملعون کہ تاک مین لگا ہوا تھا فرصت کا وقت غنیمت جان کر بشکل بزرگ عمامہ بر سر و عصا در دست ایک مرتبہ مجلس مین آیا اور تاسف کر کے کہنے لگا کہ تم لوگ کیون فکر مین پڑے ہو لذت عبادت کی تدبیر مین تبلائے دیتا ہون تم ایک کام کرو کہ ان بزرگون کی تصویرین پتھر یا آہن یا زر و نقرہ سے بناؤ اور لباس تصویرون مین پہنا کر حجرات مسجد مین مقابل اپنے منہ کے قائم کرو اور ان کو اپنے حال پر حاضر و ناظر سمجھو اور خیال کرو کہ اولیا کی شان مین ہے اِنَّ اَوْلِیَا اَللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ پھر وہی لذت جو انکی زندگی و حضور مین حاصل ہوتی تھی ملے گی چنانچہ اہل محفل نے اس تدبیر کو پسند کیا اور تصویرین اُن بزرگون کی بنائین اور باہم یہ قرارداد قرار پائی ہوا کہ بعد ادائے نماز جو شخص مسجد سے نکلے وہ دست بوسی اور قدمبوسی ان تصویرون کی کر کے جایا کرے تاکہ حاضری اسکی اُن بزرگون کے نزدیک ثابت ہو تاکہ وہ خداوند کبریا کے حضور مین گواہی دین الغرض یہ وضع بخوبی جاری ہوئی آخرکار یہ نوبت پہونچی کہ عبادات اور اذکار کا ذکر نہ رہا صرف دست بوسی اور قدمبوسی کر کے مسجد سے نکلنے لگے یہانتک کہ بعد چندے بجاے قدمبوسی سجدے و خاک بوسی نے رواج پکڑا یہ احوال دیکھکر حضرت نوح علیہ السلام کے باپ آدمیون کو سرزنش کرنے لگے مگر انکا کہنا کون مانتا ہے لہذا حضرت مالک الملک نے نوح علیہ السلام کو برسالت و دعوت مبعوث فرمایا کہ حضرت نوح نوسو پچاس برس برابر آدمیون کو دعوت حق فرماتے رہے کما قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْہِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا اور بعضے کہتے ہین کہ سبب بت پرستی کا یہ ہوا کہ ایک شخص حضرت ادریس کا بڑا دوست تھا جب ادریس آسمان پر گئے تو یہ شخص مضطرب ہوا اس حال مین ابلیس نے غمخواری کر کے کہا کہ اگر تو درخواست کرے تو تجھکو صورت ادریس کی لادون اس فراق رسیدہ نے قبول کیا ابلیس نے ایک پتھر کی صورت بنا کے حوالے کی اور بعد مرنے اسکے اور لوگون کو اغوا کرنے لگا کہ یہ صورت خداے زمین کی ہے اسی پر عامہ خلق بت پرست ہو گئی اور طبقات قریش مین لکھا ہے کہ جب قابیل بخوف حضرت آدم جنگل مین بھاگا تو سجدہ تحیہ حضرت آدم سے محروم ہوا تب ابلیس نے صورت آدم بنا کے دی کہ قابیل اُسی کو سجدہ کرنے لگا جب وہ مرا تو اسکی اولاد اپنے باپ کی وضع پر بت پرست ہوئی اور وہی رسم ہندوستان مین فی الحال جاری ہے **فائدہ** واضح ہو کہ اس قوم نے پانچ بت قوی الجثہ بتصاویر مختلفہ پتھرون سے تراشے تھے اور اُنکے نام حضرت ادریس کے بیٹون کے نام پر رکھدیے تھے

احوال بتان

اُسیوقت وحی نازل ہوئی کہ خالق کو بُرا کہتا ہی یا مخلوق کو یہ سنکر حضرت نوح سجدے مین گرے اور رونے لگے اور بعضے
کہتے ہین کہ سبب نوحہ یہ تھا کہ جب حضرت نوح نے کنعان کے واسطے نجات مانگی تو ارشاد ہوا کنعان تیرا بیٹا نہین
ہے یہ تو عمل ناقص ہے اس خطا پر آپ کو نوحہ ہوا کاتب اوراق کہتا ہے کہ یہ سب وجوہ اُسوقت قابل لحاظ
ہین جب لفظ نوح کو عربی قرار دین اور جو عجمی مقرر کرین تو ان اسباب کو ہرگز مناسبت نہین ہوتی اور حضرت نوح
علیہ السلام کو آدم ثانی بھی بولتے ہین کیونکہ انساب بنی آدم انھین پر منتہی ہوتے ہین اور دعوت حق مین بھی
سب کے پیشوا اور امام ہین کیونکہ قبل حضرت نوح کے بنی آدم حضرت آدم سے انکے وقت تک کہ آٹھ واسطے ہوتے
ہین محتاج دعوت نہین ہوے تھے اور شرک وکفر مین کما ینبغی گرفتار نہ تھے بلکہ تربیت وتعلیم حضرت آدم وشیث
وادریس پیغمبرون کی نسبت آدمیون کے ایسی تھی جس طرح تربیت آبا اولاد کو اور تعلیم بزرگ خرد کو اور کوئی
مقابل اور طرف اصلا نہ تھا اس زمانے مین اولاد قابیل آتش پرست اور بت پرست ہوکر مقابل ہوئی
اور رفع ادریس سے اسوقت تک کوئی پیغمبر نہ آیا تھا سو اللہ نے یہ رسول اولوالعزم بھیجا کہ اُسکی معرفت
پیغام اپنے بندون کو پہونچا دے اور برخلاف معتقدات تکلیف دے ولہذا تمام اہل ارض پر مبعوث فرمایا حدیث
شفاعت مین ہے کہ نوح اول رسول بعثہ اللہ یہ حضرت اول نبی ہین جنھون نے آدمیون کو شرک سے ڈرایا
اور اول رسول ہین کہ انکی دعا سے امت پر عذاب نازل ہوا اور اول اولوالعزم ہین کہ انکی شریعت نے شریعت
آدم علیہ السلام کو منسوخ کیا اور حالت رسالت مین ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میرے منھ سے آگ نکلی اور تمام خلق جل گئی
اور منجملہ معجزات باہرہ کے ایک یہ معجزہ تھا کہ ہزار برس دنیا مین رہے اور کوئی بال سفید نہوا نہ کوئی دانت گرا نہ کسی قوت
مین نقصان آیا دوسرا یہ کہ ایک مرتبہ قوم نے کہا ہم چاہتے ہین کہ پہاڑ فارس کا اُٹھکر عرفات مین آوے آنجناب
نے دعا کی کہ پہاڑ مذکور عرفات مین چلا آیا تیسرا یہ کہ جب کشتی سے اُترے تو کچھ بھی کھانا نہ تھا آنجناب نے ریگ
اُٹھاکر قوم کو دی لوگون نے منھ مین ڈالی تو شربت شہد ہوگئی چوتھا ایک درخت اُسی وقت جما یا اور دفعۃً
اُسنے میوہ دیا عرایس ثعلبی مین لکھا ہے کہ زمانہ نوح علیہ السلام مین بنی آدم دو گروہ تھے ایک کوہ نشین کہ بنی شیث
تھے دوسرا بادیہ نشین کہ بنی قابیل تھے سو بنی شیث کے مرد نہایت خوش رو ہوتے تھے اور عورتین بدصورت
اور بنی قابیل کی عورتین پریزاد اور مرد بدصورت ایک روز ابلیس مردود بصورت بشر ایک شخص بنی قابیل کے
پاس آیا اور خدمتگاری مین نوکر ہوا بعد چندے اسنے ایک مزمار بنایا اور علی العموم بجانے لگا کہ اُس قوم کے لوگ
جمع ہوکر سننے لگے اور ابلیس کے معتقد ہوگئے ابلیس نے ایکدن سال مین بطور عید معین کیا کہ اُس قوم مین اسدن
بہت لوگ عورت ومرد جمع ہوئے اتفاقاً ایک مرتبہ اُس مجلس عام مین ایک مرد بنی شیث کا بھی آیا اور عورتین اُس
قوم کی نظر پڑین تو دالہ وشیدا ہوگیا جب اپنی قوم مین آیا تو اُسنے سب ماجرا وہان کا بیان کیا کہ اس شوق مین اکثر لوگ
بنی شیث کے جمع ہوکر آئے اور عورتین خوش منظر پری پیکر دیکھکر فسق وفجور مین مبتلا ہوے تب اللہ جل شانہ نے
حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جب بت پرستی قوم مین علانیہ ہونے لگی تب حضرت

معجزات حضرت نوح

کہ ؎ دادیم ترا ز گنج مقصود نشان ٭ مختار توئی خواہ رسی یا نرسی ٭ بلکہ پدر مشفق اور طبیب ناصح کی طرح صعوبت امراض سے دلتنگ نہو اور تدبیرات گوناگون کرے یعنے جیسی استعداد ہو اسیطرح دعوت شروع کرے اور ایک نوع دعوت سے دوسری پر انتقال کرجاے اور جب کہ بطلان استعداد بخوبی منقح ہوجاے اور عضو متعفن کا حکم پیدا کرے تو اسکے ازالہ کی فکر کرے تاکہ اور اعضا کو فاسد نہ کردے سو اگر مامور بجہاد و قتال ہے تو تفکر و اسباب جنگ مہیا کرے اور اگر مامور بجہاد و قتال نہین ہے تو دعاے بد سے انکو دفع کرے کہ شر انکا اور افراد مین سرایت نہ کرے مقدمہ ثانیہ یہ ہے کہ قوم نوح کو اصل مرض یہ تھا کہ لوگ اسکے طالب قرب حق اور استعانت حاجات مین مظاہر کاملہ اولیا سے گرفتار تھے اور مراتب تنزیہ بالکل اذہان سے محو تھے اور رفتہ رفتہ ارواح اولیا بھی بسبب کثرت محبت دنیا اور قصور ادراک مرتبہ روحیہ نظر سے غائب ہوگئی تھین اور ارواح شیطانیہ خبیثہ نے بجاے انکے قائم ہوکے اپنی جانب کھینچ لیا تھا کہ فریفتہ تھے یہانتک کہ نام اولیا تھا اور حقیقت مین شیطان اور یہی خاصہ جبلت بشریہ کا ہے کہ جب سفل اختیار کرتی ہے اور ترقی اوج معرفت سے قاصر ہوتی ہے تو پست ترین مراتب مین ٹھہرتی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر نظر انکی عبادت اور تقرب مین اصل مراتب ارواح اولیا سے متوجہ ہوتی تو ان ارواح سے بھی ہدایت ہوتی اور جستہ جستہ وہ ارواح منامات اور معاملات مین توجہ الی اللہ پر دلالت فرماتی اور شرک صریح سے باز رکھتی اور قوت وہمیہ انکی ایسی خراب تھی کہ طول عمر اور کثرت مال و بنون اور تکثیر عمارات اور باغات کو بہتر دوست رکھتے تھے سو حضرت نوح علیہ السلام نے برعایت ان دونون مقدمون کے دعوت فرمائی اور انواع تخویف اور تطمیع فرماتے رہے کہ قریب ہزار برس کے اسی مین منقضی ہوگئے اور اس عرصہ دراز مین کئی قرن گذرے اور حالات متفاوتہ ظاہر ہوے اور استعداد مین مختلف ہوگئین تسپر بھی کچھ اثر نہوا اور کسی نے نہ مانا بلکہ یہی کہتے انؤمن لک واتبعک الارذلون یعنے کیا ہم تجھکو مانین اور تیرے ساتھ ہو رہے ہین کمینے کمینے بے محنتی لوگ مراد ہین کیونکہ ہر پیغمبر کے ساتھ پہلے غریب ہوے ہین غرض یہ سنکر حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ مجھکو انکا صدق قبول ہے انکے کام سے کیا غرض کہ انکا پیشہ کیا ہے انکا پوچھنا میرے پروردگار کا کام ہے اور مین نہین دور کرنے والا مسلمانون کو تب بولے لئن لم تنتہ یانوح لتکونن من المرجومین یعنے اگر تو نچھوڑے گا اے نوح تو سنگسار ہوگا تب حضرت نوح علیہ السلام کو یاس کلی انکی اصلاح سے ہوئی ناچار ہلاک عالم کی دعا کی کما قال رب ان قومی کذبون فافتح بینی وبینہم فتحا ونجنی ومن معی من المؤمنین اے رب میرے قوم نے مجھکو جھٹلایا سو فیصلہ کر میرے انکے بیچ کسی طرح کا فیصلہ اور بچالے مجھکو اور جو میرے ساتھ ہین ایمان والے حق تعالے نے اجابت فرمائی اب جاننا چاہیے کہ حضرت نوح قبل نزول آب عذاب یون وعظ و نصائح فرماتے تھے کہ اے قوم مقتضاے قومیت یہ ہے کہ جس چیز سے مین ڈرتا ہون تم بھی ڈرو اور میری نصیحت قبول کرو کہ مین سچا ہون اور صاف تم کو ڈراتا ہون کہ اگر حجاب معبودان باطلہ مین رہوگے تو عذاب سخت تمپر نازل ہوگا مناسب ہے کہ آپ کو اس حجاب سے نکال کے عبادت خدا اختیار کرو کہ یہی عبادت ازالہ مرض کی دوا ہے لیکن پرہیز مخالفت سے شرط ہے اور اگر تمکو طریق عبادت

مقدمہ ثانیہ

وعظ و نصائح

اول وہ کہ مظہر محبت ذاتیہ خدا کا ہی اور یہی محبت مبدء ہی ظہور عالم کا سو اس مظہر کو بصورت مرد بنایا تھا اس لیے کہ اصل
مبدء ظہور عالم انسانی کا محبت مرد و میل بسوے زن ہی اور ہنود کی زبان مین اسکو بشن کہتے ہین دوم سواع
کہ مظہر ثبات و استقرار و بقاء الٰہی ہی اور سبب بقاء عالم یہی ہے کہ عرف شرع مین اسکو قومیت اور زبان ایاندہ مین
برھما کہتے ہین قوم نوح نے اس مظہر کو بصورت عورت بنایا تھا اسواسطے کہ کتخدائی اور خانہ داری اور بقا و
ثبات خاندان عورت کی تدبیر سے ہوتا ہی اور لغت عرب مین مادہ سوع واسطے سکون و استقرار کے ہے اور معنے
سواع برپا دارندہ جہان سوم یغوث کہ مظہر دادرسی اور مشکل کشائی خداوند کبریا ہے اسکو قوم نوح نے بصورت
اسپ بنایا تھا کہ دوڑنے اور جلد پہونچنے مین سب سے گھوڑا زیادہ ہوتا ہے اور اس صفت کو عرف شرع مین
غیاث المستغیثین و مجیب دعوات المضطرین سے تعبیر کرتے ہین اور ایاندہ اس مظہر کو اندر کہتے ہین چہارم یعوق
کہ مظہر منع و حمایت و دفع بلا ہی اس صفت کو شرع مین کاشف الضر و دافع البلا اور زبان ہنود شیو بولتے
ہین اسکو قوم نوح نے بصورت شیر بنایا تھا کہ مقاومت مین مناسب تر تھا پنجم نسر کہ مظہر قوت الٰہی ہے اور
لغت مین بمعنے کرگس چونکہ یہ جانور پرندون مین زبردست و سریع الطیران تھا اس مناسبت سے قوم
نوح نے بصورت کرگس بنایا اور اہل شرع اسکو لطیفہ غیبیہ الٰہیہ کہتے ہین اور ہنود مہنومان ہرچند کہ یہ پانچون نام
حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹون کے تھے اور پانچون مرد تھے مگر بسبب طول زمان اور غلبہ وہم کے عابدون
نے انکے صفات عالیہ کی ایک صورت ذہن مین قرار دے لی اور اُسکے مطابق اجسام مختلفہ بنائے تھے اور
قوت وہمیہ تو اس جنس کے عجائب بہت پیدا کرتی ہے چنانکہ بعضے جہال اسلام شبیہ حضرت علی مرتضٰے کرم اللہ
وجہہ کی بصورت شیر اور شبیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بصورت باز سفید بناتے ہین کذا حققہ مولانا استاذ
الاستاذ فی العزیزی حضرت استاذ الاستاذ فرماتے ہین کہ اس مقام مین دو مقدمون کا جاننا بہت ضرور ہے تاکہ
معنے اکثر آیات قرآنیہ کے جو بہ نسبت قوم نوح اور دعاے بد آنجناب کے وارد ہین منکشف ہوجائین مقدمہ اول
یہ ہے کہ جب حضرت حق اپنے بندگان خاص سے کسی بندے کو بنا بر دعوت خلق الی الحق مبعوث فرماے تو
اُسکو لازم ہے کہ اول عقائد اور اعمال اور اخلاق اور حالات قلبیہ اُس قوم کے دیکھے اور اصل مرض دریافت
کر کے جلا و امر و نواہی پر فکر ازالۂ اُس مرض کی مقدم رکھے پھر مقتضاے طبایع و حوائج و سوانح وقتیہ پر نظر
ڈالے کہ یہ لوگ کس چیز سے خوف کرتے ہین اور کس چیز کی طمع رکھتے ہین جس چیز سے بالطبع یا بحسب حاجات
وقتیہ ڈرتے ہون اُسمین ڈراوے اور جسمین خواہش کرتے ہون اُسمین تطمیع کرے یعنے جس طرح قوت
عقلیہ اور ملکات نفسانیہ کی اصلاح منظور ہے اُسیطرح قوت وہمیہ کی بھی اصلاح بامید و بیم مد نظر رکھے کیونکہ
عقل ملک روح انسانی کا وزیر ہے اور وہم حاکم اور صاحب الامر مختار مملکت ہے جب یہ دونون مطیع ہوے
تو جملہ ارکان و اتباع و حشم و خدم اس سلطنت کے خودبخود مسخر ہو جائینگے اور یہ حالت ہو جائیگی کہ ع از
دوست یک اشارت واز ما بسر دویدن ٭ لیکن یہ دونون امر بطریق قاصد و ہرکارہ سرسری نہ پہونچا وے

طرفہ یہ ہے کہ اپنے دلون مین یہ جانتے ہین کہ مین اپنی اطاعت اُن سے چاہتا ہون اور یہ سمجھتے ہین کہ یہ باتین جو ہمسے
سرگوشی سے خفیہ کہتا ہے سو محض ہماری فریفتگی کے لیے کرتا ہے اور اگر اسکا کلام پوچ ہمیتی نہین ہے تو مجمع عام
اور مجلس عام مین کیون نہین کہتا ہے کہ ہم اورون کی اعانت سے جواب دہ ہون سو جب مین نے انکے وضع
قرار سے دریافت کیا کہ خفیہ گوئی اور سرگوشی مین انکو بدگمانی ہوتی ہے تب مین نے برملا ہر مجلس مین دعوت شروع
کی اور اس طرح الزام دینے لگا کہ عبادت غیر خدا حجاب دنیا اور آخرت کا سبب ہے اور عبادت خدا موجب حصول ثواب
ہے چنانچہ فرمایا ثم انی دعوتہم جہاراً یعنے پھر مین نے بلایا انکو باواز بلند تو انہون نے یہ گمان کیا کہ یہ شخص پہلے تو ہمسے
پوشیدہ کہتا تھا جب ہمنے نمانا تب ازروے انتقام مجلسون مین خفیف کرنے لگا اور ہماری تفضیح پر مستعد ہوا ہے
پھر ناچار ہو کے مین نے تیسرا طریق اختیار کیا جو کہ مابین اعلان اور اسرار کے ہے تاکہ دونون گمان انکے مضمحل ور
منکسر ہو جائین چنانچہ فرمایا ثم انی اعلنت لہم واسررت لہم اسراراً یعنے پھر مین نے انکو کھولکر کہا اور چھپ کر کہا
چپکے سے پھر مین نے دیکھا کہ تینون طریق دعوت مفید نہ ہوے تب مین نے یہ تجویز کیا کہ چالیس برس سے انپر
بسبب پانی نہ برسنے کے عذاب ہے کہ کھیتیان اور درخت اور مویشی وغیرہ سب ضایع ہوگئے ہین اور شامت اعمال
سے انکی نسل بھی منقطع ہے اب شاید منافع دنیا کی طمع مین راہ خدا کو اختیار کرین تب ایسا تقریر اونہی انکی دعوت مین
مین نے شروع کی اسطرح سے کہ اگر عبادت اور تقویٰ باشرایط ضروریہ ادا کر نہین سکتے ہو تو خدا سے اپنے گناہون کی
آمرزش چاہو اسواسطے کہ پروردگار آمرزگار ہے اگر سب گناہ نہ معاف کریگا تو بھی اسقدر وبال گناہون کا کم کردیگا
کہ دنیا کی بلاؤن سے نجات ملیگی یعنے پانی برسادیگا اور مال اور اولاد مین امداد کریگا اور باغات اور زراعت
کو سرسبز کردیگا اور نالابون اور نہرون کو جو خشک پڑی ہین پر آب فرمادیگا چنانچہ فرمایا سورۂ نوح مین فقلت استغفروا
ربکم انہ کان غفاراً یرسل السماء علیکم مدراراً ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنات ویجعل لکم انہاراً یعنے پس مین نے
کہا کہ گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بے شک وہ ہے بخشنے والا چھوڑدے آسمان کی تمپر دھارین اور بڑھتی دے تمکو
مال اور بیٹون سے اور دیوے تمکو باغ اور ظاہر کرے تمھارے واسطے نہرین سو اسکو بھی اُنھون نے نہ مانا
اور نافرمانی مین سرگرم ہین اب مجھکو انسے امید نہین رہی اسواسطے کہ اگر باوجود گناہ کے بھی مخالفت کے تابع نہونے
تو احتمال تھا کہ رو باصلاح لائینگے اور رفتہ رفتہ اطاعت کرینگے لیکن یہ تو میرے مخالفون کیطرف مائل رہتے ہین
اور حب مال تکثیر اولاد مین ایسے مشغول ہین کہ رب الارباب کے ذکر سے اور سامان آخرت کے فکر سے بالکل
غافل ہوگئے ہین اور عمر عزیز اپنی اسی شغل خسیس اور دنی مین برباد کرتے ہین اور بھی کئی وجہ سے میرے مخالف
ہین اول اتباع اہل امارت و دول اور ارتباط ارباب کثرت اولاد و اہل کہ یہ بات میری وضع کے نہایت مخالف
ہے دوسری کثرت مال اور اولاد کو علت وجوب اتباع جاننا گویا انکار اتباع ہے اسواسطے کہ مین اس سے پرہیز رکھتا
ہون بلکہ سب پیغمبر کثرت مال اور اولاد سے مجتنب ہین تیسرے اصحاب کثیر الاموال وغیرہ سے اون لوگون
کو اپنا متبوع گردانتے ہین کہ وہ بعوض مال واولاد کے آخرت کو برباد کرتے ہین کاش ایسے لوگون کی

تقریر تبلیغ حضرت نوح علیہ السلام

اور تقویٰ معلوم کرنا عقل سے ممکن نہو تو مجھ سے سنو کہ دونون کے حاصل کرنے کا یہ طریق سہل ہے کہ میری اطاعت
کرو اور جو احکام الٰہی بتلاؤن قبول کرو تا عبادت مین خطا واقع نہو اور جب یہ قبول کروگے تو آثار مجوبیۂ سابقہ
تمسے کم ہو جائینگے اور جو گناہ کہ ترک عبادت و تقویٰ و مخالفت احکام الٰہی مین تمسے صادر ہوے ہین غفور رحیم
بخشے گا لیکن وہ گناہ کہ بعد از اسلام تمسے صادر ہونگے یا وہ گناہ کہ حقوق سے متعلق ہین گو قبل اسلام
ہون یا بعد اسلام بخشے نہ جائینگے الا مواخذۂ عصیان مین وقت معلوم تک تاخیر ہوگی مگر باین ہمہ تخویف
واندرز کسی نے نہ مانا کہ اسی شامت سے چالیس برس تک پانی کا برسنا بند ہو گیا اور زراعت و باغات و
اموال و مویشی تلف ہو گئے اور عورتین عقیمہ ہو گئین اور حیض انکا بالکل منقطع ہو گیا اور مردون کی منی قابل تولید
نہین رہی اور چشمے و نہرین خشک ہو گئین مگر ایسے کافر سخت دل تھے کہ جو شخص انمین سے قریب موت کے
پہونچتا تو حالت نزع مین اپنے بیٹون اور قریبون کو وصیت کر جاتا کہ خبردار اس پیر مجنون کے قول پر فریفتہ نہوجیو
اور طریق اسلاف ہاتھ سے ندیجیو کیونکہ کئی قرن گذر گئے ہین کہ یہ ہمکو ڈراتا اور وعدہ نزول عذاب کرتا ہے پر
کبھو وعدہ پورا نہوا اور پتھرون سے مارنا اور چھوٹے چھوٹے لوگون کو مسخراپن سے پیچھے حضرت نوح کے
دوڑانا دستورات سے تھا خصوص وعظ کیوقت ایسا مارتے تھے کہ خون نکل آتا تھا اور بیہوش ہو جاتے تھے
اور کبھو پتھرون مین دب جاتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر نکالتے تھے پر حضرت نوح یہی دعا کرتے
تھے کہ الٰہی میری قوم مجھے نبی نہین جانتی ہے اور اپنے زعم مین بے ادبی تیرے پیغمبر کی نہین کرتے ہین بلکہ جاہل
و احمق ہین غرض بعد طے کرنے مراتب دعوت کے حضرت نوح مایوس ہوکر کہنے لگے کہ اے پروردگار مینے
امتثال امر مین حتے المقدور قصور نہین کیا کیونکہ مین نے بلایا قوم کو بطریق سرگوشی و خفیہ راتون کو اگرچہ
وقت اندرز نہ تھا مگر اسلیے کہ غیر کے روبرو فضیحت نہون اور دن کو بھی دعوت کرتا رہا کہ اُسمین بھی خلوت ہو جاتی
ہے کما قال رب انی دعوت قومی لیلاً و نہاراً فلم یزدہم دعائی الا فرارا یعنے اے رب مین بُلاتا رہا اپنی قوم کو رات
و دن پھر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے رہے حالانکہ مین اپنے نفع کے واسطے نہین بلاتا تھا کہ میری
ریاست انپر قائم ہو یا ان سے کچھ مزدوری کی خواہش ہو بلکہ خاص انھین کے نفع کے واسطے کہ تو انکے
گناہ گذشتہ بخش دے کہ اس سبب سے مورد عنایت و رحمت ہو جائین اور آثار قہر و جلال سے خلاصی
پاوین مگر یہ لوگ نفرت سے انگلیان کانون مین دے لیتے ہین اور اپنے منھ کو کپڑے سے لپیٹتے ہین تاکہ آواز
دعوت کان مین نہ پہونچے اور میری صورت نہ دکھے پڑے اور میری بات دل مین نہ لگ جاے اور اگر
باوجود اسکے بھی گناہون سے باز رہتے تو بھی فی الجملہ تیرے غضب سے بچتے لیکن یہ تو گناہون مین اور بھی
زیادتی کرتے ہین اور میری اطاعت مین تکبر جیسا نکہ سورۂ نوح مین حکایت فرماتے ہین و انی کلما دعوتہم لتغفر لہم
جعلوا اصابعہم فی آذانہم و استغشوا ثیابہم و اصروا و استکبروا استکبارا یعنے اور مین نے دعوت کیا انکو تاکہ تو
معاف کرے انکو ڈالنے لگے اپنی اُنگلیان کانون مین اور کپڑے اوڑھنے لگے اور ضد کی اور غرور کیا بڑا اور اُسپر

عمر فاروق مین قحط پڑا تو حضرت امیر المومنین عمرؓ خطاب نے اصحاب رسول اللہ صلعم کو ہمراہ لیکر نماز استسقا پڑھی
اور منبر پر کھڑے ہوکر سوا ے استغفار اور کچھ بھی نہین پڑھا جب فراغت ہوکر گھر آئے لوگون نے پوچھا یا امیر المومنین
آپنے پانی برسنے کے واسطے دعا نہ کی فرمایا کہ مین نے پانی کی درخواست استغفار سے کی ہے اور کریمہ استغفروا ربکم
تا آخر پڑھی راوی کہتا ہے کہ پانی بہت برسا اور قحط دفع ہوا اور امام حسن بصری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے
آپ سے قحط کی شکایت کی دوسرے نے فقر و افلاس کا گلہ کیا تیسرے نے لاولد ہونے کا شکوہ کیا چوتھے
نے نقصان زراعت و باغات کا ذکر کیا حضرت حسن بصری نے فرمایا استغفروا ربکم حاضرین نے پوچھا کہ یا حضرت
حاجات ان لوگون کے مختلف ہین اور آنجناب نے صرف استغفار کا امر فرمایا فرمایا مین نے اپنی طرف سے تجویز
نہین کیا خود اللہ صاحب نے ان آفتون کی علاج استغفار فرمائی ہے اور کریمہ استغفروا ربکم پڑھنے لگے اسی آیت
سے حضرت امام اعظم نے استدلال کی ہے کہ حقیقت استسقا و دعا استغفار ہے اور نماز و خطبہ وغیرہ ضرور نہین ہے چنانچہ
ہے ورنہ اصل مقصود دعا سے استغفار ہے بالجملہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایمان قوم سے مایوس ہوکر اللہ صاحب سے
پوچھا کہ اس قوم سے کوئی ایمان بھی لاویگا یا نہین ارشاد ہوا سورہ ہود مین لن یومن من قومک الا من قد آمن فلا تبتئس
بما کانوا یفعلون یعنے ہرگز ایمان نہ لاویگی تیری قوم مگر وہ جو ایمان لاچکا ہے سو تو غمگین نہو ان کے کامون پر جمہور اہل تفسیر
فرماتے ہین کہ اس مدت دراز مین ہنگین اسی آدمی ایمان لائے تھے القصہ جب ایما ے حق سے دریافت ہوا کہ
ایمان قوم مقدر نہین ہے تب حضرت نوح نے کہا رب انی مغلوب فانتصر یعنے اے پروردگار مین ناچار ہون
اب تو ہی مدد کر ارشاد ہوا سورہ ہود مین واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون
یعنے بنا تو کشتی ہمارے سامنے و ہمارے حکم سے اور نہ بول مجھسے ظالمون کے لیئے یہ البتہ غرق ہونگے بعد اس
وحی کے حضرت جبریلؑ ساج یا زیتون کی شاخ لائے اور حضرت نوحؑ کو دی انھون نے بویا کہ چالیس برس مین
درخت کامل طیار ہوا اور مدارک مین ہے کہ دو برس مین کشتی بنائی گئی اور اس عرصے مین حضرت نوحؑ نے دعوت سے
ہاتھ اٹھایا اور قوم نے تکلیف دینی موقوف کردی جب درخت کاٹا گیا اور لکڑی خشک ہوکے قابل بنانے کشتی
کے ہوئی حضرت جبریلؑ نے ایک نقشہ بنادیا اسکے موافق حضرت نوحؑ نے بنانا شروع کیا پھر وحی ہوئی کہ کشتی
جلد تیار کر تب دو کاریگر بڑھئی مزدوری پر مدد کو لئے اور سام و حام و یافث کو بھی شریک کام رکھا اس حالت
مین اشراف قوم دیکھکر مسخراپن سے کہتے کہ یہ مرد دیوانہ ہے اول پیغمبر بنا تھا اب بڑھئی ہوا ہے چنانچہ سورہ ہود مین
فرماتے ہین ویصنع الفلک وکلما مر علیہ ملاء من قومہ سخروا منہ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون یعنے وہ
تو کشتی بناتا ہے اور جب گذرتے اسپر سردار قوم کے ہنسی کرتے اس سے کہا اسنے اگر تم ہنستے ہم سے تو ہم ہنستے ہین
تم سے جیسے تم ہنستے ہو حاصل یہ کہ وہ ہنستے تھے اسپر کہ زمین خشک پر پانی کا بچاؤ کرتا ہے اور حضرت ہنستے
تھے اسپر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ بیوقوف ہنستے ہین اخبار الدول مین ہے کہ طول کشتی کا چھ سو گز اور عرض تین
سو بیس گز تھا اور بعضے کہتے ہین کہ طول تین سو گز کا اور عرض پچاس گز اور بلندی تیس گز کی تھی یہ قول

مایوسی حضرت نوح علیہ السلام از ایمان قوم

طاعت کرتے جو کثرت مال سے آخرت کماتے ہین تو بھی مضائقہ نہ تھا بلکہ بعضین مالداروں کا کہا مانا جنکو اموال
و اولاد سے خسارا بڑھا اگرچہ ابتدا اسکی راہ حق سے دور رکھتی ہے لیکن جب مال جمع کرکے اور اولاد کی پرورش کرکے
انکو وسیلہ ثواب آخرت گردانتے تو بھی راہ حق سے قریب ہو جاتے تاکہ انتہا بہتر ہوتی گو ابتدا بد تھی و انما العبرۃ
بالخواتیم سو بھی انسے نہوا ورا سے اسکے ایک بڑا ہی مکر کرتے ہین کہ بمقابلہ دعوت حق کہتے ہین کہ ہم تو
خدا کی عبادت مین ثابت قدم ہین اور تمسے زیادہ مصروف ہین کیونکہ ہم مظاہر کاملہ حق کی عبادت کرتے ہین اور
تم مرتبہ تنزیہیہ کی عبادت کرایا چاہتے ہو حالانکہ وہ مرتبہ تمھارے بیان سے موہوم معلوم ہوتا ہے تو یہ سخن تمھارا
درحقیقت دال ہے منع عبادت پر اور طرفہ تر یہ ہے کہ اسی مکر کو مجلسون مین سفلون کے روبرو بیان کرتے ہین اور اپنے
تابعین سے سمجھاتے ہین کہ اگر تمکو عبادت خدا کی منظور ہے تو مظاہر الٰہیہ کی عبادت نہ چھوڑو ورنہ ترک عبادت حق لازم
ہو جائیگا بالخصوص وَدّ و سُواع و یغوث و یعوق و نسر کو اصلاً نہ چھوڑیو کہ تجلی الٰہی ان پانچون پر بطریق اصالت ہوئی ہے
کما قال اللہ فی سورۃ نوح ومکروا مکراً کبارا وقالوا لا تذرن آلہتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا
یعنے داؤ کیا ہے بڑا کہ سب کو سمجھا دیا اسکی بات نہ مانو اور بولے نہ چھوڑیو اپنے ٹھاکرون کو اور نہ چھوڑیو ود کو و نہ
سواع کو و نہ یغوث و نہ یعوق و نہ نسر کو پوشیدہ نرہے کہ منکران دین تین قسم کا مکر کرتے ہین ایک یہ کہ نفس رسالت
و استحقاق نبوت مین شبہات لگاتے ہین جس طرح کفار مکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے رہے مگر یہ مکر سہل
ہے کہ تدارک اسکا معجزات باہرہ سے ہو سکتا ہے دوسرا یہ کہ ربوبیت خدا کی انکار کرتے ہین اور رسول کے ارسال مین
شبہات رکیکہ واہیہ پیش کرتے ہین اور اپنے نفس کو مستقل و مستغنی عن الرب جانتے ہین یا وجوب اطاعت احکام
خدا و رسول اپنے ذمہ سے ساقط سمجھتے ہین جسطرح فرعون ملعون وما رب العالمین وانا ربکم الاعلی وما علمت لکم من الہ
غیری از روے تکبر کہا کرتا تھا سو یہ مکر پہلے مکر سے بھی اسہل ہے کیونکہ دلائل الوہیت ظاہر تر ہین رسالت سے
تیسرا یہ کہ ربوبیت خدا اور رسالت رسول کو تسلیم کرکے کہتے ہین کہ علم پیغمبرون کا بنا بر تفہیم عوام و تخویف اراذل و
اجلاف کے ہے واقفین حقایق اشیا کو احتیاج ایسے مقدمات خطابیہ کی نہین ہے کیونکہ درجہ ان علوم کا علوم تدبیریہ سے
بالاتر ہے بلکہ معرفت حقیقت ربوبیت و رسالت جیسی ہمکو ہے رسولون کو نہین ہے اسواسطے کہ نظر رسولون کی سطحی و سرسری
ہے اور حکیمون کی نگاہ تعمقی و امعانی ہے سو یہ قسم مکر کی اشد ہے علاج اسکا دشوار چنانچہ اکثر فلسفی مذہب و یونانی مشرب
اسی مکر و کفر مین گرفتار ہین اور اللہ صاحب نے سورۂ مومن مین انھین کا ذکر کیا ہے فلما جاءتہم رسلہم بالبینات
فرحوا بما عندہم من العلم وحاق بہم ما کانوا بہ یستہزءون یعنے جب آئے انکے پاس پیغمبر انکے کھلے معجزات لیکر خوش ہوے
اسپر جو انکے پاس تھی دانش سے اور الٹ پڑی انپر جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے پس قوم نوح علیہ السلام اسی
مکر مین مبتلا تھی لہذا ارشاد ہوا و مکروا مکرا کبارا **فائدہ** اس مقام سے معلوم ہوا کہ پانی کا نہ برسنا و مال و اولاد
و کھیتی و باغات کا ضایع ہونا کبھو شومی عصیان سے بھی ہوتا ہے اور استغفار اسکے دفع کی علاج ہے لہذا ہمارے
دین مین صلوٰۃ الاستسقا مقرر ہوئی اور اسمین استغفار کا حکم ہوا شعبی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عہد خلافت

علیہ السلام نے اپنے اہل وعیال سام وحام ویافث اور انکی بیبیان اور لونڈی غلام اور اسّی آدمی کہ ایمان دار تھے لیکر منتظر آمد طوفان بیٹھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر جنس کا جوڑا جوڑا پکڑ لائے اور حضرت نوحؑ نے بموجب وحی ایک سال کا کھانا پانی بھی جمع کر رکھا یہانتک کہ ہلاک قوم کا حکم پہونچا اور بیٹے حضرت نوحؑ کے کشتی بنانے والون کیواسطے کہ سب ستر آدمی تھے تنور مین روٹی پکانے لگے دفعتہً اسفل تنور سے پانی نے جوش مارا کہ اسنے دوڑ کر اپنے باپ سے اطلاع کی اسیوقت حضرت نوح مع توابع کشتی مین جا بیٹھے اور حضرت جبرئیلؑ نے ہر جنس کا جوڑا داخل سفینہ فرمایا اور اللہ جل شانہ نے چند فرشتے واسطے حفاظت کشتی کے موکل فرمائے اور آسمان نے بلا ابر پانی کی دھارین چھوڑنی شروع کین اور زمین نے اپنے چشمے جاری کر دیے کہ جو کچھ زمین پر تھا نیست ونابود ہو گیا کذا فی اخبار الدول اور اللہ صاحب سورۂ ہود مین فرماتے ہین ترجمہ یہ ہے کہ وہ کشتی بہتی ہے لہرون مین جیسے پہاڑ کسواسطے کہ کھلدیے تھے اللہ نے دہانے آسمان کے پانی کی ریل سے اور بہا دیے زمین سے چشمے پھر مل گیا پانی ایک کام پر جو ٹھہر رہا تھا اس حال مین حضرت نوح نے اپنے بیٹے کنعان کو کہ ایک کنارے پر تھا پکارا کہ اس کشتی مین چڑھ آ کافرون کے ساتھ نہو اسنے کہا مین کسی پہاڑ سے لگ رہونگا جو مجھکو بچا لیگا حضرت نوحؑ نے کہا آج کے دن کوئی قہر الٰہی سے نہین بچا سکتا مگر جسپر وہ رحم کرے اس رد وبدل مین ایک موج آئی اسنے کنعان کو کھینچ لیا تب حضرت نوحؑ نے کہا اے پروردگار یہ میرا بیٹا ہے میرے گھر والون مین اور تیرا وعدہ سچا ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ وہ نہین ہے تیرے گھر والون مین اسکے کام ناشائستہ ہین فلا تسئلن مالیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاہلین یعنے مت پوچھ مجھسے جو تجھکو نہین معلوم مین نصیحت کرتا ہون تجکو تاکہ تو احتراز کرے جاہل ہونے سے حضرت نوح نے التماس کیا کہ مین پناہ مانگتا ہون اس سے کہ پوچھون تجھسے جو معلوم نہو مجھکو فائدہ اگرچہ آدمی پوچھتا ہے وہی بات جو معلوم نہو لیکن مرضی معلوم ہونا چاہیے اور یہ کام جاہلون کا ہے کہ مرضی بے مرضی وقت بیوقت پوچھ بیٹھتے ہین لہذا حضرت نوح نے پناہ مانگی مگر یہ نہ کہا کہ ایسا نہ کرونگا کیونکہ اسمین دعویٰ نکلتا تھا اور بندے کا مقدور کیا ہے جو اسطرح کہے گا اس سے پناہ مانگی کہ مجھسے پھر نہو مدارک مین ہے کہ کنعان پسر صلبی حضرت نوح کا بقول جمہور تھا اور بقول غیر مشہور مسماۃ والعہ کا بیٹا تھا یہ قول مطابق ترجمہ توریت ہے اسلیے اسمین لکھا ہے کہ یہ شخص پسر نوح نہ تھا یعنے ربیب تھا تفسیر حسینی مین ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کوفے سے یا ہند سے یا ایک باغ سے یا ایک گانون سے جو کہ جزیرے مین واقع ہے کشتی پر سوار ہوے اور مدارک مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیٹھنے والے کشتی کے آٹھ نفر تھے حضرت نوح وزوجہ مومنہ ان کی وحام وسام ویافث اور انہون کی بیبیان روایت ہے کہ زوجہ مومنہ حضرت نوح کی مسماۃ عمرہ مادر سام تھین اور مدارک مین ہے کہ بعض کے نزدیک پانچ مرد اور پانچ عورتین اور بعضے کہتے ہین کہ دس مرد تھے چار نفر مذکور اور چھ اور دس انکی عورتین کہ سب بیس ہوتے ہین اور بعضے اٹھتر بیان کرتے ہین ستر مرد وعورت اور اولاد نوح علیہ السلام سام وحام ویافث اور عورتین انکی اور صحیح اسّی نفر ہین سوا اہل وعیال کے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ چالیس روز پانی آسمان سے برسا و چالیس روز زمین سے نکلا اور

تراجم توراۃ سے ماخوذ ہے اسقدر فرق ہو کہ ترجمون مین گز کی جگہ ہاتھ ہو اور بعضے کہتے ہین کہ طول ایک ہزار دوسو گز
کا اور عرض چھ سو گز کا یا تین سو گز کا تھا یہ قول ماخوذ ہے اُس روایت سے جسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
کعب بن حام سے دریافت کیا ہے اور انکو زندہ کر کے پوچھا ہے تب اُسنے بیان کیا اور تفسیر مدارک و معالم مین ہے
کہ وہ کشتی ساج کی لکڑی کی تھی اور طول تین سو گز کا یا ایک ہزار دوسو گز کا اور عرض پچاس گز کا یا چھ سو گز کا اور
بلندی تیس گز کی تھی اور یہ بھی روایت ہو کہ اسی گز کا طول پچاس گز کا عرض تیس گز کا ارتفاع تھا معارج النبوۃ مین
ہو کہ صحیح و مختار یہ ہے کہ طول چھ سو ساٹھ گز کا اور عرض تین سو ساٹھ گز کا تھا اور جس طرح طول و عرض مین اختلاف
ہے اسیطرح طبقات مین بھی اختلاف ہو بعضے کہتے ہین کہ تین طبقے تھے اول انسانون کا مع زاد و مایحتاج مدارک
مین ہو کہ جسد آدم علیہ السلام بھی اسی طبقہ مین رکھا تھا مابین رجال و نساء تاکہ ایک ہو جاے دوسرا وحوش
و طیور کا تیسرا چارپایون و درندون کا اور بعضے کہتے ہین طبقہ اولیٰ پر درندون کا اور وسط آدمیونکا اور اسفل دواب و وحوش
کا اور بعضے کہتے ہین سات طبقے تھے اول آدمیون کا دوسرا تابوت آدم کا تیسرا طیور کا چوتھا درندون کا
پانچوان چارپایون کا چھٹوان دواب کا ساتوان دانہ و کاہ و غلہ وغیرہ کا روایت ہے کہ کشتی کا سر مثل سر مرغ و سینہ
ہمچو سینۂ بط و دم مانند دم کبوتر اور بعض مفسرین کے نزدیک صورت کشتی ہمچو مرغ و سر مانند سر طاؤس و سینہ مثل
سینۂ کبوتر و دم مثل دم خروس الغرض اس طرح کی کشتی تیار ہوئی تھی کہ صدمۂ آب سے بچ نہو اور آب آسمانی
کے بچاؤ کے لئے ایک سرپوش لکڑی کا رکھا تھا اور رفع ظلمت کے واسطے روزن کہ اُس سے روشنی
تھی یا حضرت حق نے دو موتی بجاے آفتاب و مہتاب بھیجے تھے کہ اُنسے شب و روز مین تمیز ہوتی تھی یہ روایت
ابن عباس کی ہو محققین کہتے ہین کہ انھین سے اوقات عبادت پہچانے جاتے تھے اول حضرت نوح نے مواقیت
صلوۃ کا تعین کیا ہے اور لیل و نہار کی چوبیس ساعتین مقرر فرمائی ہین اور اخبار الدول مین حضرت ابن
عباس سے روایت لکھی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ایک چشمہ زلال کا جسجگہ کشتی بنی تھی جاری فرمایا کہ اُسنے جوش مارا اور
تختہاے زیرین کو معطل کر دیا بالجملہ اونیسوین ماہ آذر روز جمعہ کشتی تیار ہوگئی تو حضرت نوح نے علامت نزول عذاب
دریافت کیے ارشاد ہوا کہ جب جوش مارے تنور تب معلوم کر کہ ہمارا حکم آیا اسوقت کشتی مین ڈال لے ہر جنس
کا جوڑا اور اپنے گھر کے لوگ مگر جسکے حق مین آگے حکم ہو چکا ہے اور نہ کہہ مجھسے اُن ظالمون کیواسطے کہ انکو ڈوبنا ہے
چنانچہ فرماتے ہین فاذا جاء امرنا وفار التنور فاسلک فیہا من کل زوجین اثنین واہلک الا من سبق علیہ القول
منہم ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون جمہور مفسرین قائل ہین کہ تنور نان پز مراد ہے جو مسجد کوفے مین تھا اور
بعضے کہتے ہین موضع عین الوردہ متعلقات شام مین تھا جو بعلبک سے متصل واقع ہے اور ابن عباس کے
نزدیک ہند مین تھا اور بعضے کہتے ہین کہ فار التنور سے مراد یہ ہے کہ پانی زمین سے جوش مار یگا اور حضرت شاہ ولی اللہ
محدث فرماتے ہین کہ تنور سے مراد تنور غضب الٰہی ہے اور بعضے کہتے ہین تنور لوہے کا تھا اور بعضے کہتے ہین پتھر کا
تھا کذا فی اخبار الدول اور من سبق علیہ القول سے کنعان و مان اسکی والعہ مراد ہین القصہ حضرت نوح

اور بقاے ابلیس تا قیامت حضرت کو معلوم تھی تو اگر ہر کافر کی ہلاکی روے زمین سے چاہتے تو تقدیر مبرم کے خلاف
تھا اور حضرات انبیا تقدیر کے خلاف دعا نہین کرتے اور جو تعلیل اپنی دعا کی حضرت نوح نے فرمائی سو اسواسطے
کہ بعض اوقات مین کافرون کے باقی رہنے مین کچھ حکمت ہوتی ہی گو بالفعل گمراہی مین مبتلا ہون جسطرح حضرت صلعم کے
عہد کرامت مہد مین اکثر لوگ شدید الکفر تھے آخر ش ایمان لائے اور جہادات کفار مین معین و مددگار رہے یا گاہ گاہ
ایسا بھی ہوتا ہے کہ کافرون سے امید اولاد نیک بخت کی ہوتی ہے سو یہ فائدہ حضرت نوح کے نزدیک بالکل منتفی
ہوگیا تھا لہذا فرمایا کہ انک ان تذرہم یضلوا عبادک ولا یلدوا الخ کذا حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ العزیزی **فائدہ** اس
تعذیب مین حضرت میکائیل بھی مع توابع شریک تھے یعنے بحکم الٰہی انھون نے کائنات کو واسطے استحالی آب
کے اور روح ارض کو واسطے تفجر عیون کے اور حیوانات بریہ و وحشیہ و سباع و حشرات کو بنا بر حمل کشتی اور آب و ہوا کے
روح کو فعلا و انفعالا مسخر کیا تھا حضرت استاذ الاستاذ فرماتے ہین کہ تغریق آب پر اس معرکے مین اکتفا نہین فرمائی
بلکہ عقوبت برزخیہ بھی مد نظر ہوئی چنانچہ سورۂ نوح مین ارشاد ہوتا ہی فادخلوا نارا فلم یجدوا لہم من دون اللہ انصارا
یعنے پھر جھلائے گئے آگ مین پھر نہ پایا اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی مددگار خلاصہ یہ کہ بعد غرق بلا فاصلہ آگ مین
جلائے گئے نہ کہ آتش دوزخ مین جو دور ہے چنانچہ ضحاک سے روایت ہے کہ قوم نوح کے لوگ ایک طرف سے غرق
ہوتے تھے دوسری طرف سے جلائے جاتے تھے **فائدہ** یہ آیۃ عذاب قبر پر دلیل صریح و کافی ہے اور یہ بھی
مستنبط ہوتا ہے کہ گنہگار کسی طرح سے مرے خواہ دریا مین ڈوبے یا آگ مین جلے یا درندہ پھاڑے عذاب
قبر مین گرفتار ہوتا ہے جس طرح مقبور کیونکہ معذب روح ہے نہ بدن تا کہ بقا اسکی شرط تعذیب ہو پوشیدہ
نرہے کہ عین توران غضب الٰہی مین حضرت نوح نے اس خوف سے کہ یہ مواخذۂ عامہ نمونہ قیامت ہی ایسا نہو کہ ترک
اولی پر جو مجھ سے ہوجاتا ہی اور معاصی فرعیہ پر جو کہ مومنون سے واقع ہوتے ہین مواخذہ ہو یہ دعا فرمائی کہ رب اغفرلی
ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنات ولا تزد الظالمین الا تبارا یعنے اے رب معاف کر مجھکو اور میرے
مان باپ کو اور جو آدمی داخل ہون میرے گھر مین ایمان دار و سب ایمان والے مردون اور عورتون کو اور گنہگارون
پر لکھ برباد ہونا اس آیۃ مین گھر سے مراد کشتی ہی اور ایمان کی قید اسلیے لگائی کہ ابلیس خارج ہوجائے کیونکہ وہ
استحقاق مغفرت نہین رکھتا اور ایمان دارون کی مغفرت اسواسطے چاہی کہ مبادا کسی گنہگار کی شامت گناہ
سے کشتی ڈوب جاے اور بیگناہ مارے پڑین اسواسطے کہ عقوبات عامہ دنیویہ مین امتیاز و تفرقہ نہین ہوتا چنانچہ
عذاب قوم مین اطفال و مجانین بھی ہلاک ہوجاتے ہین بلکہ لا یعقل کو بھی تکلیف پہونچتی ہے اس دعا مین مسلمان
کو بڑی بشارت ہی قیامت تک اسواسطے کہ حضرت نوح کی دعا ہلاک کفار مین بالیقین قبول ہوئی تو دعاے مغفرت
مومنین و مومنات بھی بیشک مقرون اجابت ہوئی ہوگی روایت صحیح ہے کہ سفینۂ نوح سات روز حرم شریف کے
گرد طواف کرتا رہا مگر زمین حرم مین نہین گیا اور بعضے کہتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے بیت اللہ پر ہر ایک پہاڑ کا
سرپوش کردیا تھا کہ آب عذاب سے محفوظ رہے اور بعضے کہتے ہین کہ بیت المعمور کو آسمان پر اٹھوا لیا تھا وہو الاصح

بعد چھ مہینے کے پہاڑون کے سر نکلے اور پانی اسقدر بلند تھا کہ پہاڑ والے درخت بھی ڈوب گئے تھے اور پرندون کو
بھی نجات نہ تھی بعض روایات مین ہے کہ چالیس گز پانی پہاڑون سے بلند تھا اخبار الدول مین ہے کہ دسوین رجب
طوفان شروع ہوا اور دسوین محرم کو رفع ہوا اور کشتی پانی مین ایک سو پچاس دن رہی اور آب طوفان گرم تھا
جب وہ پانی رال کو جو کشتی مین لگی ہوئی تھی پہونچا تو رال پگھلنے لگی حضرت نوح متردد ہوے جناب آلہی نے دو اسم اپنے
تعلیم کئے کہ حضرت نے اس سے دعا مانگی کہ رال کا پگھلنا بند ہوا اور جسقدر پگھلی تھی منجمد ہو گئی وہ اسم اہیا اشراہیا ہے
بعد اسکے یہی اسم وقت القا نار حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعلیم کئے یہ دونون اسم اعظم توریت مین ہین اور بعض
اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اول کشتی پر چیونٹی یعنی مور کشتی چڑھائے گئے اور آخر کو حمار یعنے گدھا کیونکہ ابلیس گدھے
کی دم پکڑے تھا ہرچند حضرت نوح نے کھینچا نہ آیا تب فرمایا چڑھ آ اگرچہ تیرے ساتھ شیطان بھی ہو سو وہ بھی گدھے
کے ساتھ کشتی مین آیا حضرت نے پوچھا کہ تو کس طرح آیا اسنے کہا آپ ہی نے بلایا ہے فرمایا لعنت ہے تجھپر کہ تو نے اس
قوم کو ہلاکت مین ڈالا ابلیس نے کہا یہ آپ کے فرمانے کی بات نہین ہے حضرت نے کہا اگر اب بھی توبہ کرے تو خدا رحم کرے
اسنے کہا اگر توبہ قبول ہو تو کر دون سو حضرت نوح نے دعا کی ارشاد ہوا کہ مرقد آدم کو سجدہ کرے یہ بات سنکر ابلیس نے
انکار کیا بعضے روایت کرتے ہین کہ عوج ابن عوق بھی حضرت نوح کے پاس آیا تھا کہ مجھکو بھی کشتی مین چڑھا لیجیے حضرت
نوح نے دفع کیا تفسیر زاہدی مین ہے کہ بعض کے نزدیک نام اسکا عج تھا اور بعضے حاج ابن عوج اور بحر مواج مین ہے کہ نام
اسکی مان کا عوق تھا یا عناق معالم التنزیل مین درازی اسکے قد کی تین ہزار تین سو پونے چوراسی گز کی لکھی ہے
اور زاہدی وعرائس مین تیس ہزار تین سو پونے چوراسی گز ہو اور صحیح یہ ہے کہ بڑا طویل القامۃ تھا اور حضرت ابن
عباس سے ایک روایت ہے کہ پانی طوفان کا بلند پہاڑون سے بلند تھا لیکن عوج کی رانون تک تھا اور بعضے
قائل ہین کہ تمام روے زمین مین عوج باقی رہا تھا تا کہ مردم آیندہ کو خبر کرے اور بعضے کہتے ہین کہ اسنے کشتی کیواسطے
لکڑی لانے مین اعانت کی تھی اس سبب سے نہین ڈوبا روایت ہے کہ یہ شخص نواسہ آدم تھا اسکی مان
سے اول فعل زنا کا عالم مین صادر ہوا تھا کہ اسکی شامت سے اسکو سانپ وبچھو وغیرہ نے مار کر کھایا
القصہ جب غضب آلہی بصورت آب جوش مین آیا اور حضرت نوح کشتی مین سوار ہوے اور سرداران کفار ڈوبنے لگے
تو بعضے مکار مکانات بلند و پہاڑون پر اور بعضے شیشے کے محلون مین جنکو با صفاے خبر طوفان تعمیر کرائے تھے
جا بیٹھے اور حضرت نوح نے یہ حال دیکھکر خوف کیا کہ مبادا کوئی کافر بچ رہے لہذا دعا کی رب لا تذر علی الارض
من الکافرین دیارا یعنی نہ چھوڑ زمین پر منکرون کا ایک گھر بسنے والا یعنی عموماً کوئی کافر بسنے والا زمین کا باقی نرہے
خواہ میرے ملک مین ہو یا غیر مین خواہ اصحاب مکر و تلبیس سے ہو یا تابع و مقلد خواہ میری قوم و اصل سے ہو یا اجنبی
و غیر قوم ہو اور اس مقولے مین کیا ہی معقول تعلیل فرمائی کہ انک ان تذرہم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا یعنی
اگر تو چھوڑ دیگا انکو بہکا دینگے تیرے بندونکو اور نہ جنینگے مگر بدکار ناشکر فائدہ لفظ دیارا سواسطے فرمایا کہ ابلیس
و ذریت اسکی خارج رہے کیونکہ سکونت انکی زمین پر نہین ہے بلکہ سطح زمین پر گذر و ورود بھی نہین کرتے ہوا مین رہتے ہین

اسم اعظم در توارات اہیا اشراہیا

ذکر عوج ابن عوق

ولادت باسعادت حضرت نوح کی بعد گذرنے ایک سو چھبیس برس وفات آدم علیہ السلام سے ہوئی اور ایک ہزار چھ سو بیالیس سنہ ہبوطی تھے اور جب پچاس برس کے ہوئے تو نبی ہوئے اور نو سو پچاس برس دعوت قوم فرمائی کما قال اللہ تعالی فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عاما اور چھ سو برس کے تھے جب کشتی پر سوار ہوئے اور اخبار الدول مین توریت سے نقل کیا ہے کہ تین سو پچاس برس بعد طوفان زندہ رہے لیکن صحیح یہ ہے کہ قبل بعثت وبعد طوفان کا حال تحقیق نہیں معلوم ہوتا ہے معالم مین حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ چالیس برس کی عمر مین مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی و بعد طوفان ساٹھ برس تک زندہ رہے و بقول مقاتل دو سو پچاس برس کے تھے تب مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس دعوت فرمائی کل عمر ایکہزار او چار سو بیس برس کی ہوئی و بقول وہب ایکہزار چار سو برس کی عمر ہوئی اور عین المعانی مین ہے کہ تین سو ستر برس کی عمر مین مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی اور تین سو پچاس برس بعد طوفان اس عالم مین رہے اور معارج النبوۃ مین ہے کہ ایک سو پچاس برس کی عمر مین مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس تبلیغ رسالت فرمائی اور طوفان کے بعد تین سو برس زندہ رہے اور کل عمر ایک ہزار چار سو برس کی ہوئی اور ایک ہزار پانسو برس بھی روایت مین آئے ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مگر صحیح تر از روئے تحقیق یہ ہے کہ ولادت حضرت نوح کی سنہ ایکہزار چھ سو بیالیس ہبوطی مین ہوئی اور واقعۂ طوفان سنہ دو ہزار دو سو بیالیس مین ہوا اور وفات سنہ دو ہزار پانسو بانوے ہبوطی مین ہوئی تو اس حساب سے عمر حضرت نوح نو سو پچاس برس کی معلوم ہوئی ہے کذا قال مولانا رفیع الدین الدہلوی روایت ہے کہ جب وفات حضرت نوح قریب تر پہونچی تو حضرت جبرئیل یا عزرائیل علیہما السلام نے پوچھا یا اطول الانبیا عمراً تمنے دنیا کو کس طرح دیکھا فرمایا جس طرح دو دروازے کا گھر کہ ایک سے در آیا دوسرے سے نکل گیا روایت ہے کہ آخر عمر مین حضرت نوح نے سام اپنے بیٹے کو وصی وولیعہد قرار دیا اور فرمایا کہ تجھکو دو باتین کرنا واجب ہین اور دو ترک کرنا لازم اول لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر کو اپنا ورد کر کہ انکی شان عظیم ہے اگر آسمان و زمین سے یہ کلمات وزن کیئے جائین تو زیادہ نکلین دوسرے سبحان اللہ وبحمدہ ہمیشہ پڑھا کر کہ یہ کلمے کل مخلوق کے واسطے وظیفہ ہین پڑھنے والا اُسکا محتاج نہین ہوتا اور جو دو باتین واجب الترک ہین وہ شرک و کبر ہین کہ اُنسے ہمیشہ دور رہنا فرض ہے اور بعد ان وصیتون کے حضرت نوح نے وفات پائی اور فرزندون نے غسل دیکر نماز پڑھی مقام قبر مین اختلاف ہے بعض مسجد الکوفہ مین اور بعضے جبل الاحمر مین اور بعضے مدینہ کرک مین زیر جبل لبنان بیان کرتے ہین وہو الاصح صاحب اخبار الدول لکھتے ہین کہ مدینہ کرک مین مزار شریف واقع ہے کہ اسکی زیارت ہوتی ہے

بیان عمر نوح علیہ السلام

فائدہ ابن عساکر اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ وہ پانچون بت جنکو قوم نوح نے مظاہر حق ٹھہرایا تھا حالت طوفان مین مٹی کے نیچے دب گئے تھے سو ابلیس مردود نے کہ پوشیدہ کیئے تھے عرب کے لوگون کو نکال کر سپرد کیئے انھون نے اپنے معبود قرار دیے چنانچہ ود کو بنی قضاعہ نے دومۃ الجندل مین قایم کیا اور

پوشیدہ کردن شیطان بتان را بزیر زمین

روایت ہے کہ جب کشتی جانب شام چلی تو پہاڑون نے اپنے سر اٹھائے گو وہ بحکم خدا جودی پہاڑ پر ٹھہری اور ارشاد ہوا
یا ارض ابلعی ماءک و یا سماء اقلعی و غیض الماء و قضی الامر و استوت علی الجودی و قیل بعداً للقوم الظالمین یعنے اے
زمین نگل جا اپنا پانی و اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم
ہوا دور ہون قوم بے انصاف تراجم توریت مین جو بالفعل نصاریٰ کفار کے پاس ہین لکھا ہے کہ سال طوفان کے
دوسرے مہینے دسوین کو نوح کشتی پر سوار ہوے اور سترھوین کو طوفان شروع ہوا اور ایک سو پچاس دن کے
بعد پانی کم ہونے لگا اور سترھوین روزہ ماہ ہفتم کے کشتی پہاڑ پر ٹھہری اور دسوین مہینے کے پہلے دن چوٹیان
پہاڑون کی دکھلائی دین اور چالیس دن کے بعد حضرت نوح نے کھڑکی کشتی کی کھولی تو پانی زمین پر موجود تھا
پھر چودھوین دن حال دریافت کیا الغرض دوسرے سال کے اول مہینے کی پہلی تاریخ کشتی کی چھت اٹھوائی
تو زمین سوکھی نظر پڑی اور دوسرے مہینے کی ستائیسوین کو خدا کے حکم سے مع ہمراہیون کے کشتی سے
اترے بالجملہ طوفان کی تمام مدت تین سو پینسٹھ دن کی ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ مدت طوفان چھ مہینے کی ہوئی اور
دو ہزار دو سو بیالیس برس ہبوط آدم علیہ السلام سے گذرے تھے اور دسوین یا گیارھوین رجب سے دسوین محرم
تک طوفان رہا الغرض بعد ٹھہر جانے کشتی اور خشک ہونے پانی کے ارشاد ہوا یا نوح اہبط بسلام منا و برکات
علیک و علی امم ممن معک و امم سنمتعہم ثم یمسہم منا عذاب الیم یعنے اے نوح اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف
سے اور برکتون کے ساتھ تجھ پر اور کتنے فرقون پر تیرے ہمراہیون مین اور کتنے فرقون کو فائدہ دینگے پھر پہونچیگی
ہماری طرف سے انکو دکھ کی مار اس مقام مین حق تعالیٰ نے تسلی فرمائی کہ پھر تمام نوع انسان پر ہلاک نہ آویگا
قیامت سے پہلے مگر بعض فرقے ہلاک ہون گے فائدہ ارباب تواریخ سوائے اس طوفان کے دو طوفان
اور بھی لکھتے ہین ایک طوفان قبل پیدائش حضرت آدم کا دوسرا طوفان عہد موسیٰ علیہ السلام کا لیکن اول
طوفان اور طوفان زمانہ حضرت نوح علیہ السلام کا عالمگیر تھا اور طوفان زمانہ موسوی خاص اہل مصر
کیواسطے تھا اور جو بعضے کہتے ہین کہ کئی ہزار برس کے گنبد جس طرح گنبد ہرمان اور بعض بت خانہاے ہنود
باقی تھے سو یہ بات دلیل نفی طوفان کی نہین ہو سکتی کیونکہ جائز ہے کہ امکنہ مذکورہ بسبب استحکام و مضبوطی بنا کے
آب طوفان سے منہدم نہوے ہون اور دعاے حضرت نوح مین مکانون کی خرابی بھی مندرج نہ تھی صحیح بخاری
مین قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کشتی نوح اوائل اسلام تک باقی تھی اور اہل زمان نے اسکو دیکھا تھا
معالم التنزیل مین ہے کہ وقت طوفان قوم نوح مین کوئی لڑکا نہ تھا بلکہ سب لوگ جوان یا بوڑھے تھے القصہ
حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اترے اور حکم ہوا کہ ایک شہر آباد کرو چنانچہ اسی جزیرے مین جہان پہاڑ
پر کشتی ٹھہری تھی ایک قصبہ آباد کیا اور سوق ثمانین اسکو نامزد کیا اسواسطے کہ اسی نفر کشتی مین تھے بعد چند
روز کے سب لوگ مرگئے حضرت نوح علیہ السلام اور انکے بیٹے سام و حام و یافث اور انکی بیبیان کہ انھین سے
آبادی عالم دنیا کی ہوئی کما قال اللہ تعالیٰ و جعلنا ذریتہ ہم الباقین احوال انکا آگے بیان کیا جاویگا

خاص اسی قوم سے تھا اور بعضے قائل ہین کہ قبل آمد طوفان وحی ہوئی تھی کہ تیری قوم سے کوئی ایمان نہ لاویگا
سوائے انکے جو ایمان لائے ہین اس کلام سے حضرت نوحؑ نے استنباط کیا کہ اب میری قوم سے سوائے کافر کے
اور کوئی پیدا نہوگا کیونکہ اولاد قوم بھی داخل قوم ہے لہذا حضرت نوح نے اس شرط جزا کو جناب الٰہی مین التماس
کیا اور حضرت صوفیہ فرماتے ہین کہ اس دعا مین حضرت نوحؑ پر بسبب تنگ دلی و استیلائے غضب خدا کے
غلبہ حال طاری ہوا کہ حضرت نے بحال ظاہر یون حکم کیا اس دلیل سے کہ جو نطفہ کہ نفوس خبیثہ مظلمہ سے ظاہر
ہوگا اور بتدبیر اس نفس تاریک کے ترتیب پاویگا البتہ مستعد قبول نفس خبیثہ کا ہوگا جس طرح مولود کا بدن
کا صفت مین والد کے بدن سے موافق ہوتا ہے یا مسترشد کہ نوع کمال مین شیخ کے مطابق ہوتا ہے ولہذا بولتے
ہین کہ الولادۃ الروحانیۃ مثل الولادۃ الجسمانیۃ پس یہ مقولہ حضرت نوحؑ کا منجملہ زلات غلبہ حال سے تھا کہ اور
انبیاؤن سے بھی ہوا ہے جسطرح قتل قبطی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زلت عمل تھی لاجرم اس غرض سے
مقابلے مین کنعان کے کفر سے مطلع فرمایا جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو بمقدمہ زن اوریا دو شخصونکو شریک
گردان کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بھیجا اور متنبہ فرمایا فائدہ زلات انبیاؤن کے معنے یہ ہین کہ فعل مباح کا ارادہ
کیا اسمین فعل حرام صادر ہوگیا مگر اس فعل پہ استقرار نہین ہوا اور نہ قصد فعل حرام کا تھا مگر صادر ہوگیا جیسا قتل
قبطی موسیٰ علیہ السلام سے اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ حال غالب والدین کے باطن کا بلاشبہہ نفس اولاد
مین سرایت کرتا ہے لیکن غیر غالب پس لازم نہین کہ وہ بھی اولاد مین سرایت کرے اسیواسطے کہتے ہین کہ الولد
سر لابیہ یعنے اولاد حالت پوشیدہ ہی باطن پدر کی اور جب یہ فرق ظاہر ہوا تو پوشیدہ نرہے کہ بعض اوقات کافر
حسب استعداد فطری و جبلی اصل مین پاک ہوتا ہے مگر ظاہر مین اس پر عادات قوم و اوضاع و اطوار آبا و اجداد
غالب ہوگئے کہ ان کے دین سے متدین ہوگیا الا باطن اسکا آفت سے سالم ہی تو اس سے اولاد با ایمان بحالت
نورانیہ مین پیدا ہوتی ہے جس طرح حضرت ابراہیم آزر سے اور حضرت علی مرتضیٰ ابوطالب سے اور حضرت عمر
خطاب سے سو حضرت نوح علیہ السلام کہ ہزار برس دعوت قوم کرتے رہے وہ بلاشک اپنی قوم کی کیفیت ظاہری
و استعداد باطنی سے بخوبی واقف ہورہے تھے اور بالیقین جان چکے تھے کہ اب استعداد فطری سالم نہین رہے
بلکہ حالات ظلمانیہ مستولی ہوگئے ہین اور انکا اصرار کفر پر تقلیدی اور باعتقاد آبائی نہین ہی اسلیے ارشاد کیا انک
ان تذرہم الی آخرہ اور یہ التماس مقبول بلا تامل و تکلف و بلا عتاب ہوگیا اور تولد کنعان کا حضرت نوح علیہ السلام
سے منافی اس تعلیل کے نہین ہی کہ اسکو کوئی متقضی تنبیہ و عتاب پر محمول کرے اسلیے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے
حصر تولید فاجر کفار مین علت وجوب اہلاک گردانی تھی نہ اصل تولید کافر و فاجر کیونکہ نیکبختون سے بدبخت بھی پیدا ہوتے
ہین اور سعادتمند بھی پس خیریت بعض اولاد کی شرارت بعض اولاد سے معارض ہوکر علت اتفا نہین ہوتی
ہے اور کچھ بعید نہین ہے کہ وقت تولد کنعان ہیئۃ ظلمانیہ بعض زلات و ترک اولی کی قائم ہوگئی ہو کہ اسکو کنعان
نے اٹھالیا اور بھی تعجب نہین ہے کہ اسکی ماں مسماۃ والعہ کہ منافقہ تھی فساد استعداد کا سبب پڑگئی ہو اس سے لازم نہین

معنے زلت انبیا

تحقیق مقام

اسکی پرستش مین مصروف ہوے پھر بنو قضاعہ سے بنو کلب کو پہونچا کہ زمانۂ حضرت صلعم مین انھین کے پاس تھا اور
یغوث کو بنی طے نے اپنے ملک مین خدا بنا کر رکھا پھر انسے بنو مراد عاریۃً لے گئے اور اسکی عبادت کرتے رہے
یہانتک کہ بنو خاصہ نے انسے زبردستی لینا چاہا سو بنو مراد سے لیکر بنو جرنف کے ملک مین چلے گئے اور یعوق کو بنو کہلان
نے لیا پھر انسے توارث قبیلہ ہمدان مین آیا اور نسر کو بنو خثعم نے لیا کہ ابتداے اسلام مین وہ قوم ناپاک اسی کی عبادت
مین مصروف تھی اور سواع کو اولاد بنی الکلاع حمیری نے لیا کہ انسے تمام گروہ حمیر کو پہونچا مگر سواے ان بتون کے
عرب مین ایک سو ساٹھ بت اور بھی تھے جس طرح لات بنی ثقیف مین اور عزی بنو سلیم و بنو غطفان مین اور
بنو نضیر و بنو سعد و بنو بکر مین منات اور آساف و نائلہ و ہبل کے مین کہ اہل مکہ نے آساف کو مقابل حجر اسود
اور صفا پر رکھا تھا اور نائلہ کو مقابل رکن یمانی اور ہبل کو اندرون بیت اللہ مگر یہ بت سب بتون سے
قد و قامت مین بڑا تھا اور آٹھ گز کا لمبا تھا اور قریش وقت لڑائی کے اسی کا ورد رکھتے تھے چنانچہ ابو سفیان کفر
کیحالت مین جب غزوۂ احد سے پھرا ہے تو اسی ہبل اپنے ٹھاکر کی مدح کیا کرتا تھا اور قدما اور مدینہ منورہ
مین مسلسل اہل تحقیق فرماتے ہین کہ یہ پانچون بت جو قوم نوح مین تھے ہر شخص کے پاس موجود ہین اور ہر آدمی اسکی
عبادت و پرستش مین مبتلا ہے الا من حفظ اللہ باحسانہ اسلیے کہ بدن ہر شخص کا ود ہے جو کہ روح کا محبوب ہے اسی کی
الفت مین جملہ احباب و اصحاب بے حقیقت محض ہین دائما اسی کی پرورش و پرداخت و تزئین و تسمین و خوراک و
پوشاک و ریاضت و صلاح و دلک و حمام و سرمہ و شانہ مین بلا لحاظ خویش و بیگانہ مصروف رہتا ہے اور سواع
ہر آدمی کا نفس ہے کہ قیام جان و تن اسی کے سبب سے جانتا ہے لہذا ہمیشہ متلاشی لذات و احتراز مضرات مین ساعی
رہتا ہے اور عبادت خدا و اطاعت انبیا علیہم السلام مین قاصر اور یغوث ہر آدمی کے ماں باپ اور بیٹا بیٹی اور
بھائی بہن ہین کہ فریادرسی و اعانت و امداد کا انسے متوقع ہو کے ایسی کوشش و سعی ان کی رضا جوئی و
استرضا مین کرتا ہے کہ فرمودۂ قادر مطلق و نبی برحق سے آنکھین چرا جاتا ہے اور یعوق ہر شخص کا مال ہے کہ اوسے
زکوۃ و صدقات و اعانت ذوی الحقوق و عبادت معبود و صلاح و تقوے سے منع کرتا ہے اور یہ شخص دفع بلیات
و آفات کی اس سے توقع و امید رکھتا ہے اور نسر ہر ایک آدمی کا شیطان ہے کہ حرص و طمع و غصہ و غضب کیوقت
و فعتہً کردہ و ناکردہ برابر کر دیتا ہے اور وساوس فاسدہ و اعتقادات باطلہ ایسے سکھاتا ہے کہ ایمان ہی جاتا رہتا ہے
جب یہ معلوم ہو گیا تو اب خوب آگاہ رہنا چاہیے کہ جب تک انسان ان پانچون بتون سے خلاصی حاصل
نہ کریگا دعاے مغفرت حضرت نوح علیہ السلام مین داخل نہوگا اور سواے اسکے ایک نکتہ اور بھی جاننا
ضرور ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جناب باری مین التماس کیا ہے کہ میرے قوم کے کافر پیدا نہ کرینگے مگر
بدکار و ناشکر گذار حالانکہ کافرون سے اکثر لوگ نیکبخت و سعادتمند پیدا ہوے ہین جس طرح حضرت ابراہیم
علیہ السلام آزر بت تراش سے پھر ظاہر مین یہ قول مخالف واقع ہے اس شبہہ کے جواب مین اہل تفسیر کو اختلاف
ہے علماے ظاہر کہتے ہین کہ حضرت نوح کو اپنی قوم کا حال وحی سے معلوم ہو گیا تھا سو یہ حکم علی العموم نہ تھا بلکہ

اپنی طرف بلانا شروع کیا اسوقت سے تو صدو عوت بہم ہوگیا مگر عہد کرامت مہد حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ
مین تفرد اسکا بتجدید قائم ہوگا اور از سر نو دوسری بار منکرون پر الزام حجت کیا جائیگا تاکہ مستحق عذاب و نکال
ہون تیسری یہ کہ بعثت حضرت نوح علیہ السلام کی تمام عالم پر عام تھی اور ہمارے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وسلم کی بھی عام ہے فرق اتنا ہے کہ بعثت حضرت نوح علیہ السلام کی اہل عصر پر تھی نہ جمیع افراد نوع انسان پر کہ بعد
اسکے موجود ہوئے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل عصر و آیندہ پر تا قیام قیامت عام ہے حدیث شریف
مین ہے بعثت علی الناس عامۃ وکل نبی تبعث الی قومہ خاصۃ پس حضرت نوح علیہ السلام کی قوم تمام موجودین
تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ موجودین اور جو پیدا ہوتے جائین تا انقراض عالم اور مسر یہ ہے کہ حضرت
نوح کیوقت مین جمیع اہل الارض شرک مین گرفتار تھے اور اسی طرح حضرت کے وقت بعثت مین اور بھی وہ عذاب
جو دعا سے حضرت نوح پر موعود تھا جملہ اہل زمین کو عام تھا اگر انکو سب لوگون پر مبعوث نہ کرتے اور انتی عمر عطا نہ
فرماتے تو ہلاک عام بگناہ خاص لازم آتا اور یہ بات قاعدہ عدل و حکمت کے خلاف تھی چنانچہ وہ عذاب کہ اسوقت
کے کافرون کے واسطے موعود ہے وہ بھی عام ہے یعنے تخریب عالم اگر بعثت آنجناب کی عام نہوتی تو بھی وہی قباحت
لازم آتی جو تھی بعثت حضرت نوح علیہ السلام متصل قیامت و سطے کے ہوئی اور بعثت ہمارے پیغمبر خدا کی متصل
قیامت کبرےٰ سے ہوئی برخلاف اور پیغمبرون کے پانچوین بعد طوفان حضرت نوح علیہ السلام کے وسیلہ تقرب
الی اللہ بجز ذات بابرکات آنجناب اور کوئی نہ تھا اور عبادت و معرفت حق مین سوا سے انکی امت سے کے
اور اتباع امت کے دوسرا نظر نہ آتا تھا تو ایک تفرد عجیب اس کارخانہ مین انکو نصیب ہوا سو ہمارے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداے بعثت سے یہ مرتبہ حاصل ہوا کیونکہ جملہ ادیان منسوخہ لائق تقرب نرہے اور جملہ عبادات
و معارف انکے باطل و بے اثر ہوگئے اور بعد نزول حضرت عیسے علیہ السلام بقرب قیامت پھر وہی تقرب حقیقۃً
و حکماً ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین جلوہ گر ہوگا اور کوئی دین سوا سے دین اسلام کے عالم مین
نرہیگا اور توجہ الی اللہ اسی شان مین منحصر ہو جائیگا کذا حققہ شیخنا استاذنا مولانا عبدالعزیز المحدث الدہلوی فی
تفسیرہ العزیزی فائدہ اللہ جل شانہ نے اسحالت مین کشتی بنانے کا حکم صادر فرمایا اسمین طرح طرح کے منافع خلق
کے واسطے رکھے ہین کما قال فی سورۃ الحاقۃ لنجعلہا لکم تذکرۃ وتعیہا اذن واعیۃ یعنے تاکہ رکھین اسکو تمہاری
یادگاری کو اور سنے اسکو کان سننے والا یعنے کان اسکو سنکر یاد رکھین کہ جب خوف غرق دلون پر طاری ہو اور
قطع کرنا سطح آب کا بنا بر روانگی ایک شہر سے دوسرے شہر کو یا ایک ملک سے دوسرے ملک کو یا ایک کنارے
سے دوسرے کنارہ کو یا پیمایش بحری کو منظور نظر ہو تو اس قسم کا خانۂ روان اجسام نباتیہ خشبیہ سے طیار
کرو اور بلا تامل و بے تکلف بآرام تمام کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہنستے بولتے چلے جاؤ اور عقل سے دریافت
کرو کیا وصف شدت آب طوفان جبکہ مادۂ عذاب تھا اللہ تعالےٰ نے کس طرح اس کشتی کے ذریعہ سے
ہمکو بچایا اور باوجود شرکت عذاب کے ہمکو عذاب سے محفوظ رکھا اسی طرح لازم ہے کہ بنا بر نجات از قتل

اتنا کہ فساد استعداد کو حضرت نوح علیہ السلام سے نسبت کر بن بالجملہ عدم تولید غیر کافر و فاجر میں اور تولید کافر و فاجر میں بڑا فرق ہے اثبات ایک کا دوسرے کو نفی نہیں کرتا تاکہ تنبیہ و عتاب صورت پکڑے اور ایک شبہہ اور بھی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر اولوالعزم تھے گمراہی کی دعا اپنی قوم کے واسطے کسطرح فرماتے حالانکہ انبیا کا کام ہدایت کی دعا کرنیکا ہے نہ ضلالت و گمراہی کی جس طرح حضرت ابراہیم و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللھم اہد قومی جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ یہ دعا اسوقت حضرت نوح علیہ السلام نے مانگی جب قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور توقع ہدایت بالکل قطع ہو گئی کما جاء فی القرآن لن نومن لک الامن قد آمن لہذا حضرت نوحؑ نے چاہا کہ قوم سے انتقام لین تب دعا زیادتی گمراہی کی فرمائی تاکہ عذاب بھی سخت نازل ہو اور بخوبی ذلیل و رسوا ہون اور بیان لین کہ پیغمبر کا دل کڑھایا اسی کا ثمرہ پایا چنانچہ حضرت موسے علیہ السلام نے بھی جب فرعون و فرعونیون کے ایمان سے مایوس ہوسے تو اسی قسم کی دعا مانگی کہ آخر سورۂ یونس مین اللہ صاحب زبان کلیم اللہ سے حکایت فرماتے ہین وقال موسے ربنا انک آتیت فرعون وملاءہ زینۃ واموالا فی الحیوۃ الدنیا ربنا لیضلوا عن سبیلک ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علے قلوبھم فلا یومنوا حتے یروا العذاب الالیم یعنے اور کہا موسیٰ نے اے رب ہمارے تونے دی ہے فرعون کو اور اسکے سردارون کو رونق و مال دنیا کی زندگی مین اے رب اسواسطے کہ بہکاوین تیری راہ سے اے رب مٹادے انکے مال و سخت کر انکے دل کہ نہ ایمان لاوین جب تک دیکھین عذاب سخت اس مقام سے معلوم ہوا کہ حضرت موسے علی نبینا و علیہ السلام کو اپنے لوگون سے بھی سچے ایمان کی امید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانینگے اسمین عذاب تھم جاتا اور کام فیصل نہوتا تھا اسواسطے دعا فرمائی کہ یہ لوگ جھوٹا ایمان نہ لاوین بلکہ قلوب اُن کے سخت رہین تاکہ عذاب پڑ چکے اور کام فیصل ہو جائے **فائدہ** حضرت نوح علیہ السلام کو ہمارے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجہ سے مناسبت ہے کہ اور پیغمبرون کو نہین ہے اول یہ کہ قوم نوحؑ کا عذاب موعود وقت انذار و تخویف سے بہت بعید واقع ہوا کہ ہزار برس کا فاصلہ پڑا اسی طرح عذاب موعود کافران امتہ مرحومہ کا بھی بہت بعید ہے کہ قیامت کو ہوگا جو کچھ کہ ہو بخلاف اور پیغمبرون کے کہ انکی قوم کو دنیا ہی مین بفاصلہ قریب ہلاک فرمایا ہے چنانچہ فرعون چالیس برس بعد غرق ہوا اسی طرح اور کافر جیسے نمرود و شداد و قوم صالح و قوم عاد کہ عذاب دنیا مین بفاصلہ قریب مبتلا ہوئے ہین اور یہ اُمت مرحومہ عذاب دنیا سے محفوظ ہے بلکہ تعذیب کفار و فساق و منافقین وکاذبین قیامت پر رکھا گیا ہے اور دنیا مین قتل و گرفتاری سے بعض وقت عبرت و تنبیہ کیجاتی ہے دوسرے یہ ہے کہ مدت دعوت حضرت نوح علیہ السلام اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر ہے فرق اتنا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام بذات خاص اس مدت تک زندہ رہے اور دعوت فرمایا کیے اور ہمارے حضرت نے اپنے نائب چھوڑے اور خود عالم قدس کو تشریف لے گئے کہ انھون نے ہزار برس یہ دعوت قائم رکھی اور بعد گذرنے ہزار برس کے ادیان باطلہ مثل نانکی و نمودی وغیرہ پیدا ہوے کہ انھون نے

بیان شبہہ دیگر

جواب شبہہ

اور غایۃ مرتبہ کمال کو پہونچی کہ آثار اسکے جملہ سلاسل کے اولیاؤن مین ظاہراً و باطناً ہویدا و پیدا ہین حاجت
بیان نہین ہذا ما حققہ مولانا استاذنا فی تفسیرہ العزیزی فائدہ مخفی نرہے کہ مناسبت حضرت نوح علیہ السلام کی ہمارے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درباب رسالت عامہ مین وجہ ہے ورنہ رسالت ہمارے رسول رب العالمین کی تمام
ذرات عالم کو شامل ہے جس طرح ربوبیت رب اور بعثت ہمارے حضرت کی سوائے افراد انسانیہ کے جنات اور ملائکہ
اور حیوانات اور نباتات وجمادات پر بھی ہے کما قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناک الا کافۃ للناس وتبارک الذی نزل
الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیراً یعنے بڑی برکت ہے اسکی جسنے اتارا فیصلہ اپنے بندون پر تاکہ رہے جہان والونکو
ڈر بس علماء امت متفق ہین کہ مراد بندہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور جن عالمین مین داخل ہین اور
بقول سبکی رحمۃ اللہ علیہ ملائکہ بھی عالمین مین معدود ہین وہو الاصح عند المحققین مگر رسالت آنحضرت ملائکہ پر تصریح احکام
شرعیہ نہین ہے بلکہ بمجرد توحید واقرار نبوت اور بعضے عبادات کا اللہ تعالیٰ نے فرشتون سے مخصوص فرمائے ہین
اور جو بیہقی اور حلیمی نے عدم رسالت آنحضرت فرشتون پر بیان کی ہے اور فخر الدین رازی اور برہان نسفی و علامہ جلال الدین
محلی نے باجماع نقل کی ہے سو بعضے اعیان علما مثل علامہ کمال الدین ابن ابی غریف وغیرہ اس نقل پر راضی
نہین ہین بلکہ فرماتے ہین کہ رازی اور نسفی اس نقل اجماع مین منفرد ہین اور کسی نے نقل نہین کی اور مدار
نقل اجماع کا کلام حفاظ امت پر ہے مثل ابن المنذر و عبد البر اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ لائق اس مقام پر توقف ہے
کیونکہ دلیل قطعی کہ مستلزم یقین ہو موجود نہین ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی تکمیل الایمان مین فرماتے ہین کہ اہل تحقیق
کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمامی اجزاء عالم وجمیع اقسام موجودات پر ہے و اسلام احجار و سجدہ اشجار
وشہادت حیوانات رسالت آنحضرت پر چہ معنے دارد مگر جن وانس کو مرید ومختار پیدا کیا ہے ان سے کفر و
عصیان صادر ہوتا ہے اور ان سے بجبر ایمان وطاعت کچھ سرزد نہین ہوتا جسطرح ملائکہ سے اور نص قرآنی کریمہ وما
ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اسپر مشعر ہے کیونکہ یا اور نون عالمین مین اپنی حقیقت پر ہین جیسے کہ رب العالمین مین اور
اسی طرح ابن حجر مکی نے دُرِّ منضود مین شیخ الاسلام بارزی سے نقل کیا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد ناس سے کریمہ
وما ارسلناک الا کافۃ للناس مین جن وانس ہین بہ نظر اشتقاق ناس نواس بمعنے حرکت سے اور بعضے مخصوص انس
کہتے ہین بلحاظ اشتقاق انسان انس ضد وحشت سے وہو الاصح مگر اس سے تخصیص عالمین کی نبی آدم پر لازم
نہین آتی ہے کذا فی المواہب اور تکمیل الایمان مین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہین کہ آنحضرت مبعوث
بکافہ جن وانس ہین ولہذا رسول الثقلین کہلاتے ہین اور آنا جن کا حضور آنحضرت مین اور ایمان لانا اور قرآن سننا اور
اپنی قوم کو خبر پہونچانا اور دعوت کرنا منصوص قرآن ہے اور اکثر علما عموم بعثت بجانب جن وانس مخصوص بآنحضرت
بیان کرتے ہین اور شیخ جلال الدین سیوطی کہتے ہین اسمین شک نہین کہ جن زمرۂ مکلفین مین ہین اور تکلیف نہین ہوتی
جب تک کسی پیغمبر سے نہ سنے یا کسی صادق سے جسنے کسی پیغمبر سے روایت کی ہو سماعت نہ کرے اور یہ بات متفق علیہ
ہے کہ جنس جن سے کوئی پیغمبر مبعوث نہین ہوا اور قرآن مجید مین جن سے منقول ہے کہ انا سمعنا کتاباً انزل من بعد موسیٰ

طبعی گناہان کہ مانند بحر زخار تند امواج تیرہ وتند دار قعر ہا و بہ دوزخ مین غرق کنندہ ہین تو سل اُن لوگون سے حاصل
کرنا چاہیے کہ ظرف الطف سے ہون جس طرح کشتی کی لکڑی ہوا ے لطیف کا ظرف ہو گئی تھی سو اس
امتہ مرحومہ کے لیے وہ ظرف لطیف اہل بیت ہین کہ انکی محبت و متابعت بموجب محبت حضرت صلعم ہو جاتی ہے
اور ثقل طبعی گناہون کے دفعیہ مین تریاق کا حکم رکھتی ہے سے مور بیچارہ ہوس کرد کہ در کعبہ رسید ؛ دست در پای
کبوتر زد و ناگاہ رسید ؛ لہذا حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ مثل میرے اہلبیت کی تم مین مثل کشتی حضرت نوح
کے ہے جو کہ اس کشتی مین سوار ہوا اُسنے نجات پائی اور جو کہ باہر رہا غرق ہوا اور وجہ تخصیص حضرت اہلبیت کی
یہ ہے کہ حضرت نوح کی کشتی کمال عملی کی صورت تھی اور حضرات اہل بیت کو بھی حق تعالے نے کمال علمی خاتم المرسلین
کا نمونہ بنایا تھا کہ اسکو طریقت کہتے ہین کیونکہ کمال علمی حضرت کا کسی شخص کو حاصل نہین ہو سکتا جبتک کہ وہ شخص
قواے روحیہ آنجناب سے مناسبت نرکھتا ہو جسطرح عصمت و حفظ و فتوت و سماحت اور یہ مناسبت بدون ولادت
و علاقہ اصلی و فرعی کے غیر ممکن ہے سو اس کمال کو تمامہ اسی طرف سے جاری فرمایا اور امامت کے معنے
یہ ہین کہ جسکا وصی ایک نے دوسرے کو کیا اور یہی ہے سر اسکا کہ یہ بزرگ مرجع سلاسل اولیا ہوے ہین
اور جو شخص کہ ارادہ وصول الی اللہ کرتا ہے چار ناچار اُسکا استفاضہ ان بزرگون پر منتہی ہوتا ہے اور اس کشتی مین
سوار ہوتا ہے بخلاف کمال علمی آنجناب کے کہ وہ بیشتر صحابہ مین جلوہ پذیر رہا ہے اسلیے کہ انطباع اس کمال کا امتداد
صحبت تلمیذ و استاذ پر موقوف ہے اور حل مشکلات و استخراج مجہولات مین اسکی ضرورت ہے لہذا ارشاد ہے کہ اصحابی
کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور چونکہ قطع دریاے حقیقت بدون بازوے علمی و عملی ممکن نہین ہے تو مرد مسلمان کو
دونون سے تمسک واجب ہے جسطرح قطع سفر دریا بدون سواری کشتی کے اور بلا رعایت حال نجوم کے محال
ہے ورنہ سمت توجہ غیر سمت توجہ سے تمیز نہوگی اور جو حضرت صلعم نے بعد نزول کریمہ وتعیہا اذن واعیۃ جناب
امیر سے فرمایا کہ مین نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ کردے ایسے کان تیرے اے علی سو وجہ تخصیص کی یہ ہے کہ اہلبیت
نبوت کا کشتی ہونا بدون جناب امیر کے متصور نہ تھا اسلیے کہ اسوقت مین اہلبیت رسول مقبول کہ قابل امامت
اس طریق کے تھے صغیر السن تھے اور انکی تربیت و تعلیم دوسرے پر محول فرمانا شان آنحضرت صلعم کے خلاف تھا
لاجرم قواعد نجات کے حضرت امیر کو تعلیم فرما کر امام اسکا قرار دیا اور اپنے کمال عملی کو انکی صورت مین متصور کرنا منظور
ہوا کہ آنجناب بحکم ابوت اس کمال کو اپنے صاحبزادون کو پہونچا دینگے تاکہ یہ سلسلہ تا قیام قیامت ان کے
توسط سے جاری رہے اسواسطے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو بخطاب یعسوب المسلمین مخاطب
فرمایا معہذا جناب امیر صغر سن سے حضرت کی خدمت مین رہے اور علاقہ دامادی بھی رکھتے تھے اور جملہ امور مین
رفیق تھے اس سبب سے حکم فرزندی بھی ان پر صادق آتا تھا اور انکو بسبب قرابت قریبہ کے مناسبت کلیہ تامہ
قواے روحانیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھی پس جناب امیر گویا ظل اور صورت کمال عملی آنحضرت
تھے کہ عبارت ولایت و طریقت سے ہے اور یہ استعداد انکی روز بروز دعاے آنحضرت سے دوچند ہوتی رہی

اور ہر گروہ نے ایک شہر آباد کیا چنانچہ مشہور ہے کہ جانب جنوب خط استوا کے چودہ درجون تک عمارات واقع ہین
وہان بعض اولاد مقیم ہین اخبار الدول مین ہے کہ پہلے رنگ حام کا گورا تھا بسبب دعاے حضرت نوحؑ سیاہ ہوگیا
اور موافق باپ کے اولاد بھی سیاہ رنگ ہوئی اور حضرت نوحؑ نے یہبھی دعا کی تھی کہ حام کی اولاد لونڈی و غلام
اولاد سام و یافث کے ہون چنانچہ ویساہی ہوا عمر حام کی پانسو چھتیس برس کی ہوئی اور یافث ابن نوح جانب
شمال و شرق رخصت ہوے اور حضرت نوحؑ نے ایک اسم اعظم بتعلیم حضرت جبرئیلؑ ایک پتھر پر نقش کرکے عنایت
کیا جسکو حجر المطر کہتے ہین انکے گیارہ بیٹے ہوے ترک خزر صقلاب کمارئی چین منسک خلج روس سد شان
غربان تارخ اور وفات یافث بمرگ مفاجات دریا مین ڈوب کر ہوئی اور ترک ولیعہد ہوا اور مقام اسباوک مین
مقیم ہوا یہ آدمی ہوشیار اہل دانش مین تھا اول اسنے گھاس پھوس کے مکان بنائے پھر خیمہ و خرگاہ ایجاد کیے
اسی کا بیٹا تودک ہے اسی کے وقت مین نمک ظاہر ہوا اتراک اصلی اسی کی اولاد ہین اور خزر نے جانب شمال
کنارہ دریا پر ایک شہر آباد کیا اور اسکی اولاد مین رسم دباہ گیری جاری ہوئی انھوننے لومڑی کی کھال کا اپنا لباس
بنایا بعد چندے ایک بیٹا اسکا مرا اور طریق تدفین سے واقف نہ تھا چندے متحیر رہا آخر یہ خیال مین آیا کہ ہمارا
باپ دریا مین ڈوب کر مرا ہے اور آگ پانی کے مخالف ہے مناسب ہے کہ ہم اپنے مُردے کو آگ مین جلادین چنانچہ
خزر مشورۂ بعض اہل شعور نے گاتے بجاتے اُس مردے کو لے گئے اور جلادیا کہ یہ رسم اب تک ان شہرون مین جاری
ہے اور ظہور عسل اسی کے عہد مین ہوا ہے اور صقلاب بسبب کثرت عیال کے دریار روس مین گیا اور اُسنے
تھوڑی زمین اپنے بھائی (یعنی شہد ۱۲) سے چاہی اسنے انکار کیا تب کماری و خزر کے پاس آیا انھون نے بھی جواب صاف
دیا ناچار ہوکر تینون بھائیون سے لڑا اور بھاگا اور اقلیم سابع کے دریاسے زمین کے نیچے مکان بناکے
مقیم ہوا اور کماری مرد عیاش و شکار دوست تھا سو حدود بلغار مین اقامت پذیر ہوا بلغار و برطاس دو بیٹے
اسکے ہوے سمور و سنجاب و قاقم کے لباس انھون نے نکالے اور چین مرد عاقل تھا صورت گری و نقاشی
و جامہ ابریشمی اسی نے ایجاد کیے اور چین کا بیٹا ماچین ہوا اُسنے باجازت پدر ماچین آباد کیا جس طرح یافث
نے بنام پسر چین آباد کیا تھا نافہ مشک ماچین نے نکالا ہے باقی اولاد کا حال مفصل کسی کتاب مین نظر نہین آیا
لیکن اسقدر ظاہر ہوتا ہے کہ بسبب اختلاف السنہ متفرق ہوگئے اور اطراف عالم مین آباد ہوے اور بعضے جنگلون
مین جارہے اور یہ بھی تتبع کتب سے واضح ہوتا ہے کہ نسبت جمیع اتراک و مغول و تاتار و قبچاق یافث ابن
نوح علیہ السلام پر منتہی ہوتی ہے **فائدہ** ظہور شراب قرار واقعی حضرت نوح علیہ السلام کے عہد
مین ہوگیا تھا مگر شہرت اسکی یافث کے عہد مین ہوئی اور نکاح بھائی بہن کا حضرت نوحؑ کے عہد مین
حرام ہوگیا تھا ذکر انکا سورۂ اعراف و ہود و یونسؑ و عنکبوت و شعرا و نوحؑ مین ہے **فائدہ** مؤلف
مرآۃ المخلوقات نے لکھا ہے کہ اولاد قابیل ہندوستان مین بادشاہ ہوے تھے انھون نے جنات سے
طریق مناکحت جاری کیا تھا کہ اولاد مرکب نے کتب جنات پڑھے اور تشرع بشریعت اجنہ ہوگئے آخرکار اپنا

مصدقاً لما بین یدیہ یہدی الی الحق والی صراط مستقیم اور ظاہر اس آیت سے یہ ہے کہ جن شریعت موسے کا ایمان
رکھتے تھے اور مہتدی بہدایت موسیٰ تھے بس خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہوئی کہ اور انبیا اُن کی دعوت
بالمشافہ نہین تھی بلکہ بسماع کتاب اللہ کہ اسکو سنکر عمل کرتے تھے اور آنحضرت سے بالمشافہ پوچھتے تھے اور
ایمان لاتے تھے قال السیوطی وہذا ما ذہب الیہ الضحاک وہو الظاہر اور جو ضحاک اور اُنکے توابع کہتے ہین کہ رسل جن
موافق کریمہ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم قوم جنات سے معلوم ہوتے ہین سو ظاہر آیۃ سے ایسا ہی
معلوم ہوتا ہے لیکن قائلین اس قول کے اس امر کے قائل نہین کہ یہ امر مستمر رہا ہے بلکہ یہ اختلاف ملل سابقہ مین تھا
اور اس ملت مین ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو جنات اور غیر جنات پر بھی مبعوث ہوے ہین اور ضحاک
نے یہ سخن کہ رسل جن انھین سے ہوے ہین مطلق نہین کہا ہے بلکہ مقید کہا ہے کذا فی المواہب تتمہ بعض اہل تاریخ
سام وحام ویافث کو پیغمبرون مین شمار کرتے ہین لہذا احوال مختصر اُن حضرات کا بھی لکھنا مناسب معلوم ہوا
اب پوشیدہ نرہے کہ روضۃ الصفا وغیرہ تواریخ مین لکھا ہے کہ جب کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور ایک نوع کا اطمینان
حاصل ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے ربع مسکون اپنے بیٹون پر تقسیم فرمایا یعنے حضرت سام کو عراق وفارس
وخراسان وشام عنایت کیا اور دیار مغرب وزنگبار وحبش وہندوستان حام کو اور چین وماچین وترکستان یافث
کو چنانچہ مدارک مین ہے کہ عرب وروم وفارس اور مخلوقات وسط معمورۂ عالم سام کی اولاد ہین اور اہل ہند وزنگ
وحبش حام کی اور ترک ویاجوج وماجوج یافث کی بالجملہ حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت سام کو بنظر
فراست ودیانت وصلاح وتقوی اپنا ولیعہد خلافت قرار دیا اور اسرار نبوت انکو تفویض فرمائے اور اپنی اولاد
کو تاکید کردی کہ انکے تابع رہو یہ حضرت پانسو برس تک بعد طوفان زندہ رہے اور وقت وفات حضرت
نوح علیہ السلام چارسو اڑتالیس برس کے تھے اکثر انبیا واولیا وحکما وسلاطین انھین کی نسل مین ہین اللہ
جل شانہ نے انکو نو بیٹے عطا کیے ارفخشد ابو الانبیاء کیومرث ابو السلاطین اشوذ ویغنی یونخ لاو علم یا غیلام ارم
توز چنانچہ اکثر خوزستان غیلام کی اولاد ہین اور اکثر اہل شام ودیار بکر وعراق اشوذ کی اور شہر مدائن وحیرہ
ونینوی اشوذ کے آباد کیے ہین اور اہل ارمن نسل ارم مین ہین عاد وثمود وجرہم وعملیق انھین مین ہین چنانچہ
عاد یمن مین رہا اور ثمود ما بین شام وحجاز اور بعض اولاد جرہم بھی حجاز مین رہے قحطان ابن عاد ویعرب ابن قحطان
انھین کی نسل سے ہین یعرب نے اول عربی زبان بولی ہے وارض یمن مین رہا ملوک یمن کا باپ ہے اسکے
عہد مین زبانین متفرق ہوئین کہ اولاد سام مین اُنیس زبانین ہوئین اور اولاد حام مین ستر و اولاد یافث مین
چھتیس عمر سام کی چھ سو برس کی ہوئی ووفات بروز جمعہ ہوئی کذا فی اخبار الدول اور حام ابن نوح ساحل بحر
محیط پر جانب جنوب مقیم ہوے رنگ انکا سیاہ تھا انکے بھی نو بیٹے ہوے ہند سند زنج نوبہ کنعان کوش قبط بربر
حبش اور اولاد انکی سوڈان مغرب وبلاد حبش وزنگبار وہندوستان مین منتشر ہوئی اور سترہ اٹھارہ قسم کے
لغت مین کلام کرتے تھے یعنے ہر فرقہ ایک لغت بولتا تھا جسکو دوسرا نہ سمجھتا اسی سبب سے پریشان ہوے

عاد سے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ہود کے باپ کا نام عابر تھا چنانچہ حسان ابن ثابت فرماتے ہین ؎ ابونا نبی اللہ ہود ابن عابر۔ الغرض حضرت ہود علیہ السلام گندم رنگ کثیر الشعر حسن الوجہ اشبہ آدم علیہ السلام سے تھے اور شریف القوم وسخی و عابد ورحیم تھے پیشہ ان کا تجارت تھا سو انکو اللہ صاحب نے قبیلۂ عاد اولی پر برسالت و شریعت نوح علیہ السلام مبعوث فرمایا اور اس قوم مین تیرہ گروہ تھے اور بادشاہ انکا عاد تھا مہتاب پرست ایکہزار و دوسو برس کی اسکی عمر ہوئی اور نسب اس عاد کا اس طریق پر تحقیق ہوا ہے کہ عاد ابن عوص ابن ارم ابن سام پوشیدہ نرہے کہ عاد کے دو فرقے دنیا مین ظاہر ہوے ایک عاد اولی جسکو عاد قدیم[1] عاد ارم بولتے ہین مساکن انکے عدن کے متصل واقع ہین دوسرا عاد دوم کہ زمین احقاف[2] مین جو حضرموت سے قریب ہے رہتے تھے اور یہ لوگ اور شخص کی اولاد ہین کہ اسکا نام بھی عاد ہے مگر یہ بھی عاد اولی تھا اور اخبار الدول مین ہی کہ قوم عاد ارض یمن مین درمیان عمان و حضرموت و احقاف مقیم تھی اور عاد اولی کا ذکر کلام الٰہی مین دو جگہ واقع ہی ایک سورہ نجم مین واہلک عادن الاولی دوسرے سورہ والفجر مین کہ الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد اور عاد دوم کا ذکر کئی مقام پر ہے جس طرح سورہ احقاف و ہود و شعرا و اعراف و مومن مین اس قوم پر بھی حضرت ہود علیہ السلام بھیجے گئے ہین القصہ قوم حضرت ہود کے آدمی بڑے طویل القامت زورآور تھے حتی کہ طول انکا سات سو گز کا اور کوتاہ تر ساٹھ گز کا اور بعض روایات مین بلند بالا ایک سو بیس گز کا و متوسط سو گز کا و کوتاہ اسی گز کا ہوتا تھا اور اخبار الدول مین ہے کہ ابن عباس فرماتے ہین کہ اس قوم کے آدمی اسّی گز کے ہوتے تھے اور کلبی کے نزدیک طول چارسو گز کا و قصیر ساٹھ گز کا اور سر انکا مثل قبۂ عظیم و اموال انکے اونٹ مگر اس زمانے کے اونٹ سے نہایت بزرگ تھے انھین پر سواری کرتے تھے اور گوشت بھی انکا کھاتے تھے چنانچہ ایک آدمی ایک اونٹ صبح کو کھاتا اور ایک شام کو اور کثرت اس قوم کی بمرتبہ ہوتی تھی کہ تمام عالم مین انکے برابر کسی کا گروہ نہ تھا اور بسبب تن آوری و قوت کے پہاڑون کو کاٹ کاٹ کر قلعے و حویلیان اور باغ و باغیچے ایسے تعمیر کر لئے تھے کہ تمام عالم مین کسی نے نہ بنائے تھے اور سات سو برس سے اس قوم مین حضرت عزرائیل علیہ السلام نے بحکم الٰہی اپنا قدم نہین پھیرا تھا اور صنعت بت پرستی مین بڑے شاطر و پوجہ پاٹ مین خوب ماہر کسی بت کو ساقیہ کہتے کہ وہ پانی برساتا ہے اور کسی کو حافظہ بولتے کہ وہ سفر مین محافظ رہتا ہے اور کسی کو رازقہ اور کسی کو سالمہ بولتے تھے سو حضرت ہود علیہ السلام نے انکو دعوت بحق فرمائی کہ یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ ان انتم الا مفترون یعنے اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی تمہارا حاکم نہین سوا اسکے تم سب جھوٹ کہتے ہو حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اس قوم مین منارون کے بنانے کا بڑا چرچا تھا اور جانتے تھے کہ ہمپر موت نہ آویگی بلکہ اسی خیال سے نہایت مستحکم قلعے و حویلیان و منارے بنا لئے تھے اور اول منارون پر چڑھکر راہ چلتون سے مسخراپن کرتے تھے اور کبوتر اڑاتے تھے اسپر حضرت ہود فرماتے کیا بناتے ہو ہر ٹیلے پر ایک نشان کھیلنے کا اور کیا کاریگریان کیا کرتے ہو کیا تم ہمیشہ جیتے رہوگے یہ سنکر کہتے کہ ہمکو نصیحت کرنا و نہ کرنا برابر ہی یہ تو طریق

[1] نسخۂ ارم انھین کا آباد کیا ہوا ہے ۱۲ منہ

[2] احقاف بطور ضلع ملک یمن مین واقع ہے اور منبع اسکے ریت کا ٹیل ۱۲ منہ

نسب مہادیو وبرہما سے ملانے لگے فقیر مؤلف اس کتاب کے نزدیک یہ سخن اسکا مطابق تواریخ معلوم ہوتا ہی کیونکہ تواریخ مین ہے کہ جب حضرت نوح نے ربع مسکون اپنے بیٹون مین تقسیم کیا تو حام کو دیار مغرب جانب جنوب حصہ سام کا مشرق سے تا نہایت مغرب عنایت کیا زنج وحبش وہند وسند بھی نام انکی اولاد واحفاد کے ہین از انجملہ ہند کہ پسر کلان تھا حام کا اپنے بھائی سند کے ایک مقام پر گیا اور ایک شہر آباد کیا اور سند کے دو بیٹے بروایت بعضے ہوے نام انکے ملتان وٹھٹھہ ہین اور ہند کے چار بیٹے ہوے از انجملہ ایک پورب بھی ہے اُس کے بیالیس بیٹے ہوے سو اُس نے ممالک ہند آباد کیے اور کشن نامے ایک شخص کو اپنے بھائیون سے بادشاہ کیا یہ شخص جسیم طویل القامت تھا اسنے اودھ آباد کیا مگر یہ کرشن کنھیا نہین ہے جسکی پرستش ہنود کرتے ہین جب کشن مرا تو مہاراج اسکا بیٹا بادشاہ ہوا اس عرصہ مین بادشاہ فارس ضحاک ماران تھا پھر بعد سات سو برس کے ہنود نامی چچا مہاراج نے خروج کیا مہاراج نے ضحاک سے مدد چاہی ضحاک نے کرشب بن نریمان کو جو اجداد رستم مین تھا معین کیا کہ اس نے ہنود کو مارا وبراہ سراندیپ پھر گیا اور جب مہاراج مرا تو کیشوراج راجہ ہوا اُسنے سنگلدیپ کو ضبط کیا آخر کار دکھن کے راجاؤن نے غلبہ کیا تب کیشوراج نے منوچہر سلطان فارس نبیرہ ایرج ابن آفریدون سے مدد چاہی اُسنے سام نریمان کو بھیجا تو کیشوراج نے غلبہ پایا اسوقت دیار پنجاب سام نریمان کو انعام مین ملا بعد ازان فیروز راے ابن کیشوراج راجہ بھی افراسیاب والی توران کا مطیع ہوا اس نے دیار پنجاب سام نریمان کے نائب سے بھر لیا اُسوقت سام نریمان مرگیا تھا بعد ازان رستم ابن زال پوتا سام نریمان کا عہد کیقباد مین آیا اُسنے فیروز راے کو قتل کیا وسورج راے فرمان رواے سند کو کہ اولاد سند ابن حام سے تھا اسکے قائم مقام کیا اسی عہد مین ایک ساحر نے آپ کو بلفظ برہمن مشہور کیا تو سورج راے مع توابع اپنے اسکا تابع ہوا تب شریعت جنات کہ طوفان نوح مین معدوم ہوگئی تھی پھر رواج پذیر ہوئی وسلسلۂ انساب اہل سند وہند واکثر احفاد حام ویافث رام لچھمن ومہادیو وبرہما وغیرہ سے شامل ہوا یہ لوگ اقوام اجنہ وشیاطین سے زمانے ست جگ وترتیا ودواپر وکل جگ مین گذرے تھے اور اُسی برہمن نے بعد تنسیخ وترمیم کتب مندرسہ جنات سورج راے وغیرہ کو تعلیم کیے اور یہ قرار دیا کہ یہی مذہب دین تمھارے اسلاف کا ہے کہ ابتک اسکی خرابی ڈالی ہوئی ہنود مین موجود ہے

تفریح پنجم دراحوال حضرت ہود علیہ السلام

اہل سیر کے نزدیک نام ہود علیہ السلام کا عابر تھا حضرت سام ابن نوح کے پردتے تھے بایں ترتیب کہ عابر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام اور شالخ بمعنے رسول وبقول وکیل واز فخشد بمعنے چراغ روشن اور عابر اسم عربی ہو اور ہود عبرانی لقب حضرت ہود کا نبی احد اور نام انکی عورت کا میشا صبا تھا اور درج الدرر مین ہود ابن ارفخشد لکھا ہے اور مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مین یون تصحیح کی ہے کہ ہود ابن عبداللہ ابن رباح ابن جاود ابن عاد ابن عوص ابن ارم ابن سام مگر اس ترتیب مین قبیلہ عاد مین داخل ہوتے ہین حالانکہ تحقیق اہل تاریخ کی یہ ہو کہ نبی اعمام

معاویہ ابن بکر کا تھا مع اور ستر آدمیون کے اُس مقام کو روانہ کیا تاکہ یہ لوگ وہان حاضر ہو کر دعا کرین تو پانی برسے
اور قحط دفع ہو لیکن بسبب نخوت و غرور کے اپنے پیغمبر کی التجا نہ کی کہ اسی سے مقصود حاصل ہو جاتا اور اس سفر
کی حاجت نہ پڑتی چنانچہ لقمان و مرثد دونون مسلمان مع دیگر کافران اونٹ و بکریان قربانی کے واسطے لیکر موقع
مقصود مین پہونچے اُس زمانے مین وہ مقام تخت حکومت عمالقہ تھا اور معاویہ ابن بکر جسکی مان مسماۃ کلہجرہ
قبیلۂ عاد سے تھی وہان کا عامل تھا سو یہ سب لوگ اول اسکے پاس حاضر ہوے اور تمام سرگذشت اپنی کہنے لگے
کہ مرثد مومن نے برملا کہا کہ تم لوگون کو اس مقام کی دعا سے کچھ فائدہ نہوگا اسواسطے کہ تم لوگ اپنے پیغمبر سے
پھرے ہوے ہو اگر اب بھی اسکی اطاعت قبول کرو اور گناہون گذشتہ پر ندامت اختیار کرو تو اس بلا سے نجات
حاصل ہو دعا کی حاجت نہ پڑے بلکہ پیغمبر کی دعا کافی ہو جاے اور مؤید اس تقریر کے بعض عمالقہ نے بھی کہا
کہ تم لوگون کے بیان سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ یہ قحط جو ہے اس قسم کا نہین ہے جو دعاے استسقا سے دفع
ہو بلکہ یہ قہر خدا ہے اسمین دعا کام نہ آویگی تب کہا اگر ہم بلا حصول مراد واپس جائینگے تو قوم مین سبکی ہوگی اسلیے
جس طرح ہو سکے کام کو سرانجام کر کے پھرنا چاہیے اور لقمان و مرثد دونون ایماندارون کو الگ کیا اور قتیل
کو ہمراہ لیکر اس ٹیلے پر گئے اور مرثد ابن سعد سے طریق دعا مانگنے کا پوچھا تھا اُسنے بتلایا تھا کہ تم لوگ ننگے سر
برہنہ پا مانند حاجیان کوہ صفا پر جو کعبۂ شریف کے محاذی واقع ہے حاضر ہو اور مقابل کعبہ شریف کے کھڑے
ہو کر یون دعا کرو کہ یا الٰہی اگر ہود اپنے دعوی رسالت مین سچا ہے تو ہم کو ابر باران عنایت فرما کہ ہم تیرے
گھر مین اسلیے آئے ہین معالم التنزیل اور بحر مواج مین ہے کہ لقمان نے درازی عمر کی دعا کی اُسکو سات کرگسون
کے برابر عمر عطا ہوئی اور ہر کرگس اسی برس کا ہوتا ہے یعنے پانسو ساٹھ برس کی عمر ہوئی اور مرثد نے یہ دعا مانگی
کہ الٰہی مجھکو بھوکھ کی تاب نہین ہے سو دنیا مین مجھے ناز و نعمت مین رکھنا اسکو آواز آئی کہ ایسا ہی کرونگا اور کافرون
نے جو دعا موافق تعلیم مرثد مومن کے مانگی تو انکو تین ٹکڑے بڑے بڑے ابر کے ملے ایک سفید دوسرا سیاہ
تیسرا سرخ اور منادی غیب نے آواز دی کہ انمین سے جسے چاہو قبول کرو تب سب نے مشورہ کیا تو یہ قرار پایا
کہ ابر سیاہ مین پانی خوب ہوتا ہے اُسی کو لینا مناسب ہے سو اسی کو قبول کیا اور بہت خوش خوش پھولے ہوے
بغلین بجاتے کودتے پھاندتے روانہ ہوے اپنی ولایت کو چلے ابر بھی ساتھ ہوا جب مغیث الغیث مین کہ ملک
عاد کی حد قریب ہی ہے پہونچے تو چند لوگ پیش پیش بطور مقدمۃ الجیش قوم کے لوگون کو خوش خبری دینے تشریف
لائے اور بڑے دھوم دھام سے پکارے کہ بدلی برساؤ لائے ہین حوضین اور تالاب اور چہبچے اور گڑھے صاف
کر رکھو اور پھاوڑہ کدارین وغیرہ آلات قلبہ رانی اور سامان اور اسباب تخم ریزی باہر نکال رکھو کہ یہ ابر
موافق مراد کے پانی برساویگا اور سب کے دلون کو سیراب کریگا جب یہ خبر قوم مین مشہور ہوئی تو ہر ایک
شخص گلی کوچے مین خوش اور خرم پھرنے لگا کوئی کہتا ہمارے رسولون کی دعا قبول ہوئی کوئی بکتا تھا یار وسے
ابر چشمک زن ز طرف کوہساران میرسد؛ ساقیا سامان ساغر کن کہ باران میرسد؛ کوئی لن ترانیان کرکے

اگلے لوگون کا چلا آتا ہی اور جو تو آفت آسمانی سے تخویف کرتا ہے سو ہم پر آفت ہرگز نہ آویگی یہ جواب عوام لوگون کا ہی اور
سردار و رئیس قوم یہ جواب دیتے تھے کہ تمھارے پاس کیا ایسی سند ہے جس سے ہم کو پرستش بتون سے روکتے
ہو ہم اپنے ٹھاکر دن کو ہرگز نہ چھوڑینگے ہماری دانست مین تجھکو عقل نہین ہے بلکہ تو اپنے دعوے مین جھوٹا ہی
تب حضرت ہود نے فرمایا اے قوم مین بیوقوف نہین ہون جہان کے مالک نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہے تاکہ
اسکے پیغام تمکو پہونچادن اور مین تمھارا خیر خواہ ہون اور اسکا تعجب نہ کرو کہ تمھارے درمیان بھی اللہ نے
ایک شخص بھیجا کہ تمکو بد کامون سے باز رکھے یاد کرو کہ بعد قوم نوحؑ کے تمکو اسنے سردار بنایا اور تن آور اور پہلوان کیا
سو اسکا احسان یاد کرو شاید تمھارا بھلا ہو مگر وہ لوگ ایسے کافر تھے کہ ایسی باتین کب خیال مین لاتے تھے
بلکہ کہتے تو کیا اسواسطے خدا کی طرف سے آیا ہے کہ ہم تیرے اللہ کی بندگی کرین اور انکی بندگی چھوڑین جنکو ہمارے باپ
دادے پوجتے رہے تو لے آ وہ آفت جسکا وعدہ کرتا ہی اُسوقت حضرت ہودؑ نے فرمایا کہ اب تمپر غضب الٰہی ثابت
ہو گیا کیون لڑتے ہو چند نامون پہ کہ تمنے اور تمھارے باپ دادون نے مقرر کیے ہین اور کوئی دلیل اللہ کیطرف
سے انکی صحت پر نہین رکھتے ہو بلکہ محض بے اصل ہین سو اب راہ دیکھو مین بھی تمھارے ساتھ راہ
دیکھتا ہون یعنے اگر حق ظاہر ہوا اور تم اسی مجادے بین ثابت قدم رہے تو دیکھ لوگے جو کچھ آفت آوے گی اور
مین گواہ کرتا ہون اللہ کو اور تم بھی گواہ رہو کہ مین سخت بیزار ہون انسے جنکو تم خدا کا شریک کرتے ہو اور اب تم
ملکر مجھسے بدی کرلو جو کچھ کرنا ہو کہ مین نے اپنے اللہ پر بھروسہ کیا ہو تمکو کچھ بھی نہ کرسکوگے اور مجھکو جو کچھ کہنا تھا کہہ
چکا بعد ازان حضرت ہود نے ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی کہ یا رب العالمین اس قوم ناپاک کو ہلاک کر وحی ہوئی کہ اسے
ہود تو اپنے ساتھ ایمان دارون کو لیکر اس قوم سے نکلجا کہ مین انپر عذاب بھیجتا ہون چنانچہ بحکم الٰہی حضرت ہود
علیہ السلام مع مومنین کہ سب سترہ آدمی تھے ایک پہاڑ پر جا بیٹھے اور علی رؤس الاشہاد ارشاد کیا کہ خبردار
ہو عذاب الٰہی بصورت ہوا نازل ہوگا اہل تحقیق فرماتے ہین کہ فرقۂ عاد درحقیقت کشتی باز و پہلوان تھا سو اسی زعم
باطل مین خم ٹھونک کے تکذیب و انکار مین بدبرد ہو جاتا تھا اور کہتا تھا من اشد منا قوۃ یعنے ہمسے کون قوت
مین زیادہ ہی جس سے ہمکو ڈراتے ہین بالجملہ مالک الملک نے انزال عذاب موعود سے پیشتر اس قوم پر قحط
سہ سالہ مسلط فرمایا اور پانی کا برسانا بند کردیا اس آفت مین بھی رحم کرکے حضرت ہود نے فرمایا یا قوم استغفروا ربکم
ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین یعنے اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے
پھر رجوع لاؤ اسکی طرف چھوڑدے تمپر آسمان کی دھارین اور زیادہ دے تمکو زور پر زور اور نہ پھیرے جاؤ
گنہگار ہوکر مگر تاہم اس قوم ناپاک نے کہنا اپنے پیغمبر کا نہ مانا اور اُس عہد مین یہ دستور تھا کہ جب کسی طرح کی آفت
یا بلا نازل ہوتی تو اسکے دفع کیواسطے اس موقع پر جہان اب کعبہ معظمہ واقع ہے جاتے تھے اور وہان ایک ٹیلہ
برنگ سرخ نمودار تھا کہ جملہ مسلمان و کافر وہان جاکر اپنی اپنی حاجتین مانگتے تھے سو قوم ہود نے مضطرب و
مضطر ہوکر قیل ابن عروہ یا ابن عنتر و مرثد ابن سعد و لقمان ابن عاد و لقیم ابن ہزال و جلہ ابن الجبیری کو جو خانۂ

بھی پہونچتی سے ایسا نہین ہوا تو معلوم ہوا کہ منتقم کبریا نے اپنے غضب و قہر سے انھین پر مسلط فرمائی تھی اور یہ تسلط
ایک ساعت یا دو ساعت کا نہ تھا بلکہ از بست و دوم شوال روز چہار شنبہ تا بست و نہم یوم چہار شنبہ
تا غروب آفتاب رہا یعنے سات رات آٹھ دن کما قال فی الحاقۃ وسخرہا علیہم سبع لیال وثمانیۃ ایام حسوما فتری
القوم فیہا صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ فہل تری لہم من باقیۃ یعنے معین کیے انپر سات رات آٹھ دن نہایت
نحس پس تو دیکھے لوگ اُن مین بچھڑ گئے جیسے وہ ڈھنڈ ہین کھجور کے کھوکھرے پھر تو دیکھتا ہے کوئی انکا بچ رہا
اور معالم التنزیل مین ہے کہ ہوا مردون کو قبور سے نکال نکالکر باہر پھینکتی تھی اور سبب تعین ایام کا یہ ہوا کہ قوم
عاد مقام لاف مین کہتی تھی کہ یہ قحط جو ہمپر مسلط ہوا ہے کیا اسکی حقیقت ہے ہمکو ایسی طاقت اور قوت ہی کہ اگر سات
برس اسی طرح کا قحط پڑے تو اسکو بھی ہم کاٹ دین اسی وجہ سے مقابلے مین ہر سال کے ایک ایک دن مقرر کیا اور
ایک دن بڑھایا اسلیئے کہ ایک دوسرے کا احوال دیکھے اور عذاب الحسرت مین مبتلا ہو اور ہر ایک اپنی اور اپنے
ہم چشم کی بیطاقتی دیکھکر واویلا کرے چنانچہ ابن جریج وغیرہ مفسرین راوی ہین کہ باوجود ایسی آفت ہیہم کے چہارشنبہ
کے آخر وقت تک سب مغرورین زندہ رہے تھے بعد ازان ہوا نے قالبون کو اٹھا دریاے شور مین ڈال دیا
اہل عرب اُنھین ایام کو عجوز بولتے ہین اور برد العجوز ضرب المثل ہی اور اسما انکے عرب مین یہ مقرر ہین اوّل صن دوسرا
صنبر بکسر تین وسکون الباء مع تشدید النون وفتح النون افصح تیسرا وبر بفتح الواو وسکون البا چوتھا آمر بالمد وکسر المیم
وسکون المھملہ پانچوان موتمر بضم وبفتح التاء علی اسم الفاعل من الافتعال چھٹا معلل ساتوان مطفی الجمر ساتوان مکفی الظعن مع الظاء
المعجمہ اور بعضے پانچ کہتے ہین صن صنبر وبر معلل مطفی الجمر اور برد العجوز کی اضافت مین عوام کہتے ہین کہ ایک ضعیفہ
قوم عاد کی تہ خانے مین چھپ رہی تھی آٹھوین دن اسکو بھی ہوا نے نکال کر ہلاک کیا لیکن صحیح یہ ہے کہ عجوز
غلط العام اصل مین عجز تھا کہ یہ مقام جانورون مین متصل دم کے ہوتا ہی اور یہ ایام اخیر زمستان مین ہوتے ہین بکمال برودت
اخبار الدول مین ہے کہ اول تصفیق یعنے تالی بجانا عالم مین اس طرح جاری ہوا کہ اس عذاب مین جسدم ابر آیا تو اول
ایک عورت مسماۃ مہدد نے آگ کی چنگاریان ابر مین دیکھین سو اسنے بنا بر اظہار مصیبت تالیان بجائین اور شور کیا
اور نالے اور بکا سے پکار پکار قوم سے کہا کہ اے اولاد عاد یہ عذاب ہے جسکا وعدہ ہود پیغمبر سے سنا کرتا تھا مین نے ابر
مین خوب دیکھا ہے سو تم لوگ ایمان لاؤ اور اپنے پیغمبر سے رجوع کرو نہین تو کوئی بھی محفوظ نہ رہیگا لیکن اسکی بات کسی نے
نہ مانی سب نے جانا دیوانی ہے آخر سب مارے گئے **فائدہ** اس عذاب مین اکثر فرشتے مثل حضرت میکائیل علیہ السلام
و توابع انکے شریک تھے وروح کلی عنصر ہوا کی تسخیر عمل مین آئی تھی صحیحین مین حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ مین نے
حضرت کو کبھی اسطرح ہنستے نہین دیکھا کہ حضرت کا خوب منہ کھلجاے مگر مسکراتے تھے اور جب آندھی اور بدلی آتی
تو گھبراتے اور دعاے خیر کرتے خوف سے کبھی اٹھتے کبھی بیٹھتے یہی حالت حضرت کی رہتی جب تک پانی نہ برستا
تو مین نے اسکا سبب پوچھا حضرت نے فرمایا اے عائشہ کون چیز نڈر کرتی ہے شاید اس آندھی اور بدلی مین عذاب
الٰہی ہو مقرر ایک قوم یعنے عاد پر عذاب ہو چکا ہے آندھی سے اور البتہ قوم نے عذاب الٰہی دیکھا تھا سو کہا تھا کہ

تحقیق برد العجوز

ابتدا تصفیق

کہتا تھا کہ (نو) بند کیا ہی گھٹا ٹھنڈی ہوئی چلی آتی ہی خوب برسے گی ہود پیغمبر جھوٹا تھا جو کہتا تھا کہ بلا آویگی اور بعضے یہی
کلمہ حضرت ہود علیہ السلام کے روبرو جا کر کہتے تھے سو حضرت ہود فرماتے تھے مین سچا ہون دیکھیو یہی بلا
موعود ہے اب بھی کچھ نہین گیا ہے میرا کہنا مانو لیکن کون سنتا ہے یہانتک کہ وہ ابر آپہونچا کما قال اللہ فلما راٰوہ عارضا
مستقبل اودیتہم قالوا ہذا عارض ممطرنا بل ہو ما استعجلتم بہ ریح فیہا عذاب الیم تدمر کل شیئ بامر ربہا یعنی پھر
جب دیکھا اسکو ابر سامنے آیا ان کے نالون کے بولے یہ ابر ہے ہم پر برسے گا کوئی نہین یہ وہ ہے جسکی تم جلدی
کرتے تھے ہوا ہے جسمین عذاب سخت ہے اکھاڑ ڈالے گی اپنے رب کے حکم سے تب کافرون نے کہا اے ہود بھلا
تبلا تو ابر مین کیا بلا آویگی فرمایا ایسی ہوا چلے گی جس سے تمھارے مکانات اور تم برباد ہو جاؤگے وہ قہقہہ مار کے
بولے تو ہمارے زور سے واقف ہی اور ہوا کی تندی سے ڈراتا ہے اسی رد و بدل مین تھے کہ ابر سیاہ اندرون
شہر داخل ہوا اور باد عقیم کو جسکا معدن طبقہ چہارم زمین کا ہے ارشاد ہوا کہ اس قوم ناپاک بیباک پر چل
موکلون نے روکا اس خیال سے کہ شاید بیگناہ بھی پس نہ جائین مگر وہ قبضۂ اختیار سے نکلی وہ لوگ گھبرائے اور
سنگین مکانون مین گھسے اور جانور اپنے لوہے کی زنجیرون سے جکڑے اور عیال اطفال ستونون مین باندھے
اور لانگین باندھ خم ٹھوک کشتی کے لئے مستعد ہوے اور بعض نے اپنی عورتون کو ہودجہائے آہنی مین بٹھلا و شترون
پر چڑھا دیا مگر ہوا نے وہ داؤ پیچ کی ایک لنگیان اڑی ماریان مارین کہ مکان تو زمین سے اکھڑ گئے اور ہودج
اور اونٹنیان ٹڈی کی طرح اڑ گئین اور کشتی باز تو ہاتھ ملاتے ہی زمین سے آشنا ہو گئے کہ چت گرے اور جو لوگ
تہ خانون مین تھے انکو نکال کر ہوا نے زمین پر مارا سردار قوم ایک گڑھے مین مع بعض قوم کے پوشیدہ تھا چار
دن تک بچا رہا پانچوین دن حضرت ہود نے اسکو دعوت کی اسنے نہ مانی چھٹے دن اسی ہوا نے ایک دوسرے
سے ٹکرا دیا کہ مر گئے رئیس قوم باقی رہا ساتوین دن پھر حضرت ہود نے دعوت فرمائی اسنے قبول نہ کی
اسی جگہ ہوا نے دے پٹکا کہ خاک مین ملگیا اور حضرت ہود علیہ السلام مومنون کو ہمراہ لیکر کسی پہاڑ خواہ جزیرے
مین جا بیٹھے تھے اور خط محیط کھینچ لیا تھا کہ ہواے عذاب اندرون خط سرد و خوشگوار تھی اور بیرون خط آتش
پر شرار اور یہ سب احوال قوم کا حضرت ہود علیہ السلام اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے سبحان اللہ حکیم علی الاطلاق
کی تدبیر کوئی خالی حکمت سے نہین ہوتی دیکھو کیسے پہلوانون کے مقابلے مین ہوا جو ظاہر مین نہایت ضعیف
نظر آتی ہے قائم فرمائی کہ اسنے ایک جھونکے مین سب کو برباد کر دیا کما قال فاہلکوا بریح صرصر عاتیۃ یعنے
کھپائے گئے ٹھنڈی سناٹے کی ہوا سے ہاتھون سے نکلی جاتی حدیث شریف مین آیا ہے کہ مالک حقیقی نے
جہان مین ہوا کو نہین بھیجا مگر باندازہ اور کسی قطرۂ آب کو آسمان سے نازل نہین فرمایا الا بمقدار مگر یہ دو نر
طوفان نوح و عذاب قوم ہود کہ طوفان مین آب باران قبضۂ اختیار موکلین سے نکل گیا تھا اور عذاب قوم
عاد مین ہوا ید قدرت محافظین سے باہر جاتی رہی تھی اور یہ بھی صاف و روشن ہے کہ یہ شدت و زیادتی ہوا کی
آثار اتصالات فلکیہ سے نہ تھی والا قوم عاد پر خصوصیت نہ رکھتی بلکہ حضرت ہود علیہ السلام کے تابعین کو

کرتا تھا تین سو برس کامل اسی بلا مین مبتلا رہا جب وہ مرا تو شداد بادشاہ ہوا اور اُسنے بھی اس بت کی پرستش اختیار کی اور دونون نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت قبول نہ کی اور غلبہ انکا بعد ہلاکت قوم عاد ثانی کے واقع ہوا اور ہلاکت اُسکی اور اسکے لشکر کی آواز سخت سے تین سو برس بعد ہلاکت قوم عاد کے ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ غلبہ شداد بعد حضرت ہود علیہ السلام کے ہوا اُس عرصے مین کوئی پیغمبر نہ تھا اور بعضے جو حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین بیان کرتے ہین وہ غلط ہے القصہ شداد نے بہشت کی تعمیر شروع کی اول ایک سو آدمی معتمد علیہ معین کر کے اطراف عالم مین بھیجے اور انکو تاکید کردی کہ ہزار ہزار مزدور ہر ایک سردار اپنے ساتھ لیجائے اور معدن طلا و نقرے سے چاندی اور سونا لیکر اینٹین گنگا جمنی بنا کر بھیجین چنانچہ وہ لوگ اس کام مین بدل مصروف ہوئے اور بجا آوری حکم مین سرگرم جب سامان عمارت مہیا ہوگیا تو شداد نے کوہ عدن کے متصل ایک مکان مربع یعنے چوکھونٹا دس کوس کا لنبا اور دس کوس کا چوڑا بنانا شروع کیا کہ اول بنا اس مکان کی کھودکر نمک سلیمانی سے بھروادی اور گنگا جمنی اینٹون سے چار دیواری مقدار پانسو گز اُسوقت کے تعمیر کرائی کہ آفتاب کی روشنی مین آنکھ نہ ٹھہرتی تھی اور اسمین ہزار محل اور ہر محل مین ہزار ستون مرصع بزمرد و یواقیت اور ان محلون مین دریچے موزون رکھے اور نیچے اُسکے بار وش خوش اسلوب اور چمن مرغوب ایک خانہ باغ ترتیب دیا اور وسط شہر مین ایک نہر اسطرح جاری کی کہ پانی اسکا ہر ایک محل مین بے تکلف پہونچتا تھا ورا سے اسکے چند نہرین اور بھی جاری کرائین کسی مین آب شیرین و زیت قند کسی مین شراب ارغوانی کسی مین دودھ کسی مین شہد بھروادیا اور اُن نہرون کے سامنے سنگریزے یاقوتی و زجاجی چھڑکائے اور انکے کنارون پر انواع اقسام کے درخت لگائے کہ تنے انکے طلائی اور ٹہنیان زمردی اور پھول اور پھل یاقوتی اور جانور خوبصورت خوش الحان طرح طرح کے جواہرات کے بنوا کے درختون پر بٹھلائے اور در و دیوار جمیع مکانات کو مشک و زعفران و عنبر و گلاب سے کہگل کرائی اور گرد شہر کے ہزار مناوے طلائی قائم کرائے اور ان پر چوکیدار معین کیے کہ نوبت بنوبت اس شہر کی پاسبانی مین مصروف رہین اور دروازے شہر پہ چار میدان ترتیب دیے اور سائے کے واسطے درخت میوہ دار لگائے اور لاکھ لاکھ کرسیان طلائی اور نقرئی اُن میدانون مین رکھوادین بالجملہ جب اس طرح کا شہر بارہ برس مین مرتب اور آراستہ ہوگیا تو بحکم شداد تمام شہر مین فرش حریری و زر بفتی بچھایا گیا اور در و دکانون مین زرتاری پردے لٹکائے گئے اور ظروف طلائی و نقرئی و زمردی ہر ایک مکان مین بقدر ضرورت از قسم پیالے و پیالیان و آبخورے و تہنیبان بہ ترتیب موزون چن دیے گئے اور لڑکیان خوبصورت اور لڑکے امرد خوبرو جو اطراف عالم سے جمع ہوئے تھے بجائے حور و قصور و غلمان محلی بالطبع وہان چھوڑے گئے اور ہر ایک صنعت و حرفے و پیشے کے لوگ دوکانون مین بٹھلائے گئے اور مطابخ شہر مین طرح طرح کے کھانے اور قسم قسم کے حلوے تیار و مہیا ہوئے اس سے یہ مطلب تھا کہ تمام اہل شہر کو بطریق انوش سرکار شاہی سے طعام عنایت کیا جائے تفسیر عزیزی مین ہے کہ اس طرح کا شہر بارہ برس مین تعمیر ہوکر آراستہ ہوا تو شداد با تجمل تمام مع امرا و وزرائے عظام تخت بادشاہی پر بیٹھا

تعمیر بہشت شداد

یہ بدلی ہماری پانی برسانے والی ہے یہ حضرت نے اُسوقت فرمایا جب حضرت عائشہؓ نے کہا تھا یا رسول اللہ مین دیکھتی ہون لوگون کو جب بدلی دیکھتے ہین خوش ہوتے ہین اس امید سے کہ اسمین مینہ ہوگا اور مین آپ کو جب دیکھتی ہون تو مضطرب پاتی ہون سیچ ہے کہ نزدیکان را بیش بود حیرانی اخبار الدول مین ہے کہ بعد ہلا کی قوم کے حضرت ہود علیہ السلام مکے مین تشریف لائے اور بعد چند روز کے وفات پائی عمر ایک سو چالیس برس کی ہوئی قبر شریف مکے مین ہے اور معالم مین ہے کہ قبر مبارک مابین رکن و مقام زمزم واقع ہے اسی مقام مین نُنّو نبی اور بھی مدفون ہین و بروایت وہب ابن منبہ قبر جناب مابین صفا و مروہ کے ہے اور روضۃ الصفا مین ہے کہ قبر شریف مابین دار الندوہ و باب بنی سہم کے واقع ہے وبقول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضرموت مین ہے وبقولے جامع دمشق مین کہ بیت المقدس سے دس منزل ہے مگر صحیح روایت یہ ہے کہ مزار مبارک حضرموت مین ایک غار کے سامنے واقع ہے وہان تابوت شریف ایک تخت پر رکھا ہے اور لوح طلائی پر اسقدر عبارت کندہ ہے بسم اللہ العلی الاعلی انا ہود النبی رسول رب الارض والسماء الی الملاء من عاد فدعوتہم الی الایمان وخلع الاصنام والاوثان فعصونی فاہلکہم الریح العقیم فاصبحوا کالرمیم یعنے بنام خداے بزرگ شروع کرتا ہون کہ مین پیغمبر ہون ہود بھیجا ہوا پروردگار زمین و آسمان کا ایک جماعۃ بنی عاد پر سو مین نے انکو دعوت کی ایمان و ترک بت پرستی پر انھون نے نافرمانی کی تب ہلاک کیا انکو ہواے عقیم نے پس ہو گئے جسطرح ہڈی پُرانی **فائدہ** حکایت شداد و شدید دونون بادشاہون کی بھی متعلقات اس قصے سے تھی اسلیئے اس جگہ بیان اُسکا مناسب ہوا پس پوشیدہ نرہے کہ شداد و شدید بروایت اکثر اہل تاریخ اولاد عاد سے تھے کہ اکثر ربع مسکون انکے قبضۂ اختیار مین تھا اور صحیح یہ ہے کہ دونون بادشاہ تھے اور مشرق سے مغرب تک انکے حیطۂ اقتدار مین تھا اور انکے پاس لشکر و خزانہ بے انتہا تھا علی الخصوص شداد کو بعد فوت شدید ایسی قدرت حاصل ہوئی کہ چار سو سلطان صاحب فرمان اُسکے مطیع و فرمان بردار تھے بلکہ سلاطین روے زمین سے کسی کو اسکے مقابلے کی تاب وطاقت نہ تھی اسی سبب سے اُسنے دعوے خدائی کیا عالمون اور واعظون اور دانشمندون نے بہت نصیحت فرمائی مگر اُسنے خیال نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ اس سے زیادہ کون جاہ اور حشمت مجکو ملے گی جسکے واسطے مین خدا کی عبادت کرون میرے بھائی نے وہ نعمت چھوڑی ہے کہ اللہ کی عبادت مین بھی حاصل نہوتی ہر چند واعظون نے کہا کہ یہ دولت دنیا کی فانی ہے جو تجھکو حاصل ہے اگر اللہ کی عبادت کرے تو نعمت جاودانی حاصل ہو شداد نے کہا وہ کون نعمت ہے واعظون نے کہا بہشت کہ پیغمبرون نے اسکے اوصاف بیان کیے ہین شداد نے پوچھا اُسکا وصف بیان کرو واعظون نے اوصاف حمیدہ اسکے تفصیل بیان فرمائے شداد نے کہا کہ اس بہشت کی مجکو حاجت نہین ہے کیونکہ مین بھی اسکے مثل بنا سکتا ہون چنانچہ اُسنے بہشت بنائی اور اخبار الدول مین ہے کہ شداد برادر عاد تھا جب وہ مرا تو ملک و دولت نے اسکی طرف انتقال کیا اور سات سو برس اُسکی بادشاہت رہی اور حضرت ہود علیہ السلام اُسی پر برسالت دعوت مبعوث ہوے اور اسنے دعوت قبول نہ کی اور بعض مفسرین لکھتے ہین کہ شدید قوم عاد مین ایک بادشاہ تھا مین مین اُسنے ایک بت شیشے کا بنایا تھا اسکی پرستش

قصۂ شداد

اپنے اپنے گھرون کو بھاگ گے یہ لڑکا اپنی جرأت و بہادری سے ایک جانب کو کنارے لگ رہا کہ سواری بادشاہ کی آگئی یہ تماشائی رہا اور پھر ایک سوار و پیادے کو دیکھا کیا یہانتک کہ تمام لشکر کے لوگ نکل گئے سب کے پیچھے پیادے بادشاہی کہ جھوٹے بڑے اسباب و آدمی کی نگہبانی کو معین تھے نکلے ایک سپاہی نے ایک کاغذ پیچیدہ سرِ راہ افتادہ پایا اُسنے کھولا تو سرمہ نظر آیا اپنے ساتھیون سے کہنے لگا کہ اس کاغذ مین سرمہ ہے اور مجھکو ضعف بصارت مدت سے لاحق ہے اگر کہو تو لگا لون شاید نفع بخشے وہ بولے کہ بڑی چیز کا اعتبار کیا آنکھ کا مقدمہ بہت نازک ہے ایسی ویسی چیز کا لگانا نہین چاہیے الابعد امتحان سو اول کسی اور کے لگاؤ اگر اسکو ضرر نہ کرے تب مضائقہ نہین تم بھی لگا لینا اُسنے آگے پیچھے غور کیا تو سوائے اس طفل فطین کے کوئی شخص نظر نہ پڑا سو اسی کو بلا کہ کہا تیری آنکھ مین سرمہ لگا دین اسنے کہا اچھا کچھ مضائقہ نہین آنکھون کی زیبائش ہو جائیگی اُسنے خود کاغذ پیچیدہ ہاتھ مین لیکر انگشت شہادت سے سرمہ آنکھ مین کھینچا بمجرد استعمال خزانہ معمورۂ زمین بالکل ظاہر ہو گیا جس طرح تہ آب سے کوئی شے دکھائی پڑے اور نکل پڑے اُس طفل ہوشیار نے ازراہ عیاری اور فطانت اور زیرکی شور کیا کہ اے ظالمو تمنے میری آنکھ پھوڑی مین بادشاہ کے حضور مین فریاد کو جاتا ہون تمکو سزا دلواؤن گا سپاہیون نے دیکھا کہ یہ بات بہت بے موقع ہوئی وہ اُسی دم بھاگ گے اُسنے وہ کاغذ اپنے قبضۂ اختیار مین کیا اور اپنے گھر آیا چودھری سے کہنے لگا کہ یہ معاملہ پیش آیا ہے وہ خوش ہوا اور بیل و خر و اسپ و خچر اپنے سب تعینات کیے اور فرد فرد معتمد علیہ جو کہ سالہاے دراز سے رفیق و غمگسار تھے ہمراہ کیئے اور کہا یہ سب تیرے مطیع و فرمانبردار ہین انکو لیجا جہان کہین خزانہ نظر آوے کھود لا اُسنے ہر روز یہ وتیرہ کیا کہ وقت شب باہر جاتا اور روپیہ اشرفی گدھون بیلون پہ بھر لاتا حتے کہ اموال کثیر و بیشمار جمع ہوا اور اہل موضع کا چھوٹا بڑا تابعدار ہوا اول اُسی گانون کے زمیندار کو قتل کیا اور خود نمبردار بن بیٹھا رفتہ رفتہ یہ خبر حکام شاہی کو پہونچی وہ سب درپے انتقام ہوئے اُس چھوکرے نے بھی سپاہی نوکر رکھے اور بجمعیت کثیر مقابلے پر مستعد ہوا جب نوبت قتل اور قتال آئی تو حکام شاہی مغلوب ہوگئے اور اُسنے فتح پائی یہانتک کہ بادشاہ نے سفر آخرت کیا تب اُسنے خروج کیا اور سلطان ہو گیا پھر تو بغلبہ و قہر ربع مسکون کا مالک ہوا اور جمیع سلاطین روے زمین اسکے زیرنگین ہوے اور دعوی انا اللہ لا اللہ الا انا کرنے لگا اسی نے بہشت بنائی اور دیکھنے نہ پایا حسرت و افسوس دل مین لے گیا جیسا کیا تھا ویسا پایا معائنہ کتب تفاسیر سے واضح ہوتا ہے کہ بعد مرنے بادشاہ اور ہلاک لشکر و سپاہ وہ مکان جسکو ارم بولتے ہین نظرون سے غائب ہو گیا کہ نشان اسکا باقی نہین رہا مگر بعض کتب مین لکھا ہے کہ حوالی شہر عدن تابش و درخشندگی کچھ کچھ نظر پڑتی ہے اُسی کو لوگ کہتے ہین کہ یہ چمک دمک اُسی مکان کی ہے اور عبد اللہ ابن قلابہ بکسر القاف و فتح الباء الموحدہ مع الہاء المبدلہ وہ کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے ایک دن اس طرف وارد ہوے تو اونٹ انکا بھاگ گیا وہ تلاش مین دوڑے صحراے عدن مین سرگردان تھے یہانتک کہ پھرتے پھرتے قریب اُس مکان کے پہونچے جسکو شداد نے بنایا تھا سو بمجرد دیکھنے دیوار و در مکلل بیواقیت و جواہر بیہوش و از خود فراموش ہوگئے اور دل مین اندیشہ کیا

تجبر و تکبر سے اسکے دیکھنے کو روانہ ہوا اور راستے مین واعظون سے بطریق چہل و ٹھٹھول کہتا گیا کہ تم ایسے ہی بہشت کی تعریف و توصیف کر کے مجھکو تکلیف دیتے تھے کہ مین باین قدرت و ثروت سر تکبر اپنا غیر کے آگے خم کرون اور ذلیل ہون اب تم چلو اور میری قدرت کا تماشا دیکھو اور میری استغنا و بے نیازی کو بامعان نظر ملاحظہ کرو کہ جس مکان کے واسطے تمنے مجھے نصیحت کی تھی اُس سے بہتر مین نے مکان بنایا الغرض یہ مردود چلتے چلتے متصل شہر ارم کے پہونچا تو وہان کے لوگون نے باہر نکلکر استقبال کیا اور زر و سیم اور جواہرات نثار کیے اور تحائف وہان کے بطور نذر گذرانے بادشاہ کو اور بھی کبر و نخوت نے گھیرا اور اپنے خدا ہونے پر یقین کامل ہوا آخرکار اُس شہر کے دروازے پر آیا اور چاہتا تھا کہ اندرون شہر داخل ہو ایک قدم بیرون دروازہ تھا دوسرا اندرون دفعتہً آواز تند جانب آسمان سے ہوئی کہ تمام باشندے اُس شہر کے مر گئے اور بادشاہ اسی جگہ دروازے پر گر کر فی النار والسقر ہوا اور عذاب حسرت دیدار دل مین لیگیا واعظون نے شکر الٰہی ادا کیا اس مقام مین حضرت مولانا مقتدانا استاذ الاستاذ مولوی عبدالعزیز قدس سرہ العزیز تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین کہ بعض کتابون مین دیکھا گیا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام سے جناب کبریا نے پوچھا کہ تمکو قبض روح کسی مخلوق مین کبھی رقت نے بھی پکڑا ہے یا نہین عزرائیل علیہ السلام نے التماس کیا کہ یا الٰہی کبھی نہین مگر دو شخصون کے قبض روح مین مجکو رقت آئی ہے اگر تیرا حکم نہوتا تو ہرگز مین قبض روح نکرتا ارشاد ہوا کہ وہ دونون کون تھے اسنے عرض کیا کہ ایک تو لڑکا نو تولد تھا جو ہمراہ اپنی مان کے تختہ کشتی پر دریاے شور مین رہ گیا تھا اور مجھکو حکم ہوا کہ اسکی مان کی روح قبض کر اُسوقت مجھکو اُس بیچارے طفل نوزاد پر رونا آیا کہ یہ شخص تنہا بے یار و مددگار رہا جاتا ہے پرورش اسکی کون کرے گا دوسرا ایک بادشاہ قوم عاد کا تھا کہ اسنے نہایت آرزو سے ایک شہر بنایا اور وہ شہر اس شان کا تھا کہ تمام عالم مین اسکا نظیر و عدیل نہین تھا سو جب اسکو دیکھنے گیا اور دروازے شہر پر پہونچا اور ایک قدم اُسنے دروازے مین رکھا تھا کہ مجھے قبض روح کا حکم صادر ہوا اُسوقت بھی مجھکو اسکی حسرت دیدار پر خیال آیا اور نہایت رقت پیدا ہوئی کہ اسنے کس محنت و جانفشانی سے ایک مدت دراز مین ایسا شہر تعمیر کرایا اور تو نے دیکھنے کی فرصت نہ بخشی حضور خداوندی سے ارشاد ہوا کہ یہ بادشاہ وہی لڑکا تھا جسکو مین نے بے واسطے مادر و پدر کے پرورش کیا اور ایسی قوت و ثروت عطا فرمائی کہ بادشاہ با اقتدار ہوا مگر اُسنے میرا حکم نہ مانا تب اپنے جزاے اعمال کو پہونچا روایت ہے کہ وہ تختہ جسپر طفل نوزاد رہگیا تھا حرکت ہوا سے کنارے دریا کے پہونچا اس کنارے چند گازر اپنے کام مین مصروف تھے وہ یہ معاملہ دیکھکر بیٹے طفل نو تولد و والدہ مردہ معائنہ کر کے دریا مین گھسے اور تختہ کشتی باہر نکالا عورت کو تجہیز و تکفین کر کے دفن کر دیا لڑکا چودھری کی نذر کیا اُسنے خوبصورت و باجمال سمجھکر نہایت خوشی سے پرورش کیا اور اپنا متبنیٰ بنایا جب وہ سات برس کا ہوا تو آثار زیرکی و فطانت اسکے بشرے سے نمودار ہوے جو کوئی دیکھتا مانند تصویر حیران ہو جاتا ایک دن کھیلتا کودتا بیرون دہ یہ اور ہم عمرون کے ہمراہ چلا گیا دفعتہً غل ہوا کہ سواری سلطان وقت کی آتی ہے اور لشکر کی بھیر و بنگاہ نظر آئی اور کچھ سوار بھی دیکھ پڑے جملہ اطفال بخوف و خطر

بیان باعث رقت حضرت عزرائیل

بیان حقیقت شداد

ذات العماد بسبب طول قامت کے کہلاتے تھے حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ طول انکا مثل عماد اور مقاتل
سے روایت ہے کہ قصیر انکا بارہ گز کا ہوتا تھا اور لم یخلق مثلھا فی البلاد سے یہ مراد ہے کہ مثل اس قبیلے کے طول قامت اور
زور آوری مین پیدا نہین ہوا اور بعض محققین نے لکھا ہے کہ ذات العماد لقب اسوجہ سے ہوا کہ شداد ابن عاد نے
ایک شہر بلند ستونون کا ایسا بنایا تھا کہ دنیا مین بے مانند تھا اسی کے دیکھنے کو گیا تھا ایک رات دن کا فاصلہ باقی
تھا دیکھا تھا دروازے پر پہونچا تھا اور قدم راست دروازے مین بخوشی و خرمی رکھا تھا کہ خالق عالم نے جبریئل نازل
کیا کہ سلطان با فوج و حشم ہلاک ہوا و ہذا اصح واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

تفریح ششم در احوال حضرت صالح علیہ السلام

اہل تحقیق لکھتے ہین کہ نسب حضرت صالح کا پانچوین پشت مین حضرت نوح سے ملتا ہے یعنے صالح ابن عبید ابن عابر بن
ارم بن سام بن نوح علیہ السلام اور بعض مفسرین کے نزدیک اصح یہ ہے کہ صالح ابن عبید ابن آسف ابن [illegible] ابن حاذق
ابن ثمود ابن عابر ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام اور اس ترتیب مین آٹھ واسطے ہوتے ہین اور حضرت صالح قبیلہ
ثمود مین معدود ہوے جاتے ہین اخبار الدول مین ہے کہ مابین ثمود و صالح علیہ السلام کے سو برس کا فاصلہ واقع ہوا تھا
اور بعض روایات مین ارفخشد بن سام بھی داخل نسب ہین بالجملہ قبیلہ ثمود بعد ہلاک ہونے قوم عاد کے عرب مین منتشر ہوا
اور ثمود نام ایک چاہ کا ہے جو کہ زمین حجر مین واقع ہے یہ قبیلہ اسی کے نام سے مشہور ہوا ہے اور مسکن انکا مابین شام و حجاز
کے واقع تھا اور وہ دو شہر تھے ایک حجر کہ اتصال اسکا سرحد شام سے تھا مگر حجاز سے دوری طول [illegible] اسکا ستر
درجہ تیس دقیقہ تھا اب ویران افتادہ ہے دوسرا وادی القری کہ سرحد حجاز سے ملصق ہے طول و عرض [illegible] کا شہر کسے
دو چند ہے اور طول اسکا بہتر درجہ کا ہے اور مابین ان دونون شہرون کے سات سو دیہات و قصبات تھے اور سب پر
اس قوم کا قبضہ تھا سو عماید قوم نے بڑے بڑے قلعے ہر ایک قصبے مین بکمال استحکام سے بنا [illegible] اور دریا
کے نہونے سے کنوین کھود کر پانی نکالتے اور زراعت کرتے تھے اور چونکہ زمین سخت تھی پاس [illegible] دشواری
کنوین کھودتے تھے کہ اکثر مال اخراج عیون و احیاض و تعمیر مکانات اور اجرت سنگ تراشون مین صرف ہوتا تھا
کیونکہ وہ لوگ تعمیر مکانات مین ایسے مشغوف تھے کہ دور دور شہرون سے معمارون و مہندسون کو طلب کر کے عمارات
منقش و منبت بکمال لطافت و نفاست بنواتے تھے انھین کی شان مین وارد ہوا ہے و ثمود الذین جابوا الصخر بالواد
یعنے کیا معاملہ کیا ثمود سے جنھون نے تراشے پتھر وادی مین یعنے پہاڑ کو ید کر گھر بناتے تھے آخر کار اسی شوق مین
مورتین ترشوانے لگے اور پوجنے لگے اور خدا سے غافل ہوے اور مراتب تنزیہ یک قلم قلوب سے محو ہو گئے تب
اللہ تعالی نے حضرت صالح کو نبی کیا اور تاریخ مرآۃ الزمان مین ہے کہ قوم ثمود بقایاے قوم عاد سے تھی جسیم
قوی الجثہ انکے پاس ایک بت آہنی تھا اسمین ہر سال ایک شیطان گھس کر بولتا تھا اور باپ حضرت صالح کے
منع کرتے تھے اور بیجا جانتے تھے کہ اسکو کسی طرح توڑ دین ایک روز اس بت کے پیٹ سے آواز نکلی کہ اس کو

کہ اس شہر کی صورت بعینہا صورت بہشت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے شاید عالم خواب
مین مجھکو وہ مکان دکھلایا ہو جب دروازے شہر پر پہونچے اور اندر مکان کے داخل ہوے تو دیکھا کہ جملہ مکانات
اور اشجار اُس شہر کے مانند بہشت موعود کے ہین بولے ہذہ الجنۃ التی وعدہا المتقون لیکن کوئی شخص اُس شہر مین
نظر نہ آیا تب کچھ جواہر جو کہ صحن مکانات مین مفروش تھے اپنی چادر مین اٹھا لیے اور تنہائی کے سبب باہر شہر کے
آئے اور دمشق کی طرف روانہ ہوے تو شہر کے لوگون نے جواہرات دیکھکر یہ معلوم کیا کہ عبد اللہ نے کہین خزانہ پایا
ہے تب عبد اللہ سے پوچھنے لگے اسنے کہا مین اسکو بہشت شداد سے لایا ہون پھر قصہ انکا عوام مین مشہور ہوا رفتہ
رفتہ یہ خبر معاویہ بن ابی سفیان کو کہ اس عرصے مین حاکم شام تھے پہونچی معاویہ نے عبد اللہ کو طلب کرکے پوچھا کہ تو نے
یہ شہر خواب مین دیکھا ہے یا بیداری مین عبد اللہ نے کہا کہ مین نے بیداری مین دیکھا ہے اور علامات اس شہر کے میرے
ذہن مین بخوبی موجود ہین یعنے کوہ عدن سے اس طرف اسقدر فاصلہ پر ہے اور دوسری طرف فلان درخت ہے اور
طرف ثالث مین فلان چاہ اور یہ جواہرات کہ مین اٹھا لایا ہون میرے پاس موجود ہین معاویہ نہایت متعجب ہوے اور
جملہ کیفیت وہان کے مکانات کی پوچھی اور اپنی مجلس مین بٹھلا کر کعب احبار اور دیگر علماء عالی مقدار کو کہ اس زمانے
مین موجود تھے طلب کرکے کہا کہ دنیا مین ایسا بھی کوئی شہر ہے جسکی بنا سونے چاندی سے ہو اور اشجار اسکے مکلل
بجواہر اور صحنون مین جواہرات چھٹکے ہوے ہون علما نے عرض کیا کہ لاریب ایک شہر عالم مین اس طرح کا شداد
نے بنوایا تھا جسکا ذکر قرآن شریف مین موجود ہے کہ ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلہا فی البلاد اور اب یہ شہر
نظرون سے غائب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ ایک مرد میری امت سے اُس شہر مین
اونٹ اپنا تلاش کرتا ہوا پہونچے گا اور عجائبات اُس شہر کے مشاہدہ کریگا اور وہ شخص سرخ رنگ کوتاہ قد سبز چشم
ہوگا اور اُسکے چہرے پر خال اور گردن پر ایک علامت اور بھی ہوگی پس معاویہ نے عبد اللہ ابن قلابہ کو پھر دیکھا
تو علامات سے مطابق پایا اور کہا واللہ وہ مرد سرخ رنگ یہی ہے بالجملہ اوصاف اس شہر مین زیادہ اس سے بیان
کرنا فضول ہے کہ خود حضرت رب العزت جل شانہ باوجود احاطۂ علمی کے اُس شہر کے اوصاف مین اور اس کے
بانی کے حق مین ارشاد کرتا ہے الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلہا فی البلاد یعنے نہ
دیکھا کیا تیرے رب نے عاد سے وہ جو ارم تھی بڑے ستونون والی جو بنی نہین ویسی سارے شہرون مین
یعنے کس طرح ہلاک کیا انکو حالانکہ فرقۂ عاد بڑے زور آور اور طویل العمر تھے کہ بعضے مفسرین شداد کو نو سو برس کا
بیان کرتے ہین اور تین سو برس مین یہ شہر اسنے تعمیر کیا تھا معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ ارم مین اختلاف ہے سعید بن
مسیب فرماتے ہین ارم ذات العماد دمشق ہے اور عکرمہ بھی اسی کے قائل ہین اور قرطبی کے نزدیک اسکندریہ مراد
ہے اور مجاہد فرماتے ہین امۃ قدیمہ مراد ہے اور قتادہ و مقاتل کے نزدیک ارم ذات العماد ایک قبیلہ ہے عاد کا ان مین
بادشاہ تھا اور عاد اُس قبیلے کے باپ کا نام تھا کہ ارم بن عاد بن شیم بن سام بن نوح اور محمد بن اسحاق فرماتے ہین
کہ ارم جد ہے عاد کا یعنے عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح اور کلبی فرماتے ہین کہ ارم عاد اور ثمود کا جد ہے اور بعضے کہتے ہین

و نالہ وزاری کر چکے اور کچھ حاصل نہوا اب جو کچھ کہو مین اپنے خدا سے طلب کرون اور تمکو تماشا دکھلاؤن جندع ابن عمرو
کہ سردار قوم تھا اپنے لوگون سے بولا کہ اس قسم کی چیز طلب کرنا واجب ہے جسکا وجود محال ہو اور یہ شخص اس کے
اتیان مین عاجز رہے اور ہمارے ٹھاکرون کی آبرو و عزت بچے والا بڑی خفت وسبکی ہوگی سب نے ملکر کہا تو ہی
ہم مین مرد پختہ کار ہوشیار ہے کوئی چیز محال تجویز کرکے بیان کر جندع نے غور و تامل سے کہا کہ اس پشتۂ پہاڑ سے
جسکو ہماری اصطلاح مین کاثبہ کہتے ہین اور عیدگاہ کے برابر ہے حضرت صالح ایک ناقہ نکالین جس کی پیشانی
سیاہ اور تمام بدن سفید ہو اور بڑے بڑے بال رکھتی ہو اور حمل دہ ماہہ سے حاملہ ہو اور اس پشتہ کے برابر نظر
پڑے اور بعد خروج فی الفور اپنے قد کے برابر بچہ جنے حضرت صالح علیہ السلام نے سنکر فرمایا کہ اگر تمھاری فرمایش
کے مطابق مادہ شتر نکالون تو ایمان لاؤگے اور میری فرمان برداری کروگے سب لوگون نے کہا کہ اگر یہ
امر واقع ہو جائے تو ہم بیشک ایمان لادینگے پھر اس بات کا عہد و پیمان موکد و قول قرار مضبوط ہو گیا
اور حضرت صالحؑ اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر متصل پشتۂ پہاڑ کے تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز ادا کرکے
دعا فرمائی مومنون نے پس پشت سے آمین کہا اسوقت اکثر عمائد قوم ثمود مع فوج و حشم تماشائی ہوئے کہ دفعۃً
قدرت حق نے یہ تماشا دکھلایا کہ پشتہ پہاڑ سے آواز دروزہ شروع ہوئی اور وہ پھٹ گیا اور ناقۃ اللہ فرمایشی
کہ چار ہزار برس سے بنا بر معجزہ رسول خدا پیدا ہو رہی تھی نکلی اور فی الفور اسی جنگل مین چرنے چگنے لگی پھر
ایک ساعت کے بعد اسکو دروزہ ہوا اور بچہ پیدا ہوا کہ قد و قامت و صورت و وجاہت مین برابر نظر آتا تھا اور
بعد ایک ہی ساعت کے چشمہ آب و مرغزار بھی ظاہر ہوا کہ دونون اسمین چرنے لگے **فائدہ** اس معجزہ کی تخصیص
اس قوم کے ساتھ اسلیئے فرمائی گئی کہ انکو سنگ تراشی و مصوری مین دخل کامل تھا گویا اس اعجاز مین یہ اشارہ ہے
کہ تم لوگ پتھر سے عجیب و غریب تصویرین تراشتے ہو لیکن جان نہین ڈال سکتے اور ہم پتھر سے ایک جاندار ایسا
نکال سکتے ہین کہ تم حیران ہو اور یہ ارشارہ ہے کہ حق تعالی شانہ کی ہدایت پتھر کے قلوب بھی نرم کرسکتی ہے اور انمین
اوصاف روح پیدا کرسکتی اور وہ کام لے سکتی ہے جو روح سے علاقہ رکھتے ہین بالجملہ اس معجزے کا بڑا شور پڑا
اور قوم ثمود نے جانا کہ صالح علیہ السلام کے خدا کی بڑی قدرت ہے اب اسی کا ایمان لانا لازم ہے چنانچہ جندع
ابن عمرو مع چھ ہزار نفر تابعین کے مشرف بالایمان ہوا اور استغفار تقصیرات کرنے لگا لیکن اور عمائد شامت
نفس و شیطان مین گرفتار ہو کر اپنے تابعین سے کہنے لگے کہ یہ سحر کامل ہے ہرگز فریفتہ نہونا اور اپنا مذہب و ملت
نچھوڑنا یہی وقت امتحان ہے سو باوصف قول و قرار کے جمیع اشقیا رئیسون کے اغوا سے پھر گئے اور صالح علیہ السلام
کو جادوگر ٹھہرانے لگے تب حضرت صالحؑ نے کہا کہ تمنے خلاف عہد و پیمان کے عمل کیا ہے مضائقہ نہین مگر یہ
کہے رکھتا ہون کہ یہ دونون جانور تمھاری امن و امان کے باعث جب تک تم مین موجود رہینگے خیر ہے اور
جب تکلیف وہی سے چلے جائینگے عذاب آئیگا تمھارے حق مین بہتر ہے کہ ان دونون کو نہایت خاطرداری
سے رکھو اور کسی طرح کا رنج انکو نہ پہونچاؤ و ما علینا الا البلاغ چونکہ اونٹنی ازبس تو ہی ہیکل و بزرگ جثہ تھی

وجہ تخصیص معجزہ ناقہ بقوم صالح

مار ڈالو کہ میرا دشمن ہے چنانچہ جنید کا فردن نے انکو قتل کیا اور ایک گڑھے مین ڈلوادیا اندنون حضرت صالحؑ پیٹ
مین تھے جب پیدا ہوے اور بروایت ابن عباس چالیس برس کو پہونچے تو اللہ نے انکو نبی کیا اور اخبار الدول
مین لکھا ہے کہ قوم ثمود کے گھرون کا نشان پہاڑ پر موجود ہے مگر وہ گھر ہمارے گھرون کے برابر معلوم ہوتے ہین
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قد و قامت انکے مطابق ہمارے قد و قامت کے تھے نہ موافق عادیون کے مگر مخالفت
حکم خدا مین عادیون کے مانند تھے اور بت پرستی مین کامل تر سو اُن کی ہدایت کے واسطے حضرت صالحؑ
ابن عبید کہ نہایت حسین و جمیل و صالح و متقی تھے مبعوث ہوے اور ارشاد الٰہی ہوا کہ اس قوم کو عبادت
اصنام سے منع کرو اور میری عبادت کراؤ اور سمجھا دو کہ یہ سب نعمتین خدا ہی نے عنایت کی ہین اُسکا شکر کرو اور
سرکشی و غرور سے باز آؤ نہین تو بلاے سخت مین مبتلا ہو جاؤ گے چنانکہ حضرت صالحؑ نے دعوت قوم شروع فرمائی
کہ یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ ہو انشاکم من الارض واستعمرکم فیہا فاستغفروہ ثم توبوا الیہ ان ربی قریب مجیب
یعنے اے قوم میری بندگی کرو اللہ کی کوئی حاکم نہین تمھارا اسکے سوا اسنے بنایا تمکو زمین سے اور بسایا تمکو زمین
مین سو بخشواؤ گناہ اُس سے اور اسکی طرف رجوع کرو کہ میرا پروردگار نزدیک ہے قبول کرنے والا جب یہ گفتگو حضرت
صالحؑ نے فرمائی تو کہنے لگے اے صالح تجھپر ہمکو امید تھی اس سے پہلی کما جاء فی سورۃ ہود قالوا یا صالح قد کنت
فینا مرجوا قبل ہذا یعنے ہم تو یہ سمجھے تھے کہ تو ہونہار ہے اپنے آبا و اجداد کا نام روشن کریگا سو تو برعکس
انکے ہمکو منع کرتا ہے اس فعل سے جسکو بزرگ ہمارے کرتے تھے کما قال اللہ تعالیٰ اتنہانا ان نعبد ما یعبد آباؤنا
واننا لفی شک مما تدعوننا الیہ مریب یعنے تو منع کرتا ہے ہمکو انکی پرستش سے جنکو ہمارے باپ دادے پوجتے
تھے اور اسی سبب سے ہمکو شبہ ہے اُسمین جس طرف تو بلاتا ہے حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ مجھپر اللہ کی عنایت
و مہر ہوئی ہے سو مین اسکی بیجکمی نہین کر سکتا اور تم ڈرو اللہ سے کہ مین تمھارے پاس اُسکا پیغام لایا ہون
میرا کہنا مانو مین کچھ مزدوری تمسے نہین چاہتا ہون میری اُجرت اللہ پر ہے اور یہ باغ و چشمے و درخت اور کھیتیان
اور عمارات سب فانی ہونے والی چیزین ہین ان پر دل لگانا عبث ہے تب کہنے لگے کہ تجھپر کسی نے جادو کیا ہے
تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور اگر سچا پیغمبر ہے تو کچھ نشانی دکھلا حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ مین نشانی دکھلاتا ہون
اگر اُسپر بھی ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب مین پڑو گے تب بولے کہ مضائقہ نہین ایک دن سال مین عید کا اُس
قوم مین مقرر ہے اور اُس روز ہم لوگ باہر شہر کے جاتے ہین اور اپنے ٹھاکرون کو زر و زیور و لباس سے آراستہ
کرکے رکھتے ہین اور تمام سال کی حاجتین ایک مرتبہ مانگ لیتے ہین تم بھی ہمارے ساتھ چلو اور اپنے خدا
سے حاجت اپنی مانگو اسوقت دیکھینگے کہ تمکو کیا ملتا ہے پھر ہم نشانی طلب کرینگے بالجملہ وہ روز آیا اور شہر کے لوگ
بیرون شہر چلے حضرت صالحؑ بھی اُنکے ساتھ ہوے اور جو لوگ ایمان دار تھے وہ بھی حضرت صالحؑ کے ہمراہ گئے
یہانتک کہ عیدگاہ مین جلوہ فرما ہوے دیکھا کہ اصنام قوم بڑے تکلف سے تختون پر رکھے ہین انکے روبرو شہر
کے لوگ دست بستہ حاضر ہوے اور اپنی حاجت مانگنے لگے تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم تو گلوسوزی

عنیزہ سے قدار ابن سالف نے کہا کہ مجھسے نکاح کرے کہ بلاخوف وخطر بسر کرین اسنے کہا کہ ایک فرمایش میری بجا لاؤ
تو مین نکاح کرون یعنے اس اونٹنی کو جس سے قوم کے لوگون کو تکلیف ہے اور مویشی بھی رنج پاتے ہین مار ڈال
چنانچہ یہ مردود شہوت خبیثہ کی آرزو مین اس مہم کے سرانجام پر مستعد ہو گیا اور مصدع ابن داہر بھی صدوقہ
کے ایما سے آمادہ ہوا پھر ایکدن قدار ابن سالف کوچۂ نافذہ مین جسطرف سے وہ اونٹنی آتی جاتی تھی راستہ روک
کر گھات مین لگ رہا اور اپنے یارون کو مع مصدع ابن داہر بھی اسی کوچہ مین بٹھلایا کہ وہ پوشیدہ بیٹھ رہے جب اونٹنی
چراگاہ سے پھری اور اُس کوچۂ ناپاک مین داخل ہوئی تو اول مصدع ابن داہر نے ایک تیر اسکی پیشانی پر مارا اور اسکے
ساتھیون نے تلوارین میانون سے لین مگر اونٹنی باوصف مجروحی کسی کو اپنے نزدیک نہ آنے دیتی تھی آخر کار یہ
قدار مردود نے پیچھے سے آکر کونچون مین تلوار ماری کہ وہ زمین پر گر پڑی اور سب لوگون نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
اور اہل شہر نے راضی ہو کر گوشت اسکا باہم تقسیم کر لیا اور اس حال مین بچہ اونٹنی کا پیچھے تھا اسنے یہ حال دیکھا
اور بھاگ کر پشتہ دیوار کی پناہ مین جا بیٹھا یہ خبر حضرت صالح علیہ السلام کو ہوئی انھون نے نہایت افسوس
کیا اور باہر مکان کے تشریف لائے اور اہل شہر سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم لوگون نے بہت برا کیا اب عذاب
آویگا لیکن تدبیر بچاؤ کی یہی ہے کہ جسطرح ہو سکے میرے ساتھ چل کر منت وزاری بچہ ناقہ کو شہر مین لاؤ کہ
شاید اسکے سبب سے آفت نہ آوے مگر قدار وغیرہ کافرون نے اسکا خیال نہ کیا اس سبب سے کوئی ایک
بھی شہر کا آدمی ہمراہ نہ گیا صرف اہل ایمان آنجناب کے ہمراہ گئے جب پشتۂ پہاڑ سے مقابل ہوے تو بچۂ ناقہ سنے
حضرت صالح علیہ السلام کو دیکھا اور تین مرتبہ چلایا اسی وقت پہاڑ کا پشتہ پھٹا اسمین جا بیٹھا ناچار حضرت صالح
علیہ السلام واپس تشریف لائے اور اہل شہر سے فرمایا کہ تین آوازین بچہ ناقہ نے کی ہین اسکی تعبیر یہ ہے کہ تین دن کی
تمکو مہلت ہے عذاب سے پھر عذاب شروع ہوگا کما قال اللہ تعالی تمتعوا فی دارکم ثلثۃ ایام ذلک وعد غیر مکذوب یعنے رہو
اپنے گھرون مین تین دن یہ وعدہ سخت ہے بالجملہ واقعہ عقر ناقہ سولھوین ربیع الثانی یوم چہار شنبہ آخر وقت واقع ہوا اور
روز پنجشنبہ علی الصباح ہر ایک کافر کا چہرہ زرد تھا سب جانا کہ جو کچھ صالح علیہ السلام نے کہا ہے کہ پہلے دن
منھ زرد ہوگا دوسرے دن سرخ تیسرے دن سیاہ سو سچ معلوم ہوتا ہے یہ امر واقع ہونے والا ہے مگر قوت غضبیہ نے
قوت عقلیہ کو معزول کر دیا کہ قدار ابن سالف اور آٹھ نفر یعنے دعمی زعیم ہرمی ہریم داب صواب زباب
مصدع باہم قسمیہ ہوے کہ قبل آن نے روز سوم کے حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کرنا لازم ہے چنانچہ رات کے
وقت وہ سب ملکر حضرت صالح کے مارنے کو چلے اسوقت آنجناب اپنی مسجد مین تشریف رکھتے تھے وہان ایک
درخت تھا اسنے کہا کہ ای صالح قدار ابن سالف مع آٹھ نفر مفسدین تمھارے قتل کو آتا ہے خبردار ہو اور اپنے
گھر جاؤ اور دروازہ بند کر کے سو رہو یہ خبر سنکر حضرت صالح اپنے دولتخانہ مین آئے اور دروازہ بند کر کے سو رہے
بعد اسکے قدار وغیرہ مسجد مین آئے تو حضرت صالح نہ ملے تب گھر پر آئے اور چاہا دروازہ توڑین اسی وقت فرشتون
نے بحکم خدا اُن کافرون کو اپنے پرون سے مارا کہ سب کے سب اندھے ہو گئے اور حیران و پریشان گرتے

اس سبب سے کل جانور اہلی و وحشی اسکو دیکھکر بھاگتے تھے نہ چارہ کھا سکتے تھے نہ پانی پی سکتے تھے کیونکہ اونٹنی کھلی
ہوئی بچہ سمیت پھرا کرتی تھی جس چشمہ یا تالاب پر پانی پینے کو جاتی سب جانور الگ ہوجاتے اور وہ سب پانی پی
جاتی اور جس جنگل مین چرنے کو متوجہ ہوتی تمام جانور بھاگتے اور وہ سب گھاس پھوس چر لیتی اور جب شام کو شہر مین
آتی تو شہر کے لوگ اپنے اپنے باسن دودھ سے بھر لیتے ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہین کہ مین شہر حجر مین گیا تو مین نے
دیکھا کہ اکثر آدمی نشستگاہ ناقہ کی زیارت کرتے ہین سو مین نے وہ مقام اپنے ہاتھ سے ناپا ساٹھ گز
ہوا اور بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ طول اسکا سو سو گز کا تھا اور ایسی بڑی تھی کہ ایک پہلو سے دوسرے
پہلو تک ایک سو بیس گز ہوتا تھا **فائدہ** ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس قسم کا معجزہ
بھی ظاہر ہوا ہے کہ ایک مرتبہ آنجناب نے دعا فرمائی تو کوہان شتر سے ایک درخت خرمے کا نکلا اور فوراً پھل
لایا حاضرین معاملہ نے اسکے پھل کھائے پھر جس شخص کا ایمان علم الٰہی مین مقرر تھا اسکو وہ خرمے شیرین معلوم
ہوے اور جسکی قسمت مین کفر تھا اسکے منہ مین تھیر ہو گئے القصہ ناقہ صالح مع اپنے بچے کے جب ایک مدت دراز تک
قوم ثمود مین رہی تو انکے مویشیون کو چارہ پانی کی تکلیف ہونے لگی اور ارباب مویشی عاجز ہو کر حضرت صالحؑ
سے نالشی ہوے اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اس قوم مین سات گروہ تھے انکے پانی پینے کا کنوان ایک
ہی تھا سو ایک روز اونٹنی نے تمام پانی کنوین کا پی لیا تب اہل قوم فریادی ہوے تو حضرت صالحؑ نے
فرمایا ہذہ ناقۃ لہا شرب ولکم شرب یوم معلوم یعنے یہ اونٹنی ہے اسکو پانی پینے کی ایک باری اور
تمکو باری ایک دن کی مقرر آخر یہ بات قرار پائی کہ ایک روز ناقہ پانی پر جائے اور ایک روز قوم کے مویشی
جایا کرین اور ایکدن یہ چارہ کو جایا کرے دوسرے دن اور دن کے مویشی جایا کرین مگر یہ شرط ٹھہری کہ اسکو کوئی
شخص بری طرح نہ چھیڑے کما قال اللہ تعالیٰ لاتمسوہا بسوء فیأخذکم عذاب یوم عظیم یعنے نہ چھیڑو تم اسکو بری طرح
کہ پکڑے تمکو آفت بڑے دن کی چنانچہ ایک مدت تک یہ تقسیم جاری رہی اور بعض کہتے ہین جب سو برس
گذرے تو وہ لوگ جنکو مویشی کا شوق تھا اور انکی پرورش مین ذوق رکھتے تھے اس تقسیم سے ناراض ہوے
اور بدل چاہنے لگے کہ اس ناقے کو کسی حیلہ و فریب سے نکالین تاکہ ہمارے مویشی بفراغ خاطر رہین مگر نقض عہد و تخالف
قول و قرار سے کنارہ کرتے تھے اس عرصہ مین ایک نوجوان بانکا شوریدہ پشت کوتہ اندیش شوخ زبان مادر آزار
پدر بیزار قدار ابن سالف نام ظاہر ہوا اور اسکو ایک عورت مسماۃ عنیزہ سے کہ حسن و جمال ظاہری
اور غنج و دلال فہمگی و فاحشگی مین ضرب المثل اور ظرافت طبع اور نزاکت وضع مین عدیم البدل تھی تعشق پیدا
ہوا کہ یہ مردود مع مصدع ابن دہر برادر عم زاد یا ہمشیرہ زادے اپنے کے اسکے گھر جایا کرتا تھا اور سات نفر اور
ہم وضع اسکے ہمراہ جاتے تھے اور شراب پیکر حظوظ نفسانیہ مین مشغول رہتے تھے یعنے قدار ابن سالف اس
قحبہ سے ملتفت رہتا تھا اور ساتھی اسکے لونڈیون سے اور ایک روایت ہے کہ دو عورتین اس قسم کی تھین ایک
عنیزہ دوسری صدوقہ کہ مصدع ابن دہر کی آشنا تھی اور یہ دونون صاحبۂ مویشی تھین الغرض ایک روز

معجزہ خاتم المرسلین

بودن قوم صالح ...

۱

جس سے کانون کے پردے پھٹ جائین اور ہر ایک شخص کی روح بدن سے مفارقت کر جائے اور گھر سے گھر سے تہ خانون مین گھسجائے سوائے آواز غضب حق کے اور کوئی آواز نہین حضرت استاذ الاستاذ قدس سرہ العزیز اس اپنی تفسیر مین فرماتے ہین کہ یہ حادثہ حاقہ تھا نہ ابتلاء الاجامع دمانع نہوتا اور کفر و ایمان مین تمیز نہوتی دونوں پر دوران کرتا اور متصل عذاب برزخ سے نہوتا اور بر ظاہر ہے کہ سوا ے اس فرقہ کے اور کسی کو اذیت نہین پہونچی اور جو مومن تھے صاف بچ رہے اور حادثہ حاقہ اسی کا نام ہے کہ حق کو باطل سے جدا کرے کہ ہر گز التباس باقی نہ رہے **فائدہ** حقیقت یہ ہو کہ جب شہوت و غضب غالب ہوتے ہین تو حکم شرع و عقل دونون خیال سے نکلجاتے ہین چنانچہ اس قصہ سے ظاہر ہے کہ قدار ابن سالف کو اس شہوت و غضب نے برخلاف مقتضاے عقل و شرع ناقۃ اللہ کے پے کرنے پر کس بے صرفگی و جرأت سے کھڑا کیا حالانکہ زبان صالح علیہ السلام سے حکم خدا بخوبی دریافت کر چکے تھے یعنے حضرت نے کئی بار کہدیا تھا کہ یہ ناقہ خدا ہے اسکو چھوڑ دو جہان چاہے چرے اور جس تالاب مین چاہے پانی پیے اس سے تعرض نہ کرو اور عقل کی بات یہ ہے کہ دہانین و زمیندار بھی بعقل ناقص جانتے ہین کہ جانور زور آور و قوی الجثہ کو جاری پانی سے روکنا بہتر نہین اور یہ تو خدا کا جانور ہو اس سے کون زیادہ قوی ہوگا پھر اسکو رنج دینا برخلاف عقل ہو اور اس بات مین مغلوب الشہوۃ ہونا نہایت سفاہت ہے اور طرفہ تر یہ کہ یہ بھی قول قرار ہو گیا ہے کہ ایک دن تمھارے جانور پانی پیین اور ایک دن یہ باانیہمہ نقض عہد کرتے ہو کہ یہ بات تمامی ملل و شرایع مین حرام و ممنوع ہے لیکن باوصف اس فہمایش کے اُن نابکارون نے کچھ بھی نہ خیال کیا اور ناقۃ اللہ کو پے کر ڈالا چنانچہ ارشاد ہوا اذ انبعث اشقٰہا فقال لہم رسول اللہ ناقۃ اللہ و سقیاہا فکذبوہ فعقروہا فدمدم علیہم ربہم بذنبہم فسوٰہا ولا یخاف عقبٰہا یعنے جب اُٹھا بدتر فرقہ ثمود کا پھر کہا انکو اللہ کے رسول نے خبردار رہو اللہ کی اونٹنی ہو اور اُسکے پینے کی باری ہے پھر انھون نے اسکو جھٹلایا اور کاٹ ڈالا پھر اُلٹ مارا اُنپر انکے رب نے انکے گناہ سے پھر برابر کر دیا اور وہ نہین ڈرتا کہ پیچھا کرینگے خلاصہ یہ کہ جیسا انھون نے اونٹنی کو الٹ مارا تھا اسی طرح اللہ نے انکو الٹ مارا اسواسطے اللہ نے قوت شہویہ و غضبیہ اسواسطے دی تھی کہ انکو عقل و شرع کے تابع کرین سو اُن لوگون نے برعکس کیا یعنے شرع کو تابع عقل اور عقل کو تابع شہوت و غضب کیا گویا حکمت ترتیب کو باطل کر کر اسکی ضد کیا جس طرح کوئی شخص اپنے غلام کو تلوار دے کہ ہمارے دشمن کو مارو وہ اُسی کے بیٹون کو مارے اسجگہہ اگر کوئی شبہہ کرے کہ یہ حرکت قدار ابن سالف اور اُسکے یارون نے کی تھی تمام فرقہ ثمود کیون برباد کیا گیا تو رفع اسکا یون ہوتا ہے کہ اس حرکت مین تمام قوم کی صلاح تھی اور سب راضی تھے چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہین فنادوا صاحبہم فتعاطی فعقر یعنے پھر پکارا اپنے رفیق کو پھر ہاتھ چلایا اور کاٹا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ سب لوگون نے بعد عقر ناقہ گوشت باہم تقسیم کر لیا حدیث شریف مین وارد ہے کہ جب کوئی گناہ زمین پر صادر ہوتا ہے تو جو کوئی شخص اُس مجلس مین حاضر ہو اور دل سے بیزار و کارہ ہے وہ شخص ایسا ہے جیسے دور رہنے کی راہ پر اور جو شخص اس مجلس مین نہین ہو اور بدل راضی ہو

(حاشیہ: نفع شہوت و غضب)

پڑتے بے تحاشا بھاگے کہ اس حال مین کسی کا سوپوار مین آنکہ کر پھٹ گیا اور کوئی چاہ غضب مین گر کر مر گیا دوسرے دن جمعہ کو جب اہل شہر خواب غفلت سے چونکے تو چہرے اُنکے سرخ تھے اور قدار ابن سالف وغیرہ نو شخصون کا نشان نہ تھا سو انکے ورثہ تلاش کو نکلے یہانتک کہ حضرت صالحؑ کے گھر پر آئے اور سب کو سر شکستہ لت خوردہ مردہ پایا یہ حال عمائد قوم سے بیان کیا وہ لوگ مع جمیع اہل شہر بلوے کر کر حضرت صالحؑ کے گھر پر چڑھ آئے اور کہنے لگے کہ اونٹنی کے بدلے تمنے ہمارے نو آدمی رات کے وقت مار ڈالے ہین اب ہم تمکو اور تمہارے گھر والون کو مار ڈالینگے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ مین کسی کے گھر نہین گیا اور نہ مین نے کسی کو دیکھا اور نہ کسی پر ہاتھ چلایا غالب یہ ہے کہ یہ چند مفسد وقت شب میرے گھر پر چڑھ آئے اور ارادہ بد رکھتے تھے حافظ عالم نے میری حفاظت کے واسطے غیب سے انکو سزا دی سو اللہ کیطرف سے انکو پہونچا ہے جو کچھ دیکھتے ہو وہ سب اس عمل بد کا ہے۔ مین تھے کہ رئیس قوم جندع ابن عمرو کہ مع اپنے توابع کے ایمان لایا تھا وہ حضرت صالح علیہ السلام کی مدد کو آیا اور مستعد بجنگ ہوا آخر کار صلح اس بات پر ٹھہری کہ حضرت صالحؑ اس شہر سے نکلجاوین آنجناب نے یہ بات مغتنمات سے سمجھی اور مع جندع ابن عمرو وغیرہ توابع ولواحق از روے شمار چار ہزار نفر تھے اس شہر سے نکل گئے اور اہل قوم خواب غفلت مین آسایش سوئے صبح کو تیسرا روز موعود شنبہ نمودار ہوا اور سب لوگون کے منھ سیاہ ہوگئے تب تو تشویش مین پڑے اور قلعے وحویلیان مضبوط وسنگین خالی کرائین اور یہ مشورہ کیا کہ اگر عذاب خدا آسمان سے آوے جسطرح پانی برسے یا اولے پڑین خواہ زمین سے آوے جیسے زلزلہ آوے یا زمین اُلٹے دونون حال مین انھین مکانون مین گھسینگے کہ انھین نہ زلزلہ اثر کریگا نہ پانی وژالہ الحاصل شنبہ کا دن گذرا اور جو رات آئی وہ بھی کٹ گئی صبح کو یکشنبہ کے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مابین ارض وسما بصورت ہولناک تشریف لاکر ایک آواز مہیب وتند اس طرح کی فرمائی کہ بڑے بڑے پہاڑ ہلنے لگے اور ہواے تیز وتند چلنے لگی اور تمام اہل شہر انھین مکانون مین گھسے اور حضرت جبرئیلؑ نے دوسری بار آواز فرمائی کہ ہر ایک کافر کا سر زانو پر جھکا اور سب کے پتے پھٹ گئے یہانتک کہ اس فرقۂ ملعونہ کا کوئی شخص باقی نہ رہا کما قال اللہ تعالی واما ثمود فاہلکوا بالطاغیۃ فہل تری لہم من باقیۃ یعنے فرقۂ ثمود کھپائے گئے بھونچال سے پھر تو دیکھتا ہے کوئی بچ رہا حکمت اس آواز مین یہ ہوئی کہ یہ لوگ انکار وتکذیب پیغمبر برحق مین سگ دیوانہ کا حکم رکھتے تھے کہ ناقۂ خدا کو مار کر حضرت صالحؑ کے قتل پر مستعد ہوے اور گوشت اسکا کتون کی طرح کاٹ کاٹ کر کھا گئے اور ہڈیان اسکی توڑ ڈالین اور اُسکے نالہ وفغان پر ہرگز رقت نہ کی اور اسکے بچہ کو ایسا ڈرایا کہ وہ بھاگ کر نشیۂ پہاڑ سے چھپا اور تین آوازین کر کر غائب ہوگیا سو حکمت الہی نے یہ تقاضا کیا کہ ان کتون کو اس طرح کی آواز سے عذاب کرنا چاہیے جو انکے مناسب حال پڑے لہذا حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ مابین آسمان وزمین کھڑے ہو کر آواز کرو کہ اُسی آواز سے ہلاک ہون اگرچہ آواز تند ونہیب جسطرح شیر کا ڈہکنا اور رعد کا گرجنا اور بڑی بڑی توپون کا چھوٹنا موجب استرخاء مفاصل واعصاب ہوتی ہے اور عمارات واشجار اور حمل عورات کو گرا دیتی ہے اور بعض اوقات آدمی کو ہلاک بھی کر دیتی ہے لیکن اسکی آواز

عوج مین اقامت فرمائی جب آنجناب کی وفات ہوئی تو مسجد جامع مین دفن کیے گئے و بروایتے بعضے حرم شریف مین جلوہ فرما ہوے درمابین صفا و مروہ خواہ حجر مین دفن ہوے عمر حضرت صالح علیہ السلام کی حسب روایت کعب احبار دوسو اٹھارہ برس کی ہوئی اور بروایت صحیحہ دوسو اسی برس کی معلوم ہوتی ہے اور بعضے اہل سیر دوسو پچاسی برس کی لکھتے ہین اور بعضے صرف دوسو برس کی قرار دیتے ہین اور اخبار الدول مین ہے کہ ہمگی بیس برس حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم مین رہے ہین اور بروز یکشنبہ قوم سے نکلکر بجانب رملہ کہ متعلقات فلسطین سے ہی تشریف لیگئے اور وہین وفات پائی حدیث شریف مین وارد ہے کہ بروز قیامت حضرت صالح پیغمبر ناقہ پر سوار اُٹھائے جاوینگے **فائدہ** مسند امام احمد وغیرہ مین وارد ہی کہ حضرت رسول الثقلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی مرتضی اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ سے کہ تمکو معلوم ہی بدبخت ترین امت پیشین کا اور زشت ترین اس امت کا کون ہے عرض کیا کہ اللہ و رسولہ اعلم فرمایا کہ بدبخت ترین اگلی امتون کا مرد سُرخ رنگ قدار ابن سالف تھا جسنے ناقۃ اللہ کو پی کیا یعنے اسکے کونچے کاٹے اور اس امت مین وہ شخص ہوگا جو کہ تیری محاسن کو خون آلودہ کریگا سو بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ ابن ملجم خارجی نے جناب ولایت مآب کو شہید کیا ہے حال مفصل اس مقام کا جناب امیر المومنین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کے حال مین لکھا جائیگا معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ جب حضرت صالح علیہ السلام کی وفات ہوئی تو مومنون نے جلاء ابن سوید اکو وبروایتے جلیبا ابن جلاس کو امیر کیا اور سنحاریب ابن سوادہ کو وزیر قرار دیا اور سب نے ملکر ایک محل کنوین پر بنایا اور اسی مقام پر مقیم ہوے تو اولاد کی کثرت ہوئی مگر جو پیدا ہوا بدکار و ناشکر گذار و بت پرست نابکار ہوا اور افعال بد مثل مساحقہ زنان و اتیان بہائم و لواطت و زنا ان لوگون نے اختیار کیے تب اللہ جل شانہ نے حنظلہ ابن صفوان حمال قوم کو انپر نبی کیا کہ انھون نے دعوت شروع فرمائی اس قوم ناپاک نے حضرت حنظلہ کو بازار مین قتل کیا اس جرم مین خداوند منتقم نے تمام قوم کو ہلاک فرمایا اور چاہ کو معطل و خراب کر دیا اسی قوم کا خطاب اصحاب الرّس ہی اور وہب ابن منبہ کے نزدیک اصحاب الرس قوم شعیب علیہ السلام کا خطاب ہے اور مقاتل و سدی کے نزدیک اصحاب الرس وہ ہین جنھون نے حبیب نجار کو قتل کیا ہی اسکا ذکر سورۂ یونس مین ہی صحیح یہ ہی کہ بقیۂ قوم ثمود و قوم صالح علیہ السلام سے تھے کذا فی المعالم اور بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ قوم رس حضرت حنظلہ علیہ السلام کی زندگی مین ہلاک ہوئی ہے یعنے انکی دعا سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کو فلک انکا جسمین وہ رہتے تھے الٹ دیا ہی کہ سب آدمی اس صدمہ سے نیست و نابود ہو گئے مگر کتب معتمدہ تفاسیر سے صاف واضح ہے کہ بعد وفات حضرت حنظلہ کے انکی قوم پر عذاب نازل ہوا ہے اور اسی کا اشارہ کلام آلہی مین ہی فکاین من قریۃ اہلکناہا وہی خاویۃ علی عروشہا و بئر معطلۃ و قصر مشید یعنے کئی بستیان ہم نے ہلاک کی ہین اور وہ گنہگار تھے سو وہ ڈھے پڑے ہین اپنی چھتون پر اور کئی کنوین نکمے پڑے ہین اور کئی محل گچ گیری کے خراب ہین ذکر حضرت صالح کا سورۂ ہود و شعرا و نمل و اعراف و قمر مین ہے

حال ابن ملجم ملعون

حضرت صالح حنظلہ بن صفوان بعد حضرت صالح برسالت مبعوث شد

وہ شخص ایسا ہے جیسے اس گناہ مین شریک ہو **فائدہ** اللہ جل شانہٗ نے اس کریمہ مین نام حضرت صالحؑ کا
نہین لیا اسلیے کہ معلوم ہو کہ یہ فرمانا حضرت صالحؑ کا خدا ہی کا فرمانا تھا اور تخویف اور تنذیر انکی خدا ہی کی تخویف
اور تحذیر تھی کیونکہ رسول حکم مرسل مین ہوتا ہی اور زبان اسکی عین زبان بھیجنے والیکی ہے القصہ بعد اس واقعہ
کے حضرت صالحؑ نے مومنون سے فرمایا کہ یہ شہر غضب الٰہی کے نازل ہونے کی جگہ ہے یہان رہنا مناسب
نہین اب اسکو چھوڑو اور مکہ معظمہ مین چلکر رہو چنانچہ سب لوگ حضرت صالحؑ کے ساتھ وہین گئے اللھم ارزقنا
اتباع نبینا محمد صلعم حدیث شریف مین ہو کہ حضرت صلعم سفر تبوک مین شہر حجر پر گذرے تو یارون سے فرمایا کہ اس
شہر مین نہ جاؤ اور یہان کا پانی نہ پیو اور اس گروہ معذب پر نہ گذرو مگر روتے وڈرتے ہوے کیونکہ ارواح اشقیا
پر اس شہر مین عذاب ہوتا ہی اور جس جگہ تعذیب وقہر الٰہی ظاہر ہو اُس مقام سے دور رہنا بہتر ہے اور یہی حدیث
شریف مین وارد ہے کہ فرقہ ثمود کے کافرون سے کوئی شخص باقی نہ رہا مگر ایک شخص ابو رغال کہ وہ کسی تقریب سے
حرم شریف مین گیا تھا سو وہ بھی جب تک حرم مین رہا عذاب سے بچا جب کہ حرم سے طائف کو چلا راہ مین
وہی عذاب پہونچا جو فرقہ ثمود پر پہونچا تھا کہ ہلاک ہو گیا چنانچہ حضرت صلعم جب مُہم طائف مین جبرا پر پہونچے
تو وہان ابو رغال کی قبر تھی اور اسکو ہر شخص پتھرون سے مارتا تھا یہ احوال دیکھکر حضرت رحمۃ للعالمین سید المرسلین
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے یارون سے ارشاد فرمایا کہ جانتے ہو کہ یہ قبر کس آدمی کی ہی اصحاب
نے التماس کیا یا رسول اللہ ہم نہین جانتے فرمایا کہ یہ قبر ابو رغال پدر قبیلہ ثقیف کی ہے اور میرے
صدق کلام پر دلیل یہ ہے کہ اس مقبور کے پاس ایک چھُری سونے کی تھی سو وہ بھی قبر مین موجود ہے یاران رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر اسکی کھود دی اور چھُری نکالی اور بدستور بند کر دی روایت ہے کہ آواز ناقہ اُس کوہستان
مین نہایت زور وشور سے آتی ہے اور جب قافلہ حجاج وہان سے گذرتا ہے تو اہل قوافل توپین وبندوقین سر
کرتے ہین اور بعضے نقارے بجاتے ہین اور شور وغوغا مچاتے ہین وہان کے لوگ کہتے ہین کہ اگر ایسا نہ
کرین تو قافلے کے اونٹ آواز ناقۂ صالح علیہ السلام سے ہلاک ہو جاوین کذا ذکرہ خواجہ عبد الکریم فی نادر نامہ
راست دروغ برگردن راوی صاحب مواہب علیہ نے تفسیر سورۂ صاد مین لکھا ہے کہ تکذیب حضرت صالح
علے نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انکی قوم نے دعوت ثانیہ مین کی تھی اسلیے کہ اول مرتبہ جب حضرت صالح
علیہ السلام نے دعوت فرمائی تو سب لوگ ایمان لائے تھے اور جب وفات ان کی ہوئی تو سب مرتد ہو گئے
حق سبحانہ تعالیٰ نے پھر حضرت صالح علیہ السلام کو زندہ کیا اور اُسی قوم کا پیغمبر قرار دیا مگر کسی نے نہ پہچانا اور
تکذیب کرکے معجزے طلب کرنے لگے کہ اخراج ناقۃ اللہ ایک معجزۂ عظیم الشان ظاہر ہوا اُسپر بعض لوگ اس قوم
کے ایمان لائے اور اکثر قوم نے تکذیب کیا اور بسبب پے کرنے ناقہ کے ہلاک ہوے بالجملہ بعد اس واقعہ کے
حضرت صالح علیہ السلام چار ہزار آدمی مسلمان اپنے ہمراہ لیکر ممالک یمن مین تشریف فرما ہوے اور بعض منازل
یمن مین وفات پائی اس مقام کا نام حضرموت ہوا اور بعض روایات مین ہے کہ جانب شام تشریف لیگئے اور شہرستان

اور ابتک علم پر نور ساحت ظہور مین قائم نہین کیا ہو تب نمرود نے مطمئن ہوکر منادی کرائی کہ اب کوئی مرد گرد عورت سے کے
نہ جانے اور کوئی عورت قریب مرد کے نہ بیٹھے اور دس دس نفر ایک ایک مرد و عورت پر معین کیے کہ خبرداری
مین مصروف رہین اب کارخانہ الٰہی دیکھنا چاہیے کہ آزر پدر ابراہیم علیہ السلام کو کہ مقربان بارگاہ
سلطانی و متعمدان خاص درگاہ ظل سبحانی سے تھا ایک رات بین مسماۃ مقالی بنت نمر اپنی اہلیہ سے ہم بستر ہوا
سُو کلان شاہی سے کوئی بھی خبر نہوا وہ حامل و باردار ہوئی اور امیدوار سپہر نجستہ اختر علامہ اسدی کہ اکابر علماء
تفسیر مین ہین فرماتے ہین کہ بعد تاویل و تعبیر رد بلے صادقہ نمرود مردود اپنا لشکر بہزمیت پیکر لیکر بیرون شہر مسافر
ہوا اور یہ ندا ہوئی کہ جملہ رجال باہر شہر کے رہین اور طائفہ نساء اندرون اور یہ تاکید ہوئی کہ زنہار کسی کی عورت مرد
سے نہ ملے اور کوئی لشکر سے نہ ملے مگر اس تدبیر مین تحریر کاتب تقدیر سے غافل تھا اور باوصف دانائی قضا ے
ازلی سے محض عاطل رہا ایک مدت اسی حماقت مین گذرانی کہ وہ ساعت مسعود ظہور مولود کی آئی اور بمقتضاے
اذا اراد اللہ شیئاً ہیأ لہ اسبابہ دفعتہً نمرود کو ایک کار ضروری اور مقصد لابدی شہر مین درپیش آیا اور بھیجنا کسی عاقل و
ہوشیار کا اندرون شہر واجب و لازم ہوا آزر پدر ابراہیم خواص بادشاہی و مہبط اسرار واہی تھا طلب ہوا اور اس
سے فہمایش کی گئی کہ ہم تجھکو بلحاظ اعتماد شہر کو بھیجتے ہین اور قسم دلاتے ہین خبردار اپنی عورت کے پاس نہ جانا
اور جو وہ نظر پڑ جاے تو اُس سے علیحدہ و بیگانہ رہنا چنانچہ آزر بعد قول و قرار حامل اسرار ہوکر شہر کو گیا اور کار
بادشاہی باحسن وجہ سرانجام کر کے پھر اُنب دل مین آیا کہ بہت دن مہاجرت مین گذرے گھر والی کو دیکھ لینا
ضرور ہے یہ نہ سمجھا کہ اسمین کچھ فتور ہے آخرکار گھر گیا عورت مقابل ہوئی اور طبیعت بمباشرت مائل کلیہ صحبت نے قفل
مصابرت ہلایا اور موکل شہوت نے محبوبہ کو بستر آرام پر کھینچکر لا ڈالا کہ نور ابراہیم پیشانی آزر سے جبین مادر مین آگیا
حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ دوسرے دن نجومیون نے نمرود مردود سے کہا کہ آج وہ مولود صلب پدر سے
بطن مادر مین جلوہ فرما ہوا اور علم ظہور کتمان عدم سے عالم وجود مین قائم ہو گیا نمرود نے کہا ہر عورت پر ایک موکل
رہے کہ پیدا ہوتے قتل کرے اور ابراہیم کی والدہ پر آثار حمل نمودار نہوے موکل اپنا سا منھ لیکر پھر آئے یہانتک
کہ آثار وضع حمل ظاہر ہوے والدہ حضرت نے یہ سوچا کہ اگر یہان بیٹا جنونگی تو مقتول ہوگا آخر ایک گڑھے مین باہر
وضع حمل فرمایا اور ایک پارچے مین بچیدہ کر غار مین رکھدیا اور منھ اسکا پتھرون سے بند کیا پھر گھر آئین اور شوہر سے
وقت استفسار فرمایا کہ بیٹا جنی تھی دفن کر آئی یا کہا مردہ پیدا ہوا تھا سو مین نے چھپا دیا آزر کو بھی اطمینان واقعی
ہوگیا اور بعضی روایت مین ہو کہ جب عورت نے یہ حال بیان کیا تو آزر نے کہا خاموشی بہتر ہے نہین تو غضب سلطانی
مین گرفتار ہوگی آخر وہ دم بخود خاموش ہو رہی لیکن جبکہ آزر کسی کام کو گھر سے باہر جاتا تو وہ بسبب شفقت کے
ابراہیم کی خبرگیری کو جاتی اور دودھ پلایا کرتی اور جب کبھو کسی وجہ سے دیر ہوتی تو دیکھتی کہ آنجناب اپنا انگوٹھا چوستے
ہین اور اس سے دودھ ٹپکتا ہے الغرض اسی طور سے بروایت بعض مفسرین نو مہینے تک حضرت ابراہیمؑ غار مین رہے
اور تیسیر مین ہو کہ ایک دن ہر ہفتہ مین جایا کرتی تھی چنانچہ ایک دن دیکھتی ہے کہ ایک انگلی سے پانی اور دوسری سے

تفریح ہفتم دراحوال حضرت براہیم علیہ السلام

ابراہیم بمعنے اب راحم ہے یعنے پدر مہربان اول یہ نام آپکا ہوا ہی کذا فی نزہۃ النواظر اہل سیر کو عدد اشخاص مین جو ابین حضرت ابراہیم و نوح علیہما السلام کے واقع ہین اتفاق ہی لیکن کیفیت نطق وضبط اسماء مین اختلاف ہے کذا فی القول البدیع للسخاوی بعضے کہتے ہین ابراہیم ابن آزر ابن ناحور ابن شاروخ ابن راغو ابن فالخ ابن عیبر یا عابر ابن سام ہین اور بعضے شاروخ ابن عابر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام کہتے ہین اور بعضے ابراہیم ابن تارخ ملقب بہ آزر کہتے ہین اور بعضے بالعکس اور امام رازی اور ایک جماعۂ سلف کا یہ قول ہی کہ آزر عم ابراہیم تھا نہ پدر کیونکہ پدر ابراہیم علیہ السلام مومن موحد تھا تارخ نام کذا ذکرہ السیوطی فی المقاصد السدسیہ کاتب الحروف کہتا ہے نص صریح واذ قال ابراہیم لابیہ آزر اتتخذ اصناما آلہۃ دال اس بات پر ہے کہ آزر پدر ابراہیمؑ تھا مگر یہ کہ کہا جائے کہ چچا کو باپ کہنا متعارف ہے جسطرح خالہ بمنزلۂ مادر ہے اور نام ابراہیم کی مان کا مقالی یا اونی بنت نمر تھا اور تولد قصبۂ کولی متعلقات بابل مین یا شہر سوس متعلقات اہواز مین عہد نمرود مین ہوا سجاوندی نے نمرود بضم نون لکھا ہے اور حرف اخیر بالاتفاق ذال معجمہ ہے کذا فی حاشیۃ عصام علی البیضاوی تیسیر مین ہے کہ نمرود کنعان ابن سنحاریب ابن نمرود ابن کوس ابن سام ہے مجاہد کے نزدیک یہ شخص تمام روے زمین کا بادشاہ تھا اور یہی قول ابن اسحاق کا ہے یہ مردود دعویٰ الوہیت کرتا تھا اور لوگون کو اپنی عبادت مین بلاتا تھا اور بعض کے نزدیک خدا کا انکار نہ تھا صرف دعویٰ جباری بطریق حلول باری کرتا تھا جس طرح نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کے حق مین اعتقاد رکھتے ہین اور بعض کے نزدیک شمس و قمر و کواکب کی پرستش کرتا تھا اور اپنی رعایا کو اپنی عبادت پر دعوت کرتا تھا مگر امام جعفر جاوندی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحقیق ہے کہ نمرود وہ شخص ہی جسنے دعوی خدائی بے پردہ کیا اور باطل ٹھہرا اور بابل مین قلعہ بنایا اور خالق کبریا سے لڑنے کو آمادہ ہوا آسمان پر جانے کا قصد کیا کاہنون اور نجومیون کا اسکے عہد مین بڑا دربار تھا آخر کندۂ دوزخ ہوا معالم مین ہے کہ نمرود پسر کنعان سلطان جہان تھا شہر بابل تخت کا مکان تھا ایک مرتبہ شب کو سویا خواب مین دیکھا کہ ایک ستارہ افق مغرب مین طالع ہوا اسکی روشنی نے ماہ و خور کو تاریک کیا جب بیدار ہوا تو کاہنون اور نجومیون نے تاویل مین کہا کہ ایک انسان خجستہ بنیان خلوتگاہ عدم سے میدان وجود مین آئیگا کہ قاطع بنیان سلطان و شاہ ہوگا اور اسی کے ہاتھ سے تمام لشکر و سپاہ تباہ اور بعض کے نزدیک بلا استفسار شاہ نجومیون نے سجدہ بار علی رؤس الاشہاد التماس کیا کہ اس سال مین ایک مولود سراسر جود تیری مملکت مین موجود ہوا چاہتا ہے کہ جس سے دین و آئین حال پُر از تغیر و زوال نظر آتا ہے دبرو اپنے اہل تنجیم نے شاہد یہ حال صحائف انبیا سے سابقین و پیغمبران پیشین مین دیکھا تھا اسی کو ظاہر کیا الغرض نمرود نے نجومیون سے کہا کہ وہ مولود موعود صلب پدر سے رحم مادر مین آگیا یا نہین وہ بولے ہنوز مولود مقصود سراسر کرم جود مستقر صلب ہے مستودع رحم مین نہین آیا

کرنے والا چنانچہ سورۂ انعام میں ارشاد ہوا فلما جن علیہ اللیل راے کوکبا قال ہذا ربی فلما افل قال لا احب الآفلین
فلما راے القمر بازغا قال ہذا ربی فلما افل قال لئن لم یہدنی ربی لاکونن من القوم الضالین فلما راے الشمس
بازغۃ قال ہذا ربی ہذا اکبر فلما افلت قال یا قوم انی بری مما تشرکون انی وجہت وجہی للذی فطر السموات و
الارض حنیفا و ما انا من المشرکین چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام لڑکے تھے قوم کو دیکھا کہ خالق آسمان اور زمین
کا اللہ کو کہتے ہیں اور اپنی حاجت اور مراد کے واسطے کوئی ستارہ پرست اور کوئی مہتاب پرست اور کوئی
آفتاب پرست ہو گیا ہے تب چاہا کہ میں بھی اپنا رب ٹھہراؤں پھر کوئی ستارہ ٹھہرایا جب وہ غائب ہوا تو جانا کہ ایک حال پر
نہیں ہے کوئی اور ہی اسپر حاکم ہے کہ اگر آپ مستقل ہوتا تو اعلیٰ مرتبے سے ادنیٰ مرتبے پر نہ آتا پھر چاند اور سورج میں
بھی یہی عیب پایا سب کو چھوڑ کر اسی ایک کو پکڑا جسکو سب مانتے ہیں کہ سب سے بڑا ہے غرض کہ اسمیں عقل سلیم
چاہیے کہ جب ایک کو مانا اس سے کون کام نہیں ہو سکتا ہے کہ دوسرا درکار ہو **تنبیہ** مفسرین کو ہذا ربی کے معنے
میں اختلاف ہے بعضے ظاہر پر حمل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم اول حال میں طالب توحید تھے یہانتک
کہ اللہ تعالیٰ نے انکو توفیق دی اور اوائل میں ایسا کلام ضرر نہیں کرتا ہے بالخصوص مقام استدلال میں اور بعضے
کہتے ہیں کہ یہ قول قابل اعتبار نہیں ہے اسواسطے کہ جو شخص پیغمبری پر بھیجا جاتا ہے وہ معصوم اور مطہر اور عارف بخدا
ہوتا ہے اور خداوند تعالیٰ اسکا نگہبان رہتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ ولقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل وکنا بہ
عالمین پس انھیں مقدمات سے نص قرآنی میں کئی وجہ سے تاویل کرتے ہیں ایک یہ کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام اپنی قوم سے زعم باطل کو بتدریج دور کرتے تھے کہ سراسر تمہاری خطا ہے جو تم تعظیم اور تکریم کواکب
میں مصروف ہو اسواسطے کہ جو قابل تغیر ہے لیاقت معبودیت نہیں رکھتا دوسرے یہ کہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا از قبیل استفہام انکاری سمجھنا چاہیے پس اس صورت میں آیت قرآنیہ میں حرف استفہام محذوف ہے یعنے اہذا ربی یعنے
نہیں ہے یہ پروردگار میرا اور یہ طریقہ توبیخ اور انکار قوم میں ابلغ ہے اس سے کہ فرماتے لیس ہذا ربی تیسرے
یہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بطریق احتجاج واقع ہوا ہے یعنے یہ پروردگار میرا ہے تمہارے زعم میں اور جب
غائب اور غروب ہو گیا تو فرمایا کہ اگر یہ معبود ہوتا تو غائب نہو جاتا چوتھے یہ کہ آیۂ کریمہ میں ایک فعل محذوف ہے یعنے یقولون
ہذا ربی اور محمد ابن حکیم علی ترمذی کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل اور روح سے نہ تھا بلکہ اپنے
نفس سے تھا اسواسطے کہ روح اور دل کو دلیل ہدایتی اور فطری دونوں حاصل ہیں اور نفس کو صرف دلیل فطری
ہے پس نفس نے روح اور دل سے مخاصمہ کیا یعنے جب ستارہ وغیرہ دیکھے تو نفس نے دل اور روح سے کہا
کہ ہذا ربی روح اور دل نے کہا کہ اس طرف مشغول مت ہو بلکہ مشغول ہو اپنے پروردگار سے جو کہ ہمیشہ اور ایک
ہی طرح ہم مشغول ہیں اور بعض روایات سے واضح ہے کہ مشاہدہ ستاروں کا غار میں واقع ہوا تھا اور گفتگو
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں باپ سے بھی غار میں ہوئی تھی والصحیح ماذکرنا سابقا تفسیر منیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم
علیہ السلام شہر میں تشریف لائے تو باپ و ماں آپ کے نمرود کے پاس لیگئے یہ مردود نہایت کریہ منظر اور بصورت بد

دودھ تیسری سے شہد چوتھی سے شراب پانچوین سے روغن ٹپکتا ہو تو سخت متحیر ہوئی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہو کہ آنجناب ایک دن مین ہفتہ کے برابر بڑھتے اور ہفتہ مین مہینے کے برابر اور مواہب علیہ مین ہے کہ
حضرت ابراہیم کی بالیدگی خالق کبریا نے اس طرح رکھی تھی کہ ایک دن مین ماہ کے اور ایک ماہ مین ایک برس کے
نظر آتے چنانکہ پندرہ مہینے مین پندرہ برس کے معلوم ہونے لگے اور گاہ بیگاہ غار سے باہر نکلنے لگے اقامت
آنجناب درمیان غار بعض روایات مین تین برس اور بعض مین سات برس اور بعض مین تیرہ برس اور بعض مین
سترہ برس ہین القصہ جب ہوشیار ہوے تو انکی والدہ نے آزر سے کہا کہ لڑکا جو پیدا ہوا تھا وہ زندہ ہے اور نہایت
خوبصورت وفطین لائق زیارت ہو تو بھی اسکو دیکھ چنانچہ آزر بھی حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا اور بولا کہ اسکو
گھر لیچل تاکہ مین نمرود کے پاس لیجاؤن اور حضرت ابراہیمؑ نے بھی اپنی والدہ سے فرمایا کہ اب مجھکو غار سے باہر
نکال سو اُسنے رات کے وقت غار سے نکالا اہل تحقیق کے نزدیک قبل غروب آفتاب باہر نکالا تو آنجناب نے
آسمان و زمین و جبال و اشجار دیکھے اور اپنے دل مین سوچے کہ بیشک انکا بھی کوئی خالق ہوگا غالباً جس نے
مجھکو پرورش فرمایا ہے وہ ہی انکا بھی پروردگار ہو اور متصل غار کے کچھ جانور چر رہے تھے انکو دیکھکر والدہ سے کہا
یہ کیا ہے اُسنے ہر ایک کے نام بتلائے حضرت نے فرمایا انکا پیدا کرنے والا بھی ہے اُسنے کہا کوئی مخلوق بلا خالق
نہین ہے فرمایا ہمارا خالق کون ہے بولی مین فرمایا تیرا رب کون ہے کہنے لگی آزر کہا آزر کا پروردگار کون ہے بولی نمرود
پوچھا نمرود کو کسنے پیدا کیا تب وہ ناراض ہوئی اور بعض روایت کرتے ہین کہ اُسنے کہا نمرود کا پروردگار ستارے ہین
اور جب آنجناب نے کواکب کا خالق پوچھا تو اسنے سکوت کیا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سب
تقریر غار کے اندر فرمائی تھی اور اُسوقت سال بھر کے تھے تب انکی والدہ نے ایک طمانچہ مارا اور کہا ایسی باتین
نہ کیا کر اور اس بحث کو اسنے اپنے شوہر سے اعادہ کیا کہ وہ بھی آیا حضرت ابراہیمؑ نے بجنسہ وہی تقریر آزر سے بتفصیل
فرمائی کہ وہ ناراض ہو کر چلا آیا اور بروایت صحیحہ تین برس کے تھے و بروایتے سات برس کے جب شہر
مین جلوہ فرما ہوے اُسی دن رات کے وقت ستارۂ زہرہ یا مشتری افق مغرب سے طالع ہوا تو ستارہ پرست
سجدے مین گرے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس حرکت کو ملاحظہ فرما کے کہا بر سبیل استفہام یا اُس قوم کے زعم
باطل پر کہ یہ ہے پروردگار میرا پھر جب وہ غائب ہوگیا تب ارشاد کیا کہ مجھے خوش نہین آتے چھپ جانے والے
اور جب رات بڑھی تو چودھوین رات کا چاند نمود ہو کے جھپکا اور مہتاب پرست سجدے مین گرے تب حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرا پروردگار ہے جب وہ خط نصف النہار سے دوسری طرف کو گذر گیا تو فرمایا کہ
اگر ہدایت نہ کرے مجھکو میرا رب تو لاریب رہون بہکنے والون مین پھر جب صبح ہوئی اور آفتاب اُفق مشرق سے
جھلکا اور آفتاب پرست سجدے مین چلے تو فرمایا یہ ہے پروردگار میرا کہ بہت بڑا ہے جب وہ بھی غائب ہوا تو فرمایا
کہ اے قوم مین بیزار ہون اُس سے جسکو تم شریک کرتے ہو مین نے اپنا منھ کیا اسی کیطرف جسنے آسمان اور زمین
بنائے ہین اور غالب مین میلان کرنے والا ہون سب دینون سے سوے دین توحید کے اور مین نہین ہون شریک

رب تونے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ مین تجھکو قیامت مین فضیحت نکرونگا اور اس سے زیادہ کون رسوائی ہی کہ میرے
باپ کا یہ حال ہے کہ عذاب مین گرفتار ہے اللہ صاحب فرماوینگے اے ابراہیمؑ مین بہشت کو کافرون پر حرام کر چکا ہون
یعنے یہ ممکن نہین کہ یہ دوزخ سے نکلے اور بہشت مین جائے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنے
پائون کے تلے دیکھو تو دیکھینگے کہ آزر خاک آلودہ جانور ہوگیا پھر فرشتے گھسیٹ کر دوزخ مین ڈالینگے
یعنے تبدیل صورت سے عار دور ہوگی کہ کوئی نہ پہچان سکیگا اس سے معلوم ہوا کہ بغیر ایمان ناتا رشتہ کام نہ
آئیگا سبحان اللہ جسکا ابراہیمؑ سا بیٹا ہو وہ دوزخ مین رہے تفسیر بحر البحور مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
بابل سے کوہستان فارس مین آکر سات برس رہے کہ اس عرصہ دراز مین آزر باپ ابراہیم علیہ السلام کا مرگیا اور
بتخانون کی داروغگی اور تمام اہتمام انکا انکے چچا سے متعلق ہوا پھر بابل مین تشریف لائے اور وہی مذمت اور
نکوہش بتون کی شروع کی اور مجادلہ و مقابلہ قوم سے جاری فرمایا اور درپے اس بات کے ہوے کہ قوم کو دعوت
ایمان فرماوین تب سب نے جمع ہوکر کہا تو کسکو پوچتا ہے فرمایا پروردگار عالم کو قوم نے کہا نمرود کو پروردگار
کہتے ہو یا کسی اور کو ارشاد کیا مین اپنے خدا کو کہتا ہون جسنے نمرود و جمیع عالم کو پیدا کیا پھر حضرت نے قوم کے
لوگون سے فرمایا ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون یعنے یہ کیا شکلین ہین جسکے تم مجاور بنے ہو معالم مین ہے کہ
بہتّر تصویرین تھین بعض سونے و چاندی کی اور بعض لوہے اور رانگے کی بعض لکڑی و پتھر کی مگر ایک بت
طلائی مرصع بجواہر جسکی دونون آنکھون مین یاقوت جڑے تھے سب مین بڑا تھا اور تفسیر تیسیر مین ہے کہ نوسٹے
بت تھے اور ایک بہت بڑا تھا جسکی آنکھون مین دو موتی جڑے تھے اور بتیان ہین ہوکہ درندے و طیور و دواب
و آدمیون کی تصویرین تھین اور بعض کے نزدیک ستارون کی بہر تقدیر کافرون نے جواب دیا کہ ہمنے اپنے باپ
دادون کو اسی طرح دیکھا ہے اور ہم مقلد ہین فرمایا تم اور تمھارے باپ دادے صریح غلطی مین رہے ہین قالوا اجئتنا
بالحق ام انت من اللاعبین یعنے کافرون نے کہا کہ تو سچی بات لایا ہو یا بازی کرنے والا ہے کہ بر سبیل مزاح
و مطایبہ بات کرتا ہے تب حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا مین ٹھٹھا نہین کرتا گواہی دیتا ہون کہ پروردگار تمھارا وہ ہے
جسنے آسمان و زمین اور ان تصویرون کو پیدا کیا ہے قسم ہے اللہ کی علاج قرار واقعی کرونگا تمھارے بتون کی جب
تم پیٹھ پھیر کر جاؤگے کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الانبیاء بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرہن وانا
علی ذلکم من الشاہدین وتاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین علامہ بغوی سدی مفسر سے روایت کرتے
ہین کہ سال مین ایک دن عید کا قوم نمرود مین مقرر تھا کہ اسدن سب لوگ شہر مین جمع ہوکر باہر جاتے تھے اور تیسرے
پہر تک سیر و تماشے مین رہتے بعد ازان بتخانے مین آتے بتون کو زیور و لباس سے آراستہ کرکے سجدے کرتے تھے
اور پرشاد لیکر گھر آتے تھے سو وہ دن آیا تو ابراہیمؑ کا چچا بولا کہ اگر تم ہمارے ہمراہ عیدگاہ کو چلو تو ہمارے دین
کی خوبی معلوم ہو پس حضرت تھوڑی دور چلے چلکر رک رہے فرمایا کہ میرے پیر دکھتے ہین مین تو آہستہ آہستہ چلونگا تم
لوگ چلو جب اکثر لوگ نکل گئے اور بعضے ضعیف باقی رہے تو حضرت نے چپکے فرمایا تاللہ لاکیدن اصنامکم ایک

تھا حضرت ابراہیم نے اسکو تخت پر بیٹھے ہوے دیکھا اور غلام و کنیز پری پیکر ومہ منظر گرد تخت کے دست بستہ ملاحظہ کیے
باپ سے کہا یہ کون لوگ ہین جو گرد تخت کھڑے ہین اور یہ کون ہی جو تخت پر ہے اُسنے کہا تخت پہ خدا ہے اور گرد تخت
اسکی مخلوق ہی حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ خدا نے مخلوق اپنی آپ سے بہتر پیدا کی چاہیے تھا کہ خود اُن سے بہتر ہوتا
کہتے ہین کہ آزر پتھر ون سے بُت تراشتا تھا اور حضرت کو دیتا کہ بازار سے بیچ لاؤ سو آپ بتون کی گردن مین رسی
باندھ کے گھسیٹتے بازار مین لیجاتے اور پکارتے کہ کوئی لیتا ہی اُس چیز کو کہ جس مین نہ کچھ نفع ہے نہ ضرر اس آواز سے
کوئی بھی نہ لیتا بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکثر بقصد استہزاے قوم یون کیا کرتے کہ بتون کو کنارے دریا کے
لیجاتے اور پانی مین غوطہ دے کے کہتے کہ پانی پیو ایک دن آپ کے باپ کو یہ خبر پہونچی تو نہایت غصہ ہوا اور
منع کر دیا تب حضرت نے فرمایا کہ سورۂ انعام مین ارشاد ہوا اذ قال ابراہیم لابیہ آزر اتتخذ اصناما آلھۃ انی اراک
وقومک فی ضلال مبین یعنے جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے تو پکڑتا ہے مورتون کو خدا مین دیکھتا ہون تجھکو
اور تیری قوم کو صریح گمراہی ظاہر مین اور فرمایا کہ اے باپ میرے کیون پوجتا ہے اسکو جو نہ سُنے نہ دیکھے اور نہ کام آئے
تیرے کچھ کما قال یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا اور کہا کہ اے باپ آتا ہی مجھکو علم کہ تجھکو نہین آتا ہے
سو میری راہ چل کہ بتلاؤن تجھکو راہ سیدھی کما قال یا ابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا
اور اے باپ میرے مت عبادت کر شیطان کی کہ شیطان خدا کا نافرمانبردار ہے کما قال ان الشیطان کان للرحمن
عصیا اے باپ میرے ڈرتا ہون ایسی بات سے کہ کہین آلگے تجھکو ایک آفت رحمان سے پھر تو ہو جاے شیطان
کا ساتھی کما قال یا ابت انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطان ولیا یعنے شاید وبال کفر سے
آفت آوے اور تو شیطان سے مدد مانگنے لگے اور بتون سے اعانت چاہے تو خراب و ذلیل ہو جائیگا جب
اس طرح کے نصایح حضرت ابراہیمؑ نے کیے تو آزر نے ناراض ہو کے کہا اراغب انت عن آلھتی یا ابراہیم لئن لم
تنتہ لارجمنک واھجرنی ملیا یعنے تو پھرا ہوا ہے میرے ٹھاکر ون سے اے ابراہیم اگر تو نہ چھوڑیگا تو تجھکو پتھرون
سے مارونگا اور مجھسے دور جا ایک مدت تک یہ سنکر فرمایا سلام علیک ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا یعنی تری
سلامتی رہے مین بخشواؤنگا گناہ تیرے اپنے رب سے کہ بیشک وہ ہے مجھپر مہربان مفسرین کہتے ہین کہ یہ سلام
ہے رخصت کا **فائدہ** اس آیت سے مفہوم ہوا کہ اگر دین کی بات مین مان باپ ناخوش ہون اور گھر سے نکالنے
لگین اور بیٹا کوئی بات میٹھی کہکر نکلے تو وہ بیٹا عاق نہین ہی اور حضرت نے گناہ بخشوانے کو کہا تھا لیکن جب اللہ کی
مرضی نہ دیکھی موقوف کیا اور اخبار مین مذکور ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ ہجرت کر کے چلنے لگے تو آزر نے کہا رنجیدہ نہو
خدا تمھارا بہت بڑا ہی تمکو تنہا نہ رکھیگا تب حضرتؑ نے امیدوار ایمان ہو کے فرمایا ساستغفر لک ربی قطع نظر اس سے
استغفار کفار کیواسطے استدعا توفیق ایمان ہے اللہ سے کہ سبب مغفرت پڑتا ہی صحیح بخاری مین ہے کہ جب حضرت
ابراہیمؑ قیامت مین آزر کو عذاب مین گرفتار دیکھینگے تو کہینگے کیون مین نے نہ کہا تھا بُت پرستی نہ کر میرا کہنا مان
تو نے نہ مانا آزر کہیگا جو ہوا سو ہوا اب مین تمھارا کہنا مانونگا تب حضرت ابراہیمؑ جناب الٰہی مین عرض کرینگے کہ میرے

یہ قول حضرت ابراہیمؑ سے بسبیل استہزا واقع ہوا ہے نہ بطریق جد فرجعوا الی انفسہم فقالوا انکم انتم الظالمون ثم نکسوا
علی رؤسہم لقد علمت ما ہولاء ینطقون یعنے سوچ کفار اپنے جی مین اور بولے آپس مین کہ تم ہی بے انصاف
ہو جو ایسے کو پوچتے ہو کہ نہ سنے نہ بولے نہ دیکھے پھر اوندھے ہو رہے سر ڈالکر اور کہا تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہین یعنے
پہلے کہا کہ انسے پوچھنے سے کیا فائدہ پھر شرمندہ ہوکر کہنے لگے کہ تو جانتا ہے یہ نہین بولتے پھر کس طرح کہتا ہے کہ
انسے پوچھو جب کافر قائل ہوے اور دلیل حضرت کی تمام ہوئی تو فرمایا افتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم
شیئا ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون یعنے پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے ایسے کو کہ تمہارا
نہ کچھ بھلا کرے نہ برا بیزار ہون مین تمسے اور جنکو پوجتے ہو سوائے خدا کے کیا تمکو عقل نہین ہے تب کفار
بہت جلے اور بولے اسکو جلا دو اور اپنے ٹھاکرون کی مدد کرو بعض کے نزدیک یہ کلمہ نمرود نے کہا تھا اور ابن
عمر سے روایت ہے کہ قائل اس قول کا ہیون تھا کہ اسی وقت زمین پھٹی اور وہ سیدھا تا رجہنم مین داخل ہوا
آخرکار نمرود نے آنجناب کو قید کیا پھر ایک دن مجلس عام مین بلاکر پوچھا کہ تو ہمارے بتون کو بد جانتا ہے جو انکو
توڑ ڈالا بیان کر تیرا دعوی کیا ہے اور پروردگار تیرا کون ہے حضرت نے فرمایا میرا خدا ایسا ہے کہ عنان اماتت و احیا
اپنے قبضۂ اختیار مین رکھتا ہے اور زمام عز و اذلال اپنے حیز اقتدار مین ؎ ہرچہ آن کردنی تواند بود ؛ قدرتش
آرد از عدم بوجود ؛ کما قال اللہ قال ابراہیم ربی الذی یحیی ویمیت اسکے جواب مین نمرود بولا انا احیی وامیت یعنے
مین بھی مارتا جلاتا ہون چنانچہ ایک دائم الحبس قیدی کو چھوڑ دیا اور کہا مین نے مردے کو زندہ کیا اور دوسرے
قیدی بیگناہ کو قتل کروا دیا اور کہا زندہ کو مردہ کیا شاید اس بیوقوف کا اعتقاد یہ تھا کہ احیا نام عفو کا ہے اور
اماتت قتل کا حالانکہ اماتت و احیا سے کچھ مناسبت نہین یا شاید ایسا نہو مگر حاضرین مجلس پر تلبیس تلبیس کرتا تھا
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہ مقام موعظت و نصیحت مین تھے نہ محل مجادلہ و فضیحت مین مطلقا شرائط جدال
کی رعایت نہ کی اور اصلا متعرض نہوے بلکہ معارضہ باطلہ کے اعتراض سے اعراض فرماکر ایسی حجت بر روے کار
لائے کہ سوائے خدا کے کوئی جواب دہ نہو سکے کما قال اللہ قال ابراہیم ان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات
بہا من المغرب یعنے کہا ابراہیمؑ نے کہ اللہ تعالی لاتا ہے آفتاب کو ہر روز جانب طلوع سے سو تو لا اس کو
محل غروب سے ؎ ز شرق ایزد ہمی پیش راند موکب ؛ تو یا مشرق روانش کن ز مغرب ؛ فبہت الذی کفر سو مبہوت
ہوگیا جو منکر تھا یعنے نمرود اور حجت اسکی منقطع ہوئی اور یہ انقطاع معجزۂ پیغمبر تھا اسلیئے کہ اگر نمرود کہتا
کہ مین آفتاب کو مشرق سے جانب مغرب لاتا ہون تو قوم پر پوشیدہ رہتا اور جو بالفرض نمرود کہتا کہ اپنے خدا سے
استدعا کر کہ مغرب سے نکالے تو قبل قیام قیامت واقع ہوجاتا اور خلیل اللہ علیہ السلام کا دعوی باطل ہوتا
چنانچہ روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا تھا کہ تم حاضر رہو کہ اگر نمرود ابراہیمؑ سے کہے کہ تو آفتاب
کو مغرب سے نکال تو آفتاب پھیر کر مغرب سے نکال دینا ؎ عجز را سوے قدرتش رہ نیست ؛ ہیچ
دانا ز حکمتش آگہ نیست ؛ اہل تحقیق کہتے ہین کہ عدول حضرت خلیلؑ کا ایک دلیل سے دوسری دلیل کیطرف

الغرض نے سن لیا جب سب شہری چلے گئے تو حضرت نے تبر ہاتھ مین لیا اور بتخانے مین تشریف فرما ہوئے دیکھا
کہ ایک بت بڑا بڑی تعظیم سے تخت پر بیٹھا ہے اور گرد اُسکے چھوٹے چھوٹے بت کھڑے ہین روبرو کھانا
رکھا ہے نہ کوئی کھاتا ہے نہ پیتا ہے صرف اسواسطے تھا کہ عیدگاہ سے پھر کر تبرک و پرشاد لینگے حضرت نے بطریق استہزا
فرمایا کیون نہین کھاتے یہ کھانا کوئی نہ بولا پھر فرمایا کیون نہین بولتے پھر بھی کوئی نہ بولا تب تو حضرت ابراہیمؑ نے
سب بتون کو ٹکڑے ٹکڑے کیا بڑی مورت کو باقی رکھا تبر اسی کی گردن مین لٹکا یا یا اُسکے ہاتھ مین باندہ دیا اور
خود بدولت بتکدے سے باہر تشریف لائے کما قال اللہ تعالیٰ فجعلھم جذاذا الا کبیرا لھم لعلھم الیہ یرجعون یعنے ٹکڑے ٹکڑے
کرڈالا انکو مگر ایک بڑا انکا تاکہ اسکی طرف شاید پھرین اور بعضے محدث و مفسرین لکھتے ہین کہ جب قوم نے حضرت
ابراہیمؑ سے کہا تم عیدگاہ کو ہمارے ساتھ چلو تو حضرت نے ستارون کو دیکھکر فرمایا مین بیمار ہون تمھارے ساتھ
نہین چل سکتا ہون کما قال فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم یعنے پس نگاہ کی ایک بار تارون مین پھر کہا مین
بیمار ہون مراد نظر سے دیکھنا مقامات و انصالات کواکب کا ہو خواہ دیکھنا علم نجوم یا کتاب نجوم کا ہو کہ یہ بات واسطے
توہم کفار کے ممنوع نہین ہے اور مراد بیماری سے یہ کہ وہ لوگ معلوم کرین کہ ابراہیم نجوم سے استدلال مرض پر کرتے
ہین تاکہ انکے ہمراہ نہ جائین کیونکہ اغلب مرض ان مین طاعون تھا اور اُس سے یہ لوگ نہایت ڈرتے تھے
یا یہ مراد تھی کہ مین تمھاری ضلالت و گمراہی سے سقیم ہون اس صورت مین صاف ہو گیا کہ حضرت ابراہیمؑ نے عذر
کیا جب دوسرے دن قوم کے لوگ عیدگاہ کو چلے تب فرمایا لاکیدن اصنامکم اہل تفسیر کو ضمیر الیہ مین اختلاف ہے بعض
کہتے ہین کہ حضرت ابراہیمؑ کی طرف پھرتی ہے یعنے بڑے بت کو چھوڑ دیا تاکہ قوم کے لوگ حضرت کی جانب
رجوع کرین اور بعض کے نزدیک بڑے بت کیطرف پھرتی ہے یعنے اس سے استفسار کرین کہ شکستہ بتان کون
ہے جب جواب نہ پاوینگے فضیحت ہونگے اور بعض کے نزدیک اللہ کی طرف پھرتی ہے یعنے بت پرستی ترک
کرین اور جانب خدا رجوع لاوین اور یہ سمجھین کہ بت اپنے ضرر کو بھی دفع نہین کر سکتے الحاصل جبکہ قوم کے
لوگ عیدگاہ سے پھرے اور بتکدے مین آئے تو بتون کو خراب و برباد دیکھا تو کہا من فعل ہذا بآلھتنا انہ لمن الظالمین یعنے
یہ کام کسنے کیا ہمارے ٹھاکرون سے وہ کوئی بے انصاف ہے اور کچھ لوگ بولے ظن غالب یہ ہے کہ ابراہیمؑ نے کیا ہے
کیونکہ ہمیشہ طعن کیا کرتا تھا اور کوئی بولا ہمنے ایک جوان کو کچھ کہتے سنا تھا یعنے تاللہ لاکیدن اصنامکم وہ ابراہیمؑ تھا
جب اس واردات کا چرچا ہوا تو نمرود مردود کو بھی اطلاع ہوئی تو اسنے اور اسکے ندیمون نے کہا کہ ابراہیمؑ کو سب
کے روبرو لاؤ کہ سب اُسپر گواہی دین اور مین سزا دون چنانچہ حضرت ابراہیمؑ گرفتار ہو گئے اور نمرود نے پوچھا
ءانت فعلت ہذا بآلھتنا یا ابراہیم یعنے کیا تو نے کیا ہے یہ کام ہمارے معبودون سے اے ابراہیم فرمایا بل فعلہ کبیرھم
ہذا فسئلوھم ان کانوا ینطقون یعنے اس بڑے بت نے کیا پوچھو تو بتون سے اگر وہ بولتے ہین یعنے مین نے تو نہین
بلکہ اُسنے کیا ہے جو کہ تمھارے زعم مین بڑا ہے اور انھین سے استفسار کرو اگر بولتے ہین کیونکہ قوت ناطقہ شرط
ہے فعل کی اگر بولین تو دریافت کرو کہ اُسنے توڑا ہے اور جو نہ بولین تو معلوم کرو کہ مینے توڑا ہے محققین کہتے ہین

کا گرویدہ ہون اور مجھے کچھ بھی شک نہین لیکن بنا بر آرام دل مین الیقین چاہتا ہون حاصل یہ ہے کہ یہ علم میرا استدلالی ہے
اب درخواست ضروری کی رکھتا ہون اور صاحب تلخیص کہتے ہین کہ سماعت موقوف خبر پر ہے والخبر یحتمل الصدق
والکذب اور باصرہ جس چیز کو دیکھتا ہے باطل نہین ہوتا ہے کہ مردے از سخندانے سوال ؛ حق و باطل چیست
اے نیکو خصال ؛ گوش را بگرفت و گفت این باطل ست ؛ چشم حق ست و یقینش حاصل ست ؛ جہد کن گر گوش
در چشمت رود ؛ انچہ باطل بودہ است آن حق شود ؛ گوش دلال ست و چشم اہل وصال ؛ چشم صاحب حال و
گوش از اہل قال ؛ ہر جوابی کان زگوش آید بدل ؛ چشم گفت از من شنو آنرا ہبل ؛ سو حضرت ابراہیمؑ نے
چاہا کہ جو کچھ کان سے سنا ہے آنکھ سے بھی دیکھون اہل عرفان کہتے ہین کہ یہ سوال محض واسطے حظ چشم تھا نہ بنا بر
رفع شک جسطرح رویت الٰہی و نعماے بہشت کی یقین کامل ہے مگر آرزوے دیدار مین یقین بڑھتا جاتا ہے تفسیر
بصائر مین ہے کہ رتبۂ ایمان اور ہے اور درجۂ ایقان اور سو حضرت کو احیاء موتی کا ایمان کامل تھا اب استدعا
کی کہ یہ ایمان زیور ایقان سے آراستہ ہو جاے اور موعود حق آنجناب مین ایقان تھا کہ ولیکون من الموقنین اور
محمد اسحاق کا یہ قول ہے کہ جب نمرود سے مناظرہ ہوا تو اسنے دعوے یعنے احیا و اماتہ کیا اور دکھلایا تو حمقاے مجلس
نے قبول کیا حضرت نے اللہ سے درخواست کی کہ مجھکو کیفیت احیا دکھلا تاکہ حمقا دیکھلا کہ تزویر نمرود مین گرویدہ
ہوے ہین معلوم کرین کہ احیا و اماتہ نمرود کی باطل ہے اس صورت مین اطمینان قلب قوم مقصود تھی یعنے لیطمئن قلب
قومی اور تفسیر تبیان مین ہے کہ جب نمرود نے مارنا جلانا دکھلایا تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا یہ احیا نہین بلانہ اعادۃ
الروح فی الجسد وہو فعل الخالق تب نمرود بولا تو نے دیکھا ہے یا دکھلا سکتا ہے حضرت نے جواب نہ دیا اور
دوسری دلیل پر انتقال فرمایا بعد اسکے اللہ سے درخواست کی کہ مردے کو زندہ کر تاکہ وقت مناظرہ اپنے مشاہدے
سے خبر دون اور تفسیر کبیر مین ہے کہ جسطرح پیغمبر کی امت محتاج معجزہ ہوتی ہے اسیطرح پیغمبر بھی وقت نزول ملک الوحی
مشتاق معجزہ ہوتا ہے تاکہ اطمینان ہو جاے کہ یہ فرشتہ ہے نہ دیو سو تعجب نہین کہ حضرت ابراہیمؑ نے وقت نزول فرشتے
کے اسی معجزے کی طلب کی ہو اور معالم مین ہے کہ جب خداوند تعالی نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنانا چاہا تو آوازہ
خلت زمین و آسمان مین بھیجا کہ حضرت عزرائیلؑ نے منادی سنکر التماس کیا کہ یہ بشارت حضرت ابراہیمؑ کے
پاس مین لیجاؤنگا چنانچہ حضرت عزرائیلؑ دولتخانہ خلیلؑ پر تشریف لائے اسوقت آنجناب قفل بند کر کے کہین باہر
تشریف لیگئے تھے تھوڑی دیر بعد گھر آئے تو دیکھا کہ ایک شخص اجنبی گھر کے اندر بیٹھا ہے بمقتضاے غیرت
انکو غصہ آیا چاہا کہ اسے گرفتار فرما کر سزا دین حضرت عزرائیل علیہ السلام نے دست بستہ عرض کیا کہ اے خلیل یزدی
مین فرشتۂ رب جلیل ہون موافق حکم کے اُسکے خلیل کے گھر مین آیا ہون اگر مجھے اذن الٰہی نہوتا تو ایسی گستاخی نہ کرتا
آنجناب نے کہا تمھارا نام کیا ہے اور تم کس قسم کے فرشتے ہو کہا مین عزرائیل ہون تمکو بشارت خلت لایا ہون
کہ رب العالمین نے بسبب خلوص نیت آپ کے خلعت خلت پہنایا اور کوس عنایت بجایا و ترانہ واتخذ اللہ ابراہیم
خلیلا گوش ساکنین ارض و سما مین پہونچایا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ مژدہ سنکر مراسم حمد و ثنا بجا لائے پھر پوچھا

عاجزی نہین ہے بلکہ جب حضرت نے دیکھا کہ نمرود خواص کے نزدیک ملزم ہوا مگر عوام اسکے فعل کو اماتۃ واحیا سمجھتے ہین
لہذا دلیل بین پر انتقال کیا تاکہ الزام زیادہ ہو اور عوام کے روبرو بھی رسوا ہو تو جزاہو الفتوح سے تفسیر جواہر مین
منقول ہو کہ حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ ایک قیدی کو رہائی دیکر بولا یہ احیا ہے اب دوسرے کو مار کر کہیگا یہ اماتۃ ہے
سو قبل قتل ہونے بیگناہ کے از روے شفقت دوسری دلیل پیش کی اور قسطاس مستقیم مین ہے کہ حضرت نے
جانا یہ سخن مناسب فہم نمرود نہین ہو تب بمقتضاے تکلموا الناس علی قدر عقولہم یون ارشاد کیا کیونکہ اکثر قوم کے
لوگ نجومی تھے اور حرکت خاصہ کواکب سیارہ مغرب جانب مشرق معلوم تھی اور حرکت شرقیہ مرئی و محسوس سو
آنجناب انھین کے علم سے حجت لائے اور کہا کہ رب ہمارا آفتاب کو برخلاف اسکی سیر کے حرکت دیتا ہے کہ وہ دشوار
ہے پہلا تو موافق اسکی سیر کے کہ غرب سے جانب شرق ہے حرکت دے کہ حرکت قسریہ سے آسان ہے یا یہ کہ اہل
مجلس تعظیم شمس کرتے تھے سو فرمایا کہ جو تمھارا معبود ہو وہ میرے رب کا منقاد ہو اور اگر کوئی خیال کرے تو حضرت
ابراہیمؑ نے کیا خوب قیاس استثنائی معقولی بنا کر پیش کیا تھا کہ نمرود ساکت ہو گیا یعنے معبود بحق کو قدرت جمیع ممکنات
پر لازم ہے اور وہ لازم تجھمین منتفی ہے پھر تو معبود نہین ہے اور قیاس استثنائی منطق مین وہ ہوتا ہے کہ نقیض
تالی کی مستثنیٰ ہو پس نقیض مقدم کی نتیجہ واقع ہو اور حضرت نے تو اس طرح شروع مین اپنے نفس کو بھی معقول کیا تھا
فلما افل قال لا احب الآفلین یعنے افول اللہ کے ساتھ جمع نہین ہوتا ہو حالانکہ مجتمع ہوا ہو قمر کے ساتھ پس نہین
ہو اللہ و مرجع اسکا ثابت کرنا عناد کا ہے دو چیزون مین یعنے الوہیۃ و افول اور امام رازی فرماتے ہین کہ یہ کلام تتمہ
دلیل اول ہے کیونکہ آنجناب نے احیا و اماتۃ سے حجت پکڑی تو نمرود کہ قواعد فلسفہ سے واقف تھا کہنے لگا کہ اگر ادعاے
اماتۃ واحیا بلا واسطہ ہو تو میرے خیال مین نہین آتا اور اگر بواسطۂ حرکات افلاک و نظرات کواکب ہو تو نظیر اسکا یا قریب
اسکے امکان بشری سے خارج نہین ہو اسکے جواب مین حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ حرکات کواکب و افلاک ہمارے
خدا کے اختیار و تقدیر سے ہے پس بشر کو اسکے تغیر کی قدرت نہین ہے دیکھ آفتاب مشرق سے مغرب کو اسکے حکم سے
جاتا ہے بھلا تو خلاف اسکے حرکت دے سو نمرود حیران ہوا اور ایک روایت ہے کہ ان دنون بشدت قحط تھا و نمرود
نے غلات بطریق احتکار بھرا تھا جب کوئی غلہ لینے جاتا اس سے آپ کو خدا کہلا کر سجدہ کرا تا تب غلہ دیتا قضاے کار
حضرت ابراہیمؑ کو بھی ضرورت ہوئی آپ بھی آئے نمرود نے کہا مین کون ہون فرمایا تو ایک خدا کا بندہ ہو کہنے لگا
کہ مجھے سجدہ کرو تو غلہ لے فرمایا مین سواے اپنے خدا کے کسی کو سجدہ نہین کرتا اسنے کہا تیرا خدا کون کہا ربی الذی
یحیی و یمیت اور تفسیر کبیر مین ہے کہ جب حضرت نے احیاے نمرود تسلیم نہ کیا تو نمرود نے کہا کہ تو اپنے خدا سے درخواست
کر کہ وہ مردہ زندہ کرے اور اس بات پر نہایت مصر ہوا اور کہا اگر ایسا نہ کریگا تو قتل ہوگا آنجناب نے ناگزیر دعا مانگی
رب ارنی کیف تحیی الموتے یعنے اے پروردگار رب مجھے دکھلا اپنی قدرت کاملہ سے کیسے زندہ کرتا ہے مردہ کو ارشاد
ہوا او لم تومن یعنے کیا تو یقین نہین لایا اور مقابل منکر کے بول اٹھا کہ ربی الذی یحیی حضرت نے عرض کیا
بلی و لکن لیطمئن قلبی یعنے کیون نہین لیکن یہ تمنا دل کے اطمینان کیواسطے ہے یعنے مین قدرت کاملہ الٰہیہ سے

جال پھیلا رکھا ہے چاہتا ہے کہ میرے بندون کو پھانسے حضرت خلیل علیہ السلام بحکم رب جلیل دریا پر تشریف لائے
ابلیس علیہ اللعنۃ کو متحیر کھڑا ہوا دیکھا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے ملعون کیا تامل کرتا ہے اور کون نقشہ مکر کا اپنی لوح
فکر پر کھینچتا ہے ابلیس نے جواب دیا کہ اس مردے کی کیفیت سے متحیر ہون کون معمار اس خانۂ خراب کو بنا سکتا ہی
اور کون مہندس اس نقشے کو از سر نو کھینچ سکتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مردود کیا محل تحیر ہے
وہی معمار قدیر جو اسکو کتمان عدم سے صحراے وجود مین لایا تھا قادر ہے کہ دوسری مرتبہ زاویۂ تفرقہ سے ساحت جمعیت
مین پہونچا دے ؎ کوزہ گر گر کوزہ را بشکند؛ چون بخواہد باز قائم میکند؛ آنکہ داند کوزہ کردن از نخست ؛
چہ عجب گر ساز د اشکستہ درست؛ پس ابراہیم علیہ السلام نے زبان سوال کھولی کہ الٰہی دکھلا مجھکو کسطرح مردے
کو زندہ کرتا ہے تاکہ یہ طاغی ملزم ہو اور دل میرا اسکے الزام سے اطمینان پکڑے اور اہل تصوف فرماتے ہین
کہ مراد موتی سے وہ قلوب ہین کہ انوار مکاشفات سے محجوب ہون اور احیا عبارت ہے تجلی انوار الوہیۃ سے اور زمانۂ
حضرت ابراہیمؑ مین آدمی اس نعمت سے بے بہرہ تھے اسواسطے حضرت نے فرمایا کہ رب ارنی الخ یعنے قلوب
کا زندہ ہونا مجھکو دکھلا تاکہ دل میرا اس تجلی کے حاصل ہونے سے آرام پائے اور معلوم ہوجائے کہ یہ لوگ بعد سے
قرب مین پہونچے اور بعضے کہتے ہین کہ جب اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبح اسمعیل علیہ السلام
کا حکم دیا اور حضرت نے بامتثال حکم ربانی مقدمات ذبح پر اقدام فرمایا تب آپ نے دعا مانگی کہ الٰہی تو نے حکم دیا کہ
زندہ کو بیجان کر مین نے اسپر اقدام کیا اب مین درخواست رکھتا ہون کہ مردے کو زندہ کر تاکہ مین دیکھون اور
ایک وجہ اور بھی ہے کہ تمام خلق پر بروز قیامت حقیقت حشر اور نشر بخوبی روشن ہوجائیگی الّا حضرت نے چاہا کہ
آج دنیا مین مجھکو احیاء موتی دکھلائے کہ مجھکو اطمینان حاصل ہو رہے اور قبل از قیام قیامت اس اختصاص سے
مخصوص ہوجاؤن اور یہ بھی وجہ ہے کہ اغلب آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقلی تھے اور انبیا کو آیات حسی بھی ہوئی
ہین جیسے ید بیضا اور عصا وغیرہ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے درخواست کی کہ مین جامع آیات حسی اور عقلی ہوجاؤن
لہٰذا درخواست کی کہ رب ارنی کیف تحیی الموتے اور امام جمال الدین ساحی اپنے مغرات مین امام جعفر صادق
علیہ السلام سے نقل کرتے ہین کہ خداوند تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تیری اولاد مین ایک
پیغمبر ذی شان آخر الزمان پیدا ہوگا اور نام اسکا محمدؐ ہے اسکی برکت سے میری خلعت کی تاثیرات بخوبی ظاہر
ہونگی تب حضرت خلیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا الٰہی وہ شخص کس زمان اور وقت مین ظاہر ہوگا اور علامت
ایجاد اس خلعت کی اور نشان وقوع اس دولت کا کیا ہے حکم ہوا کہ جب تیری دعا سے مردے کو زندہ کردون تب
تو جان لے کہ مین نے تجھکو خلیل اپنا کیا چونکہ مدت انتظار دراز ہوئی بزبان نیاز دعا مانگی کہ رب ارنی کیف
تحیی الموتی اور فصول مین حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ سے نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
اپنے صحف مین ملاحظہ فرمایا تھا کہ مرغان ہوا ہواے بہشت مین طیران کرینگے اور اہل بہشت باشارہ و لحم طیر
مما یشتہون اس سے گوشت لیکر تناول کرینگے اور پھر دوسری مرتبہ وہ ہڈیان مجتمع لباس لحم مین کشتی ہوکے

کہ اس بشارت کی دلیل کیا ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میرے دعویٰ پر گواہ یہ ہے کہ تم مستجاب الدعوات
ہوئے تمہاری دعا سے خدا مردے کو زندہ کردیگا تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غایت شوق سے دعا
مانگی رب ارنی کیف تحیی الموتے اور بعضے عقلا کہتے ہین کہ قوت وہمیہ اشیائے غیر محسوسہ کے ادراک مین مقصر
ہے مگر قوت عقلیہ البتہ اشیاے غیر محسوسہ کو سمجھ سکتی ہے اور اس سبب سے جب عقل و وہم مین تخالف واقع ہوتا
ہے تو طبع انسانی مشوش و متردد ہوجاتی ہے اور دل مضطرب و مضطر اسلیے حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام نے
خداوند عالم سے یہ سوال فرمایا تاکہ قوت حساسہ اس احیا کے مشاہدے سے مشوسات طبع کو دفع کرے اور دل
ساکن و مطمئن ہوجاسے پس درحقیقت نفس احیا مین مطمئن القلب تھے لیکن کیفیت مین تامل تھا کسواسطے کہ صورت
احیا مختلف ہوتی ہے پس رویت احیا کے سوال سے گویا کیفیت احیا مراد ہے یعنے حضرت نے چاہا کہ جس طرح نفس
احیا سے مطمئن القلب ہون اسکی کیفیت سے بھی مطمئن ہوجاؤن اور اسیواسطے ارنی احیاء الموتی نہین فرمایا
بلکہ کیف تحیی الموتی کہا اور اسی قول کے قریب قریب فتوحات مین حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ
طریق احیاء مختلف ہے جسطرح وجود خلق اسواسطے کہ بعضے مخلوقات کلمۂ کن سے موجود ہوئی ہین اور بعضون کو ایک
ہاتھ سے اور بعضون کو دو ہاتھ سے اور بعضون کو ابتدائً اور بعضون کو بسبب اور مخلوقات کے پیدا کردیا ہے جب اسطرح سے
حضرت ابراہیم نے دیکھا تو جانا کہ احیاء خلق بعد از موت قسم دوسری ہے اور یہ بھی مختلف ہوگی پس درخواست کی کہ
کون قسم کی ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سبب اس سوال کا یہ تھا کہ ایک روز
حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیرۂ طبریہ سے عبور فرماتے تھے ایک مردار کنارے دریا کے پڑا ہوا دیکھا کہ وقت مد دریا کے
مچھلیان مگر سوس وغیرہ جانور دریائی اپنا رزق اُس سے لیتے ہین اور وقت جزر دریا کے مچھلی و مگر چلے جاتے ہین
حیوانات جنگلی اُسپر متوجہ ہوتے ہین اور کھاتے ہین بعد اسکے مرغ ہوا شکاری غیر شکاری اپنا حصہ لیتے ہین حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے وہان ٹھہر کر کمال تعجب سے دیکھا اور اپنے دل مین تصور کیا کہ مجھکو یقین ہے کہ خداوند کبریا قادر ہے کہ
اس مردے کو زندہ کرے کیونکہ قدرت بیزوال او ذات پر کمال اس پروردگار کی شائبہ نقصان اور زوال سے پاک
ہے ؎ چو قدرتش علم کن فکان برافرازد ؛ ز نیستی سوے ہستی کشد جہانے را ؛ لیکن یہ مردہ کہ اسکے اجزا متفرق دریائی
جانورون اور صحرائی درندون اور ہوائی مرغون کے جزو بدن ہوگئے ہین کس طرح زندہ ہوگا لہذا سوال کیا کہ رب
ارنی کیف تحیی الموتیٰ اور ایک جماعت مفسرین اس طرف گئی ہے کہ ایک روز ابلیس پر تلبیس کنارے کسی دریا
کے گذرا وہان ایک قبر دیکھی کہ وہ اُسکا باہر پڑا ہے اور مرغ ہوا جانور دریا حیوانات صحرا اُس سے اپنا حصہ لیتے
جاتے ہین ایک ساعت کامل وہان توقف کرکے خوب دیکھا اور دیکھکر کہا یہ خوب حیلہ مجھکو ہاتھ لگا اب مین بعض عقلا
اور کوتہ نظرون کو دام فریب مین پھانسونگا کہ قیامت مین خالق ذوالجلال ایسے اجزاے متفرقہ کو اطراف عالم
سے کسطرح جمع کریگا اور ایسے اعضاے پراگندہ کو حواصل طیور اور اجواف سباع سے کیونکر یکجا کریگا اُسوقت
حکم الٰہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہونچا کہ فلان دریا کے کنارے جلد جا کہ میرے دشمن نے مکر اور فریب کا

پس حکم خدا سے چارون جانور اپنے سرون کی طرف اجزاے متفرقہ سے ملکر دوڑے اول حکمت دوڑنے مین
یہ تھی کہ کسی طرح کا شبہہ باقی نہ رہے اسواسطے کہ توہم اس امر کا ہوتا تھا کہ شاید اور ہی جانور ہون یا شاید خیال
کیا جائے کہ پانون اُنکے درست نہین ہوئے ہین دوسرے یہ کہ جانور کے دوڑنے مین جو حال معلوم ہوتا ہی وہ
اڑنے مین نہین دریافت ہوتا ہی تفسیر انوار مین لکھا ہی کہ جو شخص کہ اپنے نفس کو حیات ابدی سے زندہ کرنا چاہے
بہتر ہے کہ قواے صفات بدنیہ کو تیغ ریاضت سے بسمل کرے اور ایسا کوٹے کہ تندی انکی جاتی رہی اور فرمانبرداری
پر قرار واقعی مستعد رہین پھر انکو عقل اور شرع کی طرف بلا دے تاکہ بطریق متابعت اور مطاوعت جلدی کرین اہل
معانی علیہم الرحمۃ فرماتے ہین کہ چار جانور کے ذبح کرنے مین یہ اشارہ ہی کہ کبوتر پیوستہ آدمیون سے انسیت رکھتا ہی اسکے
رشتۂ الفت کو توڑے اور خروس ہمیشہ مائل بشہوت رہتا ہی جو اسکو ذبح کرے کہ بند شہوت سے نکلے اور کوا منبع حرص
اور طمع ہی اسکو قتل کرے کہ صفت حرص اور طمع دور ہو جائے اور طاؤس مجمع زینت ہی اسکا سر کاٹے تاکہ آرایش
دنیا سے آنکھین اسکی بند ہو جائین تب حقیقت معنی پر پہونچے حضرت بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ
آرایش ظاہر ویرانی باطن کا سبب کامل ہی اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص تیغ مجاہدہ سے ان چارون صفتون کو
ذبح کر ڈالے حیات ابدی اور زندگانی سرمدی اُسکو حاصل ہو اور حکیم سنائی فرماتے ہین ؎ چار مرغ ست چار
طبع بدن ❊ جملہ را ابہر دین بزن گردن ❊ پس بیان وشق و عقل و دلیل ❊ زندہ کن ہر چہار را چو خلیل ❊ یعنے آگ
نمونہ ہی قہر کا اور شہوت نمونہ ہی ہوا کا اور حرص خاصہ ہی پانی کا اور تیرگی تیرہ ہی خاک کا پس انہین ارکان کا تیغ
ریاضت سے ذبح کرنا لازم ہی اور تخصیص پرندون کیوجہ یہ ہی کہ نوع مرغ لطف حیوانات مین ہی اور حیات الطف اشیا ہی
اور سائل لطیف نے خداوند لطیف سے مشاہدہ الطف اشیا کا سوال کیا لطف عمیم نے اقتضا کی کہ یہ صورت الطف
حیوانات پر ظاہر کیجا دے تاکہ وجہ مناسبت بھی بخوبی پیدا ہو تفسیر کبیر مین لکھا ہی اگر کوئی شبہہ کرے کہ ایک حیوان
کے زندہ کرنے سے بھی مطلب حاصل تھا چار کی کیا ضرورت تھی تو جواب یہ ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
موافق عبودیت کے درخواست کی خداوند کبریا نے بقدر ربوبیت دکھلایا مصرعہ تو لایق خود خواہی من در خور
خود بخشم ❊ اور تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ شاید یہ وجہ ہی کہ سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طلب حیات تھا اور حیوان
کے ارکان چار ہین آگ پانی خاک ہوا اور ہر ایک حیوان کے بدن مین چار خلطین ہین خون بلغم سودا صفرا
اور اعضاے رئیسہ بھی چار ہین دل دماغ کبد انثیان اور ہر حیوان مین چار قوت طبعیہ ہین غاذیہ نامیہ
مولدہ مصورہ اور چار تو تین انکی خادمہ ہین جاذبہ ماسکہ ہاضمہ دافعہ اور یہ چارون محتاج ہین چار کیفیت
کی حرارت یبوست رطوبت برودت پس مدار ہر کام کا حیوانات مین مخصص ہی چار سے لہذا ایراد اس عدد کا
مناسب تھا اسواسطے کہ یہ وقت وقت اظہار آثار حیات کا تھا اور ارباب تذکیر یہ وجہ بیان کرتے ہین کہ ای ابراہیم
طاؤس کو پکڑ اور زیب و زینت حضرت آدم علیہ السلام جو بہشت مین تھی یاد کر اور کوے کو گرفتار کر اور غیبت اور حرص
حضرت آدم کی اکل شجرہ مین مشاہدہ کر اور کبوتر کو دیکھ اور الفت اور وابستگی حضرت آدم کی ریاض فردوس سے

بال پر دم سر سے ملکر بدستور فضاے بہشت مین پرواز کرینگے اسواسطے حضرت ابراہیمؑ نے درخواست کی کہ اس عالم مین بھی اسکو ملاحظہ کرون پس عرض کیا رب ارنی کیف تحی الموتے اور بعضون نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی صحف مین دیکھا تھا کہ حق سبحانہ تعالی حضرت عیسی علیہ السلام کی دعا سے مردے کو زندہ کریگا اسواسطے آپ نے بھی دعا مانگی کہ یا اللہ مردے کو زندہ کر تا دل میرا مطمئن ہو جائے اور مرتبہ میرا اکثر مرتبہ لڑکے سے جو جیسے ہوگا نہو اور اہل تحقیق بعد اعتقاد وقوع اس قصہ کے ظاہر مین باطن آیہ مین خوض کر کے فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مثل عاشق بیتاب کے عشق الہی سے بے آرام تھے اور غایت جلال اور دلال معشوقی سے انکو طاقت رویت جمال الہی نہ تھی اسواسطے نعرۂ ارنی انظر الیک زبان عالی سے نکالا ہے برقع فروگذاشتہ بگذر کہ دیدہ را :: با نور آفتاب جمال تو تاب نیست :: مثلاً کسی کا محبوب کاتب ہو اور عاشق چاہے کہ اسکو دیکھے اور کہے کہ ارنی کیف تکتب پس اس مقام مین غرض رویت کاتب کی ہے نہ مشاہدۂ کتابت اور خیال عاشق کا یہ ہے کہ شاید محبوب دلنواز برقع ناز اٹھا کر فرمادے کہ انظر کیف اکتب یہان بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احیاء موتی گویا بہانہ شہود محیی تھا اور چونکہ طلب لقار مز اور انغار سے واقع ہوئی تھی جواب بھی پوشیدہ ملا کہ اولم تومن اور ارباب وجدان فرماتے ہین کہ باعث سوال کا صرف استماع اس کلام کا تھا اسواسطے کہ معائنۂ دوست مین عاشقون کو ایک ذوق ہوتا ہے اور جسکو حاصل نہین ہوتا وہ اصلا نہین جانتا ہے سلئے کہتے ہین کہ جب خطاب با عتاب اولم تومن حضرت خلیل علیہ السلام کو پہونچا آپ نے جواب دیا کہ بلی ایمان رکھتا ہون لیکن مشتاق جمال تھا باوجود یقین کامل کے مین نے آپکو لباس اہل گمان مین پوشیدہ کیا تھا تاکہ یہ جواب سنون اور دل میرا آرام پائے مصرعہ ویبقی الود ما بقی العتاب :: بالجملہ جب حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ مین اسکا ایمان لایا ہون کہ تو مردون کو زندہ کرنے والا ہے اور تیری قدرت کاملہ کا گرویدہ ہون لیکن یہ سوال اسواسطے مین نے کیا ہے کہ مجھکو اطمینان ہو جائے اور میرا قلب آرام پائے یعنے عین الیقین حاصل ہو تو ارشاد ہوا فخذ اربعة من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءا ثم ادعھن یاتینک سعیا یعنے پس پکڑ تو چار جانور اڑنیوالے پھر انکو ہلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر ایک پہاڑ پر انکا ایک ایک ٹکڑا پھر انکو پکار کہ آوین تیرے پاس دوڑتے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے چار جانور یعنے مور کوا کبوتر مرغ انکو اپنے ساتھ ہلایا کہ پہچان رہے پھر ذبح کیا اور ایک پہاڑ پر چارون کے سر رکھے دوسرے پر انکے پر تیسرے پر دھڑ چوتھے پر پیر سر کاٹ کر اور مابین جبال کھڑے ہوکر ایک کو پکارا اسکا سر اٹھکر ہوا مین کھڑا ہوا پھر دھڑ چلا پھر پر لگے پھر پانون کہ وہ دوڑتا چلا آیا اسیطرح چارون آئے اور بعضی روایت مین بجاے کوے کے کرگس ہے اور بجاے کبوتر کے بط اور عطا مفسر کہتے ہین کہ بط سبز تھی اور کوا سیاہ کبوتر سرخ خروس سفید اور بعضے محققین مفسرین یون روایت کرتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جانورون کو ذبح فرمایا اور سر انکے ہاتھ مین لیے اور تمام اجزا کو خوب کوٹ کر ملا دیا پھر اسکے چار حصے کیے ہر ایک حصے کو ایک ایک پہاڑ پر رکھدیا اور آواز دی کہ ای مرغ آؤ اپنے سرون کی طرف

قول اہل تحقیق

۱ یعنے دکھلا مجھکو ۱۲
سے لے یعنے دیکھ کیسی طرح لکھتا ہون ۱۲
۲ یعنے دیکھ کیسی طرح لکھتا ہون ۱۲
۳ یعنے باقی رہتی ہے محبت جب تک باقی رہے عتاب ۱۲

عنایت ہوا ہی جسطرح حضرت آدم علیہ السلام کو ثمر توبہ شجر عرفات سے ملا اور سفینۂ با سکینہ حضرت نوح علیہ السلام
کا قرار گاہ کوہ جودی مقرر ہوا اور عہدۂ تکلیم موسی کلیم اللہ کا کما قال اللہ وکلم اللہ موسی تکلیما طور سینا سے عنایت
ہوا اور زمزمہ نغمات داؤدی کوہ یوز سے بلند ہوا اور نور شریعت حضرت عیسیٰ روح اللہ اوج ساغیر سے چمکا اور
آفتاب عنایت ابدی اور کوکب فضل ایزدی ازلی حضرت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حرا سے طالع ہوا بلکہ خود
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تیر اجابت دعوت واذن فی الناس بالحج کوہ ابو قبیس سے نشانہ پر لگا اور فداے حضرت
اسماعیل علیہ السلام پہاڑ منا پر میسر ہوا پس ہر گاہ کہ پہاڑ کو ایسی برکتین عنایت ہوئی تھین اظہار معجزۂ احیا اور
وضع اجزا کا بھی حکم پہاڑون پر پہونچا کہ حضرت نے اجزاے متفرقہ کو پہاڑون پر رکھکر گویا ارشاد کیا ؎
بیا ئیدای گرفتاران کہ مفتاح نجات آمد ✤ بجای بانگ یکسوفت و ہنگام حیات آمد ✤ چنانچہ مقارن اس آواز کے
اجزاے متفرقہ باہم ملکر اپنے سرون سے ملصق ہوئے تکملۃ القصص مین لکھا ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوے
کا سر طاؤس کو دکھلایا اُسنے اپنی گردن کو پھیر لیا اور قبول نہ کیا تب حضرت نے اُسی کا سر اُسکو عنایت کیا
اسی طرح جملہ طیور اپنے اپنے سرون سے ملکر اڑنے لگے ؎ مرغان آشیانۂ قدسی بصد نیاز ✤ دائم بگرد کوے
تو پرواز می کنند ✤ تفسیر طبری مین لکھا ہی کہ یہ قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آخر عمر مین واقع ہوا ہے کہ اسکے
بعد ایک برس دنیا مین رہے ہین اور شفا مین ہی کہ اُسوقت مین حضرت ابراہیم علیہ السلام بچانوے ۹۵ برس کے تھے
اور سو ۱۰۰ برس کی عمر مین حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوے تھے اور ابو مسلم اصفہانی کہتے ہین کہ یہ قصہ احیا
تمثیل ہی نہ یہ کہ ذبح و احیا خارج مین واقع ہوا ہو یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حی قیوم سے طلب احیا
کی تو حق سبحانہ تعالی نے ایک مثال دکھلائی کہ اُس سے کیفیت احیا سے واقف ہون وہ یہ ہی کہ چار مرغ پکڑ
اور انکو مطیع کر کہ جب بُلا دے حاضر ہون اور صرہن بمعنی امِلهن کے آیا ہی اور عصفور وا صفوا ر وہ کنجشک ہی جو کہ
بلا نے والے کو قبول کرے پس معنی کریمہ یہ ہوے کہ چڑیون کو سکھلا اسطرح کہ جب بلا دے حاضر ہون تو
گویا ایک مثال محسوس ابراہیم کو دکھلائی کہ ارواح جسد مین بر سبیل سہولت پھر آتی ہین جسطرح بے مبالغہ
مرغ آموختہ چلے آتے ہین اسی طرح طیور ارواح کہ دست آموز قدرت ہین بلانے کے وقت بلا تمرد
و تردد جانب قفس تن متوجہ ہوتے ہین ؎ مرغ دست آموز را چندانکہ کس دور افگند ✤ بانشاط بال آید باز
چون گوید بیا ✤ مفاتیح الغیب مین تصریح سے لکھا ہی کہ یہ کلام ابو مسلم کا درحقیقت انکار اجماع ہے کیونکہ جمیع
ارباب تفسیر وقوع ذبح وغیرہ پر متفق ہین سواے اسکے دلیل اسی کی ناقص ہی اول اسوجہ سے کہ سکھلانا مرغون
کا ہر شخص کو ممکن و آسان ہی ابراہیم کی کیا تخصیص ہے دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم ع نے مشاہدہ کیفیت
احیا کی درخواست کی ہی اور ظاہر آیت سے اجابت دعا واضح ہی اور اس قول سے اجابت دعا کا تحقق
نہین ہوتا تیسرے یہ ہی کہ آیۃ منہن جزءً سے ثابت ہوتا ہی کہ طیور متجزی ہوے اور تجزیہ بعد قطع و خلط کے
ہو سکتا ہی اگرچہ احتمال ہو سکتا ہی کہ واحد اربع سے ارادہ کیا جاے لیکن حمل جزءً ابدان پر اظہر ہے مخفی نرہے

ہیجان اور خروس کو لے اور شہوت وصال آدم علیہ السلام کو جو حضرت حوا سے ہوتی تھی دل مین خیال کر اور شہوت
انکو ذبح کر تو ہبوط آدم علیہ السلام مین بخوبی فکر کر یہ بوستان بہشت سے کسطرح زندان دنیا مین گرفتار ہوے اور
زینت رضوان کو محنت اس کلبۂ اخزان سے بدل ڈالا اور سرانجام زینت اکل مین زحمت جوع حاصل کی اور
بجائے نور الفت کے ظلمت وحشت ملی اور نعمت وصلت بہاجرات اور فرقت سے بدل ہوئی اور جب مین انکو زندہ
کرون تو اس نکتۂ دلپذیر کو لوح ضمیر پر تصویر کر کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مین نے بعد غربت اور وحشت کے
زیور توبہ سے مثل عروس آراستہ کیا اور لباس قربت اور وصلت پھر اس جسم زار پر پہنایا اور فائدہ اس فکر کا یہ ہے
کہ جب حال آدم علیہ السلام کا معلوم ہوگیا تو پھر تجھپر پوشیدہ نرہیگا کہ احوال آدمیون کا بھی منقلب و متفاوت ہوتا ہے
نہ عشرت او مسرت کو دوام ہے اور نہ عسرت اور نکبت کو مقام مصرعہ سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد + پس شکر کر اور
محنت اور شدت مین صبر اختیار کر سے ای کہ مینالی زمحنت راہ خرسندی طلب + کین ہمہ ندوہ وغم در نیم ساعت
بگذرد + ای کہ میبالی بدولت بیش ازین شادی مکن + چشم تا برہم زنی اقبال و دولت بگذرد + امام عبدالوہاب فصول
مین بیان کرتے ہین کہ چارون طیر مین ایک ایک صفت بہتر تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنا بر اکتساب اُن
صفات کے بھی اشارہ ہوا ہے یعنی ای خلیل طاؤس مین حسن خلق ہے تو بھی حسن خلق اختیار کر اور خروس بیدار سحر
خیز ہے تو بھی رات کو وظیفۂ ذکر اور مناجات کر اور بط صفت طہارت سے موصوف ہے تو بھی ظاہر اور باطن اپنا پاکیزہ
رکھ اور غراب عزلت گزین اور گوشہ نشین ہے تو بھی اپنے دل کو اندیشۂ اغیار سے دور رکھ سے مناسب
نیست یکجا جمع کردن + ہوائے یار با سودائے اغیار + تفسیر کنز العلوم مین لکھا ہے کہ حکمت اس حکم مین یہ ہے کہ طاؤس حسن
اور جمال مین سب مرغون سے پیشقدم ہے اور انسان جمال و رنکوئی مین سب حیوانات سے افضل ہے کہ لقد خلقنا الانسان
فی احسن تقویم و طاؤس مشابہ ہے آدمی کے اور خروس مشابہ ہے فرشتے کے یعنی جسطرح فرشتہ تمامی اصناف
موجودات سے ذکر خدا مین بیشتر رہتا ہے خروس بھی تمامی انواع طیور سے طریقۂ ذکر مین اکثر ہے اور بط کو جنات
سے مناسبت ہے اسواسطے کہ جن کبھی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی مخفی اسیطرح بط کبھی اوپر آتی ہے کبھی نیچے اور زاغ
کو سیاہی رنگ و طول عمر اور قباحت فعل کے سبب دیو سے مشابہت ہے سو حکمت باری بزبان اشارت
ارشاد فرماتی ہے کہ ای خلیل وقت ذبح ان جانورون کے فنائے انسان و ملک و جن اور شیاطین سے خبردار ہو
اور جب یہ چارون میری قدرت سے زندہ ہون تو ان چارون کے زندہ ہونے سے مطلع ہو کہ مین اول و
آخر کا مختار ہون **فائدہ** آیۂ قرآنیہ مین واقع ہے کہ ہر پہاڑ پر ایک جز رکھدے یہ امر بظاہر محال معلوم ہوتا ہے
اسواسطے مفسرین کہتے ہین کہ اس جگہ ایراد عام اور ارادۂ خاص ہے جسطرح اوتیت من کل شئی مین واقع
ہے یعنی جس پہاڑ پر رکھنا ممکن ہو اور تیرے نزدیک ہو اسپر رکھدے وجہ تخصیص پہاڑون کی بظاہر
یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدرت حق کا اظہار اپنی اُمت پر چاہا تھا اور پہاڑ تمام
اجزائے زمین سے اظہر ہین اور ایک وجہ اور بھی خیال مین آتی ہے کہ اکثر انبیاء اولوالعزم کو پہاڑون پر خلعت ارض

سنا یا کہ لاحاجۃ لی الیک ابن کعب سے روایت ہی کہ جب کفار آگ مین ڈالنے پر مستعد ہوے تب حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لاالٰہ الا انت سبحانک لک الحمد و لک الملک لاشریک لک پھر منجنیق اُٹھایا اور آنجناب
کو آگ مین ڈالا اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے استقبال کرکے کہا ہل لک حاجۃ قال ابراہیم
اما الیک فلا یعنی بندہ ہر حال مین محتاج ہے لیکن تجھسے کہ تو بھی بندۂ خدا ہی کچھ حاجت نہین ہی حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے کہا کہ اپنے خدا سے سوال کرو فرمایا علمہ بحالی یکفی من سوالی یعنی حاجت سوال نہین ہی اُسکو میرا حال
خوب معلوم ہی ذرا بوالمنصور سماع کہتے ہین کہ جسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ تمکو کچھ حاجت ہی تو آنجناب نے ارشاد کیا
کہ مین نے اپنے نفس کو اللہ کے ہاتھ بیچا تھا مگر منتظر تسلیم تھا اب کہ وقت اُسکا آیا تو اب حاجت نہین ہی مگر یہی کہ جو مین نے
بیچا ہی اُسے مشتری کو تسلیم کردون اور ایک روایت ہی کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ خدا سے اپنی حاجت
مانگو تب فرمایا اگر دوست دوست کا جلنا چاہے تو پھر جینا درست نہین ہی کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت
ہی کہ ہر ایک مخلوق آگ کو بجھاتی تھی مگر وزغ بفتحتین و آخرہ الغین المعجمۃ فی الفارسی آفتاب پرست و فی الھندی
گرگٹ کہ یہ ناپاک بمقتضای طبیعت بد آگ کو اپنے منھ سے پھونکتا تھا اور تیز کرتا تھا فائدہ معالم التنزیل مین
علامۃ الوقت محدث الزمان محی السنۃ بغوی نے باسناد صحیحہ سعید ابن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم نے امر کیا ہی بقتل وزغ اور اُسکے سبب مین فرمایا ہی کہ یہ آتش نمرود کو دم سے پھونکتا تھا
بالجملہ جب توکل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حد سے متجاوز ہوا تو حضرت حق جل جلالہ نے آگ سے فرمایا یا نار
کونی بردًا و سلامًا علی ابراہیم یعنی ای آگ تو ہوجا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر یعنی جسطرح ابراہیم اپنی طبیعت
سے نکلا ہی تو بھی اپنی طبیعت سے نکلکر سرد ہوجا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اگر ارشاد
نہوتا سلامًا تو مرجاتے حضرت ابراہیم علیہ السلام برودت سے اور تمام دنیا مین آگ کا نام و نشان باقی نہ رہتا
اور نفع اُس سے یک قلم منتفی ہوجاتا اور اگر نفرماتے علی ابراہیم تو سارے عالم پر آگ ٹھنڈی رہتی با اینہمہ سات
دن تک آتش دنیا مین مطلقًا حرارت محسوس نہین ہوئی اور کعب احبار سے اخبار الدول مین نقل کی ہی
کہ جسوقت یہ حکم صادر ہوا ہی تمام عالم کی آگ بجھ گئی معالم التنزیل مین ہی کہ جسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو کافرون نے آگ مین پھینکا تو فرشتون نے دونون بازو تھام کر نہایت نرمی و آہستگی سے بٹھلا دیا اور اسیوقت
روبرو حضرت ابراہیم ایک چشمۂ آب شیرین و شفاف جاری ہوگیا اور گلاب و نرگس بے غل و غش پھول اٹھے
گویا ایک گلشن و بوستان غریب ظاہر ہوا اور خواجہ عبد الکریم مؤلف نادرنامہ لکھتا ہی کہ اب تک وہ چشمہ جاری
ہے اور اُسپر ایک مسجد وسیع واقع ہی اور وہ چشمہ وسط مسجد مین ہی اور خارج المسجد ایک حوض کبیر طولانی نہایت
مستحکم بنا ہوا ہی کہ آب چشمہ اُسمین جمع ہوتا ہی اور کعب احبار سے روایت ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سات
رات و سات دن اُس آگ مین جلوہ فرما رہے تھے اور سوا اسے طوق و زنجیر کوئی چیز آنجناب کی نہین جلی اور
ابن یسار سے معالم مین نقل کی ہی کہ خدا نے ہمزاد فرشتے کو پہلوے حضرت مین ظاہر کردیا کہ وہ حالت تنہائی مین انیس تھا

کہ اس قصہ کے وقوع مین کسی طرح کا تردد نہین ہی کاتب اوراق نے موافق تحقیق امام رازی و سیاق و سباق آیات ربانی سے اس مقام پر لکھا القصہ جب احراق حضرت ابراہیم علیہ السلام موافق کہنے ایک دہقانی فارسی مسمی ہیزن کے قرار پایا تو حظیرے کی تجویز ہوئی قالوا ابنوا لہ بنیانا فالقوہ فی الجحیم یعنی بناؤ اُسکے لیئے ایک عمارت پھر ڈالو اُسکو بڑی آگ مین چنانچہ نمرود نے حظیرہ پہاڑ کے سامنے بنوایا بلندی اسکی ساٹھ گز کی بعضے کہتے ہین کہ وہ مکان قصبہ کوثی مین تھا اور بعضے بلدۂ عرنی کے متصل کہتے ہین اور سب رعایا کو حکم ہوا کہ لکڑیان اُسمین جمع کرین چنانچہ مردم شہر و دیہات و قصبات لکڑیان جمع کرنے لگے اور یہ شوق دامنگیر ہوا کہ جب کوئی کافر بیمار ہو جاتا تو یہ کہتا تھا کہ اگر صحت پاوینگے لکڑیان لاوینگے بلکہ ایک داد عورت تجبہ سوت اپنا بیچتی اور بوجھ لکڑیون کے مول لیکر آگ مین ڈالتی تھی یہ بھی حطب جہنم زن ابولہب کے ہمدم تھی اور جو شخص قریب بمرگ ہوتا تھا اپنی اولاد سے وصیت کر جاتا تھا کہ تم بھی لکڑیان لاکر ہماری اور اپنی طرف سے ڈالیو معالم التنزیل مین ہے کہ ابن اسحاق فرماتے ہین کہ ایک مہینے کامل اس حظیرے مین لکڑیان جمع کی گئین جب حد معینہ پر پہونچی تو آگ دی اور سات دن تک اُس آگ کے مشتعل کرنے مین مصروف رہے سیکڑون کپیان گھی کی ڈہلکائی گئین پھر ایسی بلند ہوئی کہ اگر پرندہ اسیر ہو کر نکلتا تو جلجاتا تھا اب سب لوگ حیران ہوے کہ ایسی آگ مین حضرت ابراہیمؑ کو کسطرح ڈالین متصل اُسکے جانا محال تھا اور طاقت بشری سے خارج اس حیص بیص مین ابلیس علیہ اللعن آیا اور اُسنے منجنیق بنانا تعلیم کیا کہ فوراً بنایا گیا خواجہ عبدالکریم مؤلف نادرنامہ نے لکھا ہی کہ پائین کوہ مکان آتش تھا اور بالاے کوہ منجنیق قائم کیا تھا کہ علامت اسکی ابتک موجود ہی بعد اُسکے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سب پوشاک سواے پاجامے کے اتاری اول حضرت ابراہیمؑ راہ خدا مین برہنہ کیے گئے ہین اخبار الدول مین ہی کہ ایک سفیہ احمق نے پاجامہ اُتارنا چاہا دونون ہاتھ اُسکے شل ہو گئے بعد ازان طوق و زنجیر سے آراستہ کر کے منجنیق مین بٹھلایا ہنوز آگ مین نہ پھینکا تھا کہ ارض و سماوات و ملائکہ و حیوانات و اشجار و جمادات و ہر گل و نباتات یعنی جملہ مخلوقات سواے انسان و جنات کے سب نے پکارا کہ اے پروردگار جہان و جہانیان اپنے جانی دوست کو کس لیے جلائے دیتا ہی حالانکہ کوئی شخص زمین پر ایسا نہین ہی جو تیری عبادت کرے اگر ارشاد ہو تو ہم اُسکی مدد کرین ارشاد ہوا کہ ابراہیم بے شبہہ میرا دوست ہی اور فی الحقیقت اُسکے سوا کوئی خلیل میرا نہین ہی اور مین اُسکا معبود ہون کہ میرے سوا کوئی معبود اُسکا نہین ہی لیکن تم سب اُسکے روبرو حاضر ہو جس کسی سے مدد چاہے وہ بلا تامل مدد کرے ہماری درگاہ سے اجازت عام ہی اور اگر کسی سے اعانت نہ چاہے تو مین اُسکا معین و ناصر و ولی و مددگار ہون چنانچہ ملک السحاب نے حاضر ہو کر التماس کیا کہ اگر ارشاد ہو تو ایک قطعہ ابر سے اس آگ کو پانی کر دون فرمایا لا حاجۃ لی الیک پھر موکل ہوا آیا اُسنے عرض کیا کہ اگر مجھے حکم ہو تو مین اس آگ کو ہوا کر دون کہ تمام آگ روئے زمین پر بکھر جائے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا لا حاجۃ لی الیک حسبی اللہ و نعم الوکیل اسی طرح ہر قسم کے فرشتے آئے مگر حضرت خلیل نے ایک ہی جواب سب کو

یعنی فرشتہ موکل ابر ۱۲

اور بعض مفسرین نے اسی کو صحیح لکھا ہی اور اسی طرح اہل سیر کو بیچ سارہ مین بھی اختلاف ہی بعضے قائل ہین کہ حضرت
ابراہیم کی بھتیجی تھین اور شریعت ابراہیم علیہ السلام مین یہ نکاح جائز تھا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت سارہ ہاران
اکبر کی بیٹی تھین اور ہاران مذکور حضرت ابراہیم کا چچا تھا اور ہاران دوسرا بھائی حضرت کا تھا کذا فی المعالم و
اخبار الدول اور بعضے کہتے ہین کہ بادشاہ حران کی بیٹی تھین اور نکاح بعد ہجرت ہوا ہی اور صورت اُسکی یون
ظاہر ہوئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب جانب شام ہجرت فرما ہوے تو شہر حران مین پہونچے دیکھا کہ اکثر لوگ
آراستہ بلباس دروازۂ سلطانی پر جاتے ہین آنجناب نے پوچھا تم لوگ کہان جاتے ہو انھون نے کہا بادشاہ
کی بیٹی نہایت حسینہ ہی ایک مدت سے شہزادے اطراف وجوانب کے پیغام نکاح بھیجتے ہین وہ قبول نہین کرتی
اور یہی فرماتی ہی کہ جسے مین پسند کرونگی اسی سے عقد کرونگی ہم لوگ بھی ایک ہفتہ سے دروازہ سلطانی پر جاتے
ہین کہ شاید کسی کو پسند کرے اور وہ ہر روز نقاب چہرہ پر ڈالے آتی ہی اور دیکھکر پھر جاتی ہی اب تک کسی کو پسند
نہین کیا حضرت ابراہیم نے فرمایا ہم بھی تمھارے ساتھ چلتے ہین چنانچہ آنجناب بھی اُنکے ساتھ گئے اور سب سے
الگ کھڑے ہوے دفعۃً وہ شہزادی نقاب ڈالے ترنج زرین ہاتھ مین لیے ہوے ہمراہ سہیلیون کے ایک ایک شخص پر
نظر ڈالتی حضرت ابراہیم تک آئی تو انکی پیشانی مین نور حضرت صلعم نظر آیا بزبان حال بولی ؎ ردے
خوبان را ز حسن خود تماشا کردۂ ✤ عالمی در جستجوی خویش شیدا کردۂ ✤ اور بے اختیار ترنج زرین حضرت ابراہیم
پر ڈالکر دولتخانہ کو آئی ملازمان سلطانی نے حضرت ابراہیم کو قلعہ مین پہونچایا بادشاہ نے بھی اس نور کو دیکھا
اور کہا ای سارہ تو نے بہتر شوہر تجویز کیا ہی اگرچہ غریب ہی لیکن روے زمین کے سلاطین سے افضل ہے بعد
ازان بمواجہہ رؤساے شہر عقد کر دیا کذا فی قصص الانبیا لیکن اہل تحقیق نے علامہ بغوی کے قول کو ترجیح
دی ہی اور جسطرح اسمین ایک نفس ع کا اختلاف ہی اسی طرح وقت مناکحت مین بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین
کہ جبھی حضرت سارہ ایمان لائین اسی دن نکاح مین آئین اور بعضے کہتے ہین کہ بعد ہجرت نکاح کیا ہے
اور یہ قول از روے احادیث صحیحہ اعتماد کے قابل ہی اور قصہ یہ ہی کہ جب حضرت ابراہیم ع نے آتش نمرود
سے نجات پائی تو اب نمرودیون نے چاہا کہ حضرت کو اور طرح سے تکلیف دین کہ اس حال پر حضرت لوط
علیہ السلام مطلع ہوے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو متنبہ کیا ناچار حضرت نے مع حضرت لوط کے ہجرت
فرمائی اور شہر حران کی طرف تشریف لے گئے اور ہاران اکبر اپنے چچا کے گھر اقامت فرمائی اُسنے اپنی بیٹی سارہ کا
اُنسے عقد کر دیا اور استمالت قلب و دلجوئی و خاطر داری مین سرگرم ہوا اور غرض اُسکی یہ تھی کہ شاید طمع زن و فرزند
اور حرص مال و متاع سے اپنا عقیدہ اللہ کیطرف سے اُٹھا دین اور بتون کی نکوہش نفرما دین مگر یہ تدبیر
کارگر نہوئی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو روز بروز دین حق مین ترقی ہوتی رہی
اور ہردم و ہر لحظہ دونون بت پرستون منکرون کو عیب کرتے اور دین و ایمان کی خوبیان بیان فرماتے اور
بے تکلف کافرون کو اُنکے عقائد باطلہ پر الزام دیا کرتے تب ہاران مضطرب ہو کر غصہ مین آیا اور سخت

بعد اُسکے حضرت جبرئیل ایک قمیص حریری بہشت سے لائے اور جسم شریف مین پہنایا اور ایک تخت جنت کا بچھا کر
بٹھلایا اور باتین کرنے لگے پھر کہا ای ابراہیم اللہ صاحب سچ فرماتے تھے کہ میرے دوست کو آگ ضرر نہین کرتی
اس عرصہ مین شاید ایک ہفتہ بعد نمرود نے وزیرون سے کہا خوب دیکھو ابراہیم جلایا نہین وزیرون نے کہا
یہ آگ ایسی ہی کہ اگر پہاڑ بھی اُسمین ڈالا جاتا تو خاک ہوجاتا ابراہیم تو انسان تھا وہ بولا مین نے خواب دیکھا ہو کہ
ایک ابراہیم صحیح و تندرست برآمد ہوا آخرکار خود نمرود مردود مع بعض خواص ایک بلند مکان پر چڑھا تو دیکھتا ہی
کہ حضرت ابراہیمؑ خوش و خرم بیٹھے ہوئے باتین کرتے ہین اور آگ علیحدہ شعلہ زن ہی اُسنے پکار کر کہا ای ابراہیم تیرا
خدا بڑا ہی تجھمین اور آگ مین حائل ہوگیا ای ابراہیم تو باہر آسکتا ہے فرمایا ہان اگر اللہ چاہے پھر آنجناب بیرون
آتش تشریف لائے اُسنے پوچھا دوسرا آدمی کون باتین کر رہا تھا فرمایا یہ ساتھ کا فرشتہ ہی نمرود نے کہا مین تیرے
خدا کی کچھ نذر کرون گا چنانچہ چالیس ہزار گا مین قربانی کین حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ یہ نذر قبول نہین ہوگی جبتک
تو ایمان نہ لاوے نمرود نے کہا مین ملک سیاہ چھوڑ نہین سکتا بعض قصص مین ہی کہ نمرود کا میلان جانب ایمان ہوا
تھا کہ ہامان بے سامان بولا تھا ای نمرود ابراہیم آتش پرست ہے اور آگ فرشتہ ہی سو اُسنے بسبب محبت کے
ضرر نہ کیا اُسی وقت ایک چنگاری آگ سے نکلی اور ہامان پر گری کہ وہ جلکر خاک ہوگیا مگر فساد ڈال گیا کہ اُسکے
کہنے سے نمرود ایمان سے باز رہا اور بعضے بیوقوف آتش پرست ہوگئے اور بعض روایات مین وارد ہے کہ مسماۃ رعضہ
بنت نمرود بھی اُس مکان رفیع پر اپنے باپ کیساتھ گئی تھی اُسنے جب حضرت ابراہیمؑ کا یہ حال دیکھا تو نمرود سے
کہنے لگی کہ اب کیون ایمان نہین لاتا اُسنے جھجکار دیا وہ حضرت کے پاس حاضر ہو کر ایمان لائی پھر وہان سے
نمرود کے پاس آئی اور اُسکو دعوت ایمان کرنے لگی تب نمرود نے اُسکے قتل کا حکم دیا اُسی وقت ہوا نے
اُسکو کوہ قاف مین پھینک دیا کہ اُسی دم سے نماز مین مشغول ہی اور تا نفخ صور قائم رہیگی اور بعضے کہتے
ہین کہ رعضہ حضرت ابراہیم کیساتھ رہی اور حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے مدین سے اُسکا عقد فرمایا کہ اُسنے
بیس مرد بیٹے پیدا ہوئے کذا فی البحر الزخار و اخبار الدول مین کہتا ہون کہ یہ روایت ضعیف ہے الغرض
نمرود نے بعد ادائے نذر و قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رہا کیا عمر شریف سولہ برس کی تھی منہال
ابن عمر سے روایت ہی کہ حضرت ابراہیمؑ جب آگ سے نکلے تو فرماتے تھے کہ اُن دنون نعمت وصل الٰہی ایسی حاصل ہوئی
اگر ہمیشہ ہوتی تو بہت خوش ہوتا اور فرمایا کرتے تھے کہ پھر وہ لطف کبھی حاصل نہوا کذا فی اخبار الدول اور معالم
التنزیل مین ہی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نجات پائی تو کئی شخص ایمان لائے اول حضرت لوط اور
بعضون کے نزدیک اول حضرت سارہ ایمان لائین اور وقت لانے ایمان کے کہا کہ ای ابراہیم مین ایمان
لائی اُس خدا کا جسنے آگ کو سرد کردیا ابن اسحاق کے نزدیک حضرت لوط بھتیجے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
تھے اور انکے باپ کا نام ہاران تھا اور ہاران بیٹا تھا تارح کا اور ایک بھائی حضرت ابراہیم کا ناخور بھی تھا
اور اخبار الدول سے واضح ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام بھائی چچیرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھے

بیان رعضہ بنت نمرود

رہائی حضرت ابراہیم علیہ السلام

بیان ایمان آوردن حضرت لوط و سارہ

آیا اور اراکین سلطنت مین منسلک ہوا بعد چندے بادشاہ مصر ہو گیا اسی کے عہد سلطنت مین حضرت ابراہیمؑ اور حضرت
سارہ مصر مین آئے ہین اور اسی نے بسبب شہرۂ حسن اور جمال سارہ کو گرفتار کرایا تھا اسکی ایک بیٹی مسماۃ ہاغار
جسکا ترجمہ عربی مین ہاجرہ ہے سو بادشاہ نے بسبب ظہور کرامات اور خوارق عادات کہ بوجہ حضرت سارہ ظاہر
ہوے اپنی بیٹی کو وقت رخصت حضرت سارہ اور ابراہیم کے روبرو لاکر بانکسار تمام عرض کیا کہ آپ اسکو لونڈی
سمجھکر خدمت مین رکھین اور خادمہ بناوین جیسا صفر النساء تاریخ معتبر یہودیون مین موجود ہے اور ربی سلومہ اسحاق
نے باب سولہ پیدایش درس اول مین لکھا ہے کہ ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھی جب اُسنے ان کرامات کو دیکھا جو بوجہ سارہ
ظاہر ہوئین تو اُسنے ہاجرہ کو پیش کر کے کہا کہ یہ خدمت مین رہے حضرت ابراہیمؑ اور سارہ نے قبول کیا اور رخصت
ہوے کتاب اسماء الرجال مین نام والدۂ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آجر بروزن فاعل لکھا ہے مگر ایک روایت
مین ہاجر بھی ہے بالجملہ اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو
دست تطاول بادشاہ مصر سے محفوظ رکھا اور ایسا معتقد کر دیا کہ اُسنے اپنی بیٹی ہاجرہ کو بنا بر خدمت وقت رخصت
تفویض کیا پھر حضرت ابراہیمؑ مع سارہ و ہاجرہ و لوط روانہ ہوے اور زمین فلسطین مین کہ وسط شام مین ہے اقامت
اختیار کی اسی عرصہ مین وہان ابی مالخ بادشاہ تھا سو مقدم شریف سے وہان کے آدمی بہت خوش ہوے اور
انکے قیام کو غنیمت سمجھے اور بہت زمین معاف کر دی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُس سے نہایت وسعت
حاصل ہوئی کہ آپ نے اکثر غلام خرید کیے اور بہت کاشتکار آباد فرمائے اور مویشی وغیرہ بکثرت جمع کیے بلکہ
ایک لنگر خانہ برسم ضیافت جاری فرمایا کہ کوئی مہمان وہان سے پھر نہ جاتا اور اولاد حضرت سام ابن نوح علیہ السلام
کی جو اُس نواح مین رہتی تھی تشریف آوری حضرت سے نہایت مسرور ہوئی جنے اپنے اپنے گانون آباد
کئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام انکو شریعت تعلیم فرمانے لگے بعد اسکے حکم ہوا کہ پھر بابل مین جا اور نمرود اور لشکر

مراجعت حضرت جانب بابل ۱۲

نمرود کو دعوت باسلام کر چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر بابل مین تشریف لائے اور نمرود سے ملاقات
کی پہلے کلام یہی فرمایا کہ اے نمرود کہ اللہ ایک ہے اور ابراہیم رسول ہے نمرود نے کہا مجھکو تمھارے خدا کی حاجت نہین
بلکہ مین یہ ارادہ رکھتا ہون کہ تیرے خدا سے ملک آسمان بھی لے لون حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ
آسمان پر کس طرح جا سکیگا اُس مردود نے کہا کہ مین اسکی تدبیر کرتا ہون معالم التنزیل مین حضرت امیر مرتضٰے
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نمرود نے اپنے ندیمون سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ آسمان پر جاؤن اور ابراہیم
کے خدا کو دیکھون تب اشراف قوم نے کہا کہ آسمان بہت دور ہے اور وہان کا جانا سخت مشکل ہے نمرود نے کچھ
بھی نہ سنا اور حکم دیا کہ ایک کوشک کہ بلندی اُسکی پانچہزار گز کی اور عرض دو فرسخ کا ہو تعمیر کیا جائے چنانچہ
اسیطرح کا کوشک تین برس مین تعمیر ہوا اور نمرود واسطے مقابلے کے اُسپر چڑھا وہان سے جو آسمان کو دیکھا تو ویسے
ہی معلوم ہوا جیسا زمین سے نظر آتا تھا ناچار اُترا دوسرے دن ایسی ایک ہوا آئی کہ وہ مکان بیخ اور بن سے
گر گیا امام ثعلبی نے نقل کیا ہے کہ ہوا نے سر اُس مکان کا اٹھا کے دریا مین ڈالدیا اور بنا اسکی زمین پر گرا دی

پژمردہ و دل شکستہ ہو کر کہنے لگا کہ تم دونون میرے مکان سے دفع ہو اور سب مال و اسباب لے لیا اور زیور و لباس حضرت سارہ کا چھین لیا اور گھر سے نکالدیا آنجناب حضرت سارہ کو ساتھ لیکر چلے اُسوقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ مین کسی امر مین تمھارے خلاف حکم نہ کرونگی بشرطیکہ تم بھی میرے کہنے مین رہوگے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قبول کیا اور حران سے روانہ ہوے اسوقت سوا حضرت لوط علیہ السلام کے اور کوئی ہمراہ نہ تھا الغرض اول مصر مین آئے اس عرصہ مین یہان ایک سلطان فرعون وش جابر و سرکش فرمانروا تھا اور اُسکی عادت یون جاری تھی کہ جو عورت حسینہ باجمال مع شوہر اسکے شہر مین وارد ہوتی اُسکو بجبر و قہر چھین لیتا تھا اور اُسکے شوہر کو قتل کراتا اور اگر بھائی عورت کا یا کوئی اور وارث اُسکے ساتھ ہوتا تو صرف عورت کو لے لیتا اور وارث کو جانے دیتا یہ خبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کان مین پہونچی تو سخت پریشان خاطر ہوے اور سبب پریشانی یہ تھا کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اُسوقت مین ایسی خوبصورت تھین کہ عالم مین اُنکا نظیر نہ تھا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے حسن سے نصف حضرت یوسف کو ملا اور حصہ ششم اُسکا حضرت سارہ کو اور باقی سب آدمیون کو اور ایک روایت مین نصف تمام آدمیون کو اور ثلث حضرت یوسف علیہ السلام اور سدس حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ملا اسی خیال سے حضرت نے حضرت سارہ سے کہا کہ جب تمکو بادشاہ بجبر طلب کرے اور مجھکو پوچھے تو کہنا میرا بھائی ہے اور از روے دین کے بیشک بھائی ہون اور خاطر جمع رکھنا اللہ تعالی ہر طرح سے محفوظ رکھیگا الغرض خبر تشریف آوری حضرت سارہ بدین حسن و جمال لوگون نے بادشاہ کو پہونچائی اُسنے فوراً سپاہی بھیجے کہ حضرت سارہ کو لے گئے اور حضرت ابراہیم سے پوچھا تم کون ہو آپنے فرمایا کہ مین دینی بھائی ہون اُنکو چھوڑ دیا بادشاہ نے دیکھا اور فریفتہ ہوا اور قصد بے ادبی کیا حضرت سارہ نے کہا مجھکو مہلت اسقدر ملے کہ مین غبار راہ دفع کرون اور رسم عبادت بجالاؤن پھر تجھکو اختیار ہے اُسنے اپنے روبرو طاس اور آفتابہ طلب کیا حضرت سارہ نے وضو فرمایا اور مشغول بہ نماز نیاز ہوئین پھر دعا مین مصروف ہوئین جب دعا کی مدت دراز ہوئی تو بادشاہ نے مکان کو خلوت کر دیا اور براہ فاسد اپنا ہاتھ دراز کرنا چاہا کہ دونون ہاتھ اُسکے شل ہو گئے اور غش کھا کر گرا حضرت سارہ نے اس خوف سے کہ یہان کے لوگ سب مجھے تہمت قتل کی لگا کر مار ڈالینگے خدا سے دعا کی کہ بادشاہ کو صحت ہوئی مگر اس ظالم نے تین مرتبہ ارادہ کیا اور ہر بار مبتلا ے بلا ہوا آخر توبہ کر کے حضرت سارہ کی کرامات دیکھکر معتقد ہوا یہ سب حالات اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آئینہ وار دکھلائے کہ آنجناب کو اطمینان ہوا پھر بادشاہ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سارہ کو باعزت رخصت کیا اور وقت رخصت اپنی بیٹی مسماۃ ہاجرہ کو پیش کیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنی خادمہ بنائیے اور حضرت ابراہیم سے کہا کہ یہ لونڈی آپکی خدمت مین رہے تو بہتر ہے اس سے کہ اور کہین ملکہ ہو حضرت سارہ اور حضرت ابراہیم نے قبول کیا اس بادشاہ کا نام رقیون تھا اور یہی شخص اول الملقب بہ فرعون ہوا ہے حکیم دانشمند رہنے والا بابل کا تھا بسبب افلاس کے بابل سے مصر مین

آ بیٹھا کہ سارے بدن میں گھستا ہوا چلا گیا جو کچھ گوشت اور پوست اور رگ اور پے اور خون بدن میں پایا سب کا سب
کھا لیا کہ لشکریوں میں ایک شخص بھی باقی نہ رہا الا گھوڑے اور سلاح اور آدمیوں میں نمرود مع اپنے عیال کے
اسوقت تک بچ رہا جب اسکا بھی وقت آ گیا تو ایک پشہ لنگڑا کانا آدھا بدن نزار حضور خداوندی سے مستدعی
ہوا کہ یا آلٰہی اس ملعون کی ہلاکت میرے ہاتھ سے ہو کہ یہ کافر اپنی قوم میں سردار ہے اور میں اپنی قوم کا سردار
ہوں اجازت ہوئی اور نمرود اس معرکہ سے نہایت متحیر تھا اور سبب حیرت یہ تھا کہ ایسے جانور خرد اور
ضعیف اس طرح کے لشکر قوی اور بزرگ کو مار گئے اور میرا کسی ایک پر دسترس نہوا اس خیال
میں سراسیمہ اور پریشان گھر میں آیا اور اپنے گھروالوں سے حال بیان کیا اسی خیال پر ملال میں تھا کہ وہ
پشہ لنگڑا ابھی آ پہونچا نمرود نے اپنی جورو سے کہا کہ دیکھو اسی طرح کے جانور تھے کہ جنسے میرا لشکر ہلاک ہوا
بس چاہا کہ اس پشے کو گرفتار کرے جونہیں ہاتھ بڑھایا وہ پشہ نمرود کی ناک میں گھس گیا اور قحف دماغ میں ہو کر
مغز سر کھانے لگا کہ چالیس دن تک آہستہ آہستہ کھاتا رہا اس سبب سے ایسی تکلیف اسکو ہوتی تھی کہ اپنے
سر کو لوہار کے گھن سے پٹواتا تھا تب فی الجملہ قرار پاتا تھا ورنہ بے آرام رہتا تھا اب حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو حکم ہوا کہ اسحالت میں نمرود کو دعوت اسلام کر چنانچہ حضرت تشریف لائے اور نمرود سے کہا کہ لا الٰہ الا
اللہ ابراہیم رسول اللہ نمرود نے کہا کون گواہی دیتا ہے کہ اللہ تیرا حق ہے اور تو رسول برحق ہے حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملعون جو کچھ تیرے گھر میں ہے سب گواہی دینگے کہ خدا ایک ہے اور میں رسول اسکا
ہوں چنانچہ سب اشیا از قسم رخت و شجر سوا‌ے آدمیوں کے بول اٹھیں کہ ان اللہ ہو الحق المبین نمرود نے
کہا کہ سب کو جلا دو اور درختوں کو بیخ سے گرا دو پھر بولا کہ اے ابراہیم اب کون گواہی دیتا ہے حضرت نے
فرمایا کہ اب دیوار اور ستون تیرے گھر کے گواہی دینگے چنانچہ دیواروں اور ستونوں سے آواز آئی کہ ان اللہ
ہو الحق المبین نمرود نے سنکے کہا کہ انکو بھی گرا دو پھر کہا اب کون گواہی دیتا ہے حضرت نے ارشاد کیا کہ تیرے بدن
کے کپڑے گواہی دینگے چنانچہ کپڑوں سے آواز آئی کہ ان اللہ ہو الحق المبین نمرود نے اپنے کپڑے بھی
اتار کے جلوا دیے پھر کہا کہ اب کون گواہی دیتا ہے اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور
فرمانے لگے کہ اے ابراہیم خلیل اللہ سب کافر موت کے وقت کہ زمانۂ یاس ہوتا ہے ایمان لاتے ہیں اگرچہ
مقبول نہیں ہوتا لیکن یہ مردود بڑا کافر سخت دل ہے اور قیامت میں اس سے بھی زیادہ ہوگا **فائدہ** حدیث شریف
میں آیا ہے کہ جب عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے ابوجہل ملعون کا سر کاٹا تب اُس مردود نے کہا کہ ای عبد اللہ
میں محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دشمن رکھتا تھا اب اور بھی دشمن رکھونگا خداوند تعالیٰ جب قیامت کو مردونکو
قبر سے اُٹھا دیگا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہینگے تب اشہد ان محمداً رسول اللہ پر نمرود کہیگا کہ ابراہیم رسول
خدا نہ تھے اور ابوجہل ملعون کہیگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا کے نہیں ہیں بالجملہ پھر حضرت جبرئیل ع نے فرمایا
کہ اے ابراہیم ع اس مردود کے چند نفس اور باقی ہیں چنانچہ بعد ایک لحظہ کے نمرود مخلد فی النار ہو گیا پس حشم اور

کہ ایکسا آواز مہیب ہوئی اور زبان آدمیون کی متبدل ہوگئی اور یہی وجہ ہے کہ شہر کوفہ کا نام بابل ہوگیا ہے محمد ابن جریر طبری شافعی نے بیان کیا ہے کہ زبان سب لوگون کی زمانۂ نمرود مین سریانی تھی جب سے کوشک گرا ہے تب سے زبانون مین اختلاف پڑگیا اور ہر قوم کی زبان علحدہ ہوگئی کہ کوئی شخص باہم دوسرے کی زبان نہ سمجھتا تھا جب ایسا اتفاق ہوا تو نمرود مردود علیہ اللعنة غصہ ہوا اور کہا کہ اب تو ضرور آسمان پر جاکے حضرت ابراہیمؑ کے خدا سے لڑونگا لہذا چار کرگس پرورش کیے اور انکو خوب ہی طیار کیا بعد اسکے ایک صندوق چار گوشے کا بنوایا اور اُس مین دو دروازہ اوپر رکھے اور ایک دروازہ نیچے اور چار نیزہ بڑے بڑے اس طرح اسمین باندھے کہ جب چاہین اوپر کو کھینچ لین اور جب چاہین نیچے کو پس ان کرگسون کو چند روز بھوکھا رکھکر چارون گوشون مین باندھدیا اور نیزون مین ایک ایک جانور مردہ لٹکایا اور ایک شخص کو اور اپنے ساتھ لیکر اسمین بیٹھا یا کرگسون نے گوشت کی طمع سے اوپر کا ارادہ کیا تو صندوق کو لیکے اڑے ایک رات دن کے بعد نمرود نے اوپر کا دروازہ کھولکر دیکھا تو آسمان اُسی طرح جیسا تھا نظر پڑا تب اپنے رفیق سے بولا کہ نیچے کا دروازہ کھولکر تو دیکھ اُسنے دیکھکر کہا کہ سوا پانی کے کچھ بھی نظر نہین آتا بعد ایک شبانہ روز کے پھر اوپر کا دروازہ کھولا تو بھی آسمان کا وہی حال تھا اور نیچے کا دروازہ کھولکر اسکے رفیق نے عرض کیا کہ بالکل دھوان نظر پڑتا ہے اب نمرود مردود کو نہایت خوف ہوا ناچار نیزون کو نیچا کیا کہ کرگس بطمع گوشت اسی طرف متوجہ ہوے اور زمین پر اتار لائے کہ ان کے پرون کی آواز ایسی ہوئی جس طرح کوئی پہاڑ گرا پھر نمرود نے کہا کہ اے ابراہیمؑ مین اپنا لشکر جمع کرتا ہون تو بھی اپنے خدا سے اسکا لشکر جمع کروا کہ مجھسے لڑے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ تو اپنا لشکر جمع کرلے میرے خدا کا لشکر کلمہ کن ہے نمرود نے مشرق اور مغرب اور روم اور ترکستان اور ہندوستان اور حبش وغیرہ سے لشکر جمع کیا کہ نوے ہزار فرسنگ مین پڑا اور سات برس تک وہان جمع رہا ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نمرود تو مالک الملک اور خالق ارض وسما سے شرم نہین کرتا ہے تجھکو لازم ہے کہ ایمان اُسکا لاتا کہ جسطرح تجھکو اللہ تعالی نے دنیا مین مرتبہ دیا ہے عقبی مین بھی عنایت کرے نمرود نے کہا کہ مجھکو تمھارے پروردگار سے کچھ حاجت نہین ہے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے خداوند اُس مردود طاغی نے تجھپر خروج کیا ہے اسکو ہلاک کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر پیغام دیا کہ خداوند کبریا نے آپکی دعا قبول فرمائی قریب تر اس باغی پر عذاب آتا ہے خاطر جمع رکھیے چنانچہ بعد چندے فرشتہ موکل ہوا کو حکم پہونچا کہ پہاڑون کے سوراخ کھولدے فرشتے نے عرض کیا کہ اے خداوند اگر سب سوراخ کھولدونگا تو پشے اسکے تمام دنیا مین بھی نہ سماسکینگے تب ارشاد ہوا کہ ہر ایک سوار کے حساب سے ایک ایک پشہ چھوڑدے کہ اُسنے ویسا ہی کیا تو پشے ابر کے مانند ہوا مین اڑتے ہوے چلے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا تو نمرود سے فرمایا کہ اے مغرور اب خدا کا لشکر آپہونچا نمرود نے دیکھا کہ ایک ابر سیاہ ہوا مین چلا آتا ہے لشکر کو حکم دیا کہ اپنے علم کھڑے کرو اور نقارے بجاؤ کہ یہ پشے بھاگ جائین پشون نے ایک آواز کی کہ اُنکی آواز سے تمام عالم پریشان ہوگیا اور ہر سوار کے سر پر ایک ایک پشہ

معلوم ہوتی ہے الغرض حضرت اسمٰعیلؑ حضرت سارہ کی گود مین پلنے لگے حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا صرف دودھ
پلا دیتی تھین اور کچھ کام انسے نہ رکھتین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بخوف حضرت سارہ بیگانہ وار رہتے ایک دن
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک مکان خالی مین حضرت ہاجر کی گود مین دیکھا تو
بمقتضاے بشریت شفقت پدری نے جوش مارا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی گود مین لیکر کئی بوسے
حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لبون پر دیے قضا کار حضرت سارہ اس پیار پر مطلع ہو گئین اور رشک
نے انکے قلب پر غلبہ کیا تو فرمانے لگین کہ اسی وقت دونون ماں بیٹون کو میرے گھر سے نکال دو
اور ایسے جنگل مین چھوڑ آؤ کہ جہان نہ پانی ملے نہ گھانس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر چند سمجھایا کہ اللہ جل شانہ
انکو بھی بیٹا عنایت کریگا کہ اکثر انبیا علیہم السلام اسکے صلب سے ہونگے لیکن کچھ نہ سمجھین سچ ہے کہ
تریاہٹ سے خدا پناہ مین رکھے آخر کار حضرت ابراہیم علیہ السلام جناب الٰہی مین ملتجی ہوے اُس درگاہ لاابالی سے
بوسیلہ جبرئیلؑ حکم ہوا کہ جس طرح سارہ کہتی ہین ویسا کرو ارباب سیر اور تواریخ بیان کرتے ہین کہ جب حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے حضرت ہاجر سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوے تو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی
مین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے چمکتا تھا اس باعث سے حضرت سارہ کو رشک ہوا کہ ہرگز دیکھ نہ سکین اور
یہ بات محض اسی طمع سے ہوئی کہ اگر میرے لڑکا ہوتا تو حامل اس نور کا ہوتا بلکہ یہ مرتبہ رشک کا پہونچا کہ
اسی حالت مین قسم کھا گئین کہ ہاجر کے اعضا سے تین عضو کاٹ ڈالونگی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
اس بات مین کمال شفاعت کی کہ اگر تمکو یہ منظور ہے تو ہاجر کے دونون کانون مین ایک ایک سوراخ کرو اور
محل مخصوص سے کچھ گوشت کاٹ ڈالو کہ قسم تمہاری ادا ہو جاے حضرت سارہ نے قبول کیا اور اسی طرح
عمل مین لائین اسوقت سے کان چھیدنا اور عورتون کا ختنہ کرنا سنت ہوا لیکن اس جور و جفا کا ذکر محققین مفسرین
نے نہین کیا ہے تاکہ محل اعتراض ہو اور اہل سیر اور تواریخ کا قول سند نہین ہو سکتا **فائدہ** حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے عہد مین کان چھیدنا سنت تھا اور ہمارے حضرت صلعم کے زمانے مین بھی کانون مین زیور پہنتے تھے کیونکہ
حدیث شریف مین ہے کہ ایک مرتبہ بروز عید عورتین بیٹھی تھین تو حضرت نے صدقے کے واسطے فرمایا تو عورتین اپنے
کانون سے زیور اتارنے لگین اور کتب فقہ مین ہے کہ عورتون کے کان چھدوانے مین کچھ مضائقہ نہین چنانچہ
درمختار مین ہے لا باس بثقب اذن البنت والطفل استحسانا و فی الحمادیۃ لا باس بثقب اذن الطفل من البنات لانہم
کانوا یفعلون ذلک فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غیر انکار و فی نصاب الاحتساب لا باس بثقب
اذن الطفل من النساء و فیہ دلیل علی ان ثقب اذن الطفل من الذکور مکروہ فیحتسب علی من فعلہ لیکن ناک
چھیدنا جو ہندوستان مین جاری ہے اسکی اصل شرع مین پائی نہین جاتی یہ وضع خاص ہندوستان کی ہے
بالجملہ حضرت سارہ کو روز بروز رشک زیادہ ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم الٰہی ہو چکا تھا کہ اسمٰعیلؑ اور
ہاجرہ کے حق مین جو کچھ سارہ کہین اسپر عمل کرو ناچار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونون کو ایک اونٹ پر سوار کیا

خدم نمرود کے جو باقی ماندہ تھے سب نے حاضر ہو کے عرض کیا کہ اے ابراہیم علیہ السلام اب تو ہمارا بادشاہ ہے
اور یہ مال و ملک تیرا ہے اور ہم تیرے ہی فرمانبردار ہین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو ملک سے کچھ
کام نہین ہے ملک اللہ کا ہے اور ہم سب اسکے بندے ذتا بعدار ہین اور بھی فرمایا کہ جگہ ہی بادشاہون کی اور شام
محل ہی انبیا کا اب مین شام مین جاتا ہون چنانچہ ارشاد ہوا وارادوا بہ کیدا فجعلناہم الاخسرین ونجیناہ ولوطا
الی الارض التی بارکنا فیہا للعالمین یعنے چاہنے لگے کافر لوگ فریب کرنا ساتھ انکے پس ہمنے ڈال دیا نقصان مین
اور خلاصی دی ہمنے اسکو اور لوط کو اُس زمین کیطرف جسمین برکت رکھی ہمنے جہان کے واسطے یعنے زمین شام
جسمین آسودگی بہت خوب ہے معالم التنزیل مین ارادوا بہ کیدا کی تفسیر مین لکھا ہے وقیل معناہ ان اللہ تعالی
ارسل علی قوم نمرود البعوض فاکلت لحومہم وشربت دماہم ودخلت واحدۃ فی دماغہ فاہلکتہ یعنے اللہ نے بھیجے
نمرود پر پشے پس کھالیا پشون نے گوشت نمرودیون کا اور پی لیا خون انکا اور داخل ہوا ایک پشہ نمرود کے
دماغ مین پس ہلاک کر ڈالا اسکو اور بھی معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ نے شام کو برکت دی ہے بسبب
فراخی وکثرت اشجار واثمار وانہار کے اور اُسی سے اکثر انبیا مبعوث ہوے ہین اُبی ابن کعب کہتے ہین کہ اللہ
تعالی نے نام اسکا مبارک اسواسطے رکھا ہے کہ کل پانی شیرین صخرہ سے جسکو بیت المقدس کہتے ہین جاری ہوتے ہے
بالجملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط ارض عراق سے تشریف لے گئے یہانتک کہ فلسطین کی زمین
پر پہونچے جہان حضرت سارہ کو چھوڑ گئے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام موتفکات مین کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام سے بفاصلۂ ایک رات دن کے یا قریب تر اس سے تھا ٹھہرے اللہ جل شانہ نے پانچ شہرون کا
نبی کیا اور روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو واسطے ہدایت اور دعوت
اسلام کے سدوم اور عامورا اور رواردا اور حرایم اور غزا کی طرف کہ وہان کے لوگ سخت بدکار اور بدفعل
عادی بلواطت تھے روانہ کیا اللہ صاحب نے انکو بھی نبوت عطا کی اور وقت ہجرت کے عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی معالم التنزیل سے پچھتر برس کی معلوم ہوتی ہے چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین مین پہونچے تو
وہین اقامت اختیار کی اور اہالی اور بادشاہ اور باشندے وہان کے حضرت سے بکمال رعایت پیش آنے لگے
کہ حضرت کو بہت وسعت وفراغت حاصل ہوئی جب اس اقامت پر دس برس گذرے تب ایک دن حضرت
سارہ کو اشتیاق اولاد ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگین کہ مین عقیمہ ہون مجھسے اب بسبب کبر سن
کے امید اولاد نہین تم حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا کو اپنے تصرف مین لاؤ کہ شاید اُسی سے کوئی لڑکا پیدا ہو کہ میرا
غم غلط ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمھارے مزاج مین غیرت ورشک غالب ہے اگر اس خادمہ سے
کوئی لڑکا پیدا ہوگا تو تم کو گران گذریگا اور تم اسپر ناحق ظلم کروگی حضرت سارہ نے باشتیاق اولاد اپنے مدعا
پر بکمال اصرار کیا کہ ناچار حضرت ابراہیمؑ نے تصرف اپنا جاری فرمایا اور بعد چندے انسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
پیدا ہوے اُسوقت مین عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چھیاسی برس کی حسب روایت صاحب خبار الدول

داہنے بائین دیکھا کوئی بھی نظر نہ پڑا تب مایوس ہو کے اس پہاڑ سے نیچے اترین اور جانب مروہ متوجہ ہوئین تو میدان
کی فضا مین یہ خطرہ دل مین آگیا کہ اسدم اپنے صاحبزادے سے غائب ہون مبادا کوئی درندہ وقت فرصت (نام پہاڑ ۱۲)
پا کر اٹھا لیجا وے تو کہین کی نرہی اس خطرے مین نشیب میدان مین جسکو بطن وادی بولتے ہین دوڑین اور
دامن سمیٹ کر انسبی سعی و کوشش کی کہ جلد تر زمین ہموار پر آگئین کہ اس جگہ سے حضرت اسمٰعیل نظر آنے لگے جب
متصل مروہ پہونچین تو بھی اسی قدر جانب بالا گئین کہ مقام اسمٰعیل نظر آتا تھا اور راستا چیا خوب نگاہ ڈالی
الا کچھ نظر نہ آیا پھر جانب صفا متوجہ ہوئین اسی طرح سات مرتبہ سعی بین الصفا والمروہ عمل مین لائین اسلیے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج مین یہ سعی بین الصفا والمروہ مقرر فرمائی تاکہ لوگون کو حالت بیکسی و بیچارگی و بیتابی
و عاجزی حضرت ہاجرہ و فریادرسی حضرت حق قادر یاد آوے اور بصورت بیچارہ و بیکس حضور خداوندی مین عرض کرین
تاکہ مورد رحمت الٰہی ہون حضرت استاذ الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ صفا و مروہ کا شعائر اللہ ہونا حضرت اسمٰعیل
کی والدہ کی برکت سے ہوا کہ مسبب الاسباب کی معیت خاصہ انکے حق مین انھین دو پہاڑون کے درمیان ظاہر
ہوئی اور اسنے انکی مشکل کو حل کیا بعد اسکے شعائر اللہ ہونا انکا بمنزلہ جوہر ذاتی کے ہوگیا اس سے مین کہتا ہون
کہ اس مقام سے ظاہر ہوا کہ انبیا و اولیا کے تبرکات و آثارون کی تعظیم و تکریم کرنا اور دین و دنیا کی حاجتون
مین انسے توسل کرنا شعار دین ہے اور جو منکر ہے وہ خراب ہے الحاصل جب مرتبہ سابعہ مین حضرت ہاجرہ مروہ پہاڑ پر پہونچین
تو ایک آواز کان مین آئی کہ خود انھون نے کہا صہ یعنے اندیشہ نہ کر آواز کیطرف کان لگا اچھی طرح سن تب ساکت
ہوئین تو آواز کان مین آئی کہنے لگین اے منادی کنندہ کاش میری حاجت روائی ہو سکے تو کر اور نہایت جلد دوڑین
اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس تشریف لائین دیکھا کہ ایک فرشتہ زمزم کے مقام پر اپنا پر خواہ پاشنہ مارتا ہے
اور پانی دودھ سے زیادہ صاف اور شہد سے زیادہ شیرین جاری ہے حضرت ہاجرہ نے چاہا کہ پانی جاری کو ایک
حوض مین جمع کرین اسلیے مٹی جمع کی اور مینڈ باندھی کہ صورت حوض ہوگئی یہ حرکت اسواسطے کی تھی کہ پانی
جاتا رہیگا اور ہم پیاسے رہ جائینگے حضرت صلعم بعد اتمام اس حکایت کے فرماتے ہین کہ اللہ تعالے بخشنے والدۂ اسمٰعیل
کو اگر عجلت نہ کرتین اور اس پانی کو مخلی بالطبع چھوڑ دیتین تو چشمۂ جاری ہو جاتا زمزم اور ایک روایت سے ہے
کہ ہر مرتبہ اس سعی بین الصفا والمروہ مین حضرت ہاجرہ اپنے صاحبزادے اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس ہو جاتی تھین
مرتبہ سابعہ مین جب تشریف لائین تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی حالت متغیر قریب ہلاکت دیکھی بڑی پریشان
اور مضطر ہو کے مروہ پہاڑ پر تشریف لائین تو ایک آواز کان مین سن پڑی وہ آواز تھی حضرت جبرئیل امین علیہ السلام
کی کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس موضع زمزم پر کھڑے تھے انھون نے والدۂ اسمٰعیل کو آواز دی تھی کہ
تو کون ہے وہ بولین مین ام ولد ابراہیم علیہ السلام ہون جبرئیل علیہ السلام نے کہا اُسنے تجھے کس طرح تنہا
بے یار و مددگار کسپر چھوڑا ہے فرمایا اللہ حفیظ علیم قدیر پر جبرئیل نے فرمایا وہ حسبک ونعم الوکیل پھر کیون پریشان
و سرگردان ہے بعد اسکے اپنا پاشنۂ پا زمین پر مارا کہ ایک چشمہ رحمت بانعمت آثار ظاہر ہوا اُسوقت حضرت

وجہ سعی بین الصفا والمروہ ۱۲

تعظیم تبرکات انبیا و اولیا ۱۲

اور لیچلے اور بعد طے منازل و مراحل ایک میدان مین کہ بالفعل کعبۂ مبارک اسی مقام پر واقع ہے پہونچے اور بروایت
صحیحہ ثابت ہے کہ براق پر سوار کراکر بہت جلد وادی مکہ مین نزول فرمایا تب وحی ہوئی کہ انکو اسی جگہ چھوڑ جاؤ چنانچہ
آنجناب نے ایک درخت کے تلے کہ ظہر چشمۂ زمزم اور طرف اعلی مسجد کے واقع ہے دونون کو چھوڑا وہ مکان
اس عرصے مین ایسا تھا کہ متنفس کسی قسم کا وہان سکونت پذیر نہ تھا اور نہ پانی تھا کھانے کی چیز کا تو کیا
ذکر ہے اور عمر حضرت اسمٰعیل دو برس یا تین برس کی تھی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام چند کاک نان اور ایک
مشک پانی اور ایک تھیلی خرمون کی حضرت ہاجرہ کے پاس رکھکر چلے اور فرمایا کہ اس مولود کو دودھ پلاؤ اور اسی
مقام مین رہو حضرت ہاجرہ نے پیچھے دوڑ کر پوچھا کہ یہان مجھے کسپر چھوڑتے ہو نہ یہان پانی ہے نہ گھاس نہ کوئی مددگار
نہ کوئی درخت سایہ دار لیکن حضرت ابراہیمؑ منھہ پھیرے ہوے جاتے تھے اور انکی گفتگو پر اصلا ملتفت نہ تھے
تب ہاجرہ نے کہا کہ یہ کام تم بحکم خدا کرتے ہو یا اپنے حلم سے ارشاد کیا بحکم خدا حضرت ہاجرہ نے کہا اب کچھ پروا نہین
اللہ میرا حافظ ہے وہ ہرگز مجھے ضایع نہ کریگا و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ اپنا درد خیال کر کے بخاطر جمع اپنے
مولود سراسر وجود کے پاس آئین اور دودھ پلانے مین مصروف ہوئین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پشتۂ پہاڑ سے
گذرے اور خوب انکو یقین ہوا کہ اب حضرت ہاجرہ کی نظر سے غائب ہون وہ اصلا نہ دیکھتی ہونگی لہذا
جانب کعبہ متوجہ ہوے اور دونون ہاتھ اٹھائے اور دعائین کین ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع
عند بیتک المحرم یعنے اے پروردگار میرے مین نے بسائی ہے ایک اولاد اپنی میدان مین جہان کھیتی نہین ہے
نزدیک تیرے گھر کے دوسری یہ ربنا لیقیموا الصلوۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم یعنے اے رب
ہمارے تا قائم رکھین نماز سو کردے بعضے لوگون کے دل رغبت کرنے والے انکی طرف تیسری یہ وارزقھم من
الثمرات لعلھم یشکرون یعنے روزی دے انکو میوون سے شاید یہ شکر کرین اہل تحقیق اس جگہ فرماتے ہین کہ اگر
من تبعیضیہ آیۃ افئدۃ من الناس مین نہوتا تو جمیع مردم فارس و روم و ہند و ترک و یہود و نصاری حرم شریف
مین ازدحام کرتے کہ اور کسی کو جگہ بیٹھنے کی نہ ملتی پھر بکمال تضرع و زاری التماس حق مین کیا ربنا انک تعلم ما نخفی
و ما نعلن و ما یخفی علی اللہ من شیئ فی الارض و لا فی السماء یعنے اے پروردگار ہمارے تو جانتا ہے جو ہم چھپا دین
اور کھولین اور پوشیدہ نہین تجھپر کچھ زمین و آسمان مین الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ دعائین مانگ کر
روانہ ہوے اور حضرت ہاجرہ کا حال یہ ہوا کہ جبتک پانی کھانا رہا کھاتی پیتی دودھ پلاتی ہین اور بوقت شدت
عطش اسمٰعیل کو بھی پانی پلایا لیکن بعد چندے کھانا پانی چک گیا اور تشنگی کا غلبہ ہوا بلکہ حضرت اسمٰعیل مثل بسمل تڑپنے لگے
اور ہاجرہ سخت سراسیمہ و پریشان ہوئین نہ کوئی معین و مددگار جس سے پانی کا نشان دریافت کرین نہ کہین
آبادی و اشجار کہ وہان جاکر مقام کرین آخرکار کوہ صفا پر کہ نزدیک واقع تھا تشریف لے گئین اس خیال سے
کہ شاید کوئی نظر آجائے جس سے پانی کا نشان پوچھون یا پانی مانگون یا کوئی جانور دیکھ پڑے کہ اس سے
پانی کا نشان ملے مگر اُسی قدر پہاڑ پر چڑھتین کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نظر سے غائب نہوتے لیکن ہرچند

بیان حضرت اسمٰعیل و زمزم

ابراہیم علیہ السلام شام سے براق پر تشریف لے گئے ہین لاتے دن بھر قیام فرماتے رات کو پھر جاتے تھے کہ حضرت
اسمعیل اس لائق ہوے کہ اپنے باپ کے ہمراہ چل سکین چنانچہ اللہ صاحب نے فرمایا فلما بلغ معه السعی
یعنے جب ابراہیم کے ساتھ چلنے کے لائق ہوے بعض کے نزدیک تیرہ برس کے اور بعض کے نزدیک سات
برس کے ہوے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھوین ماہ ذیحجہ کو خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ
صاحب حکم دیتے ہین کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو صبح کو اٹھے شام تک متفکر رہے کہ یہ خطرۂ شیطان ہو یا حکم حضرت
رحمان اسی دن سے ترویہ نام ہوا پھر نوین تاریخ خواب دیکھا اب جانا کہ فی الحقیقۃ یہ حکم خدا کی طرف سے ہو اسی سے
سے عرفہ نام ہوا مقاتل روایت کرتے ہین کہ دسوین ذیحجہ پھر وہی خواب نظر آیا تب حضرت سارہ سے اجازت حاصل
کرکے مکے مین تشریف فرما ہوے اور حضرت ہاجرہ سے فرمایا کہ اسمعیل کو نہلا کر کنگھی کرو اور آنکھون مین سرمہ کھینچکر
میرے ساتھ کرو چنانچہ حضرت ہاجرہ نے نہلا دھلا کر کپڑے پہنا سرمہ لگا ساتھ کردیا کہ آنجناب علیہ السلام حضرت اسمعیل
کو لیکر منا کی طرف چلے اور سدی سے روایت ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ رب ھب لی
من الصالحین انکو بشارت ہوئی تو حضرت نے خوش ہوکے نذر کی کہ اگر لڑکا ہوگا تو مین ذبح کرونگا بہ نیت تقرب جب
پیدا ہوے حضرت اسمعیل علیہ السلام اور باپ کے ساتھ چلنے کے قابل ہوئے تب ارشاد ہوا کہ نذر ادا کرو حضرت
ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل سے فرمایا کہ ایک چھری اور رسی لے کے میرے ساتھ چلو کہ مین نزدیکی چاہتا ہون
اللہ سے چنانچہ حضرت اسمعیل علیہ السلام باپ کے ساتھ چلے جب پہونچے بیچ مین پہاڑ کے تو عرض کیا کہ
کہان ہو قربان کا مقام حضرت نے فرمایا کہ یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک یعنے ای بیٹے میرے دکھلایا گیا ہون
مین خواب مین کہ تجھکو ذبح کرون حضرت ابوہریرہ سے روایت ہو کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا
حکم ہوا تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے کہا کہ چھری اور رسی لیلو اور میرے ساتھ ثبیر پہاڑ تک آؤ کہ تمہارے
گھر کیواسطے لکڑیان لائین حضرت اسماعیل موافق حکم کے چلے اس اثنا مین ابلیس نے یہ تجویز کیا کہ اگر اسے وقت
مین آل ابراہیم کو نہ بہکاؤنگا تو پھر کبھو میرا دسترس انپر نہوگا سو پہلے حضرت ہاجرہ کے پاس آیا اور کہا کچھ جانتی ہو
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسمعیل کو لیکر کہان گئے ہین فرمایا کہ دونون لکڑیان لینے گئے ہین کہنے لگا واللہ اسکو
ذبح کرینگے فرمایا وہ تو اسمعیل کے باپ ہین ایسی بات خلاف عطوفت کبھی نہ کرینگے کہنے لگا یہ تو درست ہے لیکن
انکو یہ زعم ہو کہ اللہ نے مجھکو ایسا حکم دیا ہی فرمایا کہ اگر حکم الٰہی ہو تو پھر اسکا بجالانا ضرور ہو تب وہان سے بھاگا اور
حضرت اسماعیل کے پاس آیا اور بولا کہ ای لڑکے تو جانتا ہو کہ تجھکو تیرا باپ کہان لیے جاتا ہی فرمایا کہ اس شعبۂ پہاڑ
مین اپنے کام کو لیے جاتا ہی کہنے لگا کہ واللہ اس خیال مین نہ پڑ تجھکو ذبح کرینگے فرمایا کسواسطے کہنے لگا کہ انکے
زعم مین یون ہو کہ مجھکو اللہ نے حکم دیا ہو فرمایا کہ اگر خدا کا حکم ہو تو بجالانا اسکا واجب ہو اور مین راضی ہون تب
پھر مردود بھاگا اور حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا شیخ آپ کہان
تشریف لیے جاتے ہین حضرت نے فرمایا اس شعبۂ پہاڑ مین اپنے کام کو جاتا ہون پھر بولا کہ مین دیکھتا ہون شاید تمہارے

ماہ ذی الحجہ حضرت اسمعیل علیہ السلام

کے فدیہ مینڈھا بھیجا گیا جو دنبہ بہشتی تھا

ہاجرا اپنے صاحبزادے کے پاس تشریف لائین اخبار الدول مین ہو کہ حالت سعی مین والدہ اسمٰعیل کی زبان پر یہ دعا
جاری تھی اللھم انا ودیعتک ودو دیعۃ نبیاک وخلیلاک عندک فلا تضع ودیعتک یا من مودع لا یضیع ودیعتہ یا
ارحم الراحمین الغرض وہ پانی جاری ہوا اور فرشتے نے اُنکی تسلی اور تسکین کر دی کہ ہرگز ہرگز خوف نہ کرو
حافظ حقیقی تمکو کبھی ضایع نہ کریگا اسلیئے کہ یہ مکان اُسی حافظ کا گھر ہے اور یہ لڑکا تمھارا جوانی کے وقت
اپنے باپ کے ساتھ شریک ہوکر اسکی تعمیر کریگا اور دستور اللہ اس مکان کا یہ ہے کہ یہان کے باشندون
کو کبھی ضایع نہین کرتا اب یہان ٹھہر و طمینان سے بسر کرو پانی پیو اور صاحبزادے کو پرورش کرو اور کارخانے
خدائی کے دیکھو اور کم ہونے پانی کا ہرگز خوف نہ کرو کیونکہ یہ چشمہ وہ ہو جس سے خالق لایزال اپنے مہمانون کو سیراب کریگا
حضرت ہاجرہ نے کہا بشرک اللہ بخیر اور خانہ کعبہ اُن دنون مانند ایک ٹیلے کے تھا الغرض پانچ دن والدہ اسمٰعیل
اُس وادی مین تنہا رہین بعد ازان اتفاقیہ ایک قافلہ قوم جرہم مین سے آوارہ ہو براہ کدا کہ اعلاے مکہ ہو
آیا اور ثنیہ سفلی مین فروکش ہوا تو اُنکو کبوتر وغیرہ طیور کعبہ پُر نور پر اکثر بازیان کھیلتے اُڑتے نظر آئے قافلے
والے سخت متحیر ہوے اسوجہ سے کہ جانور وہان ہوتے ہین جہان آبادی ہو خصوص جس مقام مین پانی بھی ہو اور
ہملوگ اکثر سفر کرتے رہے ہین اور اس طرف پیشتر وارد ہوئے ہین کبھی ایسا نہین دیکھا اور نہ کسی سے کچھ سُنا
یہ معاملہ کیا ہے اور اسمین نکتہ کیا لاجرم خبر لانا پر ضرور ہے چنانچہ ایک شخص کو بنا پر تفحص و تجسس حال بھیجا اسنے
پلیٹ کر ظاہر کیا کہ وہان عجیب ماجرا ہے کہ چشمہ آب زور شور سے جاری ہے اور اللہ نے ایک عورت مع فرزند وہان
اُتاری ہو سو وہ قافلہ اور بروایتے انکے سردار برغبت اقامت اور سکونت اول حضرت ہاجرہ کے پاس آئے
اور اجازت سکونت چاہی جناب موصوفہ راضی ہوئین اور معیت آدمیون کی غنیمت سمجھین مگر شرط کر لی کہ پانی
مین شریک نہ کرونگی اُن لوگون نے قبول کیا اور ٹھہر گئے پھر اپنے اہل و عیال طلب کیے اور اخبار الدول مین
ہے کہ پانچ دن کے بعد دو غلام عمالقہ کے اونٹ تلاش کرتے ہوے بو قبیس پہاڑ پر گئے بعض نے پانی کی سفیدی
دیکھی اور اپنے سردارون کو جو عرفات مین فروکش تھے خبر کی چند سردار وہان آئے اور ہاجرہ و اسمٰعیلؑ کو
دیکھکر متحیر ہوے بعد ازان باجازت حضرت ہاجرہ مع اہل و عیال مقیم ہوے اس عرصہ مین ایک دن
حضرت ابراہیم کو آرزو ہوئی کہ اسمٰعیلؑ کو دیکھین حضرت سارہ سے اذن طلب کیا وہ بولین اس شرط سے اجازت
ہے کہ فقط سواری سے نہ اُترنا چنانچہ آنجناب سوار ہوکر وہین تشریف لائے جہان چھوڑ گئے تھے تو مکان کو آباد پایا ہاجرہ
نے دور ہی سے پہچانا اور مکان پر لائین اور اسمٰعیلؑ سے کہا یہ تمھارے والد بزرگوار ہین اسمٰعیلؑ مسرور ہوے
پھر ہاجرہ نے التماس کیا کہ اترو تو سر و ریش دھوڈالون فرمایا مین نے سارہ سے شرط کی ہے کہ اونٹ سے نہ اُترونگا
ناچار ایک پتھر لائین اور پاے مبارک حضرت کا اسپر رکھکر دھویا اور آدھا سر دھویا اسی طرح دوسری طرف
عمل کیا چنانچہ دونون قدم شریف پتھر مین در آئے کہ اب مصلی سب مسلمانون کا ہے اور واتخذوا من مقام ابراہیم
مصلے اسی کا اشارہ ہے بعد ازان رخصت ہوے اور معالم مین محمد ابن اسحٰق سے نقل ہے کہ حضرت

بیان آمدن قافلۂ جرہم ۱۲

آمدن حضرت ابراہیم در زیارت ہاجرہ و اسمٰعیل علیہ السلام

دونون سے قصور نہین ہوا اور مارنا اور خون کا بہا دینا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اختیار مین نہ تھا علاوہ اسکے حضرت نے ذبح کرنا خواب مین دیکھا تھا اراقت دم نہین دیکھا تھا سو بیداری مین وہی کیا جو خواب مین دیکھا تھا پس یہ قول صادق ہے بالجملہ جب خالق کبریا نے دونون پیغمبر ون کو اپنی راہ مین عاشق صادق پایا اور ہر طرح سے فرمانبردار دیکھا تو ایک دُنبہ بہشتی کہ چالیس برس تک مرغزار بہشت مین چرا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ سے بھیجا اور فرمایا کہ یہ دُنبہ فدا ہے اسمعیلؑ کا اسکو ذبح کرو پھر حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر اور دنبہ نے بھی تکبیر کہی بعد ازان حضرت ابراہیمؑ نے کہا لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اور حضرت اسمعیلؑ نے کہا اللہ اکبر و للہ الحمد روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب فدا مہ حضرت اسمعیل علیہ السلام آسمان سے لائے تھے تو یاین خوف کہ مبادا حضرت ابراہیم علیہ السلام ذبح مین تعجیل کرین پکار پکار کر فرماتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر تاکہ حضرت ابراہیمؑ آگاہ ہوجائین حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ دنبہ وہ تھا کہ جسکو ہابیل ابن آدم علیہ السلام نے قربانی کیا تھا و فدیناہ بذبح عظیم یعنے بدلا دیا ہمنے ایک جانور ذبح کو بڑا اسی پر اشارہ ہے اور اکثر محدثین فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آنکھون مین پٹی باندھے چھری زور سے چلاتے تھے مگر اللہ کے حکم سے چھری نہ چلتی تھی جب حضرت نے پٹی کھولی تو دنبہ کو ذبح کیا ہوا پایا اور حضرت اسمعیلؑ کو محفوظ تب شکر کیا اخبار الدول مین مرآۃ الزمان سے نقل کی ہے کہ جب ہاجرہ نے ذبح اسمعیلؑ کا حال سُنا تو پتہ اُنکا پھٹ گیا اور تیسرے دن مرگئین موضع حجر مین مدفون ہین عمر اُنکی نوّے برس کی ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ حضرت اسماعیلؑ بیس برس کے ہوگئے تب ہاجرہ نے وفات پائی فائدہ اختلاف ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسحٰق علیہ السلام ہین یا حضرت اسمعیل علیہ السلام بعضے صحابہ مثل حضرت عمر اور علی مرتضےٰ و ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم اور تابعین و اتباع تابعین سے مثل کعب احبار و سعید ابن جبیر و قتادہ و مسروق و عکرمہ و عطا و مقاتل و زہری و سدی رضی اللہ عنہم کہتے ہین کہ حضرت اسحٰقؑ کو شام سے حضرت ابراہیمؑ منا مین لائے اور دنبہ کو ذبح کرکے ایک ساعت مین چلے گئے اور عبداللہ ابن عمر و سعید ابن مسیب و شعبی و حسن بصری و مجاہد و ربیع ابن انس و محمد ابن کعب قرظی و کلبی و عطاء ابن ابی رباح و یوسف ابن مالک فرماتے ہین کہ ذبیح اسمعیل علیہ السلام ہین اور دلیل جماعہ اولیٰ کی یہ ہے کہ خداوند عالم اس قضیہ مین فرماتے ہین فبشرناہ بغلام حلیم فلما بلغ معہ السعی قال یا بنی الآیہ یعنے پھر خوشخبری دی ہمنے اُسکو ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا پھر جب پہونچا اُسکے ساتھ دوڑنے کو تو کہا اے بیٹے میرے مین نے خواب دیکھا ہے کہ تجھکو ذبح کرتا ہون اس سے ظاہر ہے کہ مبشر و ذبیح واحد ہے اور قرآن مجید مین جہان کہین ذکر بشارت ہے تصریح یا اشارہ وہان بشارت اسحٰق ہے چنانکہ سورۂ ہود مین فبشرناہا باسحق یعنے ہمنے بشارت دی سارہ کو اسحٰق کی اور دلیل جماعۂ ثانیہ کی اول یہ ہے کہ سورۂ والصافات مین بعد قصۂ ذبح کے ذکر بشارت اسحٰقؑ کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذبوح کوئی اور ہی ہے اسواسطے کہ سورۂ ہود مین ہے فبشرناہا باسحق و من وراء اسحق یعقوب یعنے پھر ہمنے خوشخبری دی اُسکو اسحٰق کی اور بعد اسحٰق

وفات والدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام ۱۲

پاس شیطان آیا تھا کہ بہکا گیا ہی کہ تم اپنے لڑکے کو ذبح کرو اس تقریر سے حضرت ابراہیمؑ نے پہچان لیا کہ یہ خود ابلیس ہی
تب فرمایا دور ہو میرے پاس سے ای دشمن خدا واللہ مین تو بجا لاؤنگا حکم اپنے خدا کا ابو الطفیل ابن عباس سے
روایت کرتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب تشریف لیچلے تو آگے سے ابلیس آملا حضرت نے ہانکا بعد اسکے
جمرۃ العقبہ پر پھر آیا تب سات کنکریان مارین پھر جمرۂ وسطی مین آیا پھر مارین پھر جمرۂ کبرے مین آیا تو پھر مارین تب
کہ دور ہو گیا چنانچہ اب بھی حاجیون کا یہ دستور ہی غرض کہ دونون پیغمبر علیہما السلام شعبہ پہاڑ مین پہونچے وہان حضرت
اسمعیل علیہ السلام نے کہا یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین یعنے ای باپ میرے کر ڈال جو حکم
دیا گیا ہی تجھکو تو مجھکو پاویگا اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والا حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے اسمعیلؑ کو زمین پر پچھاڑا پیشانی کے بل کہ منھ انکا سامنے نظر نہ آوے کہ شاید محبت جوش کرے
بعد اسکے ذبح کا ارادہ کیا اس وقت حضرت اسمعیل نے فرمایا کہ ای باپ میرے ہاتھ اور پانؤن باندھ دیجیے تاکہ
اضطراب نہ کرون اور اپنے کپڑے کو بچائیے تاکہ خون کا داغ اضطراب سے نہ لگ جائے کہ مین اس بلا دلی
سے گنہگار اور بدنام ہو جاؤن ؎ اگر خونم بریزی غم ندارم زان ہمی ترسم + کہ ناگہ دامن پاکت شود از
خونم آلودہ + اور یہ بھی خیال ہی کہ اگر میری مان داغ خون دیکھیگی تو بہت غمگین ہوگی اور اپنی چھری کو خوب تیز کر لیجے
اور جلدی اور کمال چستی سے چلائیے کہ مجھکو جان دینا آسان ہو جائے اور جب گھر کو تشریف لیجائیے تو میری
والدہ کو سلام کہیے گا اور اگر اس وقت مناسب ہو تو کچھ میرا کپڑا بھی انکو عنایت کیجیے گا کہ شاید اسی سے تسلی
اور تسکین پاوے اور پیشانی میری خاک پر رکھیے تاکہ آپکی نظر شفقت مجھپر نہ پڑے کہ مبادا امر الٰہی مین تقصیر
واقع ہو جاوے سو حضرت ابراہیمؑ نے اسی طرح جیسا حضرت اسمعیل نے بتلایا تھا کیا اور اس حالت مین دونون پر
عجب حالت تھی کہ قلم کو ہرگز طاقت تحریر نہین بلکہ اللہ صاحب نے بھی مفصل نہین فرمایا کہ اسوقت کیا معاملہ
گذرا القصہ حضرت ابراہیمؑ نے چھری تیز کر کے گردن مبارک اسمعیلؑ پر چلائی تو چھری نہ چلی تین مرتبہ یا دو مرتبہ
پتھر پر تیز کر کے گلے پر چلائی مگر ایک رگ انکی نہ کٹی سدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اللہ صاحب نے
ایک ٹکڑا مس کا حضرت اسمعیلؑ کے حلق پر رکھدیا تھا کہ چھری اسپر نہین چلتی تھی اور بعضے روایت کرتے ہین کہ
گردن کٹ کے پھر درست ہو جاتی تھی اس حالت مین حضرت اسمعیلؑ نے عرض کیا کہ مجھکو چت لٹائیے کہ آپکی نظر شفقت
جب میرے منھ پر پڑیگی تو رونا آویگا اور مین چھری کو دیکھکر خوف سے روؤنگا یہ رونا حکم الٰہی مین اور تم مین حائل ہو جاویگا
اور ارحم الراحمین مجھپر اور تمپر رحم فرماویگا حضرت ابراہیم نے اسی طرح کیا تب بھی چھری نہ چلی الا حکم آیا کہ
بس ٹھہر جا ای ابراہیم تو نے سچا کر دکھایا خواب کو ونادیناہ ان یا ابراہیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی
المحسنین یعنے پکارا ہم نے کہ ای ابراہیمؑ تو نے سچ کر دکھایا خواب اور البتہ ہم اس طرح بدلا دیتے ہین احسان
کرنے والون کو اگر کوئی اس آیۃ مین شبہہ کرے کہ خواب مین حضرت نے ذبح کرنا دیکھا تھا اور ذبح نہین
کیا پھر کس طرح یہ قول درست ہی بعضون نے جواب دیا ہی کہ مطلب خدا کا امتحان تھا کہ حتے الامکان

جو چاہے شرح مذکور ملاحظہ کرے اور کاتب اوراق کے نزدیک اگر دونون پیغمبرون کو ذبیح کہین تو کچھ قباحت
نہین ہے کیونکہ بعض روایات مین وارد ہے کہ مذبح اسحق علیہ السلام بیت ایلیا تھا اور مذبح اسمعیل منی۔ فلا محذور فیہ
در مختار مین ہے کہ اگر کوئی شخص نذر کرے کہ مین اپنے بیٹے کو ذبح کرونگا تو اسپر ایک بکری ذبح کرنا
لازم ہے بدلیل اس قصہ کے اور لغو کہا ہے اسکو امام ابو یوسف و شافعی رحمہما اللہ تعالی نے کیونکہ وہ نذر لغو ہے
جو ہو ساتھ ذبح اپنے نفس یا غلام کے اور واجب ہے امام محمد کے نزدیک بکری اور اگر کوئی شخص نذر کرے
کہ مین اپنے باپ یا دادا یا مان کو ذبح کرونگا تو یہ بھی لغو ہے اجماعًا اسمین کسی طرح کا اختلاف نہین ہے فائدہ معالم
التنزیل مین علامۂ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے وجہ تسمیہ کی یہ ہوئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے خداوند تعالی سے درخواست کی کہ یا الٰہی مجھکو اولاد دے اور دعا اس طرح مانگی کہ اسمع یا ایل یعنی قبول کر
اے خدا سو جب حضرت اسمعیل علیہ السلام پیدا ہوے تو انکا نام یہی رکھا اور عبرانی مین یشمعیل ہے القصہ ابراہیم بعد
واقعۂ ذبح شام مین جلوہ فرما ہوے اور مہمانداری مین معروف ہوے عادت حضرت کی یہ تھی کہ مہمان کی حد
سے زیادہ خاطر کرتے کہ جسکا ذکر انکی صفات مین آگے آتا ہے غرض کہ اس اثنا مین ایک دن حضرت خلیل علیہ السلام
اپنے مکان پر بیٹھے تھے کہ آٹھ یا گیارہ یا بارہ اور بروایت صحیح تین شخص بصورت جوانان سادہ رو مہمانون کی طرح
آئے اور سلام علیک کرکے بیٹھ گئے حضرت ابراہیم جواب سلام دے کے جلدی سے گھر مین گئے اور
ایک بچھڑا تلا ہوا انکے واسطے لے آئے اور سامنے رکھ دیا چنانچہ سورۂ ہود مین ارشاد ہوا ولقد جاءت رسلنا
ابراہیم بالبشری قالوا سلامًا قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنیذ یعنے آئے ہمارے بھیجے ابراہیم کو بشارت
لے کے بولے سلام وہ بولا سلام ہے پس جلدی لایا ایک بچھڑا تلا ہوا بعضے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر
مین لکھا ہے کہ حضرت اسحق کے پیدا ہونے کی بشارت لائے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ قوم لوط کے اہلاک کی
خوشخبری لائے تھے اور حقائق سلمی مین لکھا ہے کہ دوام خلت اور محبت کی بشارت لائے تھے اور کشف الاسرار
مین بھی اسکے قریب قریب لکھا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مژدہ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ تھا
اور بعضے محققین فرماتے ہین کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تو واسطے اہلاک قوم لوط کے تشریف لائے تھے
اور میکائیل علیہ السلام واسطے محافظت حضرت لوط اور انکی اولاد کے آئے تھے اور حضرت اسرافیل علیہ
السلام حضرت اسحاق کی تولد کی خوشخبری لائے تھے اور یہی قول اصح الاقوال مین ہے غرض کہ حضرت
ابراہیم نے انکو نہ پہچانا اور کھانا حسب عادت آگے رکھا مگر کسی نے نہ کھایا تب حضرت خلیل علیہ السلام
نے جانا کہ شاید انکو انکار ہے اور اپنے دل مین ڈرے اسوجہ سے کہ اس زمانہ مین یہ دستور تھا کہ جو کوئی شخص
کسی کے گھر جاتا تو اسکے گھر کھانا کھاتا جب ان لوگون نے نہ کھایا اور ہاتھ بھی نہ ڈالا تو حضرت نے جانا کہ شاید یہ
لوگ دشمن ہین یا چور ہین مبادا مجھکو کچھ ضرر پہونچاوین اسپر ڈرے کہ ارشاد ہوا فلما رای ایدیہم لا تصل الیہ نکرہم واوجس
منہم خیفۃ پھر جب دیکھا انکے ہاتھ نہین آتے کھانے پر اوپری سمجھا اور دل مین انسے ڈرا جب فرشتون نے دریافت کیا

یعقوبؑ کی پس جس طرح بشارت حضرت اسحٰق کی ہر اسی طرح بشارت حضرت یعقوب کی بھی ہر اور خبر ہے نبی ہونے کی پھر کیونکر اسحاق علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوتا جب کہ وعدہ یعقوب علیہ السلام کے ظہور کا ہو چکا تھا علاوہ بران اگر ذبح ہونے کی خبر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نہوتی جیسا یہود و نصاری کہتے ہین تو حضرات ابراہیم علیہ السلام بیشک پوچھتے کہ یا الٰہی تو نے مجھکو اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی خوشخبری ایک ساتھ دی ہے سو اسحٰق تو پیدا ہوا مگر یعقوبؑ نہین ہوا پھر اسحٰقؑ کس طرح ذبح ہو جب تک یعقوبؑ نہ ہولے دوسری صحابی کہتے ہین کہ ہم معاویہ ابن ابی سفیان کے پاس دمشق مین بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا ذبیح کون تھا اسحٰق یا اسمٰعیلؑ معاویہ نے کہا کہ مین ایک روز حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور مین حاضر تھا کہ ایک شخص نے حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے خطاب کرکے کہا یا ابن الذبیحین حضرت مسکرائے کسی نے پوچھا یا حضرت دو ذبیح کون تھے فرمایا میرے باپ عبداللہ اور دادا میرے اسمٰعیلؑ ولہذا حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے انا ابن الذبیحین اور قرطبی کہتے ہین کہ عمر ابن عبدالعزیز نے ایک عالم یہودی سے کہ اسلام لایا تھا پوچھا کون بیٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذبیح ہوا تھا اُس نے کہا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تیسری یہ کہ شاخین دُنبے کی کعبے شریف مین بنی اسمٰعیل کے پاس عہد عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ تک آویزان تھین یہانتک کہ حجاج ثقفی ظالم نے جب کعبہ جلایا تو وہ جل گئین چنانچہ شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے وہ دونون شاخین کعبے شریف مین آویزان اپنی آنکھون سے دیکھی تھین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ واللہ باللہ مین نے دونون شاخین کبش کی مع سر اول اسلام مین آویزان کعبے مین دیکھی تھین یہانتک کہ حجاج نے جلایا اور اصمعی کہتا ہے کہ مین نے ابو عمر ابن العلا سے پوچھا کہ ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام تھے یا اسحٰق علیہ السلام اُس نے کہا اے اصمعی تیری عقل و دانش کہان گئی ہر اسحٰق ابن ابراہیم علیہما السلام کعبہ مین کب تھے وہان نہ تھے مگر اسمٰعیل کہ انھون نے کعبہ اپنے باپ کے ساتھ بنایا تھا اور مکے مین رہتے تھے اور جلال الدین سیوطی فرماتے ہین کہ حضرت اسحٰق کو ذبیح کہنا تحریفات اہل کتاب سے ہر کذا قال الشیخ فی شرحہ للمشکوٰۃ اگر کوئی شبہہ کرے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مکے مین اسوقت تک تشریف نہین لائے جب تک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جوان و خانہ دار نہین ہوے پھر کس طرح ذبح کیا تو جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر مہینے مین ایک مرتبہ بُراق پر سوار ہوکر صبح کے وقت آتے تھے و اسمٰعیل و ہاجر کو دیکھکر چلے جاتے تھے اور قیلولہ شام مین کرتے تھے سو یہ قصہ بعض زیارات مین واقع ہوا ہر کذا فی اخبار الدول نقلاً عن نزہتہ النواظر اور بھی اخبار الدول مین ہے کہ اس مقدمے مین توقف واجب ہر اسواسطے کہ دلائل جانبین متعارض ہین اور ترجیح اس امر کی کہ ذبیح حضرت اسحٰقؑ تھے بس متعذر اور حضرت مولانا عبدالعلی لکھنوی شرح مثنوی کے دفتر سوم مین باتباع قول شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رہ فرماتے ہین کہ حق یہ ہر کہ اسحٰقؑ مذبوح تھے اور دلائل اس قول کے اکثر بیان کیے ہین

اور حضرت اسحاق حضرت ابراہیم سے کمال مشابہ تھے بالکہ جب جوان ہوے تو دونون مین کچھ فرق نہین معلوم
ہوتا تھا اسواسطے خداوند کبریا نے حضرت ابراہیمؑ کی محاسن شریف کو سفید کیا تاکہ باپ بیٹے مین فرق ہوجائے
غرض کہ بعد پیدا ہونے حضرت اسحٰق کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اجازت چاہی
کہ اگر کہو تو اسمٰعیل کو دیکھ آؤن حضرت سارہ نے خوشی سے اجازت دی الا بدین شرط کہ گھوڑے سے نہ اترو
اور شب باش نہو جیو اور توقف بھی زیادہ نہ کر یو چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمین شرط روانہ ہوے جب
مقام معہود پر پہونچے تو دریافت ہوا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہو کے خانہ دار ہوے ہین اور حضرت
ہاجرہ نے وفات پائی ہے اور اسوقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شکار کو گئے تھے اور معیشت اُنکی یہی تھی کہ تیر و
کمان سے شکار کرتے اور آب زمزم سے پکا کر کھاتے تھے اور رازق بیہمال نے اسی پر قناعت عطا کی تھی جب
حضرت ابراہیمؑ نے انکو نپایا تو اُنکی بی بی مسماۃ عمارہ بنت سعد جرہمیہ کو دروازے پر بلا کے پوچھا کہ تمھارا شوہر
کہان گیا ہے اور کب آویگا اُسنے کہا کہ جنگل کو بتلاش معیشت گئے ہین شام تک آئینگے حضرت ابراہیمؑ نے کیفیت
معاش سے استفسار کیا اُسنے کہا بہت خراب ہے اور نہایت تنگی اور مشقت سے ایام گذرتے ہین اسی طرح
بہت شکایت کی کہ حضرت کو بُرا لگا اور اندیشہ کیا کہ اگر شام تک ٹھہرتا ہون تو خلاف وعدہ ہوتا ہے اور مقصود
صرف احوال پرسی تھا سو معلوم ہوگیا لہذا باگ پھیر کر چلے اور فرمایا کہ جب تمھارا شوہر آئے تو میری طرف سے سلام
کہنا اور یہ بھی کہدینا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ یا سردل کو بدل ڈالو کہ تمھارے لائق نہین ہے وہ روانہ
ہوے اتنے مین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تشریف لائے تو دیکھتے ہین کہ دروازہ پر انوار نبوت چمک رہے ہین اپنی
بی بی سے پوچھا کوئی شخص یہان آیا تھا اُسنے عرض کیا کہ ایک بوڑھا سوار اس شکل و شمائل کا یہان
آیا دروازے پر کھڑے ہو کے تمھارا حال پوچھتا رہا تب حضرت اسمٰعیلؑ نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم تھے اور
اس بی بی نے سارا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ مین نے اپنی تنگی معاش کی شکایت کی تھی حضرت اسمٰعیلؑ
نے فرمایا کہ پھر اُس بزرگ نے کیا کہا اُسنے کہا کہ یہ بات کہ گئے ہین کہ جب تیرا شوہر آئے تو میری طرف سے
سلام کہنا اور پیغام دینا کہ چوکھٹ یا سردل اپنے دروازے کا بدل ڈالو یہ سنکر حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا کہ وہ بزرگ
میرے باپ تھے اور تیرے نکال دینے کا حکم دے گئے ہین سو مین نے تجھکو طلاق دی تو اپنے مان باپ کے
گھر جا مجھسے کچھ سرکار نہین اور اُسی وقت رخصت کر دیا بعد اُسکے دوسرے شخص نے قبیلۂ جرہم سے اپنی
لڑکی دی درج الدرر مین ہے کہ حرث نامے سردار جرہم نے بیٹی دی اور اخبار الدول مین ہے کہ مضاض ابن عمر رئیس نے
مسماۃ رعا سے نکاح کیا اور صحیح نام اُنکا ہالہ تھا کہ وہ کتخدائی کرنے لگی بعد مدت دراز کے حضرت ابراہیمؑ نے پھر
سارہ سے اجازت مانگی اور کہا کہ پہلے جو مین گیا تھا تو اسمٰعیلؑ سے ملاقات نہین ہوئی اب پھر میرا جی دیکھنے کو
ہوتا ہے اگر کہو تو دیکھ آؤن حضرت سارہ نے بشرائط سابقہ اذن دیا چنانچہ حضرت ابراہیم تشریف لے گئے پھر بھی
ملاقات نہوئی اور دروازے پر بی بی کو بلا کے حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ آپ اُترئے اور تشریف رکھیے

کہ حضرت ابراہیم ڈر گئے ہین تو بولے لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط یعنے مت ڈرو ہم بھیجے آئے ہین قوم لوط پر اور
اُس وقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بھی آڑ مین کھڑی ہوئی باتین سُن رہی تھین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام تو بنظر مہمانداری مہمانون کی خدمت مین حاضر تھے اور حضرت سارہ دروازے پر کھڑی تھین
تب حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ کھڑی نہ رہو حضرت سارہ نے عرض کیا کہ تم کھڑے ہو مہمانون کے
واسطے اور مین کھڑی ہون پروردگار مہمانون کے واسطے اور مہمان آپکو دیکھتے ہین اور مہمانون کا خدا مجھکو دیکھتا ہی
اور بعضے کہتے ہین کہ مہمانون کے پاس کھڑی تھین اور بسبب پیری اور بڑھاپے کے کسی سے پردہ نہ کرتی تھین
اور یہی روایت صحیح ہی اسواسطے کہ سورۂ ذاریات مین واقع ہی فاقبلت امراتہ فی صرۃ یعنے پھر سامنے سے آئی
اُسکی عورت بولتی بالجملہ فرشتون کی باتین سُنکر ہنسین اور سبب ہنسنے کا یہ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے ڈرنے پر انکو ہنسی آئی یا اسلئے کہ فرشتون کو بصورت آدمیون کے دیکھکر متعجب ہوئین اور ہنس پڑین یا قوم لوط
کی اہلاک سے خوش ہوئین کہ وہ لوگ اہل فساد تھے یا غفلت قوم لوط پر تعجب کر کے ہنسین بہر تقدیر جب حضرت
سارہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگین تو فرشتون نے حضرت اسحاق کے تولد کی خوشخبری کہی چنانچہ ارشاد ہوا سورۂ ہود
مین وامراتہ قائمۃ فضحکت فبشرناہا باسحق ومن وراء اسحق یعقوب یعنے اُسکی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی
پھر ہمنے خوشخبری دی اُسکو اسحق کی اور بعد اسحاق کے یعقوب کی تخصیص بشارت کی حضرت سارہ کو یہ معلوم
ہوتی ہی کہ لڑکے ہونے سے عورت زیادہ خوش ہوتی ہی بخلاف مرد کے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت ہاجرہ سے
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہو چکے تھے صرف حضرت سارہ سے اولاد نہ تھی لہذا انکی تخصیص ہوئی اور با تفاق
مفسرین حضرت سارہ کی عمر ننانوے یا اٹھانوے ۹۸ برس کی تھی اور حضرت ابراہیم کی ایک سو بیس یا ایک سو
بارہ برس کی تھی سو اس باعث سے عادۃ نہ ازروے انکار حضرت سارہ نے کہا کہ ای خرابی مین کیا جنونگی حالانکہ
مین بڑھیا ہون اور یہ خاوند میرا بوڑھا ہی یہ تو عجب ایک چیز ہی قالت یا ویلتیٰ ءالد وانا عجوز وہذا بعلی شیخا ان ہذا
لشئی عجیب اور سورۂ ذاریات مین واقع ہی فصکت وجہہا وقالت عجوز عقیم یعنے پھر پیٹا اپنا ماتھا اور کہا کہین
بڑھیا بانجھ بھی جنتی ہی نقل ہی کہ جب حضرت سارہ متعجب ہوئین تو حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اپنے گھر کی
چھت تو دیکھو تو دیکھتی ہین کہ خرما کی لکڑیان سبز اور میوہ دار ہو گئی ہین تب فرشتون نے کہا کیا تعجب کرتی ہی اللہ
کے حکم سے قالوا اتعجبین من امر اللہ یہ بات کہکر وہ فرشتے قوم لوط پر چلے گئے اُس وقت مین حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام کی عمر چودہ ۱۴ برس کی ہوئی اور قوم جرہم مین ایک سردار نے بکمال آرزو اپنی لڑکی کو حضرت
سے عقد کر دیا اور زبان عربی سیکھکر نہایت تیز فہم اور فصیح ہوے اور حضرت ہاجرہ نے وفات پائی اور
حضرت سارہ سے حضرت اسحاق پیدا ہوے کہ حضرت سارہ اُنکی پرورش مین مصروف ہوئین اور
فی الجملہ رشک اُنکے دل سے کم ہوا ابن قتیبہ اپنی معارف مین بیان کرتے ہین کہ جب حضرت اسحق علیہ السلام
پیدا ہوے تو کنعانیون کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ حضرت ابراہیم کی زیادتی عمر سے اولاد کی یقین نہ تھی

بنانے کا حکم ہوا تو نہایت متردد تھے کہ کس طرح بناؤن مبادا کچھ کمی و زیادتی ہو جائے تب حق تعالیٰ نے
سکینہ کو بصورت ہوائے پیچیدہ بھیجا کہ اسکے دو نون طرف سر تھا سو وہ ہوا مانند بدلی کے خانہ کعبہ پر سایہ افگن ہوئی
اور ٹھہر گئی اور حضرت کو حکم پہونچا کہ اس سایہ کے موافق زمین کو معین کر کے کعبہ بناؤ اور وہ بنا بقول شارح
حیرۃ الفقہ کے طول مین تیس گز اور عرض میں بیس گز اور ارتفاع مین نو گز تھی اور تفسیر حدادی مین لکھا ہے
کہ وہ ہوا مکڑی کے جالے کی طرح اس مکان کے گرد تنی اور ایک مرغ نے اس مین سے آواز دی کہ میرے
برابر گھر بنائیے اور مشہور تر یہ ہے کہ ایک ٹکڑا ابر کا مقدار اس مکان کے ہوا مین کھڑا ہوا اور اُس سے آواز نکلی
کہ میرے برابر کعبہ بنائیے اور یہی روایت کلبی سے معالم التنزیل مین لکھی ہو اور ابو الشیخ نے تاریخ ارزقی اور
کتاب العظمۃ مین اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے
زمین پر گرے تو جناب الٰہی مین گزارش کی کہ مین اب تسبیح اور تہلیل فرشتون کی نہین سنتا ہون تب حکم ہوا
کہ ایک گھر جہان مجھکو نشان دیا جاتا ہے بناؤ اور گرد اُسکے طواف کیا کرو اور اسی کی طرف نماز پڑھا کرو اور حضرت جبرئیل
علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم وہ جگہ بتلا دو چنانچہ یہ حال مفصل قصہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام مین بیان ہو گیا
ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ خانہ طوفان نوح علیہ السلام تک بیت المعمور تھا طوفان مین آسمان ہفتم پر اُٹھا لیا گیا اور
اب مقابل کعبہ کے رکھا ہے اور فرشتے اسکے طواف مین مشغول ہین کہ حدیث معراج سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ
بعد اُٹھ جانے کے یہ مکان ایک ٹیلہ بلند سرخ رنگ ممتاز تمام زمین سے رہگیا تھا اور کچھ مکان اسپر باقی نہ تھا
اہل آفاق اُسی مکان پر آتے اور دعا کرتے تھے یہانتک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی مکان کی تعمیر کا حکم
ہوا اور انکے ساتھ سکینہ بصورت ابر آیا اُس سے حد کعبہ مقرر ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اُسی کے
مطابق ایک خط کھینچ دیا کہ اس خط سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے زمین کھودنا شروع کی یہانتک کہ بناء آدم
علیہ السلام ظاہر ہوئی اور دونون صاحبون نے بنانا شروع کیا اور خالق لایزال نے سات فرشتے بھی انکی
مدد کو بھیجے سو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قاعدون کو کوہ حرا کے پتھرون سے اٹھایا اور فرشتون
نے کوہ سینا اور زیتا اور جودی اور لبنان پہاڑون سے پتھر لاکے حضرت اسمٰعیلؑ کے ہاتھ سے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو پہونچائے کہ حضرت نے دیوارون پر جمائے ابو بکر قطان فرماتے ہین کہ اسوقت حضرت ابراہیمؑ
زبان سریانی بولتے تھے اور حضرت اسمٰعیلؑ بزبان عربی اور باہم سمجھ لیتے تھے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ فرماتے تھے
ہب لی کیتا یعنے پتھر دے اور اسمٰعیلؑ کہتے تھے خذ الحجر اور بعضے کہتے ہین کہ پانچ پہاڑون سے پتھر آتے تھے
طور سینا و زیتا و لبنان و جودی نگر صحیح یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ گارہ بنا کے بوقبیس و حرا و لبنان سے پتھر لا لاکے
دیتے تھے یہانتک کہ دیوارین قد آدم سے بلند ہو گئین تب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلند چیز کی حاجت ہوئی
کہ اُسپر چڑھکر بناوین سو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جانب جبل بوقبیس چلے راستے مین حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ
مین تمہارے دو پتھر آپکو بتلاتا ہون اور یہ وہ پتھر ہین جنکو حضرت آدمؑ بہشت سے لائے تھے اور وقت طوفان

تو مین آپ کا سر دھو ڈالون حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ مجھکو اجازت اُترنیکی نہین ہی ناگزیر اُسنے ایک پتھر بڑا
لاکے رکاب کے نیچے رکھا اور اُسپر چڑھ کے سر مبارک خوب مل کے دھویا اور کنگھی کی اس حالت مین آپ حال پرسی
کرتے تھے اور وہ شکرگزاری انکی و تواضع اور اخلاق کی کرتی تھی یہانتک کہ کیفیت معاش پر نوبت آئی تو اُس نے
نہایت شکر کیا اور کہا الحمد للہ بکمال مسرت گذرتی ہی تب حضرت نے دعاے خیر فرمائی اور کہا حق تعالے تمکو گوشت اور
پانی مین برکت دیگا حدیث شریف مین وارد ہی کہ خاصیت اس دعا کی یہ ہی کہ جو کوئی شخص مکہ معظمہ مین گوشت
اور پانی پر اکتفا کرتا ہی اُسکو غلہ وغیرہ کی حاجت اصلا نہین ہوتی اور طاقت اُسکی بدستور برقرار رہتی ہی بعد اُسکے
حضرت ابراہیم علیہ السلام رات کے رہنے سے خوف کرکے رخصت ہوے اور اپنی بہو سے فرما گئے کہ جب
اسمعیلؑ آوین تو میرا سلام کہدینا اور پیغام دینا کہ یہ سردل دروازے کا بہت خوب ہی اُسکو غنیمت سمجھکر رکھیو جب
حضرت اسمعیل علیہ السلام حسب دستور تشریف لائے پھر وہی نور نبوت محسوس ہوا تو اپنی بی بی سے پوچھا کہ آج کوئی
یہان آیا تھا بولین کہ ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور اُنکی صورت ایسی تھی سو مین نے بہت تواضع کی اور
اُنکا سر دھویا لیکن وہ بزرگ گھوڑے سے نہین اُترے اور میرے واسطے دعا کر گئے تب حضرت نے پوچھا
اور کیا فرمایا بولین کہ تمکو سلام کرکے یہ فرما گئے ہین کہ یہ سردل دروازے کا بہت خوب ہے اسکو غنیمت جان
کے اچھی طرح سے رکھو حضرت نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے باپ تھے تیرے حق مین سفارش کر گئے ہین
اور سردل دروازے کا تو ہی چاہیے کہ مین تجھکو حسن سلوک سے رکھون جب اس معاملہ پر ایک مدت گذری
پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے فرمایا کہ مین دو مرتبہ گیا اور اسمعیلؑ سے ملاقات نہوئی اگر
اب اجازت ہو تو اُسکو دیکھ آؤن اور چند روز اُسکے پاس رہون کہ میرے دل کی تسلی ہو حضرت سارہ نے اجازت
دی کہ حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے اور اُسی مکان پر پہونچے جہان اسمعیلؑ رہتے تھے دیکھتے ہین کہ حضرت
اسمعیلؑ ایک درخت کے نیچے زمزم کے قریب بیٹھے اپنے تیرون کو درست کر رہے ہین بمجرد دیکھنے کے حضرت
اسمعیلؑ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہچانا اور بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوے اور معانقہ کرکے جو کچھ سعادتمند
بیٹے کو باپ سے چاہیے سو بجا لائے اور دونون ملکر ایسا روئے کہ اُنکی آواز سے پرندے بھی رونے لگے
بعد اسکے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ مجھکو خالق لایزال نے اس جگہ عبادتخانہ بنانے کا حکم فرمایا ہی اور یہ کام مین
اپنے ہاتھ سے کرونگا اگر تم بھی معین ہو تو بہتر ہی کہ یہ بھی گویا میرا ہی کام ہی حضرت اسمعیلؑ نے کہا کہان بنائیگا
فرمایا کہ اس تودے پر جہان بیت المعمور تھا حضرت اسمعیلؑ نے کہا کہ تمہارا فرمانا اور اللہ کا حکم میرے سر اور
آنکھون پر ہے مین بیشک اعانت کرونگا چنانچہ غرہ ذی قعدہ کو بناے کعبہ شروع کی اور پچیسوین کو تمام کی اور بنانے اس
طرح سے تھے کہ حضرت اسمعیلؑ پتھر لاتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بناتے اور اُس وقت عمر حضرت اسماعیل
علیہ السلام کی تیس ۳۰ برس کی تھی اور حضرت ابراہیمؑ کی ایک سو تنتیس ۱۳۳ برس کی تھی حاکم نے بطریق صحیح اور
بیہقی نے دلائل مین حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہی کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو کعبہ

اس قرارنامے کو ایک فرشتے کے منھ مین رکھا اور فرمایا الحجر سو وہ فرشتہ پتھر ہو گیا اور وہ پتھر جنت مین تھا اب رکن یمانی مین رکھا گیا قیامت کو پھر فرشتہ کر دینگے اور عہدنامے کو نکال کر دکھلا دینگے پھر جو کوئی اپنے عہد پر قایم ہوگا اسے بہشت ملیگی اور جو برخلاف ہوگا اسکو دوزخ ملیگی اور یہ جو مشہور ہے کہ حجر اسود مین کچھ سفیدی باقی ہے جب وہ بھی جاتی رہیگی تب قیامت قائم ہوگی خواہ نزدیک ہوگی سو حضرت شیخ المحدثین محقق دہلوی شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین کہ فقیر اس باب مین متحیر تھا یہانتک کہ مین نے تاریخ مکہ مین دیکھا کہ ابن جبیر فرماتے ہین کہ مین نے حجر اسود مین کئی نقطے سفید چھوٹے چھوٹے دیکھے تھے اور ابن جبیر نے سنہ ۵۷۹ پانسو اناسی مین وفات پائی اور فقیہ سلیمان عسقلانی نے اپنی مناسک مین بیان کیا ہے کہ مین نے حجر اسود مین تین جگہ سفیدی دیکھی بعد اسکے دیکھا تو ہر وقت کم ہوتی جاتی تھی اور یہ معاملہ سنہ ہفتصد و ہشت مین تھا فائدہ واضح ہو کہ جب حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے کعبہ شریف بنایا ہے تو ارتفاع اسکا نو گز کا تھا اور دور حجر اسود سے رکن یمانی تک ۳۲ تینتیس گز کا اور رکن شامی سے رکن غربی تک بائیس گز کا اور رکن غربی سے رکن یمانی تک ۳۱ اکتیس گز کا اور رکن یمانی سے حجر اسود تک ۲۰ بیس گز تھا اس سے معلوم ہوا کہ شکل کعبہ کی اسوقت مین مستطیل تھی کہ طول عرض سے زیادہ اور طول شرقی اور غربی مین بھی تفاوت الاغیر محسوس اور دروازہ کعبے کا زمین سے ملا ہوا بے کواڑون کے تھا تبع حمیری نے دروازے مین کواڑ اور قفل اور زنجیر لگائین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے داہنی طرف ایک حفرہ بطور خزانہ کھدوا تھا تاکہ از قسم نذور اور ہدایا جو کچھ آوے اسمین رکھا جاے پس معلوم ہوا کہ یہ چار دیواری اور سقف حضرت ابراہیم نے بنائی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے وقت مین سوائے بنیاد کے اور کچھ نہ تھا بلکہ اس بنیاد پر ایک خیمہ یاقوت مجوف کا جسکو بیت المعمور کہتے ہین رکھا تھا اور یہ مکان قبل حضرت آدم علیہ السلام کے بلکہ قبل خلقت زمین اور مافیہا مقام تعظیم تھا چنانچہ فاکہی اول تاریخ مکہ مین مع اسناد بیان کرتا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ خالق ذوالجلال نے چالیس برس پیشتر از خلقت آسمان اور زمین کعبہ شریف کو پیدا کیا تھا اور تھا کعبہ بطور کف کے پانی پر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو ہزار برس پیشتر خلقت زمین سے کعبہ پیدا ہوا ہے تب کسی نے کہا کس طرح کعبہ قبل زمین کے پیدا ہوا حالانکہ وہ خود زمین ہی ابو ہریرہ رض نے فرمایا کہ مانند برف اور ہوا کے ٹھہرا ہوا تھا سو جب اللہ تعالی نے خلقت زمین کا ارادہ کیا تو بچھایا اسکو کعبے کے تلے سے اور کعبہ کو رکھا وسط مین پس یہ بات نہایت غلط مشہور ہے کہ اصل کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہے اور یہ جو اہل تاریخ لکھتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لڑکون نے بھی مٹی اور پتھر سے کعبہ بنایا تھا سو قابل اعتماد نہین ہے اسواسطے کہ منتہاے سند انکی وہب ابن منبہ تک ہی اور یہ شخص اکثر روایات اسرائیلون سے نقل کرتا ہے پس تحقیق یہی ہے کہ قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کسی شخص نے اس گھر کو نہین بنایا اور کلام الہی اور احادیث نبوی بھی اسپر مشعر ہین لہذا شیخ عماد الدین ابن کثیر اپنی تفسیر مین فرماتے ہین

حضرت نوحؑ نے اس پہاڑ مین رکھدیے تھے انکو لیجائیے ایک ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کو دیکھیے اور دوسرا دائین طرف دروازے کے لگا دیجیے کہ جو کوئی اس گھر مین آوے اول اسکو بوسہ دے چنانچہ حضرت اسمعیلؑ نے دونون پتھر لیے اور چلے حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ چلے آئے اور حضرت ابراہیمؑ کو دوسرے پتھر کے جمانے کی تدبیر بتلا گئے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اسی طرح رکھا دہی پتھر حجر اسود مشہور ہے اور اب تک اسی جگہ ہے اور ایک پتھر پر چڑھکر بنانے لگے وہ پتھر ایسا نرم ہو گیا کہ حضرت کے پیرون کی انگلیون کے نشان بنگئے اور یہ کرامت ہوئی کہ تا اتمام تعمیر کعبہ دوسرے پتھر کی حاجت نہوئی وہی بڑھتا رہا اور حجر اسود کی روشنی ایسی پھیلی کہ چارون طرفین کعبہ کی روشن ہوگئین بلکہ اسی روشنی سے حد حرم معین ہوئی اور بعد تعمیر حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے حد حرم کا ایک نشان کر دیا ہی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ رکن و مقام دونون بہشت کے مقام ہین نور انکا جاتا رہا ہے اور اگر نہ جاتا تو مشرق سے مغرب تک روشن ہو جاتا اور بھی حدیث صحیح مین وارد ہے کہ حجر اسود بہشت سے نازل ہوا ہی اور پہلے نہایت سفید و نورانی تھا گنہگارون کے ہاتھون سے سیاہ ہو گیا ہے رواہ احمد والترمذی **فائدہ** اس حدیث مین ایمان کا امتحان مراد ہے اگر کامل الایمان ہے بے تردد و بلا تامل قبول کرتا ہے اور ضعیف الایمان تردد کرتا ہی اور کافر انکار کرتا ہی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہین کہ اس حدیث مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو مخالف دلیل قاطع کے ہو اور ظاہر حدیث مین تاویل کرنا بہت ہے اور یہ قول اہل ضلالت کا ہے کہ بہشت اور جو کچھ اس مین ہے جواہرات وغیرہ سے مخالف ہین ان چیزون کے جو اس عالم فانی مین مخلوق ہوئی ہین یعنے جو بہشت کی چیزین ہین انکو زوال و فنا نہین ہی اور حجر اسود کو خود آفتین قرامطہ و ملاحدہ کے ہاتھ سے پہونچین کہ ٹوٹ گیا اور ہنوز اثر اسکا باقی ہی جواب اسکا یہ ہے کہ حجر اسود بعد آنے اس عالم کے اپنی حالت سے متغیر و متبدل ہو گیا ہے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام پر بعد آنے بہشت سے گرسنگی و تشنگی وغیرہ امور خلاف دار الجنان کے ظاہر ہوے ہین اسی طرح حجر اسود مین ظاہر ہوے پس اعتراض نادرست ہے اور بعضے کہتے ہین کہ بہشتی ہونا حجر اسود کا یہ ہے کہ اس مین برکت و شرافت ہی گویا بہشت سے آیا ہی اور سفید ہو جانا اور سیاہ ہو جانا آدمیون کے گناہون سے گویا عبرت کے واسطے ہے کہ گناہون کا اثر پتھر مین پہونچتا ہے چہ جاے قلب انسان اور یہ سب تردد و تامل تاریکی باطن سے ہی راست ہے کم دکاست تو یہ ہی کہ ایمان ظاہر حدیث پر لاوے اور حقیقت حال کو علم الٰہی پر چھوڑے اور کہے کہ ان اللہ علی کل شئی قدیر تکملۃ القصص مین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ جل شانہ نے ذریات آدم سے عہد لیا تو ایک نہر شہد سے زیادہ شیرین اور مسکہ سے زیادہ نرم جاری فرمائی اور قلم کو ارشاد کیا کہ لکھ سو قلم نے اسی روشنائی سے اقرار ذریت آدم علیہ السلام کا لکھ لیا اور رب الارباب نے اس نوشتے کو حجر اسود مین رکھکر اس عالم مین بھیجا تو گویا بوسہ دینا آدمیون کا اس پتھر کو نشان قرار کا اقرار ہے اور رحمۃ الہند مین لکھا ہے کہ رب العزت نے

بیان تغیر حجر اسود

آپ اسکو تمام کو ین فرمایا کہ تمھاری قوم نو مسلم ہے اگر مین اُسکو گرا کر پھر بناؤن تو یہی کہیگی اور طعن کریگی کہ اُسنے
اپنی طرف سے زمین اور داخل کر دی ہے اگر یہ خوف نہ ہوتا تو مین بناتا اور اسکے دروازے کو زمین سے ملا دیتا اور
دو درہ کردیتا ایک دروازہ جانب شرقی اور ایک درہ جانب غربی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے عہد مین
نوبت اسکی نہ پہونچی مگر اسی حدیث کے مطابق عبد اللہ ابن زبیر نے پھر بنایا اور بناء ابراہیمی قائم کی اور بدعات
جاہلیت سب مٹا دین اور حطیم کو خانہ کعبہ مین داخل کیا اور دو درہ کردیا اور طول دو سو بیس گز کا کر دیا اور بجاے
گلابہ کے ورس کہ خوشبودار چیز ہے کام مین لایا اور بھیتر اور باہر مشک اور عنبر سے کہگل کی اور دیباج کی پوشش
پہنائی اور ستائیسوین تاریخ رجب ۶۴؁ سنہ ہجری مین یہ بنا تمام ہوئی بعد اسکے حجاج نے اپنے وقت مین
عبد الملک ابن مروان کے اشارے سے جانب رکن شامی کو گرا کے بنیاد قریش پھر قائم کی اور زمین کعبہ
پتھرون سے بھر دی اور دروازہ شرقی کو بلند کیا اور دروازۂ غربی کو بند کیا اور کچھ نہیں زیادہ کیا یہ بنا سنہ چوہتر
ہجری مین واقع ہوئی اسوقت سے تا وقت سلطان مراد ابن احمد خان تجدید نہین ہوئی مگر ملوک و سلاطین نے
کچھ ترمیم اور اصلاح بناء حجاج مین کی تھی سلطان مراد نے پھر بنایا اور سواے حجر اسود کے باقی سب گرا دیا اور
یہ عمارت سنہ اکہزار چالیس مین واقع ہوئی اور ابتک وہی عمارت باقی ہے لیکن یہ عمارت حجاج کے طریق پر ہے
کہ حطیم باہر ہے اور بکیدرہ ہے **فائدہ** حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ فضائل مکہ مین ارشاد فرمایا ہے
کہ کعبہ معظمہ زمانہ سابق مین ہر طرف سے بے دیوار تھا اور گرد حرم کے گھر تھے کہ وہ مانند دیوارون کے محیط تھے
اور گھرون مین راہین تھین کہ انھین راہون سے حرم مین آتے تھے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی
خلافت مین وہ سب گھر خرید کر کے کھدوا ڈالے اور اسکی کچھ زمین حرم مین داخل فرما کے حرم شریف کو فراخ کیا پھر
جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے تو حضرت نے اٹھائیسوین برس ہجرت سے حسبقدر اور گھر باقی
تھے انکو بھی خرید کر کے حرم مین اسکی زمین کو داخل کیا کہ نہایت کشادہ ہو گیا پھر سنہ سرسٹھ ہجری مین عبد اللہ ابن
زبیر نے بہت گھر ارزان قیمت اور گران قیمت کہ بعضے سات سات ہزار دینار کو لے خرید کر کے انکی زمین مسجد حرام
مین داخل کی بعد اسکے عبد الملک ابن مروان نے مسجد الحرام کو بہت خوبصورتی سے تعمیر کیا لیکن اُسنے کچھ زیادہ نہین
کیا صرف دیوارون کو بلند کر دیا اور سقف خانہ کو ساج کی لکڑی سے پٹوا دیا اور قندیلین اسمین لٹکائین بعد اسکے ولید
ابن عبد الملک نے کچھ زیادہ کیا اور بعضے ستون سنگ رخام سے بنواے پھر منصور ابن جعفر نے کچھ زیادہ کیا پھر
دو مرتبہ مہدی ابن منصور نے کچھ زیادہ کر کے حرم کو تعمیر کیا اول سنہ ایک سو ساٹھ ہجری مین دوسرے سنہ
ایک سو سرسٹھ مین اور سنہ ایک سو انہتر مین اسنے وفات پائی اسکی عمارت آج تک قائم ہے کذا ذکرہ النووی فی
مناسکہ اور بحر العمیق مین لکھا ہے کہ زیادت مہدی مشہور بباب الندوہ ہے اور طول دروازہ کعبہ کا چھ گز اور ثلث
اور نصف سدس گز کا ہے اور عرض چار گز کا اور وہ دروازہ دیوار شرقی مین ہے اور تختہ ساج کی لکڑی کے اور
تختہ نقرہ کے اسکے اوپر سے اور میخین نقرئی اسپر جڑی ہین کہ اس سے کمال مضبوطی ہے اور آستانۂ کعبہ کی

کہ لم یر دعن معصوم ان البیت کان مبنیا قبل الخلیل لیکن بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے البتہ عمالقہ اور جرہم سنے
بنایا اور بعد اُسکے قصی ابن کلاب نے بنایا اور چھپت کو گوگل کی لکڑیون سے پاٹا اور خرمے کی لکڑیون کے تختے
بنائے بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین قریش نے پھر بنایا چنانچہ جب قریش بناتے
تھے تو حجر اسود کے رکھنے مین بڑی نزاع ہوئی تھی کہ ہر ایک فرقہ چاہتا کہ ہم اپنے ہاتھ سے رکھین آخر کو یہ
قرار پایا کہ اول جو شخص بنی ہاشم سے دروازۂ بنی شیبہ سے یہان آوے اسکو اس بات مین حکم بناؤ اور اسکے ارشاد
کے مطابق بجا لاؤ چنانچہ اول دروازہ بنی شیبہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے سبنے حضرت
کو حکم بنایا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک چادر بچھاؤ مین حجر اسود کو اسمین رکھدون غرض کہ حسب الحکم بجا لائے اور
حضرت نے حجر کو چادر مین رکھکر فرمایا کہ ہر فرقے کا ایک ایک سردار اس چادر کے گوشے پکڑ کے اٹھادے سو
چادر سبھون نے اٹھائی جب چادر محاذی موضع حجر اسود کے پہونچی تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنے
اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو موضع معہود پر رکھدیا اور پتھرون سے وصل فرمادیا اُسوقت مین حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی عمر پینتیس برس کی تھی اور سبب اس بنا کا یہ واقع ہوا تھا کہ ایک عورت ہمیشہ کعبہ شریف کی
پوشش کو خوشبودار چیزون سے دھوان دیا کرتی تھی ایک روز آگ جو اٹھی تو لکڑیان چھت کی جل گئین اور قبل اسکے
سیلاب بھی آیا تھا کہ اسکے صدمے سے دیوارین گر گئی تھین تب اکثر سرداران قریش نے مصلحت کی کہ اسکو
بنانا چاہئیے چنانچہ ولید ابن مغیرہ کو میر عمارت قرار دیا اور یہ بھی قول و قرار ہو گیا کہ سواے مال حلال کے
اور کچھ اسمین صرف نہونے پاوے غرض کہ سر نو سے پھر بنایا گیا اور کئی طرح کی تغیر اس بنا مین واقع ہوئی اول
یہ کہ کعبے کے عرض سے کئی گز زمین حطیم مین داخل کردی گئی دوسرے یہ کہ دروازے کو زمین سے بہت
بلند کردیا تیسرے یہ کہ اندر کعبے کے دو صفین ستونون کی قائم کین کہ ہر صف مین تین تین ستون بنائے
چوتھے یہ کہ بلندی کعبے کی باہر سے اٹھارہ گز بڑھادی پانچوین یہ کہ کعبہ کے اندر رکن یمانی کے متصل ایک زینہ
بنایا ہے کہ اسی سے سقف کعبہ پر جاتے ہین جیرۃ الفقہ کی شرح مین لکھا ہے کہ مقدار طول و عرض کعبہ معظمہ کا نوبت
قریش مین یہ تھا یعنے طول ستائیس گز اور عرض اٹھارہ گز کا اور آج اس اندازہ پر ہے کہ طول دیوار شرقی و
غربی کا باہر سے چھبیس گز اور دیوار شمالی کا بیس گز اور دیوار جنوبی کا اکیس گز و چار انگل اور درمیان رکن یمانی
اور شمالی کا انیس گز ایک بالشت اور درمیان ان دونون کا عرض چودہ گز انیس انگل اور رکن حجر اسود سے
تا رکن عراقی اٹھارہ گز اور ایک دروازے سے تا دروازہ دیگر طول پانچ درعہ اور عرض چار درعہ اور بلندی خانہ شریف
کی سوا ستائیس گز اور اندر اسکے تین ستون ہین دو صنوبر کی لکڑی کے اور درمیان کا ستون ساج کا اور چھپت
اسکی اٹھارہ کڑیون ساج سے پٹی تھی صحیح بخاری وغیرہ سے کتب حدیث مین روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متصل کعبے کے لیجا کر فرمایا کہ دیکھو تمہاری
قوم نے جب کعبے کو بنایا تو قواعد ابراہیمی مین اختصار کردیا ہے حضرت عائشہؓ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ

اس گھر کی خدا کی طرف واقع ہے جسطرح طہرا بیتی اسکے معنے کیا ہین اگر نسبت خالقیۃ مراد ہے تو سب مکانون سے یہ اضافت ہو سکتی ہے اور اگر نسبت سکونت اور بود باش کا خیال ہے تو ذات پاک الٰہی اس سے پاک ہے اور اگر اس لحاظ سے ہے کہ اس مکان مین عبادت کرتے ہین اور شان معبودیت اس مکان مین ظاہر ہوتی ہے تو خانہ کعبہ اور معابد کفار مثل ہردوار وغیرہ برابر ہوے جاتے ہین اسواسطے کہ سب جگہ شان معبودیت ظاہر ہے اور ہر جگہ طالب حق اپنے شوق کو لباس صورت مین ظاہر کرتا ہے جواب یہ ہے کہ سبب اختصاص کا یہ ہے کہ امر کے حکم سے عبادت اور شوق طلب کے واسطے یہ مکان بنایا گیا ہے اور کسی طرح کا علاقہ مخلوقات سے نہین رکھتا اور معابد کفار بحکم خدا نہین اور علاقہ مخلوقات سے بے علاقہ نہین بلکہ جملہ معابد رام اور کرشن وغیرہ سے نسبت رکھتے ہین اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ قبلہ بنانے کے واسطے دو چیزین لازم ہین اول یہ کہ حکم خدا سے ہو اسواسطے کہ نسبت ظہور الٰہی ہر جگہ پر ہے لیکن یہ ظہور عام عقلاً باجماع توجہ عبادت کا مصحح نہین ہوتا پس ظہور خاص ضرور ہوا اور سر اس ظہور کا عقول بشر سے خارج ہے بدون اطلاع شریعت کے سمجھا نہین جاتا پس نص شارع بھی ضرور ہوئی دوسرے یہ کہ مکان کو کسی طرح کا علاقہ مخلوق سے نہ ہو ورنہ توجہ کے وقت شائبہ شرک شامل ہو جائیگا اور توجہ صرف باقی نہ رہیگا و لہذا قبور انبیا اور اولیا اور درختون اور آگ اور پانی اور ستارون کا قبلہ کرنا ممنوع ہے اور معابد کفار ان دو صفتون سے عاری ہین مثلاً ہردوار اسی سبب سے واجب التعظیم ہے کہ کرشن اسی راہ سے اوپر گیا ہے اور اجودھیا اس سبب سے کہ رام چندر وہان رہتا تھا اور سیتا کی وہان رسوئین تھی علی ہذا القیاس اور معابد کہ ایک ایک مخلوق سے نسبت رکھتے ہین آر سے یہ فرقہ کہ حلولی مذہب ہے رام چندر وغیرہ کو مظہر ذات پاک جانتا ہے اور انکے منسوبات کو عین منسوبات حق سمجھتا ہے لیکن چونکہ حلول باری محض باطل ہے تو یہ خیال از قبیل بناء فاسد علی الفاسد ہے اور اگر بالفرض معابد کفار کو اصل مین ہم شعائر الٰہیہ سمجھین اور کہین کہ مخلوقات سے نسبت کرنا اس فرقہ کی تحریفات سے ہے اور ابتدا مین سواے ذات پاک کے کسی طرف نسبت نہ تھی اور کوئی نص بھی شرایع سے پیدا ہو جائے تو بھی خانہ کعبہ مین اور ان مکانات مین بڑا فرق ظاہر ہے اسواسطے کہ تعبد انکا منسوخ ہو گیا اور حکم منسوخ کی متابعت کرنا خدا کی مخالفت ہے کسواسطے کہ مدار قبلہ کرنے کا موقوف ہے قبول عبادت پر اور قبول عبادت منحصر ہے اس مکان مین جسکا نام رکھا گیا ہو پھر اسکے غیر مین عبادت کرنا گویا کہ اپنی سعی کو باطل کرنا ہے بلاتشبیہ ایسا ہے کہ جیسے بادشاہ ایک مکان کو اپنی مملکت سے دار الخلافۃ قرار دیکر رعایا سے حکم دے کہ اپنی حاجتین اس مکان سے رفع کرو اور نذور اور ہدایا اور مالگذاری وغیرہ اس مکان مین پہونچاؤ اور بعد چندے دوسرے مکان کو دار الخلافۃ قرار دے اور اسی طرح کا حکم ناطق صادر کرے تو پہلے مکان کو وہ بزرگی نہین رہتی ہے جو پہلے تھی جس طرح اکبرآباد اور دہلی بلکہ اگر کوئی شخص پہلے مکان مین نذور اور ہدایا پہونچاوے تو قبول نہین ہوتی اور وہ شخص قابل تنبیہ ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص قاصدین معابد کفار سے تفتیش کرے کہ تم کہان کس واسطے جاتے ہو تو

بلندی زمین سے ساڑھے چار درعہ اور نادوان کعبہ کا جسکو میزاب الرحمۃ کہتے ہین درمیان رکن عراقی اور
شامی کے واقع ہے اور حجرہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کا اسی کے نیچے ہے اور حجر اسود کی بلندی زمین سے دو گز
اور نصف و سدس گز سے چیزے زیادہ اور عرض اس مقدار کا جو اس سے ظاہر ہے ایک وجب چار انگل ہے
فائدہ حافظ الحجاز تقی الدین فارسی تاریخ مکہ مین لکھتے ہین کہ دس بار کعبہ بنا ہے اول بناے ملائک دوسرے
بناے آدمؑ تیسرے بناے بنی آدم چوتھے بناے ابراہیمؑ پانچوین بناے عمالقہ چھٹوین بناے جرہم
ساتوین بناے قصی آٹھوین بناے قریش نوین بناے عبداللہ زبیر دسوین بناے حجاج قتادہ سے
روایت ہے کہ قبل از اسلام عادت یہ تھی کہ مقام ابراہیم علیہ السلام سے کوئی ہاتھ نہین لگاتا تھا اسوقت مین
یہ بات رائج ہے اور جو لوگ قبل از عہد اسلام مقام کو دیکھ چکے تھے وہ نقل کرتے ہین کہ دونون پانوٴن کی انگلیون
کے نشان اسمین موجود تھے اب ہاتھون کے لگانے سے وہ نشان بخوبی ظاہر نہین ہین اور ابن ابی شیبہ نے
عبداللہ ابن زبیر سے نقل کیا ہے کہ جب عبداللہ ابن زبیر نے لوگون کو دیکھا کہ مقام ابراہیم کو ہاتھ سے چھوتے
ہین منع کیا اور کہا کہ تمکو اللہ تعالیٰ نے یہان نماز پڑھنے کو فرمایا ہے نہ مسح کرنے کو اور بیہقی نے اپنے سنن مین
روایت کی ہے کہ یہ پتھر جو مقام ہے زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور زمانہ حضرت صدیق اکبرؓ تک
کعبہ کے متصل تھا حضرت عمرؓ کے وقت مین بسبب سیل ام نہشل کے بہکر اپنی جگہ سے جب ہٹ گیا تب حضرت
عمر رضی اللہ عنہ خود تشریف لائے اور اسکو اٹھا کر جہان تھا پھر رکھا اور گڑوا سکے اور پتھر رکھوائے تاکہ
جنبش نہ کرے چنانچہ اب تک اسی جگہ پر ہے فائدہ واضح ہو کہ حضرت استاذ الاستاذ محدث دہلوی اپنی تفسیر
مین فرماتے ہین کہ خانہ کعبہ کے چار کنج ہین دو یمانی ایک مین حجر اسود ہے اور وہ جانب شرقی مین واقع ہے دوسرا
ملقب بکنج یمانی جو کہ جانب مغرب واقع ہے اور دو کنج کو رکن شامی کہتے ہین ایک جانب شرق ملقب برکن
عراقی دوسرا جانب غرب معروف بہ رکن غربی پس قریشیون نے دونون رکن شامی کو قواعد ابراہیمی سے
نیچا کر دیا ہی اور کچھ زمین کعبے کی بھی چھوڑ کے داخل حجر کردی ہے اور وہ دیوار جو کہ حجر اسود کے کنج سے تا رکن
عراقی تھی بھی کم کر ڈالی ہے اور حضرت ابراہیمؑ کی بنیاد سے بھی کچھ کوتاہ کر دیا کہ مثل چبوترۂ دکان کے زمین
سے بلند رہ گیا ہے اور اسی کو شادروان کعبہ کہتے ہین بعد اسکے عبداللہ ابن زبیر نے اپنی ولایت مین پھر
موافق حدیث کے بنایا لیکن حجاج نے بعد اسکے بصورت جاہلیت کر دیا لہذا ہارون رشید نے اپنی سلطنت
مین حضرت امام مالک سے پوچھا کہ اگر ارشاد ہو تو مین پھر موافق بناے عبداللہ ابن الزبیر کے کعبہ بناؤن
حضرت امام مالک نے فرمایا کہ اگرچہ یہ حدیث صحیح ہے اور عمل مطابق اسکے عین اتباع ہے الا مصلحت نہین ہے کہ
بار بار کعبہ کو گرا کے تغیر اور تبدیلی دیجاے اسواسطے کہ کعبہ بازیچۂ سلاطین ہو جائیگا اور ہر ایک بادشاہ اپنے
وقت مین ایسا ہی کیا کریگا پھر رسم پڑ جائیگی اور مفسدۂ عظیم ہوگا اور جس جگہ مصلحت مفسدہ پیدا کرے تو
رعایت دفع مفسدہ کی مقدم رکھنا اور مصلحت سے دست بردار ہونا چاہیے فائدہ جو بعض جگہ کلام الٰہی مین نسبت

معلوم نہین ہوتی اِلَّا یہ تخصیص خالی از حکمت نہ ہوگی اسواسطے کہ حکیم علی الاطلاق کسی امر کی تخصیص بلاحکمت نہین فرماتا پس وہ حکمت کیا ہی جواب حکمت اس تخصیص مین تین وجہسے ہی اول یہ کہ اصل آدمی کی خاک سے ہی اور اصل کرۂ خاک کی اسی نقطہ سے ہے جہان کعبہ ہے پس اصل جسم آدمی کی اسی نقطہ سے راجع ہوئی تو چاہیئے کہ جب آدمی اپنے جسم کو مشغول بعبادت کرے تو اپنی اصل ترابی سے رجوع لاوے یعنے جیسا اصل قریب ترجیہ کہ ہر جگہ میسر ہے سجدہ کرتا ہے اصل تعبد سے وقت عبادت کے متوجہ ہوا ور اپنی عمر مین ایک مرتبہ اسکی زیارت بھی کرے تاکہ توجہ الی اللہ اور اشتیاق اسے لقاء اللہ جلوہ گر ہوجائے دوسرے یہ کہ آدمی وقت عبادت کے فرشتون کا خلیفہ ہے جیسا وقت غصہ اور غضب کے درندون کا اور وقت شہوت کے بہائم کا اور وقت تکبر اور مکر کے شیاطین کا اور عبادتگاہ ملکوت بیت المعمور ہے اور کعبہ بیت المعمور کے مقابل واقع ہے تیسرے یہ کہ اس مکان عظیم الشان مین ربوبیت الٰہی حضرت اسماعیل علیہ السلام پر کہ اکبر اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور مبداء وجود خاتم المرسلین کے تھے عجب رنگ سے ظاہر ہوئی ہے پس اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اور انکے توابع کو چاہیے کہ اس مکان کو واسطے توجہ ذات پاک کے اختیار کرین اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو شکر اس نعمت کا مقتضی ہوا ہے کہ اس مکان پر ایک مکان معین کرین تاکہ جب وہان مشغول ہون تو ربوبیت آلہی بوجہ عیان ملحوظ نظر ہوجاے اسواسطے کہ دیکھنا مکان کا تذکیر وقائع گذشتہ مین دخل عظیم رکھتا ہے پس یہ تین باتین کہ ابتدا مین واسطے تخصیص بنانے اس مکان کے وجوہ حکمت سے ہین ہر شخص کو معلوم ہین لیکن بعد اسکے کہ یہ مکان معبد خلائق اور قبلہ عبادت اور مرجع عاشقان صادق اور مطاف محبان واثق ہوا پس عمدہ وجوہ تخصیص اس مکان کی ظہور تجلی آلہی ہی کہ یہ سب تعظیمات اور محبت اسی تجلی پر واقع ہوتی ہین اور اسی تجلی کا انبیاء سابقین کے کلام مین اشارہ ہی کہ اکثر کتب بنی اسرائیل مین ذکر کرتے ہین جسطرح سے کہ پاک ہی وہ صاحب کہ اُسنے تجلی فرمائی کوہ طور پر اور روشن ہوا نور اسکا ساعیر سے کہ پہاڑ ہے بیت المقدس کا اور بے پردہ ظاہر ہوا کوہستان فاران سے اور فاران نام ہے کعبۂ معظمہ کا اور اسی تجلی کی یہ خاصیت ہی کہ جو کوئی زائرین سے زکی ہو یا پلید جب اس بیت مکرم پر نظر ڈالتا ہی عجب عظمت اور وقار مقرون بجلال پاتا ہے اور سمجھ جاتا ہے کہ یہان ایسی شان عظیم ہی کہ دوسری جگہ نہین اور محبت اور انجذاب قلوب خاصہ اس تجلی کا ہے ازرقی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہی کہ جب کسی امت پر امم پیشین سے کچھ عذاب نازل ہوتا تھا تو اسی گھر سے رجوع لاتے تھے اور اسی جگہ مشغول عبادت ہوتے تھے اور مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام واسطے حج کے اونٹ پر سوار تشریف لائے تو روحا سے احرام باندھا اور ایک کمل سے لانگ باندھی اور دوسری کملی کو چادر کرکے طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان مین لبیک کہتے ہوے دوڑے کہ ناگاہ ایک آواز کان مین پہونچی کہ لبیک عبدے انا معک حضرت موسےٰ علیہ السلام بے اختیار زمین پر گرے اور سجدے مین جاتے رہے **فائدہ عجائبات**

بخوبی کھل جاتا ہے کہ یہ لوگ اس مکان کے جانے سے تقرب کسی مخلوق کا روحانی ہو یا جسمانی منظور رکھتے ہین اور توجہ ذات پاک سے بالکل غافل ہوتے ہین پس سواے بیت المقدس اور خانہ کعبہ کے کوئی مکان پایا نہین جاتا کہ محض واسطے توجہ آلہی کے ہو آرے معابد کفار قبور اولیا اور صلحا وغیرہ سے البتہ فی الجملہ مشابہت رکھتے ہین نہ صخرہ اور کعبہ سے ولہذا حدیث شریف مین قبور انبیا کے مسجد کرنے سے منع ہوا ہے اور مدعا یہ ہے کہ اس عمل مین اکثر جاہلون کو وہ اعتقاد ہوجاتا ہے جو مشرکون کو اپنے بتون سے ہوتا ہے اور توجہ صرف الی اللہ نہین رہتا ہے اور اگر کوئی بت پرست کہے کہ ہم خدا جانکر پرستش نہین کرتے ہین بلکہ مخلوق سمجھکر پرستش کرتے ہین جسطرح بعضے اہل اسلام اہل قبور سے مدد اور اعانت چاہتے ہین اسیطرح ہم بھی صورت کنھیا اور کالکا سے اعانت اور شفاعت کی درخواست کرتے ہین اور اگر وہ اللہ سے مانگ دیتے ہین تو یہ بھی اللہ سے دلادیتے ہین جواب اول یہ ہے کہ بت پرست مدد بھی چاہتے ہین اور پرستش بھی کرتے ہین پرستش یہ ہے کہ اسکو سجدہ کرے یا طواف کرے یا نام اسکا بطریق تقرب ورد کرے یا ذبح جانور اسکے نام سے کرے یا آپ کو بندۂ فلانی کہے اور جو شخص مسلمان ہو کے ایسی حرکت کرتا ہے لاریب دائرہ اسلام سے خارج ہے دوسرے یہ کہ مدد چاہنا دو طرح کی ہوئی ہے ایک تو مدد چاہنا مخلوق کا مخلوق سے جس طرح فقیر اور نوکر بادشاہ او امیر سے مہمات مین مدد چاہتے ہین اور عوام الناس اولیا سے کہتے ہین کہ ہماری مطلب برا ری کے واسطے خداوند کریم مین عرض کردیں یہ قسم مدد شرع مین زندہ اور مردہ سے درست ہے دوسرے یہ کہ بالاستقلال کسی مخلوق سے کوئی مخلوق وہ چیز جو مخصوص جناب آلہی سے ہے جیسے لڑکا دینا پانی برسانا عمر کا بڑھانا امراض کا دفع کرنا مانگے اور کچھ اسمین دعا کا ذکر نہ کرے تو یہ قسم حرام مطلق بلکہ کفر ہے مردہ سے ہو یا زندہ سے اور بت پرست اسی قسم کی مدد اپنے معبودان باطل سے چاہتے ہین اور اسکو درست جانتے ہین بلکہ بت پرست تو شفاعت کے معنے بھی نہین جانتے ہین اسواسطے کہ شفاعت بمعنے سفارش ہے اور یہ لوگ وقت درخواست کے ہرگز نہین کہتے ہین کہ ہمارے مطلب کو پروردگار عالم سے عرض کرو بلکہ انھین بتون سے درخواست کرتے ہین قطع نظر اسکے صورت کنھیا اور بھوانی کو اہل قبور سے مناسبت دینا خطا در خطا ہے اسواسطے کہ ارواح کا تعلق اپنے ابدان سے جو قبر مین مدفون ہین لاریب ہوتا ہے بسبب اسکے کہ مدتہاے دراز اسمین رہی ہین اور بقاے ارواح بعد فناے ابدان کے اتفاقی ہے تمام اہل ملل اور نحل اسپر اتفاق رکھتے ہین اور بت پرست قبور معبودان باطل کی تعظیم نہین کرتے ہین بلکہ اپنی طرف سے صورتین تراشتے ہین اور درخت اور دریا قرار دے لیتے ہین بے اسکے کہ ان قبرون کو کچھ بھی تعلق انکی ارواح سے ہوتا ہو یا وہان جلائے گئے ہون پس اس قرار داد افترائی کو کیا اثر ہے اسواسطے کہ صلحا اور اولیا کا وجود معلوم ہے اور سنیلا اور بھوانی کا موہوم اور بر تقدیر تسلیم از قبیل ارواح خبیثہ ہین کہ ہمیشہ ایذاے خلق پر مستعد ہین انکو ارواح طیبہ سے کیا مناسبت ہے مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک تنبیہ تخصیص حکمت اس مکان کی بناے کعبہ کے واسطے بظاہر

کشش طبع جانب وطن اگرچہ اسکو نہ پہچانتا ہو جبلی ہے و من الایمان حب الوطن اور عدد مکہ کہ ہیشہ ہین مطابق ہین
عدد وطن کے پس مکہ درحقیقت وطن ہے دوسری یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ یا احد قلوب
خلائق کو اہل اس مکان اور اس مکان سے منجذب کردے کما قال فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم تیسری
یہ کہ احجار بیت المقدس مقناطیس ارواح ہین کہ جذبۂ شوق سے ارواح کو اپنی طرف کھینچتے ہین اور جملہ اقسام
تابع ارواح ہین چوتھی اخبار صحیحہ سے واضح ہے کہ شب نیمۂ شعبان اس گھر پر نظر عنایت حق ہوتی ہے اور قلوب
مومنین بھی منظور نظر الہی ہین پس بسبب جنسیت کے یہ میلان حاصل ہوتا ہے اور ایک سبب رجوع کا اور بھی ہے کہ کئی
جگہ کعبہ مین دعا قبول ہوتی ہے اہل تحقیق نے مکے اور اسکے اطراف مین دعا کی مقبولیت کے مقام بہت لکھے ہین
اول جب کعبہ پر نظر پڑے دوسرا حجر اسود کے پاس خصوصًا دوپہر کے وقت تیسرا مطاف مین باب کے سامنے
چوتھا ملتزم کے قریب خصوصًا آدھی رات کو پانچوان حطیم مین چھٹا میزاب رحمت کے نیچے خصوصًا صبح کے وقت
ساتوان رکن یمانی کے پاس خاصتہً صبح کو آٹھوان مابین رکن یمانی اور باب مسدود کے کہ پشت کی جانب
خانہ کعبہ کے سامنے اس دروازے کے تھا اس مقام کو مستجاب کہتے ہین نوان درمیان رکن یمانی اور حجر اسود
کے دسوان مقام ابراہیم کے پاس خصوصًا صبح کو گیارھوان زمزم پر خصوصًا غروب کے وقت بارھوان خانہ
کعبہ کے اندر چارون کونے مین اور ستونون کے درمیان خصوصًا زوال کے وقت تیرھوان وچودھوان صفا و مروہ
پر خصوصًا بعد عصر کے پندرھوان بین المیلین سولھوان و سترھوان عرفات پر دو مقام ہین ایک بیری
کے درخت کے نیچے زوال کے وقت مگر اب درخت کا نشان باقی نہین ہے دوسرا جبل رحمت کے بائین طرف
سورج ڈوبتے اٹھارھوان مشعر الحرام قبل طلوع انیسوان و بیسوان منی مین دو جگہ مسجد خیف کے پاس اور
جہان کنکریان مارتے ہین خصوصًا چودھوین تاریخ آدھی رات کو یہ مقامات مشہورہ ہین سوا اسکے اور بھی
لوگون نے بیان کیے ہین اور بہتر دعا یہ ہے کہ اللھم ادخلنی الجنۃ بغیر حساب اور امام صاحب کے نزدیک مستجاب الدعوات
ہونے کی دعا مانگے اور صفا پتھر بہت صاف اور سفید کو کہتے ہین اور مروہ سنگ سیاہ زود شکن کو بولتے ہین
اخبار مین وارد ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حوا وہان پہونچے تو حضرت آدم علیہ السلام نے کوہ صفا پر
اقامت فرمائی پس بسبب نزول صفا کے صفا ہوا اور حضرت حوا نے مروہ پر سکونت کی سو بسبب سکون مراۃ
کے مروہ ہوا ابن عباس سے روایت ہے کہ صفا پر ایک بت تھا مسمے بہ اساف بصورت مرد اور مروہ پر ایک بت
تھا نائلہ بصورت عورت دراز بالا اور خوبصورت اہل کتاب کہتے ہین کہ ان دونون نے خانہ کعبہ مین زنا کی تھی
کہ حضرت محول الاحوال نے انکو پتھر کردیا پس اس زمانے کے لوگون نے عبرت کے واسطے ایک کو کوہ صفا
پر رکھا اور دوسرے کو مروہ پر جب ایک مدت اسپر گذری تو مردم جہلا اور سفلہ اساف اور نائلہ کو خدا اعتقاد
کرکے پوجنے لگے اور زمان جاہلیت مین اجلاف عرب انکا طواف کرنے لگے اور موسم حج مین انکی تعظیم اور
اہل مدینہ قبل از اسلام جو وہان جاتے تو پہلے منات کی زیارت کرتے اور رسم جاہلیت یہ ہوگئی تھی کہ جو کوئی

اور واقعات اس بیت شریف کے شمار سے باہر ہین لیکن بعض انمین سے بیان کرنا ضرور ہے حضرت ابن عباس اور مجاہد وغیرہ مفسرین کہتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے ہر شخص کے دل مین اسکی زیارت کا شوق ایسا ڈالا ہی کہ اسکے دیکھنے سے دل سیر نہین ہوتا اور جو کوئی وہان جاتا ہے پھر اسکا دوبارہ جانے کو جی چاہتا ہے چنانچہ بتجربہ معلوم ہوا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ حج کو گیا اور پھر آیا تو مدت العمر مشتاق رہا اگرچہ راہ مین قسم قسم کے شدائد اور مصائب اٹھائے ہون سب تعظیم اور تکریم اس گھر کی گویا اضطراری ہی کہ نہ دل سے جوش مارتی ہی بلکہ یہ تعظیم جبلی ہی کہ خصوصیت نفع اور ضرر پر موقوف نہین اور یہی سبب ہی کہ حیوانات بھی اس گھر کی تعظیم کرتے ہین ازرقی نے بروایت طلق ابن حبیب بیان کیا ہے کہ مین عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سایۂ کعبہ مین بیٹھا تھا یہانتک کہ آفتاب بلند ہوا اور دھوپ آگئی سایہ جاتا رہا کہ اہل مجلس اٹھ چلے یکایک ایک چمک دروازۂ مسجد الحرام سے ظاہر ہوئی تو مین نے دیکھا کہ ایک سانپ آتا ہے پھر سب لوگون نے اسکو دیکھنا شروع کیا وہ سانپ سیدھا خانہ کعبہ مین آیا اور سات مرتبہ اسنے طواف کیا بعد اسکے مقام ابراہیم علیہ السلام کے نیچے اسنے دو رکعتین نماز کی ادا کین عبداللہ ابن عمر وغیرہ کبرائے مجلس نے اس سانپ کے پاس جا کے کہا کہ اے عزیز تیرا طواف اب ہو چکا یہان شہر کے لوگ تجھسے ناواقف ہین شاید تجھکو ضرر پہونچاوین اور غلام اور خدمتگار بھی یہان بہت مین بہتر ہے کہ آپ کو انسے پوشیدہ رکھو ورنہ ایذا دینگے بمجرد اس کلام کے وہ سانپ اپنا سر دم مین دبا کے آسمان کو اڑا اور نظر سے غائب ہو گیا اور شیخ ابو الولید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ستائیس ذیقعدہ سنہ دو سو چھبیس ہجری مین ایک دریائی مرغ مین نے دیکھا کہ وقت طلوع آفتاب کے بیت اللہ مین آیا اس وقت بہت لوگ طواف کر رہے تھے جب یہ مرغ دریائی مقابل رکن حجر کے پہونچا تو ایک شخص خراسانی کے کندھے پر بیٹھا اور پھرنے لگا بعضے لوگ تو یہ ماجرا دیکھکر متحیر تھے اور بعضے روتے تھے اور بعضے اسکو اڑاتے تھے مگر وہ نہ اڑا یہانتک کہ طواف ہو گیا تب اڑ گیا اور ابو الطفیل نے نقل کیا ہے کہ ایک نوجوان ذی طوی کا رہنے والا سانپ کی صورت بنکر ہمیشہ طواف کو آتا اور مقام ابراہیم پر نماز پڑھتا ماں اسکی جنیہ تھی وہ اکثر اوقات شفقت سے منع کرتی اور کہتی کہ ایسا نہو تجھکو آدمی مار ڈالین لیکن وہ باز نہ آتا تھا آخر کار جماعہ ابو سہم نے اسکو مار ڈالا بعد اسکے ایک غبار عظیم اٹھا اور جماعۂ قاتلہ ساری مر گئی اور تواریخ مکہ مین ایک حکایت اونٹ کی مشہور ہی خلاصہ اسکا یہ ہی کہ سنہ آٹھ سو پندرہ ہجری جمادی الثانی کے مہینے مین ایک اونٹ فاروقی اپنے مالک سے کعبہ کی طرف بھاگا اور مسجد الحرام مین سات مرتبہ طواف کر کے حجر اسود کو چوما بعد اسکے مقام حنفیہ پر ٹھہرا اور میزاب الرحمۃ پر کھڑا ہو کے رونے لگا پھر زمین پر گر کے مر گیا آدمیون نے اسکو صفا اور مروہ کے درمیان مین دفن کر دیا فائدہ جذب اور میلان قلوب کی چار وجہین ظاہر مین معلوم ہوتی ہین ایک یہ کہ اخذ میثاق بطن نعمان مین ہوا ہے کہ مواضع عرفات سے ہی اسی جگہ ذریات آدم علیہ السلام کو ظاہر فرما کے خطاب الست بربکم سے مخاطب فرمایا ہے اور ذریات آدم نے اقرار کیا ہی کہ وہ اقرار صحیفہ حکمت پر لکھا گیا اور حجر اسود مین امانت ہوا پس گویا وطن اول آدمیون کا وہی ہے اور

ہمیشہ یہ مکان محفوظ اور مصئون رہا ہے اسواسطے کہ کوئی آدمی بخوف عقوبت عاجلہ ساکنان مکہ سے تعرض نہین کرتا اور سب لوگ ہتک حرمت اس مکان سے پرہیز رکھتے ہین اور اصلا اس مکان مین باہم منافقہ نہین کرتے تنبیہ واضح ہو کہ کعبہ کو کئی وجہ سے بیت المقدس وغیرہ معابد اور مساجد پر تفضیل ہے اول یہ کہ سب سے پہلے یہی گھر واسطے عبادت کے بنایا گیا چنانچہ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ سے واضح ہو یعنے اول گھر کہ بنایا گیا ہے واسطے آدمیون کے تاکہ اسکی زیارت کرین اور اپنا معبد گردانین وہ گھر ہو کہ مکہ مین واقع ہے اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ آدم سے بھی پہلے تھا دوسرے یہ کہ یہودی بیت المقدس کو حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام سے نسبت دیتے ہین اور یہ گھر بنایا ہوا حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا ہے اور درجہ حضرت خلیل کا کثرت مناقب اور رفعت مراتب مین حضرت سلیمان اور داؤد علیہما السلام سے ارفع ہے پس بنا انکی بھی افضل ہو تیسرے یہ ایسا مبارک مقام ہو کہ کبھی طائف اور عاکف اور زائر اور ناظر سے خالی نہین رہتا تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ زمین کروی الشکل ہے پس جو وقت اور آن زمین پر فرض کرین ایک قوم کی صبح ہو گی اور ایک قوم کی ظہر اور ایک کی عصر اور ایک کی مغرب اور ایک عشا کی پس کعبہ کسی وقت توجہ نماز یون سے خالی نہین رہتا ؎ دلبستگی تمام دارم با تو ؛ یکدم نہ علی الدوام دارم با تو ؛ چوتھے اس گھر مین ایسی نشانیان روشن ہین کہ ہرگز اور کہین نہین ہین سو بعض اُس مین سے وہ ہین کہ خاص کعبہ سے علاقہ رکھتی ہین اور بعض وہ ہین کہ برکت کعبہ سے حرم مین ظاہر ہین پس قسم پہلی دو قسم ہے ایک تو وہ کہ خواص اور عوام پر ظاہر ہے دوسری وہ کہ ارباب وحی ملک علام اور اصحاب کشف اور الہام پر ظاہر ہے سو قسم اول کی چند باتین بیان کرتا ہون اول یہ کہ خار اور درخت اس مکان کا نہین کاٹتے اور صید وہان کا نہین پکڑتے اور حرمت اس گھر کی باین مرتبہ ہو کہ ہرگز پانی کا سیل حل سے حرم مین نہین آتا تاکہ خاک غیر حرم اسمین نہ ملے چنانچہ حضرت ابن عباس اور امام شافعیؒ کے نزدیک خاک اور سنگ حرم شریف حل مین لیجانا مکروہ ہے دوسری یہ کہ پرندہ کسی قسم کا اُسپر نہین بیٹھتا مگر شاذ و نادر روایت صحیح ہو کہ جب کوئی طائر بیمار ہوتا ہے تو بالہام آلہی اس گھر سے پناہ پکڑتا ہے اور اس دار شفا سے دوا پاتا ہو اور چنگا ہو جاتا ہے تیسری یہ کہ جب اُڑنے والے جانور صفین باندھ کے مکہ پر اُڑتے ہوے آتے ہین تو مقابلہ بیت الحرام کی صف سے حل کے داہنے بائین ہو جاتے ہین چنانچہ یہ بات بارہا تجربہ ہوئی ہو چوتھی یہ کہ جب کسی جبار گردن کش اور متکبر بیحیا نے اس مکان کا قصد کیا تو صدمۂ صولت جباری اور سطوت ہیبت قہاری حضرت باری نے گردن تجبر اور تکبر اُسکی توڑ دی چنانچہ قصہ ابرہہ کا اسپر دلیل ہو ؎ مجروے کو رخ بتابد از شہ ما در بساط مات یابد چون پیادہ خویش را در پاے پیل ؛ پانچوین یہ کہ جو سخت اور سنگین دل خیرہ چشم تیرہ روزگار اسکی زیارت سے مشرف ہوا البتہ دل اسکا نرم ہو گیا اور دیدۂ دل سے اشکبار ہوا بلکہ ایک جماعت نے قساوت قلبیہ سے انکار بھی کی تھی اور بعد مشاہدہ کے مقر ہوئی اور خاصہ یہ ہے کہ جو شخص وہان گیا یا تو ہنسا یا رویا چھٹوین یہ کہ ہرگز کسی وقت خالی نہین رہتا بلکہ سلف کے لوگون نے مدتہا اسکا انتظار کیا تاکہ خلوت مین اپنا راز دل عرض

بیان تفضیل کعبہ بر بیت المقدس

ف ابراہیم نخعی فرماتے ہین کہ موضع بیت مکہ ہے اور موضع بلد بکہ اور زہری کے نزدیک مکہ مسجد ہے اور بکہ حرم اور ابو عبیدہ کے نزدیک دونون ایک ہین اور باء میم سے بدل ہے ۱۲ منہ

مناۃ کی زیارت کرنا صفا اور مروہ کا طواف اُسکو حلال نہ ہوتا جب دولت اسلام کی نوبت آئی تو مسلمانون کو اس
سبب سے صفا و مروہ کے طواف مین عار دامنگیر ہوا کہ انپر بت رکھے تھے لہذا یہ آیت نازل ہوئی ان الصفا
والمروۃ من شعائر اللہ اور بعضے کہتے ہین کہ سبب کراہت اہل اسلام کا یہ تھا کہ راتون کو دیو اور شیاطین
مابین صفا اور مروہ جمع ہو کے مزامیر بجاتے گاتے اور لوگون کو فریب دیتے کہ اس سے اکثر لوگ گمراہ ہو گئے
اور اساف اور نائلہ کی پرستش و عبادت کی خواہش کرنے لگے اور ارزقی نے حویطب ابن عبد العزی سے
روایت کی ہے کہ مین ایک روز ایام جاہلیت مین کعبے کے سایہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک عورت آئی اور پردہ
کعبہ کو پکڑ کر فریاد کرنے لگی کہ یا الٰہی مین اپنے شوہر کے ہاتھون سے تنگ ہون کہ مجھے بے سبب مارا کرتا ہے بمجرد
اس دعا کے ہاتھ اسکے شوہر کے شل ہو گئے چنانچہ مین نے اسکو اسلام مین شل دیکھا تھا پھر اسی نے اپنی تاریخ
مین بسند صحیح بیان کیا ہے کہ ایک عورت عقیمہ نے ایام جاہلیت مین ایک لڑکا اپنے اقارب سے لیکر پرورش کیا
اور آپ اکثر اوقات اسکو تنہا چھوڑ کر کسب معاش کے لیے جاتی ایک روز اس لڑکے نے تنہائی کی شکایت
کی تب اُسنے کہا اے لڑکے اگر کوئی ظالم تجھپر بحالت تنہائی کچھ ظلم کرے تو بے تامل خانہ خدا مین جا کر فریاد کرنا
کہ مالک خانہ تیری فریاد کو پہونچیگا اتفاقیہ ایک ظالم نے ایک دن اسکو تنہا پا کر اٹھا لیا اور لے بھاگا اور ایک
مدت تک اپنے پاس رکھا ایک مرتبہ تقریباً کعبۂ شریف مین آیا تو وہ لڑکا بھی اُسکے ساتھ تھا چنانچہ اُسنے جونہین
کعبہ کو دیکھا تو آدمیون سے پوچھا کہ یہ کیا مکان ہے سبنے کہا خانہ خدا ہے اسنے اپنی مان کی بات یاد کر کے
کعبے کے طرف ارادہ کیا اور دوڑ کر پہونچ گیا اور پردے کو مضبوط پکڑ کے کھڑا ہو رہا اور وہ غاصب بھی
اسکے پیچھے دوڑتا ہوا اُسی کے ساتھ کعبے مین پہونچا اور چاہا کہ سیدھا ہاتھ بڑھا کے پکڑے دون ہاتھ شل ہو گیا
پھر بایان ہاتھ بڑھایا وہ بھی شل ہو گیا جب سبنے یہ معاملہ دیکھا تو سرداران قریش سے اپنا حال کہا اور یہ بھی
کہا کہ مین اس لڑکے سے دست بردار ہون جہان چاہے چلا جاوے مگر میرے ہاتھ درست ہو جائین
سو تم اسکے علاج جو کچھ جانتے ہو بتلاؤ اکابر قریش نے کہا کہ دونون ہاتھون سے ایک ایک اونٹ قربانی
کر چنانچہ اسنے قربانی کی اسکے ہاتھ اچھے ہوے اور ارزقی نے عبد المطلب ابن ربیعہ ابن حارث سے
روایت کی ہے کہ ایک شخص بنی کنانہ کا اپنے چچازاد بھائی پر ظلم کیا کرتا تھا اور یہ بیچارہ ہر چند خدا سے پناہ مانگتا
لیکن یہ ظالم اپنے ظلم سے باز نہ آتا ناچار مظلوم نے خانہ کعبہ سے پناہ پکڑی اور دعا کی کہ یا الٰہی فلان شخص مجھپر
ظلم کرتا ہے سو تو اسکو ایسے درد مین مبتلا کر کہ لا دوا ہو اور یہ دعا کر کے اپنے گھر چلا آیا تو اُس ظالم کا پیٹ پھول گیا
ہر چند معالجہ کیا کچھ مفید نہ پڑا آخر کو پیٹ پھٹ گیا عبد المطلب کہتا ہے کہ مین نے یہ قصہ حضرت ابن عباس سے
نقل کیا حضرت ابن عباس نے کہا کہ مین نے بھی ایک شخص کو دیکھا تھا کہ خانہ کعبہ مین کھڑا ہوا اپنے ظالم پر فریاد کر رہا
تھا کہ یا الٰہی وہ اندھا ہو جاوے فی الفور اندھا ہو گیا چنانچہ لوگ اسکا ہاتھ پکڑ کر لیے جاتے تھے اسی طرح
کے کرشمہ اور عجائبات اس مکان کے بہت ہین اور ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہین اور اسی سبب سے

بعضے تین سو بھی بیان کرتے ہین اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی مابین میزاب اور باب غربی کے مدفون ہین
سولھوین ہر روز بہشت کی خوشبو کے بین نازل ہوتی ہے جسکا مشام زکام غش اور غل سے پاک ہی اسکو استشمام
نصیب ہوے از شمیم زلف او عالم معطر شد ولی ٭ آشنا باید کہ بوئے آشنائی بشنود ٭ سترھوین ایک نماز اُس
گھر مین ہزار نماز کے برابر ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک نماز اُسمین لاکھ نماز کے برابر
ہے مین کہتا ہون کہ صرف نظر کرنا خانہ کعبہ پر بلا طواف اور نماز برابر عبادت ایک برس کے ہے اسکو جو کہ یکے بین
نہو اور حسن بصری سے روایت ہے کہ ایک روزہ وہان رکھنا برابر لاکھ روز دون کے ہے اور ایک درم صدقہ وہان
دینا برابر لاکھ درم کے ہے اور حاکم نے ابن عباس سے نقل کی ہے کہ ہر ایک نیکی وہان کی لاکھ نیکی کے
برابر ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ حج مبرور کے واسطے نہین ہے مگر بہشت اٹھارھوین قبلہ ہے تمام عالم
کا فولوا وجوہکم شطرہ انیسوین یہ کہ ستر ہزار فرشتے کعبے کو اپنے بازوون سے صاف کرتے ہین اور طائفین
اور عاکفین کے لیے استغفار مین مشغول رہتے ہین بیسوین حق تعالیٰ ہر روز اس گھر پر ایک سو بیس نظر
رحمت کی کرتا ہے ساٹھ واسطے طائفین کے اور چالیس واسطے مصلیین کے اور بیس واسطے ناظرین کے
اور حدیث مین آیا ہے کہ النظر الی الکعبۃ عبادۃ اکیسوین ابن مردویہ اور اصبہانی اور دیلمی جابر ابن عبد اللہ رضی
اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن کعبے
کو دلھن بنا کے فرشتے میدان مین لائینگے اثناے راہ مین میری قبر پر گذر یگا اور کہیگا السلام علیک یا محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مین جواب دونگا وعلیک السلام یا بیت اللہ میری امت نے تیرے ساتھ
کیا سلوک کیا اور تو کیا سلوک کریگا وہ جواب دیگا کہ یا رسول اللہ تیری امت سے جسنے میری زیارت
کی ہے مین اسکا شفیع ہون اسکی طرف سے آپ خاطر جمع رکھیے اور جو یہان نہ پہونچ سکا اُسکے واسطے آپ شفیع
کافی ہین بالجملہ شرح فضائل اور محامد اس گھر کے قوت عاقلہ اگر لاکھ برس تک بیان کرے تو تمام نہین ہو سکتی
اور طوطی ناطقہ اگر کرور برس تک نغمہ سرائی کرے تو عشر عشیر نہین کر سکتی **فائدہ** اہل عرفان آیہ ان اول بیت
وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا مین یون تاویل کرتے ہین کہ پہلا گھر جو کہ صدر انسانی مین واسطے منظوریت
کے موضوع ہوا خانہ دل ہے اور جیسا کعبہ معظمہ قبلۂ عالمیان ہے اسی طرح دل مبارک محل بیان ہے خانہ گل نہ یار نگار
ہے آدمیون کا اور خانہ دل منظور نظر ہے رب عالمیون کا بیت ظاہر واسطہ ہے ہدایت انام کا اور بیت باطن
رابطہ ہے معرفت ملک علام کا لطائف قشیریہ مین لکھا ہے کہ اپنے دل کو اس گھر سے جسکو ظاہر مین پہلے بنایا
ہے متعلق مت کر بلکہ اُس سے متعلق کر جو اول اور آخر دونون ہوا سواسطے کہ اولیت خانہ بوضع واضع ہے اور اولیت
حق بحسب واقع ہے اے اول تو ورلے اول ٭ حیران تو انبیاے مرسل ٭ اور جو ارشاد ہوا ہے فیہ
آیات بینات مقام ابراہیم اُس سے یہ مراد ہے کہ خانۂ دل مین دلالتین واضح ہین کہ عقلا اُسکو وحدانیت
حق پر دلیل گردانتے ہین وفی انفسکم افلا تبصرون اور انھین آیات سے ایک مقام ابراہیم ہے پس محمد حکیم علی

کرین لیکن خالی نہ پایا اگر آدمی نہ ملا تو سانپ ہی ملا کہ طواف مین مشغول تھا ساتوین یہ کہ خاک کعبہ دشک آب حیات ہے اور ازالۂ امراض کی دوا آٹھوین جانور تیز چنگال جانور ضعیف حال سے بلا تکلف ملتے ہین کہ باز اور تیھو ایک آشیانہ مین بسر کرتے ہین اور برہ اور گرگ ایک چشمے سے پانی پیتے ہین ؎ در ملکت تو باز اگرچہ بیمار شود ؛ از بیم تو آزردے تیھو نکند ؛ نوین جو کوئی جانور شکاری حل مین کسی شکار پر ارادہ کرے اور وہ صید حرم مین بھاگ آوے تو شکاری پلٹ جاتا ہے تفسیر حدادی مین لکھا ہے کہ ایک آیات بینات سے یہ ہے کہ جانور زمین حرم سے پناہ پکڑتے ہین اور اگر کوئی انسے تعرض کرتا ہے تو حرم مین آکے استغاثہ کرتے ہین اور اپنی داد کو پہونچ جاتے ہین دسوین آب زمزم سے استشفاء امراض احادیث صحیحہ مین وارد ہے اور گرسنہ سیر ہوتا ہے اور تشنہ سیراب وہب ابن منبہ کہتا ہے کہ کتب سابقہ مین آب زمزم کی بہت تعریف لکھی ہے طعام طعیم وشفاء سقیم مصرعہ سرچشمۂ حیات روان آب زمزم ست ؛ اور ایک عجیب تر بات یہ ہی کہ چاہ زمزم شب برات کو ایسا جوش مارتا ہو کہ لب تک پانی آجاتا ہے کہ سب لوگ اسکو جانتے ہین **فائدہ** زمزم ایک کنوان ہے کہ بفاصلہ تینتیس ذراع کعبے سے واقع ہے عرض سر اسکا چار در چار ہے اور عمق نناوے گز کا وجہ تسمیہ کی یہ ہے کہ پانی اسمین بہت ہے یقال ماء زمزم ای کثیر اور بعضے کہتے ہین کہ مشتق ہی زمزمہ سے وہی ضرب العقب فی الارض اور یہ کنوان ایک گنبد مین ہے جسکو سقایۃ الحاج بولتے ہین اور اسکے عقب مین ایک گنبد ہے جسکو قبۃ الفراشین کہتے ہین اور موذن اسی پر کھڑا ہوکے اذان کہتا ہے رسالۂ فضائل مکہ مین لکھا ہے کہ یہ گنبد جسکو سقایۃ الحاج کہتے ہین ابتداءً حضرت عباس نے بنایا تاکہ حاجی لوگ وہان کھڑے ہوکے آب زمزم پیین اور میزاب الرحمۃ کے نیچے سفید اور سیاہ اور سرخ و سبز و زرد رخام پتھر دن سے فرش ہے گیارھوان ہر سال لاکھون آدمی شتر شکر یزے ایک موضع پر ڈالتے ہین اور وہ موضع سیل آب اور مہب ریاح بھی نہین ہی مگر دوسرے برس اسقدر نہین ملتے تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ جسکا حج مقبول ہوا جمرات اسکے آسمان پر اٹھائے جاتے ہین بارھوین یہ ہی کہ رکن یمانی پر دو فرشتے معین ہین کہ حاجیون کی دعا کے امین ہین اور اسمین ایک دروازہ ہے دروازہاے بہشتی سے چنانچہ ابن عمر اور حسن بصری سے منقول ہی اور حجر اسود کو بروز قیامت دو آنکھین اور زبان عنایت ہونگی تاکہ صدق مومنین پر گواہی دے تیرھوان یہ ہی کہ مقام ملتزم پر کہ میان در اور حجر کا نام ہی جو کوئی دعا کرے مقبول ہے اور اس اجابت دعا کے عجائبات مین منجملہ اسکے یہ ہے کہ عبد اللہ ابن زبیر نے حکومت حجاز اور نبی مصعب ابن زبیر نے تولیت عراق اور عبد الملک نے بادشاہی شام اور عراقین اور خراسان کی دعا مانگی سو قبول ہوئی چودھوین تحت المیزاب محل اجابت دعا ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھون نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ مین در بہشت پر کھڑا تھا یارون نے جب تجسس کیا تو معلوم ہوا کہ تحت المیزاب پر ایستادہ تھے اور عبد اللہ ابن عباس اور عطا ابن ابی رباح سے بھی اسی طرح کی حکایات منقول ہین پندرھوین مابین رکن اور مقام کے تا حجر اور زمزم ننانوے پیغمبر مدفون ہین بروایت ابن حمزہ اور

بلکہ اسکو تنگ کرنا چاہیے کہ یہان سے نکلجائے بعد اسکے اسپر ضرب شرع جاری کیجائے اور دوسری دعا یہ کی و
ارزق اہلہ من الثمرات یعنے روزی دے اس شہر کے باشندون کو طرح طرح کے میوون سے تاکہ اشتیاق سے
اور شہرون مین نہ جائین پس مجیب الدعوات نے اول دعا اس طرح قبول فرمائی کہ ہرگز کسی ظالم کو بغرض آزار
کا اس مکان جلیل الشان مین دسترس نہوا اور اگر کسی نے قصد کیا تو فی الفور ہلاک ہوا چنانچہ قصہ
اصحاب فیل اور حکایت متصرف ملعون نائب یزید پلید اسپر دو گواہ ہین اور جو کوئی بافہم یہ کہے کہ حجاج ثقفی
شہرۂ آفاق بہ ظلم و ستم کس طرح وہان غالب آیا جب کہ وہ سنہ بہتر خواہ سنہ تہتر ہجری مین محاصر کعبہ ہوا اور
عبد اللہ ابن زبیر کو قتل کیا تو جواب یہ ہے کہ غرض حجاج ظالم کی تخریب مکہ یا ایذا دہی اہل مکہ ہرگز نہ تھی و لہذا اسنے
شہر کے لوگون سے مزاحم و متعرض نہین ہوا اور جو جور و ستم اس مردود مطرود سے واقع ہوے اور عمارت کعبہ
کی اس صدمے سے شکست و ریخت ہو گئی اسنے پھر بکمال زیب و زینت اصلاح دیدی پس معلوم ہوا کہ غرض
اسکی صرف قتل عبد اللہ ابن زبیر سے تھی اور دعا دوسری اس طور سے قبول ہوئی کہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے شہر طائف کو زمین فلسطین اور شام سے اپنے پرون پر اٹھا کر لائے اور سات مرتبہ گرد کعبہ
طواف کرا کے تین منزل پر بالاے جبل رکھدیا کہ اتبک موجود ہے اور اللہ جل شانہ نے محض عنایت و
کرم سے اسکی آب و ہوا ایسی عمدہ قائم رکھی اس غرض سے کہ ایام تابستان مین گرمی کی شدت سے جو
ہوتی ہے اور حاجیون کو تکلیف ہوتی ہے سو بعد فراغت طائف مین آ دین چنانچہ جب حجاج بیت اللہ مناسک
و فرائض حج سے فراغت پا کر طائف مین آتے ہین اور وہان ہواے سرد و خوش پاتے ہین اور موز و طائفی
اور انار وغیرہ میوہ سرد سیر کھاتے ہین تمام حرارت رفع ہو جاتی ہے اور دوسری طرح اور بھی یہ دعا قبول ہوئی
کہ مصر و ہند و سندھ و فارس و بصرہ کے رہنے والون کے دل ایسے اس طرف مائل ہوے کہ
انواع غلات اور فواکہ کے جہاز بھر کر وہان لاتے ہین اور یہی سبب ہے کہ اس شہر مین ہمیشہ ہر ایک مقام
کے تحائف و فواکہ دستیاب ہوتے ہین فائدہ سبحان اللہ بحمدہ خدا کی درگاہ عجب لاابالی ہے کہ سب پیغمبر
اولوالعزم ہر دم اپنے قول و فعل مین کانپتے لرزتے رہتے تھے کہ دیکھین ہمارا قول و فعل قبول ہوتا ہی یا نہین
چنانچہ حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام وقت تعمیر عمارت کعبہ یون دعا فرماتے تھے ربنا تقبل منا انک
انت السمیع العلیم یعنے اے پروردگار ہمارے اپنے فضل و کرم سے ہماری اس محنت و خدمت کو قبول کر کہ
تو سننے والا ہے دانا ہے پس دیکھنا چاہیے کہ اس مقام مین کیا ہی تواضع اور فروتنی ہے کیونکہ لفظ تقبل دلالت تکلف
قبول پر کرتی ہے اور تکلف قبول اسی جگہ ہوتا ہے جہان وہ شے قابل قبول نہو اور قابل قبول مین اقبل بولتے ہین
چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی وقت افطار صوم فرماتے تھے اللہم لک صمنا و علی رزقک
افطرنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم رواہ الدار قطنی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ بھی وہی ہضم نفس ہے
جو حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کی دعا مین تھا اور سواے اس دعا کے یہ بھی فرمایا ربنا واجعلنا مسلمین

ترمذی فرماتے ہین کہ مقام ابراہیم یہی تھا کہ نفس اور فرزند اور مال اپنا راہ رضای ذو الجلال مین بذل کیا پس
جو شخص کہ نظر اُس موضع پر ڈالے اور حیلہ بذل سے آراستہ نہو اُسکا سفر اور سعی سب باطل ہے اور حضرت
شبلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ مقام ابراہیم خلت ہے اور جو کہ مقام خلت مین پہونچا سب سے امین ہوا اور
سید امجد فقیر حضرت شاہ میر محمد قلندر قدس سرہ فرماتے تھے کہ مقام ابراہیم علیہ السلام کا تسلیم ہے و من دخلہ
کان آمنا سو جو شخص قدم اپنا حرم تسلیم مین رکھے اور زمام اختیار قبضۂ اقتدار پروردگار مین دے دفعۃً
ہواجس شیطانی اور وسوسہ علائق نفسانی سے امین رہیگا ۵ یک قدم از خودی خویش برون نہ ناصر ؛
تا بہ دیگر قدم اندر حرم دوست روی ؛ خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی شخص نے بوصف ادب قدم اپنا مقام نیاز اور
خدمت مین رکھا آفات صوری اور معنوی سے محفوظ ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ جب سالک نے قدم صدق
و ارمحنت مین قایم کیا تو ضرر التفات کونین سے اور فتنہ تعلق منزلین سے امین ہوا انتہی قولہ الصحیح اور
کشف المحجوب مین لکھا ہے کہ حرم کو اسواسطے حرم کہتے ہین کہ اس مین مقام ابراہیم اور محل امن ہے اور ابراہیم
کے دو مقام ہین ایک تن دوسرا دل پس جو شخص قصد تن کا کرے افعال حج ادا کرے اور جو کوئی عزم دل کا
کرے مالوفات اور لذات اور راحات سے اعراض کرے اور اغیار کو اپنے دل مین جگہ نہ دے بس مقام
خلت پر پہونچ گیا اور اس مقام کا داخل ہونا موجب امن ہے **فائدہ** جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
حکم کعبہ بنانے کا ہوا تو پہلے آپ نے یہ دعا فرمائی رب اجعل ہذا بلداً آمنا یعنے اے خداوند پروردگار میرے
بنا دے تو اس صحراے لق اور دق کو کہ اسمین سواے چند خانہ وارون کے اور کوئی نہین رہتا ہے ایک
شہر آبادان تاکہ فائدہ اسکے بنانے کا حاصل ہو اسواسطے کہ اگر اسکے قریب کوئی شہر آبادان نہ ہوگا تو
طواف اسکا کون کریگا اور اعتکاف کون بیٹھیگا اور نماز کون پڑھیگا لیکن با امن ہو اسواسطے کہ دزد و آفات
سے شہر ویران ہوجاتا ہے قطع نظر اسکے قافلے حاجیون کے جو دور دراز سے آئینگے پہونچ نہ سکینگے اور بھی
یہ صحرا نہ قابل زراعت ہے اور نہ قابل گیاہ کہ اسمین مویشی اور آدمی بسر کرسکین اسواسطے اس مکان مین امن
وافر چاہیے تاجر لوگ ہر طرف سے غلہ وغیرہ اجناس یہان لاوین اور فروخت کرین تاکہ یہان کے رہنے
والون پر روزی فراخ ہو اور جو آدمی اس جگہ واسطے تحصیل ثواب دینی اور فوائد دنیوی کے آوین خوف
سے امین رہین ورنہ الاجتماع واختلاط ممکن نہوگا اسواسطے کہ صورت خوف مین انسان بھاگتا ہے اور دفع
ضرر کو طلب منفعت پر مقدم جانتا ہے اگر کوئی کہے کہ امن تو ہر مقام مین واجب ہے وجہ تخصیص اس مکان کی
کیا ہے تو جواب یہ ہے کہ ہر چند امن ہر جگہ تمام روے زمین مین شرعاً واجب ہے اور تعرض بلا سبب جانی ہو یا مالی
جائز نہین لیکن اس مکان کو خصوصیت ہے کہ دوسرے مقام کو یہ خصوصیت نہین ہے کیونکہ یہ قلعہ خاص بادشاہی
ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قلعہ سلطانی کو بہ نسبت اور ممالک کے تخصیص ہوتی ہے ولہذا شکار کرنا وہان حرام ہے اور نزدیک
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اگر مرتکب کسی حد کا یا قاتل نفس کا حرم مین داخل ہو تو تعرض کرنا جائز نہین ہے

توبوا الی اللہ فانی اتوب الی اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ اور بعض اہل تفسیر کہتے ہین کہ مقصود اس کلام سے توبہ
ذریت کی تھی کیونکہ ضمیر متکلم مع الغیر وعلینا مین واقع ہے یعنے تب علینا گو آپ گناہ سے معصوم تھے جس طرح
اسلام اولاد اپنے ساتھ ملایا تھا اور جب اکثر لوگ مرتکب ایک فعل قبیح کے ہوکر محتاج توبہ ہون تو استدعا
توبہ واسطے کل کے صحیح ہے بلا مجاز حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
تفسیر ابن جریر مین روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام
کو ارشاد ہوا کہ ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کو حج تعلیم کر چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حج کرایا اور احرام
سے حلق سر تک جتنے واجبات وسنن وآداب وغیرہ تھے سب سکھلائے بلکہ ادا کرائے یعنے اول احرام باندھا
پھر طواف قدوم کیا پھر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور آٹھوین ذیحجہ کو منا مین قیام کیا پھر عرفات مین
کھڑے ہوکر لبیک لبیک کہا اور نوین تاریخ مزدلفہ مین تشریف لائے اور شب باش ہوے پھر دسوین
تاریخ صبح کو وقوف کیا اور منا کو پھرے اور وہان ذبح ونحر کیا اور موے سر ترشوائے اور احرام سے نکلے اور
کپڑے بدل کر طواف الزیارت کو تشریف لیگئے اس آنے مین جمرۂ عقبہ پر کہ منا کی حد مین واقع ہے ابلیس ملا
تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بموجب اشارۂ جبرئیل علیہ السلام سات کنکریان مارین کہ وہ مردود بھاگا پھر
دوسرے تیسرے دن ابلیس ملا تو اسی طرح سات سات کنکریان مارین اور حضرت اسمعیل علیہ السلام
بھی اس حج مین شریک تھے اس قصے کو بیہقی نے شعب الایمان مین لکھا ہے اور سعید ابن منصور نے
مجاہد سے نقل کیا ہے کہ دونون پیغمبران علیہما السلام نے پیادہ پا حج ادا کیا تھا بالجملہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام
حج سے فارغ ہوے تو حکم حق ہوا کہ آدمیون کو حج کے واسطے ندا کر التماس کیا کہ یا الٰہی میری آواز سب
لوگون کو کہان سے پہونچے گی ارشاد ہوا کہ تو آواز کر اور پہونچا دینا میرا کام ہے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام
اس سنگ پر جسپر چڑھ کعبہ بناتے تھے کھڑے ہوے اور وہ پتھر اتنا بلند ہوا کہ ابو قبیس پہاڑ سے بلند ہو گیا
اور بقولے پہاڑ ہی پر چڑھ کر دونون انگلیان کانون مین ڈالین اور جانب راست وچپ تین تین بار آواز
بلند پکارے کہ اے آدم کی اولاد خدا نے زمین پر اپنا گھر بنایا ہے اور تمکو حج کا حکم دیتا ہے پیادہ آؤ یا سوار
اللہ نے یہ آواز تمام بنی آدم کے بلکہ تمام عالم کے کان مین ڈالی حتے کہ جو صلب پدر اور رحم مادر مین تھا
اسنے بھی سنی پھر کسی نے ایک بار لبیک کہا اور کسی نے دو بار اور بعض نے اجابت نہ کی پس جسنے اجابت نہ کی
اسکو حج نصیب نہوا اور جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا اسکو ایک حج نصیب ہوا اور جس نے دو مرتبہ
کہا اسکو دو مرتبہ وعلی ہذا القیاس اور اسی ندائے عام کا حکم سورۂ انبیا مین یون ارشاد ہوا ہے واذن فی الناس
بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق یعنے پکار دے لوگون مین حج کے واسطے کہ آوین
تیری طرف پیرون چلتے اور سوار ہوکر دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے ابن ابی حاتم
نے تفسیر مین اور ازرقی نے تاریخ مین لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مجاہد رضی اللہ عنہ

آداب حج

لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک یعنے اے پروردگار ہمارے کر دے توہمکو منقاد و فرمانبردار اپنے احکام کا اور ہماری
اولاد سے ایک امت حکم بردار اپنی اصل حقیقت یہ ہے کہ دونون پیغمبرون کو از روے فراست صادقہ
نبوت یہ معلوم ہوا کہ ہرگاہ خداوند کبریا نے ہمکو بناے کعبے کا حکم دیا ہے تو البتہ اس تقرب سے کوئی اور رنگ
عالم مین ظہور پکڑیگا اور عبادت کی اور ہی وضع کہ شبہہ بصورت پرستی اور عشق مجازی ہو قرار پائیگی اور اسی
وسیلے سے آدمی ہمرنگ ملکوت نعمت مشاہدہ پائینگے اور اسرار اس حکمت کے بادی النظر مین برخلاف عقل
جلوہ گر ہونگے تو ایسا نہو کہ ناواقفیت اسرار اور بے اطلاعی احوال سے ہیچ صورت پرستان
احکام آلہی مین مجھسے یا میری اولاد سے کسی طرح کا تہاون یا تغافل واقع ہو لہذا حکم بردار ہونا اپنا
اور اولاد کا مانگا تاکہ جس رنگ مین اور جس وضع مین وہ احکام نازل ہون بلا طلب سر قبول کر لین اور
مقصود حج بیت سے صرف بندگی مالک بیت کی ہو نہ عبادت و بندگی اس گھر کی اور اداے مناسک مین
کہ بیشتر مشتمل آبروریزی اور اختیار وضع مستانہ و مجذوبانہ پر ہین اور ظاہر اوقار کے منافی ہین کسی طرح کی مخالفت
واقع نہو مگر اطاعت احکام اُن عبادات کا جو اس گھر سے متعلق تھی بدون معرفت احکام ممکن نہین
تھی لہذا دعاے اولی مین شامل کر کے یہ دعا فرمائی وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم
یعنے دکھلادے ہمکو اور ہماری اولاد کو دستور حج کرنے کے اور معاف کر ہمکو کہ تو ہی ہے معاف کرنے والا
مہربان یعنے دستورات و حکمتین عبادت کی جو متعلق اس گھر کے ہون اور زمانہ عبادت اور کیفیت اسکی جو ابھین
پوشیدہ ہین دکھلا تاکہ بعیان بصری یہ سب چیزین منکشف ہوجائین کہ ہم اسکے مطابق عمل کرین اور اپنی اولاد
کو بتلاوین **فائدہ** یہ کلام حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کا ربنا واجعلنا مسلمین محل خدشہ ہے کیونکہ مسلمان
ہونا ان صاحبون کا بالیقین ثابت ہے پس تحصیل حاصل کی لازم آتی ہے اور تحصیل حاصل بے فائدہ محض ہے
اور رفع اس خدشے کا ہمارے استاذ الاستاذ تفسیر عزیزی مین اس طرح فرماتے ہین کہ اس کلام سے
ثبات و استقرار اسلام پر مقصود ہے نہ حصول اسکا اور اکثر یون واقع ہے کہ دوام اور ہمیشگی ایک شے کی بلفظ
اسی شے کے طلب کرتے ہین لیکن یہ توجیہ اُس حال مین درست ہے جب مراد اسلام سے دین مسلمانی اور
اعتقاد ہو اور اگر انقیاد تام مراد ہو تو طلب اسکی ہر شخص کو مفید ہے نبی ہو یا غیر نبی کیونکہ تکلیفات آلہیہ کا انحصار
نہین ہے اور جب تکلیفات منحصر نہوے تو انجام انکا بدون عنایت دائمی ممکن نہین ہے بخلاف اعتقاد دینی کے
کہ یہ ایک امر مضبوط ہے اور توفیق ایک بارہ اسمین کافی اور وافی ہے پس اس مقام مین انقیاد مراد ہے نہ
دین اسلام و اعتقاد **فائدہ** حضرات انبیا علیہم السلام گناہ سے معصوم ہین پھر ان حضرات نے کس طرح
فرمایا تب علینا انک انت التواب الرحیم کیونکہ جب عصمت ہے تو گناہ نہین ہوگا اور جب گناہ نہوا تو توبہ کی ضرورت
نہین اور حل شبہہ یون ہوتا ہے کہ بمقتضاے حسنات الابرار سیئات المقربین اکثر امور ایسے ہین کہ حق انبیا مین
حکم گناہ رکھتے ہین اور حقیقۃً گناہ نہین ہین اور یہ مقتضے علو منصب کا ہے ولہذا حدیث مین آیا ہے یا ایہا الناس

دے اور اگر جانور کے پر اکھاڑے یا اسکے پیر کاٹے تو اسکی قیمت دے اور اگر انڈا توڑے تو اسکی قیمت دے
اور اگر اس سے بچہ نکلے مردہ تو زندہ بچے کی قیمت ادا کرے اور جو حرم شریف کی گھاس کاٹے یا خودرو
درخت کاٹے جو کسی شخص کی ملک نہین ہے تو اسکی قیمت دے اور اگر خشک درخت ہو تو کچھ مضائقہ نہین
اور وہان کی گھاس کو نہ کاٹے نہ چراوے مگر اذخر کو کاٹنا درست ہے اور اگر جون مارے یا کپڑا جون کی
تکلیف سے دھوپ مین ڈالے کہ جون مرجاے یا ٹڈی کو مارے تو کسی قدر صدقہ دے جتنا اسکا جی چاہے
اور جو کوا یا چیل اور بچھو اور سانپ اور چوہا اور باؤلا کتا مارے تو مضائقہ نہین اور کھٹمل اور پسو اور چچڑی
اور کچھوا اور درندے جانور کو جو حملہ کرے مارنا اسکا درست ہے اور محرم کو ذبح کرنا گائے بکری اونٹ یا مرغی
بط کا درست ہے اور اگر غیر محرم نے شکار کیا ہو بلا اشارہ اسکے تو محرم کو گوشت اسکا کھانا درست ہے اگر
احرام باندھ کر بیماری کے سبب یا دشمن کے خوف سے حج نہ کر سکے تو اپنی طرف سے کسی اور کے ہاتھ
قربانی کے مین روانہ کرے اور ذبح کا دن مقرر کر دے اگر صرف حج کی نیت کی ہو تو ایک قربانی اور جو قران
کی نیت کی ہو تو دو قربانی پھر جسدن قربانی ذبح ہو اسی دن اپنا احرام اتارے اور اگر قربانی نہ بھیجے اور
گھر پلٹ آوے اور احرام باندھے رہ سکے تو بھی درست ہے پھر دوسرے برس قضا کرے اور اگر قربانی
روانہ کرنے کے بعد صحت پا دے یا خوف دور ہو جائے تو حج کرنے کو روانہ ہو **فائدہ** اگرچہ فرائض و واجبات
حج کے کتب فقہ و حدیث مین بتفصیل تمام کتاب الحج مین مذکور ہین لیکن بمقتضاے ضرورت بقدر ضرورت
کسی قدر بالاجمال بیان کرنا ضرور ہے پس فرائض حج تین ہین احرام اور وقوف عرفہ اگرچہ ایک ساعت
ہو اور طواف الزیارۃ ان مین سے اگر ایک بھی ترک ہوگا حج ادا نہوگا اور واجبات مین اختلاف ہے بعضے
چھبیس کہتے ہین اور بعضے اٹھارہ وقوف مزدلفہ سعی بین الصفا والمروہ رمی جمار طواف الصدر
یعنے طواف رخصت مسافر کو کرنا سر منڈانا یا کتروانا میقات سے احرام باندھنا عرفات مین
غروب تک ٹھہرنا طواف حجر اسود سے شروع کرنا طواف داہنے طرف سے کرنا طواف پیادہ
کرنا اگر عذر نہو دوڑ مین پیادہ ہونا اگر عذر نہو ایک بکری ذبح کرنا قران اور تمتع کرنے والے
کو ستر عورت کرنا طواف مین دوڑ صفا و مروہ کی صفا سے شروع کرنا سات مرتبہ طواف کرکے
دو رکعت نماز پڑھنا کنکریان مارنا ترتیب ذبح مین کرنا یعنے قربانی کے دن اول کنکریان مارے
پھر ذبح کرے پھر سر منڈائے اور عورت صرف بال کترا دے طواف الزیارۃ صرف قربانی کے
دنون مین کرنا اور بیت اللہ کا طواف مع حطیم کے کرنا اور قاعدہ معرفت واجب کا یہ ہے کہ جسکے ترک کرنے سے
ذبح کرنا لازم آوے وہ واجب ہے اور سواے فرض و واجب کے اور جو کچھ کام ہین سنت ہونگے یا مستحب جس
طرح خرچ مین کشادگی کرنا اور باطہارت رہنا اور گالی و غیبت سے باز رہنا اور والدین و ابن و ضامن
سے اجازت سفر کی لینا اور مسجد مین دو رکعت نماز پڑھکر دوستون سے رخصت ہونا اور انسے قصور معاف کرانا

روایت فرماتے ہین کہ اول اہل یمن نے لبیک کہا ہے اور یہی سبب ہے کہ اہل یمن حج بہت کرتے ہین اور مراد ناس
سے اہل قبلہ ہین اور حسن نے زعم کیا ہے کہ مامور اس تاذین کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین چنانچہ
حجۃ الوداع مین فرمایا ایہا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا روایت ہے کہ جب دونون پیغمبر عظیم القدر حج سے فارغ
ہوئے تو خیال کیا کہ مناسک حج احرام سے تا حلق بہت ہین جسکی ادا مین ایک مدت دراز گذرتی ہے اغلب
ہے کہ تقصیر و سہو بھی واقع ہوا اسلیے یون دعا فرمائی ہے وتب علینا انک انت التواب الرحیم کما ذکر سابقا
غرض اس استدعا سے یہ تھی کہ اگر مناسک حج مین مجھسے یا میری اولاد سے کچھ تقصیر پڑ جائے تو اسکے کفارہ
سے بھی آگاہ کرنا کہ تدارک مافات کرین مثلا حالت احرام مین کوئی سیاہ کپڑا پہنے یا ناخن ترشوائے یا خوشبو
لگائے یا سر کے بال کٹوائے یا شکار کرے تو کیا کرنا چاہیے جس سے تدارک مافات ہو جائے چنانچہ
اسی دعا کے اثر سے کفارہ جنایات کا طریق مسلمانون مین شروع ہوا کہ قصہ مین مذکور ہے **فائدہ** اس مقام
مین مجملاً کفارۂ جنایات لکھا جاتا ہے اگر احرام والا کسی عضو مین خوشبو لگادے خواہ سر پر مہندی کا خضاب
کرے یا تیل لگادے یا سیاہ کپڑا پہنے یا دن بھر سر سے اوڑھے یا چوتھائی سر یا ایک بغل یا ناف کے نیچے
کے بال مونڈے یا ناخن کاٹے دونون ہاتھ یا دونون پیر کے یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کے مجلس واحد مین
خواہ طواف القدوم یا طواف الصدر ناپاکی مین ادا کرے یا امام سے پیشتر عرفات سے چلا آوے یا طواف
الزیارۃ سے تین شوط خواہ کم ترک کرے یا منا اور حرم کے سوائے کہین اور حلق کرائے یا عورت کو بہ شہوت
چہوے یا بوسہ لے یا حلق و طواف الزیارۃ کو قربانی کے دنون سے تاخیر کرے یا کسی عبادت مین تقدیم و
تاخیر روا رکھے جسطرح کنکریان مارنے سے پیشتر حلق راس کرائے تو اسپر ایک بکری یا گاے ذبح کرنا واجب
ہے اور جو ایک عضو سے کم مین خوشبو لگائے یا سر کو ڈھانکے یا سیاہ کپڑا ایک روز سے کم پہنے یا چوتھائی
سر سے کم منڈادے یا پانچ انگلیون سے کم کے ناخن ترشوائے یا کسی اور محرم یا حلال کا سر مونڈے یا طواف
القدوم بے وضو کرے یا طواف الصدر مین تین شوط کرے یا تین مقامون سے کسی مقام کی کنکریان
مارنا ترک کرے تو نصف صاع گندم کہ دار الخلافہ لکھنؤ کے وزن سے ڈیڑھ سیر آدھی چھٹانک تخمیناً
ہوتے ہین صدقہ دے اور اگر بیماری کے باعث سے یا کسی اور عذر سے خوشبو دار چیز کا استعمال
کرے یا ربع سر کو حلق کرے تو بکری یا گاے ذبح کرے یا تین صاع گیہون چھ فقیرون کو صدقہ دے
خواہ تین دن روزہ رکھے اور اگر قبل وقوف عرفات کے جماع کرے تو حج باطل ہوا اور اسکو لازم ہے
کہ ذبح کرے اور دوسرے سال قضا کرے اور جو احرام والا شکار کرے خواہ کسی اور کو شکار بتلادے
قصداً یا سہواً تو اسپر عوض ہے خواہ صید درندہ ہو یا اور بدلہ یہ ہے کہ جو کچھ دو شخص عادل ساکنین شہر سے
قیمت اسکی ٹھہرا دین اس قیمت کا جانور مول لیکر مکے مین ذبح کرے خواہ گیہون صدقہ کرے ہر مسکین کو
نصف صاع اور گر شکار کو مجروح کرے یا اسکے بال نوچ ڈالے یا اسکا عضو کاٹے تو بقدر نقصان کفارہ

بیان کفارہ جنایات حج

طواف شروع کرے اس طور سے کہ چادر کو بغل راست کے نیچے سے نکال کر بائین مونڈھے پر ڈالے اور
بیت اللہ کا طواف مع حطیم کے کرے سات بار اور اول تین طوافون مین اکڑ کے دوڑے اور دونون مونڈھے
ہلادے جس طرح غازی صف جنگ مین چلتے ہین اور جب طواف کرتا حجر اسود پاس آوے تو اُسکو ہاتھ
لگادے یا چومے اور طواف ختم کرے اور رکن یمانی کا چھونا طواف مین مستحب ہے پھر دوگانہ طواف مقام
ابراہیم کے پاس ادا کرے یا کہین اور حرم مین کہ یہ نماز واجب ہے نزدیک ہمارے امام کے اور شافعی
کے دو قول ہین ایک سنت دوسرا فرض لیکن پڑھنا اس دوگانہ کا اس طرح کہ پتھر امام ہو اور نمازی مقتدی
بالاجماع مستحب ہے تاکید حتی المقدور اسکو ہاتھ سے نہ دے اور اگر ازدحام مانع ہو تو اور جگہ مسجد الحرام مین
پڑھے **فائدہ** حضرت استاذ الاستاذ محدث دہلوی تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین کہ بعد طواف خانہ کعبہ دو رکعت
تحیۃ الطواف عقب سنگ پڑھنا مقرر ہے تاکہ امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام تا قیام قیامت جاری رہے
اور بھی اُسی پتھر پر چڑھکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اذان حج دی تھی پس بعد رحلت اُن کے اس
پتھر کے پاس حاضر ہونا اور عبادت کرنا گویا حضرت ابراہیم کے پاس حاضر ہونا ہے اور اُن کے آگے
عبادت بجالانا ہے مین کہتا ہون کہ اس کلام سے وہابیہ فرقے پر رد صریح ہوتی ہے کما لایخفی علی المتدبر اور سنن
ابن ماجہ و دیگر حدیث مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ٹھہرے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس بروز فتح مکہ تو حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے التماس کیا یا رسول اللہ
یہ مقام ابراہیم ہے اسکی شان مین اللہ صاحب نے فرمایا ہے واتخذوا من مقام ابراہیم مصلے فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعم اور صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت خاتم المرسلین محبوب رب العالمین گرد کعبے کے
تین بار گھومے اور چار بار چلے جب طواف سے فارغ ہوے تو مقام ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ
والسلام پر ٹھہرے اور دو رکعت نماز اسی مقام مین ادا فرمائین اور پڑھا واتخذوا من مقام ابراہیم
مصلے اور تمامی کتب صحاح مین وارد وموجود ہے کہ آیۂ کریمہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی بتوافق رائے
حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے نازل ہوئی القصہ حاجی کو چاہیے کہ اس نماز کے
بعد حجر اسود کو چومے اور مسجد سے باہر نکلے اور صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کے سامنے ہوکر اللہ اکبر اور کلمہ
کہے اور درود پڑھے اور جو دل چاہے سو دعا کرے اور رفع الیدین کرے پھر مروہ کو چلے راہ مین دو
سبز منارون کے درمیان مین دوڑے جب مروہ پر چڑھے تو جو صفا پر کر چکا سو وہان بھی کرے اسی طرح سات
بار کرے صفا سے شروع کرے مروہ پر ختم کرے اور مستحب ہو کہ اسکے بعد مسجد الحرام مین جاکر دو رکعت نماز
پڑھے پھر مکے مین جاکر رہے احرام باندھے اور نفل طواف کیا کرے جتنا اسکا جی چاہے مسافر
کے حق مین نفل نماز سے نفل طواف بیت اللہ کا افضل ہے اور جو تفصیل زیادہ مطلوب ہو کتب فقہ مین
دیکھے اور مولوی محمد اسحاق محدث دہلوی کا رسالہ ملاحظہ کرے **تنبیہ** صحیح بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ

اپنے حق مین استدعا کرنا اور بروز پنجشنبہ سفر کرنا اور چلتے وقت کچھ خیرات کرنا پوشیدہ نرہے کہ ایام حج کے شوال و
ذیقعدہ و عشرۂ ذیحجہ ہین ان دنون سے پیشتر احرام باندھنا مکروہ ہے اور یہ بھی واضح ہو کہ عمرہ کرنا سنت
مؤکدہ ہے اور تعریف عمرہ یہ ہے کہ احرام طواف اور سعی بین الصفا والمروہ ادا کرے اور عمرہ تمام
سال درست ہے مگر عرفہ سے تیرھوین ذیحجہ تک مکروہ تحریمی ہے اور مواقیت احرام کی پانچ ہین یعنے
وہ مکان جہان سے مکہ جانے والے کو بدون احرام جانا درست نہین سو مدینہ والون کا میقات ذوالحلیفہ
ہے اور عراق والون کا ذات عرق اور شام والون کا جحفہ اور نجد والون کا قرن اور یمن والون کا یلملم اور ہند
والون کا بھی پس ان مکانون سے تاخیر احرام حرام ہے لیکن تقدیم درست ہے اور مکہ والے احرام حرم سے کرین
اور احرام عمرہ تنعیم ہے اور طریق احرام یہ ہے کہ وضو کرے اور جو غسل کرے تو مستحب ہے اور سر کا منڈانا اور
مونچھ کترانا اور ناخن کٹوانا اور پاکی لینا بھی ادب ہے اور اگر سر پہ بال ہون تو کنگھی کرے پھر تہمد جدید باندھے
اور چادر اوڑھے اور تہمد و چادر پرانی ہو تو دھو ڈالے پھر بدن مین خوشبو لگائے اگر میسر ہو اور دو رکعت
نماز پڑھے پھر صرف حج کا ارادہ کرنے والا یون کہے اللہم انی ارید الحج فیسرہ لی و تقبلہ منی اور اس طرح
لبیک کہے لبیک اللہم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لا شریک لک اس
لبیک سے کوئی لفظ کم کرنا جائز نہین مگر زیادہ کرنا مضائقہ نہین جب یہ کہا تو محرم ہوا اب بچنا چاہیے جماع سے
اور عورتون کے روبرو جماع کی بات چیت سے اور گناہ سے اور رفیقون سے لڑے جھگڑے نہین اور
شکار خشکی مین نہ کرے نہ اشارہ کرے نہ بتا دے مگر صید بحر اور خوشبو نہ لگاوے اور ناخن نہ کاٹے اور
سر و رو نہ چھپا دے اور موے ریش و سر خطمی سے نہ دھووے اور موے بدن نہ کترے نہ اکھاڑے
نہ کتراوے نہ مونڈے اور کرتہ پائجامہ قبا پگڑی موزے اور رنگین خوشبودار کپڑے نہ پہنے لیکن حمام کرنا
اور سایہ عماری و خانہ مین ہونا درست ہے اور ہمیانی دوختہ کمر سے باندھنا جائز ہے اسی طرح ہتھیار باندھنا
انگشتری پہننا فصد لینا مرہم پٹی کرنا سرمہ بلا خوشبو لگانا اور سر و بدن کھجلانا کہ بال نہ ٹوٹے نہ جوئن جھڑے
درست ہے اور محرم کو لازم ہے کہ دائما لبیک کہا کرے جب نماز پڑھے اور بلندی پر چڑھے اور پستی مین آوے
اور سوار پیادہ سے ملے اور جب فجر ہو اور جب مکہ مین داخل ہو تو دن کو باب السلام سے لبیک کرتا ہوا نہایت
عاجزی سے مسجد حرام مین جائے اور سنت ہے کہ غسل کرے اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے تین بار اللہ اکبر
کہے اور کلمۂ توحید پڑھے پھر سیدھا حجر کی طرف جائے اور اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے اور نماز کی طرح رفع
یدین کرے یعنے دونون ہاتھ بلند کرے اور حجر اسود کو کف دست سے ملے یا چومے بشرطیکہ کسیکو تکلیف
نہو ورنہ کسی چیز سے اسکو چھووے اور اسکو بوسہ دے اور اگر کثرت ہجوم سے یہ بھی میسر نہو تو صرف
حجر اسود کے روبرو ہو کر اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے اور حمد الٰہی کہے اور درود پڑھے پھر طواف القدوم
شروع کرے کہ مسافر کو سنت ہے اس طرح کہ حجر اسود سے اپنے داہنی طرف کو جدھر بیت اللہ کا دروازہ ہے

بیان اشہر احرام ۱۲ — عمرہ ۱۲ — مواقیت احرام ۱۲ — قرن — طریق احرام ۱۲

نہ کریگی برباد ہوگی لبنان کا جلال تیرے پاس آویگا اور صنوبر اور شمشاد اور بعض اکٹھے ہوکے تیرے پاس آوینگے تا مین اپنی گذرگاہ کو آراستہ اور جلیل کرون سب تیرے حقارت کرنے والے تیرے سامنے آپ کو خم کرینگے اور خدا کا شہر اور اسرائیل کی قدوس کا صیہون تیرا نام رکھینگے اسکے بدلے کہ تو متروک اور مبغوض رہی ہے تجھے شرافت دائمی دونگا اور بہشت سی بستیون کا سر اونچا دونگا آگے کو کبھی تیری سرزمین مین ستم کی صدا نہ سنی جائیگی اور تیری سرحدون مین خرابی اور بربادی نہ ہوگی تو اپنی دیوارون کا نام نجات اور دروازون کا نام ستودگی رکھیگی تیرے تمام لوگ صدیق ہونگے اور ابد تک زمین کے وارث ہونگے میری لگائی ہوئی ٹہنی او میرے ہاتھ کا کام تا کہ مین ستودہ ہون ایک چھوٹی سی ایک ہزار ہو نگی ایک حقیر سے ایک قوی گروہ ہونگے مین خدا اسکے زمانے مین یہ سب جلد کرونگا انتہی) واضح ہو کہ یہ خطاب مکے کیطرف اور دلیل روشن ملاحظہ کرو کہ کچھ کم چھ سو برس وحی کا آنا موقوف ہوگیا تب خداوند کبریا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کرکے اپنے نور سے مکے کو درخشان کیا وہی نور عوام اور خواص کا رہنما ہوا کہ مکہ شہر جامع بن گیا چارون طرف سے خلق سمٹ کر اسمین آئی اور آنحضرت کا ایمان لائی اب دور دور ملکون سے ہر قسم کے آدمی ہر سال حج کے واسطے جمع ہوتے ہین یہ رتبہ اور شلیم کو کب حاصل تھا اور مدیان ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کا نام تھا جو قطورا سے پیدا ہوا تھا اور ایفا مدیان کا بیٹا تھا اور نبایوت حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پہلے بیٹے کا نام تھا اور قیدار دوسرے کا اور یہ سب کتاب پیدائش کی پچیسوین باب پیدایش مین توریت کے مذکور ہے سوان دونون کے سارے گلے اور مینڈھے مکے مین آکر جمع ہوے اور اسکے خادم اور مجاور بنے اور ستودہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ لوگ تیرے اسواسطے انتظار کرینگے کہ خدا نے تجھے محمدؐ کیا ہے یعنے ایک مرد ستودہ اور محمد تجھمین پیدا ہوگا اس سبب سے تو بھی ستودہ ہوگا گویا تیرا نام یہی ہے اور تو ملک محمد ہے جس طرح شہر مداین مداین کے آباد کرنے سے مداین کہلایا اور غالب ہے کہ خطاب آنحضرت صلعم کی طرف ہو کیونکہ بستی کے پکارنے سے بستی کے لوگ مراد ہوتے ہین چنانچہ اُسی صحیفے مین جا بجا ہے کہ اے اورشلیم نافرمان نہوا ہے صیہون تو ایسا کر وغیرہ ذالک اور مکے کے سب ساکنون سے افضل وہ ہے جنکے باعث مکے نے شہرت اور بزرگی اور ہدایت پائی سو وہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین یعنے اے محمدؐ لوگ اس سبب سے تیرے انتظار کرینگے کہ خدا نے تجھے ستودہ اور محمد کیا ہے یہانتک کہ خلق اور خالق سب تجھے محمدؐ محمدؐ کہکر پکارتی ہے اور اجنبی سے مراد بنی اسمعیل ہین اسواسطے کہ حضرت اشعیا علیہ السلام کیوقت مین متروک اور بیگانہ تھے یا بنی اسرائیل ہین اسواسطے کہ مکہ قدیم سے اسمعیلیون کا مسکن تھا پس اسمعیلی آشنا ہوے اور اسرائیلی اجنبی اور پہاڑ جو اسکو گھیرے ہین دو ہین ایک بوقبیس اور دوسرا قعیقعان اور قہر سے مارنے کے یہ معنے ہین کہ اگلے زمانے مین بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے تو متروک رہا اور تجھمین نہین رکھی ہین تجھپر نبوت کا آفتاب نہ چمکا خدا کی توجہ اور شلیم کی طرف رہی لیکن آخر خدا نے تجھپر مہر کی ا

رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان کے گناہون کو مٹاتا ہے
اور مقبول حج کا تو سواے بہشت کے کوئی بدلہ نہین اور صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہو کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیت اللہ مین آیا اس طرح کرتے اُسنے عورت سے صحبت کی
اور نہ گناہ کیا تو ایسا بے گناہ ہو جاتا ہے جیسے کہ اسکو مان نے جنا اور بھی صحیح مسلم مین عمر و ابن عاص سے
روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسلام اگلے گناہون کو ڈھاتا ہے اور ہجرت اگلے گناہون کو ڈھاتی ہو
اور حج اگلے گناہون کو ڈھاتا ہے اور حج فرض ہے جو اُسکو نہ مانے کافر ہے مگر حج اس مسلمان عاقل بالغ پر فرض
ہے جو آزاد اور تندرست اور مقدور والا ہو یعنے آنے جانے اہل و عیال کے خرچ کے سواے اُسکے
پاس خرچ اور سواری میسر ہو اور راہ مین امن ہو اور عورت پر اسوقت فرض ہے کہ اُسکے ساتھ خاوند یا محرم
ابدی ہو اور تمام عمر مین ایک بار در صورت مقدور فوراً فرض ہو اور اگر باوصف اسکے سستی کرے تو سخت گناہگار
ہے تنبیہ کعبے کا اشارہ کتب انبیاء سابقین مین بہت کثرت سے باوصف تحریف اب تک موجود ہے اپنی
دانست مین ان سب اشارات کا بیان کرنا تطویل لاطائل ہو لہذا دو اشارے اُنمین سے ضروری البیان
بیان ہوے تا کہ مشتے از انبارے و نمونہ از خروارے باشد اول یہ کہ حضرت اشعیا علیہ السلام کے دوسرے
صحیفے مین لکھا ہے کہ (آخری دنون مین ایسا ہوگا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑون کی چوٹیون پر بنایا جائیگا
اور ساری قومین اسکی طرف روانہ ہونگی اور کہینگی کہ ہم خدا کے پہاڑ پر چڑھین اور اُسکے گھر مین جاوین وہ ہم کو
اپنی راہین بتاویگا ہم اُنپر چلینگے کیونکہ شریعت صیہون سے اور خدا کی بات اورشلیم سے نکلجائیگی اور وہ قومون
کے درمیان عدالت کریگا اور بہت لوگون کو ڈانٹیگا انتہی بعبارتہ) واضح ہو کر روانہ ہونے والی قوم حاجی
لوگ ہین اور خدا کا پہاڑ عرفات ہے اور اسکا گھر کعبہ ہو جو پہاڑون سے گھرا ہوا ہے اور صیہون بیت المقدس
کی پہاڑی کو کہتے ہین اور اورشلیم بیت المقدس کا نام ہے سو فرمایا کہ وہان سے عیسوی شریعت موقوف
ہوگی دوسرا یہ کہ حضرت اشعیا کے ساٹھوین صحیفے مین موجود ہے کہ (اُٹھو اور روشن ہو کہ تیری روشنی آئی
اور خدا کے جلال نے تجھپر طلوع کیا بعد ازان کہ جہان مین تاریکی زمین پر چھاجائیگی خدا تجھپر طالع ہوگا اور اسکا
جلال جلوہ کریگا عوام اور بادشاہ تیری روشنی مین چلینگے سب کے سب جمع ہو کر دور سے تیرے طواف کو
آوینگے اونٹون کی قطارین اور مدیانی اور ایفانی سانڈنیان تیرے گرد بے شمار ہونگی قیدار کی سارے
گلے اور نبایوت کے سارے مینڈھے تیری خدمت کرینگے اور مین اپنی شوکت کے گھر کو ستودگی بخشونگا جزیرے
اور ترسیس کے جہاز ابتدا مین میری راہ تکینگے کہ تیرے بیٹون کو سونے روپے سمیت دور سے خدا کے نام کے
لیے لاوین کیونکہ اُسنے تجھے ستودہ کیا اجنبیون کے بیٹے تیری دیوارین اٹھاوینگے اور اُن کے
بادشاہ تیری خدمتگذاری کرینگے کیونکہ مین نے تجھے قہر سے مارا تھا پھر آخر رحم کیا سو تیرے دروازے
نت کھلے رہینگے تا کہ لوگ عوامون کی فوجون کو تیرے پاس لاکر حاضر کرین جو گروہ اور مملکت تیری خدمتگذاری

اور قلب با د میم بسبب قرب مخرج کلمات عرب مین شایع و مطرد ہے جسطرح لازم اور لازب اور آتم اور آثب اور حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فج سے حجر تک مکہ ہے اور بیت اللہ سے بطحا تک بکہ پس اس
قول سے بکہ تمام حرم شریف ٹھہرتا ہے اور مکہ یہی شہر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ بکہ بالباء زمین خانہ اور حوالی
مسجد الحرام کا نام ہے ماسوی اسکے سب مکہ ہے بالمیم اور امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مکہ بالمیم اسی
موضع مین کعبہ واقع ہے اور ایک روایت ہے کہ جب قریش نے کعبہ بنایا تو ایک سنگ رخام بنا مین نکلا اسپر
لکھا تھا بکہ بکہ بحرف باے موحدہ نیشرا لبلد کما قال اللہ تعالیٰ لا اقسم بہذا البلد چوتھا بلد امین یعنے شہر امان و منبع
یا امان یافتہ کما قال اللہ وہذا البلد الامین سو اس بلد امین سے شہر مکہ مراد ہے اسواسطے کہ ہر ایک شہر مین سپاہی
اور تاجر اور غنی اور فقیر اور عورت اور مرد اور بادشاہ اور حاکم اور امکنۂ متبرکہ اور مشاہد شہدا اور قبور انبیا اور اولیا
اور مساجد اور معابد اور اقسام نباتات اور حیوانات ہوتے ہین لیکن کسی شہر مین خانہ خدا اور بیت حضرت کبریا کہ مہبط
تجلی دائمی اور کعبۂ عبادت خلائق ہو نہین ہے مگر اس شہر مین کہ اس سبب سے اس شہر کو جامعیت اتم میسر ہے اور
باینہمہ خاتم الانبیاء والمرسلین کا مقام بعثت ہے اور اسرار محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا جامع ہے کہ انوار
نبوت وولایت اسمین ساطع ولامع ہین اور یہ نبوت وولایت جامع ترین نبوات اور ولایات ہین اور شہر مکہ
شہر مستطیل ہے کہ طول اسکا عرض سے زاید ہے اور مثل قلعہ پہاڑون سے محیط ہے اور باوصف اسکے تین طرف
دیوار شہر پناہ کی بھی ہے چنانکہ دیوار مشرقی کو دیوار باب المعلات بولتے ہین اور دیوار مغربی کو جو کسی قدر جانب
شمال مقابل مدینہ باسکینہ واقع ہے سور باب الشبکہ کہتے ہین اور دیوار جانب یمن کہ سور باب الیمن اور یہ دیوارین
سید حسن ابو عملان شریف مکہ کے حکم سے سنہ ہشت صد و شانزدہ ہجری مین تعمیر ہوئی ہین اور طول و عرض
شہر کا یون ہے کہ باب المعلات سے سور باب یمن تک چار ہزار چار سو ہفتر ذرعہ ہے اور باب الشبکہ تک بھی اسی قدر
بازیادت دو صد ہشت ذرعہ اور دو پہاڑ اسکو گھیرے ہین بوقبیس اور قیقعان بضم قاف اول و ثانی و فتح
عین مہملہ اولے و ثانیہ ان دونون کو اخشبین بفتح ہمزہ و شین و سکون خاء منقوطہ بولتے ہین اخشب شرقی بوقبیس
و اخشب غربی قیقعان اور یہ شہر داخل ولایت حجاز ہے جو مابین شام و عراق و مصر و یمن کے واقع ہے اور
حجاز کے کتنے شہر ہین از انجملہ ایک مکہ دوسرا مدینہ ہے اور عمل مکے کا بعض جوانب سے دس کوس تک رہا ہے
چنانچہ سرحد یمنی ضنکان واقع ہے اور بعض اطراف سے کم اور اسکے گرد حد حرم ہے مخفی نرہے کہ حد حرم
کتب مشہورۂ فقہ مین مندرج نہین ہے الا حواشی کتب فقہ مین ہے کہ حرم مکے کے گرد کو بولتے ہین جانب
مشرق چھ میل اور جانب مغرب چوبیس میل اور بعض کے نزدیک تین میل وہو الصحیح اور جانب شمال
اٹھارہ میل اور جانب جنوب چوبیس میل اور حضرت استاذ الاستاذ نے تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ
دور حرم کا کوسون کے حساب سے سینتیس کوس لکھا ہے اور بحساب ذرعہ یون ہے کہ باب بنی شیبہ سے دو
منارون تک جو کہ جانب عرفات حد حرم پر قائم ہین سی و ہفت ہزار و دو صد و دہ ذرعہ اور باب

بیان طول و عرض مکہ ۱۲

حد حرم ۱۲

اور شلیم سے تجھے افضل بنایا اور ہمیشہ تیرے دروازے کھلے رہتے ہین کہ کرورون عورت اور مرد شب و روز تیرا طواف کرتے ہین اور لبنان ایک پہاڑ ہے شام مین اور شام کو اللہ نے متبرک کیا ہی کیونکہ اسرائیل پیغمبرون کا مسکن رہا ہے سو اشعیا پیغمبر فرماتے ہین کہ اے مکہ جو عظمت اور بزرگی لبنان کو حاصل تھی تجھکو ملیگی یعنے نبوت شام سے اٹھکر تجھمین آویگی اور قول اسکا اسرائیل کے قدوس کا صیہون یعنے خدا کا پہاڑ مراد جبل عرفات ہے یعنے اورشلیم مین تو صیہون مقرر ہے لیکن اے مکہ تیرا پہاڑ خدا کا صیہون ہی اور اسرائیل کا لفظ عظمت ظاہر کرنیکو ہے یعنے وہ خدا جسکی اسرائیل نے تقدیس کی ہی سو وہ جب تجھے نوازیگا تو بھی اسکی تقدیس کریگا اور یہ جو فرمایا کہ تو مبغوض اور متروک رہے سو یہ اُسپر دال ہے کہ خطاب مکے کی طرف ہی کیونکہ اورشلیم مبغوض نہ تھے اور نہ رہے تھے خصوص حضرت اشعیا علیہ السلام کے وقت مین کہ نہایت محبوب تھے اور کعبے کے ایک دروازے کا نام باب السلام ہے اور اونٹون کی افراط مکے مین اسقدر ہے کہ اور ملکون مین نہین عرب کے لوگ اُنھین کا گوشت کھاتے ہین اور انھین کا دودھ پیتے ہین اور انھین کے بالون سے قبائین اور نمدے اور قالین وغیرہ بناتے ہین اور اُنھین پر سوار ہوتے ہین اور بوجھ بھی لادتے ہین اسی سبب سے اصحاب تجربہ کہتے ہین کہ عرب کا کام سب اونٹ سے ہی اور ہند کا بیل سے اور ایران کا خچر سے اور یہ جو کہا عوام کی فوجون کو لاوینگے یعنے غازی لوگ عوام کی فوجون کو تیغ کے زور سے مسلمان کرکے تیرے پاس بھیجتے ہین اور عالم اور واعظ خلق کو سمجھا سمجھاکر حج کے واسطے تیری طرف روانہ کرتے ہین اور عشق اور محبت عاشقون کو اور حوائج اور مطالب حاجیون کو خواہی نخواہی تیری طرف گھسیٹ لاتے ہین جو گروہ تیری خدمت سے منھ موڑتے ہین برباد ہوتے ہین چنانچہ ابرہہ یمن کے حاکم نے چاہا کہ اپنے ہاتھیون سے ڈھاوے سو حق تعالی نے چھوٹے چھوٹے پرندون سے اُسے ہلاک کردیا اور صنوبر اور شمشاد سے یہ مراد ہے کہ مکے مین درخت اور سبزہ کثرت سے ہوگا سو فی الواقع قسم قسم کے نباتات اُسمین ہین وہان کے درخت وغیرہ کوئی کاٹتا اکھاڑتا نہین اور درختون کی پتی بھی کوئی توڑتا نہین مگر اذخر و سنا کو بضرورت دوا اور شاید کہ صنوبر اور شمشاد سے قسم قسم کے آدمی مراد ہون اور اس قول کے الفاظ صریح دلالت کرتے ہین حاجت بیان نہین فائدہ تشویق الحرمین مین لکھا ہے کہ مکے کے چودہ نام ہین آٹھ اُسمین سے کلام الٰہی مین موجود اول مکہ قال اللہ تعالی ببطن مکۃ اور وجہ تسمیہ کی یہ ہے کہ مکہ لغت مین بمعنے زائل کرنا اور پستان سے دودھ پینا اور کم ہونا پانی کا ہے پس گویا کہ برکت اس شہر کی زائل کردیتی ہے حاجیون کے گناہون کو اور خلق کو اطراف عالم سے اپنی طرف جذب کرتی ہے اور کھینچتی ہے جس طرح لڑکا دودھ کو پستان مادہ سے کھینچتا ہے یا زمین نے تمام پانی اُسکا اپنی طرف کھینچ لیا ہے اسواسطے کہ وسط زمین مین واقع ہے اور چشمے اسکے نیچے سے جاری ہوتے ہین اور قلت پانی کا یہی سبب ہے دوسرا بکہ قال اللہ تعالی للذی ببکۃ اور بکۃ لغت مین توڑنے دالے کے معنے مین آیا ہے پس یہ شہر بھی سرکشون کی گردن توڑ ڈالتا ہے مشہور ہے کہ مکہ اور بکہ دونون لفظ احادیث

اسمائے مکہ معظمہ

یہان شہود وحدت وجود وہان رکن یمانی ہی یہان گنج معانی وہان حجر اسود ہے یہان سر سودا ے سرمدوہان اعلام مناسک ہی یہان اعلام ملائک وہان نعرۂ لبیک ہی یہان ولولہ سلام علیک وہان استلام حجر ہے یہان احترام نظر وہان کوہ منا ہے یہان نفی من وما وہان مزدلفہ ہی یہان سر معرفہ وہان مسجد خیف ہی یہان نیاز وخیف وہان افاضت ہی یہان ریاضت وہان قربانی ہے یہان قرب ربانی وہان حلق ہی یہان ترک خلق وہان تقصیر در موے یہان تقصیر نکردن یکسر موے وہان طواف وداع ہے یہان ذوق سماع ؎ کعبہ ہر چند سے کہ خانہ براوست ❊ این دل من نیز خانہ سراوست ❊ پس طائفان قبلۂ عشق کو نوید مسرت ہی کہ محراب دل انکا قبلۂ اصل جمال ہی اور مقصد جاودان انکا دونون جہان مین حرم وصال ؎ عرفات عشق بازان سر کوے یار باشد ❊ بطواف کعبہ زین در نروم کہ عار باشد ❊ چو سرے بر آستانش بہ سر صفا نہادی بصفا و مروہ اے دل دگرت چہ کار باشد ❊ یہ جو لکھا گیا کلام راست ودرست ہی مگر عارفین وکاملین اور عاشقین صادقین کا ہے کہ ظاہر حال انکا بپیرایۂ شرع سے آراستہ ہے اور باطن زیور طریقت سے پیراستہ

فائدہ سورہ بقر مین اللہ صاحب نے فرمایا ہے واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات یعنے یاد کر اسوقت کو جب بطریق آزمایش فرمایا ابراہیم کو اسکے پروردگار نے چند سخن کہ اسکی بجاوری سے فرشتگان علوی اور سفلی پر کھلجاے کہ یہ شخص لائق اس مرتبے کے تھا جو اللہ نے عنایت کیا سو وہ کلمات چند حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کئی باتون سے متعلق تھے **اول** قوت علمیہ اور فکریہ حضرت ابراہیم سے کہ ان کو اسی کے سبب سے مناظرۂ بت پرستان پر مامور کیا اور آنجناب نے اسکو باحسن وجوہ سرانجام کیا کہ اول آفتاب اور ماہتاب اور کواکب کو بحکم حدوث اور تغیر لیاقت معبودیت سے گرا دیا دوسرے بتون کو تبر تبرا سے توڑ ڈالا اور انکی عاجزی بمقابلہ قوت انسانیہ باوجود اسکے کہ انسان اضعف المخلوقات تھا ظاہر فرمائی تیسرے واسطے الزام آتش پرستون کے آگ مین گرے اور اثر نار قوت الہیہ سے باطل فرمایا کہ خدا نے تعالی نے اسکے اثر طبعی کو تبدیل کردیا اور ایسی ترتیب معقول سے روحانیات علویہ اور سفلیہ کو لیاقت معبودیہ سے گرایا کہ زبان مبارک پر گذرا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین پھر واسطے امتحان صدق اس دعوی کے اللہ جل شانہ نے اور کئی باتون مین مبتلا کیا اول تبری از قوم بلکہ تبری عن کل ماسوی اللہ کما قال انی بری مما تشرکون وانی براء مما تعبدون اور یہ کیفیت آخر کا منجر بعداوت ہوگئی کہ ارشاد کیا فانہم عدو لی الا رب العالمین **دوسری** رفع وسائط اور وسائل سے حتے کہ حالت شدت غم مین کہ القاء نار تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا اما الیک فلا حاجۃ لی **تیسری** تسلیم لامر اللہ ولرضاء اللہ سے حالانکہ اسمین جان ومال کا بھی نقصان عظیم ہوا کہ ہجرت وطن اور رنج ولد اور ضیافت مہمانون اور ایثار بفقرون مین ظاہر ہوا اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کے نزدیک چار چیزین عزیز ترین اشیا مین جان اور مال اور فرزند اور وطن کہ مجمع اقارب وعشائر ہوتا ہی اور انکے محافظت مین کیسی کیسی بےصبریان

بیان کلمات

المعلات

موآلات سے سی [۳۵] و پنج ہزار و بست و پنج درعہ اور جانب تنعیم سے کہ جانب مدینہ ہے دوازدہ ہزار [۱۲۴۲] و چار صد
بست درعہ اور جانب یمن دیوار باب الماجن سے بست و دو [۲۲۸۶۶] ہزار و ہشت صد و ہفتاد و شش درعہ ہے انتہے
فائدہ جس طرح حرم مکہ ہے اسی طرح حرم مدینہ ہے اور حرمین کی حرمت مساوی ہے میر سید شریف نے شرح
مشکوۃ مین تورپشتی سے نقل کی ہے کہ حرم مدینہ سے حرم تعظیمی مراد ہے نہ حرم احکامی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ
مدینہ حرام ہے عیر سے ثور تک اور یہ دونون مدینہ کے دو طرف مین پہاڑ ہین پانچوان قریہ آمنہ کہ اپنے بیچ کے
رہنے والون کو لوٹ مار سے امان مین رکھتا ہے چھٹوان قریہ مطمئنہ کہ باشندے اس شہر کے انتقال اور ارتحال
سے مطمئن رہتے ہین اور یہ دونون نام اس آیت مین ہین ضرب اللہ مثلا قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ ساتوان
ام القری ولتنذر ام القری ومن حولہا آٹھوان بلدہ حرام رب ہذہ البلدۃ التی حرمہا نوان صلاح مثل قطام
کہ معدول ہے صالحہ سے یعنے بقعۂ شائستہ دسوان باسہ یہ نام اسواسطے ہوا ہے کہ جو کوئی وہان بے ادبی
کرتا ہے ہلاک ہو جاتا ہے گیارھوان حاطمہ یعنے توڑنے والا گردن جباران اور ہلاکت افگندۂ ستمگاران بارھوان
کوثا لیکن بعضے کہتے ہین کوثا نام ہے کوفے کا تیرھوان کوسا یہ نام تفسیر کبیر مین لکھا ہے اور اغلب کہ یہ لغت غیر
غریبہ ہے معنے اسکے معلوم نہین چودھوان ام الرحم معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ ام رحم اسواسطے کہلاتا ہے کہ اسمین
رحمت نازل ہوتی ہے طائفین اور عاکفین پر کہ جو کوئی محتاج فقیر مع تحفہ افلاس روے نیاز اس دامن ناس پر
لایا خازن خزائن لطف و عنایت نے اسقدر نقد جنس اپنی رحمت سے عنایت کیا کہ دامن امید مین گنجائش نہ رہی
کون مفلس بے سر و پا اس درگاہ مین آیا کہ نقد مراد اسکے دامن افلاس مین نہ رکھا گیا اور کس عاجز بیکس نے
سر عجز اور نیاز اس عتبۂ مکرمہ پر گھسا کہ در مقاصد اسکے منہ پر مکشوف نہ ہوا ؎ کدام بندہ برین آستان نہاد
سرے ؛ کہ لطف خواجہ نہ بر روے او کشاد درے ؛ تنبیہ اہل عرفان فرماتے ہین کہ حضرت خلیل نے
ظاہر مین کعبہ بنایا اور حضرت رب جلیل نے باطن مین کعبہ خلیل احجار سے ہے اور کعبہ جلیل اسرار سے وہ کعبہ
مشابہ ناس ہے اور یہ کعبہ محل استیناس ہے وہ کعبہ قبلۂ مومنان ہے اور یہ نغانۂ نظر رحمان وہ طواف گاہ خلائق ہے
اور یہ مطاف الطاف خالق وہ مقصود خلق ہے یہ منظور حق وہ قبلہ مکاشفہ ہے یہ محلہ مشاہدہ وہ بیت الحرام ہے
یہ بیت الکرام وہ کعبہ فتنہ اشرار سے مامون ہے اور یہ اندیشہ اغیار سے مصون وہ بنایا گیا ہے وادی ذی زرع
مین یہ گلستان و بوستان شرع مین اس کعبے کے ایک طرف دریاے زخار ہے یہان ہر طرف ہزار دریاے
اسرار وہان میقات ہے یہان تصفیہ اوقات وہان احرام ہے یہان فیض الہام وہان تجرید از لباس ہے یہان
تفرید از ملاحظۂ اجناس وہان مسجد حرام ہے یہان مشہد کرام وہان کوہ عرفات ہے یہان نجات و کرامات وہان
مروہ اور صفا ہے یہان مروت و وفا وہان قدم خلیل ہے یہان کرم جلیل وہان سقایۂ حاج ہے یہان ہدایہ حجاج
وہان چشمہ زمزم ہے یہان الطاف دمادم وہان حطیم ہے یہان رحمت رحیم وہان میزاب ہے یہان قرب احباب
وہان حج مبرور ہے یہان سعی مشکور وہان عاکف اور طائف یہان معارف و لطائف وہان رکوع و سجود ہے

بجا آوری حکم مین مکروہ سمجھا فائدہ پوشیدہ نرہے کہ ختن بفتح خاء نقطہ دار و سکون تاء مثناۃ ختنہ کرنا اور جو خاء اور
تاء کے زبر ہو تو داماد و خسر وغیرہ رشتہ دار جانب زوجہ اور ختان بکسر خاء مرد اور عورت کی پیشاب کی جگہ کاٹنا
ہو کذا فی القاموس اور صحیح بخاری و مسلم مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم
نے ختتن ابراہیم النبی بالقدوم یعنے ختنہ کیا ابراہیم پیغمبر نے قدوم مین کہ نام ایک مکان کا متعلقات
شام سے ہی اور بعض اہل تحقیق لکھتے ہین کہ اس عرصہ مین عمر شریف ننانوے ۹۹ سال کی تھی مگر صحیحین مین بروایت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عمر شریف اسی برس کی معلوم ہوتی ہے وہو الصحیح اور بیہقی نے نقل کی ہے کہ حضرت
ابراہیم نے ختنہ اسمعیل علیہ السلام کا تیرھوین برس فرمایا اور اسحاق علیہ السلام کا ساتوین دن اور حضرت خاتم
المرسلین صلعم نے حضرت حسنین علی جدہ وعلیہما السلام کا ساتوین روز فرمایا اور یہی بیہقی نے روایت کی ہو کہ فرمایا حضرت
صلعم نے جو کوئی اسلام لاوے لازم ہے کہ ختنہ کرے الغرض اول رسم ختنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جاری
کی ہے اور قبل ابراہیم علیہ السلام انبیا علیہم السلام مختون پیدا ہوتے تھے حقیقت یہ ہو کہ اللہ نے ان کے بدن
کو داغدار محبت وودا کیا تھا جس طرح معشوق کے واسطے عشاق داغ گل کھاتے ہین تاکہ دعوی عشق کا
ثبوت کافی ہو جائے اور عمدہ ترین داغون مین ختنہ ہے کہ محل شہوت رزیلہ بہیمیہ ہے گویا یادگار کردانا ہی تاکہ
اس عضو داغی کو مصرف نامرضی مین صرف نہ کرین لہذا توریت مین ہے ترجمہ فارسیہ ۱۸۳۷ سنہ خدا ابراہیم را فرمود
کہ تو عہد مرا نگہدار و اولاد تو بعد وفات تو ہر ایک در عصر خود رعایت بکنند عہد من کہ میان من و تو و نسل تو بعد
از تو مرعی باید داشت اینست کہ ہر ذکری کہ از شما مختون شود و گوشت قلفۂ خود مختون سازد کہ این علامت
عہد میان من و شما باشد از شما ہر کہ عمرش ہشت روز باشد مختون شود و ہر ذکری در طبقات شما خانہ زاد و
وزر خریدہ از ہر بیگانگان کہ از نسل تو نباشند خانہ زاد تو و زر خرید تو لازم ست کہ مختون شود و عہد من در جسم
شما عہد ابدی خواہد ماند و ذکر نامختون کہ گوشت قلفش مختون نشد آن نفس از قبیلہ خود منقطع گردد کہ عہد
مرا فسخ نمودہ است انتہی اس کلام سے ظاہر ہوا کہ جو کوئی ختنہ نہ کرے ملت ابراہیمی سے خارج ہے اور
گویا اسنے نقض عہد کیا و لہذا حضرت عیسی علیہ السلام بھی مختون تھے پس نصاری کہ ختنہ نہین کرتے ملت
ابراہیمی و عیسوی سے لاریب خارج ہین واضح ہو کہ ہمارے دین مین بھی ختنہ سنت ہی امام اعظم اور مالک
واحمد اور اکثر علما اور بعض شافعی مذہب اسی کے قائل ہین اور یہ ختنہ منجملہ شعائر اسلام ہے جس طرح جمعہ و جماعت
یہانتک کہ اگر کسی شہر کے لوگ اسکے ترک پر اتفاق کرین تو امام و حاکم کو محاربہ لازم ہے فی فتاوی قاضی خان

اذا اجتمع اہل مصر علی ترک الختان قاتلہم الامام کما یقاتلہم فی ترک سائر السنن و فی خزانۃ الفتاوی ختان الرجال
سنۃ واختلفوا فی ختان المرءۃ قال فی ادب القاضی مکروہ قال بعض اخر سنۃ کذا فی شرح شرعۃ الاسلام و اکثر
شافعیہ وجوب ختان کے قائل ہین اسی طرح بعض مالکیہ بھی اور وقت ختان مین اختلاف ہی امام صاحب
و صاحبین سے مروی ہے لا علم لی بہ لک یعنے وقت ختان کا علم ہمکو نہین ہے اور نہ کوئی دلیل قطعی اسپر قائم ہے

القدوم بالتخفیف و التشدید اسم موضع او قریۃ بالشام

ہشت

ختنہ سنت ہے

انسان سے ظاہر ہوتی ہین سو حضرت ابراہیمؑ نے ان چارون کو رضاے الٰہی مین نثار کیا کہ صدق محبت اور کمال خلت اسی سے ثابت ہوئی حضرت ابن عباس نے تفسیر کلمات مین انھین چار چیزدن کو بیان کیا ہے اور جو کچھ معاملہ حضرت ابراہیمؑ نے والدۂ حضرت اسمٰعیل اور خود اسمٰعیل علیہ السلام سے بحکم خدا کیا اگر تامل کیا جائے تو مقدور بشر سے خارج ہے بالجملہ ایسی تکلیفات سے جودت حال قوت عاقلہ یہ تھا کہ مجملاً جواب خطاب اسلم مین بکلمۂ اسلمت للہ رب العالمین التماس کیا تھا بعد ازان جسد شریف کو داغدار محبت و عشق فرمایا جسطرح ختنہ کرنا موے لب و زہار لینا ناخن کٹوانا وغیر ذلک پھر بعض عبادات و اذکار و اخلاق کے التزام پر تاکید فرمائی اور وہ تیس خصلتین ہین جنکو سہام الاسلام کہتے ہین منجملہ اسکے دس سورۂ برائت مین مذکور ہین توبہ عبادت حمد سیاحت رکوع سجود امر معروف نہی منکر حفظ حدود خدا ایمان اور دس سورۂ احزاب مین اسلام ایمان قنوت صدق صبر خشوع صدقہ روزہ اور زنا لواطت سحاق نظر اجنبی سے بچنا اور ذکر الٰہی قلباً و لساناً دائماً کرنا اور دس سورۂ مومنون مین ہین ایمان تصدیق روز جزا خوف از عذاب خدا و ایمان رکھنا اور خشوع فی الصلوٰۃ اور محافظت آداب سنن مین اور لغو غیبت و ہزل و لعب سے احتراز کرنا اور اداے زکوٰۃ خوشی سے کرنا اور حفظ فرج مکاہ غیر منکوحہ اور غیر مملوکہ سے رکھنا اور امانت کے ادا مین وفا کرنا اور قیام بشہادت یعنے جس بات کو جانتا ہو وقت شہادت ظاہر کر دینا اگرچہ بعض خصائل ان مین کے متداخل ہین لیکن محتمل ہے کہ بہ تقیید و تخصیص و انضمام مقاربات حکم مباینت پیدا کرین اور ہر مقام مین جدا شمار کیے جائین پھر ارشاد الٰہی ہوا کہ ہر سال ایک مرتبہ والہ و شیدا ہوکر دیوانہ وار عاشق کردار بنا بر طواف خانۂ محبوب کردگار کے برہنہ سر عریان تن پا برہنہ ژولیدہ مو پریشان حال گرد آلود شام سے حجاز مین جاؤ اور کاہے پہاڑ اور کبھی زمین پر کھڑے ہوکر خانۂ محبوب کیطرف دیکھو اور گاہے اپنے دشمن کو تصور کر کے لعنت کی کنکریان اُس پر مارو اور اپنی جان کے عوض مین قربانی کرو اور اسی گھر کا جو کہ آشیانۂ تجلی ربانی ہے طواف کرو تاکہ معنے عشق و محبت جو باطن مین ہین ظاہر مین جلوۂ ظہور پکڑین اور خاص و عام مین مشہور ہو جائے اور ہر شخص عشق سے آگاہ ہو جائے اور اس اثنا مین لبیک لبیک کہکر نعرہ زنی کرو اور آتش محبت قلبیہ کو روشن کرو پھر اسی کیفیت کی نمود کے واسطے مناسک حج معین فرمائے اور اُن سب امور کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بخوبی ادا کیا کہ اُسمین اصلا تغافل و تہاون و افراط و تفریط واقع نہوا کما قال اللہ سورۂ نجم وابراہیم الذی وفیٰ یعنے اور ابراہیم جس نے پورا اُتارا اللہ کا حق **فائدہ** بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کی عمر مین اپنا ختنہ کیا ہے چنانچہ ابو الشیخ نے کتاب العقیقہ مین لکھا ہے کہ جب حکم ختنہ صادر ہوا تو عمر ابراہیم کی اسی برس کی تھی سو حضرت نے نہایت جلدی چھری سے ختنہ کر ڈالا اور درد کی شدت ہوئی تو آنجناب نے دعا کی وحی ہوئی کہ تو نے جلدی کر کے اپنے نفس کو معرض ہلاک مین ڈالدیا انتظار کرنا لازم تھا تاکہ طریق ختنہ و آلۂ قطع سے نشان دیا جاتا عرض کیا کہ اے رب مین نے توقف کرنا

تفسیر خصال ثلثین سہام الاسلام ۱۲

زیادہ نہو والا واجب ہی بخاری اور مسلم مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آدمی کی پیدایشی
چیزین پانچ ہین اور دوسری حدیث مین ہی کہ دس ہین اور مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ ہر ایک آدمی جسمین آدمیت
ہی وہ ان دس چیزون کو جو اوپر بیان ہوئین پسند کرتا ہی گویا کہ یہ پیدایشی اور خلقی بات ہی اس مین تعلیم کی حاجت
نہین کیونکہ اولاً ان باتون مین پاکی و لطافت اور ستھرائی ہے مثلاً موے زیر ناف کے مونڈنے سے میل نہین جمتا
اور جو کچھ ہوتا ہی دور ہوجاتا ہے اور شہوت کی قوت زیادہ ہوتی ہی اور مونچھون کے کترانے سے اول مجوس اور ہنود کی
مناسبت دور ہوتی ہے دوسرے اکل و شرب مین اٹک نہین رہتی اور ناخن کتانے سے میل و نجاست دفع
ہوتا ہے دوسرے دیکھنے والون کو کراہت نہین آتی علی ہذا القیاس جملہ امور مین فوائد ہین کہ فاعلین اور
اہل تجربہ پر پوشیدہ نہین رہتے **فائدہ** بعض امور ایسے ہین کہ اول ظہور انکا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوا
چنانچہ بالون کا سفید ہونا قبل حضرت کے نہ تھا اور جب حضرت کے بال سفید ہوے تو حضرت نے تعجب کر کے
حضرت حق سے عرض کی کہ یہ کیا بات ہی ارشاد ہوا کہ یہ وقار ہی فرمایا رب زدنی وقارا اور ابن قتیبہ نے معارف
مین لکھا ہے کہ جب حضرت اسحٰق پیدا ہوے تو کنعانیون کو بلحاظ شیخوخیت زن و مرد کے شبہہ پڑا اللہ نے حضرت
اسحٰق کو حضرت ابراہیم سے مشابہ کر دیا کہ یہ بھی ایک وجہ رفع شک کی ہوسکتی ہے مگر جب حضرت اسحٰق کی ڈاڑھی
نکلی تو ہرگز باپ بیٹے مین فرق نہ تھا اسلیئے حضرت ابراہیم کے بال سفید کر دیے تا کہ فرق ہوجاوے واللہ
اعلم بحقیقۃ الحال اسی طرح مانگ نکالنا اور مونچھ کترانا اور ناخن کٹانا اور بغل کے بال دفع کرنا اور موے
زہار دور کرنا اول حضرت ابراہیم نے جاری کیا اور پائجامہ اول آنجناب نے پہنا قبل حضرت کے لانگ
باندھتے تھے عرائس مین ہی کہ ایجاد سراویل یون ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ اے ابراہیم
تو افضل اہل ارض ہی تجھکو چاہیئے کہ جب سجدہ مین جائے تو عورت تیری زمین کو نظر نہ آوے اسیوقت آنجناب
نے سراویل ایجاد کیا اور اول خضاب وسمہ و حنا حضرت ابراہیم نے فرمایا ہے اور اول خطبہ منبر پر چڑھکر حضرت
ابراہیم نے پڑھا ہے طبرانی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ اگر مین بھی منبر بناؤن تو مضائقہ
نہین ہے کیونکہ حضرت ابراہیم نے منبر بنایا تھا اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ اول جہاد بالسیف حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہے جبکہ حضرت لوط کو رومیون سے چھینا ہی اور اول حضرت ابراہیم نے فئے اور غنیمت تقسیم
فرمائی ہے غنیمت و فئے مین فرق ہی جو مال لڑائی سے ہاتھ آوے وہ غنیمت ہی اور جو بلا لڑائی ملے وہ فئے ہی اور
فئے بیت المال مین جمع ہوتا ہے اور وقت ضرورت مسلمانون کے خرچ کیا جاتا ہے چنانچہ حکم اسکا سورۂ حشر
مین بہ تصریح موجود ہے اول ہجرت حضرت ابراہیم نے فرمائی ہے اور اول طریقۂ ضیافت و مہمانی حضرت ابراہیم
نے جاری کیا چنانچہ بیہقی نے شعب الایمان مین لکھا ہے کہ مہمانداری کی کثرت سے حضرت ابراہیم
ابو الضیفان کہلاتے تھے اور وضع یہ رکھی تھی کہ مکان کے چار دروازے رکھے تھے کہ جہان سے
چاہے مہمان داخل خانہ ہو اور خود حضرت ابراہیم علیہ السلام طعام چاشت کے وقت ایک ایک کوس

اور شمس الائمہ سے روایت ہے کہ جب لڑکا تحمل ہو اور طاقت ختنہ حاصل ہو وہ وقت ہے تا ہنگام بلوغ نے
قاضی خان و ابو حنیفہ رح لم یقدر وقت الختان قال شمس الائمۃ الحلوائی وقت الختان حین تحمل الصبی ذلک الی
ان یبلغ اور بعضے کہتے ہین کہ ساتوین دن ولادت سے ختنہ کرنا چاہیے اور بعضے بعد سات برس کے اور
بعض نو برس کے بعد فی فتاوی قاضی خان وینبغی ان یختتن الصبی اذا بلغ تسع سنین فان ختنوہ و ہو اصغر من
ذلک فحسن وان کان فوق ذلک قلیلا قالوا لا باس بہ اور بعضے بعد دس برس سے بارہ برس تک تجویز کرتے ہین
اور مختار بعض شافعیہ کا یہ ہے کہ قبل بلوغ ختنہ کرنا لازم ہے و فی مجمع البرکات ما قالہ ابو حنیفہ بانہ لا یوقت ولکن ینظر
الی حال الصبی اور اگر مسلمان بالغ ہو اور غیر مختون تو وہ اپنے ہاتھ سے ختنہ کرے اگر ممکن ہو والا نہ کرے یا
عورت ختانہ سے نکاح کرے یا لونڈی اس صفت کی خرید کر کے ختنہ کرائے فتاوی عالمگیری مین اسی طرح
ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ختنہ حنفیہ کے نزدیک سنت ہے اور ستر عورت فرض لہذا فقہائے حنفیہ مسلم بالغ کو ختنہ کرانے
سے مانع ہین والتفصیل فی کتب الفقہ مواہب لدنیہ مین ہے کہ امام فخر الدین رازی نے مشروعیت ختان کی حکمت
مین ایک نکتہ لکھا ہے کہ جبتک ختنہ نہین ہوتا اور سر ذکر کھلڑی مین پوشیدہ رہتا ہے آلہ مجامعت نرم رہتا ہے
اور صحبت کے وقت لذت زیادہ ملتی ہے اور جب وہ چمڑا کٹ جاتا ہے اور سر ذکر ظاہر ہو گیا تو اسمین کچھ کرختگی آجاتی ہے
تب وہ لذت کم ہو جاتی ہے حاصل یہ کہ جو عضو پوشیدہ رہتا ہے اسمین حس و لمس زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت کھلے عضو
کے چنانچہ زبان اور لبون سے یہ تجربہ ظاہر ہے اور شریعت کے حکمون مین توسط ہے نہ افراط نہ تفریط اسی واسطے
نہ ایسا بھی چھوڑتے ہین کہ لذت زیادہ ہو اور نہ ایسا کہ بالکل نہو بلکہ ختنہ کر ڈالتے ہین تاکہ اعتدال ہاتھ سے نہ جائے
اور سوائے اس داغ محبت کے اور بھی داغ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہے جس طرح لبون کے بال لینا
اور موئے زیر ناف دفع کرنا و ناخن دست و پا کٹوانا و بغل کے بال دور کرنا اور بول و براز کے مقام کو بوقت
استنجا دھونا اور مضمضہ و استنشاق وضو مین کرنا اور نماز و ذکر کے وقت مسواک کرنا اور بالون کو شانہ سے
فرق کرنا یعنے مانگ نکالنا اسکو جسکے سر پر بال ہون اور خوشبو کا استعمال کرنا اور جامہ و بدن کا پاک رکھنا اور
ہر جمعہ کو بدن کا ہون کا دھونا اور تفسیر احمدی مین ہے کہ کلمات مبتلیہ دس تھے پانچ سر مین یعنے بال منڈانا یا کترانا
اور مونچھ کترانا اور منھ مین پانی ڈالنا اور ناک مین اور مسواک کرنا اور پانچ تمام جسم مین بغل کے بال اکھاڑنا ناخن
کٹانا ناف کے نیچے کے بال مونڈنا پانی سے استنجا کرنا ختنہ کرنا پس یہ دس باتین حضرت ابراہیم علیہ السلام
پر فرض تھین اور ہمارے دین مین سنت یعنے سر کے بال منڈانا یا کترانا علی سبیل التخییر سنت ہے اور
عورت کو نہین جائز مگر حج مین کترانا درست ہے اور مونچھ کترانا اوپر کے ہونٹھ کی مقابلہ سے سنت ہے اور
اسکے چھوڑنے مین عذاب اور منھ مین پانی ڈالنا اور ناک مین اور مسواک کرنا ہر وضو مین زن و مرد کو سنت ہے
اور بغل کے بال اکھیڑنا اور موئے زہار مونڈنا سنت ہے اور چالیس دن بعد مکروہ اور ناخن کٹانا ہر جمعہ یا ہفتہ
مین بلا تعین یوم مستحب ہے اور پانی سے استنجا کرنا اسوقت سنت ہے کہ نجاست مخرج سے ورم کے برابر سے

بیان کلمات مبتلیہ

اُسنے کہا کعبہ فرمایا تو کہان سے کھاتا پیتا ہے اُسنے کہا کہ جب جنگل مین دانے پک جاتے ہین تو آخر موسم گرما مین اپنے مکان سے نکلتا ہون اور کسی قدر حبوب لیکر جمع کر رکھتا ہون کہ زمستان مین کام آتے ہین اور اُسی سے ایام بسر ہوتے ہین فرمایا تیرے عیال واطفال بھی ہین کہ تیری خدمت کرین کہا مین تنہا ہون نہ آل نہ اولاد ایک غار مین اس پہاڑ کے رہتا ہون فرمایا ہم تیرے مکان پر چلینگے اور سمت قبلہ دیکھینگے اُسنے کہا میرے مکان کو جاتے ایک نہر عمیق ملتی ہے کہ اس سے کوئی آدمی وہان نہین جا سکتا مگر مین بطریق خرق عادت چلا جاتا ہون کہ صرف کف پا میرا بھیگتا ہے فرمایا چل شاید اللہ تعالے میرے واسطے بھی پانی کم کر دے الغرض آنجناب اس بزرگ کے ساتھ تشریف لے گئے اور ندی سے بلا تامل دونون پار ہوسے مگر اُس بزرگ کو حضرت ابراہیمؑ کے پار اُترنے سے سخت تعجب ہوا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام غار کے اندر گئے تو سمت قبلہ موافق مراد دیکھکر خوش ہوئے پھر حضرت نے پوچھا سب دنون سے کون دن بہت سخت ہے اسنے کہا وہ دن جس مین رب الارباب کرسی حسابہ پر بیٹھے گا اور میزان عدل روبرو رکھی ہوگی اور دوزخ تیز کیجائیگی اور تمام پیغمبر و ملکوت خوف وسطوت قہاری سے گریہ کنان منہ کے بل گرینگے تب حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اسے نیکبخت میرے اور اپنے واسطے دعا کر تاکہ حق تعالی اُس دن کے ہول سے اطمینان نصیب کرے اسنے کہا میری دعا مین کچھ اثر نہین ہے فرمایا کیونکر جانا کہا تین برس سے ہر وقت ایک دعا مانگتا ہون لیکن ابتک قبول نہین ہوئی فرمایا کس بات کی استدعا ہے کہا ایک روز اس جنگل مین کھڑا تھا ایک نوجوان پریشان مو پراگندہ رو مویشی لیکر آیا مین نے پوچھا تو کہان سے آتا ہے اور مویشی کسکے ہین اسنے کہا ایک دوست الٰہی کے ہین جسکا نام ابراہیمؑ ہے سو مین اُسی دن سے ملاقات جسمانی کی دعا مانگتا ہون ابتک قبول نہین ہوئی فرمایا تیری دعا تو قبول ہوئی آؤ معانقہ کرین سو اسنے معانقہ کیا ہمارے حضرت صلعم فرماتے ہین کہ اسی دن سے معانقہ جاری ہو گیا پیشتر اس سے اسکا رواج نہ تھا باقی حال معانقہ ذکر حضرت یوسف علیہ السلام مین لکھا جائیگا **فائدہ** بخاری اور مسلم مین ہے کہ بروز حشر تمام خلق عریان تن سر برہنہ اور برہنہ پا اٹھائی جائیگی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام لباس پوشیدہ اٹھینگے کاتب الحروف کے نزدیک سبب اسکا یہ ہے کہ اول حضرت ابراہیم علیہ السلام راہ حق مین برہنہ کیے گئے تھے جب آگ مین ڈالے گئے اور دوسرے وقت ختنہ بھی ایک نوع کی عریانی ہوئی تھی سو اس فضیلت سے انکی فضیلت خاتم المرسلین پر لازم نہین آتی کیونکہ بروز حشر آنحضرت کو انواع فضائل خاص سے سربلند کرینگے کہ اسمین کسی نبی کو شرکت نہوگی بلکہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے کہ بعد ابراہیم علیہ السلام کے بلا فصل جناب خاتم المرسلین جامۂ مخطط پہنکر اٹھینگے اسی طرح فضائل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت ہین چنانچہ صحاح مین وارد ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا خیر البریۃ فرمایا لائق اس خطاب کے حضرت ابراہیمؑ ہین اور مصنف ابن ابی شیبہ مین بطریق صحیح روایت ہے کہ ایک مرتبہ

تک مہمان کو ڈھونڈھتے تھے اور جبتک مہمان نہ ملتا تھا کھانا نہ کھاتے تھے چنانچہ اللہ صاحب نے اپنے کلام
معجز نظام مین کئی جگہ آنجناب کے مہمانون کا ذکر فرمایا ہے اور مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ مین وارد ہے کہ ایک روز حضرت
ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت حق مین التماس کیا کہ یا الٰہی زمین پر کوئی عبادت کرنے والا
تیرا نظر نہین آتا جو میرے ساتھ شریک عبادت ہو خداوندعالم نے ہزار فرشتے ملکوت اعلیٰ کے بھیجے کہ وہ تین
دن برابر شریک عبادت رہے اور حضرت ابراہیمؑ انکی امامت کیا کیے اور عادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
یہ تھی کہ ضعیفون اور مسکینون کو بکمال بشاشت و مسرت کھانا کھلاتے تھے اور کسی وقت مہمانداری مین پہلو تہی نہ
کرتے اور کثرت مہمانون سے چین بجبین نہوتے تھے ایک مرتبہ بسبب کثرت اخراجات کے محتاج ہو گئے
اور غلہ کچھ باقی نہ رہا تو ایک دوست مصری کے پاس غلامون کو بھیجا اور اونٹ باربرداری کے واسطے ساتھ
کر دیے اور فرمایا کہ اُس آشنا سے کہدینا کہ جب ہمارے پاس غلہ ہوگا تمھارا قرض ادا کرینگے چنانچہ
غلامون نے جا کر یہی کہا اس آشنا نے کہا میرے گھر غلہ نہین ہے ناچار غلام اونٹون کو خالی لیکر پھرے
جب حوالی کنعان مین آئے تو غلامون کو شرم آئی کہ اونٹ خالی کس طرح لیجائین بڑے شرم کی بات ہے
ہمارے آقا کو خفت ہوگی اسواسطے اونٹون کے شلیطے ریگ بیابان سے بھر لیے ایک غلام از انجملہ پیش پیش
آیا تھا اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تمام قصہ بیان کر دیا تھا اور حضرت کو ملال ہوا تھا اس سبب
سے گھر مین جا کر سو رہے تھے اس حالت مین اونٹون کو لیکر اور غلام پہونچے کنیزون نے شلیطے کھولے
اور غلہ نکالا اور پیکر روٹیاں پکائین جب حضرت ابراہیمؑ کے روبرو لیگئین تو آنجناب نے
فرمایا یہ کہان سے ہے لونڈیون نے کہا خلیل مصری سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بلکہ خلیل سمادی
سے ہے اور ابن سعد نے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وسعت مال و خدم بہت حاصل تھی اول
ثرید حضرت ابراہیمؑ نے بنایا ہے اور شیر بال آنجناب ہی نے مہمانون کو کھلائی ہے اور کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ اول طریق معانقہ آنجناب نے جاری فرمایا ہے چنانچہ خطیب نے اپنی تاریخ مین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم سے نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ درباب معانقہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے فرمایا کہ معانقہ درست ہے انبیاء پیشین مین بھی تھا اور خلوص محبت و الفت کی نشانی ہے اور اول معانقہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا ہے اور قصہ اس معانقے کا تفاسیر معتبرہ مین یون لکھا ہے کہ ایک دن حضرت
ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس کی قبرستان مین بتلاش چراگاہ سیر کرتے تھے کہ ایک آواز حزین و رقیق
کان مین آئی دریافت ہوا کہ ذاکر الٰہی اوصاف تقدیس و تنزیہ الٰہی بیان کرتا ہے اس آواز کے سننے
سے اپنا مطلب چھوڑ کر اسی طرف متوجہ ہوے تو دیکھا ایک دراز قامت آدمی کثیر الشعر کھڑا ہے اور توحید الٰہی مین
مصروف ہے حضرت نے اُس سے جا کر فرمایا اے شیخ تیرا خدا کون ہے جسکو یاد کرتا ہے اُسنے کہا میرا خدا آسمان پر ہے
فرمایا زمین مین بھی وہی خدا ہے یا کوئی اور اُسنے کہا وہی ایک ہے دوسرے کو گنجائش نہین ہے فرمایا تیرا قبلہ کون ہے

ف قحط کنعان

ف معجزہ

ف ثرید و شیر بال

ف ظہور معانقہ وتعلیم حضرت ابراہیم علیہ السلام

ہے اور یہ اشکال کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام حق عامۂ ناس مین واجب الاتباع ہون تو عموم دعوت آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مین فرق نہین رہتا اور بھی یہودیۃ اور نصرانیۃ اپنے وقت مین حق تھی حالانکہ اکثر امور مین مخالفت ملت ابراہیمیہ اُس مین ظاہر تھی پس اگر امامت مطلقہ حضرت ابراہیمؑ کی مراد تھی تو یہ مخالفت کس طرح ظاہر ہوئی اسی تقریر بالا سے بالکل زائل ہو گیا ہے اور اس امامت اور پیشوائی مطلقہ پر کلام آلہی بھی بہ نص قطعی ناطق ہے کہ انی جاعلک للناس اماما یعنے مین کرنے والا ہون تجھکو سب آدمیون کا امام کہ بعد تیرے آوین کہ ہر چیز مین تیری اقتدا اور متابعت کرین گو یا کہ تیری اتباع اور اقتدا دلیل اُن کی حقانیۃ کی ہو گی اور مخالفت تیری علامت بطلان **تنبیہ** اس قصے مین چند باتین ضروری البیان ہین کہ اُسکو گذارش کرتا ہون اوّل یہ کہ ملت ابراہیم علیہ السلام اصول اور فروع مین عین ملت پیغمبر آخر الزمان ہے یا کہ صرف اصول مین جیسے توحید و نبوت و معاد و غسل جنابۃ و ختنہ و اصول مکارم اخلاق و صبر و رضا بقضا و تسلیم لامر اللہ وغیرہ ہین اگر شق اول اختیار کیجیے تو لازم آتا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان صاحب شریعت جدیدہ نہون بلکہ مثل انبیاے بنی اسرائیل کے جو محض مروج دین موسوی علیہ السلام کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مروج دین ابراہیمی ہون اور یہ امر صریح البطلان ہے اور اگر شق ثانی اختیار کرین تو اتباع ملت ابراہیمی جسکا جا بجا کلام آلہی مین حکم ہے کیا معنے ہونگے اسواسطے کہ یہودیۃ و نصرانیۃ اور اسلام آپس مین متفق الاصول ہین بدلیل شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ یعنے راہ ڈالدی دین مین وہی جو کہ دیا تھا نوح کو اور جو حکم بھیجا ہمنے تیری طرف اور وہ جو کہ دیا ہمنے ابراہیمؑ کو و موسےٰ کو و عیسےٰ کو یہ کہ قائم رکھو دین اور پھوٹ نہ ڈالو اُس مین بلکہ جمیع شرائع و ملل کے اصول باہم متفق ہین اور یہ بھی اس صورت مین لازم آتا ہے کہ پیغمبر دیہ امت بھی فروع مین ملت ابراہیمی سے منحرف ہے اسواسطے کہ اعتراف کسی ملت کے اصول کا موجب اعتراف تمام اس ملت کا نہین ہوتا والا یہود و نصاری بھی تابع ملت ابراہیمی کے ہون اس شبہہ کے جواب مین محققین نے دو مسلک اختیار کیے ہین اکثر کہتے ہین کہ اتفاق ان دونون ملتون کا فقط اصول مین ہے لیکن اصول جس طرح عقائد کو کہتے ہین اسی طرح قواعد کلیۂ شریعت کو جس سے مسائل جزئیہ مستخرج ہون بھی بولتے ہین پس اصول ملت ابراہیمی باین معنے بعینہا شریعۃ مصطفویہ مین محفوظ ہین کہ اصلا تفاوت نہین اور جو کچھ فروع مستخرجہ مین بسبب اختلاف زمان کے کسیقدر تفاوت واقع ہو گیا ہو تو کچھ مضائقہ نہین مثلاً سہولت اور سلوک راہ معتدل تہذیب نفس مین بے افراط و تفریط اور رعایت مصالح نظام معاش اور رسوم منزلی و مدنی وغیرہ مین اور احتراز از ابطال کسی قوت کا قواے طبعیہ سے اور خرق کسی عادت کا عادات مستمرہ بنی نوع سے کہ ہر ایک حکم کے ساتھ ہمارے دین مین مرعی ہین اور معنے اتباع ملت کے یہی ہین نہ یہ کہ فروع جزئیہ بھی بعینہا باقی رکھین بلکہ عند التحقیق ملت نام انھین قواعد کلیہ کا ہے نہ کہ فروع جزئیہ کا و لہذا ہم کہتے ہین کہ ملت ما مردم ملت ابراہیم ہے اور یہ نہین کہتے ہین کہ دین اور آئین ہمارا بملاحظہ فروع دین اور آئین ابراہیمؑ کا ہے اسواسطے کہ فروع اس دین کے تمام و کمال محفوظ

فـ در بیان آنکہ ملت ابراہیم در اصول و فروع عین ملت مصطفوی است ۱۲

فـ ملت نام قواعد کلیہ کا ہے ۱۲

قحط پڑا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام غلے کے واسطے دوسری جگہ گئے مگر غلہ نہ ملا ناچار مایوس ہو کر پھرے اور ریگ سرخ ایک میدان کی خرجیون مین بھرائی اور شہر مین تشریف لائے لوگون نے پوچھا کیا غلہ لائے غلامون نے کہا گندم سرخ جب گھر مین داخل ہوے تو خرجیون مین سرخ گیہون نکلا خلاصہ یہ کہ اللہ نے چاہا کہ ابراہیمؑ کے غلامون کا قول بھی جھوٹھ ہو اور عجیب خاصیت اللہ نے اسمین پیدا کر دی کہ جو کوئی دانہ اُسکا بویا جاتا تو درخت مین از سرتا پا گیہون دکھلائی پڑتا تھا اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیا مین اور امام احمد نے کتاب الزہد مین لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کافرون نے دو شیر بھوکھے حضرت پر چھوڑ دیے آنحضون نے آنجناب کو دیکھکر سجدہ کیا اور قدم مبارک چاٹے اور بخاری و مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم پیغمبر نے کبھی ایسی بات نہین کہی جو حقیقت مین سچی ہو اور ظاہر مین جھوٹھی سواے تین باتون کے دو خدا کے مقدمے مین تیسری اپنی بی بی کے باب مین اول یہ کہ مین بیمار ہون یہ سخن عید کے دن فرمایا تھا جب کافرون نے اپنے ہمراہ لیجانا چاہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستارون کو دیکھکر فرمایا مین بیمار ہون یعنے موافق تمہارے عقائد کے گردش آسمانی مقتضی ہو کہ مین بیمار ہونگا دوسری بات بلکہ انکے بڑے نے توڑا یہ اُسوقت کہی جب بتون کو تبر سے توڑا اور تبر کو بڑے بت پر رکھدیا جب کافرون نے پوچھا کسنے ہمارے بتون کو توڑا فرمایا اس بڑے بت نے توڑا اسلیے کہ اُسکی تعظیم وہ لوگ بہت کرتے تھے گویا وہ بت سبب شکستگی واقع ہوا اور تیسری بات اسوقت فرمائی جب بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلایا اور یہ جانے لگین تو حضرت نے فرمایا اگر بادشاہ مجھے پوچھے تو کہیو کہ یہ میرا بھائی ہو یعنے دینی بھائی یہ تینون باتین حقیقۃً سچی تھین اور ظاہر اً دروغ **فائدہ** پوشیدہ نرہے کہ جس طرح خاتمیت خواص حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم ہوتی ہے اسی طرح امامت اور پیشوائی مطلقہ خواص حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے ولہذا جس جگہ کسی وقت بعد حضرت ابراہیمؑ کے حق نے ظہور پکڑا اور پیغمبر مرسل آیا اور کتاب نازل ہوئی وہ سب باتباع ابراہیم علیہ السلام ہوا بلکہ تمامی یہود و نصاریٰ و صابئین تعظیم و اتباع اور اقتدار حضرت خلیل اللہ ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام مین کوشش کرتے ہین اور افعال اور اقوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بوجہ کلی قانون شرع اور دستور دین جانتے ہین اگرچہ جزئیات متغیرۃ الحکم مین بظاہر حسب مصالح وتقیہ کچھ مخالفت کرتے ہین لیکن وہ بھی قانون کلی مین داخل اور حکم موافقت مین معدود ہے جیسے حکماے یونان قاطبۃً طب مین بو علی سینا کو امام جانتے ہین اور قواعد کلیہ اُس سے اخذ کرتے ہین اور اگر مخالفت بھی کرتے ہین تو بھی قواعد مقررہ کے موافق کرتے ہین علی ہذا القیاس حنفی المذہب امام اعظم کو اپنا امام جانتے ہین اور اگر کسی وقت قول صاحبین پر فتوے دیتے ہین تو اسکو بھی قانون حنفی سے خارج نہین جانتے بلکہ قواعد عامہ حضرت امام مین مثل قول بالاستحسان یا اعتبار عموم بلوی مین درج کرتے ہین پس اس تقریر سے فرق ملت ابراہیم علیہ السلام اور دین مصطفوی صلعم مین پیدا ہوا کہ ملت ابراہیمی ہر حال مین بوجہ کلی واجب الاتباع ہے اور دین مصطفوی بعد از نسخ یہودیۃ و نصرانیۃ بدرجہ جزئی لازم القبول

معجزہ ۱۲

حضرت ابراہیم نے تین باتین بظاہر خلاف کہین ۱۲

امامت و پیشوائی حضرت ابراہیم علیہ السلام

ضیافت ولبش ثیاب واتخاذ زینت وقت عبادت ورفع یدین نماز مین وتکبیر ہر ملبندی وپستی مین ونماز چاشت چارگانی وتحریم اشہر حرم وحرمت محرمات وایجاب شہود ومہر نکاح مین ورکوع قبل سجود و وجوب زکوٰۃ وستر عورت وحرمت زنا ولواطت وسحق وغیرہ گناہ کبیرہ ونماز جانب کعبہ ومناسک حج تمامہا وخصال فطرت جمیعہا وآداب قربانی وہدی واحکام نجوم کا معتقد نہونا وساعت نیک وبد نہ پوچھنا وسعد ونحس سیاعتون کا نہ تفحص کرنا وایام وشہور وتواریخ کے درپے نہونا وشگون بد نہ لینا وکاہن وجادوگر کا اعتقاد نہ لانا وجنات وشیاطین کی نذر نہ ماننا وذبح براے غیر خدا تقربانہ کرنا ورزق وشفاے امراض وموت وحیات وتولد اولاد مین سواے خدا کے دوسرے کو مسبب نہ جاننا ووقت مصیبت صبر کرنا اور موت اقارب واحباب مین جزع اور فزع نہ کرنا اور اپنی جان کو راہ حق مین نثار کرنا اور باپ کو بیٹے کے گناہ مین اور بالعکس گرفتار نہ کرنا اور جامہ وبدن وخانہ ومسکن کو پاکیزہ ومعطر رکھنا اور لہو ولعب سے احتراز رکھنا اور تصویر بنانے وپاس رکھنے سے مجتنب رہنا اور ترک نکاح نہ کرنا اور لذایذ اطعمہ ونفائس البسہ سے پرہیز نہ کرنا اور عزلت اور گوشہ نشینی مفرط سے دور رہنا اور جو کوئی یہ بات اختیار کرے اسکو معتبر نہ جاننا اور ریاضت مفرطہ کو جس سے حق دار کا حق تلف ہوتا ہو بہتر نہ جاننا اور کسب معاش کرنا اور سوال بلاضرورت سے احتراز کرنا اور امثال ان امور کے سب ملت ابراہیمی کے احکام ہین کہ اس شریعت مین بعینہا باقی ہین بلکہ یہ سب احکام اصول اس شریعت کے ہین اور انھین سے صدہا فروع نکلتے ہین کہ اس سے کل شریعت کا احاطہ ہوجاتا ہے اتنی بات ہے کہ احکام ابراہیمی بسبب اسکے کہ نشان انکے مٹ گئے اور کتابون مین مدون نہین ہوسے اور جاہلون کے ہاتھ پڑے اور اکثر اُس سے حضرت موسی وعیسے علیہما السلام کے عہد مین منسوخ ہوے اور ایک مدت دراز اسپر گذری کلیتہً عالم سے مخفی ہوگئے اس وجہ کہ بدون وحی کے اطلاع کسی بشر کو ممکن نہ تھی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھین احکام کو بواسطہ وحی ارشاد کیا اور جس مقام سے حضرت ابراہیمؑ پر نازل ہوے اُسی جگہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی آئے اس سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شریعت جدیدہ ہوے اسلیے کہ جدید ہونے شریعت مین یہ ضرور نہین ہے کہ احکام اس شریعت کے کبھی کسی وقت ظاہر نہ ہوئے ہون بلکہ احکام شریعت مندرسہ کا عالم غیب سے از سر نو ملنا تجدید شریعت مین کافی ہے اور اسی سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناسخ ادیان کے ہوے کہ ناسخات اس شریعت منسوخہ کو پھر اسی شریعت منسوخہ سے نسخ فرمایا لیکن کتاب کے جدید ہونے مین یہ بھی ضرور ہے کہ قبل اسکے وہ کتاب کسی نبی پر نازل نہ ہوئی ہو ولہذا حضرت عزیر علیہ السلام کو صاحب کتاب جدید نہ کہنا چاہیے یا یہ کہ توریت ان پر نازل ہوئی نہ سمجھنا چاہیے اور اس فرق کو خوب سمجھکر یقین رکھنا چاہیے کہ اکثر احادیث اور آیات صراحتہً دلالت کرتی ہین اتحاد شریعتین پر اور انبیاے بنی اسرائیل کہ شریعت موسویہ کے مروج تھے اُنھون نے اُس شریعت کو از روے کتب اور ملفوظات بشریہ کے معلوم کیا تھا نہ از راہ وحی پس یہ بھی صاحب شریعت جدیدہ نہین ہین اور علاوہ اس وجہ کے ایک وجہ اور بھی

نہین ہین اور مثال عام فہم اس اتباع کی یہ ہے کہ دو نون شاگرد حضرت امام اعظم کے بلاشک روش اجتہاد و استنباط مین اپنے امام کے تابع ہین اور استخراج مسائل مین قواعد امام کی رعایت کرتے ہین ولہذا انکا اجتہاد حضرت امام شافعیؒ کے اجتہاد سے ممتاز ہے لہذا امام شافعیؒ کو کوئی تابع ابو حنیفہ کا نہین کہتا ہے با این ہمہ امام ابو یوسف اور محمد فروع مستخرجہ مین اپنے استاد کی مخالفت کرتے ہین اسی طرح شارع شریعت مصطفویہ نے وقت انفاذ اس شریعت کے قانون ابراہیمی کی رعایت کی ہے گو بعض فروع مستخرجہ اسوقت کے مخالف فروع مستخرجہ اسوقت کے واقع ہوے ہون ولہذا سورۂ آل عمران مین وارد ہے ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ و ہذا النبی والذین آمنوا یعنے لوگون مین زیادہ مناسبت ابراہیمؑ سے انکو تھی جو ساتھ اُسکے تھے اور اس نبی اور ایمان والون کو حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ ملت اور شریعت مین فرق ہے پس یہ ملت تو ملت ابراہیمؑ ہے اور شریعت شریعت محمدیہ ہے اور ہم مامور بشریعت محمدیہ ہین اور یہود اور نصاریٰ کو بحسب استعداد انکے اور شرایع عنایت ہوئے ہین کہ ملت ابراہیمی کی روش پر ہے مگر قواعد اس ملت کے اول شریعتون مین بسبب قصور استعداد کے بخوبی مرعی نہ تھے گو اصول عقائد موافق ہون پس توافق جمیع ملل اور ادیان کا اصول عقائد مین ایسا ہی جیسے ائمہ اربعہ کا تمسک کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے اور توافق اس شریعت کا ملت ابراہیمی کے ساتھ اس طریق پر ہے جس طرح توافق صاحبین کا قواعد استنباط امام سے ہے مثل الزیادۃ علی الکتاب نسخ فلا یثبت الا بالخبر المشہور و مثل اعتبار عموم بلوی و استحسان وغیرہ جب فرق ملت اور شریعت مین ظاہر ہو گیا اور معنے اتباع کے کھل گئے تو اب اختلاف شریعت کو انحراف نہ کہنا چاہیے انحراف یہ ہے کہ اصول اور قواعد مین فرق آوے اور تجاوز ہو سو یہان نہین ہے اور بعض محققین کہتے ہین کہ شریعت خاتم المرسلین بعینہ شریعت ابراہیمی ہے اور شریعت اور ملت مین کچھ فرق نہین بلکہ اصول اور فروع اس شریعت کے موافق اصول اور فروع شریعت ابراہیمی کے ہین بلا تفاوت بایں معنے کہ سب احکام اُسکے اس شریعت مین محفوظ ہین گو بہت باتین اسمین زیادہ ہوئی ہین سو وہ بھی مخالف احکام اس ملت کے نہین ہین بلکہ شرح اور بسط اور تتمیم اور تکمیل انہین احکام کی ہے یعنے ملت ابراہیمی متن ہے اور شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرح اور انہین معنے شارح کو ماتن کے تابع کہتے ہین مثلاً صاحب مشکوٰۃ کو صاحب مصابیح کا تابع جانتے ہین مگر تفصیل اُن احکام کی سواے اس شریعت کے ہمکو اور کسی طرح سے معلوم نہین ہوئی اور اس شریعت مین وہ احکام اور حکمون کے ساتھ ملے ہوے نازل ہوے اسی سبب سے تمیز دشوار ہو گئی اسقدر البتہ کتاب و سنت سے متیقن و ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت ابراہیمی لائے ہین کما قال اللہ تعالیٰ ملۃ ابیکم ابراہیم ہو سماکم المسلمین یعنے دین تمھارے باپ ابراہیم کا ہے اُسی نے نام رکھا تمھارا مسلمان وثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا یعنے پھر وحی کی تیری طرف کہ تابع ہو دین ابراہیمؑ کے جو ایک طرف کا تھا اور حدیث شریف مین ہے اتیتکم بالحنیفیۃ السمحۃ البیضاء یعنے مین لایا ہون تمھارے لیے راہ ایک طرف کی صاف روشن اور نیز احادیث سے ثابت ہے کہ جہاد کفار و کسر اصنام و ختنہ و عقیقہ و آداب

نازل ہوئی لیکن اس تقریر مین ایک خدشہ ہے کہ نبوت انبیا کا اعتقاد جمیع شرائع اور ادیان مین قاطبۃً اصول عقائد سے ہے اور جس طرح متاخرین پر ایمان بہ نبوت انبیاے سابقین فرض ہے اسیطرح متقدمین پر ایمان بہ نبوت انبیاے لاحقین واجب ہو جس مقام مین تفصیلی چاہیے وہان تفصیلی اور جس جگہ اجمالی درکار ہے وہان اجمالی پس یہ معنے کچھ خاص ملت ابراہیمی سے نہین ہو سب پیغمبرون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی ہو اور اپنی امت کو اُن کی نصرت اور اعانت پر تاکید کرتے اور عہد اور پیمان لیتے رہے ہین سو اس اعتبار سے نبوت خاتم المرسلین کا اعتقاد جمیع ملل اور ادیان کے اصول مین داخل ہے کچھ مخصوص ملت ابراہیمی سے نہین ہو جواب اس خدشے کا یون ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسول آخر الزمان کی بعثت کی درخواست کی تھی اور نزول کتاب بھی چاہا تھا اور امت کی بھی استدعا کی تھی تو حقیقت مین ایک نوع کمال کا اس ملت مین باقی تھا اور یہ درخواست صلب ملت ابراہیمی مین داخل تھی اسواسطے مخصوص اصول ملت ابراہیمؑ سے ہوا پس رسول آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گویا خلیفہ منصوص حضرت ابراہیمؑ کے ہوے اور امامت حضرت ابراہیمؑ کی رسالت آنحضرتؐ سے تمام ہوئی اور احکام اس دین کے گویا احکام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہین بخلاف اور انبیا کے کہ اس بات کے طالب نہین ہوے ہین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اس کمال موعود سے اپنی امت کو ہمیشہ بشارتین دیتے تھے اور نصرت اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تاکیدین فرماتے تھے اسجگہ سے فرق بین نکل آیا لیکن باین ہمہ آیات قرآنیہ کے الفاظ سے جیسے ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم اور الفاظ احادیث سے جس طرح آتیتکم بالحنفیۃ السمحۃ البیضا کچھ فرق اس تقریر سے جو بعضے مفسرین کرتے ہین باقی رہتا ہے اسواسطے کہ صرف اپنے عقائد کو کسی ملت کے عقائد سے موافق کرنا اتباع ملت مین داخل نہین ہے بالفرض اگر معنے یہی ہین تو پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کو اس اتباع کا حکم کرنا خالی از تکلف نہین اسواسطے کہ اس اتباع کے جمیع انبیاے بنی اسرائیل مامور تھے خصوصیت آنحضرت کی کچھ نہین ہے پس رفع اسکا یون ہوتا ہے کہ ہر ایک شریعت تین چیز پر مشتمل ہے اوّل اصول عقائد جس طرح توحید و نبوت و معاد اور یہ باتین تمامی ملل و ادیان مین جو حق ہین مشترک ہین اور جملہ انبیا اور رسل سپر متفق ہین اسواسطے کہ یہ باتین اختلاف اعصار اور ازمان سے مختلف نہین ہوتین اور اسی سبب سے ہر ایک ملت متاخرہ کو ملت متقدمہ کے تابع کہہ سکتے ہین کچھ خصوصیت ایک نبی اور ایک امت کی نہین ہو دوسری قواعد کلیہ شریعت کہ مسائل فرعیہ اور احکام جزئیہ اُس سے نکلتے ہین اور ہر حکم مین رعایت اُن کلیات کی ملحوظ رہتی ہے اور درحقیقت ملت انھین قواعد کلیہ کا نام ہے پس اتباع اس امت اور اس پیغمبر کا ملت ابراہیمی سے اسی معنی خاص سے ہے کہ یہ بات اور نبی اور امت مین بہ نسبت ملت ابراہیمی کے ہرگز نہین پائی جاتی ہے تیسری جمیع اوضاع مقررہ شرع کلیات اور جزئیات اور قواعد اور فروع سے پس باین معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شریعت جدیدہ ہین اور انبیاے بنی اسرائیل باین معنے تابع شریعت موسویؑ ہین ہذا ما حققہ المحدث الدہلوی فی تفسیرہ العزیزی **فائدہ** اکثر کلام الٰہی مین جہان اتباع ملت ابراہیمی کا ذکر ہے

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صاحب شریعت جدیدہ ہونے کی وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے احکام ملت ابراہیمی پر قدر کثیر زیادہ کیا ہے مثل تجدیدات صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور مسائل جہاد اور نصب قضاۃ
اور محتسب اور تقسیم لوٹ اور غنیمت کہ عبارت خلافت کبریٰ سے ہے اسی طرح اور مسائل اعیاد و جمعہ اور جماعات
کے اور مسائل فرائض اور ترکات کے عبادات ہین کہ حضرت نے بڑھائے ہین اور معاملات مین بھی تعمق نظر
سے آداب قضا اور طریق فیصل خصومات بہ کمال شرح و بسط بیان فرمائے ہین اس سبب سے بھی صاحب
شریعت جدیدہ ہوے اور ظاہر ہے کہ انبیاے بنی اسرائیل پر سواے احکام توریت کے کوئی حکم تازہ نازل
نہین ہوا پس فرق میان خاتم المرسلین اور انبیاے بنی اسرائیل کے بہ کمال انجلا واضح ہوگیا بلکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسی شریعت کے لانے مین مثل حضرت موسے علیہ السلام کے تھے کہ حضرت موسےؑ
بھی فی الجملہ قواعد ابراہیمی کو منظور رکھتے تھے اور اُن قواعد پر تفریع کرتے تھے پس آج کے روز شریعت
مستقلہ دو شریعتین ہین موسوی اور مصطفوی لیکن شریعت موسوی مین جمیع قواعد ملت ابراہیمؑ کی رعایت نہین ہے
اور شریعت مصطفویہ مستوفی جمیع احکام ملت ابراہیمی کی ہے بلکہ اوس پر زیادہ کرکے تکمیل اور تتمیم شریعت ابراہیمی کی
کردی ہے اور شریعت عیسوی وہی شریعت موسوی ہے لیکن فی الجملہ بہ تخفیف اور آسانی اور رفع قیود پس حقیقت
مین گویا شریعت عیسوی ارہاص نزول شریعت مصطفوی ہے اور ابتداے یا رجوع شریعت ابراہیمی ہے من وجہ
چنانکہ ارہاصات اور تمہیدات کی شان ہے کہ قبل از مطلب کچھ نشان مطلب سے دیتے ہین اور ایک راہ اسی طرف
کھول دیتے ہین یہی ہے مذاق اہل تحقیق کا اس بحث مین کہ ہمارے استاذ الاستاذ مولانا عبد العزیز دہلوی نے لکھا ہے
اور بعضے مفسرین کہتے ہین کہ مراد ملت ابراہیمی کے اتباع سے جو کلام الٰہی مین جابجا واقع ہے یہ ہے کہ اعتقاد
کو اُس ملت کے عقائد سے مطابق کرے پس اسواسطے کہ عقائد اُس ملت کے جمیع طوائف کے عقائد سے ممتاز
ہین جس طرح سے معبود واحد ہے اور کواکب اور عناصر وغیرہ کا قبلہ کرنا نہین جائز ہے اور کسی صورت کو وقت عبادت
کے تصور کرنا نہین درست ہے وغیرہ امور کلیہ جیسے سجدہ اور ذبح بغیر اللہ حرام ہے اور اصول ملت ابراہیمی یہ بھی
ہے کہ حق تعالیٰ آخر زمانہ مین ایک رسول بھیجے گا کہ دین اسکا واجب القبول ہوگا پس اعتقاد نبوت اسکا اور
اتباع دین اس نبی کا بھی منجملہ اصول ملت ابراہیمی کے ہے جیسے اعتقاد نزول عیسیٰ اور خروج مہدیؑ کا شریعت
مصطفویہ مین واجبات سے ہے اور منجملہ اصول عقائد کے ہے و لہذا کتب عقائد مین اُن دونون امر کو بہ دلائل اور

براہین ثابت کرتے ہین اور موید اسکا ہے جو کہ تفاسیر معتبرہ مین آیۃ ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سفہ نفسہ
کی شان نزول مین لکھا ہے یعنے اور کون پسند نہ رکھے دین ابراہیمؑ کا مگر جو بیوقوف ہوا ہو جی سے وہ یہ ہے کہ عبد اللہ
ابن سلام نے سلمہ اور مہاجر اپنے بھائی کے لڑکون سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ اللہ صاحب نے ابراہیم علیہ السلام
سے کہا ہے کہ مین پیدا کرنے والا ہون اولاد اسمعیلؑ سے ایک نبی مسمی بنام احمد پس جو کہ ایمان اسکا لاویگا ہدایت
پاویگا اور جو نہ لاویگا وہ ملعون ہوگا چنانچہ سلمہ اُسی وقت ایمان لایا اور مہاجر نے انکار کیا کہ اسی کے حق مین یہ آیۃ

بیان مراد ملت ابراہیمی بزعم بعض مفسرین

شبہات واہیہ کرو کس واسطے کہ کعبہ بھی تو قدیم سے محل تعظیم ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام
کے عبادت کی جگہ ہو اور اسی مسجد شریف میں مقام ابراہیم ہے کہ وہ تمام ملتوں کا فخر ہے چوتھی یہ کہ حضرت ابراہیم
اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے کعبہ بناتے وقت تمھاری دانست کے موافق بھی دعائیں کی ہیں کہ میری
اولاد میں ایک امت منقاد حکم الٰہی پیدا ہو اور اسمیں پیغمبر ہو صاحب کتاب معلم دین اور مرشد طریق یقین
اور یہ دعائیں ایسے وقت کی یقینی مقرون باجابت ہوئیں پس تمھارے زعم پر بھی وجود امت اور پیغمبر
بنی اسمعیل میں ضرور ہی ہوا سو اگر تم اس پیغمبر اور اس امت سے انکار کرتے ہو تو اعتقاد عظمت ابراہیم
علیہ السلام اور انکی دعا کی مقبولیت سے دست بردار ہو اور اسکا حال سترھویں باب پیدائش توریت میں موجود
ہے کہ قریب تر میں بھی بیان کرونگا ابھی تو نص قرآنیہ سے پیغمبر آخر الزمان کی نبوت اور انکی امت کا ثبوت درپیش
ہے واضح ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں دعا فرمائی ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ
لک وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم انک انت العزیز الحکیم یعنے اے
رب اور کر ہمکو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت فرمانبردار اپنی اور اٹھا اُس میں ایک رسول
انھیں میں کا جو پڑھے انپر آیتیں اور سکھلاوے انکو کتاب اور پکی باتیں اور اُسکو سنوارے تو ہی ہے اصل
زبردست حکمت والا اور اس دعا میں دستورات حج کی بھی درخواست کی ہے پس بعض مفسرین کہتے ہیں کہ
امت مسلمہ کا مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسمعیل علیہ السلام کی نسل در اولاد ہے کہ مدت تک توحید اور
اسلام پر قائم رہی اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر وقت میں ایسے مومن گذرے ہیں جس طرح زید ابن عمرو ابن نفیل اور
عبدالمطلب جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکن یہ قول ضعیف ہے صحیح یہ ہے کہ مصداق اس امت مسلمہ کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور اولاد اصحاب ہیں کہ اہل قریش وغیرہ سے تھے اس واسطے کہ وابعث فیہم
رسولا حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بیٹوں اور اولاد قریب پر صادق نہیں اور اسی طرح زید ابن عمرو ابن نفیل
اور قس ابن ساعدہ وغیرہ پر بھی درست نہیں ہوتا بلکہ الفاظ کلام الٰہی سے صاف واضح ہے کہ وہ رسول ان پر
کتاب منزل پڑھے گا اور تعلیم کتاب وحکمت فرمائیگا اور باطن کو غفلت وحجاب سے پاک کریگا سو یہ اوصاف
سوائے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے اور کسی اولاد میں حضرت اسمعیل علیہ السلام
کی متحقق نہیں ہوئے ولہذا آخر سورۂ حج میں اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہوتا ہے
کہ ملۃ ابیکم ابراہیم ہو سماکم المسلمین من قبل یعنے دین تمھارے باپ ابراہیم کا اسنے نام رکھا تمھارا مسلمان
اور حکم بردار پہلے سے خلاصہ یہ کہ کتب سابقہ میں بھی انکا نام یہی ہے پس یہ دعا ان دونوں پیغمبر جلیل الشان کی
نص قطعی صریح ہے اس بات پر کہ پیغمبر آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ابن عبداللہ مبعوث ہے اور امت اُسکی
امت مسلمہ ہے پوشیدہ نہ رہے کہ اس نص صحیح سے الزام یہودی انصاری کا جو منکر نبوت آنحضرت ہیں بخوبی
ہو سکتا ہے اور محققین کے نزدیک تنصیص بالصفات قوی تر تنصیص بالاسما اور القاب سے ہے آرے اتفاق

وہان ارشاد ہوا ہے و ما کان من المشرکین حالانکہ احتمال شرک کا حضرت ابراہیم علیہ السلام مین کسی کو مخطور نہ تھا پس
غرض اس کلام سے یہود اور نصاریٰ وغیرہ جاہلان قریش پر طعن ہے کہ تم اپنے تئین تابع حضرت ابراہیمؑ کا کہتے ہو
اور شرک ظاہر تمسے صادر ہوتا ہے مثلاً یہود تشبیہ کے قائل تھے اور حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے
اور نصاریٰ تثلیث کے قائل تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ بولتے تھے اور مکے کے جاہل صریح بت
پرستی مین مشغول تھے گویا فرماتے ہین کہ تم اتباع ابراہیم علیہ السلام سے نہایت دور ہوا سواسطے کہ اول
سخن اور اصل کلام ابراہیم علیہ السلام سے کہ توحید محض اور اسلام خالص ہے منکر ہوئے جانتے ہو پھر اور احکام اور
عقائد اور اخلاق کو کیا پوچھنا ہے **فائدہ** سورۂ بقر مین اول سے آخر تک بنی اسرائیل سے خطاب ہوتا جاتا ہے یعنے
اول مین ارشاد ہوا ہے یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین یعنے ای بنی اسرائیل
یاد کرو احسان میرا جو مین نے تمسے کیا اور وہ جو مین نے تمکو بڑا کیا جہان کے لوگون سے اور آخر مین ہے ام کنتم
شہداء اذ حضرت یعقوب الموت یعنے کیا تم حاضر تھے جسوقت پہونچی یعقوبؑ کو موت اور درمیان خطاب کے
قصہ امامت حضرت ابراہیمؑ اور بناے کعبہ کا ذکر ہے حالانکہ یہ خطاب قریش سے چاہیے تھا جو کعبے کے مجاور
اور حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد تھے اسواسطے کہ جو نعمتین کہ متعلق بناے کعبہ اور تفضیل حضرت اسمعیل علیہ السلام
سے ہین انھین کے حق مین ونعمت رکھتی ہین نہ بنی اسرائیل کے حق مین پس سبب اسکا یہ ہے کہ اس قصے کے
بیان سے مقصود تعداد نعمتون کا بیان نہین ہے جیسا قصص سابقہ مین ہے بلکہ اثبات نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور وجوب انقیاد دین محمدی کا بنی اسرائیل پر مطمح نظر ہے گو کہ بنی اسرائیل اولاد حضرت اسمعیلؑ سے
تھے الا اولادیت ابراہیم علیہ السلام اپنا فخر جانتے تھے اور معتقد تھے کہ بناے کعبہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت
اسمعیل علیہما السلام کے ہاتھون سے ہوئی ہے اور اسوقت مین ان دونون پیغمبرون نے اپنی اولاد کے لیے
دعائین بھی کی ہین اور وہ دعائین مقرون باجابت بھی ہوئین سو اس قصے کے ذکر مین چار غرضین عمدہ منظور
ہین کہ وہ چارون بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی ہین اوّل یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے
اول تکلیفات شاقہ سے آزمائش فرمائی جب اُسکے عہدے سے بوجہ احسن نکلے تو انکو منصب اقتدار اور امامت
عنایت کیا پس معلوم ہوا کہ حصول مناسب دینیہ اور معارف یقینیہ اسپر موقوف ہے کہ تمرد اور عناد کو یکسر موقوف
کرے اور جو احکام الٰہیہ کسی پیغمبر کے ذریعہ سے آوین اُسکا مطیع اور منقاد بنے اگرچہ نخوت اور کبر سے نفس پر
شاق ہو دوسری یہ کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے منصب امامت طلب کیا تو حکم ہوا کہ ظالمون کو تمھاری اولاد سے
یہ منصب نہ پہونچے گا کما قال ولا ینال عہدی الظالمین پس جو شخص کہ طالب منصب امامت یا اور کسی عہدے کا
عہدہ ہاے دینیہ سے مثل ولایت اور ارشاد اور افتا اور احتساب وغیرہ کا ہو تو اسکو مجادلہ اور مکابرہ اور
تعصب اور سخن پروری اور کج بحثی سے الگ رہنا ضرور ہے تیسری یہ کہ اگر قبلہ کو بیت المقدس سے پھیر کے کعبے
کی طرف ہم قرار دین تو ہرگز تمکو جائز نہین ہے کہ تم زبان طعن کھولو اور اس پیغمبر آخر الزمان کی نبوت مین

نازل ہوئی ہو تاکہ اسکے معانی تعلیم کرے اور اسرار اسکے جو ہر ایک حکم مین پوشیدہ ہین کھولے کہ علم ظاہر و علم باطن کے جامع ہون اور امر نبوت کہ ولایت ہے ہمیشہ اسکی امت مین باقی رہے تاکہ بقدر امکان فیض نبوت سے بے بہرہ نرہین ؎ چون کہ گل رفت و گلستان شد خراب ؛ بوے گل را از کہ جویم از گلاب ؛ گویا حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے بنور نبوت جان لیا تھا کہ یہ پیغمبر خاتم الانبیا و المرسلین ہوگا بالجملہ اس مقام سے ثبوت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نص صریح ان دونون پیغمبرون کے اور بھی مقبول ہونا حضرت کی امت کا مثل آفتاب روشن ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حامل اسرار ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام ہین اور اسجگہ سے لازم آیا کہ ملت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عین ملت ابراہیم علیہ السلام ہے اور جو اکثر احکام اس دین کے مانند مناسک حج و قربانی کہ یہودیون کے حق مین بسبب قصور استعداد و بے نصیبی اسرار باطنیہ سے اور عدم معرفت محبت اور فنا کے منسوخ ہوگئے تھے وہ سب وقت ظہور اہل کمال و صاحب ذوق و حال کے پھر قائم ہوے اور ملت ابراہیمی نے از سر نو بلا تغیر ظہور پکڑا تو اب انحراف ملت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درحقیقت انحراف ملت ابراہیمی سے ہے کما قال ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سفہ نفسہ ولقد اصطفیناہ فی الدنیا وانہ فی الآخرۃ لمن الصالحین یعنے کون ہے کہ پسند نہ رکھے دین ابراہیمؑ کا مگر جو بے وقوف ہو اپنے جی سے اور ہمنے اسکو خاص کیا دنیا مین اور وہ آخرت مین نیک ہے اس سے ظاہر ہوا کہ ملت ابراہیمؑ اس قبیل سے نہین ہے کہ اس سے کوئی شخص عدول کرے اور اگر یہود اور نصاریٰ کہین کہ فی الحقیقۃ ملت ابراہیم علیہ السلام اکمل ملل ہے لیکن اُنھین کے واسطے جو اوج کمال پر پہونچے تھے اور مقام خلت سے مشرف ہوے تھے یا اور انبیاے عالیقدر کے واسطے جو اُنکی اولاد مین تھے ہم لوگ عوام اسکی متابعت نہین کر سکتے کیونکہ وہ کمال عوام کے دائرہ استعداد سے خارج ہے مثلاً عوام امت کو جائز نہین ہے کہ ایک وقت مین چار سے زیادہ عورتونکے ساتھ نکاح کرین پس اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جسطرح خود بہ نفس نفیس اس ملت کے احکام پر عمل کرتے تھے اپنے توابع اور اولاد کو بھی اُنپر تکلیف دیتے تھے چنانچہ خود توریت مین جسکا ترجمہ فارسی اور ہندی اب نصاریٰ کے ہاتھ مین موجود ہے اسکی کتاب پیدایش مین ملاحظہ کرے کہ بہت باتین نکل آوینگی پس اس سے واضح ہوا کہ وہ ملت مخصوصات ابراہیمؑ سے نہین بلکہ وصی بہا ابراہیم بنیہ و یعقوبؑ یعنے وصیت فرما گئے ہین اس دین کی ابراہیمؑ اپنے بیٹون کو کہ سب آٹھ تھے اور سب مین بڑے حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ سے تھے اور دوسرے حضرت اسحٰقؑ سارہ سے کہ بالاتفاق دونون پیغمبر تھے اور یہ امر بھی خاص بیٹون سے نہ تھا بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے بھی تھا جو بیٹے حضرت اسحاقؑ کے اور نواسے حضرت لوط علیہ السلام کے تھے اخبار مین وارد ہے کہ حضرت ابراہیمؑ و اسمعیلؑ و سارہؑ بعد از فراغ عمارت واداے معالم طواف و زیارت باتفاق آستانہ حرم مین دعا کرتے تھے یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام واسطے امت

رفع شبہ یہود و نصاریٰ ۱۲

البتہ شرط ہے کہ کلی فرد واحد مین منحصر ہو تاکہ احتمال شرکت جاتا رہے ولہذا اسجگہ اہل تحقیق یہ بھی فرماتے ہین کہ خلافت
خلفاے اربعہ کی ایسے ہی نصوص سے منصوص ہے جس طرح آیت استخلاف سورۂ نور مین اور آیت محلقین رؤسکم
و مقصرین سورۂ فتح مین ہے کذا قال استاذ الاستاذ فی التفسیر العزیزی فائدہ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل
علیہما السلام نے بعثت رسول کی اس امت مین اپنی اولاد سے کیون درخواست کی اگر اور ہی قوم سے
رسول ہوتا تو کیا قباحت لازم آتی تھی اور رسول کا ہونا اس امت مین کیا ضرور تھا کیا انکا طریقہ بعد انکے کافی
نہ تھا پس توضیح اور تحقیق اس مسلک کی یہ ہے کہ دونون صاحبون نے اہل امت کا قائم رہنا باوجود اختلاف
عقول و تفاوت افرجہ ایک و غیرہ پہ بدون کسی جامع کامل کے خلاف قیاس و عادت سمجھا لہذا درخواست کی
اور اسکے ساتھ ہی مانگا کہ وہ پیغمبر بھی میری اولاد سے ہو تاکہ وہ پیغمبر اور اسکی امت مسلمہ دونون میری
ذریت مین معدود ہون اور مجھکو شرافت عظیمہ و خلافت فخیمہ حاصل ہو کسواسطے کہ اگر امت میری اولاد سے
ہوئی اور محتاج ایسے پیغمبر کی ہوئی جو میری اولاد سے نہین ہے تو مجھکو کیا شرافت باقی رہیگی اور یہ بھی فائدہ ہے
کہ اگر وہ رسول اسی امت سے ہوگا تو اہل امت اسکے مولد و منشا و نسب و حسب و اخلاق و اوضاع و صدق
و دیانت و عہد و امانت سے بخوبی واقف ہونگے اور اسکی متابعت مین سرگرم اور مستعد رہینگے بلکہ
کسی طرح سے اسکی مطاوعت اور فرمانبرداری مین ننگ و عار نہ کرینگے کیونکہ ریاست اپنے فرقے والے
کی ایسی شاق نہین ہوتی ہے جیسے سردار اجنبی اور غیر قوم کی و نیز بحکم قرابت اسکی رعایت و اعانت و نصرت
مین سعی و کوشش قرار واقعی کرینگے اور اجراے احکام شریعت مین تہ دل سے جہد بلیغ بجا لائینگے اور اس نبی
کی شفقت و عنایت امت پر بوجہ کامل ہوگی کہ تعلیم و تفہیم مین مبالغہ کریگا کیونکہ تربیت اقارب و عشائر
بہ نسبت اجانب کے بہتر ہوتی ہے اور شفقت و حرص بحکم جبلت بشریہ اپنی قوم و قبیلہ پر بہ نسبت اغیار کے
اکثر ہوتی ہے لہذا حدیث شریف مین وارد ہے کہ اول من اشفع لہ من امتی اہل بیتی ثم بنو ہاشم ثم الاقرب فالاقرب من قریش
یعنے پہلے مین شفاعت اپنے اہل بیت کی اور گھر والون کی کرونگا پھر بنو ہاشم کی پھر قریب ترکی فرقۂ
قریش سے اور حضرت امیر المومنین امام الاورعین جامع آیات قرآن حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اگر اللہ جل شانہ کلید بہشت میرے ہاتھ مین دے تو کسی شخص کو بنی امیہ
سے بہشت سے خارج نہ رکھون اور شک نہین ہے کہ اس قسم کا رسول کہ مجموع اولاد ان دونون پیغمبرون سے
مبعوث ہوا ہو سواے ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہین ہے کیونکہ حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام کی اولاد مین اُس زمانے تک کوئی رسول نہین ہوا اور اگر کوئی زید ابن عمرو ابن نفیل اور قس ابن
ساعدہ کے حق مین احتمال نبوت رکھتا ہے تو احتمال رسالت نہین رکھتا اور اگر کوئی بالفرض رسول بھی کہے تو
امت انکی امت مسلمہ نہ تھی اور بالفرض امت مسلمہ بھی ہوتی تو یہ اوصاف اس مین خود متحقق نہ تھے کہ یتلو علیہم
آیاتہ و یعلمہم الکتاب والحکمۃ کیونکہ پڑھنا کتاب کا بے نزول کتاب کے ہو نہین سکتا پس چاہیے کہ کتاب بھی

نہین پایا نہین جاتا ملکہ اسی باعث سے یہود ملزم نہین ہوتے تو اس سے دریافت ہوتا ہی کہ پچھلے پیغمبر کی خبر
اگلے پیغمبر کی کتاب مین ہونا ضرور نہین ورنہ لازم ہو کہ سب پیغمبر نہ ہون ملکہ جائز ہے کہ ہو اور جائز ہے کہ نہو لہذا بعضون کی ہی
اور بعضے کی نہین ہی چنانچہ حضرت ارمیاؑ کی صراحتًہ اور حضرت عیسیٰؑ کی ضمنًا وکنایتًہ ہے لیکن آنحضرتؐ کی خبر تو
اگلی کتابون مین دونون طرح سے مخفی تحریف کرنے والون نے نکال ڈالی با این ہمہ صدہا اشارات اور
بشارات موجود ہین بلکہ بعضے صحیفے تو ایسے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر سے بھرے
ہوئے ہین کہ اگر اُنمین سے کچھ بھی نکالینگے تو تمام صحیفہ مٹ جائیگا چنانکہ کتاب استثنا و توریت کے اٹھارھوین
باب مین ہی کہ بنی اسرائیل کے واسطے انکے بھائیون سے تیرے مانند ایک نبی قائم کرونگا اور اپنا کلام اسکے
منہ مین ڈالونگا اور جو کچھ مین اس سے فرماؤنگا وہ انسے کہیگا اور جو کوئی اُس نبی کا حکم نہ سنیگا قوم سے
کاٹ ڈالا جائیگا اور مین اس سے انتقام لونگا اور یہ خبر اعمال الحوار مین کے تیسرے باب مین بھی ہے
سو اُس سے ظاہر ہوا کہ نبی اسرائیل کے بھائیون سے یعنی نبی اسمٰعیل سے نبی ہوگا اور وہ بطور اجماع مرکب
سوائے حضرت کے کوئی نہین ہوا کیونکہ ہمارے حضرت صلعم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مانند آدمی تھے
اور اُنھین کے مانند ناسخ تھے اور دونون کی شرع جبر و انتقام مین موافق ہے بلکہ اتنی وجہون سے ہمارے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت موسیٰؑ سے مماثلت ہی ۱۔ صاحب والدین ہونا ۲۔ صاحب زن
و فرزند ہونا ۳۔ صاحب سیاسات مدنیہ ہونا ۴۔ صاحب جہاد ہونا ۵۔ عبادت کے وقت وضو کا حکم دینا
۶۔ جنابت وحیض و نفاس سے غسل کا واجب کرنا ۷۔ زناکارون کی سزا تجویز کرنا ۸۔ بدن و
کپڑے کو بول و براز سے پاک کرنے کا حکم دینا ۹ جس جانور پر نام خدا کا نہ لیا ہو وقت ذبح کے اسکے
کھانے سے منع کرنا ۱۰ عبادات و ریاضت بدنیہ کا مقرر کرنا ۱۱۔ فصل خصومات کے لیے قاضی مقرر کرنا
۱۲ اہمات مین مشورہ کرنا ۱۳۔ سود کھانے سے منع کرنا ۱۴۔ حادثات کے معبود قرار دینے پر معجزات دکھلانے
والے کو کاذب جاننا ۱۵۔ دشمن کے ہاتھ سے اکیلے مخفی نہونا بلکہ اپنے یارون کو بھی بچانا ۱۶۔
خدا کی عبادتگاہ مقرر کرنا ۱۷ بیماری سے مرنا ۱۸۔ دار العمل سے وفات پاکر پھر نہ آنا ۱۹۔ آدمیون کی
نجات کے واسطے ملعون نہ ہونا اور نہ تین دن دوزخ مین رہنا ۲۰۔ اپنی امت مین عبداللہ و رسول اللہ
کہلانا نہ اللہ و نہ ابن اللہ اسی واسطے ہمارے حضرت کی شان مین ہی انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما
ارسلنا الی فرعون رسولا یہ لفظ کما کا ایسا ہے جیسا لفظ مثلک نسخہ قدیمہ توریت ترجمہ ۱۶۲۶ء کے درس اٹھارہ
مین ہی سوف اقیم لہم نبیا مثلک من بین اخوتہم واجعل کلامی فی فیہ الخ یہ کلام قال اللہ مین داخل ہی بہ ضمن
قال موسیٰ یہودی کہتے ہین کہ جتنے انبیاء بنی اسرائیل بعد موسیٰؑ ہوئے اُن مین سے کوئی مصداق اس
خبر کا نہین ہے اسلیے کہ مثل موسیٰؑ کوئی نہین ہوے اور موسیٰؑ سب سے افضل تھے اور بنی اسرائیل کے
بھائیون سے بنی اسمٰعیل مراد ہوسکتے ہین یا بنی عیصؑ کیونکہ دو چار جگہ توریت مین جہان ابراہیمؑ سے

محمدیہ کے دعا فرماتے تھے کہ یارب جو کوئی پیروان امت حبیب تیرے سے اس گھر کا طواف کرے آتش دوزخ سے محفوظ رہے خطاب ہوا کہ مین نے قبول کی اور حضرت اسمعیلؑ نے بھی ہاتھ اُٹھا کے امت مذکورۂ مرحومہ کے واسطے دعاے بہشت فرمائی کہ یہ بھی دعا قبول ہوئی اور حضرت سارہؓ نے اس امت کی عورتون کیواسطے دعا کی وہ بھی مقبول ہوئی چونکہ حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام نے اسطرح سے کیا اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور انکی امت کو حق تعالے نے ارشاد کیا کہ تم بھی بعوض اُسکے ابراہیمؑ اور اُنکی آل کو درود و تحیات مین شامل کرو چنانچہ پڑھتے ہین کہ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم **تنبیہ** حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے اپنی دعا مین بعض ذریت کے اسلام کی درخواست کی ہے کہ واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا سے واضح ہے حالانکہ دعا مین عموم چاہیے چنانچہ بعض احادیث مین واقع ہے کہ ایک اعرابی یون دعا کرتا تھا کہ اللھم ارحمنی ومحمدا ولا ترحم معنا احدا یعنے اے اللہ مجھپر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مہربانی کر اور ہمارے ساتھ کسیکو رحم نکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنکر منع کیا اور فرمایا کہ دعا مین وسعت چاہیے پس سبب اسکا یہ ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دعاے امامت مین معلوم ہو چکا تھا کہ میری ذریت مین بعضے ظالم و فاسق ہونگے اور اسی طرح دعاے رزق مین سُن چکے تھے کہ بعضے کافر ہونگے سو انکے عندیہ مین بالیقین ثابت ہو گیا تھا کہ ارادۂ الٰہی بعض اولاد کے کافر ہونے سے متعلق ہو چکا ہے اور دعا کرنے والے کو چاہیے کہ خلاف ارادۂ الٰہی کے دعا نہ کرے لہذا من تبعیض سے دعا مین تخصیص فرمائی لیکن ایک خدشہ اور ہے کہ جب دعاے امامت اولاد کے حق مین مقبول ہو چکی پھر دعاے اسلام کی کیا حاجت تھی کیونکہ مرتبۂ امامت درجۂ اسلام سے بالاتر ہے اور امامت موقوف ہے اسلام پر جب امامت حاصل ہوئی تو اسلام بے شبہہ و شک ہوگا رفع اس خدشے کا یون ہوتا ہے کہ مقصود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ تھا کہ ایک جماعت کثیرہ جسکو امت کر کے بولتے ہین وہ ایک مدت مدید تک مسلمانی پر قائم رہی اور مقبولیت دعاے امامت اگر دلالت کرتی ہے تو اسیقدر پر کہ بعض اولاد حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اگرچہ ایک شخص ہو یا کہ دو شخص ہون منصب امامت حاصل کرین گو کہ تابعین انکے قوم اجنبی ہووین پس دعاے امامت کافی نہ تھی اسواسطے اسلام کی بھی دعا فرمائی یہ سب تحقیقات اول سے آخر تک اکثر ہمارے مولانا استاذ الاستاذ کی ہے جو تفسیر عزیزی مین فرمائی ہے **فائدہ** جو بعضے نصارے کفار کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر کسی نبی نے نہین دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر آدمؑ کے وقت سے ہے سو یہ قول محض غلط ہے کیونکہ اثبات نبوت کے واسطے خبر دینا اگلے پیغمبر کا ضرور نہین والا معجزہ بے فائدہ ہوتا ہے قطع نظر اس بات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سیکڑون پیغمبر ہوے جیسے داؤد اور اشعیا و حزقیل و دانیال و شموئیل و ارمیا وغیرہم علیہم السلام حالانکہ توریت مین کسی ایک کا بھی ذکر نہین اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی نام تصریح

ف ثبوت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از کتب بنی اسرائیل ۱۲

اور گروہ بیشمار اور ملوک بسیار اس عقاب کے مطیع ہون اور اسی صحیفہ مین ہے کہ صف باندھو بابل پر ای کماندارو اور تیر اندازی کرو اُسپر لڑائی کی اور ٹوٹنے کی بڑی آواز ہے کلدانیون کی زمین پر خدا کلدانیہ اور بابل پہ تلوار رکھیگا اور بابل تا ابد آباد نہوگا امت عظیم آخر زمین سے آویگی اُنکے پاس کمانین اور چھریان ہونگی اور وہ رحم نہ کرینگے دریا کا سا شور ہوگا وہ فرس کی سواری مین فراست کاملہ رکھینگے اور مشاہدات کے باب ہجدہم مین یوحنا حواری فرماتے ہین کہ مین نے ایک ملک دیکھا کہ آسمان سے اترا اسکے ساتھ سلطان عظیم ہے سو زمین اُس کے چہرے کے نور سے چمک اٹھی اور اسنے للکار کر کہا کہ مین نے بابل کو جو بڑا شہر تھا ڈھا دیا سو اسطے کہ وہ بہت ہی خراب ہوگیا تھا سو اب کبھی اسمین چراغ نہ جلیگا اور سطیح کاہن نے نوشیروان عادل کو خبر دی کہ جب ظاہر ہو تلاوت اور پیغمبر بنایا جاوے لاٹھی والا اور جاری ہو جھیل سماوہ کی اور سوکھ جائے تالاب ساوہ اور بجھ جائے آتشکدہ فارس نہ ہے بابل فارسیون کا مقام اور سطیح کا خوابگاہ انتہٰی اب مرد عاقل کو اخبار مسطورہ مین اندک تامل درکار ہے دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام نے بابل کے ٹوٹنے کی خبر دی ہے سو وہ حضرت اشعیا کے عہد تک نہ ٹوٹا یہ فرمایا کہ قریب ٹوٹیگا سو حضرت ارمیا علیہ السلام کے عہد تک نہ ٹوٹا بلکہ انھین کے عہد مین یواقیم بادشاہ بنی اسرائیل کو شاہ بابل پکڑلے گیا تب حضرت ارمیا نے پکار کر کہا کہ اے بابل کے توڑنے والو اُوتا کہ لوگ جانین کہ انبیا علیہم السلام کی خبر جھوٹھی نہین ہوتی وہ ضرور ٹوٹیگا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت بھی گذرا اور نبوت اسرائیلی کا انقطاع بھی ہوگیا لیکن بابل نہ ٹوٹا لہذا لوگون کو شبہہ پڑا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یوحنا سے خواب مین فرمایا کہ انبیا کا قول جھوٹھ نہوگا ضرور وہ دن آنیوالا ہے اور جب یوحنا کے قول پر بھی قریب چھ سو برس کے گذرے تو سطیح کاہن نے نوشیروان کو جو فارس اور بابل کا بادشاہ تھا خبر دی کہ اب بابل کے ٹوٹنے کی نشانیان ظاہر ہوتی ہین کیونکہ آتشکدہ فارس بجھ گیا اور سماوہ ندی جو سوکھی پڑی تھی جاری ہوئی اور تالاب ساوہ سوکھ گیا اور پیغمبر صاحب عصا اور تلاوت پیدا ہوا سو وہ مبعوث ہوگا اور تمام فارس مین اُسکا عمل ہوگا اور بابل ٹوٹ جائیگا اور چودہ شخص تیری اولاد سے ابھی اور سلطنت کرینگے سو چہتر یا ستر برس کے عرصے مین انکی بھی سلطنت ہوگئی اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت فرمائی سے چھٹے برس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بابل و سیواس و ساباط و بیت المقدس فتح کیا چنانچہ تواریخ الغیبہ وغیرہ مین مسطور ہے سو خدا کے بہادر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جنکے تابعدارون کا خطاب اسد اللہ اور سیف اللہ ہے اور لشکر ظفر پیکر خدا کے وہ ہین پہاڑون سے آنحضرت کے جہاد کا ڈنکا بلند ہوا اور مسافت بعیدہ سے وہ ہی تشریف لائے کیونکہ حجاز اور بیت المقدس وغیرہ سے ہزارون کوس کا فاصلہ ہے اور اجنبی بھی تھے کہ بنی اسرائیل مین نہ تھے سب ساتھ اس سے نیچے ہوے وہ سب پر غالب آیا ہر ایک آدمی کا دل ذوق وشوق یا ہیبت و رعب سے گداز ہوا ظالمون کا غرور ڈھایا گیا وہ نبی زر مغربی سے زیادہ عزیز ہوا اور بابل کے بت اسکے تابعدارون نے چور چور کیے اور عرب نے اسمین سکونت اختیار نہ کی

خطاب بنی اسمعیل کے حق مین ہوا ہو مثلاً وہ اپنے بھائیون کے سامنے بود و باش کریگا بالفظ جمیع اخوتہ سیکن یا اقام بحضرۃ جمیع اخوتہ
بالاتفاق بنی عیص و بنی اسمعیل مراد ہین اور بنظر دعاے حضرت اسحق علیہ السلام کہ انھون نے آخر وقت اپنے
دونون بیٹون عیص اور اسرائیل کے حق مین فرمائی اور ازروے تواریخ موسائیون اور عیسائیون اور اہل اسلام
کے ثابت ہے کہ بنی عیص خالص مین کوئی صاحب نبوت نہین ہوا رہگئے بنی اسمعیل ان مین بطور اجماع مرکب سوائے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصداق اس قول کا کوئی نہین ہوتا اور اگر خود بنی اسرائیل کے بھائیون
سے بنی اسرائیل مراد ہون تو حضرت عیسیٰ کی تخصیص کیا ہے حضرت موسیٰ کے بعد بہت بنی انمین گذرے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ
بنی اسرائیل کے بھائیون سے بنی اسرائیل مراد ہونا محض لغو ہے قطع نظر ان سب باتون سے اگر حضرت عیسیٰ مراد ہون
تو بڑی قباحت لازم آتی ہی اسلیے کہ حضرت موسیٰ فرماتے ہین کہ میرے مانند پیغمبر ہوگا اور حضرت عیسیٰ نصاریٰ
کے نزدیک پیغمبر نہ تھے بلکہ ابن اللہ تھے اور موسیٰ کے مانند نہ تھے بلکہ خداوند موسیٰ کے تھے
اور اس تجویز مین بنی اللہ ہوے جاتے ہین اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام احکام جدید تو آپ سے
تھے مگر احکام انکے جبری و انتقامی نہ تھے اور اگر ایسا ہو تو جو نصرانی یہودی ہو جائے اسپر قتل واجب ہوا اور جو
فرنگی زنا کرے اُسپر رجم لازم ہو اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ جو اس نبی کا حکم نہ مانےگا کاٹ ڈالا جائیگا حالانکہ حضرت
عیسیٰ نے یہودی بننے سے اور زنا کرنے سے منع کیا ہے لیکن نصرانی یہودی بھی ہو جاتے ہین اور زنا
بھی کرتے ہین نہ حد انپر پہونچتی نہ واجب ہوتی ہی بخلاف محمدی دین کے کہ یہ سب امور جاری تھے اور صحیفہ
حضرت اشعیا کے تیرھوین باب مین ہے کہ اے بابل سن مین نے اپنے بہادرون کو جو میری خداوندی سے
سرور ہین بلایا ہے پہاڑون مین ایک قوم کی آواز ہے جیسے ایک بڑے لشکر کا شور یہ اُن کی امتون کے ڈنکے
کی آواز ہے وہ ملک دور سے آتے ہین یعنے خدا آتا ہے اور اسکے قہر کے ہتھیار تو ساری زمین کو ہلاک کرے اب
تم واویلا کرو کہ خدا کا دن نزدیک ہے وہ قادر کی طرف سے وبا کے مانند آویگا سو سارے ہاتھ اسکے نیچے ہو جاوینگے
اور ہر ایک آدمی کا دل گداز ہو جائیگا اور انکے چہرے شعلے کے مانند ہونگے ظالمون کا غرور ڈھاؤنگا
اور ایک مرد کو جو کھرے سونے سے گران بہا کرونگا بابل جو مملکتون کی حشمت ہے سدوم اور عامورا
کے مانند ہو جاویگی جنکو خدا نے الٹ مارا وہ پشت در پشت ویران رہیگی وہان عرب کے لوگ اپنا خیمہ ایستادہ
نہ کرینگے اُسکا وقت نزدیک پہونچا ہے اور زبور داود علیہ السلام کے باب یکصد و سی و ہفتم مین ہے کہ اے بابل مبارک
بندہ وہ ہے جو تیرے سلوک کا جو تو نے ہمسے کیا ہے انتقام لے اور تیرے لڑکون کو پکڑ پکڑ کچلے اور صحیفہ اشعیا
علیہ السلام کے باب اکیسوین مین ہی کہ خواب مین دو سوار نظر آئے ایک گدھے پر دوسرا اونٹ پر سو ایک انمین
سے کہتا ہے بابل گر گیا اور اُسکے تمام بت توڑے گئے نبوت ہے ادوم اور ساعیر مین نبوت ہے عرب اور
بنی قیدار مین اور صحیفہ ارمیا علیہ السلام کے باب ستائیس مین ہی کہ مین نے سب زمین بخت نصر بادشاہ بابل کو
دی سو وہ اور اُسکا بیٹا اور اسکی بیٹی کا بیٹا گروہون کو اپنا مطیع بناوینگے اُسوقت تک کہ اُس زمین کا عقاب آوے

تھا یعنے خدا ہمارے ساتھ سو جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام مین تبدیل ہے اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مین تبدیل ہو فائدہ بعضے علما رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تین صفتون کے جامع تھے اوّل عرفان کما ورد لئن لم یہدنے ربی لاکونن من القوم الظالمین یعنے اگر نہ راہ بتلاتا مجھکو میرا رب تو مین ہو جاتا قوم گنہگار سے حاصل یہ کہ ایسی نعمت غیر مترقبہ محض فضل ایزدی وعنایت سرمدی سے حاصل ہوئی تھی نہ اپنی سعی سے دوسرے خوف عاقبت کہ اثناء تقابل مین قوم سے فرمایا ولا اخاف ما تشرکون بہ الا ان یشاء ربی شیئا یعنے مین ڈرتا نہین انسے جنکو تم شریک ٹھہراتے ہو اسکا مگر یہ ہو کہ میرا رب کچھ چاہے اہل تاویل کے نزدیک مراد یہ تھی کہ الا ان یشاء نزع المعرفۃ من قلبی پوشیدہ نرہے کہ اگرچہ حضرت ابراہیم مامون العاقبۃ تھے لیکن خوف خدا ایسا غالب تھا کہ یون فرمایا کیونکہ جو شخص اللہ کو زیادہ پہچانتا ہو وہ ڈرتا بھی بہت ہے تیسری دعا مین کوشش چنانچہ رب ہب لی حکما والحقنی بالصالحین یعنے اے رب دے مجکو حکم اور ملا نیکون مین ولا تخزنی یوم یبعثون واجعل لی لسان صدق فی الآخرین واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم یعنے رسوا نکر مجکو جسدن لوگ جی کر اٹھین اور رکھ میرا بول سچا پچھلون مین اور کر مجکو وارثون مین نعمت کے باغ کا اس سے یہ مراد ہے کہ آخر زمانے مین میری اولاد سے نبی و امت ہو اخبار الدول مین ہے کہ بعد وفات حضرت سارہ کے ابراہیم نے قنطورا کنعانیہ سے نکاح کیا اس سے سات لڑکے ہوے اور کل اولاد حضرت کی تیرہ نفر تھی اور ابن سعد نے کلبی سے روایت کی ہو کہ اسمٰعیل کو مکے مین رکھا و اسحاق کو کنعان مین و مدین کو مدین مین کہ حضرت شعیبؑ انھین کی اولاد مین و کدان وغیرہ کو بلاد شام مین متفرق کیا لیکن آخر کار اولاد نقبان کے مین آئی اور جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کے قیام مین یہ طریقہ جاری فرمایا تو بعض نے التماس کیا کہ آپ نے اسمٰعیل کو مجاور خانہ خدا فرمایا اور اسحاقؑ کو اپنے ساتھ رکھا اور ہمکو غربت مین ڈالتے ہو اسکی علت و حکم کیا ہو فرمایا کہ حکم الٰہی اسی طرح ہوا مین مجبور ہون مگر ایک ایک اسم سب اولاد کو بتلائے کہ وہ لوگ ایام قحط مین اور مقابلے عدو مین پڑھتے تھے کہ پانی برستا تھا اور دشمن پر غالب آتے تھے اہل تفسیر لکھتے ہین کہ حضرت ابراہیمؑ پر دس صحیفے مشتمل بر مواعظ و امثال نازل ہوے تھے از جملہ مواعظ چند باتین لکھی جاتی ہین اوّل دانشمند کو چاہیے کہ زبان کو کلام غیر ضروری سے بند رکھے دوسرے تلاش معاش و فکر معاد کرے تیسرے گناہون سے بچا رہے چوتھے جب کسی منصب عالی پر ہو و امور عدل و انصاف اُس سے متعلق ہون تو رعایت اس بات کی ضرور کرے کہ کوئی کلمہ زبان سے نامناسب عہدہ و خلاف دادخواہ نہ نکلے پانچوین جاننا چاہیے کہ رزق مقسوم ہے وحریص محروم وبخیل مذموم و رازق حی وقیوم و دنیا و مافیہا معدوم چھٹے فقیر و مسکین و غریب کو بزرگ جانے ساتوین جو کوئی آپ سے قطع کرے اس سے ملجائے اے بنی آدم جو کوئی ظلم کرے اُسپر رحم کرو اور جو گناہ کرے بخش دو اور جبکہ تم گناہ کرو اس سے عفو چاہو آٹھوین عاقل کو جب تک عقل رہے تو اسکو چند ساعتین ضروری درکار ہین ایک بنا بر مناجات خدا کہ اس مین طاعت حق بجالاوے دوسری بنا بر نفس کہ اسمین اپنی صنعت مین تفکر کرے تیسری ساعت مین اپنے نفس سے

اتبک ویران ہے شتر سوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور خر سوار حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرب و بنی قیدار
ہین آنجناب ہی پیدا ہوے اور او وم و ساعیر ہین حضرت عیسیٰ و عقاب جسنے زمین بابل کی چھینی اور اکثر سلاطین
کو مطیع بنایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین سواے آنجناب کے کسی اور پر یہ لفظ صادق نہین آتا اور کماندار تیرانداز
محمد ہی ہین جیسا کتاب پیدایش توریت ہین ہے کہ اسمعیل تیرانداز تھا اور گھوڑے عربی مشہور ہین اور ہمارے
حضرت گھوڑے کو دوست رکھتے تھے اور عصا رکھنا اسی امت ہین مستحب ہے اور کہانت آنجناب ہی کے عہد
ہین موقوف ہوئی پس ثابت ہوا کہ اول جسنے بابل کو ویران کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور اس ویرانی کے بعد پھر آباد
نہوا اب تمام تعریفین جو بابل کے توڑنے والے کی شان ہین تھین حضرت پر صادق ہوئین اور تعریف جہاد کی اور حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کی بھی نکلی اور انجیل یوحنا کے باب چہاردہم و پانزدہم و شانزدہم ہین خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاف صاف
ہے خلاصہ اُن سب خبرون کا یہ ہے کہ مین باپ کے پاس جاتا ہون میرا جانا سودمند ہے اور فارقلیط کو بھجوانا
ہون وہ آکر جہان کو توبیخ کریگا اور از روے عدالت کے الزام دیگا اور تمھین آیندہ کی خبرین بتلادیگا اور
میری ستایش کریگا اور میری چیزون سے پاویگا اور اسکی مجھ مین کوئی چیز نہین اور اپنی طرف سے کچھ نہ کہیگا
اور وہ دلیل شافی ہے اور وہ وکیل تمھارے ساتھ رہیگا اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے انتہے ملخصًا)
پس خارج مین بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی شخص آدمیون سے اس قسم کا ظاہر نہین ہوا جو کہ خلق کو
راہ نیک سکھلادے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فرمائی ہوئی باتین یاد دلائے اور نبوت اُسپر ختم ہو جاے
کہ اس سبب سے دین اسکا ابد تک رہے اور وہ آیندہ کی خبرین کہے اور حضرت عیسیٰ کی تعریف کرے اور
انکو پیغمبر برحق بتادے اور انکے دشمنون کو الزام دے اور سزا دے اور جہان کو زجر و توبیخ کرے اور عدالت
جاری کرے مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس معلوم ہوا کہ روح قدس اور روح صدق اور فارقلیط
موعود آنجناب ہین نہ کوئی اور شخص ذہنی کہ باپ بیٹے سے نکلا کیونکہ اُسنے جہان کو توبیخ نہین کی اور
سرکشون کے جہاد پر مستعد نہوا اور عدالت کا کارخانہ جاری نہین کیا اور کسی کو سزا نہین دی اور جہان کو حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان نہ لانے پر الزام نہ دیا حالانکہ آنجناب فرما گئے تھے کہ وہ جہان کو الزام دیگا
اور عدالت کریگا اور سرداری اس جہان کی بھی اُسپر صادق نہین آئی کیونکہ خداوند نون جہان کا سردار ہونا
ہے علاوہ بران باپ بیٹا روح قدس تینون متحد ہین اور درجہ اور جلال مین برابر و یکسان حالانکہ اس مقام پر
بیٹے نے اتحاد سے قطعًا انکار فرمائی کہ اُسکی کوئی چیز مجھ مین نہین نہ ذاتی نہ صفاتی اس مقام پر اسی قدر بیان
اس قول کا کافی ہے اگر تفصیل کسی کو درکار ہو تو صولة الضیغم اور استفسار ملاحظہ کرے اور اگر کوئی شخص کہے
کہ عبارت انجیل مقدس مین نام کی تبدیل ہے کیونکہ اسم مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محمد تھا نہ فارقلیط تو کہا
جائیگا کہ اگر ایسی تصریح مطلوب ہے تو خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی اگلی کتابون مین نہین پائی جاتی اور
نام آنحضرت بتصریح کسی کتاب مین پایا نہین جاتا بلکہ اگلی کتابون مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام عمو ائیل

تفریح ہشتم دراحوال حضرت لوط علیہ السلام

نام انکا لوطا ہوا واسطے ہوا کہ انکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف نہایت میلان تھا قال الثعلبی انما سمی لوط
لانہ لاط قلبہ الی ابراہیم وکان ابراہیم یحبہ حبا شدیدا ایک مرتبہ اہل روم نے حضرت لوط کو قید کر لیا تھا کہ حضرت
ابراہیم نے جہاد کرکے چھوڑا یا یہ حضرت چچا زاد بھائی حضرت ابراہیم کے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ
بھتیجے تھے اللہ جل شانہ نے انکو پانچ شہرون کا نبی کیا سدوم جرائمہ عموردا ودانا زعرابہ پانچون شہر نواح
اردن مین کہ متعلقات بلاد شام یا کرمان سے ہین واقع ہین اور ان شہرون مین لاکھ لاکھ مرد شمشیر زن رہتے تھے
اور بڑے گناہ انکے یہ تھے بت پرستی لواطت قزاقی مساحقہ اور انپر حرکات و بدعات اس طرح کے جاری تھے
کہ جسکی انتہا نہین مثلا کبوتر بازی کرنا سیٹی بجانا زفیلنا جیر لڑانا تیھرون سے لڑنا گولی کھیلنا شراب پینا
مزامیر بجانا مہمان کو گھر مین جگہ ندینا مسافر کو غلہ ندینا مزاح مین فحش بکنا راہ چلتون سے مسخراپن کرنا لوگون
کے روبرو برہنہ ہوجانا ننگا منہدی سے ہاتھ پیر سرخ کرنا ونحو ذلک اور بعضون نے گوز کرنا بھی داخل
کیا ہے اور تمام مقبائح اٹھارہ لکھے ہین ازانجملہ داڑھی منڈوانا بھی ہے بالجملہ ان کیفیات کو دیکھکر حضرت لوط نے بہت
سمجھایا کہ اس طرح کی بیحیائی کے کام تمسے پہلے عالم مین کسی نے نہین کیے تم کیا مردون پر دوڑتے ہو اور مسافرون کی
راہ مارتے ہو اور مجالس مین بدکام کرتے ہو مگر کسی نے نہ سنا بلکہ اور ناکردنی بھی کرنے لگے اور یہ کہتے کہ اگر تو
سچا ہے تو ہمپر آفت لے آویگا حضرت لوط نے بمقتضاے شفقت دوبارہ سمجھایا اور عذاب خدا سے ڈرایا چونکہ وہ
لوگ بڑے شریر بدذات تھے یہی کہتے تھے کہ ہمپر بلا لاؤ ناگزیر حضرت لوط نے بعجز وانکسار درگاہ حضرت قہار
مین عرض کی کہ اے رب مجکو اور میرے اہل کو اس قوم سے اور انکے اعمال سے نجات دے اور میری مدد کر
یہ قوم بلا مانگتی ہے چنانچہ بقول مقاتل رضی اللہ عنہ بارہ فرشتے بصورت امرد کہ انمین حضرت جبرئیل بھی تھے ارسال
فرمائے اول وہ فرشتے حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور اسحاق علیہ السلام کے تولد کی بشارت دی اور ارشاد
کیا کہ ہم موتفکات پر حکم عذاب لیے جاتے ہین چونکہ حضرت لوط کو حضرت ابراہیم نے موتفکات مین بھیجا
تھا اس سبب سے انھون نے زبان سفارش کھولی ارشاد ہوا یا ابراہیم اعرض عن ہذا انہ قد جاء امر ربک
وانھم آتیھم عذاب غیر مردود یعنے اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ کیونکہ آچکا حکم تیرے رب کا اور انپر آتا ہی عذاب
جو پھیرا نہ جاسے اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ جب فرشتون نے عذاب کا نام لیا تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ تم اس موضع
کو ہلاک کرنے آئے ہو جسمین تین سو آدمی مسلمان ہون فرشتے بولے ہرگز نہین فرمایا اگر نوسے ہون فرشتون نے
کہا تو بھی نہین اسی طرح دس دس کم کرکے گنتے گئے یہان تک کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر ایک شخص بھی
ایماندار ہو تو بھی عذاب نکروگے فرشتے بولے نہین تب آنجناب نے کہا کہ لوط اور اسکی بیٹیان وہان
موجود ہین اور وہ مومن ہین پھر کس طرح عذاب کروگے فرشتون نے کہا انا ارسلنا الی قوم مجرمین الا آل لوط

مواخذہ کرے چوتھی ساعت میں حاجت نفس بجا لاوے مگر وہ حاجت خلاف حکم خدا و رسول نہو اور معجزات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت تھے ازانجملہ ایک یہ تھا کہ جسم شریف سے مشک اذفر کی بو آتی تھی حتی کہ جس گھر مین تشریف لیجاتے وہ خوشبودار ہمیشہ کے واسطے ہوجاتا تھا اور مجوسی لوگ اس گھر کو اپنا معبد قرار دیکر اسمین آگ جلاتے تھے ازانجملہ آواز دور کی بخوبی سنتے تھے چنانچہ روایت ہے کہ حضرت اسمعیل ؑ نے مکے مین شکایت کھانے کی فرمائی اور شام مین حضرت ابراہیم ؑ نے آواز سنی اور دعا فرمائی کہ اللہ نے وسعت رزق عطا کی ازانجملہ جسوقت حضرت ابراہیم کسی طرف کو تنہا تشریف لیجاتے تو درندے جانور جس طرح شیر و ببر ساتھ چلتے تھے کذا فی اخبار الدول عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک سو پچھتر برس کی بقول اہل کتاب معلوم ہوتی ہے اور عند التحقیق بھی ایسا ہی واضح ہوتا ہے کیونکہ تولد حضرت ابراہیم ؑ کا تین ہزار تین سو تئیس ہبوطی مین ہوا اور وقت القاء نار ننانوے برس کی تھی اور وقت وفات مین ہزار چار سو اٹھانوے ہبوط آدم علیہ السلام سے گذرے تھے پس بلا کم و کاست ایک سو پچھتر کی عمر ہوتی ہے کما حققہ مولانا رفیع الدین الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ فی بعض تقریراتہ مگر بعض کہتے ہین کہ وقت تولد تین ہزار تین سو آرسٹھ ۳۳۰۰ ہبوطی تھے مگر تاریخ قدس سے واضح ہے کہ وقت القاء نار حضرت ابراہیم ؑ چھبیس برس کے تھے تو اس صورت مین وقت تولد تین ہزار تین سو اتنالیس ۳۳۳۹ ہبوطی ہوتے ہین اور اسی سن مین ہجرت جانب فلسطین فرمائی ہے اور تقویم التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت تولد تین ہزار تین سو ترانوے ۳۳۹۳ تھے اور آفریدون بادشاہ بھی اسی وقت مین تھا تو اس صورت مین عمر حضرت ابراہیم کی وقت ہجرت ستر برس کی ٹھہرتی ہے اور کعب احبار کے نزدیک دو سو برس کی عمر ہوئی اور قدس خلیل مین آپکا مزار ہے اور صاحب اخبار الدول نے بھی اسکے موافق لکھا ہے مگر قبر شریف مزرعہ حبیرون مین قرار دی ہے اور اسی جگہ حضرت سارہ بھی مدفون ہین اور خیر العزام مین ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ نے وفات نہین پائی جب تک کہ حضرت اسحاق ؑ ارض شام مین اور اسمعیل ؑ قوم جرہم مین اور یعقوب ؑ کنعان مین اور لوط سدوم مین نبی نہین ہوئے اور جامع اعظم مین ہے کہ پچیس دن حضرت ابراہیم ؑ بیمار رہے اور نوین محرم بروز پنجشنبہ وفات پائی مگر یہ روایت روایات صحیحہ سے خلاف ہے کیونکہ بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ و حضرت داؤد ؑ و حضرت سلیمان ؑ نے وفات بمرگ مفاجات پائی ہے اور اکثر صلحا کی موت بھی اسی طرح ہوئی ہے اگر کوئی ناواقف علم حدیث سے کہے کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ موت الفجاءۃ اخذۃ الاسف یعنے موت ناگہانی پکڑنا غضب کا ہے یعنے آثار غضب الٰہی سے ہے تو جواب یہ ہے کہ بدکارون کے واسطے غضب و آفت ہے اور نیکوکارون کے واسطے راحت کما قال رسول اللہ صلعم موت الفجاءۃ راحۃ المومن ولا تعارض بین الحدیثین کیونکہ محل حدیث اول کے گنہگار ہین اور حدیث ثانی کے نیکوکار اور صحیح یہ ہے کہ قبر شریف خلیل الرحمان مین جوار اراضی مقدسہ سے متعلق ہے واقع ہے اور عمر حضرت سارہ ؑ کی ایک سو ستائیس برس کی معلوم ہوتی ہے اور تذکرہ حضرت ابراہیم ؑ کا سورۂ انعام و بقر و مریم و برائت و حجر و صافات و شعرا و نجم و ابراہیم ؑ و ممتحنہ مین ہے

اپنی قوم کی شکایت نہ کرے تب تک عذاب نہ کیجیو سو اسکا معاملہ یون واقع ہوا کہ جسوقت کھیت پر فرشتون سے ملاقات ہوئی تو حضرت لوطؑ نے کہا تم لوگ شاید اس قوم کی حکایت سے واقف نہ تھے کہ بے تکلف با اینہمہ شکل و شمائل داخل شہر ہوے فرشتون نے پوچھا یہان کے لوگون کی کیسی وضع ہے حضرت لوطؑ نے نہایت شرم سے فرمایا یہان کے لوگ تمام عالم کے لوگون سے بدوضع ہین اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے اشارہ کیا کہ ایک شہادت ہوگئی اور جب فرشتون کے ساتھ کھیت سے چلے اور شہر کے دروازے پر پہونچے تو وہی بات پھر فرمائی اور جب شہر مین داخل ہوے تب بھی وہی فرمایا اور جب اپنے گھر مین آئے تو بھی وہی شکایت فرمائی فرشتون نے چارون شہادتین سن لین اور خاموش ہو رہے روایت ہے کہ حضرت لوطؑ کی بی بی نے جو اُسی قوم کی تھی شہر کے لوگون کو اطلاع کردی اور بروایتے خبر آمد مہمانون کی مشہور ہوگئی خواہ شہر مین آتے ہوے بازاریون نے دیکھ لیا بہرتقدیر شہر کے باشندون نے دولتخانۂ لوط علیہ السلام کو گھیرا کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ ہود وجاءہ قومہ یہرعون الیہ ومن قبل کانوا یعملون السیات یعنے آئی قوم حضرت لوطؑ کی جمع ہو کر اسکے دروازے پر دوڑتی بے اختیار اور آگے سے کر رہی تھی بدکام جب یورش ہوئی تو حضرت لوط کیواڑے بھیڑ کر اندر ڈیوڑھی سے بولے یاقوم ہؤلاء بناتی ہن اطہر لکم فاتقوا اللہ ولا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید یعنے اے قوم یہ میری بیٹیان حاضر ہین یہ پاک ہین تمکو اُنسے سو ڈرو اللہ سے اور نہ رسوا کرو مجکو میرے مہمانون مین کیا تم مین ایک مرد بھی نہین ہے نیک راہ اہل تفسیر لکھتے ہین کہ اسوقت مین نکاح مومنہ کا کافر سے درست تھا جس طرح ابتدا مین ہمارے دین مین جائز تھا چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیون کو عتبہ بن ابی لہب اور ابی العاص سے تزویج فرمایا تھا اور یہ دونون کافر تھے یا یہ کلام بشرط ایمان تھا اور بعضے کہتے ہین کہ بیٹیون سے مراد انکی زوجات ہین اور نبی من حیث الرتبہ امت کا باپ ہوتا ہے سو فرمایا کہ اپنی عورتون سے صحبت کرو کہ وہ تمپر حلال اور پاک ہین **فائدہ** تفسیر نظم الجواہر کے باب مبہمات مین لکھا ہے کہ نام حضرت لوطؑ کی بیٹیون کا ربثا و عذثا تھا اور نزدیک بعضون کے رتبہ و عروبہ ا۔

فائدہ اس آیہ سے شیعہ وطی فی الدبر کا جواز نکالتے ہین چنانکہ تفسیر توضیح المجید مین (تالیف مجتہد لکھنوی ۱۲) لکھا ہے کہ ایک شخص نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا دبر زوجہ سے فرمایا کہ حلال کیا ہے اس وطی کو ایک آیہ نے قرآن سے کہ وہ قول لوط علیہ السلام کا ہے ہؤلاء بناتی ہن اطہر لکم اسلیے کہ لوط جانتے تھے کہ وہ خواہش زن نہین رکھتے تھے با وجود اسکے ترغیب کرنا قوم اپنے کو ساتھ نکاح بنات کے دال اسپر ہے کہ وطی دبر زن حلال ہے انتہی اور تہذیب اور استبصار مین بھی حلت اس فعل بد کی مسطور ہے اور تذکرہ مین اس فعل کے جواز پر امامیہ کا اجماع نقل کیا ہے اور مجمع البیان مین ہے کہ ان النساء وان کن حرثا فقد ابیح لنا وطیہن بلا خلاف فی غیر موضع الحرث کالوطی فیما دون الفرج وامثالہ یعنے عورات اگرچہ حرث ہین پر غیر موضع حرث یعنے دبر وغیرہ مین انکے ساتھ مباشرت درست ہے اور شیعہ اخباریہ کہتے ہین کہ جو وطی دبر کا منکر ہے مذہب ہے اور سُنی کاذب یا امام کذاب کی اولاد اور علم الہدے تماسی اور ابو جعفر طوسی وغیرہما

بیان حرمت وطی فی الدبر نزدیک اہلسنت و جواز عند الشیعہ ۱۲

انا لمنجوہم اجمعین الا امراتہ قدرنا انہا لمن الغابرین یعنے ہم بھیجے آئے ہین ایک قوم گنہگار پہ مگر لوط کے گھر والے ہم انکو بچا لینگے سب کو مگر ایک انکی عورت ہمنے ٹھہرالیا وہ ہے رہجانے والیون مین اس مجادلہ کا ذکر سورۂ ہود مین ہے کہ فلما ذہب عن ابراہیم الروع وجاءتہ البشریٰ یجادلنا فی قوم لوط ان ابراہیم لحلیم اواہ منیب یعنے جب لیا ابراہیمؑ سے خوف اور آئی اسکو خوشخبری جھگڑنے لگا ہمسے قوم لوطؑ کے حق مین ہر آئنہ ابراہیمؑ تحمل والا نرم دل ہے رجوع کرنے والا سبب خوف کا یہ تھا کہ فرشتے حکم عذاب لیے ہوے تھے کہ اسکا اثر باطن حضرت ابراہیم پہ پڑا اور سبب مجادلہ یہ ہوا کہ آنجناب بڑے رحیم و رقیق القلب تھے اس گفتگو سے چاہتے تھے کہ عذاب مین کسی طرح توقف ہوجائے اور قوم لوط توبہ و ندامت سے پیش آوے **فائدہ** اسامی موضع مین اختلاف ہے اخبار الدول مین ہے سدوم عامورا اور ضیعہ ضبنوہ اور بعضے کہتے ہین اور صفوہ عمرہ دو ما سدوم اور بعضے کہتے ہین سودوم عمودا اروما صفر و اصواہم اخبار الدول مین ہے کہ ان شہرون کو موتفکات اسواسطے کہتے ہین کہ حضرت جبرئیلؑ نے اٹھا کر انکو پلٹ دیا ہے فلذلک سمیت المؤتفکات ای المقلبات القصہ بعد مجادلہ حضرت ابراہیمؑ نے فرشتون سے کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلینگے فرشتون نے کہا تمکو طاقت مشاہدہ عذاب کی نہین ہے مگر حضرت ابراہیمؑ اونٹ پر سوار ہوکر تشریف لیچلے آدھے کوس پر فرشتون نے عرض کی کہ بس اب آگے جانے کا کام نہین ہے لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ سے اتر پڑے اور عبادت خدا مین مشغول ہوے مگر روایۃ صحیحہ یہ ہے کہ فرشتون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رخصت کیا اور خود جانب موتفکات چلے گئے جب سودوم مین پہونچے تو حضرت لوط علیہ السلام سے کہ اسوقت کار زراعت کررہے تھے ملاقات ہوئی اور بعض روایات مین ہے کہ حضرت لوطؑ کھیت پر گئے تھے اور فرشتے گھر پر آئے اسوقت ملاقات ہوئی بیٹیان انکی موجود تھین انھون نے مسافر جانکر خاطرداری سے ٹھہرایا اور کہا ہمارا باپ آتا ہوگا تم لوگ ٹھہرو بعد ساعتے حضرت لوط علیہ السلام گھر مین تشریف لائے فرشتون نے سلام علیک کیا حضرت لوطؑ نے جواب سلام ادا کرکے فرمایا کہ میری قوم سخت ناپاک بیباک بدفعل شریر ہے تم خوب صورت لوگ کہان آئے آج کا دن مجھپر سخت ہوا کما قال اللہ فی سورۃ ہود ولما جاءت رسلنا لوطا سیء بہم وضاق بہم ذرعا وقال ہذا یوم عصیب یعنے جب آئے ہمارے بھیجے لوطؑ کے پاس ناخوش ہوا انکے آنے سے اور رک رہا جی مین اور بولا آج بڑا سخت روز ہے پوشیدہ نرہے کہ یہ سخت کراہت مہمانداری سے نہ تھی بلکہ اس سبب سے تھی کہ فرشتے بصورت امرد خوبصورت تشریف لائے تھے اور انکو عادت اپنے قوم کی معلوم تھی اسپر خوف ہوا کہ اب فتنہ برپا ہوگا مجکو انکے واسطے لڑنا پڑیگا بعضے کہتے ہین کہ اسی دن جب حضرت لوطؑ نے کہا تم لوگ ناآشنا محض ہو کیونکر یہان آئے تو فرشتون نے کہا ہم فرشتے ہین اس قوم پہ عذاب لائے ہین ناآشنا نہین ہین تب آنجناب کو فی الجملہ تسکین ہوئی اور اصح یہ ہے کہ فرشتون نے آپ کو اسوقت ظاہر کیا ہے جب قوم نے گھر گھیرا ہے اہل تحقیق لکھتے ہین کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرشتون سے کہدیا تھا کہ جب تک لوط علیہ السلام چار مرتبہ

ف سدوم بفتح اول بروزن شہود شہر کا نام قاضی شہر لوط کا بھی تھا اسکے نام سے ...

ف بیان اختلافات در اسمائے موضع ۱۲

ف وجہ تسمیہ موتفکات ۱۲

کیونکہ جب مرد عورت کے ساتھ خفت و خیز کریگا الفتنہ مسن فیما بینہما متصور ہوگا تو یہ اُسی قسم سے ٹھہرا کہ اگر کسی نے
اپنی عورت سے کہا کہ تیرا ہاتھ مجھپر طالق ہو یا تیرا ہاتھ مجھپر حرام ہو اور طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑ جائیگی الغرض یہ
مسئلہ یعنے لواطۃ عورت سے اہل تشیع مین مختلف فیہ ہو اور اہل سنت میں بالاتفاق حرام ہے اب دلائل حرمت
لواطۃ مرد سے ہو خواہ عورت سے ہو از جانب اہلسنت کان لگا کر سننا لازم ہے اوّل آیہ کریمہ سورہ اعراف
ولوطا اذ قال لقومہ اتاتون الفاحشۃ ما سبقکم بہا من احد من العالمین انکم لتاتون الرجال شہوۃ من دون النساء
بل انتم قوم مسرفون یعنے اور لوط کو بھیجا جب کہا اُسنے اپنی قوم کو کیا کرتے ہو بیحیائی تمسے پہلے نہین کی کیسی نے
جہان مین تم تو دوڑتے ہو مردون پر شہوت کے مارے عورتین چھوڑ کر بلکہ تم لوگ حد پر نہین رہتے اور اسی
مضمون کو سورۂ نمل اور عنکبوت مین بھی ارشاد فرمایا تپس از روے ضوابط اصول فقہ اس سے حرمت
لواطۃ بخوبی ثابت ہوئی اس طور سے کہ جو شرائع سابقہ کے امر و نہی اللہ صاحب اور اُسکے رسول نے بلا
انکار بیان فرمائے ہون وہ ہمپر لازم ہین اور اللہ صاحب نے مکرر اُسکو قرآن مین فرمایا ہے تو ہمپر اسکی اتباع
لازم ہوئی اور ہدایہ میں ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقتلوا الفاعل والمفعول وفی روایۃ
فارجموا الاعلی والاسفل یعنے فاعل اور مفعول دونون مقتول ہون اور ایک روایت مین دونون سنگسار کیے
جائین اور فتاوے حمادیہ مین ہو کہ اغلام زنا نہین ہو اور تعزیر مین اختلاف ہو حضرت صدیق اکبر رضؓ سے منقول ہو کہ
دونون کو آگ مین جلا دین اور حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہو کہ دونون کو تازیانہ مارین یا سنگسار کرین اور
حضرت عباس رضؓ سے منقول ہو کہ بلند مکان سے نیچے ڈالدین اور رجم کرین اور حضرت زبیر رضؓ سے روایت ہے کہ
سنڈاس مین دونون کو قید کرین کہ شدت بدبو سے ہلاک ہون اور بعض کے نزدیک دونون پر دیوارین ڈھادین
اور بھی تفسیر احمدی مین ہو کہ ہمارے نزدیک دونون پر حد نہین ہو لیکن تعزیر وقیل بالاحراق وقیل بالاغراق وقیل
بالالقاء من الاعلی واتباع الاحجار من فوقہ وہکذا اختلف الصحابۃ فیہ اور صاحبین اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم
فرماتے ہین کہ لواطۃ مین حد زنا لازم ہے لانہا مثلہ فی الحرمۃ والشہوۃ وسفح الماء انتہی یہ لواطۃ کبریٰ ہے اور لواطۃ
صغرے کہ عبارت ہو دخول ویرزن سے یہ بھی اہلسنت کے نزدیک بالاتفاق از روے آیات واحادیث
وآثار صحابہ وتابعین اخیار وفقہا ومحدثین کبار حرام ہو اور بخوبی حرمت اسکی علی سبیل الاشتہار ہے فرمایا اللہ
صاحب نے سورۂ بقر مین نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم وقدموا لانفسکم واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ و
بشر المومنین یعنے تمہاری عورتین کھیتی ہین تمہاری (جیسے کھیت مین تخم ڈالنے سے غلہ پیدا ہوتا ہو فرج مین
نطفہ ڈالنے سے لڑکا پیدا ہوتا ہے) سو آؤ اپنی کھیتی (یعنے فرج) مین جس طرح پر چاہو (کھڑے خواہ بیٹھے خواہ
لیٹے خواہ روبجانب سے خواہ پشت کیطرف سے) اور آگے کی تدبیر کرو (یعنے اس آنے مین نیت چاہیے اولاد کی) اور ڈرتے
رہو اللہ سے (اسکے امر و نہی مین) اور جان رکھو کہ تمکو اُس سے ملنا ہو (جزاے اعمال اور سزاے افعال کے واسطے)
اور خوش خبری سُنا ایمان والون کو (جنت کی) اس آیۃ سے صاف نکلتا ہو کہ وطی فی الدبر کی اصلا اجازت نہین اور

اس فعل بد کی اباحت پر چار طرح پر استدلال مزعوم وارد کرتے ہین ایک یہ کہ حق تعالی نے عورتون کو حرث فرمایا ہے
کہ نساؤکم حرث لکم یعنے عورتین تمھاری کھیتی ہین تمھارے واسطے پس حرث تمام ذات ٹھہری نہ مقام
مخصوص پھر جب اسکے بعد فاتوا حرثکم انی شئتم یعنے پس آؤ اپنی کھیتیون مین جس مکان مین چاہو تو ارشاد ہوا تو تعمیم
دونون مقام کی نکلی یعنے قبل اور دبر دوسری یہ کہ انی مکان کیواسطے آتا ہے جیسے انی لک ہذا پس انی شئتم کے معنے
این شئتم ٹھہرے اور یہ مثبت تعدد اور تخییر مکان ہے پوشیدہ نرہے کہ یہ دونون استدلال لغو بے سروپا ہین اس وجہ
سے کہ انی مشترک ہے این اور متی اور کیف کے معنون مین کہ اول کو انی مکانی اور ثانی کو زمانی اور ثالث کو جہتی
بولتے ہین سو انی مکانی کی وضع اگرچہ معنے مکان مین ظاہر ہے اور تعدد اور تخییر مکان کو مستلزم لیکن ظہور اس معنے
کا مکان دبر مین غیر مسلم ہے اسلیے کہ جائز ہے کہ مکان سے دبر مراد نہو بلکہ بالاخانہ یا تہ خانہ یا صحن سرا مراد ہو نہ یہ
کہ ہر عضو عورت مین دخول کر خواہ دہن ہو خواہ گوش خواہ بینی پس جب یہ معنے نسبت اس احتمال کے باطل
ہوے تو باقی رہے دو معنے اخیر اور یہ عین مذہب اہل سنت ہے اور تفاسیر فریقین سے اسکی تائید ہوتی ہے یعنے
انی زمانی کی تصریح فریقین کی تفسیرون مین موجود ہے فی الجلالین انی وکیف شئتم من قیام وقعود واضطجاع و
ادبار) وفی مفاتیح الجامعین انی شئتم معناہ متی شئتم من لیل ونہار وفی الصافی عن الصادق انی شئتم معناہ متی شئتم
فی الفرج وفی روایۃ اخری ای ساعۃ شئتم کہین یہ معنی مختار نہین فی الکبیر فاما الاوقات فلا مدخل لہا فی ہذا الباب لان
انی لاتکون بمعنے متی وانما تکون بمعنے کیف پس جمہور محققین شیعہ اور سنی کے نزدیک انی بمعنے کیف ہے نہ بمعنے این
فی منہج الصادقین انی شئتم ہرگونہ کہ خواہید خواہ روے زنان بجانب شما باشد یا پشت یا غیر آن از ہیات جماع اور
توضیح المجید مین ہے انی شئتم جس طرح چاہو مقاربت کرو خواہ از طرف رو خواہ از طرف پشت یا غیر اس کے اشکال
مجامعت سے اور مراد حرث سے بالاتفاق موضع حرث ہے فی الجلالین نساؤکم حرث لکم اے محل زرعکم للولد فاتوا
حرثکم اے محلہ وہو القبل وفی المدارک نساؤکم حرث لکم ای مواضع حرث لکم وفی الصافی نساؤکم حرث لکم مواضع
تفسیر شیعہ ۱۲
حرث لکم وفی المنہج نساؤکم حرث لکم زنان شما موضع کشت شمااند کہ آن جاے پیدا شدن ولدست اس تقدیر پر
مراد حرث سے تشابہ ٹھہرا تیسرے بعض حضرات شیعہ جوانی کے بھروسے وطی فی الدبر تجویز کرتے ہین وہ حرث کو
بھولے ہین اسواسطے کہ دبر موضع فرث ہے نہ موضع حرث کیونکہ فرث زمین اوسر کو کہتے ہین جسمین تخم اگنے کی امید نہین
ہوتی اور کھیتی موضع حرث ہی مین ہوتی ہے نہ فرث مین تیسری یہ کہ آیۃ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم بعمومہا اسپر دلالت
استدلال شیعہ ۱۲
کرتی ہے کہ وطی قبل مین ہو یا دبر مین تا آنکہ اگر بواطۃ غلام کی حرمت پر اجماع منعقد نہوتا وہ بھی اس کریمہ سے جائز ٹھہرتا
اسکا جواب یہ ہے کہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ یہ آیۃ عام ہے لیکن دلائل اہل سنت خاص ہین والخاص مقدم علی العام پھر
خاص ہی پر عمل چاہیے کہ بیغائلہ وبے غبار ہے نہ عام پر کہ ہمہ تن تیرہ و تار ہے چوتھی یہ کہ بین الفریقین یہ مسئلہ متفق علیہ
ہے کہ اگر کسی نے بہ نیت طلاق اپنی زوجہ کو کہا کہ تیری دبر مجھپر حرام ہے طلاق پڑ جائیگی اس سے معلوم ہوا کہ وطی
فی الدبر حلال ہے جواب یہ ہے کہ لفظ مذکور اسواسطے طلاق سے کنایہ ہوا کہ وہ مقام ملامست اور مضاجعت ہے

درست ہی بشرطیکہ فرج ہی مین ہو اور بھی حضرت جابر سے روایت ہے کہ انھون نے کہا کہ یہود کہا کرتے تھے کہ
جسنے مباشرت کی فرج مین پیچھے سے اور عورت کو حمل رہا تو لڑکا احول پیدا ہوگا اسکے رد مین یہ آیۃ نازل ہوئی
اور تفسیر صافی مین امام رضا علیہ السلام سے بھی مروی ہی اسی طرح سے یہود کہا کرتے کہ اگر مرد عورت کی پشت
کی جانب سے وطی کریگا لڑکا احول پیدا ہوگا اس پر اللہ نے برخلاف قول یہود آیت نازل فرمائی
کہ تمھاری عورتین کھیتی ہین آؤ اس کھیتی مین جیسے چاہو پشت کیجانب سے یا رو کی جانب سے اور نہین اراده
کیا اللہ نے دخول فی الدبر کا یہ ترجمہ بلفظہ عبارت صافی کا ہے من شاء فلیطالعہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ نے اپنی مسند مین ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے اخراج کیا کہ انکی خدمت مین ایک عورت عرض
کرنے لگی کہ میرا شوہر مجھسے اوندھے اور چت جماع کرتا ہے مجکو ناگوار ہوتا ہی یہ خبر حضرت صلعم کو ہوئی فرمایا کیا
مضائقہ اگر بمقام واحد ہے یعنے سوراخ ایک ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ام مین خزیمہ بن ثابت
کے طور پر اخراج کیا ہی کہ ایک سائل نے حضرت صلعم سے مسئلہ اتیان النساء فی ادبارہن کا پوچھا فرمایا حلال
ہے یا فرمایا لا اس جب وہ پھر کر چلا آپ نے اُسے بلایا اور فرمایا کہ کیونکر کہا تو نے آیا اتیان جانب دبر سے قبل
مین تو ٹھیک ہی اور دبر سے دبر مین تو نہین اللہ شرم نہین کرتا بیان حق مین خبردار جماع دبر عورتون مین نکرنا
اور امام احمد نے طلق بن برید سے اخراج کیا کہ حضرت نے فرمایا اللہ شرم نہین کرتا بیان حق سے جماع نہ کرو
عورتون کے سرین مین اور تمامی فقہا اور محدثین اہلسنت متفق ہین کہ اتیان جانب دبر سے دبر مین حرام ہے
نودی نے شرح مسلم مین لکھا ہے کہ وطی فی الدبر حلال نہین کسی حال مین نہ انسان کے ساتھ نہ حیوان کے اور
مسوی شرح موطا مین لکھا ہی کہ وطی فی الدبر حرام ہی جو کوئی نادانستہ مبتلا ہوگا اسکو باز رکھین گے نہ مانیگا تو تعزیر
دینگے اور ہدایہ مین ہی کہ جو کوئی عورت کے موضع مکروہ مین یعنے دبر مین وطی کرے یا قوم لوط کا عمل بجا لاوے
امام ابو حنیفہ کے نزدیک اُسپر حد نہین تعزیر یا دینگا اور صاحبین کے نزدیک زنا کی طرح حد مارا جائیگا جامع
صغیر مین ہے کہ اُسکو یہانتک قید رکھینگے کہ توبہ کرے اور جو بعضون نے دھوکا کھاکے جواز اس فعل مذموم
کی نسبت حضرت امام مالک کی طرف کی ہے وہ سرتاپا غلطی ہے اور حقیقت اسکی یہ ہے کہ مالک نامے احد الرواۃ
شیعہ گذرا ہے کہ حلت متعہ اور اباحت دخول فی الدبر کا قائل تھا وہ باعث اتہام کا امام موصوف پر ہوا حالانکہ
امام صاحب ان دونون کے فاعلون پر حد تجویز فرماتے ہین اور یہ تو قوم روافض مین دستور ہے کہ آپ کو
کسی ایک مذہب مین مذاہب اربعہ سے متصف کرکے لوگون کو مغالطہ مین ڈالتے ہین کشف الغمہ فی
احوال الائمہ مین موجود ہی کہ شیخ ابو عبد اللہ گنجا تبقیہ و تزویر آپ کو شافعی المذہب ٹھہرا کے اہل سنت کو
فریب مین لاتا تھا اور کتب اسماء الرجال ناطق ہین کہ اجلح نامے شیعی نے تمام عمر تقیہ اور تزویر اہل سنت مین
بسر کی تا آنکہ معتمد علیہ ہوا کمبختی کا مارا جب آخر عمر مین کچھ حدیثین اپنے مذہب باطل کے موافق روایات کرنے
لگا من ذلک ما رواہ عن بریدۃ مرفوعا ان علیا ولیکم بعدی کھل گیا کہ رافضی ہی اور جنھون نے امام مالک کی

اس آیت کے پہلے یہ ارشاد ہے ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین یعنے اللہ دوست رکھتا ہے توبہ والون کو
اور طہارت والون کو اور ظاہر ہے کہ طہارت اجتناب مستقذر کا نام ہے خواہ وہ ناپاکی حدث ہو یا جنب یا جماع
حائض یا وطی فی الدبر پس اتیان فی الدبر کی حرمت اس آیۃ سے اشارۃً نکلی اور جو کوئی عاقل دیندار کریمۂ
نساؤکم الخ مین غور کرے تو سیاق سے اسکی حرمت اتیان فی الدبر نکلتی ہے کیونکہ انی شئتم کے بعد قدموا لانفسکم
ارشاد ہے یعنے جب تمکو اتیان موضع حرث کی اجازت ملی تو اب موضع حرث مین آؤ اور منافع راجعہ الی الدین
جیسے فرج کے حفظ اور تحصین کا قصد کرو اور ولد صالح چاہو کہ تمھارے لیے دعا اور استغفار کیا کرے کیونکہ
امور مباحہ نیت صحیحہ کے سبب عبادت مین شمار ہوتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ حصول اولاد سوا ے موضع حرث کے
موضع فرث مین ممکن نہین اور جو کوئی کہے کہ وطی مطلقاً مستقذر ہے خواہ ادبار رجال مین ہو خواہ ادبار یا اقبال
نسا مین اسی باعث سے واطی اور موطوءہ پر غسل واجب ہے پھر ادبار کی تخصیص کیا ہے تو ہم کہتے ہین کہ یہ سخن قابل
تسلیم ہے لیکن وطی فی القبل بضرورت ابقاے نسل مباح ہوئی بشرط نکاح اور عدم محرمیت اور برائت اور
طہارت از حیض وغیرہ اور دبر مرد یا زن مین یہ ضرورت نہین ہے اس سبب سے استقذار کی علت سے حرمت
اصلیہ باقی رہی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہرگاہ ادبار رجال کی حرمت بنصوص قطعیہ اور باجماع سنی اور شیعہ معلوم ہے
اور قوم لوط کا اہلاک اسی باعث سے متیقن تو اسی قیاس پر ادبار نسا کی حرمت متصور ہے اور اہلاک فاعلین کا
بنصوص احادیث مسلم اسی واسطے اتیان نساء فاتوھن من حیث امرکم اللہ کے ساتھ تقیید پایا کہ باتفاق مفسرین
محققین اس حیث مکانیہ سے فرج زن مراد ہے نہ شرح قاذورات کا معدن عقبہ بن عامر نے کہا کہ حضرت
صلعم نے فرمایا اسپر لعنت ہے جو عورتون کی مقعد مین جماع کرتا ہے اور ابن عباسؓ کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے
فرمایا اللہ بنظر رحمت اُسکو نہین دیکھتا جو مرد یا عورت کی دبر مین جماع کرتا ہے اور ابوہریرہ روایت کرتے ہین کہ
فرمایا حضرت صلعم نے جسنے مرد یا عورت کی دبر مین جماع کیا بے شک کافر ہوا یعنے حلال جانکر اور کسی نے
طاؤس سے ادبار کا مسئلہ پوچھا فرمایا کفر ہے قوم لوط کی ابتدا یہی تھی کہ عورتون کی دبر مین جماع کرتے تھے
رفتہ رفتہ مرد مرد سے مبتلا ہوے اور تفسیر در منثور مین شان نزول اس آیۃ کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے
یون مروی ہے کہ انصار کا معمول تھا کہ جماع کروٹ سے کرتے تھے اور قریش چت لٹا کر ناگاہ کسی قریشی نے
انصاریہ سے نکاح کیا چاہا کہ اپنی عادت کے موافق پیش آئے انصاریہ نے کہا یون نہین ہمارے طور پہ
پیش آ یہ قصہ حضرت صلعم پاس پہونچا نساؤکم الخ نازل ہوا کہ تمھاری عورتین کھیتی ہین جس طرح چاہو
کھڑے خواہ بیٹھے خواہ چت بشرطیکہ سوراخ ایک ہو اور ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ کچھ لوگ بنی حمیر کے حضرت
کے حضور مین حاضر ہوے بہت باتین پوچھین ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مین عورتون کو دوست
رکھتا ہون اور اونپر جھکا کر کے صحبت کرتا ہون آپ کیا فرماتے ہین تب سورۂ بقر مین اُسکا جواب نازل ہوا
اور اُس شخص کے حق مین یہ آیۃ نازل ہوئی پھر حضرت نے بتایا کہ اپنی عورت سے تمکو صحبت چت اور پیٹ

بخوبی واضح اور لائح ہوا کہ حرمت دخول فی ادبار النسا بو جمیع ائمہ اربعہ اور جمہور اہلسنت کے نزدیک یقینی ہے جیسا
کہ قسطلانی میں ہے مذہب احمد والشافعی و مالک و ابی حنیفہ وصاحبیہ والجمہور التحریم بورود النہی عن فعلہ وتعاطیہ
یعنے چاروں امام اور صاحبین امام ابو یوسف ربانی و امام محمد ابن الحسن الشیبانی اور جمہور اہلسنت اس
فعل کو حرام بتاتے ہیں اسواسطے کہ اُسکے فعل اور تعاطی میں نہی وارد ہے بلکہ بشہادت استبصار خلاصہ
تہذیب اور ارشاد وغیرہ کتب شیعہ سے بابلغ وجوہ وضوح واضح ہوا کہ قائل اور فاعل اس فعل کے رفضہ
فسقہ اور انکے ائمہ مفترضہ منفرضہ ہیں اور جو بعض ناواقف روافض مناظرہ امام شافعی اور محمد ابن حسن سے اباحت
فعل نزدیک امام شافعی کے تفسیر در منثور سے بیان کرتے ہیں وہ ابن اور سین شیعی کا مناظرہ محمد ابن حسن سے
ہے اور محمد بن حسن خود ایک شخص شیعہ گذرا ہے اور اسی طرح ایک ابی حنیفہ نامے ہوا ہے چنانچہ لسان المیزان
میں ہے کہ ابی حنیفہ نادسیہ کی کنیت ہے اور ایک شخص ابو حنیفہ ہم عقیدہ زرارہ گذرا ہے کہ جسکا حال کشی میں
بروایت ابو بصیر یوں مروی ہے کہ دقال قلت لابی عبداللہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم دقال اعاذنا اللہ وایاک
یا ابا بصیر من ذلک الظلم ذلک ماذہب الیہ زرارہ واصحابہ وابو حنیفہ واصحابہ یعنے ابو بصیر کہتا ہے میں نے
اس آیت کو ابو عبداللہ امام صادق کے حضور میں پڑھا فرمایا اے ابو بصیر حق تعالی مجکو اور تجکو پناہ دے اس ظلم
سے یہ ظلم زرارہ اور ابو حنیفہ اور ان دونوں کے توابع کا مذہب ہے شامی شرح کافی میں ہے کہ مراد اس
ابو حنیفہ سے ابو حنیفہ بصری ہے منجملہ قوم نہی عامر نقہ کو خوب جانتا تھا اور اجتہاد کرتا تھا تا آنکہ ایک دن ہارون رشید
کی مجلس میں حاضر ہوا اور دعویٰ کیا کہ امام صادق اور آپ کے اصحاب رافضی ہیں جھوٹھا پڑا خلیفہ کے حکم سے
اپنے اتباع کے ساتھ مارا گیا بالجملہ اہلسنت کی کتابوں میں جہاں ابو حنیفہ کی کسی نے برائی لکھی ہے یا جسنے انکو مرجیہ
بتایا مراد اس سے یہی ابو حنیفہ نادسیہ یا ابو حنیفہ بصری ہے نہ امام ابو حنیفہ کوفی علیہ الرحمۃ اور جو حضرت سیدنا
غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حنیفہ کو خارجی جہنمی مرجی بتلایا ہے وہ اسی ابو حنیفہ کو بتلایا ہو گر کسی
رافضی نے غنیۃ الطالبین میں بعد لفظ اصحاب ابی حنیفہ کے نعمان ابن ثابت کا لفظ زیادہ کر دیا حالانکہ نسخ صحیحہ میں یہ زیادتی
نہیں ہے فافہم ولاتکن من الغافلین القصہ قوم کے لوگوں نے کہا اے لوط تو یہاں سے دور رہو تو ہمارے پاس
اوقات بسری کو آیا تھا اب حکومت کرتا ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ ہمکو تیری بیٹیوں کی خواہش نہیں ہمارا مطلب تجھے
خوب معلوم ہے فرمایا لو ان لی بکم قوۃ او آوی الی رکن شدید یعنے کاش مجکو تمھارا سامنا کرنے کی قوت ہوتی یا جا
بیٹھتا کسی محکم آسرے میں خلاصہ یہ کہ مجھے ذاتی زور ہوتا تو میں تمکو دفع کرتا یا عشیر اور قبیلہ رکھتا ہوتا کہ انکی اعانت
سے منع کرتا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم اللہ اخی لوطا یاوی الی رکن شدید یعنے اللہ رحم کرے
بھائی لوط پر کہ اُسنے پناہ پکڑی خدا سے کہ خدا نے مدد فرمائی اور حکم دیا فرشتوں کو اعانت کا تب فرشتوں نے
کہا دروازہ کھولدو اور ظالموں کو آنے دو حضرت لوط نے دروازہ کھولا کہ سب میاک گھس پڑی اور چاہا کہ مہمانوں
پر ہاتھ ڈالیں حضرت جبرئیل نے ایک پر مارا کہ سب اندھے ہوگئے اسی کا اشارہ سورۂ قمر میں ہے

نسبت وطی فی الدبر کا جواز ٹھہرایا وہ حوالہ دیتے ہین کہ امام موصوف نے اپنی کتاب السیر مین لکھا ہے حالانکہ
کتاب مجہول ہے کہ اسپر اعتماد نہین ہو سکتا ہے بلکہ قرطبی نے تصریح کی ہے کہ مالک بری ہے اس سے
اسکی کتاب کتاب السیر ہو اور بعض مالکیہ نے فرمایا کہ ناقل اباحت وطی فی الدبر کا امام مالک سے کا
اور دروغ باز افترا پرداز ہے بالجملہ یہ فعل اہلسنت کے نزدیک قطعًا حرام ہے اور مذہب شیعہ مین حلال
جو کوئی اہلسنت سے حلت کو نقل کرے منقول عنہ حقیقت مین سنی نہین چھپا ہوا شیعہ ہے اور قیاس منشا
حرمت وطی ادبار نساء پر یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے کریمۂ یسئلونک عن المحیض قل ہو اذیً فاعتزلوا النساء فی المحیض
نجاست حیض کے سبب وطی قبل حرام کی پھر نجاست براز کے باعث سے وطی فی الدبر کیون حرام نہوگی کہ ہر وقت
یہ ناپاکی امعاے متصلہ بالدبر مین موجود ہے بخلاف قبل کہ جز ایام حیض کبھی ناپاک اور گندہ نہین ہوتی اس
واسطے تا بقاے این مدت مباشرت حرام ہے نہ بعد انقضا اور وہ جو بعض معتادین فعل مذموم اس قیاس
پر شبہہ کرتے ہین کہ اگر یہی نجاست براز حرمت وطی فی الدبر کا سبب ہے تو چاہیے کہ نجاست بول بھی حرمت
وطی فی القبل کا موجب ہو کیونکہ بول و براز من حیث النجاستہ اخوان ہین پھر جس طرح دبر نجاست براز
سے کبھی خالی نہین ہے ایسا ہی قبل نجاست بول سے عاری نہین رفع اس شبہہ کا یہ ہے کہ علم تشریح مین مشرح
ہے کہ عورت کی فرج مین تین تجویف ہین اعلیٰ اوسط اسفل اعلیٰ مثانے سے متصل ہے بدستور ناددان بول
اسی تجویف سے جاری ہوتا ہے اور اوسط والی تنگ ہے کہ اُس سے ریح نکلتی ہے اور اسفل والی فراخ تر ہے
رحم سے ملی ہوئی ہنگام جماع ذکر اسی تجویف مین داخل ہوتا ہے اور خون حیض اور جنین اسی تجویف سے خارج
ہوتا ہے پس فرج مین یہ تجویف کبھی گندہ اور ناپاک نہین ہوتی الا ایام حیض مین اور اُن ایام مین جماع حرام
ہے بخلاف دبر کے کہ ایک ہی راہ ہے اور متصل امعا سے کہ معدن براز اور جاے نجاسات
غلیظہ ہے اور یہ فعل اطبا کے نزدیک بھی مضر ہے چنانچہ شیخ بوعلی نے قانون مین لکھا ہے کہ امردون سے مبتلا ہونا
جمہور کے نزدیک قبیح اور شریعت مین حرام اور اس فعل مین ایک جہت سے ضرر زیادہ ہے اور ایک جہت سے
کم پس اس سبب سے کہ طبیعت حرکت کثیر کی محتاج ہوتی ہے تا خروج منی متصور ہو تو اس صورت مین ضرر بیشتر
ہے اور اس وجہ سے کہ منی مین دفق کثیر نہین ہوتا جیسے وطی ادبار نساء مین تو اس ہنگام مین ضرر کمتر ہے اور عدم
ضرر اتیان النساء فی ادبارہن کا یہ ہے کہ جو کتاب موجز اور سدیدی وغیرہ مین لکھا ہے کہ دخول فی الدبر والی کے
گھر مین اگر بیٹا پیدا ہو بیشک علت اُبنہ مین گرفتار ہوگا اسواسطے کہ زن معتادہ جب اس فعل سے لذت بردار
ہوگی تو اُسکی تاثیر لڑکے مین سرایت کریگی اس سبب سے کہ بنا بر مذہب اطبا ہر عضو ان باپ سے جو منی منفصل
ہوتی ہے اُس سے ہر عضو مولود مخلوق ہوتا ہے اور تبصرہ طبیہ مین ثابت ہے کہ مفعولہ فی الدبر خصوصًا حاملہ اگر بیٹا جنے
اُسکو علت اُبنہ ہوگی لا علاج لہا اسی واسطے اللہ صاحب نے اپنے حبیب کریم کی امت پر اس فعل رذیل کو ناپسند
فرمایا اور بنظر انھین قباحتون کے شارع نے فاعل پر تعزیر کا حکم دیا الحاصل اس تحقیق اور تدقیق سے

ضرر یشابہ فی الصحت

بخوبی واضح اور لائح ہوا کہ حرمت دخول فی ادبار النسا جمیع ائمہ اربعہ اور جمہور اہلسنت کے نزدیک یقینی ہے جیسا
کہ قسطلانی میں ہے مذہب احمد والشافعی و مالک وابی حنیفۃ وصاحبیہ والجمہور التحریم بورود النہی عن فعلہ وتعاطیہ
یعنے چاروں امام اور صاحبین امام ابو یوسف ربانی وامام محمد ابن الحسن الشیبانی اور جمہور اہلسنت اس
فعل کو حرام بتاتے ہیں اسواسطے کہ اُسکے فعل اور تعاطی میں نہی وارد ہے بلکہ بشہادت استبصار خلاصۃ
تہذیب اور ارشاد وغیرہ کتب شیعہ سے بابلغ وجوہ وضوح واضح ہوا کہ قائل اور فاعل اس فعل کے رفضۃ
فسقہ اور انکے ائمہ مفترضہ منقرضہ ہیں اور جو بعض ناواقف روافض مناظرہ امام شافعی اور محمد ابن حسن سے اباحت
فعل نزدیک امام شافعی کے تفسیر درمنثور سے بیان کرتے ہیں وہ ابن ادریس شیعی کا مناظرہ محمد ابن حسن سے
ہے اور محمد بن حسن خود ایک شخص شیعہ گذرا ہے اور اسی طرح ایک ابی حنیفہ نام سے ہوا ہے چنانچہ لسان المیزان
میں ہے کہ ابی حنیفہ نادسیہ کی کنیت ہے اور ایک شخص ابو حنیفہ ہم عقیدہ زرارہ گذرا ہے کہ جسکا حال کشی میں
بروایت ابو بصیر یوں مروی ہے کہ وقال قلت لابی عبداللہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم وقال اعاذنا اللہ وایاک
یا ابا بصیر من ذلک الظلم ذلک ما ذہب الیہ زرارہ واصحابہ وابو حنیفہ واصحابہ یعنے ابو بصیر کہتا ہے میں نے
اس آیت کو ابو عبداللہ امام صادق کے حضور میں پڑھا فرمایا اے ابو بصیر حق تعالیٰ مجکو اور تجکو پناہ دے اس ظلم
سے یہ ظلم زرارہ اور ابو حنیفہ اور ان دونوں کے توابع کا مذہب ہے شامی شرح کافی میں ہے کہ مراد اس
ابو حنیفہ سے ابو حنیفہ بصری ہے منجملہ قوم بنی عامر فقہ کو خوب جانتا تھا اور اجتہاد کرتا تھا تا آنکہ ایک دن ہارون رشید
کی مجلس میں حاضر ہوا اور دعویٰ کیا کہ امام صادق اور آپ کے اصحاب رافضی ہیں جھوٹھا پڑا خلیفہ کے حکم سے
اپنے اتباع کے ساتھ مارا گیا بالجملہ اہلسنت کی کتابوں میں جہاں ابو حنیفہ کی کسی نے برائی لکھی ہے یا جسنے انکو مرجیہ
بتایا مراد اس سے یہی ابو حنیفہ نادسیہ یا ابو حنیفہ بصری ہے نہ امام ابو حنیفہ کوفی علیہ الرحمۃ اور جو حضرت سیدنا
غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حنیفہ کو خارجی جہنمی مرجی بتلایا ہے وہ اسی ابو حنیفہ کو بتلایا ہے مگر کسی
رافضی نے غنیۃ الطالبین میں بعد لفظ اصحاب ابی حنیفہ کے نعمان ابن ثابت کا لفظ زیادہ کر دیا حالانکہ نسخ صحیحہ میں یہ یادتی
نہیں ہے فافہم ولاتکن من الغافلین القصہ قوم کے لوگوں نے کہا اے لوط تو یہاں سے دور ہو تو ہمارے پاس
اوقات بسری کو آیا تھا اب حکومت کرتا ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ ہمکو تیری بیٹیوں کی خواہش نہیں ہمارا مطلب تجھے
خوب معلوم ہے فرمایا لوان لی بکم قوۃ اوآوی الی رکن شدید یعنے کاش مجھکو تمہارا سامنا کرنے کی قوت ہوتی یا جا
بیٹھتا کسی محکم آسرے میں خلاصہ یہ کہ مجھے ذاتی زور ہوتا تو میں تمکو دفع کرتا یا عشیر اور قبیلہ رکھتا ہوتا کہ انکی اعانت
سے منع کرتا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم اللہ اخی لوطاً یاوی الی رکن شدید یعنے اللہ رحم کرے
بھائی لوط پر کہ اُسنے پناہ پکڑی خدا سے کہ خدا نے مدد فرمائی اور حکم دیا فرشتوں کو اعانت کا تب فرشتوں نے
کہا دروازہ کھولدو اور ظالموں کو آنے دو حضرت لوط نے دروازہ کھولا کہ سب بیباک گھس پڑے اور چاہا کہ مہمانوں
پر ہاتھ ڈالیں حضرت جبرئیل نے ایک پر مارا کہ سب اندھے ہوگئے اسی کا اشارہ سورۂ قمر میں ہے

نسبت وطی فی الدبر کا جواز ٹھہرایا وہ حوالہ دیتے ہین کہ امام موصوف نے اپنی کتاب السیر مین لکھا ہے حالانکہ کتاب السیر کتاب مجہول ہی کہ اسپر اعتماد نہین ہو سکتا ہے بلکہ قرطبی نے تصریح کی ہے کہ مالک بری ہے اس سے کہ اسکی کتاب کتاب السیر ہو اور بعض مالکیہ نے فرمایا کہ ناقل اباحت وطی فی الدبر کا امام مالک سے کاذب اور دروغ باز افترا پردازہے بالجملہ یہ فعل اہلسنت کے نزدیک قطعًا حرام ہے اور مذہب شیعہ مین حلال پھر جو کوئی اہلسنت سے حلت کو نقل کرے منقول عنہ حقیقت مین سنی نہین چھپا ہوا شیعہ ہے اور قیاس مشہور حرمت وطی ادبار نساء پر یہ ہی کہ حق تعالی نے کریمۂ یسئلونک عن المحیض قل ہو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض مین نجاست حیض کے سبب وطی قبل حرام کی پھر نجاست براز کے باعث سے وطی فی الدبر کیون حرام نہوگی کہ ہر وقت یہ ناپاکی امعاے متصلہ بالدبر مین موجود ہی بخلاف قبل کہ جز ایام حیض کبھی ناپاک اور گندہ نہین ہوتی اسی واسطے تا بقاے این مدت مباشرت حرام ہے نہ بعد انقضا اور وہ جو بعض معتادین فعل مذموم اس قیاس پر شبہہ کرتے ہین کہ اگر یہی نجاست براز حرمت وطی فی الدبر کا سبب ہے تو چاہیے کہ نجاست بول بھی حرمت وطی فی القبل کا موجب ہو کیونکہ بول و براز من حیث النجاستہ اخوان ہین پھر جس طرح دبر نجاست براز سے کبھی خالی نہین ہی ایسا ہی قبل نجاست بول سے عاری نہین رفع اس شبہہ کا یہ ہی کہ علم تشریح مین مشرح ہی کہ عورت کی فرج مین تین تجویف ہین اعلی اوسط اسفل اعلی مثانے سے متصل رہے بدستور نادان بول اسی تجویف سے جاری ہوتا ہی اور اوسط والی تنگ ہی کہ اُس سے ریح نکلتی ہے اور اسفل والی فراخ تر ہے رحم سے ملی ہوئی ہنگام جماع ذکر اسی تجویف مین داخل ہوتا ہے اور خون حیض اور جنین اسی تجویف سے خارج ہوتا ہے پس فرج مین یہ تجویف کبھی گندہ اور ناپاک نہین ہوتی الا ایام حیض مین اور اُن ایام مین جماع حرام ہے بخلاف دبر کے کہ ایک ہی راہ ہے اور متصل امعا سے کہ معدن براز اور جاے نجاسات غلیظہ ہے اور یہ فعل اطبا کے نزدیک بھی مضر ہے چنانچہ شیخ بوعلی نے قانون مین لکھا ہے کہ امردون سے مبتلا ہونا جمہور کے نزدیک قبیح اور شریعت مین حرام اور اس فعل مین ایک جہت سے ضرر زیادہ ہے اور ایک جہت سے کم پس اس سبب سے کہ طبیعت حرکت کثیر کی محتاج ہوتی ہی تا خروج منی متصور ہو تو اس صورت مین ضرر بیشتر ہی اور اس وجہ سے کہ منی مین دفق کثیر نہین ہوتا جیسے وطی ادبار نساء مین تو اس ہنگام مین ضرر کمتر ہے اور عمدہ ضرر اتیان النساء فی ادبارہن کا یہ ہی کہ جو کتاب موجز اور سدیدی وغیرہ مین لکھا ہے کہ دخول فی الدبر والی کے گھر مین اگر بیٹا پیدا ہو بیشک علت اُبنہ مین گرفتار ہوگا اسواسطے کہ زن معتادہ جب اس فعل سے لذت بردار ہوگی تو اُسکی تاثیر لڑکے مین سرایت کرے گی اس سبب سے کہ بنا بر مذہب اطبا ہر عضو ماں باپ سے جو منی منفصل ہوتی ہے اُس سے ہر عضو مولود مخلوق ہوتا ہے اور تبصرہ طبیہ مین ثابت ہے کہ مفعول فی الدبر خصوصًا حاملہ اگر بیٹا جنے اُسکو علت اُبنہ ہوگی لا علاج لہ اسی واسطے اللہ صاحب نے اپنے حبیب کریم کی امت پر اس فعل رذیل کو ناپسند فرمایا اور بنظر انھین قباحتون کے شارع نے فاعل پر تعزیر کا حکم دیا الحاصل اس تحقیق اور تدقیق سے

ضرر اتیان فی الدبر

بعد

کیا حال ہو اسی وقت ایک پتھر اُسپر گرا کہ داخل نار ہوئی اور بھی تفسیر زاہدی مین ہے کہ نمک کا ستون ہو گئی ہو کذا فی تراجم التورات الغرض یہ حادثہ اس طرح کا محیط تھا کہ اُس قوم ناپاک کا آدمی جہان کہین تھا وہین اسی عذاب مین مبتلا ہوا چنانچہ ایک شخص حرم شریف مین کسی کام کو گیا تھا سنگ عذاب چالیس دن تک ہوا مین ٹھہرا رہا جب وہ حرم سے نکلا اسی سنگ عذاب نے سر توڑا اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ بروز حشر اس قوم کی آواز آویگی اور اہل حشر استفسار کرینگے کہ یہ کیسی آواز ہے ارشاد ہوگا کہ شہرستان لوط کے ساکنین کی آواز ہے دوزخ مین چلاتے ہین بعد اسکے اسی وقت قوم لوط کو طلب کرینگے اور الٹا کرکے جہنم مین بھیجین گے روایت ہے کہ جس جگہ یہ عذاب نازل ہوا ہے وہان اب سمندر ہے اور پانی وہان کا ایسا شور ہو کہ مچھلی جاتے ہوئے مرجاتی ہے اسی وجہ سے اُسکو سمندر مردہ بولتے ہین اور اطراف کی زمین سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسجگہ عذاب نازل ہوا تھا اگر کوئی ناواقف شبہہ کرے کہ جب شہرستان لوط الٹ گیا تو سب قوم کے لوگ ہلاک ہوکر زمین مین دب گئے وبالضرور نظر خلائق سے غائب ہوے پھر پتھریان برسانے سے کیا فائدہ ہوا کیونکہ وہ پتھریان تو وہ خاک پر پڑی ہونگی تو جواب اسکا یہ ہو کہ ان پتھریون مین بسبب حرارت مادی کے گوگرد کی خاصیت پیدا ہوئی تھی اور حرکت ہابطہ کی قوت سے طبقہ بالاے زمین کو پھاڑکے کافرون کے بدن مین داخل ہوتی تھین اور جلاتی تھین ہرچند کہ حالت تقلیب مین احتمال یہ نہین ہو کہ ارواح نے فی الفور مفارقت کی ہو لیکن تعلق روح کا بدن سے بعد مفارقت رہتا ہو وہی موجب عذاب برزخ ہے ولہذا حدیث شریف مین وارد ہے کہ مردے کی ہڈی توڑنا یا حرکت سخت دینا نہ چاہیے پس پلٹ دینا شہرستان لوط کا عذاب دنیوی تھا اور جلانا پتھریون سے عذاب برزخی اور یہ بھی احتمال ہو کہ حالت تقلیب مین پتھریان برسائی ہون یعنے قبل پہونچنے تہ زمین کے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال القصہ بعد اس واقعے کے حضرت لوط علیہ السلام شہر زعرا سے نکلکر مع اپنی لڑکیون کے حضرت خلیل اللہ کے پاس تشریف لائے اور سات برس تک زندہ رہے مورخین لکھتے ہین کہ دہم ربیع الاول بروز چہارشنبہ انتقال جنت فرمایا مدت دعوت سینتیس[۳] برس تھی شریعت ان کی مین شریعت ابراہیم علیہ السلام کی تھی مزار شریف قریب مزار حضرت ابراہیم کے واقع ہو اور اخبار الدول مین ہے کہ قریہ کفر مین جو ایک فرسخ مسجد خلیل سے واقع ہے مدفون ہین اور مغارۂ غربیہ مین ہو کہ مسجد عتیق کے نیچے ساٹھ نبی مدفون ہین انہین میں مرسل ہین بعضی مورخین نے عمر حضرت لوط کی پچاس برس کی لکھی ہو گو یہ سخن خلاف قیاس ہے کیونکہ وفات حضرت لوط بعد وفات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہوئی ہو فائدہ باب نوزدہم سفر التکوین توریت مین لکھا ہے کہ جب لوط شہر زعرا مین رہتے ہوے ڈرے تو اپنی بیٹیون کو لیکر غار مین چھپے وہان بڑی بیٹی نے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ باپ ہمارا بوڑھا ہو گیا ہے اور زمین پر کوئی ایسا مرد نہین جو ہمارے پاس آوے صلاح یہ ہو کہ اپنے باپ سے نسل لین تب حضرت کو شراب پلائی اور بہ حالت نشے مین اول بڑی بیٹی ہم بستر ہوئی پھر چھوٹی اور دونون حاملہ ہوئین اور حضرت نے نجانا انتہی اس طرح

ولقد راودوہ عن ضیفہ فطمسنا اعینہم فذوقوا عذابی ونذر یعنے اُس سے لینے لگے اسکے مہمانون کو پھر ہمنے مٹا دین
اُنکی آنکھین اب چکھو میرا عذاب اور ڈرانا اکثر اہل تفسیر کے نزدیک آنکھ ناک منھ سب برابر کردیا اور ضحاک کے نزدیک
صرف آنکھین مٹا دین کہ مہمان نظر نہ آئے سب واپس ہوے جب قوم کے لوگ خائب اور خاسر کیے تو فرشتون نے
کہا کہ ہم پروردگار کے بھیجے آئے ہین ہمپر کسی کا دسترس نہوگا اپنے گھروالون کو لیکر کچھ رات رہے نکل جاؤ
اور منھ موڑکر نہ دیکھے کوئی تم مین سے مگر تمھاری عورت کو اسپر پڑتا ہے جو ان پر پڑیگا جیسا سورۃ ہود مین
مذکور ہے مطلب یہ ہے کہ اپنی بیٹیان اور گھر کا اسباب لیکے جس مقام کا حکم ہو مصر یا شام یا زعرا ات کو چل دو مگر
عورت کو ساتھ نہ لو اور سب کو آگے دھرلو اور آپ پیچھے رہو تاکہ یہ لوگ چلنے مین جلدی کرین مگر سمجھا دو کہ پیچھے
پھر کر نہ دیکھین تاکہ ہول عذاب سے بچے رہین چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام کچھ رات باقی رہے سے نکلے
چودہ آدمی ہمراہ اور گھر کا اسباب تھا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تھے اُنسے مضطربانہ پوچھا عذاب
کب آویگا کہا صبح کو فرمایا صبح تو دور ہے حضرت جبرئیل نے کہا صبح نزدیک ہے کچھ دور نہین کما قال اللہ تعالیٰ
ان موعدہم الصبح الیس الصبح بقریب یعنے وعدہ عذاب اُنکا صبح ہے کیا نہین ہے صبح نزدیک الغرض حضرت لوط
علیہ السلام مع ہمراہیان آفتاب نکلنے زعرا مین پہونچے اور حضرت جبرئیل کو ارشاد ہوا کہ ان چارون شہرون
کو اولٹ دو کہ حضرت جبرئیل نے مطابق فرمان الٰہی عمل کیا چنانچہ سورۂ ہود مین فرماتے ہین فلما جاء امرنا جعلنا
عالیہا سافلہا وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ عند ربک یعنے جب پہونچا حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے
وہ بستی اوپر نیچے اور برسائین پتھریان کنکر کی تہ بتہ صاف بنائین تیرے رب کے پاس کی حدیث شریف مین
وارد ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنی قوت و امانت کا حال ہمارے
سامنے بیان کرو حضرت جبرئیل نے کہا کہ قوت میری یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مجکو واسطے تخریب مجرمین قوم
لوط علیہ کے کہ چار شہرون مین رہتی تھی اور ایک شہر سدوم اُن مین ایسا تھا کہ وہان باستثنائے اطفال و
نساء چار لاکھ آدمی سلح پوش تھے بھیجا سو مین نے اُن شہرون کو ساتوین زمین کی تہ سے ایک پر کے اوپر
اٹھا کر اتنا آسمان کے نزدیک لیگیا کہ آسمان کے رہنے والے اُن شہرون کے مرغون و کتون کی آواز سنتے
تھے پھر مین نے اُن شہرون کو اسی غار مین اوندھا ڈال دیا اور مجکو کچھ تکلیف و بوجھ معلوم نہوا تفسیر
زاد المسیر مین ہے کہ پتھریان مُہر کی ہوئین برنگ مختلف تھین بعض سفید اپنر نقطے سیاہ اور بعض سیاہ اپنر نقطے سفید
اور ہر ایک پر مجرم کا نام لکھا تھا تفسیر زاہدی مین ہے کہ بڑا پتھر خم کے برابر اور چھوٹا گھڑے یا آبخورے
کے مقدار تھا پوشیدہ نرہے کہ یہ ہی حادثہ حاقہ ہے کہ ایمان دار بچ گئے اور کافر مارے گئے تھے حضرت
لوط کی بی بی مسماۃ والہہ یا وائلہ بھی نہ بچی کیونکہ یہ عورت ظاہر مین موافق اور باطن مین مخالف
تھی لیکن خدا ہی تعالیٰ بلاتقصیر ظاہر عذاب نہین فرماتے ایک حکم ایسا بھیجا کہ اس سے نہوسکا اس
گناہ مین ماخوذ کیا یعنے یہ حکم ہوا تھا کہ کوئی منھ پھیرکر نہ دیکھے سو عورت حضرت لوط نے منھ پھیر کے پوچھا قوم کا

مین پھیل گئے مدت دعوت پچاس برس تھی اور عمر یکصد وسی و ہفت سالہ مرقد شریف مین المیزاب و الحجر واقع ہے
اخبار الدول میں ہو کہ جب ابن زبیرؓ نے بناے کعبہ کھودی تو ایک تابوت سبز سنگ مرمر کا نکلا ابن زبیر نے
اسکا حال علماے عہد سے پوچھا انھوں نے کہا یہ قبر ہاجرہ و اسمعیلؑ کی ہو بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت
نے قوم جرہم مین دو مرتبہ نکاح کیا پہلی بی بی کو با یماے والد بزرگوار مطلقہ فرمایا اُنسے کوئی اولاد نہین ہوئی
مگر مسماۃ رعلہ بنت مضاض زوجہ ثانیہ سے بارہ یا گیارہ بیٹے پیدا ہوے اگرچہ تمام اولاد قوم مین سردار
تھی لیکن قیذر و ثابت بڑے نامور تھے چنانچہ ہمارے حضرت صلعم بنی قیذر مین ہین درج الدرر مین ہو کہ نور
محمدی حضرت اسمعیلؑ سے قیذر مین آیا اور اُن سے عہد نامہ حفاظت لکھوایا گیا اور اُسکو حضرت اسمعیلؑ نے
تابوت سکینہ مین رکھکر قیذر کے سپرد کیا پھر حضرت اسمعیلؑ نے وفات پائی اور قیذر نے قوم جرہم مین اوقات
بسری اختیار فرمائی اور صفت شجاعت و فن تیراندازی و چابک سواری مین مشہور ہوے بعد چندے خیال یہ
دامنگیر ہوا کہ حسب و نسب کا کمال اولاد اسحٰق علیہ السلام مین منحصر ہے اسلیے اس قوم کی عورتون سے نکاح
کیے مگر اس نور سرور بے انتقال نکیا آخرکار یہ خواب دیکھا کہ یہ نور مجاری عربیات مین جاری ہو گا
تو ناحق تقویم کے خلاف تدبیرین کرتا ہو تب مسماۃ غاضرہ عربیہ سے نکاح کیا کہ وہ نور اُس سے منتقل ہوا بعد
ازان قیذر نے چاہا کہ تابوت سکینہ کھولون غیب سے آواز آئی کہ تمکو اجازت نہین ہو یہ امانت کنعان مین جاکر
یعقوبؑ ابن اسحٰقؑ کے سپرد کرو چنانچہ قیذر نے تابوت سکینہ اپنی پشت پر لادا اور پیادہ پا جانب کنعان متوجہ ہوے
متصل شہر مذکور کے تابوت سے ایک آواز نکلی کہ حضرت یعقوب اُس آواز کو سنکر مع اپنے بیٹون کے بنا بر
استقبال روانہ ہوے اور قیذر سے ملاقی ہو کر تابوت سکینہ لیا اور فرمایا کہ آج رات کو مسماۃ غاضرہ سے ایک
بیٹا پیدا ہوا ہے اور آفتاب نبوت محمدی برج حمل سے طالع ہوا جب کہ قیذر گھر آئے تو دیکھا کہ فی الحقیقت حمل
نامے بیٹا انکے گھر مین پیدا ہوا ہے اور نور محمدی اسکی پیشانی مین چمکتا ہو پھر جب حمل جوان ہوا تو قیذر اُسکو جبل
ابو قبیس پر لے گئے اور بطریق وصیت نہ بطرز کتابت ایک اقرار لیکر وفات پائی اسی مقام مین مدفون ہین پھر
وہ نور مطہر حمل سے نبت میں و نبت سے ہمیسع مین و ہمیسع سے اود مین اس سے ادین اس سے عدنان مین
آیا و ہذا ہو الصحیح المعتمد علیہ اور جو محمد ابن اسحاق مطلبی نے سیرۃ النبی مین لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ثابت ابن اسمعیلؑ کی نسل مین ہین اور صاحب بہجۃ المحافل نے بھی اسی کو تصحیح کیا ہے سو اکثر
محققین کا اس روایت پر اعتماد نہین ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

تفریح دہم دراحوال حضرت اسحٰق علیہ السلام

یہ نام بھی عجمی ہے گو عربی سے موافق ہو اور زبان عبری مین اسحٰق بمعنے ضاحک آیا ہے انکو اللہ نے نہایت
حسین پیدا کیا تھا حضرت اسمعیلؑ سے چودہ ۱۴ یا تیئس ۲۳ برس چھوٹے تھے اللہ تعالیٰ نے انکو بھی روبرو

ترجمہ مذکور نہین ہوکہ اول سے جو بیٹا ہوا اُسکا نام مواب رکھا اور دوسری سے جو پیدا ہوا اسکا بن عمی پوشیدہ نرہے
اسپیغمبر جلیل الشان پرایسی تہمت کرنا قانون عقل سے بعید ہو اور بڑی قباحت یہ ہو کہ اعوت موابیہ جدات حضرت
عیسیٰ سے ہو کیونکہ آنجناب اولاد داؤد مین اور راعوت مادر عابدپدر البناپدر داؤد ہو معجزات حضرت لوط علیہ السلام
کئی تھے ازانجملہ ایک مرتبہ قوم نے پانی مانگا حضرت لوطؑ نے دعا کی کہ بلا ابر پانی برسنے لگا سو بعض اسلام لائے
اور بعضے منکر ہوے ازانجملہ ایک مرتبہ ایک کافر کا بیٹا غائب ہو گیا اسنے کہا کہ آپ بتلادین میرا بیٹا کہان ہے
حضرت لوط نے دعا کی اللہ نے قبول کی کہ حضرت نے اس کافر کے بیٹے کو دکھلا دیا حالانکہ ما بین پدر و پسر سو فرسخ کا
فاصلہ تھا ازانجملہ سنگ سخت آپ کے ہاتھ سے موم ہو جاتا تھا چنانچہ جب کبھی آنجناب پتھر پر سر رکھکر سوتے تو نشان
سر مبارک پتھر مین ہو جاتا تھا پوشیدہ نرہے کہ اس طرح کے کرامات بلکہ انسے اعلیٰ اولیاء امت محمدیہ علی
صاحبہا الصلوۃ والسلام سے صادر ہوئے ہین

تفریح نہم در احوال حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

نام مبارک حضرت کا عجمی ہو اور دو طرح سے تکلم مین آتا ہو اسمعیل و اسمعین معنے اسکے عربی مین مطیع اللہ و لقب
ذبیح بقول اعراق الثری اور وجہ تسمیہ معالم التنزیل مین یون لکھی ہے کہ حضرت ابراہیم نے اولاد کی دعا
مانگی اور کہا اسمع یا ایل یعنے قبول کرائے خدا جب اسمعیل پیدا ہوے تو حضرت ابراہیم نے نام اسمعیل رکھا
اور عبرانی مین اسکو شیمعیل کہتے ہین ولادت باسعادت انکی حدود شام مین ہاجر قبطیہ سے ہوئی اور صغر سن
مین مبتلاے بلاے ہجرت و رنج ہوے انھین نے اول بزبان عرب کلام فرمایا ہے اور انھین نے اپنے
باپ کے ساتھ کعبہ تعمیر کیا اللہ جل شانہ نے انکو اہل مین وحضر موت پر بعد حضرت ابراہیم اور صحیح یہ
کہ روبروے حضرت ابراہیمؑ کے نبی کیا اور اپنے کلام مین انکی شان مین وارد کیا واذکر فی الکتاب اسمعیل
انہ کان صادق الوعد و کان رسولا نبیا مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت اسمعیلؑ جب کبھی وعدہ
فرماتے تھے تو وفا کرتے تھے اور کلبی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تک
تو نہ آویگا مین اسی جگہ حاضر رہونگا سو وہ سال بھر نہ آیا مگر حضرت اسی مقام پر کھڑے رہے اور برگہاے درخت
کھایا کیے اور عادت حضرت کی یہ تھی کہ ہمیشہ قوم کو اداے نماز و ادائے زکوۃ کی تاکید فرماتے تھے کیونکہ نماز
عبادات بدنیہ مین اشرف العبادات ہو اور عبادات مالیہ مین زکوۃ کما قال اللہ و کان یامر اہلہ بالصلوۃ والزکوۃ
و کان عند ربہ مرضیا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ حنفیت آنجناب پر فرض تھی جس طرح ہم لوگون پر ہے
اور شریعت انکی عین شریعت حضرت ابراہیمؑ کی تھی اور از جملہ معجزات ایک معجزہ یہ ہے کہ اہل بادیہ نے کہا
کہ خشک پستان سے دودہ نکالو سو حضرت نے بچہ ناقہ سے کہ لائق دودہ دینے کے نہ تھا دودہ نکالا ازانجملہ
اہل بادیہ نے کہا کہ درخت شوک مین اگر پھل لگین تو ہم ایمان لاوین حضرت نے دعا کی کہ درخت مذکور

لگیا معلوم ہوا کہ یعقوب اول مرتبہ آئے و برکت دعا لیگئے لاچار عیصو کے واسطے یہ دعا فرمائی کہ بادشاہت تیری نسل مین رہے انتہی مین کہتا ہون کہ یہ جعلسازی نصاری کی ہے کہ ایسی تہمت کرتے ہین اور صاحب قصص الانبیاء نے بالا لحاظ صحت روایت باب بست و ہفتم سفر التکوین توریت سے نقل کی ہے حاطب اللیل اسی کو کہتے ہین و نیز قصص الانبیا مین ہے کہ بعد وفات ابراہیم علیہ السلام کے حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے چھوٹے بھائی اسحقؑ سے کہا کہ باپ کے ترکہ سے کوئی چیز مجھے بھی ملے حضرت اسحقؑ نے کہا تم لونڈی کی اولاد ہو تمکو میراث پدر نہ ملیگی اس بات سے اسمٰعیل علیہ السلام کو رنج ہوا دفعۃً حضرت جبرئیلؑ نے حضرت اسحقؑ سے کہا یہ کلام بس نازیبا تھا تمکو نہین معلوم ہے کہ سید ولد آدم محمد مصطفےٰ صلعم اسکی نسل مین ہوگا اور آخر زمانے مین تمام جن و انس کا رسول اب اس گفتگو کی سزا مین اللہ صاحب نے حکم دیا ہے کہ تمھاری اولاد کو اولاد اسمٰعیلؑ اپنا مملوک بنا دین اور تیری امت مین قوم جہود پیدا ہون کہ پیغمبرون کو ناحق قتل کرین اور یہ بھی فرمایا کہ اس سخن کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یوسفؑ ابن یعقوبؑ تمھارا پوتا غلام بنایا جائیگا اور بکے گا اس پیغام کے سننے سے حضرت اسحقؑ بہت روئے کہ آنکھین جاتی رہین اور دو برس حضرت جبرئیلؑ تشریف نہین لائے اس عرصہ مین حضرت اسحقؑ نے توبہ و ندامت مین ایام بسر کیئے بعد اسکے اللہ صاحب نے توبہ انکی قبول فرمائی اور حضرت جبرئیلؑ نے پیغام دیا کہ توبہ قبول ہوئی اور تمھاری اولاد مین ایک پیغمبر اولو العزم پیدا ہوگا جو کہ بلا واسطے کسی فرشتے کے اللہ صاحب سے کلام کریگا کہ اس پیغام سے اسحقؑ علیہ السلام کو تسکین ہوئی واللہ اعلم

تفریح یازدہم در احوال حضرت یعقوب علیہ السلام

انکو اسرائیل بھی کہتے ہین بمعنے عبد اللہ کیونکہ اسرا ازروے لغت بمعنے بندہ ہے و ئیل بمعنے اللہ مگر حسب روایت ابن حمید اصل نام یعقوب ہے اور اسرائیل لقب اور وجہ تسمیہ یعقوب کی ذکر حضرت اسحقؑ مین مندرج کی گئی ہے اور وجہ تسمیہ اسرائیل کی بعض کتب مین یون لکھی ہے کہ جب یعقوب جوان ہوے تو ایک روز انکے باپ نے خلوت خانے کا دربان مقرر کیا اور فرمایا کہ اسجگہ کوئی نامحرم نہ آوے اسی دن ایک فرشتہ بصورت انسان آیا اور زیارت حضرت اسحق کا مستدعی ہوا حضرت یعقوبؑ نے منع کیا اُسنے بزور جانا چاہا آخر کار حضرت یعقوبؑ سے کشتی ہونے لگی مگر فرشتہ مغلوب ہو گیا دفعۃً حضرت اسحق خلوت خانے سے باہر نکلے اور اس معاملہ کو دیکھکر متحیر ہوے اور فرشتے کو پہچان کر معذرت پیش آئے تب اُسنے کہا کہ ہماری طرف سے اسکا نام اسرائیل رکھو کیونکہ اسرا ہماری زبان مین مقبول کو کہتے ہین اور ئیل بمعنے خدا ہے سو یہ لڑکا آپکا مقبول خدا ہے کہ لحاظ و پاس کسی کا تمھارے حکم کے سامنے نہین کرتا اسی وقت سے نام یعقوب کا اسرائیل ہوا مین کہتا ہون کہ اس روایت کی کچھ اصل نہین ہے غالباً کتب محرفہ بنی اسرائیل سے ماخوذ ہے کیونکہ ترجمہ توریت مین ہے کہ ایک شخص یعقوب سے رات بھر کشتی لڑتا رہا جب وہ یعقوب کو مغلوب نہ کرسکا تو چپکے سے یعقوب کی ران کی پاس ہاتھ لیجا کر ٹانگ کی نس چڑھادی اسکے بعد یعقوب نے اُس سے

حضرت ابراہیمؑ عہدہ نبوت عنایت فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ووہبنا لہ اسحٰقؑ ویعقوب وکلا جعلنا نبیا یعنے بخشا ہمنے
ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ و یعقوب اور دونون کو نبی کیا روایت ہے کہ جب عمر حضرت اسحٰق کی چالیس کو پہونچی تو حضرت
لوطؑ کی بیٹی سے نکاح کیا اور صحیح یہ ہے کہ ربقا بنت تویل سے عقد ہوا اور ساٹھ برس کی عمر مین اولاد کے
واسطے دعا مانگی خداوند تعالیٰ نے انکی بی بی کو دو بیٹون سے ایک یعقوب علیہ السلام دوسرے عیصو
بزیادت واو حاملہ فرمایا جب وقت وضع حمل پہونچا تو یعقوب نے چاہا کہ مین پہلے نکلون عیصو نے کہا اگر تو پہلے
نکلے گا تو مین پیٹ مین والدہ کو مار ڈالونگا سو حضرت یعقوبؑ نے بلحاظ بزرگی والدہ کے توقف فرمایا تب
عیصو اول ظاہر ہوے ولہذا نام انکا عیصو ہوا لانہ عصی امہ یہ نام قاموس مین بزیادت واو ہے اور
شمس العلوم مین بدون واو جائز لکھا ہے اور یعقوبؑ عقب عیصو پیدا ہوے اسلیے یہ نام ہوا حالانکہ یعقوبؑ
پیٹ مین عیصو سے بڑے تھے اور حضرت یعقوبؑ حالت طفولیت مین موصوف برحمت ولینت تھے ایام
شباب مین صاحب مویشی وزراعت ہوے اور عیصو طفولیت سے موصوف بغلظت وسختی تھے عنفوان شباب
مین صاحب صید وشکار ہوے اور مسماۃ ربقا کو یعقوب سے بنظر سعادتمندی محبت زیادہ تھی اور عیصو
پر صرف شفقت بعد چندے حضرت اسحٰقؑ بصیر ہو گئے تب یعقوبؑ کیواسطے نبوت وریاست کی دعا کی اور
عیصو کے واسطے ملک وسلطنت کی اور کثرت نسل وبقاے ذریت کی مجیب الدعوات نے قبول فرمائی یعنے یعقوبؑ
کی اولاد مین نبوت آئی اور عیصو کی اولاد مین سلطنت چنانچہ عیصو تمام روم کے باپ کہلاتے ہین بنی الاصفر
انھین کی اولاد ہین اور جو بادشاہ ہوا وہ بنی الاصفر کی اولاد مین ہوا اور یعقوب کی اولاد سے تمام انبیا ہوے
مگر نوح و ہود و صالح و لوط و ایوب و شعیب و ابراہیم و اسمعیل و محمد مصطفےٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام عمر حضرت
اسحٰق کی ایک سو اسی برس کی ہوئی اور وفات اسوقت ہوئی ہے جب کہ حضرت یوسفؑ وزیر مصر ہو لیے اور اپنے
باپ کے پاس مدفون ہین کذا فی اخبار الدول معجزہ مشہور انکا یہ ہے ایک کافر چند کھالین مختلف جانورون کی لایا
اور بولا کہ اسمین جان ڈالو تو مین ایمان لاؤن حضرت اسحٰق نے جناب الٰہی مین دعا کی فی الفور ان کھالون مین
جان پڑ گئی یعنے جس جانور کی کھال تھی وہی جانور زندہ ہو گیا اخبار الدول مین ہے کہ حضرت اسحٰقؑ علیہ السلام کو
بھی ذبیح کہتے ہین اور ذبح انکا بیت ایلیا تھا فائدہ قصص الانبیاء مشہور مین لکھا ہے کہ آخر عمر مین حضرت اسحٰق
نے عیصو سے کہا کہ بوقت خاص میرے واسطے کباب لاؤ تو مین نبوت کی دعا تیرے لیئے کرون یہ خبر والدہ یعقوبؑ
و عیصو کو پہونچی اور وہ یعقوبؑ کو زیادہ پیار کرتی تھین سو انھون نے یعقوبؑ کو عیصو کا لباس پہنایا
اور فہمایش کی کہ آواز اپنی مانند آواز عیصو کے بدل کر اسحٰق کے پاس حاضر ہو اور درخواست دعا کر کہ میرے
واسطے دعا کیجیے چنانچہ حضرت یعقوب نے اسی طرح کیا اور حضرت اسحٰق نے دعاے نبوت فرمائی تھوڑی
دیر بعد عیصو کباب لیکر آئے اور دعا کی درخواست کرنے لگے حضرت اسحٰق نے فرمایا کہ مین ایک مرتبہ
تیرے واسطے دعا کر چکا ہون عیصو نے کہا مجکو خبر بھی نہین ہے تب حضرت اسحٰق نے تفتیش فرمائی کہ وہ دعا کون

یوسف علیہ السلام و کنعان مین بنیامین پیدا ہوے اور وضع حمل کے بعد راحیل نے وفات پائی لیکن اصح یہ ہے
کہ لیا اور راحیل سے ایک وقت مین نکاح ہوا چنانچہ مذکور ہوا اسی کا اشارہ قرآن مجید مین لا تجمعوا بین الاختین الا
ما قد سلف اور زلفا و بلہا خواہ بلقا لونڈیان تھین جیسا کہ کتب بنی اسرائیل مین ہی بالجملہ حضرت یعقوب علیہ السلام
کے بارہ بیٹے ہوے انھین کو اسباط بولتے ہین اور سبط کلام عرب مین وہ درخت ہی جسکی شاخین بہت ہون
سو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہون بیٹون کی اولاد کثرت سے ہوئی ہی روایت ہی کہ جب عمر حضرت یعقوب
علیہ السلام کی چالیس برس کو پہونچی تو وحی ہوئی کہ تم کنعان کے نبی ہوے اب یہان سے جاکر دعوت حق
کرو اور شریعت ابراہیمی پر وہان کے لوگون کو بلاؤ چنانچہ حضرت یعقوب نے اپنے ماموں لابان سے بیان
کیا اُسنے نقد و جنس دیکر با اہل و عیال رخصت کیا متصل کنعان کے عیصو برادر یعقوب بنا بر استقبال آئے
اور بغل گیر ہوے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنظر دفع شر دسوان حصہ مویشی کا انکو دیا وہ جانب روم چلے گئے
اخبار الدول مین ہی کہ سدی فرماتے ہین جب یعقوب علیہ السلام نے پانسو پچاس راس عیصو کو دیے تو وحی آئی اے
یعقوب تونے ناحق اپنا مال ضایع کیا اور مجھپر توکل نہ کیا اسکی سزا یہ ہی کہ اسیقدر آدمی تیری اولاد کی اولاد عیصو کے مملوک
ہونگے سو جب سلطان روم نے بیت المقدس پر غلبہ پایا تو ظہور اس وحی کا ہوا اور بعض اہل سیر نے اس مقام پر
لکھا ہی کہ خبر تشریف آوری حضرت یعقوب علیہ السلام جب عیصو کو معلوم ہوئی تو اول جوش و خروش مین آکر مقابلہ کرنے
کو مستعد ہوے مگر بفہمایش عقلا آخر بحسن سلوک پیش آئے اور ملاقات کر کے ملتمس ہوے کہ تمکو اللہ تعالے نے
از روے نبوت بزرگی عطا کی ہے سو تم میرے حق مین اور اولاد کے حق مین دعا کرو چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام
نے دعا فرمائی اور عیصو روم کو روانہ ہوے روایت ہی کہ عیصو نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا
اُنسے پانچ بیٹے پیدا ہوے از انجملہ ایک کا روم نام تھا کہ اسکی نسل سے سب رومی ہین اور تمام سلاطین روم
اُسی کی نسل مین ہوے ہین عمر عیصو کی ایک سو سینتالیس برس کی ہوئی جس دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے سفر
آخرت فرمایا اُسی دن عیصو نے بھی وفات پائی اور اپنے والدین کے متصل مقام حران مین مدفون ہوے بعض
کہتے ہین کہ حضرت ایوب پیغمبر عیصو کی اولاد مین ہین و ہو الصحیح اور بعض کہتے ہین کہ عوص بن ناحور کی اولاد مین لیکن
بنی اسرائیل سے خارج ہین اور بعض کہتے ہین کہ حضرت لوط کے نواسے تھے اور تحقیق اُسکی حضرت ایوب ع
کے حال مین کیجائیگی القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان مین دعوت ایمان شروع فرمائی اول یہ معجزہ ظاہر
ہوا کہ شہر کنعان بین الجبلین واقع تھا اہل وہان کے تنگی جگہ کے شاکی تھے سو بدرخواست قوم اُن کی
جنبش کے واسطے دعا فرمائی دبا بہاے خداوند حقیقی دونون ہاتھون سے اشارہ کیا کہ دونون پہاڑ ہٹ گئے
اور مقام وسیع ہو گیا دوسرا معجزہ یہ ہوا کہ یہودا نے قوم عمالقہ سے مقابلہ کیا اور حالت مقابلے مین برچھا ٹوٹ گیا
یہودا نے حضرت یعقوب ع کو آواز دی کہ آنجناب نے ستر فرسخ سے آواز سنی اور برچھا دوسرا پھینک دیا کذا فی
اخبار الدول تیسرا معجزہ یہ ہوا کہ اُس وقت مین سلجم ابن دار الکنعان مین بادشاہ تھا مع لشکر اپنے حضرت یعقوب ع

[حاشیہ: ۱ بنیامین بکسر باء موحدہ و سکون نون یس از ان تحتیہ والف و میم مکسورہ تحتیہ و نون نام برادر اعیانی یوسف ست و آنچہ ابن یامین گویند غلط ست کذا فی الغیاث من القاموس ۱۲]

برکت مانگی اُسنے برکت دی اور کہا آج سے تیرا نام اسرائیل ہوگا اور یعقوب نے اس مقام کا نام فنائل رکھا کہ مین نے خدا کو رو برو دیکھا اور میری جان بچ گئی اور برخلاف اسکے کتاب پیدایش کے پینتیسوین باب مین ہی کہ خدا یعقوبؑ کو پھر دکھائی پڑا اور اسکا نام اسرائیل رکھا اسپر طرہ یہ ہی کہ پادری فنڈر مفتاح الاسرار مین لکھتا ہی کہ کشتی کرنیوالا عیسیٰ مسیح تھا بالجملہ اس روایت کی حقیقت اسی قدر ہے جو مین نے بیان کردی اور صحیح وجہ تسمیہ کی یہ ہی کہ جب حضرت یعقوبؑ بخوف عیصو اپنے ماموں کے پاس جانے لگے تو رات کو چلتے دن کو مقام کرتے تھے اس سبب سے اسرائیل نام ہوگیا چنانچہ عرائس مین لکھا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور کہا اللہ نے تمھارا صبر دیکھا دبعوض نور بصر دعا تمھاری اغراد لاد کے حق مین قبول کریگا جو چاہو استدعا کرو چنانچہ حضرت اسحٰق نے دعاء نبوت عیصو کے حق مین کرنا چاہی مگر بمقتضاے تقدیر یہ نام حضرت یعقوب کا زبان مبارک سے نکلا کہ وہ نبی ہوے اس بات سے عیصو کو یعقوبؑ سے کدورت ورنجش پیدا ہوئی کہ انکی والدہ کو جان کا خوف لاحق ہوا تب اُنھون نے کہا کہ تم میرے بھائی کے پاس فلسطین مین چلے جاؤ ناچار یعقوب علیہ السلام نے ہجرت فرمائی وبخوف برادر رات کو چلتے دن مین کسی جگہ قیام کرتے اسی سبب سے نام انکا اسرائیل ہوگیا الغرض سفر فلسطین مین ایک رات سرھانے اپنے تپھر رکھکر سورہے تو خواب دیکھا کہ ایک زینہ میرے سرہانے سے دروازے آسمان تک لگا ہی اور اُسپر فرشتے آتے جاتے ہین اور اُسی وقت گو ہندہ نے کہا انا اللہ لا الہ الا انا الٰھک والٰہ آبائک وقد اورثتک ہذہ الارض المقدسۃ ولذریتک من بعدک وبارکت فیک وفیہم وجعلت فیکم الکتاب والحکم والنبوۃ القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام لایان اپنے ماموں بن تنویل کے پاس فلسطین مین پہنچے اسکی دو بیٹیان تھین ایک لایا خواہ لیا یا دلیا دوسری راحیل سو اُسنے دونون بیٹیون کو یعقوب کے نکاح مین دیا کیونکہ اُسوقت تک جمع بین الاختین درست تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد مین منع ہوا اور تفسیر سراج المنیر مین لکھا ہی کہ بھائی یوسف علیہ السلام کے گیارہ تھے یہود اور وبیل وشمعون ولاوی وزبلون بقول بقاعی یزای منجمہ و با موحدہ وسخریہ چھ مسماۃ لیا دختر لیان کہ ماموں حضرت یعقوب کا تھا پیدا ہوے اور قرآن ونفتالی بنون مفتوحہ و فا ساکنہ ومثناۃ فوقیہ ولام بعد ازان یا دجاد و اسپر چار نفر دو لونڈیون سے بعد اسکے لیا نے وفات پائی تو راحیل اسکی بہن سے نکاح ہوا انسے حضرت یوسف وبنیامین ہوے اخبار الدول مین ہی کہ لیا و راحیل کے پاس ایک ایک لونڈی تھی وہ بھی دونون حقیقی بہنین تھین چنانچہ دونون کو دونون بیبیون نے ہبہ کیا کہ حضرت یعقوبؑ نے انپر بھی اپنا تصرف جاری فرمایا کہ انسے چھ بیٹے ہوے یا خر دو نیتول ودان ونفتال وکال واشارا اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اول حضرت یعقوبؑ کا نکاح لیا سے ہوا جب وہ مری تو لایان نے دوسری بیٹی مسماۃ لمیا سے نکاح کردیا اس سے پانچ بیٹے پیدا ہوے وآن ونفتانی یا بغانی یا بعشالون وجاد یا کاد و اوراشیر و شجر کہ سافا و شجور و نساجار بھی انکو بولتے ہین جب وہ بھی مرین تو رنفا سے نکاح کیا کہ اُس سے زبالون یا روبون بسر و دنیا خواہ دنیتہ دختر متولد ہوئی جب وہ مرین تب راحیل سے نکاح ہوا کہ انسے ملک شام مین

تین امر مین اول حسن صورت کہ نو حصے حسن کے یوسفؑ کو عنایت کیے اور ایک حصہ اور آدمیون کو اور مخزن اسرار
مین ہے کہ اللہ نے حسن کے ہزار حصے فرمائے ایک حصہ تمام عالم کو دیا اور باقی حضرت یوسف کو اور اخبار الدول
مین ہے کہ تھے یوسف علیہ السلام سفید رنگ حسن الوجہ اور بال انکے گھونگروالے اور آنکھین سیاہ نہ بہت بڑی
نہ چھوٹی اور مابین دونون آنکھون کے ایک خال سفید گویا ماہ شب چہار دہم اور بینی بلند اور رخسارے پر
گوشت اور رخسارہ راست پہ ایک خال سیاہ اور دندان مبارک روشن تابان جب ہنستے تو نور کی چمک
سی روشنی ہو جاتی اور وقت تکلم ثنایا سے ایک نور دکھلائی دیتا اور شکم مبارک باریک در ناف چھوٹی اور ساعدین
(ثنایا یعنی دندان پیشین ۱۲)
و ساقین و بازو پر گوشت اور نزاکت کا یہ مرتبہ کہ جب فواکہ و بقول تناول فرماتے تو سبزی اسکی حلق و سینے مین
نظر آتی اور روشنی چہرۂ مبارک کی ایسی کہ جب کسی کوچے مین گذرتے تو در و دیوار مین عکس روشنی کا نمودار ہوتا
کما یری الشمس والماء علی الجدران قال عکرمۃ کان یوسف علی سائر الناس فی الفضل کفضل القمر لیلۃ البدر
علے سائر النجوم وروی عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت لیلۃ اسری اسنے السماء
یوسف کالقمر لیلۃ البدر وقال اسحٰق ابن فروہ کان یوسفؑ اذا سار فی ازقۃ مصر تلالاء نور وجہہ علے الجدران
کذا فی المعالم اور نظم الجواہر مین ہے کہ یہ قصہ مشتمل حاسد و محسود و مالک و مملوک و عاشق و معشوق پر ہے اس سبب
سے احسن القصص ہے اور معالم مین ہے کہ اسمین احکام و نکات و فوائد مفید دین و دنیا کے مثلا سیر ملوک و ممالیک
و علما و مکر نسا و صبر پر ایذاے اعدا وغیرہ لہذا احسن ہے ابن عطا فرماتے ہین کہ نہین سنتا قصۂ یوسف کو محزون مگر
یہ کہ دفع ہو جاتا ہے اسکا غم اور تفسیر سراج المنیر مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
صلعم حضرت یوسفؑ کی شان مین فرماتے ہین الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحٰق بن ابراہیمؑ
اور انیس العاشقین مین ایک روایت غریب ابن عباسؓ سے لکھی ہے کہ ایک گنوار نے حضرت صلعم سے
پوچھا کہ یوسف حسین تھے یا آدم فرمایا یوسف بن آدم کا نشان تھا کیونکہ آدم کو اللہ نے دو نعمتین دی تھین
حسن و انگشتری کہ برکت حسن سے حورون کے مخدوم و ہیبت خاتم سے فرشتون کے مسجود ہوے جب ذریت
صادر ہوئی تو نور عرش پر گیا اور خاتم شاخ طوبیٰ پر جب انکی ذریت ہوئی تو نور حسن یوسف کو ملا و خاتم سلیمان کو
اور یہ بھی ارشاد کیا کہ یوسفؑ متوسط القامت تھے اور بال انکے بہت سیاہ کہ شب تار کو اس سے نسبت نہین
اور چہرہ ایسا نورانی و روشن کہ آفتاب درخشان کو کچھ مناسبت نہین اور آنکھین ایسی پیاری گویا دو چشمۂ بہشت جاری
اور ایک رخسار پہ خال گویا اختر بے زوال اگر صورت انکی بھوکھا دیکھتا سیر ہو جاتا اور جو بیگانہ دیکھتا تو یگانہ ہو جاتا
حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کو بھی خاک ہی سے بنایا تھا اے اعرابی اللہ کیا اچھا خالق ہے کہ آب و خاک سے ایسا
جلوہ دکھاتا ہے اعرابی نے کہا یا رسول اللہ یہ کس طرح ہوا تب حضرت صلعم نے عبداللہ ابن عمر سے جو کہ نہایت
خوش آواز تھے فرمایا تو پڑھ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین الی تعالیٰ فتبارک اللہ احسن الخالقین
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب یہ آیت تمام ہوئی تو اعرابی اسلام لایا اور آسمان کی

کے پاس آکر بیٹھا اور مستفسر ہوا کہ آپ کس طرح بلا اجازت یہان مقیم ہوے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ
مین یعقوب نبی اللہ کا پوتا ابراہیم خلیل اللہ کا ہون اور بحکم خدا یہان آیا ہون تاکہ تجھے اور تیری قوم کو دعوت
ایمان فرماؤن اگر تو قبول کرتا ہے تو تیرے حق مین بہتر ہے ورنہ تجھپر جہاد کرونگا اسنے غیظ مین آکر کہا تمھارے
ساتھ لشکر کہان ہے جو مجھسے لڑوگے تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے شمعون کی طرف دیکھکر فرمایا کہ انشاء اللہ مین اس
بادشاہ پر بہ اعانت خدا و ملائکہ و اولاد جہاد کرونگا اسیوقت بادشاہ اپنے قلعہ مین جا بیٹھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام
نے دعوت ایمان فرمائی اُسنے قبول نہ کیا ناچار اولاد کو جہاد کرنے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ شمعون بن یعقوب
تنہا اُس قلعہ کے دروازے پر جا بیٹھے اور یون دعا فرمائی اللہم افتح لنا ہذا و انت خیر الفاتحین بسم اللہ اله
ابراہیم و اسحٰق و یعقوب اور ایک پیر داہنا اپنا دروازے قلعہ مین مارا کہ تمام قلعہ مین زلزلہ پڑ گیا اور دیوارین
اُسکی گر گئین کہ اکثر لوگ دب کر مر گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام داخل قلعہ ہوے اور بادشاہ منہزم ہوا اور
تمام لشکر غائب ہو گیا ہمراہیان یعقوب علیہ السلام نے مال و متاع خوب لوٹا عمر حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک
سو سینتالیس برس کی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مدفون ہین اور باقی احوال ان کا
حضرت یوسف علیہ السلام کے حال مین لکھا جائیگا

تفریح دوازدہم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام

یوسف بعض کے نزدیک عبرانی ہے لہذا ممنوع الصرف ہو الخلوہ عن سبب آخر سوے التعریف اور مفتوح السین و مکسور
السین بھی پڑھا گیا کذا فی ثواقب التنزیل للملا باسط القنوجی اور بعض کے نزدیک عربی ماخوذ اسف یاسف سے کما فی
قولہ تعالیٰ فلما اسفونا انتقمنا یعنے جب جھنجھلا دلائی ہمکو بدلہ لیا ہمنے اور اخبار الدول مین ہے کہ یوسف مشتق اسف
سے ہے و ہو فی اللغۃ بمعنے الحزن و اسیف بمعنے العبد و السعید کہ یہ دونون معنے یوسف علیہ السلام مین
جمع ہوے تھے کذا قال الترمذی فی تفسیرہ و ہکذا فی معالم التنزیل اور عین المعانی مین ہے کہ قصہ یوسف علیہ السلام
اس سبب سے احسن القصص ہے کہ صاحب قصہ احسن تھا اور بحر الحقائق مین ہے کہ اسوجہ سے احسن ہے کہ احوال
انسان سے اشبہ ہے یعنے یوسف دل و یعقوب روح و راحیل نفس و اخوان قوی و جوارح اور اللہ صاحب فرماتے
ہین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور علامہ ترمذی فرماتے ہین کہ وجہ احسن ہونے کی یہ ہے کہ اور پیغمبرون کے
قصے قرآن شریف مین متفرق ارشاد ہوے ہین اور انکا قصہ ایک ہی سورہ مین ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام
کا قصہ بارہ سورتون مین ہے اور نوح علیہ السلام کا چھ سورتون مین اور ابراہیم علیہ السلام کا اٹھارہ مین اور لوط
کا نو مین اور موسیٰ علیہ السلام کا انتیس مین اور شعیب علیہ السلام کا تین سورتون مین اور عزیر علیہ السلام کا دو مین
اور سلیمان علیہ السلام کا چار مین اور داؤد علیہ السلام کا پانچ مین اور زکریا علیہ السلام کا تین مین اور عیسیٰ علیہ السلام
کا نو مین اور بعض کہتے ہین کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو یکتائے زمانہ فرمایا تھا

کبھو کسی انسان مین جمع نہین ہوے کیونکہ محاسن ظاہرہ محاسن باطنہ اور اخلاق کریمہ پر دلالت کرتے ہین اور کوئی شخص حضرت سے کامل تر نہین ع کہ معنے بود صورت خوب را ٭ اور علامۂ قرطبی کہ اکابر محدثین مین ہین بعض علما سے نقل فرماتے ہین کہ تمام حسن حضرت کا اصحاب پر ظاہر نہین ہوا کیونکہ وہ لوگ طاقت دید کی نہ رکھتے تھے جسطرح خورشید کو قریب سے نہین دیکھ سکتے اور جو دیکھتا ہے تو آنکھین جھپک جاتی ہین اور دیکھ نہین سکتا اسی طرح حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی یار نزدیک سے مشاہدہ نہ کر سکتا تھا ؎ این حسن چہ حسن ست نہ طور بشر ست ابداً ز جنس بشر نسبت صفای دگر ست این ٭ ای صبح سعادت ز جبین تو ہویدا ٭ این حسن چہ حسن ست تقدس و تعالیٰ ٭ اور ربیعہ بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ اگر دیکھتی مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیکھتی آفتاب کو طلوع کرنے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقابل آفتاب کے کھڑے ہوتے تو نور آفتاب مغلوب و مضمحل ہو جاتا تھا اور حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ زنان مصر نے یوسف علیہ السلام کے دیکھنے سے اپنے ہاتھ چھری سے کاٹ ڈالے اگر حسن و جمال میرے محبوب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشاہدہ کرتین تو اپنے دلون کو کاٹ ڈالتین اور یہ بھی پوشیدہ نہ ہے کہ اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ نصف حسن یوسفؑ کو بلا ہے ولیکن حسن و جمال و ملاحت حضرت حسن و جمال یوسفؑ اور جمیع انبیا علیہم السلام سے زیادہ ہے ؎ حیران شدہ در حسن تو صد یوسفؑ مصری ٭ شرمندہ ز لعل لب تو چشمۂ حیوان ٭ اور یہ تو پر ظاہر ہے کہ حسن و جمال جمیع انبیا مشکوٰۃ جمال حضرت سے مقتبس ہے پس حضرت گویا آفتاب ہین اور اور جمیع انبیا گویا ستارے اور جو ابوہریرہؓ سے حدیث معراج مین روایت ہے کہ حضرت فرماتے ہین مین نے دیکھا یوسفؑ کو کہ فضیلت دیئے گئے ہین آدمیون پر از روے حسن کے مانند لیلۃ القدر سو قسطلانی فرماتے ہین کہ مراد آدمیون سے غیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ فرمایا حضرت نے کوئی نبی مبعوث نہین ہوا مگر خوبصورت اور خوش آواز و نبیکم احسن وجہا و احسن صوتا اور جو مسلم کی روایت مین ہے کہ ناگاہ یوسفؑ نظر آئے اور انکو ملا تھا پارۂ حسن سے سو مراد اس سے پارۂ حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور شیخ ابوالحسن اشعری فرماتے ہین کہ بہترین نعماء بہشت رویت الٰہی ہے بعد اسکے رویت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ؎ بے جمالت حشمت فردوس ہمچون دوزخ ست ٭ با جمالت آتش دوزخ ز جنت خوشتر ست ٭ دوسرے نسب کہ سوا حضرت یوسفؑ علیہ السلام کے کسی پیغمبر کی تین پشتین برابر نبی نہین ہوئین لہذا حضرت یوسفؑ اپنے خط پر لکھتے تھے من یوسف صدیق اللہ ابن یعقوبؑ اسرائیل اللہ ابن اسحاق نبی اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ تیسرے محنت و مشقت و مصیبت کہ اور پیغمبرون کو تعمرین ہوئین اور حضرت یوسفؑ کو عین بادشاہت مین یعنے حضرت یوسفؑ نے چالیس برس تک مصر مین ظاہر نہین فرمایا کہ مین یعقوبؑ پیغمبر کا بیٹا ہون اور شب و روز روتے رہے فائدہ مخفی نہ ہے کہ اس قصہ کا سبب نزول کلام اللہ مین یہ ہوا کہ نضر ابن حارث قریشی کافر عدو رسول اللہ مالدار تھا اسنے عجمیون کے قصے اور حکایتین خرید کر کے عربی مین ترجمہ کیے اور مکہ معظمہ مین قصہ گوئی

طرف دیکھتا اور ہنستا اور ایسا متحیر تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس حالت سے تعجب ہوا تب حضرت
جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ اب تک یہ اعرابی آپ کی بساط پر تھا اور اب بساط الٰہی پر ہے سو اس حال میں
اعرابی نے جان بحق تسلیم کی اور حضرت نبی اللہ نے اسکا سر اپنی گود میں رکھ لیا حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول
اللہ یوسفؑ کا دیکھنا رویت الٰہی کا نمونہ ہے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ یوسف
پڑھتے تھے جب آیت نحن نقص علیک احسن القصص پر پہونچے تو ایک صحابی نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ
خداوند کبریا نے اور کسی قصے کو احسن نہیں کہا اسمیں کیا حکمت ہے جو اسکو احسن فرمایا فرمایا کہ متکلم فصیح اور صاحب
قصہ حسین ہے تب اور اصحاب بولے کہ اور پیغمبر کیا حسین نتھے فرمایا کہ حسین کیوں نہ تھے لیکن نہ مانند یوسف
کیونکہ حضرت یوسفؑ نمونہ بہشت تھے کہ انکو اللہ نے واسطے دکھلانے اپنی خلق کے دنیا میں بھیجا تھا تاکہ انکے
دیکھنے سے تمام خلق جانے کہ بہشت میں مسلمانوں کی ایسی ہی صورتیں ہونگی تب صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ
حضرت یوسفؑ نے ایسا کیا کام کیا جو ایسی صورت عنایت ہوئی فرمایا کہ یہ حسن تقسیم ازلی میں بلا سبب عنایت
ہوا تھا رفتہ رفتہ یہ خبر مدینہ منورہ میں فاش ہوئی اور عورتوں میں اسکا چرچا ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا کو اسکی غیرت دامنگیر ہوئی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دولتخانہ میں جلوہ فرما ہوے تو حضرت عائشہ صدیقہ
کو متغیر پاکے سبب پوچھا صدیقہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے یہ بات سنی ہے حضرت نے فرمایا کہ تو غمگین
نہو میں یوسفؑ سے احسن ہوں کیونکہ یوسف کا حسن چہرے میں تھا کہ فتنہ ہوا اور موجب رنج و کلفت اور میرا حسن خوش خوئی
اور خلق سے ہے کہ خلق اللہ کو بہت راحت و مسرت ہے چنانکہ میری شان میں ہے کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور میری
صفت ہے انک لعلی خلق عظیم یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکے کہا یا رسول رب العالمین
یہی مباحثہ اسوقت آپ کے نور اور یوسفؑ میں آسمان پر درپیش تھا آخر کار حسن صورت ظاہری یوسف کو ملا اور
شجاعت و سخاوت و تقویت و ہمت و ہیبت و سیادت و شفاعت و دعوت و اجابت و قناعت و امانت و مسکنت
و خلت و محبت و تربیت و خلافت و صبر و شکر و خلق و تادیب و تکبیر و تہلیل و تسبیح و تحمید و سیف و جہاد و آیات
و مفصلات و کمالات منزلات و ازواج طاہرات و معراج و مقام محمود و حوض و مورود و محبوبیۃ مطلقہ و اصطفائے
مطلق و رویت الٰہی و قرب اتم و علم و تبلیغ و عرفان اتم و قضا و فتوی و اجتہاد و احتساب و قرائت آپ کو
عنایت ہوئی جب حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ سنا تو انکی تسلی ہوئی مگر معراج کی حدیث میں کہ بخاری
و مسلم نے روایت کی ہے صاف وارد ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ میں نے یوسف کو تیسرے آسمان پر دیکھا اور
انکو حسن کا ایک حصہ ملا تھا پھر یوسفؑ نے مجکو مرحبا کہا اور دعاء خیر فرمائی اور براء ابن عازب سے روایت
ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب ماہ میں ازار و رداء سرخ پہنے ہوے دیکھا سو میں ایک
نظر حضرت کے چہرے مبارک پر کرتا تھا اور ایک چاند پر پس نجدا چمک حضرت کے چہرے کی روشنی چاند پر غالب
تھی اور شیخ ابن حجر شرح شمائل ترمذی میں لکھتے ہیں کہ جو محاسن ظاہرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہوے تھے

کہ اکثر قریش کی جان گئی اور یہود بھی حسد ہی سے خراب و برباد ہوے اور ابتک ذلیل و خوار ہین فائدہ چونکہ
اکثر امور حضرت یوسف علیہ السلام کے ابتدا سے انتہا تک خواب مین ہوے ہین اسلیے حقیقت خواب کی بیان
کرنا واجب ہوئی مخفی نرہے کہ اللہ جل شانہ نے جوہر نفس کو یہ رتبہ عطا کیا ہو کہ لوح محفوظ دیکھ سکتا ہو اور آسمان
پر جا سکتا ہو مگر بسبب موانع و عوائق بیداری مین مجبور رہی اور اس ادراک سے قاصر ہے اور جب خواب مین یہ موانع
کہ منجملہ انکے اعلیٰ تدبیر بدن ہو زائل ہوے تو نفس کو قوت اُس ادراک کی بہم پہونچی پھر جب نفس کسی حال پر مطلع ہوا
اگر صورت اسکی بعینہ خیال مین قائم رہی تو حاجت تعبیر نہین اور تاویل کی ضرورت نہین اور اگر آثار اس ادراک کے
خیال مین نازل ہوگئے تو تعبیر و تاویل سے چارہ نہین پھر اس صورت مین بھی اگر آثار ادراک روحانی کے منتظم
ہین تو معبر کو انتقال متخیلات حقائق آسانی سے حاصل ہوتا ہو اور جو اضطراب و اختلاط نے دخل کیا ہو تو انتقال
مشکل سے ہاتھ آتا ہو اور اسی کا نام اضغاث احلام ہو اور سبب اختلاط کا یہ ہوتا ہو کہ فساد قوی بدنیہ سے قوت
متخیلہ مین پریشانی پڑ جائے کذا قال مولانا نظام الدین نیشاپوری فی تفسیرہ اور حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ فرماتے
ہین کہ ما بین عالم اجسام و ارواح کے ایک برزخ ہو کہ اُسمین ہر ایک چیز کی صورت شبیہ باجسام من حیث المقداریۃ
اور شبیہ بارواح من حیث النورانیۃ موجود ہین اسی کو عالم مثال و خیال منفصل اور ارض حقیقت بولتے ہین اور حکماء
اشراق اقلیم ثامن و مثل معلقہ از مولانا سعد الدین شرح مقاصد مین اشراقیین سے نقل فرماتے ہین کہ ہر موجود
کی ایک مثال ہو قائم بذات خود اور معلق لا فی المادۃ والمحل کہ اسکو حس باعانت مظہر مشاہدہ کرتی ہے مانند آئینہ و خیال
در یہ عالم وسیع و لا انتہا ہو اور فعل و انفعال مین اس عالم کے مانند ہے مگر عجائب و غرائب سے پر ہے و جابلقا
و جابلصا اسکے دو شہر ہین کہ ایک ایک مین ہزار ہزار دروازے ہین اور جو کچھ کہ خواب مین یا بیداری مین
بحالت لحوق مرض و غلبہ خوف خیال مین آتا ہو اور خارج مین موجود نہین ہو اسی عالم سے ہوتا ہو علیٰ ہذا القیاس
متعدد مکانون مین جانا اور مسافت دور و دراز کا طے کرنا اسی عالم سے ہو اور حسین میبذی فواتح مین فرماتے ہین
کہ مثال مقید کہ خیال ہو نمونہ مثال مطلق ہو جسطرح ذرہ آفتاب و جدول دریا ہیں ہرگاہ کہ سالک اپنے سلوک مین
مثال مطلق مین پہونچے تو جو کچھ مشاہدہ کرے حق و صواب ہو کیونکہ یہ عالم مطابق حق ہو اور جو امر خیال مین آتا ہے
کبھی صواب ہوتا ہو کبھی خطا اور اسباب صواب دید کے یہ ہین اول توجہ تام بجناب عالم ارواح دوم راستی و طہارت
و اعراض و اغراض دنیویہ اور علائق بدنیہ سے سوم اعتدال مزاج و قیام بطاعات و عبادات و دوام وضو اور
یہ تینون شرائط کاملین مین پائی جاتی ہین و لہذا یہ طائفہ بیداری مین بھی عالم مثال کو دیکھتا ہو اور کبھی عوام کو بھی
ہوتا ہو کہ جو کچھ پیش از خواب دیکھتے ہین مثال اسکی خواب مین نظر آتی ہے اور انکار امر رویا تعنت و مکابرہ ہو اور
اس سے انکار آیات و احادیث لازم آتا ہو صحیح بخاری مین انس ابن مالک سے روایت ہے کہ خواب آدمی نیک
کا ایک جزء ہے چھیالیس اجزاء نبوت سے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح بخاری مین مروی ہو کہ
اول آثار وحی مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رویاء صالحہ دیکھتے تھے حدیث صحیح مین وارد ہو کہ رویاء صالحہ

کرنے لگا اور قریش جمع ہو کے سُننے لگے تب اس مردود نے یہ اختیار کیا کہ بعد قصہ گوئی قریش سے پوچھتا کہ مین اچھے قصے کہتا ہون یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے جواب مین وہ جاہل بیدین کہتے کہ تو اچھی قصہ گوئی کرتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ بھی نہین کہتے ہین سو اول اس کافر مردود کے حق مین بقول بعض مفسرین سورۂ لقمان مین یہ ارشاد ہوا کہ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین یعنے اور ایک وہ لوگ ہین کہ خریدار ہین کھیل کی باتون کے تاکہ گمراہ کرین اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہراوین اُسکو ہنسی وہ جو ہین انکو ذلت کی مار ہے اور جب کہ مقولہ و مکر اس کافر کا مشہور ہوا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب الٰہی مین گلہ کیا ارشاد ہوا کہ نحن نقص علیک احسن القصص یہ ارشاد الٰہی جواب ہے اُس کافر کے کلام کا کہ انا احسن حدیثا ام محمد اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ قریش نے یہود سے مشورہ کیا کہ ایسی کوئی بات تجویز کرکے نکالو تو آزمایش کے طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھین جسکا جواب نہ آوے یہود نے کہا محمدؐ سے جاکے دریافت کرو کہ ابراہیم پیغمبر علیہ السلام کا وطن تو شام مین تھا پھر انکی اولاد بنی اسرائیل مصر مین کسطرح آئی جو موسےٰ پیغمبر فرعون سے جھگڑے تب یہ سورۃ حضرت پر نازل ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یعقوب اور یوسف علیہما السلام کا قصہ صحیح و درست راست بے کم و کاست بیان کیا اور بعض کہتے ہین کہ یہ قصہ اسلیے نازل ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کردین کہ اگر تمھاری قوم حسد کرے اور بُرا کہے تو کچھ خیال نکرو اسلیے کہ یوسفؑ کے بھائیون نے یوسفؑ پر ایسا حسد کیا کہ کنوین مین ڈال دیا اور حضرت خداوند جل شانہ نے حضرت یوسفؑ کو بادشاہی اور نبوت عطا فرمائی اور بعضون نے کہا ہے کہ یہودیون نے کہا کہ ہم نے یوسف علیہ السلام کا قصہ توریت مین پڑھا ہے اگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیان کرین تو ایمان لاوین حضرت نے فرمایا کل انشاء اللہ تعالیٰ اُسی رات کو حضرت جبرئیلؑ نے سارا قصہ یوسفؑ کا حضرت کو سنایا تو آپ نے صبح کو یہود کے سامنے بیان کیا اور بعضے کہتے ہین کہ پوچھنے والے اس قصے کے گنہگار تائب لوگ تھے کہ انھون نے حضرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہمارے گناہون گذشتہ پر کیا نوبت ہماری ہوگی ہم سخت متردد و حیران ہین اور توبہ کرچکے ہین اُسپر قصہ یوسف علیہ السلام نازل ہوا اور وحی ہوئی کہ اس قصے کو تائبین پر پڑھو اور سمجھا دو کہ: دیکھو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیون کے واسطے بعد توبہ و ندامت کے آمرزش چاہی قبول ہوئی اسی طرح اللہ تعالیٰ تمکو بھی توبہ و ندامت سے بخشیگا مین کہتا ہون کہ یوسفؑ اور انکے بھائیون کے قصے مین نشانیان ہین پوچھنے والون کو کما قال اللہ تعالیٰ لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین مثلاً اگر کوئی بلاکشیدہ فراق رسیدہ بھی اس قصے کو پڑھے تو اسکو بھی تسکین ہوگی اور جو کوئی قیدی اپنے حال پر نظر کرکے اسکو دیکھے تو اسکو تشفی ہوگی اور جو کوئی محتاج بے مایہ اسپر لحاظ کرے تو اسکو بھی جائے اطمینان ہے اور جو کوئی حاسدون کے ہاتھ سے تنگ ہو اُسکو بھی رنج کرنا نچاہیے کہ بھائیون نے حسد کیا ہے اور قریش کو یہ نشان ملا کہ انھون نے بھائی کا حسد کیا اور اطاعت قبول نہ کی اسی کی طرف محتاج ہوے اور جو مین وطن سے نکالا وہین عروج ہوا

خوش ہوے لیکن اور بھائی سنکر حسد مین گرفتار ہوے اور در پے ہلاکت پڑے یہانتک کہ ایک مرتبہ بعضے کہتے ہین دن مغفا اور بعض کہتے ہین روز پنجشنبہ شب لیلۃ القدر تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بارہ برس کی عمر مین بروایت ابن عباسؓ اور موافق تحقیق مولف اخبار الدول سات برس کی عمر مین حسب معمول کنار پدر مین آرام کرتے تھے یکایک پریشان ہوکر چونک پڑے حضرت یعقوبؑ نے پوچھا کیا ہی بولے کہ مین نے معاملہ عجیب دیکھا کہ مین ایک پہاڑ پر کھڑا ہون اور میرے گرد نہرین جاری اور باغ لگا ہے اتنے مین آسمان سے گیارہ ستارے اور آفتاب وماہتاب نے اترکے میرا سجدہ کیا یہ سنکر حضرت یعقوبؑ نے دریافت کیا کہ اسکو بہت بڑا مرتبہ نصیب ہوگا اور گیارہ ستارے اسکے بھائی ہین اور آفتاب باپ اور ماہتاب اسکی خالہ ہے سو یہ سب اسکو سجدہ کرینگے لیکن حضرت یعقوبؑ کو سخت تشویش ہوئی اس سبب سے اگر یہ واقعہ اسکے بھائیون پر ظاہر ہوگا تو دشمن جانی ہوجائینگے لہذا ازروے شفقت فرمایا کہ لا تقصص رویاک علی اخوتک فیکیدو الک کیدا ان الشیطان للانسان عدو مبین یعنے مت بیان کر خواب اپنا اپنے بھائیون سے کہ وہ بنادینگے کچھ فریب اسواسطے کہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہی یعنے یہ مردود حسد ڈالنے پر مستعد رہتا ہے اور اسکے ساتھ ہی فرمایا وکذلک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلی آل یعقوبؑ کما اتمہا علی ابویک من قبل ابراہیمؑ واسحاق ان ربک علیم حکیم یعنے اسی طرح نوازیگا تجکو تیرا رب اور سکھادے گا تجکو خوابون کی تعبیر اور پورا کریگا انعام تجھپر اور یعقوبؑ کے گھر پر جیسا پورا کیا ہے ابراہیمؑ اور اسحاقؑ پر بیشک تیرا رب ہی خبردار حکمت والا **فائدہ** نوازش اللہ کی حضرت یعقوبؑ نے سجدہ سے جانی اور تعبیر خوابون کی رسائی ذہن سے کیونکہ چھوٹی عمر مین ایسا خواب موزون دیکھا اور بسبب ہضم نفس کے اپنا نام نہین لیا صرف ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کا نام لیا اور مراد تمام نعمت سے ابراہیمؑ پر خلت ہی و بقولے نجات آتش نمرود سے اور اسحاقؑ پر نجات ذبح سے و بقولے ظہور یعقوبؑ و اسباط صلب اسحاق علیہ السلام سے کذا فی المعالم حضرت الامام غزالیؒ اپنی تفسیر مین فرماتے ہین کہ حضرت یوسفؑ نے یہ خواب دن کو دیکھا تھا اور اسوقت کیفیت یہ تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسفؑ کا سر اپنے زانو پر رکھے تھے اور چہرۂ مبارک پر نظر کرکے فکر کرتے تھے کہ چہرہ یہ اچھا ہے یا آفتاب اور ماہتاب کہ دفعۃً حضرت یوسف علیہ السلام بیدار ہوے اور عرض کیا کہ میری صورت سے آفتاب وماہتاب کو کیا نسبت ہی مین نے تو انکو اپنا سجدہ کرتے ہوے آج دیکھا ہی اور جو بعض عوام کہتے ہین کہ دنکا خواب صحیح نہین ہوتا محض غلط ہے حضرت امام فخر الاسلام فرماتے ہین کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتہم لی ساجدین تو حضرت یعقوب علیہ السلام بہت روئے حضرت یوسفؑ نے کہا یہ بات خوشی کی ہے نہ رنج و ملال کی حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ جسنے ایسا کلمہ کہا وہ محنت و مشقت مین پڑا ہے سو وہ راحت کس کام کی جسکے بعد غم ہو اصحاب اشارات فرماتے ہین کہ جسنے انا اور لی اور عندی اور نحن کہا دام محنت و مشقت مین پھنسا دیکھو ملائکہ نے نحن نسبح کہا بلا مین پڑے ابلیس نے انا خیر منہ کہا ملعون ابدی ہوا قارون نے عندی خزائن اللہ کہا سارا خزانہ جاتا رہا فقیر ہوگیا فرعون نے لی کہا غرق کیا گیا

۱ غزالی صحیح قول و تحقیق ثانی منسوب بعزالدین کرمرزنم ہست از مصنفات طوس مولد امام ۱۲ لب الالباب ۱۲

خدا کی طرف سے ہے سو جو کوئی تم مین سے اچھے خواب دیکھے اسکو کسی سے نہ کہے اور جب برے خواب دیکھے تو
تھک تھکا دے بائین طرف اور کہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ومن شر ما رایت اور یہ بھی حدیث مین
وارد ہی کہ خواب نہ بیان کرے مگر اپنے دوست یا عاقل سے بیان کرے پوشیدہ نرہے کہ ارباب رویا کے کئی
گروہ ہین اول انبیا علیہم السلام انکے خواب بہت راست ہوتے ہین اور بعض مین حاجت تعبیر پڑجاتی ہی
دوم صلحا کہ اکثر رویا انکے بھی سچے ہوتے ہین اور کبھی غلط بھی ہو جاتے ہین سوم مستور الحال کہ صدق وکذب
انکے خوابون مین برابر ہوتا ہی چوتھے فساق کہ صدق انکے خوابون مین کم ہوتا ہی پانچوین کفار کہ صدق
انکے خواب مین نادر ہی صحیح مسلم مین ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ خواب اس آدمی کا سچ ہوتا ہی جو سچا ہو اور ابو سعید
خدری سے مروی ہے کہ خواب صبح سچا ہوتا ہے اور امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جلد تر رویا تعبیر مین خواب
قیلولہ ہین اور محمد ابن سیرین کہتے ہین کہ خواب روز مانند شب ہی اور عورت مثل مرد ہے القصہ حضرت یوسف نے
پہلے خواب دیکھا کہ مجھکو لوگ کھینچتے ہین اور پانی مجھسے لیکے مشک مین بھرتے ہین اور مین کہتا ہون کہ اے اسقا
اور زمین مجھکو اپنی طرف کھینچتی اور جگہ دیتی ہے جب بیدار ہوے تو یہی خواب حضرت یعقوبؑ سے بیان کیا
کہ انکو سنکر رنج ہوا پھر ایک روز اپنی بہن کے ساتھ کھیلتے کھیلتے سو گئے تو خواب دیکھا کہ بھائیون کے ساتھ جنگل
مین گیا وہان جاکے سب نے لکڑیون کے گٹھے باندھے سو اور دن کے پشتارے سیاہ ہین اور میرا روشن اس
عرصہ مین ایک شخص آیا اسنے مجھے سلام علیک کیا اور بولا اے یوسف مین اسلیے آیا ہون کہ لکڑیون کے بوجھ وزن
کرون اور دیکھون کہ کون اس مین سے وزن مین زیادہ ہے سو میرا بوجھ ایک پلے مین رکھا اور ایک بھائی
کا دوسرے مین میرے بھائی کا بوجھ زیادہ ہوا اور میرا کم پھر اسنے اور بوجھ وزن کیے بعد اسکے جگے تو یہ بھی
خواب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا انکو اس خواب کے سننے سے بھی رنج ہوا پھر دوسرے برس
ایک روز حضرت یوسف علیہ السلام آرام مین تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام بھی مع اپنے اور لڑکون کے
انکے پاس بیٹھے تھے کہ یکبیک حضرت یوسفؑ چونک پڑے کہتے ہوے کہ میری لکڑی میری لکڑی حضرت
یعقوبؑ نے فرمایا کیا ہے حضرت یوسفؑ نے عرض کیا کہ ایک آدمی سفید گھوڑے پر سوار آیا اور اسنے مجھسے کہا
اپنی چھڑی مجکو دے سو مین نے حوالہ کی اسنے لکڑی کو زمین مین گاڑ دیا اور سب بھائیون نے بھی اپنی اپنی لکڑیان
اسیطرح گاڑین میری لکڑی بڑھی کہ آسمان تک پہونچگئی اور نہایت سرسبز ہوئی اور ایسی پھیلی کہ ایک شاخ
اسکی مغرب کو اور دوسری مشرق کو گئی اور جڑ اسکی چارون طرف پھیل گئی تب مین نے اس سوار سے پوچھا
کہ یہ کیا ہے اسنے جواب دیا کہ یہ طرفین شہرون کی ہین جسکا تو بادشاہ ہوگا اور تیرا ملک وہانتک پہونچیگا اور سب
رہنے والے وہان کے تیرے غلام ہونگے بعد اسکے اس لکڑی مین پھل لگے کہ سب آدمی اسے توڑ کے کھانے
لگے اور جو لکڑیان میرے بھائیون نے بوئی تھین جیسی تھین ویسی ہی رہین نہ بڑھین نہ گھٹین کہ مین اس سبب سے
لکڑی لکڑی کر کے پکارا حضرت یعقوبؑ نے اس خواب سے دریافت کیا کہ انکو مرتبہ عظیم ہوگا اور دل مین بہت ہی

کہ کوئی بات اپنی دانست مین اُٹھا نہین رکھی **فائدہ** یہ صفت حسد کی ایسی ہے کہ اسکی مذمت اور قباحت مین آیات اور احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہین چنانچہ سورۂ بقر مین ہے ودکثیر من اہل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفاراً حسداً من عند انفسکم من بعد ما تبین لہم الحق یعنی دل چاہتا ہے بہت کتاب والون کا کہ تمکو کسی طرح پھیر کر بعد ایمان کے کافر کردین بسبب حسد کے اپنے اندر سے بعد اسکے کہ کھل چکا انپر حق اور حدیث صحیح ہے الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب یعنی حسد نیکیون کو کھا لیتا ہے جسطرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ بنی آدم خدا کی نعمتون کے دشمن ہین جب حضرت نے یہ فرمایا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کون ایسا شقی ہوگا جو نعمت خدا کا دشمن ہوگا فرمایا کہ وہ لوگ جو حاسد ہین اور نعمت اور فضل ایزدی کو مکروہ جانتے ہین اور اشد قبیح اس خصلت ذمیمہ کا یہ ہے کہ علما اور صلحا مین زیادہ ہے اس باعث سے کہ یہ لوگ بہ نسبت جہلا کے قدر نعمت خوب جانتے ہین پس ہرگاہ اپنے نفس مین وہ نعمت نہین پاتے تو دوسرے کو دیکھکر متاذی ہوتے ہین اور حسد کرتے ہین لہذا اہل تجربہ فرماتے ہین کہ چھ فرقے بیحساب دوزخی ہونگے اُمرا ظلم سے اور عرب تعصب اور حمیت سے دہقانین کبر و نخوت سے اور تاجر لوگ خیانت سے صحرائی اور پہاڑی جہالت سے اور علما حسد سے اور غرض اس گو بندہ کی یہ ہے کہ یہ خصلتین ان فرقون مین مطرد اور کثیر الوجود ہین کوئی شخص انمین سے کمتر خالی ہے الا ماشاء اللہ پس حساب اور پرسش احوال کی حاجت نہین اور یہی حدیث مین وارد ہے کہ الحاسد مشرک ولو زار المشرکین لانہ حجد عطاء مولا یعنی حاسد مشرک ہے اور اسکے واسطے مشرکون کا ثمرہ ہے کیونکہ اُسنے انکار کیا بخشش خدا کو اور بھی حدیث مین وارد ہے کہ حاسد عیش کرتا ہے غمگین اور مرتا ہے غمگین اسیطرح حدیث مین وارد ہے کہ حاسدون کو بوے جنت نصیب نہ ہوگی اور قیامت کو بخشے نجائینگے اور ہمیشہ خلق کے نزدیک محتاج اور اللہ کے نزدیک حقیر ہین اور بعض کتب بنی اسرائیل مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے معراج روحانی مین سایہ عرش کے نیچے ایک شخص کو دیکھا کہ تجلی ربانی سے نہایت قریب ہے تو جناب الٰہی مین عرض کیا کہ یا الٰہی یہ کون شخص ہے اور کس عمل سے اس مرتبہ کو پہونچا ہے ارشاد ہوا کہ نام اسکا تجکو نہ تبلایا جائیگا لیکن تین چیزین اسکے اعمال سے مقبول درگاہ ہوئی ہین کہ اسی سے بائین مرتبہ پہونچا ہے اول یہ کہ کسی نعمت پر کسی سے حسد نہین کرتا تھا دوسری یہ کہ اپنے مان باپ کی اطاعت کرتا تھا تیسری یہ کہ چغل خوری اور سخن چینی سے مجتنب تھا اور عبد اللہ ابن عون کہتے ہین کہ ایک روز مین فضیل ابن مہلب کی مجلس مین گیا اور یہ فضیل اُس عرصہ مین واسط کا صوبہ دار تھا سو اسنے بطور نصیحت کہا کہ خبردار تکبر نہ کرنا کہ اول گناہ عالم مین یہی ہے اور ابلیس اسی سببسے ملعون ابدی ہوا ہے ابی و استکبر وکان من الکافرین اسی طرح حرص اور طمع سے پرہیز رکھنا کہ اسی نے حضرت آدم کو بہشت سے نکالکر محنت سرائے دنیا مین ڈالا ہے اور حسد سے بہت دور رہنا کہ اسی ذمیمہ نے ہابیل ابن آدم کو قابیل کے ہاتھ سے مروا ڈالا ہے عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہین کہ حسد کسی پر نچاہیے کیونکہ اگر وہ محسود بہشتی ہے تو مال اور منال اور جاہ اور جلال اور اولاد اور احفاد مقابلہ اس نعمت کے محض بے حقیقت ہین جب بہشت ہی عنایت ہوئی تو یہ بھی مرحمت ہوا اُسپر حسد کیا ہے اور جو وہ شخص دوزخی ہے تو بھی حسد کرنا فضول ہے کیونکہ آل ان نعمتون کا دوزخ ہے اہل علم

تنبیہ اس آیت سے واضح ہوا کہ صاحب اسرار کو اغیار سے اپنا سر کہنا درست نہین کیونکہ حضرت یعقوبؑ نے بھائیون
تک سے بھی پوشیدگی کا امر فرمایا چہ جائے اجنبی **فائدہ** سعید ابن منصور و ابی یعلی و بیہقی جابر ابن عبد اللہ سے
روایت کرتے ہین کہ ایک یہودی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو گیارہ ستارے یوسفؑ نے
دیکھے انکا نام کیا ہی حضرت نے سکوت کیا دفعۃً حضرت جبرئیلؑ نے تعلیم کی فرمایا جربانؑ طارقؑ ذیالؑ قابسؑ
مصبحؑ فروغؑ ذوالکتفینؑ قرعؑ فیلقؑ وثابؑ عمودونؑ کذا فی نظم الجواہر و ثواقب التنزیل اور اسی روایت
مین ہی کہ آفتاب ماہتاب آسمان سے نازل ہوے اور سجدہ کیا یہودی نے کہا کہ یہی نام انکے ہین اور مسلمان
ہوا **تنبیہ** حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیون کو کوکب سے نسبت دی نجم سے نسبت نہ دی اسکا سبب یہ تھا
کہ نجم اس ستارے کو کہتے ہین جسکو طلوع اور ہبوط ہو اور کوکب بالعکس ہی سو حضرت یوسفؑ کے بھائیون
نے گو کہ جور و ظلم حد سے زیادہ کیا لیکن علاقہ برادری سے باہر نہین ہوے بلکہ حضرت یوسفؑ نے خود فرمایا
کہ جور و ستم سے نسبت برادری منقطع نہین ہوتی **تنبیہ** عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ دو چیزین عجیب خالق
لایزال نے پیدا کی ہین ایک دانائی دوسری خوبروئی اول فرشتون کو دی اور حضرت آدمؑ کو مسجود انکا بنایا اور
دوسری ستارون کو عنایت کی اور حضرت یوسفؑ کو انکا کعبہ گردانا القصہ جب یوسفؑ نے خواب کہا اور یعقوبؑ
نے تعبیر کی تو حضرت یوسفؑ کی خالہ یعنی والدہ شمعون نے چھپکر تعبیر و خواب دونون سنے جب رات کو صاحبزادے
حضرت یعقوبؑ کے گھر آئے تو شمعون کی مان نے یہ احوال کہا اور طعنہ دیا یا اپنے لڑکون کی عورتون سے تذکرہ
کیا انھون نے اپنے شوہرون سے بیان کیا اور طعنہ دیکر بولین کہ مشقت و محنت ساری تمھارے واسطے ہی اور
راحت و نعمت یوسفؑ کے واسطے اسیوقت سے بھائیون کو حسد پیدا ہوا کہ درپے اہلاک ہوے اور پہلے اس
تدبیر مین پڑے کہ یوسفؑ علیہ السلام سے خواب کا حال پوچھین چنانچہ ایک دن اپنے ساتھ سیر کو لیچلے راہ مین کہا
کہ ہم تجکو سب سے زیادہ پیار کرتے ہین اور باپ بھی تجکو بہت چاہتا ہے سچ بتلا تونے کیا خواب دیکھا اب حضرت
یوسفؑ گھبرائے کہ اگر کہتا ہون تو باپ کے خلاف ہوتا ہی اور جو نہین کہتا ہون تو جھوٹھا ہوتا ہون اور جھوٹھ میری
شان صدیقیت سے بعید ہی جب حضرت یوسفؑ نے زیادہ تامل کیا تو بھائیون نے کہا ای یوسفؑ بحق آبا و کرام
ابراہیم و اسحقؑ و یعقوبؑ علیہم السلام اپنے خواب سے ہمکو مطلع کر ناچار جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا تب تو بھائیون
کو حسد نے ایسا کردیا کہ دشمن جانی ہو گئے اور بیخواب و بیقرار رہنے لگے اور اس فکر و تردد مین پڑے کہ کسیطرح
یوسفؑ کو یعقوبؑ سے جدا کرین یہ تو معاملہ واقع ہو چکا تھا کہ بعد ایک سال کے پھر حضرت یوسفؑ نے یہ خواب
دیکھا کہ میری انگلیون سے آب زلال ٹپکتا ہی بعد اسکے وہی پانی ہوا ہو کر بھائیون کے سر پر برسنے لگا یہ بھی خواب
حضرت یعقوبؑ نے سنا اور دریافت فرمایا کہ یہ نشان قحط کا ہے کہ اس حالت مین حضرت یوسف دریائے پنج شاخہ
دست احسان سے بھائیون کو سیراب کرینگے مگر تاویل اس خواب کی موقوف رکھی اور حضرت یوسف سے
فرمایا کہ اسکو بھائیون سے نہ بیان کریو مگر بھائیون کو خبر ہو گئی کہ درپے ہلاکت و غربت ہو گئے اور حسد نے زور پکڑا

کے اوروں سے صورت پذیر نہیں ہو پس ناگریز زوال نعمت چاہتا ہو جس طرح کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے تھے
کہ اہؤلاء من اللہ علیہم من بیننا آیا یہ وہ ہین کہ احسان کیا اللہ نے انپر ہم مین سے چوتھا تعجب اس بات کا کہ یہ
شخص لائق اس نعمت کے نہ تھا اور اسکو ملگئی سو یہ تعجب باعث ہوتا ہو کہ اگر یہ نعمت اس سے زائل ہو جائے
تو تعجب رفع ہووے جس طرح سے کافر پیغمبروں کے حق مین رکھتے ہین او عجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علی رجل منکم
لینذرکم کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمکو نصیحت تمھارے رب کی ایک مرد کے ہاتھ تمھارے بیچ مین سے کہ تم کو
ڈراوے پانچوان بعض مقاصد کے فوت ہو جانے کے خوف سے کوئی شخص آرزو کرتا ہے کہ یہ نعمت اُس سے
زائل ہو جاوے جس طرح ایک صناع کو دوسرے سے یا ایک شوہر کی عورتون کو آپسمین ہوتا ہو یا ایک مسجد کے
واعظون کو یا ایک شہر کے طبیبون کو باہم ہوا کرتا ہے چھٹوان حب ریاست متقاضی ہوتا ہو کہ اور کی ریاست
نرہے کیونکہ بے نظیر اور منفرد ہونا کمال مین ہر آدمی کی خواہش جبلی ہو گو کہ یہ بات اصلا حاصل نہین ہوتی بلکہ تفرد بکمالات
خاصہ ذات کبریا ہو جل شانہ ساتوان خساست نفس اور بخل جید کہ فیضان آلہی اور نعماے باری مشاہدہ کر کے
بالطبع ملول ہوتا ہو اور مصیبت اور بدحالی ملاحظہ کر کے خوشدل اور مسرور پس یہ حسد بدترین انواع مین ہو والعیاذ
باللہ من الکل اور جب یہ چند چیزین اسباب سے مجتمع ہوئین تو حسد کو ترقی ہوئی جسطرح سیہودمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در اتباع آنحضرت کی نسبت کئی سبب ان اسباب سے جمع ہوے تھے کہ اسی جہت سے انکا حسد خوب ہر نفس مین
راسخ ہو گیا تھا اور بعض انہین سے حضرت یوسفؑ کے بھائیون مین مجتمع تھے کہ باعث عداوت واقع ہوے
اور یہ حسد مرض عالمگیر ہو کہ کم کوئی آدمی اس سے خالی ہو بلکہ حدیث شریف مین وارد ہو ما منا احد الا و یجد یعنی نہین
ہو ہم سے کوئی شخص مگر حسد کرتا ہو اور علاج اس مرض روحانی کے دو نسخے ہین ایک علم دوسرا عمل لیکن علم
دو قسم ہو ایک اجمالی دوسرا تفصیلی اجمالی یہ ہو کہ ہر ایک چیز قضا اور قدر پر چھوڑ رکھے اور اس عقیدہ کو بخوبی متحضر
رکھے کہ ما شاء اللہ کان و ما لم یشا لم یکن اور یہ سمجھ لے کہ مکروہ جاننا کسی کا اور خواہش کسی کی دفع تقدیر مین
کارگر نہین ہوتی اور تفصیلی یہ ہے کہ حسد کو ایمان کی آنکھ کا خاشاک جانے کیونکہ حسد موجب کراہت حکم آلہی اور
نارضامندی تقسیم باری کا ہو اور اپنے برادران نوعی کی بدخواہی اُسکا لازمہ ہو اور عذاب دائمی اور رنج مستمر اور
وسواس خاطر اور تکدر حواس اُسکا خاصہ ہو بے اسکے کہ محسود کو کسی طرح کا ضرر دنیا یا دین کا پہونچتا ہو اسواسطے
کہ دنیا مین بسبب حسد کے نعمت نہین زائل ہوتی اور دین مین تو کسیطرح کا نقصان ہی نہین آتا بلکہ اجر عظیم ہوتا ہی
اور محسود مظلوم شمار کیا جاتا ہو اور حاسد ظالم اور حدیث مین آیا ہو کہ ظالم کی حیات پر مظلوم کو قدرت تصرف
آخرت مین ہونگے اور حکما واسطے تفہیم ضرر حاسد کے ایک مثال بیان کرتے ہین حقیقت مین یہ بات انکی درست ہو وہ یہ ہو کہ
حاسد مثل اُسکے ہو کہ دشمن پر پتھر پھینکے اور وہ پتھر دشمن کے نہ لگے بلکہ پھر کے اسکی ایک آنکھ پھوڑ دے پھر بھی یہ
سفیہ پھر پتھر مارے کہ دوسری آنکھ بھی پھوٹ جائے علی ہذا القیاس یہ احمق مارتا جائے اور دشمن محفوظ
رہے اسی مارنے والے کو ضرر پہونچے اور تماشائی اسکی حرکات پوچ دیکھکر ہنستے ہین پس یہ سب بال حسد کا

فرماتے ہین کہ حسد کے چار مرتبہ ہین اول یہ کہ زوال نعمت کسی سے چاہے گو وہ نعمت اسکو حاصل نہو پس یہ مرتبہ اعلے
ہے کہ مسلمان صالح کے حق مین ایسا حسد گناہ کبیرہ ہے اور کافر کے حق مین مباح دوسرا یہ کہ انتقال اس نعمت کا اپنی
طرف چاہے مثلاً کسی کا باغ مجھے ملجاے یا کسی کی عورت خوبصورت مجکو ملجاے یا کسی کی ریاست مجھے حاصل ہو تو
اسمین حصول نعمت مقصود بالذات ہے اور زوال اسکا دوسرے سے مقصود بالتبع پس یہ قسم بھی مسلمان کے حق
مین حرام ہے تیسرا زوال نعمت تو نہین چاہتا الا جب اس نعمت کی تحصیل سے عاجز ہے تو آرزو کرتا ہے کہ یہ نعمت دوسرے
کے پاس بھی نہ رہے پس یہ بھی ممنوع ہے چوتھا یہ کہ حصول اس نعمت کا اپنے واسطے چاہے لیکن زوال اسکا غیر سے
خیال مین بھی نہین اسکو غبطہ کہتے ہین سو یہ مرتبہ اگر امور دینیہ مین ہو جیسے ایمان اور نماز اور زکوۃ اور انفاق فی
سبیل اللہ اور تعلیم و تعلم اور ارشاد اور روایت تو محمود ہے بلکہ بعض وقت واجب بھی ہو جاتا ہے و فی ذلک فلیتنافس
المتنافسون یعنی اسپر چاہین رغبت کرین رغبت کرنے والے اور صحیحین مین وارد ہے کہ لاحسد الا فی اثنین رجل آتاہ
اللہ مالا فانفقہ فی سبیل اللہ ورجل آتاہ اللہ علما فہو یعمل ویعلم الناس یعنی دو شخصون مین حسد نہین ہے ایک وہ آدمی
جسکو اللہ نے مال دیا اور اسنے خدا کی راہ مین صرف کیا اور ایک وہ آدمی جسکو اللہ نے علم دیا اور اسنے اسپر عمل
کیا اور لوگون کو سکھلایا اور اسی طرح عبد اللہ ابن مسعودؓ سے مشکوۃ مین روایت ہے کہ لاحسد الا فی اثنین رجل آتاہ اللہ
مالا فسلط علی ہلکتہ فی الحق ورجل آتاہ اللہ الحکمۃ فہو یقضی بہا ویعلمہا یعنے نہین حسد ہے مگر دو کے حق مین یعنی اگر ہوتا
حسد بہتر تو دو آدمیون مین ہوتا ایک وہ شخص جسکو اللہ نے مال دیا اور مسلط کیا اسکو اسکے صرف پر کہ اطاعت الٰہی
اور فرمودہ خدا مین خرچ کرے اور نامرضیات مین صرف کرنے سے محترز رہے اور ایک وہ جسکو اللہ نے حکمت اور علم
و دین و شریعت دیا پس اسنے عمل کیا ہے درمیان آدمیون کے اور سکھلایا ہے اور اکثر روایات مین الا فی ثنتین بتاء
تانیث بھی وارد ہے یعنی حسد نہین ہے مگر دو خصلتون مین ایک مال دوسرا علم اور یہ حدیث باب العلم مشکوۃ مین موجود
متفق علیہ اور عند التفتیش اسباب حسد کے سات معلوم ہوتے ہین اول عداوت اور بغض کیونکہ آدمی مجبول ہے اس
امر پر کہ جب اسکو کسی کی طرف سے ایذا پہونچتی ہے تو بالطبع اسکو دل مین دشمن رکھتا ہے اور مدام چاہتا ہے کہ اس سے
کسی طرح انتقام کرے پس جب قدرت نہین پاتا تو یہ چاہتا ہے کہ گردش زمانہ اس سے انتقام لے اور اسکا جان
اور مال تلف ہو جائے چنانچہ اللہ صاحب حاسدان کذا کی شان مین فرماتے ہین ان تمسسکم حسنۃ تسؤہم
وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بہا یعنی اگر پہونچے لوگون کو بھلائی کہین یہ اللہ کیطرف سے اور اگر پہونچے تجکو برائی تو
اس سے بہت خوش ہون اور بھی حسد باعث تنازع اور سبب تقاتل پڑ جاتا ہے دوسرا تکبر اور تعزز کہ اپنے
ہم چشم کو منصب اعلیٰ اور مرتبہ اقصیٰ پر دیکھ نہین سکتا اور یہ خواہش رکھتا ہے کہ یہ مرتبہ اور یہ منصب اس سے
کسی طرح زائل ہو جائے تاکہ مین اور وہ برابر ہو جائین اور اسی حسد سے کافر کہتے تھے لولا نزل ہذا القرآن علی
رجل من القریتین عظیم یعنے کیون نہ اترا یہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دو بستیون کے یعنے مکے اور طائف کے
سردارون پر تیسرا یہ کہ یہ شخص دائما اپنے ہمچشمون سے خدمت لیتا رہا ہو اور یہ استخدام اور استتباع بدون زوال نعمت کے

شیفتہ و فریفتہ ہوگئے وہذا اقرب الی الصواب ایک دن حضرت شیخ سری سقطی قدس سرہٗ کو یہ خدشہ دل مین پیدا ہوا
کہ درجہ انبیا کا اولیا سے مقدم ہے اور جملہ اولیاء اللہ اسبات پر متفق ہین کہ جسکو عشق خدا ہوتا ہی اسکے دل مین
غیر کی گنجایش نہین ہوتی پھر باوصف اس مرتبہ نبوت اور قرب منزلت کے حضرت یعقوبؑ کس طرح فریفتۂ حسن
یوسفؑ ہوے کہ اسکا شور پڑ گیا حضرت سری سقطی فرماتے ہین کہ اسی تردد مین سو گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام
خواب مین نظر آئے مین نے انسے یہ اشکال اپنا نقل کیا حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ اے سری یہ ایک سر ہے اسکو کسی سے
بیان نہ کر اور زبان ملامت نہ کر اور دل کی آنکھ کھول کر مشاہدہ کر تو معلوم ہو کہ اس مقام مین گنجایش ملامت
نہین ہی مین نے آنکھ کھولی تو جمال یوسفی مجھپر مکشوف ہوا قسم ہی عزت اور جلال خداوندی کی جو اسکے باب نظر مین
حقائق غیبیہ مجھپر مکشوف ہوے اصلا خلوات متعاقبہ اور طی مقامات متعالیہ سے حاصل نہوے اور غایت بیخودی
سے مین نے نعرہ مارا اور بیہوش ہوگیا اور تیرہ شبانہ روز بیخبر رہا بعد اسکے ہوش مین آیا تو ایک آواز آتی تھی کہ یہ
سزا ہی اسکی جو عاشقان درگاہ کو ملامت کرے پس اس بیان سے ظاہر ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام آثار تجلیات
ربانی لوح پیشانی یوسف علیہ السلام مین مشاہدہ کرتے تھے گویا معانی پوشیدہ فتبارک اللہ احسن الخالقین جبین نورآگین
یوسف علیہ السلام مین مشروح تھے اور ابواب مغلقہ خلق اللہ آدم علی صورتہ جمال حضرت یوسفؑ مین مفتوح
؎ شگفت بوستان رازش ؛ گلہاے حقیقت از مجازش ؛ چشمہ ز شگاف سنگ جوشید ؛ دریا شد و سنگ
را بپوشید ؛ عاشق کہ ز مہر دوست کاہد ؛ چشمہ گو یدرو ے دوست خواہد ؛ **فائدہ** حکما اور عقلا ماہیت عشق اور
محبت مین متزلزل ہین فلاطون کہتا ہے کہ عشق ایک مرض ہی شبیہ بمالیخولیا کہ رند اور بیکار کو بسبب کثرت اخلاط
اور اختلاط امارد و نساء کے عارض ہوجاتا ہے اور جالینوس لکھتا ہے عشق ماخوذ ہی عشقہ سے اور عشقہ ایک
گھاس ہوتی ہی کہ جب درخت سے لپٹ جاتی تو وہ درخت خشک ہوجاتا ہے سو یہ مرض وسواسی ہی کہ جسم مریض
کو لاغر کر دیتا ہی اور ارسطاطالیس بھی اسی کے قریب قریب بیان کرتا ہی لیکن اتنا زیادہ کہتا ہی کہ عشق عبارت ہے
استغراق سے خیال حسن و شمائل مین اور یہی سبب ہے کہ عاشق ادراک عیوب معشوق سے اندھا ہوجاتا ہی اور فرزانگان
اہل وجد اور دیوانگان وادی بیخودی فرماتے ہین کہ عشق ایک کیفیت ہی وجدانی جسطرح درد کہ بجز اہل درد دوسرا نہین جانتا یا
ایک حالت ہی نفسانی جسطرح غم اور سرور کہ دوسرا شخص اسکے ادراک سے قاصر ہے اور جو کچھ بیان مین آجاتا ہے
وہ احکام اور عوارض عشق ہین نہ ماہیت و حقیقت ؎ عشق را ہرگز ندانند ہیچکس ؛ عشق را ہم عاشقان دانند
وبس ؛ اور عشق دو قسم ہے ایک حیوانی کہ اسکو جسمانی بھی کہتے ہین منشا اسکا افراط شہوت جماعیہ اور غلبۂ
اخلاط بدن ہی اور یہ قسم از قسم رذائل ہی دوسرا نفسانی کہ اسکو روحانی بھی کہتے ہین منشاء اسکا تناسب روحانیات
اور شرافت نفسانیات ہی سو یہ قسم از قسم فضائل ہے ملا جلال دوانی فرماتے ہین کہ طبائع لطیفہ کو شمائل جمیلہ سے
بحکم الجنس یمیل الی الجنس ایک طرح کا میلان ہوتا ہے پھر جسقدر اعتدال مزاج الطف اور اشرف ہے میلان
خاطر بھی زیادہ ہی سو حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسفؑ سے اسی طرح کی محبت تھی اور حضرت امام

تو دنیا مین ہی اور عذاب آخرت اس سے بھی اشد ہی لیکن علاج پس طریق اسکا یہ ہی کہ محسود کی نسبت ایسے فعل کرے
کہ جملہ مقتضاے حسد کے مخالف ہون مثلاً اگر حسد بدگوئی کا باعث ہو تو مقام بدگوئی مین مدح شروع کرے اور
اگر باعث تکبر ہو اس مقام مین تواضع اختیار کرے اور فروتنی سے پیش آوے یہانتک کہ محسود رفتہ رفتہ محبوب
ہو جاے اور از خود حسد زائل ہو کیونکہ محبت مادۂ حسد کی قاطع ہے اور اس مقام پر ایک بات اور جاننا چاہیے وہ
یہ ہی کہ حاسد کے دل کو ایک نفرت محسود سے ہوتی ہی اور یہ نفرت وہ چیز ہے کہ مقدور بشری سے خارج ہی پس اس
نفرت پر عقاب اور عذاب بھی نہین ہوتا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا یعنے اللہ تکلیف نہین دیتا ہی کسی شخص کو مگر جو
اسکی گنجایش ہی اور تکلیف شرع اس نفرت سے متوجہ نہین بلکہ حاسد مکلف ہی اسپر کہ اس نفرت کو مکروہ سمجھے اور
در پے ازالہ ہو اور اسکے ارتکاب سے بتکلف باز رہے تا بتدریج یہ تکلف طبعی ہو جاے پس برادران یوسف کو
دوسری قسم کا حسد تھا یعنے انتقال محبت حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنی طرف چاہتے تھے کہ اسکا ثمرہ دنیا
مین یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے محتاج ہوے اور انھین کی شفاعت سے آخرت کے عذاب سے
محفوظ رہے اور تائب ہوے **فائدہ** اس قصہ مین اہل خرد کو عبرت آتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام باوصف
اُس محبت کے جو حضرت یعقوبؑ کو انکے ساتھ تھی تھوڑے خلاف مین چالیس برس تک خدمت پدری سے
دور پڑ گئے اور خلاف اسقدر رہا تھا کہ خواب بھائیون سے کہدیا پس معلوم ہوا کہ جس کام کو باپ منع کرے
اسکے خلاف مین ایسی بلا آتی ہی اور جس بات کو اللہ اور رسول منع فرما دے اسکے کرنے مین انسے دور پڑ جاتا ہی
فائدہ کیا وجہ تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو بہ نسبت اور لڑکون کے زیادہ
چاہتے تھے بعضے کہتے ہین کہ وقت موت کے راحیل نے وصیت کی تھی کہ یوسف کو بہت پیار سے رکھیو ایسا نہو
کہ اسکے بھائی تکلیف دین اور حال انکی مرگ کا یہ ہوا کہ بنیامین پیدا ہوے اور وہ درد نہ گیا تب نجات پائی اور وجہ تسمیہ
بنیامین کی یہی ہی کیونکہ یامین سریانی مین درد نہ کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام چھوٹے
تھے اور دستور ہے کہ چھوٹے لڑکے کو آدمی دوست رکھتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام
کے خوابون سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے عظمت شان انکی بخوبی دریافت کی تھی اس باعث سے دوست
رکھتے تھے اور بعض اہل تحقیق کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نہایت حسین تھے اور طبع انسانی مقتضی ہی
اس امر کی کہ رویت حسین سے خوش ہو کیونکہ حسن صورت نشان ہی عنایت احسن الخالقین کا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جب کسی حسین کو دیکھتے خوش ہوتے تھے اور حدیث مین وارد ہی النظر الی حسان الوجوہ عبادۃ اور کاتب اوراق
کے نزدیک محبت کیواسطے کچھ سبب درکار نہین نہ حسن صورت کو اسمین دخل ہی نہ وصیت کو اثر اور نہ صغر سنی
پر کچھ نظر بلکہ یہ سب موید محبت الٰہیہ ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام مراقبہ مین
بیٹھے ہوے اس انتظار مین تھے کہ دیکھون آفتاب جمال محبوب حقیقی کس روزنہ سے تابان ہوتا ہی اور کوکب وصال
مطلوب اصلی کس مطلع سے طلوع کرتا ہے ناگاہ حسن جمال حقیقی آئینہ کمال یوسفی سے طالع ہوا کہ حضرت یعقوب

باندھا اور عصاے ابراہیم علیہ سلام اللہ الکریم پر مبارک میں لیا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ عجب زیب و زینت ہو گئی اور بھائیون
نے جانا کہ یوسف کو ہمارے باپ بہت پیار کرتے ہین اسی طرح اور بھی علامات اور اسباب محبت روز بروز ظاہر ہوتے
جاتے تھے یہانتک کہ خواب یوسف اور تعبیر پدر سے کمال قوت ہوئی تو اب حسد نے اوڑایا فکر مین پڑے
کہ کسی طرح یوسف کو باپ سے علحدہ کرین ابلیس مردود ایک بوڑھے آدمی کی صورت پکڑ کر آیا اور بولا کہ اے
فرزندان یعقوب یوسف تمکو اپنا غلام بنا دیگا یہ بولے اے شیخ پھر ہم کیا کرین آسنے کہا اقتلوا یوسف او اطرحوہ
ارضا یخل لکم وجہ ابیکم وتکونوا من بعدہ قوما صالحین یعنی مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی ملک مین کہ اکیلا رہے
تب تمپر توجہ ہو تمھارے باپ کی اور ہو رہو اسکے پیچھے نیک لوگ غرض کہ توبہ کر کے اچھے ہو جائیو بعضے کہتے ہین کہ کہنے والا
اس قول کا شمعون تھا اور بعضے کہتے ہیں اور یقول رو بیل وہو الصحیح یعنے قائل یہ تھا اور سب بھائی راضی
تھے لہذا سب بھائی آمر بالقتل ہوے خدا نے صیغہ جمع فرمایا الغرض یہ کلام سنکر بقول صاحب معالم یہودا نے
کہ سب مین فطین اور صاحب الراے اور قوی تر تھا اور حضرت یوسف سے محبت رکھتا تھا کہا لا تقتلوا یوسف والقوہ
فی غیابۃ الجب یلتقطہ بعض السیارۃ ان کنتم فاعلین یعنی مت مارو یوسف کو اور پھینک دو گمنام کنوئین مین کہ اٹھا لیجاے
اسکو کوئی مسافر اگر تم کرنیوالے ہو و بقول قتادہ قائل اس قول کا روبیل تھا کیونکہ وہ خالہ زاد بھائی بھی تھا اور ہم
مین سب سے بڑا اور عقلمند تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ یہودا نے منع کیا اور کہا کہ قتل گناہ عظیم ہے ڈال دو اسکو کنوئین مین کذا
فی المعالم اور غیابت لغت مین اس چیز کو کہتے ہین جو نظر سے پوشیدہ کرے اور مراد غیابت جب سے قعر چاہ ہے
کہ جو چیز اسمین گرے نظر سے پوشیدہ ہو جاے اور فائدہ غیابت کا یہ ہے کہ اگر القوہ فی الجب فرماتے تو احتمال ہو سکتا تھا
کہ ایسے موضع مین مواضع چاہ سے ڈالین جسمین نظر سے غائب نہو اور جب غیابت الجب فرمایا تو اس قید سے معلوم
ہوا کہ قعر چاہ تاریک مین ڈالین کہ نظر بھی نہ آوے اور لام الجب کا واسطے عہد کے ہے یعنے وہ چاہ معین جو انکو معلوم
تھا اہل عرفان فرماتے ہین کہ یہ مثال ہے گنہگار کی بروز قیامت کہ حق سبحانہ تعالی فرما دینگے کہ اے ناکسا خازن دوزخ
یہ بندہ میرا گناہ کے سبب سے مستوجب عذاب ہو گیا ہے سو اسکو داغ بیزاری اور مفارقت پروردگاری سے
عقوبت نکر چاہ دوزخ مین ڈالدے کہ کاروان انبیا و اولیا اور علما و شہدا اس چاہ پر ہو کر گذرینگے اور شفاعت
کر کے نکالینگے کہ مین گناہ بخشون اور نجات دون عبداللہ ابن عباس فرماتے ہین کہ جب یوسف کے بھائیون نے
اپنے ذہن مین ٹھہرالیا کہ ہمارے باپ یوسف کو بہت چاہتے ہین تب یہ قصد کیا کہ یوسف کو باپ سے مانگین
اور جنگل مین لیجاکے کسی کنوئین مین ڈالدین چنانچہ ایک روز رات کو جنگل سے پھر کر آئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام
سے کہنے لگے کہ یوسف کو کیا لڑکیون کی طرح گھر مین بٹھلائے رکھتے ہو ہمارے ساتھ جنگل مین بھیجا کرو کہ باہر نکلنے کی
عادت ہو روایت ہے کہ ہفتہ مین ایک روز حضرت یعقوب علیہ السلام خلوت مین رہتے تھے اور اسحالت مین کوئی
شخص انکے پاس نہین جاتا تھا مگر یوسف علیہ السلام اس روز یہ سب کے سب لڑکے جنگل سے آئے
بے تحاشا خلوت مین چلے گئے تب حضرت یعقوب نے پوچھا آج کیا ہے بولے کہ ہمارے دلمین یہ آتا ہے

غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ عشق بہیمی اور نفسانی مین تفرقہ بہت مشکل ہے تھوڑی بات ہین دونون ایک ہو جاتے
ہین لیکن اہل تحقیق کہتے ہین کہ عشق نفسانی مین حرکات اور کلمات پر زیادہ تر میلان ہوتا ہے اور اعضا پر
بہت کم کیونکہ نفس کا میلان جانب روحانیات جسمانیہ سے بہت ہے دوسرے یہ کہ عشق حیوانی کو ثبات اور قرار نہین
بخلاف عشق نفسانی کہ یہ غائلہ زوال سے مصئون اور محفوظ ہے عشقے کہ نہ عشق جاودانی ست؛ بازیچۂ
شہوت جوانی ست؛ عشق آن باشد کہ کم نگردد تا باشد ازان قدم نگردد؛ **تنبیہ** حضرت یوسفؑ کے
بھائیون نے کئی طرح سے جانا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام انکو بہت پیار کرتے ہین ایک تو حضرت اسحاق
علیہ السلام کے کمربند سے اور حال اُسکا بروایت صحیحہ یہ ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کا ایک پٹکہ حضرت یعقوب
کی بہن کو جو ایک برس اُنسے بڑی تھین میراث مین پہونچا تھا اور اُس کمربند کی بڑی تعظیم تھی اسلیے حضرت یعقوب
کی بہن اسکو نہایت عزیز رکھتین بلکہ اس سبب سے کنعانی انکی بھی توقیر اور تعظیم کیا کرتے اور جب کوئی بیمار ہوتا اسی
پٹکے کے چھونے اچھا ہو جاتا جب راحیل نے وفات پائی تو حضرت یعقوبؑ کی بہن نے کہا کہ اس لڑکے کو مین
پرورش کرونگی حضرت یعقوبؑ نے کہا کہ مجکو اسکی جدائی مین آرام کہان تب یہ قرار پایا کہ دن کو پھوپھی کے پاس
رات کو حضرت یعقوبؑ کے پاس رہتے غرض کہ یوسفؑ کو اپنے گھر لے گئین اور پرورش کرنے لگین جب
حضرت یوسفؑ علیہ السلام فی الجملہ ہوشیار ہوے تو حضرت یعقوبؑ نے مانگا انکو مفارقت یوسفؑ ناگوار تھی
انھون نے یہ حیلہ کیا کہ رخصت کے وقت وہی پٹکہ انکی کمر سے باندھدیا اور کپڑون سے چھپا کے دن مین رخصت
کردیا اور اس دین مین یہ حکم تھا کہ چور سال بھر مالک مال کے پاس بطور سزا رہے غرض حضرت یوسف اپنے
باپ کے گھر آئے آپکی پھوپھی بھی پیچھے سے گھبرائی ہوئین تشریف لائین اور کہنے لگین کہ اسحاق کا کمربند نہین
ملتا ہے آخر تلاش کرتے کرتے یوسفؑ کی کمر مین نکلا اب حضرت یعقوبؑ نے مجبور ہو کے سال بھر کے واسطے
پھر یوسف کو انکے سپرد کیا کہ رات دن انھین کے پاس رہنے لگے اور حضرت یعقوب ہر روزہ دیکھ آیا کرتے تھے جب
انکا انتقال ہوا تو حضرت یوسف باپ کے پاس آئے اور وہ پٹکہ حضرت یعقوب کو ملا انھون نے عید کے دن حضرت
یوسفؑ کی کمر سے باندھا دوسرے عصا سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسکا حال یہ ہوا کہ حضرت یوسف
علیہ السلام نے اپنے بھائیون کے ہاتھ مین چھڑیان دیکھین تو کہنے لگے ای باپ مجکو بھی ایک عصا عنایت ہو چاہیے
وہ عصا عنایت کیا جسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور حضرت ابراہیمؑ سے حضرت اسحاقؑ
کو بعد ازان حضرت یعقوبؑ کو میراث مین پہونچا تھا تیسرے پیراہن ابراہیم علیہ السلام سے اسکا یہ حال
ہوا کہ سب لڑکون نے عید مین کپڑے پہنے حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوبؑ سے عرض کیا
کہ مجکو بھی کپڑے پہنائیے آپ نے وہ کرتا بہشتی پہنایا جسے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وقت القاء نار حضرت
ابراہیمؑ کو پہنایا تھا اور حضرت ابراہیمؑ نے اسمعیل علیہ السلام کے گلے مین ذبح کے وقت ڈالا تھا جب کہ حضرت
یوسفؑ علیہ السلام نے پیراہن خلیل آوردہ حضرت جبرئیل معنونہ رب جلیل پہنا اور کمربند اسحاق بنظر استحقاق کمر سے

موسومہ

صبر نہین کرسکتا دوسرے اخاف ان یاکلہ الذئب وانتم عنہ غافلون یعنے ڈرتا ہون کہ کھاجائے اسکو بھیڑیا اور تم
اُس سے بیخبر رہو اسواسطے کہ اُس زمین مین بھیڑیے بہت ہوتے ہین مبادا کوئی بھیڑیا اسکا ارادہ کرے اور تم تماشا دیکھتے ہو
یا اسکی محافظت مین اہتمام نہ کرسکو ؎ ازان ترسم کہ درغفلت نشینید ؛ زغفلت صورت حالش نہ بینید ؛ درین
دیر بنہ وحشت محنت انگیز ؛ کمین گرگے بر دو ندان کند تیز ؛ یہ تو حضرت یعقوبؑ کو بہانہ کرنا تھا اسوقت سے انکے
دل مین کھٹکا ہو گیا بعضے اہل تحقیق کہتے ہین کہ اللہ نے حضرت یعقوب کو مطلع کردیا تھا کہ یوسفؑ محفوظ رہیگا مگر
بہانہ کردیا تاکہ یہ لوگ اصرار نہ کرین اور یہ بہانہ زیادہ تر موجب حرص واقع ہوا کہ الانسان حریص علی ما منع غرض
اس کلام کے جواب مین لڑکون نے کہا لئن اکلہ الذئب ونحن عصبۃ انا اذا لخاسرون یعنی اگر کھا گیا اسکو بھیڑیا اور ہم
یہ جماعت مین قوت دار تو ہم نے سب کچھ گنوایا خلاصہ یہ کہ اگر ایسا ہو تو ہم گنہگار ہین یعنے عشیرہ ۱۲ جب حضرت یعقوب نے بیٹون کا
مبالغہ دیکھا اور حضرت یوسف کا دل سیر اور تماشے سے مائل پایا تب اپنے صدمہ دلی کو گوارا کرکے راضی بقضا ہوی
اور یوسف علیہ السلام کو اپنے ہاتھون سے نہلایا اور بالون مین کنگھی کرکے کپڑے پہنائے یعنے ایک جامہ
صوف سفید کا جسم مبارک پر پہنایا اور عمامہ ڈپٹا حضرت اسحاق سر و کمر سے باندھا اور چادر حضرت شعیبؑ کی
کندھو نپر ڈالی اور نعلین حضرت آدم صفی اللہ کی پاے مبارک مین پہنائین اور ایک عصا جو حضرت جبرئیل خاص
حضرت آدم کے واسطے لائے تھے ہاتھ مین دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیراہن لطیف بہشتی کو تعویذ
کرکے بازوے لطیف پر باندھا اور فرمایا کہ ای یوسفؑ میرے باپ نے ایک دن مجھسے کہا تھا کہ تیرے ایک لڑکا بصورت
آدم اور حکمت خلیل اور بکاء نوح پیدا ہوگا اور اسکو اسمٰعیل کی سی غربت نصیب ہوگی اور تجکو اسکی مفارقت مین بڑا رنج
ہوگا لہذا یہ تعویذ باندھے دیتا ہون کہ شاید مدت تک تجکو نہ دیکھون اے یوسفؑ کسی حال مین خدا کو نہ بھولنا اور کسی بلا
مین سواے اسکے کسی سے پناہ نہ مانگنا اور ہمیشہ یہ پڑھنا حسبی اللہ ونعم الوکیل جسطرح حضرت ابراہیم پڑھا کرتے تھے
اور بذات خود شجرۃ الوداع تک کہ دروازۂ کنعان پر تھا تشریف لے گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو گود مین لیکر
بہت روئے اور رخصت فرمایا ؎ روز وداع گریہ نہ درخور دیدہ بود ؛ طوفان اشک تا بگریبان رسیدہ بود ؛
حضرت یوسف علیہ السلام بھی باپ کو روتے دیکھکر روئے اور عرض کیا کہ سبب اس رونے کا کیا ہے فرمایا کہ
اے یوسفؑ تیرے جانے سے مین بہت غمگین وحزین ہون معلوم نہین کہ انجام اسکا کیا ہے بارے یہ کہے دیتا ہون
کہ مجکو نہ بھولنا کیونکہ مین تجکو نہ بھولونگا لاتنسانی فانی لا انساک ع فراموشی نہ شرط دوستان نست ؛ اور مین نے
ہنسنا حرام کیا ہے جب تک تجکو نہ دیکھون تو بھی نہ ہنسنا اور لڑکون سے کہا مجھسے عہد کرو کہ ہم قول وفعل مین یوسف پر
رحم کرینگے اور کسی طرح کی خشونت ودرشتی نہ کرینگے اور جب کھانا یا پانی مانگے تو اسکو دیجیو اور میرا حق جو تمپر ہے اُسکے ساتھ
اُسکا لحاظ رکھیو اور اسکے رنج وراحت کو میرا ہی رنج وراحت سمجھیو اسواسطے کہ یوسفؑ میری راحت کا سبب ہے
چنانچہ سب لڑکون نے عہد کرکے عرض کیا جو آپ فرماتے ہین اسمین سر مو فرق نہ پڑیگا اور ایک ظرف مین زاد راہ
بھر کر لادی کے سپرد کیا اور ایک مطہرہ مین پانی بھر کر شمعون کو دیا کہ یہ کھانا اور پانی یوسفؑ کیواسطے ہے اور رہیو دا سے

له سروایت ہے کہ اسی پیراہن سے حضرت یوسف نے کنعان کو بھیجا تھا جس سے حضرت یعقوب کی آنکھین روشن ہوئین ۱۲

کہ آپ یوسفؑ کو بھی ہمارے ساتھ جنگل مین بھیجا کریے کیونکہ یہ لڑکا ہے اور لڑکون کا جی کھیل کود سے زیادہ خوش رہتا ہے
اور آپ کسواسطے نہین جانے دیتے ہین ہم تو اُسے تمھارے برابر پیار کرتے ہین اور جو یہ خیال ہو کہ جا بجا بھیجا ہو جائیگا
تو ہم اسکے نگہبان رہینگے اور نصیحت کرتے رہینگے بڑے شرم کی بات ہے کہ اکثر لوگ کہا کرتے ہین کہ یعقوبؑ نے یوسف
اور بنیامین کو لڑکیون کی طرح گھر مین بٹھلا رکھا ہے باہر نہین نکلنے دیتے ہین مگر اس تقریر دلفریب سے بھی حضرت
یعقوبؑ نے نہ مانا کہ شرمندہ ہوے بعد اسکے پھر ایک دن جنگل مین بیٹھے ہوے حضرت یوسفؑ کے مار ڈالنے
کی فکر کر رہے تھے اور تدبیر سوچتے تھے کہ اُسوقت مردود ابلیس آدمی کی صورت پر پھر ظاہر ہوا اور بولا کہ اسے
فرزندان یعقوبؑ تم کیون متفکر ہو اپنا حال تو کہو انھون نے بیان کیا تب اس ملعون نے کہا کہ جلدی
مت کرو ایام بہار جب شروع ہوں اور جنگل سبزہ و ریاحین سے شاداب ہو اور آدمیون کی طبع سیر پر مائل ہو تب
یوسفؑ کے باب مین اپنے باپ سے کہو تو البتہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے اور نہین تو نہین غرض اس صلاح کو پسند
کرکے ایام بہار تک توقف کیا جب وہ دن آئے تو ایک روز آپسمین مشورت کرکے رات کو حضرت یعقوبؑ کے
پاس حاضر ہوے اور کہنے لگے کہ اب فصل بہاری ہے اور سبزہ و ریاحین جا بجا جنگل مین اگے ہین اگر یوسفؑ کو ہمارے
ساتھ جانے دیجیے تو یہ بھی وہان خوشی مین کھیلے کودے حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ مین یوسفؑ کی جدائی مین نہین
کر سکتا نا گزیر پھر آئے اور مجبور ہوکے حضرت یوسف علیہ السلام کو گانٹھا کہ ؎ موسم گل دو سہ روز ست غنیمت دارید
کہ دگر نوبت تاراج خزان خواہد بود ؏ یہ تو لڑکے نا واقف تھے دم مین دم باز دن کے آگئے اور کھیل کی طرف
نہایت مائل ہوے اور بولے کہ کل ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے بھائیون نے کہا باپ سے اجازت لے لو
کیونکہ ہمارا کہنا نہ مانینگے بلکہ منع کرینگے الغرض یہانتک آمادہ کیا کہ حضرت یوسف اجازت مانگنے حضرت یعقوبؑ
کے پاس گئے اور عرض کیا ؎ زین تنگنائے خلوتم خاطر بصحرا میکشد ؏ کز بوستان باد سحر خوش میدہد پیغام
را ؏ اور بکمال اصرار اجازت چاہی حضرت یعقوب علیہ السلام سخت متحیر ہوے کہ اگر اجازت دیتا ہون تو میرا
مطلب فوت ہوتا ہے اور نہین تو محبوب کی دل شکنی ہوتی ہے اس خیال ہی مین تھے کہ لڑکون نے موقع پا کے عرض کیا
کہ اے باپ ہمارے کیا ہے کہ تو اعتبار نہین کرتا ہمارا یوسف پر ہم تو اسکے خیر خواہ ہین ارسلہ معنا غدا یرتع ویلعب
و انا لہ لحافظون یعنے بھیج دے اسکو ہمارے ساتھ کل کہ میوے کھائے اور کھیلے اور ہم اسکے نگہبان رہینگے
رتع بمعنی فراخی در صحرا اور بولا جاتا ہے رتع فلان فی مالہ جب صرف کرے اسکو اپنی شہوات مین بطریق تنعم و تنشط و لہو
اس کلام مین کئی خطائین ہوئین اول تو امر کرنا باپ کو ایسی بات کا جسمین انکو رنج ہو دوسری لفظ معنا کہ دلیل نخوت
ہے تیسری یلعب کہ پیغمبر زادون سے بعید ہے چوتھی لفظ انا کہ جبارون کا کلام ہے پانچوین حافظون حالانکہ حافظ سب کا خدا
ہے چھٹوین فردا پر اعتماد کرنا ساتوین آخر کلام مین انشاء اللہ نہ کہنا و لا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء
اللہ اور سب خطائین حضرت یعقوبؑ کو معلوم ہو گئی تھین لیکن الطاف پدری سے پوشیدہ رکھکر فرمایا کہ انی
لیحزننی ان تذہبوا بہ یعنے مجکو غم پکڑتا ہے اس سے کہ لیجاؤ اسکو کیونکہ اول تو مفارقت یوسف مجھپر شاق ہے کہ مین ہرگز

اے بھائیو مین نے کیا قصور کیا ہی جو تم مجھپر ظلم کرتے ہو بولے کہ تو اپنا قصور نہین جانتا ہی پھر حضرت یوسف علیہ السلام
شمعون کے پاس دوڑکے آئے اور فرمایا کہ اے بھائی مین پیاس سے مرتا ہون شمعون نے پانی نہ دیا بلکہ وہ گھڑا
جسکو حضرت یعقوب علیہ السلام نے دودھ سے بھر دیا تھا زمین پر ڈال دیا اور کہا دور ہو تو اپنے خواب والے
ستارون سے پانی مانگ اور ابھی تو پیاس سے روتا ہے تھوڑی دیر مین بہت ہی روئیگا کیونکہ ہم تیرے قتل کی
فکر مین ہین اس کلام سے حضرت یوسف کی بھونکہ پیاس جاتی رہی اور دعا مانگی کہ یا عالم الغیب والشہادۃ و
یا غیاث المستغیثین اغثنی بعد اسکے فرمانے لگے کہ اے روئیل تو میرا قریب و بزرگ ہی میری خوردی اور پیر کنعان کی
ضعیفی پر رحم کر اور مجھکو پانی عنایت کر روئیل نے بھی ایک طمانچہ مارا اور کچھ رحم نہ کیا پھر حضرت یوسف نے یہودا سے
متوجہ ہو کے کہا کہ اے یہودا تو عالم ہی اور بعد وفات پیر کنعان کے تو ہی جانشین ہی تو میری حفاظت مین سعی فرما اور میرے
پیر کنعان کی محبت کا خیال کر ؎ یاری کنید کز در او در گذشتہ ایم ٭ رحمی کنید کز غم او زار ماندہ ایم ٭ تب یہودا کو
رحم آیا کہ اسنے اپنے دامن حمایت میں چھپایا اور کہا اے جان برادر جب تک میری جان باقی ہے تجھکو مارنے نہ دونگا
اسحالت مین حضرت یوسف نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ اہل بلا و محنت سے ہون اور میرے خاندان پر ہمیشہ غم رہا ہے
مگر یہ سمجھتا تھا کہ بیگانون سے رنج پہونچیگا بھائیون سے یہ گمان نہ تھا ؎ من از بیگانگان ہرگز ننالم ٭ کہ
با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد ٭ اور بھائی کہتے تھے کہ اب آفتاب و ماہتاب کہان گئے اور گیارہ ستارے کسطرف
ہیں کہ تیری دستگیری نہین کرتے اور حضرت یوسف سنتے تھے اور صبر کرتے تھے آخرکار یہودا کی حمایت دیکھکر بولے
کہ جو تیری صلاح ہو سوا سکے ساتھ کرین یہودا نے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ یوسف کو باپکی خدمت مین جس طرح سے لائے
ہو پہونچا دو اور مین ضامن ہوتا ہون کہ جو کچھ بدی تمنے اسکے ساتھ کی ہے ہرگز باپ سے نہ کہیگا تب بولے تو اس ہی
چاہتا ہے کہ اسبات سے میری سرخروئی باپ کے سامنے ہو تیرا کہنا ہم نہین مانتے تو چپکا رہ نہین تو ہم سب تجھے
بھی مار ڈالینگے اور تو جانتا ہے کہ ہمکو یہ وقت بہت مشکل سے ہاتھ لگا ہے اگر اب بھی ہم یوسف کے ساتھ کچھ ظلم
نہ کرینگے تو کب کرینگے ناگزیر یہودا ساکت ہوا لیکن یہ کہا کہ مارنا یوسف کا میری دانست مین کسی طرح بہتر نہین اگر
یہ نہین منظور ہے تو کوئین مین ڈالدو کہ اسمین آخر مر جائیگا اسواسطے کہ بیگناہ کا مارنا خصوصاً اپنے بھائی کا بڑا گناہ ہے
اسپر کہنے لگے مضائقہ نہین پر تو اسکے پاس سے الگ ہو جا یہودا نے کہا جب تک تم مجھسے عہد واثق نہ کرلوگے
ہرگز نہ ہٹونگا ناچار سبنے قسم کھائی کہ ہم جان سے نہ مارینگے تب یہودا نے اٹھنے کا ارادہ کیا حضرت یوسف نے کہا
کہ تجھکو بھی انھون نے باتون مین لگا لیا یہودا نے کہا مین مجبور ہون یہ لوگ میرے مارنے پر مستعد ہوتے ہین اور اگر
کنوئین مین ڈالینگے تو کیا عجب ہے کہ حافظ حقیقی تجھکو سب بلاؤن سے محفوظ رکھے اور شاید کوئی مسافر لیجاے تب
حضرت یوسف علیہ السلام رونے لگے ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ پہلے شمعون نے چھری مارنے کو نکالی تو یوسف علیہ السلام
روئیل کے دامن مین جاکر چھپے روئیل نے اپنے پاس سے الگ کیا اور مارا اسی طرح سب بھائیون نے ظلم کیا
تب یوسف علیہ السلام ہنسے یہودا نے کہا یہ وقت ہنسنے کا نہین ہے فرمایا کہ اسوقت میرے اور اللہ کے

ارشاد کیا کہ یوسفؑ کو تیرے سپرد کرتا ہون اسکی محافظت مین بہت کوشش کرنا اور یہ خلاف معمول اور لوگون نے
چالیس قدم اور بھی چلے تا کہ محبت قلبی سے یہ لوگ آگاہ ہو جائین القصہ روبیل نے حضرت یوسفؑ کو اپنے دوش
پر اٹھا لیا اور کہا آپ خاطر جمع رکھیے ہم اپنی جان سے زیادہ اسکو عزیز رکھینگے جب یہ چلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام
اسی طرف دیکھتے رہے آثار مین وارد ہے کہ حضرت احدیت جل جلالہ نے اسی وقت وحی بھیجی کہ اے یعقوبؑ تو نے
جانا کہ تجھ مین و یوسفؑ مین مفارقت کیون پڑگئی یعقوبؑ نے عرض کیا کہ خداوندا مین نے نہین جانا ارشاد ہوا کہ تو بھیڑیے
سے ڈرا اور مجھسے نہ ڈرا اور بھائیون کی غفلت پر نظر ڈالی اور مجھکو بھول گیا اور میرے سوائے غیر کو محافظ سمجھا اور
علامہ ترمذی نے اپنی تصنیفات مین لکھا ہے کہ جس دن حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوبؑ سے اجازت
مانگی تو حضرت یعقوبؑ نے کمر باندھی اور عمامہ سجا اور عصا ہاتھ مین لیا اور یوسفؑ علیہ السلام کا ہاتھ پکڑکے شجرۃ الوداع
تک جہان سے مسافرون کو رخصت کرتے تھے تشریف لائے اور اندکے توقف فرما کے حضرت یوسفؑ کو گود
مین لیا اور روبیل سے متوجہ ہوکے سفارش فرمائی کہ مین یوسفؑ کو تیرے سپرد کرتا ہون اسکو اچھی طرح رکھنا
پیادہ پا نہ لیجانا نہین تو اسکے پیرون مین حرارت زمین سے آبلے پڑجائینگے اور آفتاب مین نہ ٹھلانا کہ رنگ بدن کا
بدل جائیگا اور غصے سے نہ پکارنا کہ یہ لڑکا ہے تھوڑی سی بات مین دل شکستہ و پراگندہ ہوگا سب لڑکون نے کہا
اگر آپ باپ ہین تو ہم سب اسکے بھائی ہین حضرت نے بارہ تیرہ برس آرام سے رکھا کیا ہم ایکدن بھی نہ رکھ سکینگے
اور حضرت یوسفؑ سے فرمایا کہ اے جان پدر مجھکو طاقت نہین ہے ورنہ مین تیرے ساتھ چلتا اب تو میری وصیت
سن ہے اول یہ کہ اللہ کو کسی وقت اور کسی حال مین نہ بھولنا اور جو کچھ بلا آوے تو سوائے اللہ کے کسی کے دامن سے
دست امید نہ لگانا اور التجا نہ کرنا دوسری یہ کہ پدر فراق رسیدہ کو فراموش نہ کرنا کہ وہ بھی تجکو کسی وقت نہ بھولیگا بعد اسکے
بہت روئے اور رخصت فرمایا اور بیہوش ہوگئے نوادر القصص مین لکھا ہے کہ فرزندان یعقوب تھوڑی دور چلکر
پلٹ آئے جب حضرت یعقوبؑ کو ہوش آیا تو دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کھڑے ہوئے روتے ہین آہ سرد دل پر درد سے
بھر کر بولے ہذا رائحۃ الفراق اور روے مبارک حضرت یوسفؑ کے کندھے پر رکھکر اتنا روئے کہ پیراہن مبارک
از آستین تا دامن تر ہوگیا بعد اسکے راضی بقضائے الٰہی ہوکر بھائیون کے ساتھ روانہ فرمایا اور سرراہ تاکتے رہے
یہانتک کہ یوسفؑ علیہ السلام نظر سے غائب ہوئے تو روبیل نے اپنے کندھے سے اتارا اور کہا اب اپنے پیرون
چل ہم کہان تک ناز برداری کرین ناچار حضرت یوسفؑ علیہ السلام اپنے پیرون چلے تو یہ لوگ آگے بڑھ گئے حضرت
یوسفؑ نے آواز دی کہ تھوڑا ٹھہر جاؤ کہ مین بھی تمھارے ساتھ ہو لون بولے ہم تو نہین ٹھہرتے پھر تھوڑا چلے جب
بہت تھکے اور پیرون مین آبلے پڑنے لگے فرمایا کہ برائے خدا ذرا ٹھہرو اب مجھسے چلا نہین جاتا میرے پیرون مین
آبلے پڑگئے ہین اسپر بھی کسی نے جواب نہ دیا اتنے مین ہوائے گرم چلنے لگی اور حضرت یوسفؑ پیاسے ہوے پھر پکارا
کہ مین پیاسا ہون مجھے تھوڑا پانی عنایت کرو تسپر بھی کوئی نہ بولا آخر تھک کر بیٹھ گئے اور رونے لگے تو ان مین سے
ایک شخص نے پلٹ کر ایک طمانچہ مارا اور کہا کب تک تیری ناز برداری کرتے رہینگے تب حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ

یا مونس کل غریب و یا صاحب کل وحید و یا ملجاء کل خائف و یا کاشف کل کربۃ و یا عالم کل نجویٰ و یا منتہیٰ کل شکویٰ و یا حاضر کل ملاء یا حی یا قیوم اسالک ان تقذف رجاک فی قلبی حتی لا یکون لی شغل غیرک وان تجعل لی من امری فرجا و مخرجا انک علی کل شئی قدیر و ہذا ہو الصحیح لمناسبۃ المقام بالجملہ بھائیون نے بعد اس حرکت شنیعہ کے گھر جانیکا ارادہ کیا تب یہودا نے کنوئین کے پاس سب سے پوشیدہ جاکے آواز دی کہ اے یوسف زندہ ہے یا مردہ حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ تو کون ہے اسنے اپنا نام بتلایا حضرت نے ارشاد کیا کہ تو بھائیون سے نہین ڈرتا اور میرا حال پوچھتا ہے بن حال اپنا کیا کہون جو آدمی ماں باپ سے علحدہ گرسنہ و تشنہ و برہنہ ہوتا ہے وہ نہ زندون مین معدود ہے نہ مردون مین خصوص وہ کہ جسپر بھائیون نے ظلم کیا ہو یہودا بہت رویا اور کہنے لگا کہ اے یوسفؑ جو کچھ بھائیون نے تیرے ساتھ کیا اس سے مین تو سخت رنجیدہ ہون اور شرمندگی سے اسکا عذر نہین کر سکتا حضرت یوسفؑ نے فرمایا تقدیر یونہین تھی تمھارا قصور نہین ہے پھر ارشاد کیا کہ اب کون وقت ہے یہودا نے کہا اب بکریان گھر کو لیے جاتے ہین فرمایا کہ کئی وصیتین میری یاد رکھ ایک یہ کہ ہمیشہ غریب بیکس و یتیم بے مادر و پدر پر رحم کیا کرنا اور میرا حال یاد کر کے اُنسے عنایت و کرم سے پیش آنا دوسری یہ کہ میرے بھائی بنیامین اور دنیا مین سے بھائیون کی بدمعاملگی کا حال نہ کہنا کہ شاید یہ خبر انکے واسطے سے میرے باپ کو پہونچے تو وہ بھائیون کے حق مین دعاے بد فرما دینگے اور مین امیدوار ہون کہ اس بلا سے نجات پاؤن اور بھائیون کے گناہ بخشون اسپر یہودا اور بھی رویا کہ اسکی آواز اور بھائیون نے بھی سنی اور کنوئین پر آئے اور مستعد ہوگئے کہ حضرت یوسفؑ کو پتھرون سے مار ڈالین یہودا نے کہا اگر یہ حرکت کروگے تو مین سب حال باپ سے کہونگا ناچار ہو کے ایک پتھر بڑا کنوئین کے منہہ پر رکھدیا اور یہودا کو اپنے ساتھ لیگئے حضرت یوسف علیہ السلام اور بھی روئے کہ انکی آواز سے فرشتون پر ایک حالت مصیبت پیدا ہوئی تو درگاہ الٰہی مین ملتمس ہوے کہ یا الٰہی یہ آواز چھوٹے لڑکے کی ہے اور اس سے پیغمبری کی بو آتی ہے ارشاد ہوا کہ یوسفؑ ابن یعقوبؑ اسرائیل کی آواز ہے کہ بھائیون نے اُسے کنوئین مین ڈالا ہے فرشتون نے عرض کیا کہ یا رحیم اب تو اسپر رحم فرما اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یوسفؑ کے لیے بہشت سے کھانا لیجاؤ اور اسی کے پاس رہو سو حضرت جبرئیل علیہ السلام کئی قسم کا کھانا بہشت سے لائے اور نہایت پاسداری سے کھلایا اور بشارت دی لتنبئنھم بامرھم ہذا وھم لا یشعرون یعنی تو بتاویگا انکو انکا یہ کام اور وہ نہ جانینگے تنبیہ اللہ جل شانہ نے صرف اسی قدر فرمایا کہ فلما ذہبوا بہ واجمعوا ان یجعلوہ فی غیابت الجب یعنی پھر جب لیکر چلے اسکو اور متفق ہوے کہ ڈالین اسکو گمنام کنوئین مین اور باقی حال بیان نہین کیا کیونکہ وہ حال لائق بیان نہ تھا الغرض شمعون وغیرہ نے کنوئین سے پلٹ کر ایک بکری ذبح کی اور اسکے خون سے پیراہن یوسف علیہ السلام کا آلودہ کیا اور رات کے وقت روتے ہوے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے کما قال سبحانہ تعالیٰ وجاؤا اباھم عشاء یبکون قالوا یا ابانا انا ذہبنا نستبق وترکنا یوسف عند متاعنا فاکلہ الذئب وما انت بمؤمن لنا ولو کنا صادقین وجاؤ علی قمیصہ بدم کذب قال بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل

بیچ مین ایک سر ہے یہودا نے پوچھا کیا سر ہے ارشاد کیا کہ مین اپنے دلمین کہتا تھا کہ میرے بھائی پہلوان و زور آور ہین کسی
دشمن کو مجھپر دست رس نہوگا سو اللہ نے مجکو ادب دیا اور تمکو مجھپر مسلط فرمایا یہ بات سنکر یہودا کو بہت رحم آیا اور
اُسنے اپنے دامن مین چھپا لیا اور کہا تو خوف نہ کر تب اور بھائی کہنے لگے کہ اے یہودا شاید تو اپنے عہد سے پھر گیا ہی
یہودا نے کہا جس عہد مین خدا کی رضامندی نہو وہ عہد قابل شکست ہی اگر تم ارادہ قتل رکھتے ہو تو پہلے مجکو قتل کرلو
پھر یہ قرار پایا کہ کنوئین مین ڈالو غرض کہ شمعون نے حضرت یوسفؑ کا ہاتھ پکڑکے کھینچا اور کنارے کنوئین کے
جو اُردن مین تھا لیگئے اُسحالت مین حضرت یوسفؑ فرماتے تھے اگر مجکو میرا باپ نہ دیکھیگا مرجائیگا سو اگر تم کو
مجھپر رحم نہین آتا ہے تو اس ضعیف بیچارے پر رحم کرو لیکن کسی نے التفات بھی نہ کیا اور کوئین مین لٹکایا تو کرتے کا دامن
ایک پتھر سے اولجھ گیا تب کرتا اتار لیا اور ہاتھ پیر باندھے حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اے بھائیو یہ کرتا مجکو عنایت کرو شاید
اگر زندہ رہونگا تو اسی پر نماز پڑھونگا ورنہ میرا یہی کفن ہوگا اور تم جانتے ہو کہ غریب کو امیر لوگ کپڑا دیتے ہین اور مین
غریب ہون اور اچھے لوگ مردے کو کفن دیتے ہین اور مین مرنے والا ہون تب بولے کہ اپنے خواب والے ستارون
سے کہہ کہ پیراہن جنت سے لاکر پہنائین اور آفتاب ماہتاب سے کہہ کہ تاج جنت سے لاکر سر پر رکھین اسحالت مین
حضرت یوسفؑ فرماتے تھے ؎ کجائی ای پدر آخر کجائی ؛ ز حال من چنین غافل چرائی ؛ غرض کہ بھائیون نے
ایک رسی کمر سے باندھی اور کنوئین مین ڈالا یا انھین ڈول مین رکھکر لٹکایا جب آدھی دور ڈول پہونچا تو چھوڑ دیا
اس ارادے سے کہ ہلاک ہو جب کنوئین مین پہونچے تو حکم الٰہی ہوا کہ اے جبرئیل اس لڑکے کو آرام سے سنگ سفید
پر بٹھا دے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ تخت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے آتش نمرودی مین بہشت سے
لایا گیا تھا وہی تخت حضرت جبرئیل نے لاکر بچھایا اور اسی پر حضرت یوسفؑ جلوہ فرما ہوئے اور پیراہن خلیل
علیہ السلام جو بازو پر بطور تعویذ بندھا ہوا تھا کھول کر پہنایا اور موذیون سے پکار کر کہا کہ خبردار پیغمبر معصوم یہان
مہمان ہوا ہے کوئی گزند نہ پہونچا ئیو بعد اسکے رخصت ہوئے بعضے کہتے ہین کہ یہ کنوان سام ابن نوح نے کھدوادیا
تھا اور راہ سے کنارے واقع تھا اور اسکا نام جب الاحزان تھا یا جب الاخیار اور بعضے کہتے ہین شداد ابن عاد
نے کھدوایا تھا اور جنگل اردن مین جانب غربی دریاچہ طبریہ مابین مدین و مصر کنارہ راہ کے بفاصلہ تین
فرسخ مقام یعقوب علیہ السلام سے واقع تھا اور بعضے کہتے ہین چراگاہ مین دو فرسخ پر مقام یعقوب سے تھا اور
بعضے کہتے ہین قرار اولی مین بارہ فرسخ پر کنعان سے واقع تھا وہب ابن منبہ سے روایت ہی کہ یہ کنوان چارسو گز
کا گہرا تھا اور بعضے ستر گز کا کہتے ہین اور کعب احبار سے روایت ہے کہ سات سو گز گہرا تھا اور ایک نیزے کے برابر
اسمین پانی تھا اور نیچے سے فراخ اوپر سے تنگ اور بروایت جمہور ستر گز کا گہرا تھا اور بسبب تنگی منھ کے جو کوئی اسمین
گرتا تھا نکل نہ سکتا تھا القصہ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئین مین تنہا رہے اور یہ دعا وردِ زبان تھی یا صریخ المستصرخین
یا غیاث المستغیثین یا مفرج کرب المکروبین قد تری مکانی و تعرف حالی و لایخفی علیک شیء من امری کذا فی
انیس العاشقین اور اخبار الدول مین ثعلبی سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعا تلقین فرمائی ہی اللہم

زیادہ مہربان تھا کہ یوسفؑ کو کھا گیا اور پیراہن کو سلم چھوڑ گیا یہ کلام تمہارا بالکل جھوٹھ اور سراسر خلاف عقل ہے میرا
گمان تمھارے ساتھ ایسا نہ تھا جو تمنے کیا اسی وقت حضرت جبرئیل نے جناب الٰہی میں التماس کیا کہ مین حقیقت حال
یعقوبؑ سے کہدون ارشاد ہوا کہ ابھی اسکا وقت نہین آیا ہے **فائدہ** کلام پیغمبر کا کبھی جھوٹھ نہین ہوتا دیکھو حضرت
یعقوبؑ کی زبان سے نکلا تھا لیحزننی ان تذہبوا بہ اللہ تعالیٰ نے ایسا رنج دیا کہ روتے روتے اندھے ہو گئے اور
بھی اکلہ الذئب فرمایا تھا سو بھی متہم کیا گیا اور گرفتار آیا اس بیان سے فائدہ یہ ہوا کہ آدمی کو بد بات زبان سے
نہ نکالنا چاہیے کہ بیشتر بلا زبان سے ہوتی ہے ایسے مقام پر خدا سے ڈرنا چاہیے سو بمقتضاے بشریت بھیڑیے سے
ڈرے در حقیقت یہ بلا تنبیہ ہوئی تاکہ پھر سواے خدا کے کسی سے نہ ڈرین **فائدہ** حضرت یعقوبؑ کے بیٹون کی ہمیشہ
یہ عادت تھی کہ قبل غروب آفتاب کے جنگل سے چلے آتے تھے اس واردات کے بعد خلاف عادت رات کو آئے
اسکا فائدہ یہ تھا کہ اگر دن کو آتے تو عذر کرنے مین حیا دامنگیر ہوتی اور رات کو اعتذار مین دلیری ہوتی ہے اسیواسطے
کہتے ہین کہ جب کسی سے حاجت ہو دن کو طلب کرے کہ جب دونون کی آنکھین مقابل ہونگی تو مسئول عنہ کو شرم آویگی
یا سائل خود ترک سوال کر یگا یا مسئول عنہ اسکی حاجت روا کر دیگا اور جب اعتذار کسی امر کا منظور ہو تو رات کو عذر کرے
کہ بے تکلف جملہ مراتب عذر خواہی کے بجا لا سکتا ہے ولہذا حضرت کے بیٹے رات کو آئے اور روتے ہوسے آئے کہ
ارشاد ہوتا ہے وجاؤ اباہم عشاء یبکون یعنے اپنے باپ کے پاس رات کو روتے ہوسے آئے اور یہ رونا دلیل ہو گیا دروغ
اور کذب پر اور صاف نفاق اس سے کھل گیا بزرگون نے فرمایا ہے کہ رونا لوگونکا تخصیص جب متہم بکذب ہون نشان خبر نہین ہے
حضرت مجاہد شعبی سے نقل فرماتے ہین کہ ایک عورت قاضی کے پاس روتی ہوئی آئی قاضی نے کہا یوسفؑ کے بھائیون
کا رونا نہین سنا حالانکہ بھائی پر ظلم کر چکے تھے اور کنوئین مین ڈال آئے تھے اور روتے ہوسے عذر کرتے تھے اُسی سے
کذب انکا ظاہر ہو گیا اور بعض کہتے ہین رونا انکا حقیقت تھا نہ مجاز کئی طرح سے اول ضعیفی اور پیری حضرت یعقوب
علیہ السلام کی دیکھی اور اندوہ وحزن انکا درجۂ اعلیٰ مین مشاہدہ کیا اس سے روئے دوسرے بیگناہی یوسفؑ
کی یاد کر کے روئے تیسرے اپنے فعل پر پشیمان ہوسے اور صلاح کار نجانتے تھے اسی سبب سے مغموم ومحزون روتے
تھے ارباب اشارات کو اس آیت مین انواع لطائف ہین اور چار کلمے سے چار فائدے انکو ہاتھ آئے ہین اول
اللہ نے فرمایا جاؤ یعنے از خود آئے بلا کر کوئی نہین لایا اور جو گنہگار آپ سے آوے اسکو امید مغفرت ہے اور جو پکڑ کر
آوے اسکو بیم عقوبت ہے مثلاً اگر گنہگار وقت فراغت و عافیت کے توبہ کرے تو گویا خود آیا اور جب بلا دیکھکر توبہ کی
تو گویا گرفتار ہو کر آیا اول مین امید عفو ومغفرت ہے دوسرے مین بیم عذاب وعقوبت مثلاً بندہ ایام حیات وصحت مین
اپنے مالک کی طرف متوجہ ہوا گویا خود آیا اور جب مؤکل ملک الموت اسکے سرہانے آگیا اور اب متوجہ بحق ہوا تو بھی حکم
ہوتا ہے آلآن وقد عصیت من قبل نقل ہے کہ ایک شخص زمانہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مین بڑا گنہگار
تھا سو وہ بیمار شدید ہوا تو اسنے دعا مانگی کہ یا الٰہی مجکو صحت عطا کر تو مین فسق اور فجور چھوڑ دون شافی مطلق نے
شفا عنایت فرمائی پھر اُسنے توبہ توڑی پھر سخت بیمار پڑا پھر اُسنے وہی لجاجت ظاہری کر کے باقرار توبہ شفا چاہی

واللہ المستعان علیٰ ماتصفون یعنے آئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے رات کو اور کہا اے باپ ہم سب
جنگل مین دوڑنے لگے کہ دیکھین آگے کون نکلتا ہے یا تیر بھی چلاتے تھے کہ دیکھین کسکا تیر آگے جاتا ہے اور یوسف کو
اپنے اسباب کے پاس چھوڑ گئے تھے سو اسکو کھا گیا بھیڑیا لیکن تمکو کاہیکو یقین ہوگا کہ ہم سچے ہون اور لائے
اُسکے کرتے پر لہو لگا جھوٹھ بولا کوئی نہین بلکہ بنادی ہے تمھارے جیون نے ایک بات اب صبر ہی ہے آدے اور
اللہ ہی سے مدد مانگتا ہون اس بات پر جو بناتے ہو روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام لڑکون کا شور وغل
سنکر نکل آئے اور پوچھا کیا ہوا تمھاری بکریون مین جو چلاتے ہو بولے کچھ نہین فرمایا کیا آفت ناگہانی ٹوٹ پڑی
اور میرا یوسف کہان ہے چونکہ وقت رات کا تھا اور صورت اندھیرے مین نظر نہ آتی تھی عذرات دروغ مین جرأت
ہوئی اور بیان کر گئے جو کچھ فریب بنالائے تھے علما کو استباق مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین مراد تیر چلانا ہے بطور
امتحان کہ تیر کسکا آگے جاتا ہے اور بعض کے نزدیک مراد گھوڑا دوڑانا ہے کہ دیکھین آگے کسکا گھوڑا جاتا ہے مگر مقاتل
رضی اللہ عنہ کے نزدیک اسجگہ مراد اپنا دوڑنا ہے اور استباق کا اطلاق اپنے دوڑنے پر حقیقت ہے اور گھوڑے
دوڑانے اور تیر چلانے پر مجازاً اگر کہا جاوے کہ دوڑنا جوانون کو زیبا نہین ایسی حرکات لڑکون سے البتہ صادر
ہوتی ہین پھر مقام عذر مین فرزندان حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ کلام کس طرح کیا تو جواب یہ ہے کہ یہ لوگ بکریان
چرایا کرتے تھے اسواسطے دوڑنے کی عادت کرتے تھے کہ مبادا بھیڑیا بکری کو لیجاے تو اسکو دوڑ کر چھین لین اسی
سبب سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کلام مین اعتراض نہین کیا کیونکہ ان لوگون کو ایسے امور کی ضرورت
داعی تھی اور جو کوئی یہ شبہہ کرے کہ فرزندان حضرت یعقوب علیہ السلام نے کس طرح کہا کہ تم سچا نہ جانوگے
سچے کو تو رفع اسکا یون ہو سکتا ہے کہ معنی انکے قول کے یہ ہین کہ تم سچا نہ جانوگے ہمکو اسواسطے کہ ہمارے صدق
پر کوئی دلیل نہین ہے اگرچہ ہم اللہ کے نزدیک سچے ہون اور جھوٹھ تو صریح کھلا ہوا تھا کہ کرتہ خون سے
تر کیا مگر کسی جگہ سے چاک نہین کیا اسی باعث سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے انکا جھوٹھ دریافت کر لیا کیونکہ
دلیل ظاہر یہ تھی کہ اگر بھیڑیا حضرت یوسف کو لیجاتا تو کرتا کیونکر مسلم چھوڑ جاتا اور بعض کہتے ہین کہ پیراہن رات کے
وقت نہین دکھلایا بلکہ صبح کو پیش کیا اور حال یہ ہوا کہ جسوقت بیٹون نے خبر وحشت کا ذکر کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام
بیہوش ہو گئے اور تمام رات اسی حالت مین رہے اور فرزندان یعقوب علیہ السلام بھی رات بھر روتے رہے کہ
ہمنے ناحق باپ کو ستایا اور زندہ درگور کر دیا الغرض جب رات کٹ گئی تو صبح کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے
لڑکون سے پوچھا کہ مین کسواسطے بدحال و مدہوش ہون بولے آنجناب استغراق مین ہین اور مقر عزت و منزل
کرامت مین جلوہ فرما ہین فرمایا یوسفؑ کہان ہے بولے یوسفؑ غائب ہے کہا پھر حاضر کون ہے جو یوسفؑ نہین ہے
اُسوقت روبیل نے بتفصیل تمام حال بیان کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بیتاب ہو گئے اور برادران یوسفؑ نے
پیراہن خون آلودہ گذرانا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُسے سونگھا اور کہا کہ یہ خون ہرگز یوسفؑ کا نہین ہے
سچ بتلاؤ تمنے کیا معاملہ اسکے ساتھ کیا بولے اُسکو بھیڑیے نے کھالیا ہے ہم جھوٹھ نہین کہتے فرمایا کیا بھیڑیا تمسے بھی

ف بیان استباق

ف دفع شبہہ

ف دفع وہم

ف دفع شبہہ

سہل اللہ تعالیٰ علی الامر و غفر لی یہ بھی ایک صورت از خود آنے کی نکلتی ہو اور یہی سبب ہوا کہ حضرت یعقوبؑ
نے اپنے بیٹون سے درگذر کیا اور اللہ نے بھی انکو بعد توبہ بخشا دوسرا ابہام اس سے یہ اشارہ نکلا کہ ہر چند
حضرت یعقوبؑ کے بیٹون نے قصور کیا لیکن نسبت فرزندی کی قائم تھی وہ انکے باپ تھے یہ انکے بیٹے اسیطرح
بندۂ گنہگار کا حال ہے کہ ہر چند گناہ وجور کرے لیکن بندہ ہو اور خداوند کریم اسکا خدا ہے نسبت خدائی اور بندگی
کی منقطع نہین ہوتی ہے نقل ہے کہ ایک شخص عجمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین
بندۂ عاجز جاہل محض ہون ایک کلمہ ایسا تعلیم فرمائیے کہ سب دعاؤن سے مجکو مستغنی کردے حضرت نے
فرمایا ہمیشہ کہا کر اللھم انت ربی و انا عبدک سو عجمی شب و روز برعکس کہا کرتا کہ اللھم انت عبدی و انا ربک اور
جب یہ کلمہ زبان پہ لاتا تو ایک ولولہ ملکوت مین پڑجاتا اور فرشتے بخوف سطوت جباری لرزان ہوتے تھے ایکدن
حضرت جبرئیل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ عجمی اس کلمہ کو اس طرح کہتا ہے کہ اہل شرع اگر سنے
تو اسکی تکفیر کرے حضرت نے عجمی کو طلب کرکے استفسار کیا اسنے کہا کہ یا رسول اللہ جو کلمہ آپ نے فرمایا اس سے
مین بہت خوش رہتا ہون اور ہمیشہ یون پڑھا کرتا ہون کہ اللھم انت عبدی و انا ربک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تونے بڑی غلطی کی مین نے یون تبلایا تھا کہ اللھم انت ربی و انا عبدک وہ بیچارہ رونے لگا اور
بولا کہ یا رسول اللہ نادانستہ اتنی مدت تک کلمہ کفر کہتا رہا ہون اب اسکا علاج کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے تامل فرمایا حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ اللہ صاحب فرماتے ہین کہ بندون سے غلطی ہوجاتی ہے
مگر خدا پر غلطی جائز نہین ہے مین تو مالک اور خداوند ہون گو مجکو کوئی بندہ کہے اور مجکو دل پر نظر ہے نہ ظاہر پر اگر
ظاہر مین سہو و خطا بندے سے ہوجائے اور دل اسکا حقیقت پر مستقیم ہو تو مین اس خطا کو صواب سے بدل
دیتا ہون تیسرا کلمہ عشاء سے اسمین یہ اشارہ ہے کہ فرزند ناسعادتمند بخلاف فرمان پدر تمام دن لہو و لعب
مین مشغول رہتا ہے اور اوامر و نواہی والد پر التفات نہین کرتا اور جب آفتاب غروب ہوا اور تاریکی شب ظاہر
ہوئی تو لعب و بازی سے ملول ہوکر اپنے باپ کے گھر آتا ہے اور باپ ہر چند کہ اسکی نافرمانی سے ناراض ہو مگر گھر کا
دروازہ مسدود نہین کرتا اور شفقت اور احسان سے ہاتھ نہین اٹھاتا یہی حال ہے عاصیان تباہ روزگار اور
گنہگاران زیانکار کا کہ تمام عمر اپنے عصیان و نسیان و مخالفت فرمان الٰہی مین گذرانتے ہین اور جب آفتاب حیات
مغرب ممات مین آتا ہو اور عالم تن و جہان بدن ظلمت فوت مین گرفتار ہوجاتا ہے تب اپنے گناہون سے شرمندہ
ہوکر درگاہ کریم کارساز مین حاضر ہوتے ہین اور عرض کرتے ہین کہ خداوندا ہم گنہگار شرمسار تیری درگاہ مین آئے
ہین تیرے دروازے کے سوا سے کوئی مقام نہین کہان جائین اور فرشتے کہتے ہین کہ یہ گنہگار نافرمانبردار کس منہ
اور کس وسیلہ سے یہان آئے ہین مگر خداوند سبحانہ ارشاد فرماتے ہین کہ تم اس مقام مین دخل نہ کرو یہ بھی میرے
بندے ہین اور مین انکا خدا ہون اگر یہ میری درگاہ مین نہ آوین تو کہان جائین اور چونکہ شرمندہ آئے ہین
اسواسطے ابواب سعادت قبول انپر کھولتا ہون اور دست عنایت پھیرتا ہون کہ ناامید نہون اسیطرح حضرت

ہوئی اُسنے پھر اپنا فعل بد نہ چھوڑا تیسری بار بیمار پڑا تب اُسکے بھائی نے حضرت حسن بصری سے عرض کیا کہ میرے
بھائی نے کئی مرتبہ مقدمات توبہ ظاہر کر کے شفا پائی اب ایسا بیمار ہے کہ امید زیست نہیں اگر آپ اُسکے پاس
تشریف لیچلیں تو شاید آپ کی برکت سے توبہ کرے حضرت حسن بصری نے قبول فرمایا اور تشریف لے گئے جب
دروازے پر پہونچے تو اسکی ماں نے استقبال کر کے عرض کیا کہ آپ اس فاسق کے پاس کہاں تشریف لائے
یہ تو بڑا ناپاک ہے امام نے فرمایا اے ضعیفہ رحمت خدا کی بیشمار ہے اسکی درگاہ سے ناامید نہو آخر اُس بیمار
کے سرہانے گئے تو اُسنے آنکھ کھول کر دیکھا اور حسرت سے رونے لگا امام نے فرمایا توبہ کا دروازہ بند نہیں ہے
تو اب بھی توبہ کر جوان نے کہا کہ میں درگاہ خدا سے بے اعتماد ہوں بارہا مین نے توبہ کی اور پھر ٹوٹ گئی اب مین
توبہ نہیں کر سکتا ہون مگر یہ کہ آپ شفاعت کریں امام نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور متوجہ بحق ہوے ہاتف غیب نے
آواز دی کہ مین نے اس جوان کو بارہا جانچا اور بیوفا ہے محض پایا اسی وقت امام اسکے پاس سے چلے آئے وہ
بیچارہ کمال حسرت سے اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوکے بولا اے ماں اگرچہ ظاہر میرا معصیت سے آلودہ ہے
لیکن باطن جنت شرک اور لوث کفر سے بیزار ہے اور اپنے ایمان مین کامل ہون سو مین یہ وصیت کرتا ہون کہ تو میرے
واسطے بخشش کی دعا کرے جب مرون سو بعد وفات اسکی ماں نے وصیت اسکی جاری کی دفعتہً آواز آئی کہ اگرچہ بیٹا
تیرا سخت بدکار تھا مگر مین نے تیرے واسطے بخش دیا اور تذکرہ الاصفیا مین اصمعی سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مین
ایک مرتبہ رات کو گورستان مین جاتا تھا ایک جنازہ دیکھا کہ تین مرد ایک عورت ضعیفہ کندھون پر رکھے ہوئے
لیے جاتے ہین مین بھی چند قدم ساتھ چلا حاملین جنازہ نے کہا حسبتہً للہ اس جنازے پر نماز پڑھ دے
مین نے نماز ادا کی اور دفن کیا اس ضعیفہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا تم یہان سے جاؤ مین توقف کرون گی سو مین ایک
قبر کی آڑ مین لگ رہا اور دیکھا کہ وہ ضعیفہ بر سر گور گریان ہوئی اور مناجات کرنے لگی کہ یا الٰہی یہ لڑکا میرا گنہگار تھا
لیکن تیرے کرم کا امیدوار تھا تو اسکو بخشدے بعد اسکے عین گریہ مین متبسم ہوئی اور چل کھڑی ہوئی مین اسکے
پیچھے چلا اور مستفسر ہوا کہ حقیقت حال سے مجھے مطلع کر اُسنے کہا کہ اے امام المسلمین یہ میرا بیٹا بڑا گنہگار تھا جب
بیمار ہوا تو اُسنے کہا اے مادر مہربان کئی وصیتین مین اسکو بجا لا ایک تو آلات فسق و فجور لا کر میرے روبرو
توڑ ڈال دوسرے جب مرون تو میرا سر اٹھا کر منھ کے بل خاک پر ڈال کہ روسے گرد آلود حضرت حق مین حاضر
ہون تیسرے میرے منھ پر طمانچے مارنا اور کہنا کہ جزا ایسے گنہگار کی یہی ہے چوتھی اندھیری رات مین میرا جنازہ
گور پر لیجانا کہ کوئی شخص نہ دیکھے اور میرے گناہ پر گواہی نہ دیوے پانچوین جنازہ میرا تو لیجانا کہ شاید اس
سبب سے بخشا جاؤن چھٹوین جبتک تجکو معلوم ہو کہ اللہ تعالےٰ نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا سر قبر سے جنبش
نکرنا جبکہ وصیتین کر چکا تو اُسنے وفات پائی مین نے حسب وصیت اسکے اپنے قدم اسکے منھ پر رکھے
آواز غیب سے آئی ارفعی قدمک عن وجہ المیمون یعنے اپنے قدم میرے دوست کے منھ پر سے اٹھالے
جب اُسکو دفن کر چکی تو مین نے خدا سے بخشش چاہی آواز سنی کہ قعر لحد سے کہتا ہے کہ یا اماہ فقد

اصمعی

تو قیدیون کی تکلیف سے آگاہ ہون اور بلا وجہ موجہ قید نکرین اور اخبار الدول مین ہی کہ سبب استرقاق وبیع یوسف
یہ ہوا کہ ایک بار حضرت ابراہیمؑ مصر سے نکلے تو اکثر زاہد و عابد بطریق تواضع چار فرسخ پیادہ پا آئے مگر حضرت
نے اُسکا عوض نہ کیا تب وحی ہوئی کہ میرے بندہ خاص تیرے ساتھ آئے اور تو متوجہ نہوا سو تیری اولاد سے
ایک غلام بناؤنگا اسی کا ظہور یوسف علیہ السلام پر ہوا انتہے مین کہتا ہون کہ سیاق اس روایت کا دلیل
ضعف پر ہے روایت ہے کہ جسدن حضرت یوسفؑ بھائیون کے ہمراہ تشریف لے گئے تھے مساۃ دینا یوسفؑ کی
بہن نے خواب دیکھا کہ یوسفؑ بھیڑیون مین ہے کہ وہ نوچتے ہین سو بیدار ہوئی اور حضرت یعقوبؑ کے پاس آئی
اور کہا یوسفؑ کہان ہین فرمایا کہ یوسفؑ اپنے بھائیون کے ساتھ گیا ہے اسنے کہا تمنے انکو اکیلا چھوڑا اچھا نہ کیا
آخر حضرت یوسفؑ کے پیچھے دوڑی تھوڑی دور پر سب بھائی ملے سو یوسفؑ کو لپٹ گئی اور کہا مین تمکو ہرگز جانے
نہ دونگی مگر بھائیون نے حضرت یوسفؑ کو چھین لیا اور بھاگے اسکا زور نہ چلا ناچار روتی ہوئی آئی اور اپنے باپ سے
چمٹ گئی حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کیون روتی ہی کہا کہ اسوقت پر نہین روتی ہون بلکہ اور ہی وقت کا خیال کرکے
روتی ہون کہ تم بھی میرے ساتھ بہت مدت تک روتے رہوگے تنبیہ عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ اس
زمانے مین کوئی شخص واقف نہ تھا کہ بھیڑیا بھی آدمی کو کھاتا ہے جب حضرت یعقوبؑ نے بیٹون سے فرمایا کہ شاید تم
غافل رہو اور یوسفؑ کو بھیڑیا کھا جاوے تب انھون نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہین بھیڑیا بھی آدمی کو کھاتا ہی
حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کئی دن ہوے مین نے یہ خواب دیکھا کہ مین ایک پہاڑ پر ہون اور یوسفؑ جنگل مین سو اسکو
دس بھیڑیے گھیرے ہوے مارنے کا ارادہ کرتے ہین مین نے چاہا کہ پہاڑ سے اترکر یوسفؑ کو بچاؤن مگر راہ نہ ملی دفعتہً
زمین پھٹ گئی اور یوسفؑ اسمین جاتا رہا سو مین گھبراکے جاگ پڑا تو دیکھتا ہون کہ یوسفؑ میری بغل مین سوتا ہی مینے
کہا الحمد للہ عبداللہ ابن عباسؓ اس خواب کی تعبیر فرماتے ہین کہ پہاڑ حضرت یعقوبؑ کا حال تھا اور دس بھیڑیے
حضرت یوسفؑ کے دس بھائی تھے اور زمین کا پھٹنا کنوئین کا اشارہ تھا اور یوسفؑ کا اسمین جانا اشارہ تھا کنوئین
مین ڈالنے سے یہ تعبیر سنکر بعضون نے عبداللہ ابن عباسؓ سے کہا کیا حضرت یعقوب علیہ السلام تعبیر خواب نجانتے
تھے فرمایا اذا جاء القضاء عمی البصیر تنبیہ بعضی روایات مین ہے کہ اول حضرت یوسفؑ کو سب بھائی پیار کرتے تھے
خواب دیکھنے سے دشمن جانی ہوگئے جس طرح فرعون حضرت موسٰیؑ کو دوست رکھتا تھا جب معجزہ ظاہر ہوا دشمن ہوگیا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ دوست رکھتے تھے جب آفتاب نبوت چمکا تو ایمان دارون کے چہرے
روشن ہوگئے اور کافرون کے قلوب سیاہ پس دشمن ہوے کہ حضرت کو ہجرت ہی کرنا پڑی اور حضرت آدم
علیہ السلام کو شیطان بھی دوست رکھتا تھا جب سجدے کا حکم ہوا یہ مردود بھی دشمن ہوگیا القصہ حضرت یعقوبؑ
علیہ السلام نے کرتا ڈوبا ہوا جھوٹے خون کا لے لیا اور بہت روئے بعد اسکے ہنسنے لگے لڑکون نے کہا کہ بکا و ضحک
ایک ہی سبب سے آن واحد مین مجنون کا فعل ہے فرمایا ہنستا اسپر ہون کہ یہ کرتا سچا ہے اور روتا اس پر ہون
کہ یہ خون جھوٹھا ہے اگر بھیڑیا کھاتا تو کرتا کیون چھوڑ جاتا تب بولے کہ ہم بھیڑیا پکڑ لاوین آپ دریافت کرلین کہ اسنے

یعقوبؑ کے بیٹے شرمندہ ہو کر رات کو گئے اور حضرت یعقوبؑ نے اپنی فرزندی سے نہین نکالا جو تھا کلمہ یبکون سے ہے
اسمین یہ اشارہ ہی کہ رونا اگرچہ مشتمل بدروغ ہو پر خالی از فائدہ نہین اور نے یہ ہے کہ آشنا اور بیگانہ اسپر رحم کرتا ہی نقل
ہے کہ حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام نے ابلیس علیہ اللعنۃ کو روتے ہوے دیکھا آپ کو رحم آیا پوچھا اسے بیگانہ
کیون روتا ہے اُسنے کہا کئی ہزار مرتبہ مین نے حضرت خالق ذوالجلال کے دروازے پہ جاکر چاہا کہ دروازہ کھلے اور
مجکو اجازت داخل ہونے کی ملے کچھ جواب نہ ملا آخر یہی آواز آئی کہ اس بارگاہ مین بار نہین ہے اس باعث سے
روتا ہون حضرت یحییٰ کو بہت بُرا لگا تو مناجات مین مشغول ہوے کہ یا الٰہی یہ بیگانہ بہ نالہ و زاری روتا ہے اگر
اسکی توبہ قبول ہو تو بہتر ہے ارشاد ہوا کہ اے یحییٰ ابلیس جھوٹا ہے اگر تجکو امتحان منظور ہو تو اس سے حکم کر کہ
قبر آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے سو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ابلیس سے فرمایا اُسنے کہا کہ جب آدم زندہ
تھا تب تو مین نے سجدہ نہ کیا اب کہ مردہ ہوا کیونکر اسکو سجدہ کرون اسوقت ارشاد الٰہی ہوا کہ اب تو نے جانا کہ ابلیس
کا رونا سراسر کذب تھا حضرت امام غزالی اپنی تفسیر مین اور علامہ قشیری احسن القصص مین ارشاد فرماتے ہین
کہ یہ کنوان شداد ابن عاد کا کھودا ہوا تھا اور ایک ہزار دو سو برس گذرے تھے اور اسی زمانہ مین ایک شخص
عالم یہودا نام خواہ ہود مومن حضرت ہود پیغمبر علیہ السلام سے تھا اُسنے صحیفہ حضرت شیث علیہ السلام مین حسن یوسف
علیہ السلام کی ماہیت اور اس قصہ کی حقیقت پڑھی تھی دعا مانگی کہ یا الٰہی میری عمر ایک ہزار دو سو برس کی ہو چکی ہے
مگر مین چاہتا ہون کہ اُسوقت تک زندہ رہون کہ جمال باکمال حضرت یوسف علیہ السلام سے مشرف ہون
ہاتف نے آواز دی کہ چاہ شداد مین اقامت کر چنانچہ وہ عالم اس چاہ مین تہ دل سے مشغول عبادت ہوا اور
قوت لایموت کے لیے ایک انار باغستان غیب سے نازل ہوتا تھا اُسی پہ اکتفا کرتا تھا اور ایک قندیل نورانی
روشن ہوجاتی تھی اسی کی روشنی مین بسر فرمایا تھا الغرض بارہ سو برس اسنے مقدم یوسف علیہ السلام کے
انتظار کی اب کہ زمانہ جلوہ فروزی یوسفؑ پہونچا وہ آنجناب نے اُس کنوین کو اپنے نور سے روشن فرمایا تو
اُس عالم نے قدمبوس ہو کر التماس کیا کہ یا نبی اللہ مین صرف آپ ہی کی زیارت کو اب تک زندہ رہا ہون حضرت
اپنے بھائیون کی شکایت نفرمائیے میرے واسطے آپ کو اللہ نے یہان بھیجا ہے اور اخوان محض وسیلہ ہین
استودعک اللہ یعنی سپرد بخدا کرتا ہون تمکو بعد اسکے ودیعت حیات سپرد مالک فرمائی اور بعضے کہتے ہین کہ
وجہ یہ ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک روز آئینہ دیکھتے تھے اور اپنے حسن پر متعجب تھے اور خیال فرماتے
تھے کہ اگر مین کسی کا غلام ہونا چاہون تو کوئی شخص میری قیمت نہ دے سکے اسلیے اللہ تعالیٰ نے چاہ مین ڈلوایا
اور کھوٹے دامون بکوایا فرمایا حضرت صلعم نے من تواضع للہ رفعہ اللہ ومن تکبر وضعہ اللہ فان اللہ یا رضی
من یوسفؑ فی تلک الخطرۃ والکلمۃ وادبہ بقعر البیر یعنے جسنے فروتنی اختیار کی بلند کیا اُسکو اللہ نے اور جسنے
کبر و تبرہ کیا گرا دیا اسکو کیونکہ اللہ نہ راضی ہوا یوسف کے اس خطرے و بات سے اور ادب دیا چاہ کے گڑھے
مین اور بعض کہتے ہین کہ ارادہ الٰہی ہوا کہ یوسفؑ اندھیرے کنوین سے واقف ہون تاکہ جب بادشاہ ہون

ہمسے نہین ہوئی حضرت یعقوبؑ نے عذر انکا قبول کیا اور رخصت فرمایا حدیث شریف مین ہے کہ بدتر آدمیون کا غماز
اور نمام ہی اور شفاعت میری غماز کے حق مین حرام ہے اور ولید بن مغیرہ کی شان مین قرآن مین کریمہ سورہ نون شاہد
ہو ہماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم یعنے طعنے دیتا چغلی لیے پھرتا اچھے کام سے روکتا حد سے بڑہتا گنہگار **فائدہ**
تین پیغمبرون نے تین آدمیون کی امانت رکھی رنج و غم اٹھایا اور تین شخصون نے اپنی امانت اللہ جل ذکرہ کو
سونپی آرام وراحت پائی ایک حضرت یعقوب علیہ السلام ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے بھائیون کے
سپرد کیا ایسا رنج پایا کہ روتے روتے اندھے ہوگئے دوسرے حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہین کہ اپنی قوم کو طور پر
جاتے وقت اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو سونپا اور انکو خلیفہ فرمایا اور ساری قوم نے گوسالہ پرستی
اختیار کی حضرت موسیٰ کو اس حال سے نہایت رنج ہوا اور بھائی ہارون پر سخت غصہ آیا کہ اسمین توریت کا
نقصان ہوا تیسرے حضرت سلیمان علیہ السلام ہین کہ بنا بر رفع حاجت ضروری جانب بیت الخلا چلے انگشتری
اپنی بلحاظ ادب بروایتے اپنی بی بی خواہ لونڈی کو سپرد کر گئے ایک جن فریب سے بصورت حضرت آیا اور
انگشتری لے گیا اور تخت سلطنت پر فرمانروا ہوا اور حضرت سلیمانؑ چالیس روز تک پریشان و سرگردان رہے
اور بکمال رنج و غم یہ دن بسر کیے اور خیال کرنا لازم ہے کہ انھین حضرت یعقوبؑ نے بنیامین برادر یوسف
کو فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین پڑھ کے بھائیون کے ساتھ کیا کیسی خوشی اٹھائی کہ بنیامین حفظ الٰہی مین رہے
اور حضرت یوسفؑ سے ملے اور حضرت یعقوبؑ انکے باعث سے کلبۂ احزان سے نکل شادان و فرحان با اہل و
عیال و عزت و جلال مصر مین جلوہ فرما ہوے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے حضرت موسیٰ کو
صندوق مین بند کر کے دریا مین چھوڑا اور خدا کے سپرد کیا حافظ کریم نے دست دشمن مین پہونچا کے اس خوبی
سے پرورش کرایا اور مان کی آنکھین ٹھنڈی کین اور انھین سے دودھ پلوایا اور پھر حضرت موسیٰ کو نبوت عطا کی
اور ہمارے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت
مرحومہ کو خدا کے سپرد کیا ہے کہ اللہ خلیفتی من بعدی سو حضرت کو روز قیامت عہدۂ شفاعت اور مقام محمود عنایت
ہوگا کہ تمام امت آپ کی بحکم ولسوف یعطیک ربک فترضی داخل بہشت ہوگی اور حضرت کے دل کو نہایت
مسرت ہوگی اس مقام مین نظر کر کے ایماندار کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنا جان و مال و اہل و عیال بلکہ دین و ایمان
و افعال و اعمال سب خدا ہی کے تفویض کرتا رہے **فائدہ** حموی شرح اشباہ النظائر مین لکھا ہے کہ منجملہ حیوانات
غیر ناطق دس حیوان داخل جنت ہونگے ناقہ حضرت سید الانبیا کا ناقہ حضرت صالح کا بچھڑا حضرت ابراہیمؑ کا و
حضرت اسمعیلؑ کا بقرہ حضرت موسیٰؑ کا ماہی حضرت یونس کی گدھا حضرت عزیر کا نملہ حضرت سلیمان کا ہدہد بلقیس کا
کتا اصحاب کہف کا یہ قول ہے مقاتل کا اور بعضون نے بھیڑیا حضرت یعقوبؑ کا بھی شمار کیا ہے اور داؤدی تلمیذ
حافظ جلال الدین سیوطی نے دلدل اور براق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ذکر کیا ہے اور مشکوۃ الانوار مین
کہ شرح شرعۃ الاسلام مین لکھا ہے کہ یہ سب بصورت کبش متبدل ہو کے داخل بہشت ہونگے انتہی اور بعضون نے

کھایا یا نہین کھایا فرمایا لے آؤ چونکہ بیٹے حضرت یعقوبؑ کے عقلاً جانتے تھے کہ بھیڑیا حیوان ناطق نہین ہو سو جنگل سے ایک بھیڑیا پکڑ لائے یا کر پہلے سے باندھ آئے تھے اسکو لے آئے الغرض جب بھیڑیا آیا تو حضرت یعقوبؑ نے پوچھا کہ تونے کیون میرے لڑکے کو کھایا اور مجھ ضعیف پر رحم نہ کیا جلدی اسکا جواب دے نہین تو بلا مین پڑیگا اُسنے دست بستہ بزبان فصیح عرض کیا کہ السلام علیک یا نبی اللہ مین توآپ کے خوف سے کبھی بکریون کے پاس بھی نہین پھٹکتا چہ جاے یوسف علیہ السلام کہ وہ آپکا جگر گوشہ اور خود نبی ہو اور ہمپر پیغمبرون کا گوشت حرام ہو اور ہمارے جنس مین کوئی پیغمبرون کو تکلیف نہین دیتا یا نبی اللہ قسم ہے اپنے رب کی مین اس گناہ سے بری ہون اب سدمجھ مین اور تمھاری اولاد مین حکم ہے کہ انھون نے ناحق مجکو تہمت لگائی ہو حالانکہ صحف ابراہیم مین پڑھ چکے ہین ان البہتان لذنب عظیم اس کلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام متحیر ہوے اور انکے بیٹے نادم اور مضطر بعد اسکے پوچھا کہ یوسفؑ زندہ ہے یا مردہ بھیڑیے نے عرض کیا کہ یہ بات آپ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھیے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام کچھ نہین کہتے کہا پھر مین کس طرح عرض کرون تب حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ تو انکے ہاتھ کس طرح لگا اسنے کہا یا نبی اللہ مین مسافر غریب الوطن ہون مصر سے اپنے بھائی رضاعی کو تلاش کرتا دیار شام مین آیا یہان معلوم ہوا کہ وہ آیا تھا سو گرفتار ہو گیا یا نبی اللہ سترہ دن ہوے کہ فاقے سے ہون اور تمھارا حال سنکر چاہتا تھا کہ تعزیت کے واسطے حاضر ہون سو ان ظالمون نے پکڑ لیا اس کلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام بہت روئے اور بھیڑیے نے متوجہ ہو کر اولاد یعقوبؑ سے کہا تم سچ کہو کہ تمنے مجھے آنکھون سے دیکھا تھا جب مین نے یوسفؑ کو کھایا ہو اولاد یعقوبؑ نے دیکھا کہ اگر روبت کا حال کہتے ہین تو فضیحت ورسوا ہوتے ہین لہذا کہنے لگے کہ ہمنے اپنی آنکھون سے نہین دیکھا مگر جس جنگل مین بھیڑیے نے یوسفؑ کو کھایا تھا وہان تو سیر کرتا تھا ہمارا گمان ہوا کہ تونے کھا لیا ہے حضرت یعقوبؑ نے لڑکون سے مخاطب ہو کے فرمایا دیکھو بھیڑیا اپنے بھائی رضاعی کی تلاش مین مصر سے کنعان مین آیا اور تم حقیقی بھائی کو ضایع کر آئے ہو تب بولے کہ ہم دس آدمی کہتے ہین کہ بھیڑیا کھا گیا پر آپ نہین مانتے اور بھیڑیے کے کلام کو تسلیم کرتے ہو ناچار حضرت یعقوب علیہ السلام چپکے ہو رہے مگر فرمایا کہ اس بھیڑیے کو چھوڑ دو اور یوسفؑ کو تلاش کر لاؤ تو مین تمسے خوش ہون اور بعضے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسفؑ کا حال بھیڑیے سے پوچھا تو بھیڑیے نے کہا کہ مین واقف ہون لیکن غمازی سے مجکو عار آتی ہے والغماز مبغوض عند اللہ وعند الناس فلیس للغماز من الرحمۃ نصیب مگر آپ میرے بھائی کے ملنے کے واسطے دعا کیجیے اور مین آپ کے بیٹے کے ملنے کی دعا کرون چنانچہ دونون نے دعا کی اور بھیڑیا رخصت ہو کر چلا گیا صاحب تکملہ نے لکھا ہے کہ وہ بھیڑیا ایک بلند مکان پر گیا اور جا کر اسنے اور بھیڑیون کو آواز دی کہ جلد حاضر ہو کر حضرت یعقوبؑ سے عذر خواہی کرو اگر تمنے یوسفؑ کو کھایا ہو چنانچہ تمام بھیڑیے اس جنگل کے حضرت یعقوبؑ کی حضور مین آئے اور قدمون پر گرے اور بزبان حال بولے کہ حاشا للہ یا نبی اللہ ہمنے ہرگز آپ کے فرزند نور العین کو تکلیف نہین دی ہے اور کوئی بے ادبی

تو محبت مین پڑ جائیگا اسواسطے اس دعوی کو باطل کرنا چاہیے سو جبرئیل علیہ السلام سبز کپڑے پہنکر بصورت حضرت یوسف علیہ السلام خواب مین تشریف لائے اور حضرت یعقوبؑ کے پاس ہوکر نکل گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام روتے ہوے جگے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکے کہا کہ اے یعقوبؑ اللہ صاحب فرماتے ہین کہ تمنے تو جزع و فزع سے انکار کی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے متنبہ ہو کے اپنے لبون کو مٹھی سے بند کیا اور کہا یا رب توبہ کرتا ہون ارشاد ہوا کہ تجکو جزع معاف ہو لیکن مجھی سے نالہ و زاری کر حدیث شریف مین آیا ہو کان یعقوبؑ یبکی و یبکی ببکائہ حیطان بیتہ یعنے تھے یعقوبؑ روتے اور روتین انکے رونے سے گھر کی دیوارین عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ حضرت یعقوبؑ نے شہر کے باہر ایک گھر علحدہ سب سے بنایا تھا تاکہ آواز نالہ و زاری کوئی غیر نہ سنے جب کہ رات ہو جاتی تو اس گھر مین آتے اور دروازہ بند کر کے یوسفؑ کو یاد کرتے اور تڑپتے اور یون پکارتے کہ اے یوسفؑ مین نہین جانتا تو کہان ہو کس کنوئین مین تجکو ڈالا اور کس دریا مین بہایا اور کس جنگل مین چھوڑ دیا اور کس زمین مین دفن کیا اور کیا تیری حالت ہو اسحالت مین صبح ہو جاتی تو آسمان کی طرف دیکھکر فرماتے کہ یا الٰہی میرا بڑھاپا و ضعیفی و حسرت ہر شخص دیکھ کر رحم کرتا ہو فارحمنی یا ارحم الراحمین اور حال اس رونے کی تاثیر کا یہ تھا کہ جب آواز آپ کی جنگل مین پہونچتی تو ہرن اور جنگلی جانور بیت الحزن کے گرد آکے جمع ہوتے اور حضرت کے ساتھ روتے اور رونے کا یہ مرتبہ پہونچا کہ آنکھین جاتی رہین کہ وابیضت عیناہ من الحزن اسی کا اشارہ ہی یعنے سفید ہو گئین آنکھین انکی غم سے فائدہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بل سولت لکم انفسکم فرمایا یعنے اسناد اس حرکت شنیعہ کا اپنے بیٹون کی نفس سے کیا نہ کہ دل سے سبب اسکا یہ ہے کہ آدمی کے پاس دو چیزین ہین ایک نفس دوسری روح روح عالم پاک سے ہے اور نفس عالم خاک سے روح نیکی پر دلالت کرتی ہو اور نفس معصیت پر پیرایہ نفس غرور ہے اور سرمایہ روح تجارت لن تبور یعنے کبھو ن ہلاک ہو نفس متاع پر عیب ہے اور روح گل برگ گلستان عالم غیب ہے نفس پیرایۂ خیالات ست ؛ روح سرمایۂ سعادت است ؛ نفس پا بستۂ ہوا و ہوس ؛ روح شائستۂ کمالات ست ؛ سو ہر گاہ کہ نفس بالذات شریر تھا اسواسطے گناہ کو اسکی طرف نسبت فرمایا اور اپنے درد کو صبر جمیل سے ملایا یعنے اگر تمنے کید کا اندیشہ کیا ہو تو مین نے پیشۂ صبر اختیار کیا اسلیے کہ بدون اور شریرون کو ہدی مین جرح نصیب ہے اور صابرون کو صبر مین فرح عنقریب واضح ہو کہ اہل تحقیق کو صبر جمیل مین کئی قول ہین حدیث شریف مین وارد ہو کہ صبر جمیل وہ ہو جسمین شکایت خدا خلق سے نہو اور اگر کچھ شکایت دل مین رکھتا ہو تو حق تعالی سے کہے جسطرح حضرت یعقوبؑ نے فرمایا انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ اور حکیم علی ترمذی فرماتے ہین کہ صبر جمیل وہ ہو کہ صابر زمام اختیار اپنے قبضۂ اقتدار پروردگار مین رکھے اور مقام رضا و تسلیم مین قائم رہے اور بلا و عطا مین یکسان بسر کرے اور شیخ یحیی معاذ رازی فرماتے ہین کہ صابر بلاے آسمانی مین خندان و شادان رہے خلاصۃ الحقایق مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اللہ صاحب فرماتے ہین کہ جو بندہ میرا مصیبت کی حالت مین صبر جمیل اختیار کرے تو شرط کرم یہ ہو

قبیل اصحاب تعبیل کو بھی شامل کیا ہی فائدہ جس طرح پیراہن یوسف علیہ السلام سے انکے بھائیون کو شرمندگی حاصل
ہوئی ایسی ہی چار پیراہن اور بھی ہین ایک پیراہن آدمؑ وحوا کہ جب بعد ورزلت اتارے گئے تو دونون
نادم ہوے دوسرا پیراہن یوسفؑ کہ زلیخا کو شرمندگی کا باعث ہوا کہ ان کان قمیصہ قد من دبر فکذبت وہو من
الصادقین اسی کا اشارہ ہی ؂ شرم سے سرگریبان ہے زلیخا اتبک ؛ شاہد عصمت یوسف وہی دامن ہی ؛
تیسرا پیراہن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہ منکر لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مبروص ہین جب
پیراہن شریف ہوا سے اوڑا تو شرمندہ ہوگئے چوتھا قمیص مبارک ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ
ابی ابن سلول منافق لعنۃ اللہ علیہ نے وقت نزع بطرز آزمایش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قمیص شریف
اس حیلہ سے مانگا کہ مین اپنا کفن بناؤنگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اتارنے کا ارادہ کیا اور کئی مرتبہ
تکمہ کھولا مگر پھر بند ہو گیا اور حاضرین پر ظاہر ہوا کہ یہ شخص منافق ہی اور پیراہن رسول خدا کے لائق نہین ہی لطیفہ
قیامت کے دن شیطان رجیم گدایان امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہر ایک یوسف وقت ہوگا کہیگا کہ انکو
گرگ معاصی اور زلات نے ہلاک کر دیا ہے اور پیراہن توحید انکا خون عصیان سے آلودہ ہے اسوقت حضرت
عزت سے خطاب ہوگا کہ اے ملعون پیراہن توحید انکا خون عصیان سے آلودہ ہی مگر توحید باقی ہی تو آلودگی گناہ
دیکھتا ہے اور رحمت میری توحید پر ناظر ہے یعقوبؑ نے پیراہن یوسفؑ درست دیکھکر کہا لاتیاسوا من روح اللہ اور
میری رحمت نے پیراہن توحید درست دیکھا اور فرمایا لاتقنطوا من رحمۃ اللہ اور حضرت یعقوبؑ نے اولا پیراہن دیکھکر
فریاد کی یا اسفا اور درست دیکھا تو کہا یا بنی اذہبوا فتحسسوا من یوسفؑ اسی طرح جب بندہ نے اپنے نفس کو آلودہ
زلات معاصی دیکھکر فریاد کی کہ واحسرتا علی ما فرطت فی جنب اللہ پھر جب توحید و معرفت سے ملاہوا دیکھا
تو امیدوار ہو کر بولا یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ القصہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام
پر بیٹون کا جھوٹھ ظاہر ہو گیا اور بھیڑیے نے شرمندہ کیا تو حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ جو کچھ تم بیان کرتے ہو بالکل
جھوٹھ ہی کسی موذی نے اسکو نہین کھایا لیکن تمھارے دلون نے یہ بات بنائی ہے جو تمنے ایسے امر خطیر پر قدم
رکھا اور مجھکو ناحق رنج دیا پھر کمر باندھی اور کنعان کے جنگل مین سر کھولے ہوے لکڑی ہاتھ مین لیے تفحص سے لگے
اور پکار کے کہا کہ اے محبوب میرے یوسفؑ تجھکو کس کنوئین مین ڈالا ہے اور کس دریا مین پھینکا اور کس تلوار سے
مارا اور کہان دفن کیا کسی نے جواب نہ دیا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ مقدسان ملاء اعلیٰ آپ کے
رونے سے بے آرام ہین اور روتے ہین سو اللہ صاحب فرماتے ہین کہ میرے معصومون کو کسواسطے بد لاتا ہے
حضرت یعقوبؑ نے کہا پھر کیا کرون حضرت جبرئیلؑ نے کہا صبر اختیار کرو سو حضرت یعقوبؑ نے کہا فصبر جمیل
یعنے وہ صبر جسمین جزع اور فزع نہین کیونکہ صبر با جزع ثواب کو کھو دیتا ہے پھر جنگل سے چلے آئے اور خاموش ہوکے
بیٹھ رہے جیسے مریض دوائی تلخ پیکے بیٹھ رہتا ہے اس عرصے مین ایک دن اپنے زانو پر سر رکھے ہوے سو گئے
حضرت جبرئیلؑ کو ارشاد ہوا کہ اے جبرئیلؑ یعقوبؑ نے وہ صبر اختیار کیا ہی جسمین فزع نہین اگر یہ عہد اسکا درست ہیگا

محض ہین انمین عقل نہین ہرچند نوع انسانی ابتدا مین بمنزلہ جانور ہی کہ خورد و نوش کے سوا اسکو کچھ خواہش نہین رکھتا اور ایک مدت کے بعد بازی اور جماع کا شوق پیدا کرتا ہے مگر عقل بھی اسکے ساتھ ہوتی ہی کہ وہ اسکو لذائذ دنیوی سے روکتی ہی اور نعماے اخروی کی طرف متوجہ کرتی ہے اور داعیۂ شہوت سے بمعارضہ پیش آتی ہی اگر عقل غالب آئی اور انسان قابو مین رہا اسی کا نام صبر ہے اگر شہوت غالب آئی اور انسان بے قابو ہوگیا اسی کا نام جزع ہی کہ صبر کا ضد ہے اور یہ صبر دو قسم ہی جسمانی نفسانی پس جسمانی یا فعلی ہی جس طرح اعمال شاقہ کرنا یا انفعالی جیسے آلام پر ثابت رہنا اور نفسانی وہ ہے کہ نفس کو طبع کی خواہشون سے روکے پس یہ رکاوٹ اگر شہوت بطن اور فرج سے ہے تو عفت ہے اور اگر لا یعنے طلب سے ہی تو زہد ہی اور اگر فرار اور تزلزل سے لڑائی مین ہوئی تو شجاعت ہے اور اگر غضب و غصے کی حالت مین ضرب اور شتم سے ہوئی تو حلم ہی اور اگر حالت اضطرار مین اظہار اسرار سے ہوئی تو کتمان نفس ہی اور اگر غنا کیحالت مین تکبر اور تعلی یا انتظام اور بندوبست مہمات کیحالت مین اضطراب اور تحیر سے ہوئی تو وسعت حوصلہ ہے اور اس صبر کے فضائل کلام الٰہی مین اکثر مذکور ہین اور احادیث صحیحہ مین بہت مسطور کتب تفاسیر و احادیث مین ملاحظہ کرنا چاہیے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ الصبر نصف الایمان حضرت استاذ الاستاذ تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین کہ یہ اسواسطے کہ ایمان تمام نہین ہوتا جبتک کہ افعال ناشائستہ کو نہ چھوڑے اور اعمال شائستہ سے دل نہ جوڑے اور ان دونون امرون پر مداومت صبر بغیر ممکن نہین اسلوہ حساب سے صبر تمام ایمان ہوا لہذا حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا الصبر ہو الایمان کلہ لیکن وہ دونون کبھی رغبت جسمانی اور شہوت نفسانی کے موافق ہوتے ہین اور کبھی نہین پس وہ صبر ہے یہ صبر نہین اسی وقت پہ نظر فرما کے شارع نے صبر کو نصف الایمان فرمایا اور پوشیدہ نہ رہے کہ حقیقت صبر یہ نہین کہ امر مکروہ کبھی روبرو نہ آئے یا پیش آئے تو اسکو مکروہ نہ جانے بلکہ اسکی حقیقت یہ ہے کہ باوجود کراہت طبعی منافیات عقلی اور شرعی سے آپ کو روکے ہرگز جزع و فزع کا اظہار نہ کرے اور اگر بے اختیار آنسو بہا خواہ رنگ چہرے کا متغیر ہوا تو یہ صبر کے منافی نہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب ابراہیمؑ فرزند رسول کریم فوت ہوے چشم شریف اشک ریزی پر آئی اور حزن و اندوہ کی کیفیت باین عبارت زبان پر جاری ہوئی کہ واللہ انا بفراقک یا ابراہیم لمحزون یعنے قسم خدا کی ہین تیری جدائی سے اے ابراہیمؑ اندوہناک ہون حتے کہ لوگون نے عرض کیا کیا ہے یہ غم یا رسول اللہ ارشاد ہوا کہ اسقدر ملال اور اشک ریزی مقتضیات رحمت الٰہی سے ہے کہ علاقہ ابوت اور بنوت مین ظہور پذیر ہے اور بیشک اللہ رحم کرتا ہے اپنے اُن بندون پر جو رحم کرتے ہین لوگونپر اور فرمایا کہ آنکھ روتی ہے اور دل غم مین ہی باوجود اسکے مین وہی کہتا ہون جس سے اللہ میرا راضی او رخوش ہو لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا مگر میری زبان قید مین ہے کہ نامرضی کا حرف اس سے صادر نہین ہوتا غرض خلق محمود کا نام صبر ہے حدیث مین ہی کہ جو مسلمان مصیبت مین انا للہ وانا الیہ راجعون زبان پر لائے بہتر چیز بدلے مین پائے ام المومنین ام سلمہ فرماتی ہین کہ جب ابو سلمہ میرے شوہر نے وفات پائی مجھے یہ حدیث یاد آئی مین نے بار بار استرجاع کی

که بروز قیامت بےحساب داخل بہشت کریگا اور امام قشیری فرماتے ہین که صبر جمیل یہ ہے که صاحب مصیبت اپنے
غیر سے پہچانا نجائے الغرض حدیث رسول اللہ اور کلام اولیاء اللہ سے یہ منکشف ہوا که صبر دو قسم ہے ایک
جمیل دوسرا غیر جمیل سو صبر جمیل یہ ہے که وقت نزول بلا کے صابر بھیجنے والے بلا کو پہچانے جب بعلم یقین معلوم
ہو جائے که یہ بلا جانب حق سے آئی ہے تو سمجھے که حق تعالی مالک الملک ہے اپنی ملکیت مین جو تصرف کرے درست
ہو جاے چون وچرا نہین ہے دوسرے وہ حکیم ہے کوئی کام بےحکمت نہین کرتا ہو تیسرے علیم ہے بےعلم ودانش
کچھ نہین کرتا چوتھے مشفق ورحیم ہے اگر بندہ کی خیر اس بلا مین نہوتی تو بلا کو مقدر نہ کرتا جب که یہ باتین مبتلاے
بلا پر منکشف ہوئین تو نور مرسل بلا مین مستغرق ہو جائیگا اور کبھی شکایت نہ کریگا ع ہر بلا که تو خواہی بازمای
که در مشاہدہ تو بلا نمی بینم :: ز من بہر چہ کنی یار راضیم بجفا :: که ہر چہ از تو رسد جز عطا نمی بینم :: اور وہ جو صبر که وراے
اسکے ہو وہ صبر غیر جمیل ہے اور فرق ان دونون صبرون کا اس مثال مین ظاہر ہوتا ہے مثلاً ایک شخص اللہ کو بسبب
نعمتون کے جو اسکو عطا فرمائی ہین دوست رکھتا ہے جب بلا نازل ہوئی وہ دوستی زائل ہو گئی اور ایک شخص خدا
کو محض ازبرای خدا دوست رکھتا ہو جب بلا آئی ہو تو محبت و دوستی اسکی زیادہ ہوئی اور یہ ترانہ اسکی زبان پر جاری ہوا
ع مانی جو نیم نعمت ما بلا خواہیم وبس :: مایکہ یاد اکم خداے دوست را خواہیم وبس :: از رضاے دوست ما را
گر بلا خواہد رسید :: ما ہمیشہ خویشتن را مبتلا خواہیم وبس :: خلق از حق نعمت و فضل و عطا جویند و ما ::
از خدا صبر جمیل اندر بلا خواہیم وبس :: ہر کسی از تو بقدر خود مرادی خواستند :: نامراد خویشتن از تو ترا خواہیم وبس ::
اور حدیث شریف مین وارد ہے که صبر تین قسم ہے صبر بر مصیبت وصبر بر طاعت وصبر از معصیت جو کوئی بلا شکایت
وجزع مصیبت پر صبر کرے اسکو تین سو درجے ہین اور جو طاعت پر صبر کرے اسکو المضاعف اور جو معصیت سے
صبر کرے اسکو نوسو درجے اہل تحقیق فرماتے ہین که جو کوئی شخص جرعۂ صبر خوشی سے نوش کرے اگر زندہ رہے
حمید رہے اور جو مر جاے شہید اور عرفا علیہم الرحمۃ فرماتے ہین که صبر دو قسم ہو صبر عابدین اور صبر عاشقین اول یہ
که مقام صبر مین مضبوط ومحفوظ رہے اور دوسرا یہ که مرفوض رہے یعنے کمال صبر عاشقون کا بےصبری مین ہو جس طرح
مراد انکی نامرادی مین ہو اسی سبب سے حضرت یعقوب صبح کو وعدہ صبر فرماکر فرماتے تھے فصبر جمیل اور رات کو
بےصبری سے فرماتے تھے یا اسفی علی یوسف شیخ یحیی معاذ فرماتے ہین صبر المحبین اشد من صبر الزاہدین اسلیے
که زاہد مشتہیات نفس پر صبر کرتا ہے اور محب فراق محبوب پر اور یہ بہت سخت ہو اسلیے که عاشق کو سالہا سال
گذر جاتے ہین که نہ نفس کا خیال آتا ہو اور نہ خواہش نفس کا کیونکہ عاشق کسی وقت محبوب سے غافل نہین ہے نفس کسکا
اور ہواے نفس کہان پھر جو چیز سالہا سال یاد نہ آوے اسپر ثبات اور صبر آسان ہو یا اسپر جو ایک لحظہ اور ایک
ساعت دل سے نہ بھولے **فائدہ** اسجگہ صبر کا بیان ضرور ہوا واضح ہو که عالمون کے نزدیک صبر کی حقیقت
ثبات ہے اور ہندی سہار جسکو یہ حال پیدا ہوا اسکو شہوت اور غضب کا غلبہ نہوگا اسیواسطے یہ صفت نوع انسانی
کے واسطے خاص ہوئی ملائکہ اور جانورون مین منصور نہین کیونکہ ملائکہ عقل محض ہین نہین شہوت نہین اور جانورون شہوت

محض

کہ یہ شخص مصری تھا سو اُسنے لڑکپن مین ایک خواب دیکھا کہ مین کنعان مین گیا ہون یکایک آفتاب میری آستین مین چلا گیا مین نے اسکو نکال کر موتی نثار کیے اور چن چن کر صندوق مین رکھ لیے جب بیدار ہوا تو ایک معبر کے پاس گیا اور اپنا خواب بیان کیا اسنے کہا کہ اے مالک تجکو ایک غلام کہ حقیقۃً غلام نہین زمین کنعان مین ہاتھ لگیگا اسکی برکت سے تجھے ثروت و غنا حاصل ہو گی اور قیامت تک تیری اولاد مین رہیگی اور اس عالم مین آتش دوزخ سے نجات ملیگی اور تیرا نام قیامت تک قائم رہیگا جب یہ تعبیر سنی تو مالک تہیۂ اسباب سفر کر کے براہ دمشق جانب شام چلا اور کنعان مین پہونچا تو کبھی زمین پر نگاہ کرتا اور کبھی آسمان کیطرف دیکھتا اسی تحیر مین تھا کہ غیب سے ایک آواز آئی کہ افسوس تجھ مین اور اُسمین جسکا تو متلاشی ہے پچاس برس کا فصل ہے ناگزیر پھر آیا لیکن ہر سال دو مرتبہ بر سبیل تجارت جایا کرتا یہانتک کہ پچاس برس گذر گئے تو ایک دن مالک نے اپنے غلام سے کہ جسکا نام بشریٰ تھا کہا کہ اگر مجھے ایسا غلام جسکو معبر نے بتلایا ہے ملجائے تو مین تجکو آزاد کردون اور آدھا مال اپنا تجھے دے ڈالون اور اپنی بیٹی سے تیرا نکاح کردون چنانچہ جب یوسفؑ کا واقعہ واقع ہوا مالک مذکور دمشق مین پہونچا تھا پھر وہان سے چلکے تیسرے دن کنعان مین آیا اور پانی کی طمع سے اسی کنوین کے قریب جسمین حضرت یوسف علیہ السلام جلوہ فرما تھے فروکش ہوا اور معالم التنزیل مین ہے کہ ایک قافلہ مسافرون کا مدین سے مصر کو جاتا تھا رستے راہ گم کی اور متصل اس جنگل کے جس جگہ کنوان واقع تھا نازل ہوا اور پانی اس چاہ کا جو اول شور تھا جب حضرت یوسفؑ اسمین جلوہ فرما ہوے تو شیرین ہو گیا بالجملہ اس مقام پر آنکر مالک نے پانی مانگا اور ایک روایت ہے کہ چارپایون نے بوے خوش یوسفؑ پاکر وہان سے جنبش نہ کی ناچار قافلہ وہین اُترا صبح کیوقت مالک دیکھتا ہے کہ پرندے جانور حاجیون کی طرح کنوین کا طواف کر رہے ہین اسوقت مالک نے بشریٰ اور بشیر دونون غلامون کو واسطے پانی کے کنوین پر بھیجا بشیر نے ڈول کنوین مین ڈالا حضرت یوسفؑ نے جانا کہ میرے بھائی مجکو نکالتے ہین اتنے مین حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے یوسف علیہ السلام اُٹھو فرمایا کسواسطے حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ تمکو وہ دن یاد ہے جب تمنے کہا تھا کہ اگر مین کسی کا غلام ہونا چاہون تو میری قیمت کوئی نہ دیسکے فرمایا یاد ہے مین ایک دن آئینہ دیکھتا تھا اور یہی خیال کر رہا تھا حضرت جبرئیلؑ نے کہا آج وہی دن ہے اپنی قیمت دیکھو غرض بشیر نے ڈول کنوین مین ڈالکر جھانکا اور پکار اُٹھا یا بشریٰ ہذا غلام یعنے جسکو پچاس برس سے ڈھونڈھتے تھے وہ یہ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مالک نے دو غلام جو پانی کے واسطے بھیجے تھے ان مین ایک بشریٰ تھا دوسرا حاذ تھا جب یہ دونون پہونچے تو اسوقت حضرت یوسف علیہ السلام سجدے مین پڑے ہوے کہ رہے تھے یا غیاث المستغیثین اغثنی تب حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ اے یوسفؑ اب غم و رنج گیا اور وقت فرح اور سرور آیا سو دل قوی رکھو نہ جی کو کاہش دے نہ چل کوئی دم مین وارد خواہش لے نہ اس ڈول مین مٹھہ لیجیئے آپ ہی کے واسطے اللہ صاحب نے اس قافلے کو یہان بھیجا ہے سو یوسف علیہ السلام ڈول مین بیٹھے نہارے نے انکا حسن دیکھا تو بہت خوشی سے پکار اُٹھا یا بشریٰ ہذا غلام اور قافلے والون سے چھپا ڈالا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

اسکے بدلے حضرت کے نکاح مین آئی بعیت الایمان مین ابن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ یہ کلمہ اگلے
پیغمبرون کو بھی نہین ملا چہ جائے انکی امت کو اسی واسطے حضرت یعقوبؑ نے شدت حزن مین یا اسفیٰ علی یوسفؑ
کہا اور انا للہ نہین فرمایا سعید بن مسیب اور حسن بصری کا معمول تھا کہ جب جماعت کی نماز نہ ملتی تو باٰواز بلند استرجاع
فرماتے یہانتک کہ لوگ تعزیت کو دوڑتے معدن الجواہر مین ہو کہ استرجاع کے فضائل کا یہ سبب ہو کہ انا للہ مین عبودیت
کا اقرار ہے اور انا الیہ راجعون مین قیامت و بعث کا اعتراف ہے کہ جو ہم خدا کے ہین تو بے شبہہ ہماری بازگشت
خدا ہی کی جانب ہے پس اس کلمے کو ہر مصیبت بلکہ ہر معصیت خصوصًا موت کی خبر پر کہ وہ اعظم المصائب
ہے کہنا اور مکرر پڑھنا مغفرت اور رحمت کا موجب ہے قال اللہ تعالیٰ اولٓئک علیہم صلوات من ربہم و رحمۃ و
اولٓئک ہم المہتدون یعنے ایسے لوگ انھین پر شاباشین ہین اپنے رب کی اور مہربانی اور وہ ہی ہین راہ پر
اور حدیث مین ہے کہ استرجاع کے ساتھ انا الیٰ ربنا منقلبون بھی کہے تا اورون کی موت سے اپنی موت یاد
آئے نقل ہے کہ یوسفؑ سے یہودا کو ایک نوع کی محبت تھی سو یہودا گاہ گاہ تفقد احوال کیا کرتا تھا اور اس ایام مین
کہ حضرت یوسفؑ کنوئین مین تھے ہر روز بر سر چاہ جاتا اور استفسار احوال کرتا حضرت یوسفؑ بھی اپنا
حال فرما دیتے اور باپ کا مزاج پوچھ لیتے ایک مرتبہ یہودا نے اپنے بھائیون سے کہا کہ اے بھائیو احوال و اطوار
یوسفؑ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا خواب درست و راست ہوگا وہ بولے اسپر کیا دلیل ہو یہودا نے کہا کہ
وہ کنوان جسمین یوسفؑ ہین سخت تاریک تھا اب نورانی ہو گیا ہے اور جب مین سر چاہ جاتا ہون تو ایک اور
شخص کی آواز سنتا ہون کہ یوسفؑ سے باتین کرتا ہے مگر مین اس شخص کو نہین دیکھتا اب مصلحت یہ ہو کہ یوسفؑ
کو کنوئین سے نکال کے باپ کے پاس [illegible] اور عہد و پیمان مضبوط لیلو کہ احوال گذشتہ باپ سے نہ کہے اس
کلام سے بھائیون کے دل مین رحم آیا تھا اس ارادے سے چلے کہ یوسفؑ کو کنوئین سے نکالین اور باپ
کے درد دل کی دوا کرین اثناء راہ مین ابلیس علیہ اللعنۃ ملا اسنے کہا اولاد یعقوبؑ کہان جاتے ہو انھون
نے احوال بیان کیا کہنے لگا تم سخت بے عقل ہو یعنے پہلے تمنے باپ سے کہا کہ یوسفؑ کو بھیڑیے نے کھا لیا
کہ اس بات سے ہر کہ و مہ واقف ہو گیا اور سب لوگون نے رنج و غم اٹھایا اب اگر اُسکو زندہ باپ کے پاس
لیجاؤ گے تو کیا عذر کروگے سوا بدنامی کے اور کچھ فائدہ نہوگا اور تمھارے باپ کو تمپر اعتبار نہ رہیگا بلکہ
عداوت پیدا ہوگی اب مناسب وقت یہ ہو کہ جو کچھ ہوا سو ہوا دم نمارو اور گھر کو پلٹ جاؤ سو وہ لوگ ابلیس
کی نصیحت سے فسخ عزیمت کر کے لوٹ آئے اب اللہ نے چاہا کہ بے وضع منت ان لوگون کے یوسف علیہ السلام
کو اس بلائے ناگہانی سے نجات بخشے سو عجب اتفاق ہوا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا بعد تین یا چار یا سات دن
کے مدین سے مصر کو جاتا تھا اور اس قافلے مین تین سو گیارہ یا تین سو تیرہ آدمی تھے اور رئیس انکا مالک بن زعر خزاعی
تھا اسی میدان مین وارد ہوا اور یہ مالک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتون مین تھا چنانچہ اپنے خطون پر
لکھتا تھا ابو دلامہ مالک ابن زعر ابن لوا ابن عنقان ابن مدین ابن ابراہیم اور اکثر تفاسیر مین لکھا ہے

سے کہدینگے اور رفتہ رفتہ یہ خبر ہمارے والد کو پہونچیگی افتان وخیزان بر سر چاہ پہونچے اور حضرت کو نپایا قافلے
کے لوگون پر دعوی کیا اور عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوین سے
نکالا تو انکے بھائیون نے اس طرح خبر پائی کہ آفتاب تیرہ وتاریک تھا اور معاملہ یہ تھا کہ اللہ جل شانہ نے حضرت
یوسف کو ایسا نور عنایت کیا تھا کہ جب آفتاب سے مقابل ہوتے تو نور آفتاب مضمحل ہوجاتا اور اب کنوین کے
رہنے سے اور بھی معاملات محبوبی پیش آئے تو نور نے دونی جھلک پیدا کی کہ اسکے مقابلے مین آفتاب سیاہ
نظر آتا تھا بھائیون نے جانا کہ یوسف علیہ السلام کنوین سے نکلے ہین آخر کار روئیل نے پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا تو
یوسف علیہ السلام اس قافلے مین نظر آئے اسنے آواز دی کہ اے بھائیو دوڑو یوسف کنوین سے نکلا ہے سب بھائیون نے
دوڑ کر قافلے کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ ہمارا ایک غلام بھاگ گیا ہے اور ہمکو خبر ملی ہے کہ اس کنوین مین کو دا تھا تم نے
نکالا ہے سو ہمارے حوالے کرو نہین تو ایسی آواز کرینگے کہ تمھارے دل پھٹ جائینگے ناچار اہل قافلہ نے
حضرت یوسف کو ظاہر کیا بعضون نے کہا کہ انسے چھینکر مار ڈالین یہودا نے کہا تمکو وہ عہد وپیمان یاد ہوگا جو تمنے
مجھسے کیا تھا بولے تو ہی بتلا کیا کرین یہودا نے کہا بعد ثبوت دعوی اسے بیچ ڈالو کہ اس ولایت سے جاتا
رہے یہی صلاح پسند آئی تو اول قافلے والون سے پوچھا کہ تمنے اسکو کہان پایا یہ شخص تو ہمارا غلام ہے اسکو ہم کئی
دن سے تلاش کرتے تھے ایک نے حال گذشتہ بیان کیا اور حضرت یوسف سے پوچھا کہ تم کیا فرماتے ہو یہ لوگ
کیا دعوی کرتے ہین فرمایا کہ یہ لوگ اپنے دعوی مین سچے ہین روایت ہے جبکہ حضرت یوسف نے چاہا کہ حال
کہین لیکن بھائیون نے زبان عبری مین کہا کہ اگر ہمارے خلاف کہیگا تو ہم انسے لیکر مار ہی ڈالینگے کیونکہ ہم
باپ سے کہہ چکے ہین کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اس خوف سے حضرت یوسف نے فرمایا کہ فی الحقیقت مین بندہ ہون
اور یہ لوگ میرے اہل ہین تب مالک نے کہا کہ اسکی صورت سے شہزادگی پائی جاتی ہے اور تم لوگ غلام کہتے ہو
یہ بات تو غلط معلوم ہوتی ہے گو کہ تمھارے خوف سے یہ لڑکا تمھارے موافق کہتا ہے کہنے لگے کہ ہمارے باپ کی
ایک خوبصورت لونڈی تھی اسی کا جنا ہے مگر فرزندون کی طرح پرورش پاتا رہا اس عرصے مین ایک بڑا قصور کر کے بھاگ
آیا تھا تب مالک نے کہا اگر تمھارا غلام ہے تو لیجاؤ تب بولے کہ ہم اسکو اب نرکھینگے کیونکہ قابل اعتماد نہین رہا اگر تم مول لیلو
تو ہم بیچتے ہین مالک نے کہا کس قیمت کو بیچوگے کہا ہزار درہم کو اسنے کہا کہ ہم نہین لیتے پھر کہا پانسو درہم دو
حتے کہ سو درہم پر آئے مالک نے کہا اتنا روپیہ میرے پاس نہین ہے اور جو روپیہ مین لایا تھا سب خرچ ہوگیا ہمگی بیس
درہم کھوٹے باقی ہین اگر اسقدر منظور ہون تو مین لیتا ہون جب دیکھا کہ مالک بے پروائی کرتا ہے کہنے لگے اگرچہ اسکی قیمت
زیادہ ہے لیکن اسکے عیب سے ہم اسیقدر پر راضی ہین مگر تین شرطین کرتے ہین ایک یہ کہ یہ غلام معیوب بعیب سرقہ ہے
اگر چوری کریگا تو ہم واپس نہ لینگے دوسرے بھاگ جایا کرتا ہے اسکے پیرون مین زنجیر رکھیو تیسرے کمل کی
پوشاک پہنائیو اور نان جو بن بقدر قوت کھانے کو دیجیو اور یہی کہے دیتے ہین کہ جھوٹے خواب بہت دیکھا کرتا ہے اسپر
اعتماد نکرنا اور کلام یعنی انکے حضرت یوسف سنتے اور روتے اور زبان عبری مین فرماتے کہ خدا سے ڈرو مجھ بیگناہ کو بیچو

وجاءت سیارة فارسلوا واردهم فادلی دلوه قال یابشریٰ ہذا غلام واسروه بضاعة واللہ علیم بما یعملون یعنے آیا ایک قافلہ پھر بھیجا اپنا پنہارا اسنے لٹکایا اپنا ڈول بولا کیا خوشی کی بات ہے یہ ہے ایک لڑکا اور چھپالیا اسکو پونجی سمجھکر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہین اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قافلے مین سردار لوگ تھے کہ آپ کنوئین پر پانی کو نہین گئے تھے بلکہ خادم کو بھیجا اور یہ جو ارشاد ہوا کہ واللہ علیم بما یعملون شاید اشارہ اس طرف ہے کہ یہود اس مقام پر قصہ کو بدلتے ہین چنانچہ توریت مین اور ہی طرح سے بنایا ہے تاکہ ہمارے باپ دادون پر عیب کا حرف نہ آوے اور اللہ اسکو خوب جانتا ہے یا اشارہ ہے اسپر کہ حضرت یوسفؑ کے بھائیون نے اپنی دانست مین مارہی ڈالا تھا مگر اللہ صاحب نے بچالیا اور بادشاہت مصر کی عطا فرمائی اور حضرت یعقوبؑ کو خوش کیا اور بھائیون کو حضرت یوسفؑ کا محتاج بنایا اور تابعدار کردیا اس آیت مین اللہ نے لفظ غلام فرمائی تاکہ بندہ ہونا حضرت یوسفؑ کا پوشیدہ رہے کیونکہ اہل عرب لڑکون کو غلام بولتے ہین جسطرح فبشرناه بغلام حلیم اور اسروه بضاعة سے یہ فائدہ نکلا کہ اچھی چیز کا چھپانا بہتر ہے تاکہ لوگ حسد نہ کرین فائدہ انسان کو جنین بولتے ہین جب تک مان کے پیٹ مین رہے اور جب بطن مادر سے جدا ہو تو صبی کہلا یا مرد ہو خواہ عورت اور اس سن سے نو برس تک غلام کہلاویگا پھر چونتیس برس تک جوان پھر اکاون تک کہل بعد اسکے شیخ تا آخر عمر کذا فی اللغة اور شرح مین از وقت تولد تا بلوغ یعنے پندرہ برس تک غلام بعد از ان شاب ورفتی تیس برس تک بعد از ان کہل پچاس برس تک پھر شیخ بولا جاویگا کذا فی الاشباه والحموی روایت ہے سدی رحمة اللہ علیہ سے کہ بشریٰ نام تھا ایک شخص کا اسکو پنہارے نے آواز دی کہ یا بشریٰ ہذا غلام سو اس آواز سے اسکے یار حاضر ہوے اور بولے کہ اس غلام کو مصر مین بیچینگے اور بڑا نفع اٹھائینگے لہذا اسکو پونجی کی طرح پوشیدہ رکھا اور ایک روایت ہے کہ وارد نے اور اسکے یارون نے تصور کیا کہ اگر اہل قافلہ یہ بات معلوم کرینگے کہ وارد نے ایک لڑکا پایا ہے اور اسکے نفع مین اپنے یارون کو شریک کیا ہے تو وہ بھی بیشک طمع کرینگے اسلیے پوشیدہ کرنا چاہیے اور جو کوئی پوچھے تو اس سے کہدینگے اہل شام نے ہمکو بطور امانت دیا ہے تاکہ مصر سے بیچ لاوین اور صحیح یہ ہے کہ بشیر نے وہ ڈول کھینچا مالک سے کہا کہ یہ وہ ولبعہ ہے جسکی پچاس برس سے تلاش تھی اب ہاتھ لگی ہے مالک نے کہا اسکو پوشیدہ کرنا چاہیے چنانچہ چھپا کر قافلے مین لائے اہل قافلہ مطلع ہوکر مالک کے پاس دوڑے گئے تو حضرت یوسف نظر آئے پوچھا کہ یہ لڑکا کہان سے ہاتھ لگا مالک نے کہا کہ ایک دوست نے بیچنے کو دیا ہے بولے یہ تو غلام نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ طور وطریق وصورت و وجاہت اسکی شہزادون کی سی ہے شاید کہین سے چرا لائے ہو اور بہانہ کرتے ہو اس رد و بدل مین نوبت مخاصمت پہونچی اور شور وغوغا ہوا اس عرصہ مین یہودا کہ برادر مہربان یوسف تھا حسب معمول بر سر چاہ آیا معالم مین ہے کہ یہودا کھانا لیکر آیا اور ہر چند یوسفؑ کو پکارتا رہا جواب نہ ملا اسنے جانا کہ انتقال جنت فرما گئے سو رونے لگا اور ادھر ادھر دیکھتا تھا دفعتہً ایک انبوہ آدمیون کا دیکھ پڑا وہان گیا تو دیکھا کہ یوسف علیہ السلام پر ایک ازدحام ہے فی الفور دوڑا سے لوٹا اور اپنے بھائیون سے احوال کہا انھون نے اس خیال سے کہ حضرت یوسفؑ اپنا احوال قافلے والون

۱۲ وارد کہتے ہین اسکو جو آگے جاتا ہے قافلے کے پانی لینے کے واسطے پہونچنا پیشتر

یوسف علیہ السلام کی لیکر دو دو درم باہم تقسیم کیے صرف یہودا نے اپنا حصہ نہ لیا اور کہا واللہ ہم اپنے بھائی کا ثمن نہ لینگے کہ وہ بھی اور بھائیون نے رسدی لے لیے فائدہ اس مقام سے علمانے دلیل پکڑی ہو کہ بیع آزاد کی قطعًا باطل ہے کسی طرح جائز نہین اور جو بعض فتاوی مین بلا تامل لکھا ہے کہ اگر مسلمان آزاد حالت مخمصہ اور قحط مین اپنی اولاد کو بیچے تو غلام و کنیز شرعًا ہو جاتے ہین سو اس قول پر فتوی نہین ہو اور نہ معمول یہ ہے اسلیے کہ دین محمدی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام مین ہرگز آزاد کو مال اعتبار نہین کیا ہے ورائے اسکے کتب متون بالکل اسکے خلاف ہین اور جب متون خلاف ہون تو قول فتاوی پایۂ اعتبار سے ساقط ہے کذا حققہ استاذ مولانا عبد العزیز المحدث الدہلوی قدس سرہ اور تفسیر احمدی مین ہے کہ مولانا نظام الدین نے کہا ہے کہ بیع آزاد کی کسی حال مین درست نہین ہو اور جنے مخمصہ مین بیع حر کی جائز کہی ہو جملہ مجتہدین اُس سے بیزار ہین فائدہ واضح ہو کہ اللہ صاحب نے تین شخصون کو ایسا نور حسن عنایت کیا کہ اسکے مقابلے مین نور آفتاب مضمحل و مغلوب ہو گیا ایک حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کو کہ جب تین دن چاہ مین رہ کر نکلے تو ایسا نور چمکا کہ آفتاب اسکے مقابلے مین لرزتا کانپتا تھا دوسرا نور جبین و رخسار حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیمؑ کو کہ انکو حضرت ابراہیمؑ نے کئی دن صندوق مین بند کیا تھا جب نکالا تو یہی حال تھا اور سبب یہ ہوا کہ جب ابراہیمؑ نے ہجرت فرمائی اور چلے تو ایک شہر مین آئے وہان کا بادشاہ شاید ہاروت نام تھا ظالم نابکار تھا اور حضرت سارہؑ نہایت خوبصورت تھین سو اس خوف سے کہ وہ ظالم گرفتار نہ کرے حضرت ابراہیمؑ نے سارہ کو تین شبانہ روز یا زیادہ اس سے صندوق مین رکھا تھا تیسرا نور پیشانی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا کہ جب سے کلیم اللہ ہوے ایسا نور آگیا کہ نور آفتاب مغلوب ہو جاتا تھا لہذا نقاب چہرۂ مبارک پر ڈالے رہتے تھے چنانچہ صفورا آپکی بی بی نے ایک مرتبہ بکمال مبالغہ نقاب اٹھوایا جب اس نور پر نظر پڑی تو اندھی ہو گئین اور حضرت موسی علیہ السلام کی دعا سے اچھی ہوئین اسی طرح سات مرتبہ اتفاق ہوا مین کہتا ہون کہ حسن حضرت خاتم النبیین افضل الاولین والآخرین کا اول قصہ مین مجملًا بیان ہو گیا ہے اور آخر کتاب مین مفصل لکھا جائیگا مگر اس جگہ تیمنًا و تبرکًا واسطے تزئین اس مقام کے گزارش کرتا ہون کہ اگر حضرت موسی کا نور پیشانی مین تھا تو حضرت خاتم النبیین کے دل مین ایسا نور تھا کہ عرش مجید پر غالب آیا اور نور آفتاب ایک جزو ہے منجملہ سات سو جزو نور عرش کے کہ شب معراج مین اس نور نے ایسی بلندی اور روشنی مقام قاب قوسین مین پائی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نور مین آپ مستغرق ہو گئے اور ہمیشہ تا دم زیست اسی نور مین آپ محو رہے اور اسی سبب سے کسی طرف التفات نہ تھا سر اپنا جھکائے رہتے تھے ایک دن حضرت صدیق اکبرؓ کے دل مین گذرا کہ سبب کیا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف التفات نہین فرماتے اور آنکھ سے نہین دیکھتے حضرت نے اس خطرے پر مشرف ہو کر فرمایا یا ابا بکر لو کنت متخذا خلیلا لاتخذتک خلیلا ولکن شغلنی الجبار عن الاعیان ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے نہین فرمایا تھا کہ تو بمنزلہ سمع و بصر میرے کے ہے فرمایا درست ہے لیکن یہ حدیث قبل از وصول بقاب قوسین تھی اب سمع و بصر میرا اور ہی ہے فاذا احببتہ کنت لہ سمعًا و بصرًا و لسانًا و یدًا بی یسمع و بی یبصر و بی ینطق و بی یبطش یا ابو بکرؓ

ف بیع آزاد روا نیست

ف در بیان نور حسن

اور بیڑی اور زنجیر کی وصیت نکرواے ظالمو قیامت کے دن کیا جواب دوگے بولے کہ سکوت کر اور جو ہم کہتے ہین اسپر
راضی رہ بعد اسکے مالک نے کہا کہ ایک بیعنامہ لکھدو چنانچہ شمعون یا روبیل نے دوات قلم لیکے اس مضمون
سے بیعنامہ لکھا کہ بنام خداے ابراہیم علیہ السلام یہ غلام مول لیا مالک بن ذعر خزاعی نے اولاد یعقوبؑ سے نام
اسکا یوسفؑ ہی اور شرط یہ ہی کہ چوری اور گریز پائی اور بدخدمتی کے عیبون سے اسکو واپس نہ کرین اور دوسری
شرط یہ کہ اسکو سواے نان جوین اور کچھ کھانے کو نہ دین اور سواے کملی اور ٹاٹ کے لباس نہ عطا کرین اور اپنے
احاطے سے نکلنے نہ دین فقط بعد ازان بیعنامہ مالک کو دیا اور قیمت لیکر گھر کو روانہ ہوے کما قال اللہ و شروہ
بثمن بخس دراہم معدودۃ و کانوا فیہ من الزاہدین یعنے بیچ آئے بھائی اسکو ناقص مول پر گنتی کی کئی پاولیان اور
ہو رہے تھے اُس سے بیزار **فائدہ** چونکہ لفظ بیع دلیل تملیک تھی اور حضرت یوسفؑ آزاد تھے بیع آزاد جائز نہ تھی
لہذا اللہ صاحب نے لفظ شروہ ارشاد کیا تاکہ سامعین آگاہ ہون کہ یہ بیع حقیقۃً بیع نہین ہی اور یہ بھی مفہوم ہوتا ہی
کہ اللہ نے یہ کلمہ شکایۃً فرمایا ہے اور اگرچہ اہل قافلہ نے دوسری بار مصر مین بیچا ہے مگر اسکی تصریح کلام اللہ مین نہین ہے
مگر اشارۃً ہی لیکن بقیمت ارزان اسی جگہ بیچا ہے اور علما کو اختلاف ہی کہ شرا سے مراد مول لینا ہی یا بیچنا بعضے کہتے ہین
مول لینا مراد نہین ہے بلکہ بیچنا مقصود ہے اور شرا بمعنی بیع شایع ہے اور اس تقدیر پر معنی شروہ بثمن بخس الخ کے یہ ہوے
کہ بیچ آئے یوسفؑ کو سب بھائی ناقص مول کو کئی درہم کھوٹے لیکر اور وہ تھے اس سے ناخوش اور بعضے کہتے
ہین کہ شرا بمعنی خریدن ہی یعنے مول لیا سوداگرون نے بھائیون سے یوسفؑ کو دام دیکر اور تھے اس سے بیزار اُس
خیال سے کہ بھگوڑا غلام ہے اور یہ بھی اختلاف ہی کہ بیچنے والے کون تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک
بھائی تھے اور بعض علما کے نزدیک وہ تھے جنھون نے چاہ کنعان سے نکالا تھا پس معنی آیۃ کے یہ ہوے کہ
بیچا قافلے والون نے عزیز مصر کے ہاتھ تھے وہ اُس سے بیزار اسلیے کہ یوسف لقیط تھے قافلے والے خوف
کھاتے تھے کہ چھین جائینگے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان بیع ثانی کا ذکر ہے اور یہ قول ضعیف ہی اور ثمن بخس
مین کئی قول ہین ضحاک اور مقاتل اور سدی کہتے ہین کہ بمعنی حرام ہی اسلیے کہ ثمن آزاد حرام متفق علیہ ہی اور شعبی اور
عکرمہ کہتے ہین کہ مراد ثمن قلیل ہین اور ابن عباسؓ اور ابن مسعود فرماتے ہین کہ مراد ثمن بخس سے ثمن زیوف ہین یعنے
کھوٹے اور ناقص کذا فی المعالم اور حقیقت یہ ہی کہ بخس مصدر بمعنی مفعول ہے یعنے ثمن مبخوس اور اصل معنی بخس کے ناقص البرکۃ
اور لفظ معدودہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس سے کم تھے کیونکہ اُسوقت مین یہ دستور تھا کہ چالیس درم سے جب
کم ہوتے تھے تو انکو شمار کرتے تھے اور جب چالیس یا زاید ہوتے تھے تو وزن کرتے تھے اب اختلاف ہی کہ
دراہم کتنے تھے ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ بیس درم تھے اور بعضے کہتے ہین بائیس
درم تھے اور بعض کے نزدیک اٹھائیس اور بعض کے نزدیک اٹھارہ اور بعض کے نزدیک سترہ اور عکرمہ
ابن ابی جہل کے نزدیک چالیس درم تھے مگر صحیح قول حضرت ابن عباسؓ وغیرہ صحابیون کا ہے کیونکہ دس بھائیون
نے یہ حرکت ناجائز کی تھی اور دو دو درم کا حصہ تجویز کر لیا تھا چنانچہ ازروے روایات صحیحہ ثابت ہی کہ قیمت

تحقیق لفظ شروہ

بیان اختلاف در بایعین یوسف

بیان معنی بخس

تحقیق مراد معدودہ

کہ اللہ صاحب فرماتے ہین کہ اے بندہ اگر میرا دیکھنا دنیا مین جائز ہوتا تو مین نقاب حجاب اُٹھا دیتا کہ مجکو دیکھا کرتے دوسری
طرف التفات نہ کرتے سے چیست آن شہر یار در پردہ ۞ شہر پر شور یار در پردہ ۞ چہ گلہا از و شگفتہ بنازہ ۞
رخ او غنچہ وار در پردہ ۞ از پس پردہ جملہ حیرانند ۞ ہیچ را نیست بار در پردہ ۞ از برون گر ہزار مینی نیست ۞
جز یکے ازان ہزار در پردہ ۞ ہم تو ئی پردۂ بصیرت تو ۞ خویشتن را مدار در پردہ ۞ پردۂ خویش را بسوز و
ببین ۞ دوست را آشکار در پردہ ۞ حقائق سلمی مین حضرت امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ حضرت فرماتے
تھے کچھ تعجب نہین جو برادران یوسف ؑ نے یوسف ؑ کو ارزان بیچ ڈالا دیکھو انسان تمامی حظوظ آخرت کو ایک
کوڑی برابر حظ دنیوی سے بیچا کرتا ہے اور اس معاملے کی شامت سے دولت رضای مالک مطلق اور سعادت
لقاے حضرت حق سے محروم رہتا ہے اور ابن عطا سے روایت ہے کہ فرماتے تھے کہ بھائی یوسف ؑ کے
حقیقۃً دشمن یوسف ؑ تھے کہ انکو بیس درم کو بیچا اور بندۂ مومن اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے اور ایک مرتبہ عوض
بہشت کے اللہ کے ہاتھ بیچ چکا ہے کہ ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ اور پھر ہوا و شہوت
کے ہاتھ کہ دشمن قوی ہین اقل قلیل پر بیچتا ہے اور خسران و نکال آخرت سے نہین ڈرتا القصہ یوسف ؑ کے بھائیون
نے دراہم معدودہ لیے اور دستاویز بیع مالک کو دی اور کہا کہ اسکو محافظت سے لیجائیو نہین تو بھاگ جائے گا
چنانچہ مالک نے ایک زنجیر لوہے کی بھاری بھائیون کے روبرو حضرت یوسف ؑ کے پیرون مین ڈالی اور
ایک غلام حبشی بدخلق نقلوس نامے کے سپرد کیا اور قافلہ روانہ ہوا تو حضرت یوسف ؑ نے شور کیا کہ انکی آواز مالک
کے کان مین پہونچی اسنے کہا میری سواری کیوقت کون روتا ہے کسی نے کہا وہی عبری غلام روتا ہے اُسنے حضرت
یوسف ؑ کو اپنے روبرو بلوایا جب حضرت تشریف لائے تو اسنے پوچھا آپ کیون روتے ہین کیا حاجت ہے
فرمایا کہ تھوڑی مہلت ملے تو مین اپنے بیچنے والون سے مل آؤن کہ شاید پھر انکو نہ دیکھون مالک نے کہا مین نے
تمسا غلام باوفا اور ان سا ظالم بیچنا نہ سنا ہے نہ دیکھا حضرت یوسف ؑ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے لائق کام کرتا ہے غرض
مالک نے اجازت دی کہ حضرت یوسف ؑ نقلوس حبشی کے ساتھ رات کے وقت بہزار دشواری زنجیر کشان و گریہ کنان
اُس مقام پر جہان بھائیون نے بیچا تھا پہونچے اسوقت یہودا پہرے پر تھا اور لوگ سوتے تھے یہودا
نے زنجیر کی آواز سنکے پوچھا سے کون آتا ہے یہ کس کے پاؤن کی زنجیر ہے ۞ ہر صداے پا ہین جسکے سوطرح کا
ناز ہے ۞ حضرت نے فرمایا کہ یوسف آتا ہے یہودا دوڑ کر لپٹ گیا اور بہت رویا اور عرض کیا کہ اے بھائی دیکھین
قیامت مین ہمارا کیا حال ہو افسوس کہ میرا کوئی شریک نہین اور تن تنہا انسے عہدہ برآ نہین ہو سکتا پھر اور
بھائیون کو آواز دی کہ بیدار ہو یوسف علیہ السلام تمسے رخصت ہونے کو تشریف لائے ہین بعضے شرم سے
نہ اٹھے بعضے اُٹھ بیٹھے مگر حضرت یوسف ؑ نے ایک ایک کو گلے لگا کے فرمایا کہ تمکو اللہ سلامت رکھے گو تمنے
مجھے سپرد اغیار کر دیا اور اللہ تمکو حفاظت مین رکھے اگرچہ تمنے مجھے ضائع کیا اور اللہ تمپر رحم کرے ہر چند کہ
تمنے مجھپر رحم نہین کیا اور اللہ تمھاری مدد کرے گو کہ تمنے میری مدد نہین کی بھائیون نے شرمندہ ہو کے کہا اگر

عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے کس نور میں عرش مجید دیکھا فرمایا غلب نوری نورہ فائدہ اسی مقام میں ایک
مثال روز قیامت کی خیال میں آتی ہے کہ بروز قیامت جب بندۂ مومن کو چاہ لحد سے نکالکر میدان قیامت میں
لاوینگے اور بہشت کو یوسف وار معرض بیع میں عرض کرینگے تو مفلس لوگ عذر کرینگے کہ ہمارے کیسۂ اعمال
مین کوئی نقد و جنس باقی نہین ہے جو ثمن جنت ہو سکے پھر دل لگانا جنت کی خریداری پر بے فائدہ ہے اسیوقت خطاب
حضرت کریم جل جلالہ وعم نوالہ یون ہوگا کہ اے شرمساران حضرت الوہیت و گنہگاران درگاہ عزت اپنے کیسۂ اعمال
مین دیکھو اگر کچھ نقد شکستگی اور نیاز سے نکلے یا کوئی شعلۂ سوزش سینہ بے کینہ سے ہاتھ لگے یا کوئی قطرہ اشک ندامت
دیدۂ فراق رسیدہ کا تلاش سے نکل آوے تو اسکو پیش کرو کہ ثمن بہشت کے واسطے کافی ہے اور مجکو منظور ہے نقل
ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ شروہ بثمن بخس پڑھتے تو فرماتے کہ سبحان اللہ نادانون نے پیغمبر خدا کو کیسا ارزان
بیچا ہے بعض تفسیرون مین لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بروز عید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ سے تشریف لاتے تھے
کئی لڑکون نے آکر دامن پکڑا اور کہا یا رسول اللہ جوز کھیلنے کو عنایت کیجئے حضرت نے فرمایا کہ جوز میرے پاس نہین
ہین میرے ساتھ چلے آؤ شاید گھر مین ہون لڑکون نے کہا یا رسول اللہ اسیوقت دیجیے ہمارا وقت کھیل کا گذرا جاتا
ہے حضرت نے فرمایا مین مجبور ہون مجھے بیچ ڈالو اور جوز خرید لو اسپر بھی لڑکے دامن پکڑے رہے اور یہی کہتے
کہ ہمکو اسی جگہ جوز پیدا کر دیجیے اسحالت مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت نے لڑکونکا حال بیان
کیا اور خود حضرت عمرؓ نے اپنی آنکھون سے دیکھا معلوم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام انبساط مین ہین اسواسطے
لڑکون سے پوچھنے لگے کہ رسولخدا کو بعوض کتنے جوزون کے بیچتے ہو بولے جتنے ملجائین حضرت عمرؓ نے کہا کہ
بیس جوز میرے پاس ہین سو مجھسے جوز لو اور حضرت کا دامن چھوڑ دو لڑکون نے بیس جوز لیے اور دامن حضرت کا
چھوڑ دیا حضرت عمرؓ نے کہا کیا نادان لڑکے تھے کہ رسولخدا کو بیس جوز کے بدلے بیچڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے سنکر تبسم کیا اور فرمایا کہ یوسفؑ کے بھائیون نے بیس درم کھوٹے لیکر یوسفؑ کو بیچڈالا اگر لڑکون نے کہ نابالغ
ہین بیس جوز پر مجھے بیچا تو عجب نہین ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر برادران یوسفؑ حقیقت یوسفؑ سے آگاہ ہوتے تو
اٹھارہ ہزار عالم کے بدلے بھی نہ بیچتے اسی طرح اگر بندۂ عاصی قدر خداوندی جانتا تو ایک قدم مخالفت مین کبھی
نہ رکھتا اور دنیا و آخرت کو مقابلہ رضا مین بے حقیقت سمجھتا حضرت شبلی قدس سرہ فرماتے ہین کہ مین حضرت
سید الطائفہ جنید بغدادی کے حضور مین حاضر تھا ایک ضعیفہ اپنے شوہر کو لیے ہوئے آئی اور کہا میرا خاوند
اور نکاح کیا چاہتا ہے اور مین بہت مدت سے اسکے عقد مین ہون شیخ نے فرمایا کہ مردون کو چار عورتین درست
ہین تو ایک ہی عورت سے مخاصمت کرتی ہے اس عورت نے عرض کیا کہ اے شیخ اگر غیر کے سامنے منھ کھولنا درست
ہوتا تو مین نقاب اٹھا کر اپنا چہرہ دکھلاتی تب تم میرے حسن و جمال کا تماشا دیکھتے اور انصاف فرماتے کہ
ایسی خوبصورت اور حسینہ عورت پر دوسری عورت لانا مرد کو جائز نہین ہے شیخ نے نعرہ مارا اور بیہوش ہوگئے حضرت
شبلی فرماتے ہین کہ بعد ہوش کے مین نے سبب بیہوشی سے استفسار کیا فرمایا کہ اے شبلی یہ کلام اسکا اللہ پر جا لگا

بیمروتی کرتا ہے اور مین تو اس غلام کو نہایت ضعیف اور ناتنک پاتا ہون طاقت ایسے بوجھ کی نہین رکھتا مالک نے
کہا یہ سب درست ہی اور معبر نے خواب کی تعبیر بھی اسی کے موافق بیان کی تھی الافرق اتنا ہے کہ مین نے اسکو
بیس درم کو مول لیا ہے اسپر یوسفؑ ہنستے اور دل مین کہتے کہ افسوس ہے ابتک میرا احوال پوشیدہ ہی حقیقت
یہ ہے کہ سوا ے حضرت یعقوب علیہ السلام اور زلیخا کے کسی نے حضرت کو نہین دیکھا سو حضرت یعقوبؑ کی آنکھین
جاتی رہین اور زلیخا کا جو کچھ حال ہوا ہے سو آگے اسی قصہ مین معلوم ہوگا اور مالک بن زعر اگر حضرت کو صورت اصلیہ
پر دیکھتا کبھی مول لینے پر مستعد نہوتا اور جو مول بھی لیتا تو پھر کبھی جدا نہ کرتا اسی طرح حضرت کے بھائیون نے نہین
دیکھا ورنہ حضرت یعقوبؑ سے زیادہ پیار کرتے کیونکہ ہمیشہ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہمارے باپ کو کیا ہوا ہی جو یوسفؑ
کو اتنا چاہتے ہین ہملوگ تو اُس سے خوبصورت ہین سبحان اللہ کیا ہی پردہ اللہ نے ڈالا تھا اور مالک کی عقل پر کیا ہی
حجاب ہو گیا تھا کہ بیعنامہ کی شرطون پر قائم ہوا حالانکہ بیعنامہ مشروط قابل اعتبار نہین اور جو شرطین بیع مین ہوتی
ہین سب فاسد ٹھہرتی ہین مگر تقدیر مین حضرت یوسفؑ کے ریاضت لکھی تھی کسی بات کا خیال نہ رہا اور عادات الٰہی
بھی یون ہی جاری ہے کہ جسکو بزرگی و عظمت و شان عنایت کرنا چاہتے ہین اکثر ریاضت ہی مین مبتلا کرتے ہین اور
منظور نظر یون تھا کہ انکو تمام مصر کا بادشاہ کرین اور مصریون کو لونڈی و غلام بناوین سو اسطے پہلے سے درد غلامی
مین مبتلا کیا کہ اسکو یاد کر کے اپنے غلامون سے بحسن خلق پیش آوین القصہ حضرت یوسف علیہ السلام قافلے کے
ساتھ مدینہ نیسان مین پہونچے وہان کے لوگ انکو دیکھتے ہی عاشق ہو گئے اور انکی صورت کی مورتین بنا کے پوجنے لگے
وہان سے چلکر مدینہ نابلس مین پہونچے تو وہان کے لوگ بت پرست تھے وہ سب بتون کو توڑ کے ایمان لائے
سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے ؎ طاق ابرو اُس بت رنگین ادا کی دیکھکر ٭ کتنے کافر ہو گئے کتنے مسلمان
ہو گئے ٭ اور تفسیر سجستانی مین لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام شہر قدس کے قریب پہونچے تو امیر قدس نے
خواب دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ ایک نیک آدمی تیرے ملک مین آتا ہے چاہیے کہ اسکا استقبال کر اور اپنے
مکان پر لا یا اور اسکے حکم پر چل امیر قدس جگا اور استقبال کیواسطے شہر سے نکلا اور طعام ضیافت کے واسطے
حکم دے گیا جب قافلہ شام مین پہونچا تو اہل قافلہ سے پوچھا کہ تمھارا امیر و سردار کون ہی بولے مالک ابن زعر اسکو
سخت تعجب ہوا کہ مالک ابن زعر دو تین مرتبہ ہر سال اس طرف سے آتا جاتا ہی کبھی مجکو اسکے استقبال کا حکم نہین
ہوا ہنوز امیر کا کلام تمام نہوا تھا کہ ایک سوار دو سو فرشتون سے حضرت یوسفؑ کی محافظت کو آسمان سے
اترا اُسنے امیر کو حضرت یوسفؑ کا نشان دیا وہ دوڑ کے پابوس ہوا اور عرض کیا تم کون ہو فرمایا مین وہ ہون جسکے
استقبال کو تو آیا ہے اسنے متحیر ہو کے کہا کہ آپ کو کسنے خبر دی فرمایا کہ جسنے تجکو استقبال کا حکم دیا امیر نے عرض کیا کہ
مجکو کیا حکم ہے فرمایا کہ بت پرستی چھوڑ دے امیر نے کہا بدین شرط قبول کرتا ہون کہ آپ دل میرے بت سے ملاقات
کیجیے اگر وہ سجدہ کر کے کہے کہ یہ شخص صادق ہی تو جیسا آپ فرماتے ہین مین بجا لاؤن فرمایا ربی یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید
غرض کہ امیر قدس حضرت سے باتین کرتا قافلے کے ساتھ شہر مین داخل ہوا ایک مقام پر حضرت یوسف علیہ السلام

ہمکو باپ کا خوف نہوتا اور اپنے سخن کی حیا نہ ہوتی تو ہم بیشک تجھے پھیر لیتے بعد اسکے حضرت یوسف علیہ السلام رخصت ہوے اور قافلہ مین تشریف لائے تو قافلہ چلا اثنائے راہ مین مقبرۂ اسحاق علیہ السلام کا پڑا اسمین انکی ماں کی قبر تھی سو حضرت یوسفؑ اونٹ سے کود پڑے اور قبر راحیل سے لپٹ کے روئے اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی تو ایک آواز حزین قبر سے حضرت یوسف علیہ السلام کے کان مین آئی کہ اے قرۃ العین تیری حالت دیکھکر سخت بیتاب ہون فاصبر وما صبرک الا باللہ غرض اس مقام مین توقف زیادہ ہوا اور حبشی نکیل اونٹ کی پکڑے ہوے آگے بڑھگیا تھوڑی دور پر اسنے منھ پھیر کر دیکھا تو حضرت یوسفؑ اونٹ پر نظر نہ آئے اسنے جلدی سے دوڑ کر قافلے مین خبر کی کہ غلام بھاگ گیا یہ کہکر تلاش کے واسطے لوٹا دیکھا کہ حضرت یوسفؑ علیہ السلام ایک قبر سے لپٹے ہوے روتے ہین حبشی نے غصہ ہو کے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تیرے بیچنے والے سچے تھے تو بیشک بھگوڑا ہے اور گھسیٹ کر اپنی سواری کے پاس لایا حضرت یوسفؑ بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمایا کہ یا رب مین گنہگار ذلیل و خوار تیرے در پر آیا ہون میرا قصور معاف کر اور جو میری عرض نہین سنی جاتی تو ابراہیمؑ و اسحاقؑ و یعقوب علیہم السلام نبی معصوم تھے انھین کیواسطے مجھپر رحم کر اسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یوسفؑ کا حال دریافت کر حضرت جبرئیلؑ نے آکے پوچھا فرمایا کہ مین طاقت کلام نہین رکھتا جبرئیلؑ نے کہا اگر حکم ہو تو زمین کو زیر و زبر کر ڈالون انکو منع کیا اور کہا ان ربی لرحیم مگر اسقدر چاہتا ہون کہ ایسا کوئی معاملہ واقع ہو جس سے اہل قافلہ کو عبرت پیدا ہو اور خدا کے غضب سے ڈرنے لگین تب حضرت جبرئیلؑ نے اپنا ایک پر زمین مارا کہ ایک آندھی چلی یا بدلی ایسی آئی کہ اندھیرا ہو گیا اور زمین تھرتھرانے لگی اور سارے اونٹ قافلے کے بھاگ نکلے اور ایسی شورش ہوئی کہ فرشتون نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ یا الٰہی تو نے کیسے کیسے تازیانہ اس لڑکے کو مارے اور کس کس طرح سے اسکو ذلیل کروایا لیکن کبھی کچھ بھی نہوا اور اب ایک ہی طمانچے مین جہان کو ویران کیے دیتا ہے ارشاد ہوا کہ اگر مین مارون تو مارون لیکن اورون کا مارنا مجھے خوش نہین آتا دیکھو تمام حال آدم اور بنی آدم کا لوح محفوظ مین لکھا تھا کہ ظاہر ہوا اور ہوتا جاتا ہے لیکن فرشتون کا اتجعل فیہا من یفسد فیہا کہنا خوش نہ آیا تب مالک نے تین مرتبہ پکار کر کہا کہ اگر کسی نے قافلے مین کچھ گناہ کیا ہو تو قبل ہلاکت کے توبہ کرے حبشی نے کہا مین نے اس غلام عبری کیخدمت مین گستاخی کی تھی اور ایک طمانچہ مارا تھا کہ ہاتھ میرا خشک ہو گیا اور اسحالت مین یہ غلام چپکے چپکے کچھ کہ رہا تھا کہ اسی دم سے یہ آفت برپا ہے تب مالک خود حضرت یوسفؑ کے پاس آیا اور دست بستہ ملتمس ہوا کہ مجکو یہ یقین ہے کہ تو اللہ کے نزدیک بزرگ ہے سو یہ دعا کر کہ یہ آفت جاتی رہے حضرت یوسف علیہ السلام نے تبسم کر کے دعا کی کہ بلا دفع ہو گئی اور اس غلام کا ہاتھ بھی اچھا ہو گیا مالک نے اسیوقت بند اور زنجیر دور کر ڈالی اور پوشاک نفیس پہنا کے ایک معقول گھوڑے پر سوار کرایا اور سردار قافلہ بنا کر لے چلا روایت ہے کہ جسوقت حبشی کو زنجیر پکڑائی ہے تو اسنے مالک سے کہا تھا کہ اے مالک تو غلام سے اسی غلام کیواسطے پچاس مرتبہ آیا اور بڑی تکلیفین اٹھائین مجکو سخت تعجب ہے کہ ایسے شخص نے اس طرح کی

مجنون ہو گئے اور جب باہر نکلنے لگے تو گھر کا دروازہ بھول گئے تب مالک نے اپنے غلامون سے ہاتھ پکڑوا کے
ایک ایک کو باہر نکلا جب باہر آئے تو ایک دوسرے کو نہ پہچانتے تھے اور اپنے گھر کی راہین بھولے ہوئے تھے
اور بسواے تذکرہ حضرت یوسف علیہ السلام دوسرے کلام سے زبانین انکی ناآشنا ہو گئی تھین بلکہ زبان حال
ہر ایک شخص کی یون مترنم تھی سے جان بیتاب اسیر خم گیسوے تو شد ؛ دل شہادت طلب از خنجر ابروی
تو شد ؛ چشم آئینہ گر جلوہ گہ روے تو شد ؛ باز حیران رخت نرگس جادوی تو شد ؛ بر رخت ماہ فلک درچہ
حساب ست بلے ؛ روے خورشید قیامت خجل از روے تو شد ؛ فارغ از درد سر سجدۂ محراب شدم ؛ صندل
روے جبین خاک سر کوے شد ؛ دوسرے دن مالک نے حضرت یوسفؑ کو ایک مکان پہ بٹھلایا اور
منادی کروائی کہ جسکو آج دیکھنا ہو دو دینار دیکر دیکھے اسدن بارہ لاکھ دینار مفد دکھلائی مین آئے کعب احبار
سے روایت ہے کہ دوسرے یا تیسرے دن جب اہل مصر جمع ہو کے آئے تو مالک اپنے گھر کے صحن مین تخت پر
تاج طلائی سر پر رکھے ہوے تنہا بیٹھا تھا اور ایک چھڑی ہاتھ مین تھی تب ہر ایک نے سلام علیک کی مالک
نے جواب دیکر تحائف خلعت ہر ایک کو دیے اور کھانا اچھا کھلایا شراب بہتر پلائی بعد اسکے کہا کچھ تمکو حاجت ہی
قوم نے کہا حاجت یہی ہے کہ اسی محبوب کو دکھاؤ اور جو بیچنا منظور ہو تو ہم زیادہ سے زیادہ قیمت دینے کو تیار
ہین مالک نے کہا آج کوئی سبیل اسکے دیکھنے کی نہین ہو مجکو بیچنا البتہ منظور ہے اگر اللہ چاہے تو روز جمعہ ماہ آیندہ
کو اس زمین پر جہان غلام بکتے ہین اس لڑکے کو بھی لاؤنگا اگر پسند پڑے لیجیو چنانکہ قوم نے وعدہ مضبوط لیا اور
رخصت ہوے اور مالک نے اس مقام مین جہان غلام بیچے جاتے تھے ایک قبہ بنوایا اور اسمین صندل کی کرسی
مرصع بجواہر بچھائی جب یوم معہود آیا تو علی الصباح بتاریخ دہم محرم حضرت یوسف علیہ السلام کو انواع
زیور و لباس سے آراستہ کر کے بٹھلایا اور منادی نے ندا کی کہ جسکو خرید کرنا ہو حاضر ہو سو اکثر اہل مصر عورت
و مرد چھوٹے اور بڑے عابد و زاہد عالم و حکیم اپنی اپنی پونجیان لیکر حاضر ہوے اور اس عرصہ مین بادشاہ مصر ابن ولید
عملیق تھا مگر اسنے تھوڑے دنون سے امور سلطنت قطفیر یا اطفیر ابن روحیب مصری کو جسکو عزیز بھی بولتے ہین
سپرد کر دیے تھے سو عزیز بھی باتزک و احتشام بنا بر مشاہدۂ جمال یوسفی حاضر ہوا جب اس میدان مین کثرت آدمیون
کی ہوئی تو مرد ایک طرف کھڑے ہوے اور عورتین دوسری طرف اور حال یہ تھا کہ بعضے صرف نظارے کو آئے
تھے اور بعضے خریدنے کو جب صفین عاشقون کی آراستہ ہوئین سب نے صلاح کر کے ایک ایلچی مالک ابن زعر
کے پاس بھیجا کہ اب اس محبوب کو جلد لاؤ کہ زیادہ اس سے تاب نہین ہی سے عید ست و موسم گل و بار اندر
انتظار ؛ ساقی بروی یار ببین ماہ وی بیار ؛ یا او بگو کہ اے بت نامہربان بیرس ؛ ما را کہ عاشقان تو مرد ند
ز انتظار ؛ دل دادہ ایم و مہر تو از جان خریدہ ایم ؛ بہر ما جفا و درد فراقت روا مدار ؛ تو نازنین حسنی و خلقی نیاز مند
چشمے نیاز جانب اہل نیاز دار ؛ از روز گار ہجر تو بر روز من ببین کہ چہا کرد روز گار ؛ جب ایلچی
پہونچا تو مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشانی مبارک پہ بوسہ دیکر عرض کیا کہ ای محبوب سے

نے تھوڑا توقف فرمایا تب امیر قدس نے حضرت کے پیچھے ایک لشکر عظیم دیکھا کہنے لگا کہ اس لشکر کیواسطے میرا مکان کافی نہین اور نہ اتنا کھانا ہے جو انکو کھلاؤن حضرت یوسفؑ نے فرمایا انکو اکل و شرب کی احتیاج نہین یہ اللہ کا لشکر ہی پھر امیر قدس اپنے بت کو اٹھا لایا اسنے فوراً سجدہ کیا اور زمین پر گر کے چور چور ہو گیا تب امیر قدس ایمان لایا اور اپنے مکان پر لیگیا اور طعام ضیافت حضرت کے روبرو لا کر چن دیا اور خاص حضرت کیواسطے ایک پیالہ شیر برنج کا رکھا حضرت یوسفؑ نے اُسمین سے اول ایک لقمہ اس شخص کو دیا جو حضرت کے پہلو مین بیٹھا تھا بعد اسکے خود حضرت نے تمام محفل کو اسی ایک پیالہ سے کھلایا مگر پیالہ جسطرح بھرا تھا ویسا ہی رہا امیر قدس متحیر ہوا اور اہل قافلہ سے متوجہ ہو کے کہا کہ یہی شخص تمھارا امیر ہے بولے کہ یہ تو ہمارا غلام ہو امیر نے کہا سردار کون ہو کہنے لگے کہ مالک امیر نے کہا جب تمھارے غلام کا یہ معجزہ ہے تو سردار کا معجزہ اس سے زیادہ ہو گا تب سب گھبرائے اور امیر نے کہا العبد خیر من السید بعد اسکے امیر قدس کا یہ ارادہ ہوا کہ ان لوگون سے حضرت یوسفؑ کو چھین لین مالک ابن زعر اس ارادے سے مطلع ہو کر جانب عسقلان بھاگا اور امیر قدس بارہ ہزار سوار لیکر پیچھے پڑا یہانتک کہ قافلہ تھوڑی دور رہ گیا دفعتہً حضرت یوسفؑ کی نظر سوارون پر پڑی سب کے سب بیقرار ہو کے اپنی سواری سے گر پڑے اور تین شبانہ روز غش مین پڑے رہے یہانتک کہ مالک مدینہ عریش مین پہونچ گیا اور وہان سے مصر کی طرف کوچ کیا القصہ مالک بعد قطع منازل حوالی مصر مین دریاے نیل پر پہونچا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ شہر مصر ہے آپ غسل کیجیے اور اپنا سر و بدن خوب دھو ڈالیے اور پوشاک سفر کی اتار دیجیے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے غسل کیا اور مالک ابن زعر نے ایک تاج طلائی مرصع سر مبارک پر رکھا اور منطقہ نقرئی کمر سے باندھا اور زرد وزی کی قبا جسم مبارک مین پہنائی اور گلوبند طلائی مرصع بجواہرات گلے مین ڈالا اور کنعانی اونٹ پہ محبوب پیر کنعان کو سوار کرا کے لے چلا تو حسن خداداد دیکھکر عالم ملکوت مین ندای ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ بلند ہوئی اور دروازے مصر پر منادی غیب نے پکارا کہ اے ساکنان مصر تمھارے شہر مین ایک جوان صدیق آتا ہے اسکی ملازمت تمھاری سعادت ہو اور موجب مرتبت مصر کے لوگ سنتے ہی دوڑ پڑے کہ دیکھین وہ جوان کہان ہے اور مالک حضرت یوسف علیہ السلام کو لیکر اپنے دولتخانے مین پہونچا شہر کے لوگ تمام شہر مین تلاش کرتے رہے دوسری مرتبہ پھر آواز آئی کہ اس جوان کو مالک ابن زعر خزاعی کے گھر مین تلاش کرو صبح کو اکثر اہل مصر خانہ مالک کا طواف کرنے لگے اور اسکے دروازے پر مجاذیب کی طرح شور مچایا کہ مالک نے چھت پر چڑھکر پوچھا کیا شور ہے اور کون لوگ ہو اور کیا درخواست رکھتے ہو بولے تیرے گھر مین محبوب صدیق ہے اسکی زیارت کرینگے مالک متحیر ہوا کہ یہ عجب بات ہو کیا دیکھینگے اور کس بات کے مشتاق ہین کیونکہ یہ شخص بھی ایک آدمی ہے جیسے اور آدمی اسیوقت فرشتے مصاحب حضرت یوسفؑ نے بصورت آدمی ہو کر فرمایا کہ اے مالک انسے کہدے کہ اگر ایک ایک دینار منھ دکھلائی لاؤ تو دکھاؤن مالک نے یہی درخواست کی سب لوگ راضی ہو گئے اور دروازہ کھلوا کے گھر مین داخل ہوے کہ چھ لاکھ دینار مالک کو منھ دکھلائی مین اسی دم ملے اور مصریون کا یہ حال ہوا کہ مشاہدہ جمال یوسفی سے

مین لکھا ہے کہ اسحال مین ملک ریان بادشاہ مصر بھی حاضر تھا اسنے صورت یوسف علیہ السلام کو دیکھکر کہا کہ یہ لڑکا
ہرگز کسی کا غلام نہین ہے مین تو اسکی صورت مین آثار امارت پاتا ہون اسکا خریدنا بہتر نہین ہے اور مین اسکی قیمت
نہین دیسکتا ہون یہ کہکر مع حشم و خدم پلٹ آیا تب اور لوگون نے مول لینے کا ارادہ کیا ایک سوداگر نے دو ہزار
دینار قیمت کیے اور دوسرے نے بیس ہزار قیمت کی اسیطرح قیمت بڑھ چلی کہ لاکھ دینار پر نوبت پہونچی اور اسوقت
زلیخا کہ باجازت عزیز حاضر تھی بسبب ادب کے دم نہ مارتی تھی یہانتک کہ عزیز نے زلیخا سے کہا کہ میرے کوئی
لڑکا نہین ہے اگر مصلحت ہو تو اس غلام کو خرید کرون زلیخا نے کہا بہت مناسب میرے پاس بھی نقد و جنس بہت
ہے اگر تو اعانت کرے تو مین بھی قدم اس امر عظیم پر رکھون اس گفتگو مین تھی کہ بازغہ بنت طالون عمالقیہ ابن
سعود ابن زیاد ابن عاد اکبر بانی ارم کہ اہالیان مصر مین بڑی مالدار و قوم کی شہزادی تھی ایک ہزار موتی دو دو مثقال
کے اور ہزار یاقوت پانچ پانچ مثقال کے اور ایک طبق مین فیروزے وغیرہ جواہرات اور ایک ہزار خچر سونے و
چاندی کے بھرے ہوے لیکر آئی جب حضرت یوسفؑ پر نگاہ پڑی تو زبان بلبل حال یون نغمہ زن ہوئی ؎
ای بوی خلعت بلای جانہا ٭ روی تو بہار گلستانہا ٭ سودای تو دشت کرد آباد ٭ ویران فگند خانمانہا ٭
پھر اسنے عرض کیا کہ اے لڑکے تو کون ہے اور تجکو کسنے پیدا کیا ہے اور زبان حال سے گویا ہوئی ؎ توئی کہ نعل سمندت
سر فلک را تاج ٭ بکحل خاک رہت دیدۂ ملک محتاج ٭ رخ تو کعبہ و زمزم چہ زنخدانت ٭ قد تو طوبی و زلف تو
لیلۃ المعراج ٭ توئی بکشور دل بادشاہ لشکر غم ٭ روا مدار کہ ملک دلم کند تاراج ٭ تراست صورت و معنی کہ صورت
و معنی ٭ بمعنی آمدہ از صورتت در استخراج ٭ گزیدہ در یتیمی ز بحر غیب الغیب ٭ کہ از تو لجۂ توحید مثیو د معراج ٭ دو چشم
مست تو آشوب جملہ ترکستان ٭ بچین زلف تو ماچین و ہند داد خراج ٭ بیاض روی تو روشن تر آمد از رخ روز ٭
سواد زلف تو تاریکتر ز ظلمت داج ٭ اے محبوب تجکو اپنی حقیقت اصلیہ سے آگاہ کر تو مین ایمان لاؤن اور
یہ سب مال و اسباب تیرے مول لینے کو لائی ہون مگر قیمت تیری تمام دنیا و مافیہا سے زیادہ ہے حضرت نے فرمایا
کہ مین بھی ایک بندہ ہون بندگان خدا سے جسنے تجھے پیدا کیا اسی نے خاک سے مجھے بنایا ہے تب شہزادی نے
کہا امنت باللہ الذی صورک پھر جو کہ مال و اسباب لائی تھی سب صدقہ کیا اور رخصت ہو کے چلی اور گویا کہ یہ دل سے
کہتی تھی ؎ صد رہ بعد کرشمہ زمن بر دیار دل ٭ بخشید فیض عشق بہ بیدل ہزار دل ٭ بر روے آتشین تو ہر گہ
فتد نگاہ ٭ بیرون جہد ز سینہ برنگ شرار دل ٭ جان را فدای شعلہ عذاران کہ میکند ٭ پروانہ دل فریفتہ
دل بقرار دل ٭ ہر چند پا ز حرم تو بیرون کشیدہ ام ٭ ہر جای خود گذاشتہ ام یادگار دل ٭ ہر جا کہ ہست خاک رہ
جلوہ گاہ تست ٭ بیچارہ دل ستم زدہ دل خاکسار دل ٭ اور ایک گھر بحر قلزم مین بنا کے بیٹھ رہی اور مشغول بعبادت
خدا ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ بازغہ نے مالک سے کہا کہ یہ سب مال یوسفؑ کے مول لینے کو لائی ہون سو اپنے
خزینہ مین رکھ اور یوسفؑ کو میرے تفویض کر مالک نے چاہا کہ بیچے پر زلیخا نے ایک دلال بھیجکر پیغام دیا کہ جسقدر
نقد و جنس بازغہ دیتی ہے مین بھی دینے کو تیار ہون اور تیس دانہ مروارید اور ہموزن یوسف علیہ السلام مشک و

آج تو گھر سے نکل اپنے خدا کے واسطے ؛ اک جہان ہے منتظر تیری لقا کے واسطے ؛ تب حضرت یوسف علیہ السلام
نے فرمایا کہ مجھے کچھ بھی عذر نہین جہان تیرا دل چاہے لیچل سے رشتہ در گردنم افگندہ دوست ؛ میبرد ہر جا کہ
خاطر خواہ اوست ؛ مالک نے عرض کیا کہ آپ کچھ رنج نکیجیے آپ کو مرتبۂ عظیم حاصل ہونیوالا ہے بعد اسکے
نقاب چہرۂ مبارک پر ڈالکر گھر سے باہر لایا اور ایک گھوڑے مشکین پر سوار کرایا تو اسوقت مالک ابن زعر کے
ساتھ دس ہزار آدمی سردار مصر تھے سب لوگون نے رکاب غلامی سے عرشیان چرخ پہ حیرت سے یہ کہتے تھے
بہم ؛ جس گھڑی گھوڑے پہ آبیٹھے ہین یوسف بن گمن ؛ دامن ابر سے یہ روی قمر نکلا ہے ؛ یا ہوئی طور پہ
ہے شمع تجلی روشن ؛ الغرض حضرت یوسفؑ سوار ہو کے مقام معہود کی طرف تشریف لے چلے راستے مین
آسمان کی طرف دیکھکر متبسم ہوے اور کہا کہ اللہ اور رسول اسکا سچا ہے ہمراہیون نے عرض کیا کہ آپ کے
پاس خدا کا رسول آیا تھا فرمایا کہ جب مین کنوین مین تھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر اللہ کا سلام کہا
اور فرمایا کہ صبر کر ایک دن مصر کا مالک ہو گا اور عزیز مصر اور بادشاہ مصر تیری خدمت کرینگے اور اکثر سردار مصر
رکاب پکڑ کے دوڑینگے سو مین اسکا اثر پاتا ہون سب کو تعجب ہوا مالک نے کہا یہ شخص بڑا صادق ہے الغرض سواری
حضرت کی متصل قبۂ بیع کے پہونچی تو مالک نے آواز دی کہ ای عاشقان مصر محبوب و مطلوب تمہارا رونق افروز
محفل ہوتا ہے اسکا سراپا سنو سے نسرین بدنی سمن عذاری ؛ در گلشن دلبری بہاری ؛ ہر جا کہ بجلوہ قامت
افراخت ؛ قامت علم قیامت افراخت ؛ رخسارہ چمن بکر رگ گل ؛ آشفتہ زلف زلف سنبل ؛ غارت گر ہوش
نرگس مست ؛ مژگان سیہ پیالہ در دست ؛ انداز نگہ بلای دوران ؛ ابروی خمیدہ آفت جان ؛ آن خال سیاہ
عنبر آلود ؛ در دیدۂ حسن مردمک بود ؛ بر ماہ رخش نظارہ افتاد ؛ از چشم جہان ستارہ افتاد ؛ اس آواز سے
طالبان مصر نے آنکھین کھولین تو تابش نور یوسفی سے آنکھین جھپک گئین اور سب بیہوش ہو گئے سے
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ؛ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ؛ جب حضرت یوسف علیہ السلام قبۂ بیع پر
پہونچے اور گھوڑے سے اترکے کرسی پر جلوہ فرما ہوے تو اہل مصر نے گھیر لیا تب منادی نے آواز دی کون مول
لیتا ہے اس غلام کو اور کسکو قدرت ہے مول لینے کی سب لوگ شرما گئے روایت ہے کہ جسوقت منادی نے ندا کی
تو عاشقون نے ایسا ہجوم کیا کہ پچیس ہزار عورت و مرد ازدحام سے مر گئے اور پانچہزار حلاوت بصر سے اور تین سو
ساٹھ باکرہ کی چھاتی پھٹ گئی سر اسکا یہ تھا کہ اسوقت اللہ جل شانہ نے صورت اصلیہ حضرت یوسفؑ کی دکھلائی
تھی بعد اسکے منادی نے پھر ندا کی کون مول لیتا ہے غلام فصیح بلیغ صبیح کو حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ یون پکار کون لیتا ہے
غلام غریب مسکین حزین کو تب پکارنیوالے نے جواب دیا کہ میری یہ طاقت نہین کہ اس طرح پکارون غرض کہ مصریون
نے خریداری مین کوشش کی اور حضرت یوسفؑ نہایت غمگین تھے اسحال مین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ
حضرت رب العالمین فرماتے ہین کہ اے یوسفؑ تو غم نکر تجکو اس شہر سے باہر نہ نکالونگا جبتک تمام اہل شہر کو تیرا غلام
نہ بنا دونگا حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ اہل مصر اسوقت تین فرقے ہو گئے تھے مستانہ بیہوش مجنون کشف الاسرار

خواب مین دیکھا ہے اسپر عاشق ہے بادشاہ نے کہا کہ اس سخن کو پوشیدہ رکھنا چاہیے اور چندے امتحان کرنا لازم ہے
روایت ہی کہ ایک برس اسی کیفیت مین گذرا دوسرے برس پھر وہی صورت خواب مین نظر آئی تو اُسنے
نزدیک جاکر قسم دی اور کہا کہ مجکو اپنے حال سے خبر دے اور حسب ونسب اپنا بتلا اُس صورت نے زلیخا سے
کہا کہ مین انسان ہون اور تیرے واسطے ہون اور تو میرے واسطے ہی پس تو نہ اختیار کرنا کوئی شوہر سوای میرے
جب بیدار ہوئی تو اور بھی بیتاب ہوئی اور صبح تک بیقرار رہی آخر طیموس نے پوچھا کہ اے سکینہ کیا حال ہی زلیخا نے
کہا مین نے شب گذشتہ مین پھر وہی جمال باکمال دیکھا اور جو مجھے پوچھنا تھا مین نے استفسار کر لیا طیموس نے
کہا کہ اسنے اپنا مقام بھی بتلایا کہا نہین جب بادشاہ نے زیادہ آشفتہ حال دیکھا تو مقید محبس فرمایا تیسرے برس
حالت قید مین وہی خواب دیکھا اور عرض کیا کہ اے محبوب مجھے اپنا مقام ارشاد کر فرمایا کہ مصرع عزیز مصرم و
مصرم مقام است ؛ جب بیدار ہوئی تو اپنے باپ سے کہنے لگی کہ اب مجھے قید سے نجات دے کہ مین مصر مین
جاکر اپنا مطلوب حاصل کرون کیونکہ آج مین نے محبوب کا مکان پوچھ لیا ہی وہ عزیز مصر ہے روایت ہی کہ مصر اس
مقام سے چھ مہینے کی راہ پر تھا سو طیموس نے زلیخا کو مضطر دیکھکر باضطرار تمام عزیز مصر کو خط لکھا کہ میری ایک لڑکی
ہے بصفات کمال آراستہ اور زیور حسن وجمال سے پیراستہ اکثر ملوک وسلاطین اسکی رغبت کرتے ہین پر مین بگوشہ دل
تجسے بیاہا چاہتا ہون عزیز نے اپنا فخر سمجھا اور با ہدایا وتحف ملازمت شریف بادشاہ مین حاضر ہوا کہ بادشاہ نے
زلیخا سے نکاح کردیا اور ہزار لونڈی اور ہزار غلام اور ہزار خچر اور ہزار اونٹ زیورات سے آراستہ اور چالیس اونٹ
دیبا وحریر کے اور نقد وجنس موافق رسم بادشاہان عنایت کرکے زلیخا کو رخصت کیا اور بعضے کہتے ہین کہ عزیز مصر
بادشاہ کے پاس نہین گیا صرف جواب نامہ بادشاہ لکھ بھیجا تب بادشاہ نے بنظر اضطرار زلیخا کو وطن بنا کر روانہ
مصر فرمایا جب زلیخا قریب مصر کے پہونچی تو عزیز مصر با تزک واحتشام استقبال کو آیا اور بکمال اعزاز وتکریم محل شاہی
مین لایا زلیخا اپنے دل مین خوش تھی کہ اب محبوب سے ملونگی اور اپنے معشوق کے دیدار سے مسرور ہونگی
جب شام ہوئی تو عزیز مصر نے خیمۂ عروسی مین قدم رکھا اُس خیمہ مین زلیخا اور ایک دایہ اسکی تھی زلیخا نے دایہ سے
کہا ؎ دل تمنای وصل او دارد ؛ چہ بلا مشکل آرزو دارد ؛ اب جلدی عزیز کو لاؤ کہ زیادہ اس سے تاب
نہین رکھتی ہون ؎ علاجی کن کہ یک دیدار بینم ؛ کزین پس صبر را دشوار بینم ؛ تب دایہ نے خیمہ کو پھاڑ دیا
زلیخا نے عزیز کو دیکھا اور نہایت غمدیدہ ہوئی ؎ برخاک نشست دست پیچان ؛ با حسرت و داغ و درد
حرمان ؛ طاقت ز بدن کنارہ میکرد ؛ جان سوی اجل اشارہ میکرد ؛ اور بولی کہ اے دایہ یہ شخص وہ
نہین ہی جسکو مین نے خواب مین دیکھا تھا ؎ بخون غلطید از حسرت نگاہ واپسین من ؛ ستم شد انتظار مرگ
بر جان حزین من ؛ ز خاک کشتم خیزد نخل حسرت بر نمی خیزد ؛ عجب خاصیتے وارد ہوای سرزمین من ؛ بعد اسکے
نقاب اپنے چہرہ پر ڈالا اور دایہ سے کہنے لگی کہ یہ کون شخص نامحرم میرے پاس آتا ہے اُسنے کہا کہ تیرا شوہر ہے
سنتے ہی زلیخا بیہوش ہوگئی جب صبح کو فی الجملہ افاقہ ہوا تو ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر دل ہی دل مین کہنے لگی

کافور و عنبر اور ہزار جامہ دیبای مصری اور زیادہ کرتی ہون یوسف کو میرے سپرد کر مالک نے قبول کیا بازغہ نے کہا مین سو رطل سونا اسپر زیادہ کرتی ہون اس رد و بدل مین زلیخا کے ملازمون نے یوسف علیہ السلام کو تخت سے اٹھا لیا اور زلیخا کے گھر پہونچا یا اور بازغہ حسرت و اندوہ مین مجنون ہو کر مرگئی مگر صحیح یہ ہے کہ بازغہ بنت طالوت کے بعد زلیخا نے عزیز سے اجازت چاہی کہ مین بھی یوسف کے دیکھنے کو جاؤن عزیز نے بخوشی اجازت دی چنانچہ زلیخا بھی اپنے مکان سے سوار ہو کے محل بیع مین پہونچی جب حضرت یوسف پر نگاہ پڑی تو بیتاب ہوگئی اور بزبان حال یون گویا ہوئی ؎ فروغ این رخ تابان بخواب میدیدم ؛ شب برآمدن آفتاب میدیدم ؛ خیال زلف سیاہت مگر بخاطر بود ؛ کہ داغ سینہ پر از مشکناب میدیدم ؛ سحر بیاد رخت بسکہ گریہ میکردم ؛ بجای اشک بدامن گلاب میدیدم ؛ اور زبان شوق نے یہ کہا ؎ تا پردہ ز رخسار چو ماہ تو برافتاد ؛ از پردہ بسے راز نہانی بدر افتاد ؛ بود آتش رخسار تو چون میوۂ توجید ؛ از بہر کلیم آتش ازان بر شجر افتاد ؛ با لالہ صبا شرح گل روی تو میکرد ؛ دل سوختہ را آتش جان در جگر افتاد ؛ اور زبان وصل یون مترنم ہوئی ؎ الحمد کہ این ماہ لقا باز آمد ؛ بخت برگشتہ ما باز بجا باز آمد ؛ باز تا سایہ ازان بال ہمایون افگند ؛ جز سرو قبۂ من امروز ہما باز آمد ؛ بر وای ہجر ز چشم کہ وصال آمد باز ؛ بگذر ای درد ز جانم کہ دوا باز آمد ؛ لب شیرین توام تلخی ہجران بر بود ؛ دل سنگین تو بر مہر و وفا باز آمد ؛ تیرہ بود آئینہ دیدۂ نم دیدۂ ما ؛ آخر از عکس جمالت بصفا باز آمد ؛ حضرت عبداللہ ابن عباس اور وہب ابن منبہ سے منقول ہے کہ زلیخا کی بیتابی کا سبب یہ تھا کہ زلیخا طیموس بادشاہ کی بیٹی تھی اور حسن و جمال مین نظیر اپنا نرکھتی تھی سو اسکو سات برس کی عمر مین ایک واقعہ عجب پیش آیا کہ ایک دن بستر عیش پر آرام کرتی تھی خواب مین دیکھا کہ ایک جوان حور روش سیمین عذار چون آب زندگانی لطیف رفتار میرے پاس کھڑا ہے جب خواب سے بیدار اور اُس مستی سے ہشیار ہوئی تو محض دیوانی تھی کہ اپنے کپڑے پھاڑتی اور لوگون سے مثل پری بھاگتی مگر اس کیفیت کے اخفا مین کمال کوشش کرتی اور اکثر خاموش اور از خود فراموش رہتی جب رنگ روز زرد پڑ گیا اور روز بروز بدن پر ضعف و نحافت نظر آنے لگا تو لونڈیان اور دائیان در پے تحقیقات ہوئین کوئی چشم زخم بتلاتی اور کوئی سحر قرار دیتی اور کوئی نسبت بجنون کرتی مگر جو اہل دل تھے وہ عشق اور محبت قرار دیتے تھے آخر ایک دن زلیخا کی دایہ نے ایک گوشہ مین لیجا کر حال پوچھا زلیخا نے خواب اپنا بیان کیا اسنے کہا کہ وہ جوان جو تو نے خواب مین دیکھا ہے شیطان تھا اور دلبستگی شیطان پر کمال نادانی ہے شیطان کا یہی کام ہے کہ کبھون بصورت خوش نظر آتا ہے اور کبھون بصورت زشت زلیخا نے کہا کہ ابلیس کو ایسی صورت بننے کی ہرگز طاقت نہین دایہ نے کہا بہرحال اس خیال سے دل کو خالی کرنا چاہیے زلیخا نے کہا ؎ این کار دل است کار من نیست ؛ دل در کف اختیار من نیست ؛ دایہ نے جانا کہ اس درد کی دوا بجز وصل محبوب نہین اور اس زخم کا مرہم سوای لب معشوق نہین ناچار ہو کر طیموس سے بیان کیا اسنے اطبا اور منجمین و معبرین محققین کو طلب کیا طبیبون نے نبض و قارورہ دیکھکر کہا کہ کسی طرح کا مرض اسکو نہین منجمون نے کہا کہ اس لڑکی نے عزیز مصر کو

سے حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھکر بیہوش ہوگئی اور اپنی دائی سے بولی کہ یہ وہی شخص ہے جسکو مین نے خواب مین
کئی مرتبہ دیکھا تھا اور ایک خادمہ سے کہا کہ تو یوسف کے پاس جاکر میری طرف سے کہدے کہ سوائے میرے
کسی کو اختیار نہ کرنا اور مین سارا خزانہ اپنا تجھپر صدقے کرونگی اور مین نے تجکو خواب مین اپنا دل دیا ہے اور
بہت مدت و زمانہ سے بلای محنت مین گرفتار ہون ؎ تا چند کشم فغان حسرت ۞ آتش افگنم بجان حسرت ۞
اور یہ بھی کہدینا ؎ ز خون سرخ دل من شراب ناب خجل ۞ بوزسینہ بریان من کباب خجل ۞ قمر بدور جبین تو
شرمسار نشست ۞ ز پیش روی تو برخاست آفتاب خجل ۞ ز فرط کاہش غم ناتوان تر از پیرم ۞ شدم بعہد شباب
از رخ شباب خجل ۞ اور یہ کہدینا ؎ حدیث درد ہجران ماجرای داغ دل بشنو ۞ ز فریاد حزین من ز آہ
آتشین من ۞ مپرس از ماجرای خون فشانیہای مژگانم ۞ ببین ای شوخ گل رنگین کہ دارد آستین من ۞
ازین وحشت فغان آہستہ بر دارم درین گلشن ۞ کہ شاید سنگدل صیاد باشد در کمین من ۞ بالجملہ خواص نے حاضر
ہوکے زلیخا کا پیغام عرض کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مین نے بھی اسکو خواب مین دیکھا ہے سو تو
میری طرف سے جواب دے کہ مین تیرے واسطے ہون اور تو میرے واسطے ہے لیکن وصال محبوب بے رنج و تعب
میسر نہین ہوتا چندے اور صبر کر **فائدہ** حقیقت یہ ہے کہ محبت و محنت لازم و ملزوم ہین ایک شخص نے حضرت شبلی
رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ جو شخص دعوی محبت الہی کرتا ہے اسکو تازیانۂ بلا سے ادب دیتے
ہین اور پے در پے محنت و درد مین مبتلا کرتے ہین فرمایا کہ اسواسطے بلا مین ڈالتے ہین تا کہ ہر گدا و سفلہ دعوی محبت
نہ کرے ؎ ہزار تیغ بلا برکشید و غیرت عشق ۞ کہ مدعی نتواند بلاف برخیزد ۞ مخنثان نتوانند لاف مردی زد ۞
نفیر جنگ چو روز مصاف برخیزد ۞ القصہ منادی نے پھر ندا کی کہ کون لیتا ہے اس غلام کو جسمین دس صفتین ہین
ملاحت صباحت فصاحت شجاعت مروت توت امانت صیانت امانت فتوت اور کہا چاہتا تھا کہ اور بھی
نبوت لیکن رب الکلام نے زبان تکلم بند کر دی تا کہ اور کوئی واقف نہو زلیخا نے پھر ایک آدمی عزیز مصر کے
پاس جو محل بیع و شرا مین حاضر تھا بھیجا کہ اس عزیز کو ضرور لینا گو تمام مال صرف ہو جاوے جبکہ خریداروں نے
زلیخا کی رغبت یوسف علیہ السلام کی خریداری مین کامل پائی تو قیمت کے بڑھانے سے بند ہوگئے تب عزیز
نے مالک سے کہا کس قیمت کو بیچیگا مالک نے کہا ہموزن اسکے سونا اور چاندی اور جواہر دیجیئے تو مین بیچون وہ
راضی ہوا آخر ایک کفہ میزان مین زر و سیم اور جواہر رکھے اور دوسرے مین حضرت یوسف کو بٹھلایا ہر چند کہ نقد و جنس
زیادہ تھا مگر بمقابلہ یوسف علیہ السلام ذلیل و بمقدار نکلا اسلیے کہ یوسف علیہ السلام مہبط وحی الہی تھے نقد و جنس
دنیائے ناپاک کی کب انکے برابر ہو سکتی تھی غرض خازن عزیز نے عرض کیا کہ ای عزیز اب کچھ نقد و جواہر خزینہ مین باقی
نہین رہا عزیز سخت متردد ہوا حضرت یوسف علیہ السلام نے خازن کو طلب کرکے دوات و قلم مانگا اور لا الہ الا اللہ
ابراہیم خلیل اللہ و اسحاق ذبیح اللہ و یعقوب اسرائیل اللہ لکھکر دیا اور فرمایا کہ یہ کاغذ پلہ ترازو پر رکھدے سوائے
بالائے نقد و جواہر اس کاغذ کو رکھ دیا اسکی برکت سے کفہ نقد و جنس غالب آیا عزیز بہت خوش ہوا اور یوسف علیہ السلام

شعر نہ آنست این کہ من در خواب دیدم ؛ بجست و جویش این محنت کشیدم ؛ نہ آنست این کہ عقل و ہوش من برد ؛ عنان دل بہ بیہوشیم بسپرد ؛ نہ آنست این کہ گفت از خویش رازم ؛ زبیہوشی بہوش آورد بازم ؛ دریغا بخت سستم سختی آورد ؛ طلوع اخترم بدبختی آورد ؛ اور دایہ نے غمدیدہ اور رنجیدہ دیکھکر پوچھا خیر تو ہے اب کس بات کا رنج ہے زلیخا نے کہا شعر گواہ درد نہان نالہ حزین من ست ؛ دلیل سوز درون آہ آتشین من است ؛ اسیوقت ہاتف نے آواز دی کہ اے زلیخا اصبری لان الصبر وسیلۃ الظفر شعر یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور ؛ کلبۂ احزان شود روزی گلستان غم مخور ؛ پای در میدان عشق ار می نہی مردانہ نہ ؛ از بلای سر مترس و ز آفت جان غم مخور ؛ گرچہ جانسوز است درد ہجر جانان صبر کن ؛ کز وصال او رسی روزی بدرمان غم مخور ؛ چون ترا با وصل جانان اتصال سرمدیست ؛ گر بصورت غائب ست از دیدہ جانان غم مخور ؛ آخر زلیخا رونے لگی پھر غیب سے آواز آئی کہ اے غم دیدہ فراق رسیدہ اپنا عشق کسی پر ظاہر نہ کر اور جس عزیز سے تجھے نفرت ہے آخر کار یہی وسیلۂ اتصال محبوب ہو جائیگا اسوقت سے زلیخا نے سکوت اختیار کیا لیکن صبح کو خیال وصل مین یون کہا کرتی شعر ای صبا نکہت از خاک رہ یار بیار ؛ ببر اندوہ دل و مژدۂ دلدار بیار ؛ نکتۂ روح فزا از لب دلدار بگو ؛ نامۂ خوش خبر از عالم اسرار بیار ؛ اور تصور صورت کر کے کہتی تھی شعر چشم مست ز نگہ در رگ جان نیشتر انداخت ؛ مژگان تو پیکان بلا بر جگر انداخت ؛ عمریست کہ آوارگی قافلۂ عشق ؛ ما را ز دیار سے بدیار دگر انداخت ؛ حسن است کہ در دست تو شمشیر ستم داد ؛ عشق ست کہ کارم تو بیداد گر انداخت ؛ گیسوے سیاہت ز جگر دود بر آورد ؛ رخسار فروزان تو در جان شرر انداخت ؛ در عشق بر اوجی کہ دلم بال کشا شد ؛ جبرئیل ز کوتاہی پرواز سپر انداخت ؛ اور رات کو بستر غم پر بیتاب ہو کر خمیازہ کھینچتی اور عاشقانہ اس مضمون کو پکارا کرتی شعر زین پیش فغانم سر و برگ اثری داشت ؛ آن سنگدل از درد محبت خبرے داشت ؛ خنجر نگہے کجکلہے عربدہ جوی ؛ زین پیش بما سینہ فگاران نظری داشت ؛ اور اکثر تنہائی کیحالت مین دل سے کہتی کہ افسوس اب میرا خواب مین دیکھنا بھی جاتا رہا اور میری ساری مشقت رائگان ہوئی اور عزیز کو محبت و شوق کی دمبدم شدت تھی اور زلیخا کو روز بروز نفرت مگر اسبات کو کسی نے نہین جانا جب کبھی عزیز کو میل مباشرت ہوتا تو پہلو مین ایک جانب پر سو رہتا اور بر معانقہ اور تقبیل پر اکتفا کرتا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک جسم مابین زلیخا اور عزیز کے ہو جاتا تھا کہ زلیخا صحبت عزیز سے محفوظ رہتی تھی اور صحیح یہ ہے کہ عزیز مصر عنین محض تھا القصہ زلیخا نے ایک مدت دراز اس غم و اندوہ مین بسر کی جب خدا نے یہ دن دکھلایا کہ حضرت یوسفؑ بازار عاشقون مین بوسیلہ مالک ابن زعر بکنے کو آئے اور مصر کے امیر و سردار سودای نقد سمجھکر عاشقانہ خریداری کو حاضر ہوے تو عزیز مصر نے زلیخا کو بھی اجازت دی کہ تو بھی غلام عبری کے دیکھنے کو حاضر ہو ابتک اسکو خبر نہ تھی کہ وہ غلام کون ہے جب بازار عاشقون مین پہونچی تو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھکر بونڈی ہوئی اور خود ہی بک گئی اور بعضے کہتے ہین کہ زلیخا محل مبایعت مین نہین گئی ایک جھروکے

نوار جمال یوسفی مین منعکس ہوجاتا اور شبہ پڑتا کہ یہ نور شمس ہے یا نور یوسفی جب آفتاب پوشیدہ تھا تو نور حقیقی نظر آیا کہ
آئینہ جمال یوسفی سے چمک رہا تھا دوسرے کوئی عورت و مرد اسدن بیمار نہ تھا تاکہ سب محل بیچ مین حاضر ہون
تیسرے کوئی شخص اہل مصر سے کہین گیا نہ تھا بلکہ سب چھوٹے بڑے مصر مین موجود تھے چوتھے کوئی لڑکا
خوبصورت زنیانہ تھا محاسن اور کلبی سے روایت ہے کہ مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز کے ہاتھ اُسی قیمت
کو بیچا جس قیمت کو خرید کیا تھا یہ روایت ضعیف ہے اسواسطے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ
جب عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کو مول لیا اور سب خزانہ اپنا مالک کو انکے عوض مین دیدیا تو لشکر کے
لوگون نے عرض کیا کہ ملک بے سپاہ نہین رہتا اور سپاہ بے مال نہین رہتی اگر آپ کے خزانہ مین کچھ مال باقی
نہین ہے تو سپاہ نرہیگی اسبات سے عزیز مصر کو بڑی فکر ہوئی تب اپنے خزانچی کو بلا کے کہا دیکھہ تو کچھہ مال خزانے
مین باقی ہے اُسنے دروازہ خزانہ کا کھولا اور دیکھا کہ جسقدر مال تھا موجود ہے پس خزانچی نے سخت متعجب ہو کر عرض
کیا کہ مال تو کچھ بھی خرچ نہین ہوا عزیز نے کہا کہ یہ کیا سبب ہے خازن نے کہا مین نہین جانتا اگر یوسف سے پوچھو تو
شاید تبلادے اسواسطے کہ وہ بیشک جانتا ہوگا عزیز نے کہا تو نے کسطرح جانا خزانچی نے کہا کہ یہ شخص دعوی کرتا ہے
کہ میرا اللہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور جس کسی کو چاہتا ہے اپنے علم سے آگاہی دیتا ہے اور یہ بھی کہا کہ جب عزیز نے اس
عزیز کو خرید کیا تھا اسوقت مین بھی پہلو مین بیٹھا تھا سو مین نے دیکھا کہ ایک سفید جانور آسمان سے اترا اور آکے
حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا اے یوسف تو اپنا حال دیکھ پہلے تجکو تیرے بھائیون نے نہایت کم قیمت کو
مالک کے ہاتھ بیچا اور مالک کے ہاتھ سے اب اللہ نے سارے خزانہ مصر کے عوض بکوایا یہ بات سنکے عزیز
بہت متعجب ہوا تب اسنے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ اللہ نے صرف
میری بزرگی کیواسطے تیرے مال کو پھیر دیا اور اسمین سر یہ ہے کہ اگر کبھی مجھسے تیرے فرمان مین کچھ تقصیر
ہوجاے تو مین توبیخ اور سرزنش سے معاتب نہ ہون اور تو اپنے دل مین خیال کرے کہ مجپر تیرا کچھ احسان نہین
ہے بلکہ اللہ نے مجپر یہ احسان کیا کہ تیرا مال بھی تجھے پھیر دیا اور مین بھی تیرے ہاتھ آیا جب عزیز نے یہ کلام سنا تو جانا
کہ یہ سب برکت یوسف علیہ السلام سے ہے پھر تو عزیز نے بڑی قدر و منزلت سے حضرت یوسف کو لیا اور اپنے
گھر مین لیجا کے زلیخا سے کہا کہ اسکو بہت اچھی طرح سے رکھنا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وقال الذی اشتراہ من مصر
لامرأتہ اکرمی مثواہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا یعنے کہا جس شخص نے خرید کیا اسکو مصر سے اپنی عورت سے
آبرو سے رکھ اسکو شاید ہمارے کام آوے یا ہم کر لین اسکو بیٹا اس آیہ مین اللہ جل شانہ نے زلیخا کا نام تصریح
نہ لیا اسواسطے کہ عورت کے نام سے مردون کو عار آتی ہے بلکہ خداوند تعالی نے سواے مریم کے کسی عورت کا نام
اپنے کلام مین نہین لیا ہے اور مریم کا نام اسوجہ سے تصریح فرمایا کہ اُسوقت کے کفار جو حضرت مریم کو اللہ
کی جورو کہتے تھے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بیٹا نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد وہم باطل مین نہ پڑین اور یہ خطرات
شیطانیہ انکے ذہن سے رفع ہوجاوین کیونکہ اگر مریم جفت خدا ہوتین تو انکا نام اپنے کلام مین نہ لیتا فائدہ

عزیز کے ہاتھ آئے نظیر اس قصہ کی یہ ہے کہ جبدن آواز انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض کہ عبارت عشق و
محبت سے ہے معتکفان ملک و ملکوت کی سماعت مین پہونچا تو لاکھون فرشتے مقرب افتان و خیزان دوڑنے
اور چاہنے لگے کہ یہ امانت ہمکو ملے مگر نظر عنایت الٰہی جل شانہ متوجہ خاک دردناک تھی اس سبب سے وہ
امانت حضرت آدم علیہ السلام کو سپرد ہوئی ؎ مژدگانی کہ مرا یار سوی خویش کشید ؛ دست در گردن من کرد و
مرا پیش کشید ؛ با وجود ہمہ شاہان کہ گدایان ویند ؛ رقم عشق بنام من درویش کشید ؛ ہمہ کس طالب یارند
ولیکن چہ توان ؛ کہ دلش جانب این خستہ دلان بیش کشید ؛ فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام بسبب نور نبوت
کے خزائن عزیز پر غالب آئے اسیطرح عرصات قیامت مین جب میزان عدل کھڑی ہوگی تو کلمۂ توحید کہ مہبط
نور وحدانیت ہے پایۂ گناہون پر غالب پڑیگا فائدہ عرصات قیامت مین جب نامۂ اعمال گنہگارون کے ایک
پلہ مین رکھینگے تو معاصی طاعات پر غلبہ کرینگے اور گنہگار سر خجالت جھکا کے مترصد عذاب و نکال ہونگے اسوقت
خطاب حضرت رب الارباب فرشتون سے ہوگا کہ ای مقربان بارگاہ میرے بندون کی امانت زیر عرش رکھی ہے
اُسے لے آؤ چنانچہ پارہ کاغذ مثبتہ کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضور مین لاوینگے اور اسکو پلۂ طاعات پر رکھینگے
کہ پلۂ معاصی پر غالب ہوجائیگا القصہ عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بعوض نقد و جواہر خرید کیا اور
اپنے دولتخانے کو لے چلا اور قبل اس معاملے سے حضرت نے مالک سے وعدہ فرمایا تھا کہ مین ایک دن تجھسے
اپنا حال کہونگا سو مالک نے دست بستہ عرض کیا کہ ایفای وعدہ فرمائیے حضرت یوسفؑ نے فرمایا بشرطیکہ
یہ سر کسی پر منکشف نہو مالک نے قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ مین یوسف ابن یعقوبؑ اسرائیل اللہ ابن اسحاق
ذبیح اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ ہون یہ کلام سنکے مالک مضطرب ہوا اور بولا کہ اے یوسفؑ جسدن آپ قعر چاہ
سے نکلے تھے اُسدن آپنے کسواسطے مجکو مطلع نہ فرمایا کہ مین اس حرکت سے باز رہتا یوسفؑ نے فرمایا کہ بخوف
برادران اُسوقت یہی مصلحت تھی کہ اسحال کو پنہان رکھون مالک نے کہا کہ تو بیٹا اُس بزرگ کا ہے جو کنعان
مین مجھے نظر آیا تھا اور زار زار روتا تھا اور مناجات کرتا تھا کہ یا الٰہی میرے جگر گوشہ کو میرے پاس
پہونچا حضرت یوسفؑ یہ کلام سنکے بیتاب اور بے طاقت ہوگئے اور فرمایا کہ مین اسی بزرگ کا بیٹا ہون تب مالک
قدمون پر گر کر معذرت پیش آیا حضرت نے فرمایا کہ رضا بقضا محاسن ابرار سے ہے اور فرمایا کہ قبالۂ بیع کا جو میرے
بھائیون نے لکھکر دیا ہے عنایت کر کہ وقت حاجت حجت ہوگا اور بھائیون کو موجب خجالت مالک نے فی الفور
قبالۂ بیع واپس کیا اور ملتمس ہوا کہ اے حضرت میرے کوئی بیٹا نہین ہے آپ میرے واسطے دعا فرمائیے
چنانچہ حضرت یوسفؑ نے دعا کی کہ اسکے چوبیس بیٹے بارہ بطن سے پیدا ہوئے پھر عرض کیا کہ بیچنے والے
آپ کے کنعان مین کون تھے فرمایا کہ میرے بھائی تھے مالک نے عرض کیا کہ کیا سبب ہوا تھا ارشاد کیا یہ بات پوچھ
مین اسکا سر بیان نہ کرونگا عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جسدن حضرت یوسف علیہ السلام معرض بیع
مین تشریف لائے ہین اسدن آفتاب پردۂ سحاب مین مخفی تھا اور حکمت یہ تھی کہ اگر اسدن نرم آفتاب روشن ہوتا تو

دوسرا یہ کہ عزیز نے جس مرتبہ شرافت و عزت و علم و دانش مین حضرت یوسفؑ کو پایا اس مرتبہ پر تمام مملکت مصر مین
کسی کو نہین دیکھا سو عزیز نے جانا کہ یہ غلام عزیز ہے اور اسکی خدمت نکریگا مگر عزیز اور زلیخا کو نہایت عزیز رکھتا تھا
لہذا عزیز نے کہا اکرمی مثواہ تیسرا بعض روایت مین ہو کہ عزیز نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ
زلیخا یوسفؑ کی ہے اور یوسف زلیخا کا ہے تو ان دونون مین جدائی تجویز نہ کر لہذا کہا اکرمی مثواہ چوتھا
زلیخا لاولد تھی گویا اسکے جی لگانے کو کہا اکرمی مثواہ پانچوان عزیز نے معلوم کیا کہ اللہ کے نزدیک انکی قدر و منزلت
بہت ہو اگر مین انکے اکرام مین کوشش کرونگا تو اللہ مجکو بھی بزرگ کریگا اسواسطے کہ اللہ کریم ہے لہذا کہا اکرمی
مثواہ چھٹا یہ کہ عزیز مصر نے انکی ہوشیاری و لیاقت و فطانت ملاحظہ کر کے فراست سے دریافت کیا کہ
یوسفؑ میرے قائم مقام ہوگا اسلیے کہا اکرمی مثواہ ساتوان یہ کہ مالک نے عزیز سے کہدیا تھا کہ یہ لڑکا بڑا عالیخاندان
ہے اسکی تعظیم و توقیر مین کوشش کرنا اسلیے عزیز نے کہا اکرمی مثواہ آٹھوان یہ کہ یوسف علیہ السلام مین تین صفتین ظاہر
تھین صباحت و غربت و عبودیت اور دستور ہو کہ لطیف و پاکیزہ لوگ حسینون کو عزیز رکھتے ہین اور رحیم لوگ غریبون
کا اکرام کرتے ہین اور کریم اپنے غلامون کو اچھی طرح رکھتے ہین اور عزیز بھی بصفت لطف و رحمت و کرم متصف تھا
سو اُسنے یوسفؑ کو ان صفات سے موصوف پایا لہذا باعزاز و اکرام موصوف کیا اور اپنی عورت سے بولا اکرمی مثواہ
ارباب اعتبارات فرماتے ہین کہ بندہ مومن بھی انھین صفات سے جو حضرت یوسف علیہ السلام مین تھین موصوف ہے
اول صورت خوش کہ صورکم فاحسن صورکم سے ظاہر ہے دوسرے غربت چنانچہ کن فی الدنیا کانک غریب سے
پیدا ہے تیسرے عبودیت کہ قل یا عبادی سے مترشح ہو اور خالق ذو الجلال لطیف ہو کہ اللہ لطیف بعبادہ اور
بمقتضاے کان بکم رحیما رحیم ہے اور بمنطوق یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم کریم ہے پس جب عزیز کہ متصف
بدین صفات تھا اور اسنے یوسف علیہ السلام کو موصوف بصفت حسن صورت و غربت و عبودیت پا کر اکرمی مثواہ
کہا اگر حضرت جلال احدیت سبحانہ و تعالی کہ لطیف و رحیم و کریم حقیقی ہے اپنے بندے کو بمقتضاے و لقد کرمنا
بنی آدم بزرگ کر کے ذلت رقیت شیطان سے خلاصی بخشے اور خلعت حریت ان عبادی لیس لک علیہم سلطان سے
ممتاز کرے تو کچھ عجب نہین ہو تنبیہ کعب احبار سے روایت ہے کہ جب عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا
کے سپرد کیا تو زلیخا نے اولاً جملہ وضیع و شریف و فقیر و امیر کی دعوت کی اور سب کو خلعت فاخرہ پہنائے بعد اسکے حضرت
یوسفؑ کے واسطے طرح طرح کے کپڑے رنگین و سادے تین سو ساٹھ جوڑے بنوائے کہ ہر روز نیا جوڑا پہناتی
اور اپنے دل کو جمال مبارک سے خوش کرتی اور سواے تذکرہ یوسفؑ دوسرے کا تذکرہ کبھو زبان پر نہ
لاتی چنانچہ ایک روز حضرت کا ہاتھ پکڑے ہوے بیت الصنم مین گئی اور اپنے بت کو سجدہ کر کے کہنے لگی کہ
مین نے تیری عبادت سے ایسا مونس پایا ہو اور یہ بت سونے کا تھا اور لوہے کی سلاخون سے دیوار مین جڑا
تھا اس کلام کے سنتے ہوے حرکت مین آیا اور زمین پر گر کے مثل بسمل تڑپا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا زلیخا نے کہا اے
یوسفؑ یہ کیا ہوا فرمایا کہ تیرے سجدہ کرنے سے میرے رب نے اسکو نظر سے گرا دیا زلیخا نے کہا تیرا رب کون ہو فرمایا

اس آیۃ مین اللہ جل شانہ لنے خریدار کا ذکر کیا اور فروشندہ کا ذکر نہ کیا اسواسطے کہ بندہ فروختن عیب ہی اور خریدن
ہنر جو کہ عیب بیع سے موصوف تھا وہ شرف ذکر سے محروم رہا اور جو کہ بصفت شرا موصوف تھا وہ دولت ذکر
سے سعادت اندوز ہوا اور مصداق اسکا یہ ہی کہ اللہ جل شانہ نے اپنے معاملہ مین ذکر مول لینے نفوس مومنون کا
فرمایا ہی اور بیچنے کا ذکر نہین کیا کہ ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ اسواسطے کہ مول لینے
مین مواصلت ہی اور بیچنے مین مفارقت خریدن نشان محبت ہی اور فروختن دلیل کراہت فائدہ جسطرح عزیز مصر
نے کہا عسی ان ینفعنا اسی طرح آسیہ امراۃ فرعون نے فرعون سے کہا لا تقتلوہ عسی ان ینفعنا یعنے اسکو نہ مارو
شاید ہمارے کام آوے اور حضرت یعقوب نے فرمایا عسی اللہ ان یاتینی بھم جمیعا یعنے شاید اللہ لے آوے میرے
پاس سب کو اور اللہ جل شانہ نے ارشاد کیا ہے عسی اللہ ان یرحمکم شاید اللہ رحم کرے تمپر پس ان
تینون بندگان خدا کا کہنا کہ از روے شک تھا یقین کو پہونچا اور ثمرہ اسکا ظاہر ہوا یعنے عزیز نے حضرت
یوسف علیہ السلام سے اپنی امانت مین ایسی صیانت پائی کہ آدمی سے سخت مشکل ہے اور آسیہ نے
حضرت موسیٰ کی برکت سے معرفت خدا پائی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو سب لڑکے ملے کہ حضرت نے
غم سے نجات پائی پس خداوند جہان کا فرمانا کہ واجب قطعی ہی کسطرح راست نہوگا تنبیہ تین شخصون کو حضرت یوسف
علیہ السلام کی خواہش ہوئی تینون اپنے مطلب کو پہونچے عزیز نے شاد جلال کی خواہش کی اُسکو دونون ملے
مالک نے مال کی طمع کی اتنے مال کا مالک ہوا کہ جسکی دھوم مچی زلیخا نے صرف وصال یوسف کی خواہش کی
اسکو وصال جمال جلال مال سب ملا کہ بوڑھی تھی جوان ہوگئی کافر تھی مسلمان ہوئی اور بڑی فضیلت یہ ہی کہ
پیغمبر کی بی بی ہوئی اسیطرح جو کوئی شخص دنیا کی طمع رکھتا ہی اسکو دنیا ملتی ہی مگر آخرت سے دور پڑتا ہی اور جو کوئی عقبیٰ کی
خواہش کرتا ہی صرف عقبیٰ ملتی ہی اور دنیا کی طمع جاتی رہتی ہی اور جو شخص وصال آلہی کی طمع رکھتا ہی اسکو اللہ ملتا ہی
اور دنیا و عقبیٰ دونون ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہین کچھ حاجت طلب نہین ہوتی ہی لطیفہ ایکدن سلطان سعید
ہارون رشید نے اپنی ممالیک کو جمع کیا اور نقد و جنس انکے روبرو رکھکر فرمایا کہ جس کسی کو جو چیز لینا ہو اپنا ہاتھ
اُسپر رکھے اور اپنی سمجھے ہر ایک نے اپنی خواہش کے موافق ہاتھ رکھا اور لیا ایک لونڈی نے اپنا ہاتھ ہارون
پر رکھدیا ہارون نے کہا یہ کیا بات ہے اسنے التماس کیا کہ مین تمھارے سوا کسی چیز کی خواہش نہین رکھتی
ہارون رشید نے کہا اے جاریہ مین تیرا ہون اور میرا تمام مال تیرا ہے اور مین نے تجکو آزاد کیا اسی طرح سے بندہ
جب سواے وصول الی اللہ اور کسی چیز کی خواہش نہ کرے دنیا و آخرت سے اسکو آزادی ہے اور تمام
عالم اور اسکی نعمتین اسکی ہین بلکہ اور کسی چیز کی پروا نہین رہتی فائدہ اگر کوئی سوال کرے کہ اکرمی مثواہ کسواسطے
کہا صرف اکرمیہ واسطے اکرام یوسف کے کافی تھا تو جواب یہ ہی کہ تعیین ایسے الفاظ کی دلیل تعظیم و اجلال ہوتی
ہے جس طرح صاحب مجلس پر سلام کے وقت کہنا چاہیے سلام علی المجلس العالی اب جاننا چاہیے کہ عزیز
نے اکرمی مثواہ کئی سبب سے کہا ہے ایک یہ کہ عزیز نے تفرس کیا کہ زلیخا یوسف کو چاہتی ہی اسلیے کہا اکرمی مثواہ

کہتے ہین کہ صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کتب آسمانی اور کلمات ارباب حکمت مراد ہین اور یہ جو فرمایا اللہ کی مراد
غالب ہو سو یہ ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہمیشگی قیام کی بہشت مین چاہی نہوئی ابلیس نے افسریت
اہل تقوی چاہی امام کفرہ ہوا قابیل نے چاہا کہ مین عزیز اولاد آدم ہون شریرتر ہوا قوم نوح نے چاہا کہ حضرت
نوح علیہ السلام ذلیل ہون اللہ نے عزیز کیا حضرت نوحؑ نے چاہا کہ کنعان اعز اولاد ہو اللہ نے سام کو عزیز کیا
ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ آزر ایمان لاوے اللہ نے قبول نہ کیا حضرت موسیٰ نے دیدار الٰہی چاہا لن ترانی ارشاد ہوا فرعون
نے چاہا کہ حضرت موسیٰ ظاہر ہون بلکہ اسی خیال سے تین لاکھ مولود قتل کرائے اور اللہ نے برعکس اسکے چاہا
یعنے موسیٰؑ کو اسی کے گھر مین پرورش کرایا پھر انھین کے ہاتھ سے فرعون و فرعونیون کو ہلاک کیا حضرت داؤدؑ
نے چاہا کہ عشا فرزند اکبر بادشاہ رسول ہو اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کہ خردتر تھے بادشاہ و نبی کیا
ابوجہل نے چاہا کہ ولید ابن مغیرہ نبی ہو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کیا اسی طرح حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ ابو طالب خلعت ایمان سے آراستہ اور نعمت عرفان سے پیراستہ ہون
چونکہ ارادہ الٰہی کے موافق نہ تھا فرمان واجب الاذعان انک لاتہدی من احببت پہونچا حضرت یوسفؑ کے بھائیون
نے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنوین مین پڑے رہین اللہ نے عزیز کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے چاہا کہ
یوسفؑ اپنا خواب بھائیون سے نہ کہین اللہ نے کہلا دیا حضرت یعقوبؑ نے چاہا کہ یوسفؑ سے انکے بھائی محبت
رکھین اللہ نے عداوت ڈالی بھائیون نے چاہا کہ یوسفؑ کو قتل کرین اللہ نے بچالیا اور یہ بھی چاہا کہ یعقوبؑ کو
محبت یوسفؑ کی نرہے اللہ تعالیٰ نے روز بروز محبت بڑھائی پھر بھائیون نے یوسف علیہ السلام کو بیچا تاکہ ہمیشہ
بندہ اور مملوک رہین اللہ تعالیٰ نے مالک و حاکم بنایا زلیخا نے چاہا کہ یوسفؑ سے گناہ صادر ہو اللہ تعالیٰ نے
مطہر و پاک رکھا اور بھی زلیخا نے چاہا کہ عزیز مصر کے روبرو خیانت یوسفؑ کی ثابت ہو اللہ نے اس تہمت سے
پاک کیا حضرت یوسفؑ نے چاہا کہ محبس سے جلد تر خلاصی پاؤن اور اسی واسطے ساقی سے التجا لائے کہ
واذکرنی عند ربک اللہ تعالیٰ نے جسوقت چاہا اسی وقت زندان سے نکالا کوئی تدبیر کارگر نہوئی بلکہ اس
سفارش و خواہش پر ایام قید زیادہ کر دیے اور بھی دیکھنا چاہیے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیون نے چاہا کہ
یوسفؑ نظر یعقوبؑ سے غائب ہون تو ہم منظور نظر رہین اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یہ لوگ نظر بد سے محروم رہین چنانکہ
یعقوب علیہ السلام کی آنکھین سے لین کہ شاید کبھو منظور نظر ہوتے سو بھی موقوف ہوگیا حقیقت یہ ہو کہ خواست
خواست خداست و حکم حکم وی کسی را با خواست او کاری نہ بفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید عاقل کو چاہیے کہ ارادۂ
حق مین اپنے ارادے کو فنا کر دے اور مقام رضا بقضا مین استقامت اختیار کرے تاکہ اپنی مراد کو پہونچے
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر مین بیچے گئے تو اسوقت
عمر انکی سترہ برس کی تھی جب ایک برس اور گذرا اللہ جلشانہ نے علم و حکمت عطا فرمایا کما قال فلما بلغ اشدہ اتیناہ
حکما و علما یعنے جب پہونچا قوت کو دیا ہمنے حکم اور علم کلبی اور مقاتل روایت کرتے ہین کا شد سے اٹھارہ برس ہے

رب ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کہ جسنے تجکو اور مجکو پیدا کیا زلیخا نے کہا کس طرح تمہارے رب سنے
میرا سجدہ دیکھ لیا وہ تو نظر نہین آتا فرمایا کہ میرا رب ایسا ہی کہ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی سب کو دیکھتا ہی اور
اسکو کوئی نہین دیکھتا کما قال خلق السموات والارض بالحق وصورکم فاحسن صورکم والیہ المصیر یعلم ما فی السموات والارض ویعلم
ما تسرون وما تعلنون واللہ علیم بذات الصدور یعنے اسنے بنائے آسمان و زمین تدبیر سے اور صورت کھینچی تمہاری
پھر اچھی بنائی تمہاری صورت اور اُسی کی طرف پھر جانا ہے جانتا ہے جو کچھ ہی آسمانون مین اور زمین مین اور
جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہو اور جو کھولتے ہو اور اللہ کو معلوم ہے دلون کی بات تب زلیخا نے کہا کہ مین تیرے خدا
کو دوست رکھتی ہون لیکن کیا کرون اگر میرا اللہ نہوتا تو مین اسی کی عبادت کرتی مگر عبادت دو معبودونکی بوجہ
اس سبب سے مجبور رہون حضرت یوسفؑ تبسم کر کے تبخانہ سے نکل آئے زلیخا نے حضرت کا دامن پکڑا کہ اپنے اللہ
سے اس بت کو درست کرا دو نہین تو لونڈیان بادشاہ سے کہدینگی کہ یوسفؑ کے اللہ نے اسکو توڑا ہے پھر بادشاہ
ناراض ہوگا ناچار حضرت یوسفؑ نے دعا کی کہ وہ بت جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا زلیخا نے کہا اے یوسفؑ بت بھی
تجکو پیار کرتا ہی اور اب مین نے جانا کہ آسمان کا خدا بھی تجکو چاہتا ہے بعد اسکے حضرت یوسفؑ کو اپنے گھر مین لائی
اور کپڑے سفید ہزار مثقال کے پہنائے اور ایک عمامہ جڑا ہوا موتیون کا سر سے باندھا تو حضرت یوسفؑ نے
فرمایا کہ یہ پوشاک مجھ غلام کو نہین زیبا ہے زلیخا نے کہا تو سردار ہی اور عزیز غلام اور تو نہین جانتا ہی کہ عزیز نے کہدیا ہی
اکرمی مثواہ سو مین نے تجکو اپنے دل مین رکھ لیا ہی **فائدہ** اہل تحقیق فرماتے ہین کہ جب عزیز نے زلیخا سے کہا
اکرمی مثواہ پھر اُسنے کوئی مکان قابل یوسفؑ نہ پایا مگر اپنا دل پھر اسی مین رکھنے لگی کہ سوائے یوسفؑ کے
اور کسی کی جگہ نہ ہی سبحان اللہ کیا شان محبوبی ہے کہ بیگانون نے قعر چاہ مین ڈالا اور بیگانون نے چاہ سے دل مین
رکھا بھائیون نے کھوٹے دامون بیدلی سے بیچڈالا زلیخا نے مالک سے نقد دل دیکر مول لیا مصرعہ
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ؛ الغرض حضرت یوسفؑ کا قدم اللہ نے اسطرح ملک مصر مین جمایا اور انکے سبب سے
تمام بنی اسرائیل کو بسایا کما قال وکذالک مکنا لیوسف فی الارض ولنعلمہ من تاویل الاحادیث واللہ غالب
علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنے اس طرح جگہ دی ہمنے یوسفؑ کو اس ملک مین اور اس واسطے
کہ اسکو سکھاوین علم تاویل احادیث کا اور اللہ غالب ہی اپنی مراد پر لیکن اکثر آدمی نہین جانتے ہین یعنے یہ بھی
منظور تھا کہ سردارون کی صحبت پاکے رمز اور اشارہ سمجھنے کا سلیقہ پکڑین اور علم خدائی پورا پاوین اور بھائیون نے
چاہا تھا کہ اسکو گراوین لیکن اللہ نے چڑھا دیا **تنبیہ** لفظ مکنا مین کئی قول ہین بعضے نبوت مراد لیتے ہین اور بعضے
علم بعضے ملک اور بعضے مالکیت اہل مصر و بعضے مالکیت ارض مصر یعنے جیسا ہمنے خلاص کیا یوسف کو قتل سے
اور نکالا ہمنے چاہ سے اسی طرح ہمنے جگہ دی ارض مصر مین اور متولی خزائن مصر فرمایا کذا فی المعالم اور سعید ابن جبیر
تاویل احادیث سے تاویل کتب اور رموز معطی تاویل رویا اور رموز معانی لغات خلق کہ اُس عرصہ مین نو سو لغت
مین آدمی کلام کرتے تھے سمجھتے ہین اور بعضے ظاہر و باطن و اشارات و عبارات مراد لیتے ہین اور بعضے محققین

حال کو چھپاتی تھی مگر رنگ رو نے ظاہر کر دیا ٭ می توان عشق نہان کرد ز مردم لیکن ٭ زردی رنگ
رخ و خشکی لب را چہ علاج ٭ آخر زلیخا کی دایہ نے پوچھا کہ اے سیدہ تیرا کیا حال ہے جو تو روز بروز زرد ہوتی جاتی ہے
و ہر لحظہ و ساعت ضعف و نحافت بدن پر نظر آتا ہے اگر کچھ درد نہیں ہے تو آہ سرد کیوں بھرا کرتی ہے اور اگر بدرد
تیر فراق نہیں ہے تو یہ غم و اندوہ کس واسطے ہے زلیخا نے کہا اے مادر میرے درد کا علاج مشکل ہے اور اب وہ درد پوشیدہ
نہیں رکھا جاتا ٭ راز نہفتم بسی صبر ندارم کنون ٭ سینہ بر آورد آہ دیدہ فرو ریخت خون ٭ اے مشفقہ اس
غلام عبرانی کو جس وقت دیکھتی ہوں بیتاب ہو جاتی ہوں اور غایت حسرت سے درد دل اپنا نہیں کہہ سکتی ٭ میخواہم
کہ درد دل نگویم ٭ چو او پیش نظر آید زبان کو ٭ اور کہا اے مادر مہربان تو نے آج میرا حال دریافت کیا حالانکہ میں
سات برس سے اس غلام کے عشق میں گرفتار ہوں ٭ از داغ این جوان دل دیوانہ سوختم ٭ ما خود باین چراغ
پری خانہ سوختم ٭ دایہ مپرس شرح گداز دل حزین ٭ پیش از ظہور جلوۂ جانانہ سوختم ٭ اور اب تو یہ نوبت پہنچی ہے کہ
اصلا اس درد کو نہیں چھپا سکتی اور چارہ کار جز مرگ نہیں دیکھتی ٭ مرا زندان غم در نوجوانی پیر می سازد ٭
ز رگہائے بدن ہر عضو من زنجیر می سازد ٭ لیکن کیا کروں خوف رسوائی سے چپکی ہوں ٭ بستم بہ تنگ غنچہ
دہانی کہ داشتم ٭ خوابانده ام بسرمہ زبانے کہ داشتم ٭ الا اس مدت میں آج تجھ پر یہ حال ظاہر ہوا ہے مگر کہے دیتی ہوں
کہ اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اسلیے کہ ابھی تک خوف عزیز مصر بھی دامنگیر ہے ٭ آہستہ میخروشم و ترسم کہ باغبان ٭
بردارد آشیان من از شاخسار گل ٭ دایہ بولی کہ یہ عجب بات ہے کہ محبوب خادم و ملازم ہو اور محب مہجور و رنجور رہے
زلیخا بولی کہ شاید تو نے چاشنی درد کی نہیں چکھی اور ملامت عشق نہیں اٹھائی ہے عذاب قرب عذاب بعد سے زیادہ
ہے اور اگرچہ میرا محبوب مجھسے نزدیک ہے پر میرے حال پر التفات نہیں کرتا اور جب میں کچھ مطلب کی بات کہنا
چاہتی ہوں تو صورت ہی دیکھکر زبان بند ہو جاتی ہے ٭ شائستہ ہر سخن نفس ناتوان کجاست ٭ گیرم کہ وا کنم
سر حرفے زبان کجاست ٭ تب دایہ نے کہا اگرچہ کچھ کلام نہیں کر سکتی تو آپ کو زیور و لباس سے آراستہ کر کے
دکھلاؤ شاید کہ جوش جوانی سے متوجہ ہو زلیخا نے کہا میں تو اس طرح بھی کر چکی ہوں لیکن اسنے توجہ بھی نکی اور
جو کچھ میں نے کہا تو جواب نہ دیا شاید ٭ پری پیکر من زبانے ندارد ٭ میانے کہ دارد نشانے ندارد ٭ اے
مشفقہ ٭ طریق نالہ دل ناتوان نمیداند ٭ لب خموش ادای فغان نمیداند ٭ فتادہ کار من خستہ جان
بسنگ دلی ٭ کہ سیل آب ز اشک روان نمیداند ٭ اب کسی طرح تو میرا حال یوسف سے کہہ شاید تیرے کہنے کا
اثر ہو جائے سو دایہ نے جا کے حضرت یوسفؑ سے زلیخا کا حال بیان کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا
کہ اے دایہ فریب نہ کر میں اُسکا غلام ظاہر ہوں اور اسکے احسانوں کا ممنون اور شاکر قطع نظر اس سے عزیز
مصر نے مجکو اپنا لڑکا بنا کے اپنے ناموس کا امانت دار کیا ہے سو مجھسے ایسی حرکت کبھوں نہوگی ناچار دایہ نے
زلیخا کو جواب صاف دیا زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کے بہت معذرت کی حضرت نے فرمایا اے
زلیخا میں سواے بندگی کے اور کچھ کام نہیں جانتا سو جو کام بندوں کے لائق ہو وہی فرمایا کیجیے اور جو کام مجھسے

تیس تک مراد ہین اور بعضے پندرہ سے تیس برس تک کو کہتے ہین اور بعضے بیس سے بائیس تک بھی روایت کرتے ہین اور مجاہد تینتیس برس کو کہتے ہین اور سدی تیس کو غرض کہ چالیس کے اندر کو اشد کہتے ہین اور صحیح یہی ہے کہ مراد اشد سے حکم و عقل ہے اور بعضے اہل حقیقت فرماتے ہین کہ علم سے اپنی شناخت مراد ہے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ بعضے کہتے ہین کہ مراد حکم سے اسجگہ حکمت علمیہ ہے اور مراد علم سے حکمت نظریہ اور تقدیم حکمت علمیہ اس سبب سے ہے کہ علما اول حکمت علمیہ سے واصل ہوتے ہین بعد اسکے ترقی کرکے حکمت نظریہ سے فائض ہوتے ہین مگر اصحاب افکار عقلیہ اول حکمت نظریہ چنگل مارتے ہین پھر حکمت علمیہ پر ترقی کرتے ہین اور چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا طریقہ ابتدا اہل صفت و مجاہدہ تھا اسواسطے تقدیم علم کی فرمائی اور بعضے کہتے ہین مراد حکم سے نبوت ہے اور علم سے علم دین اور اس تقدیر پر مرتبہ حکم زیادہ ہے علم سے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد حکم سے فرمان روائی بر خلق ہے اور علم سے تاویل احادیث بالجملہ جب علم و حکمت عطا ہوئے اور جوان نظر آنے لگے تو زلیخا نے عزیز سے پوچھا کہ یہ غلام پری ہے یا آدمی عزیز نے کہا کہ آدمی ہے زلیخا نے کہا کہ میرے نزدیک پریزاد ہے شاید تاجرون نے اسکو پکڑ لیا ہے عزیز نے قسم کھاکے کہا کہ یوسف آدمی ہے تب زلیخا نے کہا کہ اگر آدمی ہے تو اب وہ جوان ہوا ہین اسکے روبرو نہین آسکتی لیکن اگر مجکو ہبہ کرد تو مین اپنا لڑکا بناؤن اور اپنے پاس رکھون عزیز نے ہبہ کیا چنانچہ زلیخا نے حضرت کو لیا اور بدستور اپنے پاس رکھا اور ہر روز محبت و الفت کی باتین کرنا شروع کین اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی زلیخا سے محبت تھی مگر بعوض شفقت و عطا اور زلیخا کو بشہوت وہوا اسی سبب سے زلیخا کی باتون پر حضرت یوسفؑ متوجہ نہوتے بلکہ جب زلیخا بطریق انبساط پوشاک و لباس سے آراستہ ہوکر خوش قدمی اور خوش رفتاری اپنی دکھلاتی تو حضرت یوسفؑ ادب سے سر جھکا لیتے اور حرمت عزیز نگاہ رکھتے اور زلیخا نے یہ دستور کیا تھا کہ ہر روز صحف ابراہیم علیہ السلام حضرت یوسفؑ سے سنا کرتی اور اپنے عشق و محبت کو پوشیدہ رکھتی اور تسلی دل کی صورت دیکھنے اور کلام کرنے سے کر لیتی یہان تک کہ عشق نے غلبہ کیا اور مرتبہ صبر و شکیبائی کا حد سے گذر گیا کہ اب سوای یوسف علیہ السلام کے کسی چیز سے میلان خاطر نہ رہا اور کھانا پینا بھی چھوٹ گیا اور عجب حالت ہوگئی کہ ہر شی کا نام یوسفؑ رکھتی اور جب فصد لیتی تو خون سے یوسف یوسف کی آواز آتی اور کواکب آسمان مین یوسفؑ کا نام لکھا ہوا نظر آتا ولنعم ما قیل ؎ محبت شراب است و پیمانہ دل ؛ محبت چراغ است و پروانہ دل ؛ محبت ز پہلو کشد آہ سرد ؛ محبت کند رنگ رخسارہ زرد ؛ محبت چمن داغ حسرت گل است ؛ جنون گلشن آرا فغان بلبل است ؛ محبت جگر سوز اہل وفاست ؛ محبت ہمانا کہ برق بلاست ؛ محبت کند روز عاشق سیاہ ؛ برین ماجرا شام ہجران گواہ ؛ محبت بد لہا وطن کردہ است ؛ لباس بدن را کفن کردہ است ؛ محبت دل آہنین آب کرد ؛ رگ سنگ را موج سیماب کرد ؛ ز آہ جگر کار خنجر گرفت ؛ رگ خواب را زیر نشتر گرفت ؛ محبت کند سینہ را داغ داغ ؛ بگور غریبان فروزد چراغ ؛ صاحب انیس العاشقین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہین کہ سات برس تک زلیخا اسی حال مین مبتلا رہی اور ہر چند اپنے

لپٹے ہوے اور اس مکان کے اندر ایک گھر بالکل شیشے کا طیار کروایا اُسمین ایک تخت زرین مرصع بچھایا اُسپر سونے کے طبق مشک سے بھر کے رکھوا دیے اور دیوارون کو مشک اور گلاب سے چھڑک دیا اور ایک پردہ بھی ڈالدیا اور زلیخا دُلھن کی طرح بن ٹھن کے اُس تخت پر بیٹھی اور دایہ سے ارشاد کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اسوقت بلا لا وہ فی الفور گئی تو دیکھتی ہے کہ حضرت یوسفؑ دو خط زمین پر کھینچے ہوے بیچ مین بیٹھے ہین اُس نے پوچھا کیا شغل ہو رہا ہے حضرت نے فرمایا کہ والدین کی قبرون کی زیارت کرتا ہون بولی کیا زیارت قبور اسی طرح کرتے ہین فرمایا کہ غریبون اور مسکینون کا یہی طریق ہے تب دایہ نے کہا آپ کی سیدہ بلاتی ہے حضرت یوسفؑ وہان سے چلے ظہر کا وقت تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس گھر کے دروازے پر پہونچے تو اور ہی مکان نظر آیا پہلا مکان ہی نہ تھا تب تو انکے دل مین کھٹکا ہوا کہ شاید آج زلیخا نے اور ہی ارادے سے بلوایا ہے غرض کہ ایک پیر ڈیوڑھی کے اندر رکھا اور دوسرا باہر رکھکر پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے زلیخا نے ہاتھ بڑھا کے حضرت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا ؎ دفای وعدۂ وصل تو در گمان دارم ؛ زدردر آکہ گمان غلط یقین گردد ؛ حضرت نے زلیخا کو آراستہ و پیراستہ دیکھکر فرمایا یا الٰہی لا نجی منہا الا المعصوم فاعصمنی بعصمتک یا ارحم الراحمین اور اسوقت لونڈیون نے سب دروازے بند کر دیے تو حضرت یوسفؑ نے کہا یا الٰہی تو مجکو اپنی پناہ مین لے زلیخا تخت سے اتر پڑی و حضرت یوسفؑ کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگی کہ اے یوسفؑ مین تجکو بہت پیار کرتی ہون اور تیری محبت مین بیطاقت و بیقرار ہون مین نے تیرے واسطے یہ آرایش کی ہے تب حضرت یوسفؑ نے سر جھکا لیا تو وہی صورت نظر پڑی پھر داہنی طرف دیکھا تو بھی وہی صورت نظر آئی فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ بات سنکر زلیخا نے باتون مین لگایا اور کہا اے یوسف یہ گھر مخلی بالطبع ہے تو ایک نظر میری طرف ڈال ؎ در چمن پردۂ رخسار عرقناک انداز ؛ آبروی گل شبنم زدہ برخاک انداز ؛ حرف شیرین زلبت گر نتوانی گفتن ؛ سخن تلخ بگو زہر بہ تریاک انداز ؛ ای سہی قامت رعنا ز فرازم بگذر ؛ سایۂ سرو خرامان بسر خاک انداز ؛ شہ سوارانہ بیفگن دو سہ تیرے بر دل ؛ کز دل صید مرا کار بفتراک انداز ؛ حضرت یوسفؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا میرے باپ نے بھی مجکو دوست کیا تھا انکی محبت نے مجھے قعر چاہ مین ڈلوایا اور غربت مین گرفتار کرایا دیکھا چاہیے تیری دوستی مین کیا عذاب ہوتا ہے اور جیسا تو نے میرے واسطے گھر بنایا ہے اس سے بہتر اللہ نے بہشت مین تیار کیا ہے کہ وہ گھر کبھون خراب نہوگا زلیخا نے کہا اے یوسفؑ تو میری محبت سے آگاہ ہے پر عجب ہے کہ میرے حال پر ملتفت نہین ہوتا ؎ گل مراد نچیدم ازین چمن گاہے ؛ بحسرت عجبی رفتم از جہان افسوس ؛ بسینہ یکد و نفس گرم خون نشد پیکان ؛ کنارہ کرد خدنگ تو از نشان افسوس ؛ حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اے زلیخا میرے والد بزرگوار نے مجھسے وصیت فرمائی تھی کہ کسی حال مین اللہ کو فراموش نکرنا اور حق اپنے ولی نعمت کا نگاہ رکھنا زلیخا نے کہا اے یوسفؑ اکبر تبہ آنکھین کھولکر میری طرف دیکھ کہ مین تیرے واسطے آراستہ ہوئی ہون فرمایا کہ عزیز مصر مجھسے سزاوار تر ہے مین اسکے ساتھ بدی نہ کرونگا کیونکہ اُسنے میرے ساتھ احسان کیا ہے زلیخا نے کہا کہ اگر تو میرا کہنا نہین مانتا تو مجکو قتل کر ڈال

نہین ہو سکتا اس سے بلکہ شرمندہ کرنا گیا ضرور ہی بلکہ اولی یہ ہی کہ مجکو ایسے کام مین لگا دیجیے کہ ہمین اپنی عمر بسر
کرون کیونکہ میرا رہنا تیرے پاس موجب فتنہ ہی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت سمجھایا اور راضی
کیا پھر ایک دن بصلاح دایہ حضرت کو باغ مین بھیجا اور خوبصورت لونڈیان زیور و لباس سے آراستہ کر کے
پیچھے سے روانہ کین اور کہدیا کہ جب یوسف علیہ السلام باغ مین ہیو نچکر گل و لالہ سے طبیعت اپنی خوش کرین
اور کسی لونڈی پہ توجہ فرما دین تو اصلا انکار نہ کیجیو ۔ وے ہر کہ گرد دیہرہ پردار ۞ مرا باید کہ سنداول جہوار؛
جب رات ہوئی تو لونڈیون نے حضرت یوسفؑ کو گھیر لیا اور انواع غنج و دلال سے پیش آئین مگر حضرت
یوسفؑ علیہ السلام متوجہ بھی نہوے بلکہ صبح تک وعظ و نصائح مین مشغول رہے صبح کو زلیخا باغ مین
پہونچی تو دیکھتی ہی کہ حضرت یوسفؑ صحف ابراہیمؑ کا وعظ فرماتے ہین اور لونڈیان توحید مین مشغول ہین تب
زلیخا نے کہا اسے یوسفؑ آج تو نور تیرا اور بھی زیادہ ہی مگر حضرت یوسف علیہ السلام اس کلام سے کچھ خوش نہوے
بلکہ زیادہ تر رنجیدہ اور نہایت پژمردہ ہوے اور زلیخا از بس شرمندہ روایت ہے کہ اس وقت زلیخا کو بخوبی
متحقق ہو گیا کہ میرا مکر اثر نہ چلیگا تب دایہ کو علحدہ بلا کر کہا اب کیا تدبیر کرون یہ تو بڑی پرانی ہوشیار تھی
اسنے کہا کہ مین ایک تدبیر بہت آسان بتلاتی ہون مگر مال و دولت بہت صرف ہوگا زلیخا نے کہا خزانہ کی کنجی
تیرے پاس ہی جسقدر منظور ہو صرف کر مین حساب نہ پوچھونگی تب دایہ نے ہفت خانہ بنوایا مگر روایت صحیح
یہ ہی کہ زلیخا نے خیال کیا کہ عزیز نے مجھسے یوسفؑ کے حق مین کہا اکرمی مثواہ تو چاہیے کہ ایک مکان ایسا تعمیر
کراؤن کہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہو سو اول اپنی مان مسماۃ غطربفیہ ملکہ یمن کو خط لکھا کہ مین چاہتی ہون کہ اپنے
بیت کے واسطے ایک بتخانہ نفیس تعمیر کراؤن تو بھی خرچ کی مدد کر اور مہندسون اور کاریگرون اور حکیمون کو
میرے پاس بھیجدے چنانچہ غطربفیہ ملکہ یمن نے نقد و جواہر مع استادون اور معمارون کے بھیجا سو زلیخا نے
عزیز سے اجازت لی اور حکیمون اور مہندسون سے کہا کہ مین اس طرح کا گھر بنوایا چاہتی ہون کہ یوسف
علیہ السلام اس گھر مین کسی طرف ہو میری طرف دیکھتا رہے ایک حکیم نے کہا ایسا گھر شیشے کا ہو سکتا ہے
چنانچہ وہ گھر مربع اس طور کا بنایا گیا کہ ایک طرف کی دیوار شیشے کی اور دوسری طرف زمرد کی اور تیسری طرف
فیروزے کی اور چوتھی طرف عقیق کی اور فیروزہ اور عقیق کی دیوار کو قسم قسم کے جواہرات سے مرصع کروایا
اور چار ستون اسمین چاندی کے کھڑے کروائے اسپر دو دو تصویرین ایک فیل کی تصویر نقرئی دوسری
گھوڑے کی تصویر طلائی اور مکان کے اندر چڑیون کی تصویرین طلائی اور نقرئی رکھین اور زمین پر سونے
اور چاندی کے درخت لگائے اور چھت عقیق کی بنوائی اور اسمین سات دروازے رکھے صندل اور داخت کے
ہر دروازے پر ایک تصویر طاؤسی جسکا سر زمرد کا اور تمام جسم سونے کا اور پاؤن چاندی کے اور منقار
عقیق کی اور دم فیروزے کی تھی اور جوف خالی رکھکر مشک سے بھرا جسکی بو سے مکان معطر ہو گیا اور یہ بھی روایت
ہے کہ تمام گھر مین اپنی اور یوسفؑ کی تصویرین رکھوائین کہین تو دست بدست اور کہین دست در بغل اور کہین دوزانو

کہ جب ابلیس سنے ترتیب مقدمات سے دل اپنا خوش کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکے فرمایا کہ بھلا یہ تو
سب درست ہی لیکن عصمت خداوندی اور محافظت سرمدی یوسفؑ کے شریک حال ہے اور آسنے فرمایا ہی
ولنصرف عنہ السوء والفحشاء اور اسی اثنا مین حضرت یوسفؑ نے آرزوے زلیخا سے انکار فرماکر کہا معاذ اللہ
انہ ربی احسن مثوای تب تو اس مردود کا منھ ٹوٹا اور بھاگا اور لشکریون سے بولا کہ اب بھاگو یہان کا معاملہ
بے ڈول ہو فائدہ نقل ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ علیہ السلام مع قوم بنی اسرائیل کنارے رود نیل کے
پہونچے تو ابلیس نے بہت خوشی کی اسکے توابع نے سبب مسرت استفسار کیا بولا کہ اگر دریاے مہیب درکار ہے
تو آگے ہی اور جو دشمن پیچھے چاہیے تو فرعون مع لشکر آتا ہے اور قوم موسیٰؑ ضعیف و ناتوان ہین پھر ہلاکت قوم
اور موسیٰؑ مین کیا تردد ہی اسیوقت حضرت جبرئیلؑ نے ابلیس سے کہا اے ملعون یہ تو سب پیش نظر ہے مگر محافظت
الٰہی اور قدرت خداوندی نے اس مہلکہ سے نجات بخشی ہے وہین موسیٰؑ نے عصا مارا دریا خشک ہو گیا اور
حضرت موسیٰؑ بے تکلف مع لشکر چلے گئے اور فرعون مع اپنی قوم کے غرق ہو گیا اسی طرح جب بندۂ مسلمان
کی عمر آخر کو پہونچتی ہی ابلیس خوشی کرتا ہے تو اسکو ندا کرتے ہین کہ سبب خوشی کیا ہے وہ کہتا ہی کہ اگر بندۂ عاصی چاہیے
تو موجود ہی اور اگر تقصیر عبادات و طاعات کی درکار ہے تو ظاہر ہے اب یہ بندہ کافر مریگا یہی سبب خوشی کا ہے پس فرمان
حق آتا ہے کہ اے ملعون یہ تو سب بجا و درست ہے ولیکن اگر رحمت درکار ہی تو مجھ مین ہی اور جو بندہ نوازی کی حاجت
ہو سو بھی ہی اور اگر کارسازی چاہیے تو بھی ہے اور اُسیوقت عزرائیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ اس بندہ کی
با ایمان جان قبض کر تاکہ ابلیس شرمندہ ہو جاے بالجملہ زلیخا نے کہا اے یوسفؑ تو میرا غلام ہو کے حکم نہین مانتا
اور مین تیرے سبب سے بیمار رہتی ہون اگر تیرا یہی حال ہے تو مین سزا دونگی فرمایا حسبی اللہ ونعم الوکیل
اے زلیخا تو نے رقبہ میرا مول لیا ہے مگر خدا کی بندگی سے نہین نکال سکتی ہی بولی اے یوسفؑ مین تجھسے بہت امید
رکھتی تھی کہ تجھسے میری آنکھین روشن ہونگی سو تو سب محنت وانددہ ہو گیا پھر بولی سچ بتلاؤ کس وجہ سے میری
طرف توجہ نہین کرتا آیا مکان و فرش مکلف نہین یا کہ تو عنین ہی یا مین خوبصورت نہین یا میرا حق تجھپر نہین فرمایا کہ مین
اپنے خدا سے ڈرتا ہون اور عزیز کی ہتک عزت نہین چاہتا کیونکہ عزیز نے مجکو خرید کیا اور بیٹے کی طرح سے پرورش
فرمایا اور کوئی امر تکریم و تعظیم کا اٹھا نہین رکھا سو مین اسکے بدلے مین ایسی بیعزتی کا روادار ہون یہ بات کبھون
میرے لائق نہین بولی کہ اگر عزیز کا خوف ہو تو مین آج ہی اسکو زہر دیتی ہون فرمایا کہ اگر میرے واسطے
عزیز کو مار ڈالیگی تو مین قیامت کو اسکا جواب کیا دونگا اب زلیخا نے جانا کہ یوسف علیہ السلام کسی طرح نہین مانتے
اور میرے مطلب پر نہین آتے تب بارادہ فاسد پکڑنے کا ارادہ کیا سو حضرت یوسف علیہ السلام بھاگے اسنے
دوڑکر دامن مبارک پیچھے سے پکڑا کہ دامن پھٹ گیا تب بولی ع دامن مکش ز خاک مزارم کہ دست من
در آرزوی گوشۂ داماں بلند شدۂ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وراودتہ التی ہو فی بیتہا عن نفسہ وغلقت الابواب وقالت
ہیت لک قال معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای انہ لا یفلح الظالمون ط ولقد ہمت بہ وہم بہا لولا ان رای برہان

کہ اس بلا سے نجات پاؤں ﴿ بگذار تا بخاک برم آرزوے قتل ٭ بگذار بر گلوے من جان نثار تیغ ٭
پھر زبان بدل سکے بولی کہ اے یوسفؑ کیسی بہتر خوشبو تیرے بدن میں آتی ہے اور کیا ہی اچھے لب و دندان ہیں
﴿ شکستی از لب نازک بہای لعل رنگین را ٭ ز رشک گوہر دندان شکستی عقد پروین را ٭ خبر زدر خرمن
دل ریختی از چہرۂ تابان ٭ ز رشک تن بہ پیراہن شکستی خار نسرین را ٭ خط ہند و نژاد از قبلۂ رو بیت بر دن آمد ٭
میان کعبۂ اسلام و بدم رہزن دین را ٭ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا ان سب چیزوں کو فنا
ہے پھر اسکی تعریف کیا ہے پھر کہنے لگی کہ اے یوسف ﴿ آنکھیں ہیں تری زبسکہ پر نور ٭ صیاد جہان ہیں چشم بد
دور ٭ حضرت یوسفؑ نے کہا کہ ان آنکھوں سے مشاہدۂ حق کا امید وار ہوں سے سوال ہوگا قبر میں پھر کہا
کیا اچھی تیری صورت ہے فرمایا اسکو خاک کھالیگی پھر کہا کیا اچھے تیرے بال ہیں فرمایا یہ وہ چیز ہے کہ اول بدن سے
جھڑ جائیگی پھر بولی کہ اے یوسفؑ میں تجھسے قربت چاہتی ہوں اور تو مجھسے دور ہوتا جاتا ہے فرمایا اس دوری میں نزدیکی
خدا دیکھتا ہوں زلیخا نے کہا کہ یہ فرش حریر اور بستر دیبا تیرے واسطے میں نے بنایا ہے اور اس گھر کو بیگانوں سے
خالی کیا ہے تاکہ آرزوے دل نکالوں فرمایا جو کوئی دنیا کی آرزو نکالتا ہے نعمت آخرت سے بے نصیب رہتا ہے
پھر کہنے لگی کہ اے یوسفؑ جس دن سے میں نے تجھکو دیکھا ہے اسی دن سے شیفتہ و فریفتہ ہوں اور شب و روز
بیقرار رہتی ہوں آج تو ایک ساعت اپنا ہاتھ میرے سینہ بیکینہ پر رکھدے کہ تسکین ہو جاے فرمایا کہ جو ہاتھ
نامحرم پر پہونچتا ہے وہ قابل سوختن ہے اور مجھکو اسکا تحمل نہیں ہے کہ اپنا ہاتھ آتش دوزخ میں جلاؤں پھر بولی کہ
اے یوسفؑ میں نے تجھکو مول لیا تھا اور اب اپنا شوہر بناتی ہوں فرمایا کہ زراعت کرنا زمین غیر میں ناجائز ہے تب
کہنے لگی کہ اے یوسفؑ تو کسواسطے مجھسے نفرت کرتا ہے فرمایا کہ میں اپنے خدا سے ڈرتا ہوں اور اسی کی رضا چاہتا
ہوں اے زلیخا تو مجھپر ستم نہ کر اور عرصات قیامت کے واسطے کہ اولین و آخرین موجود ہونگے طوق شرمندگی میرے
گلے میں نہ ڈال زلیخا نے کہا اے یوسفؑ اگر تو خدا سے ڈرتا ہے تو میں اپنا مال تیرے خدا پر نثار کرتی ہوں
کہ وہ تجھسے راضی رہیگا فرمایا میرا خدا رشوت نہیں لیتا زلیخا نے کہا میں نے سنا ہے کہ اللہ تھوڑی چیز لیتا ہے
اور بہت دیتا ہے فرمایا درست ہے لیکن نیک لوگوں کی نیکی لیتا ہے پھر بولی اگر تو کہے تو میں ایمان لاؤں اور اپنا دین
بھی تبدیل کر ڈالوں حضرت نے فرمایا کہ ایسا ایمان مقبول نہیں اب زلیخا نے جانا کہ حضرت یوسف علیہ السلام
میرے راز سے آگاہ ہوگئے اور رد و بدل میں مطلب فوت ہوتا ہے اسواسطے ایک پردہ ڈال دیا اور دروازے
بند کرا دیے تو شیطان نے بڑی خوشی سے اپنے لشکر کو پکارا لشکریوں نے حاضر ہوکے سبب وجد پوچھا ابلیس
نے کہا سبب ابتہاج یہ ہے کہ میں نے ایک پیغمبرزادے کو ایک کافرہ کے ساتھ اکیلے گھر میں ٹھلایا ہے اب میری
مراد حاصل ہوگی لشکریوں نے کہا شاید مراد حاصل نہو شیطان نے کہا کیونکر حاصل نہوگی اگر جوانی درکار ہے تو دونو
میں ہے اور جو خوبصورتی مطلوب ہے تو دونوں حسین ہیں اور اگر تنہائی چاہیے تو سواے میرے کوئی غیر وہاں نہیں ہے اور جو محبت
کی حاجت ہے تو میں وسوسے کو حاضر ہی رہتا ہوں اور یہی میری معاش ہے پھر حصول مقصد میں کیا تردد باقی ہے روایت

امر زنا مین اکثر عورت ہوتی ہے ولہذا سورۂ نور مین تقدیم زانیہ ارشاد کرتے ہین کہ الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائة جلدة اور ظاہر ہے کہ جبتک عورت اپنی محاسن نہ کھولیگی نظر کسی مرد کی نہ پڑیگی اور جب نظر نہ پڑیگی دل کو میلان نہ ہوگا اور جب دل کو میلان نہوا گناہ بھی صادر نہوگا اور حکمت سو تازیانہ کی تجویز مین یہ ہے کہ ہر سال کی چار فصول ہوتی ہین اور بارہ مہینے اور ہر ماہ کے تیس دن اور تیس راتین اور ہر شبانہ روز کی چوبیس ساعتین ہین کہ ان سبکے جمع کرنے سے سو ہوتے ہین یعنے جو کوئی شخص ایک ساعت بھی اس فعل حرام سے مشغول ہوا تو اسنے گویا تمام سال گناہ کیا لہذا اسو تازیانے اسکو مارنا چاہیے تاکہ مجموع فصول و شہور و ایام و ساعات اسکی پاک ہوجاوین فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ دروازے بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ زلیخا نے اپنے نفس پر سب دروازے الفت یوسف سے بند کر دیے کلبی سے روایت ہے کہ دروازے گھر کے بند کیے روایت ہے کہ سات دروازے تھے جب حضرت یوسف ایک دروازے سے گذرتے تھے زلیخا اسکو بند کرا دیتی تھی اور حضرت یوسف ہر دروازے پر ازار بند مین گرہ دیتے تھے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ ابواب مدح و ذم شرارت محبت یوسف سے اپنے نفس پر بند کر دیے ارباب اشارات فرماتے ہین کہ زلیخا نے ساتون دروازے بند کرا دیے تاکہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ خلوت مین بیٹھے مثال اسکی یہ ہے کہ آدمی مین ہفت اندام قائم مقام ہفت خانۂ زلیخا ہین اور اسپر سات دروازے ہین آنکھین طریق آمد شد بینائی و گوش دروازہ آمد و رفت شنوائی اور زبان محل گویائی اور حلق مورد قوای غذائی اور ہاتھ آلۂ گیرائی اور پانون مرکب مشی و روائی اور فرج موضع شہوت قوائی جبتک آدمی یہ ساتون دروازے بند نہین کرتا خلوت آلہی میسر نہین ہوتی سو زلیخا نے ساتون دروازے مکان کے بند کرائے تاکہ خلوت صحیحہ حاصل ہو نکتہ جب حضرت یوسف نے کہا معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای اللہ تعالی نے بلا سے زنا سے محفوظ رکھا یہ معاملہ دلیل ہے اسپر کہ جب بندہ کسی بلا مین پڑے چاہیے کہ درگاہ حق سے پناہ مانگے تو حق تعالی اسے بلا سے نجات دیتا ہے تفاسیر معتبرہ مین ہے کہ یا ایہا المحمد من کید الشیطان علیک بالاستعاذة بالرحمن اسواسطے کہ جسنے تعوذ کی عادت کی دونون جہان کی سعادت لی دیکھو اس استعاذے کی بدولت انبیا علیہم السلام بہرہ اندوز ہوے اور اولیاے کرام بہرہ ور حضرت نوح نجی اللہ نے کہا اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم برکت کی دولت سے مخاطب ہوے کہ یا نوح اہبط بسلام منا و برکات حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کہا اعوذ بالذی خلقنی فہو یہدانی من شر من عصاہ خلت کے خلعت سے سرفراز کیے گئے کہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا حضرت یوسف صدیق اللہ نے کہا معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای عصمت کی کرامت سے مکرم ہوے کہ کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء حضرت موسی کلیم اللہ نے کہا انی عذت بربی و ربکم ان ترجمون مکالمت کی عزت سے معزز ہوے کہ وکلم اللہ موسی تکلیما حنہ عمران کی بی بی نے کہا انی اعیذہا بک و ذریتہا من الشیطان الرجیم قبولیت کی نعمت سے مشتہر ہوئی فتقبلہا ربہا بقبول حسن مریم بنت عمران نے کہا انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا تہمت کی منقصت سے بشہادت عیسوی پاک ہوئین انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا و

ربہ کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین ٥ واستبقا الباب وقدت قمیصہ من دبر والفیا سیدھا لدا الباب قالت ما جزاء من اراد باہلک سوءً الا ان یسجن او عذاب الیم یعنے پھسلایا اسکو عورت نے جسکے گھر مین تھا اپنا جی تھامنے سے اور دروازے بند کردیے اور بولی شتابی کر کہا خدا کی پناہ وہ عزیز مالک ہے میرا اچھی طرح رکھتا ہے مجکو البتہ بھلا نہین پاتے لوگ بے انصاف اور ہرآئینہ قصد کیا اسکا عورت نے اور قصد کیا یوسف علیہ السلام نے عورت کا اگر نہوتا یہ کہ دیکھتے یوسف قدرت اپنے رب کی تو ہوجاتا جو کچھ ہونا تھا اسواسطے کہ ہٹا دین ہمنے اس سے برائی اور بیحیائی ہرآئینہ وہ ہے ہمارے چنے بندون مین اور دونون دوڑے دروازے کو اور عورت نے چیرڈالا اسکا کرتہ پیچھے سے اور دونون ملگئے عورت کے خاوند سے دروازے پاس تو بولی اور کچھ سزا نہین ایسے شخص کی جو چاہے برائی تیرے گھر مین مگر یہی کہ قید رہے یا دکھ کی مار تنبیہ سوء اس جگہ بمعنے مقدمات زنا ہے مانند نظر بشہوت و مساس و تقبیل وغیرہ اور فحشاء کنایت زنا سے ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سوء سے مراد خیانت سید و مولی ہے اور فحشاء سے ارتکاب فاحشہ اور ارباب اشارات فرماتے ہین کہ سوء کنایت ہے خواطر ردیہ سے یعنے اندیشہ ہاے ناپسندیدہ سے جو دلمین گذرین اور فحشاء عبارت ہے افعال نامرضیہ سے جو ارکان سے ظاہر ہون سو اللہ تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ہر طرح سے محفوظ رکھا اور اسی کی علت مین ارشاد فرمایا کہ انہ من عبادنا المخلصین اور علامت بندہ مخلص کی چار ہین اول یہ کہ خلق سے علحدہ رہے یعنے اگر تمام خلق اسکی مدح اور ثنا کرے تو شاد نہو اور جو تمام خلق اسکو بد کہے ملول نہو اور جو تمام عالم کمر عبودیت اسکے واسطے باندھے تو مغرور نہو دوسری یہ کہ دنیا سے بے پروا ہو یعنے اگر تمام نعمتین دنیا کی اسکو دین تو سمجھے کہ سب مردار ہین اور اگر تمام محنت و رنج دنیا کے اوسپر پڑین تو جانے کہ سب گذر جاوینگے غرض کہ محبت دنیا کی بالکل دل سے دور کرے کیونکہ دنیا مکار ناپائدار ہے تیسری یہ کہ اپنے نفس کو بالکل خیال مین نہ لائے یعنے ہمیشہ راضی بقضا رہے اور جفا و عطا مین مساوی رکھے اور وفا اختیار کرے اور خدا کے سپرد کرے اور صفائی باطن سے بسر کرے چوتھی یہ کہ سواے ذکر حق اور وصل محبوب مطلق کسی چیز سے آرام نہ پکڑے یعنے ہمیشہ باد و باشد جو کہ چاہے اوسی سے چاہے غیر کو درمیان سے اٹھادے اور دل کو صیقل ذکر سے صاف کرتا رہے اور جب کوئی بلا آوے تو برضا و تسلیم قبول کرے تنبیہ حضرت یوسف علیہ السلام اسلیے بھاگے کہ زنا بدترین گناہون سے ہے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اعظم الکبائر تین ہین شرک عقوق والدین زنا پڑوسی کی جورو سے اور بھی زنا مین دس آفتین کھلی ہین اول نقصان دین دوم نقصان عقل تیسرے نقصان عمر چوتھے نقصان علم پانچوین نقصان ورع چھٹوین غضب الہی ساتوین زوال نور بشرہ آٹھوین غلبہ نسیان نوین عداوت اور بغض صالحین سے دسوین رد عبادت اور دعوت اور بغض الہی اور اسکی پیشانی پر لکھا جاتا ہے ہذا عبد بعید من اللہ و بعید من الناس و بعید من الجنۃ اور بھی حدیث مین وارد ہے کہ زانی دنیا سے نہین جاتا جبتک فقر اور فاقہ مین مبتلا نہووے فائدہ کریمہ راودتہ التی ہو فی بیتہا سے دریافت ہوتا ہے کہ ابتدا کرنیوالی

اور عبداللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مین نے حضرت سفیان ثوری سے سوال کیا کہ آیا قصد دل پر بھی مواخذ
ہوتا ہے یا نہین فرمایا کہ اگر اس ارادے کے ساتھ عزم بھی ہو تو مواخذہ ہوتا ہی اس مقام پر سے معلوم ہوا
کہ ہم زلیخا مع العزم والجزم تھا اور ہم یوسف علیہ السلام بلا عزم جسطرح کوئی بھوکا کھانا دیکھے اور بمقتضای طبع
بشری کھانے پینے کا ارادہ کرے اور بعضے کہتے ہین کہ تصور گناہ گناہ نہین ہی اور اگر ہو تو اصلی گناہ کرنے سے
کمتر ہے سوا ارتکاب گناہ سے اللہ نے پیغمبرون کو محفوظ رکھا ہی قطع نظر کرکے اس سے اللہ نے فرمایا ہے کہ
اگر یہ نہوتا کہ یوسفؑ دلیل اپنے خدا کی دیکھتے لیکن جب دیکھی دلیل تو قصد نہ کیا نہ یہ بات کہ اگر نہ دیکھتے برہان خدا
تو ضرور ہی کہ قصد کرتے اور محققین نے طہارت ذیل یوسفؑ پر لوث گناہ سے دلائل تو یہ قائم کی ہین اول یہ کہ زنا
اعظم الکبائر ہے اسناد اسکا ہرگز پیغمبر کیطرف جائز نہین بالخصوص جب خود حضرت حق فرماتے ہین ولنصرف عنہ السوٓ
والفحشاء دوسرے یہ کہ اگر یوسف علیہ السلام کا دامن خطرۂ گناہ سے ملوث ہوتا تو ذکر انکا کلام باری مین بطریق
عتاب آتا نہ بطریق الطاف کیونکہ مناسب قاعدہ حکمت کے نہین ہے کہ کوئی شخص اقدام معصیت کرے اور پھر
اسکو مدحت عظیمہ سے یاد فرماوین کہ انہ من عبادنا المخلصین تیسرے یہ کہ جب کبھی کسی پیغمبر سے کوئی فعل خلاف
وضع پیغمبری یا زلت یعنے لغزش قدم واقع ہوا ہی تو وہ پیغمبر ایک مدت دراز تک نادم و پشیمان رہے ہین
اور ہمیشہ توبہ کرتے رہے ہین اور اس معاملہ مین کوئی بات اس قسم کی قرآن مین مذکور نہین ہی اسی جگہ سے معلوم
ہوتا ہے کہ ذات والاصفات حضرت یوسف صدیقؑ نسبت اضلال و اغواء شیطان سے پاک و محفوظ رہی ہی اب

ف بیان برہان کہ حضرت یوسف را بنظر آمد

جاننا چاہیے کہ وہ برہان کیا تھی جو حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھی قتادہ اور اکثر اہل تفسیر کہتے ہین کہ ایک فرجہ
سقف بیت مین پیدا ہوا اس سے صورت پر نور یعقوب علیہ السلام کی مکشوف ہوئی اُسنے کہا اگر ایسا کام کریگا
تو رتبۂ نبوت سے گر جائیگا اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ یعقوب علیہ السلام کی صورت حاضر ہوئی
اور انگلی دانت کے نیچے دابے ہوے باواز بلند فرماتے تھے ای قرۃ العین تیرا نام دفتر انبیاء مین مندرج ہے ایسی
زلت اختیار نہ کرنا والا ندامت ہوگی تب حضرت یوسفؑ نے بند ازار خوب مضبوط کیا سعید ابن جبیر و مجاہد اسی طرف
گئے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ایک طائر نے یہ کلام حضرت یوسفؑ کے کان مین آہستہ سے کہا اور بعضے کہتے ہین
کہ حالت خلوت مین یوسف علیہ السلام کی نظر ایک پردے پر پڑگئی تو حضرت نے زلیخا سے پوچھا کہ یہ پردہ کیسا ہی
اُسنے کہا کہ اسمین میرا معبود ہی سو مین نے پردہ ڈال دیا ہے تاکہ وہ اس حرکت کو نہ دیکھے حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ
اے زلیخا تو اپنے بت سے کہ لا بعلم ولا بعقل محض ہے اسقدر شرماتی ہے اور مین اپنے خدا سے کہ ظاہر و باطن کا دانا ہے
کیونکر نہ شرماؤن حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہین اور بعضے اہل حقیقت فرماتے ہین
کہ اسوقت ایک آواز آئی کہ اے یوسفؑ تیرا نام انبیا مین لکھا ہے اور تو کار سفہا کرتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ایک ہاتھ
دیوار سے نکلا اسمین لکھا تھا لاتقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ اور بعضے کہتے ہین کہ مکان کی چھت مین ایک فرجہ
ہوگیا اسمین ایک صورت نہایت حسین نظر آئی اسنے کہا اے رسول عصمت تو معصوم ہے ایسا نکرنا جس سے تیری

ہمارے حضرت شافع یوم الآخرہ صلعم نے کہا اعوذ بک رب ان یحضرون حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے دو نعمتین
عطا فرمائین دنیا مین محبت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اور عقبیٰ مین شفاعت کہ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا
اگر خاکیان امت محمدیہ کو جو کہ پانچون وقت کی نمازون مین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہا کرتے ہین خلعت رضا
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور عمامہ لقاء وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرہ عنایت ہو تو عجب نہین فائدہ کریمہ ولقد
ہمت بہ وہم بہا مین کئی طرح کی توجیہین ہین اسمعیل ومجاہد ومقاتل وقیس ابن مرو وسعید ابن جبیر وعکرمہ ابن ابی جہل
وعبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہین کہ زلیخا نے زنا کا ارادہ کیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے
ازار بند کھولنے کا اور مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کھولا ازار کو اور سخت
باندھا کپڑے کو تاکہ حرکت زلیخا سے محفوظ رہین یہ قول اکثر متقدمین کا ہے اور ضحاک سے روایت ہے کہ شیطان
حضرت یوسفؑ وزلیخا کے درمیان مین آگیا اسنے ایک ہاتھ گردن یوسف مین ڈالا اور دوسرا گردن زلیخا مین
اور دونون کو ملا دیا اور قاسم ابن سلام کہتے ہین کہ اس قول کا تمام قوم نے انکار کیا ہے اور نقل اسکی ضحاک
سے صحیح نہین ہو اور حسن بصری فرماتے ہین کہ زلیخا کا عزم تھا اور حضرت یوسفؑ کا حدیث نفس اور فضیل
ابن ربیع کے نزدیک کلام خدا مین تقدیم وتاخیر ہے اور تقدیر یون ہے ولقد ہمت بہ لولا ان یوسف راے
برہان ربہ لہم بہا ایضاً یعنے زلیخا نے زنا کا قصد کیا اگر یوسفؑ کو قدرت اپنے پروردگار کی نظر نہ آتی اور خدا
انکو نگاہ مین نرکھتا تو یہ بھی قصد کرتے ساتھ زلیخا کے اور بعضے کہتے ہین کہ قصد حضرت یوسفؑ کا نکاح تھا اور
زلیخا کا سفاح اور بعضے کہتے ہین کہ زلیخا کا ارادہ یہ ہوا کہ یوسف علیہ السلام ٹھہرین اور حضرت یوسف علیہ السلام
کا یہ ارادہ ہوا کہ بھاگین اور بعضے کہتے ہین کہ قصد حضرت یوسف علیہ السلام کا ازروے طبع بشری ہوا تھا لیکن
عقل نبوت نے روک دیا اور بعضے اہل تحقیق کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو خواب مین منکوحہ
پایا تھا اور زلیخا نے خواب مین یوسفؑ کو اپنا شوہر سمجھا تھا سو اس حال مین حضرت یوسف علیہ السلام کو وہی خیال
آیا کہ یہ عورت تو میری زوجہ ہے گویا حقیقۃً قصد گناہ نہ تھا اور صحیح یہ ہے کہ ہم اُس آرزو کا نام ہو جو کہ دلمین پیدا ہو
اور یہ بمقتضاے بشریت آدمی کے اختیار سے خارج ہے لہذا اسمین مواخذہ بھی نہین ہے لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا
پس اس وجہ سے نہ ہم زلیخا تھا نہ قصد یوسفؑ مگر زلت زلیخا اس سبب سے ہوئی کہ اس خطرے پر عازم ہوئی
اور عزم از جملہ مکتسبات ہو لہذا ماخوذ ہوئی پس معلوم ہوا کہ ہم دو قسم ہے ایک ہم ثابت وقائم کہ ساتھ اسکے
عزم وعقد ورضا لگے ہوتے ہین اور اسپر بلاشک مواخذہ ہوتا ہی دوسرا ہم عارض کہ وہ صرف خطرہ وحدیث
نفس ہی بلا عزم واختیار مثل ہم یوسف علیہ السلام اور اسپر کچھ مواخذہ نہین ہوتا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ فرمایا اللہ نے جب بندہ عمل خیر کا عزم کرتا ہی تو مین ایک نیکی اسکی لکھتا ہون
جبتک اسنے عمل نہین کیا اور جب اسنے وہ عمل کر لیا تو دس نیکیان لکھتا ہون اور جب بندہ میرا بدی کا قصد کرتا ہی
تو مین بخشتا ہون اسکو جب تک عمل نکرے اسپر اور جب وہ کر بیٹھتا ہی اس عمل بد کو تو مثل اسکے لکھ دیتا ہون کذا فی المعالم

در بیان معنی آیہ ولقد ہمت بہ

یوسف علیہ السلام فرماتے ہین رب السجن احب الی مما تدعوننی الیہ اور عورت کہتی ہے لقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم
وقالت الآن حصحص الحق اور شوہر نے کہا انہ من کیدکن ان کیدکن عظیم اور عورتین شہر کی کہتی ہین امرأۃ العزیز
تراود فتٰہا عن نفسہ قد شغفہا حبا انا لنراہا فی ضلال مبین اور حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء اور بیان شہود شہد شاہد
من اہلہا ان کان قمیصہ قد من قبل فصدقت وہو من الکاذبین وان کان قمیصہ قد من دبر فکذبت وہو الصادقین
اور اللہ صاحب فرماتے ہین کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین اور اقرار ابلیس علیہ اللعن کا
اس کلام حق پر کہ فبعزتک لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین یعنے ابلیس نے اقرار کیا کہ مین بندگان
مخلصین کو اغوا نہ کرونگا اور اللہ تعالی نے حضرت یوسفؑ کو بندۂ مخلص فرمایا اب خیال کرنا لازم ہے کہ وہ لوگ
جاہل ہین جو نسبت شر کی حضرت یوسفؑ سے کرتے ہین اگر توابع دین الٰہی ہین تو لازم تھا کہ طہارت یوسف صدیقؑ پر
شہادت خدای تعالی کی قبول کرین اور اگر توابع ابلیس سے ہین تو اقرار ابلیس طہارت یوسف علیہ السلام پر
منظور کرین انتہی کلامہ الصحیح **فائدہ** مخفی نرہے کہ زلیخا نے اپنی نسبت اہل عزیز اسلیے کہا تا کہ وہ اس معاملے
مین رعایت کرے اور اپنی تفضیح گوارا نہ کرے چنانکہ اُسنے بے انصافی کی اور حضرت یوسفؑ کو قید کیا اس سے
ظاہر ہوا کہ ابتک زلیخا کو محبت کامل نہ تھی ورنہ اپنا عیب محبوب پر نہ ڈالتی جیسا اسوقت کہا انا راودتہ عن نفسہ
والآن حصحص الحق عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ دو پیغمبر خوف سے بھاگے ہین ایک جانب در
دوسرے جانب شجر حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا سے جانب در بھاگے زلیخا نے دوڑ کر دامن چاک کیا
حضرت یوسف علیہ السلام نے جناب حق مین التماس کیا کہ اگر دامن چاک نہوتا تو کیا مضایقہ تھا ارشاد ہوا کہ
اے یوسفؑ تو جانتا تھا کہ مین ہر حال مین حافظ اور نگہبان ہون پھر کیون بھاگا اب تجھے ادب دونگا اور دامن
کو گواہ کرونگا اہل تذکیر کہتے ہین کہ جب دامن یوسفؑ چاک ہو گیا تو کمال غم ہوا دفعۃً آواز آئی کہ اے یوسفؑ
ہر شخص کے دو پیراہن ہوتے ہین ایک ظاہری دوسرا باطنی اگر پیراہن ظاہر چاک ہوا تو غم نہ کر پیراہن باطنی
کہ عبارت صلاح و تقویٰ سے ہے درست ہے اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ یوسف علیہ السلام کے دو پیراہن تھے
ایک وہ کہ یعقوب علیہ السلام نے پہنایا تھا اور دوسرا پیراہن عصمت کہ اللہ تعالی نے پہنایا تھا زلیخا نے
دونون پر ہاتھ ڈالا تھا سو پیراہن ظاہر پر پہونچا اور باطن بچا اسی طرح مومن کے دو پیراہن ہین ایک پیراہن
ظاہر کہ عبارت طاعت سے ہے دوسرا پیراہن باطن کہ عبارت توحید سے ہے شیطان دونون کا قصد کرتا ہے
لیکن اُسکا ہاتھ ظاہر پر پہونچتا ہے اور باطن پر نہین پہونچتا دوسرے حضرت زکریا کہ ظالمون کے خوف
سے جانب شجر بھاگے کہ وہ درخت ارہ سے چیرا گیا جب ارہ سر مبارک پہ پہونچا تو حضرت زکریا علیہ السلام
نے شور کیا ارشاد ہوا کیون شور کرتا ہے عرض کی کہ بسبب تکلیف درد کے نالہ و زاری کرتا ہون فرمایا اے
زکریا تو خوب جانتا تھا کہ مین ہر حال مین حافظ اور مددگار ہون پھر تو کیون کر درخت کی طرف بھاگا اسی سبب سے
تجکو ادب دیتا ہون خبردار اگر پھر تو نے شور کیا تو نام تیرا دیوان انبیا سے نکال ڈالونگا الغرض جب

عصمت مین فتور پڑ جائے اور بعضے کہتے ہین کہ یوسف علیہ السلام نے زمین پر لکھا ہوا دیکھا کہ ومن یعمل سوأ یجز بہ اور
بعضے کہتے ہین کہ اللہ صاحب نے ایک فرشتہ بھیجا کہ اُسنے اپنا بازو پشت یوسفؑ پر ملا کہ تمام شہوت
جاتی رہی اور بعضے اہل تفسیر سعید ابن جبیر سے روایت کرتے ہین کہ حضرت یعقوبؑ نے آکر دونون ہاتھ اپنے
سینۂ یوسفؑ پر رکھدیے کہ شہوت انگلیون سے نکل گئی اور یہی سبب ہوا کہ حضرت یوسفؑ کے دو بیٹے ہوے
اور بھائیون کے بارہ بارہ ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ زلیخا و یوسفؑ مین ایک پردہ ہو گیا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ
حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک جاریہ جواری جنت سے دیکھی کہ اسکے حسن سے متحیر ہوے اور پوچھنے لگے کہ تو کس شخص
کا نصیب ہو اسنے کہا جو شخص زنا نہ کرے اس قول کو حضرت ولایت مآب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کیطرف
نسبت کرتے ہین اور مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ حضرت یوسفؑ نے جب
اپنا ازار بند کھولا اور بیٹھے مع زلیخا کے تو ایک ہاتھ دونون پر ظاہر ہوا اُسمین لکھا تھا ان علیکم لحافظین کراما
کاتبین یعلمون ما تفعلون پس دونون کھڑے ہوگئے جب وہ رعب جاتا رہا تو پھر دونون بیٹھے پھر وہی ہاتھ نکلا
اور اُسمین لکھا تھا لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ و ساء سبیلا تب حضرت یوسفؑ بھاگنے والے ہوے اور زلیخا کھڑی
ہوگئی جب پھر رعب جاتا رہا تو دونون بیٹھے پھر بھی وہی ہاتھ نکلا اسمین لکھا تھا واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ تب
دونون اُٹھ کھڑے ہوے اور بعد رفع خوف پھر بیٹھے اُسوقت حضرت جبرئیل السلام کو ارشاد ہوا کہ خبرگیری کرے
میرے بندہ کی قبل اسکے کہ خطا مین پڑے سو حضرت جبرئیلؑ دو انگلیان چابتے ہوئے تشریف لائے اور بولے
یا یوسفؑ تعمل عمل السفہاء وانت مکتوب عند اللہ من الانبیاء روایت ہو کہ حضرت جبرئیلؑ نے اپنا بازو مارا کہ شہوت
انگلیون کی راہ نکل گئی کذا فی المعالم لیکن یہ روایت ضعیف ہو اور کاتب الحروف کے نزدیک کچھ بھی ان تاویلون
کی ضرورت نہین ہو اگر برہان سے جو کلام الٰہی مین واقع ہو برہان عصمت مراد لین تو کیا مضائقہ ہے یعنے وہ برہان
عصمت تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خود معلوم کرلی کیونکہ عصمت انبیاء علیہم السلام قطعی ہو انکو شاہد امور
محسوسہ کی ضرورت نہین جیسا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین البرہان النبوۃ التی اودعہا اللہ صدرہ
حالت بینہ و بین ما یسخط اللہ عز و جل کذا فی المعالم اور اہل حقیقت فرماتے ہین کہ عین تردد اور تشتت خاطر مین اللہ
جل شانہ نے حجاب بطون جمال ظہور سے اٹھادی کہ نظر یوسفؑ مشاہدۂ انوار الٰہی سے مشغول ہوئی اور
تحقیق اس مقام کی یہ ہو کہ اس بات مین کسی کو خلاف نہین کہ دامن یوسفؑ لوث گناہ اور فاحشہ سے پاک
تھا اگر اختلاف واقع ہو تو وقوع ہم مین ہو بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ہم بالفاحشہ اور اتیان بعض مقدمات
واقع ہوا اُسپر صاحب کشاف نے نہایت تشنیع فرمائی ہے اور بعض مفسرین نے تنزہ حضرت یوسفؑ ہم سے
بھی لکھا ہے و ہو الصحیح حضرت امام رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ اس واقعہ سے جنکو تعلق ہو وہ یہ ہین یوسف
علیہ السلام اور عورت عزیز اور عزیز اور عورات شہر اور شہود اور خداوند عالم جل ذکرہ اور ابلیس لعین اور ہر ایک
نے پاکی جناب یوسف صدیق علیہ السلام گناہ سے ظاہر کی ہو پھر اسمین توقف کی ہرگز جگہ نہین ہو دیکھو حضرت

آگے سے تو عورت سچی ہی اور یوسفؑ جھوٹھا ہی یعنے اس سے معلوم ہو جائیگا کہ زلیخا یوسفؑ کو دفع کرتی تھی
اور اگر ہے پھٹا کرتا اسکا پیچھے سے تو عورت جھوٹی ہی اور یوسفؑ سچا ہی یعنے اس سے معلوم ہو جائیگا کہ یوسفؑ
بھاگا تھا زلیخا نے پکڑا دامن اسکا کہ وہ چاک ہو گیا چنانچہ عزیز نے دیکھا کرتہ پھٹا ہوا پیچھے سے تو کہا لاریب یہ
ایک فریب ہی عورتون کا البتہ تمھارا فریب بڑا ہی کما قال اللہ فلما رای قمیصہ قدمن دبر قال انہ من کیدکن ان کیدکن
عظیم تفسیر کشاف مین ہی کہ عزیز مرد حلیم تھا سو اُسنے بصفت حلم زلیخا کو سزا نہ دی اور بعضے کہتے ہین کہ بیغیرت تھا
اخبار الدول مین ہی کہ اثیر الدین ابن حیان اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ زمین اقلیم مصر کی مقتضی بیغیرتی کو ہی بعض روایا
مین ہے کہ عزیز نے حضرت یوسفؑ سے کہا لڑکا شیر خوار کیا گواہی دیگا فرمایا تو پوچھ اللہ قادر ہے سو عزیز نے اس لڑکے
سے کہا کہ تو اس مقدمہ مین کیا جانتا ہے لڑکے نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ غمازی مجھے زیبا
نہین ہی مگر زلیخا یوسفؑ مین حکم ہوتا ہون چنانچہ مقولہ اسکا خدای تعالی نے بیان فرمایا فائدہ اکثر محققین فرماتے
ہین کہ عورتون کے مکر سے زیادہ خوف چاہیے اور شیطان کے مکر سے کم کیونکہ اللہ صاحب شیطان کے حق
مین فرماتے ہین ان کید الشیطان کان ضعیفا اور عورتون کے باب مین ارشاد ہوتا ہے ان کیدکن عظیم واضح ہو
کہ اللہ جل شانہ نے بارہ چیزون کو عظیم فرمایا ہے اول اپنی ذات پاک کو ہو العلی العظیم دوسرے عرش کو وہو رب
العرش العظیم تیسرے خلق حضرت پیغمبر صلعم کو انک لعلی خلق عظیم چوتھے ذبح اسمعیل علیہ السلام کو وفدینا و بذبح
عظیم پانچوین روز قیامت کو انہم لمبعوثون لیوم عظیم چھٹوین زلزلہ قیامت کو ان زلزلۃ الساعۃ شئی عظیم ساتوین
نجات بندہ مومن نار جہنم سے اور وصول دار نعیم کو ذلک ہو الفوز العظیم آٹھوین شرک کو ان الشرک
لظلم عظیم نوین بہتان کو سبحانک ہذا بہتان عظیم دسوین سحر سحرۂ فرعون کو وجاء والسحر عظیم گیارھوین عرش
بلقیس کو ولہا عرش عظیم بارھوین مکر عورتون کو ان کیدکن عظیم اور ان سب چیزون کی وجوہ عظمت اپنے
مقام پر مبین مگر وجہ عظمت مکر عورتون کی یہ ہی کہ عورتین دام ہین شیطان کا کہ النساء حبائل الشیطان اور عقول
انکی ناقص ہین کما جاء ہن ناقصات العقل والدین باوجود اسکے مرد عاقل انکے دام فریب مین گرفتار ہو جاتا ہے
اور یہ جو اللہ نے فرمایا ہے ان کید الشیطان کان ضعیفا اسکی وجہ یہ ہی کہ مکر عورتونکا بلا کید وخدع شیطان نہین ہوتا
بلکہ شرکت شیطان کی ضرور ہوتی ہی اور کید شیطان کا تنہا بے مکر عورتون کے بھی ہوتا ہے پس کید عورتون کا بسبب
شرکت شیطان کے عظیم ہو گیا سوا اسکے کید شیطان سے بذکر حضرت رحمان نجات ملتی ہے اور مکر عورتون
سے کسی طرح بچاؤ نہین ہوتا اور یہ تو بہ ظاہر ہے کہ شیطان دشمن ظاہری اور عورت بہ پیرایۂ دوستی مین دشمن ہے
لہذا مرد عاقل وہ ہی کہ کسی حال مین انپر اعتماد نہ کرے اور انکے دام فریب مین گرفتار نہو کیونکہ انبیا اور اولیا
اور علما اور عقلا ہمیشہ انکی نکوہش بیان کرتے آئے ہین القصہ جب زلیخا کا فریب عزیز مصر پر کھل گیا تو اسنے کہا یوسف
اعرض عن ہذا یعنے یہ قصہ میرے سامنے مت کہ کہ میری ہتک عزت ہوتی ہے اور زلیخا سے کہا واستغفری لذنبک
انک کنت من الخاطئین یعنے تو بخشوا اپنا گناہ یقین ہے کہ تو ہی گنہگار ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہانتک اس لڑکے کا

عنایت وحفاظت حافظ مطلق قرین حال یوسف علیہ السلام ہوئی اور آنجناب نکوز لیخا سے خائف وترسان ہوکر حجرۂ خاص سے بقصد فرار نکلے اور زلیخا یہ جانتی تھی کہ دروازے سب مسدود ومقفل ہین کہان جا سکتے ہین اسی نظر سے چپکے چپکے پکڑنے کو چلی وہان حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے آگے جاتے تھے سو حضرت یوسفؑ جس دروازے پر پہونچے اُسکو حضرت جبرئیلؑ نے کھول دیا یہان تک کہ ساتوین دروازے پر آئے اب زلیخا نے خیال کیا کہ یوسف علیہ السلام تو ہاتھ سے نکلے جاتے ہین اور یہ تمام محنت ومشقت میری رایگان ہوتی ہے اسی خیال مین دروازۂ ہفتم کھلا اور حضرت یوسفؑ چلے زلیخا نے دوڑکر دامن مبارک پیچھے سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا تو دامن چاک ہو گیا اور حضرت چوکھٹ سے باہر ہوے زلیخا بھی پیچھے لگی آئی اسی وقت قطفیر عزیز مصر آگیا اور معالم مین ہے کہ عزیز مع ابن عم زلیخا دروازے پر بیٹھا تھا بہرتقدیر عزیز نے دونون کو مضطر وپریشان دیکھکر جانا کہ کچھ فساد واقع ہوا ہنوز عزیز نے کلام نہ کیا تھا کہ زلیخا نے پیشدستی سے دلیرانہ کہا اے عزیز مین سوتی تھی یوسفؑ چور کی طرح میرے پاس آیا اور چاہتا تھا کہ تیری امانت مین خیانت کی راہ سے دست درازی کرے سو مین چونک پڑی وہ بھاگا مین اسکے پیچھے دوڑی تو اسکا دامن میرے ہاتھ پڑ گیا عزیز نے کہا اس دعوی کا کوئی گواہ ہے بولی گواہ نہین ہے لیکن مین اپنے دعوی مین صادق ہون بعد اسکے عزیز نے حضرت یوسفؑ سے کہا مین نے تیرے ساتھ کیسے کیسے احسان کیے اور تو نے ان احسانات کے بدلے میرے گھر مین ایسا ارادہ کیا اب تیری سزا یہ ہے کہ قید ہو اُسوقت آنجناب نے فرمایا کہ ہی راودتنی عن نفسی یعنے زلیخا نے خواہش کی مجھسے کہ بدکاری کرون اُس سے ناگزیر مین بھاگا عزیز نے پوچھا کوئی گواہ ہے فرمایا ایک لڑکا رشتہ دار زلیخا کا گھر مین تھا اسکا اظہار لیا جاے معالم التنزیل مین ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو عیب زلیخا کا کھولنا ہرگز منظور نہ تھا لیکن جب زلیخا نے کہا جو کوئی تیرے گھر مین بدی کا ارادہ کرے وہ قید ہو یا کوڑے مارا جاے تب مجبور ہوکر آنجناب نے فرمایا کہ اسنے مجھسے فعل زنا چاہا تھا کہ مین انکار کرکے بھاگا اور شاہد مین اختلاف ہے حسن وقتادہ ومجاہد کہتے ہین کہ ایک مرد حکیم تھا مگر صحیح یہ ہے کہ ایک طفل شیرخوار تھا بعضے کہتے ہین کہ اسکی دایہ کا بیٹا تھا چالیس روز یا تین مہینے کا اور ابن عباسؓ اور سدی کہتے ہین کہ زلیخا کے چچا کا بیٹا تھا بلحاظ کہ اسکو متبنی کیا تھا اور بعضے کہتے ہین ماموں یا خالہ کا بیٹا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ جب شور ہوا تو عزیز مصر کی بہن اپنا لڑکا چار یا سات مہینے کا گود مین لیے ہوے دروازے پر آئی تھی مگر صحیح یہ ہے کہ وہ لڑکا رشتہ دار زلیخا کا تھا کما قال اللہ وشہد شاہد من اہلہا کیونکہ ایسی قرابت کی گواہی واسطے صفائی مدعا علیہ کے زیادہ تر مضبوط ہوتی ہے اور بڑی حجت ہو جاتی ہے واسطے صفائی کے لہذا لفظ اہلہا کلام باری مین واقع ہوا وذلک صحیح جدا اور جو بعضے کہتے ہین کہ ایک لڑکا کسی شخص کا سات دن کا گہوارے مین تھا یہ قول شاذ سعید ابن جبیر وضحاک کا ہے اور یہی روایت عوفی کی ابن عباس سے ہے سو ضعیف ہے بالجملہ اسنے بزبان فصیح وآواز بلند کہا ان کان قمیصہ قد من قبل فصدقت وہو من الکاذبین وان کان قمیصہ قد من دبر فکذبت وہو من الصادقین یعنے اگر ہے پھٹا کرتہ اسکا

اور اپنی گفتگو سے شرمندگی حاصل کو ہین لہذا زلیخانے ایک جشن آراستہ کیا اور ضیافت کی منادی کرائی اور مخدرات
اکابر اور اعیان مملکت کو بتخصیص اُن عورتون کو جو زیادہ تر برسر ملامت تھین بلوایا اور کہلا بھیجا کہ مین اسواسطے
بلواتی ہون کہ یوسف علیہ السلام کو دکھلاؤن اور تم جانو کہ ہین تمسے کسی بات مین دریغ نہین کرتی غرض کہ حسب
بیان ملاحسین واعظ کاشفی چالیس عورتین موافق طلب کے حاضر ہوئین تب زلیخانے اُن عورتون کو جو طعنہ
دیتی تھین سب کے بیچ مین بٹھلایا اور تکیے لگادیے اور ایک ایک چھری اور ایک ایک ترنج یا انار یا گوشت بھنا
ہوا انکے سامنے رکھدیا چنانچہ ارشاد ہوا فلما سمعت بمکرہن ارسلت الیہن واعتدت لہن متکاء واتت کلوا حدۃ
منہن سکینا یعنے جب سنا اُسنے انکا فریب بلا بھیجا انکو اور تیار کی انکے واسطے ایک مجلس اور دی اُنکے ہر ایک کے
ہاتھ مین چھری غرض بعد ترتیب مجلس کے زلیخانے یوسف علیہ السلام کو خلوت مین بلاکر عرض کیا کہ آج میرا
ایک کہنا مانو پھر کبھی نمانتا ہرچند کہ امتثال ایسے امر کا موجب ذلت تھا الا بنظر اسکے کہ اور گنا ہون سے بچونگا حضرت
یوسف نے فرمایا کہ اگر گناہ نہوگا تو فرمان برداری کرونگا زلیخانے کہا کہ عورتین مجکو طعنہ دیتی ہین کہ غلام کیا ایسی لیاقت
رکھتا ہی جو زلیخا اُسپر فریفتہ ہوئی ہے سو مین چاہتی ہون کہ تمکو انپر ظاہر کرون تاکہ وہ بھی جانین کہ مین مجبور ہون سو میری
درخواست یہہ کہ جب مین تمکو طلب کرون تو آفتابہ اور طشت لیکر بلا نقاب نکل آؤ حضرت نے قبول فرمایا تب
زلیخانے پہلے حضرت کو نہلایا اور بال دھوئے اور انکو جواہرات سے گوندھا اور تاج طلائی مرصع کو سر مبارک
سے زینت اور سرفرازی بخشی اور پیراہن زر دوزی تن سراسر نور پر پہنایا اور کمر بند طلائی کمر نازک سے باندھا
ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہکر بولی ؎ پردۂ شرم دگر از رخ گلگون بردار ٭ باز در حسن من جان شعلۂ
بے باک انداز ٭ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام خلوت خانے سے عورتون کے روبرو تشریف
لائے تو زلیخانے کہا ؎ آن گل کہ برافروختہ روی چمن انیست ٭ شمعی کہ زدہ آتش بہزار انجمن انیست ٭ گیسوی
بسیہ نافہ کشا چشم بلاخیز ٭ مشک ختن انیست وبہار ختن انیست ٭ اسوقت وہ عورتین چھری سے ترنج
کاٹ رہی تھین جو نہین آفتاب نور یوسفی سپہر جلالت سے چمکا سب عورتین بیہوش ہوگئین کہ عقل جاتی
رہی اور گویا بزبان حال یون مترنم تھین ؎ آتش بدل فتد رخ تابان اگر انیست ٭ سررشتۂ جان تاب خورد
گر کمر انیست ٭ اور اس بیخبری مین سب کے ہاتھ کٹ گئے ترنج کی مطلق خبر نرہی اور اسحال مین حضرت یوسف
علیہ السلام فرماتے تھے یہہ کیا کرتی ہو اور زلیخا ہنستی تھی اور ہر ایک عورت کی زبان اس مضمون سے مشغول
تھی ؎ تا برکشید جنبش ابروی یار تیغ ٭ خوردم بروے تیغ من دلفگار تیغ ٭ ہر جا سریست در تہ شمشیر
ناز تست ٭ محراب سجدہ گشت درین روزگار تیغ ٭ پیدا کنم ز نہر سرو گردنے دگر ٭ ہر جا کہ زیب دست کند
این نگار تیغ ٭ اور زلیخا حضرت یوسف سے مخاطب ہوکے کہتی تھی ؎ شمشیر ناز بر دگران می کشی بکش ٭ آلودہ
کن بخون من دلفگار تیغ جب بعض عورتون کو فی الجملہ ہوش آیا تو زلیخانے کہا کیا ہوگیا تھا جو ایک ہی
جلوے مین از خود رفتہ ہوگئین وائے برحال من کہ مین سات برس سے اس صورت کی عاشق ہون اور

کلام ہے اور مراد اسکی بخشوانے گناہ سے یہ ہے کہ اپنے شوہر کی خوشامد کرتا تجھے عقاب نہ کرے کیونکہ تونے خیانت کی اپنے شوہر کی اور ایک جوان کو تونے اپنے نفس کیواسطے پھسلایا تو خطاوار ہے اور تفسیر زاہدی مین ہے کہ عزیز نے زلیخا سے کہا کہ تو یوسفؑ سے معذرت کر کہ یہ غریب ہے اور تونے اسکو آزردہ کیا اور آزردگی غریب کی بہتر نہین تفسیر تیسیر مین لکھا ہے کہ اگرچہ زلیخا مشرکہ تھی مگر خالقیت حق کا اقرار رکھتی تھی اور پرستش اصنام بنا بر قربت حق کرتی تھی اور اسکے دین مین رسم استغفار جاری تھی اس سبب سے نسبت استغفار جانب زلیخا درست ہے القصہ اس معاملے کا چرچا عورتون مین ہوا کہ زلیخا حضرت یوسفؑ کو پیار کرتی ہے اور اصل یہ ہے کہ اہل مصر مین یہ قصہ مشہور ہوگیا یہانتک کہ عورتین اپنے گھرون مین بیٹھکر چرچا کرتی تھین کہ زلیخا اپنی مراد غلام سے حاصل کیا چاہتی تھی غلام نے انکار کیا چنانچہ ایک دن بارہ عورتین اکابر مملکت سے یا چودہ یا چھ یا چار اور بعضے محققین نے پانچ بیان کی ہین ایک خزانچی کی یا داروغہ دواب کی عورت دوسری ساقی کی تیسری نان پز کی چوتھی حاجب کی پانچوین داروغہ محبس کی اور مقاتل کے نزدیک یہ پانچون عورتین اشراف مصر کی تھین اور عین الشمس یہ کہ ایک جگہ ہے مصر مین آپسمین بیٹھی ہوئی ادھر ادھر کی باتین کرتی تھین اسی مذاکرہ مین حضرت یوسفؑ کا بھی ذکر آیا ایک نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کی کیا ہی پیاری صورت ہے دوسری نے کہا کیا خوب بدن ہے تیسری نے کہا کیا اچھی باتین ہین چوتھی بولی کیا خوب رفتار ہے پانچوین نے کہا نسب بھی بہت افضل ہے یعنے حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹا ہے اور بالفعل تمام عالم مین حضرت یعقوب علیہ السلام سا پارسا نہین ہے بعد اسکے کہنے لگین کہ اور ایک عجیب بات سنو کہ زلیخا اپنے شوہر کو چھوڑ کر اسی پر فریفتہ ہے چنانچہ ارشاد ہوا وقال نسوة فی المدینة امرأة العزیز تراود فتٰها عن نفسه قد شغفها حبا انا لنراها فی ضلال مبین یعنے کہنے لگین کئی عورتین اس شہر مین عزیز کی عورت خواہش کرتی ہے اپنے غلام سے اسکا جی تھامنے سے بتحقیق فریفتہ ہوگئی اسکی محبت مین ہم تو دیکھتے ہین کہ وہ بھٹکی ہے صریح یعنے غلام اس قابل کیا ہوگا جس سے ایسا ارادہ کرتی ہے اور حقیقۃً اس گفتگو سے مقصود یہ تھا کہ شاید ایسی باتون سے دیدار یوسفؑ ہمارے بھی نصیب ہو کیونکہ جب یہ معاملہ پیش آیا اور بگواہی شیرخوارہ پاکدامنی یوسف صدیقؑ ظاہر ہوئی تو زلیخا نے حضرت یوسفؑ صدیق سے بہت معذرت کی اور شکایت سے پیش آئی اور حضرت یوسفؑ کو اغیار سے پوشیدہ رکھنا شروع کیا عورتین مصر کی مشتاق جمال ہو کر از روے حسد کلمات ملامت آمیز کہنے لگین کہ زلیخا بڑی بیحیا ہے جو غلام سے اپنی مراد چاہتی ہے اسپر طرفہ تر یہ ہے کہ غلام اس سے نفرت کرکے دمسازی اور ہمرازی سے انکار کرتا ہے کہ اگر زلیخا اپنی صورت دکھلاتی ہے تو وہ آنکھین بند کر لیتا ہے اور جو زلیخا اشتیاق سے روتی ہے تو وہ ہنستا ہے بیشک زلیخا کا حسن و جمال اسکے ناپسند ہے اگرچہ یہ باتین عورتون نے پوشیدہ کی تھین الا زلیخا کو خبر پہونچی تو اسکو بہت ہی رنج ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگی کہ اگر سکوت کرتی ہون تو یہ سب خیرہ ہوئی جاتی ہین اور جو کسی اور طرح سے پیش آتی ہون تو غالبًا انکار کرینگی اور جو کچھ سیاست کرتی ہون تو بڑی رسوائی ہے اب مناسب یہ ہے کہ ایسا حیلہ کرون جس سے انکے دل پس جائین اور زبان بند ہو جاے اور ہاتھ کٹ جائین

تیری زیادہ ہوگی اور جو اسکی موافق مرضی کے نہ کریگا تو ذلیل و خوار ہوگا اور قید کیا جائیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ اختیار زندان یوسف علیہ السلام نے اسی دم سے اپنے دلمین قائم رکھا تھا جب زلیخا نے یہ کہا تھا کہ اگر میرا کہنا نکریگا تو قید کرونگی فعلی ہذا التقدیر کان الدعاء منہا خاصۃ ولکن اضافہ الیہن خروجا من التصریح الی التعریض اور بعضے کہتے ہین کہ سب عورتون نے حسن یوسف علیہ السلام دیکھکر خواہش کی تھی اُسپر آنجناب نے نسبت سب کی طرف فرمائی القصہ اللہ جل شانہ نے دعا حضرت یوسفؑ کی قبول فرمائی اور فریب عورتون سے بچایا یعنے جب عورتون نے زلیخا سے کہا کہ ہمنے ہر طرح سے یوسفؑ کو سمجھایا پر اسنے کسی طرح قبول نہ کیا اب مصلحت یہ ہے کہ چند روز اسکو قید کر شاید ریاضت و محنت سبب تابعداری کا ہوجاے اور اس نعمت و راحت کو یاد کرکے اطاعت کرے بسبب اسکے زلیخا نے یہ صلاح پسند کی اور عزیز سے کہا کہ مین اس غلام کے سبب سے سخت بدنام ہوئی سو تو اسکو قید کر تاکہ لوگون پر اسکا قصور ظاہر ہو اور مین ملامت خلق سے محفوظ رہون عزیز نے اس باب مین اپنے دوستون سے شوری کیا تو سب نے زلیخا کے موافق کہا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ثم بدا لہم من بعد ما رأوا الآيات ليسجننه حتى حين یعنے پھر یون سوجھا لوگون کو وہ نشانیان دیکھنے پر کہ قید رکھین اسکو ایک مدت یعنے جبتک عورتون کا کہنا سننا بند ہوجاے اور ابن جبیر کے نزدیک حین سے مراد چھ مہینے ہین اور کلبی کے نزدیک پانچ برس اور عکرمہ کے نزدیک سات برس کذا فی المعالم روایت ہے کہ عزیز نے اپنے ندیمون سے کہا کہ میرے نزدیک اگرچہ خوب ثابت ہے کہ اس مقدمے مین زلیخا کا قصور ہے لیکن وہ میری زوجہ ہے لہذا چاہتا ہون کہ گناہ زلیخا یوسفؑ پر ڈالون ایک شخص نے کہا کہ پھر آپ کی تجویز کیا ہے بولا کہ مین زلیخا کو سزا دیا چاہتا ہون اور کوئی سزا سخت تر حجاب سے نہین ہے اور حجاب بلا قید نہین ہوسکتا لہذا یوسفؑ کو قید کرونگا اسوقت کسی شخص نے کہا کہ یہ بات تو انصاف سے بعید ہے عزیز نے کہا تم جانتے ہو کہ یوسفؑ میرا غلام ہے اور غلام کے معاملے مین انصاف اور غیر انصاف کو کچھ دخل نہین ہے دیکھو خداوند تعالی کا بھی یہی معاملہ ہے کہ اپنے بندون کے ساتھ جو چاہے فرماوے یعنے چاہے مطیع کو دوزخ مین ڈالے اور عاصی کو بہشت مین پہونچا دے کسی کو مقام چون و چرا نہین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ عزیز نے کہا کہ یوسفؑ کا دور رہنا زلیخا سے چندے بہتر و مناسب وقت ہے ورنہ آتش شوق زلیخا پھر بھڑکے گی تو بجھانا اسکا دشوار ہوجائیگا لہذا قید کرنا یوسفؑ کا مصلحت ہے اور سدی فرماتے ہین کہ زلیخا نے عزیز سے کہا کہ اس غلام عبرانی نے مجکو لوگون کے روبرو اس قول سے کہ ہی راودتني عن نفسي نہایت رسوا و ذلیل کیا ہے سو تو دو باتین کر یا مجکو اجازت دے کہ مین گھر سے نکلکر لوگون سے عذر کرون اور صفائی حاصل کرون یا کہ تو یوسفؑ کو قید کر کہ لوگون پر اسکا قصور ظاہر ہوجاے کذا فی المعالم اور انیس العاشقین مین یہ روایت لکھی ہے کہ جب زلیخا کا ارادہ ہوا کہ یوسفؑ کو قید کرون تو ملک ریان کے پاس گئی اور بادشاہ نے ایک مکان آہن و مس کا مرصع بجواہر اپنی نشست کا تیار کیا تھا اسکی چار دیواری پر ایسا صیقل کرایا تھا کہ آنے جانے والون کی صورت دکھائی پڑتی تھی جب زلیخا اس مکان کے قریب تر ہوئی تو اسکی صورت بھی بادشاہ نے دیکھ لی چوبدارون سے فرمایا کہ عورتون کی سردار آتی ہے استقبال کرکے لاؤ

ابتک تندرست ہون تب عورتین شرمندہ ہو کے کہنے لگین کہ یہ تو کوئی فرشتہ ہی یا پری زلیخا نے کہا نہ پری ہے نہ فرشتہ یہ شخص وہی ہی جسکو مین پھسلایا چاہتی تھی اور یہ محفوظ رہا اور وہی ہی یہ غلام جسپر تم ملامت کرتی تھین چنانچہ ارشاد ہوا فلما رأینہ اکبرنہ وقطعن ایدیہن وقلن حاش للہ ما ہذا بشرا ان ہذا الا ملک کریم ط قالت فذلکن الذی لمتننی فیہ ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم یعنے پھر جب دیکھا اسکو دہشت مین آگئین اسکی اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگین حاشا للہ نہین یہ شخص آدمی یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ بولی یہ وہی ہے کہ طعنہ دیا تمنے مجکو اسکے واسطے اور مین نے چاہا اس سے اسکا جی پھر اسنے تھام رکھا تو عورتون نے کہا ای زلیخا ہمکو بڑی ندامت ہی جو ہمنے تجکو ملامت کی اور ہمنے بڑا گناہ کیا جو تجکو خطا کار سمجھے زلیخا نے جب عورتون کو اپنا ہمراز اور ہمدم پایا تو اپنا راز دلی اُنسے بیان کرکے کہا کہ اس معاملے مین تم سب میری غمخواری کرو اور اس حادثہ مین مددگاری اور مین دیکھتی ہون کہ اب کام لطف اور نرمی سے نہین نکلتا ہی ناچار سخت گیری کرونگی چنانچہ اللہ صاحب نے فرمایا ولئن لم یفعل ما آمرہ لیسجنن ولیکونا من الصاغرین یعنے مقرر اگر نہ کریگا جو مین اسکو کہتی ہون البتہ قید مین پڑیگا اور ہوگا بیعزت تنبیہ صاحب وسیط جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام ایک روز میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ صاحب سلام کہتے ہین اور فرماتے ہین کہ اے محبوب الٰہی یوسف علیہ السلام کا حسن مین نے نور کرسی سے عطا کیا اور تمکو نور عرش سے وما خلقت خلقا احسن منک حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال تھا وجود مین اور آنحضرت کا کمال تھا شہود مین جمال یوسفؑ سے ہاتھ کٹے کمال محمدیؐ سے کافرون کے زنار ٹوٹے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ زنان مصر نے ایک جلوہ یوسفؑ مین ہاتھ کاٹ ڈالے اگر میرے محبوب کو دیکھتین تو دل اپنے کاٹ ڈالتین بالجملہ وہ عورتین دست بریدہ اور گریبان دریدہ رخصت ہوکر اپنے اپنے گھرون کو گئین وہ عورتین جو کہ چرب زبان اور شیرین بیان تھین زلیخا کے پاس رہ گئین کہ ہم مواصلت کی تدبیر کرینگے چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام وہانسے پھرے تو عورتین بھی پیچھے لگی ہوئی چلی آئین ایک نے اپنے طور پر حضرت سے زلیخا کے باب مین سفارش کی اور دوسری نے دھمکایا تو حضرت یوسفؑ نے تنگ ہوکر کہا کہ رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ والا تصرف عنی کیدہن اصب الیہن واکن من الجاہلین یعنے ای رب مجکو قید پسند ہے اس بات سے جس طرف مجکو بلاتی ہین اگر تو دفع نہ کرے انکا فریب مجھ سے تو مائل ہو جاؤن انکی طرف اور ہو رہون بے وقوف حاصل یہ ہے کہ مین سخت عاجز ہون کہ اسی باعث سے قید مجکو پسند ہے تاکہ محفوظ رہون انکی صحبت سے اور اگر تو مجکو پناہ عصمت مین نہین لیتا تو مین متوجہ ہوتا ہون طرف انکے اور قبول کیے لیتا ہون انکا کہنا اور نادان ہوا جاتا ہون روایت ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ کلام اسوقت کہا ہی جبکہ وہ عورتین مجلس مین موجود تھین اور زلیخا بے پروائی یوسفؑ بیان کر رہی تھی اور عورتین آنجناب کو ملامت کرتی تھین کہ تو کس سبب سے اپنی سیدہ کو راضی نہین کرتا اور آرزوے دل اسکو نکالنے نہین دیتا اور اس گفتگو کو گاہے بلطف ونرمی کہتی تھین اور گاہے بخشونت ودرشتی یعنی اگر اپنی مالکہ کو راضی کریگا تو معزز وممتاز رہیگا اور قدر ومنزلت

متوجہ ہو کر کہا کہ اب تم لوگ آگاہ ہوے یا نہین سب اپنے قصور فہم کے معترف ہوے اسی طرح مومن عاصی کا حال ہے
کہ بعد حساب وکتاب ملائکہ عذاب اسکو دوزخ مین لیجا ئینگے اور خازن سے کہینگے کہ اسکو تکلیف مین رکھ مالک
اسکی پیشانی مین نور ایمان دیکھکر تعذیب مین تامل کریگا زبانیہ دوزخ اعتراض کرینگے مالک فرمائیگا مین اس
شخص مین کوئی علامت دوزخیون کی نہین پاتا کیونکر عذاب کرون مین جانتا ہون کہ یہ دوزخ مین بنا بر
تادیب آیا ہے نہ برائے تعذیب ایسی حالت مین حکم صادر ہوگا کہ مقصود عتاب ہے نہ عقاب اور مطلوب تہذیب
ہے نہ تعذیب لطیفہ ایک عاشق زار کہتا تھا کہ اگر بروز حشر نار مین بھیجین اور مین ایسا ہی رہون جیسا ہون
تو وہ کام کرون کہ بہشتی میرا تماشا دیکھنے آوین یعنے پہاڑ پر چڑھکر پکارونگا یا حنان یا منان اے اہل جنت جہان
تم ہو بالکل ناز ونعمت ہے اور جہان مین ہون بالکل جمال ورحمت ہے یہان آؤ تو نعمت فراموش کرو سے
بہشت طلعت آن یار مہوش است مرا ॥ بہشت بے رخ او عین آتش است مرا ॥ غرض وصال تو باشد بہر کجا
کہ روم ॥ اگرچہ آتش دوزخ بود خوش است مرا ॥ اور بعضے کہتے ہین کہ بقید اسواسطے ہوئی کہ اس لغزش
قدم سے جو ازار نبکیوپنے مین صادر ہوئی تھی پاک ہو جاوین اور حضرت ابن عباس سے معالم مین نقل
کیا ہے کہ تین باتین حضرت یوسف علیہ السلام سے صادر ہوئین اُسپر تین سزائین ہوئین ایک ہم زلیخا کہ اس کی
سزا قید تجویز ہوئی دوسرے درخواست سفارش ساقی سے کہ اُسپر ایام قید زیادہ ہو گئے تیسرے اپنے
بھائیون کے حق مین کہلایا انکم لسارقون اور بھائیون نے وقت پر جواب دیا ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل
القصہ جب آنجناب علیہ السلام بحکم زلیخا محبس مین بھیجے گئے اور زلیخا سے جدا ہوے تو زلیخا فراق یوسف
سے محزون وغمگین رہتی اور اپنے فعل پر نادم وشرمگین کہ اکثر شوق لقا مین زار زار روتی اور حسرت
وافسوس کے طمانچے اپنے منھ پر مارا کرتی چنانچہ بروایت ضعیف مشہور ہے کہ جب زلیخا صعوبت فراق سے
بیقرار ہوتی اور تواتر زخم ہجران سے دل افگار تو حضرت یوسف علیہ السلام کو صحن زندان مین نکلوا کر ضربات چوب
محبت واتحاد سے تکلیف دلواتی اور نالہ وفریاد کی آواز سے دل کو تسکین دیتی تھی اور جب کوئی شخص اس
حرکت پر طعنہ دیتا تو کہتی مجبور ومعذور ہون کیونکہ جب دیدار محبوب سے مسرور نہین ہوتی تو صدا اسے نالہ
وزاری سے دل بے قرار کو سمجھا لیتی ہون اگرچہ یہ روایت ظاہرا ضعیف وبے اعتبار ہے مگر ایک مثال بندۂ
مومن کے واسطے ہے کہ اسی طرح خالق کبریا جل جلالہ ارواح مومنین کو زندان دنیا مین رکھکر بمقتضاے
یحبہم ویحبونہ اظہار محبت والفت فرماتے ہین اور جب بسبب حجابات آب وخاک ملاقات صوری وظاہری
نہین ہوتی تو نشیان قضا وقدر سے فرماتے ہین کہ انکو ہمیشہ خشیانت خوف وجوع اور نقصان نفوس وثمرات اموال
واولاد واثمار سے ادب دو تاکہ بنالہ وزاری میرے حضور مین حاضر ہون کہ مین انکی نالہ وزاری سے خوش
ہوتا ہون کہ انین المذنبین احب الی من تسبیح المقربین وقال تعالے شانہ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف
والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات یعنے البتہ ہم آزمادینگے تمکو کچھ ایک ڈر سے اور بھوکھ سے

بقول بعضے ملک ریان اور زلیخا سے کسی طرح کی قرابت بھی تھی سو ملازمان شاہی نے باعزاز و تکریم زلیخا کو بادشاہ
کے حضور مین پہونچایا بادشاہ نے کمال تعظیم سے ایک کمرۂ خاص مین بٹھلایا اور حال پوچھکر سبب پریشانی سے استفسار
کیا زلیخا نے عرض کیا کہ شاید موجب سراسیمگی سے آپ کو اطلاع نہین ہے بادشاہ نے کہا مجھے خبر نہین تم بیان کرو
زلیخا نے کہا اس غلام عبرانی سے مجھکو متہم کرتے ہین بادشاہ نے کہا پھر کیا چاہتی ہے زلیخا نے کہا درخواست یہ ہی
کہ آپ اپنے حکم سے اسکو قید فرمادین بادشاہ نے قبول کیا پھر بعد تامل زلیخا نے کہا کہ اگر بحکم شاہی یہ غلام
محبوس کیا جائیگا تو عوام و خواص یہ کہینگے کہ اگر یہ بات سچ نہ تھی تو بادشاہ نے کیون قید فرمایا بہتر یہ ہی کہ مجھے
اجازت ہو جاے کہ مین قید کردون کہ اسمین عوام لوگ جانینگے کہ یہ تہمت محض تھی ورنہ کوئی دوست دوست کو
قید نہین کرتا بادشاہ نے فرمایا بہتر اور خوب تو ہی قید کر چنانچہ زلیخا اجازت حاصل کرکے مکان پر آئی اور حضرت
یوسف علیہ السلام کو طلب کرکے کہا اے یوسفؑ اب بھی کچھ نہین گیا ہے میرا کہنا کر تاکہ قید سے محفوظ رہے فرمایا اس خیال
سے درگذر اور اپنی آرزو کو دل سے دور کر مین ہرگز خلاف مرضی خدا ان شاءاللہ نہ کرونگا ناچار زلیخا نے باطوق و زنجیر
محبس مین بھیجا جسوقت حضرت یوسفؑ اس کیفیت سے شہر مین نکلے تو اہل شہر کو نہایت تاسف ہوا اور زبان
مبارک پر جاری تھا حسبی اللہ نعم الوکیل حضرت جبرئیلؑ نے اسوقت پیغام دیا کہ یہ قید تمھاری آرزو سے
ہوئی تمنے کیون قید مانگی کہ رب السجن احب الی الخ اس مقام مین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ رحم کرے بھائی یوسفؑ پر کہ اسنے خدا سے قید مانگی سلامتی کی دعا کیون نکی فائدہ اس مقام سے واضح ہوا کہ
آدمی کو دنیا کے رنج و غم سے صبر کرنا لازم ہی گھبرا کر اپنے حق مین بد بات کی درخواست خدا سے نہ کرے گو وہی ہوگا
جو قسمت مین لکھا ہے کشف الاسرار مین ہی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے قدم مبارک اپنا محبس مین رکھا فرمایا
بسم اللہ والحمد للہ علی کل حال روایت ہی کہ محبس مین ایک درخت خشک مدت دراز سے تھا اسکے نیچے آپ عبادت
کرنے لگے کہ وہ درخت سرسبز ہو گیا قیدیون نے جانا کہ یہ شخص کامل ہے سب معتقد ہوے اور حضرت کی
تواضع یہ تھی کہ ہر روز صبح کو تمام قیدیون کی خیر و عافیت دریافت کرتے اور جو کوئی بیمار ہوتا اسکی عیادت
فرماتے اور تندرستون کو نصیحت ایکدن قیدیون نے باصرار تمام آپکا نسب دریافت کیا تو آپ نے بیان کیا اس سے اور
بھی گرویدہ ہوے روایت ہی کہ زلیخا نے لوگون کے روبرو داروغہ سے کہدیا کہ اس غلام کو تکلیف مین رکھنا اور علحدہ
طلب کرکے کہا کہ اسکو تکلیف ندینا اسکی قید صرف تادیبًا ہی نہ تعذیبًا داروغہ نے آنجناب کو ایک مکان مکلف مین
رکھا اور کمال لطف و عنایت کرنے لگا قیدیون نے اور بھی مددگارون نے داروغہ سے پوچھا کہ قیدی سے ایسی
باتین کرنا خلاف حکم ہی داروغہ نے کہا مین اس قیدی کی پیشانی نورانی سے ایسا معلوم کرتا ہون کہ اس سے کوئی
جرم لائق عقوبت صادر نہین ہوا ہے بلکہ واسطے تہذیب کے یہان آیا ہی اور جب صرف تہذیب مقصود ہی تو اسکی تعذیب
کیا چاہیے اسی اثنا مین چوبدار شاہی نے امیر زندان سے بآواز بلند کہلاے مالک مجلس بادشاہ کا حکم ہے کہ یوسفؑ
کو نہایت تعظیم سے رکھنا اسکو تکلیف نہونے پائے خبردار خلاف حکم مین سزا ہوگی داروغہ نے سب لوگون سے

پڑھکر ثواب بخشا کرے اور جو لوگ انکے دوست یا قریب ہون اُنسے محبت و تفقد اختیار کرے اور جسطرح والدین
انکے ساتھ سلوک کرتے تھے یہ بھی حتی الوسع و الامکان جاری رکھے کہ اسمین بر والدین تمام ہوتا ہی چنانچہ اللہ صاحب
سورۂ بنی اسرائیل مین فرماتے ہین فلا تقل لہما اف ولا تنہرہما وقل لہما قولا کریما واخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ
وقل رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا یعنے تو نہ کہہ انکو اف اور نہ جھڑک انکو اور کہہ انکو بات ادب کی اور جھکا دے انکے
روبرو کندھے عاجزی کرکے پیار سے اور کہہ اے رب اُنپر رحم کر جیسا کہ پالا انھون نے چھوٹا مجکو اور اسی طرح
سورۂ بقر مین فرماتے ہین ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا یعنے والدین کے ساتھ احسان عظیم بجا لانا
چاہیے کہ جامع ہو اور یہ احسان تین طرح کا ہوتا ہے اول ترک ایذا قولاً وفعلاً دوسرے خدمت کرنا مال او بدن
سے تیسرا اُسوقت حاضر ہونا جسوقت بلاوین قسم اول واجب مطلق ہی ولہذا اسکے ترک مین عقوق شنیع لازم آتا ہی
چنانچہ یوسف علیہ السلام کے اور بھائیون سے صادر ہوا بعد اسکے توبہ نصیب ہوئی اور حضرت یعقوبؑ نے
بھی معاف فرمایا قسم دوسری مشروط باحتیاج ہی اور موقوف ہی لڑکے کی قدرت پر پس اگر والدین کو احتیاج نہین یا
یہ شخص قدرت نہین رکھتا تو واجب نہین ہی قسم تیسری بھی مشروط ہے وہ یہ ہی کہ حاضر ہونے مین کوئی مفسدۂ شرعی پیدا
نہ ہو جاوے اگر ایسا گمان ہے تو واجب نہین لیکن اگر والدین ترک نوافل کا حکم کرین اور کہین کہ میری خدمت مین حاضر
ترک نوافل واجب ہی اور اگر فرماوین کہ واجب یا فرض کو ترک کر تو اتباع انکی لازم نہین اور اگر سنت موکدہ کے
ترک پر اصرار کرین تو اصح یہ ہی کہ ایک دوبار ترک کرکے اطاعت انکی کرے مگر زیادہ اس سے نہین جائز اسی طرح
اگر جھوٹھ بولنے کو یا چوری کرنے کو فرماوین تو اتباع لازم نہین پس حضرت یوسفؑ کا خواب کہدینا بھائیون سے
اسی قسم مین تھا اور بظاہر کوئی امر خلاف شرع نہوا تھا لیکن حسنات الابرار سیات المقربین بالجملہ حق تعالےٰ نے
احسان والدین کو اپنی عبادت کے بعد فرمایا ہی اور انکے حقوق کو ہمدوش اپنے حق کے گردانا ہے چنانچہ ارشاد
ہوا ہی وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا یعنے حکم دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اسکے سوا
اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور یہ بات کئی وجہ سے معلوم ہوتی ہی اول یہ کہ ماں باپ جس طرح سبب پرورش
اور تربیت اپنی اولاد کے ہوتے ہین اسی طرح سبب وجود اولاد بھی ہین اور یہ دونون فیض ایجاد الٰہی کا واسطہ
پڑتے ہین اور سوا ماں باپ کے اور کوئی یہ مرتبہ نہین رکھتا کیونکہ اگر کوئی اور شخص سبب پرورش اور
تربیت واقع ہوتا ہے تو سبب وجود ہرگز نہین ہوتا پس کسی شخص کا انعام بعد از انعام خدا انسے زیادہ نہین ہے
دوسری یہ کہ انعام والدین کا کمال مشابہ ہی انعام الٰہی سے جسطرح خداوند تعالیٰ عوض نہین چاہتا اسیطرح والدین
بھی عوض نہین چاہتے بخلاف انعام اور لوگون کے کہ البتہ مخلوط بالغرض ہوتا ہی تیسری یہ کہ جس طرح
خداوند تعالی اپنے بندے پر انعام مین ملال نہین کرتا اگرچہ بندہ گنہگار اور نافرمان بردار ہو اسی طرح والدین
انعام فرزند مین ملول نہین ہوتے یعنے شفقت اور خیر خواہی سے باز نہین آتے اگرچہ اولاد ناخلف ہو چوتھی
یہ ہے کہ والدین کو کمال مشابہت ہی جناب واحد حقیقی سے کہ جسطرح مرتبہ خدائی مین سوا ذات پاک الٰہی اور کوئی

اور نقصان اموال اور جانون اور میوون سے ؎ چون مرغ سحر از غم گلزار بنالد ؛ از غم دل دیوانہ من زار بنالد ؛ آن دوست نگوئید کہ از دوست برنجد ؛ وان یار مخوانید کہ از یار بنالد ؛ فائدہ اس آیۃ قال رب السجن احب الی سے کئی فائدے نکلے اول معلوم ہوتا ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ قید بصدق دل چاہی تھی کیونکہ لفظ قال صریح دلیل صدق ہی اور لفظ زعم دلیل کذب کما جاء فی قولہ تعالے زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا قل بلے وربی لتبعثن یعنے کفار کے قول پر جو کذب تھا زعم ارشاد ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین قل کہ سراسر صدق تھا دوسرا معلوم ہوا کہ قید زندان زنا سے بہتر ہے اگر ایسا نہوتا تو یوسف علیہ السلام اسکو طلب نکرتے تیسرا یہ کہ خدا سے ہرگز بلا و محنت کا سوال نکرنا چاہیے بلکہ دائما عافیت چاہیے گو اس بلا کو آنجناب چندروزہ سمجھے تھے مگر اپنی سمجھ کام نہین آئی جو تھا حضرت یوسفؑ نے بہ نیت خالص رنج اٹھایا اللہ نے ضایع نہین کیا اسی طرح جو کوئی راہ خدا مین رنج اٹھاوے قیامت کے دن راحت پاویگا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دو چیزین عجیب اللہ سے مانگین ایک تو عین نعمت و دولت مین قید چاہی دوسرے حالت سلطنت و بادشاہت مین موت کما قال توفنی مسلما والحقنی بالصالحین فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام سے پانچ زلتین صادر ہوئین کہ حقیقۃ ترک احسن و اختیار حسن لازم آیا اور معنی زلت کے یہ ہین کہ فعل مباح کا قصد کیا اس مین فعل ناجائز ہو گیا مگر اس فعل پر بعد صدور و وقوع استقرار نہین ہوا اور نہ قصد فعل حرام کا تھا مگر صادر ہو گیا جسطرح قتل قبطی حضرت موسی علیہ السلام سے پہلی لت و لغزش قدم اول یہ ہوئی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا لاتقصص رؤیاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب اپنا بھائیون سے فرمادیا اگرچہ خواب کے نہ بیان کرنے مین مفسدہ شرعی تھا یعنے کذب کا عیب لگتا تھا اور جس مقام مین مفسدہ شرعی پیدا ہوتا ہو وہان اتباع والدین ضرور نہین ہی اور حکم بھی یون ہی ہی مگر پیغمبرون کا مرتبہ از بس عالی ہی احکام بھی انکے سخت تر ہین کما قیل ع نزدیکان را بیش بود حیرانی اب پوشیدہ نرہے کہ احادیث صحیحہ مین طریقہ احسان والدین کے ساتھ یون آیا ہی کہ تہ دل سے انکو دوست رکھے و رفتار و گفتار و نشست و برخاست مین کوئی دقیقہ دقائق ادب سے فروگذاشت نہ کرے مثلا رفتار مین آگے انکے نہ چلے اور آگے انکے نہ بیٹھے اور گفتگو مین نام لیکر نہ پکارے اور نہ بلاوے بلکہ الفاظ تعظیمیہ اختیار کرے جسطرح یا سیدی و یا ابی و یا امی اور انکو گالی نہ دے اور برا نہ کہے مراد گالی دینے سے یہ ہی کہ جب کوئی کسی کے والدین کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اسکے والدین کو جو کچھ جی مین آتا ہی سو کہتا ہی اس صورت مین یہ شخص گویا اپنے مان باپ کو آپ گالی دے رہا ہے اسیطرح خدمت مین نہایت کوشش کرے جہانتک کہ مقدور ہو اور قول و فعل مین انکی خوشنودی کا قصد رکھے اور اپنے مال و اسباب و رشئے نفیس سے جو کہ انکے کام آوے کبھی دریغ نہ کرے اور بعد موت کے وصیت جاری کرنے مین مصروف بدل ہو اور دعاے نیک مین یاد رکھے اور اللہم اغفرلی ولوالدی پڑھا کرے اور ہمیشہ صدقات و خیرات کا ثواب پہونچایا کرے اور ہر جمعہ کو انکی قبر کی زیارت کیا کرے اور سورہ یس

بیان زلتہا سے یوسف علیہ السلام

بیان تعظیم والدین

سلوک کرے نیک مین بھی اسکے ساتھ سلوک نیک کرتا ہون اور جو بدسلوکی کرے مین بدسلوکی کرتا ہون **فائدہ** رحم
کے معنی برادر پروری سو فرمایا کہ یہ لفظ رحمن سے نکلا ہے یعنے جو حرف رحم ہین ہین وہ رحمان ہین ہین پھر فرمایا جو
برادر پروری کریگا اُسپر ہین کرم کرونگا اور جو برادر پروری نکریگا خدا اُسپر کرم نہ کریگا ہذا ما رواہ البخاری
ومسلم فی الصحیحین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ اور مصلحت عقلی بھی منقاضی ہے کہ آدمی اپنے اقارب سے
حسن سلوک اختیار کرے کیونکہ انسان کو شادی وغم مین ہمیشہ احتیاج انکی طرف پڑتی ہے بلکہ بلا اعانت وامداد اکثر
امور کا سرانجام نہین ہوسکتا نقل ہے کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آیا اور اپنے والدین
کی شکایت کرنے لگا کہ مجپر ظلم کرتے ہین فرمایا انکے ظلم پر صبر کرنا لازم ہے پھر ایک شخص اور آیا اُسنے کہا
کہ واسطے گناہ کبیرہ کے کیا عمل کرون فرمایا اپنے مان باپ کی خدمت کیا کر اُسنے کہا وہ تو مرگئے فرمایا کوئی شخص
تیرے والدین کی طرف کا باقی ہے اُسنے کہا خالہ میری زندہ ہے فرمایا اسی کی خدمت کیا کر کہ الخالۃ بمنزلۃ الام
یعنے خالہ بجاے مان کے ہے جاننا چاہیے کہ اہل قرابت دو قسم ہین ایک تو وہ جو قرابت اور محرمیۃ دونون
رکھتے ہین جسطرح چچا ماموں خالہ پھوپھی واولاد اخ واخوات احسان ان کے ساتھ فرض ہے تارک اسکا
گنہگار دوسرے وہ جو اہل قرابت ہین جنکو محرمیۃ نہین ہے جس طرح بنی اعمام وعمات وبنی اخوال وخالات
احسان انسے سنت مؤکدہ ہے لیکن بمعنے امداد واعانت اور احسان بمعنے ترک ایذا سب خلق کی نسبت فرض ہے
بلکہ جملہ مسلمانون اور کافرون سے کما قال تعالی وقولوا للناس حسنا یعنے آدمیون سے نیک بات کہو جس مین
دلشکنی نہو اسواسطے کہ کل آدمیون کی نسبت احسان فعلی محال ہے میسر نہین ہوسکتا کیونکہ احسان فعلی دو ہین
بدنی و مالی اگر خدمت بدنی ہے تو مشروط بقوت وطاقت ہے اور اتنی قوت کہ عامہ خلق کی خدمت بدن سے کرے
آدمی مین مفقود ہے اور اگر مالی ہے تو موقوف مال پر ہے کہ زائد حاجت سے ہو اور ہر شخص کو اتنا مال کہ عامہ خلائق
کو کفایت کرے میسر نہین ہوتا پس ضرور ہے کہ عامہ خلائق سے احسان قولی پر اکتفا کرے اور اسکے چند مراتب
ہین **اول** وقت تحیہ سلام علیک مسنون بجالائے اور جواب مین رحمۃ اللہ وبرکاتہ زیادہ کہے **دوسرا**
امر معروف اور نہی منکر کرے یعنے برفق ونرمی بدکام سے منع کرے اور نیکی کی راہ تبلادے نہ براہ مجادلہ
بلکہ بطریق سلوک وفہمایش چنانچہ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ ایک شخص آداب وضو کی رعایت نہ کرتا تھا
جب اس بزرگ نے دیکھا تو فرمایا اے مرد مین چاہتا ہون کہ وضو کرون تم متوجہ ہو کر ملاحظہ فرماؤ کہ شاید مجھسے
کسی ادب مین قصور ہوتا ہو لیکن یہ رہنمونی بھی خلوت مین اولی ہے نہ جلوت مین تاکہ موجب عار وننگ نہو **تیسرا** وقت
ملاقات اظہار محبت ودوستی کا کرے اور حال پرسی اور مزاج پرسی مین سرگرم ہو اور شادی وغم مین شرکت
بیان کرے لیکن اسقدر کہ مقرون بصدق ہو بے مبالغہ مفرط **چوتھا** وقت طلب وتذکیر بہترین اسماء والقاب
زبان پر لاوے اور جو نام یا لقب موجب کراہت اسکے معلوم ہوتا ہو زبان پر نہ لاوے لیکن یہان بھی
رعایت صدق کی ضرور جانے **پانچوان** جب غائبانہ یاد کرے تو خوبی کے ساتھ یاد کرے اور سچی تعریف

نہین سما سکتا اسی طرح مرتبۂ پدری اور مادری ہین کوئی اور سوا ے ایک ایک شخص کے نہین گنجایش رکھتا پانچویں
یہ کہ اولاد کے حق ہین جو کمال کہ ممکن ہو مان باپ اسکی آرزو کرتے ہین بلکہ اپنے نفس پر ترقی کی خواہش رکھتے
ہین اور کسی اچھی چیز پر حسد نہین کرتے سو یہ خاصیت کسی کو نہین ہو مگر خالق لایزال کو کہ وہ اپنے بندون
کیواسطے ہمیشہ کمال کی تعلیم کرتا ہو ولہذا جملہ شرایع وادیان مین والدین کی تعظیم واجب ہو اور یہ تو ظاہر ہے
کہ محبت والدین کی ذاتی ہو کہ حیوانات لایعقل ہین ہوتی ہو جسطرح محبت خدا بندہ کے ساتھ ذاتی ہے ولہذا حق کفار
مین بھی بارسال رسل وانزال کتب واضح ہو اور کیا رتبہ والدین کا عظیم ہے کہ جہان کہین انکے ساتھ احسان کا
مذکور ہو قید ایمان کی ہرگز نہین ہو تو صاف معلوم ہوتا ہو کہ ہرچند والدین کافر و منافق و فاجر و فاسق بھی ہون
تب بھی انسے لطف واحسان کرنا چاہیے اور یہی سبب تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے ارشاد
مین تلطف اختیار کیا تھا کہ سورۂ مریم مین مذکور ہے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ بن ابی عمر
صحابی کو اجازت نہ دی کہ ابو عامر راہب کو قتل کرین حالانکہ وہ کافر شدید العناد واجب القتل تھا کذا
فی العزیزی اور جو حسنات وبرکات والدین کیخدمت کرنے مین ہین انکے ثمرات دنیا مین بھی اسقدر ہین کہ بیان
انکا دشوار ہے ازانجملہ دنیا مین ارجمندی حاصل ہوتی ہو اور گناہ کبیرہ خدمت والدین کی برکت سے موقوف
ہوتے ہین اور عمر کی درازی ہوتی ہو اور اسی باب مین وارد ہے کہ برکت البر یزید فی العمر یعنے برکت نیکوئی کی
زیادتی کرتی ہو عمر مین اور منقول ہو کہ جب حضرت موسی علیہ السلام کو معراج روحانی حاصل ہوئی تو انھون
نے دیکھا ایک شخص کو کہ عرش کا ستون پکڑے کھڑا ہے پوچھا تو نے کس عمل سے یہ مقام پایا اسنے کہا میرا
باپ بیمار تھا اور اسکے جسم مین زخمون کے غار پڑ گئے تھے اور ریم بہتا تھا سو اسپر مکھیان بیٹھنے لگین اور بدبو
آنی شروع ہوئی لہذا مین مکھیان اڑایا کرتا تھا اور جو ریم زخم مین جم جاتا تھا اسکے پونچھنے مین میرے باپ
کو تکلیف ہوتی تھی سو مین اسکو زبان سے چاٹ لیتا تھا خدا تعالی نے یہ عمل میرا قبول کیا اور یہ درجہ
عطا فرمایا اسی طرح حضرت استاذ الاستاذ نے نقل کیا ہو اپنی وعظ کی تفسیر مین جو سوا ے تفسیر عزیزی کے ہے
اور اس مقام پر یہ بھی جاننا چاہیے کہ احسان کرنا اہل قرابت سے تابع احسان والدین کے ہے اسلیے کہ
جو قرابت عالم مین ہے یا بواسطہ والدین ہو جیسے برادران وخواہران حقیقی یا بواسطہ ایک ان دونون کے ہے
مثل جد پدری وبرادران علاتی واعمام وعمات کہ باپ کے سبب سے قرابت رکھتے ہین اور مانند بھائی وبہن
اخیافی اور جد مادری اور اخوال وخالات کہ والدہ کے سبب سے قرابت دار ہین پس جمیع ذوی القربے
قرابت مین والدین کے شریک ہوے فرق اسقدر رہا کہ والدین بالاصالۃ سلسلۂ وجود مین قریب ہین اور
یہ لوگ بالتبع ولہذا اصل احسان مین شریک ہین اسی کو شریعت مین صلۂ رحم بولتے ہین اور حدیث شریف
مین آیا ہے ان الرحم شعبۃ من الرحمن یعنے قرابت ایک شعبہ ہے شعبہاے ظہور اسم رحمن سے گویا رحمت الہی
اسی پردے مین ظہور پکڑتی ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے من وصلک وصلتہ ومن قطعک قطعتہ یعنی جو کہ تیرے ساتھ

القصہ جس روز حضرت یوسفؑ زندان میں جلوہ فرما ہوئے اسی دن دو جوان اور بھی گئے کہ اسی کا ذکر قرآن میں
ہے ودخل معہ السجن فتیان بعض کے نزدیک یہ دونوں غلام ریان کے تھے اور معالم میں ہے کہ ولید ابن مروان
عملیقی بادشاہ مصر کے غلام تھے ایک سرہیا خباز دوسرا برہیا ساقی کہ انکو بادشاہ روم یا مین سفدوم دیئے کہ بادشاہ
کو زہر دو تو تمکو وزیر کرینگے اور بعضوں کے نزدیک ایک امیر مصر نے ساقی اور طباخ کو فریب دیا کہ اگر تم شراب
یا روٹی میں بادشاہ کو زہر کھلاؤ تو میں تمکو آدھا خزانہ مصر کا دونگا دونوں نے قبول کیا لیکن صحیح روایت
یہ ہے کہ ایک جماعۂ اہل مصر نے یہ تدبیر ہلاکت بادشاہ کی نکالی تھی اور دونوں کو زہر دینے پر مستعد کیا بعد ازان
ساقی نے انکار کیا اور طباخ نے کہا ہم تو اپنے اقرار سے نہ پھرینگے سو اُسنے رشوت لی اور کھانے میں زہر ملایا
جب بادشاہ کے روبرو کھانا رکھا گیا ساقی نے کہا اے بادشاہ اس طعام میں زہر ہے اور نان پز نے کہا شراب میں
زہر ہے بادشاہ نے ادلاوہ شراب ساقی کو پلائی اُسنے بلا تامل پی لی اور کچھ ضرر نہوا جب خباز کو روٹی کھلانی چاہی
تو اُسنے انکار کیا تب بادشاہ نے ایک جانور کو وہ کھانا کھلایا کہ وہ جانور کھاتے ہوئے مرگیا مگر بادشاہ نے دونوں
کو قید کردیا اور یہ دونوں غلام خوبصورت باادب خوش طبع اور باوضع تھے جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے
انکو محبس میں دیکھا تو خوش ہوئے اور وہ دونوں حضرت کو دیکھکر محظوظ و مسرور ہوئے اور نہایت ادب سے
خدمتگزاری میں مصروف ہوئے **فائدہ** فتی کا اطلاق نزدیک زجاج محقق کے مملوک پر آتا ہے خواہ وہ جوان ہو
یا امرد لیکن میں کہتا ہوں اس آیۃ میں نسبت مصاحبت حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کے انکو جوانمرد فرمایا
ہے جسطرح حضرت موسیٰ کی مصاحبت سے یوشع ابن نون علیہ السلام کو یہ لقب دیا کہ اذ قال لفتاہ اس سے معلوم
ہوا کہ مصاحبت مردم صالحین کی موجب کرامت اور بزرگی ہے اور قیدیوں کو بد کہنا نہیں چاہیے اور زندان عاصیون
کی بزرگی کا مقام ہے کیونکہ عاصی مستوجب عقوبت ہوتا ہے اور جب عقوبت کا یہ مرتبہ پہنچا کہ عاصی مقید کیا گیا تو
زندان محل کرامت ہوا کیونکہ وہان گناہ اُترتا ہے القصہ حضرت یوسف علیہ السلام زندان میں رہنے لگے تمام روز
صایم رہتے رات کو قیام بہ نماز فرماتے صبح کو نالہ وزاری کیا کرتے کہ اے میرے حبیب یعقوبؑ تیری مفارقت نے
مجکو کیسے رنج والم دیے جسکی انتہا نہیں الٰہی نجنی وارحمنی یا ارحم الراحمین اور جب ایک مدت گذری تو ایک روز
حضرت یعقوب علیہ السلام کی ضعیفی اور ناتوانی اور اپنی بیبرو سامانی و قید پر نظر فرماکے زار زار روئے دفعۃً
حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے السلام علیک یا یوسفؑ آنجناب نے جواب سلام دیکر
کہا تم کون ہو تمھاری صورت تو لائق اس مقام کے نہیں ہے کہا میں جبرئیلؑ امین ہون اللہ تعالیٰ نے مجکو ببا بر
بشارت اعطاے خلعت نبوت و تاج رسالت لیکر تمھارے پاس بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یوسفؑ سے کہ میں نے
تمکو جمیع آلائش سے اسی منزل میں پاک کردیا اور مقبولوں میں گردانا اور دولت نبوت اور نعمت رسالت سے
سرفراز فرماتا ہون کیونکہ تمنے ہر ایک بلا میں مجھی سے مدد چاہی اور دائما راضی بقضا رہے اور لذات دنیویہ
پر شیفتہ اور فریفتہ نہوئے اور دامن عصمت کو معصیت سے ملوث نہیں کیا لہذا تم صابرون اور

کرے اور فضائل راست و درست بیان کرے چھٹا مشورے کے وقت صلاح نیک و مستحسن سے دریغ نہ کرے ساتوان اگر کسی کو دیکھے کہ نا دانستہ مضرت و مہلکہ مین پڑتا ہی اور وجہ خلاصی کی اسکو معلوم ہی تو نہایت حسن خلق و رعایت ادب سے تعلیم کرے مثلاً کوئی اندھا چلا جاتا ہی اور اس راہ مین کنوان یا گڑھا ہے یا کوئی راہ بھولا ہی یا اسباب بھول گیا ہی اور بے خبر ہی یا کسی مال و اسباب خواہ دوا کی تلاش کرتا ہی اور طریق وصول سے آگاہ نہین ہی یا مکان بیع وغیرہ مین مطلع نہین ہی یا کوئی مسئلہ دینی کو ڈھونڈھتا ہی یا کسی شبہہ مین پڑا ہے اور یہ شخص اس سے واقفیت رکھتا ہی تو فی الفور بتلادے ؏ اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ؛ اگر خاموش بنشینم گناہ است ؛ اور اکثر اس قسم کے معاملات کافرون سے بھی موجب اجر و ثواب ہین و لہذا قولوا للناس حسنا ارشاد ہوا بلا قید ایمان و اسلام مگر ابتداء تحیۂ سلام علیک مخصوص اہل اسلام سے ہے لیکن اسکا لحاظ رکھنا چاہیے کہ معنے حسن کے اس آیۂ کریمہ مین یہ نہین ہین کہ مخاطب کے نزدیک من جمیع الوجوہ مستحسن ہو والا ارتکاب مداہنت و خلاف مشروع لازم آویگا اسواسطے کہ اکثر مخاطبین اس چیز کو دوست رکھتے ہین جو موافق خواہش نفس کے ہو گو مخالف شرع اور منافی آئین دینداری ہو بلکہ معنے یہ ہین کہ فی نفسہ اسکے حق مین نیک ہو اور اس طرح ادا کیا جاے کہ موجب دلشکنی و لحوق عار مخاطب کے واقع نہو پس اس آیہ مین مداہنون اور خوشامد گویون کو کوئی سند یا دست آویز نہین ہی کیونکہ انکا کلام ہر چند مخاطبین نافہم کے نزدیک مستحسن معلوم ہوتا ہی لیکن عند اللہ قبیح و شنیع ہی پھر فی نفسہ حسن نرہا اور اس آیۂ مین لفظ حسن واقع ہے نہ مستحسن و مرضی تا کہ معنی باطل اس سے مفہوم ہون اور اس مقام پر ایک مغالطہ عظیم واقع ہوتا ہی کہ اکثر لوگ مدارات و حسن خلق مین او مداہنت مین فرق نہین جانتے حالانکہ مدارات و حسن خلق ہر مسلم و کافر سے محمود ہی اور مداہنت و خوشامد معیوب و مردود لیکن امتیاز ما بینہما نہین کرتے مقام حسن خلق مین مداہنت کو استعمال کرتے ہین اور تنقیح فرق کی دونون مین یہ ہی کہ حسن خلق یہ ہی کہ اپنے نفس کو واجب التعظیم نہ جاننا اور نفسانیت کو دور کرنا اور جو کسی نے اسکی تقصیر کی ہو اس سے در گذر نا یہ حسن خلق و مدارات ہی کہ عبارت ہی جوانمردی سے اپنے نفس مین اور مداہنت و خوشامد یہ ہی کہ ایک شخص حرکت خلاف شرع کرتا ہے یا ترک تعظیم دین کرتا ہی اور یہ شخص اس سے موافقت کرتا ہی اور ناخوش نہین ہوتا ہی پس مداہنت عبارت مسامحت سے ہی جو امر دین مین ہو پس حسن خلق و مداہنت مین امتیاز کلی ہی خلاصہ یہ کہ حسن خلق مین تلف کرنا اپنے حق کا ہوتا ہی واسطے دلداری دوسرے کے اور مداہنت مین تلف حق شرع ہے بنا بر رضامندی دوسرے کے کذا حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ العزیزی اور غرض کاتب الحروف کی اس تفصیل سے یہ ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جمیع احسانات اپنے بھائیون سے کیئے مگر بھائیون نے برخلاف حسن خلق کیا دوسری لغزش جو حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی وہ یہ ہوئی کہ حضرت نے تماشا دیکھنے کی خواہش کی گو نابالغ تھے مگر شان نبوت کے خلاف تھا اور یہ اُسوقت درست ہی جبکہ بقول بعض لڑکپن سے نبی ٹھہرین تیسری زلیخا کا عیب کھولا کہ ہی راودتنی عن نفسی چوتھی عورتون کو اپنا چہرہ دکھلایا کہ انکے ہاتھ کٹے پانچوین قید کی درخواست کی عافیت نہ مانگی

حسن خلق با کافران

بیان معنی حسن در آیۂ کریمہ

بیان فرق درمیان مداہنت و حسن خلق

یہ کلام بطور علامت صدق قول کے فرمایا کہ جوکھانا تمکو ہر روز ملتا ہی اسکا رنگ اور مزہ اور بھیجنے والے کا نام قبل آنے کے تبلاؤن سو جب کھانا آیا حضرت نے تبلادیا تب دونون غلامون نے کہا کہ یہ بات آپ کو کہان سے معلوم ہوئی یہ تو ساحرون اور کاہنون کا علم ہی فرمایا کہ ذٰلکما مما علمنی ربی انی ترکت ملة قوم لایؤمنون باللہ وہم بالآخرة ہم کافرون یعنے یہ علم ہی کہ مجکو سکھلایا میرے رب نے مین نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ یقین نہین رکھتے اللہ پر اور یوم آخرت سے وہ منکر ہین اور یہ بھی فرمایا کہ ملت کافرون کی ترک کرکے مین اپنے آبا واجداد یعنی ابراہیمؑ اور اسحقؑ اور یعقوبؑ کا مطیع ہوا ہون مجکو لائق نہین ہی کہ مین کسی کو خدا کا شریک گردانون جسطرح بعضے مشرک بتون کو اللہ کا شریک جانتے ہین یا بعضے آتش پرست آگ کو اور ستارہ پرست کواکب کو اور بعضے نفس و ہوا کو اور یہ سب فضل خدا ہی ہم پر اور سب لوگون پر کما قال اللہ تعالیٰ واتبعت ملة آبائی ابراہیم واسحٰق ویعقوب ما کان لنا ان نشرک باللہ من شیٔ ذٰلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس پس فضل اللہ کا یوسفؑ پر یہ ہی کہ انکو نبی و معصوم بنایا اور وحی بھیجی اور تمام آفات سے محفوظ رکھا اور آدمیون پر یہ ہی کہ آنجناب کو رسول سمجھ کر راہ دین سیکھین کہ آخرت مین کام آوے اور دنیا مین غضب سے بچین اور جب حضرت نے اپنی نبوت ظاہر ہویدا کردی اور اثبات نبوت مبنی ہی اثبات الوہیت سے ہے لہذا قبل بیان تعبیر فرمایا اور اللہ نے اسکی خبر دی یا صاحبی السجن ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار یعنے اے دونون رفیق بندیخانے کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر یا اللہ اکیلا زبردست فائق کار بتون کو متفرقون اسلیے کہا کہ انمین کوئی بت سونے کا تھا اور کوئی لوہے کا اور کوئی پتھر کا اور کوئی چھوٹا کوئی بڑا وراے اسکے مشرکون مین یہ دستور ہی کہ بتون کو بصورہ گوناگون مختلف الوضع بناتے ہین کہ انمین تباین کلی پیدا ہوتا ہی لہذا کلمہ متفرقون نہایت چسپان واقع ہوا ہے بالجملہ جب حضرت یوسفؑ نے اسطرح کلام ہدایت التیام فرمایا تو حسب تحقیق حضرت امام حجة الاسلام غزالی دونون غلام قیدی ایمان لائے اور چودہ سو قیدی اور تائب ہوئے اور شرک و بت پرستی سے بیزار تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ جو ایمان لائے ہو محبس سے نکلوگے یا اسی مقام مین رہوگے منجملہ انکے ایکہزار قیدیون نے کہا ہم چاہتے ہین باہر جانا حضرت نے فرمایا بہتر ہے چلے جاؤ وہ بولے کسطرح جائین پیرون مین بیڑیان ہاتھون مین ہتکڑیان پڑی ہین اور ہملوگ اسی شہر کے ہین جب یہان سے نکلینگے لوگ ہمکو پہچانینگے فرمایا مین اللہ سے دعا کرتا ہون کہ تمھاری صورت تبدیل کردیگا اور بیڑیان پیرون کی آزخود گر پڑینگی بولے اچھا حضرت یوسفؑ نے اسیوقت دعا مانگی اللہ نے انکی صورتین متبدل کردین اور بیڑیان پیرون سے نکل پڑین کہ سب لوگ اپنے اپنے گھر گئے اور اپنا احوال گھر والون سے بیان کیا اور منجملہ انکے چارسو نفر کہنے لگے کہ ہم آپ ہی کی خدمت مین رہینگے اسمین ہماری خوشی ہے حضرت نے منظور کیا انتہی لیکن اکثر مفسرین نے اس قصہ کو نقل نہین کیا ہی بلکہ ساقی و خباز کے ایمان کا بھی ذکر نہین کیا اور ظاہر کلام اللہ مین بھی کسی طرح کا ایما و اشارہ پایا نہین جاتا ہی بالجملہ امام صاحب کا لکھنا ہمارے واسطے سند ہی الغرض بعد اس واقعہ کے حضرت یوسفؑ نے فرمایا اے دونون رفیق بندیخانے کے ایک جو ہی تم دونون مین سو پلاویگا

تعبیر خواب

صدمتیون مین معدود ہوے یہ احوال سنکر حضرت یوسفؑ نے شکر کیا اور کہا اے اخی جبرئیلؑ میرے باپ کا حال
کچھ معلوم ہو کہا وہ سلامت ہین مگر مبتلاے بلاے فرقت شب و روز رویا کرتے ہین اور موجب اسکا یہ ہو کہ اللہ
نے انکا مرتبہ بہشت مین بڑھانا چاہا ہو اور تم تو جانتے ہو کہ جو خدا کی نزدیکی مین ہین انکو بلا و محنت زیادہ ہو اور اب
مین تمکو بشارت پہونچاتا ہون کہ ایام خلاصی کے قریب آئے ہین اور اسوقت مین تمکو علم تعبیر رویا و سکھلانے آیا ہون
سو اب دہن مبارک کھولیے تاکہ مین علم حق کا موتی ڈالدون حضرت یوسفؑ نے منھ کھولا حضرت جبرئیلؑ نے وہ
لطیفہ شریفہ کہ بصورت در بیضا تھا ڈالا اسیوقت باطن شریف علوم غیب سے منور ہوگیا اور علم تعبیر مکشوف ہوا
کہ بعد اس واقعہ کے جو کوئی شخص اپنا خواب حضرت یوسفؑ سے بیان کرتا آنجناب تعبیر و تاویل اسکی فی الفور
راست و درست بیان کر دیتے و لہذا داروغہ محبس کو بہ نسبت اور قیدیون کے ایک نوع کا اعتقاد پیدا ہوگیا اور
محبت کرنے لگا چنانچہ ایک روز بولا کہ مین آپ کو بدل چاہتا ہون حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ خبردار مجھسے محبت
نرکھنا بخدا نہین دوست رکھا مجکو کسی نے مگر اسکی محبت سے مجکو بلا پہونچی یعنے میرے باپ نے مجھسے محبت کی
اور اسکا یہ ثمرہ ہوا کہ مین کنوین مین ڈالا گیا اور بیچا گیا پھر زلیخا نے مجھے دوست بنایا اسکا یہ پھل ہو جو تو دیکھتا ہو سو اگر
تو بھی مجکو پیار کرتا ہو تو اب دیکھون کیا بلا نازل ہوتی ہو بالجملہ ایک روز دونون غلام آپسمین کہنے لگے کہ یہ شخص خواب
کی تعبیر کہتا ہو اگر ہم بھی کچھ خواب دیکھتے تو تعبیر پوچھتے اور اپنے احوال سے مطلع ہوجاتے عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے
ہین کہ اپنے دل سے دونون نے دو خواب اپنے موافق بنائے اور بطور آزمایش حضرت یوسف علیہ السلام سے تعبیر
پوچھی اور بعضے کہتے ہین کہ حقیقۃً دونون نے خواب دیکھے تھے اور صحیح یہ ہو کہ ساقی نے خواب دیکھا تھا مگر مطبخی نے
بنایا تھا چنانچہ ساقی نے مطبخی سے کہا کہ مین نے ایک خواب دیکھا ہو مطبخی نے کہا مینے تو دیکھا نہین ہو لیکن خواب
بناکے پوچھینگے پھر دونون حضرت کے پاس آئے ساقی نے اول اپنا خواب کہا کہ مین ایک پیالہ مین خوشے انگوری
نچوڑکے بادشاہ کو پلاتا ہون دوسرے نے بناکے کہا کہ ایک لوہے کا تنور آگ سے بھرا ہی مین نے اسمین
روٹیان پکائین اور خوان مین رکھکے سر پر لیچلا چڑیان روٹی لے کے کھاتی ہین آپ ہمکو اسکی تعبیر بتلائیے
چنانچہ ارشاد ہوا قال احدہما انی ارانی اعصر خمرا و قال الآخر انی ارانی احمل فوق راسی خبزا تاکل الطیر منہ نبئنا
بتاویلہ انا نراک من المحسنین یعنے کہنے لگا ایک انمین مین سے مین دیکھتا ہون کہ مین نچوڑتا ہون شراب اور دوسرے
نے کہا مین دیکھتا ہون کہ اٹھا رہا ہون اپنے سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہین اس مین سے بتا ہمکو تعبیر
اسکی ہم دیکھتے ہین تجکو نیکی والا یعنے تو مریضون کی عیادت کرتا ہے اور بھوکھون کو کھانا کھلاتا ہو اور پیاسون کو
پانی دیتا ہو اور بیٹھنے والون کو جگہ دیتا ہو اور رات بھر نماز پڑھتا ہو اور مہموم و مغموم کو صبر کرنے کو فرماتا ہو یہ بھی احسان
ہو کہ ہمکو ہمارے خواب کی تعبیر بتلا کیونکہ تو اسکا عالم ہو چونکہ حضرت نے ایک کو بملاحظہ خواب گرفتار بلا پایا تو بیان
تاویل سے اعراض کرکے فرمایا لا یاتیکما طعام ترزقانہ الا نبأتکما بتاویلہ قبل ان یاتیکما یعنے نہ آنے پاوے گا
تمکو کھانا جو ہر روز تمکو ملتا ہو مگر بتا چکونگا تمکو اسکی تعبیر اسکے آنے سے پہلے بعضے مفسرین فرماتے ہین کہ حضرت نے

چاہی کہا یہ تو بیشک قصور ہوا حضرت جبرئیل ع نے کہا اب تو کئی برس اور قید مین اس قصور کے بدلے بسر کیجیئے چونکہ منظور الٰہی یون تھا عجیب اتفاق ہوا کہ ساقی جب قید سے خلاصی پاکر اپنے کام مین مصروف ہوا تو سفارش کرنا بادشاہ سے بھول گیا کما قال فانساہ الشیطان ذکر ربہ فلبث فی السجن بضع سنین پس بھلا دیا اسکو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے سو رہے یوسف علیہ السلام قید مین کئی برس محققین کہتے ہین سات برس اور قید مین رہے اور بعضے مفسرین دونون ضمیرین یعنے ضمیر انساہ اور ربہ راجع یوسف علیہ السلام کی طرف کہتے ہین یعنے اس موقع مین کہ یوسف علیہ السلام نے ساقی سے سفارش چاہی شیطان نے پروردگار کو خاطر یوسف علیہ السلام سے بھلا دیا والا یہ کلام نفرماتے اور ہرگز مخلوق سے التجا نہ کرتے اگرچہ جائز تھا مگر پیغمبر کی شان سے بعید تھا ولہذا سات برس قید کے بڑھ گئے اور پانچ برس گذر چکے تھے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حدیث شریف مین وارد ہے کہ رحم اللہ اخی یوسف لو لم یقل اذکرنی عند ربک لما لبث فی السجن سبعاً بعد الخمس معنی بضع مین اختلاف ہے مجاہد رضی اللہ عنہ کے نزدیک بضع ما بین الثلث الی السبع کو بولتے ہین اور قتادہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ما بین الثلث الی التسع کو کہتے ہین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ کے نزدیک ما دون العشر پر اطلاق کرتے ہین اور اکثر مفسرین کے نزدیک بضع اس مقام مین عبارت سات برس سے ہے اور وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ ایوب پیغمبر علیہ السلام سات برس مبتلائے بلا رہے اور یوسف علیہ السلام سات برس قید رہے اور بخت نصر نے بنی اسرائیل کو سات برس قید مین رکھا کذا فی المعالم حضرت امام غزالی تفسیر سورۂ یوسف مین تحریر فرماتے ہین کہ جب یوسف کی قید بڑھ گئی تو آنجناب نے یہ دستور مقرر کیا کہ مجلس کی کھڑکی مین بیٹھتے اور مسافرون کو اس طرح دیکھا کرتے کہ مسافر لوگ انکو نہ دیکھ پاتے چنانچہ ایک روز دیکھتے ہین کہ ایک قافلہ شام کا آتا ہے اسمین شمرول[۱] اعرابی کنعانی اونٹنی پر سوار ہے یہانتک کہ قریب تر پہونچا اور اس اونٹنی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھکر پہچانا اور بزبان فصیح کہنے لگی اے یوسف صدیق علیک السلام تیرا باپ یعقوب علیہ السلام تیری آتش شوق مین جلتا ہے اور روفور اشتیاق لقا مین مرا جاتا ہے اور مین تیرے وطن کی اونٹنی ہون حضرت یوسف علیہ السلام کلام حزین و پردرد اسکا سنکر رونے لگے اور شمرول اعرابی کہ اسپر سوار تھا اتر پڑا اور ارادہ کیا کہ اونٹنی کو مارے اسی وقت دونون پانون اسکے زمین مین دھنس گئے اور تمام بدن مین اسکے لرزہ پڑا اور متحیر ہوا کہ یہ کیا معاملہ عجیب پیش آیا یہ حال دیکھکر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے اعرابی اسکو نہ مار اسنے اپنی لکڑی پھینک دی تو زمین نے چھوڑ دیا متحیر ہوا کہ یہ آواز کہان سے آتی ہے اور اونٹنی کو قریب تر لایا تب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے اعرابی تجھکو قسم خدا کی ہے مجھکو بتلاؤ کہ تو نے کنعان مین وہ درخت دیکھا ہے جسکی بارہ شاخین تھین اسمین سے ایک شاخ جو اچھی تھی کٹ گئی کہ اسپر وہ درخت روتا ہے اس کلام سے اعرابی نے رو کر کہا ہان مین نے دیکھا ہے یہ صفت ہے یعقوب ابن اسحاق علیہ السلام کی تب حضرت یوسف نے فرمایا تو کیون آیا ہے بولا تجارت کو آیا ہون فرمایا ایکی بار کتنا فائدہ ہوگا بولا ہزار دینار کا سو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا بازوبند یاقوت سرخ کا پھینک دیا اور فرمایا

[۱] شمرول در لغت شتر نیکو روشا ہے نام سحار باشد ۱۲

اپنے خاوند کو شراب اور دوسرا سولی چڑھیگا پھر کھائینگے جانور اسکے سر سے کما قال اللہ تعالیٰ یا صاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربہ خمرا واما الآخر فیصلب فتاکل الطیر من راسہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ تعبیر خواب سنکر دونون غلام رنجیدہ ہوئے اور بولے کہ ہمنے کچھ خواب نہ دیکھا تھا ہم تو کھیلتے تھے فرمایا فیصل ہوا کلام جسکی تم تحقیق چاہتے تھے اور حکم خدا تمپر جاری ہو گیا خواہ تمنے دیکھا ہو یا نہ دیکھا کما قال اللہ قضی الامر الذی فیہ تستفتیان بعد اسکے حضرت نے فرمایا اس سے جسکو ان دونون مین نجات پانے والا سمجھتے تھے کہ میرا ذکر اپنے خاوند سے کر کہ فلان شخص ناحق قید ہی چنانچہ ارشاد ہوا وقال للذی ظن انہ ناج منہما اذکرنی عند ربک الغرض تعبیر خواب سے تیسرے روز مقدمہ روبرو بادشاہ پیش ہوا اور روٹی والے کا قصور ثابت ہوا اور وہ مجلس کے قریب سولی دیا گیا اور چڑیان اسکے سر کا گوشت کھانے لگین اور شراب پلانے والا اپنے کام پر بحال ہوا فائدہ اس آیہ کریمہ سے کئی فائدے اور کئی حکم نکلے اول یہ کہ استدعا و حاجت چاہنا مخلوق سے درست معلوم ہوتا ہی اگر ایسا نہوتا تو حضرت یوسف سعی کیواسطے نہ فرماتے اور سبب عتاب یہ ہوا کہ نالائق رذیل سے حاجت چاہی دوسرا تعبیر خواب یقینی نہین ہی مگر پیغمبر کی اٹکل یقینیات سے ہی لاریب ہوتی ہی تیسرے شفاعت کی لیاقت معلوم ہوا اسی کو ہی جو رستہ ہو چوتھا حضرت یوسف نے کافر سے امید شفاعت رکھی اگر ہم رسول سے یہ امید رکھین تو کیا عجب ہی پانچوان حضرت یوسف نے باوجود تکلیف کے بادشاہ کو خاوند اپنا نہ کہا اور تعظیم نکی پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ نالائق کی تعظیم نہ کرے اور مخدوم نہ بناوے حدیث شریف مین وارد ہی من تواضع لغنی بغناہ ذہب ثلثا دینہ چھٹوان یہ کہ انگور خواب مین دیکھنا بہتر ہے ساتوان یہ کہ خواب بنا کے کہنا اچھا نہین جبتک دیکھا نہو نہ کہے ورنہ بعد تعبیر شرمندگی کام نہین آتی آٹھوان خواب کا دیکھنا حق ہی انکار اس کی جہل و نادانی ہی نوان بد بات کو صاف صاف کہنا نہ چاہیے جیسا حضرت یوسف علیہ السلام نے روٹی والے سے نہین کہا کہ تو مارا جائیگا معالم التنزیل مین مالک ابن دینار سے روایت ہے کہ جسوقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے سفارش کرنے کو کہا اسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے پہچانا اور کہا یا اخا المرسلین والمنذرین آج کیا ہی جو مین تمکو گنہگارون کے گھر مین دیکھتا ہون حضرت جبرئیل نے کہا یا طاہر ابن الطاہرین یقرء علیک السلام رب العالمین اور فرماتے ہین کہ تونے حیا نہ کی جسوقت شفیع گردانا ایک آدمی کو قسم ہے اپنی عزت و جلال کی ہر آئنہ رکھونگا تجھکو قید مین کئی برس تب حضرت یوسف نے کہا کہ رب العالمین مجھسے راضی ہے حضرت جبرئیل نے کہا راضی ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہین اور کچھ اندیشہ و باک نہین یہ ایام قید بھی گذر جائینگے رضامندی حضرت حق درکار ہے اور کعب احبار سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ صاحب فرماتے ہین اے یوسف تجکو کسنے پیدا کیا فرمایا اللہ نے پھر کہا کسنے تجکو تیرے باپ کا محبوب کر دیا کہا اللہ نے پھر کہا کسنے قعر چاہ سے نجات بخشی فرمایا اللہ نے پھر کہا کسنے تعبیر خواب سکھلائی کہا اللہ نے پھر کہا کسنے تجکو تا بدکاری سے بچایا فرمایا اللہ نے پھر کہا کیونکر تمنے اپنے مثل سے یعنے آدمی سے سفارش

حاشیہ: فائدہ

پھر

سلطنت تمہارے منقاد و مطیع ہون اور فقرا و مساکین تمہارے سبب سے عزیز و مکرم اور سبب اسکا قریب تر
نظر آتا ہی اور بادشاہ ایک خواب دیکھا چاہتا ہی کہ سب لوگ اسکی تعبیر سے عاجز آئینگے اور تمکو واسطے تعبیر کے باعزاز
واکرام طلب کرینگے اور وہ خواب من اولہ الی آخرہ بیان کر دیا اور تعبیر اور تاویل اسکی بھی کہدی اور روانہ
ہوے بعد کئی دن کے بادشاہ مصر نے خواب دیکھا صبح کو معبرون کو بلوایا اور اپنا خواب کہا کہ انی اری سبع
بقرات سمان یاکلہن سبع عجاف و سبع سنبلات خضر و اخر یابسات یاایہا الملاء افتونی فی رویای ان کنتم للرویا
تعبرون قالوا اضغاث احلام و ما نحن بتاویل الاحلام بعلمین ٭ یعنے مین خواب دیکھتا ہون سات گائین موٹی
انکو کھاتی ہین سات دبلی اور سات بالی ہری اور دوسری سوکھی اے دربار والو تعبیر کہو مجھسے میرے خواب
کی اگر ہو تم خواب کی تعبیر کرنیوالے بولے یہ اڑ ستے خواب ہین اور ہمکو تعبیر خوابون کی معلوم نہین یعنے ہم سچے
خواب کی تعبیر جانتے ہین اور یہ تو خواب باطل ہی تب بادشاہ کو سخت تحیر ہوا اور بعضے مفسرین نے یون لکھا ہی
کہ بادشاہ خواب کو بھول گیا صبح کے وقت منجمون اور کاہنون کو بلوا کے پوچھا کہ مین نے ایک خواب دیکھا تھا
بھول گیا ہون سو بتلاؤ حاضرین نے کہا غیب کی بات ہم نہین جانتے بادشاہ نے کہا اگر نہین بتلاتے تو
قتل کرونگا سب نے کہا جھوٹھی خواب تھی اور ہم احلام کی تعبیر نہین جانتے اور جس جگہ بادشاہ یہ گفتگو کرتا تھا
اسی مقام پر ساقی حاضر تھا اسنے دیکھا کہ نجومی وغیرہ تعبیر خواب سے عاجز ہوے تو اسنے حضرت یوسفؑ کا نشان
بتادیا کما قال اللہ تعالی وقال الذی نجے منہما وادکر بعد امۃ انا انبئکم بتاویلہ فارسلون یعنے اور بولا وہ جو بچا
تھا ان دو مین اور یاد کیا مدت کے بعد مین بتاؤن تمکو اسکی تعبیر سو تم مجھکو بھیجو زندان مین کہ وہان ایک جوان
زیبارو خوش خو خردمند دانا عالم ہی اور کئی برس ہوے کہ بیگناہ زلیخا کے سبب سے قید ہی وہ جوان خوابون کی
تعبیر خوب جانتا ہے سو بادشاہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ اتنی برسون سے تو نے کیون نہ عرض کیا اور مجھکو
تو یاد ہی نہ تھا ساقی نے عرض کیا اے بادشاہ مین بھی بھول گیا جیسا حضور بھول گئے بادشاہ نے پوچھا تو نے
کس طرح جانا کہ وہ شخص تعبیر خوابون کی خوب جانتا ہے اسنے اپنا اور نانوائی کا قصہ بیان کیا بادشاہ نے فرمایا کہ جلد جا
اور اس خواب کی تعبیر معلوم کر کے میری خاطر جمع کر ساقی نے کہا کہ مجھکو شرم آتی ہی کہ مین اب کیا اس جوان سے کہونگا
اور عذر اپنی غفلت کا بیان کرونگا بادشاہ نے کہا تو جا وہ جوان اب تجھکو کچھ بھی نہ کہے گا چنانچہ ساقی سوار ہو کے
اپنا منھ آستین سے چھپائے ہوئے کمال شرمندہ محبس مین آیا ابن عباس کے نزدیک محبس خارج مصر واقع
تھا حضرت یوسفؑ نے اسکو دیکھکر فرمایا کہ تو آستین منھ سے اٹھائے تجھکو شیطان نے بھلا دیا تیرا کچھ قصور نہین
تب ساقی نے بادشاہ کا خواب بیان کیا اور تعبیر پوچھی چنانچہ ارشاد ہوا یوسف ایہا الصدیق افتنا فی سبع بقرات
سمان یاکلہن سبع عجاف و سبع سنبلات خضر و اخر یابسات لعلی ارجع الی الناس لعلہم یعلمون یعنے جا کر کہا
یوسفؑ اے سچے حکم دے ہمکو اس خواب مین سات گائین موٹی انکو کھاوین سات دبلی اور سات بالیان
ہری اور دوسری سوکھی کہ مین لیجاؤن لوگون پاس شاید انکو معلوم ہو تیری قدرت یعنے اہل مصر سے تاویل

کہ اسکو سلے بیس ہزار دینار کا ہے اور اس درخت کے پاس جاکر میرا پیغام کہہ کہ اسکا اجر اللہ پر ہے مگر طریق یہ ہے کہ جب کنعان مین پہونچنا تو شام تک توقف کرنا پھر بیت الاحزان مین جانا کہ اسی مکان مین وہ درخت ہے سو اس درخت سے کہنا کہ ایک غلام مسکین غریب مصر مین قید ہے اسنے سلام کہا ہے اعرابی نے کہا آپ کا نام کیا ہے فرمایا نام اپنا نہین بتلاؤنگا غرض اعرابی سلام کرکے ناقہ پر سوار ہوا اور جانب کنعان چلا یہانتک کہ کنعان مین پہونچا جب رات ہوئی تو بیت الاحزان کے دروازے پر آکے پکارا کہ اے آل ابراہیم یہ سنکر دینا یوسف کی بہن دوڑی اور کہا لبیک تعال اعرابی نے کہا حضرت یعقوب علیہ السلام کہان ہین دینا نے کہا تم کیا کہوگے انکا حال یہ ہے کہ رات دن رویا کرتے ہین کسی سے بات کرتے ہین اور نہ کسی کی سنتے اعرابی نے کہا کہ مین عزیز مصر کے غلام کا رسول ہون تب دینا نے حضرت یعقوب کو پکارا حضرت نماز مین تھے جب سلام دیا تو لڑکی سے پوچھا کیا ہے اسنے کہا کسی غریب کا رسول تیرے پاس آیا ہے حضرت اٹھے اور ضعف سے گر پڑے لڑکی نے ہاتھ پکڑ کے دروازہ تک پہونچایا اعرابی نے سلام علیک کی حضرت نے جواب دیکر فرمایا کہ اے قاصد تجھمین خوشبو آتی ہے اعرابی نے اپنا حال بیان کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے اس بھیجنے والے کا منھ بھی دیکھا تھا بولا مین نے چہرہ نہین دیکھا پھر حضرت نے فرمایا کہ اس شخص نے اپنا نام بھی تبلایا تھا اعرابی نے کہا نام بھی نہین تبلایا فرمایا کہ اب تو اپنی حاجت کہہ اسنے کہا کہ اس غلام نے دنیا سے مستغنی کردیا ہے میری حاجت کچھ نہین تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا تجھپر اللہ تعالی سکرات موت آسان کرے القصہ جب سات برس قید کے جو بطور عتاب بڑھ گئے تھے قریب الانقضا ہوے تو ایک رات مین حضرت یوسف علیہ السلام روتے تھے اور یہ کلمات زبان پر تھے الٰہی انت الرب وانا العبد وانت الخالق وانا المخلوق وانت العزیز وانا الذلیل سالک بحق ابراہیم خلیلک وبحق اسحق ذبیحک وبحق یعقوب اسرائیلک ان تغیثنی وترحمنی یا غیاث المستغیثین ویا ارحم الراحمین اللہم خلصنی من السجن اور بادشاہ ریان ایک خواب دیکھ رہا تھا اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب سات برسین گذر گیئن تو ایک دن صبح کو حضرت یوسف علیہ السلام حسب معمول نالہ وزاری مین مشغول تھے کہ ایک جوان خوبصورت نے آکر کہا السلام علیک یا یوسف حضرت نے فرمایا وعلیک السلام تو کس طرح اس مقام مین آیا اس جوان نے جواب دیا کہ مین جبریل ہون فرمایا کہ منزل خاطئین مین کسطرح آئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ منزل خاطئین کسطرح ہے جہان تم سا طاہر اور صدیق موجود ہے فرمایا مین کس طرح صدیق ہون جبکہ چورون اور بدکارون مین بسر کرتا ہون حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تم اپنے خدا سے سچے اور بلاے مصریون مین صبر کرتے رہے سو خدا ے تعالے نے تم کو صابرون اور صدیقون اور مطیعون مین شمار کیا ہے اور مین آپ کو بادشاہت مصر کا مژدہ لایا ہون حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ اے جبرئیل میرے باپ بھائیون کی بھی کچھ خبر ہے کہا باپ تمھارے روتے ہین اور بھائی شرمندہ ہوتے ہین یہ سنکر حضرت یوسف علیہ السلام محظوظ ہوے پھر حضرت جبرئیل نے فرمایا اے یوسف صدیق اب وقت آیا کہ حق تعالی تمکو زندان سے نجات بخشے اور تخت سلطنت وفرمانروائی پر بٹھلائے اور جملہ اعزہ وامراے

اہل معانی فرماتے ہین کہ جسطرح حضرت یوسف علیہ السلام اور ساقی اور نان پز بوضع مختلف زندان شاہی سے نکلے اسی طرح مسلمان زندان دنیا سے نکلتا ہی پس کسی کو لیجاتے ہین بہر نار اور کسی کو بہر دار القرار اور کسی کو برائے دیدار ایک کو حکم ہوتا ہی کہ ہم تجھسے بیزار ہین دوسرے کو ارشاد ہوتا ہی کہ ہم تیرے خریدار ہین تیسرے کو فرماتے ہین کہ دونون جہان کی نعمتین تجھپر نثار ہین سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے القصہ بادشاہ نے ایک اور آدمی کو یا اسی ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا فلما جاءہ الرسول قال ارجع الی ربک فسئلہ ما بال النسوۃ التی قطعن ایدیہن ان ربی بکیدہن علیم یعنے جب پھر پہونچا آدمی بھیجا ہوا بادشاہ کا فرمایا کہ پھر جا اپنے خاوند پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے اُن عورتون کی جنھون نے کاٹے اپنے ہاتھ میرا رب تو انکا فریب سب جانتا ہے خلاصہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ پہلے میری برائت اُس گناہ سے جسکے واسطے قید ہوا ہون ظاہر ہو جاے تب قید سے نکلون اسواسطے وہ قصہ یاد دلایا کہ زلیخا نے عورتون کے سامنے میری عفت ظاہر کی تھی اور عورتون نے وقت پر چھپا ڈالا اسواب بادشاہ انسے بلواکے پوچھے تو وہ کھول دینگی اور دریافت ہو جائے گا تقصیر وار کون ہی اور مجھکو بادشاہ کی اطاعت مین عذر نہین ہی لیکن خاطر عزیز کی بھی اولی ہی کہ اسنے مجھکو خرید کیا اور یہ اسوقت ممکن ہی جب عزیز راضی ہو اور رضامندی عزیز کی اُسوقت ہوگی جب میرا حال عورتون سے دریافت کیا جاے اس مقام پر حضرت یوسف علیہ السلام نے سب عورتون کا فریب بیان کیا اور زلیخا کا ذکر نہین کیا اسلیے کہ حق پرورش کے خلاف تھا اگر اسکا نام لیتے تو وہ محجوب اور شرمندہ ہوتی گو کہ اصلی فریب اس مقدمہ مین زلیخا کا تھا اور یہ سب عورتین اسکی مددگار تھین مگر معین و مددگار مثل فاعل ہی ثواب اور عقاب مین چنانچہ بادشاہ نے زلیخا کو اور اُن عورتون کو بلوالیا اور کہا ما خطبکن اذ راودتن یوسف عن نفسہ یعنی کہا بادشاہ نے عورتون کو کیا حقیقت ہو تمھاری جب پھسلایا یوسف کو اسکے جی سے اسطرح سے بادشاہ نے اسلیے کہا تاکہ عورتین جانین کہ بادشاہ کو خبر ہے اور جھوٹھ نہ بولین عورتون نے کہا حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء یعنی خدا کی پناہ ہمکو معلوم نہین اُسپر کچھ برائی جب زلیخا نے دیکھا کہ عورتون نے یوسف علیہ السلام کی برات ظاہر کی تو یہ سمجھی کہ اب گواہی معتبر گذری جھوٹھ بولنے سے کچھ فائدہ نہین قالت امرأۃ العزیز الآن حصحص الحق انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین یعنے بولی عورت عزیز کی اب کھل گئی سچی بات مین نے پھسلایا تھا اسکو اسکے جی سے اور وہ سچا ہی کہ اسنے عزیز سے کہا ہی راودتنی عن نفسی اہل معانی فرماتے ہین کہ جبتک محبت زلیخا کی ضعیف تھی ملامت سے ڈرتی تھی اب قوی ہوئی اندیشہ جاتا رہا ونعم ما قال الجامی ؎ بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ٭ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست ٭ بالجملہ ملک ریان پر طہارت یوسفؑ بہ گواہی زنان مصر و اقرار زلیخا ثابت ہوئی تو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیے ہین انکو سزا دون حضرت نے جواب دیا کہ یہ سب طومار اسلیے تھا کہ عزیز مصر میری عدم خیانت سے آگاہ ہو جاے اور یہ کہ اللہ نہین چلاتا فریب دغا بازون کا کما قال اللہ ذلک لیعلم انی لم اخنہ بالغیب وان اللہ لایہدی کید الخائنین یعنے یہ سب اسواسطے ہی کہ عزیز مصر معلوم کرے کہ مین نے

رویا بیان کرون کہ وہ تمھاری استعداد علمی سے آگاہ ہو جاوین حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تزرعون سبع
سنین دابا فما حصدتم فذروہ فی سنبلہ الا قلیلا مما تاکلون ثم یاتی من بعد ذلک سبع شداد یاکلن ما قدمتم لہن الا قلیلا
مما تحصنون ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ یغاث الناس وفیہ یعصرون یعنے تم کھیتی کروگے سات برس لگ کے سو
جو کاٹو تو اسکو چھوڑ دو اسکی بالی مین مگر تھوڑا جو کھاتے ہو پھر آوینگے اس پیچھے سات برس سختی کے کھا جاوین جو رکھا
تمنے انکے واسطے مگر تھوڑا جو روک رکھوگے پھر آویگا اس پیچھے ایک برس اسمین مینھ پاوینگے لوگ اور اسمین
رس نچوڑینگے تفصیل یہ ہو کہ حضرت یوسف نے فرمایا کہ موٹی گائین اور ہری بالیان سات برس ہین کہ اسمین
زراعت بخوبی ہو اور خلائق بخوشی بسر کرے اور گائین دبلین اور بالیان سوکھی برس ہین تنگی کے جسمین اسباب
معیشت معدوم ہو جاوے پھر فرمایا کہ زراعت کرو سات برس حسب عادت اور بعد ادائے محصول دانون کو بالیون مین
چھوڑ دو کہ زمین مین گل نجاوے الا تھوڑا کھانے کو رکھ لو یس الا قلیلا مما تاکلون اشارہ ہے کم کھانے سے اور مبالغہ
ذخیرہ کرنے مین اور یاتی من بعد ذلک سبع شداد تاویل بقرات عجاف اور سنبلات یابسات کی ہے یعنے سات برس
سخت با عسرت آوینگے اسکے بعد سات برس باکشایش و آسایش آوینگے پھر جو غلہ رکھا ہے اسکو گرانی کے
سالون مین کھائین مگر تھوڑا بیج کیواسطے آٹھوین برس کے رکھین پھر فرمایا کہ بعد انکے ایک برس آویگا اس مین
پانی برسیگا اور زراعت بخوبی ہوگی اور میوے اور انگور بکثرت ہونگے کہ لوگ انسے رس نچوڑینگے اسقدر شاید
واسطے ساقی کے فرمایا ہو کہ وہ شراب بناتا تھا اور حضرت ابن عباس فیہ یعصرون کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ مویشی
آسودہ اور شیر دار ہو جائینگے اور آدمی انکا دودھ آسایش و فراغت سے دوکر پیین گے اور ابو عبیدہ فرماتے ہین کہ
یعصرون مشتق عصرت سے ہے اور عصرت بمعنے نجات ہے یعنے اس سال مین آدمیونکو تنگی قحط سے نجات ملیگی روایت
صحیح ہے کہ بیان سال ہشتم کا بادشاہ کی خواب مین نہ تھا بلکہ یہ امر حضرت یوسف نے از روے وحی آلہی بیان فرمایا بالجملہ
حضرت یوسف نے تعبیر بیان کی تو ساقی نے آکر بادشاہ کے حضور مین مفصل التماس کی بادشاہ مشتاق ہوا قال الملک
ائتونی بہ یعنے کہا بادشاہ نے لے آؤ اسکو میرے پاس تاکہ مین اپنے کان سے یہ تعبیر سنون اور جو بعضون نے ذکر
کیا ہے کہ بادشاہ خواب کو بھول گیا تھا وہ لوگ کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب بھی بیان کیا اور
تعبیر بھی فرمائی جب ساقی نے یہ حال بادشاہ سے بیان کیا تو بادشاہ بہت ہنسا اور بولا گویا اسنے یہ خواب دیکھا تھا
سو جلد لاؤ میرے پاس اسکو لیکن یہ روایت سیاق آیت کے خلاف ہے کیونکہ کلام مین صراحۃً مذکور ہے کہ ساقی نے
خواب بیان کرکے تعبیر پوچھی تنبیہ تین شخصون نے تین چیزین فراموش کین حضرت آدم علیہ السلام نے عہد آلہی فراموش
کیا کہ ولقد عہدنا الی آدم من قبل فنسی اور یوشع ابن نون علیہ السلام نے کہا انی نسیت الحوت ان دونون مین حکمت
آلہی تھی کہ اسکا ثمرہ ظاہر ہوا ہے اور اپنے مقام پر مذکور ہے مگر ساقی جو سفارش یوسف بھول گیا اسمین حکمت یہ
تھی کہ اگر یوسف علیہ السلام ساقی کی سفارش سے خلاصی پاتے تو نالائق کے ممنون ہوتے اور پیغمبر کا دل سعی
پر ٹھہر جاتا لہذا الملک ریان کو خواب دکھلایا اور حضرت یوسف کو بادشاہ کی معرفت بکمال حشمت اور شان بلوایا

جوان کہلاتا ہی جب لعب و لہو سے کنارہ کرے ؎ خلق اطفال اند جز مست خدا ٭ نیست بالغ جز رہندہ از ہوا ٭
اور اپنے مقام مین ثابت ہی کہ جملہ ابنیاء علیہم السلام اپنی قوم کو اور اولیاء اللہ اپنے مریدون کو اس نفس کے جہاد کا
حکم دیا کیے ہین اور مکارہ اگرچہ خراب ہی لیکن قوت و طاقت ہین امارہ سے نہایت کم ہی اسکو سالک راہ حقیقت سے
طاقت مقاومت نہین ہی لیکن دائما تاک لگائے رہتا ہی اگر فرصت پاوے تو میان صاحب کو ہاتھ لگا دین مثلا کوئی
مرید مجاہدہ مین مشغول ہی اور ہمیشہ ذکر و فکر مین لگا ہو دفعتہً حج یا جہاد پیش آیا اسوقت ہین نفس مکارہ جو گھات لگائے
بیٹھا تھا روبرو آکر بولا کہ سفر جہاد اور حج مراتب مجاہدہ و ریاضت و جمعیت خاطر سے افضل و عالی تر ہی پس اسی کو
کرنا واجب ہی اور ذکر و فکر اور ریاضت اور مجاہدہ کو چھوڑ نا فرض و لازم ہی اسمین یہ مکر نکالا کہ مرید مبتدی ہی لاؤ مقام
جمعیت سے گراؤن اور پریشان و سرگردان پراگندہ دل کرؤن کہ حضور حق سے محروم رہے اسحال ہین اگر مرشد
غالب ہی تو مرید کو نفس مکارہ سے خلاص کر دیتا ہی نہین تو گر جاتا ہی اسیواسطے بزرگون نے فرمایا ہی کہ مرید جب تک
صاحب تمکین نہو نفس مکارہ سے امین نہین ہی اور نفس سحارہ کا یہ دستور ہی کہ اہل حقیقت کے گرد پھرتا رہتا ہی اور
ریاضت و مجاہدہ ہین دیکھکر کہتا ہی کہ اوقات عزیز اپنی کیون ضایع کرتے ہو اور بیفایدہ تکلیف اٹھاتے ہو شریعت
کے موافق آرام کرو نسپس اس حال ہین اگر صاحب نفس مرد محقق نہین ہی تو صاف مقام حقیقت سے ظاہر شریعت
ہین پڑ جاتا ہی اور عزیمت سے رخصت ہین آجاتا ہی اور جب رخصت مین آیا تو آرام نفس پائی گئی اور جب آرام نفس پائی
گئی تو نفس قوی ہوا او نفس امارہ کہ پامال پڑا تھا نکل کھڑا ہوا حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہین کہ مین چالیس
برس سے منازعت نفس ہین تھا کہ وہ روٹی دوہی مانگتا تھا ہین نہین دیتا تھا ایک دن مجھکو رحم آیا تو ایکدرم
وجہ حلال کا لیکر بازار بغداد ہین گیا راہ ہین ایک مقام ویرانہ پڑا وہان ایک بزرگ ملے کہ ریگ گرم پر پڑے تھے
اور شہد کی مکھیان انکا گوشت کھا رہی تھین مجکو بہت رحم آیا تو ہین نے کہا کہ یہ مرد مسکین ہی اسنے ہیری طرف متوجہ ہو کر
فرمایا کہ ای فرزند تو نے کون بات مسکینون کی مجھ ہین پائی نہ تاج اسلام سر پر رکھتا ہون نہ گوہر معرفت دامن ہین تو البتہ
مسکین ہی کہ چالیس برس ہوے اپنے نفس سے منازعت کرتا ہی اور نفس نہین مانتا آخر تجکو رحم آیا کہ اسکی رفع خواہش
مین بغداد چلا ہی ابراہیم فرماتے ہین کہ مین نے اسیوقت توبہ کی اور عزم بالجزم اپنا فسخ کر کے لوٹا حقیقت حال یہ ہی کہ
نفس سحارہ کبھون گناہ کا حکم نہین کرتا ہے بلکہ ہمیشہ طاعت و عبادت کیطرف ہدایت کرتا ہی اور جب اسکی رہنمائی کارگر
ہوتی ہی تو اسے عبادت و طاعت کو نظر سالک ہین بخوبی آراستہ کر کے دکھاتا ہی یہانتک کہ صفت خود پسندی و تعلی پیدا
ہو جاتی ہی کہ عجب و پندار ہین پڑ جاتا ہی آلغرض جبتک سالک طریقت نفس سحارہ سے خلاصی نہین پاتا نفس مطمئنہ
سے محروم ہی اور جب اس سے رہا ہوا اور اُسکے مکائد کو خیال ہین نہ لایا اور پورا سنور گیا اور دل سے رغبت نیکی پر
رہی اور بیہودہ و بدکام سے بھاگنے اور ایذا پانے لگا اسی جگہ سے نفس مطمئنہ نے ظہور پکڑا اور یہ نفس مطمئنہ ابنیا و
اولیا کا ہوتا ہی زاہدون اور عابدون کے پاس بھی نہین آتا القصہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت
بادشاہ و عزیز پر ظاہر ہوئی تو بادشاہ نے کہا ائتونی بہ استخلصہ لنفسی یعنے لے آو اسکو میرے پاس ہین خاص کر رکھون

چھپ کر چوری اُس عزیز کی نہین کی اسجگہ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اس کلام پر جبرئیل نے ہاتھ پہلوے یوسف
پر مارا اور کہا خبردار وہ یاد ہی جو زلیخا سے کیا تھا پھر واسطے رفع احتمال پندار و غرور کے فرمایا ہین پاک نہین کہتا
اپنے جی کو جی تو سکھاتا ہی بُرائی مگر جو رحم کیا میرے پروردگار نے بیشک میرا رب ہی بخشنے والا مہربان کما قال
تعالی وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم اہل معانی فرماتے ہین کہ حضرت نے
جب توفیق حق و عصمت مطلق دیکھی تو کہا لیعلم انی لم اخنہ اور جب تقصیر خدمت ملاحظہ فرمائی تو کہا وما ابرئ نفسی
پہان بیان عذر تقصیر ہی اور اول توضیح شکر توفیق فاعل کا لفظ امارہ کہ صیغہ مبالغہ ہی دلالت کرتا ہی کہ نفس از روے
جبلت جانب شر لیجاتا ہی اور روقت فرصت نامرضیات بین ڈالتا ہی بعض اہل تفسیر کہتے ہین کہ ہر آدمی کے بدن مین
تین نفس ہین ایک مقدس جسکو روح الٰہی بولتے ہین یہ دائماً زیر فرمان ہی دوسرا منطبعہ کہ تدبیر بدن اور مقتضیات
شہوت و غضب بین مصروف رہتا ہی وہ امارہ بھی کہلاتا ہی تیسرا نفس ناطقہ کہ علم وادراک حواس سے لیکر روح
پر عرض کرتا ہی اسی کو لوامہ بولتے ہین اور یہی نفس وقت صدور امر نامشروع امارہ کو ملامت کرتا ہے اور اُسی کو ملہمہ
بھی کہتے ہین کہ بوساطت روح امور حقہ اسپر الہام ہوتے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ نفس صالحین و ابرار کا ہی حضرت
ابن عباس فرماتے ہین کہ جمیع نفوس بروز قیامت لوامہ ہونگے اسلیے کہ جو لوگ نیک تھے وہ اس سبب سے ملامت
کرینگے کہ ہمنے کار نیک زیادہ کیون نہ کیے اور جو بد ہین بدی پر ملامت کرینگے حدیث شریف مین ہے کہ اہل جنت
کو کسی بات کی حسرت نہوگی مگر اس ساعت کی جو بلا یاد حق گذری دنیا مین اور حسن بصری کہتے ہین کہ نشان مرد دیانتدار
کا دنیا مین یہ ہی کہ ہمیشہ اپنے نفس کو ملامت کرتا ہی اور اہل تفسیر کو نفس لوامہ مین اختلاف ہے اہل تحقیق کہتے ہین
کہ اگرچہ نفس واحد ہی مگر اسکے تین حال ہین یعنے اگر عالم علوی سے متوجہ ہو کے طاعت مین بسر کرتا ہے تو مطمئنہ
ہی اور اگر عالم سفلی سے متوجہ ہو کر شہوات مین مصروف ہی تو امارہ ہی اور جو کسی وقت سفلی مین آتا ہی اور کسی وقت علوی
مین وہ لوامہ ہی بعض کے نزدیک نفس مطمئنہ انبیا اور اولیا و کاملین کا ہی اور امارہ کافرون اور فاسقون مصر فسق کا
اور لوامہ گنہگاران تائب و تقصیرواران نادم کا اور بعض کے نزدیک یہ نفس متقیون کا ہے کہ نفوس عاصیہ کو
دنیا مین ملامت کرتے تھے آخرت مین بھی ملامت کرینگے اور حق یہ ہی کہ نفس آدمی از روے جبلت سلامت وندامت
سے موصوف ہی کیسا ہی ہو کذا حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ العزیزی لسورة القیامة اور کشف الاسرار
مین ہی کہ نفس کے پانچ مرتبے ہین امارہ مکارہ سحارہ لوامہ مطمئنہ سوا امارہ وہ یہ ہے جس مین صفت حیوانیت
غالب رہے اور تمام عمر خواب و خور مین بسر کرے اور ریاضت و مجاہدہ کے نزدیک نہ جائے اور اپنے صاحب
کو دائماً حرص و ہوا مین مشغول رکھے جانب خیر جانے نہ دے اسی کی مخالفت سے انسان داخل بہشت
ہوتا ہے کما قال اللہ تعالی ونہی النفس عن الہوی فان الجنة ہی الماوی ابو بکر وراق رحمہ اللہ
فرماتے ہین کہ مخالفت ہوا سے موافقت مولی ہوتی ہی کوئی چیز اللہ تعالی نے دنیا و آخرت مین مضرتر ہوا سے پیدا نہین
فرمائی ولہذا اہل دین کہتے ہین کہ انسان جب ہواے نفس سے نکلے تب بالغ ہو ورنہ نابالغ ہی جسطرح عرف عام مین اسوقت

اقوال نفس و اقسام آن

فرمایا اللہ کا فرشتہ ہو بعد اسکے حضرت نے تعبیر خواب بزبان مبارک سے ارشاد فرمائی بادشاہ نے کہا کہ جو حضرت نے بیان فرمایا اسمین فرق نہین ہی پر مین حیرت مین ہون کہ تدبیر اسکی کیا کرون آپ ہی کوئی تدبیر نکالین فرمایا تدبیر یہ ہے کہ اپنے تحصیلدارون کو حکم دو کہ جملہ اراذل و اشراف وا وساط سے کھیتی کراوین اور جو کاشتکار ہین انپر تاکید کرین اور سات برس مین جو کچھ غلہ ہو اسکو کاٹ کر بالیون مین رہنے دین تاکہ حشرات الارض سے محفوظ رہے اور وقت معہود پر غلہ آدمیون کی غذا ہو اور بھوسہ مویشیون کی اور اگر اسطرح نہ کیا جاویگا بالکل ملک کی بد انتظامی ہو گی بادشاہ متامل و متفکر ہوا کہ مجھسے کس طرح حالت قحط مین بندوبست ہو سکیگا اور مین تفقد احوال فقرا و مساکین اس حال مین کسطرح کرونگا اور مجھکو کیا معلوم ہوگا کہ نصیب کسکا کتنا ہے اور ما یحتاج ہر محتاج کا کسقدر ہے جب حضرت یوسفؑ نے بادشاہ کو پریشان خاطر دیکھا تو واسطے تسلی دل کے فرمایا اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم یعنے مجھکو مقرر کر ملک مصر کے خزانہ پر مین خوب نگہبان ہون خبردار بعضے کہتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ خزائن طعام پر اور ان مواضع پر جہان غلات و غفار جمع ہون والی کر دے اور میرے سپرد کر کہ مین حفیظ ہون یعنی غیر مستحقون کو نہ دونگا اور مستحقون کو زیادہ قدر حاجت سے نہ عطا کرونگا کیونکہ مین علیم ہون حاجتمند و مستحق کو خوب پہچانتا ہون اگر کوئی شبہہ کرے کہ طلب امارت بادشاہ کا فرین سے شان صدیقیت کے خلاف ہے تو رفع اس شبہہ کا یون ہو سکتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر برحق تھے اور رعایت مصالح امت بقدر امکان پیغمبرون پر واجب ہے سو اگر طلب امارت اس نظر سے فرمائی تو مضائقہ نہین وراسے اسکے حضرت یوسفؑ کو از روے وحی معلوم ہو چکا تھا کہ امر خلافت مصر میرے تفویض ہوگا کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام زندان مین بشارت دے گئے تھے اور قحط کا حال بھی کہہ گئے تھے اس سبب سے گویا حضرت یوسفؑ نے طلب امر شروع فرمایا کہ اس سے مستحقون کو نفع پہونچا اور عدل و احسان ظاہر ہوا پس مقصود طلب امارت سے رعونت نفس اور حب ریاست نہ تھا کہ مرضی حق کے خلاف پڑے اور شان صدیقیت سے بعید ہو عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہین کہ دو پیغمبرون نے دو سببے دنیا کی خواہش کی ہے اول حضرت یوسف علیہ السلام نے کہ انھون نے یہ جانا کہ حالت قحط مین مصر کا بادشاہ خلق خدا پہ شفقت قرار واقعی نہ کر سکیگا اور بندوبست نہو سکیگا اسیواسطے سلطنت مصر کی درخواست کی کہ اللہ نے بادشاہ کے دل مین یہ ڈالا کہ سوا ان کے اور کسی سے انتظام اسوقت کا نہوگا دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب خبر پائی کہ فرعون ملک مصر کی بادشاہت پر ایسا مغرور ہوا کہ دعوی الوہیت کر کے وانا ربکم الاعلی کہنے لگا تب حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ اگر تمام عالم کی بادشاہت بھی ہوتی تو بھی دعوی خدائی زیب نہین دیتا تھا سو دعا کی رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی یعنے مجھکو ایسا ملک عنایت کر کہ بعد میرے کسی کو نہ ملے تو مین خلق کو دکھلاؤن کہ سواے تیرے کوئی سزاوار الوہیت نہین ہے اور جسکو تو نے سارا ملک اپنا دے دیا ہو وہ بھی تیرا بندہ ہے پھر فرعون کسطرح دعوی باطل کرتا تھا فائدہ اگر کوئی شبہہ کرے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس معاملہ مین انشاء اللہ نہ کہا یہ بات خلاف شان پیغمبری تھی چاہیے تھا کہ انی حفیظ علیم انشاء اللہ فرماتے تو رفع اسکا یون ہوتا ہے کہ امام واحدی کہتے ہین کہ اسی سبب سے

اسکو اپنے کام مین اور اپنا مشیر و موتمن اور صاحب راز بناوٴن اور تمام امور سلطنت کے اسکو تفویض کر دون چنانچہ ایک شخص مقرب درگاہ شاہی زندان مین گیا اور اسنے پیغام سلطان حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا پیچھے سے بادشاہ ریان نے ستر حاجب اور ستر گھوڑے واسطے جلو کے اور اسپ خاصہ اپنا واسطے سواری کے روانہ کیا اور شہر سے تا در زندان تمام لشکر نے صفین باندھین اور ملک ریان ایک میدان مین جو بارگاہ شاہی کے سامنے تھا حسب دستور سلاطین تخت سلطنت پر آکر بیٹھا اور غلام پری پیکر اور خدام لطیف منظر دست بستہ کھڑے ہوئے غرض استقبال کی یہ دھوم دھام ہوئی اس طرف حضرت یوسف علیہ السلام نے باطاعت فرمان ملک بفحواے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم آمادہ روانگی ہوئے اور زندانیون کو رخصت فرمایا اور دعاے خیر انکے حق مین کی کہ بار آلہی نیکون اور نیک مردون کے قلوب انپر مہربان کر اور ایام محنت کو تاہ فرما اور کسی چیز کو انپر پوشیدہ نرکھ اور گناہون سے انکو پاک کر اور صبر عطا فرما بعد اسکے زندان سے نکلکر کھڑے ہوئے اور فرمایا ہذا منزل البلوی و جہنم الدنیا و قبر الاحیا و بیت الاحزان پھر غسل فرماکر پوشاک بدلی اور اسپ خاصہ پر سوار ہوکر باتجمل تمام و شوکت معنونہ حضرت ملک علام تشریف لے چلے جب متصل دربار شاہی کے پہونچے تو یہ دعا پڑھی اللہم انی اسألک بخیرک من خیرہ و اعوذ بعزتک و قدرتک من شرہ و شر غیرہ اور جسوقت بادشاہ اور ارکان دولت نے دیکھا کہنے لگے کہ یہ شخص حور ہی یا فرشتہ پھر بادشاہ سے ملاقات ہوئی حضرت نے عربی مین سلام کیا اسنے پوچھا کہ یہ کون زبان ہے فرمایا یہ زبان ہمارے چچا اسمعیل علیہ السلام کی ہو بعد اسکے زبان عبرانی مین دعا فرمائی تو بادشاہ نے پوچھا یہ کون زبان ہے فرمایا یہ زبان ہمارے باپ دادون یعنے یعقوبؑ و اسحاقؑ و ابراہیمؑ کی ہے بعد اسکے بادشاہ نے اپنے پہلو مین بٹھلا لیا اور باتین کرنے لگا روایت ہو کہ بادشاہ ریان بڑا فصیح و بلیغ تھا اور ایسا زبان دان تھا کہ ستر زبانون مین باتین کرتا تھا سو اسنے حضرت یوسفؑ سے سب زبانون مین کلام کیا اور حضرت یوسفؑ نے ہر زبان مین جواب دیا چونکہ بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ السلام کی زباندانی اور لیاقت بہت پسند آئی تو اسنے کہا انک الیوم لدنیا مکین امین یعنے کہا اے یوسفؑ سچ تو نے آج ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہوکر اور اسی وقت سے بادشاہ نے عزیز کا علاقہ چھڑوا دیا اپنی صحبت مین رکھا پھر بادشاہ نے اپنا خواب بیان کرنے کا ارادہ کیا حضرت نے فرمایا کہ اگر ارشاد ہو تو مین خواب بیان کرون اور تعبیر کہون بادشاہ نے کہا اچھا بیان کیجئے سو حضرت نے فرمایا کہ تمنے صبح کو یہ خواب دیکھا کہ مین رود نیل کے کنارے کھڑا ہون اور سات گائین سفید رنگ موٹی ایسی دودھاری کہ انکی چھاتیون سے دودھ ٹپکتا ہے نکلی ہین اسیوقت رود نیل خشک ہوگیا اور سات گائین دبلی جنگلی انکے بہت بڑے اور ہاتھ کتون کے سے دانت ریچھ کے مانند نکلین اور ان ساتون کو پھاڑ ڈالا اور یہ بھی دیکھا کہ سات خوشے سبز اور سات خشک ایک ہی درخت سے نکلے دفعةً ہوا ایسی چلی کہ سوکھے خوشون نے جنبش کھائی انسے ایک آگ نکلی اسنے سبز خوشون کو جلا یا یہ خواب دیکھکر آپ کو خوف معلوم ہوا بادشاہ نے کہا درست ہو لیکن مین یہ پوچھتا ہون کہ تعبیر سیکھی ہوگی مگر خواب میرا تمسے کسنے کہہ دیا حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھسے خواب تمہارا کہہ دیا ہو بادشاہ نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام کون ہین

کفار سے بضرورت استدعا جائز ہی چوتھا کافرون کی ولایت مین رہنا اسلیے کہ احکام ایمان سے خبردار ہون درست ہے پانچوان مومنون کو تعریف کافرون کی کرنا ناجائز ہے گو کافر اسکی تعریف کرے چنانکہ ریان نے حضرت یوسفؑ سے کہا الیوم لدینا مکین امین مگر حضرت نے تعریف نہ کی بلکہ فرمایا انی حفیظ علیم چھٹا نصیحت کرنا اولوالامر کو عالمون کے لیے درست ہے جسطرح حضرت نے فرمایا تجھسے ایام قحط مین انصاف نہوسکیگا یہ کام مجھے سپرد کر بادشاہ نے قبول کیا کہ بندوبست ہوگیا اور ملک اسکا باقی رہا اسی مقام سے کہتے ہین کہ ملک کافر عادل کے پاس رہتا ہے اور مسلمان ظالم سے جاتا رہتا ہے ساتوان اس قسم کی نوکری کافرون کی جائز ہے واضح ہو کہ نوکری کافرون کی یہود ہون یا نصاری یا اور کوئی قسم ہو مباح و مستحب و حرام و گناہ کبیرہ قریب سرحد کفر ہیں اگر کوئی کافر مسلمان کو بنا بر اقامت رسوم صالحہ و سرانجام امور محمودہ مانند دفع رہزنان و ڈاکوان و دزدان و بنا بر پل و چاہ و مہمان سرا و مدارس وغیرہ نوکر رکھے تو بلاشک مسلمان کو درست ہو بلکہ مستحب اسیطرح اگر مسلمان کو مفتی مقرر کرے بشرطیکہ فتوی مطابق شرع شریف کے لکھا دے تو جائز بلکہ مستحب ہے بدلیل قصہ والدہ موسیٰ و قصۂ یوسف علیہما السلام اور اگر کسی اور کام پر مقرر کرے کہ اسمین اختلاط و ارتباط لازم آتا ہو اور مشاہدہ رسوم و اوضاع منکرہ کا کرنا پڑتا ہو یا اعانت ظلم پر متحقق ہوتی ہو جسطرح منشی گری اور خدمتگاری و سپاہی گری یا تعظیم مفرط کفار اور تذلیل اپنی نشست و برخاست مین ضرور پڑتی ہو تو حرام و گناہ ہی مگر صغیرہ ہے اور اگر بنا بر قتل کسی مسلمان کے اور برہم کرنے ریاست مسلمان کے یا ترویج کفر و تلاش مطاعن دین اسلام کے نوکر رکھے تو یہ نوکری کبیرہ ہے کذا حققہ استاذ الاستاذ فی بعض تقریراتہ مین کہتا ہون کہ نوکری منصفی و صدر امینی بھی ناجائز ہے کیونکہ مقدمات مین خلاف شریعت حکم دینا پڑتا ہو اور سود دلانا ضرور ہوتا ہو و ذلک حرام کما قال اللہ تعالی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون فائدہ حضرت یوسفؑ نے بارہ برس قید مین صبر کیا بارہ نعمتین پائین ایک علم کامل ملا کہ تاویل رویا پر قادر ہوئے دوسرے ملک پر حاکم ہوئے کہ عدل و انصاف سے نیکنام ہوئے تیسرے پیغمبر ہوئے چوتھے تمام خلق کے محبوب ہوئے پانچوین مفارقت والد کا رنج تھا سو انکو کنعان سے بخیر و خوبی طلب کیا چھٹے زلیخا کے مکر سے محفوظ رہے ساتوین طہارت و پاکی خود اقرار زلیخا سے ثابت ہوئی آٹھوین اللہ نے یہ توفیق عطا فرمائی اور علم کامل دیا کہ اپنے گنہگارون سے عفو کیا نوین عمر کامل عطا فرمائی کہ اپنی مراد کو پہونچے دسوین اولاد صالح اور نجیب عنایت کی تاکہ انقطاع نسل نہ ہو گیارھوین کریم ایسے ہوے کہ اسکی دعوے مجی بارھوین زلیخا جسکے باعث سے بہت فساد برپا ہوے وہ نکاح مین آئین اسفار معتبرہ مین ہے کہ جب یوسف علیہ السلام امیر و سردار مصر ہوے اور شام محنت انکی صبح راحت سے متبدل ہوئی تو وہ سب رنج و کلفت و محنت و مشقت جو مدت دراز سے قرین یوسف علیہ السلام تھے زلیخا سے متوجہ ہوے کہ اسکا شوہر مرگیا اور خود ناتوان و ضعیفہ ہوگئی اور ثروت و غنا محنت و بلا سے بدل ہوئی اور مال اور منال نے صورت انتقال پیدا کی اور عشیرہ و قبیلہ جو یمن مین تھے دشمنون کے پنجہ ظلم مین در آئے اور بعضے نیست و نابود ہوگئے آرام سے ناکام تنہا بیچارہ دل غم سے پارہ خلق سے بیگانہ

ف تقریر در نوکری کفار

ف بیان فوائد الٰہی

ف احوال زلیخا

ایک برس تک حضرت یوسف علیہ السلام اپنے مطلب کو نہین پہونچے اور امام رازی فرماتے ہین کہ حضرت نے
اسلیے انشاء اللہ نہین کہا کہ اگر مین انشاء اللہ کہون تو بادشاہ جانیگا کہ اسکو حفظ اس عمل کی طاقت نہین ہے کہ
تعلیق بلفظ انشاء اللہ کرتا ہے لہذا ظاہر مین ترک کیا اور دل مین کہہ لیا تھا اگر کوئی کہے کہ حضرت نے اپنی تعریف
فرمائی حالانکہ ایسا نہ چاہیے تھا تو جواب یہ ہو کہ مدح اپنی اسوقت مذموم ہے جب مقصود اس سے تفاخر ہو اور یہان
مقصود اطلاع حال تھا نہ تفاخر احقاف مین ہو کہ راست گو کو راستی کی راہ سے اپنی مدح کرنی منع نہین خصوصاً جب کوئی
مصلحت داعی ہو اور اس مصلحت کی مد حدیث مین بھی وارد ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا انا سید ولد آدم و لا فخر کیونکہ
مراد اس سے تعلیم امت اور کیفیت اظہار منزلت ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سال بھر حضرت
یوسفؑ بادشاہ کے پاس باعزاز واکرام رہے اور اقامت رسوم بادشاہی اور احیاء مراتب فرمانروائی مین اعانت
شاہ فرمایا کیے جب برس روز گذر گیا تو بادشاہ نے شہر مصر و بارگاہ سلطانی کو آراستہ کیا اور تخت زرین جسکا طول
تیس گز کا تھا مکلل بجواہر حضرت یوسف علیہ السلام کو خلعت شاہی پہناکے ٹھلایا اور منادی کرادی کہ یوسف
علیہ السلام عزیز مصر ہوے انکی اطاعت کرو اور عزیز مصر کو معزول سمجھو اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام
نے برعایت حق پرورش عزیز کی حیات تک اسکے کام مین دخل نہین کیا بعد وفات اسکے بندوبست شروع کیا اور
ابن اسحق نے ابن زید سے روایت کی ہو کہ مصر مین خزانہ بہت تھا ان سب پر حضرت کو اختیار دیا روایت ہے کہ
جب امور سلطنت مصر حضرت کے تفویض ہوے تو اول آپ نے حکم دیا کہ حوالی مصر و موصل مین ایک میدان
معتدل الہوا جسکی زمین تری و نمناکی سے سلامت ہو تجویز کیا جاے جب وہ میدان قرار دیا گیا تو ایک عمارت
وسیع الفضا اسمین بنوائی اور چوبیس ہزار جو بلیان قرار دین بعد اسکے کھیتی کرنے کا فرمان جملہ اراذل و اشراف و
اوساط کو صادر فرمایا کہ جس جگہ زمین خالی تھی جوتی گئی اور جسجگہ پانی نہ تھا وہان کے واسطے حضرت نے دعا مانگی
وہان پانی برسا اور جہان ندی و کنوین تھے وہان انکے پانی سے کام لیا گیا اور تحصیلداروی اعتبار اور امناے
پختہ کار واسطے جمع کرنے حبوب و غلات کے معین کیے گئے کہ غلہ کاٹ کر بالیون مین رکھوائین چنانچہ
سات برس برابر یہ حکم جاری رہا اس طرف اللہ صاحب ایما فرماتے ہین وکذالک مکنا لیوسف فی الارض
یتبوء منہا حیث یشاء نصیب برحمتنا من نشاء ولا نضیع اجر المحسنین ولاجر الآخرۃ خیر للذین آمنوا وکانوا یتقون یعنے
یون قدرت دی ہمنے یوسفؑ کو اس زمین مصر مین جگہ پکڑے اسمین جہان چاہے ہم پہونچاتے ہین اپنی مہر جسکو
چاہین اور ضایع نہین کرتے نیگ بھلائی والون کا اور اجر آخرت کا بہتر ہے انکو جو یقین لائے اور رہے
پرہیزگاری مین یہ جواب ہے کافرون کے سوال کا جو حضرت صلعم سے کیا تھا کہ بنی اسرائیل مصر مین
کیونکر آئے حضرت ابن عباس اور وہب ابن منبہ محسنین سے اسجگہ صابرین مراد لیتے ہین فائدہ اس
مقام سے کئی فائدے نکلے اوّل یہ کہ عالمون کو بادشاہ کے پاس بنابر نفع خلق اللہ جانا درست ہے و بنابر
خوشامد و طلب دنیا ناجائز دوسرا درویشون کو سلاطین سے طلب حاجت کرنا درست ہو تیسرا مومنون کو

جسم زار پر پڑیگا وہ بھی ایک صورت تسکین ہی اور گویا کہتی تھی ؎ اگر آن طائر قدسی ز درم باز آید ؛ عمر بگذشتہ بہ پیرانہ سرم باز آید ؛ آنکہ تاج سرِ من خاک کف پایش بود ؛ از خدا میطلبم تا بہ سرم باز آید ؛ اتفاقاً حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری نکلی تو ظاہر ہین حضرت یوسف علیہ السلام کو بہانہ سیر و شکار تھا اور دلمین تفقد احوال زلیخا کیونکہ برخلاف عادت جس کوچہ سے نکلتے تھے درویشون اور دردمندون کا حال پوچھتے تھے حتیٰ کہ نوبت بزلیخا رسید اور زلیخا بزبان حال کہہ رہی تھی ؎ از بسکہ دل ز داغ محبت کباب شد ؛ تا لب ز سینہ سوختہ آمد صدای من ؛ بر خاستم ز جنبش پا بیت ز خواب مرگ ؛ بر ترنمم خوش آمدہ دلربای من ؛ اور زبان شوق یون نغمہ زن تھی ؛ ؎ برکش ز چہرہ پردۂ شرم آفتاب من ؛ رحمی بحال شبنم پا در رکاب من ؛ تا کے تغافل تو کند روز من سیاہ چشمی فگن بصورت حال خراب من ؛ اور دل حزین سے یہ صدا اٹھتی تھی ؎ نالۂ حسرت کشم تا چند در کنج قفس ؛ سنگدل صیاد رحمی بر گرفتاری بکن ؛ ناوک فشکن بہ پہلو در جگر بشکن سنان ؛ اے جوان ترکانہ کاری بر دل افگاری بکن ؛ اور پکارتی تھی کہا الٰہی یوسفؑ مجھکو نظر نہین آتا مگر اسکے گھوڑیکا سم میرے دل پر پڑتا ہی یا الٰہی اسکو جلدی میرے قریب کردے دفعتہً کوئی بولا کہ یوسفؑ سامنے آئے اور بہت متصل ہین تو بزبان حال کہنے لگی ؎ شہر و بادیہ را اقرار گاہی نیست ؛ گذشتہ ایم غریبانہ از وطن بے تو ؛ نہ پرتو رخ ما ہے نہ شعلۂ شمعی ؛ نشستہ ایم درین تیرہ انجمن بے تو ؛ رمیدۂ ز کنارم تو گلعذار مرا ؛ شدہ است موی بدن خار پیرہن بے تو ؛ برنگ خار بپای نگہ خلد رگ گل ؛ اگر نظارہ کنم جانب چمن بے تو ؛ بجستجوی فشان تو گم شدم از خویش ؛ بیا بہ بین کہ گذشتم ز خویشتن بے تو ؛ بعد اسکے ارادہ کیا کہ عنان مرکب پکڑے دور باشون نے روک لیا تو زلیخا نے شور کرکے کہا پاک ہو خدا جسنے برکت طاعت سے غلامون کو عزیز کیا اور بادشاہون کو شامت معصیت سے ذلیل یہ آواز حضرت یوسفؑ کے کان مین پہونچی تو حضرت نے کہا یہ آواز کس عورت ضعیفہ کی ہی خاص برداری نے گذارش کیا کہ زلیخا پکارتی ہی اور ملازمت کی امیدوار ہی حضرت تو اسی کے خیال مین تھے ارشاد کیا کہ زلیخا کو جلد لاؤ اسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا گھوڑے سے اتر کر زلیخا کا حال پوچھو الغرض حضرت گھوڑے سے اتر پڑے اور زلیخا حاضر ہوئی تو حضرت نے پوچھا کہ تو کون ہی زلیخا نے کہا ؎ یاد روزے کہ بروی تو نظرے کردم ؛ شب غم را بجمال تو سحر می کردم ؛ یاد باد آنکہ نہایت نظری با ما بود ؛ رقم مہر تو بر چہرہ ما پیدا بود ؛ یاد باد آنکہ چو چشمت بعتابم می کشت ؛ معجز عیسوییت در لب شکر خا بود ؛ یاد باد آنکہ چو یاقوت لبت خندہ زدی ؛ در میان من و لعل تو حکایتہا بود ؛ یاد باد آنکہ صبوحے زدہ در مجلس انس ؛ جز من و یار نبودیم خدا با ما بود ؛ افسوس صد افسوس اب مین ایسی ہوئی کہ تم مجھکو نہین پہچانتے اے میرے محبوب پیارے یوسفؑ مین زلیخا ہون کہ جان و دل سے تجھپر فدا تھی اور وہ ہون کہ جسکو تیرے عشق نے فضیحت و رسوا کیا اب اس حال کو پہونچی ہون ؎ گرد دل و دیدہ خیال رخ دلدار ہمان ؛ دل ہمان دیدہ ہمان لذت دیدار ہمان ؛ آستین سرخ شد از گریۂ گلگون لیکن ؛ میچکد خون دل از دیدۂ خونبار ہمان ؛ داغ سودای تو دارد دل

ذلت و خواری سے بگانہ ہمچو بلبل پریشان دور کردہ بوستان گم کردہ آشیان مطرودۂ یاران گلستان ایک طرف خانہ خراب پڑی رہتی نہ کسی کے پاس جاتی اور نہ کسی کو بلاتی مگر یوسف یوسف پکارتی اور روتی یہان تک کہ اندھی ہو گئی یہی خیال ہر دم اور یہی غم ہمدم کہ ہاے یوسفؑ لیکن با این ہمہ بت پرستی سے تائب نہ تھی اسی حال مین ایک مدت دراز گذری آخر کار گھر کو اجاڑ بیرون شہر مست و سرشار ایک مقام مین جا پڑی اور نام اسکا بیت الحزن رکھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دستور باندھا کہ آخر ماہ سوار ہو کر پرگنات مصر مین جاتے اور فیصلہ خصومات فرماتے اور جب سواری حضرت کی نکلتی تو زلیخا دھوم دھام سواری کی سنکر بیت الحزن سے نکل عین شارع عام پر بیٹھتی اور شور مچاتی اور یوسف یوسف پکارتی پیچ ہے نقارہ کے شور مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے اور جو کوئی کبھی سن لیتا تو آنجناب کو بسبب عیب کے یا فضول جانکر اطلاع نہ کرتا اور سواری نکلجاتی زلیخا بحال خود چلا یا کرتی ایک مرتبہ نہایت بیتاب ہو کر بزبان حال گویا ہوئی **مثنوی** ای فتنہ گر جہان کجائی ٭ وی آفت ناگہان کجائی ٭ جان بازے عاشقانہ بنگر ٭ ای چشم چراغ جان کجائی ٭ پہلوی دل فگار بنشین ٭ ای ناوک بیکمان کجائی ٭ اور بہت غمدیدہ ہو کر اپنے بت سے بولی کہ اے معبود باطل تجھسے مجھے کچھ فائدہ نہوا بلکہ سراسر نقصان پہونچا کہ شوہر میرا عزیز مصر مر گیا اور میرا زرخرید قائم مقام ہوا اور لشکر غم مجھپر ٹوٹ پڑا جسکو پیار کرتی ہون وہ بھی ہاتھ نہ آیا نزدیک دور ہوا اور دور نزدیک ہوا مین نے جانا کہ یہ سب آفات تیرے باعث سے نازل ہوئی ہین اب ای نابکار تجھسے بیزار ہون لعنت خدا کی تجھپر ہے اور اسی وقت چور چور کر کے پھینکا اور بولی اب تو یوسفؑ کے خدا کا ایمان لائی ہون وہ میری فریادرسی کریگا اور جانب آسمان ہاتھ اٹھا کر کہنے لگی کہ ای اللہ کریم کارساز اگر گنہگار کو بخشتا ہے تو مین توبہ کرتی ہون مجھپر کرم کر اور جو عذر قبول کرتا ہے تو مین عذرخواہ ہون منظور کر اور اگر غمزدون کو نجات دیتا ہے تو مین زیادہ غمزدہ ہون میرا غم دور کر اور جو چارہ ساز بیچارگان ہے تو مین تمام عالم کے لوگون سے بیچارہ ہون کہ تو خود جانتا ہے کہ مین کس ناز و نعمت مین تھی اور اب کس بلا و مشقت مین ہون مجھسے زیادہ کوئی بیچارہ نہین ہے یا الٰہی تو جانتا ہے کہ یوسفؑ کے ملنے کیواسطے مین نے کیسی کیسی کوشش کی اور مطلب حاصل نہوا اور اب مین اگرچہ بوڑھی ہون مگر عشق و محبت یوسف مین جوان تر ہون یا الٰہی تو مجھ ناتوان دل شکستہ بیحیا عاشق بے ریا پر رحم فرما اور یوسفؑ کو میرے پاس پہونچا کہ تیرہ برس سے مین نے اس کی صورت نہین دیکھی ہے یا الٰہی اس درخواست مین تو رشک نہ کرنا کہ اسکا وصل عین تیرا ہی وصال ہے اور اسکا نور عین تیرا ہی نور ہے مجیب الدعوات نے صدق اخلاص و نیازمندی زلیخا پر نظر فرما کے دعاے با اخلاص اسکی قبول فرمائی اور یوسف علیہ السلام کے دلمین ڈالا کہ زلیخا کا حال معلوم نہین ہے کہ کس حال مین ہے کسطرح اسکا حال دریافت کرنا چاہیے اگر اسکو معاش کی تنگی لاحق ہو تو تدارک کرنا لازم ہے کیونکہ اسنے میری بہت خدمت کی تھی تو اس سے زیادہ کوئی حقدار نہین ہے جسدن یہ خیال حضرت یوسفؑ کو آیا اسدن زلیخا نے یہ کام کیا کہ اپنے بیت الحزن سے نکلکر کملی پرانی اوڑھے لاٹھی پکڑے کمر جھکائے ایک رسی سے کمر باندھے خراب حال اس مقام پر کھڑی ہوئی تھی جہان سے سواری حضرت یوسف علیہ السلام کی نکلتی تھی اور دل مین یہ خیال تھا کہ اگر ملاقات حضرت یوسفؑ سے نصیب مین نہین ہے تو لشکر کا غبار ہی میرے

ملاقات یوسف بعد ہ زلیخا

رونگا اے یوسفؑ تو دوست نہین بناتا اسکو جو تجھکو بلا واسطہ دوست رکھتی ہو اور تو نہین چاہتا اسکو جو تجھکو بے سبب
چاہتی ہو یہ آواز سنکر حضرت یوسف علیہ السلام نے سکوت کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ زلیخا
پر رکھا سب عیب جاتے رہے اور اسد نے ایسا حسن و جمال دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی عاشق ہو گئے
مگر جوان ہوجانے کی روایت صحت کو نہین پہونچی اور اکثر مفسرین نے لکھا ہو کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام سنے
درخواست زلیخا سنی تو متردد ہوے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ صاحب فرماتے ہین کہ مین نے زلیخا
کی عاجزی و شکستگی سے قصور اُسکا معاف فرمایا اول حیلہ و فریب سے چاہتی تھی کہ تجھکو دام محبت مین پھانسے مین نے
محفوظ رکھا اب بیچارہ دل شکستہ ہو کر حاضر ہوئی اور ایمان بھی لائی اور بکمال عاجزی سے تجھکو مانگنے لگی تو مین نے
اسکی استدعا منظور فرمائی تو بھی حاجت اُسکی روا کر اور نکاح کر لے چنانچہ حضرت نے بحکم خدا مجلس آراستہ فرمائی اور
اکابر و اشراف مصر کو جمع کر کے ملک ریان کے روبرو نکاح کیا اُسوقت زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو
دیکھکر کہا سبحان اللہ مین ہون کہ ایسی مفارقت مین مبتلا تھی اب اس طرح کی مواصلت حاصل ہوئی الحمد للہ
نامرادی مین مراد ملی ؎ منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز ؛ چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز ؛ اور حضرت
یوسف علیہ السلام کی نظر مین اُسوقت زلیخا حور جنت نظر آئی اور دواعی شہوت نے قوای طبعی پر غلبہ کیا
اور کلید میل مباشرت نے قفل مصابرت ہٹایا کہ حضرت علیہ السلام بنا بر خلوت صحیحہ خلوت خانے مین تشریف
لے گئے اور زلیخا کو طلب فرمایا حجۃ الاسلام نے اس مقام مین لکھا ہے کہ زلیخا بناز و انداز معشوقانہ انکار فرمانے
لگین اور ایک علحدہ مکان مین ہو بیٹھین اور دروازہ بند کر لیا حضرت یوسف علیہ السلام نے دروازے پر
جا کر طلب کیا زلیخا نے کہا آپ یہان تشریف نہ لاوین اب معاملہ بالعکس ہو کیونکہ مین نے اب اسکو پایا ہو جو
تمسے بہتر ہو حضرت یوسفؑ نے دروازہ توڑ ڈالا اور اندر آئے زلیخا کو پکڑنے کا ارادہ کیا وہ بھاگی حضرت نے پیچھے
سے دامن پکڑ لیا تو دامن پھٹ گیا اسیوقت ایک فرشتے نے آکر کہا کہ اے یوسفؑ اسکو مخالفت نہ سمجھنا بلکہ
محبت ہو مقابلہ محبت کے اور طلب ہو مقابلہ طلب کے اور عشق مقابلہ عشق ہے اور فرار بمقابلہ فرار اور چاک دامن
مقابل دامن قست اور یہ سب اسواسطے ہوا کہ زلیخا کو تمسے شرمندگی نرہے اور تم اُسکو حالات ماضیہ پر سرزنش
نکرو القصہ بعد اس معاملے کے زلیخا سے نوبت ملاقات پہونچی تو زلیخا باکرہ پائی گئی حضرت یوسفؑ
نے پوچھا کہ اے زلیخا اسکا کیا سبب ہے زلیخا نے کہا عزیز مصر میرا شوہر مجھپر دستیاب نہین ہوا اور اُسنے قدرت
مباشرت نہین پائی پھر حضرت نے فرمایا کہ اے زلیخا اس طرح خواہش نفس دنیا بہتر ہے یا جس طور سے تو چاہتی
تھی زلیخا نے کہا ان النفس لامارۃ بالسوء اے محبوب مجھکو ملامت نکر انسان تو بلاے نفس مین گرفتار رہے جو کچھ
نفس چاہتا ہے کر لیتا ہو اور اکثر برائی کی طرف لاتا ہے مین کیا کہون اپنے زمانے کی عورتون مین مین صفت
عفت و عصمت سے ممتاز تھی اور پاکدامنی میری شہرۂ آفاق تھی جس طرح تم اپنے زمانے کی مردون مین
عفیف و معصوم مشہور ہو اور میرا شوہر عنین محض تھا حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ تو نے صبر کیون نہ کیا انہون زلیخا نے

شوریدہ ہنوز ؛ پای سرگشتہ ہمان دشت ہمان خار ہمان ؛ روایت ہو کہ حضرت یوسفؑ نے زلیخا کو کمال حسن جمال
و شوکت در عنائی مین دیکھا تھا اب کہ پریشان و بدحال دیکھا تو آبدیدہ ہو کر متاسف ہوئے اور حیرت
مین ہوئے کہ یہی زلیخا ہو جو میری عاشق زار تھی سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا یارب تعز من تشاء و تذل من تشاء
پھر پوچھا کہ اے زلیخا تیری آنکھین کہان گئین زلیخا نے کہا کہ آپ کے فراق مین روتے روتے جاتی رہین اور ناز و
انداز محبوبانہ سب تمھاری محبت مین صدقے کیا اور مال و دولت میرا سب تمھارے عشق مین فدا ہوا اب محبت کے
سوا اور کچھ میرے پاس نہین ہو اور بزبان حال گویا ہوئی ؎ ہر چند پیر خستہ دل و ناتوان شدم ؛ ہر گہ خیال
روی تو کردم جوان شدم ؛ شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا ؛ بر منتہای مطلب خود کامران شدم ؛ غرض کہ
گفت و شنید دوستانہ اور قیل و قال محبانہ کی تطویل ہوئی فوج کے لوگ سخت متحیر ہوئے کہ یہ عورت ضعیفہ مفلسہ کہان
ہو جو عزیز مصر سے ایسے کلام گستاخانہ کہہ رہی ہو اور عزیز اسے بحسن خلق اور لطف مقال جواب دیتے ہین اس خطرے پر
حضرت یوسف علیہ السلام نے مشرف ہو کر فرمایا کہ اے ناواقفین اسرار تم مجھکو اس مقام مین معذور رکھو اور اس
واقعہ کو عجیب نہ سمجھو یہ ضعیفہ مفلسہ میری عاشق ہو اور اسنے یہ کیفیت میرے عشق مین بہم پہونچائی ہی ؎ درد دل
خستہ دردمندان دانند ؛ نے خوش منشان و خیرہ خندان دانند ؛ اسرار قلندری چہ داند زاہد ؛ سری است
درین شیوہ کہ رندان دانند ؛ جب یہ کلام لشکر کے لوگون نے سنا تب یہ خیال خام سے محترز ہوئے بعد اسکے حضرت
یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے فرمایا کہ اے زلیخا تیرا مطلب کیا ہو زلیخا نے کہا میری یہ آرزو ہو کہ آنکھون مین روشنی
ہو جاتی تو جمال مبارک مثل از موت دیکھ لیتی حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی اللہ نے اسی وقت زلیخا کو
بینائی عطا کی تو زلیخا نے دیکھکر کہا الحمد للہ علی ذلک ایک دن وہ تھا کہ مین نے تجھکو بندہ دیکھا تھا آج پادشاہ
مصر دیکھتی ہون شکر ہے اسکو جسنے محبوب میرے کو بادشاہ کیا پھر بزبان حال بولی ؎ خزان گذشت و بہاران
رسید اے بلبل ؛ نوای تازہ بکش در گلو فغان مشکن ؛ اور بزبان عشق لگی کہنے ؎ عشق تو فسانہ کرد مارا ؛ رسوای
زمانہ کرد مارا ؛ در کوی تو دیدم انچہ دیدم ؛ چیدم ز غمت گلے کہ چیدم ؛ القصہ حضرت یوسف علیہ السلام
نے چوبدارون سے ارشاد کیا کہ اس عورت کو ہمارے مکان پر لیتے آؤ اور بخود بدولت و اقبال جانب
محلسرا متوجہ ہوئے پیچھے سے زلیخا بھی پہونچی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے زلیخا اب تیری حاجت
کیا ہو زلیخا نے شرما کے کہا اب کیا کہون وقت گذر گیا اور روتے روتے بیتاب ہو گئی بعض مفسرین کی یہ تحقیق ہو
کہ زلیخا نے کہا میری حاجت ہے کہ جوان ہو جاؤن سو حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ زلیخا اٹھارہ برس
کی نظر آنے لگی اور حجۃ الاسلام نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام
نے زلیخا سے کہا تیری حاجت کیا ہے اسنے کہا مین تمہارے ساتھ نکاح چاہتی ہون حضرت یوسف علیہ السلام
نے فرمایا کہ تو ضعیفہ مفلسہ کافرہ ہو مین تیرے ساتھ کس طرح نکاح کرون اسیوقت غیب سے آواز آئی کہ اے
یوسف اعتقاد یہ حق ہو کہ زلیخا اگر بوڑھی ہو جوان ہو جائیگی اور جو محتاج ہو مالدار کرونگا اور جو کافرہ ہے ایمان

نہوئی اور کہا جب تک مین نے خدا و رسول کو نہ پہچانا تھا فیروز کو چاہتی تھی اب کہ مین نے حضرت حق اور معبود مطلق اور
اسکے رسول برحق کو پہچانا تو اسکے عشق نے غیرت مستغنی کر دیا ہے سو فیروز سے کہ دینا کہ آپ خیال محبت اپنے دل سے
نکال ڈالے مجھکو اصلا محبت اسکی نہین ہے اس مقام پر بتعمق نظر ملاحظہ کرنا چاہیے کہ یوسف علیہ السلام ایک بندہ مقبول
حضرت حق تھے اور زلیخا دشمن خدا تھی مگر اسکے دوست کو دوست رکھتی تھی ہرچند کہ یہ دوستی مبنی بر شہوت تھی کہ دوست
خدا کو اُس سے بانواع وجوہ آزردگی حاصل ہوئی مگر آخرکار اُس محبت نے یہ ثمرہ عطا کیا کہ دشمنون سے نکالکر دوست
بنایا پس اگر مومن ہو جائے کہ درحقیقت حضرت حق سے دوستی رکھنا ہی برکت اس محبت سے دشمنی سے باز رکھا جاسے
اور وقت مفارقت جان کے قبولیت درگاہ سے مشرف ہو تو عنایت و کرم الٰہی جل جلالہ سے بعید نہین ہے دیکھو زلیخا
کافرہ تھی جب اسکو یوسف علیہ السلام سے کہ دوست مقبول خدا تھے محبت ہوئی تو اسکی برکت سے چار نہر گئیں اینی
بشیتون کی حاصل ہوئین اول فقیر تھی تو نگر ہوئی دوسرے بوڑھی تھی بقول بعض جوان ہوئی تیسرے نابینا تھی
بینا ہوئی چوتھے فراق مین مبتلا تھی وصال سے فائز ہوئی پھر جو کوئی امید کو بے واسطے دوست رکھے اسکو امید
رکھنا چاہیے کہ کوئی نعمت و کرامت دنیا اور آخرت مین نہین ہے جو اسکو نہ ملے القصہ جب سات برس فراخی کے منقضی
ہو گئے اور غلہ ہر قسم کا موافق تجویز حضرت یوسف علیہ السلام کے رکھوایا گیا تب حضرت نے بادشاہ ریان سے ارشاد
کیا کہ آج کی رات سے قحط کا سال شروع ہوگا اور بے صبری اور گرسنگی آدمیون پر غلبہ کریگی بادشاہ نے کہا فقرا و
مساکین کو ہوگی یا تمام خلق کو حضرت نے فرمایا کہ سب سے پہلے تجھکو بھوک کی شدت ہوگی یہ سنکر بادشاہ نے
داروغۂ مطبخ سے ارشاد کیا کہ ہمارے واسطے کھانا ہر قسم کا مہیا و طیار رہے چنانچہ موافق رسم سلاطین طیار کیا گیا
اور بادشاہ بانتظار آمد وقت موعود اپنے مقام پر بیٹھا آدھی رات کے گذرنے پر بادشاہ نے الجوع الجوع پکارنا شروع کیا اور
تفسیر تیسیر مین لکھا ہے کہ اسی رات کی صبح کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے محاذی مصر کھڑے ہوکر پکارا یا اہل المصر
جوعوا سبع سنین اس آواز کے سننے ہی عورت و مرد صغیر و کبیر بول اٹھے الجوع الجوع اور بادشاہ نے ہرچند طعام
خاصہ تناول فرمایا پر تسلی نہین ہوئی ناچار حضرت یوسف سے اس مرض کی دوا پوچھی حضرت نے دست شفا اپنا
بادشاہ کی پیٹ پر رکھ دیا کہ اسکو تسکین ہوگئی اور حضرت یوسف نے یہ دستور باندھا کہ ہر روز دوپہر کو کھانا خوانون
مین لگاکر بادشاہ اور اسکے ملازمین کو بھجوا دیتے اور خود سیر شکم نکھاتے تاکہ عاجزون اور مسکینون کے حال سے غفلت
نہو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سات برس کامل ایسا قحط پڑا کہ پانی کا برسنا گھاس کا اگنا
ہوا کا موافق چلنا اور حیوانات کا بچے جننا طائرون کا گھونسلا لگانا بند ہو گیا اور فرحت و سرور کا نام دلون سے جاتا رہا
اور رحم و عنایت قلوب سے بالکل اٹھ گیا ملک شام و مصر مین ایسی تنگی پڑی کہ جس جگہ پانی تھا بالکل خشک ہو گیا
اہل مصر سخت متردد و پریشان ہوکے حضرت یوسف علیہ السلام کے حضور مین حاضر ہوئے تو حضرت نے نرخ غلہ کا
یون مقرر فرمایا کہ مصر کے مالدارون کو مقدار قوت اور محتاج کو مقدار صاع عنایت فرماتے اور پردیسیون کو ایک
اونٹ سے زیادہ نہ دیتے چنانچہ مصریون نے سال اول مین نقدی سے غلہ خریدا اور سال دوم مین زیور سے

جواب نو دیا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ صاحب فرماتے ہین کہ زلیخا کو شرمندہ نکرو اور اکثر مفسرین نے اس
معاملہ انکاری کو بعد زفاف یون بیان فرمایا ہو کہ رات کیوقت حضرت یوسفؑ اپنے بستر خواب پہ بیٹھے ہوئے
زلیخا کی انتظار کرتے تھے اور زلیخا عبادت حق مین مشغول تھین حضرت نے ہر چند بلایا نہ آئین تا چار فرمایا کہ
اے زلیخا اسوقت مجھے سخت اضطراب ہو جسطرح ہفتم خانے مین تجکو تھا زلیخا نے کہا مین عبادت خدا کر رہی ہون
جیسی تم اسدن کرتے تھے سو مین پاس تمھارے نہین آسکتی اور اسیوقت چاہا کہ دوسرے مکان مین جا بیٹھون
چنانچہ اُس مکان سے چلین حضرت یوسف علیہ السلام بھی پیچھے پیچھے تشریف لیچلے جب زلیخا دروازے پر پہونچین
قریب تھا کہ باہر نکلین حضرت نے دامن پکڑا تو کشاکشی مین پھٹ گیا زلیخا نے کہا اے یوسفؑ میرا دامن تمھارے دامن
سے برابر ہو گیا اب نہ تمسے مجکو شرمندگی و خجالت ہو اور نہ مجھپر آپکا احسان و منت روایت ہے کہ جب حضرت یوسفؑ
علیہ السلام نے زلیخا کو عبادت و طاعت مین حریص دیکھا تو ایک عبادت خانہ بہت تکلف سے تعمیر کرایا اور اس مین
دس ستون سونے کے رکھے اور مابین دو ستونون کے قندیلین لٹکائین اور وسط مکان مین ایک تخت زرین
بچھوایا اور زلیخا کو ارشاد کیا کہ اس مکان مین قیام کر زلیخا نے مکان دیکھ کر پسند کیا اور رہنے لگین حضرت یوسفؑ نے
فرمایا کہ اے زلیخا تو نے اپنی حکومت مین میرے واسطے بیت الکرامۃ بنوایا تھا اور مین نے تیرے واسطے بیت العبادۃ
تعمیر کرایا اب تو اس مکان مین عبادت خدا کیا کر چنانچہ زلیخا اُسی مکان مین مشغول بعبادت رہا کرتین اور حضرت
یوسف علیہ السلام فرصت کیوقت تشریف لاتے اور نعمای آلہی کا ذکر کیا کرتے اور طریق عبادت کی تعلیم فرمایا
کرتے محققین روایت کرتے ہین کہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس ۳۳ تنتیس برس کامل رہین اور گیارہ
بیٹے پیدا ہوئے اور بعضے دو ہی بیٹے اور ایک بیٹی بیان کرتے ہین افرائیم و منشا و مساۃ رحمہ و ہو الصحیح روایت ہے کہ
جب دامن زلیخا حضرت یوسفؑ کے پکڑنے سے چاک ہو گیا تو زلیخا نے کہا اے یوسفؑ جسطرح محبت آلہی آپ کو بدرجۂ
کمال ہو اسیطرح مجکو بھی محبت آلہی ہو جبتک مین نے خدا کو نہ پہچانا تھا غیر کو دوست رکھتی تھی اب کہ اپنے معبود
محبوب کو مین نے پہچانا اور پایا اُسکے غیر سے کس طرح توجہ کرون دل تو ایک ہی ہے ؎ دل چو میکے
بیش نیست دوست یکے بس بود ٭ دان یک بے اشتراک ذات مقدس بود ٭ خلاصۃ الحقائق مین لکھا ہے کہ
فیروز دیلمی ایک جوان خوبصورت تھا اسپر ایک عورت حسینہ مفتون ہوئی فیروز کو غایت پارسائی سے التفات نہ تھا
ایک دن اس عورت نے سبب بے التفاتی پوچھا فیروز نے کہا تو کافرہ ہے اور مین مسلمان اور محبت مین اتحاد
مشرب بھی شرط ہے اسنے کہا پھر کیا کرنا ضرور ہے فیروز نے کہا تو بھی مسلمان ہو عورت بولی کہ فی الحال تجھسے زیادہ
کوئی مسلمان ہو تو بیان کر کہ اسکے ہاتھ پر ایمان لاؤن فیروز نے کہا حضرت امیر المومنین عمر ابن خطابؓ خلیفہ رسول اللہ
موجود ہین انکے پاس حاضر ہو عورت نے کہا انسے زیادہ بھی کوئی ہو فیروز بولا کہ انسے زیادہ حضرت رسالت پناہ
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ مرقد مبارک انکا مدینہ منورہ مین ہے چنانچہ وہ عورت قبر مبارک پر آئی اور ایمان
لا کے مدینے مین رہنے لگی فیروز نے قاصد بھیجا اور طلب کیا وہ عورت عبادت خدا مین مشغول تھی قاصد سے ملتفت بھی

مؤید من عند اللہ موصوف بصفات حمیدہ و متخلق باخلاق پسندیدہ ہے وہ لوگون کو غلہ عنایت کرتا ہے سو تم اسکے حضور مین حاضر ہو اور جو کچھ ہدیہ تمھارے پاس ہو لیجاؤ اور رکھانا اسکے عوض درویشون کیواسطے لاؤ بولے ہم لوگ فقیر و محتاج ہین بضاعت ہماری قابل امیرون اور بزرگون کے نہین ہے پھر ہم ایسے عزیز کیخدمت مین کس طرح حاضر ہون فرمایا مین سنتا ہون کہ وہ عزیز کریم ہے اور کریم لوگ اندک پذیر و بسیار بخش ہوتے ہین چنانچہ مشہور ہے کہ الکریم یقبل الشئی الیسیر و یعطی الکثیر عرض کیا کہ ہر چند وہ عزیز کریم ہے لیکن ہمکو خود شرم آتی ہے کہ متاع حقیر حاکم کبیر کے روبرو کیا لیجاوین فرمایا مضائقہ نہین گو متاع وضیع ہے لیکن نسب تمھارا رفیع ہے کہنے لگے کہ اگر باین ہمہ وہ عزیز بضاعت ناقصہ قبول نہ کرے تو کیا کرینگے ارشاد کیا کہ اپنی غربت و مسکنت ظاہر کرنا غرض بیٹون نے باستصواب رائے شریف کمر ہمت سفر مصر پر باندھی اور چند درم سیاہ اور مقدارے پشم و پنیر اونٹون پہ لاد کر آمادۂ روانگی ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ دس شخص جاؤ گیارہ اونٹ لیجاؤ بنیامین کو میری تسلی کے لیے چھوڑ دو اور فرمایا کہ جب مصر مین پہونچنا تو اول بادشاہ کو خبر کرانا کہ غریب لوگ کنعان سے آئے ہین اگر اجازت احضار ہو تو حاضر ہونا بلا اذن ہرگز نجانا کیونکہ امرا نازک مزاج ہوتے ہین اور جب روبرو پہونچو تو اول ستایش و ثنای بادشاہی باحسن وجہ بیان کرنا اور کلام کرنے مین باادب رہنا کسی کی طرف التفات نہ کرنا کیونکہ سلاطین کے روبرو دوسری طرف دیکھنا خلاف ادب ہے اور جو حکم بیٹھ جانے کا ہو تو بیٹھ جانا ورنہ باادب کھڑے رہنا اور جب تک اذن کلام کا نہ دے گفتگو نہ کرنا اور اگر پوچھے تو جواب ضروری باادب دینا فضول گوئی نہ کرنا اور جو کھانا کھلاوے تو باادب کھانا اور جب حکم رخصت صادر فرمائے تو فوراً رخصت ہونا مگر بادشاہ کی طرف پیٹھ کر کے نہ پھرنا اور جب دربار سلطانی سے باہر آنا تو اُس مجلس کی گفتگو کسی دوست سے بھی نہ کرنا کیونکہ اگر یہ خبر بادشاہ کو پہونچے گی تو نظر سے گر جاؤ گے اور دربار شاہی مین دوسری مرتبہ جانے نہ پاؤ گے القصہ فرزندان یعقوبؑ بعد سماعت وصایاے پدر بزرگوار جانب مصر روانہ ہوئے اور بعد قطع مسافت حوالی مصر مین پہونچے نقل ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیشتر سے ایک مکان مضبوط سر راہ مصر پر کہ جانب کنعان واقع ہے تعمیر کرایا تھا اور اُسپر چند پاسبان معین فرمائے تھے اسواسطے کہ جو کوئی شخص کنعان کیطرف سے آوے اُسکا حال دریافت کر کے لکھین چنانچہ حضرت یوسفؑ کے دسون بھائی اُس مکان پر پہونچے اور شب باش ہوئے صبح کو چلنے لگے نگاہبانون نے عرض کیا کہ عزیز مصر کا یہ حکم ہے کہ جب کوئی شخص یہان آکر فروکش ہو تو نام و نسب اسکا دریافت کر کے اطلاع کرو جب بادشاہ اجازت دے تب مصر مین آنے دو ورنہ عذر کر کے واپس کرو سو آپ اپنا نسب و حسب اور ارادہ بیان کیجیے اور فرمائیے آپکے پاس بضاعت کس قسم کی ہے بولے ہم کنعان سے آتے ہین حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہین عزیز مصر کے پاس غلہ لینے آئے ہین اور بضاعت ہماری ناقص ہے سو حاجبون نے اصل و نسب و بضاعت بقید نام عرضی مین لکھ دیا تو کنعانیون نے پوچھا کہ تمنے بضاعت کا ذکر بھی لکھا اسمین ہمکو شرم آتی ہے **فائدہ** جب بندہ مسلمان قبر مین داخل ہوتا ہے تو منکر و نکیر با ہیبت و جلال تشریف لاتے ہین تاکہ اُس سے سوال کرین حضرت ارحم الراحمین سے وحی آتی ہے کہ میرے بندے سے بضاعت اعمال کا سوال نکرو کہ اعمال اسکے

تیسرے برس لونڈی و غلام سے چوتھے مین دواب و مویشی سے پانچوین مین عروض وعقار سے چھٹے سال ششم مین اولاد واحفاد سے ساتوین مین اپنے نفوس سے جب تین مہینے اس سال کے گذر گئے تو مصریون نے عرض کی کہ اے عزیز مصر مین مشہور ہے کہ سرکار مین غلہ باقی نہین رہا اور ابتک سال ہفتم مین نو مہینے باقی ہین حضرت نے فرمایا غلہ تو ہے لیکن قیمت چاہیے اُن لوگون نے کہا جب ہم اپنے نفوس کو بیع کر چکے اور تمھارے لونڈی غلام ہوے پھر قیمت غلہ کیا حضرت نے فرمایا کہ انکو سرکار بادشاہی سے کھانا روزمرہ ملا کریگا جب سال ہفتم کے نو مہینے گذر گئے اور تین مہینے باقی رہے تو اب غلہ اتنا رہا کہ مصریون کو عنایت کیا جاے حضرت کو سخت رنج ہوا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے یوسف اللہ صاحب فرماتے ہین کہ آپ تردد نکرین تمھارا دیدار ان لوگون کا قوت ہے چنانچہ شہر مصر مین منادی ہوئی کہ اب شہر کے آدمی حضرت یوسف کو دیکھا کرین اور حضرت یوسف علیہ السلام ہر روز سوار ہوکر نکلنے لگے جس کسی کی نظر روے مبارک پر پڑ جاتی اسکو بھوک جاتی رہتی **فائدہ** اس معاملہ مین یہ حکمت ہوئی کہ حضرت یوسف کو اہل مصر غلام سمجھکر حقیر جانتے تھے اور جب حضرت علیہ السلام معرض بیع مین جلوہ فرما تھے تو ہر شخص اپنے مقدور کے موافق چاہتا تھا کہ مین خرید کرون سو اللہ جلشانہ نے سب مصریون کو غلام و مملوک کر دیا تاکہ کوئی شخص دم نہ مارے بالجملہ جب بلاے قحط نواحی مصر و شام مین مستولی ہوئی اور معاش اراذل و اشراف مین خلل پڑا اور خواص و عوام پر خرابی نے غلبہ کیا اور ہیچ قصہ حضرت یعقوب علیہ السلام بامتداد زمان تطویل لاطایل کو پہونچا اور کنعان کے رہنے والونپر بھی بڑی تنگی و پریشانی ظاہر ہوئی تو اولاد یعقوب علیہ السلام نے خدمت والد بزرگوار مین حاضر ہوکر بیچارگی اطفال اور مستمندی اہل و عیال ظاہر کی اسوقت حضرت یعقوب علیہ السلام سوزت فراق اور شدت اشتیاق یوسف علیہ السلام مین لڑکون سے علٰحدہ ہوگئے تھے اور راہ شام پر نواحی کنعان مین ایک گھر مانند گنہگاران تنگ وتار بنا کے بیت الاحزان نام رکھا تھا اسمین رہتے تھے اور جب اہل شام تحصیل غلہ کے واسطے مصر کو جاتے تو وہان سے لوٹ کر بیت الاحزان کے قریب اترتے اور حضرت یعقوبؑ سے ملازمت حاصل کرکے عزیز مصر کے صفات اور عادات بیان کرتے کہ حضرت عزیز مصر کے واسطے دعاے خیر فرمایا کرتے اور کہتے کہ یہ صفات حضرات انبیاء اور خصائص و عادات اصفیا عزیز مصر مین کہان سے آئے اور کبھون یہ ظاہر کرتے کہ اے کاش مین عزیز مصر کے پاس جا سکتا تو ضرور جاتا شاید میرا یوسفؑ مجکو ملجاتا مگر آنکھین نہین ہین کیا کرون اور طاقت نہین ہے کسطرح جنبش کرون انھین دنون مین بیٹون نے تنگی عام اور قلت طعام کی شکایت کرکے عرض کیا کہ یا حضرت ایک مدت مدید گذرگئی ہے کہ آپ نے ہماری طرف گوشۂ چشم سے نہین دیکھا ہے اور ہمارا حال زار نہین پوچھا روایت ہے کہ بیس برس یا چالیس برس کے قریب گذرے تھے کہ حضرت نے بیٹون سے کلام نہ کیا تھا اور انکی صحبت سے علٰحدہ ہوکر بیت الاحزان مین اقامت فرمائی تھی اور ہرگز بیٹون کی طرف متوجہ نہوے تھے سو بیٹون نے التماس کیا کہ ہملوگ بے شبہہ گنہگار اور مستوجب عقوبت پروردگار ہین لیکن ہمارے عیال و اطفال نے کیا گناہ کیا ہے کہ بھوکھ سے مرے جاتے ہین فاقون سے انکی حالت تباہ ہے اس کلام سے حضرت یعقوبؑ کو رحم آیا تب طہارت تازہ کرکے ارشاد کیا کہ مصر مین ایک بندہ خدا

اپنی تسلی خاطر کے لیے رکھ لیا ہی اور اسکا ذمہ ہمارے ساتھ کر دیا ہی اور بعض مفسرین لکھتے ہین کہ جب حضرت
نے سکونت پوچھی تو کہا ہم اہل شام ہین غلہ لینے تمھارے شہر مین آئے ہین فرمایا تم چور ہوگویا اشارہ کیا اس حرکت بے
جو اُنسے صادر ہوئی تھی پھر پوچھا تم کتنے آدمی ہو بولے ہم دس مین فرمایا تم دس ہزار کے برابر ہو پھر کہا کہ ہم بارہ بھائی
تھے ایک آدمی صدیق کی اولاد مین ایکمن جو چھوٹا تھا اُسکو ہمارے باپ بہت پیار کرتے تھے وہ جنگل مین مرگیا اور
ایک بھائی باپ کے پاس رہگیا ہی حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے کو صدیق و سچا کہتے ہو اور پھر بیان کرتے ہو کہ چھوٹے کو زیادہ
پیار کرتے تھے یہ تو شان صدیقون کی نہین ہی کہنے لگے کہ اگر تم بھی اُس چھوٹے بھائی کو دیکھتے تو پیار کرنے لگتے وہ
اسی لائق تھا کہ جو کوئی دیکھے عاشق ہو جائے اور ہم بھی اسکو بہت پیار کرتے تھے مگر جب سے اُسنے جھوٹے خواب
دیکھنا شروع کیے تب سے ہمکو نفرت ہوگئی فرمایا اُسنے کیا خواب دیکھا تھا بولے اُسنے یہ دیکھا کہ مین بادشاہ ہون
اور میرے سب بھائی اور والدین تابعدار مجکو سجدہ کرتے ہین فرمایا کہ وہ بادشاہ ہوا یا نہین کہا شاید بہشت کا
بادشاہ ہوا ہو کیونکہ وہ مرگیا اور لڑکے نابالغ بہشتی ہوتے ہین ظاہر مین تو بادشاہ نہین ہوا اور اُسکو بھیڑیا
کھا گیا تھا یہ باتین دریافت کرکے دار وغہ مطبخ سے فرمایا کہ انکو دولت خانے مین اتارو اور جو کھانا میرے واسطے
پکایا جاتا ہی وہی انکے واسطے تیار ہو اُسنے عرض کیا کہ اے عزیز جو لوگ سونا چاندی جواہر لیکر آئے انکو غریب خانے اور
مسافر خانے مین اُترنے کی اجازت ہی اور یہ لوگ محض مفلس بےبضاعت ہین محتاجونکی طرح چند کملیان لیکر آئے ہین
انکو خاص محل مین اُترنے کا حکم ہوتا ہی یہ بات البتہ عدل کے خلاف ہے فرمایا اے ناواقف اسرار تجھکو جو حکم ہوتا ہی
بجالا چون و چرا سے کیا کام ہی غرض داروغہ نے انکو دولت خانے مین اُتارا پس جب رات ہوئی تو طعام لطیف خوانون مین
لگا کر بکمال تکریم لایا اور حضرت یوسف علیہ السلام ایک طرف کی دریچی سے لگ کر بیٹھے اور بزبان قبطی مین غلامون سے
فرماتے کہ اسطرح ہاتھ دُھلوا اور اس طور سے دستار خوان بچھا جب کنعانیون نے یہ سامان دیکھا تو سخت متحیر ہوئے
اور سبب حیرت اس حالت مین یہ ہوا کہ اسی وقت غریب خانے مین بھی کھانا کھلایا جاتا تھا سو اُنھون نے ادھر
دیکھا تو فی کس ایک نان موافق تنگی زمانے کے دیجاتی تھی حالانکہ اُنھین لوگون نے بارہ بارہ سو دینار کا غلہ خرید
کیا تھا الغرض آپسمین کہنے لگے کہ بادشاہ نے ہماری بہت عزت فرمائی حالانکہ ہم سخت بےبضاعت تھے شمعون نے
کہا کہ شاید ہمارے آبا و اجداد کا حال سنکر یہ توقیر فرمائی ہو روبیل نے کہا شاید ہماری غربت و مسکینیت پر نظر
کرکے رحم کیا ہو لاوی نے کہا غالباً ہماری صورتین دیکھکر تعظیم کی ہو اور حضرت یوسف علیہ السلام یہ باتین سنکے
روتے تھے جب کھانا کھانے لگے تو حضرت نے اپنے افرائیم یا بنیامین بیٹے سے فرمایا کہ تو خلعت شاہانہ پہن کر پانی پلانے
کو کھڑا ہو اور وہ کٹورا جسمین مین پانی پیتا ہون اُسی سے پلا اُسنے عرض کیا کہ یہ سب کون لوگ ہین کہا میرے سوتیلے
بھائی ہین کنعان سے آئے ہین اُسنے التماس کیا کہ انھین صاحبون نے آپ کو بیچا تھا فرمایا کہ ہان انھین کے باعث
اس مرتبے کو پہونچا ہون مجکو اُنکے ساتھ احسان کرنا مناسب ہے چنانچہ وہ لڑکا کٹورا لیکر پانی پلانے لگا اور حضرت
یوسف علیہ السلام زبان قبط مین باتین کرنے لگے مگر کنعانیون نے ہرگز نہ پہچانا فائدہ یہ جو ارشاد ہوا فعرفہم وہم

آ تو وہ ناقص ہین صرف خدا اور رسول اور دین کا سوال کرو کہ ایمان اسکا اپنے رب پر درست ہی اور رسول اسکا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسکا دین اسلام ہو اور جو زیادہ خواہش ہو تو قبلہ بھی دریافت کرو قبلہ اسکا کعبہ ہے اور کتاب بھی پوچھ لو کہ قرآن عظیم ہو اسواسطے کہ مومن گنہگار کا قول کام آتا ہی نہ فعل سو قول اسکا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی اور کردار اسکا معصیت و گناہ بالجملہ غرضی حاجیون کی حضرت یوسفؑ کے حضور مین پہونچی آپ نے پہچانا کہ میرے بھائی آئے ہین اس خیال مین دیر تک متحیر رہے پھر رونے لگے مقربان دربار زیادہ تر تحیر مین پڑے کہ یہ کیا معاملہ ہی عرضی کے دیکھتے ہوئے عزیز مصر کو رنج ہوا وزیر اعظم نے کہ محرم اسرار تھا عرض کیا کہ اے عزیز سبب گریہ کیا ہے حضرت نے خلوت مین جا کر کہا کہ یہ لوگ میرے بھائی ہین باپ سے مجھے بہ بہانہ سیر جنگل مین لے گئے اور کنوئین مین ڈالا اور جب نکالا گیا تو ایک تاجر کے ہاتھ بیچ ڈالا اور میرے قتل کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اللہ نے مجھکو محفوظ رکھا اب انپر قحط کی تکلیف ہی غلے کے واسطے آئے ہین مین حیران ہون کیا کرون اور انکے حال پر پشیمان پر روتا ہون اور افسوس ہی کہ میرے سبب سے گنہگار ہوے وزیر نے کہا اس معاملے مین حاجت تامل نہین ہے ان لوگون نے عمداً آپ پر ظلم کیا ہے آپ بھی انکے مقابلے مین حکم دیجیے کہ انکی گردن ماری جائے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ سب میرے بھائی ہین اگرچہ ان لوگون نے مجھپر ستم کیے پر اسکے بدلے بدی کرنا اور ایذا پہونچانا مروت آدمیت سے بعید ہے بالخصوص میری شان کے خلاف ہی وزیر بولا کہ اے عزیز پھر تو انکے ساتھ کیا معاملہ کریگا فرمایا جو کچھ بھائیون کو بھائیون کے ساتھ واجب ہے اور کریمون کو سخنون سے کیونکہ جو کچھ ان حاجیون نے میرے ساتھ کیا ہی وہ انکی خجالت کے لیے کافی ہے وزیر نے اس مروت و کرم پر آفرین کی اور اپنی گفتگو پر شرمندہ ہوا بعد اسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ضیافت کے واسطے حاجب کو تاکید لکھی اور کئی طرح کے میوے اور قسم قسم کے کھانے بھیجے اور حکم دیا کہ انکو باعزاز و اکرام مصر تک پہونچا دین اور شہر کو بہ دستور آئین بندی بازار آراستہ کروایا اور فرش پرتکلف بچھوایا اور ایک تخت زرین مرصع بجواہرات فرش کے بیچ مین رکھوایا اور ایک شامیانہ اسپر کھنچوا دیا اور چند غلام خوبصورت لطیف سیرت سلاح بستہ نیزہ بازی مین مصروف ہوے اور اعیان و اکابر مملکت کو طلب کر کے مجلس کو موافق دستور سلاطین کمال زیب و زینت سے آراستہ فرمایا و خود بدولت و عظمت تخت پر بیٹھے پھر اجازت دی کہ کنعانیون کو حاضر کرو اسی کا اشارہ ہی وجاء اخوۃ یوسف فدخلوا علیہ فعرفہم وہم لہ منکرون یعنے آئے بھائی یوسفؑ کے پھر داخل ہوئے اسکے پاس تو اسنے پہچانا انکو اور وہ نہین پہچانتے تھے بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسفؑ نے سب بھائیون کو بے تامل پہچان لیا مگر یہودا و شمعون مین کچھ فرق نہ تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتلا دیا القصہ جب سب بھائی سامنے گئے تو حضرت یوسفؑ نے اپنی زبان مین پوچھا کہ تم اس شہر مین کہان آئے بولے ہم اپنے عیال کیواسطے کھانا لینے آئے ہین فرمایا تم لوگ چور ہو یا جاسوس صاحب جلالین فرماتے ہین کہ حضرت یوسفؑ کے بھائیون نے کہا معاذ اللہ ہم لوگ کنعانی ہین حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہین چور نہین ہین حضرت نے فرمایا تمھارے باپ کے اور بھی کوئی اولاد ہی بولے ہم بارہ بھائی تھے ایک بھائی چھوٹا ہمارا کہ محبوب پدر تھا سو جنگل مین ہمارے ساتھ گیا وہین مرگیا اب اسکا بھائی اعیانی ہے سو اسکو باپ نے

ناراض ہونگے حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ تمھارے باپ نے کس لیے بنیامین کو تمھارے ساتھ نہین بھیجا بولے ہمکو
بنیامین کا امین نہین جانتے ہین اور ہمپر اُنکو اعتماد نہین ہی فرمایا کیا سبب ہوا کہ باپ کو اعتماد جاتا رہا کہنے لگے کہ
ہمارے ایک بھائی تھا یوسف نام اُسکو ہم جنگل مین لیگئے اور ہم سب لوگ تیر چلانے لگے وہ کمسن تھا اسواسطے اُسکو
اسباب پر چھوڑ گئے جب لوٹ کر آئے تو وہ بھائی نہ ملا نہین معلوم اُسکو بھیڑیا کھا گیا یا چور نے لیکر مار ڈالا یا کنوئین
مین ڈالدیا ایک کرتہ اُسکا ملا سو ہمنے باپ کو دکھلایا اُسدن سے ہمارے والد کو بڑا رنج ہی دن رات رویا کرتا ہی اور ہمارا
اعتماد جاتا رہا فرمایا تم لوگ کس واسطے میرے روبرو کم و بیش کہتے ہو کیونکہ اگر بھیڑیا لیجاتا تو کرتہ کیونکر مسلم رہتا اور اگر
چور لیجاتا تو کرتہ کس لیے چھوڑ جاتا بقول تمھارے بھیڑیا و چور دونون بڑے مہربان تھے بعد اُسکے دربار کے
لوگون سے فرمایا کہ تم اِن کی باتین سنتے ہو سب نے ہاتھ باندھکر التماس کیا کہ یہ بات بالکل جھوٹھ ہی آپ سے ہمنے
کہا تھا کہ یہ لوگ چور ہین یا جاسوس انکو سزا دینا بہتر ہی فرمایا کہ اگرچہ چور و جاسوس ہون لیکن مجھے اُنکے ساتھ
لطف و کرم چاہیے اسواسطے کہ میرے مہمان ہین روایت ہے کہ اسباب بنیامین کا رکھ لیا اور فرمایا کہ انکو میرے
پاس لے آؤ چنانچہ ارشاد ہوا ولما جہزہم بجہازہم قال ائتونی باخ لکم من ابیکم الا ترون انی اوفی الکیل وانا خیر المنزلین
فان لم تاتونی بہ فلا کیل لکم عندی ولا تقربون یعنے جب تیار کردیا اُنکو اُنکا اسباب کہا لے آؤ میرے پاس ایک
بھائی جو تمھارا ہے باپ کی طرف سے تم نہین دیکھتے ہو کہ مین پوری دیتا ہون بھرتی اور خوب طرح اُتارتا ہون
اگر اُسکو نہ لائے میرے پاس بھرتی نہین تم کو میرے نزدیک اور میرے پاس نہ آؤ فائدہ ہی تاکید کا سبب شاید یہ تھا
کہ حضرت یوسفؑ کو اپنے بھائیون کا حسد معلوم تھا اور جو کچھ فساد اُنکے ساتھ کر چکے تھے یاد تھا سو خیال کیا کہ
ایسا نہو کہ بنیامین کو بھی مار ڈالا ہو بالجملہ اُن لوگون نے کہا کہ ہم اُسکے باپ سے خواہش کرینگے کما قال اللہ تعالی
سنراود عنہ اباہ وانا لفاعلون یعنے ہم بنیامین کو اپنے والد سے مانگین گے اور بخوبی کوشش کرینگے
لیکن جتنا ہمارا کام نہین ہی اگر باپ ہمارے آنے دینگے تو ہم ضرور لائینگے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک میعاد آمد و رفت کی مقرر کردی تھی جب وہ مدت گذر گئی
تو ایک قاصد جو رہ خبر لینے کو مقرر کرکے روانہ فرمایا وہ آدمی ایک فرسخ کنعان سے جانب مصر گیا تھا کہ صاحبزادے
تشریف لاتے ہوئے نظر آئے اُسنے پلٹ کر خبر کردی حضرت یعقوبؑ باہر نکل آئے اور بیٹون سے
ملے اُنھون نے مصر کا حال کہا کہ آپ کے سبب سے بادشاہ نے ہماری بڑی تعظیم و تکریم فرمائی اور کھانے کو
دیا مگر بنیامین کا حصہ نہین دیا اور ہمنے جب اصرار کیا تو فرمایا کہ اپنے بھائی کو میرے پاس لاؤ تو مین حصہ دونگا اور جو
اُسکو نہ لاؤگے تو مین تمکو بھی غلہ نہ دونگا فارسل معنا اخانا نکتل وانا لہ لحافظون یعنے بھیج ہمارے ساتھ بھائی
ہمارا کہ بھرتی لاوین اور ہم اُسکے نگہبان ہین قال ہل آمنکم علیہ الا کما امنتکم علی اخیہ من قبل فاللہ خیر حافظا
وہو ارحم الراحمین یعنے حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ مین اعتبار کرون تمھارا اُسپر مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا اُسکے بھائی
پہلے سو اللہ بہتر نگہبان اور وہ ہی سب مہربانون سے مہربان یعنے تم لوگون نے یوسفؑ کے لیجانے مین

منکر دن یعنی یوسف نے بھائیون کو پہچانا اور بھائیون نے نہ پہچانا سو عدم شناخت کے سبب مین مفسرین کو
اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ اس سبب سے نہین پہچانا کہ یہ لوگ حضرت کو اسیر و غلام جانتے تھے اور حصول اس مرتبہ کا
محال سمجھتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت کو گم شدہ جانکر حیات و ممات سے واقف نہ تھے کیونکہ مصر سے کنعان تک
ہمکین آٹھ دن کی مسافت ہی اور ایک مدت مدید گذری اور کچھ خبر نہ ملی تو جانا کہ حضرت یوسفؑ نے انتقال کیا اور بعضے
کہتے ہین کہ ان لوگون نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف نہین دیکھا بلکہ ادب بادشاہی سے اپنا سر جھکائے تھے اس
باعث سے نہ پہچانا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسفؑ ترجمان کے ذریعہ سے کلام کرتے تھے اور کاتب اوراق کے
نزدیک دو وجہین معلوم ہوتی ہین ایک یہ کہ بسبب فاقہ کشی اور شدت بھوک کے بصارت مین ضعف تھا
اس سبب سے چہرۂ مبارک نظر نہ آیا جو پہچانتے اور عادت زمانہ جاری ہی کہ بھوک مین کچھ نہین سوجھتا روایت ہے
کہ ایکدن حضرت خاتم المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کے گھر مین تشریف
لیگئے تو یہ تعظیم کو نہ اوٹھین یہانتک کہ حضرت نے کلام کیا تب آواز سنکر اوٹھ کھڑی ہوئین اور شرمندگی سے رونے
اور عرض کرنے لگین کہ یا حضرت میرا قصور معاف کیجیے مین نے آپ کو نہین پہچانا تھا فرمایا اے فاطمہ تیری آنکھو نہین
کیا ہوا بولین یا حضرت عنایت الٰہی سے کوئی مرض نہین ہی لیکن تین روز سے مجھے فاقہ ہی اور علی مرتضی
کے گھر مین کچھ بضاعت نہ تھی کہ کھانا لاتے سو مین تین دن سے بھوکی ہون آج مین نے اپنا کپڑا دیا ہی کہ اُسے
بیچ کر کچھ کھانا لاؤ جب آپ تشریف لائے تو مین نے جانا کہ علی مرتضی آئے پھر عرض کیا کہ یا حضرت اگر اپنے
واسطے وسعت رزق کی دعا نہین فرماتے تو میرے واسطے دعا کیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص مبارک
کھولکر دکھلایا تو ایک پتھر بطن شریف پر بندھا تھا حضرت فاطمہ نے دیکھکر تاسف کیا حضرت نے فرمایا مین صبر کرتا ہون
تو بھی صبر کر اور بروز قیامت مین اور تو دونون اسی حالت مین شفاعت امت کرینگے تو عورتون کی شفاعت کرنا
تیرا اور مردون کی دوسری وجہ یہ ہی کہ حضرت یوسف کے بھائیون نے بڑا ظلم کیا تھا اور ظاہر ہی کہ ظلم سے آنکھین اندھی ہو جاتی
ہین دیکھو گناہ کرنا اور حکم خدا کے خلاف کرنا ظلم ہی سو گنہگارون کی آنکھون سے ہرگز دنیا مین نہین سوجھتا ہی اور اگر
سوجھتا تو عذاب دوزخ و ثواب جنت دیکھکر اور سنکر گناہون سے باز رہتے القصہ حضرت یوسفؑ نے نہایت خاطرداری سے
تین دن دعوت کی اور وقت رخصت دس اونٹ غلے سے بھر دیے اور اسباب بھی اونٹون مین رکھوا دیا کہ بخوبی احسان ہو اور
بنیامین کا اونٹ واپس کر دیا اور فرمایا کہ بنیامین کو یہان لاؤ تو اُسکو بھی غلہ دون کیونکہ مین آدمیون کے حساب سے
غلہ دیتا ہون نہ کہ اونٹون کے شمار سے سو وہ لوگ روانہ ہوئے تھوڑی دور چلکر سوچے کہ اگر بنیامین کا حصہ نہین
لیجاتے تو ہمارے والد کو یہی خیال ہوگا کہ اُنھون نے طلب مین قصور کیا اسلیے پھر دربار مین آئے اور کہنے لگے
اے عزیز مصر ہماری ایک عرض ہی اُسکو سُن لیجیے کہ ہم اپنے بھائی علاتی بنیامین نام کو خدمت والد مین چھوڑ آئے
تھے اور اونٹ اُسکا مع اسباب لے آئے ہین اگر سرکار اُسکا حصہ بھی عنایت فرما دے اور بضاعت اُسکی قبول
کرے تو سراسر عنایت و تفضلات سے ہے اور عین احسان اے عزیز اگر ہم اُس بھائی کا حصہ نہ لے گئے تو ہمارے باپ

اور بعضے کہتے ہین کہ یہ سب کلام بنیامین سے زبانی کہلا بھیجا خط نہین لکھا ہر تقدیر گیارہ بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے مصر کی طرف جب چلنے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ مصر کے چھ دروازے ہین باب الشام باب المغرب باب الیمن باب الردم باب فلیلسون باب مصر سو تم سب ملکر ایک دروازے سے داخل نہ ہونا جدا جدا ان دروازون سے پہونچنا قال یا بنی لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقۃ اور سبب اس نصیحت کا یہ ہوا کہ ہر ایک لڑکا حضرت کا موصوف بصفات تھا یعنے خوبصورت و قوی پہلوان تھا سو حضرت یعقوب کو خوف ہوا کہ نظر نہ لگ جائے مگر یہ بھی فرمایا وما اغنی عنکم من اللہ من شئ ان الحکم الا للہ علیہ توکلت وعلیہ فلیتوکل المتوکلون یعنے مین نہین بچا سکتا تمکو خدا کی کسی چیز سے حکم کسی کا نہین سوائے خدا کے اُسی پر مجھکو بھروسا ہی اور اُسی پر بھروسا چاہیے بھروسا کرنیوالون کو

فائدہ اس مقام سے چند فائدے عمدہ نکلے اول یہ کہ بندہ گناہ سے کافر نہین ہوتا ورنہ حضرت یعقوب علیہ السلام یا بنی نہ فرماتے دوسرے چشم زخم حق ہی جسطرح ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین السحر حق والعین حق لو کان شئ لسبق القدر سبقۃ العین رواہ مسلم یعنے سحر حق ہی اور نظر کا لگنا ٹھیک ہی اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی پس جو لوگ کہتے ہین کہ آدمی کا زہر سانپ سے زیادہ ہی سچ ہی کیونکہ سانپ کا زہر دانتون مین ہی جب تک نزدیک آ کے نہ کاٹے زہر نہ لگے اور آدمی کا زہر آنکھون مین ہی کہ دور سے لگتا ہی اور یہ اثر غیر سے مخصوص نہین ہی بلکہ کبھو اپنی نظر بھی اپنے لگ جاتی ہی اور یہ اثر خالق لایزال نے سب آدمیونکی نظر مین نہین رکھا ہی بلکہ بعضون مین ہی اور جسطرح نظر آدمی جوان و بوڑھے و لڑکے پر لگتی ہی اسی طرح جانور اور کھیتی باغ دولت اسباب پر لگ جاتی ہی اور اللہ جل شانہ نے علاج اسکا اپنے رسول مقبول کی زبانی بیان کرایا ہی تاکہ خلقت کو فائدہ ہو چنانچہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے نفس یا مال پر نظر لگنے کا وہم کرے تو وہ شخص اس آیت کو جو سورۂ نون مین ہی پڑھ کر تین بار دم کر دیا کرے وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارہم لما سمعوا الذکر ویقولون انہ لمجنون وما ہو الا ذکر للعالمین اور اگر کوئی چیز کسی کو پسند آوے مال ہو یا اولاد یا زر دجر یا مکان یا باغ یا اُسکے سوائے اور بھی کوئی چیز ہو تو چاہیے اُسی وقت کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اسکے کہنے سے اللہ تعالے نظر کی تاثیر ہونے نہین دیتا اور اگر کوئی جانے کہ میری نظر بہت ہی سخت ہی تو اسکو چاہیے کوئی چیز نہ دیکھا کرے اور اگر نظر پڑ جائے تو کہے اللہم بارک علیہ اس کلمے کے کہنے سے نظر اثر نہین کرتی اور صراط مستقیم مین لکھا ہی کہ شیخ ابو القاسم قشیری نے فرمایا ہی کہ ایک مرتبہ لڑکا میرا بیمار ہوا ایسا کہ قریب بمرگ ہو گیا اتفاقاً مین نے حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا اور بیماری کی شکایت کی فرمایا کہ آیات شفا سے غافل ہو رہا ہی سو مین نے وہ چھو آیتین لکھکر پانی مین دھوئین اور وہ پانی بیمار کو پلایا اچھا ہو گیا اس جگہ آدمی کو چاہیے کہ ایمان کی راہ چلے اور اپنی عقل کو دخل نہ دے کیونکہ عقل اس جگہ ما جنہیں اللہ ورسول کے اسرار کو معلوم نہین کر سکتی اور اگر کوئی فلسفی مشرب کہے کہ یہ علاج تو عقل مین نہین آتا ہی اسکا جواب یہ ہی کہ تو کیا اور تیری عقل کیا فائدہ اسی کا نام ہی جو عقل مین نہ آوے دیکھ بعض ادویہ کو حکما بالخاصیت مفید جانتے ہین مثلاً سقمونیا کو مسہل کہتے ہین اور عقل کو مطلق دخل نہین دیتے اسی طرح اس علاج کو بھی

بیان اثر عین

انا لہ لحافظون کہا تھا اور مجھسے عہد و پیمان کیا تھا اور تمنے کچھ بھی حفاظت نہ کی اور وفاے عہد نہ کیا اب بھی وہی معاملہ کروگے اور جو مین نے تمپر اعتماد کیا سو اس سبب سے ہے کہ لڑکون پر اعتماد انسان کو ہوتا ہی مگر میری بڑی خطا تھی اب اس ذلت سے توبہ ہی تم کیا نگہبانی کروگے مین اپنے اللہ کو نگہبان جانتا ہون کہ وہ بہتر محافظ و بڑا مہربان ہی بعد اسکے اونٹونکی خرجیان کھولین اور غلہ نکالا اور بضاعت بھی اسمین پائی بولے یا ابانا ما نبغی ہذہ بضاعتنا ردت الینا و نمیر اہلنا و نحفظ اخانا و نزداد کیل بعیر ذلک کیل یسیر یعنے اے باپ دے جو ہم مانگتے ہین یہ پونجی ہماری پھیر دی ہی ہمکو سو پھر جاوین اور غلہ لاوین اپنے گھر کو اور نگہبانی کرین اپنے بھائی کی اور زیادہ لاوین ایک اونٹ اور جو لائے ہین وہ تھوڑا ہی یعنے حسب دستور مسافرون کے حضرت یعقوب کے بیٹون نے اول حالات سفر بیان کئے پھر خاطر جمعی سے اسباب کھولا تو قیمت غلہ کی واپس پائی کمال شاکر و ممنون ہوئے اور کہنے لگے کہ اے باپ ہم سچ کہتے تھے کہ بادشاہ نے ہمارے ساتھ بڑی مہربانی فرمائی دیکھو اس سے زیادہ لطف کیا ہی کہ غلہ دیا اور قیمت بھی پھیر دی اب تو ہم ایسے کریم کے حضور مین پھر جائینگے اس مقام سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بڑے عادل و حلیم و کریم و رحیم تھے کیونکہ غلہ بھی دیا قیمت بھی دی اور باوصف قدرت کے اپنے مجرمون سے گرفت وگیر نہ فرمائی اور بضاعت کو پوشیدہ رکھدیا کہ گھر مین جاکر دیکھین پھر آوین اگر اسی وقت دیکھ لیتے تو ممنون ہوجاتے کرم اسکا نام ہی کہ جو کچھ مفلس یا غریب کو دے اسپر احسان نہ سمجھے روایت ہے کہ حضرت یعقوب نے جب دیکھا کہ قیمت غلہ پھیر دی ہی فرمایا کہ تمھاری بضاعت کی حقیقت نہ تھی اس باعث سے بادشاہ نے واپس کی ہی تو یہ شرمندگی کی بات ہی کچھ خوشی کا مقام نہین کھوٹے دامون کا یہی حال ہی اسی طرح حضرت مالک الملک جل جلالہ کا دستور ہی کہ جس کسی سے راضی نہین اسکے جمیع معاملات قبول نہین فرماتا القصہ بعد چندے صاحبزادون نے مصر کا ارادہ کیا اور بنیامین کو باپ سے طلب کیا فرمایا لن ارسلہ معکم حتے تؤتون موثقا من اللہ لتاتننی بہ الا ان یحاط بکم فلما اتوہ موثقہم قال اللہ علی ما نقول وکیل یعنے حضرت یعقوب نے فرمایا کہ مین بنیامین کو ہرگز نہ بھیجونگا جب تک خدا سے عہد مضبوط نکر لوگے کہ ہم اسکو مع الخیر پہونچاوینگے لیکن اگر تم سب کے سب کہین پھنس جاؤ تو مجبوری ہی تب سب نے عہد مضبوط کیا فرمایا کہ اللہ کا ذمہ ہی جو باتین کہتے ہین اور ایک نوازشنامہ روبیل سے لکھواکر حضرت یوسف کے نام بنیامین کے سپرد کیا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ تجھکو اللہ سلامت رکھے تو نے ہمارے بیٹون سے پوچھا کہ یعقوب کی محنت و اندوہ و ضعف و انحنا کا سبب کیا ہی سو حال یہ ہی کہ اندوہ و ضعف میرا ہول قیامت سے ہے اور جو مین کمر سے جھک گیا ہون سو فراق یوسف سے ہے کہ وہ میرا محبوب تھا اور محنت کا یہ سبب ہی کہ اس خاندان کو اللہ نے محنت کے واسطے مخصوص فرمایا ہی دیکھو حضرت ابراہیم میرے جد بزرگوار کو آتش نمرود کی مین مبتلا کیا اور میرے باپ اسحاق کو ہمیشہ رنج و محنت مین رکھا اور عم اکرم اسمعیل کو ذبح کرایا اور مجھکو فراق یوسف مین ڈالا ہے اور مین نے سنا کہ بادشاہ نے میرے بیٹون پر بہت عنایت و کرم کیا سو خداے تعالی جزاے خیر دے اب میرا حسب ایماے سلطانی بنیامین کو بھیجتا ہون چاہیے کہ اسکو جلد واپس کرو کہ میرا غمگسار ہی والسلام

تمھارے بھائیون کے اُتارے کا مقام بتلا دین چنانچہ اُسی دروازے سے دونون بھائی ناقے پر سوار داخل ہوئے سبحان اللہ العظیم کیا ہی اللہ نے اپنے نبی کے قول کا بناہ کیا ہی کہ حقیقی بھائی کو بھیجکر بنیامین کے ساتھ دروازے سے نکالا غرض کہ حضرت یوسف علیہ السلام باتین کرتے ہوئے بھائیون کے قریب کہ دروازے سلطانی پر سوار کھڑے تھے پہونچے اور بنیامین سے کہا کہ اب تم اپنے بھائیون مین جاؤ کہنے لگے کہ مین تمھارا ساتھ نہ چھوڑونگا کیونکہ میرا دل تمھاری طرف کھنچتا ہی فرمایا مین غلام ہون بلا حکم اپنے مالک کے تمسے موافقت نہین کرسکتا ناچار بنیامین بھائیون مین تشریف لے گئے لیکن بہت ہی خوش اور محظوظ تب بھائیون نے پوچھا کہ اے بنیامین ہمنے تجھکو کبھو خوش نہین دیکھا آج کیا ہی فرمایا کہ مجھسے ایک ناقہ سوار سے ملاقات ہوئی اُسنے عبرانی مین گفتگو کی اور ایک زیور مجھکو عنایت کیا تب یہودا نے کہا کہ وہ زیور میرے سپرد کرکہ اور کوئی نہ لیوے شمعون نے ہاتھ سے چھین لیا اور اپنے ہاتھ مین پہنا فی الفور غائب ہوگیا اور بنیامین کو پہونچ گیا تب شمعون نے کہا کہ زیور تو جاتا رہا بنیامین نے فرمایا کہ یہ ہے پھر اور کسی نے لیا تب بھی بنیامین کے پاس آگیا اسی طرح ہر ایک شخص نے لیا الا ایکسکے پاس بھی نہ ٹھہرا سنیے ہرگاہ کہ عطیۂ یوسف علیہ السلام پر کوئی لڑکا یعقوب علیہ السلام کا قادر نہوا تو شیطان مردود کس طرح سلب ایمان پر قادر ہوسکتا ہی کہ وہ عطیۂ رحمان ہی روایت ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مکان مربع چالیس گز کا لنبا چوڑا نہایت مکلف بنوایا تھا اور اُسمین حضرت یعقوب علیہ السلام اور اپنے بھائیون کی تصویرین مع حقیقۃ الحال جو کہ بھائیون نے حضرت کے ساتھ کیا تھا کھنچوائی تھین چنانچہ شمعون کی تصویر اس طرح تھی کہ چھری ہاتھ مین حضرت یوسف کا دامن پکڑے پہلو مین ذبح کرنے کو کھڑے تھے اور روبیل کی اس طرح تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام گویا کہ اُسکے دامن کو اپنی پناہ جان کر چھپتے ہین اور وہ مارتا ہی اسی طرح سب بھائیون کی تصویرین با حرکات شنیعہ کھنچی ہوئی تھین جب یہ لوگ مصر مین پہونچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اُسی مکان مین اُتارا روبیل نے دیوار پر نظر ڈالی تو اپنا سارا حال معائنہ کرکے متحیر ہوا بھائیون نے کہا حیرت کا سبب کیا ہی بولا سارا حال ہمارا موجود ہی غرض سب لوگون نے دیکھا تو سب کے چہرے متغیر ہوگئے اور اُن کا تغیر خوف سے تھا اور بنیامین کا رنج سے اور یہودا کو خوف و رنج دونون ہوا اور لاوی کو بھی خوف تھا الا سبب اسکے کہ اسنے حضرت کو سب سے چھپاکے پانی پلایا تھا اُمید عفو رکھتا تھا بعد اسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ انکے واسطے کھانا لاؤ جب کھانا رکھا گیا تو کسی نے ہاتھ نہ ڈالا خادم شاہی نے سبب پوچھا بولے کہ ہم بہت بھوکے تھے لیکن جب اس مکان مین آئے ہین نہ بھوک ہی نہ پیاس اور رونے لگے تب حضرت یوسف علیہ السلام نے رحم کرکے فرمایا کہ انکو اس مکان مین لیجاؤ جہان ہم بیٹھتے ہین اور وہین کھانے کو لاؤ جب اُس مکان مین جا بیٹھے تو حضرت نے عنایات اور کرم کا دروازہ کھول دیا کہ خوف و غم جاتا رہا سب نے کھایا صرف بنیامین نے نہ کھایا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیون نہین کھاتے بولے کہ مین نے اپنے بھائی یوسف کی صورت دیوار پر کھنچی ہوئی اس مکان مین دیکھی ہے سو یہ اُمید رکھتا ہون کہ اگر بادشاہ مجھے اذن دے تو ایک ساعت وہین بیٹھون اور جی بھر کے رو لون

بانخاصیتہ مفید جاننا چاہیے اور بعض احادیث مین وارد ہی کہ ایک روز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکا حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین دیکھا کہ وہ زرد ہوتا جاتا ہی فرمایا کہ افسون کرو اسکو جن کی نظر ہی اس سے معلوم ہوا کہ جیسے
آدمی کی نظر لگتی ہی اسی طرح جن کی نظر لگ جاتی ہی اور یہ جو فسون کا ذکر حدیث مین آیا سو اس سے وہ فسون مراد ہی
کہ جسکے معانی معلوم ہون اگر معنی معلوم نہون تو وہ فسون درست نہین بلکہ اسمین خوف کفر ہی اگر کوئی شبہہ کرے
کہ پہلی مرتبہ بھی بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے مصر کو ایک ساتھ گئے تھے سو پہلی مرتبہ کسواسطے نصیحت نہ فرمائی تو
جواب یہ ہی کہ اول مرتبہ یہ لوگ مجہول الحال تھے کوئی نہ جانتا تھا کون ہین اب تو مصر کے لوگون نے بخوبی پہچان لیا
کہ ایک شخص کے بیٹے ہین اس سبب سے نظر کا خوف ہوا چنانچہ تفسیر قران القرآن مین اسی مقام پر لکھا ہی کہ انا فی الکرۃ
الاولے کانوا مجہولین تیسرا فائدہ یہ معلوم ہوا کہ شفقت و مہر پدری باوصف جور و جفا کے بھی باقی رہتی ہی چنانچہ
جفا پر یہ قصہ دلیل ہی اور شفقت پدری نصائح سے ظاہر ہی چوتھا یہ کہ نصیحت کرنا بزرگون کو واجب ہی ہمارے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین الا ان الدین نصیحۃ پانچوان معلوم ہوتا ہی کہ تدبیر کرنے مین فائدہ ہی اگر ایسا نہوتا تو حضرت
یعقوب علیہ السلام اس طرح اپنے صاحبزادون سے نہ فرماتے چھٹوان یہ کہ تاجرون کو شہرون مین پوشیدہ جانا چاہیے
اور اپنا کام بھی خفیہ کرنا چاہیے تاکہ محسود خلائق نہون واسطے حضرت صلعم فرماتے ہین استعینوا علی جوائجکم بالکتمان واستعینوا
علے قضاء حوائجکم بالکتمان فان کل ذی نعمۃ محسود القصہ جب فرزندان یعقوب علیہ السلام کنعان سے بعد قطع
مراحل متصل شہر مصر پہونچے تو انکو نصیحت اپنے والد بزرگوار کی یاد آئی اور دو دو بھائی ایک ایک دروازے
سے باتباع حکم پدر داخل ہوے صرف بنیامین باب الشام پر تنہا رہ گئے انکا دوسرا بھائی کہان تھا جسکے
ساتھ ہوکر دروازے سے نکلتے سو یہ بیچارے غربت کے مارے سفر کی تکلیف اٹھائے بے یار و مددگار نہیجر
زار زار رونے لگے اور کہنے لگے الٰہی مین کہان جاؤن کوئی میرا کلام نہین سمجھتا جس سے راہ پوچھون اور
زیادہ تشویش کا سبب یہ تھا یعنے اول ملک غیر مین گئے نہین سفر کبھو کیا نہین دوسرے اپنی بے
سروسامانی کا خیال حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کا ملال دیکھو کیا عنایت الٰہی ہوتی ہی اور کسطرح سے
اللہ تعالے اپنے پیغمبر کی بات پوری کرتا ہی کہ بنیامین تو یہان پریشان ہو رہے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام
یہ خواب دیکھتے تھے کہ ایک فرشتہ آسمان سے آیا اُسنے کہا کہ غم بہون کا لباس سادہ پہن کر نقاب چہرہ پر ڈال کے
ناقے پر سوار ہو اور باب الشام پر نہایت جلد جا کہ تیرا بھائی بنیامین وہان تنہا کھڑا ہوا رو رہا ہی فی الفور حضرت
یوسف علیہ السلام اسی طرح بھیس بدل کر باب الشام پر پہونچے اور سلام علیک فرما کے زبان عبرانی مین
بولے کہان سے آئے اور کہان کا ارادہ ہی بنیامین نے عبرانی مین کہا غلہ لینے آئے ہین کنعان سے اور
عرض کیا یہان تو کوئی آدمی ہماری زبان نہین سمجھتا تمکو زبان عبری کہان سے معلوم ہوئی حضرت یوسف
علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم تمہارے شہر مین بہت دن تک رہے ہین وہین یہ زبان سیکھی ہی بعد اسکے ایک زرد بند
یاقوت احمر کا عنایت کیا بنیامین نے لے لیا لیکن یہ نجانا کہ یہ زیور کیا ہی پھر فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ آؤ تو ہم

بیان بنیامین

فرمایا کیا نام ہیں بولے ایک کا نام دم اور دوسرے کا نام ذیب اور تیسرے کا یوسف فرمایا کہ ایسے نام کیوں رکھے عرض کیا
جب دم کو دیکھتا ہوں تو جھوٹا خون جو بھائی کرتے سے لگا کر باپ کو دکھلایا تھا یاد آتا ہے اور جب ذیب کو
دیکھتا ہوں تو وہ بھیڑیا جسکو پکڑ لائے تھے یاد آجاتا ہے اور جب یوسف کو دیکھتا ہوں تم یاد آتے ہو بعد اس گفتگو کے
حضرت نے فرمایا کہ اب تم اپنے بھائیوں کے پاس جاؤ تب بنیامین نے عرض کیا کہ مجھکو آپ کس لیے اپنے پاس سے
جدا کرتے ہیں میں تو چالیس برس سے روتا ہوں فرمایا کہ میرا یہ ارادہ ہے کہ تمکو اپنے پاس رکھوں اور اسکی تدبیر یہ ہے
کہ تمپر چوری کا حیلہ لگا دوں بنیامین نے کہا بہتر مجھکو کسی طرح عذر نہیں ہے فعل ما تشاء پھر بنیامین بھائیوں کے
پاس گئے بھائیوں نے انکا چہرہ بشاش دیکھ کر منھ پہچانا بلکہ اثر نور یوسفی سے آنکھیں جھپک گئیں اور کہنے لگے کہ
تو کون ہے کہا انا اخوکم بنیامین تب کہنے لگے کسنے متغیر کر دیا ای بنیامین تیرا بشرہ فرمایا کہ سوائے اللہ کے اور بھی کوئی بدلنے والا
ہے آج میں نے اپنے بھائی یوسف کی صورت اس صورت خانہ میں دیکھی تو سب اندوہ و کدورت میرے دل سے جاتی رہی
اور بعض محققین مفسرین اس حال کو یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مخبر کے واسطے کنعان
کی راہ پر بٹھلا دیا تھا کہ جب اولاد یعقوب علیہ السلام کی آمد معلوم ہو تو مجھکو خبر کر دینا چنانچہ یہ لوگ جب مصر کے دروازے
پر پہونچے تو خبردار نے حضرت کو خبر کی حضرت نے مکان کو آراستہ کیا اور خود نقاب ڈال بیٹھے اور بنیامین وغیرہ
عتبہ علیہ پر آئے کسی نے حضرت یوسف کو خبر نہ کی ناچار بنیامین نے دربانوں سے کہا کہ اولاد یعقوب کب تک
دروازے پر کھڑی رہی دربان نے حاضر ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا حضرت نے سب کو طلب کیا
جب روبرو آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام بہت روئے حاضرین کو گمان ہوا کہ بادشاہ انسے ناراض ہیں
اور یہ لوگ بھی ڈرے تب حضرت نے بہت عنایت کی اور ترجمان کی معرفت ارشاد کیا کہ تم کنعانی ہو تمھیں دعوی
کرتے تھے کہ ہمارا باپ پارسا ہے بولے کہ ہم کنعانی ہیں اور اس بھائی کو ساتھ لائے ہیں تب بنیامین نے ترجمان کو
عنایت نامہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دیا اسنے یوسف کو پہونچایا مہر مبارک صحیفہ عنایت پر دیکھ کر بہت روئے
اور مجلس میں اٹھ گئے اور نوازش نامہ پڑھ کر اور بھی روئے اور بیٹوں سے فرمایا کہ یہ عنایت نامہ میرے باپ کا ہے لو
یہ لوگ تمہارے چچا ہیں پھر باہر تشریف لائے اور بنیامین کو دیکھا تو انکے تمام کپڑوں پر یوسف یوسف لکھا تھا
فرمایا کہ تمنے اپنے کپڑوں پر یہ نام کیوں لکھا ہے بنیامین نے کہا میرا ایک بھائی تھا یوسف وہ جنگل سے گم ہو گیا
سو میں نے اپنی تشفی کے واسطے اسکا نام لکھ لیا ہے اور سارا قصہ بالاجمال بیان کر گئے حضرت چپکے رہے
اور ارشاد کیا کہ چھ خوان کھانے کے لاؤ جب خوان آئے تو فرمایا دو بھائی حقیقی ایک ایک خوان پر بیٹھکر کھائیں
پانچ پر دس بھائی بیٹھ کر کھانے لگے بنیامین تنہائی سے رونے لگے بادشاہ نے سبب پوچھا بنیامین نے کہا
ای بادشاہ مجھکو اپنا بھائی یاد آتا ہے کہ اگر وہ ہوتا تو میں بھی اس سے ملکے کھاتا حضرت نے فرمایا کہ اسکا خوان میرے
پاس لاؤ اور بنیامین سے فرمایا کہ میں تیرا بھائی ہوں تو میرے ساتھ آکے کھانا کھا چنانچہ نقاب ڈالے ہوئے
حضرت نے اپنے ساتھ کھلایا نقل ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پر ایک تل تھا وہ بنیامین کی نظر پڑ گیا

بادشاہ نے اذن دیا اور اپنے خادم کے ساتھ اُس مکان مین بھیج دیا کہ بنیامین روتے ہوئے پہونچے اور تصویر یوسفؑ کے قریب کھڑے ہوکے بہت روئے کہ بیتاب ہوکے گر پڑے اور حضرت یوسفؑ اُسی خلوت خانے مین داخل ہوئے اور افرائیم کو بلا کے کہا تو جاکے اپنے چچا کے روبرو کھڑا ہو جو کچھ استفسار کرین عبری مین جواب دے اور اگر کہین تو کسکا بیٹا ہی تو کہدینا یوسفؑ کا بیٹا حضرت یعقوبؑ کا پوتا ہون اور جو پوچھین کہ یوسفؑ کہان ہین تو کہنا کہ یوسفؑ وہی ہین جنہنے تمکو اس مکان مین بھیجا ہی ولیکن یہ ہمراز اور سے ظاہر نکرنا اللہ تعالیٰ نے مجھکو اسی قدر اجازت دی ہی غرض افرائیم بنیامین کے پاس جاکے بیٹھے سو بنیامین کبھو انکی صورت دیکھتے اور کبھو تصویر یوسف اور سخت متعجب تھے کہ اس صورت مین کچھ بھی فرق نہین ہی آخر رہا گیا افرائیم سے کہنے لگے تونے یہ صورت کہان سے اور کس سے پائی ہی افرائیم نے کہا اسی صورت سے جسکو تم دیکھتے ہو بنیامین نے فرمایا تو کون شخص ہی افرائیم نے عرض کیا کہ مین یوسف صدیقؑ کا بیٹا ہون بنیامین نے کہا یہان بھی اس نام کا کوئی شخص ہی افرائیم نے کہا یوسفؑ وہ ہین جو ابھی تمھارے پاس بیٹھے باتین کرتے تھے بنیامین بولے کہ میرا بھائی جو غائب ہے اُسکا یہی نام تھا افرائیم نے کہا مین اُسی باپ کا بیٹا ہون اور تمھارا بھتیجا ہوتا ہون اس بات پر بنیامین خوشی سے اُچھل پڑے اور افرائیم کو اپنی چھاتی سے لگایا اور کہا واشوقاہ یا قرۃ عینی وثمرۃ فوادی تو سچا ہی تیرے بدن سے میرے بھائی کی بو آتی ہی اب جلد جا اور اپنے باپ سے کہہ کہ مجھ تشنۂ دیدار کو جلد سیراب فرمائین کیونکہ انتظار کی حد گزر گئی اور فرصت غنیمت ہی ؎ فرصت وقت نگہدار کہ سودے نکند + نوشدارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند + افرائیم نے سارا حال حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ اُنکو لاؤ اُسی وقت افرائیم بنیامین کو خلوت خانے مین لائے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو گلے سے لگایا اور بہت روئے اور کہا یا قرۃ عینی یا بنیامین انا اخوک فلا تبتئس بما کانوا یعملون یعنے مین تیرا بھائی ہون سو غمگین نہو اُن کامون سے جو کرتے رہے ہین یہ کلام حضرت یوسف علیہ السلام نے اسواسطے فرمایا کہ اس بھائی کو آرزو سے بلوایا تھا اور اورون کو حسد پیدا ہو اس سبب سے راہ مین ہر بات پر جھڑکتے اور طعنہ دیتے تھے اسلیے حضرت نے تسلی کردی اور اسوقت بنیامین پر ایک حالت طاری ہوئی کہ غایت فرح اور شادی سے از خود محو اور مشاہدۂ جمال محبوب مین غائب تھے ؎

خرم آن لحظہ کہ مشتاق بیارے برسد + آرزومند نگارے بنگارے برسد + قیمت گل نشناسد مگر آن فاختہ + کہ خزان دیدہ بود لیس بہارے برسد + عزت وصل نداند مگر آن سوختہ + کہ پس از دوری بسیار بیارے برسد +

پھر جب بنیامین کو ہوش آیا تو حضرت یوسفؑ نے باپ کا حال پوچھا بنیامین نے کہا اُنکا حال از بس سقیم ہی اور آنکھین روتے روتے سفید ہوگئی ہین اور اب سوائے تمھاری ملاقات کے اور کسی بات کی خواہش نہین ہے پھر بہن کا حال پوچھا بنیامین نے قسمیہ کہا کہ اُسنے بائیس ۲۲ برس تک سوائے سیاہ کملی کے اور کوئی کپڑا نہین پہنا اور اب بھی رویا کرتی ہی اور ہر روز شارع عام پر کھڑی ہوکے مسافرون سے تمھاری خبر پوچھا کرتی ہی یہ حالت سنکر حضرت یوسفؑ بہت روئے پھر فرمایا کہ اے عزیز از جان تونے نکاح کیا ہی عرض کیا کہ ہان تین لڑکے بھی ہین

ملک مین اور نہ ہم کبھی چور تھے محققین کہتے ہین کہ یہ سخن اس منادی نے اپنی طرف سے کہا تھا انکم لسارقون
حضرت یوسف نے اجازت نہین دی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف نے یہ سخن تعریضاً منادی سے
کہلوایا اور تاویل یہ تھی کہ تم چور ہو کر یوسف کو باپ سے چرا کر لیگئے اور بیچ ڈالا اور اسمین کچھ بھی جھوٹھ نہین ہے
تفسیر منیر مین لکھا ہی کہ اس مقولہ کا سبب کہ ہم مفسد اور چور نہین ہین یہ ہوا کہ جب یہ لوگ کنعان سے
آئے تھے تو اپنے اونٹون کے منھہ باندھ دیئے تھے تاکہ کھیت نہ کھائین اور شاخ درخت نہ توڑین اور وہ اسباب
جسکو حضرت یوسف علیہ السلام نے پھیر دیا تھا لیے آئے تھے اور کہتے تھے شاید یہ اسباب بھولے سے غلے مین
رہ گیا ہی سو یہ ہمکو حرام ہی اور یہ لوگ ان سب باتون سے واقف اور انکی امانت اور تقوی سے خبردار تھے
سو ان لوگونکو مطلع کیا کہ ہرگاہ تم لوگ ہمارے تقوی اور صلاح سے واقف ہو پھر تہمت چوری کی ہمپر کسطرح
لگاتے ہو ہم تو مفسد اور چور نہین ہین غرض کہ سوارون نے کہا ہم تو چور نہین کہتے مگر تمسے پوچھتے ہین کہ اگر کسی نے
پیمانہ چرایا ہو اور کسی کی خرجی سے نکلے فما جزاؤہ ان کنتم کاذبین یعنے کیا سزا ہی اسکی اگر تم جھوٹھے ہو قالوا جزاؤہ من وجد
فی رحلہ فہو جزاؤہ کذلک نجزی الظالمین یعنے بولے اسکی سزا یہ ہی کہ جسکے بوجھ مین پایا جاوے وہی جائے اسکے بدلے مین ہم تو
یہی سزا دیتے ہین گنہگارون کو فائدہ جسطرح ہمارے دین مین چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہی اسیطرح حضرت یعقوب علیہ السلام
کے یہان چور سال بھر تک مالک مال کے گھر رہتا تھا اور غلامی کرتا تھا اور بادشاہ مصر کا شاید یہ حکم تھا کہ چور کو مارین
اور دو چند مال مسروقہ کا لیوین یہ آئین بادشاہ تھا سو ان لوگون نے اپنے دین کا حکم بتلایا تاکہ قتل سے بچ جاوین بالجملہ
سوارون نے سب لوگونکو حاضر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلے اور بھائیون کی خرجیان کھلوا کے دیکھین کچھ بھی
نہ نکلا تب ارشاد کیا کہ انکو جانے دو چنانچہ ارشاد ہوا فبدا باوعیتھم قبل وعاء اخیہ یعنے پھر شروع کیا یوسف نے انکی خرجیان
دیکھنی اپنے بھائی کی خرجی سے پہلے اسوقت کھولنے والون نے کہا کہ اب اس بیچارہ کی خرجی دیکھنا ضرور نہین کیونکہ یہ مظلوم ہی
اسنے کبھو ایسی لیری نہین کی ہوگی یہودا وغیرہ بول اٹھے کہ جو ہمارے بوجھ کھولے گئے ہین تو اسکا بھی کھولا جاوے کیا یہ ہمسے بزرگی
مین زیادہ ہی ہر چند ملازمین شاہی نے انکار کیا پر یہودا وغیرہ نے واسطے رفع تہمت کے نہایت اصرار کیا ناچار بنیامین کا بوجھ
بھی کھولا گیا تو پیمانہ انکے غلے مین نکلا کما قال ثم استخرجھا من وعاء اخیہ تب شرمندہ ہوے مگر بنیامین خوش تھے
فقالوا ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل یعنے کہنے لگے اگر اسنے چرایا ہو تو کچھ تعجب نہین کہ اسکے بھائی نے بھی
پہلے چوری کی تھی بعد اسکے سخت شرمندہ اور سرنگون ہوئے بعد ایک لحظے کے بنیامین سے کہنے لگے کہ
اے بنیامین تیرا باپ امین روحانیان اور ہمنشین آسمانیان ہی تجھکو شرم نہین آتی کہ تونے ایسی خیانت رذیلہ سے اپنا
دامن عصمت آلودہ اور خاندان رفیع الشان کو بدنام کیا اور بنیامین ہرچند بمبالغہ فرماتے تھے کہ مین اس حال سے
واقف نہین ہون مگر وہ لوگ عتاب و خشم سے باز نہ آتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اگر تونے نہین چرایا تو کسنے پیمانہ
تیری خرجی مین رکھا بنیامین نے کہا شاید اس شخص نے رکھ دیا ہو جسنے اول تمھارے بوجھون مین تمھاری بضاعت
پوشیدہ رکھ دی تھی روبیل نے کہا کہ بنیامین سچا ہی معلوم نہین کہ عزیز مصر کو اس دسے مین کیا منظور ہی فائدہ

پھر رونے لگے تب بادشاہ نے فرمایا اب کیون روتے ہو بولے کہ حضور کے ہاتھ پہ ایک تلی ہی اسیطرح کا ایک میرے
بھائی کے ہاتھ مین تھا سو اُسکو دیکھ کر مجھے رونا آیا اس بات پر حضرت یوسف علیہ السلام بھی بہت روئے اور
فرمایا کہ غم مت کر شاید اللہ جل شانہ تیرا بھائی تجھسے ملاوے اور کمال تسلی اور دلاسے سے کھانا کھلا کے رخصت
فرمایا جب بھائیون کے پاس بنیامین پہونچے تب حضرت نے ترجمان سے فرمایا کہ انسے پوچھ تمھارا بھائی جنگل
مین کسطرح ضائع ہوا بنیامین نے کہا میرے بھائی کو یہ دسون بھائی جو حاضر ہین باپ سے مانگ کے سیر کے
بہانے جنگل مین لے گئے شام کو کرتہ خون آلودہ باپ کو دکھلایا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا وہ کرتہ بھی میرے
پاس موجود ہی ترجمان نے کرتہ لیکے حضرت کو دیا حضرت نے خون دیکھ کر فرمایا کہ یہ خون آدمی کا نہین بکری کے
بچے کا ہی بنیامین نے اسکا کچھ جواب نہ دیا مگر اور لوگون نے کہا کہ چالیس برس اس معاملے کو گذرے ہین خون کا
رنگ بدل گیا ہی تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ عجیب بھیڑیا تھا کہ آدمی کو کھا گیا اور پیراہن
مسلم چھوڑ گیا بعد اُسکے فرمایا کہ مین نے سُنا ہی تمھارے گروہ مین ایک شخص کی آواز ایسی ہی کہ اُسکے سننے سے
عورتون کے حمل گر جاتے ہین وہ کون ہی یہودا نے کہا مین ہون اور پھر فرمایا کہ یہ بھی معلوم ہوا ہی کہ
ایک شخص ایسا ہی جو شیر کو پھاڑ ڈالتا ہی اور بڑے درخت کو اکھاڑ لیتا ہی وہ کون ہی شمعون نے کہا مین ہون
حضرت نے فرمایا کہ تم دونون وہان تھے یا نہین بولے ہم بھی تھے فرمایا کہ بھیڑیے سے حقیقی بھائی نہ چھینا گیا
شرمندہ ہوے اسیطرح دسون بھائی سے سوالات فرمائے کہ سب ندامت سے سر بگریبان ہو کے خوف سے
کانپنے لگے بعد اُسکے بنیامین کو پاس بلایا اور سب سے پوشیدہ چھپا کر گلے سے لگا لیا اور نقاب اُٹھا دی جب تھا
کہ بنیامین خوشی سے نعرہ مارین حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا سکوت کر ابھی تک وہ وقت نہین آیا ہی کہ
مین انپر آپ کو ظاہر کرون بعد اسکے باپ کا حال پوچھا فائدہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین
کو علحدہ کر کے سارا حال پوچھا اسیطرح خداوند تعالیٰ قیامت کے دن بندۂ مومن کو علحدہ کر کے پوچھیگا
تاکہ اور کوئی خبر نہ پاوے القصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیون کے اونٹ غلے سے بھر دیے اور بنیامین
کے اونٹ مین ایک پیمانہ بلوری یا طلائی یا زمردی یا یاقوت احمر کا بادشاہ کی پیاس کا بنیا ہوا تھا
یا غلے کے تولنے کا تھا رکھوا دیا جب اُن لوگون نے اول منزل کی تو سوارون کو بھیجا کہ قافلۂ شام کو روکو
اور اُنکے اسباب مین پیمانہ تلاش کرو سوارون نے پکڑا چنانچہ ارشاد ہوتا ہی فلما جہزہم بجہازہم جعل السقایۃ
فی رحل اخیہ ثم اذن موذن ایتہا العیر انکم لسارقون قالوا واقبلوا علیہم ماذا تفقدون قالوا نفقد صواع الملک
ولمن جاء بہ حمل بعیر وانا بہ زعیم قالوا تاللہ لقد علمتم ما جئنا لنفسد فی الارض وما کنا سارقین یعنے پھر جب تیار کر دیا
اُنکو اسباب اُنکا رکھ دیا پینے کا باسن بوجھ مین اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے والا اے قافلہ والو تم مقرر چور ہو
کہنے لگے مُنھ کر کے اُنکی طرف تم کیا نہین پاتے بولے ہم نہین پاتے بادشاہ کا پیمانہ اور جو کوئی وہ لاوے
اُسکو ایک بوجھ اونٹ کا ملے اور مین ہون اُسکا ضامن کہنے لگے قسم اللہ کی تمکو معلوم ہی ہم شرارت کرنیکو نہین آئے

کہ ملامت خلق سے احتراز کرنا ضرور ہی گو کہ مباح بھی ہو حدیث مین آیا ہی ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ
حسن و ما رآہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح جو تھا اخیار کو اشرار کی صحبت سے پرہیز واجب ہی تاکہ تفضیح نہو
اتقوا من واتبع التہم وراسے اسکے جب بلا آتی ہی تو اچھے برے مین پاک و ناپاک مین تمیز نہین رہتی اولاد یعقوب کے
ہمراہ اور بھی مردم شام تھے مگر موذن نے یہی آواز دی ایتہا العیر انکم لسارقون حالانکہ اوردن کو صلا پیمانے سے
واسطہ نہ تھا اگر کوئی کہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بخوبی معلوم تھا کہ میری مہاجرت سے یعقوب
علیہ السلام کو غم والم از بس ہی با اینہمہ بنیامین کو قید کیا اور اس جہت سے حضرت یعقوبؑ کو رنج دوبالا ہوا اول
یہ بات ظاہرا حقوق والدین مین داخل ہی دوسرے قطع صلہ رحم اور قلت عنایت وشفقت بھی اس فعل سے
ظاہر ہی پھر کیونکر ایسی بات حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑے اہتمام سے فرمائی جواب یہ ہی کہ جو کچھ واقع ہوا
سب بامر الہی ووحی حضرت باری تھا تا کہ یعقوبؑ کو رنج زیادہ ہوا ور اجر وثواب المضاعف ملے اور درجے
آخرت مین بڑھین اور یہ تو ظاہر ہی کہ حضرت یوسفؑ بنیامین کو از روے قواعد وضوابط معینہ سلطان مصر
قید نہین کر سکتے تھے مگر خداوند تعالے نے بھائیون کی زبان سے چور کی سزا وہ بیان کرائی جو کہ موافق مراد و مقصود
حضرت یوسف علیہ السلام کے پڑ گئی کہ انکا مطلب حاصل ہو گیا معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ کید اس مقام پر جزاء
کید ہی یعنے جیسا بھائیون نے ابتدائے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا ہمنے انکے ساتھ کیا وقد قال یعقوب
فیکیدوا لک کیدا فکذا لیوسف فی امرہم اور کید جانب خلق سے بمعنے حیلہ ہی اور از جانب خدا تدبیر بالحق و بعض
کے نزدیک کدنا بمعنی الہمنا اور بعضے بمعنے دبرنا اور بعضے بمعنے امرنا اور بعضے بمعنے اردنا بیان کرتے ہین الغرض جب
روبیل وغیرہ کی زبان سے سزاے چور علے رؤس الاشہاد غلام بنانا ثابت ہوا تو بنیامین پکڑے گئے تب اولاد
یعقوبؑ نے کہا یا ایہا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیرا فخذ احدنا مکانہ انا نراک من المحسنین یعنے اے عزیز اسکا ایک
باپ ہی بوڑھا بڑا سو رکھ لے ایک کو ہم مین سے اسکی جگہ ہم دیکھتے ہین تو ہی احسان والا ہی کیونکہ غلہ تو نے ہمکو بلا قیمت
دیا اور ہماری دعوت بخوبی فرمائی خواہ یہ بات کہ اگر تو ایسا کرے تو احسان ہو گا آنجناب نے فرمایا کہ ہم بے انصاف
نہین ہین کہ غیر مجرم کو مجرم قرار دین یا کہ مجرم کے مقام پر دوسرے کو رکھین اور تفصیل اس مقام کی یہ ہی کہ جب
حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین پر تہمت سرقہ لگا کر انکو پاس بلوایا اور رکھا تو بھائی انکے نہایت
متردد ہوئے اور اس خیال مین پڑے کہ باپ سے وعدہ حتمی از روے قسم کرکے بنیامین کو لائے تھے اب
کچھ بات بن نہین آتی چلو پھر عزیز کی خدمت مین حاضر ہون چنانچہ صلاح کرکے پھر آئے اور کہا اے عزیز بنیامین
کا باپ نہایت ضعیف البدن کثیر الشان عظیم القدر ہی اللہ کا پیغمبر ہی ہمنے اس سے عہد کیا ہی کہ بنیامین کو
صحیح وسالم تمھاری خدمت مین لائینگے اور خدائے تعالی کو اس عہد وپیمان پر کفیل گردانا ہی اگر اسکو ساتھ نہ لیجاینگے
تو قطع نظر خیانت وبیصبرفگی کے باپ کو کیا منہ دکھلائینگے اور اللہ کو کیا جواب دینگے سو ہمکو یہ امید ہی کہ آپ
ہمارے حال پر اختلال پر نظر عنایت مبذول فرما کے بجاے اسکے جس کسی کو ہم مین سے چاہیئے رکھ لیجے کہ ایسن

یہ جو حضرت یوسفؑ کے بھائیون نے کہا فقد سرق اخ لہ من قبل سو غالبًا دو باتون کا خیال آیا ہوگا نہین تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ایسی حرکت کبھو نہ ہوئی تھی جسکا طعنہ دیا ایک یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نانی کے پاس ایک بت تھا سونے کا اُسکو حضرت نے لیکے زمین مین دفن کردیا یا توڑ ڈالا تھا تاکہ اُسکی پرستش سے باز رہے ہذا ما روے سعید ابن جبیر سو یہ چوری کاہے کو تھی بلکہ سینہ زوری کہ بڑے گناہ سے نانی کو منع کرتے تھے چوری تو یہ تھی کہ اسکو ٹکڑے کرکے صرف مین لاتے جیسا روئیل وغیرہ نے حضرت یوسفؑ کے ساتھ کیا دوسرے محمد بن اسحاق سے روایت ہی کہ حضرت کو اُنکی پھوپھی نے پرورش کیا تھا حضرت یوسفؑ فی الجملہ ہوشیار ہوئے تو حضرت یعقوبؑ نے چاہا کہ اب میرے پاس رہین پھوپھی کو حضرت یوسفؑ سے محبت زیادہ تھی مفارقت اُنکی گوارا نہ کرسکین تب حضرت اسحاق کا پٹکہ کمر سے باندھ دیا اور اُنکے رشتے کے واسطے یہ حیلہ ٹھہرا کے تلاش کرنے لگین اور ڈھونڈھتی ہوئین حضرت یعقوبؑ کے گھر مین چلی آئین ہی حضرت یوسف علیہ السلام اپنے باپ کے پاس پہونچے تھے کہ انکی پھوپھی نے آکے پٹکے کی تلاش شروع کی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس نکلا سو موافق حکم اُس دین کے ایک سال پھوپھی کے پاس رہے مین کہتا ہون بھلا اسمین کیا چوری تھی حضرت یوسف علیہ السلام تو اس بات سے واقف بھی نہ تھے پھوپھی نے اپنی خوشی سے آپ باندھ دیا تھا اور مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک فقیر سائل آیا حضرت یوسفؑ نے ایک بیضہ مرغ اپنے گھر سے لیکر بلا اطلاع یعقوبؑ اُسکو دیدیا اور سفیان ابن عیینہ کہتے ہین کہ ایک مرغی حضرت یعقوبؑ کی سائل کو عنایت کردی تھی کذا فی المعالم حقیقت یہ ہی کہ ان صاحبزادون کی باتین حضرت یوسفؑ کے باب مین اسی طرح کی ہوتی تھین یعنے حسد کے سبب سے جو بات کہتے تھے اُسکا سر پانون نہ ہوتا تھا اور حضرت یوسفؑ کا ظرف دیکھو کہ باوصف ایسی ایسی تہمت اور ظلم کے آہستہ سے فرمانے لگے اپنے جی مین اور اُنکو نہ جتایا کہ انتم شر مکانًا واللہ اعلم بما تصفون یعنے تم اور بدتر ہو درجے مین اور اللہ خوب جانتا ہی جو تم باتین بناتے ہو یعنے تمنے باپ سے چُرا کے مجھے مارنے کا ارادہ کیا اور کنوئین مین ڈالا اور جب قافلے کے لوگون نے نکالا تو فریب کیا اور جھوٹھا دعویٰ پیش کرکے لے لیا اور بیچ ڈالا اور باپ سے وہ فریب کیا جو کسی نے بھی نہ کیا ہوگا مثل مشہور ہی کہ پرائی پھلی کو ہنستے ہین اپنا ٹینٹ نہین نہارتے تنبیہ اس قصے مین کئی فائدے ہین اول یہ کہ حیلہ بیگناہ جائز ہی چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کے ساتھ کیا اور انکی پھوپھی نے انکے واسطے کیا اور ہمارے دین مین بھی بہت حیلے ہین جسطرح ابطال شفعہ و استبرا و زکوٰۃ وغیرہ مین قطع نظر اسکے یہ بات بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ ہی نے سکھلائی تھی چنانچہ فرماتے ہین کذلک کدنا لیوسف ما کان لیاخذ اخاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ یعنے یون داؤ بتایا ہمنے یوسفؑ کو ہرگز نہ لے سکتا اپنے بھائی کو اُس بادشاہ کے انصاف مین مگر جو چاہے اللہ دوسرا یہ حیلہ کرنا زور اور حکومت سے بہتر ہی کیونکہ حضرت کو قدرت تھی اگر چاہتے تو بنیامین کو بزور دے لیتے مگر بلحاظ بدنامی ایسا نہ کیا کہ اسمین ظلم ظاہر تھا گو واقع مین انکو بنیامین سے زیادہ تر قرابت تھی کہ اوردون کو ہرگز نہ تھی تیسرا یہ کہ آدمی

قدرت سوائے ہمارے کسیکو نہین ہے اور اسوقت حضرت یوسف علیہ السلام بالائے فرش کھڑے تھے کہ وہ فرش تمام سنگ سخت کا تھا آپنے از روئے غضب ایک قدم سے ٹھوکر ماری کہ تمام فرش ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور پتھر اسکے زیر قدم ریزہ ریزہ ہوگئے اور فرمایا اے اولاد یعقوب تم اپنی قوت اور جلالت پر مغرور رہتے ہو اگر تمکو انبیا اور صلحا سے نسبت نہ ہوتی تو ایک آواز مین خاک برابر کردیتا اور معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ اول روبیل غضب مین آیا اور اسنے ایک آواز تند حضرت یوسف علیہ السلام پر کی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے نقاب سمیت تخت شاہی سے اٹھکر گردن مین ہاتھ ڈالکے مین پر ڈال دیا اور فرمایا کہ اے کنعانیو تمکو اپنے زور کا بڑا گھمنڈ ہے اور تمنے ایک بیناز زور تمکو نہین دکھلایا اور فرمایا کہ میری قوت کے روبرو تمھاری طاقت کی کیا حقیقت ہے جو تم مغرور ہوتے ہو روبیل نے کہا مین پہاڑ کو اٹھالیتا ہون اور تین دن تک اپنے ہاتھو نپر لیے کھڑا رہتا ہون اور شمعون نے کہا مین ایک دہلے مین ستر ستر شیر ببر کو پھاڑ ڈالتا ہون اور یہودا نے کہا مین آواز ایسی کرتا ہون کہ پیٹ اونٹ مین حمل گرجاتے ہین دوسری سے آدمی بیہوش ہوجاتے ہین تیسری مین روح بدن سے مفارقت کرجاتی ہے اسیطرح سب نے اپنی اپنی صفات قوت ظاہر یہ کے بیان کیے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جتنی ہین تمھاری طاقت میرے زور کے سامنے بے حقیقت ہے اگر مین ایک آواز کرون تم سب غش مین آجاتے ہو بعد اسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک آواز تند ایسی فرمائی کہ سب بیہوش ہوکے گر پڑے جب ہوش مین آئے تو رونے لگے حضرت یوسف نے کچھ جواب نہ دیا صرف یہ فرمایا کہ انکو باہر بیجاؤ جب باہر آئے تو کہنے لگے اے بھائیو بادشاہ مصر کو یہ شوکت اور جلالت کہان سے آئی یہ تو مخصوص اولاد یعقوب کو ہے نہین معلوم کیا معاملہ ہے مگر یہ خوب معلوم ہوگیا کہ غلظت اور درشتی سے کام نہ چلیگا اب کنعان کو چلو روبیل یا شمعون یا یہودا نے کہا اے بھائیو دلمین سوچ لو کہ تمھارے باپ نے عہد خدا در باب بنیامین لیا تھا اور جو کچھ قصور یوسف کے حق مین ہوا ہے وہ تو جانتے ہوا اور اب بنیامین کو قید مین چھوڑے جاتے ہو مین تو یہان سے نہ جاؤنگا جب تک میرا باپ طلب نہ کرے یا اجازت دے کہ مصریون سے انتقام لون یا اللہ حکم کرے کہ بزور شمشیر اپنے بھائی کو لون یا قوت دے بالجملہ یہودا مصر مین رہا اور شمعون نے کہا مین بھی نہ جاؤنگا وہ بھی رہا **تنبیہ** آیۃ یا ایہا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیرا مین کئی فائدے ہین اول یہ کہ حاجتمند کو چاہیے کہ حاجت روا کی تعریف کرے بعد اسکے اپنی حاجت مانگے دوسرا یہ کہ بوڑھے آدمی کی قدر سب ادیان مین بہ نسبت اورون کے زیادہ ہے لہذا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون نے کلمہ عام شیخا کبیرا فرمایا کہ مسلمان اور کافر دونون قبول کرتے ہین اگرچہ شان نبوت بالاتر تھی سب شانون سے الا کافر ہرگز نہین مانتے اور یہ بھی واضح ہوا کہ سلاطین اور امرا کے دربار مین بھی بوڑھون کی منزلت ہے بلکہ جب آدمی بوڑھا ہوتا ہے تو ملائکہ اسکی شکل پہچانتے ہین چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے تھے کہ اذا بلغ الرجل اربعین عرفہ الملائکۃ یعنے آدمی جب پہونچا ساٹھ کو ملائکہ نے اسکو پہچانا اور ایک بات اور بھی ہے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جو مومن بڑا بوڑھا ہوا حالت اسلام مین تو خدائے تعالی اسکو صبح

آپکی غرض کہ خدمت ہی نکل آئے اور ہم دونون جہان مین سرخرو ہونگے فرمایا مین کسی دوسرے کو خلاف
قاعدہ بندگی مین نہین رکھ سکتا مین تو وہ کام کرتا ہون جو پیغمبرون کی شریعت مین درست ہی اور جو بات
اُسکے خلاف ہی وہ ظلم ہی اور مینے تمھارے بھائی کو تمھاری شریعت کے مطابق رکھا ہی اور تمکو مین اصلا آزار
اور تکلیف نہین دیتا ہون تم رخصت ہو چین سے اپنے وطن کو جاؤ کیون ناحق بلا مین پڑتے ہو ایک بھائی گیا تو گیا
تب روبیل کہ سب مین بزرگ تھا غصے ہوکر روبرو آیا اور دستور یہ تھا کہ جب اسکو غصہ آتا تو بال بدن کے کھڑے
ہوجاتے تھے اور کپڑونسے باہر نکل آتے تھے پھر اس حالت مین اگر آواز کرتا تو سامعین کے پتے پھٹ جاتے تھے اور
غضب کم نہوتا تھا جبتک کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے کوئی شخص ہاتھ اُسکی پشت پر نرکھے سو جب
اُسنے غصے مین آکر کہا ای عزیز مین آواز کرتا ہون سننے والے مرجائینگے اور حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی
کی کیفیت سے واقف تھے اسلیے آنجناب نے بمقتضاے الحرب خدعۃ حیرانی سے فرمایا کہ روبیل بیٹھ جاوے بیٹھ گیا
جب اتنی فرصت ملی تو حضرت یوسف نے افرائیم کو اشارہ کیا اُسنے آہستگی سے اپنا ہاتھ پشت روبیل پر ملا یا
کہ غصہ اُسکا فرو ہو گیا اور حضرت یوسفؑ نے فرمایا مین نے تمھارے بھائی کو تمھارے حکم کے موافق لیا ہی ہرگز واپس
نہ کرونگا جو تمھارا جی چاہے سو کرو روبیل نے ارادہ کیا کہ آواز کرون آواز ہی نہ نکلی سخت متحیر ہوا اور خیال کیا کہ غالبا
کوئی شخص آل یعقوبؑ سے اس مجلس مین ہی اور داہنے بائین اپنے بھائیون کو دیکھا کوئی نظر نہ آیا ناچار باہر آیا اور
اپنے بھائیون سے پوچھا تم مین سے کسی نے میری پشت پر ہاتھ رکھا تھا بولے کسی نے نہین رکھا فلما استیئسوا منہ
خلصوا نجیا یعنے جب مایوس اور ناامید ہوئے اُس سے اکیلے بیٹھے مصلحت کو بڑے بھائی نے کہا ہم تو اس
سرزمین سے نہ جائینگے جبتک ہمارا باپ نہ بلاوے یا اللہ حکم نہ کرے اور بعضے بولے کہ یہ بادشاہ ہے
اہل مملکت اسکے اکثر بت پرست ہین اور ارباب شرک کو چندان قوت نہین ہوتی ہی سو ہم انسے باعانت
حق و امداد غیبی محاربہ کرینگے اور اپنے بھائی کو بغلبہ و استیلا چھین لینگے یہودا نے کہا بادشاہ نے بنیامین کو
مجلس مین بھیجا ہی اور مین دروازۂ زندان پر جاتا ہون ہاتھ پکڑ کے لیے آتا ہون جو کوئی مقابلہ کریگا قتل کرونگا
روبیل نے کہا اگر یہ منظور ہی تو مین بادشاہ اور اسکے اعوان کو کافی ہون شمعون بولا مین ساری فوج سے
مقابلہ کرسکتا ہون یہودا نے کہا مین بازار شہر مین جاتا ہون تم ہتھیار باندھے تیار رہو جس وقت مین نعرہ
مارون اور ساکنان مصر بیہوش ہو جائین تم لوگ تلوار پکڑو اور جو کوئی مقابلہ کرے اُسے مار لو چنانچہ یہودا
باہر نکلا یہ خبر حضرت یوسف علیہ السلام کو پہونچی آپنے سب کو طلب کیا اور اُنکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اے
اولاد یعقوبؑ تمکو معلوم ہی کہ مینے تمھارے ساتھ کچھ برائی نہین کی بلکہ جو مراتب احسان اور تفضلات کے تھے سب
ادا کیے مگر تمھارے بھائی سے خیانت ظاہر ہوئی اُسکے سبب مجبور ہون تسپر بھی بحکم تمھاری شریعت کے اور تمھارے
فتوی دینے سے اُسکو رکھتا ہون اور پیمان کی روش کے موافق عمل نہین کرتا و الا ارڈالتا اب مین نے سنا ہی کہ تم
لڑائی کا ارادہ رکھتے ہو اور چاہتے ہو کہ بغلبہ و استیلا اُس بھائی کو لیجاؤ غالبا تمھارا گمان یہ ہی کہ قوت

فرمایا مین اسپر روتا ہون کہ محراب میرے بعد خالی رہیگا کاش میرے کوئی لڑکا ہوتا تو میرے مقام پر کھڑا ہوتا
خالق لایزال کی عبادت مین مشغول ہوتا کہ میرا نام محراب سے نجاتا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا جناب الٰہی مین
دعا کرو چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی کہ رب لاتذرنی فردا وانت خیرالوارثین دعا قبول ہوئی اور حضرت
یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے القصہ آٹھ آدمی کنعان کو چلے اور یہودا اور شمعون بامید عنایت سلطان مصر مین
رہ گئے چلتے وقت ان دونون نے کہ دیا ارجعوا الے ابیکم فقولوا یا اباناان ابنک سرق وما شھدنا الا بما علمنا وماکنا
للغیب حافظین واسئل القریۃ التی کنا فیھا والعیر التی اقبلنا فیھا وانا لصادقون یعنے باپ کے پاس جاکے کہو اے
باپ تیرے بیٹے نے چوری کی اور ہمنے وہی کہا تھا جو ہمکو خبر تھی یعنے جسکے اسباب مین نکلے اُسکے بدلے مین
اُسی کو رکھ لو اور ہمکو غیب کی خبر یاد نہ تھی یعنے ہمنے اپنی شریعت کے موافق حکم تبلادیا اور یہ معلوم نتھا
کہ بھائی ہمارا چور ہی اور سوال کر لیجیے بستی والون سے جسمین ہم تھے اور اُس قافلے سے جسمین ہم آئے
تھے اور بیشک ہم سچ کہتے ہین چنانچہ یہ باتین سیکھکر چلے اور بعد قطع منازل حضرت یعقوب علیہ السلام
کی خدمت مین پہونچے حضرت نے سبکو گلے سے لگالیا جب آٹھہی لڑکے ملے تو حضرت نے پوچھا اے یہودا
بنیامین کہان ہی بولے یہودا نہین آیا تب فرمایا اے شمعون یہودا اور بنیامین کو کیا کر آیا بولے شمعون بھی نہین آیا
تب تو حضرت یعقوب علیہ السلام غم سے بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمانے لگے اگر تمکو میری شرم نہین تو کیا
خدا کی بھی شرم نہین ہی تمنے تو چلتے وقت مجھسے عہد کیا اور قسم کہائی تھی کہ ہم بنیامین کو پھیر لائینگے سوتم اُسکو لب
افسوس صد افسوس اگر یہی حال ہی تو کوئی لڑکا نہ بچیگا جب کہین جاؤگے ایک لڑکا کھو آؤگے تب کہنے لگے کہ
آپ پہلے حال تو سن لیجیے فرمایا کہو عرض کیا کہ بنیامین نے بادشاہ کا پیمانہ چرایا سو وہ قصاص کا ارادہ رکھتا تھا
ہمنے اپنے دین کا حکم تبلایا بارے اُسنے قبول کر لیا اور بنیامین کو اُسکی عوض مین رکھ لیا اور شمعون اور
یہودا اُسی کی خبرگیری کو رہ گئے ہین اور ہم آپ کو خبر کرنے آئے ہین اور اگر ہمارا کہنا آپ کو سچ نہ معلوم ہو تو جو
قافلہ ہمارے ساتھ آیا ہی اُس سے پوچھ لو اور اگر قول پر اُنکے بھی اعتماد نہو تو اُس بستی کے لوگون سے جہان ہم
رہکے گئے تھے اور مصر کے لوگون سے جہان اونٹ کھڑے گئے تھے دریافت کرلو کہ ہمارا سچ جھوٹھ کھل جائے
اور ہم نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ پیمانہ بنیامین کے بوجھ سے نکلا تھا لیکن یہ نہین جانتے کہ پیمانہ اُسی نے رکھ لیا تھا
یا کسی اور نے رکھدیا اور ہمکو غیب کی خبر نہ تھی کہ بنیامین چور ہی ورنہ اپنے ساتھ نہ لیجاتے کیونکہ ہم اسمین سخت
ذلیل ہوئے لطیفہ جب تک کہ بنیامین متہم بسرقہ نہوے تھے بھائیون نے اپنی طرف نسبت کرکے کہا فارسل معنا
اخانا اور جب سرقے کی تہمت لگی تو نسبت برادری قطع کرکے باپ کی طرف اضافت کی اور کہا ان ابنک سرق سبحان اللہ
وقت طہارت مین برادری کی اور وقت آلودگی مین بیزاری حضرت اکرم الاکرمین جل جلالہ اپنے بندہ سے برخلاف
اُسکے معاملے فرماتے ہین یعنے ارشاد ہوتا ہی کہ اگر فرمانبرداری از آن منی اور اگر بدکاری ازآن من اے میرے
بندے جس طرح تیرا جی چاہتا ہی تو کرتا ہی مین تجھسے کسی طرح منھہ نہین پھیرتا ہون اور تجکو از آن خود

اور شام بنظر رحمت دیکھتا ہی اور فرماتا ہی کہ ای میرے بندے اب تیری عمر بہت ہوئی اور تیرا بدن ضعیف ہوا
اور تیرا چہرہ دُبلا ہوگیا سو تیرے عذاب سے مجکو شرم آتی ہی پس اب تو بھی مجھ سے حیا کر ؎ نہین ہے اب وقت
شور و مستی قد خمیدہ سے ٹک حیا کر + بتون کا بندہ رہیگا کب تک خدا خدا کر خدا خدا کر + اور بھی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین کہ بوڑھا آدمی اپنی قوم مین ایسا ہی جیسے نبی اپنی اُمت مین روایت ہی کہ شب معراج
مین ارواح انبیا صلوات اللہ علیہم اجمعین بصورت اجساد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئین اور
سب نے آنحضرت کو گلے سے لگالیا الا ایک پیغمبر تشریف نہ لائے دور سے نظر آتے تھے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہین بولے کہ شیخ الانبیا حضرت نوح علیہ السلام ہین انھون نے
بھی درگاہ الٰہی سے اجازت حضوری مین چاہی تھی الا انکو حکم ہوا کہ تم نہ جاؤ اور آپکو ارشاد ہی کہ آپ تشریف
لیجائیے کیونکہ یہ بوڑھے ہین نہ اس سبب سے کہ آپ سے افضل ہین بخاری اور مسلم مین عبد اللہ ابن عمر سے
روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ مجکو خواب مین معلوم ہوا کہ مین ایک مسواک کرتا ہون پھر دو شخص آئے ایک
انمین دوسرے سے بڑا ہی سو مین نے وہ مسواک چھوٹے کو دی تو مجھسے کہا گیا کہ بڑے کو دے سو مین نے
وہ مسواک بڑے کو دی اس حدیث سے بڑی عمر والے کی تعظیم اور تقدیم ثابت ہوئی جب اسطرح کی
بزرگیان شیخ کے واسطے ثابت تھین تب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون نے عرض کیا
ایہا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیرا تیسرا یہ ہی کہ اہل حاجت کو شفیع گردانا بزرگ کا ضرور ہی چنانچہ حضرت
یوسف علیہ السلام کے بھائیون نے اپنے باپ کو شفیع گردانا اور دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہین کہ جس دعا مین درود نہین ہی وہ دعا قبول نہین ہوتی عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ تین آدمیون نے بوڑھون کو شفیع گردانا ہی اول حضرت یعقوب علیہ السلام کو اُنکے بیٹون نے شفیع
گردانا دوسرے حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیون نے اپنے باپ کو شفیع گردانا ہی یعنے جب حضرت
موسیٰ علیہ السلام کنوین کے کنارے پہونچے تو حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیون کو کنوین پر دیکھ کر حیرت مین آگئے
پوچھا تم بکریون کو پانی کیون نہین پلاتی ہو بولین ہم انتظار مین ہین کہ مرد لوگ اپنی بکریون کو پانی پلالین
اگر پانی رہے تو ہم اپنی بکریون کو پلالینگے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تمھارے گھر مین کوئی مرد نہین ہے
جو تم اس کام پر معین ہو بولین وابونا شیخ کبیر یعنے ہمارا باپ ہی بہت بوڑھا اُسکو طاقت نہین کہ بکریون کو
پانی پلائے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے پتھر کو کنوین سے ہٹا کے پانی پلا دیا اور مفصل حال اسکا حضرت
موسےٰ علیہ السلام کے قصے مین آئیگا تیسرے حضرت زکریا علیہ السلام نے بڑھاپے کو شفیع گردانا یعنے جب
حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر سو برس کی ہوئی تو ایک روز حضرت زکریا نے داڑھی مین کنگھی کی کہ سفید بال کنگھی سے
لپٹ آئے اُسکو دیکھ کر روئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا تم کیون روتے ہو فرمایا الشیب
مراحل الموت یعنے بڑھاپا منزل ہی موت کی حضرت جبرئیل نے کہا پھر اسپر رونا کیا ہی حضرت زکریا علیہ السلام نے

فرمایا اگر تم نہ کہتے تو وہ نہ جانتا اور یقیناً چھوڑ دیتا اور ہرگز تم سے بنیامین کو نہ لیتا کیونکہ یہ امر احسان کے خلاف تھا مگر تمھارے کہنے سے بنیامین کو اُسنے اپنے پاس رکھ لیا بعد اُسکے لڑکون نے پوچھا کیا آتا ہے امید آپ کو ظاہر ہوئے جو آپ نے فرمایا عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعاً حضرت نے ارشاد کیا کہ اب مصیبت کی انتہا ہو گئی ہے اور بعضے کہتے ہین ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام حسب عادت بیت الاحزان مین روتے روتے سو گئے دیکھتے ہین دو فرشتے سرہانے آکے کھڑے ہوے اور باہم کہنے لگے کہ اس مسکین کو اگر یوسف ملجائے تو یہ رنج دفع ہو جاوے دوسرے نے کہا اگر تلاش کرے تو پا دے جب بیدار ہوے تو گھبرا کے اُٹھ کھڑے ہوے اور ضعف سے گر پڑے کہ چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا اور اُس حالت مین حضرت نے فرمایا اے حبیب میرے یوسف مجھکو کہان تلاش کرون اور کس جگہ ڈھونڈھون نہ میری آنکھین ہین کہ اُنسے تلاش کرا‌ؤن نہ ایسی قوت ہے کہ سفر کرون اور شہر بشہر تلاش کرتا پھرون ان باتون سے فرشتون کو بڑا غم ہوا تب حضرت عزرائیل کو ارشاد ہوا کہ تو جا کے یعقوب کی تسلی کر دے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے آکے سلام علیک کیا حضرت نے پوچھا تم میری قبض روح کو آئے ہو قبل اسکے کہ اپنی اولاد کو دیکھون حضرت ملک الموت نے کہا مین صرف آپ کی ملاقات کو آیا ہون تب حضرت یعقوب نے فرمایا مین تجھکو قسم دیتا ہون خالق کی کہ تو نے یوسف کی روح ارواح مین قبض کی ہے یا نہین ملک الموت نے کہا تو بادشاہ با حشمت و شوکت ہے حضرت یعقوب نے پوچھا کہان ہے ملک الموت نے کہا مجھکو یہ علم نہین ہے کہ یوسف کا مقام بتلا‌ؤن مگر تمسے چند روز مین ملاقات ہوگی اس سبب سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعاً اخبار الدول مین ہے کہ ملک الموت نے کہا کہ تمھاری موت بلا ملاقات یوسف مقدر نہین ہے اور جو تمکو منظور ہو تو سبب ابتلا و فراق بیان کرون حضرت یعقوب نے کہا ضرور فرما‌ؤ سو ملک الموت نے بیان کیا کہ یاد کرو تمنے ایک لونڈی یوسف کے دودھ پلانے کو مول لی تھی اور اُسکا بیٹا دودھ مین شریک تھا سو تمنے اُس لڑکے کو لونڈی سے الگ کر دیا تاکہ یوسف کا شریک نہ رہے اس سبب سے اللہ نے تم کو فراق یوسف مین مبتلا فرمایا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھنے سے جانا تھا کہ امر شدنی ہے اسی خیال سے فرمایا القصہ بعد اس گفتگو کے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹون کی طرف سے منھ اپنا پھیر لیا اور فرمایا ہاے افسوس یوسف پر کما قال وتولی عنہم وقال یا اسفی علی یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فہو کظیم یعنے اور اُلٹا پھرا اُنکے پاس سے اور بولا اے افسوس یوسف پر اور سفید ہو گئین آنکھین اُسکی غم سے سو وہ آپ کو گھوٹ رہا تھا یعنے غم کی بات مُنھ سے نہ نکالتا تھا مگر ہر وقت بے اختیار آنا نکلا حقیقت یہ ہے کہ ایسا درد اتنی مدت دبا رکھنا سواے پیغمبر کے کسی کا کام نہین ہے قتادہ کے نزدیک یا اسفی کے معنے یا حزناہ اور اسف عبارت اشد حزن و اندوہ سے ہے اگر کوئی شبہہ کرے کہ مدت دراز کے بعد تاسف و اندوہ مفارقت یوسف علیہ السلام پر چہ معنی دارد مناسب تھا کہ بنیامین کے واسطے تاسف ہوتا تو جواب یہ ہے کہ مصیبت فراق یوسف سب مصیبتون کی اصل تھی اس سبب سے ہر دن کی مصیبت کالعدم ہو گئی اصل سے

جانتا ہون ؎ تو خاصۂ ما باش کہ ما نیز ترا ئیم ٭ در ہر دو جہان مقصد و مطلوب ترا ئیم ٭ گر یک قدم از کوے طلب سوے من آئی ٭ ما صد قدم از راہ کرم سوے تو آئیم ٭ دیکھو ایک دن حضرت موسیٰ کلیم اللہ صلوات اللہ علیہ بنا بر مناجات طور پر جاتے تھے ہر ایک شریف و عالم اپنا پیغام اللہ کے واسطے کہتے تھے کہ جواب اُسکا لائین اور حضرت موسیٰ سُنتے جاتے تھے اُس حالت مین ایک جوان مجوسی بھی حاضر تھا کسی شخص نے اُس سے کہا کہ تو کچھ اپنا پیغام نہین دیتا اُسنے کہا مین کیا کہون اگر وہ پروردگار ہی تو مجکو اُسکی ربوبیت درکار نہین اور اگر وہ رزاق ہی تو مین اُس سے رزق نہین مانگتا اور جو وہ خداوند ہی تو مجکو اُسکی بندگی سے ننگ ہی حضرت موسیٰ کلمات نا ملائم اُسکے سنکر غصہ ہوے اور فرمایا اے نادان یہ کیا فضول گوئی کرتا ہی یہ کہکر مناجات کے واسطے تشریف لے گئے جب مناجات سے فارغ ہوے تو پیغام مومنون کے حضرت عزت مین پہونچائے اور جواب ہر ایک کے سُنے خیال آیا کہ اُس جوان نے پیغام دیا تھا مگر کیا کرون اُسکے بیان مین شرم آتی ہی ارشاد ہوا اے کلیم امانت مین خیانت نہ کر جو کسی نے کہا ہو اُسکو بیان کر مین تو پنہان اور آشکار سے آگاہ ہون حضرت موسیٰ نے مجوسی کا پیغام مفصل کہا ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ اُس گنہگار سے کہدے کہ اے عاصی اگرچہ تو میری ربوبیت نہین چاہتا ہی مگر مین تیری عبودیت چاہتا ہون اور اگرچہ تو رزاقی میری نہین پسند کرتا مگر مین صبح اور شام رزق تجکو پہونچاتا ہون اور اگر تو مجکو نہین چاہتا ہی مین تجکو چاہتا ہون تاکہ تو جانے مین مین ہی ہون اور تو تو ہی ہی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے لوٹے تو وہ مجوسی سر راہ منتظر بیٹھا تھا کہ حضرت موسیٰ نے جواب حق متضمن عنایت و کرم بیان کیا مجوسی اُسی وقت ایمان لایا اور ایک آہ کھینچکر جان بحق تسلیم کی حضرت موسیٰ کو سخت تعجب ہوا خطاب ہوا اے موسیٰ تو میری صنعت سے واقف نہین ہی یہ جوان ایک مدت دراز سے طلب نور حقیقی مین تھا اور ہمیشہ پریشان و سرگردان رہا اسوقت پردے حجاب کے کھل گئے اور نور جمال اسکو نظر آیا کہ اُسنے اپنی جان فدا کر دی بالجملہ فرزندان یعقوب علیہ السلام نے مصر سے آکر سب گفتگو درست دراست حضرت یعقوب سے کی مگر حضرت کے جی پر وہ باتین نہ بیٹھین فرمایا تمنے وہی بنیا مین کے ساتھ کیا ہی جو یوسف کے ساتھ کیا تھا کما قال بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعا انہ ہو العلیم الحکیم یعنے حضرت یعقوب نے فرمایا کوئی نہین بنائی ہی تمھارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بن آوے امید ہے کہ اللہ لے آوے میرے پاس اُن سب کو وہی ہی خبردار حکمتون والا فائدہ یہ بات حضرت یعقوب نے فرمائی پہلی بے اعتباری سے ورنہ ایکی مرتبہ لوگ کاذب نہ تھے لیکن نبی اللہ کا کلام کبھی خلاف نہین ہوتا یہ بھی بات بیٹون کی بنائی ہوئی تھی اسواسطے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی بیٹے تھے اور انھین نے پیمانہ بنیامین کے بوجھ مین رکھوایا تھا بعضے کہتے ہین کہ جب لڑکون نے کہا بنیامین نے بادشاہ کی چوری کی حضرت یعقوب نے فرمایا شاید ایسا ہو لیکن یہ کسنے کہا کہ ہمارے دین کا یہ حکم ہی اُنھون نے کہا ہمسے بادشاہ نے حکم پوچھا تھا تب ہمنے بتلایا اور اُسکی حکومت مین تو قصاص واجب تھا حضرت یعقوب علیہ السلام نے

یعنی موت سے قریب اور بقول ابن اسحق کے نزدیک بمعنے فاسد العقل اور بعض کے نزدیک گل جانا غم سے وصل الحرض
الفساد فی الجسم والعقل من الحزن او الہم او العسرۃ اور بث اُس غم کا نام ہی جسکا پوشیدہ رکھنا طاقت بشری سے خارج ہو
اور آدمی اُسکے اخفا مین صبر نہ کرسکے مرتبہ اسکا حزن و اندوہ سے زیادہ ہی تفسیر کبیر مین ہی کہ ایک دوست حضرت
یعقوب کا آیا اور اُسنے پوچھا کہ اے یعقوب تیری کمر کس باعث سے ٹوٹ گئی اور آنکھین کیونکر جاتی رہین فرمایا کہ
آنکھین یوسف کے غم مین سفید ہوگئین اور کمر بنیا مین کے فراق سے خم ہوگئی اُسوقت فرمان الٰہی ہوا کہ اے یعقوب
تو میری شکایت غیر کے روبرو کرتا ہی قسم ہی عزت و جلال کی کہ یہ غم و اندوہ تجھ سے دفع نہ کرونگا جب تک مجھسے
رجوع نکریگا تب حضرت یعقوب نے کہا انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ اور ایک گوشے مین مصروف بمناجات ہوے کہ
یا الٰہی مجھپر رحم کر اور یوسف اور بنیا مین کو ملادے ارشاد ہوا کہ اے یعقوب اگر یوسف و بنیا مین مرگئے ہوتے تو مین تیری
بیقراری سے دونونکو زندہ کرکے تیرے پاس لاتا اور ارباب اشارات فرماتے ہین کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ہردم
یاد یوسف مین رہتے تھے سو محبوب حقیقی نے عتاب کیا حضرت یعقوب نے عہد کیا کہ اب یوسف کا نام زبان پر نہ لاؤنگا
جب یہ نوبت پہنچی دل پر ایک صدمۂ عظیم ہوا ناچار یہ دستور باندھا کہ بیت الحزن کے دروازے ہو بیٹھتے اور گوش
بر آواز رہتے کہ کوئی یوسف کا نام لے تو مجھے تسکین ہو ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیغام الٰہی دیا کہ یہ محل
تہمت ہی یہان سے اُٹھ کر بیت الحزن کے کونے مین جا بیٹھو کیونکہ اگر زبان نام یوسف سے بند ہے تو کان بھی
سماعت نام سے روکنا لازم ہے ناچار کونے مین جا بیٹھے ایک روز کسی شخص نے اپنے بیٹے یوسف کو پکارا
سو حضرت یعقوب بے اختیار پکار اُٹھے یا اسفیٰ اور قریب تھا کہ یوسف کا نام لین عتاب محبوب حقیقی یاد آیا تو فریاد
سینہ سے نہ نکلنے پائی دل ہی مین رہی اُسی کی حرارت نے دماغ کو ابتر کیا آنکھین سفید ہوگئین پھر تو ایک ولولہ
شدید ملکوت اعلیٰ مین پڑگیا اور مقربین ملائکہ نے جناب احدیت مین گذارش کی کہ اے کریم اس ضعیف محنت کشیدہ
سے کیا منظور ہے اے رحیم جس دن سے تو نے یوسف اُسکے محبوب کو جدا کیا تھا اپنی عمر نالہ و زاری و گریہ و بیقراری
مین کاٹتا تھا اور نام یوسف لیکر پکارتا تھا کہ فی الجملہ تسکین رہتی تھی تو نے وہ بھی بند کیا اب کیونکر شب و روز گذرانے
اس سے تو موت ہی بہتر ہی اُسی وقت جناب احدیت سے ارشاد ہوا کہ اے یعقوب مین نے بحکم غیرت محبوب
نالہ و فغان سے منع فرمایا تھا اب بشفاعت دل سوختگان محبت ارشاد کرتا ہون کہ ہردم نالہ و زاری کیا کر اور اگر
فریاد و زاری نکریگا تو بعد تیرے کسی عاشق دل خستہ کو رخصت فریاد معاف نرہیگی سو حضرت یعقوب علیہ السلام نالہ
و فریاد کرنے لگے اور بولے انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ حقیقت یہ ہی کہ جب تک حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف کے واسطے
روتے تھے یوسف بعید ہوتے جاتے تھے اور جب خدا کے واسطے رونے لگے تو اللہ صاحب یوسف کو یعقوب کی
طرف کھینچ لائے چنانچہ حضرت یعقوب ایک دن سوتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت یوسف علیہ السلام
آراستہ بحسن و جمال نظر پڑے تو حضرت یعقوب کمال اشتیاق سے دونون ہاتھ گردن خیال یوسف مین ڈال کر
آلام فراق و کلمات اشتیاق بیان فرمانے لگے اُسی وقت غیرت محبوب حقیقی نے ناپسند کرکے بیدار کردیا کہ

رجوع واقع ہوئی ور آسے اسکے بنیامین کو یوسف کے سبب سے دوست رکھتے تھے اور یوسف کو اسلئے کیونکہ بنیامین کو یوسف سے ایک ارتباط تھا کہ دونون ایک مان سے تھے اور صورت و سیرت مین بھی مشابہ تھے اسوسبب بنیامین کے خاطر مبارک یعقوب علیہ السلام مطمئن رہتی تھی اور آتش فراق یوسف فی الجملہ سرد تھی اب کہ بنیامین بھی درمیان سے اُٹھ گئے آتش فراق مین کمال التہاب پیدا ہوا ناچار درون دل سے صداے یا اسفی علے یوسف برآمد ہوئی بعضے اہل تفسیر فرماتے ہین کہ بیاض عین اس جگہ کنایہ ہے کثرت بکاسے اور بعضے کہتے ہین کہ حقیقت مین آنکھین اندھی ہوگئی تھین چنانکہ قتادہ فرماتے ہین کہ چھ برس کامل دیدۂ مبارک یعقوب علیہ السلام حلیۂ بینائی سے عاری رہے کہ پیراہن یوسف سے منور ہوے **فائدہ** ارباب محبت فرماتے ہین کہ سپیدی دیدۂ یعقوب مین یہ حکمت تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام محبت یوسف علیہ السلام کا دعوے فرماتے تھے اور دلیل صحت دعوی محبت پر یہ ہے کہ عاشق غیر محبوب سے اپنی نظر بند کرے اور حضرت یعقوب نے بعد گم ہونے یوسف کے فی الجملہ بنیامین کو منظور نظر فرمایا تھا سو غیرت محبت نے دیدۂ یعقوب رویت غیر محبوب سے بند کردیا اسلیئے کہ وہ آنکھین کہ دیدار محبوب سے محروم ہون نابینا بہتر **ع** آن دیدہ کہ روے تو نہ بیند ✣ در دیدۂ عقل کور بہتر ✣ اور ارباب اشارات فرماتے ہین کہ حضرت یوسف کے بھائیون نے چاہا تھا کہ یوسف و یعقوب مین مفارقت ہو جاے تو یعقوب ہمکو دیکھا کرین حق سبحانہ تعالی نے چشم زائل کردی تاکہ غیر یوسف کو نہ دیکھین اور دل کو معمور محبت کیا کہ وہان دوسرے کی گنجایش نہین ہے دیکھو شیطان رجیم نے حضرت آدم علیہ السلام سے مکر کیا کہ وہ بہشت سے نکلے تو مقصود اس مردود کا یہ تھا کہ جب قرب خداوندی سے دور ہونگے تو آدم و اولاد آدم میری اطاعت کرینگے اسی خیال مین تھا کہ غیرت الہی نے طمانچہ ذلت مارا اور ارشاد کیا کہ اے مردود تیرا یہ مطلب تھا کہ میرے بندے تیری اطاعت کرین اور تجکو دیکھین اور میرے دیدار سے محروم رہین قسم اپنے عزت و جلال کی کہ مین اپنے بندون کے دل اپنی محبت و شوق سے اسقدر بھردونگا کہ ہر دم میرا ہی ذکر کرین اور نظرات رحمت سے پردے حجاب کے بالکل اُٹھا دونگا کہ میرے سوائے کسی کو موجود نہ سمجھین صاحب کشاف نے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ حزن و اندوہ یعقوب کا کس مرتبے مین تھا بولے کہ برابر ستر ماؤن کے جنکے بیٹے مرگئے ہون اور اس غم مین اُنکو سو شہید کا اجر ملا الغرض جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹون سے منھ پھیر لیا تو کہنے لگے تاللہ تفتؤا تذکر یوسف حتی تکون حرضا او تکون من الہالکین یعنے قسم اللہ کی تو نہ چھوڑیگا یاد یوسف کی جب تک کہ گل جائے یا ہو جاے مردہ قال انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ و اعلم من اللہ ما لا تعلمون یعنے بولا مین تو کھولتا ہون اپنا احوال و غم اللہ ہی پاس اور جانتا ہون اللہ کی طرف سے جو تم نہین جانتے یعنے تم کیا مجکو صبر سکھاتے ہو بے صبر وہ ہے جو شکایت اللہ کی کرے خلق کے روبرو مین تو اُسی سے کہتا ہون جسنے یہ درد دیا ہے اور یہ بھی جانتا ہون کہ مجھپر آزمایش ہے دیکھون کس حد پر پہونچکر بس ہو **ع** حاجتے را کہ از تو ہست ہمیشہ ✣ با کسے نہ کہ با تو میگویم ✣ راز گویم بخلق خوار شوم ✣ با تو گویم بزرگوار شوم ✣ نزدیک مجاہد کے حرض بمعنے ادون الموت ملا دیکھ

کہ آنکھین جاتی رہین اور سفید ہوگئین اور اُسی یوسف کا ایک بھائی حقیقی بنیامین تھا کہ فی الجملہ مجکو اُسکے باعث سے
تسکین رہتی تھی سو تھوڑے دن ہوے کہ اُسکے بھائی مصر کو لے گئے تھے اب کہتے ہین کہ بنیامین نے بادشاہ کی
چوری کی اور گرفتار رہا یہ بات سُنکر فقیر کو رنج ہوا اے عزیز مین تجکو اطلاع کرتا ہون کہ اہل بیت رسالت مین
کوئی شخص چور نہین ہوتا سو اُسنے کبھو چوری نہ کی ہوگی کسی نے اُسپر تہمت کی ہو اور تجھپر یہ سر پوشیدہ نہوگا اب
عزیز فرزندون کے فراق سے سینہ چاک ہون اور ہر دم اُنکی مفارقت سے غمناک مجکو لازم ہو کہ بنیامین کو رہائی دے
اور جلد تر میرے پاس روانہ کرتا کہ مین تیرے واسطے دعاے خیر کر دن والا بد دعا کرونگا کہ اُسکا اثر سات پشت تک
تیری اولاد مین رہیگا اور کسی طرح دفع نہوگا والسلام **فائدہ** اس جگہ سے کئی فائدے حاصل ہوے ایک یہ
کہ ہر چیز کے حصول مین سعی و کوشش ضرور ہی جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے کوشش فرمائی کہ آخر کار مطلب
حاصل ہوا دوسرا یہ کہ ملامت سے محبت زیادہ ہوتی ہی چنانچہ حضرت یعقوب کے بیٹون کی ملامت اور حضرت کی
زیادتی محبت ظاہر ہی حاجت بیان نہین تیسرا یہ کہ باوصف مخالفت کے جو بیٹون سے حضرت یعقوب کی نسبت
صادر ہوئی حضرت نے اُنکو اپنی اولاد سے خارج نہ کیا اور فرمایا یا بنیّ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ اپنے خاوند
کا قصور کرے تو وہ بھی بمقتضاے رحم و کرم بندگی سے نہ نکالیگا **فائدہ** اگر کوئی شبہہ کرے کہ بنیامین کی تلاش
مصر کی طرف البتہ درست تھی مگر حضرت یوسف علیہ السلام کو کس طرح تلاش کرادیا بعضے جواب دیتے ہین کہ
حضرت یعقوب کو ملک الموت نے مصر کی طرف اشارہ کیا تھا وہی یاد آیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام
اک دن کنعان کی راہ پر کھڑے ہوے یہ خیال کرتے تھے کہ اگر کوئی ملے تو حضرت یعقوب کا حال دریافت
کرون دفعۃً ایک اعرابی شتر سوار کنعان کی جانب سے آیا اور حضرت سے سلام علیک کی آپ نے جواب دیکر فرمایا
کہان جاتا ہی اُسنے عرض کیا کہ مصر مین ایک کام کے واسطے آیا ہون بعد انجام اُس کام کے لوٹ جاؤنگا حضرت
رونے لگے وہ بولا کہ آپ کس لئے روتے ہین جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤن فرمایا کہ اگر حضرت یعقوب سے کنعان مین
ملاقات ہو تو کہدینا کہ ایک شخص دروازے مصر پر کھڑا تھا اُسنے سلام کہا ہی اور یہ کہدیا ہی کہ تمھاری امانت اللہ
نے سلامت رکھی ہی اعرابی نے کہا کچھ نشانی دیجیے تو حضرت یوسف نے ایک نشان کہ متصل ناف کے واقع تھا
اور حضرت یعقوب علیہ السلام اُسکو بوسہ دیا کرتے تھے پیراہن شریف اپنا اُٹھا کر دکھلادیا اور فرمایا کہ اگر نشانی
طلب کرین تو یہ مقام دکھلا دینا القصہ وہ سوداگر مصر مین اپنے کام سے فراغت حاصل کرکے کنعان مین آیا
اور بیت الحزن مین چلا گیا اُسوقت رات تھی حضرت یعقوب علیہ السلام رونے مین مصروف تھے اعرابی
نے تسلیم و کورنش عرض کی اور پیغام یوسف مفصل بیان کیا اور وہ نشانی بھی بیان کی اور کہا کہ شاید آپ کا
بیٹا ہو حضرت یعقوب نے پوچھا کہ اُسکی وضع کیا تھی اعرابی نے التماس کیا کہ کلاہ مرصع بجواہر بر سر و قباے خسروانہ
دیبا در بر و منطقہ زرّین در کمر اسپ تازی پر سوار بادشاہون کی طرح راہ کنعان پر کھڑے تھے حضرت
یعقوب نے فرمایا کہ یہ پوشاک پیغمبرون کی نہین ہی بعد اسکے اعرابی نے کہا حضرت میرے اولاد

حضرت یعقوب کے دل پر صدمۂ عظیم ہوا کیونکہ حالت اولےٰ مین کیفیت فراق کی عادت ہوگئی تھی اب صورت وصال ظاہر کر کے پردۂ حجاب ڈالنا موجب آفت ہوگیا اُسی وقت حضرت جبرئیل کو ارشاد ہوا کہ یعقوب کو اطلاع کر کہ ای یعقوب جب تک تو نے یوسف کو محبوب جانا اگرچہ یوسف زندہ تھا مگر مین نے مردون کے حکم مین رکھا اوراب تو نے یوسف کی طرف سے اُنسیت کم کی اور میری طرف آیا تو مین فرماتا ہون کہ اگر یوسف مردہ ہوتا تو بھی زندہ کر دیتا جب ایسا خطاب ہوا تو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹون سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ یا بنی اذہبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ ولاتیئسوا من روح اللہ انہ لاییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون یعنے اے بیٹے میرے جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی اور اُسکے بھائی کی اور ناامید نہو اللہ کے فضل سے بیشک ناامید نہین اللہ کے فضل سے مگر وہی لوگ جو منکر ہین **فائدہ** اس مقام سے کئی فائدے نکلے اول یہ کہ دوستون کی عادت اگرچہ غائب بھی ہون دل سے نہین جاتی اور ذکر اُنکا زبان پر جاری رہتا ہی من احب شیئا اکثر ذکرہ دوسرا یہ کہ صاحب مصیبت کو گریہ وزاری جائز ہی قضا کے خلاف نہین تیسرا یہ کہ محبت بے بلا کے نہین ہوتی چوتھا یہ کہ خدا سے نالہ وزاری کرنا درست ہی اور یہ جو کہتے ہین کہ صبر کرو مراد یہ ہی کہ جزع و فزع اختیار نکرو **فائدہ** حضرات صوفیہ فرماتے ہین کہ غم واندوہ حضرت یعقوب کا مفارقت جمال یوسف سے نہ تھا بلکہ اُسوقت مین جمال حقیقت سے محجوب تھے اسپر رونا پیٹنا تھا اسواسطے کہ یوسف مابین جمال حق واسطہ تھے کہ اگر یہ واسطہ نہوتا تو یعقوب کو طاقت مشاہدہ نہوتی دیکھو حضرت موسےٰ علیہ السلام کو یہ گمان تھا کہ مین اُس نور کی کیفیت کو بلا حجاب دیکھ سکتا ہون عرض کیا کہ ارنی انظر الیک اور حضرت حق کو بعلم قدیم معلوم تھا کہ موسےٰ کو طاقت دیکھنے کی نہین ہی سو ارشاد کیا کہ لن ترانی مگر پہاڑ کو دیکھ کہ اُس پردہ سے دیکھ سکتا ہے اسی طرح حضرت یعقوب کو صورت یوسف پردہ تھی کہ وراے اُسکے جمال حقیقی نظر آتا تھا بالجملہ حضرت یعقوب کے بیٹون نے بحکم پدر مصر کیطرف ارادہ کیا اور حضرت یعقوب سے پوچھا کہ ہم لوگ مصر کی طرف چلے جاوین یا آپ کوئی خط بھی عزیز مصر کو لکھیے گا اگر ایک خط بھی ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ شاید عزیز مصر ہمارا کہنا سچ نہ جانے تب حضرت یعقوب نے فارض بن یہودا سے خط بزبان عبرانی اس خلاصہ سے لکھوایا بسم اللہ یہ خط ہی یعقوب اسرائیل اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ کی طرف سے عزیز مصر کو وہ معلوم کرے کہ خاندان عالیشان نبوت ودودمان رسالت کو اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ بلائین بھیجی ہین اور انواع عقوبات سے آزمائش فرمائی ہی ازانجملہ ہمارے جد ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پیر باندھ کر آگ مین ڈالا اُنھون نے صبر کیا کہ اللہ نے اُسی آگ کو گلزار کر دیا اور میرے باپ اسحاق علیہ السلام کو اللہ نے ہاتھ بندھوا کر حلق پر چھری چلوائی اور فدیہ اُنکا آسمان پر سے بھیج کر بلا سے ذبح سے نجات دی اور مین یعقوب کہ ضعیف وناتوان ہون وجاہت مین اُنسے کمتر اور مصیبت وبلا مین اُنسے بزرگتر سو میرے ایک بیٹا یوسف نام محبوب تر اولاد مین تھا مین اُسکو پیار کرتا تھا ایک روز اُسکے بھائی ملاقی جنگل مین لے گئے شام کے وقت کرتا خون آلودہ لا کے دکھلایا اور کہا کہ اُسکو بھیڑیا کھا گیا اُسی دن سے بیمار رہا ہون

بالجملہ ہرگاہ کہ برادران یوسف علیہ السلام نے اپنے گھر والون کی تکلیف و فاقہ کشی بیان کی تو حضرت نے فرمایا ہل علمتم
ما فعلتم بیوسف و اخیہ اذ انتم جاہلون یعنے کچھ خبر رکھتے ہو کیا کیا تمنے یوسف سے اور اُسکے بھائی سے جب تمکو سمجھ
نہ تھی یعنے تم جانتے ہو بدی اُس کام کی جو تمنے یوسف اور اُسکے بھائی سے کیا ہی اور توبہ کر چکے ہو یا نہین کیونکہ
اُسوقت تمک بسبب جوانی کے جاہل ہو رہے تھے اور ہوائے نفس کے مغلوب تھے عقوق پدر و قطع رحم کا خیال
نہین آیا اب عمر تمہاری کمال کو پہونچی ہی چونکہ یہ کلام حضرت کا بر سبیل اجمال و نصیحت تھا کہنے لگے کہ ہمنے کچھ بُرائی
اُن دونون سے نہین کی ہی یوسف کو بھیڑیا لیگیا اور بنیامین بعلت دزدی ماخوذ ہی حضرت یوسف نے فرمایا تم
لوگ پڑھے بھی ہو بولے ہم سب خواندہ ہین کہا ہمارے پاس ایک کاغذ عبری زبان مین لکھا ہی اسکا مضمون
پڑھکر سناؤ اور بیعنامہ نکال کر دیا یہودا نے پڑھا اور بھائیون سے کہا کہ یہ وہی بیعنامہ ہی جو ہمنے مالک ابن زعر کو
لکھدیا تھا بادشاہ نے کہان پایا پھر حضرت سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ یہ قبالہ ہی ایک غلام کا جسکو ہم نے بیچا تھا ارشاد
کیا کہ اسکی عبارت پکار کر پڑھو یہودا نے پڑھا حضرت نے سنکر فرمایا اسی مجلس مین تم کہتے تھے کہ یوسف کو بھیڑیا لیگیا اب اُسکے
خلاف بیان کرتے ہو کہنے لگے حقیقت یہ ہی کہ یوسف ہمارا خانہ زاد تھا اور ہمارا باپ اُسکو دوست رکھتا تھا سو ہمنے
اُسکو مالک کے ہاتھ بیچا اور باپ کی تسلی کے واسطے کہدیا کہ بھیڑیا لیگیا فرمایا دروغ گو را حافظہ نباشد کیونکہ پہلے میرے
سامنے تمنے یوسف کو بھائی بتلایا پھر کہا غلام خانہ زاد تھا اور اول کہا بھیڑیے نے کھایا اب کہتے ہو بیچ ڈالا بیشک
تم لوگ مجرم ہو تمکو قتل کرنا چاہیے اور مجکو سارا احوال تمہارا معلوم ہی تمنے اپنے بھائی کے قتل و ہلاک مین
بخوبی کوشش کی تھی اور باپ سے بہت جھوٹھ بولے تھے یہودا نے کہا اے بھائیو ہم کہتے تھے کہ یوسف کے
مارنے کا ارادہ نکرو ایک روز تہ قامہ لیا جائیگا اور تمنے نہ مانا اور مجھے تمہارے مارے جانیکا اندیشہ نہین ہے
اپنے باپ کا خیال ہی کہ جب وہ ایسی خبر سنینگے تو مر ہی جائینگے اگر بادشاہ کو رحم آیا تو بہتر نہین تو سب قتل ہوے
تب سب بھائیون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہمارا باپ ایک بیٹے کے گم ہونے سے آنا رو یا ہے کہ اُسکی آنکھین
جاتی رہین اگر ہم سب مارے گئے تو زندہ نہ رہیگا اے بادشاہ تو ہمارے باپ پر رحم کر اور ہمنے تو بڑی خطا کی اور
سجدہ مین گر کے رونے لگے حضرت کو رحم آیا آپ بھی رونے لگے اُسی حال مین حضرت جبرئیل علیہ السّلام
نے اللہ کی طرف سے پیغام دیا کہ اب وقت اظہار ہی ان لوگون پر ظاہر ہو اور عتاب کو بتدل بعنایت کرو جو کچھ
واقع ہوا سب بحکم تقدیر تھا چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام پردے سے نکلے اور نقاب کو چہرہ مبارک سے
اُٹھایا اُن لوگون نے خوب لحاظ کر کے روے مبارک پر نظر ڈالی تو خال سیاہ کہ رخسارہ شریف پر میراث
حضرت اسحٰق اور حضرت سارا تھا نظر پڑا اور اُسی حالت مین حضرت کو اس معاملہ پر ہنسی آئی کہ دندان مبارک
کھل گئے ان لوگون نے پہچانا اور بولے ائنک لانت یوسف قال انا یوسف وہذا اخی قد من اللہ علینا انہ من یتق
ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین یعنے سچ مچ تو ہی یوسف کہا مین ہی یوسف ہون اور یہ میرا بھائی ہے
اللہ نے احسان کیا ہمپر البتہ جو کوئی پرہیزگار ہوا و ثابت رہے تو اللہ نہین ضایع کرتا ہے حق نیکی والون کا حقیقت

نہین ہی آپ دعا فرماوین سو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اعرابی کی استدعا سے اسکی اولاد کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ صاحب نے اسکو چالیس بیٹے عنایت فرمائے سو یہ معاملہ چھتیس یا سینتیس برس بھولا رہا جب وقت موعود آیا یاد پڑا تو جلدی سے ارشاد کیا یا بنی اذہبوا فتحسسوا الغرض ردیئل وغیرہ مع نامۂ حضرت یعقوب علیہ السلام جانب مصر چلے اور بعد طے مسافت مجلس عزیز مین حاضر ہو کے عرض کیا یا ایہا العزیز مسنا واہلنا الضر وجئنا ببضاعۃ مزجاۃ فاوف لنا الکیل وتصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین یعنے اے عزیز پڑی ہی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہین ہم پونجی ناقص سو پوری دے ہمکو بھرتی اور خیرات کر ہم پر اور اللہ بدلا دیتا ہی خیرات کرنیوالونکو روایت ہی کہ اس مرتبہ بسبب قحط کے سارا اسباب گھر کا بک گیا تھا صرف اون دنبہ و اسی لائے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے حال پریشان پر رحم آیا اور عنایت نامۂ حضرت والد پڑھ کر اپنے پاس رکھ لیا اور ترجمان کو درمیان سے دور کیا اور تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہو کے کلام کرنے لگے اور بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ قبل از روانگی اولاد کے حضرت یعقوب علیہ السلام نے نامۂ مبارک اپنا ایک قاصد چالاک کے ہاتھ مصر کو بھیجا کہ اسنے بوقت مناسب مصر مین جاکر صدیق علیہ السلام کو دیا حضرت نے پڑھا اور زیر نقاب روتے رہے اور قاصد کو ایک مکان مین باعزاز و اکرام اتارا اور خود بدولت خلوت مین جاکر منشی خاص سے جواب لکھوا دیا بسم اللہ یہ نامہ ہے عزیز مصر کا جانب یعقوب علیہ السلام حال یہ ہی کہ عنایت نامۂ شریف نے شرف صدور پایا معزز و ممتاز کیا اور محنت و اندوہ سے جو خاندان نبوت و رسالت مے لاحق ہوئے اور رنج و غم سے جو کہ مفارقت لڑکون سے نسبت بذات شریف پہونچے اطلاع کلی حاصل ہوئی سو التماس یہ ہی کہ چارۂ کار ان امور کا صبر ہی آپ صبر فرماوین جس طرح آپ کے آبا و اجداد نے صبر کیا کہ اسی سے مطلب حاصل ہوگا جس طور سے انکو حاصل ہوا والسلام بعد اسکے عرضی کو مہر کرکے حوالہ قاصد فرمایا اور اسکو بہ تشریفات فاخرہ و انعامات وافرہ سرفراز کرکے رخصت کیا اسنے کنعان پہونچکر عریضۂ یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ مین دیا حضرت نے اسکے پڑھوایا اور مضمون کلام مین تامل کرکے صبر و تحمل مین کوشش فرمائی اور بیٹون سے فرمایا کہ جانب مصر جاؤ اور بھائیون کو تلاش کرو **فائدہ** اہل تفسیر کو بضاعۃ مزجاۃ مین کئی قول ہین بعض مزجاۃ بمعنے قلیل بیان کرتے ہین اور بعضے بمعنے کالا ردی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ چند درہم کھوٹے تھے کہ اسکو مہاجنان مصر ناقص جانکر نہ لیتے تھے اور سبب یہ تھا کہ دراہم مصر منقش بصورت یوسف تھے اور دراہم کنعان مین یہ بات نہ تھی اور کلبی اور مقاتل کے نزدیک حبۃ الخضرا کہتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ پشم و روغن لے گئے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ نقش و چرم و پنبہ لے گئے تھے اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ صدقہ اور پیغمبرونکو حلال تھا سوائے ہمارے حضرت صلعم کے سفیان ابن عیینہ سے کسی نے سوال کیا کہ سوائے ہمارے پیغمبر کے اور پیغمبرون پر بھی صدقہ حرام تھا یا نہین سفیان نے کہا کہ تو نے سنا نہین وتصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین ضحاک کہتے ہین کہ یجزیک اس سبب سے نہین کہا کہ عزیز مصر کو مومن نہین جانتے تھے

حج باشہرت اور طاعت باریا پس منادی عرصات ندا کریگا کہ تم جانتے ہو کہ اس طرح کی عبادت سے بہشت
نہین ملتی ہی بڑے بڑے زاہد خرقہ ہاے عبادت پہنے بیٹھے ہین اور انھون نے صرف بطمع بہشت عبادت کی
ہی نہ بموجب فرمان الہی سو انکو حکم ہوا ہی کہ دوزخ مین جاؤ پھر تمکو کیونکر بہشت ملیگی تم غریب فقیر کہین گے
یا الہی اگرچہ ہماری بضاعت لائق بہشت نہین ہی لیکن بمقتضاے واما السائل فلا تنہر اگر فقیرون محتاجون کو
بھی ایک لقمہ خوان کرم سے عنایت کرے تو بعید نہین اسی وقت ارشاد ہوگا کہ متاع قلیل و ناقص تمہاری
منظور ہی بہشت مین داخل ہو سبحان اللہ العظیم برادران یوسف نے تخت یوسف کے متصل جا کر عرض حال کیا
اور اپنی شکستگی ظاہر کی حضرت کو رحم آیا گدایان امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جب عرش مجید کے پاس کھڑے
ہو کر بعجز و انکسار عرض حال کرینگے ارحم الراحمین کب رحم نہ فرمائینگے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل
العظیم **فائدہ** حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون سے معانقہ کیا یہ سنت ابراہیم علیہ السلام تھی کہ ذکر
اسکا مفصلاً احوال حضرت ابراہیم مین کیا گیا ہی اور ہماری شریعت مین بھی معانقہ مسنون ہی اور احادیث معتبرہ
سے ثابت ہی ترمذی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ زید ابن حارثہ مدینہ مین
آئے اور حضرت میرے گھر مین تھے سو زید حضرت کے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت رسول خدا
چل کھڑے ہوے اسکی طرف برہنہ یعنی بے چادر اوڑھے اور معانقہ کیا اور بوسہ دیا عائشہ فرماتی ہین کہ واللہ
ما رایتہ عریانا قبلہ ولا بعدہ یعنی خدا کی قسم مین نے نہین دیکھا حضرت کو برہنہ ایسے حال مین کہ کسی کے استقبال کو
اسقدر شوق سے تشریف لیچلے ہون نہ قبل اس سے نہ بعد حضرت شیخ المحدثین محقق دہلوی لمعات
مین فرماتے ہین کہ یہ حدیث جواز معانقہ اور تقبیل پر دلیل ہی اور مختار و مفتی بہ بھی ہی کہ معانقہ و تقبیل مسافر سے
بلا کراہت جائز ہی اور ابو داؤد نے ایوب ابن بشیر سے روایت کی ہی کہ کہا ابوذر نے کہ جب مین نے حضرت سے
ملاقات کی تو حضرت نے مصافحہ کیا اور ایک دن آدمی میرے پاس بھیجا مین گھر نہ تھا کہین کو گیا تھا جب مین آیا
تو مجکو خبر ہوئی کہ ایک شخص میرے بلانے کو حضرت کی طرف سے آیا تھا سو مین حاضر ہوا حالانکہ حضرت بیٹھے تھے
تخت پر سو حضرت نے مجھسے معانقہ فرمایا اور تھا یہ معانقہ جید تر اور ون کے معانقہ سے افاضہ ذوق و راحت
مین اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ معانقہ غیر مسافر سے بھی بنا بر اظہار محبت و عنایت جائز ہی اسی طرح مصافحہ
بھی سنت ہی بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ اور امام احمد نے اپنی تصنیفات مین احادیث مصافحہ باسناد متصلہ
بیان کی ہین کما ورد ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لہما قبل ان یتفرقا رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ عن براء
ابن عازب وکذا تمام تحیاتکم بینکم المصافحۃ رواہ احمد والترمذی عن ابی امامۃ **فائدہ** محققین متاخرین فرماتے ہین
کہ ہرگاہ سنت مصافحہ و معانقہ حالت قدوم سفر اور غیر اسکی مین احادیث سے ثابت ہوا پھر تعیین اسکا بروز عید
جیسا کہ بلاد ہند مین رائج ہی کسواسطے جائز نہین ہی بلکہ جائز ہی اسواسطے کہ جو حکم کہ اصل اسکی شرع شریف مین
ثابت ہی تو تعیین اسکا ایک وقت خاص مین بسبب اسکے کہ وہ وقت اوقات ثبوت اس اصل مین مندرج ہی جائز ہوگا

فـ
در بیان سنت مصافحہ و معانقہ

یہ ہی کہ جب تکلیف پڑے اور وہ فزع سے باہر نہو اور صبر کرتا رہے تو بیشک بلا سے زیادہ عطا اُسکو ملتی ہی **فائدہ** قرارت عامہ میں آیت کی ہمزۂ استفہام ہی اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ باوجود مشاہدۂ علامت ہنوز بھائیون کو یوسف مین تردد تھا یا شک کہ خود حضرت نے بیان کیا کہ انا یوسف تب بھائیون نے کہا تاللہ لقد اثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین یعنے قسم ہی اللہ کی کہ البتہ بزرگی دی تجکو اللہ نے ہمپر اور ہم تھے چوکنے والون مین یعنے تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا حسد بر غلط ہوچاہا کہ تخت کے قریب پہونچ کر قدمبوس ہون حضرت یوسفؑ نے خود اُٹھ کر معانقہ کیا اور فرمایا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وہو ارحم الراحمین یعنے کچھ الزام نہین تمپر آج اللہ بخشے تمکو اور وہ ہی سب مہربانون سے مہربان **فائدہ** اولاد یعقوب علیہ السلام نے اب کی مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام سے آکر کہا کہ اے عزیز ہمارے پاس بضاعت ایسی ناقص ہی کہ کوئی شخص نہ لیویگا لیکن تو قبول کر کیونکہ تو کریم ہی اور بضاعت معیوب کو کریم ہی لیتے ہین اور اُسکی عوض مین شے کامل دیتے ہین سو تو ہماری بضاعت ناقصہ قبول کر اور طعام کامل لطف فرما حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ یہ عجیب معاملہ ہی کہ متاع ناقص کا بہاے کامل طلب کرتے ہو بولے تو غنی ہی اور ہم فقیر تو محتشم ہی ہم حقیر سوا غنیا کریم فقرا کو صدقات دیتے ہین اور کریم ابن الکریم بضاعت معیوب لیکر بہاے پسندیدہ عنایت فرماتے ہین اور یہ زمانہ وہ تھا کہ چار سو درم کو بھی ایک صاع گندم نہ ملتا تھا اور بڑے بڑے سوداگر جو سونا چاندی لائے تھے بے نیل مرام واپس ہوگئے تھے اور یہ لوگ اُسوقت مین چند درم ناقص کھوٹے کے بدلے دس اونٹ بھر کے گیہون مانگتے تھے بظاہر حال کچھ امید حصول مقصد کی نتھی مگر عاجزی و شکستگی انکی کہ اوف لنا الکیل وتصدق علینا سے ظاہر ہی اللہ جل شانہ نے پسند فرمایا ہی کہ حضرت یوسفؑ کو رحم آیا اُنھون نے غلہ عنایت کیا اور بضاعت ناقصہ قبول فرمائی اور اپنے دیدار سے مشرف کیا اسی طرح حضرت حق عوض نفس خسیس و مال ذلیل کے مومن کو بہشت پر نعمت عطا فرماتے ہین کہ ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ اور یہ ظاہر ہی کہ نفس دشمن اور مال فتنہ ہی درگاہ لاابالی کا یہی معاملہ ہی کہ تحفہ بلقیس قبول نہین ہوتا اور پاے ملخ مور چۂ ضعیف سے لیا جاتا ہی دیکھو ایک بندہ نے تمام روے زمین مین سجدے کیے اور سات لاکھ برس آسمانون مین ناک رگڑی ایک کلمہ انا خیر منہ بول اُٹھا آتش قہر نے سب عبادت خاک مین ملادی اور ارشاد ہوا کہ مجکو تیرا ناز و طاعت منظور نہین ہے اور عبادت با تکبر تیری درکار نہین یہان سے دور ہو اور دیکھو ایک دلریش درویش شکستہ دل خستہ خاطر نے دو رکعت نماز ادا کی خطاب ہوا کہ اے ملائکہ تم گواہ رہو مین اس نماز کے بدلے بہشت سراسر نعمت اسکو عطا کرونگا اور یہ اسواسطے ہے کہ لوگ جانین کہ اس درگاہ بے نیاز مین کسی کی عبادت وطاعت کی احتیاج نہین ہی صرف ایک سجدۂ نیاز لاکھ برس کی عبادت سے محبوب تر ہے اور اسی کا اشارہ ہی انین المذنبین احب الی من تسبیح المقربین اور نظیر اس مقام کی یہ ہے کہ عرصات مصر قیامت مین بندے گنہگار بضاعت مزجاۃ کنعان دنیا سے بنا بر عرض بہشت لیجائینگے اور بہشت کا سوال کرینگے حکم ہوگا کہ میری درگاہ مین کیا لائے ہو عرض کرینگے کہ نماز با غفلت اور زکوٰۃ با منت اور

علیہ السلام حالت وجد مین آکر گھر سے باہر نکل کھڑے ہوے اور چارون طرف سے بوے یوسفؑ سونگھنے لگے حضرت کے پوتون نے ہاتھ پکڑا کر اے حضرت اس گھبراہٹ مین آپ کنوئین مین نہ گر پڑین فرمایا تم مجکو چھوڑ دو تو مین دیکھون کہ یوسفؑ کی بو کس طرف سے آتی ہو کہنے لگے آپ کو کیا ہو گیا ہے حضرت یوسفؑ کا بدن بھی گل گیا ہوگا بو کہان سے آویگی حضرت یعقوب نے فرمایا ؎ نشان یوسفؑ گم گشتہ میدہد بادم ۔ مگر ز مصر بکنعان بغیری آید ۔ بالجملہ جسقدر یہودا قریب ہوتا جاتا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام کو کیفیت وجد زیادہ ہوتی تھی اور اطفال ناواقف از حقیقت اپنی جہل و نادانی سے اعتراض کرتے تھے یہانتک کہ یہودا نے حاضر ہو کر پیراہن یوسفؑ یعقوبؑ کے منہ پر ڈال دیا کہ آنکھین کھل گئین تو حضرت نے فرمایا کہ مین نہ کہتا تھا انی اعلم مالا تعلمون یہ روایت بین المفسرین مشہور ہو **فائدہ** واحدی نے تفسیر وسیط مین لکھا ہی کہ جس ہوا نے بوے یوسفؑ یعقوبؑ کو پہونچائی وہ ریح صبا تھی اور اسی سبب سے شعرا اپنے اشعار مین اکثر ذکر اسکا کرتے ہین کیونکہ یہ ہوا ما بین عاشق و معشوق سفیر ہی اور بھی روایت ہے کہ باد صبا پیغمبرون کی ہوا ہی چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین نصرت بالصبا و اہلک عاد بالدبور **فائدہ** بوے پیراہن حضرت یعقوب علیہ السلام نے سونگھی اور اولاد کو اسکا شمہ نہ پہونچا تو سبب یہ تھا کہ یہ پیراہن بوے بہشت تھی کیونکہ پیراہن بہشتی تھا اور حضرت یعقوبؑ اولاد سے خوش نہوے تھے بوے بہشت انکو کس طرح نصیب ہوتی اگر کہا جائے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسی کوس سے کسطرح جانا کہ یہ بوے یوسفؑ ہی تو جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ وہ پیراہن بہشت تھا رائحہ اسکا ہمراہ باد صبا کر دیا گیا کہ اطراف عالم مین منتشر ہوا جب مشام یعقوب علیہ السلام مین پہونچا تو حضرت نے پہچانا کہ یہ رائحہ جنت ہے اور یہ رائحہ منحصر اس پیراہن بہشتی سے ہی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے حضرت جبرئیلؑ لائے تھے اور وہ پیراہن نہین ہی مگر یوسفؑ میرے محبوب کے پاس جب یہ بات معلوم ہوئی تو بیتاب ہو کر بول اٹھے کہ مین بوے یوسف پاتا ہون اور جو لوگ کہتے ہین کہ یہ پیراہن خاص یوسفؑ کا تھا حضرت ابراہیمؑ والا پیراہن نہ تھا تو اس حال مین اتنی مسافت سے بوے یوسفؑ سونگھنا حضرت یعقوبؑ پیغمبر کا معجزہ تھا **فائدہ** اللہ جل شانہ نے جس طرح مرض بنایا ہی اسی طرح اسکی دوا بھی پیدا فرمائی ہے دیکھو آنکھین حضرت یعقوب کی یوسفؑ کے فراق سے جاتی رہی تھین انھین کے بدن کی چیز سے اچھی ہوئین اگر کوئی کہے کہ یہ بات حضرت یوسفؑ نے کہان سے جانی کہ پیراہن سے آنکھین ہو جائینگی جو پیراہن کو بھیجا جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کو از روے وحی دریافت ہوا تھا کہ تیرے پیراہن سے یعقوبؑ کی آنکھین ہونگی اور صحیح یہ ہے کہ حضرت یوسف کی کرامت تھی اور حضرت امام غزالی رحمہ اللہ وغیرہ محققین نے اس مقام کی یون تقریر کی ہے کہ پیراہن یوسفؑ بشیر نام غلام کنعان کو لیگیا تھا اور اس بشیر کا معاملہ یہ ہی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بعد وفات راحیل اپنی بی بی کے ایک لونڈی مع لڑکے کے خرید کی تھی کہ وہ بیٹا مین کو دودھ پلایا کرتی

اسواسطے کہ جب اصل شئے جملہ اوقات مین مشروع ہوئی پس وقت معین بھی ایک فرد اوقات اس مطلق سے ہو واسطے
تحقق مطلق کے افراد مین اور ظاہر ہی کہ ہر ایک فرد مطلق سے کہ متحقق ہو باعتبار تعین و تشخص خارجی کے مانع
تحقق اس مطلق کے نہوگی ورنہ تحقق مطلق فرد مین ممتنع ہو جاوے اور تعین وقت جو شرعاً ممنوع ہی وہ تعین
ہی کہ مانع تعین مطلق کا غیر اس معین مین ہو کہ شارع سے تعین اسکی ثابت ہوئی اور خلاصہ اسکا یہ ہی کہ مشروع
دو قسم ہی مقید و مطلق پس مقید مین رعایت قید کہ شارع نے فرمائی ہی ضرور ہی ہرگز تبدیل اسکی جائز نہین بخلاف
مطلق کہ رعایت اور خصوصیت وقت اسمین جانب شارع سے مرعی نہین ہوئی بلکہ ہر فرد اسکی صلاحیت
تحقق مطلق کی رکھتی تھی توضیح یہ ہی کہ مثلاً ایک حکم احکام شرع سے مطلق اوقات مین مشروع ہو مثلاً ایصال
ثواب عبادات مالی و بدنی بنابر نفع اموات پس تعین اسکا بروز سوم اگر بلحاظ اس بات کے ہو کہ میت قرب
اوقات موت مین نسبت ظلمت قبر اور توحش اور سوال ملائکہ زیادہ تر محتاج بوصول ثواب ہے تو شرعاً
مشروعیت اعمال خیر کی مثلاً تلاوت قرآن و ابلاغ صدقات بقید تعین اس وقت کے مضائقہ نہین رکھتا ہی
اور اگر بلحاظ اسکے ہو کہ اس دن معین مین اعمال خیر کا بجا لانا روا ہی اور سواے اسکے جائز نہین تو ظاہر ہی
کہ یہ نیت باطل ہی کیونکہ اس صورت مین تشریع شرع جدید کی لازم آتی ہی اور وہ ممنوع ہی قطعاً پس باعتبار
اصل مقرر مذکور ظاہر ہوا کہ معانقہ و مصافحہ بروز عیدین جائز ہی اور مفہوم بدعت سیئہ مین مندرج نہین
اور اس دعوے پر دلیل یہ ہی کہ تذکیر و وعظ بنابر نفع و ہدایت خلق جمیع اوقات مین مستحب و موکد ہے اور
تعین یوم و تاریخ جائز ہی چنانکہ عبد اللہ ابن مسعود نے روز پنجشنبہ کو بنا بر موعظہ مقرر فرمایا تھا اور امام بخاری
ایک باب علحدہ اس مسئلہ مین لکھا ہی کذا حققہ مولانا تراب علی لکھنوی سلمہ اللہ تعالے القصہ جب حضرت یوسف
علیہ السلام نے نوازش و کرم سے بھائیون کا دل خوش کر دیا تو اب علاج دل فگار پدر بزرگوار عاشق زار
سے مصروف ہوے اور انکا حال دریافت کر کے فرمانے لگے اذہبوا بقمیصی ہذا فالقوہ علے وجہ ابی یات بصیرا
واتونی باہلکم اجمعین یعنے لیجاؤ یہ کرتہ میرا پس ڈالو منھ پر میرے باپ کے کہ چلا آوے آنکھون سے دیکھتا
اور لے آؤ میرے پاس گھر اپنا سارا روایت ہی کہ پیراہن شریف اپنا حضرت یوسف علیہ السلام نے لاکر
بھائیون کے روبرو رکھا اور ارشاد کیا کہ جو کوئی چاہے لیجاوے یہودا نے کہا مین اوسکو لیجاتا ہون اسلیے کہ کرتہ خون
آلودہ بھی مین لیگیا تھا کہ اس سے والد کو رنج ہوا اب خوشی کا کام بھی میرے ہی ہاتھ سے ہونا چاہیے حضرت
یوسف نے فرمایا تو ہی لیجا جب یہودا پیراہن لے جانے کو مستعد ہوا تو حضرت یوسف نے
ایک اونٹ آراستہ کر کے حضرت یعقوب علیہ السلام کے واسطے اور دو سو اونٹ باخلعتہاے فاخرہ اہلبیت کیلیے
عنایت فرمائے اور بھائیون کو ایک ایک گھوڑا مرحمت کیا اور فرمایا کہ جملہ اہلبیت کو کنعان سے مصر مین لاؤ کہ
آسایش سے بسر کرین الغرض یہودا پیراہن مبارک سر پر لیکر باشوکت و شان روانہ ہوا اور مصر سے
قدم باہر رکھا تو باد صبا نے بوے پیراہن سے مشام یعقوب علیہ السلام کو معطر کر دیا کہ حضرت یعقوب

آئی تھی کہ تمام عالم کے گرد کئی مرتبہ رات ودن مین پھیلتی ہے اور مومنون اور موحدون کے دردل پر آتی ہے اگر سینۂ صافی اور سر خالی پاتی ہے تو اُسمین نزول فرماتی ہے ؎ نفحۂ عشق کز ان سوے جہان مے آید بمشام دلم از عالم جان مے آید + تازہ شواے دل پژمردہ کہ چون آبحیات + بجز جو دیست کہ سوے تو روان مے آید + خیز اے عقل حس از چار سوے پنج حواس + کہ نگارمن ازان راہ جہان مے آید + ہمچو خورشید نما روے کہ جان ذرہ صفت + از زمین تا بفلک رقص کنان مے آید + حیف کاین بے بصران کوردلان بیخبر اند + زانچہ در دیدۂ صاحب نظران مے آید + سبحان اللہ یہ عجیب بو تھی کہ دارندۂ پیراہن کو مطلق معلوم نہوئی اور یعقوب علیہ السلام نے اسّی فرسنگ سے سونگھی میرے نزدیک بوے عشق تھی کہ سواے عاشق کے کوئی اُس سے آشنا نہ تھا اور یہ بو ہر عاشق کو ہر وقت نہین آتی مگر جب عشق مین مضبوط ہو اور عشق کی بلائین اُٹھائے دیکھو ابتداے حال مین یوسفؑ چاہ کنعان مین نزدیک تر پڑے رہے یعقوبؑ کو خبر نہوئی آخر الامر جب محبت کامل ہوئی تو بوے یوسفؑ اسّی فرسنگ سے آئی اور فرمانے لگے انی لاجد ریح یوسف اور یہی سبب تھا کہ حضرت یعقوبؑ کی اولاد اور اتباع کو اُس بو کی خبر نہوئی کیونکہ بوے یوسفؑ آتش افروز عشق و محبت تھی اور دل یعقوبؑ سوختہ اُس آتش کا تھا سواُس بو نے اپنے عاشق کو پہچان لیا اور جن کو عشق سے بہرہ نہ تھا محروم رہے تنبیہ آثار مین وارد ہے کہ جو ہوا صبح کو چلتی ہے وہ ہوا اذکار ذاکرین اور استغفار مذنبین کو حضور خالق کبریا مین پہونچاتی ہے اُسی کو ریح عشاق بولتے ہین اور ہوا کئی طرح کی ہے ایک نصیب محبین ہے جسکو ہواے الفت کہتے ہین دوسری نصیب مجاہدین ہے اسکو ہواے قربت بولتے ہین تیسری حصہ مطیعین ہے اُسکو ریح توفیق نام رکھتے ہین چوتھی باد انابت ہے کہ تائبین کو اُس سے قبالہ پہونچتا ہے پانچوین شمیا دندا ہے کہ ذاکرین کی چاشنی ہے چھٹوین ہواے وصل ہے کہ عارفون کا لباس ہے ساتوین ریح الفہم ہے کہ عالمون کا اُسی پر مدار ہے نکتہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ریح قمیص نہ فرمایا ریح یوسف فرمایا اُسکا سبب یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام عاشق تھے اور عشاق کا دستور ہے کہ واسطہ کو درمیان سے اُٹھا دیتے ہین اور سواے اپنے کسی کو دیکھ نہین سکتے سو ریح القمیص کہنے مین یہ قباحت تھی کہ قمیص واسطہ ہوا جاتا تھا القصہ بشیر مع کرتۂ مبارک کنعان کے قریب پہونچا چونکہ ارادۂ الٰہی یہ تھا کہ وفاے وعدہ فرمادے اور بشیر کی مان کو اول مسرور کرے سو جب بشیر داخل کنعان ہوا مان اُسکی ایک کنوین پر لباس حضرت یعقوب پاک کر رہی تھی بشیر نے قریب جا کر دولت خانۂ یعقوبؑ پوچھا اُسنے جواب دیا کہ یعقوب علیہ السلام سے کیا حاجت ہے وہ کسی سے بات نہین کرتا کسی کی حاجت نہین سنتا دن رات سواے یوسفؑ کی یاد کے اور کام سے کچھ کام نہین رکھتا بشیر نے کہا اے ضعیفہ قصہ سخن کوتاہ کہ مین رسول اُسکے بیٹے کا ہون مجھکو جلد مکان اُسکا بتلادے کہ مین یوسفؑ کا پیراہن لایا ہون جب عورت نے یوسفؑ کا نام جو سنا تو رونے لگی اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا یا الٰہی تو نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ تیرا بیٹا اول ملیگا سو مین ایفاے وعدہ کی منتظر رہی اور یوسفؑ کا باپ یعقوبؑ پیراہن یوسفؑ سے مسرور ہوا چاہتا ہے

تھی ایک روز حضرت یعقوبؑ کو خیال آیا کہ اس کنیز کا بیٹا بھی دودھ مین شریک رہتا ہی اس باعث سے بنیامین میرا بیٹا بھوکھا رہ جاتا ہی اسکو لونڈی سے الگ کرنا بہتر ہی سو ایک سوداگر کے ہاتھ چند درم کو بیچ ڈالا لونڈی مفارقت فرزند مین تڑپنے لگی اور صبح وشام یہ دعا کرتی کہ الٰہی جیسا یعقوبؑ نے میرے جگر گوشہ کو بے وجہ جدا کر دیا ہی دیسا تو اُسکا بیٹا جسکو بہت پیار کرتا ہو الگ کر دے تاکہ وہ بھی جانے کہ درد جدائی پسر ایسا ہوتا ہے حدیث شریف مین وارد ہی کہ دعاے مظلوم جلد تر قبول ہوتی ہی اور یہ ظاہر ہی کہ یہ عورت نہایت ستم رسیدہ تھی کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعوذ باللہ ممن یفرق بین والدۃ وولدہا سو مجیب الدعوات نے اُسکے دل مین ڈالا کہ تو صبر کر مین یعقوبؑ سے اسکا بدلا لیتا ہون اور ایسی بلا مین ڈالتا ہون کہ مدت العمر یاد کرے یعنے یوسف کو جو محبوب ترین فرزندان یعقوبؑ سے ہے جدا کر دونگا اور وہ نہ ملیگا جب تک تیرا نور العین تجکو نہ ملے الغرض حضرت یعقوبؑ بھی بلاے فراق مین مبتلا ہوے اور بشیر کو تاجر لیگیا اور اپنے پاس رکھنے لگا جب حضرت یوسفؑ عزیز مصر ہوے تو اُس تاجر نے بشیر کو حضرت کے ہاتھ بیچ ڈالا اگرچہ حضرت کو بشیر کا حال معلوم تھا اور نہ بشیر کو حضرت کا اور چونکہ بشیر آدمی پُر لیاقت و فطین تھا حضرت یوسفؑ نے اُسکو عہدہ سفارت پر مقرر فرمایا اور اپنا معتمد خاص قرار دیا بلکہ اکثر اوقات خاص امور مین اُسی کو بھیجتے تھے چنانچہ پیراہن اپنا بھی اُسی کے ہاتھ کنعان کی طرف بھیجا تھا اور میان حضرت مولانا محمد شاہ عبد القادر دہلوی قدس سرہ کا بھی اس قول کی طرف معلوم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ مالک ابن زعر لیگیا تھا بالجملہ بشیر پیراہن یوسف علیہ السلام لیکر جانب کنعان روانہ ہوا اور باد صبا نے جناب حضرت خداوندی مین التماس کیا کہ اگر مجھے اجازت وارشاد ہو تو مین رائحہ یوسف علیہ السلام سے دماغ یعقوب علیہ السلام معطر کر دون کہ حالت وجد مین فرمانے لگین ع بوے خوش یار از در و دیوار بلند ست ٭ حکم ہوا کہ تجکو اذن دیا گیا سو اُسنے ایک دم مین رائحہ حضرت یوسف علیہ السلام سے مشام مفارقت التیام حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام معطر کر دیا اُسوقت حضرت غمگین وحزین اپنے فرزندون مین جلوہ فرما تھے دفعۃً وجد مین آگئے اور گویا بزبان حال یون گویا ہوے ؎ مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے مے آید ٭ کہ ز انفاس خوشش بوے کسے مے آید ٭ اور اپنے پوتون سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ اسے لوگو اب میرا غم جاتا رہا کہ آثار فرحت وسرور نمودار ہین بوے یوسفؑ چارون طرف سے آتی ہی اور دماغ میرا کہ اُسکی بو سے آشنا تھا معطر ہو گیا اور یہ بوے خوش سواے یوسفؑ کے کسی کی نہین مگر تم لوگ مجکو نسبت بجنون کرو گے چنانچہ ارشاد ہوا ہے

ولما فصلت العیر قال ابوہم انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون قالوا تاللہ انک لفی ضلالک القدیم

یعنے جب جدا ہوا قافلہ کہا اُن کے باپ نے مین پاتا ہون بوے یوسف اگر نہ کہو کہ بوڑھا بھٹک گیا بولے قسم اللہ کی تو ہی اپنی اُسی غلطی مین قدیم کی چالیس برس ہو چکے ہین اور اب تک یوسف کی ملاقات کی امید باقی ہی فائدہ اہل حقیقت فرماتے ہین کہ بوے خوش جسنے دماغ یعقوب علیہ السلام کو معطر کر دیا وہ نفحہ

[illegible] ہو نیکی ملیغ تک ہی ۲ منہ ۵ الضلالۃ ہہنا بمعنے الذہاب عن طریق النبوۃ اوالمراد فی ضلالک القدیم ای خطائک القدیم من ذکر یوسف لا تنساہ ۱۲ منہ

خوب جتی سے پہنے تاکہ مثل خلیل اللہ آتش دوزخ سے نجات پاوے اور اُسکو معاصی سے آلودہ نہ کرے کہ یعقوب وار آتش فرقت ہجران سے خلاصی ملے **نکتہ** حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ القاہ علی وجہ ابی فاٗرتد بصیرا اور علی عینہ نہ فرمایا حالانکہ مقصود بینائی چشم اور مطلوب نور بصر تھا سِر اسکا یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کو چشم پدر سے شکایت تھی کہ بعد یوسفؑ کے اور بھائیون کو اُنھین سے دیکھا تھا اور مُنھ سے کچھ شکایت نہ تھی کیونکہ یعقوبؑ نے روے مبارک اپنا دوسرے کے چہرہ پر نہین رکھا اور یہ تو ظاہر ہے کہ معشوق کو رشک ہوتا ہے لہذا فرمایا القاہ علی وجہہ دیکھو اللہ جل شانہ کو محبوب حقیقی بے پرواہ ہے فرماتے ہین وجوہ یومئذ ناضرہ الی ربہا ناظرہ یعنے کتنے منھ اُس دن تازے ہین اپنے رب کی طرف دیکھتے حالانکہ نظر چشم ہی وجہ اور آنکھ کا ذکر بھی نہین فرمایا تو گویا فرماتے ہین کہ اے بندۂ مومن تیری آنکھ سے مجکو شکایت ہے کہ تو نے میرے غیر کو دیکھا ہے لیکن منھ سے شکایت نہین کہ اُسنے سواے میرے دوسرے کو سجدہ نہین کیا **فائدہ** عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہین کہ پانچ چیزین بہشت سے پیغمبرون کے واسطے آئین ایک عصا کہ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کے واسطے آیا حال اُسکا یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا مین آئے تو حشرات الارض اور درندون نے تکلیف دینا شروع کی کہ حضرت آدم نے جناب الٰہی مین نالش کی تب واسطے رفع دشمنون کے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عصا دیا حضرت آدمؑ نے پوچھا کہ یہ سب میرے دشمن کیون ہوے فرمایا تمھاری ذلت سے پھر حضرت آدمؑ نے جناب الٰہی مین التماس کیا کہ مین توبہ کر چکا ہون ارشاد ہوا کہ اس ذلت کی بو قیامت تک نجائیگی اور یہی بو ہے جس سے انکو نفرت ہے پھر وہی عصا دست بدست حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو پہونچا کہ معجزہ ہوا دوسرے پیراہن ابراہیم علیہ السلام کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہوا مین پہنایا تھا اُسی سے آتش نمرود سرد ہوئی بعد اسکے بطور تعویذ اپنے پاس رکھا جب حضرت اسحاقؑ پیدا ہوے تو اُنکے گلے مین ڈالا کہ نظر بد نہ لگے اور حضرت اسحاق نے حضرت یعقوبؑ کو دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف عم کا تعویذ کیا اور حضرت یوسف عم نے وہی پیراہن اپنے باپ کو بھیجا کہ حضرت یعقوبؑ کی آنکھین ٹھنڈی ہوئین اور نظر آنے لگا تیسری انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کہ یہ بھی حضرت آدمؑ کے پاس تھی بصدد ذلت اُتر گئی تھی جب حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوے تو انکو عنایت ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکو پہنائی چوتھا مائدۂ عیسیٰ علیہ السلام کہ ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء پانچوان دُنبہ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے واسطے بہشت سے آیا وفدیناہ بذبح عظیم **فائدہ** اللہ جل شانہ نے سات چیزون کو دنیا مین زندہ کیا تا کہ منکرین سے بعث کا شبہہ زائل ہو جاے اول چڑیون کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے زندہ فرمایا کہ حال اُسکا حضرت ابراہیمؑ کے حال مین بیان ہو چکا ہے دوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھین گئی ہوئین پھر آئین کہ گویا حضرت یعقوبؑ زندہ ہو گئے تیسری حضرت موسیٰ کی دعا سے عامیل کو زندہ کیا چوتھی سامری کے گوسالہ کو خاک سم گھوڑے حضرت جبرئیلؑ سے زندہ کیا کہ اُسمین جان پڑ گئی ان دونون باتون کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احوال مین کیا جائیگا پانچوین

بشیر نے کہا تو کیون روتی ہی اپنا حال بیان کر اُسنے تمام قصہ اپنا کہا تب بشیر نے کہا کہ تیرے بیٹے کا کیا نام تھا
اُسنے کہا بشیر نام تھا بشیر نے دوڑ کر قدمبوسی کی اور کہا اے ماں مین تیرا بشیر ہون اور اللہ صاحب کبھی وعدہ
خلاف نہین فرماتے **نکتہ** اے عزیز اللہ صاحب نے اُس ضعیفہ سے وعدہ فرمایا اور اُسکے خلاف نہین کیا بندۂ
مومن سے وعدۂ بہشت و رضا و لقا فرمایا ہی کہ وعد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات منہم مغفرة و اجرا عظیما
پس ہم اُمید رکھتے ہین کہ انجاز وعدہ فرماوینگے اور مقصود اصلی اور مطلوب دلی کو پہونچا دینگے غرض وہ
عورت شدت مسرت سے بیہوش ہو گئی بشیر نے ماں کو اُسی جگہ چھوڑا اور خانہ یعقوب علیہ السلام کی طرف متوجہ
ہوا اور خدمت آنحضرت مین پہونچا اور تحیت اور سلام ادا کیا اور پیراہن یوسف اُن کے منھہ پر ڈال دیا
حضرت یعقوبؑ نے اُسکو بوسہ دیا اور آنکھون سے لگایا فی الفور دیکھنے لگے کما قال فلما ان جاء البشیر القاہ علی وجہہ
فارتد بصیرا قال الم اقل لکم انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون یعنے جب آیا بشیر ڈال دیا وہ کرتہ حضرت یعقوبؑ کے
منھہ پر پس اُلٹا ہو رہا آنکھون سے دیکھتا اور فرمایا مین نے نہ کہا تھا تمکو مین جانتا ہون اللہ کی طرف سے جو تم
نہین جانتے یعنے حیات یوسفؑ اور یہ کہ اللہ اُسکو ملا دیگا بعد اسکے حضرت یعقوب علیہ السلام بروایت لطیفہ
بشیر کے منھ کی طرف دیر تک دیکھتے رہے اور فرمایا تو کون ہی اُسنے کہا مین بشیر ہون بیٹا مین کی دائی کا بیٹا
جسکو آپنے بیچ ڈالا تھا فرمایا واحسرتا علی ما فعلت اور بہت روئے اور ارشاد کیا تیری حاجت کیا ہے اُسنے
کہا دنیا کی کچھ حاجت نہین ہی فرمایا ہون اللہ علیک سکرات الموت کما ہونت علی الغموم والاحزان تب بشیر نے
عریضہ حضرت یوسف علیہ السلام کا گذرانا تو اُسکو آنکھون سے لگا کر فرمایا الحمد للہ علی نظری فی کتابہ اور مضمون
اُسکا یہ تھا کہ اے والد میرے مین نے یہ ارادہ کیا تھا کہ خود حاضر ہون لیکن باذن الہی یون ہوا کہ آپ ہی مع عیال
و اطفال تشریف لاوین اور مین یہ چاہتا ہون کہ آپ سوار ہو کے تشریف لاوین تا کہ قبطی لوگ حضرت کو بنظر
حقارت نہ دیکھین اور کوئی شخص آپ کے فقر کی گفتگو نہ کرے والسلام بعد اسکے اسباب کی تفصیل لکھی تھی معالم
التنزیل مین ہی کہ بشیر سے حضرت یعقوبؑ نے پوچھا یوسفؑ کا کیا حال ہی اُسنے کہا بادشاہ مصر ہی فرمایا کس دین پر ہی
کہا دین اسلام فرمایا اب تمام ہوئی نعمت اُسپر **فائدہ** روایت صحیح ہی کہ پیراہن بموجب ارشاد الہی بھیجا گیا ہی کیونکہ
جس دن پیراہن بھیجنے کا ارادہ ہوا ہی اُس دن حضرت یوسفؑ دعا مانگتے تھے کہ یا الہی یعقوبؑ کی آنکھین ہو جاوین
اُسی وقت حضرت جبرئیلؑ نے آکے کہا اپنا پیراہن بھیجو تو آنکھین ہو جائین اور پیراہن کے بھیجنے مین یہ سر تھا
کہ عادت الہی یون جاری ہی کہ جس راہ سے غم پہونچا تا ہی اکثر اُسی راہ سے خوشی دیتا ہی سو یعقوب علیہ السلام
کو پیراہن سے غم ہوا تھا کہ جاؤ وا علی قمیصہ بدم کذب سے ظاہر ہی خوشی بھی پیراہن سے پہونچائی ہی کہ اذہبوا
بقمیصی ہذا سبحان اللہ عجیب پیراہن بہشتی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُسنے آتش نمرود ان لعین سے نجات
بخشی اور حضرت یعقوبؑ کو نار ہجران سے یہی تاثیر پیراہن ایمان و معرفت مین ہی کہ آتش حرقت فانذرتکم
نارا تلظی اور آتش فرقت کہ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون سے نجات بخشتا ہی مسلمانو تمکو چاہیے کہ اس پیراہن کو

لیکن اگر خدا نے نہ بخشا تو اس عفو کا کچھ فائدہ نہوا تب دونون پیغمبر ترحم کرکے روبقبلہ کھڑے ہوے اس طرح کہ حضرت یعقوبؑ امام اُنکے پیچھے یوسفؑ اور عقب اُنکے روبیل وغیرہ امام نے مغفرت مانگی اور مقتدیون نے آمین کہا اس طرح بیس برس دعا کی مگر قبول نہوئی تو سخت بیطاقت ہوے اور قریب بہلاکت پہونچے حضرت جبرئیل نے مجیب الدعوات کی طرف سے پیغام دیا کہ دعا تمھاری قبول ہوئی اور بعض کہتے ہین کہ حضرت یعقوبؑ دیکھتے تھے کہ توبہ لڑکون کی حقیقی ہی یا نہین جب ظاہر ہوا کہ حقیقی ہی تب دعا مانگی اور آیۃ قرآنیہ سے ظاہر ہی کہ توبہ فرزندان یعقوب کی حقیقی تھی کیونکہ چار طرح سے توبہ حقیقی ہوتی ہی ایک تو گناہ پر بہت نادم و پشیمان ہونا سو یہ بات تالکنا غافلین سے ظاہر ہی دوسری اپنے گناہ کا اقرار کرنا سو لفظ ذنوبنا سے پیدا ہی تیسری استغفار وہ بخوبی ہویدا ہی چوتھی تشفیع گردانا سو استغفرلنا سے روشن ہی القصہ بعد وصول پیراہن حضرت یعقوب علیہ السلام نے قصد سفر مصمم فرمایا اور اسباب مسافرت درست کرکے مع لیا نمالہ یوسف علیہ السلام و دیگر اتباع و اولاد و احفاد کہ مجموع بروایت صحیحہ بہتر و بروایت مسروق ترانوے آدمی تھے روانہ ہوے جب بعد طے منازل متصل مصر کے پہونچے یہودا نے باذن یعقوب علیہ السلام پیش پیش جا کے حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع کی کہ پدر بزرگوار عاشق زار تمھارے مع اتباع و اولاد تشریف لاتے ہین انیس العاشقین مین لکھا ہی کہ یہ خبر سنکر حضرت یوسف علیہ السلام نے ملک ریان سے کہا کہ میرے والد ماجد مدظلہ العالی تشریف لاتے ہین اگر اجازت ہو تو مین اُنکے استقبال کو جاؤن بادشاہ نے اجازت دی اور کہا کہ مین بھی اُنکی پیشوائی کو تمھارے ہمراہ چلونگا اور تمام سپاہ و مقربان درگاہ و عظما و دربار بادشاہ تمھارے ساتھ جائین معالم التنزیل مین ہی کہ چار ہزار لشکریون سے حضرت یوسفؑ و ملک ریان بنابر استقبال برآمد ہوے تھے لیکن انیس العاشقین مین ہی کہ باذن بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ تمام فوج مصر کی بنابر استقبال حضرت یعقوب علیہ السلام تیار ہوکے چلے چنانچہ سب سوار و پیادے اور امیر و نواب تیار ہوکے مقام معہودہ پر قایم ہوے اول تیس ہزار سوار باتزک و احتشام حضرت یعقوب علیہ السلام کے حضور مین باذن حضرت یوسف علیہ السلام حاضر ہوے اور سب نے سجدۂ تحیہ و تعظیم ادا کیے حضرت یعقوبؑ نے سمجھا کہ یہ لوگ بھیجے ہوے یوسف علیہ السلام کے ہین چنانچہ اُنکے ساتھ آگے چلے تو تیس ہزار سوار رومی نے تسلیمات اور کورنش عرض کی حضرت یعقوبؑ نے پوچھا تم کون ہو عرض کیا کہ ہم ملازمان یوسفؑ ہین پھر آگے بڑھے تو ایک ہزار سپاہی خاص آراستہ بلباس فاخرہ اُس مقام پر پہونچے جہان سے چار کوس مصر رہ جاتا ہی اور وہی پہلا دروازۂ مصر ہی وہان ایک جماعت شیوخ دست بستہ واسطے استقبال کے حاضر تھی اُنھون نے عرض کیا کہ ہم شفیع یوسف علیہ السلام ہین کہ ہمکو حضرت یوسف علیہ السلام نے اسواسطے بھیجا ہی کہ آپ یوسفؑ کے خلاف کو جو ذکر خواب مین ہوگیا تھا معاف فرمائین ارشاد ہوا کہ معاف ہے جب وہان سے آگے بڑھے تو سواری یوسف علیہ السلام کی نظر پڑی اسمٰعیل ترندی سے منقول ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام صرف تین لاکھ سوار سے واسطے استقبال کے چلے تھے اور بارہ ہزار حاجب باخیل و حشم

مچھلی کو حضرت یوشع کے آب طہارت سے زندہ کیا کہ اُسکا بھی ذکر آگے آویگا چھٹوین حضرت عزیر علیہ السلام
کو سو برس کے بعد زندہ کیا ساتوین اصحاب کہف کو بعد تین سو برس کے زندہ فرمایا ان دونون کا مذکور بھی انکے ذکر
مین کیا جائیگا **فائدہ** دنیا مین تین چیزین حضرت یوسف علیہ السلام کی سنت ہین اوّل طعام نان بیشین کہ
بادشاہون مین جاری ہی دوسری خلعت دنیا تیسری وقت فراغت کے سو مین اہل خانہ کو طلب کرنا **فائدہ**
حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو نظر پڑنے لگا تو یوسف
علیہ السلام کا خط پڑھا اور لڑکون کی طرف دیکھا سب نے سر جھکا لیے اور عرض کرنے لگے کہ یا ابانا استغفر لنا ذنوبنا انا کنا
خاطئین قال سوف استغفر لکم ربی انہ ہو الغفور الرحیم یعنے اے باپ بخشوا ہمارے گناہون کو بے شک ہم تھے چوکنے
والے کہا ہو بخشواونگا تمکو اپنے رب سے وہی ہی بخشنے والا مہربان **تنبیہ** اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت حق ہے
اگر درست نہوتی تو یہ لوگ نہ کہتے یا ابانا استغفر لنا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نفرماتے سوف استغفر لکم ربی
اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ قیامت کے دن انبیا علیہم السلام اپنی اپنی امت کی اور استاد شاگرد کی اور بوڑھا
جوان کی اور عالم جاہل کی شفاعت کرینگے **فائدہ** یہ ظاہر ہی کہ باپ کو بہ نسبت بھائی کے شفقت لڑکون پر
زیادہ ہوتی ہی سو یہان عجب یہ معاملہ ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عفو کیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے
توقف فرمایا بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حکم ہو گیا تھا کہ تم عفو کردو سو آپ نے بلا تامل عفو کر دیا
اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو ابتک اجازت نہوئی تھی اور شفاعت بے اجازت ہو نہین سکتی من
ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام خصم تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام
شفیع اور یہ ظاہر ہی کہ شفاعت شفیع کی بلا رضامندی خصم کے فائدہ نہین دیتی اس دلیل سے نکلتا ہے
کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے شاید حضرت یوسف علیہ السلام کی اجازت پر ملتوی رکھا ہو چنانچہ شعبی رح
سے روایت ہی کہ حضرت یعقوبؑ نے بیٹون سے فرمایا کہ مین یوسفؑ سے دریافت کرلون اگر اُسنے عفو کیا
ہوگا تو مین بھی خدا سے دعاے بخشش چاہونگا کذا فی المعالم اور بعضے کہتے ہین کہ یعقوب علیہ السلام نے
وقت خاص پر دعا کو موقوف رکھا تھا جیسے وقت صبح یا یوم جمعہ چنانچہ اکثر مفسرین کا یہ قول ہی کہ حضرت
یعقوبؑ نے تاخیر دعا کی سحر تک فرمائی تھی کہ اُس وقت مین بمقتضاے ہل من داع فاستجیب دعا قبول ہوتی
ہے چنانچہ جب وہ وقت آیا تو حضرت یعقوبؑ نے بعد نماز صبح یون دعا فرمائی اللہم اغفرلی جزعی علی یوسف
وقلۃ صبری عنہ واغفر لاولادی ما اتوا الی اخیہم یوسف اُسی وقت وحی ہوئی کہ قد غفرت لک ولہم اجمعین
اور عکرمہ سے روایت ہے کہ تاخیر دعا کی لیلۃ الجمعہ تک فرمائی تھی اور طاؤس کے نزدیک شب عاشورا کے
منتظر تھے اور تحقیق یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام وحی الٰہی کے منتظر تھے جب وحی میں اجازت ہوئی تب دعا
فرمائی اور اپنے نفس کو شریک گردانا کہ اللہ نے آنجناب کی برکت سے بیٹون سے بھی عفو کیا اور ایک
روایت ہے کہ یہودا وغیرہ حضرت یوسفؑ و یعقوبؑ سے عرض کرنے لگے کہ تمنے ہمارے گناہ عفو کیے

ہرگاہ حضرت یوسف علیہ السلام نے نزول مرکب مین سبقت نہ کی تحیتہ و سلام سے بھی محروم رہے مگر امام نجم الدین نسفی تفسیر تیسیر مین فرماتے ہین کہ جو کچھ اس باب مین حضرت جبرئیل علیہ السلام سے نقل کرتے ہین محض بے محل ہی اور فقیر کاتب کے نزدیک اگر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اول سلام کیا تو کیا مضائقہ اور کون محذور لازم آتا ہی اسلیے کہ سلام کا یہ آداب ہے کہ پہلے بڑا چھوٹے پر سلام کرے اور حاکم رعیت پر اور سوار پیادے پر اور خواجہ غلام پر اور بی بی لونڈی پر اور استاد شاگرد پر اور باپ بیٹے پر اور ماں بیٹی پر چنانچہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین بسبب اپنی بزرگی کے اول فرشتون کو سلام کیا اور فرمایا کہ یہ سلام مین نے خداوند سے سیکھا ہے معراج کی رات اول سلام حضرت کو رب العزت نے کیا ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کذا فی صلوٰۃ المسعودی اور مناقب العلوم مین ہے کہ اونٹ کا سوار گھوڑے کے سوار پر سلام کرے اور وہ گدھے کے سوار پر اور وہ پیادہ پا پر اور جوتے والا برہنہ پا پر اور قائم قاعد پر بالجملہ حضرت یوسف علیہ السلام ملازمت حضرت یعقوب علیہ السلام سے مشرف ہوے تو اول حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا السلام علیک یا مذہب الاحزان اور سفیان ثوری سے روایت ہے کہ دونون معانقہ کرکے روئے اور بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے التماس کیا کہ اے پدر مہربان آپ میری مفارقت مین اتنا روئے کہ آنکھین سفید ہو گئین کیا معلوم نہ تھا کہ قیامت مین ملاقات ہوگی فرمایا کہ اے نور العین یہ سب مجھے معلوم تھا لیکن مجکو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ شاید تو بیدین ہو جاوے اور اس سبب سے قیامت کے دن ملاقات نہو بعد ازان ملک ریان کی ملاقات کرائی تو وہ قدمبوس ہوا اور حضرت یوسفؑ کے اوصاف حمیدہ و افعال پسندیدہ بیان کرتا رہا پھر التماس کیا کہ یہ تمام فوج کے لوگ تمھارے بیٹے کے غلام ہین اسوقت حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ادخلوا مصر انشاء اللہ آمنین یعنے داخل ہو مصر مین اگر اللہ نے چاہا تو خاطر جمع ہی لفظ مصر جب منصرف ہو تو اُسکے معنے شہر کے ہوتے ہین کوئی شہر ہو اور اس مقام مین غیر منصرف ہے بسبب تعریف و تانیث و عجمہ کے اور مراد شہر معین ہے کہ جسکو مصر بن نوح نے آباد کیا تھا اور حضرت یوسفؑ اُسمین عزیز تھے اور یہ جو حضرت یوسفؑ نے فرمایا آمنین اُسکا فائدہ یہ کہ اس شہر مین کوئی شخص بلا وجہ و بلا قحط داخل ہونے نہین پاتا تھا سو فرمایا تمکو بادشاہ ہونے سے امان ہی بالجملہ پھر بٹھلایا والدین کو اپنے پاس اور مصر مین داخل ہوے جب دونون باطمینان بیٹھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کو طلب کرکے پوچھا تم کسکے لونڈی غلام ہو سب نے کہا تمھارے فرمایا کہ مین تم سب کو شکرانہ نعمت ملازمت والدین آزاد کرتا ہون اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت یوسف نے کس طرح کہا داخل ہو مصر مین حالانکہ داخل ہو چکے تھے اور استثنا کا کیا فائدہ ہی جب دخول حاصل ہو چکا تھا بعض مفسرین جواب مین کہتے ہین کہ حضرت یوسفؑ نے یہ سخن قبل دخول فرمایا تھا چنانچہ جلالین کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہی اور بعض کہتے ہین کہ آیت مین تقدیم و تاخیر ہی اور استثنا متعلق استغفار سے ہے یعنے ستغفر لکم انشاء ربی در بعض

آگے آگے جاتا تھا جب حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے حاجب سے ملے تو اپنے لڑکون سے پوچھنے لگے کہ یوسفؑ یہی ہے بیٹون نے عرض کیا کہ یہ تو ایک نوکر ہی یوسف علیہ السلام کا ابھی یوسف کہان ہین اسی طرح کے گیارہ ہزار حاجب باتزک و احتشام استقبال کو آئے کہ ہر مرتبہ حضرت یعقوبؑ نے وفور شوق سے اُنکو یوسف جانا اور غایت اشتیاق سے جناب الٰہی مین ملتمس ہوے کہ یا الٰہی یہ حاجب کہان تک رہینگے میرا یوسف کہان ہی کہ مین اُسی کے دیکھنے کو آیا ہون مجکو ان حاجبون سے دور رکھ اب میرے یوسف کو دکھلا دے قطعہ اسیرم ہلاکم بزندان ہجر + الٰہی فتد برق برجان ہجر + ز درد جدائی فغان مے کشم + تو گوئی ز پہلو سنان مے کشم + یہان تک عنایت الٰہی سے حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری نظر پڑی تو حضرت یوسفؑ کے داہنی طرف ملک ریان اور بائین طرف وزرا اور پشت کے امرا اور چتر شاہانہ سر مبارک پر کھنچا ہوا تھا جب نظر حضرت یعقوبؑ کی چتر پر پڑی تو آپ نے پوچھا یہ کون ہے جسکے سر پر چتر ہی بولے یہ یوسفؑ تمھارا بیٹا ہی کہ حق تعالےٰ نے اس دولت و مکنت کو پہونچایا ہے سو تمھارے استقبال کو آیا ہی اُسوقت بارہ ہزار نیزہ بردار حضرت یوسفؑ کے ساتھ تھے چنانچہ حضرت یعقوبؑ یہ شوکت دیکھ کر خوش ہوے اور فرمایا شعر آن گل کہ برافروختہ روے چمن این ست + شمعے کہ زو آتش بہزار انجمن این ست + اور مرکب سے اُتر پڑے اور اپنا ہاتھ گردن یہودا مین ڈال کر تشریف لیچلے جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا تو یہودا کو پہچانا پھر حضرت یعقوبؑ کو دیکھا اور پیادہ پا ہوگئے اور ریان ابن ولید بھی پیادہ ہوا اور یوسف علیہ السلام دوڑ کر باپ سے ملے اور ایک روایت ہے کہ جب دونون پیغمبرون کی نظر ایک دوسرے سے ملی تو دونون سواری سے گرے اور زمین پر لوٹتے ہوے باہم ہمکنار ہوے اور لشکر کے لوگ دور سے کھڑے ہوے تماشا دیکھتے تھے اور دروازے آسمان کے کھولے گئے اور شادیانے جبروتی اور لاہوتی بجنے لگے اور لشکر ملکوت اپنی صف آراستہ کرکے مبارکباد دینے کو کھڑا ہوا تو حضرت جبرئیل نے آکر کہا اے یعقوبؑ جانب فلک نگاہ کر حضرت یعقوبؑ نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو فرشتے صفین باندھے کھڑے تھے حضرت یعقوبؑ نے پوچھا کہ اے جبرئیلؑ یہ کیا معاملہ ہے بولے کہ تمھارے رونے سے عرشیون کو سخت ملال و رنج تھا آج شادی کی خبر پاکر خوش ہوے ہین اور مبارکباد دینے کو آئے ہین اور نظارۂ جمال حضرت یوسف علیہ السلام کے آرزومند تھے سو حسن و جمال سے حیران اور تم دونون کے ذوق شوق سے نازان ہین اور بعض اہل تفسیر روایت کرتے ہین کہ جسوقت دونون پیغمبرون کا مقابلہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے مرکب سے اُترے سو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تمنے کس طرح اپنے باپ کی تعظیم کی اور کس باعث سے تم اول سواری سے نہ اُترے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے اخی جبرئیلؑ جسوقت مین نے اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا از خود رفتہ اور بیہوش ہوگیا اس باعث سے تعظیم و تکریم سے غافل ہوگیا اور معالم التنزیل اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ وقت ملاقات کے حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ تحیۃ و سلام مین سبقت کردن مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم الٰہی منع کردیا حکمت اس منع کی ظاہر نہین ہی صرف یہ تاویل ہوسکتی ہی کہ

کو سجدہ کیا بعضے مفسرین کہتے ہین کہ مراد سجدہ سے انحنا ہی کہ بھائیون نے تعظیما پشت اپنی خم کی جس طرح رسم اعاجم ہی اور پیشانی زمین پر نہین لگائی اور امام حسن بصری فرماتے ہین کہ سب نے سجدہ حقیقی کیا تھا مگر تعظیما و تشریفا نہ عبادۃ ہوا سیطے کہ یہ مخصوص بحضرت حق ہی اور صحیح یہ ہی کہ اُس زمانے مین سجدہ آپس کی تعظیم تھی جیسے فرشتون نے حضرت آدمؑ کو کیا تھا اب اللہ نے وہ رواج موقوف کر دیا اور فرمایا کہ ان المساجد للہ سو اس وقت مین ایسے رواج پر چلنا ویسا ہی جیسے کوئی اپنی حقیقی بہن سے نکاح کرے اور کہے کہ حضرت آدمؑ کے وقت مین ہوا تھا

بالجملہ والدین اور بھائیون نے سجدہ سے سر اُٹھایا تو حضرت یوسفؑ نے شرمندہ ہو کر کہا کہ یا ابت ہذا تاویل رویای

من قبل قد جعلہا ربی حقا وقد احسن بی اذ اخرجنی من السجن وجاء بکم من البدو من بعد ان نزغ الشیطان بینی و

بین اخوتی ان ربی لطیف لما یشاء انہ ہو العلیم الحکیم یعنے اے باپ یہ بیان ہی میرے اُس پہلے خواب کا اُسکو میرے رب نے سچ کیا اور مجھسے اُسنے خوبی کی جب مجکو نکالا قید سے اور تمکو لے آیا گانوءن سے بعد اُسکے کہ جھگڑا اُٹھایا شیطان نے مجھ مین اور میرے بھائیون مین میرا رب تدبیر سے کرتا ہی جو چاہے بیشک وہی ہی خبردار حکمتون والا یعنے اے باپ مجکو کیا قوت اور منزلت تھی کہ تمسا پیغمبر جلیل القدر با عظمت مجھ فرزند ضعیف کو سجدہ کرے مگر یہ امر تقدیری تھا کہ خواب مین نظر آیا اور خواب انبیا کا جھوٹھ نہین ہوتا ہی جس طرح خواب حضرت ابراہیم کا ذبح اسمعیلؑ مین راست تھا اور تفسیر کبیر مین ہی کہ شاید یہ سجدہ از قبیل تشدیدات ہو گویا حضرت یعقوبؑ کے ارشاد ہوا کہ تمنے اوقات عزیز اپنی اضطراب اور قلق مین بفراق گذرانی اب کہ مقصد حاصل ہوا تو اب سجدہ کرو

لما قال الامام وکان الامر تبلک السجدۃ من تمام التشدید **فائدہ** عجب کارخانہ الٰہی ہین کہ حضرت یعقوبؑ مع اولاد واحفاد جب داخل مصر ہوے ہین تو بہتر آدمی تھے اور جب حضرت موسیٰ کلیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ خوف فرعون سے باجماعۂ بنی اسرائیل مصر سے نکلے تو سوا بوڑھون اور لڑکون کے چھ لاکھ پانسو آدمی مقاتل تھے اخبار مین وارد ہی کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ عجائب عالم کے بیان کرو تو جبرئیل علیہ السلام نے بعد بیان عجائبات یہ بھی فرمایا کہ ہمنے عالم مین دو قافلے اعجوبہ دیکھے ایک مصر مین آیا دوسرا مصر سے نکلا جو کہ مصر مین آیا وہ تو دن مین آیا اور جو مصر سے نکلا وہ رات کو نکلا اور قافلہ سالار روز والے قافلے کے حضرت یعقوبؑ تھے اور رات والے کے حضرت موسے علیہ السلام یعقوبؑ بہتر آدمیون سے آئے تھے اور موسے چھ لاکھ پانسو سے نکلے اور کہا معاملہ عجب ہی کہ جو دن مین آئے وہ تو قافلہ طلب تھے کہ یوسف کو تلاش کرتے تھے اور جو کہ رات کو گئے کاروان ہرب تھے کہ فرعون سے بھاگے جاتے تھے **فائدہ** اہل تفسیر کو اختلاف ہے اس امر مین کہ مابین دیدن خواب تا وقت سجود کسقدر مدت گذری بعضے اسّی برس اور بعضے ستر اور بعضے چالیس بیان کرتے ہین مگر اتفاق ہی کہ چالیس برس کے بعد خواب یوسف علیہ السلام راست ہوا ہے **فائدہ** حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے تمام احسانات اللہ کے بیان کیے مگر کنوین کے رہنے اور نکلنے کا حال اور دیگر تکلیفات کا ذکر زبان پر نہ لائے سو اسکی کئی وجہین ہین اوّل یہ کہ ذکر چاہ مین بھائیون کو بڑی

کہتے ہین انشاء اللہ متعلق آمنین سے ہی اور مراد یہ ہی کہ مصر مین کفار رہتے تھے اور مسلمان لوگ وہان بلا امان داخل
نہو سکتے تھے اسواسطے کہا کہ انشاء اللہ تم امان مین رہو گے کما قال اللہ لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین
اور بعض کہتے ہین کہ حرف ان اس مقام مین بمعنے اذ ہے یعنے اذ شاء اللہ کقولہ تعالیٰ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
کذا فی المعالم **فائدہ** دو پیغمبرون نے بکلمہ انشاء اللہ تکلم کیا دو فائدے دیکھے اول حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے
اپنے باپ سے کہا ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین اُنکو اللہ نے بلاے ذبح سے نجات بخشی اور فدیہ اُنکا بہشت
سے دنبہ بھیجا دوسرے حضرت یوسفؑ نے ادخلوا مصر انشاء اللہ آمنین فرمایا اُسکی برکت سے حضرت موسیٰ
دریاے نیل سے صحیح وسلامت پار اُترے اور کیفیت یون واقع ہوئی کہ جسوقت حضرت موسےٰ
علیہ السلام مع قوم اپنی کے دریا کے کنارے پہونچے دریا نے شورش کی خطاب ہوا کہ یہ اولاد یوسفؑ ہین
ہین انھین کے حق مین یوسفؑ نے کہا ہی ادخلوا مصر انشاء اللہ آمنین اوربرکت اس کلمہ سے کل عقوبات
اور آفات سے مامون ومصئون کیے گئے یعنے دریا خشک ہوگیا اور فرعون مع لشکر پیچھے آتا تھا وہ ڈوب گیا
فائدہ اسی طرح حشر کے دن جب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم مقام محمود مین کھڑے ہونگے تو آواز آویگی
کہ اے واقفان عرصۂ قیامت تم کسکے مملوکات سے ہو وہ بیچارے عرض کرینگے کہ پیغمبر آخر الزمان کی امت
اور اُسی کے لونڈی اور غلام ہین تب جناب کریم سے ارشاد ہوگا کہ مین نے تم سب کو عذاب سے آزاد کیا بحرمت
النبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضرت یوسف
علیہ السلام نے تخت پر اپنے والد بزرگوار کو داہنی طرف اور مان کو بائین طرف اور بھائیون کو سامنے بٹھلایا
اور سب نے سجدہ کیا اسی کا اشارہ ہی ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا یعنے اونچا بٹھایا اپنے مان باپ کو اور
سب گرے اُسکے آگے سجدہ مین محققین مفسرین نے لکھا ہی کہ اگرچہ بٹھلانا تخت کا ذکر مین بسبب اعتبار بجا لانے تعظیم
مقدم ہی لیکن درحقیقت سجدہ رفع عرش سے اول ومقدم ہی اور یہی طریق بلاغت ہے بعضے کہتے ہین کہ
مراد مان سے اس جگہ خالہ حضرت یوسفؑ کی ہین جنکا نام لیا تھا اور بعد راحیل کے نکاح یعقوب علیہ السلام مین آئی
تھین اور عرف عرب مین خالہ کو مان کہتے ہین اور چچا کو باپ بولتے ہین یہ قول سدی مفسر کا ہی اور اکثر اہل تفسیر
اسی کے قائل ہین اور امام حسن بصری سے منقول ہے کہ اللہ نے راحیل کو قبر سے اُٹھایا اور زندہ کیا جب
اُنھون نے سجدہ کیا تاکہ خواب یوسف پیغمبر کا جھوٹھا نہو اور پھر بدستور اثر حیات اُن سے سلب کر لیا کذا فی التفسیر
وکشف الاسرار اگر کوئی کہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اول باپ یوسفؑ کے تھے دوسرے پیر اور
بزرگ تیسرے پیغمبر جلیل الشان کہ افضلیت اُنکی یوسفؑ پر از روے نبوت بھی ثابت ہے پھر کسطرح
حضرت یوسفؑ نے ایسے بزرگ جلیل القدر کا سجدہ کرنا جائز رکھا جواب یہ ہی کہ حضرت ابن عباس
فرماتے ہین کہ یہ سجدہ اللہ کو تھا شکرا علے وصال یوسف علیہ السلام عنہ نہر الاشکال اور یہ ہے کہ سجدہ
سواے خدا کے دوسرے کو درست نہین ہے پھر کس طرح مان باپ اور بھائیون نے یوسفؑ

سر مہر کھول کر دکھلائے تو وہ سب عرائض سے پڑے تھے اور ہر ایک کے عنوان پر لکھا تھا کہ من یوسف الی یعقوب حضرت یوسفؑ نے عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار یہ سب عرائض مین نے حضور کو لکھے ہین مگر جب راوہ بھیجنے کا کرتا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر منع کر جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جلدی نکر ابتک وقت نہین آیا ہو کہ حضرت یعقوبؑ کا رنج رفع کیا جائے ای پدر اس باعث سے مجبور رہو جاتا تھا حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ سبب منع کا معلوم ہو کیا تھا کہا آپکو بہ نسبت میرے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے محبت و الفت زیادہ ہو آپ ہی استفسار فرمائین چنانچہ حضرت یعقوبؑ نے ایکدن حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا کہ سبب امتناع کا کیا تھا حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا ای یعقوبؑ جب تمنے یوسفؑ کو بھائیون کے سپرد کیا اور کہا کہ اخاف ان یاکلہ الذئب اسوقت مجکو ارشاد ہوا کہ یعقوبؑ سے کہدے کہ تو بھیڑیے سے ڈرا اور میرے حفظ و حمایت پر نظر نہ کی تب مین نے حکم دیا کہ یوسفؑ اسی یا چالیس برس تجھسے جدا رہے اور تو اُسکی جدائی مین روتا رہے روایت ہو کہ ایکدن حضرت یعقوب علیہ السلام عالم استغراق مین تھے جب ہوش مین آئے تو فرمایا کہ ای یوسفؑ مین چاہتا ہون کہ حقیقت حال دریافت کرون کہ ہم دونو مین گنہگار کون ہو یوسفؑ نے کہا عاصی مین ہون کیونکہ مین نے برخلاف حکم آپکے خواب بھائیون سے کہدیا اُسی کی شامت سے یہ بلا پڑی تمکو بھی اُسکا اثر پہونچا حضرت یعقوبؑ رونے لگے اور فرمایا کہ ای فرزند مین جانتا ہون کہ گناہ میری طرف سے ہوا جو مین بھیڑیے سے ڈرا اور تمھارے بھائیون پر اعتماد کیا اور تمکو اُنکے سپرد کر دیا سو یہ غم و اندوہ اُسی کے سبب سے ہوا ہو اور تمکو بھی اُسکی شامت سے یہ بلا مین پہونچین اُسوقت حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ اللہ صاحب فرماتے ہین کہ ای یوسفؑ و یعقوبؑ اب کہ تمنے انصاف کر کے گناہ اپنے ذمہ لیا مین نے دونو کو بری کر لیے سب گناہ شیطان پر ڈالا کہ وہ دشمن قدیم تمھارا ہو کما قال من بعد ان نزغ الشیطان بینی و بین اخوتی حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بعد تفصیل حالات مفارقت کے حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ میرے پاس قلعے مین تشریف رکھیے حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ ای محبوب تیرے باپ کی یہ شان نہین ہو میرے واسطے ایک مکان مختصر علیحدہ چاہیے کہ اُسمین عبادت کرتا رہون سو حضرت یوسف علیہ السلام نے مکان خلوت کا فرما کشی بنوایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اُسمین رہنے لگے تمام دن روزہ رکھتے رات بھر جاگتے پھر سب بھائیون کے واسطے علیحدہ علیحدہ گھر بنوا دیے صرف بنیامین کو اپنے پاس قلعے مین رکھا اور زلیخا رضی اللہ عنہا حضرت یعقوب علیہ السلام سے احکام دین سیکھنے لگین یہانتک کہ افضل اہل مصر ہو گئین تکملۃ القصص مین لکھا ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس برس یا چوبیس برس مصر مین رہے اور ہر ایک بیٹے کے بارہ بارہ بیٹے ہوے جملہ صالح اور متبع ملت ابراہیم علیہ السلام تفسیر مدارک مین ہو کہ حضرت یعقوبؑ مصر مین چوبیس برس رہے بعد اُسکے وفات پائی اور وصیت کر دی کہ مجکو شام مین حضرت اسحٰقؑ کے پہلو مین دفن کرنا چنانچہ حضرت یوسفؑ خود تشریف

شرمندگی ہوتی یا اگر بیان فرماتے تو حضرت یعقوبؑ کو ملال تازہ ہوتا دوسرے اسکے خود حضرت یوسفؑ پردۂ لاتثریب علیکم الیوم قبائح اعمال بھائیون پر ڈال چکے تھے پھر اُس پردے کو اُٹھانا اور اُنکے اعمال کو کھولنا شان نبوت کے خلاف تھا دوسری خلاصی چاہ مقدمۂ بندگی اور عاجزی تھا اور خلاصی زندان بدرقۂ سلطنت و حکمرانی سو اظہار اِس نعمت کا ظاہر تر تھا سواسطے اسکا بیان کیا اور اُسکو بیان نہ کیا کاتب الحروف کہتا ہی کہ ارباب کرم کا یہی قاعدہ ہی کہ جب گنہگار کا جرم معاف کرتے ہین تو پھر اُسکو زبان پر نہین لاتے اخبار مین وارد ہی کہ بروز قیامت اہل بہشت حضرت حق سبحانہ کو سب نامون سے یاد کرینگے مگر غفور و رحیم و تواب و حلیم نہ کہینگے اسلیے کہ یہ چارون نام گناہ کو یاد دلاتے ہین اگر ان نامون سے یاد کرین تو گناہ یاد آوین اور بہشت کی نعمتین بے لطف ہوجائین اور حق تعالے جسکو بخشتے ہین اُسکو پھر شرمندہ نہین فرماتے اور ایک وجہ اور بھی ہی کہ ابتلاے چاہ بھائیون کے مکر سے ہوا تھا وہ سہل تھا اور سبب حبس مکافات ذلت تھا اور نجات اُس سے نعماے عظیم مین تھی اسواسطے اسکا ذکر کیا سواے اسکے زندان مین گنہگارون اور بدکارون سے مصاحبت رہتی تھی اور چاہ مین صحبت ملائکہ اسلیے چاہ کی نالش نہین کی قطع نظر ان وجوہ سے ایک وجہ بہت خوبصورت ہی کہ چاہ باختیار آسمانی تھا اور زندان باختیار خود سو اپنے اختیار کی شکایت کی اور بسبب خواہش زندان زبان پر نہ لائے کہ زلیخا شرمندہ ہوگی روایت ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے زلیخا کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ بات بھی آپ ہی کے سبب سے ہوئی فرمایا کس طرح فرمایا کہ عزیز نے مجکو مالک سے خرید کیا اور اپنا لڑکا بنایا زلیخانے بھی مجکو لڑکا بنایا اللہ جل شانہ نے نہ چاہا کہ تمھارا بیٹا کسی اور کا کہلادے تب اُسکے دل مین محبت ڈالی اور فساد طبیعت عطا کیا کہ اسمین سب کچھ ہوا بعد اُسکے پوچھا عزیز نے تمکو کس طرح رکھا تھا فرمایا کہ شہزادون اور بادشاہون کی طرح سے رکھا اور زلیخا کو لونڈیون کی طرح اسواسطے کہ زلیخا سے میرے حق مین کہدیا تھا اکرمی مثواہ اور امیدوار ہوکے میری نسبت بولا تھا کہ عسے ان ینفعنا او نتخذہ ولدًا تب حضرت یعقوب نے فرمایا کہ عزیز کو تمسے کچھ نفع ہوا بولے کہ نفع اور ضرر دونون من جانب اللہ ہوتے ہین وہ عزیز مجھسے متوقع منفعت تھا سو توقع منفعت مضر ہوگئی مگر یہ نفع البتہ ہوا کہ مین نے اُسکی خیانت نہین کی سو بھی بعنایت الٰہی ہوئی ورنہ اِس حالت مین میری طاقت کیا تھی اور ضرر جو اُسکو پہونچا وہ ظاہر ہی کہ میرے سبب سے اُسکا عزل ہوا بالجملہ یعقوب علیہ السلام نے بعد ملاقات حسب دستور محبت و وداد سرگذشت فراق و شکر و شکوۂ ایام اشتیاق بیان فرمائے اور ارشاد کیا کہ اے قرۃ العین اِس مدت دراز مین تمنے اپنا حال مجکو کسلیئے نہ لکھا حالانکہ منزل و مسکن میرا معلوم تھا تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوبؑ کا ہاتھ پکڑلیا اور جملہ خزاین اور دفاین ملاحظہ کرائے جب دفترخانے مین تشریف لے گئے تو حضرت یعقوبؑ نے فرمایا اے نور بصر اسقدر کاغذ کی کثرت تھی پر مین ایسا محزون اور غمگین رہا تمنے ایک خط بھی نہ لکھا باوصف اسکے کہ مابین میرے اور تمھارے ہمگی مسافت آٹھ مرحلے کی تھی اور قافلے آتے جاتے ملتے ہونگے پھر کیون نہ لکھا حضرت یوسف علیہ السلام نے کئی صندوق

عائشہ صدیقہؓ اور ابن عباسؓ اور حسن بصری اور طاؤس اور عطار رضی اللہ عنہم کا حضرت امام اعظم رحمہ کے موافق ہے لیکن اس آیت سے حقیقت ہونا لفظ اب کا جد مین ثابت نہین ہوسکتا اسواسطے کہ اطلاق آبا اس جگہ پر بلا شبہ مجازی ہے کیونکہ حضرت اسمعیلؑ کا بھی ذکر ہے القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام بعد از وصیت حضرت یوسف علیہ السلام فرمانے لگے کہ تم میرے بعد اپنے بھائیون سے کسی طرح کا کینہ دل مین رکھیو اور کسی طرح سے بدی نہ کیجیو حضرت یوسفؑ نے عرض کیا کہ معاذ اللہ مین عفو کرکے پھر انکا ذکر نہ کرونگا اور بھی وصیت کی کہ اے یوسفؑ جب عدہٗ وصل الٰہی قریب تر پہونچے تو اپنی اولاد سے وصیت کردینا کہ میرے تابوت کو میرے باپ دادون کی قبرون کے پاس پہونچا دین بعد اسکے حضرت یعقوب علیہ السلام رخصت ہوے اور مصر سے چلکر ارض مقدسہ مین جہان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر تھی پہونچے تو دیکھتے ہین کہ ایک قبر کھدی ہوئی ہے اور سمین فرش حریر کا بچھا ہے اور ایک طائفہ ملکوت اسپر منتظر کھڑا ہے سو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ قبر کس شخص کی ہے فرشتون نے کہا جو شخص مشتاق بہشت ہو تب حضرت نے فرمایا کہ مین مشتاق ہون اگر اجازت ہو تو اترون فرشتون نے اجازت دی کہ حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے قدم مبارک اُس قبر مین رکھا اسیوقت حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جام شربت طہور حضرت کو پلایا کہ وہی شربت وصال ہوا پھر فرشتون نے غسل دیا اور نماز پڑھی بعضے کہتے ہین کہ اُسی وقت اتفاقاً عیص بھائی حقیقی توام حضرت یعقوبؑ بھی بیت المقدس مین آئے اور وفات پائی اور دونون ایک ہی قبر مین دفن ہوے اور عمر دونون کی ایک سو ستاون یا ایک سو سینتالیس ۱۴۷ برس کی ہوئی پچاس برس تبلیغ رسالت اور مراسم عبودیت مین مشغول رہے تھے کذا فی العرائس اور کعب حبار سے روایت ہے کہ حضرت یعقوبؑ کی دو سو برس کی عمر ہوئی اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے مصر مین وفات پائی حضرت یوسف علیہ السلام نے تجہیز و تکفین کرکے سال کی لکڑی کے تابوت مین یا صندوق سنگین مین رکھا اور موافق وصیت حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیت المقدس کو ہمراہ افرائیم روانہ فرمایا کہ افرائیم نے بیت المقدس مین حضرت ابراہیم و اسحاق علیہما السلام کے پاس دفن کیا کذا فی المعالم اور بعضون نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام خود بھی تشریف لے گئے اور چالیس دن مقبرہ مین رہے بعد اسکے مصر مین تشریف لائے اور اکثر محققین لکھتے ہین کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام قبور آبا پر پہونچے تو سوگئے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام ایک کرسی زمردی پر بیٹھے ہین اور حضرت اسمعیل علیہ السلام داہنے اور حضرت اسحٰق علیہ السلام بائین کھڑے فرماتے ہین کہ اے یعقوبؑ تو بھی آ ہم منتظر ہین اسی وقت حضرت یعقوب علیہ السلام خوشی مین بیدار ہوے اور اپنی اونٹنی سے ارشاد کیا کہ تو یہ خبر یوسف علیہ السلام کو کر دے پھر مشغول بذکر الٰہی مقابر مین پھرنے لگے دفعتہ ایک قبر نظر آئی اور ملک الموت علیہ السلام بصورت آدمی تشریف لائے حضرت یعقوبؑ نے پوچھا تم جانتے ہو یہ قبر کس شخص کی ہے ملک الموت نے کہا یہ قبر اُسکی ہے جو عند اللہ بزرگ ہے بولے کہ تم اُسکو پہچانتے ہو ملک الموت علیہ السلام نے

لے گئے اور دفن کرکے مصر مین آئے اور تیئیس برس ور زندہ رہے اور افرانیم سے حضرت نون پیدا ہوئے اور حضرت نون سے حضرت یوشع ہوئے بعد انکے فراعنہ مصر پر مسلط ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ سب بیٹے حضرت یعقوب کے نبی ہوئے اور حضرت یعقوب نے سب کو فقہ سکھلائی اور علم دین تعلیم کیا یہ امر ظنی ہے صرف حضرت یوسف علیہ السلام کا نبی ہونا قطعی یقینی ہے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ بعد ایک مدت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ اب تم اپنے اجداد کی زیارت کیواسطے ارض مقدس مین جاؤ کہ انکی ارواح تمھاری مشتاق ہین سو حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کو بلوایا اور فرمایا کہ اب مجکو یہ آرزو ہے کہ مین اپنے بزرگون کی زیارت کرون یا یہ فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کہہ گئے ہین کہ اب تم بیت المقدس مین جاکر رہو یہانتک کہ موت آئے

ذکر وفات یعقوب علیہ السلام

یہ حال سنکر حضرت یوسف علیہ السلام بہت روئے اور اسباب سفر مہیا کرنے مین مشغول ہوے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو طلب فرماکے وصیت کی جسکا اشارہ سورہ بقر مین ہے ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰہک والٰہ آبائک ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق الٰہا واحدا ونحن لہ مسلمون یعنے کیا تم حاضر تھے جسوقت پہونچی یعقوب کو موت جب کہا اپنے بیٹون کو تم کیا پوجوگے بعد میرے بولے ہم بندگی کرینگے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادون ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق کے رب کی وہی ہے ایک رب اور ہم اسی کے حکم پر ہین تفاسیر معتبرہ مین لکھا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے دیکھا کہ یہان کے لوگ دین مختلف رکھتے ہین یعنے بعضے بت پرست بعضے ستارہ پرست بعضے آفتاب پرست بعضے آتش پرست ہین سو اس خوف سے کہ شاید میری اولاد انکی صحبت مین گمراہ ہوجائے وقت وفات کے سب کو جمع کرکے یہ اقرار لیا کہ ملت حنفیہ کا یہی خاصہ ہے اور اسلام اسی کا نام ہے پس دعا اس امر کا کہ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹون کو یہودیت اور نصرانیت کی وصیت فرمائی ہے افترائے محض ہے فائدہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت یعقوب کے باپ نہ تھے انکو کس لیے اپنے باپون مین داخل کیا اور حضرت اسحاق سے مقدم گردانا جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اگرچہ باپ نہ تھے مگر چچا تھے اور چچا کا شمار باپون مین متعارف ہے چنانچہ انکو بمنزلہ انکے بولتے ہین والہذا حدیث شریف مین وارد ہے کہ الخالۃ بمنزلۃ الام اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ چچا ہمدوش پدر ہے جو سلوک باپ کے ساتھ کرنا چاہیے وہی چچا کے ساتھ کرنا چاہیے باقی رہا دادا کو باپ کہنا حقیقت ہے یا مجاز امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مجاز ہے کیونکہ انکے نزدیک بھائی اور بہن حقیقی دادا کے ہوتے ہوے ورثہ پاتے ہین اور امام مالک اور ابو یوسف اور امام محمد بھی اسی کے قائل ہین اور قول امیر المومنین علی مرتضے اور عبد اللہ ابن مسعود اور زید ابن ثابت رضی اللہ عنہم کا انکی دلیل ہے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حقیقت ہے اسی واسطے بھائی بہن دادا کے ہوتے ورثہ نہین پاتے اور دادا سب مال لیتا ہے اور قول حضرت صدیق اکبر اور حضرت

یوسف چاہ مین ڈلانے گئے تو حشرات الارض وہوام نے عزت وحرمت کی اورکسی طرح کی تکلیف نہین دی
اور بعضے ملک نفس بیان کرتے ہین کہ زلیخا کے فریب مین نہین آئے اور بعصمت الٰہی محفوظ رہے اور
بعضے ملک ہمت بتلاتے ہین کہ زندان عصیان ومحنت حبس شہوت نفس پر قبول کی اور بعضے ملک
نبوت لکھتے ہین کہ اٹھارہ برس کی عمر مین نبی ہوے اور بعضے ملک آخرت تجویز کرتے ہین یعنے دیانت
ومروت وانسانیت سے اپنے بھائیون پر فائق ہوے اور بعضے ملک الجود بیان کرتے ہین کہ آنکے زمانے
مین کوئی شخص اُنسے زیادہ سخی نہ تھا اور بعضے ملک شفقت کہتے ہین کہ باوجود ثروت وغنا ایام قحط مین
خود بھوکے رہتے تھے تاکہ فقرا ومساکین کے حال سے غفلت نہ ہو اور بعضے ملک عدل مراد لیتے ہین کہ
سال قحط مین فقیر وامیر اور مقیم ومسافر اور قریب وبعید اور اجنبی وشناسا کو برابر جانتے تھے اور امام فخرالدین رازی
نوراللہ مرقدہ فرماتے ہین کہ مراتب موجودات تین ہین یا مؤثر محض ہے کہ اصلا متاثر نہین ہوتا وہ تو حضرت
حق ہے یا متاثر ہے کہ ہرگز مؤثر نہین ہوتا وہ عالم اجسام ہے کہ جملہ قابل تشکیل وتصویر ہین اور صفات مختلفہ کو
اعراض متضادہ سے متصف لیکن کسی وجہ سے کسی چیز مین اثر نہین کرتے اور ایک قسم اور ہے کہ من وجہ مؤثر و
من وجہ متاثر وہ عالم ارواح ہے کہ خاصیت جواہر ارواح کی یہ ہے کہ جناب الٰہی سے اثر قبول کرتی ہین اور نور
جلال سے متاثر ہوتی ہین اور عالم اجسام مین تصرف کرتی ہین اور اس تقدیر پر تعلق روح کا عالم اجسام
مین تصرف وتدبیر ہے اور تعلق بعالم الٰہیات بعلم معرفت پس یہ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا رب
قد آتیتنی من الملک گویا اشارہ تعلق روح بعالم اجسام فرمایا اور یہ جو علمتنی من تاویل الاحادیث کہا گویا کنایہ ہے
عالم الٰہیات اور تعلق حضرت خالق لایزال سے اور ہرگاہ ان دونون قسم تعلق کو کمال ونقصان وقوت و
ضعف وجلا وخفا مین نہایت نہین ہے پس روح کو بقدر استعداد بمقدار متناہی اس فائدہ سے کہ عبارت
تاثیر وتاثر سے ہے حاصل ہوگا نہ کہ مجموع ولہذا کلمہ من تبعیضیہ ایراد فرمایا کہ قد آتیتنی من الملک وعلمتنی من
تاویل الاحادیث اور یہ جو فرمایا انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ سو حاصل اسکا یہ ہے کہ تو وہ خدا ہے کہ تونے اصلاح
امور دینویہ کی بعرفان فرمائی اور انجاح مہمات اخرویہ کی بغفران اور دنیا وعقبیٰ مین تو ہی متولی کافی وبس ہے
اور کسی کی حاجت نہین اور حالت حیات وممات مین جملہ مہمات کے واسطے تیری ولایت کفایت کرتی ہے اور
ارباب تحقیق فرماتے ہین کہ ولی وہ ہے کہ اپنے دوستون کو بےعلت دوست رکھے اور بصد ذلت اپنی درگاہ سے
دور نہ کرے اور بعضے کہتے ہین کہ ولی وہ شخص ہے کہ بعضون دوستون کو سیاست سے ادب دے اور قلوب عارفین
کو بجراست تہذیب عطا کرے اور ولایت حق کی اپنے بندے سے دُنیا مین یہ ہے کہ مین اسکی اطاعت پر
دلالت فرماوے اور آخرت مین سایہ رحمت مین رکھے اور دنیا مین مشغول نہ کرے اور عقبیٰ مین مملکت جنت سے
معزول نہ فرماوے اور آخرت مین یہ ہے کہ اپنے نور جمال سے سرفراز فرماوے اور بھی دنیا مین دوستی یہ ہے کہ
سالک کو ریاضت ومجاہدے مین مصروف کرے اور دوستی آخرت یہ ہے کہ اپنے عاشق کو پرتو انوار سے

کہا پہچانتے ہین لیکن بیان نہ کرینگے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ یہ میری قبر و میرا آرامگاہ کر دے سو آواز آئی کہ فعلنا ذلک یا ابن اسحاق تب ملک الموت نے اپنی صورت اصلیہ ظاہر کی حضرت یعقوب نے فرمایا تم کون ہو مجکو تمھاری صورت سے خوف معلوم ہوتا ہے کہا مین ملک الموت ہون فرمایا کہ ملاقات کے لیے آئے ہو یا قبض روح کو کہا زائراً و قابضاً فرمایا مرحبا بامر اللہ و لقائہ اور کیفیت نزع و روح شروع ہوئی اس حال مین حضرت یعقوب نے فرمایا کہ اے عزرائیل میرے یوسف کی روح آسانی سے قبض کرنا اور لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک کہکر واصل حق ہوے حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام نے غسل دیکر کفن پہنایا اور دفن کیا پھر حضرت جبرئیل ع نے بحکم خدا حضرت یوسف علیہ السلام سے سلام الٰہی کہا اور یہ خبر بھی پہونچائی اور ناقہ کو ایک فرشتے نے پکڑ رکھا جب حضرت جبرئیل علیہ السلام خبر کہہ چکے تب ناقہ پہونچا اور اسنے بقدرت الٰہی زبان عبری مین السلام علیک یا یوسف کہکر عرض کیا کہ اے یوسف تمھارے باپ نے سلام کہا ہے قیامت تک کا اور تمسے راضی ہے حضرت یوسف علیہ السلام روئے اور اونٹنی بھی روئی غرض تین دن حضرت نے غم کیا اور فرشتون نے رسم تعزیت ادا کی اس غم مین حضرت یوسف نے فرمایا رب قد آتیتنی من الملک و علمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السموات و الارض انت ولیی فی الدنیا و الآخرۃ توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین یعنے اے رب تونے دی مجھکو کچھ حکومت اور سکھایا مجکو کچھ پھیر باتونکا اے پیدا کرنیوالے آسمان اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا مین اور آخرت مین موت دے مجکو اسلام پر اور ملا مجکو نیکبختون مین یعنے مین نے علم کامل پایا اور دولت بھی کامل پائی اب مجکو شوق ہوا ہے اپنے باپ دادا کے مراتب کا تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ جب وفات اسرائیل علیہ السلام تیئیس برس گذرے اور نعماے ظاہری اس عالم کے حضرت یوسف علیہ السلام کے حق مین کمال کو پہونچے تو حضرت یوسف نے بھی حق تعالے سے دین اسلام پر موت چاہی تا کہ نعمت اس عالم کی تمام و کمال حاصل ہو اور مورخین نے تواریخ مین لکھا ہے کہ جب ریان ابن ولید کہ بادشاہ مصر تھا بتوفیق الٰہی اور دعوت حضرت یوسف صدیق نبی علیہ السلام با ایمان مرا تو ایک کافر بنی اعمام بادشاہ سے قابوس ابن مصعب نام تخت سلطنت پر بیٹھا و رسوم فراعنہ و عمالقہ اسنے از سر نو جاری کئے یوسف علیہ السلام نے ہر چند ان افعال و اعمال سے نہی فرمائی پر اسنے حکم یوسف پر عمل نہ کیا اور نبوت صدیق سے انکار کرنے لگا کہ حضرت یوسف اسکے ایمان سے مایوس ہوے تب اللہ سے موت کی دعا مانگی اور فرمایا رب توفنی مسلما اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت یعقوب کو دفن کرکے چالیس دن بعد بیت المقدس سے مصر مین آئے تو فرمایا رب توفنی مسلما

فائدہ تفسیر ملک مین اختلاف ہے بعضے بادشاہی حکم مراد لیتے ہین اور بعضے حسن و جمال خیال کرتے ہین اور بعضے ملک النسب تجویز کرتے ہین کہ فہو الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم اور اہل دل ملک قلوب مراد رکھتے ہین کیونکہ حضرت یوسف سب دلون کے محبوب تھے بلکہ حاضرین مجلس صورت دیکھتے بیتاب ہو جاتے تھے اور غائب خبر حسن و جمال سنکر تڑپتے تھے اور بعض علما کہتے ہین کہ ملک احترام مراد ہے کہ ہر گاہ

وفات ہوئی تو افرائیم نے آواز غیب سے سنی کہ یوسف کو بعد تجہیز و تکفین نہر قیوم پر لیجا چنانچہ افرائیم نے ویسا ہی کیا جب تابوت نہر پر پہونچا تو پانی اُسکا دو حصے ہو گیا اور ایک قبر طیب تیار ہوئی اُسمین تابوت مبارک رکھ دیا اور پانی بدستور جاری ہو گیا اور اخبار الدول مین ہے کہ جب وفات یوسف علیہ السلام کی ایکسو دس برس کی عمر مین ہوئی تو اہل مصر نے اختلاف کیا بعض رئیسون نے کہا ہمارے محلے مین مزار ہو اور بعض نے کہا ہمارے اس رد و بدل مین قریب تھا کہ نوبت قتال پہونچے آخر کار از روے صلح یہ قرار پایا کہ دریاے نیل مین دفن ہون تاکہ اُس پانی سے تمام اہل مصر کو برکت ملے چنانچہ ایک تابوت سنگین مرمر مین رکھکر وسط نیل مین جانب مدینہ منیف دفن کیا اُس جگہ ایک مسجد بھی ہے اور ایک روایت ہے کہ قبل وفات حضرت یوسف نے خواب دیکھا کہ ایک قافلہ جنگل مین آیا ہے اُسمین والدین آنجناب بھی ہین اور میدان مین گشت کر رہے ہین اور پکارتے ہین کہ یوسف جلد آ ہم تجھے تلاش کرتے ہین اُسی وقت آنجناب چونک پڑے اور دعا کی توفنی مسلماً اُسی دم حضرت عزرائیل تشریف لائے آنجناب نے اُنکو دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا عجل عجل فانے مشتاق الی ابوی اور بھائیون سے عذر کیا اور یہودا کو خلیفہ کیا اور فرمایا کہ میرا تابوت یہان نہ رکھنا شام مین پہونچا دینا اور جب تمکو یہان سے نکلنا پڑے تابوت کو ساتھ لیجانا پھر زلیخا کو طلب کیا حضرت جبرئیل نے کہا اس وقت معاف کیجیے ایسا نہ ہو آپکا دل اُس طرف متوجہ ہو جائے تب پوچھا وہ کہان ہے فرمایا محراب عبادت مین پڑی روتی ہے اور کہتی ہے الٰہی میری جان یوسف کی جان سے ملا دے کہ مجکو تاب مفارقت نہین ہے فرمایا اگر مجھے نہ دیکھیگی تو حسرت مین رہیگی حضرت جبرئیل نے کہا اللہ صاحب اسکو صبر عطا فرماوینگے بعد اس گفتگو کے حضرت جبرئیل نے سیب جنت دیا اُسکی خوشبو سے حضرت نے وفات پائی تو بھائیون نے رونا شروع کیا زلیخا آواز سنکر دوڑی لوگون نے کہا صبر کرو یوسف نے وفات پائی زلیخا سنتے ہی بیہوش ہو گئی کہ تین دن ہوش نہین آیا یہانتک کہ اہل مصر نے رود نیل مین دفن کیا جب ہوش آیا تو مزار شریف پر چندے بگریہ و زاری مشغول رہی اور وفات پائی مگر محدثین کے نزدیک زلیخا نے حضرت یوسف کے سامنے وفات پائی تھی چنانچہ کعب احبار سے روایت ہے کہ تین روز بعد فوت زلیخا یوسف علیہ السلام نے وفات پائی اور اُسی وقت سے آنجناب نے تبسم نہین فرمایا اور تفسیر کبیر مین حضرت امام حسن علی آبائہ و علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر فرماتے تھے کہ یوسف ہفدہ سالہ تھے جب چاہ مین ڈالے گئے اور اسّی برس قید و حبس و حکومت مین رہے اور بعد ملازمت پدر بزرگوار تیئیس برس اور زندہ رہے اس حساب سے عمر شریف ایکسو بیس برس کی ہوئی کذا فی العرائس اور محمد ابن اسحاق کے نزدیک ایکسو اٹھارہ برس کی عمر ہوئی اور توریت مین ایکسو دس برس کی لکھی ہے کذا فی اخبار الدول اور بعضے ستّو برس اور بعضے ایکسو پندرہ بھی بیان کرتے ہین اور کلبی کے نزدیک ایام فراق بائیس برس ہین اور عبد اللہ ابن عباس سترہ برس فرماتے ہین و بقول سدی ابن یحییٰ ملک ستھتر و بہ نقل حسن بصری اور ایک جماعت تابعین اسّی برس

سرفراز فرماوے اور ثمرہ دوستی کا یہ ہے کہ بندے کو مسلمان مارے اور فائدہ دوستی آخرت مین یہ ہے کہ اپنے بندے کو بہشت مین داخل کرے اور دوستون سے ملاوے اور یہ جو حضرت یوسفؑ نے اول ثنا حضرت حق فرمائی اور پھر کہا توفنی مسلما حقیقت اسکی یہ ہے کہ ارباب معرفت جب حضرت حق سے حاجت چاہتے ہین تو اول ثنائے الٰہی کرتے ہین پھر اپنی حاجت عرض کرتے ہین سو حضرت یوسفؑ نے اول کہا رب قد آتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ پھر عرض کیا کہ توفنی مسلما اور یہ طلب وفات مستغراق بات پر تھی کہ حضرت یوسفؑ کو اشتیاق اپنے باپ دادون کی ملاقات کا ہوا تھا اور لحوق کسے بلا موت بشرط اسلام ممکن نہ تھا سو سطے اس طرح استدعا فرمائی اور بعضے کہتے ہین کہ طلب موت نہین فرمائی بلکہ یون کہا تھا کہ اذا توفیتنی فتوفنی مسلما یعنے مقصود یہ تھا کہ جب اجل معہود آوے تو اسلام پر وفات ہو القصہ مفسرین و مورخین لکھتے ہین کہ جب دعا یوسف صدیق علیہ السلام کی قبول ہوئی اور حضرت کو یقین ہوا کہ وفات قریب تر ہونیوالی ہے تو بھائیون کو بلا کر وصایا فرمائے و خطبہ وداع پڑھا اور یہودا کو امیر و سردار بنی اسرائیل گردانا اور بنی اسرائیل کو بانقیاد امر و نہی و اطاعت فرمان یہودا مامور فرمایا جب اولاد یعقوبؑ نے وصیت قبول کی تو فرمایا کہ جبتک تم لوگ ملت ابراہیم پر مستقیم ہو گے اور متابعت آبا و اجداد مین ثابت قدمی کرو گے تم مین برکت رہیگی مگر میرے بعد تھوڑے دنون کے گذرنے پر ایک بادشاہ ستمگار ظالم قہار اسباط عمالقہ و قبط سے مصر مین ہوگا اور دعوائے ربوبیت کریگا اور چار سو برس تک اُسکو حق سبحانہ فرمان روائی مین فرصت دیگا اور تمام بنی اسرائیل کو اپنی عبودیت و بندگی مین کھینچے گا پھر جب اُسکی شوکت نہایت کو پہونچے گی تب اولاد لاوی ابن یعقوبؑ سے ایک پیغمبر دین پرور موسیٰؑ نام مبعوث ہو کر اُس بادشاہ کو فنا کریگا یہ اشارہ فرعون کی طرف فرمایا اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے موت مانگی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وقت موت نہین پہونچا ہے کیونکہ جبتک تم سے اور بھائیون لڑکون و پوتون سے چھ سو آدمی پیدا نہ ہوینگے وعدۂ وصال ایفا نہ ہوگا لہذا انجناب نے اہل مصر کو دعوت اسلام شروع کی اور چالیس ہزار آدمی کے قریب حضرت کی اولاد اور حضرت کے بھائیون کی اولاد مین ہوئے تب مصر سے دس کوس باہر نکل کر خیمہ ڈالا اور رہنے لگے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکے کہا کہ اسی جگہ ایک شہر آباد کیجئے اور اُسکا نام مدینۃ الحرمین رکھیے اور اپنی بود و باش یہین پر اختیار کیجئے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک شہر آباد فرمایا اور وہین رہنے لگے اُس جگہ پانی نہ تھا تب لوگون نے عرض کیا کہ پانی یہان سے دور ہے کس طرح بسر ہوگی لہذا حضرت یوسفؑ نے دعا کی کہ حضرت جبرئیلؑ نے بحکم خدا ایک نہر دریائے نیل سے مدینۃ الحرمین مین پہونچائی اور بعض کے نزدیک جب وفات قریب ہوئی تو حضرت نے افرائیم فرزند اکبر سے وصیت فرمائی کہ تابوت ہمارا رود نیل مین رکھ دینا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جب تک غیب سے آواز نہ آئے دفن نہ کرنا اور وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ جب

پانچ بیٹے ہوے اور اسحاق و بہتر ہزار چار سو مرد مقاتل ہوے حاکم اُنکا یحشون ابن عمیا تھا اور لاوی کے ایک بیٹا ہوا ذریت بائیس ہزار ہوے سردار قوم الصافان ابن عزنا ئلی تھا اخبار الدول مین ہو کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر مین تشریف لائے تو کل بہتر آدمی تھے لیکن جب حضرت موسیٰ کے ساتھ اولاد اُنکی مصر سے نکلی تو سوائے لڑکون اور بوڑھون کے چھ لاکھ پانچسو پچہتر آدمی تھے اور کل ذریات یعقوب ایک کرور ایک لاکھ تھی صحیح ہو کہ یہ کثرت اولاد کی تمام عالم مین کسی کی نہین ہوئی واللہ اعلم بالصواب

تفریح سیزدہم در احوال حضرت ایوب علیہ السلام

بعض اہل سیر نے حضرت ایوبؑ کو بعد حضرت شعیبؑ اور بعض نے بعد سلیمانؑ کے ذکر کیا ہو لیکن صحیح یہ ہو کہ بعد حضرت یوسف کے تھے ابو علی طبرسی نے مجمع البیان مین لکھا ہو کہ ایوبؑ بن موص ابن ازخ ابن روم ابن عیصؑ بروایتے عیصو ابن اسحٰق علیہ السلام اور والدہ شریفہ اُنکی دختر حضرت لوط علیہ السلام اور زوجہ مسماۃ رحمہ بنت افرائیم ابن یوسف وہو الصحیح اور بعضے کہتے ہین کہ ایوبؑ ابن تاخور ابن موص اور زوجہ مسماۃ ماخیر بنت میشا ابن یوسف علیہ السلام اور عند الاکثر ایوبؑ ابن موص ابن عیص اور زوجہ مسماۃ لیا بنت یعقوب علیہ السلام اور بعض کے نزدیک ایوبؑ ابن موسے ابن رویل ابن یعقوب علیہ السلام وہو غیر صحیح اور اخبار الدول مین ہے کہ آنجناب تھے طویل القامۃ عظیم الراس مجعد الشعر حسن العینین قصیر العنق غلیظ الساقین والساعدین مکتوب علی الجبہۃ الشریفۃ المبتلے الصابر اور زوجہ آنجناب با نند اپنے جدامجد کے حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ تھین الغرض حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد ہوئی نہایت صالح و پرہیزگار مستثنائے روزگار اللہ جل شانہ نے اہل تنبیہ کا جو کہ متعلقات جولان سے ہے اور حوالی دمشق دہابہ واقع ہو نبی کیا اور اکثر زمین زراعت کو بخشی اور غلام و کنیز خدمت کو عنایت کیے بی بی کو مطیع و فرمانبردار کیا اور دواب و مویشی سواری و کشتکاری کو مرحمت فرمائے کہ ہر دم و ہر لحظہ شکر و سپاس مین بسر کرتے اور معارف مین منزل ایوبؑ شہر اثنیہ اراضی شام مابین دمشق اور رائیہ لکھا ہو وہب ابن منبہ سے معالم مین روایت ہو کہ اللہ نے حضرت ایوبؑ کو بکریان اور گائین اور اونٹ سات سات ہزار عنایت کئے اور ہر ایک جانور پر ایک ایک غلام چرانے کو دیا اور ہر ایک غلام کے عیال اطفال و زر روزینہ و نقد و جنس بکثرت تھے اور حضرت ایوبؑ کو ایسا اخلاق عطا کیا کہ تنور مہمانی کا ہمیشہ گرم رہتا کہ ہر یتیم و مسکین محتاج ان نعمت سے نوالہ فیض حاصل کرتا تھا باایہمہ شب و روز عبادت کیا کرتے اور فوکر منعم مین مصروف رہتے دنیا کا کام کمتر کرتے عقبیٰ کی طرف متوجہ رہتے تین شخص حضرت ایوبؑ کے یارون مین بڑے بوڑھے تھے الیفن یمنی و بلیدو صافر ایکدن ابلیس آسمان پر گیا تو سنا فرشتون کو استغفار کرتے ہوے حضرت ایوبؑ کے حق مین یا آتش حسد اُسکی بھڑکی سوا سنے دعا مانگی کہ یا الٰہی ایوبؑ تیرا بندہ صحت و عافیت و کثرت اولاد کے سبب سے

مگر سلمان فارسی و اکثر علما فرماتے ہین کہ زمان ہجران و فراق چالیس برس تھا اسی قول پر اہل تاریخ کو عتماد ہی و بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ حضرت یوسفؑ نے سات برس کی عمر مین خواب دیکھا اور سترہ برس کے تھے کہ بلائے چاہ مین مبتلا ہوے اور اتھارہ برس کی عمر مین وحی ہوئی اس طرح و لتنبئنہم بامرہم ہذا وہم لایشعرون یعنی تو بتاویگا اُنکا یہ کام اور وہ نہ جانینگے معجزات و خرق عادات آنجناب اکثر تھے از انجملہ تعبیر رویا و خواب ہی از انجملہ جب قابوس ابن مصعب بادشاہ کو و بروایتے کسی اور سردار کو دعوت ایمان فرمائی تو اُسنے کہا اگر یہ درخت خشک سرسبز ہوجائیگا تو ایمان لاؤن حضرت نے دعا فرمائی کہ وہ درخت سرسبز ہوگیا اور بروایتے ہر برگ درخت بھی برنگ گوناگون ہوگئے از انجملہ ایک لڑکا کسی امیر کا اندھا ہوگیا بلکہ صحیح یہ ہی کہ اندھا مادرزاد تھا اُسنے وقت دعوت ایمان کہا اگر یہ بینا ہوجائے تو ایمان لاؤن حضرت یوسفؑ نے دعا فرمائی کہ وہ بینا ہوگیا اور پیشہ حضرت یوسفؑ کا لڑکپن مین تجارت تھا یعنے اپنا مال امینون کو سپرد کرتے تھے اور نفع مین شریک ہوتے تھے اور جب وزیر مصر ہوے تو سواے اداے مراسم وزارت کسی اور حرفے مین مشغول نہ ہوتے تھے اہل تاریخ لکھتے ہین کہ بعد وفات آنجناب مصر مین دین و آئین کا فساد برپا ہوا اور سحر و کہانت نے رواج پکڑا اور اسباط حضرت یعقوب علیہ السلام مین سلاطین مفسدین ظاہر ہوے تب اللہ جل شانہ نے موسے ابن میشا ابن یوسفؑ کو پیغمبر کیا یہ معاملہ دو سو برس پیشتر از بعثت حضرت موسی ابن عمران واقع ہوا ہی اور اہل کتاب نے گمان کیا ہی کہ موسے بن میشا صاحب خضر تھے مگر عامہ علما فرماتے ہین کہ موسی ابن عمران تھے کذا فی اخبار الدول والعہدۃ علی الراوی پوشیدہ نہ رہے کہ اکثر اہل تاریخ اولاد حضرت یعقوبؑ کو پیغمبر مرسل کہتے ہین اور لکھتے ہین کہ اسباط تین سو تیرہ تھے کہ اپنے احفاد و اعقاب کو ہدایت کرتے تھے مگر صحیح یہ ہی کہ سواے حضرت یوسف علیہ السلام کے کوئی پیغمبر نہین ہوا تتبع کتب سے معلوم ہوتا ہی کہ روئیل ابن یعقوبؑ کی اولاد چار نفر تھے لیکن جب حضرت موسے علیہ السلام نے بیس برس سے اونچے اور پچاس برس سے نیچے شمارہ اوسکے مین شمار کرائے تو اُنکے ذریات چھیالیس ہزار مرد مقاتل برآمد ہوے اور سردار قوم اہل صوری بن سدی تھا اور شمعون کی اولاد صلبی بھی اسیقدر تھی لیکن ذریت باسٹھ ہزار آٹھ سو سپاہی نکلے اور افسر انکی غیل ابن عمی تھا اور زبالون کے تین بیٹے تھے لیکن ذریت چھپن ہزار چار سو مرد جرار اور بزرگ و افسر آنکی آدی خیلون تھا اور نفتالی کے چار بیٹے تھے اولاد و ذریت ترپن ہزار چار سو مرد نکلے رئیس اُنکا جیرع ابن عنبان تھا اور آشر کے بھی چار پسر ہوے مگر ذریت اکتالیس ہزار پانسو مرد نکلے اور شریف القوم رعایل ابن عجران تھا اور جاد کے چھ فرزند مگر ذریت اکتالیس ہزار چھ سو پچاس مرد ہوے رئیس اُنکا یاصاف ارغوائیل تھا اور شمعون کے چار پسر لیکن اعقاب انسٹھ ہزار تین سو مرد ہوے سردار اُنکا سلوم ابن صوری تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے دو بیٹے ایک دختر ہوئی مگر ذریت بہتر ہزار پانسو مرد مقاتل نکلے رئیس القوم شلاح ابن عمہود تھا اور کمل ابن براصو شریک رئیس تھا اور بنیامین کے تیرہ بیٹے ہوے اور ذریت پینتیس ہزار چار سو مرد نکلے شریف القوم عمیہود تھا اور یہودا کے

اولاد سے اسکو اطمینان حاصل ہے اگر مجکو اولاد پر تسلط تام حاصل ہو تو امتحان کرون کیونکہ یہ مصیبت ایسی ہے کہ انسان اسکو اوٹھا نہین سکتا حکم ہوا کہ تو اولاد پر مسلط کیا گیا چنانچہ وہ کم بخت زمین پر آیا اور دیکھا کہ دس نفر اولاد یعنے سات بیٹے و تین بیٹیان بقول وہب ابن منبہ و بقول صحیح تیرہ یعنے سات بیٹے تھے بقول ابن عباس و ابن یسار اور چھ بیٹیان سوائے اونکے لونڈیان وغیرہ اکثر آدمی ایک حویلی مین اپنے کام مین مصروف تھین اوسنے اوس حویلی کو ہلا دیا اور بیخ و بن سے زمین پر گرا دیا کہ سب لوگ اوسمین دب مرے اوسپر یہ ظلم کیا کہ لڑکون کے پیٹ پتھرون سے پھاڑ ڈالے اور اونکی ہڈیان توڑ ڈالین مگر ایک بی بی حضرت کی باقی رہین وہ بھی غم و الم سے بیجان تھین اور معائنہ واردات سے پریشان بعد ازان ابلیس بصورت ایک مرد معلم حکمت کے آیا اور تمام حال واقعہ کہنے لگا جب لڑکون کے مارے جانے کا حال کہا تو بمقتضاے بشریت آنجناب کو کسی قدر رقت آئی وہ مردود اسقدر بے صبری کو غنیمت سمجھا اور جانب آسمان روانہ ہوا تا کہ فریاد و فزع کی کیفیت حضرت حق مین التماس کرے مگر حضرت نے فی الفور توبہ فرمائی اور فرشتون نے قبل پہونچنے شیطان سے ندامت و توبہ درگاہ لاابالی مین پہونچائی ناگزیر وہ مردود طاغی پشیمان ہوا اور کچھ بھی نہ کہہ سکا عرض کیا کہ یا الٰہی ایوبؑ کا دل ہلاکت مال و اولاد سے بھی نہ لوٹا کیونکہ اسکو تیری عنایت و کرم پر تکیہ ہے اور جانتا ہے کہ پھر مال و اولاد تیری عنایت سے مل سکتا ہے اب یہ درخواست ہے کہ مجکو ایوبؑ کے جسم مبارک پر تسلط حاصل ہو ارشاد ہوا کہ سوائے زبان و دل کے تمام جسم پر تسلط اپنا ظاہر کر سبحان اللہ جسم کو صابرون کے حق مین عبرت گردانا اور زبان و دل کو اپنی یاد و انزال رحمت کو بچایا پھر ابلیس زمین پر آیا اور حضرت کو سجدہ صلواۃ مین پایا اور کمال سرعت سے زمین مین در آیا اور نفس سمی اپنا آنجناب کے منخرین مین دم کیا کہ تمام بدن سیاہ ہو گیا و از سر تا قدم چھالے پڑ گئے اور خارش کی شدت سے کھجاتے کھجاتے تمام جسم کی کھال گر گئی اور تمام بدن مین کیڑے پڑ گئے اور ایسا تعفن غالب ہوا کہ مردم شہر نے شہر سے نکال دیا کوئی دوست و آشنا نہ رہا صرف بی بی اونکی کہ نعمت مین شریک تھی مصیبت مین بھی حاضر رہی بڑے دوست الیقن و بلدد و صافر تھے وہ بھی ملامت کرتے تھے اگرچہ ایمان اپنا تینون نے ضایع نہین کیا لیکن حضرت کو عاصی جان کر توبہ و ندامت کی تعلیم کرتے تھے اور حضرت اونکو نصایح فرماتے تھے کہ معالم التنزیل مین مذکور ہے اخبار الدول مین ہے کہ اس حال مین آنحضرت فرماتے تھے اللہم ان کان ہذا ضناک فشددہ وان کان من سخطک فاغفر حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سات برس سات شہر مزبلہ بنی اسرائیل پر پڑے رہے اور کوئی شخص سوائے صلواۃ رحمہ کے نزدیک نہ آیا وہ غریبہ اس بلا مین بھی اوقات بسر کرتی تھی اور دریوزہ گری سے شب و روز کاٹتی رہی جب حضرت ایوبؑ شکر خدا کرتے تو یہ بھی الحمد للہ علیٰ احسانہ کہتی اور حضرت ایوبؑ اس مصیبت مین بھی کسی دم ذکر حق سے غافل نہ تھے جزع و فزع کا تو ذکر کیا ابلیس نے یہ حالت دیکھکر مضطرب ہوا اور شور مچایا اوسکے یارون نے سبب پوچھا کہا یہ عجب بندہ

حمد مین مشغول ہی اور وفور اموال و ہجوم دواب و زیادت عبید و اماء سے شکر مین مشغول ہی اگر یہ سب نعمتین اُس سے چھین لیجائین تو ہرگز شکر و حمد نکرے ارشاد ہوا کہ ایوبؑ میرا بندہ مقبول ہی اور عبادت و شکر مین مجبول کسی حال مین ہو یا کسی بلا مین مبتلا کیا جائے محک امتحان مین کامل العیار نکلا ابلیس نے کہا اگر مین اُسپر مسلط ہون تو امتحان کامل کرون فرمایا مضائقہ نہین مین نے تجھے اُسکے ظاہر بدن پر مسلط فرمایا سو وہ مردود اُسیوقت زمین پر آیا اور اپنے اعوان و انصار کو جمع کیا اور پوچھا تمکو کچھ طاقت و قوت ہو تو مین تمکو اموال ایوبؑ پیغمبر پر معین کرون ایک خبیث بولا کہ اگر مجکو معین کیجئے تو اسباب و دواب جلادون ابلیس نے کہا اول اونٹ اور اُنکے چرانے والون کو جلا سو وہ مردود گیا اُسوقت اونٹ حضرت ایوبؑ کے چراگاہ مین تھے جسنے گھاس پر منھ ڈالا مر گیا اور چرانے والے مع عیال و اطفال بھی جل گیا صرف ایک اونٹ بچا اُسپر ابلیس سوار ہوکر حضرت ایوبؑ کے پاس آیا اور حضرت کا یہ حال تھا کہ تمام دن مین کامون مین مشغول رہتے تھے نماز پڑھنے مین یا صدقہ دینے مین خواہ محتاج کے کھلانے مین سو اُسوقت نماز مین تھے ابلیس نے کہا کہ اللہ تعالے نے تمھارے اونٹ جلادیے اور چرواہے مارڈالے صرف مین باقی رہا ہون حضرت ایوبؑ نے فرمایا الحمد للہ حین اعطانی وحین نزع منی ابلیس بولا اللہ نے آگ آسمان سے بھیجی تھی کہ اُسنے جلادیا اِس بات سے اکثر حضار مجلس متعجب ہوے اور بعضے عبادت پر طعنہ زن ہوے اور بعضے خدا کو اور بعض ایوبؑ کو بد کہنے لگے اور بعض بولے جسکی عبادت کرتا تھا وہ ناراض ہوگیا ہی حضرت نے فرمایا تم لوگ خوب جانتے ہو کہ اللہ نے مجھے تنہا پیدا کیا تھا اور تنہا عالم سے اُٹھا دیگا یہان جو کچھ میرے پاس ہی عاریت و امانت ہی پھر امانت کے دینے مین کیا شکایت ہی بلکہ کمال شکر ہی کہ امانت مین خیانت نہین ہوئی اے شتربان اگر تجھمین کچھ سعادت ہوتی تو لباس شہادت تو بھی پہنتا مگر افسوس تو بے نصیب ہے اس بات سے ابلیس نہایت ذلیل ہوکر پھر آیا اور اپنے لشکریون سے کہنے لگا کہ اب کسی کو طاقت ہی ایک دیو بولا کہ اگر مین آواز کرون تو ذی روح کی روح نکل پڑے ابلیس نے کہا حضرت ایوبؑ کی بکریان چرتی ہین اُنپر زور آزمائی کر اُسنے بکریون کے گلے مین کھڑے ہوکر ایک آواز کی کہ سب بکریان مرگئین اور چرانے والے اُنکے بیجان ہوگئے اور ابلیس حضرت ایوبؑ کے پاس آیا آنجناب نماز مین مشغول تھے اُسنے تقریر پارینہ پیش کی اور جواب پایا جیسا اول پایا تھا بہت شرمندہ ہوا اور نہایت پژمردہ پھر اپنے یارون سے کہنے لگا اب بھی کسی کو زور و طاقت ہی ایک عفریت بولا کہ مجھے یہ طاقت ہی کہ جسکے بدن مین ہوا ہوکر لگ جاؤن تو وہ جل کر خاک ہو جائے ابلیس نے کہا حضرت ایوبؑ کے کھیت اور مزارعین کو جلادے تاکہ اُسکا اطمینان قلب باقی نرہے چنانچہ اُس مردود نے کھیت وغیرہ جلادیے کہ نہ کھیت کا نشان رہا نہ کھیت والون کا پھر ابلیس ایک نوکر کی صورت بن کر آیا اور حضرت ایوبؑ کو نماز مین مشغول پایا بعد فراغت اُسیطرح تاسف کرکے احوال کہا حضرت نے وہی جواب دیا جو کہ اول دیا تھا نہایت شرمندہ ہوا اور حیران ہوگیا کہ ایوبؑ کا مال و اسباب کچھ باقی نہین رہا مگر

کرتی ہون وہ نہین اٹھ آتا فرمایا اگر دیکھے تو اُسکو شناخت کرے کہا جو جبر کر دیکھی ہوئی ہی اُسے آدمی اکثر
نہین بھولتا ہی غالب تر یہ ہی کہ پہچان لوگی اگر دیکھو نگی فرمایا میری طرف تو دیکھ رحمہ نے دیکھ کر کہا جب شوہر
میرا بیمار نہ تھا تو ایسا ہی تھا فرمایا مین ایوب ہون جسکو تونے ذبح گوسفند کا امر کیا تھا اُسنے شیطان کا کہنا
نہ مانا کذا لک الروایۃ صحیحۃ اور بعض روایت کرتے ہین کہ جب تین برس بیماری بر گذرے تو شیطان حضرت
ایوب کی زوجہ کے پاس آیا اور کہا مین کون ہون وہ بولین مین واقف نہین ہون کہنے لگا مین خدائے زمین ہون
ایوب تیرا شوہر آسمان والے خدا کی عبادت کرتا تھا سو مین ناراض ہوا اسی لیے مین نے اس بلا مین مبتلا کیا
اگر اب بھی مجھے سجدہ کرے تو صحت پاوے اور اتنا مال و اسباب اولاد پاوے اور جو کچھ مال و اسباب وغیرہ فنا
ہو گیا تھا دکھلایا اُس غمزدہ نے کہا مین ایوب سے کہونگی آخر حضرت ایوب سے یہ حال کہا فرمایا وہ شیطان رجیم تھا
قسم خدا کی اگر اچھا ہو گیا تو سو تازیانے تجھے مارونگا پھر اُسی وقت دعا فرمائی یہ روایت ہی ابن منبہ کی
اور بعض کہتے ہین کہ ابلیس بصورت حکیم ایک صندوق پر از ادویہ مفردہ و مرکبہ سر سڑک پر بساط ڈالکر بیٹھا
اور ہر مرض کی دوا تقسیم کرنے لگا اور ہر طرف سے مسماۃ رحمہ زوجہ ایوب علیہ السلام کی آمد و رفت تھی
ایکدن وہ بھی اس حکیم کے پاس تشریف لے گئین اور اپنے شوہر کا حال بیان کرکے مستدعی دوا ہوئین ابلیس نے
کہا مین تجھے للہ دوا دیتا ہون صرف اسقدر چاہتا ہون کہ جب تیرا شوہر صحت پائے تو اپنی زبان سے
کہے کہ فلان حکیم نے شفا بخشی رحمہ زوجہ ایوب نے کہا یہ تو کچھ بات نہین ہی مین یہ بات کہلا دونگی چنانچہ دوا لیکر
ایوب علیہ السلام پاس آئین اور کیفیت عرض کی حضرت نے فرمایا وہ شیطان ہی تجکو فریب دیتا ہی تونے کیون وعدہ کیا اب
اگر اچھا ہونگا تو سو کوڑے مارونگا قسم ہی خدا کی فائدہ رفع تعارض روایات اس طرح ہو سکتا ہی کہ ابلیس مردود
نے سب طرح کے مکر کئے کارگر نہوے فائدہ مفسرین کو اختلاف ہی کہ ربی مسنی الضر کسوقت آنجناب نے
فرمایا وہب ابن منبہ سے روایت ہی کہ جب زوجہ آنجناب اپنی زلفین بیچ کر روٹی لائین اسوقت فرمایا ہی اور قصہ یہ ہی
کہ وہ بیکس بیچاری محنت مزدوری سے اور گاہے دریوزہ گری سے اوقات بسر فرماتی تھین جب بلا نے طول
کھینچا تو لوگون نے مزدوری دینا اور خیرات کرنا موقوف کر دیا چنانچہ ایک روز کسی نے ایک روٹی بھی خیرات
نہ دی تب زلف کاٹ کر کسی کو دے آئین اور ایک روٹی لائین حضرت ایوب نے یہ حال دیکھ کر فرمایا ربی مسنی الضر
الخ اور بعض کے نزدیک جب کیڑے زخم سے متوجہ جانب قلب ہوئے تو آنجناب کو خوف ہوا کہ اب فکر و ذکر سے
محروم ہو جاؤنگا اسوقت فرمایا ربی مسنی الضر الخ اور عشرت حمیدی مین لکھا ہی کہ وہ تین شخص جو کہ ایمان
لائے تھے حاضر ہوے اور کہنے لگے کہ اگر ایوب باکمال ہوتا تو اس بلا مین نہ پڑتا اسوقت حضرت نے فرمایا
ربی مسنی الضر الخ اور حقائق سلمی مین امام جعفر صادق سے روایت ہی کہ چالیس دن وحی کا آنا موقوف ہو گیا
تب حضرت نے کہا ربی مسنی الضر الخ بعضے کہتے ہین مراد مسنی الضر سے شماتۃ اعدا ہی کیونکہ حضرت ایوب سے
بعد صحت لوگون نے پوچھا اس بلا مین کون امر شدید تھا فرمایا شماتۃ اعدا اگر کہا جائے کہ اس آیت سے او

خدا ہی کہ باوجود اس طرح کی بلاؤن کے صابر و شاکر ہی بلکہ ہر وقت ذاکر ہی سو اب تم میری مدد کرو شاگردون نے کہا وہ مکر و فریب آپ کے کیا ہوے کہ جس سے بڑے بڑے عقلا ہلاک ہوگئے بولا اس شخص کے روبرو کوئی داؤ نہین چلتا اور سچ تو یہ ہی کہ بعض باتین فراموش ہین ایک شاگرد بولا کہ وہ مکر کہان گیا جو حضرت آدم کے خروج کا سبب واقع ہوا تھا ابلیس نے کہا انکی بی بی کی سازش مین کام چلا تھا کہا کہ اب بھی بی بی موجود ہی سو ابلیس خوش ہوا اور اس عفیفہ کی خدمت مین آیا وہ ستم رسیدہ صابرہ دریوزہ گری کو اُٹھی تھی ابلیس نے کہا تمھارا شوہر کہان ہی فرمایا یہ ہی اور کیفیت مرض کی بیان کی وہ کمبخت اس کلام کو حمل بے صبری پر کرکے جزع سمجھا اور وسوسے پر مستعد ہوا اور کہا کہ یہ بیماری رفع نہ ہوگی ہمکو ایوبؑ کی خوبصورتی اور جوانی پر نہایت افسوس ہی اور مال و اسباب کے فنا ہوجانے پر بڑا رنج ہی اس کلام پر وہ بیچاری رونے لگی اب اس کمبخت کو امید بڑی سوئی بالفور ایک بچہ گوسفند پکڑ لایا اور کہا اگر ایوب اسکو میرے نام پر ذبح کرے تو صحت پاوے اس بلا کشیدہ نے بامید صحت لے لیا اور حضرت ایوبؑ کے پاس آئی اور کہا اب نوبت بجان ہی اس گوسفند کو ذبح کرو تو صحت ہو جاوے حضرت نے فرمایا شاید تیرے پاس شیطان آیا تھا دم دے گیا افسوس اتنی مدت بلا پر صبر نہ کرسکی اول تین برس مال و اولاد کے نہ ہونے پر صبر کرتی رہی قسم خدا کی اے رحمہ اگر صحت ہوئی تو سو تازیانے ماروں گا کہ تو نے مجھے ذبح بغیر اللہ کا حکم کیا دور ہو میرے پاس نہ آیا کر اور اب مین تیرے ہاتھ کی چیز نہ کھاؤں گا ناگزیر چلی آئین حضرت ایوبؑ تنہا رہے تب سجدہ کرکے دعا کی

رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین یعنے اے پروردگار مجھکو لگ گیا ہی ضرر اور تو مہربان ہی ارشاد ہوا کہ دعا قبول ہوئی اپنے پیرون کی ایڑی زمین مین رگڑو حضرت ایوبؑ نے ایک پیر رگڑا تو ایک چشمہ آب جاری ہوا اسی مین غسل کیا اور چنگے ہوگئے گویا بیمار نہ تھے بعد ازان چالیس قدم چلے اور دوسرا پیر بحکم الٰہی رگڑا دوسرا چشمہ جاری ہوا اسکا پانی پیا تمام بیماری پیٹ سے نکل گئی اخبار الدول مین ہی کہ جمعہ کے دن صبح کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل علیہ السلام نے پیغام دیا کہ تمکو شفا عطا ہوئی اور مال و اسباب جو فنا ہو گیا تھا عنایت ہوا حدیث شریف مین ہی کہ بعد غسل کے دو جامے جنت سے آئے ایک کو ازار دوسرے کو چادر کیا اور پہنکر کھڑے ہوے تو تمام مال و اسباب و اولاد وغیرہ نظر پڑا اور ایک مکان نہایت مکلف آراستہ نشست و برخاست کو طیار ملا اخبار الدول مین ہی کہ وہ چشمہ اب تک جاری ہی اور مشہور ہی کہ جو بیمار اس مین غسل کرتا ہی صحت پاتا ہی بالجملہ ان سب ماجرا سے مساۃ رحمہ کو اطلاع نہین ہوئی تھی اب خیال آیا کہ بیماری کی بات لائق اعتماد نہین ہوتی گو ایوبؑ نے مجھے نکال دیا ہی لیکن تنہائی سے خوف ہی کہ درندہ نہ لے گیا ہو خبر لانا ضرور ہی سو مضطربانہ اس مقام پر آئین تو وہان ایوبؑ نظر آئے نہ مزبلہ مرادو مرطلاش کیا نشان نہ ملا وہان اور ہی کارخانہ تھا ناچار رو دیں اور واویلا و مصیبتا سے آشنا ہوئین حضرت ایوبؑ یہ حال دیکھ رہے تھے آخر کار رحمہ نے پوچھا کیا تلاش کرتی ہی اور کیون رو رہی ہی وہ بولین میرا شوہر اس مقام پر بیمار پڑا تھا اسی کو تلاش

فرمایا ایکدن ایوبؑ غسل کرتے تھے ایک ٹڈی طلائی گری آنجنابؑ نے اُسے پکڑا تو غیب سے آواز آئی اے ایوبؑ مین نے
تجھے مستغنی نہین کیا ہی ایوبؑ نے کہا یارب یہ تو درست ہی مگر تیری برکت سے بے نیازی نہین ہے اور صحیح بخاری
مین ابوہریرہؓ سے یون روایت ہی کہ ایوبؑ برہنہ نہاتے تھے اُنپر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گر پڑا حضرت لپ
بھر بھر اپنے کپڑے مین رکھنے لگے سو اُنسے کہا اُنکے رب نے اے ایوبؑ کیا مین نے تجھے مالدار اور اس چیز سے
جسکو تو دیکھتا ہی بے پروا نہین کر دیا یعنے تو محتاج نہین ہی پھر کیون اسکو سمیٹتا ہی ایوبؑ نے کہا کیون نہین
تیرے عزت کی قسم ہی کہ مجھے مال کی پروا نہین لیکن تیری برکت وعنایت کی چیز سے کسی حال مین بے پروا نہین
ہو سکتا کہ اسکو سرور مالک کی مہربانی پر ہی نہ مال پر فائدہ اس حدیث سے نکلا کہ برہنہ غسل کرنا درست ہی
اور مالدار کو اگر بے طمع وبے تلاش مال ملے تو اسکو عنایت خدا جان کر لینا توکل کے خلاف نہین ہی بالجملہ
جب اللہ نے حضرت ایوبؑ کو صحت بخشی اور مال ور اولاد دو چند عنایت فرمائی تو آنجناب نے چاہا کہ اپنی
قسم کو سچا کرون اور بی بی کو سو تازیانے مارون چونکہ وہ عفیفہ اس حال پر اختلال کی رفیق تھی اور جیسی نعمت
مین شاکر تھی ویسی نکبت مین صابر رہی اور محض بے تقصیر صرف اضطراب مین ایک سخن کی تقریر کی تھی اللہ نے
فرمایا خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث یعنے لے اپنے ہاتھ مین سیکون کا مٹھا پھر اُس سے مار لے اور قسم
مین جھوٹھا نہ ہو علما کو اختلاف ہی کہ یہ حکم خاص حضرت ایوبؑ کو تھا یا عام ہی امام مالک تخصیص کے قائل ہین
اور امام اعظم وشافعی فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ غلام کو تین لکڑیان مارونگا پھر ایک شاخ سے
جسمین تین شاخین ہون مارے اگر ضربہ تینون کا مختلف پڑے تو قسم سے بری الذمہ ہو جائیگا والا لا کذا
فی نظم الجواہر حقائق سلمی مین لکھا ہی کہ حکایت بیماری حضرت ایوبؑ پر تفصیلاً کوئی دلیل صریح کتاب اللہ
و حدیث رسول اللہ مین نہین ہی بلکہ یہ سب اخبار یہود ہین کہ کعب احبار و ابن منبہ نے بیان کئے ہین صرف
اسقدر ثابت ہی کہ انواع غم مین ایوبؑ مبتلا ہوے اور صابر رہے اور ذکر اُنکا کلام ربانی مین واسطے تعلیم صبر
شکیبائی و تسلی خاطر آنحضرتؐ آیا ہی بعض کہتے ہین جب حضرت ایوبؑ کو صحت ہوئی تو حکم ہوا کہ اہل روم کو
دعوت کر۔ آنجناب وہان تشریف لے گئے جب یوم وفات قریب ہوا تو حومل اپنے ارشد اولاد کو وصی و ولی عہد کیا
وہین وفات پائی بعض کہتے ہین مصر مین مدفون ہین اور بعض بیت المقدس مین اور صحیح یہ ہی کہ موضع ابتلا
مین مدفون ہین عمر شریف بقولے دوسو بیس ۲۲۰ وبقولے دوسو وبقولے ایکسو چار ۱۰۴ وبقولے ترانوے ۹۳ برس
ومدت دعوت ستائیس برس ور صحیح ستر برس بعد صحت کے ہین

تفریح چہاردہم در احوال حضرت شعیب علیہ السلام

ابن جوزی نے شعیب بن عنقا ابن ثویب بن مدین لکھا ہی و ابن اسحق نے شعیبؑ بن میکائیل تحقیق کیا ہی
اور تہذیب الاسما مین شعیبؑ بن میکیل بن یشجب بن مدین ابن ابراہیم ہی اور بعضے اولاد صالح علیہ السلام سے

آیت رب انی مسنی الشیطان سے شکایت و جزع ظاہر ہی پھر انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب یعنے ہمنے
پایا اسکو صابر بہت خوب بندہ وہ ہی رجوع رہنے والا حضرت ایوب کے حق مین کس طرح صادق آتا ہی بعضے
جواب دیتے ہین کہ یہ شکایت نہ تھی دعا تھی کہ فاستجبنا لہ سے ظاہر ہی علاوہ برآن جزع وہ ہی کہ اللہ کا شکوہ
خلق سے کرے نہ یہ کہ اپنا غم و رنج اللہ پر کھولے حضرت یعقوب نے کہا ہی انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ یعنے
مین تو کھولتا ہون اپنا احوال و غم اللہ ہی کے پاس سفیان ابن عیینہ فرماتے ہین جو کوئی شکوہ خلق سے کرے اور
قضائے حق پر راضی ہو وہ بھی اہل جزع سے نہین ہی بحر الحقائق مین ہی کہ بشریت ایوب ضرر سے نالان
تھی اور روح شریف نفخہ الوہیت بلا و تکلیف مین شادان و فرحان تھی سو زبان بشری سے مسنی الضر کہا اور لسان
روحانی نے انت ارحم الراحمین اور لطائف قشیریہ مین ہی کہ یہ کلام بر سبیل اعتراض قضا پر نہ تھا بلکہ عجز صفت
بشری تھا کیونکہ ایکدن حضرت جبرئیل نے پوچھا ای ایوب کیون خاموش ہو فرمایا بحر صبر مین مستغرق ہون
حضرت جبرئیل نے کہا خزانہ باری مین بلا بہت ہی کہ تمکو طاقت برداشت نہو گی عافیت کی درخواست کرو
اسوقت رب انی مسنی الضر کہا کما قال اللہ تعالے فی سورۃ انبیا و ایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر وانت
ارحم الراحمین فاستجبنا لہ فکشفنا ما بہ من ضر واتیناہ اہلہ ومثلہم معہم رحمۃ من عندنا وذکری للعابدین یعنے اور
ایوب نے جسوقت پکارا اپنے رب کو کہ مجکو پڑی ہی تکلیف اور تو ہی سب رحم والون سے رحم والا پھر ہمنے
سن لی پکار اور اٹھا دی جو اسپر تھی تکلیف اور دیے اسکو اسکے گھر والے اور انکے برابر ساتھ ان کے
از روے مہربانی اپنے پاس سے اور نصیحت عبادت کرنیوالون کو وہب ابن منبہ سے روایت ہی کہ تین برس
آنجناب مبتلاے بلا رہے اور کعب احبار نے سات برس سات مہینے سات دن اور حضرت انس سے تیرہ برس
اور ابن شہاب نے اٹھارہ برس روایت کئے ہین اور عبد اللہ ابن مسعود و ابن عباس و قتادہ و حسن و اکثر
اہل تفسیر موافق ظاہر آیت کے فرماتے ہین کہ اولاد پہلی زندہ ہوئی اور برابر اسکے اور عنایت ہوئی اور بعض
کہتے ہین کہ اولاد مردہ زندہ نہین کی مگر اور اولاد اسیطرح عنایت فرمائی اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ اولاد مردہ آخرت کیواسطے آمادہ رکھی اور دنیا میں اور ملی قول اول صحیح ہی اور ضحاک نے
ابن عباس سے روایت کی ہی کہ زوجہ ایوب پھر جوان ہوئین اور چھبیس نفر اولاد اُنسے ظاہر ہوئی اور اسیطرح کی
تونگری اور آسایش و خوش بختی اور انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہی کہ حضرت ایوب کے دو خرمن گاہ
تھے ایک گیہون کا اور ایک جو کا سو اللہ تعالے نے دو ابر بارانی بھیجے ایک نے خرمن گندم مین سونا بھر دیا
دوسرے نے خرمن جو مین چاندی اور بعضے کہتے ہین کہ اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا اسنے حضرت ایوب سے
کہا اللہ نے تمکو سلام کہا ہی سو تم چلو اپنے خرمن گاہ پر چنانچہ آنجناب اسکے ہمراہ ہوے اللہ نے سونے کی
ٹڈیان برسائی کہ تمام خرمن گاہ بھر گیا تب فرشتہ بولا اسقدر کافی ہی یا نہین حضرت ایوب نے کہا کہ یہ لطف الہی
ہی مجکو اس سے سیری نہین ہوتی اور علامہ بغوی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے

اللہ نے تمکو بہت کیا اور آخر کیسا ہوا حال بگاڑنے والون کا اگر تم مین ایک فرقے نے مانا تھا خدا کا حکم
تو تمکو لازم تھا اُنکے شریک ہوتے لیکن تم شریک نہ ہوے تو صبر کرو جبتک اللہ فیصلہ کرے تب جو لوگ
سرکش بدذات تھے بولے کہ ہم تجکو اور تیرے ہمراہیون کو اپنے شہر سے نکال دینگے یا ہمارے دین مین پھر آؤگے
اور اپنے دوستون کافرون سے کہا اگر تم شعیب کی راہ چلے تو بیشک خراب ہوے کیونکہ نفع تمھارا کمی
کیال و میزان مین ہے اور وہ منع کرتا ہے اور ایک جماعت بولی کہ ہمکو قوت و ثروت حاصل ہے پس حق ہمارے
ساتھ ہے اگر مومنون کے ساتھ حق ہوتا تو یہ لوگ توانگر و مالدار تھے صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ کافرون نے
مومنون کو جمع کرکے کہا تم ہمارے دین مین پھر آؤ حضرت شعیب نے کہا ہم کس طرح پھر آوین کیونکہ ہمکو اس
دین سے کراہت ہے اور اگر پھرین تو اللہ کا شریک کرین اور اُسکا شریک واقع مین نہین ہے کیا ہم افترا کرین
اللہ پر جھوٹھ کا ہرچند حضرت شعیب کبھو اُنکے دین مین نہ تھے لیکن کافرون نے بر سبیل تغلیب اس طرح کہا کہ تجکو
اور تیرے ہمراہیون کو شہر سے نکال دینگے اور اُس لحاظ سے آنجناب نے جواب دیا معلوم ہوتا ہے کہ ادعا قوم
شعیب یہ تھا کہ اللہ تعالے نے ہمکو اس طریقہ نامرضیہ کا حکم دیا ہے تب تو اپنے طریق کو ملت سمجھتے تھے
و لہذا حضرت شعیب نے فرمایا کہ یہ محض افترا ہے اگر مومن لوگ تمھارے طریق مین پھرین تو وہ بھی مفتری
ٹھہرین اور ہمکو اللہ نے اُس سے نجات بخشی ہے مگر یہ کہ مشیت ازلی اس سے متعلق ہوئی ہو تو مجبوری
ہے اور جو تم نکال دینے پر تخویف کرتے ہو سو ہم اصلا مضطرب نہین ہوتے اللہ پر ہمارا اعتماد ہے اور اپنا
سب کام ہمنے اُسی پر چھوڑا ہے بعد ازان حضرت نے اُنسے منھ پھیرا اور مناجات شروع کی کہ ربنا افتح
بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین یعنے اے رب فیصلہ کردے ہمارے اور ہماری قوم کے
بیچ انصاف کا اور تو ہی بہتر فیصلہ کرنیوالا بالجملہ اول اصحاب ایکہ پر عذاب نازل ہوا کہ سات شب و روز
ایسی شدت گرمی کی ہوئی کہ چشمون اور کنوون کا پانی سوکھ گیا اور سب لوگ اُس قوم کے سرداوان اور
تہ خانون مین گھس پڑے جب وہان بھی آرام نہ ملا تو جانب جنگل روانہ ہوے اور درختون کی جڑون سے چمٹے اور
شدت حرارت سے خوب پختہ ہوے دفعتہً ایک ابر سیاہ نمودار ہوا اور ہواے سرد چلنے لگی تمام قوم کے لوگ
سائبان سمجھکر اُسی ابر کے نیچے جمع ہوے اور نہایت خوش ہوکے سر دکھانے لگے آخر کار آگ برسنے لگی اور سب
جلکر خاک ہوگئے اور بعضے کہتے ہین کہ جب حرارت کی شدت ہوئی تو حق تعالی نے ایک پہاڑ سائبان
کردانا اُس سے نہایت سرد پانی خوشگوار ٹپکنے لگا اصحاب ایکہ اُسی کے نیچے جمع ہوے تب وہ پہاڑ گر پڑا اُنپر
سب کے سب دب گئے اِس عذاب کا اشارہ سورہ شعرا مین ہے قال اللہ تعالے فکذبوا فاخذہم عذاب
یوم الظلۃ انہ کان عذاب یوم عظیم یعنے پھر اُسکو جھٹلایا پھر پکڑا اُنکو آفت نے سائبان والے دن کی بیشک
وہ تھا عذاب بڑے دن کا کذا فی اخبار الدول نقلا عن ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ عذاب اصحاب ایکہ
کی التجا سے نازل ہوا یعنے اصحاب ایکہ کہا کرتے تھے کہ اے شعیب اگر تو سچا ہے تو کوئی ٹکڑا آسمان سے

کہتے ہین اور صاحب شمس العلوم نے قوم حمیر سے شمار کیا ہے اور والدہ آنجناب مسماۃ میکائیل بروایتے میکیل بنت
لوط تھین لقب انکا خطیب الانبیا تھا اور شیخ الانبیا تھا اور نہایت فصیح اللسان تھے اللہ تعالی نے اہل مدین و
اصحاب ایکہ پر نبی کیا اور بعض کے نزدیک تین گروہ پر مبعوث ہوے مداین ایکہ اصحاب الرس اور ابن کثیر کے
نزدیک مدین و ایکہ واحد ہین اور سدی و عکرمہ کے نزدیک علیحدہ بلکہ عکرمہ کہتے ہین کہ اول اللہ نے اہل مدین
پر نبی کیا جب اہل مدین عذاب صیحہ سے ہلاک ہوے تب اصحاب ایکہ پر بھیجا کہ وہ عذاب ظلہ سے نابود ہوے
اور اصح یہ ہے کہ اصحاب مدین اور ایکہ دو گروہ تھے اصحاب ایکہ بت پرست تھے اور کیل و وزن مین خیانت کرتے تھے
اور درہم و دینار مقلوب و مغشوش چلاتے تھے اور اصحاب مدین انکے شریک جرم تھے اور چند گناہ اور زیادہ کرتے
تھے ازانجملہ رہزنی کہ شام و مصر کی راہ مین گڈھیان بنائی تھین انہی مین چھپے رہتے تھے جب کوئی قافلہ آتا
اسے لوٹ لیتے دوسرے یہ کہ جو کوئی حضرت شعیب کے پاس جاتا اسکو تخویف کرتے تھے کہ وہ باز رہتا تیسرے
غلہ بطریق احتکار جمع کرتے تھے اور عبداللہ حلبی سے روایت ہے کہ اصحاب ایکہ کے بڑے بڑے چار موضع تھے
شعیب و بدا و عز و وقا اور ہر ایک گانون کے متعلق ایک جنگل تھا کہ اسمین درخت ثمردار بکثرت تھے اور اس
قوم مین کئی بادشاہ ہوے ابوجاد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت اور کلمن کی بادشاہت مین حضرت شعیب
مبعوث ہوے ہین سو حضرت شعیب نے دین ابراہیمی پر دعوت شروع کی کہ اے قوم ناپ تول پورا کرو نقصان
سے اور نہ گھٹاؤ لوگونکی چیزین اور زمین مین فساد نہ کرو اور بت پرستی چھوڑو جو کچھ بچ رہے اللہ کا دیا وہ
بہتر ہے تمکو چنانچہ ایک مدت دراز مین سترہ سو آدمی ایمان لائے اور باقی جدال و عناد مین سرگرم رہے اور ایسے
خراب ہوے کہ وقت تخویف انذار کہتے کہ اے شعیب تو جادو مین پھر گیا ہے کسی نے تجھپر جادو کیا ہے کیونکہ تو بھی ایک
آدمی ہے جیسے ہم اور ہم جانتے ہین تو جھوٹا ہے اور جو تو سچا ہے تو ہمپر کوئی ٹکڑا آسمان کا دے مار چونکہ حضرت
شعیب علیہ السلام کو جہاد کا حکم نہ تھا اس سبب سے خاموش ہو رہتے اور تمام دن دعوت کرتے رات کو نماز پڑھتے
سو کفار کہتے یا شعیب اصلوتک تامرک ان نترک ما یعبد اباؤنا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء انک لانت الحلیم الرشید
یعنے اے شعیب تیری نماز نے تجکو یہ سکھلایا کہ ہم چھوڑ دین جنکو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دین کرنا اپنے
مالونمین جو چاہین تو ہی بڑا باوقار نیک چال والا ہے تو حضرت شعیب فرماتے کہ مین نہین چاہتا ہون کہ تمسے
یہ حرکات چھوڑوا کر آپ اختیار کرون بلکہ جس چیز کو منع کرتا ہون وہ مین پہلے سے چھوڑے ہوے ہون مین چاہتا ہون
تمہارا سنوار جہانتک ہو سکے اور یہ بھی سنائے دیتا ہون کہ میری ضد سے ایسا نہ سمجھو کہ تمپر بھی ایسی آفت
آوے جیسے قوم نوح کا طوفان اور قوم ہود کا صرصر اور قوم صالح کا صیحہ اور قوم لوط کا حال تھوڑے دن ہوے ظاہر
ہو چکا ہے بہتر ہے کہ اپنے گناہ بخشواؤ اور عبادت کرو تنکی اور غیر کی پرستش ترک کرو بولے کہ ہم باتین تیری بہتیری نہین
سمجھتے اور تو ہم مین ضعیف نفس کمزور ہے اگر تیرے بھائی بند نہ ہوتے تو ہم تجکو پتھرونسے مار ڈالتے تب حضرت شعیب نے
فرمایا کہ یہ بھائی بندون کا دباؤ تمپر زیادہ ہے اللہ سے جسکو ڈال رکھا تمنے پیٹھ پیچھے فراموش کیا یاد کرو جب تم تھوڑے تھے

شہر مصر مین باڑی فرعون نے ایک درم فی جنازہ مقرر کر دیا اور کہدیا جو کوئی ایک درم دیگا اسکو مُردے کے دفن کی اجازت دونگا ناگزیر بمقتضائے الضرورات تبیح المحذورات مظلوموں نے قبول کیا کہ تھوڑے دنوں میں مالدار ہوگیا اور وزیرون کو رشوت دیکر تمام شہر کا شحنہ بنا بادشاہ مصر اپنی حماقت سے ترقی فرعون مین مصروف ہوا حتی کہ بعد فوت وزیر اعظم کے فرعون کو وزیر کیا پھر جب بادشاہ فوت ہوا تو فرعون باعانت فوج بادشاہ ہوگیا اور ہامان کو وزیر مقرر کیا اور یہ خیال نامعقول ناحق دلمین آیا کہ پیغمبرزادون کو ذلیل و خوار کرنا ضرور ہے تاکہ انکو دعویٰ ریاست نہ رہے اور سبب عداوت یہ ہوا کہ بنی اسرائیل حضرت یوسف علیہ السلام کی مختاری مین شام سے داخل مصر ہوئے تھے اور بسبب غلبہ و شوکت حضرت علیہ السلام کے مردم مصر اعزاز و اکرام کرتے تھے بعد وفات حضرت یوسفؑ کے جب فرعون بادشاہ ہوا تو انکو اعزاز بنی اسرائیل کا بہت شاق ہوا تو اُسنے چاہا کہ بنی اسرائیل کو اہل مصر کی نظرون مین ذلیل کرون تاکہ خیال حضرت یوسف انکو جاتا رہے اور خواہان مداخلت امور سلطنت مین نہ ہون رفتہ رفتہ یہ ظلم کیا کہ بنی اسرائیل کو گویا چمار قرار دیا بعد تسلط کامل اُسکو یہ خبط سمایا کہ اب دعویٰ خدائی کرے ہامان نے کہا کہ یہ دعویٰ ہونا ممکن ہے کہ جب دین ابراہیم علیہ السلام بالکل مٹ جائے اور یہ نہین ہوسکتا جبتک علماے واعظین وعظ و نصیحت سے ممنوع نہ ہون اور علم دین کو کوئی پڑھنے نہ پاوے چنانچہ فرعون نے اِس تدبیر سے علم دین کا پڑھنا پڑھانا بند کیا اور عالمون کو وعظ و نصائح سے روکا آخر کار شریعت یوسفی و ابراہیمی یک قلم جاتی رہی پھر تئیس برس تک قبطیون سے بت پرستی کرائی جب اِس حرکت پر ایک مدت گذر گئی تب اپنی پرستش پر تکلیف دی اور اپنا سجدہ کرانے لگا چالیس برس اسپر بھی گذرے اور قوم قبط اس فعل مین کامل ہوئی بعد اسکے سرداران بنی اسرائیل کو طلب کرکے کہا کہ میرا سجدہ کرو ان سب نے انکار کیا تو اُس مردود نے قتل کرنا شروع کیا اکثر لوگ شہید ہوئے تب ہامان بے سامان نے کہا کہ انکو آج مہلت دیجاوے شاید سمجھ کر قبول کرین لہذا فرعون نے قتل سے ہاتھ اُٹھایا اور یہ حکم دیا کہ زورآور دلاور لوگ پہاڑون سے پتھر لایا کرین اور پانی بھرین اور بیگار کرین اور کمزور و ضعیف گارہ بناوین اور نجاری و حدادی و خاکروبی کرین اور جو کوئی معذور ہو وہ باجزیہ داخل کرے چنانچہ ہر روز ہر شخص مزدوری کرکے وقت غروب آفتاب وہان داخل کرتا تھا ورنہ ایک ماہ کامل باطوق و زنجیر قید رہتا تھا اور عورتون پر یہ دستور کیا کہ سوت کاتین اور پارچہ بافی کرین اور قبطیون کے محلون مین خدمت کو جایا کرین اور خیاطی بھی کیا کرین کہ ایسے ایسے ظلمون سے بنی اسرائیل عاجز آئے مگر دین یوسفی و ابراہیمی سے منہ نہ پھیرا اور فرعون کے دلائل باطلہ کو بوجوہ تو یہ باطل کیا کئے بالجملہ جب ظلم فرعون حد سے گذرا تو لطف خداوندی متوجہ حال مظلومین ہوا اور ارادہ قدیمہ ازلیہ ایجاد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہوا اور مقدمات ظہور انوار نبوت پیدا ہونے لگے از انجملہ ایکدن فرعون نے خواب دیکھا کہ ایک آگ بیت المقدس سے آئی اور قلعہ شاہی پر گری اور یہی آگ نے حوالی مصر و تمام مملکت قبط کو جلا دیا مگر بنی اسرائیل بالکل محفوظ رہے

یوخا بذ بیار ثناۃ تحتیہ بیان کیا ہی اور بعضے یوعا بذ بالعین بعد الوا و بنت شمویل بھی کہتے ہین اور بعضے یحاند بنت مصہر کہتے ہین الغرض انھین کے بطن سے دو بیٹے مبارک و میمون ایک حضرت موسےٰ دوسرے حضرت ہارون علیہما السلام پیدا ہوے اور ایک بیٹی بھی کلثم یا مریم ہوئین مشہور نام اُنکا مریم ہی مگر صحیح کلثم اسواسطے کہ بعض احادیث سے ثابت ہی چنانچہ زبیر ابن بکارنے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجۃ الکبریٰ سے فرمایا تو جانتی ہی کہ اللہ نے نکاح کیا میرا تیرے ساتھ بہشت مین اور مریم بنت عمران اور کلثم خواہر موسیٰ اور آسیہ خاتون فرعون سے خدیجہ نے کہا یہ بات اللہ نے فرمائی ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نعم خدیجہ نے کہا بالرفاہ والبنین کذا فی نظم الجواہر اور بعض روایت مین ہی کہ مبارک باد و لہذا ملا حسین نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی کہ صحیح نام خواہر موسیٰ کلثم ہی اور زوج اُنکے کالب ابن لوفنا تھے اور بروایت صحیحہ کلثم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عمر مین بڑی تھین ولادت با سعادت حضرت موسیٰ و ہارون فرعون مصر کے عہد مین ہوئی اور نام اُسکا ولید ابن مصعب ابن ریان تھا اور بعضے ولید ابن ریان کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ فرعون ولید ابن ریان کا بھائی چچازاد تھا اور بعضے مصعب بن ریان کو فرعون موسےٰ کہتے ہین چار سو برس کی عمر اُسکی تھی چہرہ اُسکا چمکتا تھا اسی سبب سے یہود و نصاریٰ اُسکو قابوس کہتے ہین اور فرعون بادشاہ مصر کا لقب ہی جسطرح قیصر سلطان روم کا اور کسریٰ بادشاہ فارس کا اور خاقان فرمانروائے ترک کا اور تبع بادشاہ یمن کا اور راجہ سلطان ہندوستان کا اور بعضے کہتے ہین کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام فرعون یوسف تھا جب حضرت یوسف کی وفات ہوئی تو وہ مرتد ہوگیا اور تا زمان کلیم اللہ علیہ السلام زندہ رہا مگر صحیح یہ ہی کہ حوالی مصر مین دو گروہ تھے ایک گروہ عمالقہ اولاد عملیق ابن لاذ ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام کہ اس قوم کے لوگ بڑے تن آور و بلند بالا و زور آور و درازی عمر مین مشہور تھے انھین کے سردار کو فرعون بولتے تھے دوسرا گروہ فراعنہ قبط کا تھا کہ یہ بھی منسوب بعمالقہ تھا اول سردار اُنکا سنان بن علوان ابن عبید ابن عوج ابن عملیق ہی اسی نے حضرت سارہ کو ابراہیمؑ سے چھین لینا چاہا تھا دوسرا سردار فرعون ثانی ریان ابن ولید اولاد عمرو ابن عملیق سے تھا اُسنے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کیا اور ریان بھی لایا تیسرا رئیس قابوس بن مصعب ابن ریان تھا کہ اواخر حیات حضرت یوسف علیہ السلام مین تخت سلطنت مصر پر قائم ہوا اور کافر رہا مگر حضرت یوسف کو عہدۂ معینہ پر بحال رکھا یعنے عزیز مصر تھا بعد وفات اُسکے اُسکے ولید نامے بھائی قابوس کا بادشاہ ہوا یہ مردود فرعون عہد موسیٰ علیہ السلام ہی کذا حققہ مولانا ولی اللہ فی تفسیر و نظم الجواہر اور قصص الانبیا فارسی مین کہ بالفعل مشہور و رائج ہی لکھا ہی کہ فرعون اصل مین بلخی تھا سو بطریق سیاحت جانب مصر چلا موضع بوشخنہ مین ہامان مردود سے ملاقات ہوئی وہ بھی ہمراہ ہولیا اور رفتہ رفتہ مصر مین داخل ہوے اور فرعون نوکری کی تلاش مین سلطان مصر کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا افلاس ظاہر کیا اُسنے پوچھا تو کون قسم کی نوکری چاہتا ہی اُسنے کہا مجکو مقبرون کی تحصیلداری عنایت ہو بادشاہ نے مقرر کیا سو یہ مردود گورستان کے دروازے پر جا بیٹھا باتفاق قضا و قدر اُس سال

جب نو مہینے گذرے دردزہ شروع ہوا وہ دائی خبر پاکر آئی اُسی کے سامنے حضرت موسےٰ پیدا ہوئے بمجرد ظہور اُس نور کے وہ دائی عاشق ہوئی اور کہنے لگی کہ مین اِس لڑکے سے نہایت اُلفت رکھتی ہون میرا ہاتھ اسپر نہین اُٹھ سکتا لیکن یہ خبر آخر فرعون تک پہونچے گی تو مین ماری جاؤنگی اب کوئی تدبیر ایسی ہو جسمین یہ لڑکا اور مین ظلم فرعون سے محفوظ رہین حضرت موسےٰ کی ماں نے کہا کہ پڑوس مین ایک شخص نے آج بکری ذبح کی ہی اُسکا گوشت لا اور ایک ہانڈی مین رکھ جب پیادے فرعون کے آوین اُنکو وہ ہانڈی دکھلا کر کہدے کہ اِس گھر مین لڑکا پیدا ہوا تھا مین نے اسکو مارا سو جنگل مین پھینکنے جاتی ہون دائی نے بھی یہ صلاح مناسب وقت جانی جب صبح کو پیادے آئے تو دائی نے وہی حیلہ پیش کیا پیادون کو دائیون پر اعتماد کلی تھا اِس باعث سے بلا تحقیقات کامل پھر کر چلے گئے صبح کو نجومیون وکاہنون نے فرعون کو خبر دی کہ کل رات مین وہ لڑکا پیدا ہوا ہے بلاد زبان حال بنی اسرائیلیان با رباب وچنگ یون نغمہ زن ہی **قطعہ** مژدہ اے دوستان کہ در عالم + نقد شد سیہ بہار ارم خاطر از بس شگفتگی چو گل کرد + ساغر گل ز بادہ شبنم + فرعون نے کوتوال کو طلب فرما کے تاکید بلیغ فرمائی تب کوتوال نے پیادون پر تشدد کیا اور خود تلاش مین مصروف ہوا بعد چند روز کے پیادون نے کہا کہ ہمنے ایک ایک گھر بنی اسرائیل کا ڈھونڈھا ہی کہین نشان نہین ملا صرف ایک گھر البتہ دائی کے اعتماد پر چھوڑا ہی اگر ارشاد ہو تو پھر دیکھ آئین کوتوال نے کہا جلدی جاؤ اور بے تامل گھر مین گھس کر دیکھو اگر کوئی لڑکا چھپا ہوگا ظاہر ہو جائیگا چنانچہ کئی پیادے بلا تامل عمران کے گھر مین گھسے اُسوقت حضرت موسےٰ علیہ السلام اپنی بہن مسماۃ کلثم یا مریم کی گود مین تھے انھون نے پیادون کو دیکھ یہ اندیشہ کیا کہ اگر یہ لڑکا ظاہر ہوا تو سب لوگ مارے گئے اسلیے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو کپڑے مین لپیٹ کر تنور مین کہ آگ سے دہکتا تھا ڈالدیا اور پیادون نے گھر عمران کا ڈھونڈھا کہین پتا نہ لگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ مین کسی طرح کے آثار لڑکے جننے کے نہ پائے اور تنور مین اِس خیال سے نہ دیکھا کہ محل قیام نہین تھا ناچار اپنا سا مُنھ لیکے چلے گئے تب حضرت موسےٰ علیہ السلام کی ماں مریم سے پوچھنے لگین کہ لڑکا کیا ہوا اُسنے عرض کیا کہ مین نے گھبرا کر تنور مین پھینکدیا ہی تنور دیکھا تو آگ سے دہکتا تھا مایوس ہوئین اور رونے لگین یکایک تنور سے آواز آئی کہ اے ستم رسیدہ غم مت کر کہ حق تعالےٰ نے آتش تنور مجھپر سرد فرمائی ہی جس طرح میرے جد ابراہیم علیہ السلام پر سرد کر دی تھی اب متحیر ہوئین کہ تنور سے کس طرح نکالون پھر آواز آئی کہ ہاتھ ڈال کر نکال تب اُسنے نکالا اور ہاتھ کو کسی طرح کا رنج نہ پہونچا اب عمر حضرت موسےٰ کی چالیس دن کی ہوئی اِس عرصے مین کبھو روئے نہین کہ اور کوئی محلے مین خبر پاتا مگر حضرت موسےٰ کی ماں کو یہ تردد ہوا کہ مبادا رو اُٹھین اور فرعون کے پیادے کہ در بدر پھرتے ہین خبر پاوین اور ایک لڑکے کے پیچھے سارے گھر کے آدمی مارے جائین تو اچھا نہین بلکہ یہ بہتر ہی کہ اِس لڑکے کو ایک صندوقچے مین رکھکر دریاے نیل مین ڈالدون شاید جانبر ہو جاوے اور ہم بھی فرعون کے ظلم سے بچے رہین چونکہ یہ الہام غیبی تھا گھر والون نے بھی پسند کیا حضرت کی ماں نے تا مقدور غم کو سب سے

بعد اُسکے ایک رات دیکھا کہ ایک اژدہا محلۂ بنی اسرائیل سے نکل کر دوڑا کہ میں بالاے تخت سے گر پڑا چنانچہ
فرعون نے نجومیوں و معبروں سے تعبیر پوچھی نجومیوں نے کہا کہ ستاروں کی گردش سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نہایت
جلد اولاد حضرت یعقوبؑ سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ بادشاہ وغیرہ اُسکے ہاتھ سے غارت ہونگے اور اس
بات کو تین برس کا عرصہ باقی ہے اور معبروں نے کہا کہ ایک لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا کہ جسکے ہاتھ سے
سلطنت مصر کی خرابی ہوگی بعد چندے پھر فرعون نے ایک آواز سنی کہ بنی اسرائیل پر ظلم نہ کر۔ قریب تر
ایک لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوتا ہے کہ تو اور تیرے لوگ اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہونگے تب فرعون نے کوتوال
کی معرفت ہزار آدمی محلۂ بنی اسرائیل میں مقرر کر دیے اور اُنکے ساتھ ہزار دائیاں کیں کہ گھروں میں جا کریں
جسکے ہاں بیٹا پیدا ہو قتل کریں دو برس خواہ پانچ برس یہ ظلم کیا کہ بارہ ہزار لڑکے قتل کیے گئے اور نوے ہزار
حمل بخوف عزت عورتوں نے گروا دیے۔ بیت: صد ہزاران طفل سر ببریدہ شد ٭ تا کلیم اللہ صاحب دیدہ شد
اس عرصہ میں بنی اسرائیل پر وبا پڑی کہ اکثر جوان بوڑھے اُس قوم کے مرنے لگے قبطیوں کے سرداروں نے فرعون
سے التماس کیا کہ بنی اسرائیل کے مرد تو پیر وبا ہوا اور جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ مارا جاتا ہے گر یہی حال ہے تو نسل بنی اسرائیل
منقطع ہو جائیگی پھر ہمکو خدمتگار و مزدور کہاں ملینگے فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال قتل ہو اور دوسرے سال
امان ملے سال محفوظ میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوے جب دوسرا سال قتل کا شروع ہوا نجومیوں نے
عرض کیا کہ اس سال میں آج وہ لڑکا پیدا ہوگا جسکو تو نے خواب میں دیکھا ہے فرعون سخت مضطرب ہوا اور مقابلے
میں تقدیر کے یہ تدبیر نکالی کہ آج کوئی مرد عورت سے نہ ملنے پائے تو بہتر ہے پھر شہر میں منادی ہوئی کہ آج بادشاہ
قصور بنی اسرائیل کے معاف کریگا سب مرد بنی اسرائیل کے شہر سے موضع اسکندریہ میں حاضر ہوں اور اپنی
عورتوں کو گھروں پر چھوڑیں چونکہ بنی اسرائیل از بس ستم رسیدہ تھے خوشی سے اسکندریہ میں حاضر ہوئے فرعون بھی
آسیہ کو لیکر گیا کہ شاید وہ لڑکا میرے گھر میں پیدا ہو جاے چونکہ لوح تقدیر میں خامۂ ازل نے یہ نعمت غیر مترقبہ عمران
کے حق میں لکھی تھی تو یہ اتفاق ہوا کہ فرعون نے عمران کو اپنے خاص محل کی ڈیوڑھی پر مقرر کیا اور خود سو رہا جب
سب آدمی سو گئے عورتیں بنی اسرائیل کی تماشے کو آئیں اور گشت کرتی ہوئیں فرعون کے خیمہ تک پہونچیں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں بھی اُنکے ساتھ تھیں وہ عمران کے پاس گئیں اُسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام
صلب پدر سے رحم مادر میں تشریف لائے اب نجومیوں نے شور کیا فرعون آواز سنکر باہر نکل آیا پہلے عمران
سے سبب پوچھا اُسنے کہا شاید بنی اسرائیل حضور کی عنایت خداوندی سے وجد کرتے ہیں اگرچہ فی الجملہ مطمئن ہوا
پر تمام رات نہیں سویا صبح کو نجومیوں نے بیان کیا کہ آج شب کو وہ فرخجستہ اختر اوج فلک سے نازل ہوا فرعون
نے کوتوال شہر پر تاکید فرمائی کہ جب کوئی بیٹا بنی اسرائیل میں پیدا ہو بلا اطلاع میری قتل کر کوتوال شہر پھرنے لگا
اور جس کسی کے گھر میں احتمال حمل تھا وہاں دائیاں مقرر کیں اور ماں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اگرچہ حاملہ تھیں لیکن
آثار حمل پیدا نہ تھے الا فرعون کی دائیاں اُنکی بھی خبرگیری کرتی تھیں بلکہ ایک دائی اُنکی احتیاطاً رات کو پاس رہتی

اور فرعون کے پاس پہونچا یا مریم سے مضطربانہ خبر بنی مان سے کہی وہ بیتاب ہو قریب تھا کہ رو دین اور بے صبری سے باہر گھر کے نکل بھاگین اُسوقت الہام ہوا کہ ای ضعیفہ غم مت کر اور میری قدرت کا تماشا دیکھ
چنانچہ سورۂ قصص مین ارشاد ہوتا ہی واوحینا الی ام موسےٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین یعنے ہمنے حکم بھیجا موسیٰ کی مان کو کہ اُسکو دودھ پلا پھر جب تجکو ڈر ہو اُسکا تو ڈالدے اُسکو پانی مین اور نہ خطرہ کر نہ غم کھا ہم پھر پہونچا دینگے اُسکو تیری طرف اور کرینگے اُسکو رسولون مین مفسرین فرماتے ہین کہ یہ باتین حضرت موسےٰ کی مان کے دلمین پڑین یا خواب دیکھا مگر اس آیت سے واضح ہے کہ ابتداے پیدائش سے جو کچھ حضرت موسےٰ کی مان نے کیا تھا سب اللہ کے سکھانے سے کیا تھا اپنی عقل کی کیا حقیقت تھی اور مرادیم سے اِس جگہ رود نیل ہی فائدہ اختلاف ہی مدت رضاعت مین بعضے آٹھ مہینے اور بعضے چار اور بعضے تین مہینے بھی بیان کرتے ہین کہ اِس عرصہ تک حضرت موسےٰ علیہ السلام اپنے گھر مین چھپے رہے نہ روئے نہ حرکت کی اور اپنی مان کا دودھ پیتے رہے علامہ بغوی حضرت ابن عباسؓ سے اپنی تفسیر مین روایت کرتے ہین کہ ان دنون مین فرعون کی ایک بیٹی تھی دوسرے محل سے سو اُسکو سفید داغ کی بیماری تھی ہر چند دوا ہوئی مگر بیماری نہ گئی ایک روز حکیمون اور نجومیون کو جمع کر کے فرعون نے اُسکا حال دریافت کیا نجومیون نے کہا فلان روز وساعت آفتاب کے نکلتے دریاے نیل مین ایک لڑکا تھوڑی عمر کا ملیگا اُسکے منھ کے لعاب سے صحت ہو گی فرعون بوقت معہود مع آسیہ خاتون کنارہ نیل پر ایک مکان مین بیٹھا اور اپنی بیٹی مریضہ کو بھی لے گیا یکایک آفتاب کے نکلتے دریاے نیل موجین مارتا تابوت کلیم لایا کہ وہ تابوت درخت قلعہ شاہی سے اٹکا فرعون نے خادمون سے کہا کہ اِس تابوت کو جلد لاؤ خادمون نے تابوت لیا اور ارادہ کیا کہ اُسکو کھولین نہ کھلا پھر توڑنا چاہا نہ ٹوٹا پھر آگ مین ڈالا نہ جلا تب آسیہ خاتون کہ دل اُنکا نور ایمان سے منور اور مشام جان روائح عرفان سے معطر تھا فرمانے لگین کہ قفل کشا اِس راز نہفتہ کی اور مفتاح فتوح اِس حقۂ سربستہ کی مین ہون اور بسم اللہ کر کے کھولا تو ایک لڑکا حسین وجمیل عنایت ازلیہ سے آراستہ اور لباس جاہ وجلال سے پیراستہ نظر پڑا کہ آسیہ اُسکی محبت مین شیدا اور بزبان حال گویا ہوئی **مثنوی** بحسن وخلق ووفا کس بیار ما نرسد ✝ ترا درین سخن انکار کار ما نرسد ✝ اگرچہ حسن فروشان بجلوہ آمدہ اند ✝ کسے بحسن وملاحت بیار ما نرسد ✝ ہزار نقد بیازار کائنات آرند ✝ یکے بسکۂ صاحب عیار ما نرسد ✝ اور اللہ جل شانہ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا رزق داہنے ہاتھ کے انگوٹھے مین رکھا تھا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اُسی سے دودھ پیتے اور سیر ہو جاتے جب کہ تابوت سے باہر نکلے تو فرعون کی بیٹی نے لعاب دہن لیکر سفید داغون پر ملا اُسی وقت برص دفع ہوا بعضے کہتے ہین کہ وہ لڑکی اندھی بھی تھی مشاہدہ جمال موسوی سے بینا ہوئی تب اُسنے گلے سے لگایا اور فرعون نے بھی خوش ہو کر پیار کیا مگر ہامان بولا کہ یہ وہی لڑکا ہی جس سے نجومیون نے تجھے ڈرایا تھا یہ بھی تیرا اقبال ہی کہ از خود آگیا اب اسکو قتل کر اس وقت حضرت آسیہ کہ بنات انبیا مین تھین اور بعضے کہتے ہین کہ آسیہ بنت مزاحم قبیلۂ لخم سے تھین کہ یمن مین مشہور ہی

پوشیدہ بلایا اور کہا کہ مجھکو ایک صندوقچہ اتنا لنبا چوڑا درکار ہے اُسکے تختے ایسے ہون کہ پانی نہ پہونچے
اُسنے کہا ایسا صندوقچہ کس لیے مطلوب ہے موسےٰ کی ماں نے جو جھوٹھ کہنا اپنی شان کے خلاف سمجھا صاف
صاف کہدیا نجار نے کہا کہ ہم کسی سے نہ کہینگے صندوقچہ بنائے لاتے ہین جب گھر پہونچا تو ایک منادی نے
پکارا کہ جو کوئی اُس لڑکے کا پتا لگاوے بادشاہ اُسکو انعام دیگا سالوم طمع انعام سے کوتوال شہر کے پاس چلا
گھر سے نکلتے ہی اندھا ہو گیا اور پیر اُسکے زمین مین دھنس گئے آواز آئی کہ اگر تو نے کبھی یہ حال کہا تو زمین مین
غرق ہو جائیگا تب توبہ کر کے پھرا اور صندوقچہ فرمائشی تیار کیا علامہ بغوی معالم التنزیل مین حضرت
ابن عباس رضی سے روایت کرتے ہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے ایک بڑھئی سے تابوت کی
فرمائش کی وہ جلادون کو خبر کرنے چلا جب پہونچا تو زبان اُسکی بند ہو گئی ہاتھ سے اشارہ کرنے لگا جلادون
نے کچھ نہ سمجھا دھکے دلا کے نکال دیا گھر مین آیا پھر بولنے لگا دوسرے مرتبہ پھر گیا کہ اب ضرور کہونگا پھر زبان
بند ہو گئی تب کوتوال نے بہت مار ا اور نکلوا دیا جب گھر مین گیا پھر بولنے لگا تیسرے مرتبہ پھر گیا زبان
بند ہوئی اور اندھا ہو گیا اُسوقت سچے دل سے کہنے لگا اگر میری آنکھین و زبان پھر ہو جائین تو کبھو اس
بات کو ظاہر نہ کرون اور ایمان بھی لاؤن اللہ جل ذکرہ نے آنکھین دین اور زبان بھی کھولی اور ایمان دار
بنایا کہ سجدے مین گرا اور مناجات کرتا کہ یا رب اُس بندۂ صالح سے ملاقات کرا دے تو مین ایمان لاؤن اور
تصدیق کرون بعد اُسکے صندوقچہ پانچ بالشت کا بصورت مربع تیار کر کے حضرت موسیٰ کی ماں کو دیا
اور کئی روپیہ اُجرت مین پائے اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی ماں ممنون ہوئین تب اُس بڑھئی نے عرض کیا
کہ مین جان و دل سے اِس لڑکے کا معتقد ہون سوا اس کام کی مزدوری نہ لونگا صرف یہ امید رکھتا ہون
کہ صاحبزادے کی زیارت کرون چنانچہ حضرت موسیٰ کی ماں نے دکھلایا کہ وہ بڑھئی ایمان لایا اور اپنے
گھر گیا بعد اُسکے حضرت موسےٰ کی ماں نے صبح اُسکے دن بھر توقف کیا رات کے وقت حضرت موسےٰ
علیہ السلام کو نہلا کر کپڑے اچھے پہنا کے اور عطر لگایا اور صندوقچے مین رکھا اور روتی ہوئی مریم کے ساتھ
رود نیل پر لے گئین کنارے دریا کے ابلیس لعین اژدھے کی صورت ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ اے عفیفہ
اگر تو اس لڑکے کو دریا مین ڈالیگی تو مین ایک لقمہ کرونگا باوصف اُسکے کہ حضرت کی ماں مضطرب الحال
اور غم سے بے عقل تھین مگر معلوم کر لیا کہ اژدہا حیوانات لا یعقل سے ہے بول نہین سکتا شاید کہ یہ ابلیس
لعین ہے اس سبب سے متوجہ نہ ہوئین اور بلا تامل صندوقچے کو دریائے نیل مین ڈال آئین اور مریم سے
بولین کہ اگر میری زندگی چاہتی ہے تو اس صندوقچے کے پیچھے پیچھے جا اور دیکھ کہ یہ صندوقچہ کہان جاتا ہے
اگر مقابلہ شہر سے گذر جائے تو اطمینان سے چلی آنا مریم صندوقچے کے ساتھ دریا کے کنارے بیٹھا نہ وار چلی
یکایک وہ صندوقچہ وسط دریائے نیل سے نہر عین الشمس مین پہونچا اور باغ عین الشمس مین جلوہ فرما ہوا
فرعون اُسوقت مع زنان و دختر و دیگر اہل محل سیر باغ مین مشغول تھا کسی شخص نے صندوقچے کو دریا سے لیا

بمقتضاے وحرمنا علیہ المراضع من قبل یعنے روک رکھی تھین ہمنے دائیان پہلے سے کسی کا دودھ نہ پیا یہانتک
کہ مریمؑ نے فرعون کے دروازے پر سُنا کہ موسےٰ علیہ السلام نے ایک رات و دن یا تین شبانہ روز یا آٹھ
روز سے دودھ نہین پیا ہے اور دیکھا کہ چوبدار فرعونی دائیون کی تلاش مین دوڑتے پھرتے ہین تب اسنے
بیگانہ وار کہا ہل ادلکم علیٰ اہل بیت یکفلونہ لکم وہم لہ ناصحون یعنے مین بتا دون تمکو ایک گھر والے وہ اُسکو
پال دین تمکو اور وہ اُسکے بھلا چاہنے والے ہین معالم التنزیل مین ابن جریج اور سدی سے روایت ہے کہ
جب مریمؑ نے یہ کلام کیا تو چوبدارون نے گرفتار کیا اور کہا کہ شاید تو اس لڑکے سے واقف ہے مریمؑ نے کہا
مین نے خیرخواہی کی بات کہی تھی کہ بادشاہ کا تردد رفع ہو اور مین کچھ بات نہین جانتی تفسیر انوار مین ہے کہ یہ
شرارت ہامان مردود کی تھی کہ اُسنے مریمؑ سے یہ مناقضہ پیش کیا تب مریمؑ نے کہا کہ مین ایک دائی دودھ پلانیوالی
کا نشان دیتی ہون کہ آئین پرورش اطفال مین ہوشیار ہے اور آرزو بھی رکھتی ہے کہ اگر کوئی لڑکا چھوٹا ملے
تو اُسے دودھ پلاوے کیونکہ اُسکا ایک بیٹا دودھ پیتا مارا گیا ہے اُسوقت کسی کافر نے کہا اچھا بتلاؤ مریمؑ نے کہا
وہ عورت میری مان ہے بولا تیری مان کے کوئی اور بھی بیٹا ہے بولی ہارون ہے تین برس کا اُسنے کہا سچ ہے
اُسی کو لاؤ مریمؑ اپنی مان کے پاس بُلانے آئین مثل مشہور ہے کہ اندھا کیا چاہے دو آنکھین وہ بلا تامل دوڑین اور
فرعون کے محل مین داخل ہوئین اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اپنی گود مین لے لیا کمال شفقت سے پیار
کرنے لگین تب حضرت موسےٰ علیہ السلام نے آنکھین کھولین اور ہنسے اور بہت خوش ہوے پھر خوشی سے
دودھ پیا **بیت** بوے خوش تو ہر کہ ز باد صبا شنید ٭ از یار آشنا نفس آشنا شنید ٭ غرض کہ اللہ نے
پہونچایا اُسکو اُسکی مان کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اُسکی آنکھ اور غم نہ کھائے اور خیال کرے کہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا
حق ہے پر بہت لوگ نہین جانتے کما قال فی سورۃ القصص فرددناہ الیٰ امہ کی تقر عینہا ولا تحزن ولتعلم
ان وعد اللہ حق ولکن اکثرہم لا یعلمون بعد اُسکے فرعون نے پوچھا کہ اے عورت تو کون ہے کہ یہ لڑکا خوشی سے
تیرا دودھ پیتا ہے بولین کہ میرا دودھ میٹھا اور پاک ہے اور مین عورت پاکیزہ ہون کہ جو شیرخوار میرے پاس
آوے بے اختیار میرا دودھ پیے چنانچہ ایک اشرفی روزینہ مقرر کرکے فرعون نے حکم دیا کہ یہ عورت ہر روز
دودھ پلاوے اور آسیہ نے ایک ہنڈولہ سونے کے تختون کا بنوایا کہ اُسمین حضرت موسےٰ علیہ السلام
تشریف رکھنے لگے اور آپ کی مان ہر روز دودھ پلانے لگین دو برس کامل دودھ پلوایا بعد دو برس کے
دودھ چھوڑایا تو آسیہ نے ایک خچر اشرفیون سے اور کئی اونٹ جواہرات سے بھر کر عنایت کئے اور رخصت
فرمایا اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی تربیت و تعلیم مین مصروف ہوئین اور بعض تفسیرون مین لکھا ہے کہ آسیہ
نے روزینہ مقرر کرکے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو اُنکی مان کے گھر بھیجا اور ہفتہ مین ایک مرتبہ طلب کرکے
دیکھ لیتی تھین سو محقق مفسرین اُسکے اس قول کو ضعیف جانتے ہین حدیث شریف مین وارد ہے کہ میری
اُمت کے غازیون کا حال اور موسےٰ کی مان کا احوال ایک طرح کا ہے یعنی جس طرح حضرت موسیٰؑ کی مان

اور بقول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کی بیٹی تھین اور یتیمون اور مسکینون پر رحم کرتی تھین کہنے لگین کہ یہ لڑکا
مجکو ایک سال سے زیادہ کا نظر آتا ہی اور تونے اس سال کے لڑکون کے قتل کا حکم دیا ہی پھر ایسے بیگناہ کا
خون ناحق اپنی گردن پر مت لے اور مجکو بخش دے کہ مین اسے بیٹا بناؤن کہ میرے اولاد نہین ہی شاید مجکو اور
تجکو نفع کرے کما قال اللہ فی سورۃ القصص فالتقطہ آل فرعون لیکون لہم عدوا وحزنا ان فرعون وہامان و
جنودہما کانوا خاطئین وقالت امرأۃ فرعون قرۃ عین لی ولک لا تقتلوہ عسیٰ ان ینفعنا او نتخذہ ولدا وہم لا یشعرون
یعنے پھر اٹھا لیا اُسکو فرعون کے گھروالون نے کہ ہو اُنکا دشمن اور کڑھانے والا بیشک فرعون اور ہامان اور اُنکے
لشکر چوکنے والے تھے اور بولی فرعون کی عورت آنکھون کی ٹھنڈک ہی مجکو اور تجکو اُسکو نہ مارو شاید ہمارے
کام آوے یا ہم کرلین اُسکو بیٹا اور اُنکو خبر نہین کہ بڑا ہوکر کیا کریگا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل مین کسی نے خوف سے
ڈالا ہی پھر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا اور اُسی وقت آسیہ کو ہبہ کیا اور کہا مجکو اِسکی حاجت نہین ہی معالم التنزیل مین
لکھا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ اگر فرعون بھی کہتا قرۃ عین لی
کما ہو لک لہداہ اللہ کما ہدایا یعنے میری آنکھ کی بھی ٹھنڈک ہی جسطرح تیری آنکھ کی ہی تو فرعون کو بھی اللہ ہدایت
کرتا جیسے آسیہ کو کیا اور حضرت ابن عباس رض بھی فرماتے ہین کہ اگر فرعون دشمن خدا بھی کہتا عسے ان ینفعنا نفعہ اللہ
ولکنہ ابی للشقاء الذی کتبہ اللہ علیہ یعنے شاید مجکو نفع کرے تو نفع دیتا اُسکو اللہ لیکن اُسنے انکار کی شرارت سے
جو لکھدی تھی اللہ نے اُسپر بالجملہ فرعون نے کہا کہ آسیہ اس لڑکے کا نام رکھ آسیہ نے فرمایا اُسکو مین نے پانی
اور درخت مین پایا ہی اور لغت قبط مین مو پانی کو بولتے ہین اور درخت کو شی کہتے ہین اسلیے نام اِسکا موشی ہی سبب
لفظ موسے اصل لغت مین عبرانی ہی جب عربی مین نقل کیا تو شین منقوطہ کو مہلہ سے بدل ڈالا کہ موسےٰ ہوا
اور یہی نام قیامت تک بولا جائیگا تنبیہ فرعون اِس سبب سے تابوت نہ کھول سکا کہ اُسمین خدا کا دوست
تھا اور فرعون دشمن خدا تھا کس طرح دشمن کو دوست پر دسترس ہوتا اور آسیہ دوست خدا تھی اُسنے اُسکے
دوست کا تابوت بلا تامل کھول لیا فائدہ جسوقت حضرت موسےٰ علیہ السلام کی مان حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
دریا مین ڈالنے گئی تھین اُسوقت یہ مناجات زبان پر جاری تھی کہ یا الٰہی فرعون کا مارنا امر ظنی تھا اور دریا
مین ڈال دینا بابن کوسشش امر یقینی ہی اُسمین کیا حکمت ہے جو مجکو ارشاد ہوا ہی اُسوقت عالم غیب سے
یہ آواز کان مین آئی کہ اے فراق کشیدہ اِسمین یہ حکمت ہے کہ اِس لڑکے کو فرعون سے مقابلہ کرنا ہی اسواسطے
مین نے دل مین تیرے ڈالا کہ تو موسےٰ کو دریا مین ڈال اور میری حفاظت وحمایت پر نگاہ کرکہ مین اُس کو
کس طرح دریا کی آفتون سے بچاتا ہون اور کہان پہونچاتا ہون اور خیال کرکہ بلا حکم میرے ایک ذرہ جنبش
نہین کرسکتا اور اپنے دلمین اطمینان رکھ کہ جب فرعون سے مقابلہ کریگا غالب رہے گا اگر فرعون کا لشکر تابعدار
ہے تو مین تیرے لڑکے کا مددگار ہون غرض کہ آسیہ نے اپنا بیٹا بنایا اور دودھ پلانے والی دائیان تلاش
ہونے لگین چنانچہ بروایت بعضے مفسرین چار سو دائیان مصر کی حاضر ہوئین الا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

نہین کسی وجہ سے بلکہ مباح محض ہے اُسپر اُجرت لینا درست ہے جیسے رقیہ بالقرآن یا تعویذ لکھنا اور وہ عبادتین
کہ بسبب تعین مدت یا تخصیص مکان کے مباح ہوجاتی ہین جس طرح قرآن پڑھانا کسی کے لڑکون کو بھی کے
خاص گھر مین کیونکہ صبح سے شام تک حاضر رہنا اُسمین شرط ہوتا ہے اور یہ خصوصیت ہرگز عبادت نہین
اسپر مزدوری بھی منع نہین ہے اور جسطرح عبادات اور طاعات پر اُجرت لینا درست نہین اسیطرح گناہ
نہ کرنے پر اُجرت لینا درست نہین مثلاً کوئی زناکار کہے کہ جو کوئی ہمکو نوکر رکھ لے تو ہم حرام کاری چھوڑ دین اور محافظ
عہدہ اور منصب کا بھی حکم اجرت مین داخل ہے جس طرح اِس زمانے کے بعض قاضی و مفتی وصدر اعلے وصدر امین
و منصف وغیرہ رشوت اور دعوت قبول نہین کرتے یا گانا بجانا نہین سنتے اور امارد و نسا رسے پرہیز کرتے
ہین کہ اگر کوئی شخص اُنکی محفل مین ان چیزون کا نام بھی لے تو ناراض ہون اور جب عہدے سے معزول ہوئے
تو بوجہ احسن تدارک مافات فرماتے ہین کذا قال مولانا استاذ الاستاذ بحر العلوم شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
فی تفسیرہ العزیزی القصہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی مان اپنے گھر گئین اور آسیہ رضی اللہ عنہ حضرت موسےٰ
علیہ السلام کو پرورش کرنے لگین جب حضرت موسےٰ علیہ السلام تین برس کے ہوے تو ایک روز فرعون
حضرت کو اپنی گود مین لیکے کھلانے لگا اور کلام لایعنی زبان پر لایا حضرت نے ایک طمانچہ مارا اور داڑھی
پکڑ کے کھینچی کہ یہ مردود نہایت رنجیدہ ہوکر آسیہ سے کہنے لگا مین نہ کہتا تھا کہ یہی لڑکا میرا دشمن ہے پر تونے
مارنے نہ دیا اب بھی اِس سے دست بردار ہو آسیہ نے فرمایا تو کس خیال مین ہے لڑکون کی بے تمیزی اِس سے
زیادہ ہوتی ہے اُنکی باتون کو عداوت پر حمل کرنا محض بے عقلی ہے فرعون نے کہا اِسکو اور لڑکون پر
قیاس مت کر کہ مین اِسکے قیافے سے عقل اور تمیز اِسکی جوانون سے زیادہ پاتا ہون اور اسنے
یہ حرکت سنجیدہ و فہمیدہ کی ہے آسیہ نے کہا اِس عمر مین عقل و تمیز کہان ہوتی ہے دیکھ مین امتحان کرتی ہون
اور دو طباق ایک سونے کا آگ سے بھرا اور دوسرا چاندی کا موتیون و یاقوت سے پُر اُسی مجلس مین
منگوائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگین کہ جوان دونون مین تمکو اچھا معلوم ہو اُسے لو حضرت موسےٰ
علیہ السلام نے موتیون کے طباق پر ہاتھ چلایا تو حضرت جبرئیل نے بحکم الٰہی اُنکا ہاتھ طبق آگ مین ڈال دیا اور
ایک انگارا لیکر منھ مین رکھدیا کہ زبان مبارک جل گئی اُسی وقت سے لکنت پیدا ہوئی اور ہاتھ سفید ہوگیا
تب آسیہ نے فرعون سے کہا کہ تونے اِسکی تمیز ملاحظہ کی فرعون سخت شرمندہ ہوا پھر جب عمر شریف حضرت
کی آٹھ برس کی ہوئی تو ایک دن حضرت موسےٰ علیہ السلام فرعون کے پاس باادب بیٹھے تھے فرعون نے
مرغ باز سے کہا کہ جنگی مرغون کو کھول دے اُسنے کھولا تو پہلے ایک مرغ نکلا اُسنے اپنے بازو جھاڑ کے آواز
دی حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا سچ ہے فرعون نے پوچھا مرغ نے کیا کہا ارشاد کیا کہ اسنے کہا پاک ہے وہ
خدا جسنے چرواہے کے لڑکے کو اِس مدت دراز تک دولت و حشمت سے سرفراز فرمایا اور طرح طرح کی
نعمتون سے ممتاز کیا باوجود اِسکے کہ وہ مقابل ہر نعمت کے ناشکری کرتا ہے فرعون نے کہا اے موسےٰ

فرعون سے روزینہ لے کے اپنے صاحبزادے بلند اقبال کو پرورش کرتی تھین اسی طرح میری اُمت کے
غازی بادشاہون و وزیرون سے ماہانہ وسالانہ لیکر اسباب جہاد مین صرف کرتے ہین اور نیت خالص واسطے
اللہ کے رکھتے ہین اشارہ ہے اصل عظیم کا اصول کلیہ فقہ سے یعنے اجرت عبادت پر لینا اُس صورت مین
درست ہے جب نیت خالص واسطے خدا کے ہو اور ہونا نہ ہونا اُجرت کا برابر ہو یعنے عبادت کو ضرور جانے
خواہ ملے یا نہ ملے اور جو عبادت کہ متعلق اُجرت سے ہے اگر ملے تو ادا کرے نہین تو چھوڑ دے وہ مزدوری
ہے اُسکا کچھ ثواب نہین بلکہ خوف عقاب ہے کہ دین کے کام کو دُنیا کے لیے کیا اور آخرت کو سستے مول
بیچ ڈالا معاذ اللہ من ذالک **تنبیہ** معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن فقہ پر اُجرت لینا ممنوع ہے کیونکہ یہ بھی عبادت ہے مگر
فرقہ معلم الصبیان کہ واسطے تعلیم لڑکون کے نوکر ہوتے ہین اِس منع مین داخل نہین ہین کیونکہ وہ عوض تعلیم
کلام الٰہی کے نہین لیتے بلکہ اجورہ محنت ہے کہ صبح سے شام تک اپنے گھر سے جدا اور کسب معاش سے معطل
لڑکون کو گھیرے ہوے بیٹھے رہتے ہین لیکن اگر کوئی شخص محض تعلیم قرآن حدیث وفقہ پر بے مقرر کرنے مکان و وقت
وزمانے کی مزدوری مانگے وہ گنہگار ہے جس طرح معلم دُنیا طلب اور واعظین طماع کہ تعلیم احکام شرع و
تبلیغ مواعظ پر اُجرت لیا کرتے ہین اور توقع منفعت کی جگہ سائل کے حال پر متوجہ ہوتے ہین اور بے توقعی مین
بدمزاجی کرتے ہین سو یہ سب لاتشتروا بآیاتی ثمناً قلیلا مین داخل ہین یعنے وہ لوگ آیات الٰہی کے عوض مین
قیمت قلیل لیتے ہین اور اُس نعمت کو برباد کردیتے ہین اِسی طرح علماے بدقماش کہ واسطے خوشی حکام کے
طرح طرح کے حیلے مسائل شرعیہ مین نکالتے ہین وہ بھی اِس وعید مین داخل ہین اور قاضی ومفتی ومرتشی اور
بادشاہ ظالم ووزیر ادر متصدی بے باک انکے شریک ہین اور جو لوگ امامت اور اذان وخطبہ پر مزدوری لیتے ہین
سو اُسمین اختلاف ہے بعضے منع کرتے ہین کیونکہ یہ بھی عبادات مین ہین اور اُجرت سے ثواب عبادت نہین ملتا
اور بعضے کہتے ہین کہ یہ مزدوری درست ہے کیونکہ یہ مزدوری عبادت کی نہین ہے بلکہ ادا اُسکا مکان خاص
اور زمان خاص مین ہوتا ہے اُسکے عوض یہ مزدوری ہے اور خصوصیت داخل عبادت نہین اور تحقیق
اِس مسئلہ کی یہ ہے کہ زمانہ سابق مین امام وخطیب ومؤذن وقاضی ومفتی ومحتسب اور تحصیلدار بہ نیت خالص
بلا اُجرت کام کرتے تھے جب خلفاے راشدین وسلاطین عادلین نے دیکھا کہ یہ لوگ مشغول ایسی عبادت مین
رہتے ہین اِنکی معاش کے لیے مسلمانون کے مال سے کچھ روزینہ بطور مدد معاش مقرر کرنا چاہیے نہ بطریق
اُجرت سو مدد معاش مقرر ہوئی مگر رفتہ رفتہ یہ صیغہ صیغۂ معاش ہوگیا اور اجورہ کہلانے لگا اِس لئے
مین یہ وجوہ معاش مشکوک ہے بلکہ قریب بحرام حتی المقدور احتراز لازم ہے مگر تعویذ ورقیہ بالقرآن مین
اجرت لینا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور محققین نے ایک قاعدہ کلیہ مقرر کردیا ہے کہ جسمین کئی مدے ہین
وہ یہ کہ عبادت یا فرض عین ہے یا فرض کفایہ یا واجب یا سنت مؤکدہ جس طرح تعلیم قرآن وحدیث وفقہ
ونماز وروزہ و تلاوت قرآن و ذکر و تسبیح پس ان چار چیزون پر اُجرت لینا منع ہے اور جو چیز کہ عبادت

موسٰیؑ نماز پڑھین تو مجکو خبر کرو چنانچہ ایک خواص فرعون کا منتظر وقت رہا جب حضرت نماز مین مشغول ہوے
تو اُسنے فرعون سے کہا فرعون آیا اور کھڑا رہا یہانتک کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نماز سے فارغ ہوے فرعون
نے پوچھا کہ ای موسٰیؑ یہ پرستش کس کے واسطے تھی حضرت نے فرمایا واسطے اُس آقا کے جو مجکو تربیت کرتا ہی
اور کھلاتا پہناتا ہی فرعون نے کہا سچ ہی کہ مین ہی یہ کام کرتا ہون بالجملہ حضرت موسٰی علیہ السلام بنی اسرائیلؑ
کے بوڑھون کو اپنی صحبت مین رکھتے اور اُنسے اُنسیت اور اُلفت کرتے یہ امر فرعونیون پر شاق ہوا کہ اِس
عرصہ مین حضرتؑ نے ایک روز بنی اسرائیلؑ کے سردارون کو جمع کیا اور پوچھا تم کب سے عذاب فرعون مین
گرفتار ہو بولے کہ مدت دراز سے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمرہ گناہون کا ہی تمکو چاہیئے کہ تم
نذر کرو کہ اگر حق تعالٰی یہ عقوبت تم سے دفع کرے تو وہ نذر ادا کرو سب نے کہا کہ ہم روزہ و نماز و اطعام مساکین
بہت کرینگے حضرت موسٰیؑ نے فرمایا کہ ایک چیز اپنے ذمے مقرر کرو کہ ان سب کو کافی ہی یعنے اپنے پروردگار کی
اطاعت کرو اور گناہون سے دور رہو سب نے کہا کہ ہمنے جان و دل سے قبول کیا پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ مین نے
سُنا ہی کہ زمانہ سابق مین ایک پیغمبر بت پرستون پر خدا نے بھیجا تھا اُن کافرون نے کچھ قدر اُس پیغمبر کی
نہ جانی اور اُسکو آگ مین ڈالا مگر اُس آگ نے کچھ ضرر نہ کیا اِسکا قصہ کیا ہی بولے کہ وہ پیغمبر ہمارے اور تمھارے
دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا پس تم اپنے دادا کے طریقے پر رہو اور
فرعونیون کی ایذا سے خوف نہ کرو کہ حق تعالٰے اُنکا شر تمسے دور کریگا اِس عرصے مین ایک دن راہ مین
چلے جاتے تھے ایک پیادہ فرعون کا شاید داروغہ مطبخ تھا پشتارہ لکڑی کا ایک اسرائیلی سے زبردستی
چھینے لیتا تھا اور کہتا تھا کہ اِس پشتارے کو فرعون کے مطبخ مین پہنچا دے اسرائیلی نے حضرت موسٰیؑ
کو دیکھ کر پکارا حضرتؑ نے فرعونی کو منع کیا اُسنے نہ مانا تب ایک گھونسا اُسکی پیشانی پر مارا اُسکی موت تھی
مرگیا اسرائیلی اپنے گھر چلا گیا یہ خبر فرعون کو پہونچی فرعون نے کہا غلط ہی موسٰیؑ کبھی قبطی کو نہ ماریگا چنانچہ

ذکر قتل قبطی

ارشاد ہوتا ہی ودخل المدینۃ علے حین غفلۃ من اہلہا فوجد فیہا رجلین یقتتلان ہذا من شیعتہ و ہذا من عدوہ
فاستغاثہ الذی ہو من شیعتہ علے الذی من عدوہ فوکزہ موسےٰ فقضے علیہ قال ہذا من عمل الشیطان انہ عدو
مضل مبین قال رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی فغفر لہ انہ ہو الغفور الرحیم یعنے آیا شہر کے اندر جسوقت بیخبر ہو رہے
تھے وہان کے لوگ پھر پایا کے اُسمین دو مرد لڑتے ایک اُسکے رفیقون مین اور ایک اُسکے دشمنون مین
پھر فریاد کی اُس پاس اُسنے جو تھا اُسکے رفیقون مین اُسکی جو تھا اُسکے دشمنون مین پھر مکا مارا اُسکو موسٰیؑ
نے پھر اُسکو تمام کیا بولا یہ ہوا شیطان کے کام سے بیشک وہ دشمن ہی بہکانے والا صریح بولا ای رب مین نے
برا کیا اپنی جان کو سو بخش مجکو پھر اُسکو بخش دیا بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان سدی مفسر فرماتے ہین
کہ مدینہ سے مراد شہر منیف ہے ولایت مصر مین اور مقاتل کہتے ہین کہ ایک گانون ہی دو کوس مصر سے
اور بعضے کہتے ہین مدینہ سے عین الشمس مراد ہے اور تفسیر نقاش مین لکھا ہی کہ اسکندریہ مراد ہی اور بعضے

مُرغ کو ایسی باتون سے کیا کام ہی تونے اپنی طرف سے تو طیتہ باندھا ہی حضرت موسیٰ نے اُس مُرغ کو بلایا
اور فرمایا کہ اب تو زبان فصیح مین بیان کر جسکو ہر خاص و عام سمجھے پھر اُسنے بزبان فصیح اسی بات کو کمال توضیح
سے کہا فرعون سخت متحیر ہوا اور بہت ڈرا ہامان مردود اُسوقت حاضر تھا اُسنے التماس کیا کہ یہ مُرغ جادو مین
آگیا ہے ذبح کیا جائے آخر ذبح ہوا اللہ نے اُسکو زندہ کیا کہ فوراً اڑگیا اور نظر سے غائب ہوا پھر جب حضرت
موسےٰ علیہ السلام نو برس کے ہوے تو فرعون نے اپنے تخت پر مہربانی سے بٹھلایا اور وزرا اور امرا تخت کے
گرد کھڑے ہوے اور فرعون نے کفر وجہالت کی باتین غرور مین کہنی شروع کین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو غصہ آیا تو تخت مین ایک لات ماری کہ دونون پائے تخت کے ٹوٹ گئے اور تخت اوندھا ہوگیا اور فرعون
تخت سے زمین پر گر پڑا کہ ناک ٹوٹ گئی اور خون چلا دربار والے گھبرائے حضرت موسےٰ علیہ السلام وہان سے
بھاگے اور محل مین جاکر آسیہ خاتون سے لپٹ گئے اور سارا حال کہدیا پیچھے پیچھے فرعون بھی محل مین داخل
ہوا اور دیکھا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام آسیہ کے پاس تشریف رکھتے ہین دیکھکر آسیہ پر غصہ ہوا کہ تو نے
اس لڑکے کو مارنے نہ دیا اب یہ لڑکا شورہ پشتیان کرتا ہی آسیہ نے کہا تھوڑی عمر کے لڑکے جو کچھ شوخی اپنے
مان باپ سے کرین وہ جاے شکایت نہین ہوتی بلکہ دلیل ہے اس پر کہ سن تمیز مین یہ سب شوخی و
قوت مان باپ کے دشمن پر کرینگے اور امرا اُسکے خوف سے لرزان رہین گے بعد اسکے کھانا آیا فرعون نے
کھانا شروع کیا حضرت موسےٰ بھی کھانے لگے اتفاقاً اُسوقت باورچی نے ایک بکری کا بچہ مسلم تنور مین دم پخت
کرکے فرعون کے آگے رکھدیا حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا قم باذن اللہ وہ بچہ زندہ ہوکر دوڑنے لگا
فرعون نے سخت تعجب کیا حضرت آسیہ نے فرمایا یہ سب باتین تیری بقاے سلطنت مین کام آنے کو ہین
اس لڑکے کو بہت غنیمت سمجھ پھر تو فرعون حضرت موسےٰ علیہ السلام کا ادب کرنے لگا اور بلا تعرض انکو چھوڑا
یہانتک کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام تیس برس کے ہوے چنانچہ ارشاد ہوتا ہی فلما بلغ اشدہ واستویٰ
آتیناہ حکماً وعلماً یعنے جب پہونچا اپنے زور پر اور سنبھلا دیا ہمنے اُسکو حکم اور سمجھ کلبی سے روایت ہے کہ اشد
اٹھارہ سے تیس برس تک بولتے ہین اور مجاہد وغیرہ تینتیس تک کو کہتے ہین اور علامہ بغوی نے بروایت
سعید ابن جبیر ابن عباسؓ سے چالیس برس نقل کئے ہین اور بعضے انتہا جوانی مراد رکھتے ہین بہر تقدیر ہوشیار
ہوے تو اللہ نے علم وعقل قبل نبوت کے عطا کیا کہ نماز و عبادت مین مشغول رہتے چنانچہ ایک وز کنارے
رود نیل کے وضو کرکے نماز پڑھنے لگے ایک شخص خواص فرعون سے وہان گذرا اُسنے کہا کہ یہ عبادت کسکے لیے
کرتے ہو حضرت موسےٰ نے فرمایا کہ اپنے خاوند کیلئے بولا کہ تمکو آقا و خاوند کی احتیاج نہین تم اپنے باپ فرعون کی
عبادت کیا کرو حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھپر و فرعون پر لعنت خدا کی ہی اُسنے کہا مین فرعون
سے کہونگا حضرت موسےٰ نے فرمایا کہ اے زمین اسکو پکڑ زمین نے تا زانو اُسکو نگل لیا اور نہ چھوڑا ناچار
اُس نے قسم کھائی کہ مین فرعون سے نہ کہونگا مگر رفتہ رفتہ یہ خبر فرعون کو پہونچی فرعون نے کہا کہ جب

فرمانے لگے کہ تو ہر روز ظالمون سے اُلجھتا ہے اور مجھکو بھڑاتا ہے تیرے سبب سے مین نے کل ایک شخص کو مارا کہ اُسکی ندامت اور شرمندگی مجھکو موجود ہے آج پھر چاہتا ہے کہ ویسی حرکت کرون انک لغوی مبین مقرر تو بے راہ ہے صریح الاشفقت نبوت سے چاہا کہ قبطی کو اسرائیلی سے دفع فرمائین اسرائیلی نے جانا کہ مجھکو مارتے ہین اور حضرت کے غصے سے واقف تھا انک لغوی مبین بھی سن چکا تھا سو اُسنے شور کیا کہ اے موسے آج مجھکو مارا چاہتا ہے جسطرح کل ایک شخص قبطی کو مار ڈالا ہے کما قال فی سورۃ القصص فلما اراد ان یبطش بالذی ہو عدو لہما قال یا موسیٰ اترید ان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس ان ترید الا ان تکون جبارا فی الارض وما ترید ان تکون من المصلحین یعنے پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اُسپر جو دشمن تھا اُن دونون کا کہا فریاد کرنے والے نے اے موسے کیا چاہتا ہے خون کرے میرا جیسے خون کر چکا ہے ایک کا کل تو یہی چاہتا ہے کہ زبردستی کرتا پھرے ملک مین اور نہین چاہتا ہے کہ ہووے ملاپ کرنے والا پس یہ بات اُسکی زبان سے مشہور ہوئی اور بازاریون نے فرعون کے پاس گواہی دی کہ قبطی کو موسے نے مارا ہے سو ہمارے حوالے کرو تو ہم قصاص مین مارین فرعون نے قتل کا حکم دیا اور جلاد تبلاش چلے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ جلادون نے دور کی راہ اختیار کی اس عرصے مین حضرت موسیٰؑ کو یہ خبر پہونچی سو وہ بھاگے اور حضرت شاہ عبد العزیز استاذ الاستاذ قدس سرہ العزیز فرماتے ہین کہ فرعون کو حضرت موسے علیہ السلام کے قصاص مین توقف ہوا تھا کہ حضرت کو خبر پہونچی چنانچہ سورۂ قصص مین ارشاد ہوتا ہے وجاء رجل من اقصی المدینۃ یسعیٰ قال یا موسیٰ ان الملاء یأتمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من الناصحین فخرج منہا خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین یعنے آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا کہا اے موسےؑ دربار والے مشورہ کرتے ہین تجھپر کہ تجھکو مار ڈالین سو تو نکل جا مین تیرا بھلا چاہنے والا ہون پھر نکلا موسےؑ وہان سے ڈرتا راہ دیکھتا بولا اے رب خلاص کر اُس قوم بے انصاف سے اکثر اہل تاویل کہتے ہین کہ جزئیل ایک شخص فرعونیون سے پوشیدہ ایمان لایا تھا اُسنے خبر پہونچائی اور بعضے اُسکا نام شمعون کہتے ہین اور بعضے شمعان یہ قصہ اللہ جل شانہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنایا کہ یہ بھی وطن سے نکلین جان کے خوف سے کافر سب اکٹھے ہوے تھے کہ اُنپر ملکر چوٹ کرین اُسی رات حضرت ہمارے نکلے ہجرت کرکے پس ہجرت کرنا سنت ہے انبیا کی حضرت عیسیٰؑ بھی نکلے ہین جان کے خوف سے غرض کہ حضرت موسے علیہ السلام محض بے سامان اور پریشان پیادہ پا مصر سے جانب شہر مدین کہ آٹھ روز یا دس روز کی راہ تھا تشریف لے چلے راہ مین ایک چرواہا ملا حضرت موسے علیہ السلام نے پوشاک شاہانہ اپنی اُسکو عنایت فرمائی اور اُسکا کمل وغیرہ لیکر اوڑھا اور روانہ ہوے راہ بھر دو شیر ساتھ ہوے دن کو راہ بتلاتے رات کو موذیون سے محافظت کرتے معالم مین لکھا ہے کہ بسبب ناواقفیت راہ کے حضرت موسے علیہ السلام نے دُعا مانگی تھی کہ عسیٰ ربی ان یہدینی سواء السبیل یعنے امید ہے کہ میرا رب لیجاوے مجکو سیدھی راہ تب ایک فرشتہ نیزہ بردار راہ تبلانے کو حضرت کے ساتھ ہوا اور جب مصر سے نکلے تھے

ف نزدیک بعض کے جزئیل نجار ہے بعضے موعود درجہ ہ ہ اور بعض کے نزدیک اول نجم دوم زار مغفور بعد ازان باسے موصوف یعنے حزبیل ۱۲

ف ہجرت موسیٰ بطرف مدین

ف ہجرت سنت انبیا سابقین ہے

محققین لکھتے ہین کہ انکی مان کا گھر تھا شہر سے باہر جہان سب بنی اسرائیل رہتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
کبھو وہان جاتے اور کبھو فرعون کے گھر آتے سو اُس دن اپنی مان کے گھر جاتے تھے راہ مین یہ اتفاق ہوا اور
وقت غفلت سے وقت قیلولہ مراد ہی اور قرطبی کے نزدیک ابین مغرب اور عشا اور بعضے کہتے ہین کہ سبب
مدینہ کے جانے کا یہ ہوا تھا کہ حضرت موسےؑ نے فرعون کو لڑکپن مین مارا تھا اُسنے قتل کرنے کا حکم دیا تھا حضرت
آسیہ نے بچا لیا فرعون نے مدینہ مصر سے نکال دیا جب حضرت موسےٰ علیہ السلام کو بالکل وہان کے لوگ بھول
گئے اور غافل ہوے زندگی اور موت سے اور حضرت موسےؑ جوان ہوے تب مدینہ مصر مین تشریف لائے
یہ قول اصح روایت مین ہی اور حضرت امیر المومنین علی مرتضےؓ سے معالم التنزیل مین روایت ہی کہ فرعونیون مین
وہ دن عید کا تھا اور سب غافل ہو رہے تھے اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو
اہل مصر فرعون کا بیٹا کہتے تھے اِس سبب سے حضرت موسےؑ اُسی سواری پر سوار ہوتے تھے جسپر فرعون سوار
ہوتا تھا اور لباس و پوشاک بھی ویسی ہی پہنتے تھے جیسی فرعون پہنتا تھا چنانچہ اُس دن فرعون سوار ہوا
اور حضرت موسےٰ علیہ السلام اُسوقت کہین تشریف لے گئے تھے جب تشریف لائے تو کسی نے کہا فرعون
سوار گیا حضرتؑ بھی سوار ہوے اور دوپہر کو مدینہ منف مین پہونچے کہ لوگ وہان کے غافل تھے **فائدہ**
جو دو شخص لڑائی کرتے تھے اُسمین ایک سامری تھا دوست موسےؑ کا نام اُسکا ملیخا اور دوسرا نوائی
فلیشون یا قانون فرعون کا نوکر تھا **فائدہ** یہ جو حضرت موسےؑ نے کہا کہ ہذا من عمل الشیطان اُسکا سبب یہ ہی
کہ فرعونی ظالم اسرائیلی کو ادب دیتا تھا اور شاید اس فریادی کی بھی کچھ تقصیر تھی مگر فرعونی کی اجل آگئی تھی
سو اُسکو مار کر پچھتائے کہ بےقصد خون ہو گیا اور فریادی کا قصور حضرت موسےؑ کے فرمانے سے معلوم ہوتا ہی
کہ رب بما انعمت علی فلن اکون ظہیرا للمجرمین یعنے اے رب جیسا تو نے فضل کیا مجھپر پھر مین کبھو نہ ہونگا مددگار
گنہگارونکا یعنے تو نے بخشی میری تقصیر اب مین قسم کھاتا ہون کہ پھر کسی گنہگار کا مددگار نہ ہونگا اور یہ حرکت
بلا قصد صادر ہوئی تھی کیونکہ انبیاؑ گناہ عمد سے محفوظ ہین اور بخشنا تقصیر کا اُنھون نے جانا الہام سے کیونکہ پیغمبر
لوگ نبوت سے پہلے بیشک ولی ہوتے ہین اور حضرت ابن عباسؓ مجرمین سے کافر مراد لیتے ہین اِس سے
دریافت ہوا کہ اسرائیلی جسکی حضرت نے اعانت کی تھی کافر تھا اور قتادہ نے کہا ہی کہ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا
کہ مین ہرگز گناہ پر اعانت نہ کرونگا القصہ جب یہ معاملہ گذرا تو حضرت موسیٰؑ صبح کو اُسی مقام مین جس جگہ قبطی
کو مارا تھا ڈر رہے تھے کہ ورثہ مقتول فرعون کے پاس فریادی گئے ہین دیکھیے کس پر جرم ثابت ہوا اور مجھ سے
کیا سلوک کرین اتنے مین قبطی فرعون کے پاس فریادی ہوے کہ بنی اسرائیلؑ نے ہمارا آدمی مار ڈالا ہی فرعون نے
کہا قاتل ثابت کرو تو مین سزا دون بہت لوگ تلاش مین پھرنے لگے کچھ نشان نہ ملا یہان تک کہ موسےٰ
علیہ السلام کو دوسرے دن وہی معاملہ پھر پیش آیا کہ اُسی اسرائیلی پر دوسرا قبطی ظلم کرتا تھا پھر اُسنے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر شور کیا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اُسکے پاس تشریف لے گئے اور مارا منع کر

میری طرف اچھی چیز میں اسکا محتاج ہوں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ اللہ سے سوال کیا کہ تھوڑا آٹا مجکو ملے تو مین طاقت پاؤں اور سعید ابن جبیر کہتے ہین کہ ٹکڑا خرمے کا مانگا اور حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کبھو دنیا اللہ سے نہین مانگی مگر اس دن بعد اُسکے دو بیٹیان حضرت شعیب کی مردون سے پہلے گھر میں پہونچین تو بکریون کے پیٹ بھرے ہوے تھے حضرت شعیب نے پوچھا آج کیا سبب ہے جو تم جلد آئین ان دونون نے حال بیان کیا تب اشتیاق سے حضرت شعیبؑ نے ایک بیٹی سے فرمایا کہ اُس مرد کو میرے پاس لاؤ حقیقت یہ ہے کہ عورتون نے پہچانا کہ سایہ پکڑتا ہے مسافر ہے دور سے آیا تھکا بھوکھا سو جا کر اپنے باپ سے کہا انکو درکار تھا ایک مرد نیک بخت کہ بکریان چرائے اور بیٹی کو بیاہ دین اسواسطے حضرت شعیب علیہ نے کہا لے آؤ میرے پاس چنانچہ مسماۃ صفورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئین کما قال تعالیٰ فجاءته احدىهما تمشي علی استحیاء یعنی پھر آئین اسکے پاس دونون مین سے ایک چلتی شرم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ منھ کو آستین سے چھپائے ہوے کمال شرم سے آئی اور بولی ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ما سقیت لنا یعنے میرا باپ تجھکو بلاتا ہے کہ بدلے مین دے حق اسکا کہ تو نے پلا دیے ہمارے جانور معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ جب حضرت موسےٰ نے مزدوری کا نام سنا تو ارادہ کیا کہ نہ جاؤن لیکن نہایت بھوکے تھے ناچار چلے اور تحقیق یہ ہے کہ حضرت شعیبؑ کی زیارت کے مشتاق ہو کر تشریف لے چلے صفورا آگے آگے تھین اور حضرت موسےٰ پیچھے پیچھے آتے تھے ہوا سے صفورا کے کپڑے اُڑنے لگے حضرت موسےٰ نے مکروہ سمجھکر فرمایا کہ میرے پیچھے پیچھے چل راہ بتلاتی جا تو ان مین پھر اسیطرح حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر مین پہونچے اسوقت حضرت شعیبؑ کھانا کھانے کو بیٹھے تھے بولے اے جوان بیٹھ جا اور کھانا کھا لے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا اعوذ باللہ حضرت شعیبؑ نے کہا اسکا کیا سبب ہے کیا تو بھوکھا نہین ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا بیشک مین بھوکھا ہون لیکن خوف ہے کہ یہ کھانا پانی پلانے کی مزدوری نہ ہو جائے اور مین ایسے گھرانے کا لڑکا ہون کہ ہرگز آخرت کے کام مین دنیا کی چیز مزدوری نہین لیتے حضرت شعیبؑ نے کہا واللہ یہ مزدوری نہین ہے یہ تو میری عادت ہے اور میرے باپ دادون کی بھی عادت تھی اور مین خاطرداری وضیافت وخدمتگذاری مہمان کی عبادت جانتا ہون اور تم میرے مہمان ہو انکار ومروت کے خلاف ہے کیونکہ مہمان بات میزبان کی مان لیتا ہے تب حضرت موسےٰ علیہ السلام بیٹھے اور دعوت کا کھانا کھانے لگے جب قبطی کے مارنے کا ذکر کیا اور فرعون کا احوال کہا تو حضرت شعیبؑ نے جانا کہ یہ شخص اہلبیت نبوت مین ہے تو فرمانے لگے لاتخف نجوت من القوم الظالمین یعنے مت ڈر تو بچ آیا اُس قوم بے انصاف سے **فائدہ** حضرت شعیبؑ نے یہ اسواسطے کہا کہ فرعون کی بادشاہت مین مدین داخل نہ تھا پھر صفورا نے حضرت شعیبؑ سے عرض کیا کہ اس شخص کو آپ نوکر رکھ لیجئے تو بہت اچھا ہے چنانچہ ارشاد ہوا سورۂ قصص مین قالت احدىهما یا ابت استاجره ان خیر من استاجرت القوی الامین یعنے بولی ایک ان دونون مین سے اے باپ اس کو نوکر رکھ لے البتہ بہتر نوکر ...

کچھ کھانا پینا میسر نہ تھا گھاس اور ساگ کھاتے رہے تو اتنا ضعیف ہو گئے کہ سبزی گھاس کی پیٹ مین نظر آتی تھی اور پیادہ روی سے پیرون مین آبلے پڑ گئے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ یہ اول ابتلا تھی حضرت موسےؑ کو جانب خدا سے القصہ ساتوین دن بقول صحیح مدین کے کنوین پر جو شہر کے کنارے تھا پہنچے تو دیکھتے ہین کہ دو عورتین کھڑی ہین اور مرد لوگ بکریون کو پانی پلاتے ہین کما قال اللہ فی سورة القصص وجد علیہ امة من الناس یسقون ووجد من دونهم امرأتین تذودان یعنے پائے وہان جمع ہو رہے لوگ پانی پلاتے اور پائین انکے سوائے دو عورتین رُکی کھڑی یعنے وہ عورتین حیلے سے رُکی کھڑی تھین اور قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالین اسلیے اپنی بکریون کو پانی پینے سے روکتی تھین کہ مرد لوگ پہلے پلا لین اور کنوان خالی ہو جائے تو ہم بھی اُٹھا پلا لینگے یا اسواسطے رُکی تھین کہ اورون کی بکریون سے ہماری بکریان مل نہ جائین یا مردون کو اپنی بکریون کے پاس آنے سے روکتی تھین یا بکریون کو گھیرتی تھین تاکہ بھاگ نہ جائین بالجملہ جب یہ حال حضرت موسےٰ علیہ السلام نے دیکھا تو بسبب شفقت نبوت کے اُنکے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے ما خطبکما تمکو کیا کام ہے کہ تم اپنی مویشی کو پانی نہین دیتی ہو اور رکے کھڑی ہو قالتا لا نسقی حتی یصدر الرعاء یعنے بولین ہم نہین پلاتے پانی جب تک پھیر لیجاوین چرواہے کیونکہ ہم عورتین ہین ہمکو طاقت نہین کہ پلائین اور نہ یہ طاقت ہے کہ مردون سے مزاحم ہون جب مرد لوگ اپنے مویشی پلا کے چلے جائینگے تو ہم بچا ہوا پانی اپنی بکریون کو پلائینگے حضرت موسےؑ نے فرمایا کیا تمھارے گھر مین کوئی مرد نہین بولین ہمارے گھر مین کوئی مرد نہین ہے صرف ایک باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہے کہ یہان تک آ نہین سکتا اس سبب سے ہم آتے ہین **فائدہ** یہ دونون بیٹیان بروایت صحیح حضرت شعیب علیہ السلام کی تھین بڑی کا نام صفورا تھا اور چھوٹی کا صفیرا تھا اور معالم التنزیل مین چھوٹی کا نام لیّا لکھا ہے اور محمد اسحاق نام چھوٹی کا شرقا لکھتے ہین اور بعضے بڑی کا صفرا اور چھوٹی کا صفیرا بیان کرتے ہین لیکن تحقیق یہ ہے کہ چھوٹی کا نام صفورا تھا کہ اُس سے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا ہے بالجملہ انکی باتون پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رحم آیا تو ایک کنوان اُسکے قریب اور تھا اُسکے منھ پر ایک پتھر رکھا تھا کہ چالیس آدمی اُسکو اُٹھا سکتے سو اُسکو اُٹھا کے پانی پلا دیا اور ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام مردون کے پاس تشریف لائے اور کہا کیون انکی بکریون کو پانی نہین پلاتے کہ یہ جلد اپنے گھر جائین اور اُنکو کنوین سے ہٹا دیا اور اُنکی بکریون کو پانی پلایا اور بعضے کہتے ہین کہ اُن لوگون نے از روئے تحکم جواب مین کہا کہ ہم تو نہین پلاتے ہین اگر قوت ہو تمکو تو پلا دو حضرت موسےؑ غصے مین آ لیے اور وہ لوگ خوف سے ایک طرف ہو گئے اور دیکھنے لگے کہ کیونکر پانی پلاتے ہین حضرتؑ نے وہ ڈول جسکو دس آدمی نکالا کرتے تھے باوصف ضعف اور نقاہت کے کنوین مین ڈال کر کھینچا اور بکریون کو پانی پلایا ایک ڈول مین ایسی برکت ہوئی کہ سب بکریان سیراب ہو گئین کما قال فی سورة القصص فسقی لهما ثم تولی الی الظل فقال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر یعنے پھر اُسنے پلا دیے اُنکے جانور پھر ہٹ کر آیا چھانون کی طرف بولا اے رب تو جو اُتارے

اور اگر زوج غلام ہی تو خدمت اُسکی قابلیت مہر رکھتی ہی اسلیے کہ عبد حکم مال مین ہی اسیطرح اگر زوج آزاد ہو اور
خدمت غیر زوجہ مہر قرار دین تو درست ہی اور جو چرانا بکریون کا مہر ٹھہرادین تو آئمین دو روایت ہین حنفیہ کہتے ہین
کہ قصۂ شعیبؑ و موسےٰؑ مین خدمت شعیبؑ چرائی بکریون کی قرار پائی تھی نہ خدمت زوجہ اور نزدیک شافعیہ کے
سب صورتون مین خدمت مہر ہوسکتی ہی اور کچھ حر و عبد کی قید نہین واللہ اعلم اور یہ بھی اس قصہ سے نکلا کہ نکاح
مین ولی معتبر اور اندھا ہونا نکاح کی ولایت مین کچھ قادح نہین ہی اور آیۂ قرآنیہ سے اُسپر رد بھی ہی جو حیوان کا اجارہ
دس برس تک جائز نہین جانتا **فائدہ** عصائے موسےٰ مین اختلاف ہی عکرمہ کے نزدیک اُسکو آدم علیہ السلام
بہشت سے لائے تھے اور بعد اُنکے حضرت جبرئیلؑ نے لیا اور جب حضرت موسےٰؑ سے رات کے وقت ملاقات
ہوئی تو اُنکو دیا اور بعضون کے نزدیک بعد حضرت آدم علیہ السلام کے بطریق توارث پیغمبرون کے پاس ہاتھ
حتے اکہ شعیب علیہ السلام کو پہونچا اور معالم التنزیل مین ہی کہ سدی سے روایت ہی کہ ایک فرشتہ عصا کو شعیبؑ
کے پاس امانت رکھ گیا تھا وہی لاٹھی صفورا نے لادی تھی کہ حضرت شعیبؑ نے کہا یہ ایک کی امانت ہی اور
لاٹھی لادے اسکو رکھ آ وہ تین مرتبہ لائین مگر وہی لاٹھی تھی آخرکار حضرت موسےٰؑ اُسکو لیکر بکریان چرانے چلے
اتنے مین حضرت شعیبؑ کو وحی ہوئی کہ پرائی امانت دوسرے کو حوالے کی وہ دوڑے واپس کرنے کو حضرت
موسےٰ علیہ السلام نے واپسی سے انکار کیا دونون مین نزاع ہونے لگی آخر یہ قرار پایا کہ جو کوئی اول راہ مین ملے
وہ فیصلہ کردے چنانچہ ایک فرشتہ آیا اُسنے کہا عصا زمین پر رکھو جو کوئی اُٹھالے وہی مالک ہی سو حضرت
موسےٰؑ نے لاٹھی ڈال دی اول حضرت شعیبؑ نے اُٹھائی تو اُنسے نہ اُٹھی اور حضرت موسےٰ علیہ السلام نے
اُٹھالی یہی فیصلہ ہوگیا اور ایک روایت ہی کہ حضرت شعیبؑ کے نشتر لکڑیان تھین پیغمبرون کی اُنمین ایک عصا
دو شاخہ دس گز کا لمبا تھا جسکو حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور حضرت شعیبؑ کو یہ الہام ہوا تھا
کہ یہ عصا اُس پیغمبر کا ہی جو اولاد یعقوب اسرائیل مین ہوگا اور خدائے تعالےٰ اُس سے بلا واسطہ ملک کلام کریگا
جب کہ حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا تو حضرت موسےٰؑ سے فرمایا کہ انمین سے ایک عصا بکریان
چرانے کو لے لو حضرت موسےٰ علیہ السلام کوٹھری مین گئے تو بہشت والا عصا بولا کہ مجھے لو اُنھون نے اُسی کو لیا
حضرت شعیبؑ نے ہاتھ سے دیکھ کر فرمایا کہ یہ رہنے دو اور لاؤ چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام سات مرتبے گئے
اور وہی ہاتھ آیا اور ساتوین مرتبے وہ بولا خذنی فانی لک یعنے لے لے تو مجکو مین تیرے واسطے مخصوص ہون
پھر یہ حال حضرت موسےٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت شعیبؑ سے کہا تو حضرتؑ نے جانا کہ یہ پیغمبر
وہی ہی جس سے اللہ صاحب بلا واسطہ کلام فرماوینگے تب حضرت موسےٰؑ سے کہا اس لکڑی سے غافل
نہ رہنا یہ مظہر عجائب و غرائب ہی اور مسماۃ صفورا اپنی بیٹی سے فرمایا کہ تجکو بشارت دیتا ہون کہ تیرا
شوہر انبیا اولو العزم سے ہوگا اور بہت قریب وقت آتا ہی کہ خلعت نبوت اُسکو پہنایا جائے اور
شداد ابن اوس سے مرفوعًا روایت ہے کہ حضرت شعیبؑ اکثر رویا کرتے یہانتک کہ آنکھین جاتی رہین

جو تو رکھنا چاہے وہ جو زور آور ہو امانت دار معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ جب صفورا نے یہ کلام عرض کیا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے پوچھا تونے قوت و امانت کیسے جانی اُسنے کہا مین نے زور دیکھا بھاری ڈول کھینچنے سے اور پتھر کے اُٹھا لینے سے اور امانت اِس طرح معلوم ہوئی کہ اسنے مجھ سے کہا تو پیچھے پیچھے چل تاکہ ہوا سے تیرا بدن نہ کھلے کہ میری نظر پڑیگی اور بے طمع ہونا آپ پر خود ظاہر ہو گیا تب حضرت شعیبؑ نے حضرت موسےٰؑ سے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ بیاہ دون تجکو ایک بیٹی اپنی ان دو نومین سے اِس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس پھر تو اگر پوری کرے دس برس تو تیری طرف سے تبرع ہی نہ کہ واجب اور مین نہین چاہتا کہ تجھپر تکلیف ڈالون کما قال فی سورۃ القصص انی ارید ان انکحک احدی ابنتی ہاتین علے ان تاجرنی ثمانی حجج فان اتممت عشرا فمن عندک وما ارید ان اشق علیک عین المعانی مین لکھا ہی کہ اگلی شریعتون مین بیٹیون کا مہر باپ لیتا تھا مگر ہماری شریعت مین منسوخ ہو گیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت شعیبؑ کے قول کے یہ معنے ہین کہ مہر میری لڑکی کا یہ ہی کہ اُسکی بکریان آٹھ برس چراوے بالجملہ حضرت موسےٰؑ نے فرمایا ذلک بینی وبینک ایما الاجلین قضیت فلا عدوان علی واللہ علے ما نقول وکیل یعنے یہ ہو چکا میرے تیرے بیچ جونسی مدت ان دونون مین ادا کردون سو زیادتی نہو مجھپر اور اللہ پر بھروسا اِسکا جو ہم کہتے ہین خلاصہ یہ کہ ان دونون مدت مین جو گذر جائے مین بیباق ہو جاؤن پھر مجھپر زیادتی نہو اور اپنی اہل کو لے لون معالم مین لکھا ہی کہ جب یہ قول و قرار جانبین سے ہو گیا تو حضرت شعیبؑ نے بڑی بیٹی بیاہ دی یہ قول ہے وہب ابن منبہ کا اور بعضے کہتے ہین کہ چھوٹی لڑکی بیاہ دی کہ وہی بلانے کو گئی تھی اور اُسنے کہا تھا یا ابت استاجرہ یہ روایت ہی ابی ذر کی آنحضرت صلعم سے مرفوع اور نام اُس لڑکی کا صفورا تھا الغرض بعد نکاح حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی سے فرمایا کہ ایک لاٹھی موسےٰؑ کو لادے کہ بکریان چراوے اور موذیون سے بچالے اُسنے ایک لاٹھی لادی کہ اُس سے بکریان چرانے لگے فائدہ اِس مقام سے شبانی کا مہر ہونا معلوم ہوتا ہی اور جب اللہ نے اِسکا ذکر قرآن مین بلا انکار فرمایا تو لائق ہی کہ ہماری شریعت مین بھی جائز ہوا ور علیٰ ہذا القیاس باپ کو مہر لینا اور لفظ مستقبل سے نکاح ہونا اور مہر و منکوحہ کا مجہول ہونا بھی واضح ہوتا ہی لیکن شبانی کا مہر ہونے کے سواے اور باتین ہماری شریعت مین جائز نہین ہین کیونکہ بنص صریح وآتوا النساء صدقاتہن سے باپ کو مہر لینا درست نہین ہرا اور جو لفظ ارید سے کہ بصیغہ مستقبل ہی وعدہ نکاح نکلتا ہی اور احدی ابنتی سے مجہولیتہ زوجہ سو اغلب کہ وقت نکاح تعین زوجہ و بلفظ ماضی عمل مین آیا ہوگا اور شبانی کا حال یہ ہی کہ تفسیر حسینی مین لکھا ہی کہ سواے بکریان چرانے کے اور منافع مہر نہین ہو سکتا الا عند الشافعی رح اور صاحب کشاف نے لکھا ہی کہ امام اعظم کے نزدیک کسی روایت مین شبانی مہر نہین ہو سکتی اور یہ تو کتب فقہیہ مین موجود ہی کہ خدمت حر زوجہ کے واسطے بتعین زمان و تعلیم قرآن مہر نہین ہو سکتی کیونکہ یہ دونون مال نہین ہین لیکن اگر انکو مہر قرار دین تو نکاح صحیح ہی اور امام اعظم و ابو یوسفؒ کے نزدیک مہر مثل لازم اور امام محمدؒ کے نزدیک قیمت مثل خدمت اور

چلے جاتے نواں جب کہین سفر کرتے تو اُسی پر سوار ہوتے اور جلد پہونچ جاتے دسوان جب جنگل مین راہ بھول جاتے تو راہ بتلاتا کذا فی اخبار الدول گیارھوان جب کوئی بد بو آجاتی اور حضرت موسیٰ اُس سے متنفر ہوتے تو اُسی کو سونگھتے ہوئے عطر اُس سے حاصل ہوتی بارھوان جس راہ مین کچھ خوف ہوتا اُس راہ چلنے سے منع کرتا تیرھوان جب بکریان بھوکی ہوتین درختون سے پتے جھاڑ لیتا چودھوان جب کوئی موذی حشرات الارض سے ظاہر ہوتا دور کر دیتا پندرھوان جب کبھو حضرت موسےٰ سفر فرماتے تو اسباب ضروری اپنا اُس پر رکھ کر کندھو پر رکھ لیتے کچھ بوجھ نہ معلوم ہوتا سولھوان جب سوتے تو بکریون کی حفاظت کرتا جب تک کہ حضرت موسےٰ بیدار رہو تے سترھوان پنجشنبہ کو غائب ہو جاتا اور کعبہ کی زیارت کرتا اور طواف کر کے مدینہ منورہ مین آتا اور جہان اب قبر مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے کھڑا ہو کر درود آنحضرت پر پہونچاتا اور آپکی اُمت کے واسطے دعا کرتا اٹھارھوان جب فرعون اپنے لوگون مین کچھ باتین کرتا تو حضرت کو آگاہ کر دیتا القصہ حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام بروایت ابن عباسؓ و ابی ذر رضی اللہ عنہما دس برس حضرت شعیبؑ کی خدمت مین رہے اور حضرت شعیبؑ نے بعد اتمام مدت صفورا کو تسلیم کیا اور بروایت مجاہد رضی اللہ عنہ اور بھی دس برس اپنی خوشی سے رہے جب سال آخر آیا تو صفورا نے حضرت موسےٰ کے ایما سے کچھ بکریان حضرت شعیبؑ سے مانگین حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ جتنی اس سال مین بکریان بچے جنین وہ تمھارے ہین اور صحیح یہ ہے کہ حضرت شعیبؑ نے از خود بلا درخواست عوض حسن خدمت کے فرمایا کہ جسقدر بکریان امسال ابلق بچے جنین وہ بچے تمھارے ہین اللہ صاحب نے حضرت موسےٰ کو خواب مین دکھلایا کہ اپنے عصا کو اُس ندی کے پانی مین مار جہان بکریان پیتی ہین اور انھین پانی پلاؤ تو برکت ہو حضرت موسےٰ نے اسی طرح کیا عنایت الٰہی سے سب بکریان حاملہ ہوگئین اور دو دو بچے ایک نر اور مادہ جنین اور سب ابلق حضرت شعیبؑ نے جانا کہ یہ اللہ نے حضرت موسےٰ اور اُنکی عورت کو انعام دیا ہے چنانچہ سب بچے حضرت موسےٰ کو عنایت فرمائے تب موسےٰ نے اجازت چاہی کہ اگر ارشاد ہو تو مین اپنے وطن مین جا کے اپنی والدہ کی زیارت کرون کیونکہ اب مصر کے لوگ قبطی کا معاملہ بھول گئے ہونگے کچھ میری تلاش بھی نہ ہوگی حضرت شعیبؑ نے خوشی سے اجازت دی اور بی بی کو اُنکے ہمراہ کیا اور دو غلام بھی ساتھ کئے تا کہ مصر تک پہونچا کے چلے آوین چنانچہ حضرت موسےٰ نے ایک غلام اونٹ کے ساتھ جسپر اثاث البیت تھا کر دیا اور دوسرے غلام کو بکریون کے ساتھ کر کے آگے آگے روانہ کیا اور خود سواری زنانی کے ساتھ ہو کے کنارے کنارے دریا کے تشریف لے چلے اور راہ شام بالکل چھوڑ دی باین خیال کہ مبادا ملوک شام کہ فرعون کے تابع ہین کسی طرح کا تعرض اُس خون کے سبب سے کرین چنانچہ ایک روز راہ بھولے اور پانچوین دن طور پہاڑ کی طرف جا پڑے ہر چند میدان مین پھرتے رہے راہ نہ ملی شام ہوگئی اور وہ رات محققین کے نزدیک شب جمعہ اٹھارھوین ذیقعدہ تھی اُسوقت برف پڑتی تھی رات بشدت اندھیری تھی اتفاقاً بکریان از خود بھاگین اور متفرق ہوگئین دونون غلام اُنکے یکجا کرنے پر مصروف ہوئے حضرت

روانگی حضرت موسیٰ از مدین جانب مصر

پھر خداوند تعالےٰ نے اپنی عنایت سے بصارت عطا کی پھر روئے پھر جاتی رہین اسیطرح تین مرتبہ اتفاق ہوا تب جناب باری سے ارشاد ہوا کہ ای شعیبؑ تو شوق جنت مین روتا ہی یا خوف دوزخ سے عرض کیا کہ یارب مین تیرے شوق ملازمت مین روتا ہون حکم ہوا کہ صبر کر تجکو ملاقات نصیب ہوگی جب تو موسےٰ کلیم کی خدمت کریگا القصہ بعد عنایت کرنے عصا کے حضرت موسےٰؑ سے وصیت فرمائی کہ مدین کے قریب ایک جنگل ہی وہان ایک اژدہا رہتا ہی اُسکے خوف سے چرائی والے اُس طرف نہین جاتے تم بھی اُمین نہ جانا ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ بکریان اُسی جنگل کو چلین ہرچند موسےٰؑ نے روکا نہ رکین ناچار پیچھے پیچھے تشریف لے گئے اور عصا زمین پر گاڑ دیا اور اپنی کملی اُسپر لٹکا کے سو رہے بکریان چرنے لگین یکایک وہ اژدہا بکریون کی طرف چلا تو عصا سانپ بن کے اژدہے کو نگل گیا اور اپنی جگہ پر آیا بعضے کہتے ہین کہ ام المومنین صفورا ایک اونچے مکان سے یہ ماجرا دیکھتی تھین کہ ایسا نہ ہو حضرت موسےٰؑ اُس جنگل کی طرف تشریف لیجائین جب دیکھا کہ حضرت موسےٰؑ اُسی طرف تشریف لے گئے اور سو رہے اور اژدہا آتا ہی تو مضطرب ہوئین اور اپنے باپ سے اجازت لیکے مضطربانہ اُسی جنگل کی طرف چلین تو یہ معجزہ عصا کا نظر پڑا یہ ماجرا اپنے باپ سے بیان کیا تب حضرت شعیبؑ کو مرتبہ حضرت موسیٰؑ کا اور معجزہ عصا کا کہ علم الیقین تھا عین الیقین ہوگیا **فائدہ** حضرت موسےٰؑ کا قد شریف دس گز کا تھا اور عصا بھی دس گز کا تھا **فائدہ** اس لاٹھی کے نام مین اختلاف ہی مقاتل ابن سلیمان اُسکو نعفہ کہتے ہین اور مقاتل ابن حبان غیاث اور بعضے زاہر بھی کہتے ہین لیکن اکثر علما اسپر متفق ہین کہ نام اُسکا علیقہ تھا اور کلام مجید مین اُسکے چار نام ہین اوّل عصا چنانچہ القِ عصاک دوسرا حیّۃ فاذاہی حیّۃ تسعیٰ تیسرا ثعبان فاذاہی ثعبان مبین چوتھا جان کانہا جان عبد اللہ ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ اُس لاٹھی مین نو معجزے تھے دو کلام مجید مین مذکور ہین ایک دریاے نیل کا پھٹ جانا اور دوسرا چشمون کا جاری ہونا پتھر سے اور کتاب اوراق نے اٹھارہ معجزے تفسیرون مین دیکھے ہین ایک یہ کہ اُس عصا مین دو شعبے تھے جب حضرت موسےٰؑ جنگل مین پہونچتے اور رات ہوجاتی تو اُن دونون سے آفتاب و ماہتاب کی سی روشنی پیدا ہوتی تھی دوسرا یہ کہ جب حضرت موسےٰ علیہ السلام کو دودھ و شہد کی خواہش ہوتی تو ایک سے دودھ نکلتا تھا اور دوسرے سے شہد تیسرا جب حضرت موسےٰؑ کو پیاس لگتی یا بکریان پیاسی ہوتین تو اُسکو کنوئین مین چھوڑتے پانی بقدر کفایت آجاتا اگر کنوان گہرا ہوتا تو عصا اُسکے برابر ہوجاتا چوتھا جب حضرت موسےٰؑ کو بھوک لگتی تو اُسکو زمین پر مارتے موافق کھانے کے زمین سے نکلتا پانچوان جب کسی میوے کی خواہش ہوتی تو زمین مین گاڑ دیتے سبز ہوجاتا اور شاخین نکال لاتا اور پھولتا پھلتا اور جس قسم کا میوہ چاہتے بلحاظ اکثر بادام ہوتے تھے چھٹا جب مقابلہ کسی دشمن کا ہوتا تو دونون شعبے دو اژدہے ہوجاتے اور دشمن پر دوڑ پڑتے کہ وہ بھاگ جاتا ساتوان جب راہ مین کوئی پہاڑ یا درخت پڑجاتا جس سے راہ بند ہوتی اور نکلنا دشوار ہوتا تو حضرت موسیٰؑ اُسی سے ٹال دیتے آٹھوان جب کسی دریا یا نہر پر پہونچتے اور وہان کشتی اُتارنے کو نہ ہوتی تو اُسکو مارتے تو کھلی راہ ہوجاتی چلے

بیان اختلاف در نام عصاے موسیٰ

بیان معجزات عصاے موسیٰ

اہل اللہ ونیز حفظ ملت حقہ و باطلہ وغیرہ اُسی کو مفوض ہی اور تسبیح اُسکی سبحانک حیث ماکنت حدیث شریف مین
وارد ہی اور یہی فرشتہ بصورت تجلی متشبہ ہوتا ہی اور یہی فرشتہ جارحہ لسان انی انا اللہ اور آیت ذات حق واقع
ہو جاتا ہی پس یہی فرشتہ تھا کہ بصورت نار ظاہر ہوا اور مصداق بورک من فی النار واقع ہوا اور کلمہ انی انا اللہ
جناب الٰہی سے کلام بے کیف اِس فرشتے کے سینے مین آیا اور آگ سے مسموع ہوا ہو تو عجب نہین واللہ اعلم
بالصواب بالجملہ حضرت موسےٰؑ نے جانا کہ آگ نہین ہی بلکہ ایک اعجوبہ ہی عجائب قدرت الٰہی سے کہ برنگ آتش
ظاہر ہوا ہی کیونکہ اگر آگ ہوتی تو اُسکی کچھ حد ہوتی اِسکا تو یہ حال ہی کہ ایک نور عظیم الشان درخت عوسج کہ جو کہ مشابہ
درخت عناب کے ہوتا ہی اور ملک شام مین بہت پایا جاتا ہی گھیرے ہی اور درخت بالکل سبز ہی اور روشنی ایسی
چلتی ہی کہ آنکھین جھپکتی ہین اور گرد پیش اُسکے تسبیح ہو رہی ہی تس پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھاس پھوس
جنگل سے لیکے ایک دستہ باندھا اور آگ سے جلانے کو چلے وہ انکی طرف دوڑی یہ خوف سے پیچھے ہٹے آگ
ٹھہر گئی کئی مرتبہ اسیطرح اتفاق ہوا پھر حضرت موسےٰؑ تحیر مین تماشا دیکھنے لگے یکایک ایک نور عظیم الشان آگ سے
اُٹھا کہ زمین سے آسمان تک ہو گیا اور تسبیح فرشتون کی بلند ہوئی اور روشنی اُسکی پھیلی کہ حضرت کی آنکھین جھپکین
تب حضرت موسےٰؑ نے اپنے ہاتھ آنکھون پر رکھ لیے تو آواز آئی کہ یا موسیٰ انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد
المقدس طوی یعنی ای موسیٰ مین ہی ہون تیرا رب سو اُتار اپنی پاپوشین تو ہی پاک میدان طویٰ مین طویٰ جنگل کا نام ہی
خلاصہ یہ کہ ای موسےٰؑ مین تیرا رب ہون بصورت آگ متجلی ہوا تو اپنی پاپوشین دور کر کہ یہ مکان میری تجلی اور حضور
ملائکہ سے کعبے اور بیت الحرام کا حکم رکھتا ہی اور جائے مطہر و پاک ہی اِسمین پاک ہو کے آنا چاہیے **فائدہ**
عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی کہ پاپوشین گدھے کی کھال سے بنی تھین اور اُسکی دباغت نہین ہوئی تھی
اِسلیے اُتارنے کا حکم ہوا معالم مین لکھا ہی کہ جب حضرت موسےٰؑ کو درخت سے آواز آئی کہ یا موسےٰؑ تو حضرت موسےٰؑ
نے جواب دیا مگر یہ نسمجھے کہ کون پکارتا ہی کہنے لگے ای پکارنے والے تیری آواز سنتا ہون پر مکان نہین جانتا
مجکو نشان دے تو کہان ہی پھر آواز آئی کہ انا فوقک و معک و امامک واقرب الیک من نفسک یعنے مین تیرے
اوپر ہون اور تیرے ساتھ ہون اور تیرے آگے ہون اور تیرے قریب زیادہ ہون تیرے جی سے تب معلوم ہوا
کہ یہ بات سوائے اللہ کے اور کسی پر تجویز نہین ہو سکتی کیونکہ یہ آواز ہر طرف سے سُنتا ہون اور سب بدن کے
اعضا کان ہو گئے ہین سو یہ آواز نہین مگر خدا کی القصہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے پاپوشین اُتارین اور کلام
شروع ہوا کہ سورۂ طٰہٰ مین ارشاد ہوتا ہی انا اخترتک فاستمع لما یوحی اننی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ
لذکری ان الساعۃ آتیۃ اکاد اخفیہا لتجزی کل نفس بما تسعی فلا یصدنک عنہا من لا یؤمن بہا واتبع ہواہ فتردی
یعنے مین نے تجکو پسند کیا سو تو سنتا رہ جو حکم ہو مین ہون مین اللہ ہون کسی کی بندگی نہین سوائے میرے سو میری
بندگی کر اور نماز کھڑی رکھ میری یاد کو قیامت مقرر آنی ہی مین چھپا رکھتا ہون اُسکو کہ بدلا ملے ہر جی کو جو وہ
کماتا ہی سو کہین نہ روک دے تجکو اُس سے وہ جو نہین یقین رکھتا اُسکا اور پیچھے پڑا ہی اپنی خواہش نفس کے

حضرت موسےٰؑ اپنی بی بی کے پاس ٹھہرے اِس عرصے مین حضرت کے گھر مین حمل تھا اور پورے دن
سو اُسوقت مین اُنکی بی بی کو دردزہ شروع ہوا اُنھون نے حضرت موسےٰؑ سے کہا کہ اگر کہین آگ ملتی تو روشنی
ہوتی اور سردی سے بچتے حضرت نے لوہے کو پتھر سے مارا آگ نہ نکلی اور لکڑی سے بھی نور طلب کیا ظاہر نہوا
پھر غلامون نے اِدھر اُدھر دیکھا تو کہین آبادی کا نشان ہی نہ ملا تب حضرت موسےٰ علیہ السلام خود بضطراب
سے آگ کی تلاش مین تشریف لے چلے تو داہنے طرف کے پہاڑ پر کچھ روشنی آگ کی دکھلائی دی خوش ہوئے
اور غلامون سے فرمایا کہ تم اسی جگہ رہو مین نے آگ کا نشان پایا ہے آگ بھی لاتا ہون اور جو کوئی آگ کے
پاس ہوگا اُس سے راہ بھی پوچھے آتا ہون چنانچہ ارشاد ہوا سورۂ طٰہٰ مین اذرای نارا فقال لاہلہ امکثوا انی
آنست نارا لعلی آتیکم منہا بقبس اواجد علی النار ہدیٰ یعنے جب اُسنے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والون کو
ٹھہرو مین نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤن تم پاس اُسمین سے سُلگا کر یا پاؤن اُس آگ پر راہ کا پتا یہ
فرماکر وہان سے چلے تو وہ مکان بعض روایت مین بارہ کوس کے فاصلے پر تھا مگر حضرت موسےٰؑ بسبب کمال
نفسانی کے جلد پہونچے کما قال فلما جاءہا نودی ان بورک من فی النار ومن حولہا وسبحان اللہ رب العالمین
یعنے پھر جب پہونچا اُس پاس آواز ہوئی کہ برکت رکھتا ہے جو کوئی آگ مین ہے اور جو اُسکے آس پاس ہے اور
پاک ہے ذات اللہ کی جو صاحب سارے جہان کا ہے معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ اِس آیت کے معنے
یہ ہین کہ برکت رکھتا ہے موسےٰؑ جو طلب آگ مین آیا ہے اور برکت رکھتے ہین ملائکہ جو اُسکے آس پاس ہین اور
بعضے نار سے نور مراد لیتے ہین اور ذکر نار صرف اسواسطے ہوا کہ حضرت موسےٰؑ آگ کی تلاش مین تھے اور
اُسکو آگ سمجھے تھے اور من فی النار سے ملائکہ اور بسبب قرب کے حضرت موسیٰ بھی مراد ہین گو آگ مین نہ تھے
جس طرح کوئی منزل پر پہونچنے لگتا ہے تب کہتے ہین کہ فلان شخص منزل پر پہونچا اگرچہ نہ پہونچا ہو اور ابن عباسؓ
اور سعید ابن جبیرؓ سے روایت ہے کہ بورک من فی النار سے قدس فی النار مراد ہے یعنے یہ لوگ ذات پاک الٰہی
مراد رکھتے ہین کیونکہ اُسی نے آگ سے حضرت موسےٰؑ کو پکارا اور اپنا کلام سنایا جیسا توریت مین ہے کہ اللہ آیا
سینا سے اور چمکا ساعیر سے اور بلند ہوا جبل فاران سے پس آنا اللہ کا سینا سے بعثت حضرت موسےٰؑ
مراد ہے اور ساعیر سے بعثت حضرت عیسیٰؑ اور فاران سے بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور فقیر کے
نزدیک اگر اصل آگ بھی مراد رکھیے تو مضائقہ نہین کیونکہ یہ بھی ایک پردہ ہے پردہ ہاے الٰہی سے پھر
تاویل کی حاجت نہین اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ قدوس فرشتہ جو کہ تجلیات الٰہیہ پر مؤکل ہے بصورت نار ظاہر
ہوا تھا کیونکہ حاملین عرش چار فرشتے ہین ایک کا نام قیوم ہے اُسکو ہیولیٰ اور صورت ظاہری اور مثالی اور
زمان اور مکان اور جہات وحرکات پر موکل بنایا ہے دوسرے کا نام مصور کہ مؤکل صور نوعیہ پر ہے تیسرے کا
عدل کہ انتظام عالم پر مؤکل ہے چوتھے کا قدوس کہ مؤکل ہے تجلیات الٰہیہ پر اور علم مظاہر تجلیات اُس کو
حاصل ہے اور قائم کرنا شرایع اور عقائد واعمال کا اُس کے ذمہ ہے اور حفظ مراتب اہل اللہ

ضعیف الخلقت ہون ناچار ہاتھ کمل سے نکال کر اژدہے کے منھ مین ڈالا تو وہ اُنکی لکڑی تھی اہل عرفان فرماتے
ہین کہ حضرت موسیٰ کو خطاب ہوا کہ ای موسیٰ پاپوشین اور لاٹھی کس لیے رکھتے ہو بولے پاپوش اسلئے ہین کہ
اگر بچھو آوے تو اُسکو مارون اور سانپ آوے تو لکڑی سے مارون خداوند تعالے نے نعلین کو بچھو بنایا اور
عصا کو سانپ تاکہ حضرت موسیٰ کو معلوم ہو کہ جو چیز بلا سے بچاسکتی ہی اگر اللہ چاہے تو وہی بلا ہوجاتی ہی بس
ضار اور نافع بجز ذات پاک کوئی نہین ہی **فائدہ** اس قلب ماہیت مین یہ حکمت تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
فرعون کے مقابلے مین لاٹھی سے معجزہ دکھلاوین اور تنہائی مین یہ حکمت تھی کہ مقابلے کے وقت خوف نہ کھاوین
اسیطرح ہمارے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شب معراج مین سارے معاملات دوزخ اور بہشت کے
دکھلا دیے کہ قیامت کے دن تمام خلق مع انبیا اور اولیا خوف سے نفسی نفسی کہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ دیکھ چکے
ہین اُمتی اُمتی فرماوین اور شفاعت پر کھڑے ہون **تنبیہ** اگر کسی کو شبہہ ہو کہ حضرت موسیٰ باوصف اس کے کہ
نبی تھے اژدہے سے ڈر گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے مطلق نہ ڈرے تو اُسکا جواب یہ ہی کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام آتش نمرود سے نہ ڈرے اُسکا یہ سبب تھا کہ وہ آگ نمرود کی جلائی ہوئی تھی اور انبیا علیہم السلام
کافرون کے فعل سے نہین ڈرتے واللہ یعصمک من الناس انکی شان مین ہی اور حضرت موسیٰ اس معاملہ کو مکر الٰہی
سمجھے اس سبب سے ڈر گئے اور ظاہر ہی کہ انبیا مکر الٰہی سے بہت ہی خوف کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت
آدم علیہ السلام کا اخراج بہشت سے سانپ کے سبب سے ہوا تھا اُسی خیال سے حضرت موسیٰ ڈرے کہ ایسا نہو
کہ مین اسکے سبب سے درجہ کرامت سے گر جاؤن قطع نظر اسکے اگر ڈر گئے تو کیا عیب ہوا کیا انسان نہ تھے
فائدہ ایک مقام پر لاٹھی کے حق مین ارشاد ہوا ہی کانہا جان اور جان کہتے ہین اُس سانپ کو جو چھوٹا ہی اور
جلد چلتا ہی اور ایک جگہ ارشاد ہی ثعبان کہ نہایت بڑے سانپ کو بولتے ہین اور یہان جو ارشاد ہوا ہی حیہ سبب
اسکا یہ ہی کہ حیہ شامل ہی چھوٹے بڑے نر مادہ کو اور بعضے کہتے ہین کہ حیہ بزرگی مین مثل ثعبان تھا اور سرعت مین مثل جان
بالجملہ بعد اس معاملے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جانا کہ یہ بڑا معجزہ مجکو عنایت ہوا ہی اب کسی اور معجزے
کی احتیاج نہین ہی اسپر ارشاد ہوا کہ یہ ایک معجزہ مقابلے دشمن مین کافی نہین ہی اثبات مدعا پر مدعی کو دو دلیلین
نہایت ضروری ہین سو ایک دلیل عصا ہی اور دوسری دلیل فی الحال اور لے چنانچہ سورۂ قصص مین ارشاد ہوا

واسلک یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء واضمم الیک جناحک من الرہب فذانک برہانان من ربک
الی فرعون وملائہ یعنے داخل کر اپنا ہاتھ اپنے گریبان مین نکل آوے چٹا گورا نہ کچھ بُرائی سے اور ملا اپنی طرف سے
اپنا بازو ڈرسے یہ دو نشانیان ہین تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اُسکے سردارون پر **فائدہ** دونون بازو کا
ملانا کنایہ ہی جمعیت خاطر سے اور تشویش نہ کرنے سے جسطرح بازو توڑنا کنایہ ہی تواضع سے اور عطا مفسر نے
حضرت ابن عباس رض سے روایت کی ہی کہ دو بازو کے ملانے سے یہ مراد ہی کہ سینہ پر رکھ لے تاکہ خوف جو ظہور
خوارق سے لاحق ہو جاتا ہے اور اس قول کی یہ تاثیر ہی کہ کوئی خائف بعد موسیٰ کے ایسا نہین کہ وقت خوف کے

وجہ قلب ماہیت عصا

وجہ ترس موسیٰ از اژدہا

پھر تو پھینکا جائے ٥ خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھے احوال + کہ آگ لینے کو آوین پیمبری ملجائے + فائدہ حضرت موسیٰ کو بھی پہلی وحی مین نماز کا حکم ہے اور ہمارے پیغمبر کو بھی پہلے نماز کا حکم ہوا ہے اور دیکھو برے لوگون کی صحبت سے حضرت موسیٰ کو روکا اور منع فرمایا ہے پھر عوام الناس کی کیا حقیقت ہے انکو تو صحبت بد زہر قاتل ہے حضرت مجاہد فرماتے ہین کہ اقم الصلوٰۃ لذکری کے معنے ہین کہ نماز کو برپا کر تاکہ مجکو یاد کرے اور مقاتل رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب نماز چھوٹ جائے اور یاد آوے تو اُسکو پڑھ لے اسیطرح قتادہؓ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من نسی صلوٰۃ فلیصلیھا اذا ذکرھا لاکفارۃ لھا الا ذالک ثم قال سمعتہ یقول بعد ذالک اقم الصلوٰۃ لذکری یعنے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بھولے کوئی نماز تو پڑھ لیوے جب یاد پڑجائے کیونکہ اُسکا کفارہ نہین مگر یہی پھر کہا مین نے سنا آنحضرتؐ کو فرماتے تھے بعد اسکے اقم الصلوٰۃ لذکری بالجملہ بعد ارشاد حقائق توحید اور آداب عبادت اور خبر قیامت کے پرسش حالات پر توجہ ہوا کہ وما تلک بیمینک یا موسیٰ

یعنے یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ (مین) اے موسیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے التماس کیا ہی عصای اتوکو علیھا و اھش بھا علےٰ غنمی ولی فیھا مآرب اخریٰ یعنے میری لاٹھی ہے ٹیکتا ہون اور پتے جھاڑتا ہون اس سے اپنی بکریون پر اور میرے اسمین کئی کام ہین اس استفسار کا یہ فائدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسکو معجزہ اپنا سمجھین اگرچہ لاٹھی ہونا اُسکا جانتے تھے لیکن معجزہ ہونا اُسکا نہ جانتے تھے اور یہ عادت ہے عرب کی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ تو جانتا ہے یہ کیا چیز ہے حالانکہ مخاطب خوب اسکو پہچانتا ہے لیکن متکلم ارادہ کرتا ہے کہ معرفت قلبی اسکی ملجائے اقرار لسانی سے فائدہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کو اس خطاب سے کمال خوف لاحق ہوا کہ محض بے طاقت ہوے تھے اور ہوش جاتا رہا اس واسطے منظور ہوا کہ حضرت موسیٰ کو اس حالت سے پھیرین اور ایسا کلام فرماوین کہ جس کلام سے حضرت موسیٰ کو اُنسیت پیدا ہو سو یہ ایسا کلام فرمایا کہ حضرت موسیٰ نے بیخوف جواب دیا فائدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عصا داہنے ہاتھ مین رکھنا سنت ہے غرض کہ بعد اس سوال و جواب کے ارشاد ہوا القھا یا موسیٰ فالقھا فاذا ہی حیۃ تسعےٰ یعنے ڈال دے اس کو اے موسیٰ سو ڈال دیا اُسکو کہ دفعۃً وہ سانپ ہوا دوڑتا اس حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گمان کیا کہ لکڑی ناکارہ ہے پھینک دی تو ایک آواز مہیب ہوئی حضرت موسیٰ نے پیچھے پھر کے دیکھا تو ایک اژدہا نظر آیا کالا زردی مائل چار پانوٴن کا جیسے اونٹ اور نہایت بدصورت آنکھین ایسی چمکتین جیسے دو انگارے دیکھ کر

بہت ڈرے اور بھاگے لیکن شرمندہ ہوکر تھوڑی دور ٹھہر گئے پھر آواز آئی کہ یا موسیٰ اقبل ولا تخف انک من الآمنین یعنے آگے آ اور نہ ڈر تجھکو خطرہ نہین یعنے جس جگہ تھا وہین کھڑا رہ تب حضرت موسیٰ ڈرتے ہوے پھرے ارشاد ہوا کہ خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولےٰ یعنے پکڑ اسکو اور نہ ڈر ہم پھیر دینگے اسکو پہلے حال پر تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ کملی سے لپیٹ کر ڈالا حکم ہوا کہ ہاتھ کھول کر ڈال یا اُسوقت کسی فرشتہ نے کہا اگر تقدیر میں بلا ہے تو نہین بچ سکتے حضرتؑ نے کہا یہ درست ہے لیکن مین

(حاشیہ: [illegible])

کہ واخی ہارون ہو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون یعنے میرا بھائی ہارون اسکی زبان
چلتی ہی مجھسے زیادہ سو اُسکو بھیج ساتھ میرے مددکو کہ مجھکو سچا کرے مین ڈرتا ہون کہ مجکو جھوٹھا کرین ارشاد ہوا کہ
سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما بآیاتنا انتما ومن اتبعکما الغالبون یعنے ہم زور دینگے
تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دینگے تمکو غلبہ پھر وہ نہ پہونچ سکین گے تم تک ہماری نشانیون سے تم اور
جو تمھارے ساتھ ہی اوپر رہوگے اور یہ ارشاد ہوا کلا فاذہبا بآیاتنا انا معکم مستمعون یعنے کوئی نہین مارے گا
تم دونون جاؤ لیکر نشانیان ہماری ہم ساتھ تمھارے سنتے ہین پھر حضرت موسےٰ نے دعا مانگی کہ سورۂ طٰہٰ مین ارشاد
ہوا رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون
اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا یعنے اے رب کشادہ کر میرا
سینہ کہ کسی کا خوف نہ لگے اور آسان کر میرا کام کہ تبلیغ رسالت قرار واقعی کرون اور کھول میری گرہ زبان سے
کہ بوجھین میری بات اور دے مجکو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا ہارون میرا بھائی اُس سے بندھا میری کمر
اور شریک کر اُسکو میرے کام کا کہ تیری پاک ذات کا بیان کرین ہم بہت سا اور یاد کرین تجکو بہت سا تو تو ہی
ہمکو خوب دیکھتا فائدہ ایسے بڑے پیغمبرون کو خلق وفوج کی طرف بہت خیال نہین ہوتا ایک مشیکار چاہیئے
کہ خلق کو سمجھ مین سمجھاوے ہمارے پیغمبر کے آگے ابوبکر صدیق تھے کہ شروع نبوت مین بہت لوگ انکے سمجھانے سے
ایمان لائے بالجملہ یہ سوال حضرت موسےٰ کا قبول ہوا کہ سورۂ طٰہٰ مین ارشاد ہوا ہی قد اوتیت سؤلک یا موسیٰ
یعنے ملا تجکو تیرا سوال اے موسےٰ واصطنعتک لنفسی یعنے بنایا ہمنے تجکو خاص اپنے واسطے پھر دوسری مرتبے
ارشاد ہوا سورۂ طٰہٰ مین اذہب انت واخوک بآیاتی ولا تنیا فی ذکری اذہبا الی فرعون انہ طغی فقولا لہ قولا لینا لعلہ
یتذکر او یخشیٰ یعنے جا تو اور تیرا بھائی لیکر میری نشانیان اور سستی نہ کرو میری یاد مین جاؤ طرف فرعون کے
اُسنے سر اُٹھایا سو کہو اُس سے بات نرم شاید سوچ کرے یا ڈرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
کہ نشانیون سے مراد نو نشانیان ہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عنایت ہوئی تھین عصا ید بیضا طوفان ہفت
روزہ ٹڈی چچڑی مینڈک خون مال کا پتھر ہونا یہان تک کہ انڈے چڑیون کے اور کپڑے اور کھانے کی
چیز بھی وبا کہ پہلوٹا بیٹا قبطیون کا ایک ہی رات مین مرگیا اور بعضے کچھ اور بھی بیان کرتے ہین لیکن حاصل
ہر ایک کا واحد ہی اور بعضے بجائے وبا قحط سہ سالہ لکھتے ہین بالجملہ حضرت موسےٰ علیہ السلام تشریف لیچلے
اس عرصے مین حضرت ہارون علیہ السلام مصر مین تشریف رکھتے تھے اُنکو بھی وحی ہوئی کہ حضرت موسےٰ
علیہ السلام آتے ہین تم استقبال کرو اور ملکر دونون جاؤ فرعون پاس اور کہو ہم پیغام لانے والے ہین
جہان کے صاحب کا فاتیا فرعون فقولا انا رسول رب العالمین چنانچہ حضرت ہارون ایک منزل مصر سے
استقبال کو حاضر ہوے اور ملاقات ہوئی تو حضرت موسےٰ نے فرمایا کہ جناب باری سے یون ارشاد ہوا ہی
کہ اذہبا الی فرعون انہ طغی یعنے جاؤ طرف فرعون کے اُسنے سر اُٹھایا ہی اور فساد مین اس حد کو پہونچا ہی کہ دعوے

ہاتھ اپنا سینہ پر رکھ لے اور خوف نہ جائے اور حضرت مجاہد فرماتے ہین کہ جس کسی پر خوف غالب ہو چاہیے کہ وہ
اپنا بازو ملاوے تو فزع جاتا رہے اور بعضے کہتے ہین کہ بازو ملانیسے سکون اور قرار مراد ہے غرض کہ حضرت
موسےٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب مین ڈالا اور نکالا تو ہاتھ گویا چاند تھا اور ہر انگلی سے ایک نور طلوع و چمکتا تھا
معالم مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ نور رات کو مثل قمر اور دن کو مانند شمس چمکتا تھا اور معنے سوء کے
آیت مین برص کے ہین **فائدہ** سورۂ طٰہٰ مین ید بیضا کے حق مین ارشاد ہوا ہے آیۃ اخری لنریک من آیاتنا الکبریٰ
یعنے ید بیضا ایک نشانی اور ہے کہ دکھاتے جاوین ہم تجکو اپنی نشانیان بڑی اب اختلاف ہے کہ آیت کبریٰ کون تھی
ید بیضا یا عصا بعضے کہتے ہین عصا تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ید بیضا آیۃ کبریٰ ہے
تحقیق یہ ہے کہ دونون معجزے آیت کبریٰ مین داخل ہین بہ نسبت اور معجزات کے جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کو
عنایت ہوے تھے سر اسمین یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام جب مبعوث ہوتے ہین تو اولاد مخالفون اور منکرون کے
قلع و قمع پر توجہ فرماتے ہین بعد اُسکے ہدایت اور ارشاد پر پس عصا صورت قہر ہے اور ید بیضا نمونۂ ہدایت اور
یہ بھی ہے کہ عصا مین حیات غیبی ہولناک ظاہر ہوتی تھی اور ید بیضا مین نور غیبی بکمال روشنی جلوہ پاتا تھا اور قہر سیاست
متعلق ظاہر نبوت سے ہے اور نور و تجلی متعلق باطن نبوت سے جسکو ولایت کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ید بیضا
اس سبب سے بڑا ہوا کہ صورت کمال ولایت تھا و ولایۃ النبی افضل من نبوتہ اسی سبب سے ساحر لوگ ید بیضا کی نقل
نہ کر سکے اور نقل عصا کرتے تھے بالجملہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دونون نشانیان آیات کبریٰ مین ہین اور یہ دونون معجزے
اثبات دعویٰ نبوت مین دو شاہد عادل ہین کیونکہ زندہ ہوجانا بحیات غیبی اُس چیز کا جو قابل حیات نہین لاٹھی
مین ظاہر تھا یہ دلیل صریح ہے کہ مردون کے دل بلاشبہہ زندہ ہوجاوینگے اور نفس خبیث کا تو پاک ہونا کچھ مشکل ہی نہین ہے
اسیطرح نور الٰہی ہاتھ سے چمکنا دلیل صریح تھا کہ انکے ہاتھ سے ارشاد و ہدایت قرار واقعی ہوگا القصہ جب یہ دو نشانیان
عنایت ہو چکین تو ارشاد ہوا اذہب الی فرعون انہ طغی یعنے جا طرف فرعون کے کہ اُسنے سر اُٹھایا ہے اور میری
عبادت پر اُسکو بلا قال رب انی قتلت منہم نفسا فاخاف ان یقتلون یعنے بولا اے رب مین نے خون کیا ہے
اُنمین ایک جی کا سو ڈرتا ہون کہ مجکو مار ڈالینگے یعنے فرعون کا لشکر بہت اور بیشمار مال اور میرے پاس
کچھ بھی نہین یہانتک کہ اہل و عیال اپنے بھی مین نے ایسی جگہ چھوڑے ہین کہ انکے حال سے مجکو خبر نہین اسلیے
خداوند کبریا نے ایک فرشتہ بھیجا اُسنے بکریان تھامین اور ایک فرشتے نے کیفیت واقعہ حضرت شعیبؑ سے
بیان کی حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی مع حوالی اور مواشی اپنے پاس بُلالی جب فرعون ہلاک ہولیا تب حضرت
شعیبؑ نے انکے عیال اُنکے پاس بھجدیے اور قصص مین لکھا ہے کہ جسوقت حضرت موسےٰؑ اپنی بی بی کو دردزہ مین
چھوڑ کے روانہ ہوے ہین اُسی وقت حق تعالےٰ نے ایک حور یعنی صفورا کے پاس بھیجی اُسنے دائی بن کے جنایا
غرض کہ اس طرحسے اللہ نے حضرت موسےٰؑ کی تسلی کردی پھر بسبب تنہائی کے حضرت موسےٰؑ نے عرض کیا کہ
میری زبان مین لکنت ہے اور میرا بھائی ہارون فصیح ہے وہ میرے ساتھ ہو چنانچہ سورۂ قصص مین ارشاد ہوا

اختلاف در آیت کبریٰ

گلے سے لگایا اور خوش ہوئین اور حضرت موسےٰ علیہ السلام نے خدا کی عنایت کا سارا حال بیان کیا پس
بروایت اول اُسی دن بلا تامل تشریف لے گئے اور بروایت ثانیہ رات کو اور بروایت ثالثہ چوتھے دن
صبح کو فرعون کے دروازے پر دونون پیغمبر تشریف لے گئے اور تحقیق صاحب معالم کی یہ ہو کہ رات ہی کو دروازہ
فرعون پر تشریف لے گئے اور کواڑون کو دھکا دیا دربانون نے شور کیا اُن لوگون نے پہلے سے انکا حال
دریافت کر لیا تھا پوچھنے لگے تم کون ہو حضرت موسےٰ نے فرمایا انا رسول رب العالمین اُس چوکیدار نے
فرعون سے کہا کہ ایک مجنون دروازے پر کھڑا ہوا کہتا ہو انا رسول رب العالمین فرعون چپکا ہو رہا جب
رات گذر گئی تو صبح کو بلوایا اور ایک روایت ہو کہ یہ دونون پیغمبر فرعون کے دروازے پر آئے کسی نے سال بھر
تک اذن جانے کا نہ دیا تب ایک دربان نے فرعون سے عرض کیا کہ ایک آدمی دروازے پر ہو اپنے
زعم مین کہتا ہو کہ انا رسول رب العالمین فرعون نے کہا اُسکو یہان لاؤ تو ٹھٹھا کرین تب دونون پیغمبر دربار
مین تشریف لائے اور بعضے نقل کرتے ہین کہ فرعون نے اپنے قلعہ مین ستر درجے رکھے تھے ہر ایک درجے
مین ایک جنگل اور ستر ہزار مرد مقاتل ہر صحن مین رہتا تھا اور جس مکان مین آپ رہتا تھا اُسکے گرد ایک
نہر اور بڑا سا جنگل اُسمین صدہا شیر اور چیتے اور اُسکا ایک دروازہ رکھا تھا کہ اُس سے دربار کے لوگ
آتے جاتے اور جو کوئی بھٹک جاتا تو شیر اُسکو پھاڑ ڈالتے جب حضرت موسےٰ اور ہارون علیہما السلام پہلے
شہر پناہ پر تشریف لائے تو دروازہ بند پایا حضرت موسیٰ نے اپنی لاٹھی ماری کواڑ کھل گئے اسی طرح سب
دروازے کھلے جب جنگل مین پہونچے تو سب درندے جانور بھاگ بیٹھے آخر خاص محل کے دروازے پر آئے
کسی نے مدت تک خبر نہ پہونچائی وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ چوتھی تاریخ ذی الحجہ کو دروازے پر پہونچے اور
دسوین تاریخ فرعون کو خبر ہوئی اور محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ دو برس دروازے پر مقیم ہے
اور کسی کی جرأت نہ پڑی کہ فرعون سے انکی خبر کہے آخر کار ایک مسخرہ کہ فرعون کی مجلس مین نوکر تھا آیا اور کہنے لگا
تم کس کام کو آئے ہو اور جانتے ہو کہ یہ مکان کسکا ہو حضرت موسےٰ اور ہارون علیہما السلام نے فرمایا ہم جانتے
ہین یہ قلعہ ہو فرعون کا کہ وہ اور اُسکے توابع بلکہ تمام زمین اور آسمان اور جو اُسمین ہو اللہ کے بندے اور مخلوق ہین
اور ہم بھیجے ہوے اُسی خداوند عالم کے فرعون کی دعوت کو آئے ہین وہ مسخرہ فرعون کی حضور مین آیا اور بولا
کہ اے بادشاہ آج مین نے ایک امر عجیب دیکھا ہو کہ شیرون کی ہیبت مجھے بھول گئی فرعون نے اُس کی
کیفیت پوچھی اُس مسخرے نے کہا دو آدمی دروازے پر ہین اُنکے خوف سے سارے درندے جنگل کے
بھاگ گئے ہین شاید ساحر ہین اور جب مین نے اُنسے باتین کین تو ایسی بات بولے کہ مین اُس کا ذکر کرنا
بے ادبی سمجھتا ہون فرعون نے کہا بیان کر بولا کہ اُنکو یہ گمان ہو کہ سواے تیرے اور بھی کوئی خالق ہو اس
بات سے فرعون کو غضب آیا اور کہنے لگا کہ جلد لاؤ اُسوقت مجلس مین ہامان وغیرہ امرا حاضر تھے اور بہت
خلقت تماشا دیکھنے آئی کہ حضرت موسےٰ و ہارون علیہما السلام با حشمت موہوبہ ملک جبار روایات معنویہ

ربوبیت کا کرتا ہی سو اُسکی صلاح کی تدبیر کرنا لازم ہو اور حکم ہی کہ جب اُسکے پاس جاؤ تو اُس سے قول نرم کہو اور خشونت سے محترز ہو کیونکہ منکرون کے ساتھ اگر غلظت کروگے تو جہل و انکار بڑھ جائیگا اور قول حق مین تم دکرینگے پس چاہیے کہ اُسکو یا بادشاہ یا ابو العباس یا ابو الولید کہکر پکارو یا یون کہو کہ ہل لک الی ان تزکی واہدیک الی ربک فتخشیٰ یعنے تیرا جی چاہتا ہی کہ تو سنورے اور راہ بتاؤن تجھکو تیرے رب کی طرف پھر تجھکو ڈر ہو یا اس طرح سمجھاؤ کہ میرا پروردگار تجھکو بلاتا ہی تو قبول کر اور دیکھ تجھکو اُسنے چار سو برس کی مہلت دی کہ تم اس مدت مین تونے کیا کیا بے ادبیان کین اور اُسنے اپنی نعمت نہین چھینی بلکہ تجھکو صحت و عافیت مین رکھا اور بعضے کہتے ہین کہ قول نرم یہ تھا کہ حق تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو تعلیم فرمایا کہ اے موسیٰ فرعون سے یون کہنا کہ اے فرعون چار سو برس تیری عمر سے گذر گئے اور اس عرصے مین تو انا ربکم الاعلےٰ کہتا رہا کہ اور کسی منکر جبار نے ایسا نہین کہا اب تیری عمر سے ہلین چالیس برس رہے ہین اور تو زندگی کو دوست رکھتا ہی اور مصاحبت عورتون کی تجھکو پسند ہی اگر ایک مرتبہ انت ربی الاعلیٰ زبان سے کہدے تو تو پھر چار سو برس کا جاتا ہے اور سر نو سے تجھکو جوان بنا دون کہ پندرہ برس کا ہو جائے اور ہزار برس جیتا ہے اور خزانے زمین کے تجھپر کھولون پھر نعمت دنیا کی نعمت آخرت سے ملا دون یعنے بہشت بھی عطا کرون **فائدہ** معلوم ہوتا ہی کہ سبب اس ارشاد کا یہ ہوا ہی کہ فرعون کا حق تربیت حضرت موسےٰ علیہ السلام پر تھا سو اُسکے ساتھ موافق اُس حق کے عنایت اور الطاف سے گفتگو کرنا چاہیے اور بعضے یون بیان کرتے ہین کہ حضرت موسےٰؑ وادی ایمن سے رخصت ہوکے جانب مصر روانہ ہوے جب دریاے نیل پر پہونچے تو حضرت ہارون کو ارشاد ہوا کہ اے ہارونؑ تیرا بھائی خلعت نبوت سے آراستہ اور تاج رسالت سے پیراستہ آتا ہی تو اُسکے استقبال کو جا اور حضرت ہارون علیہ السلام بروایت صحیحہ چار برس حضرت موسےٰؑ سے بڑے تھے اور اس عرصے مین باپ اور بہن اُنکی انتقال کر چکے تھے غرض کہ حضرت ہارون علیہ السلام بحکم خدا وقت شام بتاریخ دہم ذیحجہ فی الفور گھر سے باہر نکلے اور رود نیل پر وقت صبح حضرت موسےٰؑ سے ملے اور بعد از تحقیق احوال فرمان الٰہی فرعون پر لے چلے اور معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ جب مصر کی طرف چلے مین تو اُنکے پاس ایک جبہ پشمین تھا اور ہاتھ مین عصا اُسی پر اسباب لٹکائے ہوے رات کو اپنے گھر آئے اور ہارون علیہ السلام کو خبر دی کہ مجھکو اللہ نے تمھاری طرف بھیجا ہی کہ ہم تم ملکے فرعون کو دعوت کرین اُسوقت اُنکی مان یہ باتین سن کے رو دین اور کہنے لگین کہ فرعون تمھارے مارنے کی فکر مین ہی اگر تم اُسکے پاس جاؤگے تو دونون کو مار ڈالیگا حضرت موسےٰؑ نے نہ مانا اور رات ہی کو فرعون کے دروازے پر تشریف لے گئے اور روضۃ الاصفیا مین لکھا ہی کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام رات کو چھپے ہوے اپنی مان کے گھر تشریف لائے تو ان نے نہین پہچانا حضرت موسےٰؑ نے کہا مین غریب مسافر ہون رات بھر تمھارے مکان مین رہونگا اُسنے حق مہمانداری بخوبی ادا کیا اور حضرت ہارونؑ کو اُنکے پاس جی لگنے کو بٹھلا دیا پھر گفتگو مین حضرت ہارونؑ نے پہچانا اور اپنی مان کو مطلع کیا تب اُنکی مان نے آکے

بیان ملاقات حضرت موسیٰ و ہارون

اور زمین کا اور جو اُنکے بیچ مین ہو اگر تم یقین کرو چونکہ اُس مردود نے جنس سے سوال کیا تھا اور اللہ تعالیٰ جنس سے
پاک ہو اسلیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے افعال الٰہی کا ذکر کیا جس سے تمام خلق عاجز ہو اب فرعون جواب مین متحیر
ہوا اور اپنے امرا سے کہ اُسوقت پانسو آدمی سونے کے کنگن پہنے ہوے حاضر تھے کہنے لگا الا تستمعون یعنے
تم نہین سنتے ہو اُنکا اعتقاد یہ تھا کہ ہمارا خدا بادشاہ ہو اُنکو سُنایا کہ یہ کیا باتین کرتا ہو تم بھی سُنتے ہو مین حقیقت کا
سوال کرتا ہون وہ افعال سے جواب دیتا ہو پھر حضرت نے زیادہ توضیح فرمائی کہ ربکم و رب اٰبائکم الاولین یعنے
رب العالمین صاحب تمھارا اور صاحب تمھارے اگلے باپ دادون کا ہو اگرچہ پہلی ارشاد مین واضح ہو گیا تھا
کیونکہ آسمان اور زمین کے بیچ مین سبھی داخل تھے لیکن یہ اسواسطے فرمایا کہ فرعون اصل مین دہریہ تھا اعتقاد رکھتا تھا
کہ آسمان اور زمین خالق کے محتاج نہین بلکہ واجبات سے ہین اور سب افلاک متحرک بالذات ہین اور اس قول مین اُس
توہم کی گنجائش نہین اُسپر فرعون نے اپنی مجلس والون سے کہا ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون ہر آئینہ تمھارا پیغام والا
جو تمھاری طرف پہونچا ہو باؤلا ہو کہ ایسے کلام کرتا ہو جو سمجھ مین نہین آتے یعنے موسےٰ کے زعم مین سواے میرے
اور بھی خدا ہو شاید اُن لوگون کا یہ عقیدہ تھا کہ جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہو وہ عاقل نہین ہو پھر حضرت موسیٰ
نے توضیح فرمائی کہ رب المشرق والمغرب وما بینہما ان کنتم تعقلون یعنے رب مشرق اور مغرب کا ہو اور جو اُنکے بیچ مین ہو
اگر تم بوجھ رکھتے ہو یعنے اگر عقل ہو تو سمجھو کہ حقیقت ذات کے سوال کا یہی جواب ہو کہ اُس ذات کے افعال و صفات
بیان کیے جاوین نہ اور کچھ غرض کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بات کہتے جاتے تھے اللہ کی قدرتین بتانے کو
اور فرعون بیچ مین اپنے سردارون کو اُبھارتا تھا کہ اُنکو یقین نہ آجاوے آخرکار جب شرمندہ ہو کر جواب مین بند ہوا
اور حجت حضرت موسےٰ کی غالب پڑی تو غرور دکھلانے کو کہنے لگا لئن اتخذت الٰہا غیری لاجعلنک من المسجونین یعنے
اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سواے تو مقرر ڈالونگا تجکو قید مین کلبی سے منقول ہو کہ قید فرعون کی قتل سے
زیادہ تھی یعنے آدمی کو گرفتار کر کے ایک مکان اکیلے مین ڈال دیتا کہ وہان نہ کچھ دیکھے نہ سنے اس کلام کے
جواب مین حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بطریق انصاف فرمایا او لو جئتک بشیء مبین یعنے جو لایا ہون تیرے پاس
ایک چیز کھول دینے والی پھر بھی تو قید کریگا یعنے انفعل ذلک وان اٰتیتک بحجۃ مبینۃ تب فرعون نے کہا فات بہ
ان کنت من الصادقین یعنے تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہو تو ہم نہ قید کرینگے فالقیٰ عصاہ فاذا ہی ثعبان مبین یعنے
ڈال دی حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی تو اُسی وقت وہ ناگ ہو گئی صریح اور ایک میل جانب آسمان
بلند ہوا اور آگ اُسکے مُنھ سے اڑنے لگی اور دھوان ناک سے نکلنے لگا اور دونون آنکھین مشعل نظر پڑنے لگین
اور دانتون سے آواز مہیب آنے لگی جس طرف متوجہ ہوا اُسکو خراب و خستہ کیا جسپر پھونک ماری وہ جل گیا
سارے آدمی اُسکے خوف سے تلے اوپر گرنے لگے وہب ابن منبہ سے روایت ہو کہ پچیس ہزار آدمی اُس دن
بیجان ہوا اور بعضی روایت مین چالیس ہزار حطب جہنم ہو گئے پھر قصر فرعون پر متوجہ ہوا تو فرعون تخت سے
گر پڑا اور بھاگا اور امان مانگتا ہوا حضرت موسےٰ سے کہنے لگا کہ مین تمھارا تابعدار ہو جاؤنگا اور بنی اسرائیل کو

خالق تمہارا تشریف لائے فرعون نے کہا من انتما حضرت موسےٰ نے فرمایا انا رسول رب العالمین ان ارسل معنا
بنی اسرائیل یعنے مین پیغام لایا ہون جہان کے صاحب کا یہ پیغام کہ بھیج دے تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو
فلسطین مین اور جنکو تونے چارسو برس سے غلام بنا رکھا ہی چھوڑ دے حقیقت یہ ہی کہ بنی اسرائیل کا وطن حضرت
ابراہیمؑ کے وقت سے شام تھا حضرت یوسفؑ کے سبب سے مصر مین آرہے تھے اب حق تعالیٰ نے انکو ملک شام
دینا چاہا تب حضرت موسےٰؑ کو اِس طرح سے بھیجا اور سدی سے روایت ہی کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام تشریف
لائے اور پہلے گفتگو نہایت مہربانی سے فرمائی کہ تو ایمان قبول کر تو جوانی پھر آئے اور تجھ سے ملک اور ملکیت
کبھو چھینی نہ جائے الابعد از موت اور جب مرے تو بہشت مین داخل کیا جائے فرعون نے یہ کلام سنکر یقین کیا
ہامان مردود اُسوقت حاضر نہ تھا جب وہ آیا تو فرعون نے احوال حضرت موسےٰؑ کا بیان کیا اُسنے کہا تجھکو کچھ بھی
عقل ہی تو خالق سے مخلوق اور رب سے مربوب اور معبود سے عابد اور مسجود سے ساجد بنا چاہتا ہی تب فرعون
نے تامل کر کے حضرت موسےٰؑ کو دیکھا تو پہچانا اور کہا چنانچہ سورۂ شعرا مین ارشاد ہوا الم نربک فینا ولیدا ولبثت
فینا من عمرک سنین وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین یعنے ہمنے پالا نہین تجکو اپنے گھر مین لڑکا سا
اور رہا تو ہمارے پاس اپنی عمر سے کئی برس یعنے تیئس برس اور کر گیا تو اپنا وہ کام جو کر گیا اور تو ہی ناشکر علامہ بغوی
حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہین من الکافرین سے یہ مراد ہی کہ انت من الجاحدین لنعمتی وحق تربیتی یعنے
میری نعمت اور تربیت کا منکر ہے کیونکہ فرعون کفر بالربوبیۃ سے واقف بھی نہ تھا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
جواب دیا کہ سورۂ شعرا مین ارشاد ہوا کہ فعلتہا اذا وانا من الضالین ففررت منکم لما خفتکم فوہب لی ربی حکما وجعلنی
من المرسلین یعنے کیا تو ہی مین نے وہ اور مین تھا چوکنے والا پھر بھاگا مین تمسے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا مجکو
میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا مجکو پیغام پہونچانے والا وتلک نعمۃ تمنہا علی ان عبدت بنی اسرائیل یعنے یہ نعمت ہے
کہ منت رکھتا ہی تو مجھپر کہ بندہ کیا تونے بنی اسرائیلؑ کو یعنے بندہ کرنا بنی اسرائیلؑ کا نعمت نہ تھا اسی طرح
پرورش کرنا میرا کہ اُسکی ضرورت تھی نعمت نہ تھی کہ اُسکا مین ممنون ہون معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ اِس
آیت کی تاویل مین اختلاف ہی بعضے اقرار پر عمل کرتے ہین یعنے حضرت نے فرمایا کہ اپنا تربیت کرنا اور قتل
نہ کرنا اور غلام نہ بنانا جیسا بنی اسرائیل کے اور لڑکون کو قتل کیا تھا اور غلام بنایا تھا نعمت مین شمار کر کے
فرمایا کہ البتہ وہ احسان ہی جو تو مجھپر رکھے کہ غلام کر لیے تونے بنی اسرائیل اور مجکو غلام بنانے سے چھوڑ دیا اور
بعضے کہتے ہین کہ یہ قول حضرت کا انکار ہی اور حرف استفہام کا محذوف ہی یعنے أوتلک نعمۃ یعنے یہ نعمت ہی
کہ بنی اسرائیلؑ کے ساتھ بدمعاملگی تونے کی اور اُنکو غلام بنایا اور قتل کیا کہ وہ میری قوم تھی اور اہانت قوم
موجب ذلت ہی پس اِس سبب سے تیرا سارا احسان جاتا رہا القصہ فرعون نے کہا یہ رسالت تم کہان سے لائے ہو
حضرت موسےٰؑ نے فرمایا رب العالمین کے پاس سے فرعون نے کہا وما رب العالمین یعنے رب العالمین کیا چیز ہی
قال رب السموات والارض وما بینہما ان کنتم موقنین یعنے کہا موسےٰؑ نے رب العالمین ہی صاحب آسمان

کی قوم نے یہ تو صلاح دی مگر حضرت موسیٰؑ کے مارنے کی صلاح نہ دی اسواسطے کہ معجزہ انکے پاس بہت بڑا ہم
ایسا نہ ہو کہ بدلاے مگر فرعون نے کہا ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظہر فی الارض
الفساد یعنے مجکو چھوڑ دو کہ مار ڈالون موسیٰؑ کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو مین ڈرتا ہون کہ بگاڑے تمھاری راہ
یا نکالے ملک مین خرابی تب ایک شخص فرعون کے لوگون مین سے جو پوشیدہ ایمان رکھتا تھا بول اُٹھا کہ سورۂ مومن
مین ارشاد ہوا اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک
صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب یعنے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اسپر
کہ کہتا ہی میرا رب اللہ ہی اور لایا ہی تمپر کھلی نشانیان تمھارے رب کی جو دلالت کرتی ہین اُسکے صدق پر اور
اگر وہ جھوٹھا ہوگا تو اُسپر پڑیگا اُسکا جھوٹھ اور تمکو کچھ ضرر نہین اور اگر وہ سچا ہوگا تو تمپر پڑیگا کوئی وعدہ جو دیتا ہی
بیشک اللہ راہ نہین دیتا اُسکو جو ہو بے تحاشا جھوٹھا ابو عبیدہ مفسر فرماتے ہین کہ آیت مین اس جگہ بعض سے
مراد کل ہی یعنے اگر تمنے قتل کیا اور مقتول سچا ہی تو سب عذاب تمپر پڑیگا جسکا وعدہ کرتا ہی معالم التنزیل مین
لکھا ہی کہ اُس مومن مین اختلاف ہی مقاتل اور سدی کہتے ہین کہ بھائی چچیرا فرعون کا تھا جسکی شان مین
اللہ نے فرمایا ہی وجاء رجل من اقصے المدینۃ یسعے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اکثر علما کہتے ہین کہ حزبیل
اسرائیلی تھا اور ابن اسحاق کہتے ہین کہ اسکا نام جبرل تھا اور بعض کے نزدیک خبرئیل تھا اور بعضے کہتے
ہین حبیب نام تھا فائدہ اسیطرح ایک معاملہ ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مشرکین عرب سے واقع
ہوا عروہ ابن زبیر کہتے ہین کہ مین نے عبداللہ عمرو بن عاص سے کہا کہ مجکو خبر دے اُس شدید حرکت سے
جو کی ہی مشرکون نے آنحضرت سے تب کہا عبداللہ نے کہ ایک دن آنحضرت فناء کعبہ مین نماز پڑھتے تھے عقبہ
ابن معیط نے آکر کندھے آنحضرت کے پکڑ کے اور چادر گردن مبارک مین ڈال کر زور سے کھینچی کہ ابوبکر صدیق رض
آگئے اور اُس کافر کے کندھے پکڑ کے علیحدہ کر دیا اور کہا اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات
پھر حضرت صدیق کو کافرون نے بہت مارا بالجملہ جب فرعون قتل سے باز رہا تو ان لوگون نے کہا ارجہ
واخاہ وارسل فی المدائن حاشرین یاتوک بکل سحار علیم یعنے ڈھیل دے اُسکو اور اُسکے بھائی کو اور بھیج دے
شہرون مین نقیبون کو لاوین تیرے پاس جو ہو بڑا جادوگر اور حاذق فن سحر مین تاکہ معارضہ کرون محققین مفسرین
بیان کرتے ہین کہ جسقدر ساحر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین تھے اسقدر کبھی نہین ہوے یعنے
ایک ہزار شہر اور بارہ ہزار قریہ تھا اُنمین سواے ساحرون کے اور کوئی نہ تھا اُنھین کی طرف نقیب چلے
کہ جہان کہین ساحر ہوشیار پاوین حاضر لاوین اور ایک روایت ہی کہ فرعون نے پہلے سے کئی لڑکے بنی اسرائیل
کے جو ذہین اور ذکی تھے سحر سیکھنے کو ایک ساحر کے پاس سی گانوُن مین بھیج دیے تھے سو وہ لڑکے سیکھ کر تیار
ہوے اُنکو فرعون نے بلوایا کہ سورۂ شعرا مین فرمایا فجمع السحرۃ لمیقات یوم معلوم وقیل للناس ہل انتم مجتمعون
لعلنا نتبع السحرۃ ان کانوا ہم الغالبین یعنے پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدے پر ایک مقرر دن کے اور کہدیا لوگونکو

چھوڑ دونگا تم اس بلا سے مجھے بچاؤ حضرت موسےؑ نے اپنی لاٹھی اٹھالی تب فرعون نے کہا اور بھی کچھ حجت ہے
حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب مین ڈال کر نکالا تو ایسا روشن اور نورانی نکلا کہ دیکھنے والونکی آنکھین
جھپک گئین اور زمین پر گر پڑے کما قال فی سورۃ الشعراء ونزع یدہ فاذاہی بیضاء للناظرین یعنے اندر سے نکالا
اپنا ہاتھ تو وہ اسی وقت چٹا ہے آنکھوں کے سامنے پھر اسنے امان مانگی حضرتؑ نے اپنا ہاتھ بند کر لیا بعد اسکے
قبول ایمان اور تصدیق نبوت اپنی فرعون سے طلب کی اسنے کہا آج تامل کرو مین اس بات مین مشورہ کر کے
کہونگا پھر سب سے علٰحدہ عرض کیا کہ اے موسےؑ تونے چھپیس ہزار آدمی مارے کیا اسی واسطے تو مبعوث ہوا ہے اور
حالانکہ تو کہتا ہے کہ بھیجنے والا میرا رحیم ہے کیا یہی مقتضائے رحمت ہے جو تیرے ہاتھ سے واقع ہوا حضرت موسےٰ
علیہ السلام نے جواب دیا کہ درحقیقت تو نے مارا ہے کہ تو خود کافر ہوا اور ان لوگون کو تونے کفر اور شرک کی تکلیف
دی اور ان لوگون نے تیرا کہا مانا پس حقیقت مین سبب ہلاکت تو ہے نہین پھر اور کلمات توحید و نصیحت کہی خلوت
مین ارشاد فرمایا فرعون نے کہا اگر تیری بات قبول کرون تو اسکی جزا کیا ہے حضرت موسےؑ نے فرمایا کہ وحدانیت
خدا کا اقرار کرے اسی کی پرستش کر تو مین دعا کرون کہ اللہ تعالیٰ تجکو چار چیزین عنایت کرے ایک جوانی موت تک
دوسری بادشاہی دنیا تیسری صحت اور سلامتی چوتھی بہشت ہمیشہ فرعون نے کہا مجھے تامل درکار ہے تا کہ مین
بعضے عاقلون سے دریافت کرلون تب اسکا جواب دون اسی وقت اپنے گھر مین آیا اور آسیہ خاتون سے
حال کہا اسنے جواب دیا کہ جو شخص عاقل ہے کبھی اس سخن کے خلاف نہ کہیگا بلا تامل قبول کرلے پھر ہامان مردود سے
مشورہ کیا اس بے ایمان نے کہا کہ اتنی مدت مسند الوہیت پر بیٹھے اب خاک عبودیت پر بیٹھا چاہتے ہو
اب تک لوگون نے تمھاری عبادت کی اب تم اور کی عبادت کروگے کیا عقل جاتی رہی ہے اور جو چار چیزون کا
موسےٰ علیہ السلام تمسے وعدہ کرتے ہین سو پہلی اول جوانی ہے سو اسکی بقا اس طرح ہوسکتی ہے کہ سر اور داڑھی
کے بالون کو خضاب سے سیاہ کرو جوانی بنی رہیگی دوسری بادشاہی وہ فی الحال تمکو حاصل ہے کسی کو طاقت نہین
کہ چھین لے اور تیسری صحت ہے سو جب موافق اطبا کے عمل کروگے صحیح رہوگے چوتھی بہشت ہے وہ سوا ان باغون
کے میرے خیال مین اور کچھ نہین آتی سو تمھارے قبضہ اختیار مین ہے ان باتون سے فرعون کی توجہ ایمان سے
جاتی رہی اور ارکان دولت سے کہنے لگا تمھاری راے کیا ہے قال الملأ من قوم فرعون ان ہذا لساحر علیم
یرید ان یخرجکم من ارضکم فماذا تامرون یعنے بولے سردار قوم فرعون کے یہ بیشک کوئی بڑا جادوگر ہے نکالا چاہتا ہے
تمکو تمھارے ملک سے فرعون نے کہا اب کیا مشورہ دیتے ہو بعضون نے کہا اقتلوا ابناء الذین آمنوا معہ
واستحیوا نساءہم یعنے مار و بیٹے انکے جو یقین لائے ہین اسکے ساتھ اور جیتی رکھو انکی عورتین معالم التنزیل مین قتادہ
سے روایت ہے کہ یہ ظلم قتل کا دوسرا ہے کیونکہ فرعون نے بعد پیدا ہونے حضرت موسےٰؑ کے قتل لڑکون کا
موقوف کر دیا تھا جب حضرت موسےٰؑ مبعوث ہوے تو اسنے پھر قتل شروع کیا پس معنی آیت کے یہ ہین کہ پھر
شروع کرو قتل انکا اور عورتون کو چھوڑ دو کہ اپنے مردون کو متابعت موسےٰؑ سے روکین فائدہ فرعون

علیہ اسورة من ذہب او جاء معہ الملائکة مقترنین یعنے پھر کیون نہ آپڑے اُسپر کنگن سونے کے یا آئے اُسکے سامنے فرشتے پرا باندھکر چنانچہ یہ کلام فرعون کا تماشائی ضعیف الایمان تسلیم کرتے جاتے تھے اور ہنوز حضرت موسے علیہ السلام تشریف نہ لائے تھے اور ساحر اپنی صفین باندھے ہوئے اور مونہیر اسباب اور لاٹھیان شعبدے اور مکر کی لادے فرعون اُسکے روبرو حاضر تھے کہ دفعتہً حضرت موسیٰ کلیم اللہ مع ہارون وزیر تشریف لائے اور لاٹھی ٹیک کے ایک طرف کھڑے ہوئے اور حضرت ہارون علیہ السلام داہنے بائین آئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام علم نصرت لے کر آگے ہوئے اور موکلین قضا و قدر منشور نصر من اللہ و فتح قریب پڑھنے لگے اور ساحرون نے پیش قدمی کرکے فرعون سے کہا ائن لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین بھلا کچھ ہمارا نیگ بھی ہے جو ہو جاوین ہم غالب قال نعم و انکم اذا لمن المقربین بولا البتہ اور تم اُسوقت نزدیک والون مین ہو گے یعنے میرے مصاحب ہوگے اور بے تامل میرے پاس آنے کی اجازت پاؤ گے پھر حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اول کلمات مواعظ اور نصائح ارشاد فرماکے بولے کہ سورہ طٰہٰ مین ارشاد ہوا و یلکم لاتفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب و قد خاب من افتریٰ یعنے کمبختی تمہاری جھوٹھ نہ بولو اللہ پر پھر کھپا دے تمکو کسی آفت سے اور مراد کو نہین پہونچتا جسنے جھوٹھ باندھا تب بعضے ساحرون نے کہا یہ کلام ساحرون کا نہین ہے پھر سردار جادوگرون کا کہ شاید نابینا تھا پوچھنے لگا کہ یہ دونون شخص کچھ لشکر اور فوج بھی ساتھ رکھتے ہین جادوگرون نے کہا ایک شخص لاٹھی لیے ہے اور دوسرا خالی ہاتھ نہ کوئی یار ہے نہ مددگار تب اُسنے کہا یہ ہرگز ساحر نہین ہین اُنکی عزت کرنا چاہیے چنانچہ ساحرون نے باادب عرض کیا یا موسےٰ اما ان تلقی و اما ان نکون نحن الملقین اے موسےٰ یا تو ڈالے اپنا عصا پہلے یا ہم ڈالتے ہین اپنی رسیان اور لاٹھیان قال القوا فلما القوا سحروا اعین الناس واسترہبوہم و جاءو بسحر عظیم یعنے کہا موسےٰ نے ڈالو پھر جب ڈالا باندھ دین لوگون کی آنکھین اور اُنکو ڈروایا اور کر لائے بڑا جادو معالم وغیرہ تفسیرون مین لکھا ہے کہ جب حضرت موسےٰ نے فرمایا کہ تم ڈالو تو جادوگر متحیر ہوکے بولے کہ اے موسےٰ اگر ہم مغلوب ہو جائین تو تیری متابعت کرین اور اگر تو مغلوب ہو جائے تو فرعون جو چاہے کرے مگر عزت فرعون سے ہمکو یہ اُمید ہے کہ ہم غالب آوینگے یہ کہکر بڑی بڑی رسیان پارے کی ملی اور لکڑیان بانس کی پارہ کی بھری میدان مین ڈالدین کہ وہ سب آفتاب کی گرمی سے جنبش کرنے لگین اور سارا میدان سانپون سے بھر گیا اور تماشائی بھاگے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ دو میل تک سانپ ہی نظر آتے تھے قال اللہ تعالےٰ فاذا حبالہم و عصیہم یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی یعنے پھر تبھی اُنکی رسیان اور لاٹھیان اُسکے خیال مین آتی ہین جادو سے کہ دوڑتی ہین غرض یہ شعبدہ دیکھکر حضرت موسےٰ علیہ السلام کو بھی فی الجملہ اندیشہ ہوا فاوجس فی نفسہ خیفة یعنے پایا حضرت موسےٰ نے اپنے جی مین خوف خواہ طبیعت بشریہ سے ڈرے یا اس سبب سے کہ قوم کے لوگ شک مین پڑکر متابعت میری نہ کرینگے اُسی وقت وحی ہوئی کہ لاتخف انک انت الاعلےٰ یعنے تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہیگا اوپرا اور یہ جادوگر ہین اور جادوگر کبھی اپنے حیلے مین فلاح نہین پاتے کبھی کو غلبہ ہے پھر ارشاد ہوا کہ ان الق عصاک فاذا ہی تلقف

تم اُٹھے ہوتے ہو شاید ہم راہ پکڑین جادوگرون کی اگر ہو جاوین وہی غالب **فائدہ** یوم موعود یوم زینت تھا یا نو چند اسنیچر شروع سال کا یا فرعون کی سالگرہ کا دن تھا کہ ساحر جمع ہوے **فائدہ** ساحرون مین اختلاف ہی نزدیک مقاتل کے بہتر تھے دو قبطی او ستر بنی اسرائیل اور دونون قبطی سردار تھے اور کلبی کے نزدیک ستر تھے لیکن سردار وہی تھے اور سب بنی اسرائیل تھے اور کعب احبار سے روایت ہی کہ ستر ہزار تھے جنین سے بارہ ہزار کامل تھے اُنہین سے بہتر کامل تر تھے اور اُن بہتر مین چار رئیس تھے ایک ساطور دوسرا غازور تیسرا حطحطہ چوتھا مصطفے اور بعضے کہتے ہین کہ سردار اُنکا ایک شخص نابینا تھا صحیح تر یہ ہی کہ سب ستر تھے اور دو شخص اُنہین رئیس تھے شمعون اور صفر یا سعید و مدائن یہ دونون بھائی تھے جب فرعون کے نقیب انکے پاس پہونچے تب یہ دونون اپنی مان کے پاس گئے اور بولے ہمکو ہمارے باپ کی قبر پر لے چلو وہ لے گئی اُن دونون نے پکارا اُسنے کہا کیا ہی کہنے لگے کہ فرعون کے پاس دو شخص آئے ہین نہ ہتھیار اُنکے پاس ہی نہ لشکر صرف ایک کے پاس لاٹھی ہی کہ وہ سانپ ہو جاتی ہی جو چیز اُسکے سامنے پڑتی ہی اُسکو نگل لیتا ہی سو فرعون نے داعیہ کیا ہی کہ ہمکو اُسکے مقابلے مین پیش کرے اور بلوایا ہی سو ہمکو تدبیر بتلاؤ کہ ہم مصر مین جا کر کس طرح معارضہ کرین صاحب قبر نے جواب دیا کہ مصر مین جاؤ جب وہ دونون شخص سوے ہین تب اُس لکڑی کو اُٹھاؤ اگر تمھارے ہاتھ آجائے تو بیشک تم غالب ہوگے اور جو ناگ ہو جائے تو بیشک معجزہ ہی سحر نہین پھر کوئی شخص مخلوقات الٰہی سے اُسکا مقابل نہین ہو سکتا کسواسطے کہ سحر ساحر کا خواب مین بے اثر ہو جاتا ہی سو وہ دونون بھائی سب سے چھپے ہوے مصر مین آئے تو دیکھا کہ دونون پیغمبر آرام مین ہین اور بچشم ظاہر خواب مین اور لاٹھی رکھی ہی یہ دونون وقت کو غنیمت سمجھکر لاٹھی کی طرف متوجہ ہوے اُسنے بھی انکا قصد کیا کہ یہ دونون بھاگ گئے اور پھر نہ آئے بالجملہ پہر دن چڑھے اور ساحر اپنا اپنے مکر لیکر قلعہ فرعون پر جمع ہوے اور بہت لوگ تماشائی ہوے اور فرعون بن مصعب بڑے تزک سے ایک کھڑکی سے لگ بیٹھا اور کہنے لگا انا ربکم الاعلیٰ یعنے مین بڑا خدا ہون اور جو کوئی اور پروردگار تمھارا ہو کہ اُسنے موسےٰ کو بطور ایلچی بھیجا ہی تو مجھسے مرتبہ اُسکا پست ہی اگر موسےٰ اپنی رسالت ثابت کرے تب بھی قابل اتباع نہین اور ربوبیت اُسکے رب کی اگر ہی تو عام ہی اور میری ربوبیت خاص اہل مصر پر ہی اور خاص مقدم ہی عام پر پاسداری اور اہتمام رعایت مین اور ربوبیت موسےٰ کے خدا کی پوشیدہ ہی اور میری ربوبیت ظاہر ہی قطع نظر ایلچی اُسکا میرے کسی ایلچی کے برابر طراق نہین رکھتا اُسکے ہاتھ مین دستانہ ہین نہ کنگن نہ اُسکے ساتھ فوج ہی نہ حشم و خدم اور ایلچی سے بادشاہ کی بادشاہی معلوم ہوتی ہی اگر اُسکا رب بڑا ہوتا تو اُسکا ایلچی بھی بڑا ہوتا چنانچہ سورۂ زخرف مین ارشاد ہوا ام انا خیر من ہذا الذی ہو مہین ولا یکاد یبین یعنے بھلا مین ہون بہتر اُس شخص سے جسکو عزت نہین اور صاف نہین بول سکتا اور دیکھو میرے سامنے فوج پرا باندھے چلتی ہی اور میرے امیرون کے ہاتھون مین سونے کے کنگن ہین کہ مین نے انعام مین دیے ہین اور میرے ہاتھون مین جواہرات سے مرصع کنگن ہین اگر موسےٰ ایلچی خدا کا تھا فلولا القی

جزبیل کی عورت تھی کہ فرعون کی بیٹی کی مشاطہ تھی اُسکو بھی مع اُسکے لڑکون کے شہید کیا ماجرہ اُسکا یہ ہوا کہ وہ عورت
ایکدن فرعون کی بیٹی کے سر مین کنگھی کرتی تھی دفعتہً کنگھی ہاتھ سے گر گئی اُسنے بسم اللہ کہکے اُٹھائی فرعون کی بیٹی
نے کہا کہ یہ نام تو میرے باپ کا ہی اُسنے کہا یہ نام تیرے اور تیرے باپ کے رب کا ہی اُسنے طمانچہ مارا اور فرعون سے
کہدیا اُس مردود نے بلوا کر پوچھا کہ یہ کیا کلام تھا اُس مظلومہ نے کہا کلام حق تھا تب فرعون مارنے پر مستعد ہوا
اُسنے کہا کیا اندیشہ ہی اگر ہزار جان ہون تو اس کلام کے صدقے کرون مگر اس بات سے نہ پھرون اور جسوقت
تو مین نے زبان و ہاتکے کہا تھا اب علانیہ کہتی ہون کہ ربی و ربک اللہ تب فرعون نے اُسکو اور اُسکے
لڑکون کو قتل کیا کیفیت قتل مین دو روایتین ہین ایک تو یہ کہ اُسکو بھی چو میخا کیا اور دوسری یہ روایت ہی کہ
تنور کو آگ سے گرم کرایا اور اُسنے اور اُسکے بیٹون کو بُلوایا پہلے کفر کی دعوت کی اُسنے نہ مانا ایک لڑکے کو تنور
مین ڈالا وہ جل گیا پھر دوسرے کو ڈالا وہ بھی جلا جب دودھ پیتے لڑکے کا ارادہ کیا تو محبت سے اُسکا دل ہلنے لگا
قریب تھا کہ کوئی کلام بے صبری کا زبان سے نکلے کہ وہ لڑکا شیرخوارہ بول اُٹھا کہ مان صبر کر اور کچھ غم نہ کر
تو سچے دین پر ہی اور دُنیا چند روزہ ہی پھر فرعون نے اُسکو اور چھوٹے لڑکے کو ساتھ ہی تنور مین ڈال دیا اور
امام ابومطیع نسفی قصص التنزیل مین بیان کرتے ہین کہ دونون لڑکون نے وقت قتل کے کہا کہ اے مان
زنہار دین حق سے نہ پھرنا کیونکہ عذاب الٰہی اس عذاب سے سخت تر ہی جب شیرخوار کی نوبت آئی تو اُس مومنہ نے
شفقت سے شور کیا شیرخوار نے کہا صبر کر جزع اور فزع نہایت ممنوع ہی اُسوقت اللہ جل شانہ نے پردے
اُٹھا کے اُسکے دونون لڑکون کو دکھلایا کہ بہشت مین کھیل رہے ہین تب اُسکی خاطر جمع ہوئی پھر فرعون نے اُس
شیرخوار کو مع اُسکی مان کے شہید کیا فائدہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ چار لڑکے دودھ پیتے بولے
ہین اول شاہد یوسف علیہ السلام اور دوسرے حضرت موسےٰ علیہ السلام کہ تنور مین بولے تھے اور تیسرا یہ لڑکا
مشاطہ کا چوتھے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کہ اپنی مان کے گود مین بولے ہین اور بعضے روایت کرتے ہین کہ شب معراج
مین جب آنحضرت صلعم کو خوشبو آئی تو حضرت صلعم نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ کیا بو ہی حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ خوشبو ہی
مشاطہ آل فرعون کی اور اُسکے لڑکون کی تیسرا آدمی جسکو چو میخا کیا حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بنت مزاحم ہین
حال اُنکا یہ ہی کہ جھروکھے سے بیٹھی ہوئین فرعون کا ظلم دیکھتی تھین اور مرتبہ مشاطہ اور اُسکے لڑکون کا عنایت الٰہی
سے یہ معائنہ کر رہی تھین کہ فرشتے اُنکی ارواح کے استقبال کو آتے جاتے ہین اور اُنکو تصدیق کامل ہوتی
جاتی تھی جب کہ فرعون ملعون اس ظلم صریح سے فارغ ہو کے گھر مین آیا تو حضرت آسیہ سے بطریق مفاخرت
اُس مشاطہ کا حال کہنے لگا حضرت آسیہ نے فرمایا الویل لک یا فرعون فرعون نے کہا تجکو بھی شاید وہی
جنون ہی جو مشاطہ کو ہوا تھا حضرت آسیہ نے کہا مین دیوانی نہین ہون دین موسےٰ علیہ السلام کی حقیت
اور تیری وضع کا بطلان مجھپر بخوبی ثابت ہی سو مین اُسکے خدا کا ایمان لائی ہون تب اُس مردود نے
حضرت آسیہ کو چو میخا کیا یعنے دونون ہاتھ اور دونون پانؤن پر میخین گڑوا دین اور دھوپ مین لٹا کر ایک

ما یافکون یعنے ڈال اپنا عصا تب ہی وہ لگا نگلنے سوانگ وہ جو بنائے تھے فالقیٰ موسیٰ عصاہ فاذا ہی تلقف
ما یافکون پس ڈالا موسےٰؑ نے اپنا عصا اور لگا نگلنے جو سوانگ وہ بنائے تھے فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون تب
دا ثابت ہوا حق کا اور غلط ہوا جو وہ کرتے تھے یعنے حضرت موسےٰؑ سچے ہوئے اور وہ سب جھوٹے اور آپس مین بولے
کہ اگر یہ سحر ہوتا تو ہم پر غالب نہ آتا فغلبوا ہنالک وانقلبوا صاغرین تب ہاری قوم فرعون کی اس جگہ اور پھرے
ذلیل ہوکر اور وہ اژدہا رسیون کو نگل کر خلقت پر متوجہ ہوا ساری خلقت بھاگی کہ اس ازدحام مین تین لاکھ آدمی
یا چھ لاکھ طریق عدم پر سیدھے چلے گئے پھر حضرت موسےٰؑ نے اسکو اٹھا لیا ساحرون نے بعلم الیقین جانا کہ یہ شخص
مؤید بتائید آسمانی ہے فالقی السحرۃ ساجدین قالوا آمنا برب العالمین رب موسےٰ وہارون یعنے پھر ڈالے گئے
ساحر سجدے مین بولے ہمنے مانا جہان کے صاحب کو جو صاحب موسےٰؑ اور ہارونؑ کا ہے اور ہنوز سجدے سے
سر نہ اٹھایا تھا کہ حق تعالےٰ نے درجات بہشت انکی نظر مین کھول دیے اور مراتب انکے دکھلائے اور دوزخ
کے حالات اور فرعونیون کی عقوبتین ظاہر فرمائین جب ساحرون نے سجدے سے سر اٹھایا اور وحدانیت خدا
اور نبوت موسےٰؑ اور ہارونؑ کا اقرار کیا اور سردارون نے برملا پکارا لا الٰہ الا اللہ موسےٰ کلیم اللہ اور چونکہ اصاغر
ہمیشہ تابعدار اکابر کے ہوتے ہین وہ بھی یہی کلمہ کہنے لگے تب فرعون نے کہا آمنتم بہ قبل ان آذن لکم ان ہذا لمکر
مکرتموہ فی المدینۃ لتخرجوا منہا اہلہا فسوف تعلمون یعنے تمنے مان لیا اسکو ابھی مین نے حکم نہین دیا تمکو یہ مکر ہے کہ باندھ
لائے ہو شہر مین کہ نکالو یہان سے اسکے لوگ سو اب تم جانو گے یعنے تم سب ملکر اس فریب سے شہر کی ریاست
لیا چاہتے ہو سو اسکا نتیجہ پاؤگے فلاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولاصلبنکم فی جذوع النخل یعنے مین کاٹونگا
تمھارے ہاتھ اور دوسرے پاؤن یعنے داہنے ہاتھ اور بائین پیر ہر ایک کے کاٹونگا پھر سولی چڑھادونگا تم
سب کو خرمون کی شاخون مین اس بات سے فرعون نے سب کو اپنا دشمن بنایا پس ساحرون نے کہا جو چاہے
کرسو انا الی ربنا منقلبون وما تنقم منا الا ان آمنا بآیات ربنا لما جاءتنا ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین
یعنے ہمکو اپنے رب کے گھر جانا ہے اور تو ہمسے یہی بیر کرتا ہے کہ یقین لائے ہم نشانیان اپنے رب کی جب ہم تک پہونچین
اے رب دہانے کھول دے ہم پر صبر کے اور ہمکو مار مسلمان بالجملہ فرعون نے ان سب کے ہاتھ پیر کٹوا کر سولی
چڑھائے اور بعض مفسرین کہتے ہین کہ جب ہاتھ پیر انکے کاٹے اور بڑی بڑی سولیون پر چڑھایا تو حضرت موسےٰ
علیہ السلام دیکھ کر روئے حضرت عزت نے منازل قرب اور مقامات انس انکی نظر مین کھول دیے کہ حضرت کو
تسکین ہوئی ؎ جادوان کان دست دیا در باختند ٭ در فضائے قرب مولےٰ تاختند ٭ گر بہ بینی آن ومات
دیا بر جائے آن ٭ رست از حق نالہاے جادوان ٭ تا بدان برہان بپرواز آمدند ٭ در ہوائے عشق شہباز آمدند ٭
بعد اسکے حضرت موسےٰؑ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن دسترس نہ ہوا مگر چار مسلمانون کو بعد اس واقعے کے جو پیدا کیا
اور بنی اسرائیل پر زیادتیان شروع کین ان چارون مین اول حزبیل تھا جسکا اشارہ کلام باری مین ہے وقال رجل
مومن من آل فرعون یہ شخص سو برس سے فرعون کا خزانچی تھا اسکو چیر کر کے ہلاک کیا اور دوسرا آدمی

فریادی ہوے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا استعینوا باللہ واصبروا ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ و العاقبۃ للمتقین یعنے مدد مانگو اللہ سے اور ثابت رہو البتہ زمین ہے اللہ کی دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندون سے اور عاقبت اچھے لوگون کو ہے فائدہ اس کلام مین بنی اسرائیلؑ کو یہ بشارت تھی کہ قبطی ہلاک ہونگے اور یہ دولت اور نعمت تمھارے ہاتھ لگے گی لیکن بنی اسرائیلؑ ہرگز نہ سمجھے پھر شکایت کی کہ یا نبی اللہ ہم آپکے آنے سے پہلے ظلم فرعون مین مبتلا تھے مگر باپ دادون کے فرمانے سے اپنی خلاصی اور بچاؤ تمھارے تشریف لانے پر جانتے تھے سو بھی زمانہ خدا نے دکھلایا تب بھی ایذا رسانی قبطیون کی بدستور رہی بلکہ ہر روز زیادہ ہے اب کیا کرین ہمکو اجازت دیجیے تو ہم بھاگ جاوین یا ارشاد ہو تو قبطیون سے لڑین یا اور ہی تدبیر سوچیے کہ ہمکو خوشی ہو تب حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عسیٰ ربکم ان یہلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض یعنے نزدیک ہے کہ رب تمھارا کھپاوے تمھارے دشمن کو اور نائب کرے تمکو زمین مین یعنے ارض مصر یا ارض مقدسہ مین تنبیہ یہ کلام اللہ جل شانہ نے نقل فرمایا مسلمانون کے سنانے کو کیونکہ یہ سورۃ مکہ معظمہ مین نازل ہوئی ہے اسوقت مین مسلمان لوگ بھی ایسے ہی مظلوم تھے پس یہ بشارت پہونچی تاکہ مطلع ہون بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایمان فرعون اور فرعونیون سے مایوس ہوکے بیٹھ رہے اور فرعون کے پاس کا جانا ترک کردیا ہنوز ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ قوم فرعون پر مقدمات عذاب کا ظہور شروع ہوا اول تین برس کا قحط پڑا تو کہنے لگا کہ یہ سب حضرت موسےٰؑ اور اسکی قوم کی شامت سے ہے انھین باتون سے ہمپر سحر کرتا ہے لیکن ہم اسکو ہرگز نہ مانینگے فارسل علیہم الطوفان یعنے پھر بھیجا گیا انپر طوفان کہ دریاے نیل چڑھ گیا اور اکثر کھیت اور باغ اور گھر قبطیون کے بہ گئے اور بنی اسرائیلؑ کے گھر محفوظ رہے طوفان سے مراد ہے طوات کرنیوالا مکانون کا جسطرح سیل و باران کہ انسے مکانات محفوظ کم رہتے ہین اور بعضے کہتے ہین آسمان سے پانی برسا کہ سات ہفتے آسمان نہین کھلا اور مصر مین ایسا پانی بھر گیا کہ قبطیون کو نشست اور برخاست کی مشکل پڑی کہ کھڑے کھڑے پھرتے اور لڑکے انکے بلندیون پر جا بیٹھے اور جو گھر مین بیٹھا رہا ڈوب گیا اور بنی اسرائیلؑ کے گھرون مین باوصف اسکے کہ سب قبطیون سے ملے ہوے تھے اس پانی سے خبر بھی نہ تھی تب وہ قوم فرعون سے نالشی ہوئی جب اسکی نہ چلی تب موسےٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ تمام حویلیان مصر کی گری جاتی ہین اور خلقت مری جاتی ہے اپنے خدا سے دعا کرکہ یہ بلا موقوف ہوجائے تو ہم سب ایمان لاوین حضرت موسےٰؑ نے دعا فرمائی طوفان موقوف ہوا اور زمین شاداب ہوئی کہ ایسی کبھی نہ تھی فرعون نے کہا یہ بلا نہ تھی بلکہ عطا تھی ہم ایمان نہ لاوینگے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ طاعون تھا ماجرا اسکا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی پہونچی کہ آج کی رات فرعونیون پر بلاے طاعون آویگی یہ خبر حضرتؑ کی زبان سے مشہور ہوئی اور فرعون کو پہونچی اسنے حکم دیا کہ آج رات مین ایک آدمی قبطیون کا اور ایک آدمی بنی اسرائیلؑ کا ملکے رہے کہ اگر بلا آوے تو دونون پر پڑے مگر ظاہر ہے کہ خلاف تقدیر نہین ہوتا ہرچند فرعون نے یہ تدبیر کی لیکن جب بلا آئی تو اسی ہزار سردار قبطیون کے ہلاک ہوے عوام اور بہائم کا شمار نہین اور بنی اسرائیلؑ بالکل محفوظ رہے روایت ہے کہ سات روز اسیطرح کا

بھی کا پل اُنکے سینے پر رکھا اُسوقت حضرت آسیہ نے مناجات شروع کی رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی
من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین یعنے اے رب بنا میرے لیے اپنے پاس ایک گھر بہشت مین اور بچا مجھکو
فرعون سے اور اُسکے عمل سے اور بچا قوم ناانصاف سے تب حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور اُنکی
روح کو بہشت مین لے گئے اور ایک موتی کے گھر مین ٹھہرا دیا اتنے مین فرعون نے دیکھا کہ حضرت آسیہ نے
انتقال فرمایا تو مایوس ہو کر مخذول ہوا بیٹھا تھا ایک شخص بڑا بوڑھا وہ بھی بعد ایمان لانے کے مارا گیا ہے
قصہ اُسکا محققین یون بیان کرتے ہین کہ ایک دن حضرت موسےٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ ایک شخص
شہر مین فلان مقام پر رہتا ہے اُسکی دعوت کرو اگر تم سے بدزبانی کرے تو رنجیدہ خاطر نہ ہوا اور جو کچھ مال اور
دولت مانگے تو وہ خزانہ مخفی جو اُسکے عین دروازے پر گڑا ہے عطا کرو چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اُسکے
دروازے پر تشریف لائے دروازہ بند تھا حضرت نے اُس دروازے پر پتھر مارے صاحب خانہ مطلع ہو کے
دوڑا دروازہ کھولا تو حضرت موسےٰ کو دیکھ کر کہنے لگا اے جادوگر تو کسواسطے آیا ہے فرمایا کہ ع آمدہ ایم تا بخودت گوش
کشان کشانمت + بیدل و بیخودت کنم در دل خود نشانمت + صید منی شکار مین گرچہ ز دام جستۂ + ہم سو دام باز
بہ پور نہ پری پرانمت + پھر دعوت ایمان شروع کی اُسنے کہا کہ مین دو سو برس سے فرعون پرستی کرتا ہون اب مین
تمھارے جادو سے خدا پرستی نہ کرونگا حضرت نے فرمایا کہ اِس مدت مین تجکو کیا حاصل ہوا بولا کہ دنیا کا فائدہ
بہت ہوا اگر مین پوچھتا ہون کہ تجکو خدا پرستی مین کیا ملا فرمایا کہ مین خدا پرستی دُنیا کے لیے نہین کرتا بلکہ اسواسطے کہ وہ
عبادت کا مستحق ہے اُس بوڑھے نے کہا مین تو پرستش صرف دُنیا کے واسطے کرتا ہون حضرت موسےٰ نے فرمایا
کہ اگر تو دنیا چاہتا ہے تو پروردگار میرا تجکو ایسا خزانہ عنایت کریگا کہ پھر دُنیا کی حاجت نہ رہیگی بولا وہ خزانہ
کہان ہے حضرت نے اُسکے دروازے پر نشان دیا اُسنے اپنے بیٹے سے کھدوایا اور خزانہ پایا اُسی وقت
ایمان لایا اور خوشی سے تمام بازار مین پکارتا پھرا کہ لا الٰہ الا اللہ موسےٰ کلیم اللہ یہ خبر فرعون کو پہونچی اُسنے
گرفتار کر کے قید کیا اور کہا شاید تجکو موسےٰ نے میری اطاعت سے پھیرا ہے اُسنے کہا بلکہ موسےٰ نے سیدھی راہ دکھلائی
ہے فرعون نے کہا توبہ کرو ورنہ قتل کرونگا اُسنے کہا مین ہرگز نہ پھرونگا فرعون نے چاہا کہ دیگ مین ڈال کے
جلادون حضرت جبرئیل نے اُٹھا کے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے پاس ڈال دیا دوسرے مرتبہ
شہر مین پھر پکارنے لگا فرعون نے پھر گرفتار کیا پھر وہی معاملہ ہوا جو پہلے ہوا تھا غرض کہ تین مرتبہ
یون ہی اتفاق ہوا بعد اُسکے اُس ضعیف نے حضرت موسےٰ سے التماس کیا کہ اگر راہ خدا مین شہید ہون
تو نہایت بہتر ہے اب بچانا ضرور نہین غرض کہ چوتھے مرتبہ فرعون نے گرفتار کر کے دیگ مین ڈالدیا
کہ وہ بھی شہید ہوا القصہ بعد دیکھنے معجزات کے ایک جماعت کثیر قبطیون کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایمان
لائی چنانچہ روایات سے ہے کہ کثیر قبیلے قبطیون کے شریعت آسیہ سے سعادت اندوز ہوئے اور بنی اسرائیل حضرت
موسےٰ علیہ السلام کی خدمت مین رہنے لگے اور فرعون مردود پھر لڑکون کو مارنے لگا تب بنی اسرائیل مضطرب ہو کے

اور رخصت کرینگے تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو پھر جب ہمنے اُٹھالیا اُنسے عذاب ایک وعدے تک کہ اُن کو
پہونچنا تھا تب ہی منکر ہو جاتے پھر جب فرعون کا عذاب نزدیک پہونچا اور سچے ایمان کی اُس سے اور اُسکی
قوم سے اُمید نہ رہی کیونکہ جب آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب مانینگے اسمین عذاب تھم جاتا
کام فیصل نہ ہوتا اسواسطے پہلے حضرت موسےٰؑ اور ہارونؑ کو سورۂ یونسؑ مین ارشاد ہوا ان تبوّا لقومکما بمصر
بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوٰۃ وبشر المومنین یعنے ٹھہراؤ اپنی قوم کے واسطے مصر مین سے گھر اور بناؤ
اپنے گھر قبلہ کی طرف اور قائم کرو نماز اور خوشخبری دے ایمان والون کو یعنے اپنی قوم اُنمین شامل نہ رکھو
اپنا محلہ جدا بساؤ کہ آگے اور اُنپر آفتین پڑتی ہین تمھاری قوم آفت مین شریک نہ ہو پھر حضرت موسےٰ
علیہ السلام نے مناجات کی کہ سورۂ یونسؑ مین ارشاد ہے ربنا انک آتیت فرعون وملاہ زینۃ واموالا فی الحیٰوۃ الدنیا
ربنا لیضلوا عن سبیلک ربنا اطمس علے اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم یعنے
اے رب ہمارے تونے دی ہے فرعون کو اور اُس کے سردارون کو رونق اور مال دُنیا کی زندگی مین اے رب
اسواسطے کہ بھٹکا وین تیری راہ سے اے رب مٹا وے اُنکے مال اور سخت کر اُنکے دل کہ نہ ایمان لاوین جبتک
دیکھین دُکھ کی مار یہ اسواسطے مانگا کہ جھوٹا ایمان نہ لاوین دل اُنکے سخت رہین تا عذاب پڑ چکے اور
کام فیصل ہو ارشاد ہوا قد اجیبت دعوتکما فاستقیما ولا تتبعان سبیل الذین لا یعلمون یعنے قبول ہو چکی تمھاری
دُعا سو تم دونون ثابت رہو اور مت چلو راہ اُنکی جو انجان ہین یعنے شتابی نہ کرو حکم کی راہ دیکھو مفسرین فرماتے
ہین کہ اطمس علے اموالہم سے مراد ہے کہ اُنکے مالون کی صورت بدل دے اور کثرت مال بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ
اس سبب سے ہوئی تھی کہ حد قسطاط مصر سے تا زمین حبشہ سونے اور چاندی اور زبرجد کی کانین تھین اُن
سب پر فرعون کا قبضہ تھا اس سبب سے اُسکی قوم کو تمول اور تجمل حاصل ہو گیا اور یہی سبب اضلال پڑا سو
حضرت موسےٰ علیہ السلام کی دعا سے جملہ درہم اور دینار پتھر بیکار ہو گئے اور سدی سے روایت ہے کہ سب نقد اور
جنس اور پھل اور درخت پتھر ہو گئے حتے کہ ایک عورت تنور مین روٹی پکا رہی تھی وہ بھی پتھر ہو گئی پھر قوم
فرعون دعا کی ملتجی ہوئی کہ حضرت موسےٰؑ کی دُعا سے بلا جاتی رہی اور مال وجنس حالت اصلی پر آگیا پھر کہنے لگے کہ اے
موسےٰؑ اگر ہزار در ہزار معجزے تو دکھلائیگا تو بھی ہم تیرا ایمان نہ لائینگے اور تجکو نبی اللہ نہ کہینگے ہر چند فرعون ہر مرتبہ
عزیمت درست کرتا کہ ایمان لاؤن لیکن ہامان لعین یہ کہہ کے پھیر دیتا تریدان تکون عبدا بعدان کنت ربا وتکون مملوکا
بعدان کنت مالکا اس عرصہ مین بعد اس عذاب کے یا قبل اسکے ایک روز فرعون کہنے لگا کہ یا ایہا الملاء ما علمت
لکم من الٰہ غیری فاوقد لی یا ہامان علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الی الٰہ موسےٰؑ وانی لاظنہ من الکاذبین یعنے
اے دربار والو مجکو معلوم نہین تمھارا کوئی حاکم میرے سوا سو آگ دے اے ہامان میرے واسطے گارے کو پھر بنا
میرے واسطے ایک محل شاید مین جھانک دیکھون موسےٰؑ کا رب اور میری اٹکل مین تو وہ جھوٹا ہے اور کشاف
اور معالم مین لکھا ہے کہ ہامان نے پچاس ہزار معمار اُستاد سوائے مزدورون اور بخارون اور اینٹ پزون کے

معاملہ رہا اور بعضے ایک سال بیان کرتے ہین اور اصح روایت یہ ہے کہ پہلے تین برس کا قحط ہوا کہ بالکل پانی کا برسنا
موقوف ہوگیا پھر طوفان ہوا جسکا اشارہ ہے سورۂ اعراف مین ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین اور ہمنے پکڑا فرعون والونکو
قحطون مین بااین ہمہ عادات کفر وضلالت سے نہ پھرے بلکہ قوی ہوتے گئے اور یہ کہتے کہ بعد قحط کے ہمارے
کھیت اور باغ پانی کے طوفان سے کیسے سرسبز ہوئے ہین یہ بلا نہین ہے بلکہ عطا ہے سو بعد ایک ہفتے کے
اللہ جل شانہ نے ٹڈی کو مسلط فرمایا کہ سارے کھیت کھا گئی اور سات روز تک یہ غلبہ رہا کہ غلہ کا نشان اور درختون
کے پتے باقی نہ رہے تب سب قبطی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اگر یہ بلا جاتی رہے تو ہم ایمان
لاوین حضرت موسیٰؑ نے دعا فرمائی ہوا نے ٹڈیون کو دریا مین ڈالا تب کہنے لگے جو کچھ غلہ بچ رہا اسکو جمع کر کے
سال بھر کھاوینگے ایمان لانا ضرور نہین چنانچہ غلہ باقیاندہ جمع کر کے رکھ لیا اور اطمینان سے بیٹھے تب اللہ تعالیٰ نے
چچڑیون کو مسلط فرمایا کہ آدمیون کے بدن اور کپڑون مین جمع ہوگئین اور غلہ رکھا ہوا بھی کھا گئین پھر حضرت کے
پاس حاضر ہوے اور ایکے مرتبہ قول وقرار مضبوط کر گئے کہ بیشک ایمان لاوینگے پھر دعا سے چچڑیان دفع ہوئین
ایک ہفتہ تک مطمئن رہے اور ایمان نہ لائے پھر اللہ نے مینڈک بھیجے کہ ہر چیز مین مینڈک ہو گئے کوئی شخص کھانا
کھا سکے نہ پانی پی سکے نہ سو سکے نہ چل سکے کیونکہ ساری راہین اور گھر اور کپڑے مینڈک سے بھرے ہوے تھے جب
پریشان ہوے تو پھر فریادی ہوے اور ایکی مرتبہ بھی عہد واثق کیا کہ لاریب ایمان لاوینگے اور بنی اسرائیلؑ کو
تمھارے ساتھ رخصت کر دینگے پھر حضرتؑ نے دعا فرمائی کہ وہ بلا دفع ہوئی پھر ایک ہفتہ تک مطمئن رہے
اور ایمان نہ لائے تب خداوند تعالیٰ نے دریائے نیل کو خون کر دیا اور کنوین اور حوض اور نہرین قبطیون کی خون سے
بھر گئین مگر بنی اسرائیل محفوظ رہے بلکہ رود نیل سے جو پانی بنی اسرائیلؑ لاتے وہ پانی تھا اور قبطیون کے واسطے
وہی پانی خون اس بلا سے فرعون سخت متحیر ہوا اور قبطیون سے بولا کہ اب موسیٰؑ کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ساری
قوم ہماری پیاس سے مری جاتی ہے دعا کرو کہ خون پانی ہو جائے تو ہم ایمان لاوین چنانچہ پھر حضرتؑ نے
حسب استدعا قبطیون کے دعا فرمائی کہ بلا موقوف ہوئی مگر ان کافرون نے کچھ بھی نہ مانا جیسے تھے ویسے ہی رہے
چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فارسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم آیات مفصلات فاستکبروا وکانوا
قوما مجرمین یعنے بھیجا انپر غرقاب اور ٹڈی اور چچڑی اور مینڈک اور لہو کی نشانیان جدی جدی پھر تکبر کرتے
رہے اور تھے وہ لوگ گنہگار فائدہ یہ سب بلائین فرعونیون پر ایک ایک ہفتے کے فرق سے نازل ہوئین
اور طریق یہ تھا کہ اول حضرت موسیٰؑ فرعون سے کہہ آتے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر یہ بلا بھیجے گا وہی بلا آتی پھر مضطرب ہوتے
حضرت موسیٰؑ کی خوشامد کرتے کہ انکی دعا سے دفع ہو جاتی پھر منکر ہو جاتے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے سورۂ اعراف
مین ولما وقع علیہم الرجز قالوا یا موسیٰ ادع لنا ربک بما عہد عندک لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لک ولنرسلن
معک بنی اسرائیل فلما کشفنا عنہم الرجز الی اجل ہم بالغوہ اذا ہم ینکثون یعنے جس بار پڑا انپر عذاب بولے اے موسیٰ
پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھا رکھا ہے تجھکو اگر تو نے اٹھایا ہمسے عذاب تو بیشک تجھکو مانینگے

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سردارون سے فرما دیا اُنھون نے اپنے سارے فرقے کو اطلاع دی وہ سب
جمع ہوے یہانتک کہ جو کوئی قبطیون کا نوکر یا کہ متبنے تھا وہ بھی حاضر ہوا اور بموجب وحی چار گھر والے ایک گھر
مین جمع ہوے اور نشانیان خون کی کر دین اُسی رات اللہ کے حکم سے وبا پڑی کہ ہر قبطی کا پہلوٹا بیٹا مر گیا وہ لوگ اپنے
غم مین پڑے اور اخبار الدول مین ہی کہ ستر ہزار عورات باکرہ قوم قبط کی ایک رات مین مر گئین کہ وہ لوگ اُنکے غم
و تجہیز و تکفین مین مصروف ہوے وہو الصحیح بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تاریخ نوین محرم روز یکشنبہ مصر سے نکلے
اور اہل کتاب کہتے ہین کہ شب پنجشنبہ گیارھوین شعبان تھی اور یہود اس سال کے پنجشنبے کو عید الفطر کہتے ہین صحیح
روایت یہ ہی کہ حضرت موسیٰؑ نے بموجب وحی کے سب قوم کو جمع کیا تو فرعون کے لوگون نے یہ خبر اُس ملعون
کو پہونچائی اُسنے متوہم ہو کے اس حرکت سے استفسار کیا بنی اسرائیل کے سردارون نے کہا کل عاشورا یوم تولد
حضرت آدم علیہ السلام ہی ہم سب چاہتے ہین کہ ایک جگہ بیرون شہر جمع ہو کر عبادت کرین اور اپنے رسوم بجا لاوین
فرعون نے اجازت دی تب عوام نے بتقریب تزئین زیور اور پوشاک قبطیون سے بطور عاریت لیے اور
عید کے بہانے سے اپنے خیمے باہر شہر کے ڈالے یہانتک کہ آخر شب سب وہان جمع ہو گئے اور حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے اُسی رات کو وہان سے کوچ فرمایا جب عین الشمس پر جلوہ فرما ہوے تو لشکر کا شمار کیا چھ لاکھ ستر ہزار
بروایت صحیحہ شمار مین آیا اور بعضے کہتے ہین کہ چھ لاکھ بیس ہزار مرد کامل شمار مین آئے مگر اُسمین بوڑھے ستر برس
تک اور جوان بست سالہ اور عورات کا شمار نہین ہی بعد ازان مقدمۃ الجیش حضرت ہارون علیہ السلام ہوے
اور میمنہ و میسرہ اسباط یہودا و لادی کو ملا اور قلب لشکر مین حضرت یوشع ابن نون علیہ السلام مع اسباط یوسف
علیہ السلام و بنیامین ہوے اور سب کے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام خود بذات خاص تشریف لے چلے
اثناء راہ مین ایک جنگل ملا وہان راہ بھولے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیران کہن سال سے استفسار کیا
اور سبب پوچھا وہ بولے کہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے وفات کے قریب یہ وصیت فرمائی تھی اور اپنی
اولاد اور بھائیون سے عہد و پیمان مضبوط لیا تھا کہ جب تمکو مصر سے نکلنا پڑے تو میرا تابوت یہان سے ہمراہ لیجانا
پھر میرے آبا و اجداد کے قریب رکھدینا سو اب تم لوگ مصر سے جاتے ہو تابوت ہمراہ نہین اسی سبب سے
راہ نہین ملتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تابوت مبارک کہان ہی نشان دو تو اُسے ساتھ لے چلین سب نے
کہا ہمکو اسکا علم نہین ہی صرف وصیت اُنکی بزرگون سے سُنی تھی سو یاد رہی تب حضرتؑ نے باواز بلند فرمایا
کہ اسکو قسم ہی خدا کی جسکو حضرت یوسفؑ کے تابوت کا نشان معلوم ہو میرے پاس آوے اور خبر دے کسی نے اقرار
نکیا مگر ایک عورت ضعیفہ مریم نام حاضر ہوئی اُسنے کہا کہ مین تابوت حضرت یوسف علیہ السلام سے آگاہ ہون
مگر بیان نکرونگی جبتک کہ مجھکو نہ ملے وہ چیز جسکی مین خواہش کرون حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اندک توقف فرمایا
اُسیوقت وحی ہوئی کہ جو کچھ یہ ضعیفہ درخواست کرے قبول کرو تب فرمایا کہ اپنی درخواست ظاہر کر اُسنے کہا دو چیزین
چاہتی ہون ایک دنیا کی دوسری آخرت کی فرمایا جلد بیان کر اُسنے کہا دنیا کا یہ مطلب ہی کہ مین پیرانہ سالی سے پیادہ پا

دور دور سے طلب کر کے مقرر کئے اور ایک مکان ایسا بلند اور وسیع طیار ہوا کہ جب آفتاب مشرق سے
نکلتا تو سایہ اُس مکان کا مغرب مین پڑتا اور جب آفتاب پھرتا تو مشرق مین سایہ پڑتا اور وسیع ایسا کہ اگر ایک
قصر سے کوئی شخص دوسرے قصر پر دوڑتا بھی جاتا تو شاید ڈیڑھ برس مین پہونچتا اور فرعون براذین پہ ہو کے
چڑھتا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک مکان کئی درجے کا تھا زاد المسیر مین لکھا ہو کہ جب بنا تمام ہوئی اور
فرعون اُسپر چڑھا تو آسمان جیسا دور تھا ویسا ہی نظر آیا شرمندہ ہوا اور ایک تیر پھینک ارادہ تیر
خون آلودہ پھر آیا فرعون نے کہا موسےٰ کے خدا کو مارا اسپر حضرت جبرئیل نے اُسکو ڈھا دیا کہ تین ٹکڑے ہوا
ایک قطعہ لشکر پر گرا دوسرا قطعہ دریا مین گرا تیسرا مغرب کو گیا اور سب اُستاد و مزدور داخل جہنم ہوے
تب بھی فرعون متنبہ نہ ہوا بلکہ واستکبر ہو وجنودہ فی الارض بغیر الحق وظنوا انہم الینا لا یرجعون یعنے بڑائی
کرنے لگا وہ اور اسکا لشکر ملک مین ناحق اور گمان کیا کہ وہ ہماری طرف پھر نہ آوینگے فائدہ فرعون نے یہ سمجھا
تھا کہ حق سبحانہ تعالی جسم ہو اور آسمان اُسکا مکان ہو اور جانا اُس تک ممکن ہو مگر یہ حماقت تھی ؎ بامکان آفرین
مکان چہ کند ✦ آسمان گر باسمان چہ کند ✦ نہ مکان رہ برد بدو نہ زمان ✦ نہ بیان زو خبر دہد نہ عیان ✦ فائدہ
گارے کو آگ دینے سے یہ مراد ہو کہ پکی اینٹ بنائی جائے بعضے کہتے ہین کہ پکی اینٹ سب سے پہلے عالم مین
فرعون نے بنائی ہو القصہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بعد مقابلہ ومخاصمہ واظہار معجزات قاہرہ کہ چالیس
برس تک بعد عہدۂ نبوت کے مصر مین واقع ہوے فرعون و فرعونیون کے ایمان سے بالکل مایوس ہوے
تو جناب الٰہی مین عرض کرنے لگے کہ یا الٰہی ایسی کوئی تدبیر وحیلہ مجکو ارشاد کر کہ مین بنی اسرائیل کو قبطیون سے
خلاص کرون کہ تجکو بلا خوف وبے ہراس عبادت کرین تب وحی ہوئی کہ سورۂ شعرا مین ارشاد ہوا ان اسر بعبادی
لیلا انکم متبعون یعنے رات کو لے نکل میرے بندون کو البتہ تمہارے پیچھے لگین گے کعب احبار سے روایت ہو
کہ جب سے سحرۂ فرعون ایمان لائے اُسوقت سے تا خروج موسےٰ علیہ السلام کے مصر سے بیس برس گذرے تھے
اور آیات تسعہ اِس عرصے مین ظاہر ہوگئین اور اہل کتاب کے نزدیک یہ آیات بینات گیارہ مہینے مین واقع
ہوئین اور اِس عرصہ مین عمر حضرت موسےٰ اسّی برس کی پہونچی تھی اور اہل تاریخ مین مشہور ہو کہ مدت
ظہور آیات تین برس گیارہ مہینے کی تھی مگر اصح یہ ہو کہ چالیس برس حضرت موسےٰ مصر مین رہے اور اسی عرصے مین
یہ سب امور واقع ہوے معالم التنزیل مین ابن جریج سے روایت ہو کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو وحی بھیجی کہ چار چار گھر کے آدمی بنی اسرائیل کے ایک ایک گھر مین داخل ہون اور بکریون کو ذبح کر کے
خون دروازونپر چھڑک دین اور اپنے گھرون کو چراغ چلتے چھوڑین کہ ملائکہ عذاب آوینگے جس گھر پر نشان خون کا
پائینگے اُسمین داخل نہ ہونگے اور جسپر نہ پائینگے اُسمین داخل ہو کے خونریزی کرینگے اور یہ بات بھی سمجھا دی کہ
سب آدمی اسباب سفر مہیا کرین اور قبطیون سے زر اور زیور جو کچھ ہوسکے بجاریت لے رکھین دریا کے پار
جانا پڑیگا اور فرعون مع اپنی قوم کے پیچھے لگے گا لیکن تم سب کو نجات ملیگی اور منکر کافر غرق ہونگے چنانچہ حضرت

براذین

جریج

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کلا ان معی ربی سیھدین کوئی نہین میرے ساتھ ہی میرا رب مجکو راہ بتا دیگا فائدہ اس مقام پہ
موسے علیہ السلام نے اپنے کلام مین معیت کو مقدم فرمایا کہ ان معی ربی اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
معیت کو مؤخر فرمایا ہی کہ ان اللہ معنا تاکہ قلوب عارفین پر روشن ہو جاوے کہ کلیم از خود بحق نگریست کہ یہ مقام
مرید کا ہی و حبیب علیہ السلام از خود بخود نگریست یہ مقام ہی مراد کا مرید را ہرچہ گویند آن کند و مراد ہرچہ گوید چنان
کنند ~~ این یکے وا روے او در روے داشت ٭ وان دگر را روے او خود در روے داشت ٭ القصہ
بنی اسرائیل سخت مضطرب ہوے تب حضرت موسے علیہ السلام نے دعا مانگی کہ الٰہی انکو نجات دے تو یون
وحی پہونچی کہ سورۂ طٰہٰ مین فرماتے ہین فاضرب لہم طریقا فی البحر یبسا لا تخاف درکا ولا تخشیٰ یعنے پھر ڈالدے انکو
راہ سمندر مین سوکھی نہ خطرہ تجکو آ پکڑے گا نہ ڈر خلاصہ یہ کہ دریا مین راہ نکال اور عصا مار کہ خشک ہو جاوے
اور اس بات کا خوف نہ کر کہ فرعون پیچھے سے آ ویگا اور نہ ڈر کہ دریا آگے سے غرق کریگا معالم التنزیل مین لکھا ہی
کہ حضرت موسے علیہ السلام نے ایک مرتبہ عصا مارا اور فرمایا کہ ہٹ جا نہ ہٹا پھر وحی ہوئی یون کہو انفلق یا ابا خالد
باذن اللہ حضرت موسے نے اسی طرح کہا فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم یعنی پھر ہٹ گیا تو ہو گئی ہر پھانک
جیسے بڑا پہاڑ یعنی بارہ گلیان ہو گئین اور بیچ مین پانی کے پہاڑ کھڑے رہگئے حدیث شریف مین وارد ہی کہ اسدن
حق تعالے نے ہوا اور آفتاب کو دریا پر مسلط فرمایا تھا کہ ہوا مانند زلزلہ کے پانی مین درآئی اور اجزاے دریا
کو جدا جدا کر کے کھڑا کر گئی اور آفتاب نے زمین کو خشک کر دیا تا کہ بنی اسرائیل سہولت سے گذر جاوین جب یہ معاملہ
واقع ہوا تو حضرت موسے علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے ارشاد کیا کہ چلو بنی اسرائیل ضعف عقیدت سے
کہنے لگے دریا پر اعتماد نہین کہ ہمارے گذرنے تک ایک ہی وضع پر رہے مبادا ہم راہ مین ہون اور دریا پھر
جیسا تھا ویسا ہی ہو جاوے مگر حضرت یوشع ابن نون نے اپنا گھوڑا ڈالا انکے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام چلے
اور وہ دونون پار ہو گئے بنی اسرائیل بھی انکو دیکھکر دریا مین آئے مگر بارہ فرقے بارہ راہون سے داخل ہوے اور
سب سے پیچھے حضرت موسے علیہ السلام اپنا گروہ لیے ہوے چلے اثناے راہ مین حضرت کے ساتھیون نے کہا کہ اے
موسیٰ ہم نہین جانتے کہ ہمارے بھائیون پر کیا گذرا ہم تو تمھارے سبب سے مطمئن ہین مبادا پانی نے انپر زور کیا ہو
تب حضرت موسیٰ نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ یا الٰہی میری مدد کر کہ انکے اخلاق ذمیمہ سے نجات پاؤن تب ہوا کو حکم
ہوا اُسنے پانی کی دیوارون مین مونکھے مشبک کر دیے کہ ہر ایک گروہ دوسرے گروہ کی کیفیت دیکھتا جاتا تھا جب
حضرت ہارون اور یوشع ابن نون علیہما السلام اس کنارے پر پہونچے تب ہامان بے سامان اس کنارے پر آیا اور
ٹھہر گیا کہ سب فوج آ جاوے اتنے مین فرعون بھی مع فوج آ گیا اُسنے یہ حال دیکھا اور فریب کر کے لشکریون سے
کہنے لگا کہ میرا اقبال ہی کہ دریا میری دہشت سے ہٹ گیا تا کہ ان غلامون کو زندہ پکڑون کیونکہ اگر غرق ہو جاتے
تو کار مملکت مین فساد واقع ہوتا با اینہمہ تزویر اور فریب اُسکے دل پر بھی ایک گونہ خوف تھا کہ مبادا وقت عبور دریا
مین تلاطم پڑے اور غرق کر دے تب ہامان نے اشارے سے کہا کہ تم خود جانتے ہو کہ یہ خارق عادت حضرت موسیٰ کا

حل نہین سکتی سواری عنایت ہو دوسری یہ کہ بہشت مین تمہارے ساتھ تمہارے درجے مین ہون حضرت موسے علیہ السلام نے قبول کیا تب اُسنے التماس کیا کہ تابوت حضرت یوسف پیغمبر علیہ السلام کا دریاے نیل مین فلان مقام پر رکھا ہی چنانچہ بفور دریافت اس حال کے حضرت موسی علیہ السلام خود دریاے نیل پر تشریف لے گئے اور سنگ مرمر کا تابوت نکال لائے اور خود لیکر پیش پیش لشکر کے چلے کہ راہ راست ملگئی بنی اسرائیل بھی افتان و خیزان کنارے دریا کے پیچھے لگے ہوے پہونچے بعضے کہتے ہین اُس ضعیفہ نے تین چیزین مانگی تھین ایک سواری دوسری یکجائی تیسری جوانی چنانچہ تینوں درخواستین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبول فرمائین اور بعضے کہتے ہین کہ بنی اسرائیل نے رات کو تین مرتبہ راہ گم کی تھی اور ہر مرتبہ آواز سنتے تھے کہ مجکو دشمنوں مین نہ چھوڑو حتے کہ حضرت موسے علیہ السلام نے بھی آواز سنی اور ندا فرمائی اور بعض کے نزدیک عبور دریا کے وقت یہ معاملہ واقع ہوا ہی مگر روایت اولی صحیح ہی القصہ بنی اسرائیل دریا پر نہ پہونچے تھے کہ بروایت صحیح صبح ہو گئی اور فرعون واقف ہوا تو اُسنے غیظ مین آکر نقیب چوبدار بھیجکر اطراف مقدس سے سوار طلب کیے اور مستعد ہوا۔ کما قال فارسل فی المدائن حاشرین یعنی بھیجے شہرون مین نقیب اور کہدیا ان ہولاء لشرذمة قلیلون وانہم لنا لغائظون یعنی یہ لوگ جو ہین سو ایک جماعت ہین تھوڑی سی اور وہ مقرر ہمسے جی جلے ہین کیونکہ بھاگے ہین اور زر و زیور قوم کا لے گئے ہین وانا لجمیع حاذرون اور ہم سب سلاح پوشیدہ ہین اور مراسم لڑائی کے جانتے ہین اور اُنکے پاس نہ سلاح ہی نہ لڑائی کا طریقہ جانتے ہین حالانکہ بنی اسرائیل مین بروایتے صرف مرد کاری بیس برس سے ساٹھ برس تک کے چھ لاکھ ستر ہزار آدمی تھے الا فرعون نے بسبب کبر و نخوت کے یہ کلمہ کہا بالجملہ اُس دن لوگون پر آفت تھی اور اپنے لڑکون کے ماتم مین گرفتار تھے اس سبب سے بڑی تاکید سے نکلے اور سورج نکلتے فرعون بھی بڑی فوج و حشم سے سوار ہوا کہ ستر ہزار ابلق گھوڑون کے سوار مقدمة الجیش تھے اور ایک لاکھ تیرانداز اور ایک لاکھ نیزہ باز اور اسی قدر گرز بردار ہمراہ رکاب تھے کہ اس شوکت سے کنارے دریا کے پہونچا اور بعضے مفسرین نے لکھا ہی کہ چھ لاکھ نوسو سوار مقدمہ لشکر کیا اور چھ لاکھ میمنہ اور چھ لاکھ میسرہ اور چھ لاکھ ساقہ لشکر گردانا اور خود مع لشکر بیشمار قلب لشکر مین ہوکر چلا ۔ ع سپے لشکر سراپا غرق جوشن + شدہ در موج خون دریاے آہن + چو چشم دلبران پرکین و خونریز + بقتل خون مردم تیغہا تیز + لیکن یہ مبالغہ ہوا اور صحیح یہ ہی کہ چھ لاکھ ستر ہزار بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے ہمراہ تھے اور چھ لاکھ قبطی فرعون کے ہمراہ تھے کما فی المدارک فی تفسیر سورۂ طٰہٰ بالجملہ دسوین محرم کو آفتاب نکلتے لشکر موسی علیہ السلام کے قریب پہونچا اور گھوڑون کی ٹاپون کی آوازین سُنی گئین معلوم ہوا کہ فرعون لشکر کے پیچھے آتا ہی کہ ایک مقدمة الجیش یعنے ہامان بے سامان پہونچ گیا تب بنی اسرائیل گھبرائے اور حضرت موسی علیہ السلام سے کہنے لگے اب وہ وعدہ کہان ہی اگر ایکبار فرعون نے پایا تو قتل ہی کریگا اور اب تو دریا کے سبب سے آگے بڑھ نہین سکتے کیونکہ اتنی کشتیان کہان ہین اور اب تو پھر بھی نہین سکتے کہ فرعون مع لشکر آپہونچا ہی نہ روے ماندن نہ پاے رفتن انا لمدرکون ہمتو پکڑے گئے حضرت

کہ تم میرے ساتھ شہر سے باہر نکلو تو تمھاری مضرت منفعت ہوجاے سب اہل مصر ساتھ ہوے فرعون نے راہ سے
سب لوگون کو پھیر دیا اور خود ایک گوشے مین قریب دریا کے گھوڑے سے اترا اور بساط تضرع بچھا کے از روے
نیاز زمین پر گرا اور اس طرح عرض کرنے لگا کہ اللھم انک تعلم انی اعلم انک ربی و الٰھی و انک تعلم انی خرجت الیک
خروج العبد الذلیل الی سیدہ و انک تعلم انی اعلم انہ لا یقدر علی اجراء ماء النیل احد غیرک فاجرہ خلاصہ یہ ہے کہ اے معبود
تجھکو معلوم ہے کہ مین جانتا ہون تجھکو اپنا معبود اور پیدا کرنے والا اور مین ذلیل غلامون کی طرح تیری جناب مین آیا ہون
اور یہ بھی مین جانتا ہون کہ تیرے سوا کوئی آب نیل کو جاری نہین کرسکتا سو تو جاری کردے اُسوقت حضرت
جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ اے جبرئیل یہ بندہ منافق ہے ظاہر اور باطن اسکا برابر نہین مگر مین چاہتا ہون کہ
حاجت اسکی روا کردون کہ پھر آواز اسکی نہ سنون تب اور ملائکہ نے التماس کیا کہ اے خداوند جل شانک اس بدبخت
کی حاجت کہ ظاہری عاجزی کرتا ہے روا فرماتا ہے ارشاد ہوا کہ اے ملائکہ مین اپنے بندون سے قرار واقعی واقف
ہون یہ شخص چند کام ایسے کرتا ہے جس سے خلق کو آرام ہے سو مین چاہتا ہون کہ مکافات اسکا دنیا ہی مین کردون
اور آخرت سے بے نصیب رکھون ملائکہ نے عرض کیا کہ وہ کام کون ہین فرمایا ہے کہ اپنے حکم مین ظلم نہین کرتا اور
عدالت و راستی سے حکم دیتا ہے اور سخاوت مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور ٹھگی اور ڈکیتی اسکے عہد مین موقوف ہے اور راہ
بھی صاف ہے پھر مجیب الدعوات نے درخواست فرعون قبول کی اور نیل جاری ہوا اور فرعون کو اختیار دیا گیا
کہ جب چاہے جاری کرے اور جب چاہے باز رکھے چنانچہ جسکے کھیتون پر پانی دینے کا حکم کرتا وہان پانی پہونچتا اور جس
کھیت پر منع کرتا وہان مقدور نہ تھا کہ پانی جائے اس خارق عادت سے مصر کے رہنے والے نہایت احسانمند
ہوے اور فرعون پلٹ کر مسند سلطنت کو چلا راہ مین حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت سائل ظاہر ہوے
اور عنان مرکب تھام کر کہنے لگے اے بادشاہ میرا ایک سوال تجھسے ہے اُسکا جواب عنایت فرما فرعون بولا اپنا
سوال بیان کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا میرا ایک غلام ہے غلامون سے کہ اُسکو مین اورون سے
عزیز رکھتا ہون بلکہ اکثر غلام میرے اُسکی اطاعت مین ہین کہ جو کچھ اُسکی مرضی ہوتی ہے اُنسے کراتا ہے وے سب اُسکی
اطاعت کرتے ہین اور مین اُسقدر اُسپر اعتبار رکھتا ہون کہ خزائن اموال پر بھی اُسی کو اختیار دیا ہے جسکو چاہے
عطا کرے با این ہمہ عنایت و کرم اب وہ میرا حکم نہین مانتا بلکہ عبدیت سے منکر ہے اور مجکو اپنا مالک خاوند نہین جانتا
اُسپر طرہ یہ ہے کہ اور غلامون کو بھی میری خدمت کرنے سے منع کرتا ہے کہ بعض برضا و رغبت اپنے اُسکا کہنا مانتے
ہین اور بعض بجبر و کراہت سواے بادشاہ اُس غلام کی سزا کیا ہے اور اُسکے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے فرعون نے
کہا سزا اُس بندۂ نالائق کی یہ ہے کہ ولی نعمت اُسکو قید کرے اور کما ینبغی سزا دے کہ وہ غلام ہرگز لائق احسان
نہین ہے بلکہ سزا اُسکی میرے نزدیک یہ ہے کہ اُسکو دریا مین غرق کرادے تب سزا موافق اعمال کے ہوگی حضرت
جبرئیل نے فرمایا کہ میرا سوال اور اپنا جواب دستخط اور مہر سے لکھد بیجیے فرعون نے اُسی وقت لکھ دیا کہ جزاء العبد
الذی خالف مولاہ و الا ان یغرق فی البحر یعنی سزا اُس غلام کی جو مخالف اپنے مالک و ولی سے ہو یہ ہے کہ دریا

کی دعا سے ظاہر ہوا ہے ہرگز دریا مین ارادہ نہ کرو مین کشتیان ہم پہونچاتا ہون اسپر سوار ہو کر تشریف لے چلیے اور
بنی اسرائیل کو گرفتار کر کے لیجیے فرعون نے تامل کیا بلکہ ارادہ کیا کہ پلٹ جاؤن اور اسوقت لشکر فرعون مین کوئی
اسپ مادہ نہ تھا بلکہ سب گھوڑے نر تھے دفعۃً حضرت جبرئیل علیہ السلام عمامۂ سیاہ باندھے ایک گھوڑی پر
سوار فرعون کے آگے نمود ہوئے گھوڑا فرعون کا مست تھا وہ مادیان کی بو سے بے اختیار ساتھ لگا تب
جبرئیل علیہ السلام نے اپنی گھوڑی دریا مین ڈال دی گھوڑا بھی چلا ہر چند فرعون نے روکا نہ رکا ؎ توسن
خود تند مساز آنچنان ٭ کس نتوان باز کشیدن عنان ٭ لشکریون نے دیکھا کہ فرعون دریا مین پہونچ گیا وہ بھی
ہرطرف سے ہجوم کر کے داخل ہوئے اور حضرت میکائیل علیہ السلام پیچھے پیچھے ہانکتے آتے تھے کہ ہوا جو کا دریا
سے درے نہ رہجاے یہان تک کہ سارا لشکر دریا مین پہونچ گیا اور فرعون مع مقدمان لشکر متصل کنارے
کے ہوا تب اللہ صاحب کا حکم ہوا کہ اے دریا اب انکی کشتی عمر کی گرداب فنا مین ڈالدے دفعۃً دریا نے تلاطم کیا
؎ آب کیسا کہ بحر تھا زخار ٭ تند مواج تیرہ و تہ دار ٭ موج کا ہر کنارہ طوفان سر ٭ مارے چشمک حباب عمان پر
؎ از عمر روان روان تر آبش ٭ چشمک باجل زنان حبابش ٭ دریا ز حباب کاسہ بردست ٭ از بادۂ خون
رہزنان مست ٭ ہر قطرۂ آب ب بیکان ٭ ہر موجۂ بحر تیغ عریان ٭ فغشیہم من الیم ما غشیہم واضل فرعون قومہ وما ہدی
پھر گھیر لیا انکو پانی نے جیسا گھیر لیا اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سوجھایا یعنی سب لوگ ڈوب گئے ؎
کہتے ہین ڈوبتے اچھلتے ہین ٭ ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین ٭ یون جو ڈوبے کہین تو جا نکلے ٭ غرق دریاے کفر کیا
نکلے ٭ اخبار الدول مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے کہ مین تعلیم کرون تمکو وہ کلمات جو حضرت
موسیٰ نے وقت عبور دریا کے پڑھے تھے بولے بلی یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا اللھم لک الحمد والیک
المشتکی وانت المستعان وبک المستغاث وعلیک التکلان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فائدہ دریا مین
غرق کرنا فرعون کے تفاخر کے مقابلے مین کمال مناسبت رکھتا ہے کیونکہ یہ مردود حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے بار بار کہتا تھا کہ مین نے ملک مصر مین نہرین جاری کی ہین اور انکو اپنی عمارات کے نیچے لے گیا ہون پس اس
تفاخر کے سبب سے یہ ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اس شہر کی نہرون سے کیا عزہ ہے تو بادشاہ مصر ہی چاہیے کہ دریا
کا تماشا دیکھے اور جیسا ان نہرون کا تماشا دیکھتا تھا اور زیر عمارت جاری کر کے خوشی کرتا تھا اس بحر وسیع کو تیرے بدن پر
جاری کرونگا تا کہ اسباب لذت ہر طرف سے محیط و شامل ہون بعض محققین وقایع اس قصہ سے ایک یہ بھی واقعہ
لکھتے ہین کہ جب فرعون نے دعوی الوہیت کیا اور تابعین اُسکے ہر شکل مین اُسکو اپنا مشکل کشا جاننے
لگے تو ایکمرتبہ آب نیل کم ہوگیا اور مزارعین کو پانی کی تکلیف ہوئی اور کھیت سوکھنے تب سب قبطی فرعون
سے رجوع لائے اُسنے کہا مین تم سے خوش نہین ہون اس سبب سے یہ آفت تم پر مین نے بھیجی ہے دوسری مرتبہ پھر
وہی آفت پڑی تو اہل مصر نے عرض کیا کہ ہمارے بہایم اور مویشی مرے جاتے ہین یا اسکا علاج فرمائیے ورنہ
ہمکو ارشاد ہو کہ ہم اور ہی خدا ٹھہراوین فرعون نے جانا کہ الحاح خلائق بھی لوازم الوہیت سے ہے مضطربانہ بولا

فرعون طاہر اور مطہر آ۔ در حضرت شیخ عبدالحق محدث تکمیل الایمان مین فرماتے ہین کہ ایمان یاس باتفاق علما مقبول
نہین ہی پس لازم آیا کہ باجماع امت ایمان فرعون کا قبول نہو کیونکہ زمانہ ادراک غرق زمانہ یاس ہی ور وقت اضطرار
نہ محل اختیار اسی وجہ سے فرعون زبان شرع مین ہر جگہ مذموم وضرب المثل ہی اور اکثر آیات قرآنیہ ظاہرۃ الدلالۃ بنا صریح
فرعون کی تقبیح مین وارد ہین چنانچہ آیہ سورۂ نازعات فاخذہ اللہ نکال الآخرۃ والاولی یعنی پکڑا اسکو اللہ نے عذاب
آخرت و دنیا مین اور کریمہ سورۂ قصص واستکبر ہو وجنودہ فی الارض بغیر الحق وظنوا انہم الینا لا یرجعون فاخذناہ و
جنودہ فنبذناہم فی الیم فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین وجعلناہم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیامۃ لا ینصرون و
اتبعناہم فی ہذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیامۃ ہم من المقبوحین یعنی بڑائی کرنے لگا وہ اور اسکا لشکر ملک مین ناحق اور
گمان کیا کہ ہماری طرف پھر نہ آوینگے پھر پکڑا ہمنے اسکو اور اسکے لشکر کو پھر پھینکدیا ہمنے انکو پانی مین سو دیکھ آخر
کیا ہوا گنہگارون کا اور کیا ہمنے انکو سردار بلاتے دوزخ کی طرف اور بروز قیامت انکو مدد نہین اور پیچھے رکھی انکو دنیا
مین پھٹکار اور قیامت کو انپر برائی ہی اور حدیث شریف مین ہی کہ جب ابوجہل مرا تو حضرت نے فرمایا مات فرعون ہذہ
الامۃ پھر اگر فرعون طاہر ومطہر مرا ہوتا تو ابوجہل سے تشبیہ درست نہوتی کیونکہ ایمان اعمال قبیحہ سابقہ کو زائل کرد یتا ہی
لیکن یہ گمان وخیال حالت سابقہ کی تشبیہ کا باطل ہی کیونکہ جو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ابتدا اگر
کافر وعدو اللہ تھے اور پھر ایمان لائے انکی شناعت وقباحت کہین مذکور نہین ہی باایں ہمہ فرعون کے کلام مین ہرگز
ذکر حضرت موسی علیہ السلام کا نہین ہی نہ بتصریح نہ باشارہ بلکہ بنی اسرائیل کا ذکر ہی اسلیے ایمان بالرسول پایا نہین گیا
اور عدم ایمان بالرسول مستلزم عدم ایمان باللہ ہی اور ایمان سحرۂ فرعون کا مثل ایمان فرعون نہ سمجھنا چاہیے
کیونکہ سحرۂ فرعون نے کہا تھا آمنا برب العالمین رب موسی وہارون معہذا ایمان انکا بخدا ومعجزۂ پیغمبر خدا
واقع ہوا ہی اور ایمان بمعجزۂ رسول عین ایمان بالرسول ہی اس مقام مین حضرت عبدالحق دہلوی رح تکمیل الایمان
مین فرماتے ہین کہ قول شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا مسائل اعتقادیہ وفقہیہ مین اگر مخالف اجماع سے رکھتا ہو تو قابل
قبول نہین ہی قطع نظر اس سے حضرت شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ مین ارشاد کیا ہی کہ دوزخ کے مراتب ہین کہ بعض
اشد وسخت مین بعض سے اور ایک درجہ خاص اہل عناد واستکبار کے واسطے ہی کہ اشد واغلظ انواع کفر مین تھے
جسطرح فرعون وامثال اسکے پس معلوم ہوا کہ فصوص الحکم مین بیان مجمل آیۃ قرآنیہ کا ہی اور فتوحات مین بیان
مفصل ہی انتہی یہ جو لکھا گیا مسلک جمیع علماء ظاہر کا تھا اور بعض حضرات صوفیہ صافیہ قدس سرہم باتباع قول
حضرت قدوۃ المحققین محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ ایمان یاس مقبول ہی یعنی ایمان قبل حضور موت
کے کہ عبارت احتضار سے ہی مقبول ہی اور ایمان فرعون اسی قبیل سے تھا کہ اسنے وقت غرق وباس یعنی قبل
احتضار کہا تھا آمنت اس گمان سے کہ نجات ہلاکت سے حاصل ہوگی جسطرح بنی اسرائیل نے نجات پائی اور
تحقیق اس مسلک کی حضرت رئیس المعقولین عمدۃ المتصوفین بحر العلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی قدس سرہ نے
دفتر ششم مثنوی شریف کی شرح مین بالتفصیل لکھی ہی اور اقوال مخالفین شیخ اکبر کو رد کیا ہی جسکا دل چاہے ملاحظہ کرے

مین ڈبو دیا جاے پھر حضرت جبرئیل نے اُس نوشتہ کو اپنے پاس باحتیاط تمام رکھا جس دن فرعون غرق ہونے لگا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وہ نوشتہ دکھایا کہ فرعون نادم و پشیمان ہو کے پلٹ چلا تھا مگر بحر فنا نے روک دیا جب ڈوبنے لگا تو کہا یقین جانا مین نے کوئی معبود نہین مگر جسپر یقین لائے بنی اسرائیل اور مین ہون حکم بردارون مین جیسا سورۂ یونس مین ارشاد ہوا حتی اذا ادرکہ الغرق قال آمنت باللہ الذی آمنت بہ بنو اسرائیل و انا من المسلمین اور جب فرعون نے یہ کلمہ کہا تو ارشاد الٰہی ہوا خواہ حضرت جبرئیل نے کہا الآن وقد عصیت من قبل وکنت من المفسدین یعنی اب یہ کہنے لگا اور بے حکم اور نافرمان بردار رہا پہلے اور رہا تو فساد کرنیوالون مین حاصل یہ کہ تمام عمر تو مخالف رہا اب عذاب دیکھکر یقین لایا اُسوقت کا ایمان معتبر نہین ہی القصہ جب فرعون مع لشکر اپنے کے ڈوب گیا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطمینان ہوا اخبار الدول مین لکھا ہی کہ یوم سہ شنبہ ماہ جمادی الاخری یہ معاملہ واقع ہوا مگر صحیح یہ ہی کہ دسوین محرم کو یہ معرکہ واقع ہوا ہی چنانچہ حدیث صحیح انس بن مالک سے یون آئی ہی فلق البحر لبنی اسرائیل یوم عاشورا یعنی پھاڑا گیا دریا بنی اسرائیل کے لیے دسوین محرم کو اور صحیحین مین عبد اللہ ابن عباس رضی سے روایت ہی کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف فرما ہوے تو یہود دیکھا کہ ایک دن روزہ رکھتے دیکھا فرمایا آج کیا ہی جو تم لوگ صائم ہو وہ بولے کہ آج یوم عاشورا ہی اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے نجات بخشی اور فرعون کو خراب کیا ہی اور حضرت موسیٰ پیغمبر آج کے دن شکریہ روزہ رکھتے تھے ہم بھی اُنکی متابعت کرتے ہین تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ مین احق باتباع موسیٰ اپنے بھائی کا ہون اُن لوگون سے بعد اُسکے روزہ رکھا اور اصحاب کو حکم کیا لیکن آخر عمر مین فرماتے تھے کہ اگر مین سال آئندہ زندہ رہا تو صوم عاشورا کے ساتھ نوین تاریخ بھی روزہ رکھونگا تاکہ مشابہت یہود مٹ جاے **فائدہ** دریاے نیل کو بحر قلزم بھی کہتے ہین اس سبب سے کہ قلزم ایک شہر ہی اُسی کے کنارے یہ دریا واقع اور اُسی کے متصل منتہی ہوا ہی ورنہ بحر نیل ایک نالہ بحر محیط کا ہی کہ مابین بلاد حبش و عرب کے جاری ہوا ہی اسی کو خلیج احمر بھی کہتے ہین جسطرح دوسرے نالے کو جو درمیان فارس و عرب جاری ہی خلیج اخضر بولتے ہین اور طول خلیج احمر کا جنوب سے تا شمال اُسکے چار سو فرسخ ہی اور عرض ابتدا اسی فرسخ وانتہا کم اور فسطاط مصر سے جہان سلطان رہتا ہی دریا تک تین دن کا فاصلہ ہی اور آب نیل جانب غربی و شرقی مصر کے واقع ہی ضلع غربی پر اکثر بلاد بربر و بعض بلاد حبشہ ہین اور شرقی پر بیشتر سواحل عرب از انجملہ فرضہ کہ ساحل مدینہ یا سکینہ ہی کہ مصر و حبش کے جہاز اسی سے عبور کرتے ہین اور کنارہ شرقی پر از جدہ تا عدن سواحل یمن ہی اور وسط مین بعض بلاد مصر بھی آباد ہین از انجملہ دمیاط کہ مصر کا مجلس ہی جسطرح قلعہ گوالیار ہند میں اور طول قلزم کہ منتہی دریا کا ہی چونسٹھ درجے اور عرض اٹھائیس درجے اور بیس دقیقے ہی اور جس مقام مین فرعون غرق ہوا وہان عرض دریا کا چار فرسخ تھا کہ نیم روز مین قطع مسافت بمشکل ہوتی ہی **فائدہ** بعضے صوفیہ علیہم الرحمۃ آیۃ سورۂ یونس سے جو مذکور ہوئی ایمان فرعون کا ثابت کرتے مین چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی رح فصوص الحکم مین فرماتے ہین

فائدہ ہوا جیسا ایمان بیفائدہ ہوا اور بے وقت لایا ویسا بدن بھی بیفائدہ بچا مگر عبرت کا مطلب نکلا اور اُسکو سورۂ یونس
مین نص صریح فرمایا فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیۃ یعنی آج بچا دینگے ہم تجکو تیرے بدن سے تا ہو تو اپنے
پچھلون کو نشانی مفسرین لکھتے ہین کہ بعد غرق ہونے فرعون کے دس روز تک دریا مین بڑا تلاطم رہا اور اس
عرصہ مین فرعون اور اُسکے توابع سب قعر دریا سے بالاے آب آئے اور بنی اسرائیل نے بخوبی دیکھا اسی کا اشارہ
سورۂ بقر مین ہی واذ فرقنا بکم البحر فانجیناکم واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون یعنی جب ہمنے چیرا تمھارے بیٹھنے کے
ساتھ دریا پھر بچا دیا تمکو اور غرق کیا فرعون کے لوگون کو اور تم دیکھتے رہے بعضے مورخین کہتے ہین کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام قوم کو لیکر جانب کنعان چلے تین منزل آگے بڑھے اور موضع مریرہ مین پہونچے وہان سے تھوڑی
دور عمالقہ کا لشکر یا قبیلۂ لخم کا گروہ پڑا تھا اُنکے پاس کئی بت گاے اور بچھڑے کی صورت پرستش کو تھے سو بنی
اسرائیل دیکھکر حضرت موسیٰ سے کہنے لگے چنانچہ سورۂ اعراف مین ارشاد ہوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰہا کما لہم آلہۃ یعنی اے موسیٰ
بنادے ہمکو بھی ایک بُت جیسے انکے بت ہین قال انکم قوم تجہلون ان ہؤلاء متبر ما ہم فیہ وباطل ما کانوا یعملون یعنی
حضرت موسیٰ نے غصہ ہوکر فرمایا کہ تم لوگ جہل کرتے ہو یہ لوگ جو ہین تباہ ہوتا ہی جس کام مین لگے ہین اور غلط ہی جو کر رہے
ہین پھر فرمایا اغیر اللہ ابغیکم الٰہا وہو فضلکم علی العالمین کیا اللہ کے سوا لا دون تمکو کوئی معبود اور اُسنے تمکو بزرگی
دی سب جہان پر یعنی اپنے زمانے والون پر **فائدہ** حقیقت یہ کہ جاہل آدمی نرے بیصورت کو عبادت کرکے تسکین
نہین پاتا جبتک سامنے ایک صورت نہو اُس قوم کو دیکھا کہ گاے کی صورت پوجتے تھے انکو بھی یہ ہوس آئی آخر سونیکا بچھڑا بنایا
اور پوجا اس روایت سے معلوم ہوا کہ بعد غرق ہونے فرعون اور فرعونیون کے پھر بنی اسرائیل مصر مین نہین آئے بلکہ
جانب کنعان چلے گئے اور بعضے کہتے ہین کہ بارھوین دن غرق سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع ابن
نون کو مع چوبیس ہزار بنی اسرائیل کے جانب مصر روانہ فرمایا سو حضرت نے جاکر متروکہ قبطیون کا ضبط کیا اور جو چیز قابل
انتقال تھی حضرت موسیٰ کے پاس بھیجی اور بعض چیزین بیچ ڈالین اور ایک شخص کو قبطیون سے حاکم گردانا اور
خود مع اور بنی اسرائیل کے واپس تشریف لائے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کو لیکر جانب شام روانہ ہوئے
اس روایت سے دونون باتین معلوم ہوتی ہین یعنے بعضون کا مصر مین جانا اور اُنکا متروکہ اپنے قبضے مین لانا اور
پھر آنا بخوبی واضح ہی اور یہ غلط مورخین مفسرین نے اسواسطے کیا ہی کہ تواریخ اسرائیلیہ سے معلوم ہوتا تھا کہ جب
بنی اسرائیل مصر کے ملک سے نکلے تو وہان پھر نہین گئے بلکہ کنعان مین داخل ہوے اور ظاہر آیۃ سورۂ شعرا
فاخرجناہم من جنات وعیون وکنوز ومقام کریم کذلک واورثناہا بنی اسرائیل سے واضح ہوتا تھا کہ پھر بنی اسرائیل
ملک مصر مین گئے اور چشمے اور خزانے اور گھر خاصے اُنکے بنی اسرائیل کے ہاتھ لگے حتی کہ ملا حسین واعظ کاشفی
نے اسی شبہہ سے اورثناہا بنی اسرائیل کی تفسیر مین لکھا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ زمانۂ دولت سلیمان علیہم السلام مین
بنی اسرائیل کو ملک مصر پر استیلا حاصل ہوا ہی اور اسی غلط بیجا سے نصاریٰ کفار اعتراض کرنے لگے کہ تواریخ
سے پھر نہ آنا بنی اسرائیل کا مصر مین معلوم ہوتا ہی اور قرآن شریف سے پھر آنا مصر مین پایا جاتا ہی ہرچند کہ یہ امر متعلق

ف یعنی پھر نکالا ہمنے اُنکو باغون سے اور چشمون اور خزانے سے اور گھر خاص سے اسطرح اور وارث کئے انکی یہ چیزین بنی اسرائیل کو ۱۲ منہ

حاصل تحقیق کلیہ ہی کہ ایمان باس وایمان محتضر مقبول ہی اسلیے کہ محتضر وقت احتضار مکلف بایمان ہی جیسا کہ قبل احتضار تھا اور تکلیف ایمان کی جیسی قبل احتضار تھی ویسی ہی باقی رہی پس ایمان محتضر اگرچہ بکشف وشہود ہو البتہ اداے فرض ہی اور وہ مقبول ہوگا اور ظاہر ہی کہ تلقین وقت احتضار باجماع مستحب ہی اگر اسوقت تکلیف بایمان نہوتی تو محتضر تلقین کا کیا فائدہ ہی اور جو شیخ عبدالحق محقق دہلوی نے دعوی عدم قبول ایمان باس باجماع فرمایا ہی ثبوت اجماع نہایت مشکل ہی دلیل یہ ہی کہ شیخ موصوف نے باس احتضار اور باس قبل حصول احتضار مین فرق نہین کیا ہی اور حکم عدم قبول ایمان فرعون کا صادر کیا حالانکہ ایمان قبل باس مطلق قبل تحقق احتضار مقبول ہی چنانچہ حضرت صلعم نے وقت قرب موت ابوطالب سے فرمایا کہ اے عم تو کہہ لا آلہ الا اللہ کہ اس قول سے اللہ تعالی کے روبرو مین حجت پیش کرون بروز قیامت حالانکہ وقت باس تھا اور سکرات موت عارض تھا یہان سے معلوم ہوا کہ ایمان باس قبل حضور موت کہ عبارت احتضار سے ہی مقبول ہی اور ایمان فرعون اسی قبیل سے تھا کہ وقت غرق وبالنس نجات قبل احتضار دل سے ایمان لایا اس گمان سے کہ غرق سے نجات پاونگا جس طرح سے بنی اسرائیل نے نجات پائی تو یہ ایمان مقبول ہوگا اور شیخ اکبر قدس سرہ کا قول فصوص الحکم مین اسی پر دلالت کرتا ہی واللہ اعلم **فائدہ** بحر الحقائق مین اس قصہ کو احوال سالک سے تشبیہ دی ہی اس طرح کہ جب موسے دل و صفات محمودہ اسکی کہ اسکی قوم تھی متوجہ مقصد اعلی کی طرف ہوے تو گذر انکا دریاے زخار ناپیدا کنار پر ہوا تو فرعون نفس امارہ مع توابع خود کہ اخلاق ذمیمہ دل کے تھے بنا بر غارت تعاقب کنان دریا پر پہونچے اسیوقت موسی دل نے عصاے لا آلہ الا اللہ دریا پر مارا سو نفی لا آلہ نے دریا کو خشک کر دیا اور الا اللہ نے موسی دل کو اور اسکے اہل کو آثار وبا تب فرعون نفس اور توابع اسکے آب دریا مین کہ لذات اور شہوات ہین غرق ہوے اور موسی دل نے باصفات حمیدہ نجات پائی او منظور نظر کبریائی ہوا۔ بعصا شگاف دریا کہ تو موسی زمانی ٭ پدران قبای مہراکہ ز نور مصطفائی ٭ القصہ بعد غرق ہونے اہل ضلال کے بنی اسرائیل فارغ البال کنار دریا پر ٹھہرے اور موسی علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ فرعون کیا ہوا فرمایا وہ مرگیا چونکہ بنی اسرائیل فرعون کی درازی عمر سے واقف تھے اور موت اسکی محال سمجھتے تھے اس سبب سے بولے کہ فرعون نہین ڈوبا اور نہین مرا زندہ ہوگا اب نکلتا ہی پھر ہمین ہلاک کرے کس طرح پیش آوے اسی خیال مین تھے کہ دفعۃً لاشہ فرعون بالاے آب مردہ ظاہر ہوا اور بنی اسرائیل نے اسکو پہچان کر شکر کیا نقل ہی کہ ایک عورت بنی اسرائیل کی آخر شب دریا سے پانی لینے گئی اور اسنے باسن پانی کا دریا مین ڈالا سو زرہ بے نور فرعون مردود کی ہاتھ آئی چونکہ وہ جواہر سے مرصع تھی اسنے بال کھار کر جواہر لے لیے غیب سے آواز آئی خذی اجرک یعنی لے اپنی مزدوری عورت نے جانا کہ مین نے ایک مرتبہ فرعون کے محل مین مزدوری نہین پائی تھی سو وہی مزدوری ہی الغرض اسنے یہ حکایت لوگون سے بیان کی اور جواہر دکھلائے تب سب نے دریافت کیا کہ عاقبت ظلم کی نگونساری ہی اور مآل مظلوم رستگاری اور بعد اس واقعے کے بدن فرعون کا دریا سے نکال کر اللہ نے ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھکر شکر کرین اگرچہ مرن کے بچنے سے کیا

ایران و توران وغیرہ ممالک کسرویہ مین فرنگیون کی حکومت نہین ہی اسی طرح اس آیت کا مطلب ہوسکتا ہی کہ دنیا کی
نعمتین فرعونیون سے چھین لی گئین اور بنی اسرائیل کو ملین یعنی کچھ یہ ضرور نہین ہی کہ خاص خاص وہی چیزین دنیا
کی جو فرعونیون کے پاس تھین بنی اسرائیل کو ملین اور مطلق نعماے دنیویہ کا ملنا بنی اسرائیل کو بعد غرق فرعون
بالاتفاق مسلم الثبوت ہی اور اگر آیت موصوفہ مین بنی اسرائیل کے لفظ سے وہی طبقہ مراد ہو جو حضرت موسیٰ کے
ساتھ اترا تھا اور از روے تواریخ بلکہ اصل توریت سے ثابت ہوجاے کہ اس طبقے والے پھر مصر مین نہین گئے
تو بھی آیت مین کچھ شبہہ نہین رہتا ہی کیونکہ کتاب خروج کے باب سوم نسخہ ۱۸۴۵ء مین بنی اسرائیل کے مصر
سے نکلنے کے حالات کے بیان مین لکھا ہی کہ ہر ایک عورت اپنے پڑوس سے اور اس سے جو اسکے گھر مین رہتے
ہین روپیے اور سونے کے برتن اور لباس عاریت لیگی اور تم اپنے بیٹون اور بیٹیون کو پہناؤگے اور مصریون
کو غارت کروگے اور باب دوازدہم کے درس ۳۶ مین ہی کہ انھون نے مصریون کو لوٹ لیا اور یہی توریت
سے ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل کے لشکر مین جب قلزم سے اترے ہین چھ لاکھ صرف جنگی جوان مرد تھے اور اتنی ہی
انکی عورتین تھین اور بوڑھے اور لڑکے اور اور عورتین انکے علاوہ اور ہر ایک مرد اور عورت نے چاندی سونے
کا اسباب ہزار ایک دو اور عورت مصری سے لیا تو لحاظ کیا جاے کہ کرورون روپیہ کی دولت ہوئی اور اسی کو
لوٹ لینا بولتے ہین اور اسی کو کنز اور کنوز کہتے ہین کہ بعد غرق ہونے فرعون اور مصریون کے وہ کرورون کی
دولت اور گنج بنی اسرائیل کے قبضے مین ہوگئے گو مصر مین نہ بھی گئے ہون القصہ بعد ہلاکی فرعون و فرعونیان
کے حضرت موسیٰ علیہ السلام مع قوم بنی اسرائیل جو انکے ساتھ دریاے قلزم سے پار آترے تھی پھر مصر مین تشریف
لائے اور ملک مصر پر مسلط ہوے تو چند روز کے بعد قبطیون کی صحبت سے بعضے بنی اسرائیل جاہل بت پرستی
کے شوق مین پڑے اور کہنے لگے اجعل لنا الٰہا کما لہم آلہۃ تب حضرت موسیٰ نے انکو سمجھایا جسطرح اوپر بیان ہوا
اور عبرت کے لیے پھر دریا کے کنارے تشریف لائے تاکہ ان جاہلون کو اپنے حالات یاد آوین جب دس مہینے
گذرے تب بنی اسرائیل کے متقی اور پرہیزگار لوگ رونے لگے اور جاہل مرد دپشیمان ہوکے عذرخواہی سے
پیش آئے اسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکا گناہ بخشوایا اور یاد دلایا کہ تمنے نذر کی تھی کہ اگر حق تعالیٰ ہمکو
فرعون اور فرعونیون کی قید اور ظلم سے رہائی بخشے تو ہم طاعت اور عبادت حق مین کوشش کرینگے اب وہ
نذر ادا کرو اس عرصہ تک بنی اسرائیل شریعت ابراہیمی پر تھے کہنے لگے کہ ہمکو تمھارا قول جان و دل سے قبول
ہی لیکن احکام الٰہی کی ہمکو اطلاع نہین ہی کہ ہم اسپر قائم ہون ہمارے لیے کوئی کتاب خدا کے پاس سے لاؤ
تاکہ موافق اسکے راہ مستقیم پر چلین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی مین التماس کیا ارشاد ہوا کہ پہاڑ پر جو کہ
تمھاری عطاے رسالت کا مقام ہی حاضر ہو اور تیس دن روزہ رکھکر اعتکاف کرو تب کتاب ملیگی چنانچہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے قوم اپنی حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کی اور فرمایا اپنے بھائی ہارون سے کہ تو میرا خلیفہ رہ
میری قوم مین اور سنوار اور نہ چل بگاڑنے والون کی راہ کما قال فی سورۃ الاعراف قال موسیٰ لاخیہ ہارون اخلفنی

اعتقادیات کے نہین لیکن پھر بھی قول صحیح اس بات مین لکھنا ضرور ہی تاکہ پھر شبہہ شک کسی کا زہ بیدین کا کام اسمین
نہ لگ سکے واضح ہو کہ بعد غرق ہونے فرعون اور فرعونیون کے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر ملک مصر
مین داخل ہوے اور خزائن مصر سونے وچاندی کی کانین اور باغات جو کنارے دریاے نیل کے واقع تھے
اور مکان اونچے اور بلند اور کرسیان سونے کی جسپر فرعون ملعون بیٹھا تھا اور جمیع اسباب زیور متروکہ قبطیون کا
سواے اسکے جو عاریت لے گئے تھے اور روپئے اسکے جو دریا پر لوٹ مین ہاتھ لگا تھا سب بنی اسرائیل کو ملا اور بخوبی
تصرف انکا ملک مصر و اطراف مصر پر جاری ہوا چنانچہ علامہ بغوی کہ انجام محدثین مین ہین تفسیر معالم التنزیل مین
صاف بیان فرماتے ہین کہ بعد ہلاکی فرعون کے بنی اسرائیل مصر مین آئے اور اسکے اموال و مساکن پر متصرف
ہوے اور استاذ الاستاذ مولانا حضرت شاہ حافظ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اپنی تفسیر مین بخوبی
تصریح فرماتے ہین کہ جب فرعون و فرعونی ہلاک ہوے اور بنی اسرائیل ملک مصر پر دستیاب ہوے تو مظنہ اس
بات کا پیدا ہوا کہ بنی اسرائیل اس مین عیش خیز مین رہکر کار جہاد و قتال اور ریاضات و عبادات سے جی چراوینگے
تب حضرت موسیٰ نے حکم الٰہی پہونچایا کہ اللہ صاحب حکم دیتے ہین کہ زمین شام جبارین عمالقہ سے بجہاد و قتال
چھین لو اور وہین توطن اختیار کرو اور مصر کو ترک کرو اور قرآن شریف مین کہین اس بات کی تصریح
نہین ہی کہ بنی اسرائیل پھر ملک مصر مین نہین گئے اور تاریخون کی ہر بات صحیح و ثابت ہو نا ضرور نہین کیونکہ
ہرگاہ توریت و انجیل کا بسبب فقدان اسناد و تخلیط کلام صاحب کتاب غیر صاحب کتاب وغیرہ مراتب ثبوت
تحریف کے بمقابلہ قرآن بلکہ بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث کے کچھ اعتبار نہین ہی تو اور تاریخون کا کیا
اعتبار ہی بلکہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ مورخین نے تواریخ اسرائیلیہ سے لکھا ہی کہ بنی اسرائیل ملک مصر مین نہین
گئے اور بعض مفسرین نے بھی بلا لحاظ اسی اعتماد پر لکھدیا اور اگر کوئی ملحد نصرانی یہ کہے کہ ہم اپنے باپ دادون
کے حالات سے بہ نسبت اہل اسلام کے زیادہ تر واقف ہین اور ہمارے مورخ لکھتے ہین کہ بنی اسرائیل پھر
ملک مصر مین داخل نہین ہوے بلکہ کنعان مین رہے اور اسی کے موافق بعض مورخین اہل اسلام بھی لکھتے ہین
پس آیت قرآنیہ و اورثنا ہا بنی اسرائیل تناقض واقع ہی جواب سکا یہ ہی کہ توریت و انجیل و تواریخ اسرائیلیہ
بمقابلہ قرآن مجید اس طرح واقع ہین جیسے مہا بھارت اور حاتم طائی اور چار درویش کے قصے اور جب چھاپہ جدید
ہوتا ہی تب دو چار باتین کم و زیادہ ہوتی ہین تو تناقض انکا قابل لحاظ نہین الا بر تقدیر تسلیم کہا جاتا ہی کہ لفظ
بنی اسرائیل کا جو قرآن شریف مین واقع ہی کچھ ضرور نہین کہ اس سے وہی طبقہ مراد ہو جو حضرت موسیٰ کے
ساتھ قلزم سے پار ہوا تھا بلکہ جائز ہی کہ اور طبقے والے کہ مطلق بنی اسرائیل ہین وے بھی داخل ہین اور ہو وین اس
صورت مین تواریخ اسرائیلیہ سے بھی خلاف نہین رہا کیونکہ تمام تواریخ ملک شام و بلاد اسرائیلیہ سے ظاہر ہی کہ
حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی سلطنت ملک مصر تک بڑھائی تھی علاوہ برین یہ محاورہ بھی صحیح ہی مثلاً جو کہین
[illegible] اور سلطنت کیانیون سے بلکہ مطلق پارسیون سے نکل گئی اور اب فرنگیون کو ملی ہی حالانکہ ہنوز

حکم عبادات کا ہے اور اہل معرفت کہتے ہین کہ حضرت موسی سے وعدۂ وصل تھا اور میعاد دوستون کی بشیترات ہوتی ہے
کہ زمانہ خلوت عاشقان و وقت صحبت دوستان ہے اور رات روندگان راہ کا پردہ ہے اور روز بیداران سحرگاہ کا
کوچہ **فائدہ** تخصیص چالیس رات کی اسلیے فرمائی کہ اس عدد کو کمال اعتبار ہے حدیث شریف مین وارد ہے من
اخلص للہ اربعین صباحا ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ وخمرت طینۃ آدم اربعین صباحاً اور اسی مدت
مین بچہ رحم مادر مین ایک حال سے دوسرے حال پر انتقال کرتا ہے یعنے چالیس روز نطفہ چالیس روز خون بستہ
چالیس روز گوشت پارہ تب کہین روح پھونکی جاتی ہے اس سبب سے حضرات صوفیہ قلبتہ ایک چلہ خلوت وریاضت
کے واسطے مقرر کرتے ہین اور اس واقعہ کو دلیل گردانتے ہین اور یہ بھی ہے کہ اہل حساب کے نزدیک مراتب
اعداد کے چار ہین آحاد و عشرات و مآت و آلوف اور عدد کامل کلام الٰہی مین عشرہ ہے کہ تلک عشرۃ کاملۃ اور جب
وس کو چار مین ضرب کرین تو چالیس ہوتے ہین **فائدہ** یہ معراج حضرت موسی علیہ السلام کی تھی کہ جسمین اسطرح
ریاضت ہوئی بعد ازان کلیم اللہ ہوے اور ہمارے حضرت کی معراج بلا تکلیف وریاضت ہوئی اس سے اور
اُس سے فرق زمین و آسمان کا ہے ایکدن حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ الٰہی تونے مجکو کلیم کیا اور محمد کو حبیب
سوان دونون مین کیا فرق ہے خطاب ہوا کہ حبیب وہ ہے جسکی رضاجوئی مین کرون اور کلیم وہ کہ میری رضاجوئی
کرے اور کلیم وہ ہے جو مجکو دوست رکھے اور حبیب وہ ہے جسے مین دوست رکھون اور کلیم وہ ہے جو چالیس دن روزہ
رکھے اور چالیس رات برابر عبادت کرے پھر طور پر حاضر ہو کر مجھسے کلام کرے اور حبیب وہ ہے جو کہ فراغت سے اپنے
گھر مین فرش پر سورہے اور مین اُسکی طلب مین جبرئیل کو بھیجون کہ طرفۃ العین مین اپنے پاس بلاؤن اور ایسے مراتب عطا کرون کہ
ہرگز کسی مخلوق کا ادراک وہان تک نہ پہونچے ؎ ہمہ مرغ فہم ہیچکس ز انبیا نرفت ٭ آنجا کہ تو ببال کرامت پریدہ ٭ ہر یک بقدر
خویش بجائے رسیدہ اند ٭ آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدہ ٭ القصہ حضرت موسیٰ کو توقف ہوا بنی اسرائیل پر ایک حادثہ
پیش آیا کہ گوسالہ پرستی کرنے لگے اور صورت اس واقعہ کی یہ ہوئی کہ موسی ابن ظفر ایک شخص قوم بنی اسرائیل سے
تھا خواہ قبیلہ سامرہ خواہ کرمان سے صنعت زرگری مین بڑا استاد اور قالب تراشی مین مانی و بہزاد جسدن فرعون
غرق ہوا ہے حضرت جبرئیل ایک اسپ مادہ پر سوار کنار نیل پھرتے تھے اور جس جگہ نقش سم پڑتا تھا وہ زمین
سبز ہو جاتی تھی یہ شخص حضرت جبرئیل کو پہچانتا تھا سو اُسنے قدرے خاک زیر سم لیکر تبرکاً اپنے پاس رکھی
اور یہ خیال مین تھا کہ بنی اسرائیل کو صورت پرستی مرغوب ہے کسی وقت یہ کام آویگی چنانچہ بعد تشریف بری حضرت
موسیٰ قوم بنی اسرائیل نے حضرت ہارون سے کہا کہ ہم لوگ قبطیون سے زیور بعاریت لائے تھے اب کیا
کرین حضرت ہارون نے فرمایا کہ اسکو جلا کر خاک مین دفن کرو سب لوگ مستعد ہوے سامری نے کہا اگر زیور
مجھے ملے تو مین ایک طلسم عصاے موسیٰ سے اعلیٰ تر بناؤن جس سے تم لوگ موسیٰ کی برابری کرنے لگو
بنی اسرائیل اپنی بلادت سے دم مین آگئے اور سامری نے ایک گوسالہ سونے کا پورا بنا دیا اور خاک محفوظہ
اُسکے جوف مین محفوظ کی کہ اُسکو حرکت پیدا ہوئی اور بولنے لگا بعضون کے نزدیک گوشت و پوست بھی

وجہ تخصیص اربعین

تمام اربعین پر تا معراج [illegible] فرق در کلیم و حبیب

گوسالہ پرستی بنی اسرائیل

قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے تو ستر آدمی قوم کے بروایت بعض ساتھ گئے
ہوے جب قریب کوہ طور کے پہونچے تو قوم کو پہاڑ کے نیچے چھوڑا اور خود بذات پاک شوق الٰہی مین پہاڑ پر چڑھ گئے
اور ذیقعدہ کی پہلی تاریخ اعتکاف مین بیٹھے جب اعتکاف کا ایک روز باقی رہا تو بسبب کم خوری اور روزہ داری
کے منھ کی بو مین تغیر معلوم ہوا اسلیے مسواک فرمائی اُسی وقت جانب غیب سے ارشاد ہوا کہ بو میرے نزدیک
مشک سے بہتر تھی اسکو کس لیے زائل کیا کما جاء فی الاثر خلوف فم الصائمین اطیب عند اللہ من ریح المسک والزعفران
اب دس روز جرمانہ مین اور روزہ رکھو اور دس رات اعتکاف کرو کہ دسوین ذی الحجہ کو کتاب خلعت کلیمی عنایت
ہوگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس رات اور اعتکاف کیا چنانچہ ارشاد ہوا وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممنٰہا بعشر فتم
میقات ربہ اربعین لیلۃ یعنی وعدہ ٹھہرایا ہمنے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا اُنکو دس اور سے تب پوری
ہوئی مدت رب کی چالیس رات مین بالجملہ دسوین ذی الحجہ کو توریت عنایت ہوئی سات تختین یا دس یا نو اور
زاد المسیر مین لکھا ہی کہ بارہ تھین یہ قول اہل کتاب کے موافق ہی اور طول ہر لوح کا بارہ یا دس گز کا تھا اور وہ تختین
یاقوت احمر کی یا بیری بہشت کی لکڑی کی تھین اصح یہ ہی کہ سبز زمرد کی تھیں اور اُسمین اچھی باتین جسکے کرنے کا حکم ہی
اور بُری باتین جسکے نہ کرنے کا حکم ہی لکھی تھین ینابیع مین لکھا ہی کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے بے واسطہ حضرت موسیٰ سے کلام
کیا تھا اور چوبیس ہزار کلمے فرمائے اور ایک روایت مین سات لاکھ کلمے ہین اصح یہ ہی کہ چورانوے ہزار کلمے ارشاد
کیے اور کشاف مین ہی کہ چالیس روز برابر مکالمہ رہا مدارک مین ہی کہ توریت ایک شتر بار تھی کسی نے سوائے
حضرت موسیٰ اور یوشع اور عزیر اور عیسیٰ علیہم السلام کے تمام نہین پڑھی اور اُسمین ہزار سورتین تھین ہر سورت مین ہزار
آیات **فائدہ** سورۂ بقر مین ارشاد ہی کہ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ اور سورۂ اعراف مین واعدنا ثلثین لیلۃ تو بظاہر
تناقض ہی لا حقیقت مین تناقض نہین کیونکہ سورۂ بقر مین اجمال تمام مدت خلوت کا مع الاصل والزیادۃ ذکر
فرمایا ہی اور سورۂ اعراف مین بنظر تفصیل اصل وعدہ کہ تیس رات تھی مع جرمانہ کہ مقابلہ مسواک کے ہوا تھا جدا جدا
ارشاد ہوا ہی پس تناقض کچھ نہین کیونکہ اجمال اور تفصیل مین مخالفت نہین ہوتی مثلاً کوئی شخص کسی سے چالیس درم
قرض لے سکے کہ مین چالیس درم کا قرضدار ہون تو یہ اجمال صحیح ہی اور اگر کہے کہ مین نے تیس درم فلانی بابت
لی تھین اور دس فلانی بابت تو یہ تفصیل بھی درست ہی خصوص کہ فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ مذکور ہوا ہی **فائدہ** اربعین یوماً
اسلیے نفرمایا کہ تیس راتین ذیقعدہ کی تھین اور دس اول ذی الحجہ کی اور دسوان روز وقت عنایت کتاب کا تھا اگر یوماً فرماتے تو
روز دہم بھی داخل اعتکاف ہو جاتا اور صائم ہونا دہم ذی الحجہ کا حرام ہی اور بعضے کہتے ہین کہ رات وقت خلوت ہی اہل
ریاضت رات ہی مین عبادت کرتے ہین. لہذا رات کی تخصیص ہوئی اور یہ بھی ہی کہ شمار شہور عرب مین دور قمری ہی ابتدا
اسکی رات سے ہوتی ہی اور تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ کشف الاسرار مین ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صوم وصل ارشاد
ہوا تھا کہ رات کو بھی افطار نہوا اگر اربعین یوماً فرماتے تو روزہ متعارف مفہوم ہوتا اور بحر الحقائق مین ہی کہ اگر اربعین
یوماً ہوتا تو حضرت موسیٰ یہ گمان کرتے کہ دن واسطے عبادت کے ہی رات واسطے آرام کے جب رات ارشاد ہوئی جانا کہ روز و شب

اور حدیث شریف مین ہی کہ حضرت موسیٰ دس فرسخ سے رات کے وقت چیونٹی کا چلنا زمین پر دیکھتے تھے اور جب غضب مین بھرتے تھے تو ایک شعلۂ آتش تاج مبارک سے نکلتا تھا ہذا فی اخبار الدول ولم یوجد فی التفاسیر

الغرض حضرت موسے علیہ السلام مع الواح توریت قوم مین جلوہ فرما ہوے تو اُسوقت قوم کے تین گروہ تھے ایک باغواے سامری گوسالہ پرست دوسرا حضرت ہارون علیہ السلام کا مطیع و فرمان بردار تیسرا ساکت و متوقف نہ شریک نہ مانع دفعۃً حضرت موسی علیہ السلام نے آواز گانے بجانے کی سنی پوچھا یہ آواز فتنہ کہان سے آئی معلوم ہوا کہ گوسالہ پرستی ہو رہی ہی تب قوم سے مخاطب ہوے اور فرمایا سورۂ اعراف مین ہی بئس ما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم والقی الالواح یعنے کیا بُری جگہ رکھی تمنے میرے بعد کیون جلدی کی اپنے رب کے حکم سے اور ڈالدین تختیان تفسیر نیابیع مین ہی کہ لوحین توریت کی جلدی سے زمین پر رکھدین اور جمہور مفسرین کہتے ہین کہ اسطرح رکھین کہ ٹوٹ گئین کہ چھ سبع توریت آسمان پر اُٹھ گیا ایک سبع ہدایت و رحمت کا باقی رہا پھر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو اُنکا سر پکڑا اور اپنی طرف کھینچا کما قال اللہ تعالی اخذ براس اخیہ یجرہ الیہ اور فرمایا ما منعک اذ رایتہم ضلوا الا تتبعن افعصیت امری یعنے ای ہارون تجکو کیا اٹکاؤ تھا جب دیکھا تونے کہ وہ بھٹکے تو میرے پیچھے نہ آیا کیا تو نے رد کیا میرا حکم قال لا تاخذ بلحیتی ولا براسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی یعنے کہا ہارون نے ای میری مان کے جنے نہ پکڑ میری داڑھی نہ سر مین ڈرا کہ تو کہیگا پھوٹ ڈالی تو نے بنی اسرائیل مین اور یاد نہ رکھی میری بات کیونکہ تم چلتے وقت مجسے کہ گئے تھے کہ سب کو متفق رکھنا پھر اگر مین اُنسے لڑتا تو تم ناراض ہوتے اسلیے مین نے گوسالہ پرستون کا مقابلہ نہ کیا زبانی سمجھاتا رہا اور جو مین جھیڑتا تو دو فرقے ہو جاتے کہ بعضے قتل کرتے بعضون کو سو مین تمہارے انتظار رہا اب تم آگئے ہو ان لوگون سے دریافت کرو اور یہ تو پر ظاہر ہی کہ قوم نے مجھے تنہا و بیچارہ سمجھا اور میرا کہنا مانا بلکہ قریب تھا کہ مجھے مار ڈالین چنانچہ سورۂ اعراف مین نازل ہوا قال ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی فلا تشمت بی الاعداء ولا تجعلنی مع القوم الظالمین یعنی کہا ہارون نے ای میری مان کے جنے لوگون نے مجھے بودا سمجھا اور نزدیک تھا کہ مجھے مار ڈالین سو مت ہنسا مجھپر دشمنون کو اور نہ ملا مجکو گنہگار لوگون مین

فائدہ حضرت ہارون اور اُنکی اولا حضرت موسے کی امت مین امام تھے لیکن جب اُنکے خلیفہ ہوے تو امت حکم مین نہ رہی خلافت اور کی قسمت مین تھی خلیفہ وہ ہی کہ امت پیغمبر کو دین و دنیا کے بندوبست مین رکھے جسطرح پیغمبر سنوار اکیا تاکہ نصرت حق اُنکے ساتھ رہے اور امام وہ کہ پیغمبر کا یادگار ہو جو خدمت و نیاز پیغمبر سے منظور ہو وہ امت امام کے ساتھ بجا لاوے تاکہ برکت و قبولیت حاصل ہو توریت مین بھی امام کے شرائط اسی طرح مذکور ہین **فائدہ** ایک عجیب بات توریت کے بتیسوین باب کتاب الخروج مین لکھی ہی معاذ اللہ منہا کہ حضرت ہارون نے بنی اسرائیل کے لیے سونے کا بچھڑا ڈھال کر معبود قرار دیا اور آپس مین کہا کہ بنی اسرائیل کو بھی مصر سے نکال لایا ہی اور اُسپر نذرین چڑھوائین اور سب لوگون کو برہنہ کروایا کہ اُنکی ہنسی

یعنی جلفہ ۱۲

پیدا ہو گیا حقیقت یہ ہی کہ سونا تھا کا فرون کا اُسمین خاک برکت کی پڑی تو حق و باطل کے ملنے سے ایک کرشمہ پیدا
ہوا اور سامری اور اُسکے توابع بولے کہ موسے تلاش حق مین پھرتا ہی اور وہ بیان موجود ہی شاید وہ بھول گیا ہی
کما قال اللہ تعالیٰ۔ ہذا الٰہکم واِلٰہ موسیٰ فنسی یعنی یہ صاحب تمہارا ہی اور صاحب ہی موسے کا سو وہ بھول گیا
اور دوسری جگہ تلاش کو گیا ہی بنی اسرائیل ضعیف العقیدہ کہنے لگے سچ تو ہی تیس دن وعدے کے گذر گئے
اور موسیٰ نہین پھرے غالباً خدا نہین ملا اس بات سے آٹھ ہزار خواہ بارہ ہزار بنی اسرائیل گوسالہ پرست
ہو گئے و بحکم مثل مشہور ع انچہ مردم می کنند بوزینہ ہم ٭ گرد اُس بچھڑے کے لگ بیٹھے اور سامری نے ایک خیمہ
قائم کیا اور فرش بچھایا اور نوبت بجوائی گانا بجانا شروع ہوا زن و مرد تماشے کو چلے ابلیس نے عجب زور پکڑا
معالم التنزیل مین ہی کہ حضرت جبرئیل کو سامری اس سبب سے پہچانتا تھا کہ سال قتل مین سامری پیدا ہوا
تو اُسکی مان نے خوف سے دریاے نیل کے کنارے ایک گڑھے مین ڈال دیا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام
اُسکی پرورش پر مقرر ہوے کہ ہر روز اُسکے پاس تشریف لاتے وہ دیکھتا تھا القصہ جب یہ خرابی پڑی تو حضرت
ہارون علیہ السلام نے کہا یا قوم انما فتنتم بہ وان ربکم الرحمٰن فاتبعونی واطیعوا امری یعنی اے قوم اور کچھ
نہین تمکو بھٹکا دیا ہی اسپر اور تمہارا پروردگار رحمان ہی سو میری راہ چلو اور میری بات مانو کہنے لگے
ہم تو رہین گے اسپر لگے بیٹھے جب تک پھر آوے ہمارے پاس موسیٰ یعنی دیکھین موسے علیہ السلام بھی
اُسکو پوجتے ہین کہ نہین کیونکہ سامری نے کہا ہی کہ یہ گوسالہ موسے کا خدا ہی دیکھین اسکی بات درست ہی یا
نہین اور اس خرابی کی خبر حضرت موسے علیہ السلام کو نہ تھی وہ اپنے کام مین مصروف تھے مگر اللہ صاحب نے
خبر دی کہا قال فانا قد فتنا قومک من بعدک واضلہم السامری یعنی ہمنے تو بچلا دیا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بہکایا
اسکو سامری نے یعنی تیری قوم نے کفران نعمت عجیب غریب اختیار کیا ہی کہ ہرگز کوئی جاہل بھی نہ کریگا
کیونکہ جس بات پر فرعون بلاتا تھا اُس سے ذلیل تر بات سامری کے کہنے سے اختیار کی ہی حالانکہ فرعون
ایک بادشاہ ذیجاہ و شوکت تھا اور ظاہر مین مالک نفع و ضرر اُسکا سجدۂ تعظیمی فی الجملہ معقولیت رکھتا تھا
لیکن یہ گوسالہ لایعقل کہ بلادت و حمق مین ضرب المثل ہی اور کسی وجہ سے لائق تعظیم نہین سو اُسکو ایک
زرگر بے اعتبار کے کہنے سے خدا ٹھہرا کر اُس سے لگ بیٹھے ہین اور دھوم مچا رہے ہین شامیانہ تانا ہی نوبت
جھڑتی ہی گانا بجانا ہو رہا ہی یہ احوال سنتے ہی حضرت موسے علیہ السلام گھبرائے اور مضطرب ہوے اور کوہ
طور سے غصہ و غضب مین افسوس کرتے ہاتھ ملتے پھرے کما قال اللہ تعالیٰ فرجع موسے الیٰ قومہ
غضبان اسفا یعنی بعد چالیس دن کے الواح توریت لیکر پھرے موسیٰ قوم کی طرف غصہ بھرے پچھتاتے
فائدہ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب چالیس دن کا چلہ کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام
اپنی قوم مین آئے تو بسبب بریق و لمعان کے کسی کو تاب نہ تھی کہ چہرۂ مبارک دیکھتا اور جس کسی نے
دیکھ لیا وہ مر گیا لہذا حضرت نے ایک برقع اپنے چہرۂ نورانی پر ڈالا اور کسی کو صورت اپنی نہ دکھلاتے تھے

اب تک قبیلہ سامرہ مین یہ بات موجود ہی کہ جب کسی غیر کا بدن کسی سے لگ جاتا ہی تو ساری قوم سامرہ کو تپ لاحق
ہوجاتی ہی بہاب التفسیر مین لکھا ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر حکم الٰہی
یہ صادر ہوا کہ سامری مین ایک صفت سخاوت کی ہی جس سے خلق کو نفع ہی لہذا انفع حیات اُس سے دور کرنا
نہ چاہیے ع ہر نہالے کہ برگ زرد و بر + باز آب حیات تازہ و تر + وانچہ بے میوہ باشد سایہ + بہ کہ گردد
تنور را مایہ + اس باعث سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اُسکے قتل سے باز رہے اور یہ فرمایا کہ قوم سے
دور ہو یہ جو اللہ صاحب نے فرمایا وان لک موعدا لن تخلفہ اس سے مراد عذاب آخرت ہی یا دجال کا نکلنا کہ
وہ بھی یہودی ہوگا اور سامری کا نسلو پورا کریگا القصہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غضب و غصہ فرو ہوا تو
اول الواح توریت اُٹھائین پھر اس گوسالے کو ذبح کیا تو اُسمین بسبب گوشت کے خون نکلا پھر اسے آگ مین
جلوایا اور خاک دریا مین ڈلوائی تو گوسالہ پرست خفیہ دریا پر جاتے اور پانی بطریق تبرک کے نوش کرتے

فائدہ اہل تحقیق کے نزدیک ہر قوم کے واسطے ایک گوسالہ ہی کہ اُسکی پرستش مین مشغول رہتے ہین گو بظاہر مسلمان و دیندار
کہلاتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین اُس طرف اشارہ آیا ہی کہ بدحال ہی اس شخص کا جو اشرفی و دیبہ و شال و دوشالہ و جامہ زیب
کا بندہ ہی اگر اُسکو خدا کی طرف سے یہ سب چیزین عنایت ہوئین تو خوش ہی نہین تو ناخوش اور ناراضی ہی یا الٰہی بطفیل اپنے
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے مجھکو اور سب مسلمانون کو محفوظ رکھ **فائدہ** علما کو اختلاف ہی اس بات
مین کہ بنی اسرائیل باوجود مشاہدہ معجزات قاہرہ اور ملاحظہ خوارق باہرہ کہ وجود صانع مختار اور صدق نبوت
موسیٰ علیہ السلام پر دلیل تھی کس طرح اس نامعقول صنعت پر فریفتہ ہو گئے اور دام فریب مین پھنسے بعضے
کہتے ہین کہ سامری نے پہلے سے یہ شبہات انکے دل مین ڈال رکھے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو با مداد
نیرنجات اور طلسمات خوارق عادات پر قدرت حاصل ہوئی ہی پس تم بھی ایک طلسم بناؤ کہ حضرت موسیٰ کی
برابری کرنے لگو اور جمہور علما قائل ہین کہ اکثر بنی اسرائیل حلولی مذہب تھے یعنے حلول باری بعضے اجسام
مین تجویز کیا کرتے تھے سامری نے اس حیلے سے اُنکو فریفتہ کیا کہ تمھارے پروردگار نے اس گوسالہ مین
حلول کیا ہی اور اُسکی آواز اور حرکت کو شاہد دعوی قرار دینے لگا جسطرح ہنود بعقل بلید الطبع جہان کہین امر
عجیب دیکھتے ہین وہان حلول خالق کا اعتقاد کرتے ہین اور پرستش و تعظیم مفرط بجا لاتے ہین اکثر آیات و احادیث
اس قول کے موافق ہین اور قول دل سے منافی بالجملہ یہ امر قبیح اور فعل شنیع بنی اسرائیل کا اقبح انواع کفر ہی
ہی مقتضی تھا کہ فی الفور اُنکو نیست و نابود کرین اور فرصت توبہ ندین اور گنجائش عذر اور معذرت کی نہ رکھین
لیکن حق تعالے نے ازروے رافت اور رحمت کہ بالاصالۃ متوجہ حضرت موسیٰ اور ہارون سے تھی اور
بالتبع سب بنی اسرائیل سے مواخذہ دنیویہ نفرمایا بلکہ ارشاد ہوا کہ ثم عفونا عنکم من بعد ذلک لعلکم تشکرون
یعنی پھر معاف کیا ہمنے تمکو اسپر بھی شاید تم احسان مانو یعنی عذاب بنا کافی الحال اسواسطے اُٹھا لیا گیا ہی کہ
شاید زمانہ آیندہ مین تم شکر نعمتون کا کردار عبادات مین مشقت گوارا کرو کیونکہ استعداد تمھارے فرقے کی باطل نہین ہوئی ہی تم

ہوئی اس بات کی ہواہ نے موسیٰ کو خبر دی اور ہارون مورد غضب ہوے انتہیٰ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
جب رہنمائی کے باب مین بھی عصمت نرہی تو پھر شریعت کا کہان پتا لگتا ہی الغرض جب موسیٰ علیہ السلام نے
غدر معقول حضرت ہارون علیہ السلام کا قبول کیا اور کہا رب اغفرلی ولاخی وادخلنا فی رحمتک انت ارحم الراحمین
یعنی معاف کر مجکو کہ مین نے بڑے بھائی اپنے سے بے ادبی کی یا مین نے الواح توریت ڈال دین غصے مین
اور معاف کر میرے بھائی کو اگر اس سے کچھ تقصیر واقع ہوئی ہو اور داخل کر اپنے رحم و پناہ عصمت مین دنیا و
آخرت مین کہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہی **فائدہ** اگرچہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ کے برادر
اعیانی یعنی لاب و ام تھے لیکن حضرت ہارون نے واسطے ملایمت و رقت قلب رسول خدا کے ابن ام کہا اسلیے
کہ جانب ام مقتضی لطف و مہربانی و دردمندی و غمخواری کا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ جیسی ماں کو اور اسکے علاقہ دارون کو رقت
و محبت ہوتی ہی اسکا عشر عشیر جانب پدر مین نہین دیکھا گیا الا ماشاء اللہ جس طرح بعض مقامات مین واقع ہوا ہی الا
ہونا در بالجملہ حضرت موسے علیہ السلام نے قوم سے فرمایا کہ اتنی مدت قلیلہ مفارقت مین تم گھبرا گئے اور بے ایمان
ہوگئے اب دل سے چاہا تمنے کہ غضب اللہ کا تمپر نازل ہو اسلیے کہ تمنے میرے وعدے کے خلاف کیا بولے
ہمنے وعدہ خلافی نہین کی مگر مال و زر قبطیون کا ہم بعاریت لائے تھے اس مقدمے مین ہمنے ہارون سے
پوچھا انھون نے فرمایا اسے جلاؤ یہ تمھارے لینے کے لائق نہین سو ہمنے گڑھا کھود کر آگ مین ڈالا اور سامری
نے بھی جو اسکے پاس تھا ڈال دیا سو یہ گوسالہ بن گیا تب سنے کہا یہ تمھارا اور موسیٰ کا خدا ہی فرمایا تم نہین
دیکھتے کہ یہ گوسالہ کسی بات کا جواب نہین دیتا اور نہ کچھ اختیار رکھتا ہی نفع و ضرر کا پھر تمنے کسطرح اسکو خدا جانا بولے
اسکا حال سامری سے پوچھو تب حضرت موسے علیہ السلام سامری کے پاس آئے اور فرمایا فما خطبک یا سامری
قال بصرت بما لم یبصروا به فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتها وکذلک سولت لی نفسی یعنی اب تیری کیا
حقیقت ہی ای سامری بولا مین نے دیکھ لیا جو سب نے نہ دیکھا سو بھری مین نے ایک مٹھی پیر کے نیچے
سے اس بھیجے ہوے کے یعنی جبرئیل علیہ السلام کے پھر مین نے وہی ڈال دی اور یہی مصلحت دی مجکو میرے
جی نے تب حضرت موسے علیہ السلام نے فرمایا چل دنیا مین تجکو یہ آفت ہی کہ کہا کر لا مساس یعنی نہ چھیڑو اور
آخرت کا عذاب جو ہوگا سو دیکھیگا اور نگاہ کر اپنے ٹھاکر کو جسپر تو لگا بیٹھا ہی کہ مین اسکو جلاتا ہون اور خاک اسکی
دریا مین ڈالے دیتا ہون چنانچہ اللہ صاحب نے سورۂ طٰہٰ مین فرمایا قال فاذہب فان لک فی الحیوۃ ان تقول
لا مساس وان لک موعدا لن تخلفه وانظر الی الٰهک الذی ظلت علیه عاکفا لنحرقنه ثم لننسفنه فی الیم نسفا سو یہ
اتفاق ہوا کہ دنیا مین سامری بنی اسرائیل کے لشکر سے باہر الگ سب لوگون سے رہتا اگر وہ کبھی سے ملتا
یا کوئی اس سے ملتا دونون کو تپ چڑھتی اس سبب سے لوگون کو دور دور کرتا معالم التنزیل مین
حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ حضرت موسے علیہ السلام نے فرمایا لا مساس لک و لولدک سو جنگل مین جانورون
کے پاس رہتا آدمیون سے نہ ملتا اور جب کوئی اسکے قریب جاتا تو کہتا میرے پاس نہ آؤ اور مجھے نہ چھیڑو بلکہ

مقدر ہی در حقیقت کچھ پس و پیش نہین پس بنی اسرائیل نے فرمانا حضرت موسی علیہ السلام کا قبول کیا **فائدہ** امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ ایسے امور شاقہ سے معاف ہی جس طرح قتل نفس بنا بر توبہ اور قطع اعضاے خاطیہ اور قطع موضع نجاست اور عدم جواز نماز غیر مسجد مین اور عدم طہارت بالتیمم اور حرمتہ اکل صائم بعد نوم اور حرمتہ جماع لیالی رمضان مین اور منع طیبات بسبب گناہون کے اور چوتھائی مال زکوۃ دینا یعنی اگر دو سو درہم کسی کے پاس ہون تو پچاس درہم صدقہ کرے اور مال زکوۃ اور غنیمت کو کسی کام مین نہ لانا بلکہ اسکو رکھدیتے تھے کہ ایک آگ آسمان سے آکے جلا دیتی تھی اور جزا ایک نیکی کی ایک نیکی نہ کہ دس اور جو کوئی رات کو گناہ کرتا صبح کو اسکے دروازے پر لکھا ہوا معلوم ہوتا تھا اور پچاس نمازین رات و دن مین فرض تھیں اور عفو قصاص سے حرام تھا اور حائضہ عورت سے ایام حیض مین مخالطت ممنوع تھی جیسا اب ہنود مین جاری ہی اور چربی اور رگین گوشت کی حرام تھیں اور شکار کرنا بروز شنبہ حرام تھا اور رات کو نماز فرض تھی سونا درست نہ تھا وعلی ہذا القیاس اور احکام شدید بھی تھے کہ وہ سب شدائد اللہ صاحب نے اس امت سے اُٹھا لیے ہین بالجملہ حضرت موسے علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ سب گوسالہ پرست اپنے گھرون سے بے سلاح اور بے خود و زندہ باہر نکلین اور اپنے دونون زانو توڑکر دروازون پر بیٹھین اور اپنے پیٹ کو زانو سے باندھین اور سر اپنے زانو پر رکھین اور زخم تلوار سر پر لیتے رہین اور زانو بند کو کبھی نہ کھولین اور جنبش نہ کرین اور ہاتھ پانون سے دفع نکرین اور جو شخص کچھ بھی حرکت کریگا تو اسکی توبہ قبول نہین ہوگی دوسرے دن جب صبح ہوئی تو حضرت ہارون علیہ السلام کو بارہ ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ جو گوسالہ پرست نہ تھے روانہ کیا اور فرمایا کہ تلوارین ننگی ہاتھ مین لیے جاؤ اور انکا قتل شروع کرو اور خود حضرت موسی علیہ السلام ایک بلند مکان پر کھڑے ہوکے آواز دینے لگے کہ ای بنی اسرائیل تمھارے بھائی قتل کرنے کو تلوارین کھینچے ہوے تمپر آتے ہین فاتقوا اللہ واصبروا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہی کہ تین گروہ بنی اسرائیل مین تھے دو گروہ کے قتل کرنے کا حکم ہوا تھا کہ باہم کشاکشی کرو جنھون نے گوسالہ پرستی کی تھی انکو ارشاد تھا کہ مقتول ہوا ور جن لوگون نے نہ پرستش کی اور نہ انکار انکو ارشاد تھا کہ تم قتل کرو اور جن لوگون نے انکار کیا تھا اور شریک حضرت ہارونؑ کے ہوکے منع کرتے تھے وہ توبہ مین شریک نہ تھے اور نہ محتاج توبہ تھے روایت ہی کہ جب قاتلون نے دیکھا کہ جنکو ہم قتل کرینگے انمین کوئی بھائی ہی کوئی بھتیجا ہی کوئی بہن کا بیٹا ہی کوئی قرابتدار ہی کوئی دوست ہی متردد ہوے اور ہاتھ انکے شفقت سے قتل پر نہ اٹھتے تھے اللہ جل شانہ نے ایک دھوان ایسا بھیجا کہ بالکل اندھیرا ہوگیا اور بے صرفہ مارنے لگے کہ ستر یا اسی ہزار آدمی صبح سے تیسرے پہر تک مارا گیا

پدر را پور و پورش را پدر کشت ✤ برادر را برادر بے خطر کشت ✤

تب عورتین اور بچے بنی اسرائیل کے فریادی ہوکے حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آئے حضرت موسی علیہ السلام نے سر کھول کر دعا مانگی ارشاد ہوا کہ توبہ مقتولون اور غیر مقتولون کی مقبول ہوئی یعنی جو شخص مارا گیا اسکو مرتبہ شہادت ملا اور جو شخص زندہ رہا تو گناہ سے پاک ہوا لطائف قشیریہ مین لکھا ہی کہ یہ توبہ منسوخ نہین ہی مگر اسقدر کہ توبہ بنی اسرائیل کی تھی کہ اپنے

لطائف قشیریہ

امید ہی کہ اچھے لوگ تمسے پیدا ہون اور کار معرفت اور عبادت مین مشغولی اختیار کرین بخلاف آل فرعون کے کہ انکی
استعداد بالکل زائل ہوگئی تھی مگر عذاب آخرت سے نہ بچوگے بلا توبہ اس گفتگو سے وہ اعتراض جو لازم آتا ہی کہ
پرستش گوسالہ بلا شبہہ کفر ہی بلکہ اقبح انواع کفر مین ہی اور کفر صلاحیت عفو نہین رکھتا اور بلا توبہ معفو نہین ہوتا
رفع ہوگیا کیونکہ مراد عفو سے ترک مواخذۂ دُنیویہ ہی نہ مواخذۂ اُخرویہ چنانچہ کفارات مصطفویہ بھی اس نعمت
مین شریک ہین بالجملہ بنی اسرائیل بعد اس حرکت کے پچھتائے اور سمجھے کہ ہم بے شک ضلالت مین پڑے تھے
اور کہنے لگے لئن لم یرحمنا ربنا ویغفر لنا لنکونن من الخاسرین اگر نہ رحم کرے ہمکو رب ہمارا اور نہ بخشے تو بیشک
ہم خراب ہونگے تب حضرت موسی علیہ السلام نے کمال شفقت اور غمخواری سے کہ آدمی کو نسبت اپنی قوم
کے ہوتی ہی اور علاج انکے امراض کا مثل اپنے علاج کے جانتا ہی اور اگر مرض قلبی سے بیخبر ہوتے ہین تو لطف
اور عنایت سے خبردار کر دیتا ہی فرمایا کہ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل یعنی تمھنے نقصان کیا اپنا یہ بچھڑا بنا
لیا کہ دیدہ و دانستہ اسکو اپنا معبود سمجھے اور حلول باری کے معتقد ہوگئے ہر چند کہ آواز کرنا اسکا بسبب
اُس خاک کے امر عجیب و خارق عادت تھا لیکن جب فعل خارق عادت کسی کے عمل سے صورت پکڑے
تو اُسکو امر غیبی جاننا خلاف عقل سلیم کے ہی و لہذا کھیل تماشے ساحرون اور شعبدہ بازون کے اہل دانش کے
نزدیک محض لغو ہوا کرتے ہین اور تم ایسے غافل کہ فرعون اور ہامان کی تعظیم مین وہ دانائی کرتے رہے اور اس
جگہ ایسے حیوان بنگئے کہ بچھڑے کو معبود سمجھے پس کوئی علاج تمھارے مرض کا نہین لا یہ کہ فتوبوا الی بارئکم
یعنی توبہ کرو تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف کہ وہی تمھارا قالب تراش ہی تا کہ تمکو لوث اس ظلم سے بری
کردے مگر شرط یہ ہی کہ توبہ دل سے ہو نہ زبان سے کیونکہ توبہ زبانی دکھلانے کے لیے ہوتی ہی اور توبہ دلی خدا کے
واسطے تب کہنے لگے کہ مجرد عذر سے ہمارا کام بن جائیگا یا نہین حضرت موسے نے فرمایا کہ تم مرتد ہوگئے اور
حکم مرتد کا قتل ہی فاقتلوا انفسکم پس مار ڈالو اپنی جان کو کہ اس گناہ کا یہی کفارہ ہی کیونکہ جو کوئی شخص حق
منعم کا نگاہ نہ رکھے تو منعم کو چاہیئے کہ اُس سے اپنی نعمت پھیر لے جب تمنے نعمت حیات کا حق جو منعم باری
سے تم مین جاری تھا تلف کر دیا یعنی عبادت خالق حکیم اور علیم کی ترک کر کے گوسالۂ پلید آب طبع
کی پرستش مین جا پڑے تو اب حق تعالی تمسے نعمت حیات کی سلب کرتا ہی اور یہ بات اگرچہ بنظر ظاہر عقل
نہایت قبیح اور بد معلوم ہوتی ہی لیکن ذلکم خیر لکم عند بارئکم یہ بہتر ہی تمکو اپنے خالق کے پاس کیونکہ
اسکو دلالت ہی کمال محبت خالق پر کہ اُسکی راہ مین اپنی جان دیتے ہو اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ تمنے قالب پرستی
اور جان آفرینی اس کی تسلیم کرلی ہی کہ اُسکے حکم سے اُسکی امانت پھیرے دیتے ہو اور اس محنت کے
سبب سے عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہوگے اور ضرر دنیا کا ہر چند کہ سخت تر ہو لیکن عذاب آخرت سے
پھر بھی سبک تر ہی بلکہ متناہی کو غیر متناہی سے کچھ مناسبت نہین ہی اور موت بلا شبہہ آنے والی ہی پس تحمل شدت
قتل مین کوئی ضرر نہین الا تقدیم اور تاخیر وہ بھی وہم اور خیال ہی کیونکہ جس طرح موت مقدر ہی وقت بھی

حد تواتر کو پہونچے اور عقل کے نزدیک اجتماع انکا دروغ بندی پر محال ہو کلام آلہی بلا واسطہ سُن آئے تو البتہ ہم
یقین کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی قوم کے اچھے اچھے لوگ اس کام کے لیے چنو انھوں نے
ستر آدمی کہ صلاح وتقویٰ مین ممتاز تھے چھانٹ کے تیار کیے اور حضور مین حضرت موسیٰ کے لائے حضرت
موسیٰ نے فرمایا کہ تم سب پہلے غسل کر کے گناہون سے توبہ کرو اور تین دن روزہ رکھو اور تسبیح وتہلیل مین
مشغول رہو بعد اسکے میرے ساتھ چلو موافق ارشاد حضرت موسے علیہ السلام کے اُن لوگون نے عمل کیا
اور حضرت موسیٰ کے ساتھ کوہ طور کو روانہ ہوے جب قریب تر پہونچے تو حضرت موسےٰ نے جناب آلہی مین
عرض کیا کہ یا رب العالمین یہ جماعت صالحہ تیری باتون کی مشتاق آئی ہے انسے کلام فرما کر یہ بھی سُنین جسوقت
کوہ طور پر پہونچے تو نور سفید رقیق خنک بشکل ابر ظاہر ہوا اور آہستہ آہستہ پھیلا کہ سارا پہاڑ چھپ گیا بنی اسرئیل
پہاڑ کے نیچے کھڑے ہوے دیکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس دریاے نور مین غرق ہوگئے
اور فرمایا کہ ہان کلام آلہی سُنو انھون نے بے شبہہ اور شک اپنے کانون سے کلام آلہی سُنا کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام سے خطاب ہوتا ہے اور امر ونہی کا ارشاد ہے تب حضرت موسےٰ کو پکارنے لگے کہ اے موسےٰ تم مخاطب
آلہی ہوے ہم محروم ہین دفعۃً ایک برق نوری انکی طرف آیا اور یہ کلام اُس برق سے انکے کان مین پہونچا
کہ انی انا اللہ لا الہ الا انا اخرجتکم من ارض مصر فاعبدونی ولا تعبدوا غیری یعنی بیشک ہون مین اللہ کوئی نہین معبود
مگر مین مین نے نکالا تمکو زمین مصر سے پس مجکو پوجو اور میرے غیر کو مت پوجو بعد اسکے کلام منقطع ہوگیا اور حضرت
موسے علیہ السلام اُسی ابر مین مستغرق رہے جب وہ ابر کھلا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نکلے اور فرمانے لگے
کہ تمنے کلام آلہی سُن لیا اور اُسکے احکام سمجھ لیے بولے کہ ہم کسطرح سچ جانین کہ یہ کلام آلہی تھا مبادا کوئی شیطان
یا جن اس ابر مین آواز کرتا ہو پس یہ اعتقاد کہ یہ کلام کلام خدا ہے محض تقلیدی اور تمھارے کہنے سے البتہ
ہوسکتا ہے اور حال یہ ہے کہ اگر تمھارے کہنے کا یقین ہوتا تو حاجت نہ تھی کہ یہان تک آتے اب علاج اسکا
یہ ہے کہ ہمکو اللہ کی صورت دکھلاؤ کہ اُس صورت سے ہم آواز سُنین اور یقین لائین کہ یہ آواز خدا ہی کی ہے
شیطان اور جن کی نہین ہے چنانچہ اللہ صاحب حکایت فرماتے ہین لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ یعنی ہم
یقین نکرینگے جبتک نہ دیکھین اللہ کو سامنے بصورت اور شکل جسطرح سے آواز بلند مکان سے سنتے ہین یعنی ایسا
بھی ہم نہین چاہتے کہ مانند درویشون اور عارفون کے شہود اور مشاہدہ مین دیکھین کہ اسکو ہم مصنوعات خیالیہ
جانتے ہین اور نہ ایسا جیسا کہ آخرت مین وعدہ رویت ہے کہ بلا کیف دیدار آلہی میسر ہوگا کیونکہ وہ دیدار بلا کیف
ہمارے عقول ناقصہ کے نزدیک دیدار نہین دیدار وہی ہے جو عیاناً صورت اور شکل سے محدود الجہات ہو جیسے
آواز کان مین آتی ہے انھین باتون مین تھے کہ ایک آگ آسمان سے ظاہر ہوئی وہ سب جل گئے فاخذتکم الصاعقۃ
وانتم تنظرون یعنی پھر لیا تمکو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے بعضے کہتے ہین کہ ایک آواز ایسی مہیب آئی کہ اسکے ہول سے
مر گئے مخفی نرہے کہ اس سوء ادبی پر دو وجہ سے غضب آلہی نازل ہوا ایک تو یہ کہ ان بیوقوفون نے کمال بے ادبی

سامنے قتل نفس کریں اور توبہ خواص اس امت مرحومہ کی یہ ہی کہ اپنے نفس کو پوشیدہ قتل کریں اُنھوں نے مشقت قتل یکبارہ اُٹھائی اور نجات پا گئے اس امت کو مخالفت ہوا ہیں ہر لحظہ قتل ہی حقائق نجمیہ مین لکھا ہی کہ قتل نفس ظاہر مین مومن و کافر دونوں کر سکتے ہین الا قتل نفس کا باطن مین بلا توفیق آلہی میسر نہین ہوتا اور نفس کا قتل یہ ہی کہ اُسکی آرزو اور مراد کو قطع کرے کہ مرتبہ ادنے سے اوج معنی کو پہونچے ؎ نفس خود را کشی جہانے زندہ کن ٭ خواجہ را کشتست اورا بندہ کن ٭ تو طمع داری کہ او را بے جفا ٭ بستہ داری در وقار و در وفا ٭ ہر کسے را این تمنا کے رسد ٭ موسیٔے باید کہ اژدر را کشد ٭ بعض مفسرین ظاہر آیت سے یہ نکالتے ہین کہ بنی اسرائیل آپ اپنے نفس کو قتل کرین اور روایات اس قصے کی قاطبۃً مخالف اس ظاہر کے واقع ہین پس حقیقت کلام کی مراد نہین ہی یا محمول ہی اسناد مجازی پر القصہ جب یہ توبہ بنی اسرائیل سے واقع ہوئی تو حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگرچہ گناہ تمھارا سخت تر تھا گناہ آل فرعون سے کیونکہ تمنے بعد ایمان کے یہ کفر اختیار کیا تھا مگر قبول ہوئی تمھاری توبہ انہ ہو التواب الرحیم بر حق وہی ہی معاف کرنیوالا **فائدہ** حدیث شریف مین وارد ہی کہ اگر بندہ صدق دل سے توبہ اور ندامت کسی گناہ سے کرے تو حقتعالی اُسکو قبول فرماتا ہی اور یہ بنی اسرائیل کی ہدایت عمدہ تھی فارق بین الحق والباطل قدر انکے باوجود ایسی معصیت کے کمال بشاشت سے قبول کرکے اور معاصرین ہمارے حضرت صلعم کے جو مخاطب اس کلام کے تھے بجز زبان بھی توبہ نہین کرتے تھے اور عبادات سہل کو باوصف کثرت فضائل کے ادا نہین کرتے تھے یہ بھی کفران نعمت تھا پوشیدہ نرہے کہ اس آیت مین امت محمدیہ صلعم کو جتا فرماتے ہین کہ ہرگز توبہ و ندامت سے منھ نہ پھیرو کہ امت موسویہ نے باوجود ایسی مشقت کے مُنھ نہین موڑا اور تمسے سوائے ندامت کے اور کچھ مطلوب نہین ہی پس مُنھ کا موڑنا تمسے نہایت بعید ہی **فائدہ** بعضے فقہا شبہہ کرتے ہین کہ بنی اسرائیل مصر مین قبطیون کی پناہ مین تھے اور مستامن کو مال حربیون کا لینا جائز نہین ہی اور بالفرض اگر بنی اسرائیل نے اس گناہ پر اقدام کیا تھا تو حضرت موسیٰ اور ہارونؑ نے باوصف اطلاع کے کیون منع نہ کیا جواب اس شبہہ کا یہ ہی کہ مستامن ہونا بنی اسرائیل کا شہر مصر مین مسلم نہین ہی بلکہ بنی اسرائیل مصر مین مقید تھے اور قیدیون کو مال حربیون کا لے لینا جسطرح سے ہاتھ لگے یعنی دزدی سے فریب سے خواہ گدائی وغیرہ سے بیشک درست ہی واگر بالفرض مستامن بھی ہون تو بھی اُنکو اُس زیور کی حاجت تھی اسواسطے بعاریت لے لیا اور وقت فرار اسقدر فرصت نہ ملی کہ واپس کرین اور اگر توقف کرتے تو گرفتار ہوجاتے بالجملہ بنی اسرائیل باوصف معائنہ معجزات باہرہ اور مشاہدہ آیات قاہرہ اور ملاحظہ عقوبات متواترہ اور حصول نعمائے غیر مترقبہ ہرگز ادائے شکر پر مستعد نہوے بلکہ اُسی بے ادبی اور سختدلی مین مبتلا رہے اور سخت تر بے ادبی یہ تھی کہ ہرگز حضرت موسی علیہ السلام کی ہدایت کو کافی نہ سمجھے اور بولے کہ یہ احکام جو تم بیان کرتے ہو اگر ہم اللہ سے بلا واسطہ تمھارے سنین تو البتہ قبول کرین حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک شخص یہ بات چاہتا ہی یا بعض صالح کہنے لگے کہ اگر ایک جماعت کثیر اچھے لوگون کی جنکی خبر

فاخذتهم الصاعقة بظلمهم ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتهم البينات یعنی تجھسے مانگتے ہین کتاب والے کہ انپر آتار لائے کتاب آسمان سے سو مانگ چکے ہین موسیٰؑ سے اس سے بڑی چیز بولے ہمکو دکھادے اللہ سامنے پھر انکو پکڑا بجلی نے انکے گناہ پر پھر بنا لیا بچھڑا نشانیان پہنچے پر مگر اکثر مفسر اہل تحقیق کہتے ہین کہ یہ قصہ بعد گوسالہ پرستی کے واقع ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی جماعت کو واسطے عذر خواہی کے کوہ طور پر لے گئے تھے اور انھون نے عذر بدتر از گناہ کیا اور سیاق قصہ کا سورۂ بقرا ور سورۂ اعراف وغیرہ سورتون مین کہ ترتیب ذکر قصص مین غالباً ترتیب وقوع زمانی بھی ملحوظ ہوئی ہے اسپر دلیل ہے اور سورۂ نساء مین کلمہ ثم کہ موضوع واسطے ترتیب زمانی کے ہے اس سے صرف ترتیب بیان اور ترقی ادنے سے طرف اعلے کے مقصود ہے اور اکثر اشعار عربیہ مین فصحا اس طرح کہا کرتے ہین اور کلام اللہ مین بھی بہت واقع ہے آلقصہ بعد زندہ ہونے اُن ستر آدمی سردار قوم کے حضرت موسےؑ نے دعا مانگی کہ واکتب لنا فی ہذہ الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ انا ہدنا الیک قال عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شئ فساکتبہا للذین یتقون ویؤتون الزکوۃ والذین ہم بآیاتنا یومنون یعنے لکھدے ہمارے واسطے اس دنیا مین نیکی اور آخرت مین ہم رجوع ہوئے تیری طرف فرمایا میرا عذاب جو ہے ڈالتا ہون جسپر چاہون اور میری مہر شامل ہے ہر چیز کو سو وہ لکھدونگا اُنکو جو ڈر رکھتے ہین اور دیتے ہین زکوۃ اور جو ہماری آیتین یقین کرتے ہین **تنبیہ** حضرت موسیٰؑ نے اپنی امت کے حق مین دنیا اور آخرت کی نیکی مانگی شاید مراد یہ تھی کہ سب امتون پر مقدم رہین دنیا اور آخرت مین اُسپر ارشاد ہوا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی فرقے پر مخصوص نہین عذاب تو اُسی پر ہے جسکو اللہ چاہے اور رحمت سبکو شامل ہے لیکن وہ رحمت خاص لکھی ہے اُنکے نصیب مین جو اللہ کی ساری باتین یقین کرینگے یعنی آخری اُمت کہ سب کتابون پر ایمان لاویگی تو حضرت موسیٰؑ کی امت مین سے جو کوئی آخری کتاب پر یقین لائے وہ پہونچے اس نعمت کو اور حضرت موسیٰؑ کی دعا انکو لگے **فائدہ** آیۂ کریمہ فاخذتکم الصاعقۃ الخ منکرین رویت دنیا اور آخرت کی دلیل ہے کہ اگر رویت الٰہی ممکن ہوتی تو سوال اسکا موجب ایسے غضب کا نہوتا جواب اسکا یہ ہے کہ مجرد سوال رویت محل غضب نہین ہے بلکہ کلمہ لن نومن لک کہ صریح کفر ہے اور کلمہ نری اللہ جہرۃ کہ سخت بے ادبی ہے غضب سبب ہے اسپر دلیل یہ ہے کہ جیسے دوسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال رویت کیا ہے تو بجز اسکے کہ بنیۂ انسانی طاقت رویت نہین رکھتی اور کچھ ارشاد نہین ہوا اُسکا قصہ یہ ہے کہ بعد چند روز کے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لائے اور بدستور کھانا پینا بالکل ترک فرماکے چلے مین بیٹھے پہلے اللہ جل شانہ نے سب پردے حجاب کے اُٹھادیے اور اپنے کلیم سے کلام فرماتے رہے صرف ایک پردہ حجاب کا باقی رکھا اب انکے دل مین یہ خطرہ آیا کہ حضرت باری سے بانواع اعطاف سرفراز ہون نعمت رویت باقی رہی جاتی ہے لہذا عزم بالجزم کرکے باطہارت کاملہ ملتمس ہوے رب ارنی انظر الیک اے رب تو مجکو دکھا مین تجھکو دیکھون ؎ من فراموش کنم ہرچہ بود الا تو ؛ عشقبازی نہ کنم در دو جہان جز با تو ؛ گر دلیل من

سوال رویت بار دوم

سے حضرت موسٰی سے کہا کہ تمہارے کہنے کو اعتبار نہین کرتے حالانکہ حضرت موسٰی علیہ السلام پیغمبر مصدق
بالمعجزات تھے جیسے ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم انکو نہ ماننا اور آنکے قول کا یقین نہ لانا کفر صریح ہی علی الخصوص
مقام حضور اور سماع کلام مین دوسری وجہ یہ کہ اللہ کو محدود و فی الجہات دیکھنے کی درخواست کی اگر یون کہتے کہ
ہم آرزوے رویت الٰہی رکھتے ہین ہمکو اپنے دیدار سے مشرف کرے تو محل غضب تھا کیونکہ رویت الٰہی دنیا
مین بھی محال نہین ہی اور اُسکی طلب مین محل غضب و عتاب بھی نہین بلکہ اسکا جواب یہی تھا کہ تم قابل اس نعمت
کے نہین ہو آخرت مین جب پاک صاف ہو جاؤگے مجکو دیکھوگے کیونکہ رویت اُخروی عوام مومنون کو ہی اور رویت
دنیوی خواص کو جسطرح جناب پیغمبر آخر الزمان علیہ الف الف صلوات اور الف الف سلام کو ہوئی لیکن اُن
لوگون نے صورت اور شکل دیکھنے کی درخواست کی پس ایسے غضب مین پڑے کہ صاعقہ نے پھونک یا وہ آگ
تھی آسمانی کہ ابر مین ہوتی ہی از روے غضب اُنپر آپڑی اور مسامات سے سارے بدن مین پھیل گئی اس سبب سے
کمال مناسبت صاعقہ سے پیدا ہوئی اور بعضے مفسرین صاعقہ کو مصدر صعق کہتے ہین کہ بمعنی بیہوشی و غشی ہی
لیکن روایات صحیحہ سے ثابت ہوا ہی کہ برق جہندہ نور اُنپر گری کہ بیحس و حرکت ہوگئے پس اگر صاعقہ سے بیہوشی
اور غشی مراد ہو تو بھی یہ اثر اُسی برق کا ہی کہ اُسکو صاعقہ آسمانی سے مشابہت تامہ ہی بلکہ صاعقہ آسمانی سے قوی تر
اور سخت تر کیونکہ صاعقہ متعارفہ ایک دفعہ مین اسقدر جماعۂ کثیر کو نہین مارتا غالباً دو شخص یا تین کو قتل کرتا ہی اور
اس سے بھاگنا سقف اور سایہ اور مکانات مضبوط مین ممکن ہی اور اس صاعقے سے کہ اُسکی حرکت اختیاری
نہ تھی فرار ممکن نہوا بالجملہ حضرت موسی علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اُنپر بجلی گری اور کانپ کر مرگئے تو ڈرے کہ
بنی اسرائیل مجکو متہم کرینگے تب عرض کیا کہ اگر یہی منظور تھا تو پہلے میرے نکلنے کے قوم سے انکو ہلاک کیا جب
عبادت گوسالہ کی تھی اور مجکو وقت قتل اُس قبطی کے مارتا اور اب جو عبادت گوسالہ پر یا طلب رویت
پر قتل فرماتا ہی تو یہ تیری آزمایش ہی یعنی پہلے انکو اپنا کلام سنایا کہ یہ متمنی ملاقات ہوے اور رویت کی
خواہش کرنے لگے اسی کا اشارہ ہی فلما اخذتہم الرجفۃ قال رب لو شئت اہلکتہم من قبل وایای اتہلکنا بما فعل السفہاء
منا ان ہی الا فتنتک تضل بہا من تشاء و تہدی من تشاء انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الغافرین یعنی
جب پکڑا اُنکو لرزے نے کہا اے رب اگر تو چاہتا پہلے ہی ہلاک کرتا اُنکو اور مجکو کیا تو ہلاک کریگا ایک کام پر جو
کیا ہمارے احمقون نے یہ سب تیرا آزمانا ہی بچلاوے اسمین جسکو چاہے اور ہدایت کرے جسکو چاہے تو ہی ہی
ہمارا تھامنے والا سو بخش تو ہمکو اور مہر کر ہمپر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہی چونکہ حضرت موسی علیہ السلام نے انکو
شامل کرکے دعا مانگی تھی اس سبب سے اللہ جل شانہ نے بخشا اور مردون کو زندہ کیا ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم
تشکرون یعنی پھر اُٹھا کھڑا کیا ہمنے تمکو مر گئے پر شاید احسان مانو یعنی بعد از موت حقیقی کہ قبیل غشی اور سکتے
سے نہ تھی تمکو زندہ کیا بعضے کہتے ہین کہ یہ معاملہ قبل گوسالہ پرستی کے واقع ہوا ہی بدلیل آیت کہ سورۂ نسا مین
واقع ہوی یسئلک اہل الکتاب ان تنزل علیہم کتابا من السماء فقد سألوا موسٰی اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جہرۃ

غرض کہ فرشتے ساتوں آسمان کے مختلف صورتوں مین ظاہر ہوے کوئی شیر کی صورت کوئی بصورت گاؤ کہ حضرت
موسیٰ نے کبھی نہ دیکھے تھے اور کوئی ایسے کہ ہاتھوں مین ایک ستون لیے اور سبوح قدوس رب العزۃ ابدًا
لایموت پڑھتے ہوے اور کسی کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوے تب حضرت موسے علیہ السلام نے
حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ مین اپنے سوال سے سخت پشیمان ہون ارشاد ہوا کہ اے موسی بلحاظ ضعف
بشریت کے مین نے تجکو فرمایا کہ لن ترانی لیکن اگر دیکھا چاہتا ہی تو دیکھ پہاڑ کی طرف کما قال انظر الی الجبل
جب ذکر پہاڑ کا آیا تو سب پہاڑون نے اپنا اپنا سر اٹھایا کہ شاید ہم اس دولت سے سعادت اندوز ہون سب
کے پیچھے طور پہاڑ نے کمال فروتنی اور عاجزی سے عرض کیا کہ مین کہان اس لایق ہون کہ اسکی تمنا کرون
حق تعالےٰ نے اُسی کو یہ نعمت عطا کی اور دولت تجلی سے سرفراز فرمایا کہ اپنا نمدیا عرش کا نور
بمقدار سرہ سوزن اُسپر ڈالا عین المعانی مین سہیل ساعدی سے منقول ہی کہ خداوند کبریا نے ستر ہزار پردے
سے ایک ذرہ نور کا ظاہر فرمایا تھا کہ اُس وقت سارے دیوانے عالم کے ہوش مین آگئے اور جو بیمار تھے اچھے
ہوگئے اور عرصۂ زمین سرسبز اور شاداب ہوگیا اور کھاری پانی میٹھا ہوگیا اور سارے بت روے زمین کے
زمین پر گر پڑے اور آتش مجوس بالکل ٹھنڈی ہوگئی اور وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہوکر گر
پڑے کہ پنجشنبہ کی شام سے جمعہ کی شام تک یعنی ایک رات دن بیہوش رہے اسی کا اشارہ ہی سورۂ اعراف
مین فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسےٰ صعقًا پھر جب نمود ہوا رب اسکا پہاڑ کی طرف کیا اُسکو ڈھا کر برابر اور
گر پڑا موسیٰ بیہوش تنبیہ حقیقت یہ ہی کہ حضرت موسی کو حق تعالےٰ نے بزرگی دی کہ فرشتے بغیر خود کلام کیا تب
اُنکو شوق ہوا کہ دیدار بھی دیکھون اُسکی برداشت نہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو دیکھنا ہوسکتا ہی
کیونکہ نمود ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت نہوئی پہاڑ ٹوٹ گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش
گرے تو آخرت کے وجود کو برداشت ہوگی وہان دیکھنا تحقیق ہی کہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
شب معراج مین بچشم سر دیکھا ہی القصہ حضرت موسی علیہ السلام ہوش مین آئے اور اس سوال سے کہ خلاف تنزیہ تھا
نادم ہوکے معذرت کرنے لگے سبحانک تبت الیک وانا اول المؤمنین یعنی تیری ذات پاک ہی مین نے توبہ کی
تیرے پاس اور مین سب سے پہلے یقین لایا یعنی مین تجکو پاک جانتا ہون اس چیز سے جسکے تو لائق نہین ہی
منجملہ اُسکے تیری رویت ہی سبحان اللہ یہ عجب سر ہی کہ جبل باوصف قوت اور عظمت متحمل دیدار نہوسکا اور قلب
انسان با این ضعف و ناتوانی بحکم و لکن ینظر الی قلوبکم برداشت نظر حق کی طاقت رکھتا ہی اسمین نکتہ ہی کہ تجلی حق
پہاڑ پر بنظر ہیبت تھی اور دل پر بنظر رحمت ہی اُسنے چور کیا اور اسنے معمور کیا مصرع دل ندیرفت آنچہ گردون برتافت
دل بدانست آنچہ عرش اندرنیافت + جاننا چاہیے کہ چار چیزون نے تواضع اختیار کی اُنکو چار نعمتین ملین اول
وقت خطاب انی جاعل فی الارض خلیفہ عناصر اربعہ نے جانا کہ ہم مین سے خلیفہ پیدا ہوگا تو آب ہوا و آتش
نے سر بلند کیے اور خاک نے بیچارگی اختیار کی اور کہا ع من کیستم کہ دعوی سودا سے او کنم + اُسکی عاجزی

بیچارہ تو باشی سہل ست ٭ ہر مسافت کہ بود از من بیدل با تو ٭ ساقی از بادۂ دیدار جنان ساز مرا ٭ کہ ز مستی نشناسم کہ منم این با تو ٭ کعب احبار رضی فرماتے ہین کہ مین نے کتب منزلہ مین یون ملاحظہ کیا ہی کہ جب حضرت موسے علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے اور چالیس دن تک ریاضت اور مجاہدہ مین رہے اور آئینہ ضمیر مجلے اور صاف ہوا اور نوبت مکالمہ پہونچی تو حضرت حق تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو با مقربین ملائکہ بھیجا کہ شیطین کو پہاڑ سے دھتکار دو کوئی باقی نہ رہے اسدن حضرت موسیٰ علیہ السلام عمامہ سیاہ بر سر اور جامۂ پشمینہ در بر اور عصا در دست بصورت غریب کھڑے تھے فرشتے آئے اور پہاڑ کو محیط ہوگئے کہ حضرت موسے علیہ السلام چھپ گئے تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ای موسیٰ چادر سیاہ اوڑھو اور تمام بدن سوائے آنکھون کے چھپا لو حکمت اسمین یہ تھی کہ اگر جبین مبارک کھلی رہتی تو نور کلام کی چمک سے جل جاتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چادر سیاہ اوڑھی اور مقام انتظار مین کھڑے ہوے یکایک آثار سلطانی ظاہر ہونے لگا اور نوبت کلام پہونچی اولین خطاب یہ تھا کہ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی حضرت موسیٰ نے عرض کیا انت اللہ لا الٰہ الا انت اعبدک انت الٰہی وا لہ آبائی بعد اسکے اور بھی کلام ہوے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا رب ارنی انظر الیک یعنی مجکو اپنی رویت سے متمکن کر تا بدیدۂ سر تیری طرف دیکھون بیت ترامی خواہم ای دلبر کہ بینم ٭ توئی مقصود من ور ہر کہ بینم ٭ ارشاد ہوا لن ترانی یعنی نہ دیکھ سکیگا مجکو دنیا مین کیونکہ حکم ازلی یون واقع ہی کہ جو بشر مجکو دنیا مین دیکھے مر جائے پس بنیۂ انسانی کو طاقت رویت نہین ہی مدارک التنزیل مین لکھا ہی کہ عین فانی سے مجکو نہ دیکھ سکے گا الا بدیدۂ باقی وہ بہشت مین ہوگا فائدہ طلب رویت دلیل جواز رویت ہی کیونکہ اگر رویت محال ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سوال اسکا پیش نہ کرتے کیونکہ طلب اس چیز کا جو کہ محال بالذات ہی انبیا سے جائز نہین ہی صاحب کشف الاسرار نے لکھا ہی کہ مقام حضرت موسے علیہ السلام اسوقت جب خطاب لن ترانی سنا ہی عالی تر تھا اسوقت سے کہ ارشاد ہوا ہی ارنی کیونکہ لن ترانی مین عین مراد حق مین تھے اور ارنی کے وقت اپنی مراد مین قائم تھے اور مراد حق مین ہونا کامل تر ہی اپنی مراد سے بیت لن ترانی می رسد از طور موسیٰ را جواب ٭ ہر چہ آن از دوست آید سر بنہ گردن متاب ٭ اگرچہ زخم لن ترانی جانب محبوب حقیقی سے پہونچا الا ساتھ ہی اسکے مرہم راحت ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی لگا ہوا عنایت ہوا یعنی پس دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف جو وہ ٹھہرا اپنی جگہ تو آگے دیکھیگا مجکو کیونکہ یہ پہاڑ ولایت مدین مین سب مین بڑا ہی اور قوت تحمل اسکی تمسے زیادہ ہی اگر وقت تجلی یہ پہاڑ قرار پکڑ لے اور ثابت رہے تو تو بھی دیکھ سکیگا اور اگر پہاڑ کو قوت دیدار نہو پھر تو بھی اس آرزو سے ہاتھ اٹھالے وہب بن منبہ سے روایت ہی کہ جب حضرت موسے علیہ السلام نے رویت کی درخواست کی تو پہلے ایک ابر مع رعد اور برق ظاہر ہوا کہ سارا پہاڑ چھپ گیا اور حضرت موسے علیہ السلام ذکر و تسبیح مین مشغول ہوے پھر ارشاد ہوا کہ ای ملائکہ بیٹا عمران کا دیدار مانگتا ہی ملائکہ بحکم الٰہی بصورت مہیب ظاہر ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور بھی خوف ہوا مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام واسطے ہاتھ پر کھڑے ہوے اطمینان کرتے جاتے تھے

حال مین ارشاد ہہ انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا یعنی مین نے نذر کیا واسطے خدا کے روزہ سو بولونگی
آج کسی آدمی سے پس معلوم ہوا کہ کلمۂ لن واسطے نفی ابدی کے نہین ہہ اور باقی تحقیق اس مقام کی قصۂ معراج
خاتم النبیین مین لکھی جائیگی روایت ہہ کہ جب حضرت موسی علیہ السلام نے توبہ کی تو واسطے تسلی دل کے ارشاد
ہوا کہ اے موسی مین نے تجکو اپنی رویت سے منع کیا سو محض بنظر تیری صلاح اور بقاء ذات کے تھا تو غمگین نہو
انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین یعنی مین نے تجکو امتیاز دیا لوگون
سے اپنے پیغام بھیجنے کا اور اپنے کلام سُنانے کا سو لے جو مین نے تجکو دیا اور شاکر رہ مراد یہ ہہ کہ مین نے تجکو
ممتاز کیا بنی اسرائیل مین سب اُنھون سے جو تیرے زمانہ مین ہین القصہ جب حضرت موسی علیہ السلام بعد اس
واقعہ کے اپنی قوم مین تشریف فرما ہوے اور سب لوگون کو جمع فرما کر ارشاد کیا کہ احکام توریت کے قبول کرو
اور اُسکے موافق عمل کرو تب وہ متمردانہ بولے کہ احکام توریت کے سخت اور دشوار ہین اور یہ ہم خوب جانتے
ہین کہ یہ کلام الٰہی ہہ لیکن اوامر و نواہی اُسکے ہم نہین مانتے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ تمنے بہت الحاح و زاری
سے کہا تھا کہ ہمارے پاس کوئی شریعت اور دین نہین ہہ اگر کتاب آوے اور اُس کتاب مین قواعد شریعت
اور آئین طاعت اور عبادت مفصل مذکور ہون تو ہم بجا لاوین سو مین کتاب بھی لایا اور اللہ کا کلام بھی تمکو سناؔیا
تاکہ تمکو یقین ہووے کہ یہ کتاب اللہ ہہ پھر بھی تم اُسکے احکام نہین مانتے یہ تمہارے حق مین بہتر نہین اب تمسے
بزبردستی احکام توریت قبول کرائے جائینگے اتنے مین حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایک پہاڑ فلسطین سے
جسکو طور سینا کہتے ہین اور تفسیر قرطبی مین ہہ کہ یہ پہاڑ منسوب تھا طور ابن اسمعیل سے اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ
ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ طور عبارت ہہ اُس پہاڑ سے جسمین سبزہ و درخت بکثرت ہون لیکن
اس جگہ مراد وہی پہاڑ ہہ جسپر اللہ نے حضرت موسےٰ کو توریت عنایت کی تھی اُسکو اپنے پرون پر اُٹھا کے
سارے لشکر پر کھڑا کر دیا اُسوقت لشکر بنی اسرائیل کا ایک فرسنگ طول اور ایک فرسنگ عرض مین تھا اور پہاڑ
بھی اُسی قدر تھا اور سامنے بنی اسرائیل کے ایک آگ نہایت شعلہ زن روشن ہوئی اور پیچھے دریاے شور
بکمال طغیانی جاری ہوگیا اور حکم ہوا کہ اگر شریعت توریت قبول کرو تو بہتر ورنہ یہ پہاڑ تمپر گرایا جاتا ہہ اور اگر
آگے بھاگوگے تو آتش غضب مین جلاؤنگا اور پیچھے چلوگے تو سفینۂ حیات کو اس دریاے خونخوار مین ڈباؤنگا جب
بنی اسرائیل نے یہ معاملہ دیکھا تو غایت دہشت سے سجدے مین گرے اور ایک طرف سے مُنھ کی پیشانی
سجدے مین اور دوسری جانب سے آنکھ جانب کوہ تھی کہ مبادا پہاڑ گر نہ پڑے چنانچہ بنی اسرائیل مین
طریق سجدے کا اسی طرح اب بھی جاری اور رائج ہہ یعنے نصف مُنھ سے سجدہ کرتے ہین اسلیے کہ وہ حالت
اضطراب یاد رہے بالجملہ بنی اسرائیل نے احکام توریت ظاہر مین قبول کیے اور کہتے تھے اگر یہ خوف ہمکو
نہوتا تو ہم احکام توریت اصلا نہ مانتے اسی کا اشارہ ہہ سورۂ بقر مین ورفعنا فوقکم الطور خذوا ما اتینٰکم بقوۃ
یعنی اونچا کیا تمپر پہاڑ پکڑو جو ہمنے تمکو دیا زور سے مراد یہ ہہ کہ جو کچھ تکلیفات شاقہ ہمنے توریت مین ارشاد

بلند آئی وہی اصل خلیفۃ اللہ قرار پائی ثانیاً جب کشتی نوح علیہ السلام کو حکم استقرار پہونچا جملہ پہاڑون نے گردنین بلند کین جودی پہاڑ نے فروتنی اور شکستگی سے کہا مین کب اس لائق ہون جو سر بلند کرون اسکی عاجزی قبول ہوئی اور کشتی اسی پر ٹھہری کما قال فاستوت علی الجودی ثالثاً جب خطاب الٓہی موسی علیہ السلام سے ہوا لن ترانی ولکن انظر الی الجبل سب پہاڑون نے سر بلند کیے طور پہاڑ نے کہا مین کہان اس لائق ہون کہ ایسے شرف سے مشرف ہون اسی پر تجلی ہوئی رابعاً خطاب مستطاب ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین گوش سامعین مین پہونچا تو مطیعون اور زاہدون اور عابدون اور متقیون نے سر اٹھائے کہ بہشت لایزال اور جنت پر کمال ہمکو ملیگی اور ہماری شان مین ہی اعدت للمتقین اور عاصیون اور گنہگارون اور مسرفون اور بے نمازیون نے اپنے مُنہ چھپائے اور شرمندہ ہوئے کہ بھلا ہم کس مُنہ سے رحمت کے امیدوار ہون اور دعا مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم تصدق اپنے حبیب کے ہمکو بھی خوان نعمت سے بے نصیب نہ کر پس خطاب ہوا قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ؎ خزینہ ہاست مرا پُر ز نقد علم و ادب ۞ کجاست آہ سحرگاہ و نالۂ دل شب ۞ مباش تشنہ تو اندر بوادی عصیان ۞ کہ بحر رحمت ما موج میزند بر لب + نظر برحمت ما کن مخور فریب عمل + چو شد پدید مسبب معطل ست سبب + اور امام زاہد نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی کہ بعضے جاہل کہتے ہین کہ دیدار خدا کا دنیا مین نہین ہوتا آخرت مین البتہ جائز ہی اور بہشت مین واجب ہی یہ سراسر خطا ہی اور محض بیجا صفت خدا تعالی کی قابل تحویل نہین ہی جو بات صفات الٓہی مین ناجائز ہی وہ کبھی جائز نہین ہوتی اور جو جائز ہی وہ ناجائز نہین ہوتی اور اگر صفات الٓہی مین تغیر ممکن ہو تو حدوث لازم آوے اور خداے تعالی حدوث سے منزہ ہی مگر دنیا مین دیدار کا وعدہ نہین کیا اور عادت اپنی اسپر جاری نہین فرمائی اور جو یہان بھی چاہے اور جلوہ اپنا نصیب کرے تو کچھ مشکل نہین اور بہشت مین وعدہ ہی لیکن واجب نہین اور جو کوئی کہے کہ اگر دیدار خدا کا دنیا مین جائز ہی پھر موسی کو کیون نہوا حالانکہ حضرت موسے علیہ السلام نے بہت اصرار کیا تھا یہی خطاب آیا کہ لن ترانی تو جواب یہ ہی کہ بہت چیزین جائز ہین لیکن ارادۂ الٓہی جس چیز کے ظہور پر نہین ہوتا وہ واقع نہین ہوتی حضرت موسی نے رویت چاہی حکم ہوا کہ رویت جائز ہی ولن ترانی مگر تجکو دیکھنا نصیب نہوگا اسمین نفی وقوع کی ہی نہ نفی جواز کی اور جو شخص کہتے ہین کہ حرف لن واسطے نفی دائمی کے ہی یہ غلط ہی دیکھو خدا تعالی نے خبر دی ہی کہ موت کی خواہش کافر لوگ نہ کرینگے کما قال تعالی ولن تیمنوہ ابدا اور پھر ارشاد ہوتا ہی کافر اپنے مرنے کی آرزو رکھتے ہین کما قال ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک قال انکم ماکثون یعنے پکارا کافرون نے ای خداوند بھیج ہمکو موت حکم ہوا کہ ابھی تمھارے مرنے مین تاخیر ہی پس معلوم ہوا کہ کلمۂ لن موقوف اور مقرون ہی ساعت اور وقت پر یعنی ای موسی تو اسوقت ہرگز دیکھ نہ سکیگا اسمین یہ اشارہ ہی کہ دیدار میرا مقرر ہی واسطے محمدؐ کے دنیا مین اور اسی کے واسطے مین نے خاص کر رکھا ہی اور سوا اسکے دوسرے کو مجال دیدار نہین ہی پس معلوم ہوا کہ سوا اُس وقت کے جسمین موسے نے خواہش دیدار فرمائی تھی اور وقت مین دیدار کا ہونا ممکن ہی جسطرح مریم کے

حشر ونشر وبعث بعد الموت مین نہایت متامل تھے کہ اس عرصہ مین ایک شخص عامیل ابن شراحیل بنی اسرائیل مین
بوڑھا بڑا مالدار تھا اور جورو اُسکی جوان خوبصورت وضع دار تھی اُسکے وارث تھے دو شخص ایک بھتیجا دوسرا
بھائی چچازادیہ دونون اُسکے مرنے کے منتظر رہا کرتے مگر اُسکو موت نے ایسا چھوڑا کہ اُسطرف کا آنا جانا
موقوف کر دیا تھا آخرکار ورثہ اُسکے تنگدل ہوکر دعوت کے بہانے عامیل کو جنگل مین لے گئے اور قتل کر کے لاش
اُسکی رات کو اُٹھا کر دوسرے محلے مین ڈال آئے صبح کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس اہل محلہ نالشی اور بدعوی خون
دیت کے مستدعی ہوے بعضے کہتے ہین کہ دو گانون کے بیچ مین وہ لاش ڈالی ایک کا نام دادعہ دوسرے
کا راحت تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گانون خواہ محلے کے لوگون کو طلب فرما کر استفسار کیا سب نے انکار کیا
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اجراے دیت وقسامت اور لینے قسم مین کہ طریق اُنکا بعینہ ہماری شریعت کا طریق
تھا تامل فرما کر جناب الٰہی مین مستدعی ہوے کہ یا آلہی حقیقت حال کیا ہی یا اُن لوگون نے موافق ارشاد حضرت کے
دیت دیدی اور التماس کیا کہ دیت تو ہم دے چکے ہین لیکن ہم یہ درخواست کرتے ہین کہ ہمکو قاتل کا حال
معلوم ہوجاے سو آپ اللہ صاحب سے درخواست فرمائین بہر تقدیر جناب الٰہی سے وحی ہوئی کہ مضمون اُسکا
حضرت نے روسار بنی اسرائیل سے فرمایا کہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ یعنی اللہ فرماتا ہی تمکو کہ ذبح کرو ایک گاے
اور ایک ٹکڑا اُسکے گوشت کا مقتول پر مارو کہ وہ زندہ ہوا ور اپنے قاتل کا نشان بتلادے یہ طریقہ اسواسطے
اختیار فرمایا کہ اگر از راہ وحی نام قاتل کا معین کر کے خبر دیتے تو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ پر تہمت کرتے اور کفر
صریح مین پڑجاتے کہ پھر اُنکو چشم نمائی کرنا پڑتی باایہمہ بنی اسرائیل بے ادبانہ بول اُٹھے کہ اتتخذنا ہزوا یعنی کیا تو ہمکو
پکڑتا ہی ٹھٹھے مین یعنے ہم تو اس مقتول کا قاتل پوچھتے ہین اور تم کہتے ہو کہ ایک گاے ذبح کرو سوالے وہ دیگر جواب
دیگر بھلا ایک جاندار کے بیجان کرنے سے قاتل دوسرے بیجان کا کسطرح معلوم ہوگا تب حضرت موسے
علیہ السلام نے کہا اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین یعنی پناہ اللہ کی اس سے کہ مین ہون نادانون مین
یعنے جواب کو مطابق سوال نہ بیان کرون یا وقت مرافعہ اور محاکمہ وطلب قصاص کے تمسخر کرون کیونکہ انبیا
سے خوش طبعی واسطے اظہار انبساط اور تفریح خاطر کے واقع ہوتی ہی نہ کہ تبلیغ احکام اور قطع خصومات مین اور
جاہل آدمی البتہ موقع بے موقع ٹھٹھا کرتے ہین الغرض بنی اسرائیل نے یہ جانا کہ ذبح بقرہ مین کوئی خاصیت
ہوگی کہ اُس سے مُردہ زندہ ہوجاے اور ہر ایک گاے کو یہ خاصیت نہین ہی اسواسطے تحقیق اُسکے اوصاف
کی ضرور ہی حدیث شریف مین وارد ہی کہ اگر بنی اسرائیل اس امر کہ مین بلے تامل کسی قسم کی گاے
ذبح کرتے تو کافی تھا لیکن اُن لوگون نے اپنے ذمہ سخت گیری اختیار کی اللہ نے بھی سخت گیری اختیار
فرمائی اور در حقیقت منظور آلہی یہ تھا کہ مالک گاے کو نفع عظیم پہونچے لہذا بنی اسرائیل کے دل مین ڈالا
کہ انھون نے کہا ادع لنا ربک یبین لنا ماہی یعنے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کردے ہمکو وہ
کیسی ہی کسواسطے کہ حقیقت متعارفہ اُس گاے کی یہ خاصیت نہین رکھتی ہی اور نہ بیل گاڈا اور نہ گاؤ کوہی

کی ہین اسکو کمال کوشش اور سعی سے حاصل کرو جسطرح کسب دنیا مین انتہاے مرتبہ پر کوشش کرتے تھے اور اسکی شدائد کے تحمل مین کیا کیا مشقتین اور تکلیفین اُٹھاتے تھے کہ بنظر عقل سلیم یہ شدائد اُن شدائد سے مرغوب تر ہین اور اُن باتون کو ہر دم یاد رکھو کیونکہ متابعت پیغمبر آخر الزمان کی بھی اسمین داخل ہی پس اگر یاد رکھو گے تو مخالفت احکام الٰہی کی جو کسی پیغمبر کی زبان سے سنوگے یا کسی زمانہ مین آوینگے نکروگے **فائدہ** اس جگہ ایک اشکال ہی قوی کہ بناے تکلیفات الٰہیہ کی بندون کے اختیار پر رکھی ہین اور اکراہ اور اجبار قبول تکلیفات مین مناقض غرض تکلیف کے ہی کیونکہ منظور تکلیف سے معالجہ امتحانی ہی کہ ملاحظہ کیا جاے کون شخص رضا و رغبت سے عمل کرتا ہی اور کون شخص اپنے اختیار سے راہ عصیان اور نافرمانی اختیار کرتا ہی تاکہ مطابق اُسکے جزا دیجاے اور در صورت اضطرار در اکراہ طوع و رغبت مطلقاً مسلوب ہی اور مطیع عاصی سے متمیز نہین ہوتا کسواسطے کہ انسان حسب خاصۂ جبلی وقت خوف جان اور ہلاک خاندان کے ہر ایک چیز طوعاً اور کرہاً قبول کر لیتا ہی اور اسی کا اشارہ ہی لا اکراہ فی الدین اور یہ ظاہر ہی کہ رفع طور باین وضع موجب کمال اضطرار ہی اور قبول کرانا احکام توریت کا اس وضع سے کس فائدے کے واسطے تھا کیونکہ درحقیقت یہ قبول نہین ہی رفع اس اشکال کا یون ہو سکتا ہی کہ بنی اسرائیل نے قبل از واقعہ بطوع اور رغبت اپنی بارہا حضرت موسے علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ ایک کتاب متضمن احکام ہمارے واسطے لاؤ تو موافق اسکے ہم عمل کرین اور اس بات پر حضرت موسی علیہ السلام نے عہود و مواثیق محکم لیے تھے اور جب کتاب نازل ہوئی اور اُس کے احکام اُنپر کھولے گئے تو انکار کرنے لگے اور مُنھ پھیر لیا پس درحقیقت بنی اسرائیل نے نقض عہد کیا اور قول سابق کی مخالفت کی پس اللہ تعالی نے رفع طور سے اُنکو اس نقض سے باز رکھا اور بدعہدی پر تخویف فرمائی پس اکراہ نہین ہوئی بلکہ تخویف ایک فعل پر افعال شنیعہ سے واقع ہوئی ہی جسطرح اقامت حدود و تعزیر مسلمان کے حق مین ہوتی ہی کہ اصلاً باب اکراہ سے نہین ہی تاکہ صحت تکلیف مین خلل نہ پڑے مثلاً کوئی شخص کسی سے عہد کرے کہ جو کچھ اس شادی مین یا اس عمارت مین صرف پڑیگا سب میرے ذمہ ہی اور جب فرد خرچ کی ملاحظہ کرے تو پھر جائے اور کہے کہ اسقدر مین اپنے ذمہ نہین لیتا تو یہ بات صریح نقض عہد اور بدمعاملگی ہی پس اس شخص کو ایسی بدمعاملگی پر تخویف اور تہدید سے عہد اول پر لانا اور اقرار سابق پر مواخذہ کرنا چاہیے اور بعضے مفسرین اسکے جواب مین کہتے ہین کہ غیر ذمی و معاہد کو اکراہ و اجبار ایمان و اسلام پر جائز ہی اور قتال و جدال و غارت وغیرہ جو بادشاہان اسلام سے اہل حرب کے ساتھ واقع ہوتا ہی سب از باب اکراہ ہی پس آیہ لا اکراہ فی الدین آیت قتال سے منسوخ ہی اور اکراہ ذمیون و معاہدون کا جو حرام ہی سو وہ اس سبب سے ہی کہ نقض عہد لازم آتا ہی اور نقض عہد فی نفسہ حرام ہی علاوہ اسکے لا اکراہ فی الدین مین نفی اکراہ جانب عباد سے مذکور ہی کیونکہ یہ نفی بمعنی نہی ہی لا تکرہوا احداً فی الدین اور رفع طور فعل خدا ہی مخالف اس نفی کے نہین ہو سکتا القصہ بنی اسرائیل احکام توریت پر عمل کرنے لگے مگر پوشیدہ بعض بعض احکام مین اعتراضات کیا کرتے خصوص

(حاشیہ بین السطور: یعنے عہد ایمان جنسے ہوا ہی ۱۲)

(حاشیہ: ن — بیان اشکال در صحت تکلیف)

(حاشیہ: ن — جواب اشکال)

تمام اجزای بدن کو پہونچتا ہی اور حیوانات دو قسم ہین وحشی اور اہلی وحشیون کی حیات متعدی نہین بلکہ لازم ذات ہی اُنسے اثر حیات کا انسان مین بسبب مخالفت کے نہین پہونچ سکتا مگر جانور اہلی کی حیات کا فیض انسان مین پہونچتا ہی اور جانور اہلی سے ایک گاے سامری کی تھی کہ بلا توسط اسباب ظاہر یہ از قسم نطفہ اور تربیت رحم کے حیات غیبیہ قبول کر گئی تھی پس زندہ کرنا مردے کا بتوسط حیات فائضہ جسد بقری موافق حکمت الٰہی کے ہی اور حقیقت مین اور گائین کہ دستمال آدمیون کی ہوجاتی ہین صلاحیت حیات غیبیہ پر نہین رہتین اور انکی روح حیوانی اس قوت پر نہین رہتی اور نیز یہ بھی ہی کہ ایسی گاے زرد رنگ صاف بے داغ اچھوتی گوسالہ سامری سے کمال مشابہت رکھتی ہی پس ہمارے ذہن مین آگیا کہ اسمین یہ خاصیت ہوگی جیسا گوسالۂ سامری کہ وہ ہمارے سامنے بولتا تھا فائدہ اس تقریر سے یعنی مین بنی اسرائیل کو اپنے اجداد سے نہایت دوری اور مخالفت ہی باین ہمہ اسپر فخر کرتے ہین کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے خواب مین ارشاد کیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر حضرت بے تامل مستعد ہو گئے اور صاحبزادے بھی بلا توقف حاضر ہوے یہ عذر نہ کیا کہ مدار خواب کا خیال پر ہی اور ان لوگون نے ایک گاے کے ذبح کرنے مین اسقدر توقف اور تردد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تنگ آگئے اسی جگہ سے انکی اطاعت و فرمان برداری بخوبی واضح ہوتی ہی سو انکے مقتضاے حال ہی کہ بیت

آن ناکسان کہ فخر باجداد میکنند + چون سگ باستخوان دل خود شاد میکنند +

اہل علم اختلاف کرتے ہین کہ اس کلام سے بنی اسرائیل کافر ہوے یا نہین بعضون کے نزدیک کافر ہوگئے اسلیے کہ انکا کلام دو حال سے خالی نہین یا خالق لایزال کو قادر نہین جانتے اور متردد تھے کہ احیاء موتے کر سکتا ہی یا نہین یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کاذب اور خائن سمجھتے تھے یہ دونون باتین کفر صریح ہین مگر محققین کے نزدیک اصح یہ ہی کہ ان دونون امر سے کوئی امر باعث اس کلام کا نہین پڑا تھا بلکہ محض از راہ تعجب تھا کہ ہرگز جواب کو اپنے سوال سے مطابق نہ سمجھتے تھے لہذا بطریق شبہہ یہ کہ اُٹھتے کہ تم ہم سے تمسخر اور مطایبہ کرتے ہو اور جائز ہی کہ انبیا پر مطایبہ تجویز کر لیا ہو اگرچہ مرتبہ انبیا کا عالی تھا لیکن ہنوز انکو علو منصب کی خبر نہ ہوئی ہوگی فائدہ ہر ایک رنگ زرد خالص کو تفریح خاطر اور دفع غموم مین خاصیت ہی چنانچہ طبرانی اور خطیب اور دیلمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جو شخص زرد پاپوش پہنتا رہے اُسکو ہمیشہ خوشی رہتی جبتک کہ اسکے پیر مین ہے اور تفسیر قران مین حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے روایت ہی کہ فرماتے تھے من لبس نعلا صفراء قل ہمہ یعنی جو شخص پہنے پاپوش زرد رنگ کم ہوجاے اُسکا غم اور بعض روایات سے یون واضح ہوتا ہی کہ جو شخص سات جفت پاپوش پی در پی پہنے تو اُسکا غم و اندوہ جاتا رہے بالجملہ الوان خمسہ یعنی سرخی زردی سیاہی سفیدی سبزی خواص مختلفہ رکھتے ہین کہ اہل تجربہ اور قیاس نے اسکو ثابت کیا ہی چنانچہ عرب مین مشہور ہی کہ الحمرۃ اجمل والصفرۃ اشکل والخضرۃ انبل والسواد اہول والبیاض افضل یعنی سرخی مین جمال ہوتا ہی زردی نظر مین خوش آتی ہی سبزی بزرگی دیتا ہی سبب ہی سیاہی ہولناک ہی سفیدی فضیلت و خوبی رکھتی ہی یہ فائدہ تھا تسر الناظرین کا کہ حق تعالیٰ نے اس جگہ

پس ضرور ہی کہ وہ گاے کسی اور قسم کی ہوگی جس مین ایسی خاصیت ہی گو نام مین شریک ہون جیسے کنار دشتی اور بستانی کہ آثار اور خواص مین جدا ہین گو نام مین شریک ہین لہذا حضرت موسی علیہ السلام نے جناب الٰہی مین انکشاف حال کی درخواست کی اور اُسکا نشان پوچھکر فرمایا کہ انہ یقول انہا بقرۃ لا فارض ولا بکر عوان بین ذلک فافعلوا ما تومرون یعنے اللہ فرماتا ہی کہ وہ ایک گاے ہی نہ بوڑھی نہ بن بیائی میانہ ہی انکے بیچ اب کرو جو تمکو حکم ہی یعنی وہ گاے جسکا ذبح ارادۂ الٰہی مین ٹھہرا ہی کسی اور قسم کی گاے نہین ہی جو تمھارے خیال مین جم گئی ہو مگر باعتبار سن و سال کے ایک صورت کمال البتہ اُسمین متحقق ہی کہ پیری اور نوجوانی کے وسط مین واقع ہی نہ ایسی بوڑھی ہی کہ ضعف سے تحمل مشقت نہ کر سکے نہ ایسی خُرد سال ہی کہ شوخی کرتی ہو مگر بنی اسرائیل مطمئن نہ ہوے پھر تفتیش مین پڑے اور کہنے لگے کہ جانور کا کمال جیسا سن و سال مین ہوتا ہی ویسا ہی رنگ مین پس ادع لنا ربک یبین لنا ما لونہا پکار اپنے رب کو ہمارے واسطے کہ بیان کر دے کیسا ہی رنگ اُسکا تاکہ ہم جانین کہ رنگ و صورت مین بھی اُسکو کمال ہی تاکہ سبب خاصیت مین تامل نہ رہے حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا انہ یقول انہا بقرۃ صفراء فاقع لونہا تسر الناظرین یعنے اللہ فرماتا ہی کہ وہ ایک گاے ہی زرد ڈہڈہا رنگ اُسکا خوش آتی ہی دیکھنے والون کو مگر بنی اسرائیل باوجود دریافت کر لینے رنگ کے سُوال سے باز نہ آئے پھر بولے کہ ہرچند کمال اُس گاے کا باعتبار سن و سال و باعتبار رنگ و جمال کے ہمنے معلوم کیا لیکن یہ کمال مشترک ہی ایک فرد کو ترجیح نہین ہو سکتی کہ اُسکے سبب سے یہ خاصیت عجیبہ ہمارے ذہن مین آئے اور کہنے لگے ادع لنا ربک یبین لنا ما ہی ان البقر تشابہ علینا و انا ان شاء اللہ لمہتدون یعنی پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہمکو کہ کس قسم کی ہی گاؤن مین شبہہ پڑا ہی ہمکو اور ہم اگر اللہ نے چاہا تو راہ پا لینگے یعنی حقیقت شخصیہ اُس گاے کی کیا ہی کہ اور دون سے اس خاصیت مین مرجح ہی کیونکہ گائین باہم مشابہ ہین حسن اور جمال مین پس بنظر ظاہر کوئی وجہ پائی نہین جاتی جس سے وہ مخصوص با ین خاصیت ہو اور اگر مرجح معلوم ہووے اور ہمارے ذہن نشین ہو جاے تو اگر اللہ چاہے اُسپر مطلع ہون کہ مبدء اور منشاء اس خاصۂ عجیبہ کا اُسمین یہ ہی پھر ہم تمھارا حکم بجا لادین قال انہ یقول انہا بقرۃ لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث مسلمۃ لا شیۃ فیہا یعنے کہا وہ فرماتا ہی وہ ایک گاے محنت والی نہین کہ باہتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیت کو بدن سے پوری ہی داغ کچھ نہین اُسمین یعنی وہ مرجح کہ تمھارے ذہن نشین ہو جائے اور موجب ایجاد اس خاصیت عجیب کا ہو وہ ہی ایک یہ کہ اُسنے ذلت بارکشی و تقلبہ رانی اور آبکشی وغیرہ کی نہین اُٹھائی ہی بلکہ اپنی عزت پر ہی دوسرے آدمیون کا ہاتھ اُسپر نہین پہونچا ہی کہ اسکو داغا ہو یا چھیدا ہو یا کوئی تصرف اُس مین جاری کیا ہو جیسا جانورون کے ساتھ کیا کرتے ہین کہ اُس سے نوعے تغیر رنگ مین پیدا ہو جاتا ہی تب کہنے لگے الآن جئت بالحق یعنی اب لایا تو ٹھیک بات یعنی فی الحقیقہ سبب ایجاد اس صفت نادرہ کا یہی ہی اور اب تردد ہمارا جاتا رہا کیونکہ فیضان حیات کا عالم غیب سے تمامی حیوانات اور انسان مین اولاً روح حیوانی پر ہوتا ہی اور اُس روح کے واسطے سے

کی آواز سنی کہ ایسی صفت کی گاے اگر کسی کے گھر ہو تو ہم اسکے خریدار ہین اور جو قیمت وہ مانگے ہم ابھی دینے کو تیار
اس جوان نے اپنی مان سے تذکرہ کیا اسنے کہا کہ تیرے باپنے ایک بچھڑا گاے کا فلان جنگل مین اللہ کے پاس
تیرے واسطے امانت رکھا ہی اب وہ بچھڑا جوان ہوا ہوگا اسمین یہ سب اوصاف جمع ہین تو اسکو جنگل سے لا
اگر بک جائیگا تو بیچ ڈالنا ورنہ اپنے کام باربرداری مین رکھنا اسنے کہا کہ پہچان اسکی کیا ہی مبادا مین اس جنگل مین
جاؤن کسی اور ہی شخص کی گاے پکڑ لاؤن تو حرام مین گرفتار ہون اسکی مان نے کہا کہ رنگ اس گاے کا زرد
نہایت صاف ہی کہ جو کوئی اسکو دور سے دیکھتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ گویا آفتاب چمک رہا ہی اور مین اسکو گوسالہ زرین
اسی سبب سے کہا کرتی تھی اس جوان نے کہا ہنوز بالیقین مین نے اسکو نہین پہچانا مبادا اور کسی شخص کی گا
اس صفت کی وہان چرتی ہو اور مین پکڑ لاؤن تو خراب ہون تب اسکی مان نے فرمایا کہ اور پہچان اسکی یہ ہی کہ آدمی
کو دیکھتے ہی بھاگتی ہی اور کوئی اسکو گرفتار نہین کرسکتا سو تو بآواز بلند یہ کہہ پکارنا کہ ای مذہبہ مین تجھکو ڈھونڈھتا ہون
بنام خداے ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب چنانچہ یہ نشان اپنے دل مین محفوظ کر کے جنگل کو چلا دیکھتا ہی کہ ایک
گاے اسی صفت کی جنگل مین چرتی ہی اسنے پکارا تو وہ دوڑ آئی اسکی مان نے وصیت کی تھی کہ اسکی گردن
پکڑ کے لے آنا سوار نہونا برکت جاتی رہیگی وہ موافق ارشاد مان کے گردن پکڑ کے لے چلا تفسیر عزیزی و معالم التنزیل
مین لکھا ہی کہ وہ گاے قدرت الٰہی سے گویا ہوئی کہ ای جوان نیک بخت یہان سے تیرا گھر ایک دن کی راہ ہی
مجھپر سوار ہولے کہ بآسانی پہونچ جاے اسنے کہا میری مان کی اجازت نہین ہی گاے نے کہا آفرین شاباش مین نے
امتحان کیا تھا اور جو تو مجھپر سوار ہوتا تو مین تجھکو گرا کے بھاگتی پھر کبھی ہاتھ نہ آتی اور میری فرمان برداری
کا سبب یہی ہی کہ تو اپنی مان سے احسان کرتا ہی اور اسکے فرمان سے باہر نہین ہوتا کشف البیان مین لکھا ہی
کہ اسوقت ابلیس لعین بصورت شبان یا مسافر کے آیا اور بولا کہ ای جوان صالح اس طرف پہاڑ کے میری گائین چرتی ہین اور
مین بنوع حاجت کو اس پہاڑ مین آیا تھا سو میرے پیٹ مین درد ہی کہ چل نہین سکتا اگر تو ارشاد کرے تو مین اس
گاے پر سوار ہو کے اپنے گلہ مین پہونچ جاؤن اور دو گائین جوان اور بہتر اجرت مین عنایت کرون اور اسمین
گاے کا نقصان نہین بلکہ مالک گاے کو نفع ہی اسنے کہا میری مان نے سوار ہونے کو منع کیا پھر مین کس طرح
کرایہ کرون ابلیس نے کہا تیری مان بے عقل ہی اور عورتین ناقص العقل ہوتی ہین تجھکو اپنی عقل پر عمل کرنا چاہیے
تاکہ ایسا نفع کامل ہاتھ سے نجاے اور مین تیری خیر خواہی کرتا ہون آئندہ تو مختار ہی اسنے کہا مین ہرگز اپنی مان کے
خلاف نہ کرونگا لیکن شیطان دم دلاسا دیتے ہوے پیچھے لگا تب اس جوان نے بآواز بلند پکارا کہ ای خداے ابراہیم
اور اسمعیل و اسحاق و یعقوب مجکو اس رفیق بد سے خلاصی دے ابلیس نے یہ آواز سنی تو بصورت ایک حباب نور
کے بنکر جلدی سے اڑ گیا پس گاے نے کہا کہ یہ ابلیس تھا کہ خداے ابراہیم کے نام سے بھاگا اگر تو اس کے
قریب مین آجاتا تو مجھمین برکت نہ رہتی اور مین تیرے کام نہ آتی بالجملہ وہ جوان شام کو اپنے گھر پہونچا اور
سب احوال و خوارق عادات اپنی مان سے بیان کیئے اسکی مان نے کہا کہ یہ گاے اس لائق نہین ہے

فرمایا **فائدہ** حدیث شریف مین وارد ہی کہ اگر بنی اسرائیل انا ان شاء اللہ لمھتدون نہ کہتے تو اصلاً اُس گاے کو
نہ پاتے اور تشفی خاطر اُنکی نہوتی اسی کلمہ کی برکت سے حیرت اور تردد سے خلاص ہوے ہین اس جگہ سے معلوم
ہوا کہ استعانت اس کلمہ کی ہر عمل نیک مین مبارک اور میمون ہی اور کس طرح نہو یہ کلمہ فی نفسہ کلمۂ استعانت
ہی کیونکہ تفویض ہی امور کی مشیت خدا پر اور اقرار ہی اُسکی قدرت اور نفاذ ارادے کا **فائدہ** اب اضح ہو کہ وہ
بقرہ نر تھا یا مادہ اگر نر تھا تو لا بکر اُسکے حق مین درست نہین ہوتا کیونکہ ہر نر گاؤ لا بکر یعنی نازائیدہ ہی اور جملہ
ضمائر کو اول سے آخر تک تانیث کے مین بھی نر گاؤ ہونے سے منع کرتے ہین اور اگر بقرہ مادہ گاؤ تھا تو ضمائر سب درست
اور لا بکر بھی صادق آتا ہی اور لا تثیر الارض و لا تسقی الحرث اسکا مستحق نہین ہو سکتا کیونکہ بحسب عادت گاے قلبہ رانی اور
آب کشی نہین کرتی گو امکان عقلی ہو پس ظن غالب یہ ہی کہ وہ بقرہ بیل تھا اور تانیث ضمائر بلحاظ لفظ بقرہ کے واقع ہی
کہ وہ از روے تانیث لفظی کے مونث ہی جسطرح تمرۃ اور حمامہ اور عصفورہ اور عرب کا قاعدہ ہی کہ جب مذکر کو بلفظ
مونث تعبیر کرتے ہین تو ضمائر کو مونث لاتے ہین اور لفظ لا بکر کا جو مونث کے واسطے لاتے ہین تو اُس سے وہ حیوان مراد
ہوتا ہی جو مادہ پر جست نہ کیا ہو یہ تحقیق ہمارے اساتذۂ کرام کی ہی اور بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ مادہ گاؤ تھا
بدلیل تانیث ضمائر و وصف بکارت اور باعتبار اختلاف ازمنہ اور بلدان کے یہ بھی ہو سکتا ہی کہ مادہ گاؤ کو قلبہ رانی
اور آب کشی وغیرہ مین رکھتے ہونگے بہر و تقدیر جب بنی اسرائیل کو بقدر فہم اور استعداد اطلاع وجوہ حکمت الٰہی کی
حاصل ہوئی تو ایسی گاے کی تلاش مین پھرنے لگے اتفاقاً کوئی گاے سواے ایک گاے کے موصوف باین
صفات اُس نواح مین نہ تھی سو اُسکا قصہ یہ ہی کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا از بس صلاحیت اور تقوی مین
ممتاز اُسکے ایک لڑکا تھا صغیر سن اور یہ شخص متاع دنیا سے بجز ایک گوسالے کے اور کچھ نہ رکھتا تھا جب نزع کو
پہونچا تو اُس گوسالے کو جنگل مین لے گیا اور کہا یا الٰہی **ابیات** ریختہ دندان امیدم زکام + آمدہ ایام شبابم
بشام + روح مرا موسم رحلت شدہ + دست اجل نوبت رفتن زدہ + اور یا رب تو میرے حال سے مجھسے زیادہ تر
آگاہ ہی اور طفل صغیر پر مجھسے زیادہ مہربان میراث میری یہی ایک بچہ گاؤ ہی اُسکو مین تیرے سپرد کرتا ہون
کہ جب میرا لڑکا جوان ہو تو یہ امانت میری اُسکو عنایت کر پس بنام خداے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب
جنگل مین چھوڑ آیا کہ وہ بچھڑا جنگل مین چرتا اور پرورش پاتا رہا اور عنایت الٰہی سے کوئی درندہ اُسپر دسترس
نہ پاتا تھا اور جب کبھی جنگل سے باہر نکلتا اور کوئی آدمی پکڑنے کا قصد کرتا بھاگ جاتا کسی کے ہاتھ نہ آیا یہانتک
کہ وہ لڑکا جوان اور بمقتضاے **مصرعہ** میراث پدر خواہی علم پدر آموز + بڑا صالح اور متقی ہوا ادنی پرہیزگاری
اُسکی یہ تھی کہ رات کے تین حصے کرتا ایک حصہ والدہ کی خدمت مین مصروف رہتا اور ایک حصے مین سوتا اور
ایک حصے مین نماز پڑھتا جب صبح ہوتی تو رسی اور تبر لیکر جنگل مین جاتا اور لکڑیان لاکر دو چار گھڑی دن رہے
بازار مین بیچتا اور قیمت اُسکی تین حصے کرتا ایک حصہ صدقہ کر دیتا اور ایک حصہ اپنی مان کی نذر کرتا اور ایک
حصہ اپنے صرف مین لاتا بہت مدت اسی وضع پر گذری اس عرصہ مین ایک دن اُس جوان نے منادی بنی اسرائیل

یہ دلیل قوی ہے کہ انکو وحی کا یقین حضرت موسےٰ علیہ السلام پر نہ تھا اور یہ بیشک جانتے تھے کہ حضرت موسےٰ
قاتل سے مطلع ہونگے سو اللہ نے حال قاتل اور ضعف یقین اور نفاق اسلاف کا بخوبی کھول دیا مگر موسےٰ
علیہ السلام کو اس سے علحدہ رکھا اور انکی زبان سے قاتل کا نام ظاہر نہ کرایا کہ مبادا تکذیب کریں در قاتل
جھوٹی قسم کھا جائے اور ثبوت مقدمہ مین اشکال واقع ہو القصہ جب گاے ذبح کر چکے فقلنا اضربوہ ببعضہا
پھر ہمنے کہا مارو اس مردہ کو اس گاے کا ایک ٹکڑا تاکہ زندہ ہو جاے اور اپنے قاتل سے خبر دے اور قصاص
طلب کرے سو بنی اسرائیل نے اس گاے کا کوئی عضو عامیل مقتول پر مارا کہ وہ زندہ ہوا کہ حلق کی رگون سے
فوارہ خون کا جاری تھا پھر اپنے قاتل کا ہاتھ پکڑ کے بتلا دیا کہ اس شخص نے مجکو مارا ہے تاکہ میرے مال کا وارث ہووے
حضرت موسےٰ علیہ السلام نے قاتل سے اقرار لیا اور بعد از اقرار حد قصاص جاری فرمائی اور عامیل زمین پر
گر کے مرگیا اسی وقت سے حکم شریعت یہ آیا کہ قاتل میراث مقتول سے محروم رہے گو علاقہ پدری اور پسری
اور برادری وغیرہ بھی رکھتا ہو کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ورث قاتل بعد صاحب البقرة تنبیہ یہ سبب
کلام متکلم حقیقی نے واسطے تسلیہ دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمایا کہ یہودی بنی اسرائیل اگر تکذیب
رسالت آپ ماننہ مین کرین تو کچھ محل اندیشہ نہین انکے اسلاف نے حضرت موسےٰ کو مسخرہ بنایا تھا کہ انواع تہمت
سے پیش آئے تھے اور طرح طرح کی تقریرین نفاق آمیز کرتے رہے تھے لیکن مین نے آخر کو انکے اصرار سے انکو پشیمان
کیا اور ظاہر عادت مستمرہ الٰہی یون جاری ہے کہ جب کوئی بندہ بندگان الٰہی سے کسی چیز پر مداومت کرتا ہے
خواہ وہ چیز نیک ہو یا بد البتہ اسکو حق تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے کبھی پوشیدہ نہین رکھتا بخلاف اسکے کہ ایک دو بار
تقصیر واقع ہو اور اسپر شرمندہ ہو کر چھپا وے تو البتہ حق سبحانہ تعالیٰ بھی اسکو چھپا دیتا ہے پردہ دری نہین کرتا
مستدرک حاکم مین بسند صحیح حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر
کوئی آدمی کچھ کام کرے ایسی جگہ کہ وہان نہ دروازہ ہے نہ موکھہ تو بھی کام اسکا آدمیون پر ظاہر ہو جاتا ہے کسی طرح
ہو اور ابو الشیخ بہ سند ضعیف حضرت انس ابن مالک سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے اپنے یارون سے استفسار فرمایا کہ مومن کون ہے بولے خدا اور رسول خدا زیادہ جانتا ہے ارشاد کیا کہ
مومن وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو جہان سے نہین لیجاتا جب تک اسکے کان اسکی ثنا اور صفت سے کہ محبوب اسکی
ہے بھر نہ لے اور اگر کوئی بندہ بندگان خدا سے عمل تقوی بجا لاتا ہے اس گھر مین جو ستر گھرون کے بیچ مین ہو اور
ہر ایک گھر پر ایک دروازہ لوہے کا ہو البتہ چادر رحمت اسکو پہناتا ہے کہ انکے رہنے والے اس عمل کا ذکر
کرنے لگتے ہین اور زیادہ اس عمل سے بیان کرتے ہین صحابہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ ترویج اور اظہار تو مکافات
تقوی ہوئی لیکن زیادتی کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ مرد متقی کی یہ نیت ہوتی ہے کہ اگر استطاعت ہو تو جسقدر عمل کرتا ہون
اسپر بھی زیادہ کرون یعنی یہ بیان زیادتی کا مکافات اس نیت کا ہے پھر آن حضرت نے فرمایا کہ فاجر
کون ہے ملتمس ہوے کہ اللہ ورسولہ اعلم ارشاد ہوا کہ فاجر وہی ہے جو قبل از موت اپنی بدگوئی اپنے کانون سنے

کہ اسکو بارکشی مین ذلیل کرون لیکن اسکی تعظیم اور تکریم بھی ہمسے ممکن نہین ہی بہتر ہی کہ اسکو بیچ ڈال اور اسوقت اس
شہر مین نرخ اسکا تین دینار کا سُنا جاتا ہی لیکن اگر کوئی اس قیمت کو خرید کرنے لگے تو میری بلا اجازت نہ بیچنا چنانچہ
وہ جوان گاے کو لیکر نخاس مین آیا خداے تعالے نے پہلے ایک فرشتہ بھیجی اُسنے کہا کہ یہ گاے کس قیمت کو
بیچتا ہی جوان نے کہا تین دینار کو بشرطیکہ میری مان منظور کرے فرشتے نے کہا یہ شرط نہ کر اور چھہ دینار مجھسے لے
جوان نے کہا کہ اب بھی وہی شرط ہی فرشتے نے کہا بارہ دینار لے لیکن بلا شرط اُسنے کہا کہ اگر برابر اس گاے
کے سونا دے تو بھی بلا رضا مندی اپنی مان کے نہ بیچونگا تو ناحق دردسر کرتا ہی تب فرشتے نے کہا مین
آدمی نہین ہون فرشتہ ہون تیرے امتحان کو آیا تھا کہ دیکھون تو کس طرح اپنی مان کی اطاعت کرتا ہی اب تو
اس گاے کو اپنے گھر لیجا اور بازار مین کسی کو نہ دکھلا بنی اسرائیل کو ایک واقعہ درپیش ہی اور حضرت موسے
بن عمران نے اُنکو فرمایا ہی کہ اس قسم کی گاے ذبح کرو سو بنی اسرائیل اُسکی تلاش مین ہین اور سواے اس گاے
کے اور کوئی گاے باین صفات موصوف نہین ہی اگر بنی اسرائیل تجھسے لیا چاہین تو ہرگز اسکو نہ بیچنا جبتک
اس گاے کی کھال سونے سے نہ بھر دین کہ وہ مال تیری عمر کو کفایت کریگا وہ جوان وہان سے پلٹ آیا اور حال
جو گذرا تھا اپنی مان سے بیان کیا اب رفتہ رفتہ خبر اس گاے کی بنی اسرائیل مین شایع ہوئی . بنی اسرائیل
اُسکے دروازے پر جمع ہوے اور قیمت گاے کی ٹھہرانے لگے مگر وہ جوان اور اُسکی مان راضی نہوئی یہانتک
کہ یہ قرار پایا کہ بعد ذبح کے اسکی کھال کو سونے سے بھر دینگے جب یہ ٹھہری تو حضرت موسیٰ کی ضامنی پر گاے
بیچی اور بنی اسرائیل نے مول لی فذبحوہا وما کادوا یفعلون پھر اسکو ذبح کیا اور لگتے نہ تھے کہ ذبح کرینگے سو اسواسطے
کہ سوال پر سوال استکشاف خصوصیات مین کرتے رہے بعضون کے نزدیک چالیس برس گذر گئے تھے اور گرانی
قیمت کا بھی خیال دامنگیر تھا اور تلاش فروشندہ بھی مشکل جانتے تھے اور یہ بھی خوف کرتے تھے کہ شاید مقتول زندہ ہو
کسی کا نام بنی اسرائیل سے لے لے تو کمال فضیحتی اور رسوائی ہی مگر خداوند حقیقی نے چار ناچار اُنسے یہ کام کرایا فائدہ
بعضے کہتے ہین کہ ذبح بقرہ مین یہ نکتہ تھا کہ گوسالہ پرستی سے محبت اُسکی بنی اسرائیل کے دل مین متمکن و برقرار تھی
پس جلال کبریا نے اُنکو دکھلایا کہ سوداے پرستش اس قسم کے حیوانات کی اپنے دل سے دور کرو کہ یہ قابل ذبح ہین
فائدہ اگر بنی اسرائیل کہین کہ ہمارے اسلاف وحی الٰہی پر معترض نہین ہوے تھے بلکہ جب حضرت موسی علیہ
السلام نے تعیین قاتل مین ذبح بقرہ کا حکم صادر فرمایا اور سوال و جواب مین کچھ مناسبت ظاہر نہ تھی تو از راہ تعجب
اسقدر توقف واقع ہوا اگر پہلے سے تعیین قاتل فرما دیتے تو ہرگز ہمارے اسلاف اتنا توقف نکرتے اور اعتراض سے
پیش نہ آتے جواب اُسکا یہ ہی کہ یہ سب غلط ہی اسواسطے اسلاف اُنکے ابتداے قصہ سے وحی الٰہی کا اقرار نرکھتے
تھے اور بعید جانتے تھے کہ حضرت موسی علیہ السلام کو غیب کی بات پر اطلاع جانب خدا سے ہوگی والا ایک دوسرے
پر تہمت خون کی نہ لگاتا اور قاتل آپ ہی اقرار قتل کر لیتا تو گویا اس قتل مین سب شریک رہے کیونکہ یہی کہتے تھے
فلانے نے مارا مین نے نہین مارا اور وہ کہتا تھا اسی نے مارا ہی مین نے نہین مارا حالانکہ قاتل اُنمین موجود تھا پس

نہین اور اس مُردے کو اور مُردون پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہو کیونکہ یہ مردہ اس امر مین بالخصوص مخصوص الصدق ہو دوسرا اگر سو بھی اُس صورت مین کہ اقرار قاتل اس معجزے کے دیکھنے سے متحقق نہوا ہو اور ظن غالب یہ ہو کہ قاتل نے بھی اقرار یا سکوت قائم مقام اقرار کے کیا تھا مگر روایات مین ذکر اقرار ساقط ہو گیا ہے کذا حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ العزیزی **فائدہ** اِس قصہ مین کئی فائدے کار آمدنی نکلے ایک یہ کہ جب مارنا اعضاے ایک مُردے کا موجب حصول حیات دوسرے مُردے کا ہوا تو بالیقین معلوم ہوا کہ موثر ایجاد عالم مین ذات مسبب ہو نہ سبب ہو دوسرا یہ کہ جو کوئی فیض الٰہی اپنی ذات پر یا اپنے خاندان پر نازل کرایا چاہے تو اُسکو تقدیم ذبح بقر وغیرہ خیرات و مبرات بجالانا لازم ہو کہ اسکی برکت سے مطلب حاصل ہو تیسرا یہ کہ سخت گیری اپنی جانب سے موجب سخت گیری جانب حق سے ہو جاتا ہو اور جلدی کرنا احکام الٰہیہ مین موجب سہولیت و آسانی ہوتا ہو چوتھا یہ کہ لاوارثون و یتیمون کو اللہ کریم و رحیم نے مورد رحمت رکھا ہو خلائق کو بھی اسکا لحاظ چاہیے کہ اُنسے بظاہر و باطن رعایت و مروت و اعانت و شفقت رکھین اور حفظ جان و مال مین کوشش و سعی کرین پانچواں یہ کہ جو کوئی اپنے عیال و اطفال کو سپرد بخدا کرتا ہو تو خدا اُسکو ضائع نہین کرتا اور نفع بالاے نفع بخشتا ہو چھٹواں بر والدین و خدمت اُنکی موجب نزول رحمت الٰہی ہو ساتواں جس مال سے تقرب الٰہی منظور رہو لازم ہو کہ وہ شی احسن اموال مین سے ہو جیسا یہ بقرہ تھا لہذا قربانی مین شرط یہ ہو کہ لولی لنگڑی لاغر بھی نہو آٹھواں یہ کہ بنی اسرائیل کو عبرت و تنبیہ ہو اس بات پر کہ پرستش گوسالہ کی وہ سزا تھی کہ ستر ہزار آدمی مارے گئے تب توبہ قبول ہوئی اور یہ گاے جسکو بعوض زر کثیر خرید کیا اور ذبح کیا اُس سے یہ خارق عادت ظاہر ہوا سو اب معلوم کرو کہ مخالفت حکم خدا مین سراسر نکبت تھی اور موافقت مین سراپا برکت

قصہ حضرت خضر علیہ السلام

تحقیق یہ ہو کہ بعد ہلاکی قوم قبط ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو نصیحت فرمائی اور خطبہ بلیغ پڑھا سننے والے سخت متعجب ہوے از انجملہ ایک شخص نے پوچھا کہ اے موسیٰ تمسے زیادہ بھی کوئی عالم ہو فرمایا مجھے اسکا علم نہین ہو اگرچہ یہ بات تحقیق تھی پر اللہ کی مرضی یہ تھی کہ یون کہتے اللہ کے بندے مجھسے بہت ہین سبکی خبر اُسی کو ہو لہذا وحی ہوئی کہ ایک بندہ ہمارا ہو اُس مقام پر جہان دو دریا باہم ملے ہین اُسکو تجھسے علم زیادہ ہو موسیٰ علیہ السلام نے التماس کیا کہ مجکو اُسکی ملاقات میسر ہو حکم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو جس جگہ مچھلی گم ہو جاے اُسی جگہ وہ بندہ ہو معالم التنزیل مین ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دن حضرت موسیٰ وعظ کہتے تھے ایک شخص نے پوچھا کون آدمی عالم زیادہ ہو فرمایا مین اس کہنے پر اللہ صاحب نے عتاب فرمایا اور وحی بھیجی کہ میرا ایک بندہ مجمع البحرین مین ہو اُسکو تمسے علم زیادہ ہو مراد مجمع البحرین سے قتادہ رض کے نزدیک دریاے فارس و روم ہو اور محمد ابن کعب کے نزدیک طنجہ اور ابی ابن کعب کے نزدیک افریقیہ

اگر کوئی شخص ایک گھر مین جو بیچ مین ستر گھرون کے ہی اور اُسمین دروازے لوہے کے لگے ہین کار بد کرے تو چادر
عمل بد اُسکو پہنائی جاتی ہی کہ جو جو شخص دیکھتا ہی عمل بد کا ذکر کرتا ہی اور اس سے زیادہ بیان کرتا ہی صحابہ نے عرض کیا
یارسول اللہ زیادتی کا سبب کیا ہی ارشاد ہوا کہ فاجر مستعد ہی کہ اگر فرصت پاؤن تو عمل بد مین زیادتی کرون اُسیکا ثمرہ
ہی فائدہ بعضے کہتے ہین کہ گلے کی زبان عامیل پر ماری تھی کہ وہ زندہ ہوا کیونکہ زندہ کرنے سے منظور گفتگو تھی سو یہ
زبان سے مناسب تر ہی اور بعضے کہتے ہین وہ ہڈی جسکو عجب الذنب کہتے ہین اور جانور کی دُم اُسپر جمتی ہی ماری تھی
کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ تا یوم حشر سب اجزا حیوان کے فنا ہو جاوینگے مگر یہ ہڈی اور اسی ہڈی سے
ترکیب خلقت معادیہ شروع ہوگی اور بعضے کہتے ہین ران راست ماری تھی کیونکہ بیشتر حرکت اسی جانب سے
شروع ہوتی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ گوشت بین الکتفین مارا تھا کیونکہ بیشتر مسکن روح حیوانی یہی ہی اور اصح یہ ہی
کہ وہ بعض معین نہ تھا بلکہ نبی اسرائیل کو اختیار دیا گیا تھا جس سے مارتے مردہ زندہ ہو جاتا پس معلوم ہوتا ہی کہ بعد از
ذبح کسی نے زبان ماری کسی نے ران کسی نے کچھ گوشت مارا ہوگا نقل کرنے والون نے جملہ نقل کر دیا اور یہ گمان
کیا کہ یہ سب بحکم خدا تھا اگر کہا جاے کہ حضرت موسے علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کیون نہ مارا تو جواب یہ ہی کہ اگر
حضرت موسیٰ اپنے ہاتھ سے مارتے تو نبی اسرائیل اپنی شرارت و خبث باطنی سے کہتے کہ سحر کیا ہی اور اگر کوئی اعتراض
کرے کہ صرف ایک مقتول کے کہنے سے حضرت موسے علیہ السلام نے قاتل کو کس طرح مروا ڈالا ایک
ایک شخص کی گواہی مقدمات حدود و قصاص مین معتبر نہ تھی اور اقرار قاتل اخبار مین وارد نہین ہی کہ اُسپر خیال کیا جاے
تو جواب یہ ہی کہ اکثر فقہا کہتے ہین کہ جب مقتول بعد موت زندہ ہوا اور احوال برزخ و نمونہ عذاب اُخروی دیکھ آیا
تو قول اُسکا بجاے دو شاہد عادل کے ہے بلکہ بالا تر اور جب تک زندہ تھا اور حالات برزخیہ سے اطلاع نہ رکھتا تھا
تب تک اُسکے کلام مین صدق و کذب کی گنجایش تھی لہذا اُسکا قول تعین قاتل مین لائق اعتبار نہ تھا اب لائق
اعتبار سمجھنا چاہیے لیکن از روے قواعد کلامیہ اس جواب مین خدشہ ہی کیونکہ اہل کلام بحث معجزات مین تقریر
و تحریر فرماتے ہین کہ اگر پیغمبر کی دعا سے کوئی مردہ زندہ ہوا اور صدق یا کذب نبوت پر گواہی دے تو معتبر نہین
ہی بلکہ معجزہ اُس پیغمبر کا صرف احیاے میت ہی مگر اسکی گواہی کو صدق و کذب مین دخل نہین ہی اس لیے کہ
جب مردہ زندہ ہوا تو عقل و شعور و خیال و وہم جو کہ محل خطا ہین جمع ہو گئے اور حکم اُسکا مثل اور افراد انسانی کے
ہوگیا شہادت اُسکی کام نہین آتی اور جو کوئی جانور یا پتھر یا شجر دعاے نبی سے کلام کرے اور گواہی دے
تو البتہ معتبر ہی کیونکہ نطق جمادات اور حیوانات وہم و خیال سے مبرا ہی بلکہ نطق غیبی ہی احتمال صدق و کذب کی
اُسمین گنجایش نہین الغرض مطابق اس قاعدے کے مُردے کا کہنا محتمل صدق و کذب ہوا اور تعین قاتل مین نا معتبر
ٹھہرا جب تک کہ اقرار قاتل نہ پایا جاے پس جواب صحیح یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ذبح بقرہ
کا حکم دیا اور فرمایا کہ بعض اعضا کے مارنے سے مُردہ زندہ ہو جائیگا اور حال قاتل سے خبر دیگا تو درحقیقت
صدق شہادت اُسکا جناب الٰہی سے بالخصوص ثابت ہوتا ہی لہذا اُسکے قول پر قصاص درست ہوگا حاجت اقرار

ظاہر شریعت صادر ہونگے اور پیغمبرون کی یہ شان ہی کہ امور منکرہ پر صبر نہین فرماسکتے یعنی تم پیغمبر صاحب شرع
وکتاب ہو اور کسی سے کس طرح تعلیم ہوگے کیونکہ رسول چاہیے کہ مرسل الیہم سے اعلم ہو اصول و فروع دین مین اور
جو علم کہ اس قبیل سے نہو اُسکا علم ضرور نہین بلکہ منافی نبوت ہی پھر مین تمکو کیا سکھلاؤنگا تمھارا حکم ظاہر شریعت پر
ہی شاید مجھسے کوئی بات ایسی صادر ہو کہ تمھارے خلاف پڑے اور ظاہر مین سراسر ناشایستہ و منکر ہو اور تم اُسکی
حکمت سے آگاہ نہو تو خواہ مخواہ مجھسے معارضہ کروگے کیونکہ پیغمبرون کا یہی کام ہی اور اصل بات یہ ہی کہ اللہ کا
ایک علم مجکو ہی تمکو نہین اور ایک علم تمکو ہی مجکو نہین پھر تم کیونکر صبر کروگے اس بات کو دیکھکر جو تمھارے قابو مین
نہین اُسکی سمجھ یعنی میرا علم لدنی ہی کہ بلا کسب حاصل ہوا ہی اور تمھارا علم کسبی ہی پھر حقائق و دقائق خفیہ مین تمکو
اعتراض ہوگا اور صبر نہ کرسکوگے بسبب بے علمی کے اسی قیل و قال مین ایک چڑیا نظر آئی کہ دریا مین پانی پیتی تھی حضرت
خضر نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ دیکھو تمام علوم خلائق اللہ کے علم مین سے اسقدر ہی جتنا دریا مین
سے چڑیا کے مُنھ مین تب حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا یعنی
تو پاویگا اگر اللہ نے چاہا مجکو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالونگا تیرا کوئی حکم قال فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شیء حتی احدث
لک منہ ذکرا یعنی کہا خضر نے اگر میرے ساتھ رہتا ہی تو مت پوچھنا مجھسے کوئی خبر جب تک مین شروع نکرون تیرے
آگے اُسکا مذکور حضرت موسی نے قبول کیا پھر دونون چلے اور حضرت یوشع بھی پیرو ہوے یہانتک کہ ایک کشتی
پاس دریا کے کنارے آئے اور کشتی والون سے کہا ہمکو چڑھا لو اول اہل کشتی نے انکار کیا پھر حضرت خضر کو پہچان کر
بتواضع و فروتنی پیش آئے اور بلا اجرت کشتی پر بٹھلا لیا اور کشتی چلی جب قریب کنارے کے ہوے تو حضرت
خضر نے بسولی سے ایک تختہ کشتی کا نکال ڈالا گو اس حرکت سے کوئی ڈوبا نہین بلکہ کشتی مین پانی بھی نہین آیا
شاید حضرت موسی نے ڈاٹ کپڑے کی لگا دی تھی یا حضرت خضر نے پیالہ شیشے کا اُس جگہ رکھدیا مگر حضرت
موسے نے دیکھا کہ یہ نقصان خلاف احسان واقع ہوا تو فرمایا اخرقتہا لتغرق اہلہا لقد جئت شیئا امرا یعنی تو نے
اسکو پھاڑ ڈالا کہ ڈبا دے اُسکے لوگون کو تو نے کی ایک چیز انوکھی حضرت خضر نے کہا الم اقل انک لن تستطیع
معی صبرا یعنی مین نے نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیگا حضرت موسے نے فرمایا مین بھول گیا اسپر گرفت
نہ کیجیے بعد ازان کشتی سے اُترے اور دریا کے کنارے پیادہ پا چلے راہ مین ایک گانون کے باہر چند لڑکے
کھیلتے تھے انمین ایک لڑکا بہت خوبصورت تھا اُسے حضرت خضر نے مار ڈالا کما قال اللہ تعالی فانطلقا حتی اذا
لقیا غلاما فقتلہ یعنی پھر چلے دونون یہانتک کہ ملے ایک لڑکے سے اُسکو مار ڈالا حضرت موسی نے کہا اقتلت
نفسا زکیۃ بغیر نفس لقد جئت شیئا نکرا یعنی تو نے مار ڈالی ایک جان ستھری بن بدلے کسی جان کے تو نے کی
ایک چیز نامعقول کیونکہ یہ لڑکا بیگناہ تھا اور کشتی مین تو خوف ہلاک تھا یہان تو نے مار ہی ڈالا حضرت خضر نے
کہا الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا اور یہ بھی کہا کہ تمنے دو مرتبہ خلاف عہد کیا حضرت موسی نے کہا اگر اب
پوچھون تو مجکو اپنے ساتھ نہ رکھنا اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ دوسرا سوال اول سے

بیان عجائبات حضرت خضر ۱۲

سو حضرت موسےٰ نے درخواست کی کہ مین اس سے ملاقات چاہتا ہون جسطرح ہوسکے ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی تلی زنبیل یعنے ٹوکری مین رکھ لے جہان وہ مچھلی گم ہوجاے وہان وہ بندہ ہی حضرت موسی نے اسی طرح کیا اور یوشع بن نون اپنے خادم خاص کو ہمراہ لیکر چلے یہان تک کہ رات کے وقت متصل ایک پتھر کے پہونچے کہ وہ پتھر مجمع البحرین سے ملا ہوا تھا اور اس جگہ چشمہ حیات تھا اسکی یہ تاثیر تھی کہ جب اسکا پانی کسی چیز مردہ پر پہونچتا زندہ ہوجاتی اسی پتھر پر سر رکھکر دونون صاحب سو رہے وبروایتے حضرت موسیٰ نے آرام کیا اور حضرت یوشع وضو کرنے لگے کوئی قطرہ پانی کا مچھلی پر گرا وہ زندہ ہوئی اور زنبیل مین پھڑکی اور دریا مین نکل پڑی اور فوراً غوطہ مارگئی سرنگ بناکر اور جہان سے مچھلی گئی تھی خدا نے پانی کا بہاو بند کر رکھا پانی مین ایک طاق سا کھلا رہگیا انکو سخت تعجب ہوا ارادہ کیا کہ موسے علیہ السلام جاگین تو حال کہون جب وہ جاگے تو دونون آگے چل کھڑے ہوے مچھلی کا حال کہنا بھول گئے تمام شب روز چلتے رہے جب دوسرا دن ہوا تو حضرت موسیٰ نے اپنے خادم حضرت یوشع سے فرمایا آتنا غدائنا لقد لقینا من سفرنا ہذا نصبا یعنے لا ہمارے پاس ہمارا کھانا ہمنے پائی اپنے اس سفر مین تکلیف اس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ حضرت موسیٰ پہلے تھکے نہ تھے جب مطلب چھوٹ رہا اس چلنے سے تھکے بالجملہ حضرت یوشع نے کہا ارایت اذ اوینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت وما انسانیہ الا الشیطان ان اذکرہ واتخذ سبیلہ فی البحر عجبا قال ذلک ما کنا نبغ فارتدا علی آثارہما قصصاً یعنے وہ دیکھا تونے جب ہمنے جگہ پکڑی اس پتھر پاس سو مین بھول گیا مچھلی اور یہ مجکو بھلایا شیطان نے کہ اسکا حال تمسے کہون اور وہ مچھلی عجب طرح سے چلی گئی کہ جس طرف جاتی تھی راہ کھلتی جاتی تھی اور زمین خشک کہا وہی جگہ ہی جسکو ہم ڈھونڈھتے تھے وہین سے اُلٹے پھرے اپنے پیر پہچانتے اس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مچھلی کو راہ ہوئی اور موسیٰؑ و انکے خادم کو تعجب **فائدہ** اخبار الدول مین ابو حامد اندلسی سے روایت ہی کہ مین نے مجمع البحرین کے نزدیک ایک مچھلی دیکھی کہ اسکا طول ایک ذراع اور عرض ایک بالشت اور ایک آنکھ اور نصف سر تھا معلوم ہوتا تھا کہ نصف کھائی گئی اور نصف باقی رہی اکثر لوگ اس سے برکت لیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مچھلی اس مچھلی کی نسل سے ہی جسے حضرت موسےٰ ویوشع نے نصف کھایا تھا اور باقی نصف آب وضو سے زندہ ہوئی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال القصہ حضرت موسے علیہ السلام مع یوشع ابن نون اُس پتھر پاس جو کنار دریا تھا پہونچے تو دیکھا بالکل راہ خشک پڑی ہی اُسی نشان پر آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک مرد کپڑے سے سر لپیٹے ہی وہ حضرت خضرؑ تھے حضرت موسےٰ نے سلام کیا حضرت خضرؑ نے جواب نہ دیا کہا تیرے ملک مین سلام کہان یعنی اس ملک مین سلام کی رسم نہین تو نے کیونکر سلام کیا موسےٰ نے کہا مین موسیٰ ہون خضرؑ نے کہا موسےٰ بنی اسرائیل کہا ہان کہا تم کہان آئے کہا تمھارے پاس آیا ہون چاہتا ہون کہ تمھارے ساتھ رہون اور اچھی راہ سیکھون حضرت خضرؑ نے کہا تمکو بنا بر علم وہدایت بنی اسرائیل توریت کافی ہی حضرت موسے علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہی حضرت خضرؑ نے کہا انک لن تستطیع معی صبرا یعنی تو میرے ساتھ ٹھہر نہ سکیگا اسواسطے کہا کہ مجسے امور خلاف عادت اور

نظر پڑی نہایت کج قریب الانہدام حضرت خضر علیہ السلام نے اسکو مرمت فرما کے سیدھا کیا کما قال اللہ تعالے
فانطلقا حتی اذا اتیا اہل قریۃ استطعما اہلہا فابوا ان یضیفوہما فوجدا فیہا جدارا یرید ان ینقض فاقامہ یعنی پھر دونون
چلے یہان تک کہ پہونچے ایک گانون کے لوگون تک اور کھانا چاہا وہان کے لوگون سے وہ منکر ہوے کہ انکو
مہمان رکھین پھر پائی اسمین ایک دیوار گرا چاہتی تھی اسکو سیدھا کیا حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
کہ وہ دیوار حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے سیدھی کردی اور سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
کہ حضرت خضر نے ہاتھ لگایا وہ دیوار سیدھی ہوگئی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار اول گرائی پھر سیدھی بنا دی الغرض یہ حال دیکھکر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
فرمایا لو شئت لاتخذت علیہ اجرا یعنی اگر چاہتا لیتا اسپر مزدوری یعنی اس قریہ کے لوگون نے مسافرونکا حق نہ سمجھا
اور خاطرداری نہ کی اور مہمانی وضیافت سے پیش نہ آئے پھر انکی دیوار مفت بنانی کیا ضرور تھی ایکی مرتبہ حضرت
موسے علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ انکا علم میرے ڈھب کا نہین ہے سو جان بوجھکر رخصت ہونے کو پوچھا حدیث
شریف مین آیا ہے کہ اول عہد شکنی جو حضرت موسے سے واقع ہوئی بھول و فراموشی تھی دوسری مرتبہ کی بطور شرط
تیسری مرتبہ عمداً یعنی پہلے شفقت نبوت سے سہو و بھول واقع ہوئی دوسری مرتبہ اقرار کرنے کو پوچھا تھا تیسری
مرتبہ جدا ہونے کو چاہا اور درخواست فراق فرمائی کیونکہ حضرت موسے کا علم وہ تھا جسمین پیروی کرنا خلق خدا کو سراسر
منفعت تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کا وہ علم تھا کہ دوسرے کو پیروی اسکی بن نہ آوے القصہ حضرت موسے
علیہ السلام سے بسبب شفقت نبوت تین مرتبہ خلاف عہد و پیمان واقع ہوا تو ناچار حضرت خضر علیہ السلام نے کہا
ہذا فراق بینی و بینک یعنی اب جدائی ہے میرے اور تیرے بیچ سانبئک بتاویل ما لم تستطع علیہ صبرا یعنی بتاتا ہون
اب تمکو پھیر ان باتون کا جسپر تم ٹھہر نہ سکے اور بعض کہتے ہین کہ حضرت موسے علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کا دامن
پکڑا کہ سر ان باتون کا جو تمنے میرے ساتھ کی ہین بیان کرو اسپر حضرت خضرؑ نے بیان فرمایا حضرت سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہر بات کی وجہ نہ پوچھتے
تو بہت قصے انکا ہمکو معلوم ہوتا اور خدا کے کامون کی حکمتین اکثر لوگون کو دریافت ہوتین اور اخبار الدول مین
ہے کہ وقت رخصت موسے علیہ السلام کے خضر علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰؑ اگر تم صبر فرماتے تو ہزارون ہزار عجائبات
سے کہ ان معاملات سے اعجب العجائب ہین اطلاع پاتے سو حضرت موسیٰ افسوس کرکے رو دئے اور انکی جدائی
سے سخت ملول ہوے الغرض حضرت خضرؑ نے فرمایا اما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبہا
وکان وراءہم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا یعنی کشتی سو تھی کئی محتاجون کی محنت کرتے تھے دریا مین سو مین نے
چاہا کہ اسمین نقصان ڈالون اور انکے پرے تھا ایک بادشاہ لے لیتا ہر کشتی چھین کر جو بے عیب ہوتی تھی
یعنی مین نے اسلیے توڑ دیا کہ وہ ظالم کہین چھین نہ لے اور یہ غریب مسکین محروم رہجائین اور تکلیف اٹھائین
بعض کہتے ہین کہ وہ بادشاہ آگے تھا اور بعضے قائل ہین کہ وہ بادشاہ پیچھے تھا قول اول مطابق ارشاد حضرت

کرتا ہی فائدہ طفل مقتول کے نام و عمر میں اختلاف ہی معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ شعیب جبائی کے نزدیک نام اسکا جیسور اور بقول ضحاک جیسور و بقولے شمعون اور بعضے جیور کہتے ہین اور بعضے جیسون کہتے ہین یعنی بجاے حاء حطی مثناۃ تحتانیہ و سین مہملہ و راء مہملہ کہتے ہین و بعضے بجیم و باء موحدہ اور بعضے بجاے موحدہ نون کہتے ہین اور بعضے حرف سوم کو سین اور بعضے نون اور بعضے حرف آخر کو نون پڑھتے ہین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ طفل مقتول نابالغ محض تھا اور لفظ زکیہ سے مراد نابالغ ہی اور حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ طفل مقتول نوجوان تھا اور کلبی سے روایت ہی کہ مسافرون کی راہ مارتا تھا اور ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ یہ لڑکا بڑا مفسد تھا کہ والدین کو اس سے نہایت ایذا تھی اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ لڑکا جسکو حضرت خضر علیہ السلام نے مار ڈالا کافر پیدا ہوا تھا اگر جوان ہوتا تو اپنے مان باپ کو گمراہ اور کافر کرتا بالجملہ صحیح از روے روایت و درایت یہ ہی کہ وہ لڑکا نابالغ تھا کیونکہ خداوند تعالی نے لفظ غلام فرمایا ہی اور حدیث شریف سے بھی عدم بلوغ اسکا صریح و واضح ہی اب درباب نام والدین بھی اختلاف پایا جاتا ہی بعضے نام باپ میلاس بیان کرتے ہین اور بعضے کابرا اور نام مان کا بعضے شاہویہ لکھتے ہین اور بعضے رحمی اور ایسے ہین بھی اختلاف ہی کہ حضرت خضر نے اسکو کس طرح قتل کیا بعضے کہتے ہین ایک دیوار کے نیچے بٹلا کر لے گئے اور لٹا کر چھری سے ذبح کیا یہ قول سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کا ہی اور بعضے کہتے ہین اسکا گلا گھونٹ دیا اور بعضے کہتے ہین سر اسکا دیوار سے ٹکرا دیا اور بعضے کہتے ہین پتھرون سے توڑ دیا کہ وہ مرگیا یہ قول ابن منبہ کا ہی و التفصیل فی المعالم الغرض بعد اس معاملے کے حضرت موسیٰ و خضر آگے تشریف لے چلے تو وقت شام ایک موضع مین پہونچے وہان کے لوگون کی عادت تھی کہ سر شام دروازے گھرون کے بند کر لیتے اگر کوئی کتنا ہی پکارتا نہ کھولتا وقت شام ہی حضرت موسیٰ و خضر وہان جلوہ فرما ہوے اور چاہا کہ موضع مین داخل ہون کسی نے دروازہ نہ کھولا تب دونون حضرات نے کہا ہم لوگ مسافر ہین اور بھوکے اگر دروازہ نہین کھولتے اور عادت مستمرہ نہین چھوڑتے تو کھانا ہمارے واسطے بھیج دو ان لوگون نے قطعاً انکار کیا یہان تک کہ تمام موضع کے آس پاس پھرے کسی نے ضیافت نہ کی ناچار تمام رات تشنہ و گرسنہ گانون کے باہر پڑے رہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ قریہ انطاکیہ تھا اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے قول مین ایلہ قریات روم سے وہو ابعد الارض من السماء اور بعض کہتے ہین کہ موضع باخردان تھا متعلقات ارمنہ سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک قریہ تھا قریات اندلس سے بالجملہ وہان کے لوگ بڑے خسیس و بخیل تھے اور مسافر نوازی اور غربا پروری سے محض ناآشنا معالم التنزیل مین حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ بدترین قریہ وہ ہی جسکے رہنے والے مہمان کی خاطر داری نہ کرین اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اول دونون پیغمبرون نے مردون سے کھانا طلب کیا جب مردون نے نہ دیا تب انپر لعنت کر کے عورتون سے طلب کیا ازانجملہ ایک عورت بربریہ نے کچھ کھانا کھلایا تب آگے کو چلے وقت صبح کا تھا کہ ایک دیوار آتی یہ مین

اور ترمذی کی روایت مین بھی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح آیا ہی وہو الصحیح لان سیاق الآیۃ
یدل علی ذلک اور اس صورت مین اگر اس خزانہ مین لوح بھی ہو تو عجب نہین **فائدہ** اس قصہ مین کئی فائدے

ف فوائد قصہ

عمدہ ہین اول یہ کہ علم کے واسطے سفر کرنا مستحب ہی دوسرے طلب علم مین صبر کرنا مصائب مکروہات پر لازم
ہی بدون اسکے علم نہین آتا جلد بازی سے محروم رہتا ہی تیسرا یہ کہ عالم کو گھمنڈ کرنا نہ چاہیئے گو کتنا ہی بڑا عالم ہو
کیونکہ جہان مین ایک سے ایک زیادہ موجود ہی چوتھا یہ کہ استاد کو چاہیے کہ تین خطائین شاگرد کی معاف کرے
بعد اسکے اختیار رکھتا ہی چاہے اسکو ساتھ رکھے اور چاہے جدا کرے پانچوان یقین کرے کہ خدا کا کوئی فعل خالی
حکمت سے نہین ہوتا گو اسکی حکمت ہماری سمجھ مین نہ آوے جس طرح کشتی کا توڑنا اور غلام کا مارنا اور گرتی دیوار
کا بنا دینا سراسر حکمت تھا پس مسلمان کو لازم ہی کہ خدا کے کام مین راضی رہے خواہ اسکی مرضی کے موافق ہو
خواہ مخالف اسواسطے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ **فائدہ** قسطلانی شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین کہ خضر

ف تحقیق لفظ خضر

بفتح خاء و کسر ضاد ہی و بکسر خاء و سکون ضاد بھی ہی اور اسم مبارک انکا بلیا ابن ملکان ابن فالغ ابن عابر ابن شالخ
ابن ارفخشد ابن سام ابن نوح ہی اور لنظم الجواہر مین ہی کہ نام خضر بلیا بموحدہ مفتوحہ و سکون لام و یاء تحتیہ ہی اور
بعض کے نزدیک الیسع اور بعضے الیاس اور بعض عامر بعض خضرون و بعض ارمیا کہتے ہین اور کنیت ابو العباس
اور لقب خضر ہی اور جو بیان کرتے ہین کہ اولاد فارس سے تھے یا حضرت الیاس کے بھتیجے تھے یا بنی اسرائیل مین
سے تھے جس طرح اخبار الدول مین بروایت ابن اسحاق بعد ارفخشد کے ابن افرائیم لکھا ہی یا کسی بادشاہ
کے بیٹے تھے یا اسکندر کے خالہ زاد بھائی تھے جیسا مسعودی نے اخبار الزمان مین لکھا ہی وہ سب ضعیف
ہی قابل اعتبار نہین لیکن جو بعض اہل حدیث نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹون مین بیان کیا ہی اسکا عجب نہین اور
وجہ ملقب بخضر ہونے کی محققین نے یون بیان فرمائی ہی کہ آنجناب جس جگہ جلوس فرماتے تھے وہان سبزہ اگتا
تھا چنانچہ حضرت مجاہد سے روایت ہی کہ حضرت خضر جہان نماز مین مشغول ہوتے تو جاے سجدہ اور اطراف
حصیر مین سبزہ جم جاتا تھا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انما
سمی خضر لانہ جلس علی فروۃ بیضاء فاذا ہی تہتز تحتہ خضراء یعنی خضر بیٹھے پتھر سفید پر اور اسیوقت انکے نیچے سبزہ
اگا اور زمانہ حضرت خضر بروایت بعض بعد حضرت صالح پیش از ابراہیم تھا اور بعض بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام
بیان کرتے ہین الغرض تعین زمان مین اختلاف ہی بیضاوی مین ہی کہ افریدون کے وقت مین تھے اور ذوالقرنین
اکبر کے ساتھ سیر ربع مسکون مین موجود تھے اور حضرت موسے علیہ السلام کے عہد تک ظاہر رہے معالم التنزیل مین
ہی کہ جب ذوالقرنین بطلب آب حیات روانہ ہوا تو خضر علیہ السلام آگے تھے کہ انکو وہ چشمہ ملا انھون نے اس سے
پانی پیا اور غسل فرما کر دوگانہ شکر ادا کیا اور درازی عمر پائی اور ذوالقرنین محروم واپس آیا کاتب الحروف کے
نزدیک یہ قول ضعیف ہی اگر ہمراہی سکندر اکبر یا سکندر رومی پر مامور ہوے ہون تو عجب نہین ہی لیکن آب حیات سے
درازی عمر کا پانا مستحسن نہین ہی کیونکہ حضرت ادریس اور حضرت عیسی و الیاس علیہم السلام کہان آب حیات تلاش

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہے کیونکہ قرارت ابن عباس مین وکان امامہم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا واقع ہوا ہے انکے
نزدیک نام اُس بادشاہ کا جلیدا بن کرکر تھا اور محمد ابن اسحاق کے نزدیک متولد ابن جلندا زدی ہے اور شعیب ابن
جبائی کے نزدیک ہدد ابن بدد اول بہاے ہوز و دالین مہملتین مع ثانی بباے موحدہ و دالین کذا فی الاتقا موسی در
شعیب کے نزدیک مالک کشتی کے دس بھائی تھے پانچ لنجے اور پانچ ملاحی کرتے تھے پھر حضرت خضر نے کہا واما الغلام
فکان ابواہ مؤمنین فخشینا ان یرہقہما طغیانا وکفرا فاردنا ان یبدلہما ربہما خیرا منہ زکوۃ واقرب رحما یعنی وہ جو لڑکا
تھا سو اُسکے والدین ایمان دار تھے ہم ڈرے کہ انکو عاجز کرے زبردستی اور کفر کرکے پھر ہمنے چاہا کہ بدلا دے
اُنکو انکا رب اس سے بہتر ستھرائی مین اور لگاؤ رکھتا محبت مین یعنی اگر وہ جوان ہوتا تو بدراہ وموذی ہوتا ماں باپ
اُسکے ساتھ خراب ہوتے اور وہ اپنے دین مین ملاتا یا وہ دونوں شفقت سے اُسکے کفر پر راضی ہوجاتے لہذا ہمنے
بحکم خدا مار ڈالا چنانچہ روایت ہے کہ اُسکے عوض اللہ نے ایک بیٹی بخشی مسماۃ حیہ وہ ایک نبی کے نکاح مین آئی کہ اس سے
ایک نبی پیدا ہوا نام نبی کا علی الاختلاف اشمویل یا شمعون تھا و بروایت جعفر ابن محمد اسکے بطن سے ستر نبی پیدا
ہوے اور ابن جریج کی روایت ہے کہ مقتول کی عوض اللہ نے پھر بیٹا مسلمان عنایت کیا والاول ہو الصحیح
بعد ازان حضرت خضر نے دیوار کا حال فرمایا کہ اللہ صاحب سورۂ کہف مین حکایت فرماتے ہین واما الجدار فکان
لغلامین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لہما وکان ابوہما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشدہما ویستخرجا کنزہما رحمۃ
من ربک وما فعلتہ عن امری یعنی وہ جو دیوار تھی سو دو یتیموں کی تھی رہتے اُس شہر مین اور اُسکے نیچے مال
گڑا تھا اور اُنکا باپ تھا نیک سو چاہا تیرے رب نے کہ وہ پہونچین اپنے زور کو یعنی اٹھارہ برس کو اور
نکالین اپنا مال گڑا اور یہ بات ازروے مہر تیرے رب کی ہوئی اور مین نے نہین کیا اپنی طرف سے ولہذا
مزدوری نہین لی معالم مین ہے کہ دونوں لڑکوں کا صریم واصرام نام تھا اور باپ کا کاسح یہ شخص متقی و پرہیزگار
تھا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اُسی کی پرہیزگاری سے یہ حفاظت ہوئی اور نظم الجواہر مین ہے کہ کاسح ذات
کا جولاہہ تھا اور بعض کے نزدیک کاسح پدران دونوں غلاموں کا نہ تھا بلکہ ان دونوں تک سات پشت کا
فصل تھا محمد ابن المنکدر فرماتے ہین کہ صلاح و تقویٰ کا اثر سات پشت تک رہتا ہے اور یہ تو ظاہر اور تجربہ اسپر
شاہد ہے کہ مرد صالح و متقی کی برکات سے اہل محلہ بلاؤن سے محفوظ رہتے ہین فائدہ اختلاف ہے کہ اُس دیوار
کے نیچے کیا چیز تھی سعید ابن جبیر فرماتے ہین کتب علمیہ تھین اور حضرت ابن عباس کے نزدیک لوح طلائی تھی ایک
طرف اسکے لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم عجبا لمن ایقن بالموت کیف یفرح عجبا لمن ایقن بالقدر کیف
یحزن عجبا لمن ایقن بالرزق کیف یتعب عجبا لمن ایقن بالحساب کیف یغفل عجبا لمن ایقن بزوال الدنیا
وتقلبہا باہلہا کیف یطمئن الیہا اور دوسری جانب لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ انا اللہ لا الہ الا انا وحدی
لا شریک لی خلقت الجن والانس فطوبی لمن خلقتہ للخیر واجریتہ علی یدیہ والویل لمن خلقتہ للشر واجریتہ علی یدیہ
یہ قول ہے اکثر اہل تفسیر کا اور نزدیک عکرمہ کے مال و خزانہ گاڑا تھا اور یہی روایت ہے ابی درداء صحابی کی

فـ
اثر صلاح و تقویٰ
کا ہفت پشت
تک رہتا ہے

وہ جاہل ہی چنانکہ فصل الخطاب مین مذکور ہی اور جو محقق فیروزآبادی سفر السعادت مین فرماتے ہین کہ درباب عمر خضر والیاس حدیثی صحیح ثابت نشدہ سو غالباً اس محقق کے طریق پر ثابت نہوئی ہوگی ورنہ محقق جذری حصن حصین مین مستدرک حاکم سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت رسول الثقلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ایک مرد جسیم صبیح الوجہ سفید ریش مجمع اصحاب مین آیا اور رویا پھر تعزیت کر کے چلا گیا بعد ازان حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ اور ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ مرد سفید ریش جسیم وصبیح حضرت خضر علیہ السلام تھے اسی طرح سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع مین ملاقات حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی حضرت خضر علیہ السلام سے مفصل بیان کی ہی اور تنزیہ الشریعہ مین بھی چند احادیث ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کی حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وغیرہ اصحاب سے نقل کی ہین کہ بسبب کثرت طرق مرتبہ صحت کو پہونچتی ہین اور ملاقات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت خضر علیہ السلام سے قطعی یقینی ہی اور ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ لوکان الخضر حیا لزارنی یعنی اگر خضر زندہ ہوتا تو میری زیارت کرتا اول رفع اس حدیث کا بطریق معمول اہل حدیث حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ثابت نہین ہوتا بلکہ یہ قول اسی کا معلوم ہوتا ہے جو منکر حیات خضر علیہ السلام کا ہی دوسرے اگر رفع اسکا چنانکہ باید ثابت بھی ہوجائے تو محتمل ہی کہ یہ سخن قبل از ملاقات خضر کے ہوگا کیونکہ اکثر احادیث حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہین کہ بعض مشائخ اہل حدیث نے انکو سنا ہی اور اپنی کتابون مین لکھا ہی کہ تتبع وتصفح کتب حدیث سے واضح ہوتا ہی اور شیخ احمد ابن ابی بکر ابن محمد محدث نے مع سند انہین حدیثون کو ایک کتاب مین جمع فرمایا ہی جسکو ضرورت ہو اسکو ملاحظہ کرے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال قصہ ہلاک قارون تفاسیر مین لکھا ہی کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ مع حضرت یوشع ابن نون علیہما السلام حضرت خضر علیہ السلام سے اسرار علمی سنکر رخصت ہوے اور مصر مین تشریف لائے و بعد چندے قارون ابن یصہر منافق کی ہدایت پر مصروف ہوے معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا یعنی قارون ابن یصہر ابن قاہث ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام اور موسےٰ ابن عمران ابن قاہث ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام و بروایت ابن اسحٰق مطلبی یہ قارون عمران پدر موسےٰ علیہ السلام کا بھائی تھا اور عمران وقارون دونون یصہر کے بیٹے تھے مگر بنی اسرائیل سے نہ تھے اور بعض کہتے ہین کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا بھانجا تھا یعنی مسماۃ کلثم کا بیٹا تھا لیکن صحیح یہ ہی کہ قارون حضرت موسےٰ علیہ السلام کا بھائی چچیرا تھا اور بسبب حسن صورت اور نور بشرہ کے اسکو منور مشہور کرتے تھے بجز حضرت موسےٰ وہارون علیہما السلام کے یہ مردک توریت خوب پڑھتا تھا جب تک فقیر و محتاج بے مایہ و ذلیل رہا تب تک متواضع اور متخلق باخلاق حمیدہ رہا اور جب مالدار ہوا تو بگڑ گیا یہان تک کہ اسنے کپڑے اپنے اوروں سے ایک ایک بالشت بڑھا دیے تھے تذئیل یہ بات دلالت نخوت وکبر پر کرتی ہی حدیث شریف

احوال قارون

کرنے گئے تھے زندگی اِس گروہ بزرگ کی مشاہدہ حضرت حق ہی کہ تجلی دائمی اسم یاحی سے زندۂ جاوید ہوتے ہین
اور ملاحظہ کتب صحیحہ حضرات صوفیہ صافیہ علیہم الرحمۃ والرضوان سے عیان ہی کہ حضرت خضر علیہ السلام قبل نزول
وحی و بعد نبوت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت مین رہا کرتے تھے اور بیمار بھی ہوتے ہین اور معالجہ بنا
کرتے ہین چنانکہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ مین شہر والون نے آپس مین فساد کیا خضرؑ بھی انمین تھے ایک پتھر انکے سر
مین بھی لگا تین مہینے تک اُسکی تکلیف رہی تھی اور قبل بعثت آنحضرت صلعم پانسو برس کے بعد دندان مبارک
انکے از سر نو نکلتے تھے اور بعد بعثت ایک سو بیس برس کے بعد نکلنے لگے تھے اور آنجناب نیک خلق و جوانمرد
و مشفق تمام خلائق کے ہین اور جود و عطا مین بے نظیر انتیار آپ کی عادت ہی علم کیمیا سے بخوبی آگاہ اور
خود قرض لیتے دیتے ہین اور بازار مین دلالی بھی کرتے ہین اور اجرت پر کام کرتے ہین شیخ علاء الدولہ سمنانی
عروہ مین لکھتے ہین کہ دس اصحاب حضرت خضرؑ کے ساتھ رہتے ہین اور اکثر مصاحب بدال و قطب کے رہتے
ہین صحیح یہ کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی معمر و محجوب قیامت تک ہین بعد رفع قرآن شریف وفات پاوینگے
اور بعض کہتے ہین کہ حضرت خضر علیہ السلام جانب بنی کنانہ رویا مین برسالت و پیغمبری مبعوث ہوے تھے اور
بعض حضرت خضرؑ کو ولی کہتے ہین اور بعض فرشتہ اور بعض انکو رجال اللہ امت محمدیہ مین شمار کرتے ہین حافظ
ابن حجر و سخاوی و قسطلانی و جمہور علما و حضرات صوفیہ صافیہ بالاتفاق قائل ہین کہ حضرت خضر علیہ السلام اب تک
بقید حیات ہین اور یہ امر مثل آفتاب روشن ہی مگر اکثر محدثین مثل بخاری و ابن مبارک و ابن جوزی حیات
خضر علیہ السلام کا انکار کرتے ہین اور دلیل انکی ایک حدیث ہی جسکو حضرت صلعم نے قریب رحلت فرمایا
کہ ہر ایک جاندار جو روے زمین پر ہی بعد سو برس کے زندہ نہ رہیگا لیکن اس حدیث مین اہل تحقیق
فرماتے ہین کہ اُسوقت حضرت خضر علیہ السلام دریا مین فرض کیے گئے تھے نہ زمین پر اور ارشاد جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم مردم روے زمین کے واسطے تھا نہ اوروں کے واسطے اور تفسیر معالم التنزیل مین کریمہ
وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد دلیل نفی حیات حضرت خضر علیہ السلام کی لکھی ہی لیکن اس آیۃ مین احتمال تاویل ظاہر تر
ہی کیونکہ لفظ بشر واسطے اُن لوگون کے بولی جاتی ہی جو کہ نظر آتے ہین بلاتامل اور ہر ایک سے ملاقات کرتے
ہین اور ہر ایک اُنسے ملاقات کرسکتا ہی اور بیتوتت و خانہ داری زمین پر کرتے ہین اور حضرت خضر علیہ السلام
کے احوال ان سب امور کے خلاف ہین قطع نظر اس سے ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کی اولیاؤن سے
مرتبہ شہرت کو پہونچی ہی بلکہ بحد تواتر اور قصص و حکایات اُس ملاقات کے حیطۂ شمار سے افزون ہین چنانکہ حضرت
غوث الثقلین محبوب سبحانی اور حضرت نظام الدین زری زربخش بداؤنی کے پاس تشریف لانا و علی ہذا اکثر
سالکین طریقت و واقفین حقیقت سے ملاقات کرنا اور اعمال خیر کی ترغیب دینا اور وصول الی اللہ کے
حصول پر تحریص کرنا نہایت مشہور ہی اور کتب حضرات صوفیہ صافیہ علیہم الرحمۃ مین مذکور ہی اور شیخ علاء الدولہ
سمنانی کہ قدوۂ ارباب کشف و کمال سے ہین فرماتے ہین کہ جو شخص وجود حضرت خضر علیہ السلام کا انکار کرتا ہی

ف　مصاحبت خضر با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بعضے کہتے ہین کہ قارون نے کہا کہ مین تم سب سے زیادہ توریت کو جانتا ہون اس باعث سے اللہ نے مجکو
تمپر از روے مال فضیلت دی ہر اور بعضے کہتے ہین کہ مجکو کئی قسم کے کسب آتے ہین اُس سے یہ مال
حاصل ہوا ہر اور بعض کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خزانون سے واقف ہوگیا تھا سو اُنکو
اُٹھا لایا تھا اور سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم کیمیا
بتلایا تھا سو حضرت نے ایک تہائی یوشع ابن نون کو سکھلایا اور ایک تہائی کالب بن یوقنا کو اور ایک
تہائی قارون کو مگر قارون نے فریب سے حضرت یوشع اور یوقنا کا بھی علم سیکھ لیا اور مالدار ہوگیا اور جو
لوگ کہتے ہین کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا بیٹا تھا وہ کہتے ہین کہ حضرت نے اپنی بہن کو علم
سکھایا تھا وہی قارون نے اپنی مان سے سیکھ لیا بالجملہ اسی عرصہ مین شنبہ کے دن قارون نے سرخ کپڑے
پہنے اور سفید اونٹ پر سوار ہوا اور ستر یا نوّے ہزار سوار گھوڑون کے سب پوشاک ارغوانی پہنے ہوے
ساتھ ہوے اور تین سو یا ہزار عورت خوبصورت سرخ کپڑے سفید موزے پہنے انواع زیورات سے آراستہ
سفید اونٹون پر سوار ہمراہ رکاب سیر کنان قوم بنی اسرائیل کی طرف آیا تو اُنمین جو لوگ طالب دنیا تھے
حُب دنیا مین یون اُٹھے کہ سورۂ قصص مین ارشاد ہوا قال الذین یریدون الحیٰوۃ الدنیا یا لیت لنا مثل ما اوتی
قارون انہ لذو حظ عظیم وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن وعمل صالحا ولا یلقٰہا الا الصابرون
یعنی کہنے لگے جو طالب تھے دنیا کی زندگی کے ای کاش کسی طرح ہمکو ملے جیسا کچھ ملا ہر قارون کو بے شک
اُسکی بڑی قسمت ہر اور بولے جنکو ملی تھی بوجھ آئی خرابی تمھاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہر اُنکو جو یقین لائے اور کیا
اچھا کام اور یہ بات اُنھین کے دل مین پڑتی ہر جو سہنے والے ہین حقیقت مین دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے
ہین جنسے محنت سہی جاتی ہر اور بے خبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو کرتے ہین اور نادان آدمی دنیا دار
کی آسودگی کو جانتا ہر کہ اسکی بڑی قسمت ہر مگر اُسکے مکر کو اور آخرت کی ذلت کو اور ہزار جگہ کی خوشامد کو نہین
دیکھتا اور یہ نہین دیکھتا کہ دنیا مین آرام ہر تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹتے ہین ہزارون برس
القصہ قارون عیش اور عشرت مین بسر کرتا اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے دل مین بغض اور
حسد رکھتا اول طغیان اور عصیان قارون سے یہ ہوا کہ جب اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد
کیا کہ اپنی قوم کو کہو کہ چادرون مین چارون طرف آسمانی رنگ کے ڈورے لگا دین تا کہ اُنکو دیکھکر آسمان کو
دیکھین اور معلوم کرین کہ مین نے توریت اسی سے نازل فرمائی ہر تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی
ساری چادر رنگ لینے کا اگر حکم ہو تو بہتر ہر اسلیے کہ بنی اسرائیل سبز ڈورون مین اپنی حقارت سمجھین گے
اور یہ حکم بھی چھوٹا ہر ارشاد ہوا کہ میرا حکم چھوٹا نہین ہر دیکھو چھوٹے حکم کی اگر تقدیم کرین تو بڑے حکم مین بھی
پہلوتہی نکرینگے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے حکم دیا کہ اپنی چادرون مین سبز ڈورے باندھو کہ
جب اُسکو دیکھو تو اپنے رب کو یاد کرو بنی اسرائیل نے فرمانبرداری کی اور قارون نے انکار کرکے اپنا منھ

یمن وارد ہی لا ینظر اللہ یوم القیامۃ الی من جر ثوبہ خیلاء یعنی نہ دیکھیگا اللہ قیامت کو اُسکی طرف جو شخص دراز کرے
اپنا کپڑا یہانتک کہ گھسٹتا چلے یعنی بنظر رحمت وعنایت نہ دیکھے گا یہ حدیث بخاری ومسلم نے عبداللہ ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی جاننا چاہیے کہ لفظ ثوب عام ہی خواہ تہ بند ہو یا جامہ یا کرتہ یا انگرکھہ یا قبا یا فرغل
بہ سبب منع مین داخل ہین اسی طرح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ما اسفل من الکعبین من الازار
فھو فی النار رواہ البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ یعنی جو چیز نیچی ہو ٹخنے سے از قسم ازار کے وہ آگ مین ہی
مراد یہ ہی کہ ٹخنے سے نیچے جتنے ٹکڑے قدم پر ازار لٹکتی ہی وہ آگ مین ہی یعنی دوزخ مین ڈالا جاویگا اور بعضون
نے کہا ہی یہ فعل مذموم ہی اور افعال اہل دوزخ سے ہی اور ذکر درازی کا اکثر حق ازار مین آیا ہی اور وعید
شدید اسمین وارد ہوئی ہی حتے کہ ایک شخص نیچے پانیچے والا نماز پڑھتا تھا اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اعادہ وضو کا حکم دیا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ شعبان کی شب پانزدہم مین سب بخشے جاتے ہین مگر
نافرمان بردار والدین و دائم الخمر و نیچے پانیچے والا پس اولویت ازار کی نصف پنڈلی تک ہی اور رخصت
ٹخنون کے اوپر تک ہی اور حکم دامن قبا و پیراہن کا بھی یہی ہی اور سنت آستینون مین بند دست تک ہی اور
اسبال عمامہ کی نصف پشت تک رخصت ہی اور زیادہ بدعت اور یہ فراخی و درازی کہ بعضے شہرون عرب
مین متعارف ہوئی ہی خلاف سنت ہی اور جو درازی بطریق تکبر ہی وہ حرام ہی اور جو کہ بطریق عرف و عادت
شایع ہو وہ مکروہ ہی مگر عورتون کے واسطے ایک بالشت یا دو بالشت کی زیادتی مستحب ہی بقصد ستر پس
قارون کی زیادتی بطریق تکبر تھی نہ کسی اور سبب سے کیونکہ وہ مردود بسبب کثرت مال کے کسی کو موجود
نہ جانتا تھا اور کثرت مال اس مرتبہ کو پہونچی تھی کہ اُسکے خزانہ کی کنجیان پندرہ آدمی یا چالیس یا ساٹھ لیکر چلتے تھے
چنانچہ ارشاد ہوتا ہی واتیناہ من الکنوز ما ان مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ اولی القوۃ یعنی دیے تھے ہمنے اُسکو خزانے
اتنے کہ اُسکی کنجیون سے تھکتے کئی مرد زور آور عصبہ مجاہد کے نزدیک دس سے پندرہ تک اور نزدیک ضحاک
کے تین سے دس تک اور قتادہ کے نزدیک دس سے چالیس تک بولتے ہین وہو الاصح الغرض قارون نخوت
و کبر مین بسر کرتا تھا اور کارخانہ قضا و قدر سے غافل تھا ایک دن مومنون نے براہ نصیحت اُس سے کہا لا تفرح
ان اللہ لا یحب الفرحین وابتغ فی ما اتاک اللہ الدار الآخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن
اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین یعنی مت اترا کہ اللہ کو نہین بھاتے اترانے
والے اور پیدا کر اُس سے جو اللہ نے دیا ہی پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے اور نیکی کر جیسے اُسنے نیکی کی
تجھسے اور نہ ڈال خرابی ملک مین اللہ کو بھاتے نہین خرابی ڈالنے والے حاصل یہ کہ موسیٰ سے ضد نکر اور اپنے حصہ
کے موافق لے اور خدا کی راہ مین صرف کر اور اللہ کا شکر کر صحت و عافیت پر اُنکے جواب مین بولا کما قال اللہ
انما اوتیتہ علی علم عندی یعنی یہ تو مجکو ملا ہی ایک ہنر سے جو میرے پاس ہی کچھ خدا نے نہین دیا ہی جو مین شکر کرون
اور راہ خدا مین صرف کرون اور حقدارون کا حق دون مفسرین نے اختلاف کیا ہی کہ اس جگہ کون علم مراد ہی

نے کہا بنی اسرائیل کو یہ گمان ہی کہ تونے فلانی عورت سے زنا کی ہی حضرت موسیٰ نے فرمایا معاذ اللہ تو اُسکو
طلب کر کہان ہی حاضر ہو کر بیان کرے چنانچہ مسماۃ مُنیرہ اُسی محفل مین حاضر آئی حضرت نے فرمایا کہ ای منیرہ تجکو
قسم ہی اُس خدا کی جسنے دریا کو پھاڑا اور توریت کو نازل کیا سچ بیان کر کہ مین نے تیرے ساتھ وہ کام کیا ہی جو
یہ لوگ کہتے ہین بولی ہرگز نہین سب افترا اور جھوٹھ ہی اور یہ سب لوگ جھوٹے ہین اس قارون نے مجکو سکھلایا
ہی اور رشوت دی ہی کہ تو حضرت موسیٰ کو اپنے ساتھ زنا کی تہمت کر سو مین باوجود اسکے کہ گنہگار بدکار ہون لیکن
ہرگز پسند نہین کرتی کہ آپ پر تہمت کرون اور یہ دونون تھیلیان اشرفی کی قارون کی دی ہوئی مُہری اسکی میرے
پاس موجود ہین بنی اسرائیل نے جب مُہر قارون کی دیکھی تو اُسکے مکر سے مطلع ہوے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام
سجدے مین گئے اور قارون کے شاکی ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا الٰہی اگر مین تیرا رسول ہون تو غضب نازل کر
ارشاد ہوا کہ مین نے زمین کو تیرے اختیار مین کر دیا ہی جو مرکوز خاطر ہو اُس سے ارشاد کر حضرت موسیٰ نے
بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ نے مجکو قارون پر اُسی طرح بھیجا ہی جس طرح فرعون پر بھیجا تھا اب جو شخص اُسکے
ساتھ رہا چاہے رہجائے اور جو علیحدہ ہوا چاہتا ہو نکل آوے یہ بات سُنکر سب بنی اسرائیل نکل آئے مگر دو شخص
باقی رہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو ارشاد کیا کہ یا ارض خذیہم ای زمین پکڑ انکو اُسوقت قارون
ایک تخت پر فرش مخملی بچھائے ہوے بیٹھا تھا زمین نے اُس تخت کو نگلا وہ تو غائب ہو گیا پھر قارون کو پانون
کی طرف سے نگل چلی اُس مردود نے شور مچایا اور امان مانگنے لگا پھر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یا ارض خذیہم یہانتک
کہ زانو سے سر تک زمین مین غائب ہو گیا اس درمیان مین ستر مرتبہ قارون نے اور اُسکے یارون نے استغاثہ کیا
لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام ملتفت نہوے اور مطلق غصہ حضرت کا فرو نہوا اور یہی فرماتے گئے کہ یا ارض خذیہم
یہانتک کہ داخل جہنم ہوا اُس وقت وحی آئی کہ ای موسیٰ قارون اور اُسکے یارون نے ستر بار استغاثہ کیا اور
تونے نہ سُنا قسم ہی اپنے عزت اور جلال کی کہ اگر مجھسے ایک مرتبہ استغاثہ کرتا تو مین اُسکا استغاثہ سُن لیتا اور بعض
آثار مین وارد ہی کہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ اب کسی کے حکم مین زمین کو نہ کرونگا القصہ بعد اس واقعہ کے سفہا بنی اسرائیل
آپس مین کہنے لگے کہ موسیٰ نے اسلیے دعا مانگی کہ قارون ہلاک ہو تو ہم اُسکا مال و اسباب تصرف کرین یہ کلام حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے سُنا تب واسطے رفع تہمت کے پھر دعا مانگی کہ یا الٰہی یہ مال و اسباب بھی زمین مین دھنس جائے
چنانچہ گھر اور مال ظاہر اور پوشیدہ سب زمین مین جاتا رہا معالم التنزیل مین قتادہؓ سے روایت ہی کہ قارون ہر روز
بمقدار اپنے جسم کے مع مال اور خزانہ زمین مین دھنستا ہی قیامت تک یونہی رہیگا جب نفخ صور کا وقت آویگا
قعر زمین مین پہونچیگا فرد گنج قارون کہ فرو میرود از قہر ہنوز خوانده باشی کہ ہم از غیرت درویشان ست چنانچہ
سورۂ قصص مین ارشاد ہوتا ہی فخسفنا بہ وبدارہ الارض فما کان لہ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من
المنتصرین واصبح الذین تمنوا مکانہ بالامس یقولون ویکان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر لولا ان
من اللہ علینا لخسف بنا ویکانہ لا یفلح الکافرون یعنی پھر دھنسا دیا ہم نے اُسکو اور اُسکے گھر کو زمین مین پھر نہ ہوئی اُسکی

پھیر لیا اور کہا کہ یہ نشانیان غلامون کی ہین مین تو نکرونگا دوسرے یہ کہ جب فرعون غرق ہوا اور بنی اسرائیل نے نجات
پائی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ریاست مذبح کی حضرت ہارون کے سپرد فرمائی کہ بنی اسرائیل اپنی قربانی
حضرت ہارون کے پاس لیجاتے اور حضرت ہارون اُسکو ذبح کرکے رکھدیتے آسمان سے ایک آگ آتی اُسکو
کھا جاتی یہ ریاست قارون کو سخت ناگوار ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا کہ تم پیغمبر ہوے اور ہارون کو
ریاست مذبح ملی مین کسی مین نرہا حالانکہ توریت کو مین خوب پڑھتا ہون اب مین صبر نہین کرسکتا حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے فرمایا کہ مین نے یہ ریاست ہارون کو نہین دی اللہ کی طرف سے اُنکو عنایت ہوئی ہو بولا کہ مین
نہین مانتا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے رئیسون کو جمع کرکے فرمایا کہ اپنی اپنی لاٹھیان لاؤ اور اُنکو
اپنے قبۂ عبادت مین بطریق کھیتی کے جماؤ جسکی لکڑی آگے اُسکا مرتبہ خدا کے نزدیک زیادہ سمجھو سب لوگ اپنی
اپنی لکڑیان لاکے بونے لگے حضرت ہارون نے بھی اپنی لکڑی گاڑی صبح کو حضرت ہارون کی لکڑی مین پتے
لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قارون مرتبہ ہارون کا دیکھ قارون نے کہا واللہ یہ سحر ہی اور اپنے
تابعین کے ساتھ قوم سے نکل گیا اور حضرت موسیٰ سے بگڑ بیٹھا مگر حضرت موسیٰ باوصف ایسی شرارت کے
بلحاظ قرابت ہر ایک امر مین رعایت کرتے پھر اس مردود نے گھر بنایا اُسکا دروازہ سونے کا لگایا اور دیوارین
اُسکی مطلا اور مذہب بنائین ہر روز بنی اسرائیل وہان جایا کرتے اور دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور قارون اُنکو
کھانا کھلاتا اور بنی اسرائیل کہ رکابی مذہب تھے شکایتین حضرت موسیٰ کی کیا کرتے حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہ فرماتے ہین کہ اس عرصہ مین حکم زکوٰۃ نازل ہوا قارون نے عذر کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون
سے یون مصالحہ کیا کہ ہزار درہم پر ایک درہم اور ہزار بکری پر ایک بکری دیا کرے اُسنے شمار کیا تو زر خطیر ہوا تب
بخل نے زکوٰۃ سے باز رکھا پھر بنی اسرائیل کو جمع کرکے کہنے لگا کہ تمنے موسیٰ کی اطاعت اور فرمان برداری
ہر ایک حکم مین کی ہو اب وہ چاہتا ہو کہ تمھارا مال تمسے لے لے بولے تو ہمارا سردار ہو جو تو فرما سو ہم کرین
کہنے لگا کہ مین موسیٰ کو رسوا کیا چاہتا ہون تاکہ پھر کوئی اُسکی بات نہ سُنے مسماۃ منیرہ قحبہ کو میرے پاس تک لاؤ تو
مین تدبیر کرون بنی اسرائیل تلاش کرکے حاضر لائے قارون نے اُس سے کہا کہ مین تجکو ایکہزار درہم یا ہزار دینار
یا طاس سونے کا عطا کرونگا یا اپنے محل مین داخل کرونگا تو کل کے دن جسوقت بنی اسرائیل جمع ہون حضرت
موسیٰ کو اپنے ساتھ زنا کی تہمت کرا اور دو ہمیانی اشرفی کی اُسی وقت دے دین اُسنے اقرار کیا دوسری
صبح کو قارون نے بنی اسرائیل کو جمع کیا حضرت موسیٰ بھی تشریف لائے قارون نے کہا بنی اسرائیل
چاہتے ہین کہ آپ وعظ فرمائین حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوکے فرمانے لگے کہ جو کوئی شخص چوری
کریگا اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور جو کوئی زنا کریگا پس اگر وہ شخص جورو والا نہین ہو تو سَو تازیانے مارونگا اور جو کتخدا
ہو اُسکو سنگسار کرونگا یہان تک کہ مرجائے اور جو کسی کو تہمت لگا دیگا اُسکو اسّی کوڑے مارونگا قارون نے اُن
سے کہا کہ اگر یہ سب گناہ تمسے ہو... تو کیا کرو حضرت نے فرمایا اگر مجھسے ہوے ہون تو بھی یہی حکم ہو قارون

یوشع ابن نون اور کالوب ابن یوقنا اور لوگون نے زور آوری وقد آوری عمالقہ بھی بیان کردی تب تو
بنی اسرائیل نامردی سے کہنے لگے یا موسیٰ ان فیہا قوما جبارین وانا لن ندخلہا حتی یخرجوا منہا فان یخرجوا منہا فانا
داخلون یعنی ای موسے وہان ایک قوم ہین زبردست اور ہم ہرگز وہان نجائینگے جبتک نکل چکین وہان
سے پھر اگر وہ نکلین وہان سے تو ہم داخل ہون قال رجلان من الذین یخافون انعم اللہ علیہما ادخلوا علیہم الباب
فاذا دخلتموہ فانکم غالبون وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین یعنی کہا دو مرد نے ڈرد الون مین سے خدا کی نوازش
تھی ان دو پر پیٹھ جاؤ اُنپر حملہ کرکے دروازے سے پھر جب تم اسمین پیٹھو تو تم غالب ہوا ور اللہ پر بھروسا کرو
اگر یقین رکھتے ہو یہ دو شخص حضرت یوشع اور کالوب تھے اللہ نے اُنپر نوازش یہ کی تھی کہ انکے واسطے نبوت
بعد حضرت موسیٰ کے ٹھہرائی تھی اور وہ دونون حضرت موسےٰ کے فرمانے پر قائم رہے تھے انھین دونون
نے اس طرح سمجھایا کہ تم لوگ بہت ہوا در عمالقہ تھوڑے جب تم ارادہ کروگے اور دروازے انکی مدد رفت
کے بند کردوگے تو وہ پریشان ہوکے نکل بھاگین گے با اینہمہ بنی اسرائیل سخت نامردی سے کہنے لگے
یا موسےٰ انا لن ندخلہا ابدًا ما داموا فیہا ای موسے ہم ہرگز نجائینگے ساری عمر جب تک وہ رہینگے اُسمین یعنے
تمھارا عجب احوال ہی کہ دو آدمیون کی بات پر خیال کرتے ہوا ور دس کا کہنا نہین مانتے ہم تو نجائین گے تو جا
یعنی فاذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون یعنی تو جا اور تیرا رب ور لڑ و دونون ہم اس جگہ بیٹھے ہین
اس مقام مین بعضے کہتے ہین کہ رب سے مراد ہارون علیہ السلام ہین کیونکہ رب بمعنی سید بھی آیا ہی اور ہارون
علیہ السلام حضرت موسےٰ علیہ السلام سے بڑے تھے اور کلمہ فقاتلا مؤید اس قول کا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ
رب بمعنی خدا ہی اس صورت مین یہ بدزبانی نسبت خدا اور رسول کے موجب کفر ہی اور اگر فرض کرین کہ رب سے
مراد ہارونؑ ہین تو بھی کمال بے ادبی ہی کہ پیغمبر کی رفاقت سے منھ موڑتے ہین بالجملہ اس بے ادبی سے حضرت
موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوے اور فرمانے لگے رب انی لا املک الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین
یعنی ای رب میرے اختیار مین نہین مگر میری جان اور میرا بھائی سو فرق کر تو ہم مین اور بحکم قوم مین
بعد اسکے خود بنفس نفیس مع حضرت ہارون علیہ السلام کے جانب شام روانہ ہوے اور یوشع ابن نون کو خلیفہ
کر گئے اور قوم بنی اسرائیل رات بھر جنگل مین جو مابین فلسطین وایلہ کے واقع ہی پھرتے رہے اور راہ کا نشان
نہین ملا جب اسی طرح کئی دن اتفاق پڑا تب حضرت یوشع علیہ السلام سے کہنے لگے کہ شاید حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے بددعا کی جو راہ نہین ملتی حضرت یوشعؑ نے کہا اب اسی جگہ صبر کر و اور توبہ و استغفار کرکے
پاک ہوا ور دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ موسیٰؑ و ہارونؑ کو تمھارے پاس پھیر لائے ان لوگون نے دعا شروع کی
اور حضرت موسیٰ علیہ السلام عوج ابن عوق کے شہر مین پہونچے وہان کے لوگ بڑے قد آور مہیب صورت
نظر پڑے پہلے حضرت موسیٰؑ کو خوف معلوم ہوا مگر نبوت کے زور سے آگے بڑھے تو عوج ابن عوق سے ملاقات
ہوئی یہ شخص بروایت صحیحہ بڑا قد آور قوی ہیکل شاید کہ حضرت آدم علیہ السلام کا نواسا تھا مسماۃ صفورا کا

جماعت جو مدد کرتی اُسکی اللہ کے سوا اور نہ وہ مدد لا سکا اور فجر کو لگے کہنے جو مناتے تھے اُسکا درجہ ارے خرابی یہ تو اللہ کھولتا ہی روزی جسکو چاہے اپنے بندون مین اور روکتا ہی اگر نہ احسان کرتا ہمپر اللہ تو ہمکو دھنسا دیتا ارے خرابی یہ تو بھلا نہین پاتے منکر بالجملہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اکثر امور سے فارغ ہوے تو حکم ہوا بیجا کہ بنی اسرائیل کو ملک شام مین لے جاؤ اور بیت المقدس کو عمالقہ سے جہاد کرکے چھین لو اور اُسی جگہ کو وطن اختیار کرو اب مصر مین رہنا مناسب نہین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین یعنی اے قوم داخل ہو زمین پاک مین جو لکھدی ہی اللہ نے تمکو اور اُلٹے نہ جاؤ اپنی پیٹھ پر پھر جا پڑوگے نقصان مین **فائدہ** یہ حکم سورۂ مائدہ مین ہی اسمین یہ حکمت تھی کہ اب بنی اسرائیل کا مصر پر قبضہ ہو گیا اور عیش وطرب کے طریقے اُنکو بخوبی معلوم ہوے کیونکہ فرعون اور فرعونیون کا تنعم اور تعیش دیکھا کیے ہین ایسا نہو کہین یہ بھی اس سرزمین مین عیاشی کرنے لگین اور کار جہاد اور قتال سے مُنھ پھیرین اور ریاضت اور مجاہدے مین غفلت اور تساہل اختیار کرین اسلیے نکل جانا انکا یہان سے بہتر ہی یا یہ حکمت تھی کہ ہر خاص وعام پر ظاہر ہو جائے کہ حضرت موسیٰ وہارون کو یہ منظور نہ تھا کہ فرعون کو مار کر اُسکا ملک و مال خود لے لین اور دنیا کی عزت حاصل کرین جیسا فرعون کو خیال تھا کہ بار بار کہتا تھا ان ہذان لساحران یریدان ان یخرجاکم من ارضکم بسحرہما یعنی یہ دونون ساحر ہین چاہتے ہین کہ نکالدین تمکو تمھاری زمین مین سے بزور اپنے سحر کے اور کبھو یون کہتا تھا ان ہذا لساحر علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم بسحرہ یعنی یہ ساحر بڑھا ہوا ہی چاہتا ہی کہ تمکو نکالدے تمھاری زمین مین سے اپنے جادو سے پس مرضی الٰہی یون ہوئی کہ ہلاک فرعون سے کسی طرح کا تمتع حاصل نہ کرین اور دنیا اور متاع دنیا سے انکی بے رغبتی ظاہر ہو مگر عامہ بنی اسرائیل پر کہ حب دنیا مین سخت مشغوف تھے اور زمین مصر کو لقمہ تر دودھ سمجھتے تھے مصر سے نکلنا بہت دشوار ہوا اور تعمیل حکم مین ایستادگی کرنے لگے مگر چار و ناچار ہمراہ رکاب ہوے جب چلے تو وحی ہوئی کہ بارہ سبط پر بارہ سردار مقرر کرو تاکہ یہ لوگ اُسکے حکم مین رہین چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ سردار مقرر کیے اُسی کا اشارہ ہوا ہی وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا یعنی اُٹھائے ہمنے اُنمین سے بارہ سردار غرضکہ چلتے چلتے کنعان مین پہونچے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نقیبون کو اطراف شام مین روانہ کیا تاکہ خبر لائین چنانچہ نقیب روانہ ہوے باہر شہر کے عوج ابن عوق لکڑیان چنتا تھا اُسنے سبکو لکڑیون کے گٹھے مین رکھ لیا اور اپنی جورو کے پاس لا کر کہنے لگا کہ یہ لوگ ہماری لڑائی کو آئے ہین پھر عوج نے چاہا کہ اُنکو پیرون سے پیس ڈالے سو عورت نے منع کیا اور کہا کہ انکو رہا کر کہ اپنے لشکر مین تیری خبر کرین چنانچہ عوج نے انکو چھوڑ دیا تو وہ لوگ شہر اریحا مین سیر کرتے رہے اور جبارین عمالقہ کو دیکھتے رہے اور بعد چندے وہ لوگ پھر آئے تو بڑے بڑے انگور اور انار لائے اور شام کی خوبیان بہت بیان کین اور زور آوری عمالقہ کی بھی کہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس قوم سے خوبی ملک کی بیان کرو اور دشمن کا حال مت کہو اُنمین سے دو شخص اس حکم پر رہے یعنی

تعین بارہ سردار

عوج ابن عوق

اگر کہین کہ یہ مبالغہ ہی تو ہم بھی کہتے ہین کہ مورخین اہل اسلام نے بھی مبالغہ کیا ہی اور توریت والی دیواروں سے بے
خرابی واقع ہوئی ہی الحاصل موسیٰ علیہ السلام عوج کو مار کر قوم مین تشریف لائے اور فرمایا کہ مین عوج کو مار آیا اب تم
باطمینان تمام میرے ساتھ چلو اور عمالقہ پر جہاد کر کے ارض مقدس لے لو کہ حکم خدا اسی طور سے ہی بولے ای موسیٰ
ہم تو اس جنگل سے نکل نہین سکتے ہر چند ہمنے چاہا کہ آپ کے پیچھے چلین لیکن راہ نہ ملی حضرت موسیٰ نے
فرمایا کہ اب سامان سفر درست کر کے میرے ہمراہ چلو سو بنی اسرائیل جمع ہو کر چلے مگر ایک شب روز پھرتے
رہے راہ نہ ملی لہذا حضرت موسیٰ نے جناب الٰہی مین دعا مانگی کہ یا الٰہی تو جانتا ہی کہ قوم چلنے پر مستعد ہی مگر
راہ نہین ملتی ارشاد ہوا فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ یتیہون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین یعنے
اب تو وہ اُنسے بند ہوا ہی چالیس برس سر مارتے پھرینگے ملک مین سو تو افسوس نکر بحکیم لوگون پر یعنی اب چالیس
برس تک خراب رہینگے اسی جگہ اسلیے کہ یہ لوگ نہایت بے ادب ہین کہ انھون نے کہا اذہب انت وربک
فقاتلا انا ہہنا قاعدون یہ سنکے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہایت رنج ہوا مگر تب آواز آئی لا تاس علی القوم الفاسقین
کیونکہ اُنکی یہی سزا ہی پھر اُسی جنگل مین کہ مابین ایلہ واردن و فلسطین واقع ہی بے آب و دانہ دھوپ مین
رہنے لگے یہ جنگل بارہ فرسنگ لمبا اور چھہ فرسنگ چوڑا تھا اور گرد اُسکے شہر آباد تھے لیکن یہ لوگ مقید تھے ہرگز
نکل نہ سکتے تھے آخر کار خیمہ اور شامیانہ بوسیدہ ہو کر پھٹ گئے تو زبان درازیون سے پیش آئے اور حضرت موسیٰ
سے شکایت کرنے لگے آنجناب نے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے ایک قطعہ ابر کا سفید و بار دبطور سائبان قائم کر دیا کہ دکو
دھوپ سے بچاؤ ہوتا اور رات کے وقت ایک نور تابان ظاہر ہوتا کہ تمام اہل لشکر اُسی کی روشنی مین اپنا کام کرتے
بعد اُسکے اور نعمتین دعاے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نصیب ہوئین کہ جو کپڑا بدن پر ہوتا وہ میلا نہوتا اور جو لڑکا پیدا
ہوتا وہ ملبوس بلباس ہوتا اور جتنا بڑھتا وہ لباس بھی بڑھ جاتا اور بال و ناخن ذرا بھی نہ بڑھتے بعد اُسکے کھانا خرچ
ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے من و سلوےٰ نازل ہونے لگا کہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک
من برستا کہ ہر واحد چار چار سیر اپنی چادر پر لے لیتا اور تمام روز مثل شکر کھایا کرتا اور تھوڑا دن باقی رہے
باد جنوب سلوےٰ جانور کو سواحل دریاے شور سے اُڑا لاتی اور لشکر بنی اسرائیل مین ڈالدیتی کہ وہ لوگ انکو پکڑکر
ذبح کرتے اور کباب بنا کر کھاتے اور بعض اہل تفسیر کہتے ہین کہ وقت شب من آسمان سے برستا اور گرد لشکر کے جمع
ہو رہتا صبح کو ہر واحد اپنی خوراک کے موافق چن لیتا اسی طرح چند روز گذرے تو بنی اسرائیل کہ از بس شوخ زبان
اور کلمہ دراز تھے کہنے لگے واللہ قد قتلنا حلاوتہ یعنی قسم خدا کی اسکی شیرینی نے ہمکو مار رکھا ہی یعنی کوئی چیز
سلونی نمکین ملے تو مزہ زبان کا بدلے روز میٹھا کھاتے کھاتے جی گھبرا گیا ہی تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
دعا مانگی کہ سلوےٰ جانور نازل ہونے لگے مگر صحیح یہ ہی کہ صبح کو من اور شام کو سلوےٰ اُترتا تھا اور یہ بات چھہ روز
علی التواتر تھی صرف شنبہ کے دن نہین لیکن بروز جمعہ شنبہ کا حق بھی نازل ہوتا تھا کہ دو دن تک کام آوے اور
حضرت نے فرما دیا تھا کہ جمعہ کو زیادہ برسے گا اُسکو شنبہ کے واسطے رکھ چھوڑیو مگر جو ہر روز برستا ہی اُسکو باسی

بیان نزول من

بیٹا عمر اُسکی تین ہزار چھ سو یا پانسو برس کی تھی اُسنے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حملہ کر کے کہا تو بنی اسرائیل کا سردار
ہی قبطیون کو تونے دریا مین غرق کیا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک عصا مارا کہ وہ کافر داخل نار ہوا اخبار
الدول مین عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت لکھی ہی کہ طول قامت عوج بن عوق تینتیس ہزار تین سو تینتیس گز کا تھا اور اسی
کتاب مین لکھا ہی کہ مچھلی پکڑ کر آفتاب سے بھونتا تھا اور جب کبھی کسی اہل شہر سے ناراض ہوتا تو اُس شہر کو پیشاب
سے بہا دیتا تھا اور کشتی نوح علیہ السلام کے ساتھ پھرتا تھا کاتب اوراق کے نزدیک یہ سب روایات مبالغہ بڑا ل
مین لائق اعتماد نہین صحیح اسی قدر ہی کہ عوج بن عوق مرد طویل القامت قوی ہیکل تھا اور یہ بھی اسی کتاب
مین لکھا ہی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آراضی کنعان مین مع لشکر نازل ہوئے تو بالق ابن صافون سلطان
عمالقہ اور جبابرہ نے دیکھا اور مقدار لشکر عرضاً و طولاً ایک فرسخ تخمیناً تجویز کر کے ایک پتھر اتنا ہی لمبا چوڑا ایک
پہاڑ سے لایا اور چاہتا تھا کہ اُس سے تمام اہل لشکر کو ہلاک کر دے حضرت منتقم جبار نے ہدہد کو بھیجا اُسنے ایک
پتھر کہ اُسکی منقار مین تھا مارا کہ وہ پتھر ٹوٹ کر مثل طوق بادشاہ کا گلو گیر ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی
لیکر سامنے آئے اور عصا حضرت کا دس گز کا تھا اور قد شریف بھی دس گز کا اور دس گز اُچھلنے کی طاقت
رکھتے تھے سو آنجناب نے دس گز اُچھل کر ایک عصا مارا کہ اُسکے ٹخنے پر ضرب لگی اور وہ مردود مر کر زمین پر گر پڑا کاتب
اوراق لکھتا ہی کہ اس روایت کو اکثر اہل تاریخ بمقابلہ عوج ابن عوق لکھتے ہین اور صحیح یہی قول اکثر معلوم ہوتا ہی
جس طرح قصہ بلعم باعور بعضون نے اسی لشکر کے مقابلے مین بیان کیا ہی حالانکہ اہل تحقیق نے اُسکو لشکر یوشع
علیہ السلام کے مقابلے مین لکھا ہی اگر کہا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بلا دعوت کس طرح عوج کو مارا
تو جواب یہ ہی کہ یہ عوج حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے کافر تھا اور اپنے زور و طاقت پر سخت مغرور و متکبر
تھا اسی سبب سے اُسنے کسی نبی کو نہین مانا اور حضرت موسیٰ کے عہد مین جب بارہ نقیب خبر لینے کو گئے تو
اُسنے اُنکو گرفتار کیا اور گھر لیجا کر زمین پر گرایا اور چاہا کہ اُنکو پیس ڈالون اُسکی عورت نے منع کیا اور کہا اِنکو چھوڑ
دے تاکہ تیرا حال موسیٰ سے کہین کہ اُسنے چھوڑ دیا ان نقیبون نے سارا حال بیان کیا لہذا حضرت نے اُسکو مارا
اور بعض کہتے ہین کہ بعد دعوت ایمان کے قتل کیا ورائے اسکے وہ بارہا درپئے قتل حضرت موسیٰ علیہ السلام
آیا تھا اگر مسلمان بھی تھا تو کافر ہو گیا اور قتل اُسکا لازم ہوا فائدہ ترجمۂ توریت سے بھی قد آوری عمالقہ
معلوم ہوتی ہی چنانچہ کتاب استثنا کے باب اول مین موجود ہی کہ ہم کہان چڑھین ہمارے بھائیون
نے یون کہکر ہمین بیدل کر دیا ہی کہ وہ لوگ ہم سے بڑے اور لمبے ہین اور شہر اُنکے بڑے ہین جنکی دیوارین
آسمان تک ہین اور ہمنے بنی عناق کو وہان دیکھا ہی انتہےٰ یہ مقولہ بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ سے بلا شبہہ
ہی کہ ہماری تواریخ سے بھی اُسکی تصدیق ہوتی ہی اگر با این ہمہ نصاریٰ اپنی حماقت سے اعتراض کرین کہ
اہل اسلام کی کتابون مین عوج ابن عوق کا قد نہایت طویل لکھا ہی سو غلط ہی اتنا بڑا قد نہ تھا یہ اعتراض اُنپر
پلٹ پڑتا ہی کیونکہ دیوارون کا آسمان تک ہونا کب صحیح ہی کیونکہ جب قد لمبا ہوگا تب دیوارین بلند ہونگی

جنگلی بیر اور غلہ خودرو جیسے شالغ اور کو ورم وغیرہ لیکن مراد حدیث کی یہ نہین ہی کہ کھنبی وغیرہ جنس من بنی اسرائیل
سے ہی اسواسطے کہ بروایات صحیحہ ثابت ہی کہ من بنی اسرائیل وہی من حقیقی تھا چنانچہ تراجم تورات وغیرہ مین
شکل اور چہرہ اُسکا بہ تشریح مذکور ہی اور تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ ترنجبین سفیدی مین مانند برف اور شیرینی مین شبیہ قند
کے تھی تا وقت طلوع آفتاب آسمان سے برستی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ کسی درخت کا پھل تھا گوند کی صورت نہایت شیرین
اور صافی اور پاکیزہ اور بعضے کہتے ہین زنجبیل ورنان تنک تھی والصحیح ان المن ما من اللہ بہ علی عبادہ اور حقیقت
سلویٰ کی یہ ہی کہ سلویٰ ایک جانور ہی دریائی کہ اُسکو قتیل الرعد بولتے ہین یعنی کنجشک سے بڑا تیہو سے چھوٹا کشف الاسرار
مین لکھا ہی کہ رنگ اُسکا سرخ اور گوشت اُسکا مثل گوشت کبک کے ہوتا ہی آواز رعد سے بسبب ضعف قلبی کے مرجاتا
ہی اور اطبا نے اُسکا فائدہ سوائے اور فوائد کے یہ بھی لکھا ہی کہ دل سخت کو نرم کردیتا ہی پس اس جانور کے
بھیجنے مین یہ حکمت ہی کہ اسکے کھانے سے دل مین نرمی آوے تا کہ اخلاق درست ہوون اور بنی اسرائیل بد اعتقاد
اور سخت دل تھے اسلیے حکمت الٰہی متقاضی ہوئی کہ استعمال من سے اعتقاد پاک ہو اور گوشت سلویٰ سے
دل نرم ہو بعد اُسکے اسی سفر مین پانی نہ ملا اور بنی اسرائیل پیاسے ہوے اور اس قوم مین بارہ گروہ تھے کسی
مین لوگ زیادہ کسی مین کم سو حضرت موسیٰؑ کی دعا سے ایک پتھر سے بارہ چشمے نکلے ہر قوم کے موافق ایک چشمہ
جاری ہوا چنانچہ سورۂ بقر مین ارشاد ہوا واذ استسقی موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ
عینا قد علم کل اناس مشربہم کلوا واشربوا من رزق اللہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین یعنی جب پانی مانگا موسےٰ
نے اپنی قوم کے واسطے تو کہا ہمنے مار اپنے عصا سے پتھر کو پھر بہ نکلے اُس سے بارہ چشمے پہچان لیا ہر قوم نے
اپنا گھاٹ کھاؤ اور پیو روزی اللہ کی اور نہ پھرو ملک مین فساد مچاتے اس آیت سے معلوم ہوا کہ استسقا
یعنی استغفار اور توبہ اور اظہار عجز وقت طلب پانی کے پیغمبرون کی سنت موکدہ ہی اور جو اس طریق خاص
سے پانی عنایت ہوا تو سبب اُسکا یہ تھا کہ حضرت موسیٰؑ نے خاص اپنی ہی امت کے واسطے پانی مانگا تھا
اور ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عالم کے واسطے درخواست کی تھی کہ آب باران آسمان سے
عنایت ہو والہ عام ہوتا ہی اسی طرح اور پیغمبرون نے آب عام مانگا ہی عام ملا ہی حضرت موسیٰؑ نے خاص مانگا
خاص ملا فائدہ بعضے کہتے ہین کہ الف اور لام حجر پر جنس کا ہی کوئی پتھر معین نہ تھا جس پتھر پر عصا مارتے
پانی نکلتا تھا چنانچہ حسن بصریؒ اور وہب ابن منبہ اسی بات کے قائل ہین اور اس صورت مین یہ معجزہ معجزۂ عصا
ہی اور بعضے کہتے ہین کہ پتھر معین تھا جسکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پاس رکھ لیا تھا اور وقت
احتیاج یہ کام اسی سے لیتے تھے یہی قول صحیح ہی پر بعضے کہتے ہین کہ یہ پتھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور
سے اٹھا لائے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ پتھر اصل مین بہشتی تھا اور حضرت آدمؑ کے ساتھ دنیا مین آیا
اور بطریق توارث حضرت شعیب علیہ السلام کو پہونچا اُنھون نے جب عصا عنایت کیا وہ پتھر بھی دیدیا اور
بعضے کہتے ہین کہ یہ وہ پتھر ہی جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے کپڑے لے بھاگا تھا قصہ اسکا سورۂ احزاب مین

نہ رکھو الاحریصون نے سواے شنبہ کے اور دنون مین بھی گوشت رکھ چھوڑا آخر گوشت اُبسا اور بوے بد شروع
ہوئی کہ لشکریون کا دماغ پریشان ہوا بخاری اور مسلم مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر نہو تی حوا تو کوئی عورت اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی اور جو نہوتے بنی اسرائیل تو گوشت
نہ اُبستا معلوم ہوا کہ اول باسی رکھنے کی رسم نہ تھی بنی اسرائیل سے یہ رسم نکلی اگر وہ یہ رسم نہ نکالتے تو کوئی
باسی نہ رکھتا پھر کیونکر گوشت سڑتا اور حضرت حوا نے آدم علیہ السلام سے یہ خیانت کی کہ حوا حضرت آدم کو
دل سے چاہتی تھین اور ظاہر مین کہتی تھین مین انکو نہین چاہتی خواہ یون خیانت کی کہ حضرت آدم علیہ السلام
کو شیطان کے ورغلانے سے انھین نے گیہون کھلایا بلحاظ خیانت کی صفت عورتون مین اول حضرت حوا
سے شروع ہوئی **فائدہ** من ایک چیز شیرین دانہ دار مثل کشنیز ہی اور حقیقت اُسکی حکما کے نزدیک یہ ہی کہ مرکب
ناقص کی تین قسمین ہین بخار یعنی آب و ہوا غبار یعنی خاک و ہوا دخان یعنی نار و ہوا سو غبار محض سے ہوائین
رنگ برنگ کی پیدا ہوتی ہین اور بخار سے پانی برستا ہی اور جب بخار زیادہ بلند ہو کر طبقۂ زمہریر مین ہونچا
اور منجمد ہوا تو ژالہ و برف ظاہر ہوتا ہی اور دخان سے برق و صاعقہ و شہاب ثاقب و کواکب دمدار اور صورتین
نیزہ دار اور جب بخار و دخان نیچے اُترا اور زمین مین بند ہوا تو زلزلہ پیدا ہوا اور اگر وہ بخار محتبس بقوت ہوا
باہر آیا تو چشمے اور عیون جاری ہوے اور اگر بخار لطیف مابین آسمان اور زمین کے ٹھہر گیا اور برودت شب
سے منجمد ہو کر سطح زمین پر گرا تو اُسی کو شبنم بولتے ہین اور اصل شبنم یہی ہی اور اگر وہ بخار بصفت منجمد مین
الارض والسما پراگندہ اور پریشان رہا اُسی کا نام کہل ہی اور جب بخار اور دخان مرکب ہو کر ارض سے سما کو گئے
تو اگر ان دونون سے دخان ایک جزو لطیف ہی اور رطوبت غالب ہوئی اور حرارت معتدلہ نے اس مین
عمل کیا ہی تو اُسمین شیرینی پیدا ہو جاتی ہی اور برف کی طرح زمین پر گرتا ہی اُسکو ترنجبین نام رکھتے ہین اور اگر
یبوست غالب ہوئی اور حرارت معتدل نے عمل کیا تو اُسکو خشک انگبین بولتے ہین اور اگر یبوست اور رطوبت
دونون معتدل ہوئین اور حرارت کا عمل بھی اعتدال پر ہی تو اُسکو شیرخشت کہتے ہین اور اگر بخار اور دخان
دونون لطیف الجوہر ہین اور حرارت معتدلہ نے بھی تاثیر کی ہی تو اُسی کو من بولتے ہین اور جو حرارت اُسمین
مغلوب یا معدوم ہی تو اُسی کا نام شبنم ہی بالکل ہمیزہ اور بالفعل اصطلاح اطبا مین لفظ من عام ہی یعنی ترنجبین اور شیرخشت اور
بید انگبین وغیرہ کو بھی شامل ہی اور یہ من درجہ اول مین گرم اور رطوبت اور یبوست مین معتدل اور اہل وسواس
اور مالیخولیا اور اصحاب اوہام کو نہایت مفید ہی سواے اسکے اور امراض کو بھی نافع ہی چونکہ بنی اسرائیل کے
دماغ مین نہایت حرارت ہو رہی تھی سو تجویز ہوئی کہ من استعمال کرین تاکہ شبہات واہیہ ہمیہ جو انکے دلون مین
بھرے ہوے ہین دفع ہو جائین گویا انزال من مین یہ حکمت تھی اور عرب مین استعمال من کا ہر ایک چیز پر جو بلا مشقت
اور تعب میسر آوے کہا کرتے ہین لانہ ہو مما من اللہ بہ علی عبادہ اور حدیث صحیحین مین بھی اشارہ ہی کہ کنبھی اُس
قسم من ہی اور پانی اُسکا شفا ہی آنکھ کے لیے یعنی کنبھی بھی بے کاشت اور پرورش پیدا ہوتی ہی اور اسی طرح سے

بیان تین نوع بخار

بیان معجزات دیگر از حضرت موسیٰ ع

وہ صورت ظاہری برہم ہو کب مجتمع ہوسکتے ہین فائدہ سواے اُن معجزات کے جو اوپر لکھے گئے دو معجزے اور بھی کتب تواریخ مین پائے جاتے ہین ایک بدبیتہ الحکم حقیقت اُسکی یہ تھی کہ ایک وشاح جسکو عربی مین حمائل اور ہندی مین بدھی بولتے ہین زر و صوف و کتان و ریشم یا قیدہ سے بناکر جواہر نفیسہ اُسمین آویزان کیے تھے اور اُسمین تین سطرین برنگ مختلف لکھی تھین کہ اُنکے دیکھنے سے تمام حروف تہجی پیدا ہوتے تھے اور درحقیقت نام تھے حضرت ابراہیم و اسحٰق و اسباط کے اور خاصیت اُسمین یہ ہوگئی تھی کہ جب کوئی مہم بنی اسرائیل کو پیش آنے والی ہوتی تو امام اعظم ہارونی کے پاس آتے اُسوقت امام پوشاک نفیس بدل کر اُس بدھی کو گلے مین ڈالتا اور حادثہ کی شرح کردیتا بدبیتہ الحکم سے جواب سُن لیتا اور جو کلام بہت ہوتا تو اُسکی کیفیت حروف مفردہ سے پیدا ہوتی اور ترکیب حروف سے سب حال معلوم ہوجاتا جسطرح علم جفر سے دریافت ہوتا ہی دوسرا ایک حوض پانی سے بھرا تھا اور اُسکے گرد ایک حاملہ تھا جسمین دروازہ لگا ہوا اور اُسمین قفل پڑا ہوا تھا اور کنجی اُسکی حضرت ہارونؑ کے سپرد تھی اُسمین یہ خاصیت تھی کہ جب کسی شخص کو اپنی عورت پر کچھ شبہہ ہوتا تو وہ ایک مٹی کے باسن مین اُسکا پانی لیتا اور ایک اُنگلی سے خاک لگاکر جھاڑ دیتا اور کچھ پڑھ کر دم کردیتا صورت حال کھل جاتی بعد اُسکے وہی پانی اپنی عورت کو پلاتا اگر زانیہ و بدکار ہوتی تو برنگ سیاہ ہوکر مرجاتی تھی اور جو بے قصور ہوتی تو اُسی سال مین اپنے شوہر سے ایک لڑکا نیکبخت جنتی تھی تواریخ مین ہی کہ یہ دونون معجزے ہزار برس تک بعد حضرت موسیٰؑ کے باقی رہے تھے واللہ اعلم عنداللہ القصہ بنی اسرائیل جنگل مین ایسی ایسی نعمتون سے متنفع رہے جسکا حد و پایان نہین تو شکرگزاری اُسکی یہی تھی کہ اپنے پیغمبر کی متابعت کرتے اور شیوۂ فرمان برداری اختیار کرکے بے تکلف عمر عزیز کو بسر کرتے اور کھانا پانی جو غیب سے بلا تکلیف و محنت ملتا تھا پیتے کھاتے اور باطمینان تمام عبادت حق واحد مطلق مین مشغول رہتے وہ تو نہوا بلکہ بسبب قصور استعداد و کم ہمتی و میلان سفلی کے وہ نعمتین اُنکے حق مین موجب کفر و تفرقہ واقع ہوگئین اور بے ادبی سے

بیان بے ادبی بنی اسرائیل

کہنے لگے یا موسیٰ لن نصبر علی طعام واحد یعنی ای موسیٰ ہم نہ ٹھہرینگے ایک کھانے پر اُس جگہ طعام واحد سے وحدت تکراری مراد ہی نہ وحدت فردی و جنسی اور عرف مین رواج ہی کہ طعام مکرر کو گو جنس مختلف سے بلا تبدیل و تغیر ہو طعام واحد بولتے ہین اور وحدت اعتباری کو بجاے وحدت حقیقی استعمال کرتے ہین فائدہ اس کلام مین بنی اسرائیل سے دو بے ادبی صریح ظاہر ہوئین ایک یہ کہ ایسے پیغمبر اولوالعزم جلیل الشان کو نام لیکر پکارا اور یا رسول اللہ یا نبی اللہ نہ کہا دوسری معلوم ہوتا ہی کہ صبر کرسکتے تھے لیکن باختیار خود نہین کرتے تھے کیونکہ لن نصبر بنی اسرائیل کے کلام مین واقع ہی اور اگر ایسا ہوتا تو بولتے لن نستطیع الصبر یا لا نمکن من الصبر حقیقت یہ ہی کہ بنی اسرائیل کہنے لگے کہ ہم کئی وجہ سے ایک طرح کے کھانے پر صبر نہین کرینگے ایک وجہ یہ ہی کہ من اصل مین شبنم ہی جو ہوا سے پیدا ہوتی ہی اور سلوے ظاہر ہی کہ ہوا اُسکو ہمارے سامنے لاکر ڈال دیتی ہی اور ہم مخلوق ارضی ہین ہماری غذا ایسی ہو جسمین حکم زمین غالب ہو اور یہ کھانا آسمانی ہی دوسری یہ کہ ایک طرح کے کھانے سے بھوک نہین رہتی اور قوت ہاضمہ ضعیف ہوجاتی ہی تیسری یہ کہ یہ کھانا خلاف عادت ہی اور طعام غیر معتاد اگرچہ نفیس لطیف بھی ہو چندان

بطریق اشارہ مذکور ہی علامہ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل مین اس طرح تفصیل فرمائی ہی کہ حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کریم باحیا تھے
اپنے بدن کو ایسا چھپاتے کہ ہرگز بدن اُنکا دکھلائی نہ دیتا تھا ایکدن کسی منکر نے کہا کہ حضرت موسیٰ سے جو
چھپ کر نہاتے ہین انکے بدن مین عیب ہی یا تو بدن سفید ہی یا خصیہ پھولا ہی یا کچھ اور آفت ہی اسواسطے اللہ
صاحب نے چاہا کہ حضرت موسیٰ کو عیب سے دور رکھین اور گمان فاسد مفسدون کا دفع کرین چنانچہ اُس عرصہ
مین ایکدن حضرت موسیٰ تنہائی مین نہانے لگے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھے جب نہا چکے اور
کپڑے پہننے کو ہوے تو وہ پتھر کپڑے لیکے بھاگا کہ حضرت موسیٰ لاٹھی لیکے اُسکے پیچھے پڑے اور یہ کہتے جاتے
ثوبی یا حجر ثوبی یا حجر سو وہ پتھر جماعت بنی اسرائیل پر گذرا تب بے تمیزون نے حضرت موسیٰ کو برہنہ دیکھا
اور بے عیب پایا سخت شرمندہ ہوے پھر وہ پتھر ٹھہر گیا کہ حضرت موسیٰ نے کپڑے پہنے اور لاٹھی سے اُسے
مارا تین یا چار یا پانچ نشان اُس پتھر مین ہوگئے اور اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اس پتھر کو رکھو
وقت پر کام آویگا سو اُسی پتھر سے یہ کام نکلا چنانچہ سورۂ احزاب مین ہی یا ایہا الذین آمنوا لا تکونوا کالذین
آذوا موسی فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا یعنی ای ایمان والو تم مت ہو ویسے جنھون نے ستایا موسیٰ کو
پھر نے عیب کھایا اُسکو اللہ نے اُنکے کہنے سے اور تھا اللہ کے ہان آبرو رکھتا صورت اُس پتھر کی مکعب یعنی مربع
تھی نیچے اوپر چھ سطحین اور چار سطحین اور بھی تھین اُنھین سے تین تین چشمے جاری ہوے تھے کہ سب بارہ ہوے بعضے
کہتے ہین کہ حضرت موسیٰ کی دعا سے وہ پتھر پانی زمین سے لیکے ٹپکاتا تھا اور معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام بارہ مرتبہ بارہ جگہ اپنی لاٹھی مارتے تھے کہ ہر مقام میں ایک نشان ایسا پڑتا تھا جس طرح چھاتیون کی
بھٹنیان اور پہلے عرق لاتا تھا پھر پانی ٹپکتا بعد اُسکے پانی بہتا اور بنی اسرائیل بارہ گڈھے کھود کے پانی
لیتے اور علیحدہ علیحدہ پیا کرتے اور ہر ایک گروہ کا ایک چشمہ معین ہوگیا تھا کہ وہ گروہ اُس چشمہ کے سوا
دوسرے سے نہ لیتا تھا پھر جب لشکر کا کوچ ہوتا پتھر کو اُٹھا لیتے بالکل خشک ہوجاتا گو لاٹھی کی چوٹ سے اس پتھر
مین ایک قوت پیدا ہوتی تھی کہ اُس سے دو باتین عجیب ظاہر ہوتی تھین ایک تو قریب کی ہوا کھینچتی تھی دوسرے
وہ ہوا فرط تبرید سے پانی ہوجاتی تھی نباتات مین ہی کہ ہر ایک درخت زمین سے پانی لیکر اپنی شاخون کو پہونچاتا
ہی اگر واسطے معجزے موسیٰ کے پتھر نے پانی لیکر ٹپکایا تو کیا عجب ہوا عجب یہ ہی جو صحیح بخاری مین انس ابن مالک رضی
وغیرہ اصحاب سے روایت ہی کہ ایکدن حضرت صلعم مقام زورا مین جلوہ فرما تھے اور وہان پانی نہ تھا ایک
چھوٹے باسن مین پانی وضو کو آیا اور حضرت صلعم نے اپنی انگلیان پانی مین ڈالین تو فوارہ دار پانی انگلیون سے
جاری ہوا کہ تین ہزار آدمیون نے وضو کیا اور تبرکاً اسکو پیا **فائدہ** اللہ تعالے نے ہمارے حضرت صلعم کو
احوال بنی اسرائیل کا سنایا کہ ان یہودیون کی استعداد فاسد ہوگئی ہی ہرگز شریعت واحدہ پر مجتمع نہونگے کیونکہ
باوصف موجود ہونے حضرت موسیٰ کے یہ لوگ ایک مشرب پر جمع نہ ہوے اور علیحدہ علیحدہ پانی پیا کیے اب کہ

تمسے ہوسکیگا اِسلیے مین تمھارا مطلب جناب آلہی مین التماس نہین کرسکتا اور جو تم با وصف تنبیہ کے اصرار کرتے ہو تو علاج اسکا یہ ہی کہ اُترو کسی شہر مین تو ملے جو کچھ مانگتے ہو ساگ و پیاز و عدس وغیرہ بلا استدعا کما قال تعالیٰ اھبطوا مصرا فان لکم ما سألتم اس مقام مین مصر سے مصر فرعون مراد نہین ہی بلکہ ایک شہر شام کا ہی بعض کہتے ہین بلبیا اور بعض کہتے ہین اریحا چنانچہ بنی اسرائیل بطمع غلات شہر اریحا کی طرف چلے جب قریب پہونچے تو عمالقہ اُس شہر کو خالی کر گئے اور غلات و فواکہ بہت چھوڑ گئے اور ارشاد آلہی ہوا ادخلوا ہذہ القریۃ فکلوا منہا حیث شئتم رغدا وادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم وسنزید المحسنین یعنی داخل ہو اس شہر مین اور کھاتے پھرو اسمین جہان چاہو خوش ہو کر اور داخل ہو دروازے مین سجدہ کرکے اور کہو گناہ اُترے تو بخشین ہم تقصیرین تمھاری اور زیادہ بھی دینگے نیکی والون کو فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لہم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بما کانوا یفسقون یعنی پس بدل ڈالی بے انصافون نے بات سوائے اسکے جو کہہ دی تھی پھر اُتارا ہمنے بے انصافون پر عذاب آسمان سے اُنکی بے حکمی پر صحاح ستہ مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنی اسرائیل کو ادخلوا الباب سجدا ارشاد ہوا تو داخل ہوے سُرینون پر پھسلتے اور کہتے تھے گیہون جو ملے گیہون جو ملے یعنی مسخراپن سے حطۃ کے مقام پر حنطۃ کہنے لگے اور سجدہ کی جگہ سُرینون پر پھسلنے لگے آخر جب شہر مین داخل ہوے تو پھوڑے کی وبا پڑی ستر ہزار بنی اسرائیل مرگئے ایک ساعت یا ایک دن مین اور نزول اس طرح ہوا کہ ہوائے سمی آسمان سے آئی اور مسام مین ہو کے بدن مین گھسی کہ مزاج روح کا فاسد ہوگیا اور خون مین سمیت پیدا ہوگئی پھوڑے نکلے اور اُسکے اثر سے دل متاثر ہوا مرگئے اور بعض کہتے ہین کہ ایک آگ آسمان سے آئی اُسنے سب کو جلادیا **فائدہ** اہل عرفان فرماتے ہین کہ قریہ بزبان اشارت مامن شریعت ہی کہ جو شخص اُسمین داخل ہوا ایمن ہوا یا مراد خانۂ دل ہی کہ بیت اللہ ہی اور جو شخص بارادت سے بخضوع وضراعت اُسمین درآوے اپنی مراد پاوے مگر جو کوئی کسی حکم کو احکام شرع سے قولاً یا فعلاً بدلے یا کسی صفت کو صفات دل سے متغیر کرے مرتبہ وصال سے دور رہیگا اور مستحق عذاب ہوگا **فائدہ تحقیق** یہ ہی کہ بنی اسرائیل قریۂ اریحا مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روبرو داخل ہوے ہین اور یہ دخول بنا بر توبہ و استغفار تھا اور سبب یہ ہوا کہ جب بنی اسرائیل بعد ہلاکت فرعون جانب شام چلے تو راہ مین فوج عمالقہ پڑی تھی اُنکے ہمراہ بت تھے بصورت گوسالہ اُنھون نے کہا اے موسیٰ ہمکو بھی چند بت بنادیجیے حضرت موسیٰ کو نہایت رنج ہوا صلحاء بنی اسرائیل رونے لگے اور جُہلا اُنکے نادم ہوے تب حضرت موسیٰ نے اُنکے واسطے مغفرت چاہی تو بنی اسرائیل نے کہا اب کوئی حکم جدید خدا کی طرف کا ہو تو بجا لادین فرمایا حکم آلہی ہی کہ ملک شام جاکر فتح کرو اور راہ مین قریۂ اریحا ملیگا وہان بخشوع تمام سجدہ کرو اور حطۃ ذنوب کی دعا کرو حکمت یہ تھی کہ اُس شہر کے لوگ بت پرست تھے شاید اُنکا استغفار دیکھکر بت پرستی چھوڑدین چنانچہ بنی اسرائیل چلے اور دروازے اریحا پر پہونچے صلحاء موافق حکم بجا لائے جُہلا نے مسخراپن کیا اُنپر وبا پڑی تب حضرت نے دعا فرمائی کہ وبا رفع ہوئی اور جو بعض تواریخ مین یہ واقعہ بعد فتح اریحا کے لکھا ہی سو قول ضعیف ہی اسواسطے کہ فتح اُسکی حضرت

دخول اریحا

مرغوب طبع نہین ہوتا بخلاف طعام حسب عادت کے گو کہ کثیف خسیس ہو اسی جگہ سے اہل فلاحت کو اہل شہر کا کھانا
مرغوب نہین ہوتا بلکہ سیر نہین ہوتے فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلہا وقثائہا وفومہا وعدسہا و
بصلہا سو پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ نکال دے ہمکو جو اُگتا ہی زمین سے زمین کا ساگ اور ککڑی اور
گیہون اور مسور اور پیاز یعنی اپنے اللہ سے دعا کرو کہ بے اسباب ظاہری بطریق خرق عادت من اور سلوی
کی طرح ہر منزل مین وہ چیزین مہیا کرے جو زمین سے نکلتی ہین اول وہ چیزین جو بلا انتظار و انبار غلہ ویے جوش
وبے نمک مستعمل ہین جس طرح خرفہ یا کاسنی پودینہ کشنیز ترہ تیزک گندنا وغیرہ اشیا کہ وقت نہ ملنے کھانے کے
سریع النفع اور سودا لذیذ ہین دوسری وہ چیزین جو قائم مقام غذا ہین اور انتفاع اُنکے ظاہر سے متعلق ہی
جیسے ککڑی کھیرا خربزہ وغیرہ تیسری وہ چیزین جنکے باطن سے انتفاع ہی نہ ظاہر سے جسطرح گیہون کہ اسمین احتیاج
پیسنے پکانے کی پڑتی ہی چوتھی وہ چیزین کہ اسمین تقشیر کی حاجت نہین بلکہ لذت غیر مقشر قوی تر ہی مقشر سے چنانچہ
مسور بخلاف ماش وغیرہ کے پانچوین پیاز کہ اسکی بو سے نان خورش کی اصلاح ہوجاتی ہی اور خود بھی بعض اوقات
بجاے نان خورش ہی **فائدہ** بعضے مفسرین صحابہ فوم کو واسطے مناسبت بصل کے بمعنی ثوم یعنی لہسن کے تجویز کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ فوم اصل مین ثوم تھا الالغت اصل مین فوم بمعنی گندم آیا ہی اور عرب وقت طلب نان گندم کے بولتے
ہین فوموا لنا ای اخبزوا لنا خبزا الحنطۃ اور بعضی انفصال فوم کا بصل سے اور اتصال اسکا عدس سے دلالت کرتا ہے
کہ کلمہ فا اسمین اصل ہی اور فوم بمعنی گندم ہی آرے قرأت عبد اللہ بن مسعود رض مین بجاے فومہا ثومہا واقع ہی اور اس
قرأت مین معنی سیر کے متعین ہین ابو بکر بن ابی الدنیا ابن عباس رض سے روایت کرتے ہین کہ فرماتے تھے قرأت
مختار میری قرأت زید بن ثابت کی ہی مگر سولہ حرف مین قرأت ابن مسعود رض کی مین اختیار کرتا ہون از انجملہ من بقلہا
وقثائہا وفومہا ہی اور ظاہر ہی کہ اختیار اس حرف کا قرأت ابن مسعود رض مین بسبب شبہہ کے ہی وہی شبہہ اکثر متاخرین کو
بھی واقع ہوا ہی وہ یہ ہی کہ آخر آیت مین اطعمہ مطلوبہ بنی اسرائیل کو دنی وخسیس ردی فرماتے ہین اور ساگ ککڑی پیاز
عدس البتہ اطعمہ ردیہ مین ہین لیکن گیہون حبوب اعلی مین ہی اسکو اطعمہ ردیہ مین کس طرح داخل کرین لہذا یہ تجویز ہوئی
کہ فابصل ہونا ہے اور اصل کلمہ ثوم ہی بمعنی سیر کہ ردات اور گندگی اسکی پوشیدہ نہین ہی اور حل شبہہ کا یہ ہی کہ جوہر
گیہون کا فی نفسہ بلا شبہہ حبوب اعلی مین ہی لیکن جب ساگ اور پیاز اور عدس اور ککڑی کے ساتھ کھایا جاتا ہی تو ادنی
ہوجاتا ہی کسواسطے کہ روٹی جودت ردارت نفاست خساست مین تابع نانخورش کے ہی جس طرح کی ہو لہذا
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اور اللہ تعالی نے اسی کلام کو اپنے کلام مین نقل کیا اتستبدلون الذی ہو
ادنی بالذی ہو خیر کیا تم لیا چاہتے ہو ایک چیز جو ادنی ہی بدلے ایک چیز کے جو بہتر ہی یعنی تم بدلا چاہتے ہو اُس
چیز سے کہ جو از روے قیمت اور قدر اور منفعت اور لذت ادنی ہی بعوض اسکے جو ہر وجہ سے بہتر ہی اور ہر چند کہ یہ
استبدال فی نفسہ گناہ شرعی نہین ہی کیونکہ تقویت حظ نفسانی کی ہی الا اسمین با سفل اور دنو ہمت تمہارا آخر کو ایسا
کردیگا کہ تم دنیا کو آخرت سے بدل ڈالوگے اور ہر موقع ومحل مین تسفل وتنزل کے خوگر ہوجاؤگے اور کوئی کام عالی ہمتون کا

کیا تاکہ معلوم ہو کہ جنکے کہنے سے گناہ کرتے ہین اُنھین کو مارنے پر مقرر کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کے
کہنے سے گناہ کرے اور اسکو اپنا دوست جان کر اُسکا کہنا مانے حق تعالےٰ اُسی کو اُسپر مسلط کرتا ہی یہانتک کہ
اُسکو اُسکے ہاتھون سے ہلاک کرواتا ہی اگر کوئی شخص کہے کہ وبا لانے کو جنات کیون مقرر ہوے اور کوئی دوسری
چیز مقرر ہوتی تو جواب اُسکا یہ ہی کہ وبا اکثر گناہون سے آتی ہی خصوصاً حرام کاری اور زنا سے اور آدمی کا معمول
ہی کہ حرام پوشیدہ کرتا ہی سو حکمت الٰہی متقاضی ہوئی کہ اُسپر دشمن بھی چھپے مسلط کرے تاکہ پوشیدہ گناہون کی سزا بھی
پوشیدہ رہے اگر کوئی کہے کہ حرام تھوڑے سے آدمی کرتے ہین سارے شہر پر وبا کیون آتی ہی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ کشتی کو
ایک ہی آدمی ڈوباتا ہی مگر اُسکے ساتھ سبکی سب کشتی ڈوب جاتی ہی اور چونکہ یہ بیماری بسبب گناہون کے ہوتی
ہی اسواسطے اس بیماری مین توبہ و استغفار کرنا خیرات و صدقات براہ خدا دینا سبحان اللہ پڑھنا درود کا ورد رکھنا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ اکثر زبان پر چلانا نماز و تقویٰ اختیار کرنا بہتر ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ وبا جنون کا کونچا ہی
یہ بات عقل سے باہر ہی لیکن حبیب مخبر صادق و حکیم حاذق نے اُسکی خبر دی تو اُسکو عقل سے ملانا کچھ ضرور نہین اور
حکیمون کا قول یہ ہی کہ ہوا فاسد ہو جاتی ہی اُسکے باعث سے آدمی کے جسم مین زہر پھیل جاتا ہی کبھی پھوڑے
نکلتے ہین اور کبھی ورم ہوتا ہی یہ بات بھی ہو سکتی ہی کہ وبا کبھو اسطرح سے آتی ہو اور کبھو جنون کے کونچے سے مگر حضرت
صلعم نے جو سبب عقل مین سما نہ سکتا تھا اُسکو بیان فرمایا کیونکہ ہر حکیم بیان کر سکتا ہی کہ یہ فساد ہوا سے ہے لیکن یہ بھی خیال
مین آتا ہی کہ اگر وبا فساد ہوا سے ہوتی تو کوئی چرندہ و پرندہ آدمی ہرگز زندہ نہ رہتا کیونکہ ہوا ایسی چیز نہین کہ ایک کو لگے دوسرے
کو نہ لگے قطع نظر وبا و طاعون کبھو اُن شہرون مین ہوتا ہی جنکی ہوا صاف و بے کدورت ہی اور اکثر صحیح المزاج قوی الجثہ کو
لاحق ہوتی ہی پس اگر فساد ہوا ہی تو لازم ہی کہ کبھو زمین سے منقطع نہو کیونکہ کسی زمانے مین بعض بلاد فساد ہوا سے خالی
نہین ہی اور اگر فساد امزجہ و ضعف طبایع پر موقوف ہی تو چاہیے کہ صحیح و قوی لوگ محفوظ رہین حالانکہ یہ امر عام
ہوتا ہی بالجملہ کوئی ضابطہ عقلیہ اس معاملے مین پایا نہین جاتا صرف مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام کی خبر صادق ہی اور عقل
بھی قبول کرتی ہی فائدہ حضرت اُستاذ الاستاذ محدث دہلوی تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین کہ آیہ ادخلوا الباب
سجداً و قولوا حطۃ نغفر لکم سے کئی فائدے نکلے اول یہ کہ توبہ مین زبان سے استغفار و بدن سے سجدہ و صلوۃ
بجالانا متمم توبہ ہی گو حقیقت توبہ یہ ہی کہ تائب اپنے گناہون گذشتہ پر ندامت و گناہ آئندہ کے ترک پر عزیمت
پیدا کرے اور یہ بات علاقہ دل سے رکھتی ہی مگر ہرگاہ کہ صفت قلبیہ قوت پکڑتی ہی تو بلا ظہور ظاہر مین نہین رہتی و لہذا
حدیث شریف مین صلوۃ التوبہ و صیغہ استغفار وقت توبہ مذکور ہوا ہی دوسرا یہ کہ جب کوئی شخص کسی گناہ مین مشہور ہو
تو اُسکو لازم ہی کہ توبہ بھی اعلان سے کرے اور لوگون کو مطلع کرے اور استغفار زبانی بجا لاوے اور
پاکیزہ متقی لوگون کو گواہ کرے اور صدقات و خیرات و صلوۃ ادا کرے یہ اس سبب سے کہ بدون ان چیزون
توبہ تمام نہین ہوتی بلکہ واسطے زوال تہمت کے اطلاع دینا لوگون کو اپنی توبہ سے ضرور ہی تاکہ لوگ غیبت و سوء ظن
سے باز رہین کیونکہ توبہ گونگے و ماندہ کی بھی مقبول ہی حالانکہ حرکت زبان پر چلنے پھرنے پر قدرت نہین رکھتا

یوشع کے وقت مین ہوئی ہی حضرت استاذ الاستاذ تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین کہ یہ جو بعضے کہتے ہین کہ وہ موضع بیت المقدس تھا غلط ہی کیونکہ بنی اسرائیل بعد وفات موسیٰ کے وہان گئے ہین اور منشاء اس شبہہ کا یہ ہی کہ باب حطہ بیت المقدس کا ایک دروازہ ہی اور داخل ہونا اسکا موجب کفارۂ گناہان ہی حالانکہ یہ دروازہ بعد تعمیر بیت المقدس کے بنایا گیا ہی اور بیت المقدس حضرت سلیمانؑ کے وقت مین بنا ہی حضرت موسیٰ کے عہد مین نہ بیت المقدس تھا نہ دروازہ مگر عجب نہین ہی کہ حضرت سلیمانؑ یا کسی اور پیغمبر نے اریحا کے دروازے سے بالہام یا وحی مشابہت دے کر ملقب بباب حطہ کردیا ہو انتہی اس جگہ سے بھی دخول قریۂ اریحا حضرت موسیٰ کے عہد مین معلوم ہوتا ہی **فائدہ** صحیح مسلم مین ہی کہ فرمایا حضرت نے طاعون زجر ہی یعنی عذاب کہ بنی اسرائیل پر اور اُنپر جو تمسے پہلے تھے نازل ہوا ہی جب سنو تم اُسکو کسی زمین مین نہ داخل ہو اُسمین اور جو واقع ہو اُسمین جہان تم ہو تو نکل نہ جاؤ خلاصہ یہ کہ قصداً ہلاکت مین نہ پڑو اور غضب الٰہی کا سامنا نکرو اور جو واقع ہوجائے تو بھاگو بھی نہین کیونکہ تسلیم و رضا و توکل کے خلاف پڑتا ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ جب وبا کسی جگہ پڑے اور وہان کے رہنے والے نہ بھاگین اور صبر کرین تو اُنکو اجر ملتا ہی اور شہیدون کا مرتبہ عنایت ہوتا ہی گو زندہ بھی رہین اس جگہ بعضے ظاہرین شبہہ کرتے ہین کہ بھاگنا قحط وغیرہ بلاؤن سے شرعاً جائز ہی چنانچہ الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین مشہور ہی اور طاعون و وبا بڑی بلائین ہین انسے بھاگنے کیلئے منع فرمایا جواب اول یہ ہی کہ اس بلا مین اکثر لوگ گرفتار رہوتے ہین بالخصوص تمام یا اکثر احباب معارف اگر اورون کو حکم فرار دیا جاتا تو بیمار اُنکے پیچھے تباہ ہوجاتے اور بے اجل مرجاتے پس ایسے وقت مین بیمارون کی خدمت اور دلجوئی کرنا حکم جہاد مین ہی اور ایسے موقع پر صبر کرنا ایسا ہی جیسے صف جہاد مین بخلاف اور بلاؤن کے یہ مانع اس جگہ نہین ہی دوسرا یہ کہ توکل اور صبر کرنے والے کو عادت ہوجائے کہ جب بلا آجائے تو اُسپر صبر کیا کرے تیسرا یہ کہ اگر آدمی وبا سے بھاگ کر دوسرے شہر مین جا رہتا اور اتفاقاً وہان بچ جاتا تو اُسکو بھی یقین ہوتا کہ اگر مین وہان سے نکل نہ آتا تو اُنکے ساتھ مین بھی وبا مین آجاتا اس عقیدہ سے وہ شرک خفی مین گرفتار ہوتا اور اللہ نے فرمایا ہی کہ جہان کہین ہوگے موت تمکو آگھیریگی پس معلوم ہوا کہ وبا سے بھاگنے مین کچھ فائدہ نہین چوتھا یہ کہ وبا مین حرکت کرنا بھی بہتر نہین ہی کسواسطے کہ اطبا نے لکھا ہی کہ جس کسی کو وبا سے پرہیز کرنا منظور ہو تو چاہیے کہ ان دنون مین غذا کم کھائے اور رطوبت زائدہ کو کسی طرح کسی تدبیر سے دفع کرے اور ریاضت اور حمام سے پرہیز کیا کرے کیونکہ فضلات ردیہ اس سے جوش کرتے ہین اور لازم ہی کہ ان دنون مین آرام اور سکون اور آسایش اختیار کرے تاکہ اخلاط جوش مین نہ آوین پانچوان یہ کہ طاعون اور وبا ارواح خبیثہ کے آثار مین ہین چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ فانہا وخز اعدائکم من الجن یعنی وبا کونچا ہے تمھارے دشمنون کا جن سے پس معلوم ہوا کہ یہ بھی جہاد ہی کفار جنون سے لہذا درجۂ شہادت ملتا ہی اور جنون مین جو مسلمان ہین وہ ہمکو تکلیف نہین دیتے مگر جو کافر ہین وہ تکلیف دیتے ہین پس بھاگنا اُنکے مقابلے سے موجب ذلت اور انکسار ہی اور ظاہر ہی کہ وبا گناہون کے سبب سے پڑتی ہی اور گناہ آدمیون سے شیاطین کراتے ہین سو وبا ڈالنے پر بھی شیاطین کو مقرر

وہیجو وہاقین سبکے ذلیل ہوگئے اور یہ واقعہ بعد تسلط جالوت وحادثہ بخت نصر کمال راسخ ہوگیا چنانچہ حضرت علیہم الذلۃ والمسکنۃ اسپر دلیل ہی ذلت تو یہ ہی کہ ہمیشہ مسلمانون اور نصرانیون کے زیردست رہے اب تک حکومت کسی جگہ نہین رکھتے اور مسکنت وفقر کا یہ سبب ہی کہ بسبب اداے جزیہ وعشور وغیرہ مواخذات کے خرج دخل سے زیادہ رہتا ہی اور اگر احیاناً کوئی شخص مالدار بھی ہوجاتا ہی تو مصادرات کے خوف سے آپ کو مفلس ظاہر کرتا ہی اور یہ سب خرابیان اسوجہ سے لاحق ہوئین کہ اس قوم ناپاک نے پیغمبرون کو ناحق قتل کیا اور آیات خدا کو اُنکے مقام سے نکال ڈالا اور بدل ڈالا اور احکام پیغمبرون کی اطاعت نہ کی بلکہ اکثر آیات واحکام جو قباحت معاصی پر دلالت واضحہ رکھتے تھے اُنکو تاویلات باطلہ سے بگاڑنے لگے القصہ جب بنی اسرائیل کو ۳۸ برس جنگل مین گذرے تو حضرت ہارون نے وفات پائی اور جب ۳۹ برس گذرے تو حضرت موسیٰ نے رحلت فرمائی اور حال وفات حضرت ہارون کا یہ ہوا کہ سال چہلم غرہ شہر ابان ماہ پنجم از ابتداے بلیہ تیہ یا تیسرے برس ابتلا سے اور صحیح یہ ہی کہ ۳۸ برس بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ وفات ہارون قریب ہی فلان مقام پر یہ واقعہ ہوگا چنانچہ ایک دن حضرت موسیٰ و ہارون کوہ شنو بک کی طرف تشریف لے چلے تو راستے مین ایک مکان پر تکلف دفعۃً نظر پڑا اُسمین ایک درخت عظیم تھا اُسکے سایہ مین ایک تخت بچھا تھا سو دونون پیغمبر اس تخت پر جا لیٹے اور حضرت ہارون نے وفات پائی حضرت موسیٰ مطلع ہو کر بقصد تجہیز وتکفین اُٹھے تو وہ تخت غائب ہوگیا ناچار حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم مین آئے قوم کے لوگون نے تہمت لگائی کہ تم ہارون کو مار آئے سو حضرت موسیٰ نے بنا بر رفع تہمت دعا مانگی اللہ صاحب نے اُس تخت کو مع ہارون علیہ السلام ظاہر کیا تب حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ کی صفائی پر گواہی دی اور بنی اسرائیل نے العاذ ار پسر ہارون کو خلیفہ کیا بعد اسکے تخت غائب ہوگیا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ دونون پیغمبر پہاڑ پر گئے وہان حضرت ہارون نے وفات پائی بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ پر تہمت قتل لگائی فرشتون نے ہارون کو روبرو کیا اُنھون نے خود کہا کہ مین بمرگ طبعی مرا ہون پھر فرشتون نے اُنکو دفن کیا کوئی شخص اُنکی قبر سے آگاہ نہین ہوا مگر ایک شخص گونگا بہرا اور بعضے روایت کرتے ہین کہ دونون پیغمبر غار کی طرف گئے حضرت ہارون نے وفات پائی حضرت موسیٰ نے اُنکو دفن کیا قوم نے سنکر تہمت لگائی خدا نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو ہارون کی قبر پر لیجاؤ جب قبر پر گئے تو اللہ نے ہارون کو زندہ کیا تب بنی اسرائیل نے حال موت دریافت کیا روایت ہی کہ حضرت ہارون تین یا چار برس حضرت موسیٰ سے بڑے تھے اور وقت موت ایکسو تیئیس یا چوبیس برس کے تھے اور بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ قبر حضرت ہارون علیہ السلام کی جبل اُحد پر واقع ہی چنانچہ ابن ابی شیبہ نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہی کہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام بقصد حج یا عمرہ مکے مین تشریف لائے جب معاودت فرمائی تو مدینہ طیبہ مین نازل ہوئے وہین حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی مزار شریف اُنکا جبل اُحد پر ہی کذا فی جذب القلوب اور مسعودی نے لکھا ہی کہ قبر شریف جبل حران پر واقع ہی متصل کوہ طور اور روایت ہی کہ حضرت ہارون کے جنازے کے ساتھ چالیس ہزار بنی اسرائیل مسمیٰ بہ ہارون سوا اور لوگون کے تھے

اسی طرح جو شخص کسی مذہب باطل سے متہم ہو پھر اُسکو حق ظاہر ہو تو لازم ہی کہ جو لوگ اس حال سے واقف ہین اُنکو اپنی ندامت و توبہ سے مطلع کرے تیسرے آیہ کہ بعض مواضع متبرکہ مورد رحمت ہین و بعض خاندان قدیم اہل صلاح و تقوی ایسے ہین کہ اُنمین توبہ کرتے ہی توبہ جلد مقبول ہوتی ہی ابن مردو یہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ ابو سعید ایک وز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر مین یا لڑائی مین رات کے وقت جاتے تھے جب رات آخر ہوئی تو ایک پشتہ پہاڑ ملا کہ اُسکو ابو سعید دار الحنظل بولتے تھے اُس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماشل ہذہ الثنیۃ الا کمثل الباب الذی قال اللہ لبنی اسرائیل ادخلوا الباب سجداً الی آخر الآیہ یعنی نہین ہی مثال اس پہاڑ کی مگر ایسی جیسے وہ دروازہ جسکے حق مین اللہ نے بنی اسرائیل سے فرمایا ہی داخل ہو دروازے مین سجدہ کر کے اور کہو گناہ اُترے اور جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین انما مثلنا فی ہذہ الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ بنی اسرائیل یعنی ہماری مثال کہ ہم اہل بیت رسالت و حامل اسرار ولایت ہین ایسی ہی جسطرح کشتی نوح و دروازہ حطہ کہ نجات اُس امت کی طوفان نفس شیطان سے و تصحیح توبہ عصیان سے بسبب دخول سلاسل اولیاء اللہ مین وابستہ اسی خاندان عالی شان کے ہی چنانچہ فی زمانہ یہ امر ظاہر ہی چوتھا یہ کہ اس آیۃ سے شافعیہ نکلتے ہین کہ تحریمہ نماز بغیر لفظ اللہ اکبر درست نہین یعنی سبحان اللہ والحمد للہ و اللہ اعظم و اللہ اعز سے جائز نہین ہی اور بعض اہل ظواہر کہتے ہین کہ تبدیل لفظی سے نماز فاسد ہوتی ہی اور مجوزین تبدیل پر طعن کرتے ہین لیکن مدار مغائرت بین الکلامین کا عرف مین مغائرت مضمون پر ہی نہ مغائرت لفظیہ پر فقط بس اگر صرف تبدیل لفظی واقع ہو جائے باوجودیکہ معنی مین اتحاد یا تقارب معنی ظاہر ہو تو محل طعن نہین اور اس آیۃ سے تو صاف صاف نکلتا ہی کہ بنی اسرائیل نے صیغۂ استغفار کو تمسخر سے بدل دیا اس کلام سے جو مغائر تھا کلام ارشادی سے کیونکہ کلام ارشادی مین طلب آمرزش ہی اور بنی اسرائیل نے دنیا طلب کی اور غلات و فواکہ کی رغبت ظاہر کی یا محض ٹھٹھا کیا اور جو تبدیل لفظی کرتے اور حطہ کے مقام پر تب علینا خواہ اغفر لنا کہتے تو بھی مضائقہ نہ تھا اُنھون نے وہ کلام اختیار کیا جو معنی مین مضاد اور مفہوم مین مغائر تھا اگر کوئی کہے کہ بنی اسرائیل نے تبدیل ذائقہ کے لیے دوسری قسم کا کھانا چاہا تھا کچھ یہ مطلب نہ تھا کہ من وسلوی موقوف ہو اس صورت مین کلام انکا استبدال کسطرح حمل کیا گیا تو جواب یہ ہی کہ بنی اسرائیل ملال خاطر اپنا طعام آسمانی سے بیان کر کے کہتے ہین فادع لنا ربک تخرج لنا الخ اس سے ظاہر ہی کہ بعد اسکے طعام آسمانی نہ کھائین گے بلکہ طعام زمین سے سیر ہونگے اور ظاہر ہی کہ آدمی مقدار معین سے زیادہ نہین کھا سکتا ہی بلکہ جسقدر اور قسم کا کھانا کھا لیتا ہی اُسی قدر دوسرا کم کھاتا ہی پس کھانے مین تبدیل ادنی باعلی لازم آئی گو تصریح لفظ تبدیل مذکور نہین ہی **فائدہ** بنی اسرائیل کو ہمیشہ میلان بہ تسفل و دنوہمت و رذالت لازم رہا تا وقتیکہ حضرت موسیٰ و ہارون و یوشع ابن نون علیہم السلام وغیرہم پیغمبران عالی شان موجود رہے انکے حکمون کا غلبہ رہا اور اثر صفات رذیلہ کا پیدا نہوا جب وجود عالی ہمتون کا اُنمین سے جاتا رہا تو اُس شر نے ظہور پکڑا کہ لباس جہاد و قتال سے معرا و میلان زراعت و فلاحت پیدا ہوا

عرض کیا یا الٰہی مین دل سے چاہتا ہون پر یہ آرزو ہی کہ ایک مرتبہ اور مقام قدس مین حاضر ہو کر مناجات کرون اور کلام شیرین تیرا سُن لون اور یارب مین اپنی لڑکیان تیرے سپرد کرتا ہون انکو بدکامون سے محفوظ رکھنا اور حلال روزی انکو عطا کرنا ارشاد ہوا کہ آگے چل چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے چلے تو ایک قبر نظر پڑی آس پاس چند آدمی نظر پڑے حضرت موسیٰ نے پوچھا یہ قبر کسکی ہی اُن لوگون نے کہا ایک خاص بندۂ خدا کی ہی کہ وہ شخص تمھارے مثل ہی پھر کسی نے کہا کہ اس قبر مین در آؤ تو ہم دیکھین تمھارے قد کے مطابق ہی یا نہین حضرت موسیٰ قبر مین اُترے اور سو گئے تب حضرت عزرائیل نے سیب جنت سُنگھایا کہ انتقال ہوا اور فرشتون نے قبر کو بند کر دیا مگر صحیح تر یہ ہی کہ قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیت المقدس مین سرخ ٹیلے پر واقع ہی بخاری اور مسلم مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ملک الموت موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ اپنے رب کا حکم مان یعنی موت قبول کر موسیٰ نے ایک طمانچہ مارا آنکھ پر کہ آنکھ پھوٹ گئی تب ملک الموت پھر گیا اور عرض کرنے لگا یا الٰہی تو نے ایسے بندے کے پاس بھیجا کہ وہ موت نہین چاہتا اور اُسنے میری آنکھ پھوڑ ڈالی سو خدا نے اُسکی آنکھ بنا دی اور فرمایا کہ پلٹ جا میرے بندے پاس اور کہہ تو زندگی چاہتا ہی تو اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھ سو جسقدر تیرا ہاتھ بالون کو ڈھانک لیگا جتنے بال ہونگے اُتنے برس تو زندہ رہیگا فرشتے نے آکے یہی کہا موسیٰ نے کہا پھر کیا ہوگا فرشتے نے کہا موت موسیٰ نے کہا اگر یہی حال ہی تو ابھی سہی ہو میرے رب مجھکو قریب کر دے پاک زمین سے یعنی بیت المقدس سے پتھر پھینک مارنے کی مسافت کے برابر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر مین اُس مکان پاس ہوتا تو تمکو موسیٰ کی قبر دکھلا دیتا جو راہ سے کنارے پر سُرخ ٹیلے کے پاس واقع ہی فائدہ اس حدیث سے دو باتین شبہے کی نکلین ایک یہ کہ فرشتے کی آنکھ پھوڑنا آدمی سے ممکن نہین دوسرے یہ کہ ملک الموت اللہ کے حکم سے آئے تھے حضرت موسیٰ نے کیون مارا اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ موسیٰ علیہ السلام کو دنیا کی زندگی پیاری تھی دفع ان دونون شبہون کا اسطرح ہو سکتا ہی کہ جب فرشتہ بصورت آدمی آیا تو سب صفات انسانیہ اُسمین پائے گئے پھر آنکھ پھوٹنا کیا عجب ہوا اور حضرت موسیٰ نے ملک الموت بخانا تھا بلکہ آدمی سمجھتے تھے کہ جھوٹا دعویٰ روح نکالنے کا کرتا ہی کیونکہ روح نکالنا فرشتے کا کام ہی کسی اور سے نہین ہو سکتا اسلیے اُسکو اپنے پاس سے ٹالا کہ ہاتھ آنکھ مین لگا پھوٹ گئی اور یہ تو ظاہر ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندگی پیاری نہ تھی ورنہ دوسری مرتبہ عمر دراز قبول کرتے اور اخبار الدول مین حافظ ضیاء الدین مقدسی سے منقول ہی کہ وہ قبر جسکو موسیٰ کی مشہور کرتے ہین شرقی بیت المقدس متصل ریحا سُرخ ٹیلے کے پاس واقع ہی اور اُسکی زیارت ہوتی ہی اُسپر ایک قبہ بنا ہوا ہی اور وہان دوام عجیب ہین ایک تو اُس مزار پر کچھ لوگ از قسم شیوخ برنگ مختلف نظر آتے ہین بعضے بصورت سوار اور بعضے پیادے اور بعضے نیزے کندھون پر رکھے ہوے اور جو دریافت حقیقت اُنکی کی گئی تو لوگون نے مختلف باتین بیان کین بعضے کہتے ہین ملائکہ ہین اور بعضے کہتے ہین صالحین ہین لیکن انکو خواص اور عوام سب دیکھتے ہین دوسری بات یہ ہی کہ جب کوئی عورت حائضہ مسجد مین داخل ہوتی ہی یا کوئی احاطے مسجد مین کچھ گناہ کرتا ہی تو ایک ہوا خنکی مین چلنے لگتی ہی ایسے ہی خوارق عادات سے استدلال کیا جاتا ہی کہ یہ قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہی حضرت مولانا رفیع الدین

اخبار زاد اللہ طل مین ہی کہ حضرت موسئے وہارون نے بروایت اصح اُسی جنگل مین وفات پائی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور جسطرح حضرت ہارون کی موت وقبر مین اختلاف ہی اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی کیفیت وفات مین اقوال مختلف واقع ہین اربابِ اخبار بیان کرتے ہین کہ جب وفات آنجناب قریب ہوئی تو جنگل والے بنی اسرائیل مین سے کوئی باقی نہ تھا سوائے حضرت یوشع اور کالوب اور اُنکی اولاد واحفاد کے سو آپ نے سبکو جمع کرکے احکام توریت سُنائے اور ایک کتاب توریت اپنے دست مبارک سے لکھکر حضرت جبرئیل سے مقابلہ کرکے ائمہ ہارونی کو صندوق الشہادۃ مین رکھکر عنایت فرمائی اور قوم کو تاکید فرمائی کہ تم بھی نقلین توریت کی کرلو چنانچہ اور لوگون نے کئی نسخے لکھے حضرت نے اُنکو اصل نسخے سے مقابلہ کرکے اسباط مین تقسیم فرمائے کہ ہر سبط کو ایک ایک کتاب ملی بعد ازان ساتوین تاریخ ماہ آذر کو پھر قوم بنی اسرائیل کو جمع کیا اور تسلیم بخدا فرمایا اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو اپنا وصی و ولیعہد قرار دیکر فرمایا ای یوشع آج کے دن میری عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی اغلب نزدیک ہی کہ مین اس جہان فانی سے عالم باقی کو رحلت کرون اور چند وصایا فرمائے بعد اُسکے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو ہمراہ لیکر خیمون سے باہر تشریف لیچلے جب ایک مسافت کثیرہ طی کی اور قوم سے غیبت کلیہ ہوگئی تو ہوائے نرم وخوش جسکو بادِ نسیم لوگ کہتے ہین جانب مغرب سے چلنی شروع ہوئی اور حضرت یوشع علیہ السلام نے جانا کہ اب وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وقت بہت قریب آیا اُسیوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع کو گلے سے لگایا اور کلمۂ الوداع زبان مبارک پر لائے اور دفعۃً اپنے پیراہن سے غائب ہوگئے اور پیراہن نبوت حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھ مین رہگیا گویا یہ اشارہ ہوا کہ مین نے تمکو خلیفہ جانشین صاحب خرقہ اپنا کیا بالجملہ حضرت یوشع علیہ السلام بالباس رسالت قوم مین جلوہ فرما ہوے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو پوچھا حضرت یوشع علیہ السلام نے کیفیت انفصال امری بیان فرمائی الغ لوگون نے انکو بھی قتل کی تہمت لگائی اور اسی وہم وخیال مین سوئے تو خواص قوم نے خواب دیکھا کہ یوشع اس تہمت سے پاک ہی تم لوگ تقصیر اپنی معاف کراؤ آخر ش صبح کے وقت جملہ جمیع تیلیف حاضر ہو کے عذر کرنے لگے اور متابعت ومطاوعت حضرت یوشع مین مستعد ہوے اور بعضے صورت وفات یون بیان کرتے ہین کہ جب تینتیس برس جنگل مین گذرے تو حضرت موسئے نے حضرت یوشع اپنے بھانجے کو اپنا وصی فرمایا اور قوم سے کہدیا کہ اب میری عمر تھوڑی رہی ہی دوسرے دن حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے بعد سلام علیک حضرت موسیٰ نے فرمایا جئت زائراً ام قابضاً حضرت عزرائیل نے کہا قبض روح کو آیا ہون فرمایا کس طرح قبض روح کروگے بولے مُنھ سے فرمایا مین نے اس مُنھ سے بے واسطہ اللہ سے باتین کی ہین کہا کانون سے نکالونگا فرمایا کہ مین نے کانون سے کلام الٰہی بے واسطہ سنا ہی کہا آنکھون سے فرمایا کہ آنکھون سے مین نے نور الٰہی دیکھا ہی پھر کہا ہاتھون سے فرمایا کہ مین نے ہاتھون سے توریت اُٹھائی ہی کہا پاؤن سے فرمایا کہ پاؤن سے طور پر گیا ہون تب حضرت عزرائیل لاجواب ہو کے پھر گئے اور جناب الٰہی مین حضرت موسیٰ کی گفتگو کی کیفیت بیان کی ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ کیا تو میرے پاس کا آنا نہین چاہتا حضرت موسیٰ نے

کے ہمراہ برآمد ہوے تھے اسی شمار سے حضرت یوشع بن نون خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ جنگل سے بلا زیادت ونقصان جانب شام نکلے تھے بعد اسکے دار السلطنہ بلقا کو محاصرہ کیا وہان بادشاہ عمالقہ رہتا تھا وہ مقابل ہوا اور اُسنے صف جنگ بہ شرکت رعایا و برایا آراستہ کی اور اسطرف حضرت یوشع نے اپنی فوج کی صف باندھی اور لڑائی شروع ہوئی ہر چند فوج سلطان نے داد مردانگی میدان کارزار مین از حد دی لیکن لشکر بنی اسرائیل کہ بہت کثرت سے تھا غالب آیا اور لشکر بادشاہ بھاگ کر ایک قلعے مین چھپا یوشع علیہ السلام نے قلعے کا محاصرہ کر لیا تب بادشاہ وہ بلعم بن باعور کے پاس کہ مرد عابد خدا آگاہ مقبول بارگاہ بنی اسرائیل مین سے خواہ کنعانیون مین سے رہنے والا جبارون خواہ شہر بلقا کا تھا اسم اعظم جانتا تھا حاضر ہوا اور ملتمس ہوا کہ جو آپ دعا کرین تو یہ لشکر پھرے بلعم کو باطن سے منع ہوا تب سنے کہا یہ لشکر جانب خدا سے آیا ہی مین ہرگز دعا نہ کرونگا تم سب دین موسوی قبول کرو بادشاہ نے کہا مین تو ہرگز قبول نہ کرونگا اگر تو دعا نہین کرتا ہی مین قتل کرونگا عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ بلعم باعور نے خدا کے خوف سے بادشاہ کا کہنا نہ مانا تب بادشاہ نے اُسکی جورو کو کہ نہایت حسینہ تھی اور بلعم اُسپر فریفتہ تھا مال کی طمع دیکر رہزن ایمان کر دیا اُسنے بلعم باعور سے باصرار کہا بلعم راضی ہو گیا الا پھر بھی خوف خدا کرکے پہلے اُسنے بادشاہ کو ایک حیلہ سکھلایا کہ بادشاہ لشکر مین فاحشہ عورتین خوبصورت بھیجے کہ لوگ بدکاری کرین اور مرتکب زنا ہوین تو اُنپر ذلت پڑے اور شامت اعمال سے ہزیمت اُٹھاوین بادشاہ نے چودہ چودہ برس کی عورتین لشکر مین بھیجین مگر برکت پیغمبر سے یہ حیلہ نہ چلا اور حافظ حقیقی نے سبکو محفوظ رکھا پھر اُس قحبہ نے کہا کہ اگر دعا نہین کرتا تو مجھکو طلاق دے ناچار بلعم اپنے حجرہ مین دعا کرنے گیا اُس جگہ دو فرشتے بیٹھے تھے دوڑ پڑے بلعم بھاگا اور اپنی عورت کے پاس آکر کہنے لگا کہ پیغمبرون کا آنا اچھا ہی مجھسے دعا نہین ہوسکتی بلکہ مجھکو شرم آتی ہی اُسنے کہا مین ایسی بات نہین سُنتی ناچار پھر اپنی عبادتگاہ کو چلا جو ہین قدم اندر رکھا وہان دو اژدہے بلعم بھاگا اور پھر جورو سے بولا کہ خدا سے ڈر پیغمبرون کے حق مین بددعا کرنا بد ہی اُسنے کہا ایسے مکر اور فریب مجھکو پسند نہین آتے پھر باہر نکلا اور ایک گدھے پر سوار ہو کر پہاڑ والے عبادت خانہ مین چلا وہ گدھا رُک رہا ہر چند بلعم نے ہانکا نہ چلا اور بولا کہ ای بلعم یہان سے پھر چل دوزخ مین نہ پڑ اس کلام سے بلعم پھر چلا راہ مین شیطان نے کہا کیون پھرے جاتے ہو بلعم نے کہا کہ میرے گدھے نے منع کیا ہی اور مین بھی جانتا ہون کہ یہ کام بد ہی ابلیس نے کہا کہ یہ سب وسوسے شیطانی ہین گدھا کہین باتین بھی کرتا ہی تم بیشک دعا کرو کہ لشکر یہان سے پھر جائے اور تم قوم کو ہدایت کرو اور اپنے واسطے دعا مانگو کہ تمکو خدا پیغمبر کرے اور تمہاری جورو تمہارے پاس ہے ایسی جورو پھر نہ ملیگی پھر بلعم باعور آگے بڑھا لیکن گدھا آگے نہ گیا تب بلعم نے پیادہ پا جا کر پہاڑ پر دعا مانگی اسی دن بنی اسرائیل کو ہزیمت واقع ہوئی اور حضرت یوشع علیہ السلام متحیر ہو کے سجدے مین گرے اور عرض کرنے لگے کہ یا الٰہی بنی اسرائیل چھ مہینے تک یہان صبر کرتے رہے تاکہ یہ ملک عمالقہ سے لیکر تیرا حکم بجا لاوین اور مال و متاع انکا جو پاتے لگے جلا دین سو یہ معاملہ درپیش آیا کہ ہمارے لشکر کو ہزیمت ہوئی اور وہ بھی تیرے حکم سے تھا اور یہ بھی تیرے حکم سے ہی اُسوقت وحی ہوئی کہ اے یوشع اس قوم مین ایک شخص عابد ہی کہ اسکو اسم اعظم آتا ہی سو اُسکی برکت سے یہ اتفاق پڑا ہی حضرت یوشع علیہ السلام

محدث دہلوی نے لکھا ہی کہ ولادت باسعادت حضرت موسیٰ شہر مصر مین ہوئی اور تین ہزار سات سو آٹھ تالیس ہبوط آدم علیہ السلام سے گذرے تھے اور وفات کے وقت تین ہزار آٹھ سو اڑتیس منقضی ہوئے تھے کہ اسی حساب سے کل عمر آنجناب ایک سو بیس برس کی ہوتی ہی اور ذکر جناب کلیم اللہ علیہ السلام کا سورۂ بقرہ و اعراف و آل عمران و نساء و طٰہٰ و قصص و مریم و نمل و انبیا و مومنون و زخرف و دخان و ابراہیم و ہود و شعرا و بنی اسرائیل و یونس و مائدہ و نازعات مین ہی

تفریح شانزدہم در احوال حضرت یوشع علیہ السلام

اکثر اہل تفسیر کہتے ہین کہ یوشع ابن نون بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام ہین اور والدہ انکی مریم یا کلثم ہمشیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہین انکو اللہ صاحب نے بعد حضرت موسیٰ کے سات برس خلیفہ رکھا پھر نبی فرمایا کہ ستائیس برس نبی رہے احوال انکا یون ہوا کہ جب چالیس برس پریشانی اور سرگشتگی کے جو اللہ نے بنی اسرائیل کے لیے مقرر کیے تھے گذر گئے اور حضرت موسیٰ اور ہارون نے وفات پائی تو سال ول وفات کے چھ مہینے یا دس مہینے کے گذرنے پر تیہ سیان مین ارشاد الٰہی بطریق الہام حضرت یوشع سے ہوا کہ بنی اسرائیل کو اس جنگل سے نکالو اور جبارین عمالقہ شام کا ملک لیلو اور جہاد کرو اور بعد حصول تسلط معاودت مصر کرو سو حضرت یوشع بن نون مع لشکر جانب عمالقہ تشریف لیچلے اور نہر اردن پر پہونچے وہان کشتیان بنا بر عبور نہ تھین حضرت یوشع نے حاملین صندوق یعنی تابوت سکینہ کو ارشاد کیا کہ تم لوگ صندوق کو نہر کے کنارے رکھو سو حاملین صندوق نے صندوق رکھا اسی وقت آب اردن خشک ہوگیا اور بنی اسرائیل پار ہوے اور حضرت یوشع نے ایک مینار بطور علامت اس خارق عادت کے اس مقام پر تعمیر کرایا اور جب قریب قریہ اریحا کے جلوہ فرما ہوے تو دو آدمی بطور جاسوس روانہ کیے ان دونون نے وہان کا حال مفصل آکر بیان کیا فی الفور حضرت یوشع سوار ہوے اور نہایت جلد پہونچکر تین شہرون کو گھیر لیا روایت ہی کہ اریحا بڑا شہر تھا وہان کے قلعے کمال مستحکم اور بت خانے بہت محکم تھے سو بعض نامرد حالت اضطراب مین کہنے لگے کہ ہم کس بلا مین پڑے خدا نجات دے اس کیفیت سے اللہ جل شانہ نے حضرت یوشع علیہ السلام کو مطلع فرمایا آنجناب نے ساتوین دن محاصرہ سے سرداران بنی اسرائیل اور ائمہ ہارونی کو ساتھ اپنے لیا اور شہر کا طواف سات بار کرکے دعا پڑھی اور جانب شہر دم فرمائی دفعۃً بحکم خدا تعالیٰ ایک جانب سے دیوار شہر پناہ کی ٹوٹی بلکہ فصیل اور دیوارین زمین مین دھس گئین یہ حال دیکھکر لشکر بنی اسرائیل نے یورش کیا اور شہر کے اندر داخل ہوے اور ساکنان شہر کو قتل کرکے مال و اسباب انکا خوب لوٹا کذا نقلہ صاحب اخبار الدول من کتاب اخبار البشر روایت ہی کہ جملہ بنی اسرائیل کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے نکلے تھے وہ سب چالیس برس مین مرگئے ایک شخص بھی انمین کا جنگل مین نہ رہا تھا مگر حضرت یوشع بن نون اور کالوب بن یوقنا زندہ رہے تھے لیکن قدرت الٰہی سے یہ معاملہ ہوا کہ جتنے مرے تھے اتنی انکی نسل پیدا ہوئی کہ جب تعداد بروقت خروج مصر حضرت موسیٰ علیہ السلام

تب عورت بلعم کی صورت سے متنفر ہو کے ایک جوان خوش رو پر فریفتہ ہوگئی ایک روز بلعم نے دیکھ لیا کہ دونون ہمبستر
ہین اسی وقت دعا مانگی خدا نے صورت عورت کی بصورت کلب سیاہ تبدیل کردی جب یہ حال ہوا تو اولاد اسکی
پریشان اور مفارقت مادر مین حیران ہوئی اس خبر کو سنکر بعضے بنی اسرائیل بلعم با عورسے کہنے لگے کہ عورت کے نہونے
سے گھر ویران و اولاد سرگردان ہے خدائے تعالے سے دعا کر کہ صورت اصلی عورت کی عود کرے چنانچہ اسنے باصرار ان
لوگون کے دعا کی اسی وقت عورت اپنی صورت پر ظاہر ہوئی خلاصہ تقریر یہ ہے کہ تینون حاجتین بلعم کی دنیا مین
روا ہوئین آخرت سے بے بہرہ رہا حدیث شریف مین وارد ہے کہ اصحاب کہف کا کتا بصورت بلعم داخل بہشت
ہوگا اور بلعم بصورت کلب دوزخ مین جائیگا القصہ بعد اس واقعہ کے حضرت یوشع علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ
اراضی مقدسہ مین ایک شہر ہے عالی نام کہ رہنے والے اس شہر کے بت پرست و مشرک ہین چنانچہ حضرت یوشع

جہاد یوشع علیہ السلام

مع لشکر بنی اسرائیل اس شہر مین تشریف لے گئے اور بارہ ہزار بت پرستون کو مع سلطان تہ تیغ فرمایا اسی شہر کی
پشت پر دو پہاڑ واقع تھے عماد و حیعون نام کہ مابین ان دونون کے ایک خلق کثیر سکونت پذیر تھی انکو دعوت
ایمان فرمائی انھون نے دعوت قبول کی اس جگہ ایک پہاڑ سلم واقع تھا وہان خلق کثیر رہتی تھی انکو بھی دعوت
ایمان فرمائی کہ بطوع و رغبت ایمان لائے ایسے ایسے فتوح بعنایت الٰہی ظاہر ہوئے تب حضرت یوشع نے جانب اقصائے
مغرب قصد کیا اور بلاد امانیان مین داخل ہوے وہان پانچ شہر تھے ہر شہر مین ایک سلطان فرمانروا تھا
ان سب نے جمع ہو کر مقابلہ کیا مگر سب کے سب اثنائے جدال مین بھاگ کھڑے ہوے اور ایک مغارہ کوہ مین
پوشیدہ ہوے تب حضرت یوشع نے درہ کوہ پر چند آدمی معین فرمائے اور خود مع لشکر جرار مفرورین کا تعاقب
کیا کہ اکثر لوگ قتل ہوئے اور بقیۃ السیف پر اولے آسمان سے برسے اور اسی حالت مین پانچون بادشاہون کو
حضرت یوشع نے قتل کیا پھر بنا بر فتح بقیۂ دیار شام متوجہ ہوے اور اکیس بادشاہون کو گرفتار فرما کر قتل کروایا
اور ملک شام قبضہ مین بنی اسرائیل کے درآیا اور عمال بنی اسرائیل نواحی شام مین قائم ہوئے تب حضرت یوشع جانب
نابلس اس مکان پر تشریف لیگئے جہان تابوت حضرت یوسف کا حضرت موسیٰ نے رکھدیا تھا اس تابوت کو لیکر
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دفن کیا کذا فی اخبار الدول روایت ہے کہ جملہ واقعات سات برس کے عرصہ مین واقع
ہوے پھر بیس یا اٹھائیس برس تدبیر و تہذیب قوم بنی اسرائیل مین مصروف رہے یہان تک کہ مرض موت مین
مبتلا ہوے حالت بیماری مین خبر پہونچی کہ مارق بادشاہ کوہ سلم مع اپنے توابع کے مرتد ہوگیا اسوقت کالب بن یوقنا
کو وصی و ولیعہد قرار دیا اور خود عالم بقا کو مالک عالم کے پاس تشریف لے گئے عمر شریف ایک سو اٹھائیس یا ایک سو
بیس کی ہوئی لیکن تتبع کتب سیر و تفاسیر سے واضح ہے کہ مدت دعوت و حیات مین اختلاف ہے اہل کتاب کے
نزدیک مدت دعوت اکیس برس اور عمر ایک سو دس برس کی ہے اور عرائس مین زمان دعوت ستائیس برس اور
عمر ایکسو چھبیس برس کی لکھی ہے اور منتظم مین ہے کہ حضرت یوشع بیالیس برس کے تھے جب موسیٰ کی خدمت مین آئے
اور سو برس کے تھے جب موسیٰ نے وفات پائی بعد ازان ستائیس برس خلافت مین گذرانے اسطرح عمر شریف

وفات یوشع علیہ السلام

وصی ہونا کالب کا

پھر سجدے مین گر کے دعا کرنے لگے اللہ تعالی نے اسم اعظم اسکے دل سے بھلایا اور لباس تقوے اسکے بدن سے اتار لیا تب حضرت یوشع علیہ السلام نے سجدے سے سر اٹھایا اور بنی اسرائیل سے قصہ بیان کیا بعد اسکے اسی لشکر نے پنجشنبہ کے دن حملہ کرکے سارا قلعہ گھیر لیا بلعم نے ہر چند دعا مانگی قبول نہوئی دوسرے دن جمعہ کو لڑائی کو جہاد و قتال شروع ہوا کہ زمین ہلی اور حصار قلعے کا گر پڑا اور فوج داخل قلعہ ہونے لگی اس عرصہ مین شام ہو گئی حضرت یوشعؑ نے بخیال اسکے کہ کل شنبہ ہی اور شنبے کی تعظیم سے لڑائی منع ہی اگر آج فتح نہوا تو کل عمالقہ حملہ کرینگے اسلیے دعا مانگی اللہ جل شانہ نے آفتاب کو حرکت سے روک دیا کہ پانچ گھڑی دن بڑھ گیا اور عمالقہ نے شکست کھائی اور سردار لشکر مارا گیا اور بلعم باعور کا ایمان گیا اور زبان کتے کی طرح نکل پڑی اسی کا اشارہ ہی سورۂ اعراف مین واتل علیہم نبأ الذی آتیناہ آیاتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین ولو شئنا لرفعناہ ولکنہ اخلد الی الارض و اتبع ہواہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث یعنی سنا انکو احوال اس شخص کا کہ ہمنے اسکو دی ہین آیتین پھر انکو چھوڑ نکلا پھر پیچھے لگا اسکو شیطان تو وہ ہوا گمراہون سے اور ہم چاہتے تو اسکو اٹھا لیتے ان آیتون سے لیکن وہ گر پڑا زمین پر اور چلا اپنی خواہش پر تو ہوا اسکا حال جیسے کتا اسپر تو لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے **فائدہ** حقتعالی نے یہ قصہ یہود کو سنایا کہ اگرچہ علم کامل اپنے پاس ہے کام تب آوے کہ آپ اسکے تابع ہو اور اگر آپ تابع حرص کا ہے اور چاہے کہ علم میرے کام آوے تو کچھ نفع نہین ہوتا اور شاید ہانپتے کتے کی مثل اسمین ہو کہ جبتک وہ حرص سے خالی تھا اسکو باطن سے معلوم ہوا جب دل مین حرص پیٹھی تو باطن سے معلوم نہوا یا اگر مجمل معلوم ہوا تو اسکو اپنی طبع کے موافق سمجھ لیا نقل ہی کہ جب بلعم باعور دعا کرنے کو چلنے لگا تو چاہا کہ پھر غیب سے کچھ معلوم ہو تو معلوم نہوا آخر جب راہ مین پہونچا تو ایک فرشتہ ملا شمشیر ننگی ہاتھ مین بلعم نے التجا کی کہ اگر حکم نہو تو مین نہ جاؤن کہا جا لیکن تجھ بد دعا نکرنا پھر بادشاہ کے پاس پہونچکر لگا بد دعا کرنے منہ سے خود بخود دعاے نیک نکلنے لگی تب ناچار وہ حیلہ سکھایا کہ عورتین خوبصورت لشکر مین جائین مگر بنی اسرائیل برکت رسول سے محفوظ رہے تب جورو کے کہنے سے شاید دعاے بد کی ہی کہ دین اور دنیا کی خرابی ہوئی بالجملہ بعد اس جنگ کے بلعم باعور حضرت یوشعؑ پاس آیا حضرت یوشعؑ نے تعظیم سے بٹھلا لیا بلعم نے کہا مین نے تیرے حق مین دعا کی کہ ہزیمت ہوئی حضرت یوشعؑ نے فرمایا کہ مین نے تیرے حق مین دعا کی کہ تیرا ایمان جاتا رہا لیکن تجھکو یہ بشارت ہی کہ تین حاجتین تیری بر آوینگی بلعم ناخوش ہو کر اپنی جورو کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مین تجھسے کہتا تھا کہ پیغمبر کے حق مین دعاے بد نچاہیے اور تونے نمانا اب میرا ایمان بھی جاتا رہا جورو نے کہا تین سو برس تونے خدا کی عبادت کی کیا کچھ بھی اسکے بدلے نہ ملیگا بلعم نے کہا تین حاجتین روا ہونگی اسنے کہا ایک دعا میرے واسطے کر اور دو اپنے لیے رکھ بلعم نے کہا مین تینون حاجتین قیامت کے دن چاہونگا تاکہ آتش دوزخ سے نجات ملے اسنے کہا ایک دعا تو میرے واسطے کر کہ مجھکو حسن و جمال بہت عنایت ہو اگرچہ بلعم نے کہا تو بہت حسین ہی لیکن اس مردار نے نمانا ناچار بلعم نے دعا کی ایسی خوبصورت ہوئی کہ تمام گھر اسکے حسن کی چمک سے روشن ہو گیا ؎ آتش بدل فتند رخ تابان اگر این ست ۔ سر رشتۂ جان تاب خورد گر کمر این ست

بعد ایک مدت دراز کے حضرت حزقیل علیہ السلام کا اُسی طرف گذر ہوا تو صرف ایک انبار ہڈیون کا دکھلائی دیا اور
باطلاع حق یہ معلوم ہوا کہ یہ ہڈیان بنی اسرائیل کی ہین تب دعا فرمانے لگے کہ یا الٰہی جسطرح تونے ایکمرتبہ زہر ممات
چکھایا اسی طرح اب شربت حیات پلا خالق حقیقی نے سب لوگون کو ایک مرتبہ زندہ کیا کہ سبحانک اللھم وبحمدک
لا الہ الا انت کہتے ہوے اُٹھے اور شہر مین گئے اور جب تک اللہ نے چاہا زندہ رہے اور اُنسے اولاد بھی ہوئی چنانچہ
نشان اُنکی اولاد کا یہ ہے کہ اُنکے بدن سے مردے کی بو آتی ہے اسی قصہ کا سورۂ بقر مین اشارہ ہے الم تر الی الذین
خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم یعنی تونے نہ دیکھے وہ لوگ جو نکل آئے گھرون
سے اور وہ ہزارون تھے موت کے خوف سے پھر کہا اُنکو اللہ نے مرجاؤ پیچھے اُنکو جلا دیا فائدہ یہ موت موت عقوبت
تھی یا موت تنبیہ نہ موت انقضاء اجل ورنہ خلاف آیۃ لایذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولی واقع ہوتا ہے کیونکہ اگر
استیفاء اجل کر چکتے تو پھر دنیا مین زندہ نہوتے لیکن تفسیر زاد المسیر مین لکھا ہے کہ یہ معجزہ تھا پیغمبر کا اور آیات انبیا
علیھم السلام موتۃ اولی سے مستثنے ہین تنبیہ یہ قصہ اس جگہ اسواسطے فرمایا کہ مسلمان لوگ جہاد سے مُنھ نہ موڑین کہ یہ عیب
کی بات ہے اور ظاہر ہے کہ موت کبھو نہ چھوڑیگی آدمی کی عقل ناقص اسطرف لاتی ہے کہ مرگ سے احتراز کر کہ حذر اُس
سے ممکن ہے اگرچہ عقل کامل انکار کر کے کہتی ہے اگر مرضی رب موت پر آٹھہری ہے تو حذر اس سے غیر ممکن اور جو
قضا نہین تو خوف مرگ بیفائدہ ہے ؎ از مرگ حذر کردن دو روز روا نیست ÷ روزے کہ قضا باشد و روزے
کہ قضا نیست + روزے کہ قضا باشد کوشش نکند سود + روزے کہ قضا نیست درو مرگ روا نیست + اور بعض
محققین صوفیہ شرح معنی اس آیت کے بزبان اشارت یون فرماتے ہین کہ آیۃ الذین خرجوا من دیارھم الخ
سے وہ لوگ مراد ہین جو عادات اور رسوم کے گھرون سے مالوفات نفس اور طبیعت کو دریاے ریاضت کے
پانی سے دھو کر باہر نکلے اور قدم ہمت سے منزل حیات حقیقی اور خانہ بقاے ابدی مین در آئے ہین اور سیر سلوک
کی تمنا مین موت جہل سے حذر کر کے بھاگے ہین اور ظاہر ہے کہ زندگی دل کی بلا موت نفس امارہ کے حاصل نہین
ہوتی جب یہ مردہ مرا تو ہادی ہدایت اور داعی ارشاد نے صداے موتوا کان مین پہونچائی یعنی اوصاف بشریہ
فانی ہوے اور اخلاق ذمیمہ محو ہوگئے کہ یہ دونون قرب مقام سے دور رکھتے تھے اور جب حسب ارادہ مرے
تو دوسری بار بحیات قابقۃ الوجود دائم زندہ ہوے اور ارشاد ہوا ثم احیاھم ؎ بے حجابت ماند اسرار لبات
مرگ بگزین و بر واز آن حجاب + نے چنان مرگے کہ در گورے روی + مرگ تبدیلی کہ در نورے روی + اور
ہرگاہ کہ یہ مرتبہ بلا قہر نفس اور ہوا و شیطان کہ اعداء حق ہین ممکن الحصول نہین اسواسطے جملہ سالکان سبیل حق کو مقاتلہ
کا حکم دیتے ہین اور اُسپر ترغیب اور تحریص فرماتے ہین کہ قاتلوا فی سبیل اللہ یعنی لڑو نفس و شیطان سے راہ خدا مین
واعلموا ان اللہ سمیع علیم اور جانو کہ خدا سنتا ہے و جانتا ہے اسرار دون کے یا سنتا ہے دردمندون کے نالے و زاری
کو شوق الٰہی مین کرتے ہین امام قشیری فرماتے ہین کہ سمیع علیم بلاکشان محبت کا تسلی نامہ ہے القصہ حضرت حزقیل
علیہ السلام نے ایک مدت دراز ان لوگون مین بسر فرمائی اور حال قوم کا یہ رہا کہ جیسے موافق ویسے مخالف اچار ہجرت

ایکسو ستائیس برس کی ہوتی ہے اور اخبار الدول مین دو سو برس کی لکھی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مدفن شریف تربیت متعرکہ افرائیم ابن یوسف علیہ السلام بیل افرائیم پر واقع ہے اور بعض کے نزدیک موضع قدس متعلقات صفد مین ہے اور بعض کے نزدیک مقبرہ النعمان مین کذا فی اخبار الدول بالجملہ بعد وفات حضرت یوشع علیہ السلام کے کالب بن یوقنا یا یوقنا ابن قارض ابن یہودا نے کہ سبط یہودا خلیفہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے شہر بارق کو بحکم آلہی فتح کیا اور ستر برس کے بعد بنی اسرائیل کو لیکر مصر مین آئے اکثر علما انکو پیغمبر مرسل کہتے ہین اور توریت مین بھی انکی نبوت پر نص صریح ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفون مین تھے اور بعد حضرت یوشع مہمات بنی اسرائیل انھین سے متعلق ہوئے کہ بعد اطمینان کامل ایک لشکر عظیم ترتیب دیکر متوجہ ممالک بارق ہوے اور کوہ سلم و نواحی کا محاصرہ کیا اور جس نے مقابلہ کیا تہ تیغ ہوا حتی کہ دس ہزار آدمی بت پرست مارے گئے اور بارق مع جماعہ خاصہ مقید ہوا و بقیۃ السیف پہاڑون مین بھاگ گئے وہین سے مع قوم بنی اسرائیل جانب مصر تشریف لیگئے و ولایات شام مع اجدال قبال ہاتھ آئے بعد ازان حضرت کالب نے وفات پائی اور حالت مرض مین یوشا قوس اپنے بیٹے کو خلیفہ کیا یہ شخص حسن و جمال مین شبیہ حضرت یوسف سے تھا تو بخوف فتنہ اُسنے تغیر صورت کی دعا مانگی اللہ تعالے نے بنلاے بلاے جدری فرمایا اور صورت متغیر ہوگئی یہ خلیفہ ہزار برس بنی اسرائیل مین رہا کذا فی اخبار الدول بعد ازان خلعت نبوت اللہ صاحب نے حضرت حزقیل علیہ السلام کو عنایت فرمایا

اختلاف در نبوت کالب علیہ السلام

تفریح ہفتدہم در احوال حضرت حزقیل علیہ السلام

حزقیل علیہ السلام ابن لوذی سبط یہودا مین تھے مالک عالم نے انکو بنی اسرائیل مین بعد یوشا قوس کے نبی فرمایا اور بنا بر تبلیغ رسالت جانب ایلیا خواہ داوران کے بھیجے گئے چنانچہ حضرت حزقیل نے جاتے ہوے حکم جہاد پہونچایا کہ تمام قوم بنی اسرائیل میدان داوران مین کہ حوالی واسط واقع ہے جمع ہوئی اور حضرت حزقیلؑ بنا بر دعاے نصرت معتکف ہوے ان کم بختون نے موت جہاد کو مکروہ سمجھ کر میدان جہاد سے مُنھ موڑا اور بولے کہ اس میدان کی ہوا متعفن ہے کہ اکثر لوگ بلاے وبا مین گرفتار ہین جب ہوا یہانکی صاف ہوجائیگی اُسوقت ہم جہاد کرینگے ابھی تو ہم جہاد نہین کرتے اسی تردد و پس و پیش مین اللہ جل شانہ نے بلاے طاعون مسلط فرمائی کہ اکثر لوگ مرگئے اور بعض بھاگ گئے اور بعد رفع بلا پھر آئے دوسرے برس پھر وبا آئی حسب روایت ابن ابی رباح ستر ہزار آدمی و بروایت ابن مقبہ اسی ہزار و بروایت ابن عباسؓ چار ہزار و بروایت حسن آٹھ ہزار و بروایت ابن بلیک تیس ہزار آدمی بھاگے اور ایک جنگل مین جو مابین دو پہاڑون کے واقع تھا ٹھہرے مالک عالم نے دو فرشتے بھیجے ایک نے طرف اعلیٰ سے دوسرے نے جانب اسفل سے ایک ایک آواز دی کہ سب یکبارہ مرگئے اور جانور بھی اپنی اپنی جگہ پر بیجان ہو کر رہ گئے اطراف و جوانب کے لوگ دفن کرنے کو آئے مگر مردون کی کثرت سے دفن نکرسکے ناچار ایک دیوار واسطے حفاظت کے گرد اُن لاشون کے کھینچ دی تاکہ لاشین درندون سے محفوظ رہین بعد ہفتہ خواہ

حزقیل علیہ السلام کی قوم کا طاعون سے بھاگنا اور مرنا

بادشاہ نے اپنے پاس رکھا اور ایمان لایا اور بادشاہت سے دست بردار قوم سے بیزار ہو کر ایک جزیرہ مین جا بیٹھا بعد مدت دراز کے قوم کے لوگون نے تلاش کر کے ملاقات حاصل کی اور بادشاہ نے سب کو دعوت ایمان فرمائی کہ اکثر ایمان لائے اور جب بادشاہ کی موت قریب آگئی تو اُسنے وہ وثیقہ اپنی قبر مین رکھوالیا جب وفات پائی تو تین دن کے بعد قوم کے لوگون نے حضرت ذوالکفل علیہ السلام سے کہا کہ ہمکو نشان دو کہان بہشت ہمارے بادشاہ کو ملی اور سند اُسکی ہمکو دکھلاؤ ہرچند حضرت نے دلائل و براہین وصول بہشت کے بیان فرمائے لیکن جاہل لوگون کے خیال مین کب آتے ہین ناچار جناب الٰہی مین ملتمس ہوئے کہ یا الٰہی اس مقدمے مین میری مدد کر دو یا تین دن کے بعد ایک فرشتے نے رسید بہشت مزین بدستخط و مہر بادشاہ حضرت ذوالکفل کو پہونچائی کہ انجناب نے اپنی قوم کو دکھلا دی تب وہ لوگ گرویدہ ہوے اور یقین لائے اس سبب سے ذوالکفل لقب ہوا اور صحیح یہ ہی کہ حضرت ذوالکفلؑ نبی تھے کیونکہ اللہ صاحب نے بزمرۂ انبیا ذکر کیا ہی چنانچہ سورۂ صاد مین ارشاد ہوتا ہی واذکر اسمعیل والیسع وذا الکفل وکل من الاخیار یعنی یاد کر اسمعیلؑ کو والیسعؑ کو وذوالکفلؑ کو اور ہر ایک تھا خوبی والا اسمقام سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یا مین الیسع وذی الکفلؑ کے مغائرت تامہ ہی الیسعؑ اور ہین اور ذوالکفل اور معالم التنزیل مین عطاسے روایت ہی کہ ذوالکفلؑ ایک رسول بنی اسرائیل مین ہوے ہین جب اُنکی وفات قریب پہونچی تو وحی ہوئی کہ اے ذوالکفل تیری وفات کے دن پاس آ لگے ہین سو تو ملک مفوضہ اپنا قوم بنی اسرائیل پر عرض کر اور دیکھ کون شخص اس قوم مین پرہیزگار ہی پھر جو شخص قائم اللیل وصائم النہار اور حلیم الطبع اور متین الوضع ہو اُسکو سپرد کر کہ وہ انکا کفیل رہے کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کہ تلاش و تجسس مین پڑے حالانکہ ایک جوان بصفات مذکورہ موصوف اور بشرافت نسب حسب معروف حاضر ہوا حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے اُسکو کفیل بنی اسرائیل قرار دیا اور وفات فرمائی اس سبب سے ذوالکفلؑ لقب ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ ذوالکفلؑ نے سو پیغمبرون کو قتل سے بچایا تھا اور اُنکے کفیل ہو گئے تھے اس سبب سے ذوالکفلؑ مشہور ہوے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ذکر انکا سورۂ انبیا اور صاد مین مع جو ذکر

تفریح ہیزدہم دراحوال حضرت الیاس علے نبینا وعلیہ السلام

معالم التنزیل مین ہی کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک الیاس علیہ السلام برادر عم زاد حضرت الیسع علیہ السلام کے ہین اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک الیاس نام ادریس علیہ السلام کا ہی اور یہ روایت ابن ابی حاتم کی ہی اور بقول دیگر محققین الیاس علیہ السلام ایک رسول تھے بنی اسرائیل مین اور بقول ابن عساکر سبط یوشع ابن نون سے تھے اور بعضے اولاد ہارون علیہ السلام سے کہتے ہین اور محمد ابن اسحٰق مطلبی نے لکھا ہی کہ الیاس ابن یاسین و بقولے ابن بشیر بن فنحاص بن عیزار بن ہارون بن عمران اور کہتے ہین کہ الیاس کو یاسین بھی کہتے ہین جسطرح طور سینین و طور سینا بالجملہ یہ نبی ہین بالاتفاق کما قال اللہ تعالیٰ وان الیاس لمن المرسلین اور بعثت اُنکی اہالی بعلبک پر ہوئی تھی اور بعل نام تھا بت کا اور بک بانی شہر کا اور حال یون ہوا کہ اُس شہر مین

فرمایا کہ بابل مین تشریف لائے چند روز کے بعد وفات پائی مدفن شریف درمیان حلہ وکوفہ واقع ہے تعداد عمر کسی کتاب مین
نظر نہین آئی فائدہ بعض اہل تفسیر لکھتے ہین کہ حضرت حزقیل خلیفہ ثالث حضرت موسیٰ کے تھے انھین کا نام
ذوالکفل تھا اور ابن العجوز بھی اور وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ حزقیل علیہ السلام کے باپ کی دو عورتین تھین ایک سے دس بیٹے
تھے اور دوسری عقیمہ وضعیفہ تھین سو ایک روز اُسنے جسکی اولاد تھی کہا کہ مجھکو تجھپر تفضل ہے اسپر اس ضعیفہ کو غم ہوا
اُس غم مین رات کے وقت نماز نیاز مین کھڑی ہوئی اور صبح تک استدعائے اولاد مین با تضرع و انکسار مشغول رہی
آخر دعائے بیچارہ مقبول ہوئی اور وقت طلوع آفتاب آثار حیض ظاہر ہوے اور کیفیت جوانی کی اُسکے بشرے
سے پیدا ہوئی کہ اُسکے شوہر کو میلان مباشرت ہوا چنانچہ بعد طہارت اُسنے مقاربت کی کہ حاملہ ہوئی کہ حضرت حزقیل پیدا
ہوے اس سبب سے لوگون نے آنجناب کو ابن العجوز کہنا شروع کیا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حضرت و حضرت الیسع
بعد حضرت الیاس کے نبی ہوے ہین اور حضرت ذوالکفل کے بعد غلبہ عمالقہ ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ الیسع بھی انکا نام
تھا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے نام اُنکا بشر ابن ایوب اور لقب ذوالکفل اور بعد
ایوب کے روم مین نبی ہوے چنانچہ اخبار الدول مین بھی ذکر انکا بعد حضرت ایوب کے اس طرح لکھا ہے کہ جب
حضرت ذوالکفل یعنی بشر ابن ایوب رسول روم ہوے تو قوم کے لوگ اول ایمان لائے اللہ تعالے نے انکو حکم
دیا کہ جہاد کرو قوم نے انکار کیا اور کہنے لگے کہ اے بشر ہم لوگ حیات کو دوست رکھتے ہین اور ممات کو مکروہ جانتے ہین
با این ہمہ مخالفت خدا اور رسول بھی ہمارے نزدیک مکروہ ہے پس اگر تم اللہ سے درخواست کرو کہ ہم لوگ نہ مرین
جب تک موت نہ مانگین تو ہم اللہ کی عبادت کرین اور اُسکے دشمنون سے جہاد حضرت نے فرمایا کہ تمنے
بہت سخت سوال کیا ہے مگر نماز پر کھڑے ہوے اور دعا مانگی اللہ نے قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ تو قوم کا
کفیل ہو جا چنانچہ حضرت بشر ابن ایوب نے قوم سے مقبولیت سوال کا حال بیان کیا اور کفیل امر مذکور ہوے
اسی واسطے ذوالکفل نام ہوا اور قوم کے لوگون مین کثرت اولاد و احفاد اس حد کو پہونچی کہ بلاد روم مین گنجایش
نہ رہی تب قوم نے موت مانگی اور اپنی اپنی اجل مین مرنے لگے یہی وجہ ہے کثرت روم کی اور حضرت بشر ابن ایوب نے
شام مین وفات پائی انکی عمر پچھتر برس کی ہوئی مزار شریف قریہ کفل متعلقات نابلس مین واقع ہے مگر صحیح المحققین
یہ ہے کہ ذوالکفل علیہ السلام وصی الیسع ابن اخطوب کے تھے اور حزقیل و بشر ابن ایوب بھی ملقب بذی الکفل تھے
اور اُنسے پیشتر گذرے ہین معالم التنزیل مین حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ لم یکن ذوالکفل نبیا
ولکن کان عبدا صالحا اور بعضے کہتے ہین کہ ذوالکفل سے جو سورۂ انبیا مین مذکور ہین کہ و اسمٰعیل و ادریس و ذا الکفل
کل من الصابرین مراد الیاس ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور بعضون نے وجہ تسمیہ ذوالکفل کی یہ لکھی ہے کہ بعد
کے زمانے مین کنعان نام ایک بادشاہ بت پرست تھا اُسنے وقت دعوت ایمان کہا کہ اگر مجھکو بہشت ملنے کا
مین ایمان لاؤن حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے اُسکا سوال جناب باری مین التماس کیا ارشاد ہوا کہ تو بہشت
کا وعدہ کر اور ضامن و کفیل ہو جا بلکہ وثیقہ اپنے دستخط سے لکھ دے چنانچہ آنجناب نے وثیقہ لکھدیا کہ اس وثیقے کو

فائدہ بیان ... در زمان حزقیل

فائدہ وجہ تسمیہ ذوالکفل

کرکے ارشاد کیا کہ باغیچہ مزدکی کے ورثہ کو واپس کرو ورنہ تو مع جورو اپنی کے کمال ذلت سے اسی باغیچہ مین ہلاک
ہوجائیگا بادشاہ ناراض ہوکر کہنے لگا کہ ای الیاس تو مجکو وہ راہ چلاتا ہی جسکو اور بادشاہون نے ترک کیا ہی یعنے
جسطرح اگلے بادشاہ بت پرست تھے اسی طرح مین بھی ہون مجھے کیا بزرگی ہی کہ مین اُنسے خلاف ہون اب مین
تجھکو قتل کرونگا تب حضرت الیاس اس شہر سے ہجرت کرکے ایک پہاڑ مین چھپ رہے سات برس تک تنہائی
مین پریشان اور صولت بادشاہی سے ہراسان رہے اور سوا ے گھاس اور ساگ وغیرہ اشیاے جنگلی کے کچھ کھانا
نصیب نہین ہوا اور بادشاہ نے ہر چند تلاش کروایا کہین نشان نہ ملا سات برس کے بعد وحی ہوئی کہ اب
ظاہر ہونا چاہیے سو اُسکی صورت ظاہر مین یہ نمود ہوئی کہ بادشاہ کا بیٹا سخت بیمار ہوا طبیبون نے جواب دیا اور اُس
بت نے باوجود منت اور سماجت کے کچھ جواب نہ دیا اور نہ کچھ تدبیر تبلائی اذ بسکہ بت ہی مین جنکا ہو رہا اور
منترجمون کی بات کسی نے نہ سُنی تب یہ قرار پایا کہ نواحی شام مین ایک دوسرا خدا ہی اُسکو بلاؤ کہ اس خدا سے سفارش
کرے شاید بعل تمسے ناراض ہی بادشاہ نے کہا میرا کچھ قصور نہین ہی کیونکہ مین نے اطاعت اور فرمانبرداری مین کسیطرح
کی تقصیر نہین کی ہی مترجمون نے کہا کہ تو نے الیاسؑ کو قتل نہین کیا یہی قصور ہی کیونکہ الیاسؑ تیرے خدا کا کافر تھا
بادشاہ نے جواب دیا کہ الیاسؑ کا پتہ اور نشان کہین ملتا نہین ہر چند تلاش ہوئی پر ہاتھ نہ لگا اور مین ایسا پریشان حال
ہون کہ اب اُسکی تلاش نہین کرسکتا اگر یہ لڑکا اچھا ہوجاے تو مین خود ہی تلاش کرون اور جسطرح مل سکے گرفتار
کرکے قتل کرون تاکہ میرا خدا راضی ہو غرض کہ اُنھون نے چار سو مصاحبون کو جانب شام بھیجا جب یہ لوگ اُس
پہاڑ سے جہپر حضرت الیاسؑ تھے قریب ہوے تو حضرت کو ارشاد آلہی یون ہوا کہ بلا خوف اور خطر تنہے پہاڑ کے
اُترا اور اُن کافرون سے معارضہ کر اور دعوت ایمان پہونچا حضرت الیاسؑ نے مقابل ہوکر اول کافرون سے ارشاد
فرمایا کہ مجھکو اللہ نے تمھارے اور تمھارے معتقدون کے پاس بھیجا ہی سو تم سُنو حکم اپنے رب کا اور اپنے بادشاہ کو
پہونچاؤ اور پھر جاؤ اُسکے پاس اور کہو میری طرف سے کہ اللہ صاحب فرماتے ہین انی انا اللہ لا آلہ الا انا آلہ بنی اسرائیل
یعنی مین ہی ہون اللہ کوئی نہین اللہ مگر مین جو معبود ہون بنی اسرائیل کا اور مارنے والا اور جلانے والا اور رزق دینے والا
اور پیدا کرنیوالا مین ہون تو اپنی نادانی سے دوسرے کو میرا شریک گردانتا ہی کوئی شخص جہان مین اپنے نفس کا
مالک نہین ہی اور کسی کو طاقت نہین کہ ایک ذرہ کو حرکت دے سکے جسکو مین چاہتا ہون جنبش دیتا ہون جب حضرت
الیاسؑ نے اُنسے یہ کلام کیا تو وہ لوگ رعب مین آگئے اور بادشاہ سے آکر بولے کہ الیاس ہمکو ملا تھا بال اُسکے سفید
ہین اور بہت ضعیف ہوگیا ہی کمل کا قمیص پہنے ہمارے پاس آیا تھا اُسنے ایسا کلام فرمایا کہ ہم رعب مین آکر جواب
نہوسکے باوجود اسکے کہ ہم چار سو آدمی تھے اور وہ تنہا تھا بادشاہ نے کہا زندگی کا لطف نہین جب تک الیاسؑ
زندہ ہی کسی طرح الیاسؑ کو گرفتار کرو چنانچہ پچاس آدمی زور آور ہوشیار اسی طرح سے سمجھا کر روانہ کیے کہ تم کسی حیلے
اور تدبیر سے یون طمع دیکر لاؤ کہ تمام شہر کے لوگ تیرا ایمان لاوینگے غرض کہ وہ پہاڑ کے قریب گئے اور پکارنے
لگے کہ یا نبی اللہ ابرز لنا و احسن علینا یعنی ای نبی اللہ کے ظاہر ہو اور احسان کر ہمپر کہ ہم ایمان لائے اور

اجب نام ایک بادشاہ بت پرست سخت مشرک اور خراب تھا اُسنے بیس گز کا لمبا چوکھا بت بنوایا اور اُسکا نام بعل رکھا اور چار سَو آدمی اُسکے مترجم کلام گویا سکر تر قرار دیے اور اُنکو نبی ٹھرایا کہ وہ سب اُسکے گرد جمع رہتے ابلیس ملعون نے دیکھا کہ یہ تو نقشہ خوب جما اب اُسکے پیٹ مین گھسکر باتین کرنا بہتر ہی سو وہ اُس بت کے اندر جا بیٹھا اور وقت سوال جواب دینے لگا اور مصاحبین سُنکر پکارنے لگے کہ خدا نے یہ کہا اور تابعین بادشاہ اسی کے موافق عمل کرنے لگے بنی اسرائیل کہ حضرت یوشع ابن نون کے زمانہ سے اس شہر مین قیام پذیر تھے اور بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کے بت پرست ہو گئے تھے وہ بھی مطیع بادشاہ ہوے اور نصائح واعظین اور عالمین سے اُنگلیان کانون مین دینے لگے تب اللہ جل شانہ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا کہ وہ دعوت حق مین مصروف ہوئے

کہ سورۂ صافات مین ارشاد ہوتا ہی وان الیاس لمن المرسلین اذ قال لقومہ الا تتقون اتدعون بعلا وتذرون احسن الخالقین اللہ ربکم ورب اٰبائکم الاولین فکذبوہ فانہم لمحضرون الا عباد اللہ المخلصین یعنی تحقیق الیاس ہی رسولون مین جب کہا اپنی قوم سے کیا تمکو ڈر نہین کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو جو اللہ ہی رب تمھارا اور رب تمھارے باپ دادون کا پھر اُسکو جھٹلایا سو وہ پکڑے آتے ہین مگر جو بندے ہین اللہ کے چُنے ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ بعثت حضرت الیاس علیہ السلام اس طرح ہوئی کہ اُس اجب بادشاہ کی ایک عورت مسماۃ ازبیل بنت ملک صیدا بڑی قتالہ کافرہ تھی جسنے سات بادشاہون بنی اسرائیل سے آشنائی کر کے نکاح کیا اور فریب سے اُنکو مار ڈالا اور ایسی قحبہ کہنہ سال تھی کہ ستر مرتبہ جنی تھی اور اُسپر یہ طرہ تھا کہ انبیاء اور رسولون کے قتل کرنے پر زیادہ تر حرص رکھتی تھی چنانچہ بعض کہتے ہین کہ اسی نے حضرت یحییٰ پیغمبر کو قتل کرایا ہی مگر ایک حکیم ایماندار اُسکے پاس رہتا تھا اُسنے البتہ رسولون کو اُسکے پنجۂ ظلم سے چھُڑایا تھا بالجملہ وہ مردار بادشاہ کے مزاج مین نہایت دخل رکھتی تھی حتی کہ جب بادشاہ کسی طرف سفر کرتا تو اُسی کو خلیفہ کر جاتا کہ یہ ظالمہ قضایا مین حکم دیتی اور اُسکے جوار مین ایک مرد صالح متقی مزدکی نام قلعہ کے متصل رہتا تھا اُسکا ایک باغ تھا کہ اُسمین وہ اور اُسکی عورت اپنی بسر اوقات کرتی تھی اور بسبب جوار کے بادشاہ کو اس بیچارہ سے ایک نوع کی رعایت ملحوظ رہتی تھی اور اس وجہ سے مسماۃ ازبیل کو نہایت حسد تھا اور ہمیشہ یہ خیال دل مین رہتا تھا کہ اگر میرا دسترس ہو تو اُسکا باغ لے لون اور اسکو قتل کرون اتفاقاً بادشاہ کسی طرف گیا اور ازبیل کو خلیفہ کر گیا اُسنے یہ وقت غنیمت جان کے ایکدن چند آدمیون کو بُلا کر گواہ بنایا کہ مزدکی بادشاہ کو گالیان دیتا ہی اور دستور اُس جگہ کا یہ تھا کہ جو شخص بادشاہ کو بد کہے وہ قتل ہو سو اُسنے مزدکی کو اپنے حضور مین طلب کر کے جواب لیا مزدکی نے انکار کی اُسنے گواہون سے جھوٹھی گواہی لے کے مروا ڈالا اور باغیچہ لے لیا جب بادشاہ آیا تو اُسنے یہ حوال سُنکے اپنی جورو سے شکوہ کیا کہ تجھکو مناسب تھا کہ میری غیبت مین مزدکی سے احسان کرتی نہ کہ ایسا ظلم کیا ازبیل نے کہا کہ مزدکی نے تجھکو گالی دی تھی سو مین نے موافق تیرے حکم کے قتل کیا ہی بادشاہ نے کہا میرا انتظار ضرور تھا ازبیل نے کہا اچھا ہوا سو ہوا آیندہ اسیطرح کرونگی تب خالق جبار نے حضرت الیاس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا کہ حضرت الیاسؑ نے بت پرستی سے منع

بادشاہ کے پاس پہونچے اسوقت بادشاہ کا بیٹا زیادتی درد سے بیتاب ہوکر مرگیا کہ بادشاہ حضرت الیاسؑ سے مل نہ سکا
اور حضرت الیاسؑ صحیح وسالم پھر پہاڑ پر تشریف لائے جب بادشاہ کو غم سے فرصت ملی تو اسنے منشی سے حال پوچھا منشی
نے عرض کیا کہ مین بھی آپ کا شریک غم رہا مجھکو نہین معلوم کہ الیاسؑ کہان گئے ناچار چپکا ہو رہا پھر بعد مدت دراز کے
حضرت الیاسؑ تنہائی سے گھبرائے اور پہاڑ سے نیچے اُترے اور یونس ذی النون کی مان کے گھر مین چھ مہینے تک
چھپے رہے اُس عرصے مین حضرت یونس علیہ السلام دودہ پیتے تھے چھ مہینے تک انکی مان بہت خوشی سے خدمت
کرتی رہین بعد اسکے پھر حضرت الیاسؑ پہاڑ پر گئے اور یونسؑ کی مان انکی مفارقت سے بہت ملول ہوئین اُس عرصے
مین یونس علیہ السلام نے اتفاقیہ انتقال کیا تو انکی مان حضرت الیاسؑ کی تلاش مین نکلی اور پہاڑون پر ڈھونڈھتی
پھری آخرکار حضرت الیاسؑ سے ملاقات ہوئی اُسنے عرض کیا کہ ای الیاسؑ مجھکو تیری مفارقت سے بڑا رنج ہوا تھا اُسپر
اور غضب یہ ہوا کہ میرا بیٹا یونسؑ بھی مرگیا اب مصیبت نے غلبہ کیا اور بلانے ہجوم پکڑا ہی اور تم جانتے ہو کہ اسکے سوا
میرے کوئی لڑکا نہین تھا اب یہ درخواست ہی کہ تم دعا کرو کہ میرا لڑکا زندہ ہوجاے اور اسی امید سے مین نے اب تک
دفن نہین کیا ہی حضرت الیاسؑ نے کہا کہ اس بات مین مجھکو حکم نہین ہی اور مین تابعدار ہون جیسا حکم ہوتا ہی ویسا
کرتا ہون تب یونسؑ کی مان رونے لگین او رتضرع وزاری سے پیش آئین کہ حضرت الیاسؑ نے اُسکو تسلی دی اور نہایت
مہربانی سے پوچھا کہ تیرا بیٹا یونسؑ کے دن سے مرگیا ہی کہا سات دن ہوے تب حضرت الیاسؑ بحکم الٰہی ساتھ چلے
اور ساتوین دن یونسؑ کے گھر مین پہونچے دیکھا کہ یونسؑ چودہ دن سے مردہ ہین حضرت الیاسؑ نے وضو کر کے
نماز پڑھی اور دعا مانگی اللہ نے یونسؑ کو زندہ کیا پھر حضرت الیاسؑ اپنے مکان پر تشریف لائے اُس عرصہ مین قوم
الیاسؑ نے گناہون کی شدت سے کمال روسیاہی حاصل کی اسپر حضرت الیاسؑ کو نہایت غم ہوا سات برس کے بعد
وحی ہوئی کہ ای الیاس غم کسواسطے کرتا ہی جو تو مجھسے طلب کرے عطا کرون حضرت الیاسؑ نے عرض کیا کہ یا الٰہی
میری تمنا یہ ہی کہ تو مجھکو اس عالم سے اُٹھالے اور میرے باپ دادون سے ملادے کیونکہ بنی اسرائیل سے مجھکو رنج
پہونچا اور اُنکو مجھسے تکلیف پہونچی ہی حکم ہوا کہ ای الیاس یہ وقت ایسا نہین ہی کہ مین زمین کو تجھسے خالی کرون لیکن تو
اور درخواست کر تو مین قبول کرون حضرت الیاسؑ نے عرض کیا کہ اگر مجھکو اس عالم سے اُٹھانا منظور نہین تو سات برس
تک پانی کا برسانا اور نہ برسانا میرے اختیار مین ہوجاے ارشاد ہوا کہ ای الیاس مین رحیم ہون اگرچہ بندے ظالم ہون
پھر عرض کیا کہ چھ برس تک اختیار ملے ارشاد ہوا کہ مین رحیم ہون عرض کیا کہ پانچ ہی برس تک اختیار ملے ارشاد ہوا کہ
مین ارحم الراحمین ہون اور یہ بات رحمت کے خلاف ہی لیکن واسطے عبرت کے تین برس تک خزانہ پانی کا تیرے
ہاتھ مین کیے دیتا ہون کہ بلا حکم تیرے پانی نہ برسے گا حضرت الیاسؑ نے کہا مین پھر کس طرح زندہ رہونگا ارشاد
ہوا کہ بعض طیور تیرے واسطے قوت لایموت پہونچائینگے حضرت الیاسؑ نے عرض کیا کہ اب مین راضی ہوا بعد ازان پانی کا
برسنا موقوف ہوا گاے بکری بیل خچر وغیرہ وحوش طیور مرنے لگے درخت سوکھ گئے آدمیون پر سخت مشکل پڑی مگر
حضرت الیاسؑ خوش تھے اور قوم کے لوگ تباہ اور یہ حال ہوا کہ اب قوم کے لوگ حضرت الیاسؑ کی تلاش مین پھرنے لگے

ہمارا بادشاہ بھی ایمان لائیگا اور سب قوم بنی اسرائیل نے تمکو سلام کہا ہی اور قوم بادشاہ بھی تمہاری گرویدہ ہی اور
کہتے ہین کہ تمہاری نبوت مین ہمکو کچھ شبہہ نہین تشریف لاؤ اور امر معروف اور نہی عن المنکر جاری فرماؤ اور اب مناسب
نہین ہی کہ ہم ایمان لاوین اور تم ہمسے جدا رہو حضرت الیاس علیہ السلام نے یہ کلام سنکر ارادہ کیا کہ ظاہر ہون وحی
ہوئی کہ ای الیاس توقف کر انکا ظاہر و باطن موافق نہین یہ لوگ منافقانہ کلام کرتے ہین تو میری جناب مین دعا کر
تب حضرت الیاسؑ نے یون دعا مانگی کہ یا الٰہی اگر یہ لوگ سچے ہین تو مجھکو اجازت ہو کہ مین ظاہر ہو جاؤن اور جو یہ لوگ
کاذب و منافق ہین تو انپر آگ آسمانی گرے کہ جل جائین ہنوز یہ مقولہ تمام نہوا تھا کہ آگ آسمان سے برسنے لگی
اور سب جل گئے بادشاہ کو خبر ہوئی بادشاہ نے پچاس آدمی اور سخت مکار دغاباز پہاڑ کی طرف بھیجے وہ بھی اسی طرح گئے
اور کہنے لگے یا نبی اللہ نعوذ باللہ و بک من غضب اللہ ہم صدق دل سے ایمان لائے ہین اور اول جو لوگ حاضر
ہوے تھے سب منافق تھے اگر انکا نفاق ہمکو معلوم ہوتا تو ہم انکو اصلا اسطرف متوجہ نہونے دیتے مگر وہ لوگ
جزاے اعمال کو پہونچے اور تیرے خدا نے بخوبی انتقام لیا اب جاے اندیشہ نہین ہی تاہم لوگ قوت ایمانیہ سے
بشوق خدمت حاضر ہوے ہین بلا تامل آپ تشریف لائین حضرت الیاس علیہ السلام نے کلام منافقانہ انکا
سنا تو پہلے وہی دعا مانگی پھر آگ برسی جسطرح اول برسی تھی یہ بھی خبر بادشاہ کو پہونچی اب بادشاہ نہایت غمگین اور
خشمگین ہو کر مستعد ہوا کہ بذات خود حضرت الیاس علیہ السلام پر خروج کرے الا بیماری بیٹے سے متوقف اور معذور
رہا اور فوج کے سپاہی بھی اسطرف جانے سے انکار کرنے لگے تب بادشاہ نے یہ مشورہ کیا کہ اس حکیم مومن کو
جو مسماۃ ازبیل کا منشی ہی بھیجنا چاہیے اغلب کہ الیاس علیہ السلام اسکی ایمانداری سے متوجہ ہو کر پہاڑ سے
اتر پڑینگے غرض کہ اس منشی کو طلب کیا اور کہا کہ مین حضرت الیاسؑ کے ساتھ بدی نکرونگا بلکہ منظور یہ ہی کہ الیاسؑ
ہماری ایمانداری سے مطلع ہو جائین تو انکے پاس حاضر ہو اور میری طرف سے معذرت کر اور میرے ایمان
کی خبر دے وہ منشی مستعد ہوا بادشاہ نے ایک لشکر جرار اسکے ساتھ کیا اور لشکریون سے سمجھا دیا کہ جسطرح ہو سکے
الیاسؑ کو پہاڑ سے نیچے اتارو اور یہان لاؤ اور منشی سے یون کہا کہ میرا بیٹا سخت مبتلاے بلا ہی اور سپاہی میرے
بلاے سخت مین گرفتار ہو چکے ہین اب مین پرستش بت کی ترک کرتا ہون آپ تشریف لائین بالجملہ وہ منشی
مع لشکر جانب جبل روانہ ہوا اور قریب تر پہونچ کر پکارنے لگا کہ ای الیاسؑ مین حاضر ہوا ہون حضرت الیاسؑ
آواز مسلمان کی سنتے ہی مشتاق ملاقات ہوے اسی وقت وحی ہوئی کہ ای الیاس اب ظاہر ہو اور سلام علیک کر
چنانچہ حضرت الیاسؑ سامنے کھڑے ہو کے پوچھنے لگے کہ ای مومن خیر ہی تو کہان آیا اسنے کہا خیر ہی مجھکو اس ستمگر جبار نے
تمہارے پاس بھیجا ہی کہ مین تمکو شہر مین لیجاؤن حضرت الیاسؑ نے فرمایا کہ مین اس کافر کے پاس نہین جا سکتا
پھر وحی ہوئی کہ اگر تو نہ جائیگا تو بادشاہ اس مسلمان کو تہمت کریگا اب بادشاہ کے پاس جا اور مین محافظ ہون کہ
اس بادشاہ کو اسکے بیٹے کے غم مین ایسا مبتلا کرونگا کہ ہرگز تمسے متوجہ نہو سکیگا اور ایسی طرح سے مارونگا کہ عبرت
ہو جاے جب وہ مر جاے تب چلے آنا غرض کہ حضرت الیاسؑ اسی لشکر کے ساتھ شہر مین تشریف لائے اور

جلال الدین سیوطی نے لکھا ہی کہ غزوۂ تبوک مین واثلہ ابن اسقع رض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ فرماتے
ہین کہ تھوڑی رات گذرے لشکر کے ساتھ چلے جاتے تھے کہ دفعۃً ایک آواز حزین آئی کہ اللہم اجعلنی من امۃ محمدن المرحومۃ
المغفورۃ المستجاب لہا المبارکۃ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ وانس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اس درّہ کوہ مین جاکر
اور دیکھو کون آواز دیتا ہی حذیفہ وانس رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ ہمنے جاکر دیکھا تو ایک شخص نورانی سفید ریش لباس سفید
برف سے زیادہ پہنے ہوے بیٹھا ہی اور قد شریف اسکا ہمسے دو تین ذراع بلند ہی ہمنے انکو سلام کیا اُنھون نے
جواب سلام دیکر فرمایا تم بھیجے ہوے رسول اللہ کے ہو ہمنے کہا ہان تم کون ہو رحمۃ اللہ علیک وہ بولے مین الیاس پیغمبر
ہون بعزم مکہ جاتا تھا کہ ایک لشکر فرشتون کا کہ جسمین مقدمۃ الجیش جبرئیل علیہ السلام ہین اور ساقہ میکائیل ہمراہ تمھارے
نظر پڑا اُن دونون سردارون نے کہا کہ تمھارا بھائی محمد رسول اللہ صلعم جاتا ہی اسکو دیکھو اور سلام کرو سو تم لوٹ جاؤ
اور میرا سلام پہونچاؤ اور کہو کہ مین تمھاری خدمت مین اسلیے حاضر نہین ہوسکتا کہ مجھکو دیکھکر تمھارے لشکر کے اونٹ
بھاگین گے اور آدمی ڈرینگے اگر آپ خود تشریف لائین تو نہایت بہتر ہی حذیفہ وانس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ
ہمنے اُنسے مصافحہ کیا اُنھون نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ حذیفہ ابن الیمان صاحب سر رسول آخر الزمان ہی اور یہ
شخص آسمان مین زمین سے زیادہ مشہور ہی اہل السموات اسکو صاحب سر رسول اللہ کہتے ہین بعد اُسکے دونون
صحابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آئے اور پیغام الیاس علیہ السلام کا پہونچایا حضرت صلعم اُس درّہ کوہ
مین تشریف لے گئے اور بعد مصافحہ ومعانقہ بیٹھے اور کلام کرتے رہے اس قصے کو حاکم نے مستدرک مین بھی بیان
کیا ہی کہ اسناد اس حدیث کے ضعیف ہین اور ذہبی نے حاکم پر طعن کی ہی اور فرمایا ہی کہ اس قصے کی صحت مین کچھ
کلام نہین ہی اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین مفصل بیان کیا ہی القصہ بعد تشریف لیجانے حضرت الیاس علیہ السلام
کے اللہ تعالیٰ نے اجب بادشاہ پر ایک دشمن قوی مسلط فرمایا کہ اُسنے گلستان مزدکی مین بادشاہ کو مع مسماۃ ازبیل
اُسکی عورت کے نہایت ذلت وخواری سے قتل کیا اور لاش کو اُسی جگہ چھوڑا کہ ہڈیان اُنکی اُسی باغ مین گل
گئین ذکر حضرت الیاس علیہ السلام کا سورۂ والصافات مین ہی واللہ اعلم

تفریح نوزدہم دراحوال حضرت الیسع ابن خطوب علیہ السلام

نسب شریف انکا افرائیم ابن یوسف علیہ السلام سے ملتا ہی انکو اللہ نے بنی اسرائیل کا پیغمبر کیا کہ سب ایمان لائے
اور احکام توریت بجالانے لگے اور حضرت الیسع معجزات وخوارق عادات دکھلانے لگے چنانچہ ایک مرتبہ اہل ریحا نے
شکایت کی کہ ہمارے یہان کا پانی کھاری ہی آپ دعا فرمائین کہ شیرین ہوجاوے آنجناب نے قدرے نمک لیکر
دریا مین ڈالا شیرین ہوگیا ایک مرتبہ ایک بیوہ عورت نے قلت مال وفاقہ کشی کی شکایت پیش کی اور کہا کہ میرا
خاوند نہایت مقروض ہی آنجناب نے پوچھا تیرے گھر مین کچھ ہی اُسنے کہا تھوڑا گھی ہی حضرت نے طلب کرکے ایک ظرف
سے دوسرے ظرف مین کیا اُس عورت نے اپنا گھی اُٹھالیا اور اسی طرح کرنے لگی تو گھی بڑھنے لگا اور محلے کے لوگ

معجزات حضرت الیسع ۱۲

بلکہ جب گھر مین روٹی کی بو پاتے تو یہی کہتے کہ الیاسؑ اس گھر مین آئے ہین اور تلاش کرتے ہوے غیر کے گھر مین چلے
جاتے گھر والے ناراض ہوتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب تین برس قحط پڑا تو ایک دن حضرت الیاسؑ
ایک عورت ضعیفہ کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ تیرے پاس کچھ کھانا ہے اسنے کہا تھوڑا آٹا اور تیل ہے
حضرت الیاسؑ نے دعا فرمائی کہ یا الٰہی اسمین برکت دے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا سے دونون چیزین بڑھا دین کہ اسکا
گھر بھر گیا تب قوم نے اس بڑھیا سے پوچھا کہ یہ برکت کہان سے آئی اسنے کہا کہ ایک شخص اس صورت کا میرے
گھر آیا تھا اسنے دعا کی ہے ان لوگون نے کہا کہ وہ شخص الیاسؑ تھا سو ڈھونڈھتے ہوے دوڑے کہ حضرت
الیاسؑ سے ملاقات ہووے حضرت الیاسؑ بھاگے اور ایک عورت کے گھر مین داخل ہوے اسکا بیٹا نوجوان
سخت بیمار تھا اسکے واسطے دعا کی وہ اچھا ہوگیا اور ایمان لاکے ساتھ ہوا کہ جس جگہ حضرت الیاسؑ جاتے وہ بھی ساتھ
جاتا محققین مفسرین لکھتے ہین کہ وہ نوجوان حضرت الیسع ابن اخطوب تھے جب اسپر چند روز گذر گئے تب وحی ہوئی کہ
الیاس تونے بہت بیگناہون کو ہلاک کیا ہے یعنی بہائم طیور ہوام وغیرہ بھی تیری بد دعا سے ہلاک ہوے حضرت
الیاسؑ نے عرض کیا کہ یا رب اب مین دعا کرون تو نجات ملے ارشاد ہوا کہ دعا کر سو حضرت الیاسؑ اپنی قوم مین تشریف
لائے فرمانے لگے کہ تمنے رنج بیشک اٹھایا اور ہلاک ہوے بلکہ تمھاری خطاؤن سے بہائم وغیرہ بیگناہون پر بھی
آفت پڑی اور ابھی تک تم انھین خیالات باطلہ مین پڑے ہو اگر تمکو سمجھ ہو تو اپنے بتون کو باہر نکالو اور انسے پانی کی
درخواست کرو اگر ملے تو فہو المراد ورنہ انکو دور کرکے اپنے اللہ سے پانی مانگو کہ اللہ تعالیٰ پانی برسائے تو لے یہ ایک
بات تونے انصاف کی کہی ہے بعد اسکے اپنے بتون کو باہر نکال لائے اور ہاتھ جوڑکر دعا کرنے لگے کسی نے نہ سنا
تب کہنے لگے کہ اے الیاس ہم لوگ باطل پر ہین اور اپنے فعلون سے ہلاکت مین پڑے ہین اب تو ہمارے واسطے اللہ
سے دعا کر حضرت الیاسؑ نے حضرت الیسعؑ کو ساتھ لیکر دعا فرمائی ایک ٹکڑا ابر کا سپر کے برابر دریا پر نظر پڑا اسنے
ایسا پانی برسایا کہ بالکل بستی سیراب ہوگئی اور بنی اسرائیل خوش ہوے مگر اپنے قول و قرار پر قائم نہ رہے بلکہ اور
بھی بگڑ گئے تب حضرت الیاسؑ نے دعا مانگی کہ یا الٰہی بنی اسرائیل کے قلوب قبول ہدایت کے لائق نہین رہے ہین
اور اب مجکو ایمان کامل کی انسے امید نہین ہے اسلیے تو مجکو علیحدہ کر ارشاد ہوا کہ فلان روز فلان مقام پر جا فتو
وہان جو کچھ سواری تجھکو ملے اسپر سوار ہو جب وہ دن آیا تو حضرت الیاسؑ مقام معہود پر مع حضرت الیسعؑ کے تشریف
لیگئے دفعۃً ایک گھوڑا یا اونٹ آگ کا ظاہر ہوا یا رنگ اسکا مانند آتش تھا علی التقدیرین حضرت الیاس علیہ السلام اسپر
سوار ہوے حضرت الیسعؑ نے آواز دی کہ مجکو کیا ارشاد ہے الیاسؑ نے اپنے کپڑے اتار کر پھینکے گویا اشارہ کیا کہ
مین نے تمکو خلیفہ کیا الغرض اللہ تعالیٰ نے حسب استدعاے الیاس علیہ السلام اسطرح بنی اسرائیل سے انکو جدا کردیا اور شہوت
طعام و شراب انسے سلب کرلی کہ فرشتون کے ساتھ اڑنے لگے معالم التنزیل مین ہے کہ حضرت الیاسؑ و خضر علیہما السلام
ہر سال بیت المقدس مین آنکے روزے رکھتے ہین اور الیاسؑ موکل ہین جنگلون پر اور خضرؑ دریاؤن پر اور عرفات مین
دونون ملتے ہین اور رمضان شریف کے روزے باہم افطار کرتے ہین اور صلحاے امت مصطفویہ سے ملاقات کرتے ہین

ملاقات خضر و الیاس

تفریح بستم دراحوال حضرت شموئیل علیہ السلام

بعضے کہتے ہین کہ شموئیل بالشین المعجمۃ ابن ریان ابن علقمہ خواہ ابن فاہث ابن لادی بن یعقوب علیہ السلام ہین مگر صحیح
ہی کہ انکے باپ کا نام بلقانا اور اولاد یوسف علیہ السلام سے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ نام انکا شموئیل تھا کہ بزبان عربی اسماعیل ہوتا
ہی اور بعضے صموئیل بصاد مہملہ لکھتے ہین چنانچہ کتب بنی اسرائیل مین اسیطرح ہی بالجملہ پیش از تولد صموئیل انکے پدر بزرگوار نے
وفات پائی تھی اس سبب سے ایک رئیس قوم نے لیکر پرورش کیا یا انکی مان نے مثل پدر تربیت و تعلیم فرمایا جب بیس برس
کے ہو کر بالغ ہوے اور صحیح یہ ہی کہ چالیس برس کے ہوے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اے شموئیل تمکو اللہ نے
بنی اسرائیل کا پیغمبر کیا ہی تم اس قوم کو دعوت الی الحق فرماؤ اور حکم جہاد پہونچاؤ اور عبادت اصنام سے منع کرو چنانچہ حضرت شموئیل
پیغام الٰہی سنکر قوم مین تشریف لائے اور صورت نبوت کہ پردۂ عدم مین چار سو برس سے مستور تھی نظر پڑی تو ایک جماعت نے
از روے حسد و عناد کہا استعجلت بالنبوۃ یعنی تونے نبوت کی جلدی کی کہ ہنوز وقت اسکا نہ تھا اگر تو سچا ہی تو ہمارے واسطے
ایک بادشاہ معین کر کہ بامداد و اعانت اسکے دشمنان دین کو دفع کرین اور یہی بات تیری نبوت پر دلیل اور رسالت کا معجزہ
ہوگی یہ درخواست بنی اسرائیل نے اس سبب سے کی تھی کہ حضرت شموئیل علیہ السلام مامور بقتال نہ تھے چنانچہ اللہ صاحب نے جب
بنی اسرائیل کی حکایت سورۂ بقر مین فرماتے ہین اذ قالوا لنبی لہم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ یعنے جب کہا
بنی اسرائیل نے اپنے نبی کو کھڑا کر دے ہمکو ایک بادشاہ کہ ہم لڑین اللہ کی راہ مین یہ معاملہ بیت المقدس مین ہوا
اہل تحقیق کہتے ہین کہ بحسب واقع ملک و دین بایکدیگر متعلق ہین کیونکہ اگر امر نبوت بلا شوکت بادشاہی متمشی ہوتا تو البتہ
بنی اسرائیل باوجود شموئیل علیہ السلام کے استدعا بادشاہ نہ کرتے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ قصر دین کا استحکام
اساس ملک سے مضبوط ہی اور رخنہ ملک کی حراست و حفاظت احکام دین سے مربوط ہ نہ بے تخت
شاہی بود دین بپاے + نہ بے دین بود بادشاہی بجاے + و لہذا عقلا کہتے ہین کہ الملک والدین توامان ہ
نزد خرد شاہی و پیغمبری + چون دو نگین اند و یک انگشتری + گفتہ آنہاست کہ آزادہ اند + کین دو ز یک اصل و نسب
زادہ اند + بالجملہ حضرت اشموئیل نے فرمایا ہل عسیتم ان کتب علیکم القتال الا تقاتلوا قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ
و قد اخرجنا من دیارنا و ابنائنا یعنی یہ بھی توقع ہی تمسے کہ اگر حکم ہو تمکو لڑائی کا تب نہ لڑو بولے ہمکو کیا ہوا
کہ ہم نہ لڑین اللہ کی راہ مین اور ہمکو نکال دیا ہی ہمارے گھرون سے اور بیٹون سے مگر باوصف اسکے جب حکم ہوا
جہاد کا تو پھر گئے مگر تھوڑے انمین اور اللہ کو معلوم ہین گنہگار اخبار مین آیا ہی کہ جالوت ابن عملیق رئیس عمالقہ نے
کہ بحر روم کے کنارے مابین فلسطین و مصر کے رہتا تھا اور اولاد سلاطین سے تھا سو اسنے چالیس آدمی گرفتار
کر لیے تھے اور باطراف کے شہر بھی چھین لیے تھے کہ وہان کے باشندے بھاگ کر بیت المقدس مین جمع ہوے
تھے اسی بات کو بنی اسرائیل تعلیل قتال مین بیان کرنے لگے چونکہ سخن انکا حظ نفسانی سے علاقہ رکھتا تھا
سعادت شہادت سے محروم رہے اگر یون کہتے کہ ہم کیون نہ جہاد کرینگے حالانکہ وہ کافر و مفسد ہین کہ ملک خدا
میں انکے ہاتھ سے خرابی ہی اور بندگان حق ناحق قتل ہوے ہین تو بیشک دولت جہاد سے محروم نہ رہتے

خرید کرنے لگے اس عورت کو فراغت حاصل ہوئی کہ اسکے شوہر کا قرض بھی ادا ہو گیا از انجملہ ایک عورت کے گھر گئے تو اسکے
اولاد نہ تھی اسکے واسطے دعا فرمائی کہ اسکے لڑکا پیدا ہوا اور بعد چند روز کے مر گیا تب جناب نے اسکو زندہ کیا
از انجملہ ایک دن شاگردون نے کھانا پکایا اور بھولے سے تھوڑا عرق اندراین کا ڈال دیا جب حضرت الیسع
کھانے لگے تو اس سے آواز آئی کہ مجھ مین زہر ملا ہے آپنے تھوڑا آٹا ڈال دیا اثر زہر جاتا رہا از انجملہ ایک بادشاہ نے
حضرت کو قید کیا اللہ نے محافظین کو اندھا کر دیا کہ حضرت الیسع محبس سے نکل آئے از انجملہ بادشاہ دمشق کو برص لاحق
ہوا اسنے حاکمان بنی اسرائیل سے ایک طبیب طلب کیا انھون نے حضرت الیسع کو بھیجا حضرت نے فرمایا کہ اندی
مین غسل کرے اچھا ہو جاے ویسا ہی ہوا بادشاہ نے زر کثیر نذر کے طور پر بھیجا آنجناب نے واپس کیا مگر خادم نے
از روے طمع کچھ لے لیا حضرت کو اطلاع ہوئی بد دعا فرمائی وہ کمبخت برص مین مبتلا ہو گیا اسیطرح اکثر خوارق عادات
کتب تواریخ مین لکھے ہین القصہ بنی اسرائیل سرگرم عبادت حضرت الیسع کی حیات تک رہے جب آنجناب
نے وفات پائی تو سب بے دین ہو گئے عمر حضرت الیسع چار سو دو برس کی ہوئی اور قریۂ تستر مین مدفون ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ جب حضرت الیسع مخالفت بنی اسرائیل سے تنگ ہوے تو ذوالکفل کو اپنا وصی فرما کے
وفات فرمائی اور بعض کے نزدیک بعد حضرت الیسع سات سو برس تک کوئی پیغمبر بنی اسرائیل مین نہین ہوا
علماء توریت البتہ تھے وہ ہر چند وعظ و نصیحت کیا کیے مگر کسی نے انکا کہنا نہ مانا آخر کار منتقم حقیقی نے ایک قوم بلشاما
کو کہ از روے تواریخ عمالقہ و جبابرہ مشہور ہین مسلط کیا سردار انکا جالوت تھا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ جالوت
وہ ہے جو سپہ سالار شداد بن عاد کا تھا اور اسمین شک نہین کہ وہ لوگ بڑے زور آور قوی ہیکل بلند بالا تنو مند
بقایاے عادیون سے تھے انھون نے اکثر قوم بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بعضون کو دیار و مسکن سے
نکال دیا اور بعضون کو قید کیا اور تابوت سکینہ چھین کر بابل مین لے گئے تب عقلاء بنی اسرائیل مضطرب ہوے
نہ کوئی پیغمبر تھا جس سے حال کہین اور نہ کوئی بادشاہ کہ اسکے زور سے مقابلہ کرین اور اس عرصے مین ایک عورت
حاملہ کے سواے سبط نبوت مین کوئی شخص باقی نہ تھا سو اسکو بھی قید کر رکھا تھا اس خیال سے کہ شاید اسکے
بیٹی ہو اور بدل کر اسکو بیٹا کر لے کہ وہ دعوے نبوت کرنے لگے کہ اسکے باعث سے امر معروف و نہی منکر مین
گرفتار ہو جاوین مگر منظور الٰہی یون تھا کہ پھر اس قوم کے واسطے نبی مبعوث کیا جاے سو اس عورت کے
دل مین خداوند تعالیٰ نے ڈالا کہ تو فرزند صالح و صاحب تقوے کی دعا کر تو مین قبول کرون اس عورت نے
حالت قید مین دعا مانگی کہ یا الٰہی مجھکو فرزند صالح عنایت کر تاکہ گمان فاسد انکا جاتا رہے چنانچہ دعا اسکی
مقرون باجابت ہوئی اور فرزند نامی اور پسر گرامی پیدا ہوا ؎ گوہرے رخشندہ از برج نبوت
رخ نمود ٭ اخترے تابندہ بر اوج رسالت زد علم ٭ اس عفیفہ نے اسکا نام اشموئیل رکھا کہ بزبان
عربی اسکو اسمٰعیل کہتے ہین باپ انکے قبل تولد وفات پا چکے تھے اب انکو اللہ نے نبی کیا
واللہ اعلم بالصواب

اور قوم مین حقیر ہی قطع نظر اُس سے عادت یہ ہی کہ ملک یا بہ نسب ہوتا ہی یا بخزانہ سو طالوت نسبت نسب سے عاری
ہی کہ سبط سلطنت مین نہین بارے صاحب مال بھی ہوتا کہ تجہیز لشکر اور تہیۂ اسباب جنگ کر سکتا سو بھی نہین پھر کس طرح
ہم پر بادشاہ ہوگا تب اشموئیل علیہ السلام نے فرمایا ان اللہ اصطفاہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم واللہ یؤتی ملکہ
من یشاء واللہ واسع علیم یعنی اللہ نے اسکو پسند کیا تمسے اور زیادہ کشایش دی عقل مین اور بدن مین اور اللہ دیتا ہی
اپنی سلطنت جسکو چاہے اور اللہ کشایش والا ہی سب جانتا ہی یعنی حضرت اشموئیل علیہ السلام نے جواب مین ارشاد
فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے دو وصف اسمین ایسے رکھے ہین کہ فی الحال دوسرے مین پائے نہین جاتے اور وہ دونون
صفتین بادشاہت کے واسطے ہر ضرور ہین اول صفت روحانی یعنی دانش کہ مراسم سیاست بے اُسکے
جاری نہین ہو سکتے لولا السیاسۃ لبطلت الریاسۃ اور اُس زمانہ مین طالوت علم حرب اور تجہیز جیوش اور
کار سپاہی گری اور ترتیب معاملات مین اپنا نظیر نرکھتا تھا دوسرے جسامت بدن کہ اسکے سبب سے لوگون پر
عظمت اُسکی غالب ہوتی ہی اور دشمن پر رعب اُسکا بوجہ کمال ہوتا ہی اور اُسوقت طالوت قوم بنی اسرائیل مین
بڑا پہلوان زور آور بلند بالا تھا اور اسمین شبہہ نہین کہ مرد جاہل و بد دل کی کچھ وقعت و مقدار نہین ہوتی قطع نظر
ان سب کے اللہ جل شانہ نے اسکو بالتخصیص پسند کیا ہی اور عمدہ بات بادشاہی مین اصطفاے الٰہی ہی کہ وہ مالک
الملک علی الاطلاق ہی جسکو چاہے اپنا ملک دیدے کسیکو چون و چرا نہین ہی ؎ کسی چون و چرا دم کجا تواند زد
کہ نقشبندی قدرت ورای چون وچراست + لیکن باینہمہ بنی اسرائیل اپنی واب تقریر کے موافق کہنے لگے
کہ اصطفاء طالوت پر کوئی حجت اور علامت ہمکو دکھلاؤ تاکہ ہمارا دل آرام پکڑے اور ہم بطوع و رغبت اُسکا حکم
قبول کرین حق سبحانہ تعالےٰ نے اشموئیل علیہ السلام کو ارشاد کیا کہ اگر تابوت سکینہ جو کہ عمالقہ چھین لے گئے تھے
بنی اسرائیل مین پھر آوے تو یہی حجت اور علامت ہی **فائدہ** حقیقت تابوت سکینہ جو اہل التفسیر نے لکھی ہی کہ
تابوت ایک صندوق چوب شمشاد یا صندل کا تین گز کا طویل اور دو گز کا عریض تھا اسکو اللہ جل شانہ نے حضرت آدم
علیہ السلام پر بھیجا تھا اُسمین تصویرین اُن پیغمبرون کی تھین جو کہ اولاد آدم سے پیدا ہونے والے تھے اور ہر پیغمبر
کے واسطے اسمین ایک گھر تھا اور سب کے پیچھے دولت خانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یاقوت سرخ کا اُسمین
تصویر آنحضرت کی تھی کہ دیکھنے والے حیران تھے ع صورتت می بینم و حیران معنی می شوم ؎ تھے بھرے
اسمین کمالات کے اوصاف سبھی + ایسی تصویر کسی نے کبھو دیکھی نہ سُنی + کشف الاسرار مین لکھا ہی کہ صورت
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسطرح بنائی تھی گویا نماز مین کھڑے ہین اور ایک شخص بیبا موخوشرو باعزت دبہا
جانب دست راست اُسکی پیشانی پر لکھا ہوا کہ ہذا اول من تبعہ من امتہ یہ صورت تھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی
اور جانب دست چپ ایک مرد باقوت و مہابت و صولت و شوکت ایستادہ اُسکی لوح جبین پر لکھا ہوا لا یاخذہ فی اللہ
فی لومۃ لائم یعنی نہین پکڑیگا اللہ ساتھ کسی برائی کے یہ صورت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تھی اور پس
پشت ایک مرد باحیا و وقار بکمال عزت و افتخار شرم سے سر جھکائے قائم اور ناصیۂ مبارک پر کندہ بار من البررۃ

فائدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ترک جہاد ظلم ہی بالجملہ جب حضرت اشموئیل علیہ السلام نے یہ کلام سُنا تو جناب باری
مین بمناجات وزاری مستدعی ہوے کہ یاالٰہی کوئی بادشاہ اس قوم پر مقرر فرما حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک عصا اور
ایک پیالہ روغن قدس کا بھیجا اور حکم دیا کہ جو شخص تیرے گھر مین آئے اور روغن قدس غلیان کرے اور یہ عصا
اسکے قد سے برابر ہو تو اس روغن سے سر اور مُنہ اُسکا چرب کر اور علم سلطنت اُسکا قوم مین قائم کر کہ بادشاہی
اس قوم کی اُسی کو زیبا ہی تب حضرت اشموئیل علیہ السلام بحکم رب جلیل مطمئن ہو کر بیٹھے اکابر و اشراف قوم اُنکے
گھر مین آمد و شد کرنے لگے لیکن یہ روغن جوش زن نہوا اور نہ عصا کسی قد سے برابر پڑا آخرکار ایک روز ایک
مرد سقہ یا دباغ کہ اسکا ساول نام تھا اور طول قامت سے اُسکو طالوت کہتے تھے اُنکے گھر مین آیا بعض تفسیرون
مین نسب نامہ طالوت کا یون لکھا ہی کہ ساول بن قبیس بن ضرار ابن انس ابن غرف بن بنیامین بن یعقوب
علیہ السلام اور سبب آنے کا یہ ہوا کہ اُسکے باپ کا گدھا جاتا رہا سو ایک غلام کے ساتھ اُسکے باپ نے تلاش کرنے
کو بھیجا تھا اثناء راہ مین حضرت اشموئیلؑ کا دولت خانہ نظر آیا اور اطراف بارگاہ نبوت پر اشراف و اکابر بنی اسرائیل کا
ہجوم دیکھا اُسنے غلام سے پوچھا کہ یہ کون مکان ہی غلام نے عرض کیا کہ یہ ڈیوڑھی ہی حضرت اشموئیلؑ کی طالوت نے
کہا کہ چلو ہم بھی ملازمت حاصل کرین شاید کہ ہمارا گم شدہ اُنکی دعا سے ملجاوے چنانچہ طالوت نے قدم اپنا دروازہ
کے اندر رکھا فوراً روغن قدس جوش زن ہوا حضرت اشموئیلؑ اُٹھ کھڑے ہوے اور وہ عصا لیکر اُسکے قد سے
ناپا تو عصا اُسکے قد سے برابر نکلا ~~ چون قد ترا قیاس کردم + باسرو سہی برابر افتاد + حضرت اشموئیل علیہ السلام
نے تبسم ہو کر ارشاد کیا کہ بادشاہی قوم بنی اسرائیل کی تجھکو مبارک ہو ~~ مژدہ کہ ایام بکام تو شد + خطبۂ اقبال
بنام تو شد + بعد اُسکے طالوت کے سر اور مُنہ مین تیل لگایا طالوت نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ تجھکو معلوم ہی کہ میرے
گھرانے مین کوئی بادشاہ نہین ہوا ہی اور میرا گروہ کمتر اسباط بنی اسرائیل مین ہی مین کس طرح اُنکا بادشاہ ہو سکتا ہون
حضرت اشموئیلؑ نے فرمایا کہ ای طالوت نعمت مملکت مالک ملک ملکوت کی ہی جسکو چاہے اُسے عنایت کرے اور
جس سے چاہے چھین لے ~~ ملک وہ ملک ستان او دست بس + راہ بجکش نبرد ہیچکس طالوت نے عرض کیا کہ
مجھکو کچھ نشان چاہیے کہ جس سے میرا دل تسلی پائے حضرت اشموئیل نے فرمایا کہ ای طالوت تو اپنے گھر پہونچے تو دیکھ
تیرے باپ نے اپنا گم شدہ پایا یا نہین اگر مل گیا ہی تو یہی نشان سلطنت ہی طالوت جب گھر مین آیا تو کلام حضرت کا
مطابق واقع پایا اور تہ دل سے سلطنت پر مستعد ہوا حضرت اشموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بادشاہی طالوت
سے خبردار فرمایا کہ ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا یعنی اللہ نے کھڑا کر دیا تمکو طالوت بادشاہ قالوا انی یکون لہ الملک
علینا ونحن احق بالملک منہ ولم یوت سعۃ من المال یعنی بولے کہان ہوگی اُسکو سلطنت ہمارے اوپر اور ہمارا حق
زیادہ ہی سلطنت مین اس سے اور اسکو ملی نہین کشایش مال کی یعنی طالوت سبط مملکت مین نہین ہی بابین دلیل
کہ حضرت یعقوبؑ نے یون دعا فرمائی تھی کہ نبوت نسل لاوی مین اور سلطنت نسل یہودا مین اور سبط طالوت فروتر
اسباط مین ہی کیونکہ طالوت اولاد بنیامین مین ہی کیونکہ سلطنت اُسکے گھرانے مین نہین ہوئی وہ تو کمیت کیا کرتا ہی

آگے رکھ کر دشمنون پر حملہ کرتے تھے تب اللہ فتح دیتا تھا جب بنی اسرائیل کی نیت مین فساد آیا تو وہ تابوت عمالقہ
چھین لے گئے اور اپنے بت خانے مین لا ڈالا تمام بت اُسکے گر پڑے صرف ایک بت سونے کا جو مرصع بجواہر تھا
باقی رہا صبح کے وقت اس قوم کے سردار جب پوجے پاٹ کو بتخانے مین داخل ہوے تو یہ حال نظر پڑا اس سے
عمالقہ متحیر ہوے اور تابوت سکینہ پر اس بت کو بٹھلا کر چلے گئے جب پھر صبح کو بتخانے مین گئے تو بت نیچے تھا اور تابوت
اوپر اور بھی متعجب ہوے تب لوہے کی میخون سے اس بت کو تابوت پر جڑ گئے جب دوسرے دن دروازہ بیت الصنم
کا کھولا تو ہاتھ پیر اس بت کے کٹے ہوے پائے اور تابوت کو اُس بت پر رکھا ہوا دیکھا کمال مضطرب و متحیر ہو کر ایک
اسیر بنی اسرائیل سے پوچھا اُسنے جواب مین کہا کہ یہ تابوت بنی اسرائیل کے خدا نے بھیجا ہے بتکدہ اُسکی جگہ نہین اگر
چند روز بتخانے مین رہا تو نام و نشان اُسکا گیا تب عمالقہ نے اُس تابوت کو لیکر ایک گانون کی حد مین دفن کیا
اس گانون کے لوگ سب مر گئے پھر وہان سے اُٹھا کر دوسری جگہ رکھا وہان کے لوگون پر بھی بلا پڑی غرض کہ
اسی طرح سے پانچ شہر ویران ہوے پھر ایک مزبلہ کے پاس دفن کر دیا تو جو شخص وہان رفع حاجت کو گیا وہ بواسیر
مین مبتلا ہوا اُسمین بھی بہت خلقت مری تب ناچار ہوے اور بیلون پر لاد کر ہانک دیا اللہ جل شانہ نے فرشتے بھیجے
کہ وہ بیلون کو حضرت اشموئیل کے پاس ہانک لائے یا کہ جب طالوت بادشاہ ہوا تو فرشتون کو حکم ہوا کہ تابوت کو
حضرت اشموئیل کے گھر سے پہونچا دو یا طالوت کے کوٹھے پر رکھ دو یہ روایت ضعیف ہے لائق وثوق نہین در تقدیر
تسلیم اگر اُسی تابوت مین جو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوا تھا یہ سب اشیا بترتیب آداب رکھی گئی ہون
تو کچھ مقام تردد نہین ہے فائدہ بعضون کے نزدیک تابوت کو سکینہ اس سبب سے کہتے ہین کہ سکون دل بنی اسرائیل
کا اس تابوت پر تھا اور فتح و ظفر و غلبہ و نصرت انکی اُسی کے سبب سے تھی اسی واسطے لڑائی کے وقت اُس تابوت
کو آگے رکھتے تھے اور جب تک تابوت چلتا لشکر اُسکے پیچھے جاتا جب محل فتح پر پہونچتے تو وہان تابوت کھڑا ہو جاتا اور
سکینہ تابوت کے اندر سے آواز کرتا یا ایک سر تابوت سے باہر نکل کر ہاتھون کو حرکت دیتا کہ دشمن اُسکو دیکھکر بھاگ
جاتا اور حضرت مرتضی علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ سکینہ کا چہرہ مثل چہرۂ آدمی کے تھا اور اُسکے دو بازو تھے
لڑائی کے وقت اُسمین ہوا ایسی نکلتی کہ سب دشمن بھاگ جاتے اور بعضے کہتے ہین کہ سکینہ ایک طشت تھا کہ انبیا
علیہ السلام کے دل اُسمین دھوئے گئے تھے اور زاد المسیر مین لکھا ہے کہ سکینہ ایک روح ناطقہ تھی جانب خدا سے
جب بنی اسرائیل کسی بات مین خلاف کرتے تو اس تابوت کے پاس آکر بیان کرتے کہ وہ روح ناطقہ اُسمین سے
جواب دیتی کہ انکا شبہہ رفع ہو جاتا تفاسیر معتبرہ مین لکھا ہے کہ اب وہ تابوت مع عصائے موسیٰ علیہ السلام بحیرۂ طبریّہ
مین ہے اور قبل از قیام قیامت ظاہر ہوگا اور اسی تابوت کا اشارہ آیۂ قرآنیہ مین ہے کہ قال لہم نبیہم ان آیۃ ملکہ
ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم و بقیۃ مما ترک آل موسیٰ و آل ہارون تحملہ الملائکۃ یعنی کہا اُنکو اُنکے نبی نے نشان
اُسکی سلطنت کا یہ ہے کہ آوے تمکو صندوق جسمین ہے دلجمعی تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی چیزین جو چھوڑ گئے
موسیٰ اور ہارون کی اولاد اُٹھا لاوین اُسکو فرشتے فائدہ اس جگہ سے واضح ہوا کہ انبیا و اولیا علیہم السلام کے

یہ تصویر حضرت ذی النورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی تھی اور پیش رو ایک جوان باشوکت و شجاعت شمشیر حمائل
کردہ و کمر خدمت بر بستہ مستعد کھڑا ہوا اسکی جبین نور آگین پر مسطور ہذا اخوہ و ابن عمہ المؤید بنصر اللہ عزوجل یعنی حضرت علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ کی تھی اور گرداگرد ائمام و خلفا و نقبا اور لشکر عظیم الشان من المہاجرین والانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین
احاطہ کیے ہوئے جسطرح کواکب گرداگرد ماہ یا اعاظم و زرا و حوالی بادشاہ کے شہسوار جن مین سرخوش بمیدان
آمدہ صد سپاہ از دلبران بہر تماشا صف زدہ + بالجملہ اسطرح ہر ایک پیغمبر کی صورت با خواص خلفا اسی تابوت مین
تھی اور یہ تابوت حضرت آدم علیہ السلام پر اسوقت نازل ہوا تھا جب حضرت شیث علیہ السلام سے محافظت
نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد و میثاق لیا گیا اور وہ عہد نامہ بحضور روح القدس و جماعۂ ملائکہ قلم یاقوت سے دلولر
سے حریر بہشت کی وصلی پر لکھا گیا اور اسپر فرشتون کی گواہیان ہوئین اور تابوت سکینہ مین رکھکر حضرت شیث
علیہ السلام کو سپرد ہوا اور یہ دستور باندھا گیا کہ جو کوئی شخص اولاد سے مظہر نور کا ہو وہی شخص بطناً بعد بطن حامل
اس عہد کا رہے اور ہر قرن مین اپنے اپنے وارثون کو باخذ عہد و پیمان سپرد کیا کرے چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام
کے عہد سے تا زمان حضرت اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام اسی طریق پر رہا کہ جو شخص مظہر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
ہوا تابوت سکینہ اسی کے پاس رہا جب قیدار ابن اسمعیل جوان ہوئے تو حضرت اسمعیل علیہ السلام نے عہدنامہ
معمولی لکھوا کر اس تابوت مین رکھا اور قیدار کو سپرد کیا بعد وفات حضرت اسمعیل باہم اولاد حضرت اسحاق
علیہ السلام و اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام خصومت و نزاع پیدا ہوئی اولاد اسحاق کا یہ دعوی تھا کہ نور محمد پیغمبر
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے گھر مین ہے اور ہم لوگ اس سے محروم ہیں تابوت سکینہ ہمکو حوالہ کرو مگر
قیدار نے نہ دیا وہ خاموش ہو رہے بعد چند روز کے قیدار نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے تابوت سکینہ
کنعان مین لیجا اور حضرت یعقوب علیہ السلام ابن اسحاق علیہ السلام کے سپرد کر تب قیدار نے تابوت سکینہ کنعان
مین پہونچایا کہ اولاد یعقوب علیہ السلام مین رہا چنانکہ حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام نے حضرت یوشع علیہ السلام
کے سپرد کیا انسے دست بدست حضرت الیسع کو پہونچا جب عمالقہ غالب ہوئے تابوت بھی چھین لے گئے کہ اسپر
بنی اسرائیل اکثر رویا کرتے تھے یہ روایت صحیح ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ سکینہ مثل گربہ تھا اور
مجاہد کے نزدیک چہرہ اسکا مانند چہرۂ گربہ تھا اور آنکھین مثل مشعل روشن و تابان تھین کہ انکے دیکھنے سے خوف
آتا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سکینہ ایک ہوا تھی اسمین دو سر تھے اور چہرہ انسان کا تھا اور
ایک روایت ابن عباسؓ سے ہے کہ سکینہ روح تھی من جانب اللہ کہ وقت اختلاف حکم کرتی تھی اور وقت قتال
جب اسکو سامنے کر لیتے فتحیاب ہوتے اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے ایک تابوت
سونے کا وزنی چھ لاکھ سات سو مثقال کا بنوایا تھا اور اسمین وہ طشت جسمین پیغمبرون کے قالب دھوئے گئے تھے
اور ترنجبین اور سا الواح توریت کے ٹکڑے اور عصا موسی اور پاپوشین انکی اور عمامہ ہارون علیہ السلام رکھے تھے
اسی کا اشارہ ہے وبقیۃ مما ترک آل موسی وآل ہارون الخ سو اسکو بنی اسرائیل لڑائی کے وقت سردار فوج کے

گرم ہی اور ہمارے ساتھ پانی اتنا نہین ہی کہ ہمکو کفایت کرے خدا سے درخواست کر کہ ایک بدلی پانی کی راہ سے
ظاہر ہو کہ اسکے سبب سے قطع مسافت ہوسکے ورنہ سخت مشکل ہی ہرگز راہ نہ کٹیگی طالوت نے بطریق الہام یا باعلام
حضرت شموئیل ؑ یا از روے وحی بقول بعضے علماے کرام کہ اسکی نبوت کے قائل ہین جوابدیا کہ ان اللہ مبتلیکم
بنہر فمن شرب منہ فلیس منی ومن لم یطعمہ فانہ منی الا من اغترف غرفۃ بیدہ یعنی اللہ تمکو آزماتا ہی ایک نہر سے پھر جسنے
پانی پیا اسکا وہ میرا نہین اور جسنے اسکو نہ چکھا وہ ہی میرا مگر جو کوئی بھرے ایک چلو اپنے ہاتھ سے چنانچہ ایک منزل
تو پانی نہ ملا پھر اردن اور فلسطین کے بیچ مین نہر ملی اور اللہ تعالی کو آزمایش منظور ہوئی کہ فرمانبردار کون ہی و مخالف
کون طالوت نے تاکید کر دی کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیے میرے ساتھ نہ آوے اور سعادت جہاد سے
محروم رہے مگر مردم لشکر ندی پر بوقت پہونچے شدت عطش سے منہ اوندھے پانی پر گرے فشربوا منہ الا قلیلا منہم
یعنی پھر پی گئے اسکا پانی مگر تھوڑے لوگ انمین سے کہ تین سو تیرہ آدمی تھے باقی رہے اور اللہ نے انکو قوت دل
و آرام جان ایسی عنایت فرمائی کہ ایک چلو مین سیراب ہوگئے اور ظروف انکے بھی پُر ہوے اور جن لوگون
نے حرص سے زیادہ پیا انکے ہونٹھ فوراً سیاہ ہوے اور پیاس کی شدت ہوئی کہ اس دریا کے کنارے
رہے میدان جہاد مین نہ گئے و بروایتے اکثر دفعۃً مرگئے **فائدہ** یہ جو خداے تعالی نے لیطعمہ منہ ارشاد نہ کیا سو
اسواسطے کہ اسمین توہم اس بات کا ہوتا تھا کہ اگر پانی کٹورے یا آبخورے وغیرہ مین لیکر نوش کرے تو منع نہین ہی
چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ پانی ندی سے نہ پیونگا اور
اسکو کوزے مین لیکر پی جاے تو وہ شخص حانث نہین ہی پس معنی آیت کے یہ ہین کہ اس پانی کو ایک غرفہ سے
زیادہ نہ لے وہ ہمسے ہی براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جنگ بدر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تم آج کے روز شمار مین مطابق اصحاب طالوت ہو کہ نہر سے گذرے تھے اور اخبار مین وارد ہی کہ انبیاء
مرسل بھی اسی شمار پر ہوے مین تفسیر تیسیر مین لکھا ہی کہ ہرگاہ آب حلال و پاک مین بمجرد خلاف ایکجماعۃ کثیرہ مردود
و مطرود ہوگئی پھر حال و کیفیت ان کم بختون کی جو شب و روز حرام محض کھاتے پیتے ہین کیا ہوتا ہی **فائدہ**
اہل عرفان اس مقام مین اہل دنیا و دنیا کی ایک مثل بیان فرماتے ہین کہ قوم طالوت سالک لوگ ہین اور
لشکر جالوت نفس ہوا اور جوے آب روان مال و متاع دنیا ہی سو جو کوئی شخص اپنے دل کو متاع دنیا سے
زیادہ قدر ضرورت سے لگاتا ہی علت استسقاء حرص مین گرفتار ہوتا ہی کہ ہر چند دو چند سہ چند ملے رغبت و خواہش
بیش از بیش ہوا اور ہرگز تسلی و اطمینان نہین حاصل ہوتی شب و روز اسی فکر مین والہ و حیران رہتا ہی ؎ کاسہ چشم
حریصان پُر نشد + تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد + اور ایسا آدمی لب نہر دنیا پر سر پھوڑ کر بیٹھ جاتا ہی اور نفس و ہوا
سے مقابلہ نہین کرسکتا لیکن جو کوئی دنیا سے اعراض و احتراز کرتا ہی و بقدر خواہش و کوشش کہ اس سے ناچاری
ہی بہرہ اٹھالیتا ہی حق سبحانہ تعالی اسکو اپنے قرب و نزدیکی سے محروم نہین کرتا اور غیر سے مستغنی و بے نیاز کر دیتا ہی
؎ قناعت تونگر کند مرد را + خبر کن حریص جہان گرد را + پس میدان مجاہدے مین ایسا مرد چاہیئے کہ

تبرکات و آثار و نشانون کی تعظیم و تکریم و دین و دنیا کی حاجتون مین اُنسے توسل کرنا اور ادب و تعظیم سے اپنے پاس
رکھنا واسطے حصول مرادات و دفع بلیات کے تاثیر عظیم رکھتا ہی اور انکار اسکا سفسطہ ہی یہ امر کتاب و سنت سے
بخوبی ثابت ہی چنانچہ حضرت استاذ الاستاذ مولانا حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ایک سائل کے جواب مین
ارقام فرماتے ہین کہ تبرک بآثار صالحین شعار دین ست قدیماً و حدیثاً و از کتاب و سنت ثابت انکار آن کلام در ان
غیر از الحاد و زندقہ چہ توان گفت در قرآن مجید وارد ست یا تیکم التابوت فیہ سکینۃ الخ فائدہ این تحقیق فرماتے
ہین کہ تابوت سے مراد دل ہی اور سکینہ سے مراد صفات پسندیدہ اُسکے پس تابوت دل جب لشکر جالوت نفس امارہ
اور لذات خبیثہ کے ہاتھ لگا تو اولاد یعقوب علیہ السلام کہ روح تھی ذلیل اور مغلوب ہو گئی پھر جب تابوت دل اپنے
مقر پر آوے تو علامت سلطنت طالوت کہ عالم باطن مین نفس مطمئنہ ہی قائم ہو ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مومنین
کاتب اوراق کہتا ہی کہ یہ مثل بہت درست ہی کیونکہ اُس اُمت کا سکینہ تابوت مین تھا اور اس امت کا دل مین
ہو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین اسی امت کی شان ہی مگر یہ تابوت اُس تابوت سے افضل ہی بدین سبب کہ وہ بیت
ظاہر تھی اور یہ آیت باطن اسکے حامل ملائکہ ہوے کہ تحملہ الملائکۃ اسکا حامل لطف حق ہوا کہ وحملناہم فی البر والبحر اس
تابوت کو دشمن دین چھین لے گئے اور اس تابوت پر دشمن حق کا دسترس نہین ان عبادی لیس لک علیہم سلطان بلکہ
سواے حق کے دوسرے کی گنجائش نہین وہ تو ایک خانہ تخانہ حق ہی اور کسی کی گنجائش نہین رکھتا لا یسعنی فیہ ملک
مقرب الغنصہ جب تابوت بنی اسرائیل مین پھر آیا تو حضرت شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا
کہ اب طالوت تمھارا بادشاہ ہی سب نے کہا کہ ہم طالوت کی بادشاہت سے راضی ہین پس طالوت اسباب
جہاد مہیا کر کے مستعد ہوا اور سب لوگ ساتھ کو اپنی خواہش و ہوس سے طیار ہوے اُسنے تقید کیا کہ مین نہین
چاہتا کہ وہ لوگ میرے ساتھ چلین جنھون نے کوئی گھر بنانا شروع کیا ہی اور دل انکا اُسکے اتمام پر متعلق ہی یا تھوڑے
دنون سے اُسنے بیاہ کیا ہی اور ہنوز اپنی عورت سے کچھ فائدہ نہین اُٹھایا یا وہ سوداگر ہی کہ متاع تجارت اُسکے ساتھ ہی اور
دل اُسکا خرید اور فروخت سے مائل ہی یا وہ قرضدار ہی کہ اُسکو اداے قرض کا دغدغہ ہو رہا ہی بلکہ جوانان بانشاط
فارغ دل کہ رشتۂ تعلق اُنکا سب طرف سے ٹوٹا ہوا ور خیال اہل و عیال و اندیشہ خویش و بیگانہ دامن ہمت مین نہ لگا
ہو صرف مقابلہ دشمن کی ہوس رکھتے ہون وہ میرے ساتھ چلین چنانچہ اس طرح کے آدمی ستر یا اسی ہزار مرد
جرار آراستہ و پیراستہ ہو کے چون آتش حملہ گذار ۵ درست و تنومند و زور آزماے + دلیر و عدو بند و کشور کشاے
بہ تندی چو آشفتہ پیلان مست + ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بدست + در دولت طالوت پر حاضر ہوے اس عرصہ
مین گرمی کی ایسی شدت تھی کہ آہن تاب آفتاب سے ہمچو موم نرم و سیم دل معدن مین تاثیر شعاع سے مانند
سیماب نفتہ اور گرم تھا ۵ فلک را غسیع کافوری فروزان + ز بالش خلق چون پروانہ سوزان + شدہ
چون از حرارت در بدن خشک + چو در ناف غزالان خون مشک + آخر طالوت مع لشکر بفرمان حضرت شموئیل
پیغمبر باہر نکلا تو غلبہ تشنگی سے فوج کے لوگ سخت سراسیمہ اور پریشان ہوے اور بولے کہ اے طالوت ہوا بہت

حضرت کو اپنے گھر رکھکے لوازم ضیافت و مہمانداری مین سرگرم رہا بعد تین دن کے حضرت شموئیلؑ نے چلنے کا
ارادہ کیا تو فرمانے لگے کہ ای ایشا مین بعوض اس تواضع و مدارات کے چاہتا ہون کہ تیری اولاد کے حق مین دعاے خیر
کرون تو اپنی اولاد کو حاضر کر ایشانے اپنے لڑکون کو طلب کیا اور حضرت شموئیلؑ نے ہر ایک کے واسطے دعا فرمائی
اور آزمایش کی الا دست طلب دامن مقصود مین نہ لگا سب کے پیچھے ایک جوان باقوت اور شوکت اور غایت
اعتدال اور زیبا رو و دلفریب در نہایت حسن و جمال نظر آیا حضرت شموئیلؑ نے جانا کہ شخص مطلوب یہی ہی الا بعد
از دعاے برکت آزمایش مین درست نہ پڑا حضرت شموئیلؑ بہت ملول خاطر ہوے پھر وحی ہوئی کہ ای شموئیل وہ شخص
ابھین حاضر نہین آیا ہی تب حضرت شموئیلؑ نے ایشا سے فرمایا کہ اور بھی کوئی تیرے بیٹا ہی اُسنے کہا ایک اور لڑکا
سب سے چھوٹا ہی مگر اُسکی صورت اچھی نہین ہی یعنی کوتاہ قد زرد رنگ آنکھین کنجی نحیف البدن اُٹھے ہوے بال
طویل اللحیہ بلکہ تمام بال سر کے جلتے رہے ہین اس سبب سے اُسکو قابلیت صحبت اکابر و لیاقت حاضری محاضر
کی نہین ہی سو وہ بکریان چراتا ہی حضرت شموئیلؑ نے فرمایا کہ اُسکو طلب کر چنانچہ حضرت داؤدؑ تشریف لائے اور ایک
روایت ہی کہ خود حضرت شموئیلؑ چراگاہ مین گئے اور حضرت داؤدؑ سے ملاقات کرکے آزمایش کی تو حضرت داؤد
علیہ السلام آزمایش مین درست نکلے تب حضرت شموئیل علیہ السلام نے دست مبارک اُنکے سر پر رکھا فی الحال
جو کچھ نقصان تھا جاتا رہا اور صورت بہت خوب ہو گئی پھر حضرت شموئیل علیہ السلام نے نبوت کا مژدہ دیا اور جو
باتین از قسم اسرار تھین وہ سب بھی کہدین اور اپنے گھر تشریف لائے اور طالوت بادشاہ کو ایک زرہ عنایت فرما
کے ارشاد کردیا کہ یہ زرہ جسکے بدن پر پوری آوے اُسی کے ہاتھ سے جالوت مارا جائیگا اور جہاد پر روانہ فرمایا جب
طالوت روانہ ہوا تو ایشانے اپنے سب بیٹے بھی ساتھ کر دیے صرف حضرت داؤدؑ کو نہین بھیجا بعد چندے حضرت
داؤدؑ کو بیٹون کی خبر لینے کو لشکر طالوت مین بھیجا اور بعضے کہتے ہین کہ اُنھین تین سو تیرہ آدمیون مین حضرت داؤد
علیہ السلام اور اُنکے باپ اور بھائی بھی تھے الا روایت اولے قریب بصحت ہی بالجملہ حضرت داؤدؑ اپنے باپ سے
رخصت ہو کر چلے تو ایک پتھر راہ مین ملا اُسنے عرض کیا کہ مجھکو اُٹھا لیجیے کہ مین وہ پتھر ہون کہ مجھسے حضرت
ہارون نے ایک دشمن مارا تھا اور اب مین جالوت کو مارونگا حضرت داؤدؑ نے اُٹھا لیا پھر دوسرے پتھر نے آواز
دی کہ مجھکو بھی اُٹھا لیجیے کہ مین وہ ہون جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فلان شخص پر فتح پائی تھی اُسکو بھی حضرت
داؤدؑ نے لیا پھر تیسرے پتھر نے آواز دی کہ مین حضرت اسحاقؑ ابن ابراہیم علیہ السلام کا پتھر ہون کہ اُنھون نے مجھسے ایک
دشمن مارا تھا اُسکو بھی حضرت داؤدؑ نے اُٹھا لیا اور تینون کو اپنے توبڑہ مین رکھکر لشکر طالوت کے ساتھ مقابلہ جالوت
مین پہونچے اور ایک مقام پر دونون لشکر صف آرا ہوے ۔ دو لشکر روبہدیگر ستادہ + صلاے مرگ در عالم
فتادہ + مگر لشکر طالوت مقابلۂ لشکر جالوت مین آیا کہ آٹھ لاکھ سوار بروایت صحیحہ تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جسطرح
قطرہ مقابل بحر قلزم اور جالوت نابکار ساماں حرب در بر پہنے ہوے بمقابلۂ طالوت سپہسالار میدان کارزار مین
اسطرح جیسے فیل مست مقابل شیر جرار آس عرصہ مین دفعتہً طالوت نے آواز دی کہ جو شخص جالوت کا سر لاوے نصف

دامن دل گرد تعلقات فضول سے جھاڑے اور نہال موعظہ لایغرنکم الحیوۃ الدنیا حدیقۂ اعمال فر اقوال مین بھلائے
اور دنیا کو فانی سمجھے اور خود اُسمین بطور مسافر بود و باش اختیار کرے اور بخوبی آگاہ رہے کہ اسنے کسی سے
وفا نہین کی بیوفائی اسکا شیوہ ہی اور فنا اسکا طریقہ معالم التنزیل مین ہی کہ لشکر طالوت مین ستر ہزار آدمی
تھے اُسمین چار ہزار پار ہوے اور چھیاسٹھ ہزار کنارے ندی کے رہ گئے جو کہ پار اُترآئے تھے اُنمین بھی تین ہزار
چھ سو ستاسی آدمی نفاق اختیار کر کے بولے کہ لاطاقۃ لنا الیوم بجالوت اور تین سو تیرہ آدمی بالاتفاق بولے
کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین یعنی بہت جگہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی ہی جماعت
بہت پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہی ٹھہرنے والون کے چنانچہ طالوت نے انھین تین سو آدمی کو لیکر مقابلہ
جالوت مین صف باندھی اور لشکر جالوت مین اسوقت بقول صاحب تاریخ آٹھ لاکھ سوار تھا جملہ شمشیر زن و نیزہ گذار
؎ خونخوارہ لشکرے بعدد چون ستارگان ✦ صفہا کشیدہ بر صفت راہ کہکشان ✦ بگذاشتہ حیا و کم انکاشتہ حیات ✦
برداشتہ حسام و برافراشتہ سنان ✦ وہ بھی مقابل ہوا اور جالوت بھی آیا تو حال اسکا یہ تھا کہ تین سو رطل کا خود سر پر
رکھے ہوے اور اسی کے موافق جوشن اور زرہ و عمود وغیرہ پہنے ہوے نیزہ در دست و شمشیر در کمر بند و بست
لشکر مین مشغول تھا کتب تواریخ مین قد آوری اور قوت اسکی مبالغہ کے ساتھ لکھی ہی اما صحیح روایت
یہ ہی کہ آدمی قد آور اور عظیم الجثہ اور شدید الشوکۃ تھا اور مورخین نے جو لکھا ہی کہ ہزار آدمی سے تنہا مقابلہ
کر سکتا تھا اور بعضے لاکھ آدمی سے بیان کرتے ہین سو یہ مبالغہ ہی مگر شجاعت و قوت و پہلوانی مین اُسکے کچھ شک
نہین ہی بالجملہ جب لشکر طالوت جالوت کے مقابل ہوا اور التقاء صفین کی نوبت پہونچی تو مسلمان لوگ وقت اجابت
دعا سمجھکر کہنے لگے ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ای رب ہمارے ڈال دے
ہم مین جتنی مضبوطی ہی اور ٹھہرا ہمارے پانون اور مدد کر ہماری کافر قوم پر فہزموہم باذن اللہ پھر شکست دی انکو
اللہ کے حکم سے امام قشیری فرماتے ہین کہ اوّل حق سے طلب کیا کہ صبر تھا بعد اُسکے حظ نفس کہ ظفر تھا اور یہ کلام
از روے انتقام نہ تھا بلکہ باین لحاظ کہ لشکر جالوت اور جالوت دشمن خدا تھے پس یہ دعا للہ وباللہ تھی دشمن پر
فتحیاب ہوے محققین مفسرین بیان فرماتے ہین کہ جسوقت حضرت شموئیل علیہ السلام طالوت کو بمقابلہ جالوت
روانہ کرنے لگے تو یہ مناجات فرماتے تھے کہ الٰہی مآل کار جالوت کیا ہوگا اور سرانجام ہمارے لشکر کا اس
مہم عظیم مین کیونکر ہی اس اثنا مین وحی آئی کہ جالوت ایشا کے ایک صاحبزادے کے ہاتھ سے مارا جائے گا اور
ایشا ایک بزرگ تھے سبط یہودا مین اُنکے سات بیٹے یا تیرہ تھے اور سب مین چھوٹے حضرت داؤد علیہ السلام
تھے سو حضرت شموئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایشا کے لڑکون کو ملاحظہ کرو اور پیالی دہن القدس کی ہر ایک کے
سر پر رکھو جسکے سر پر وہ پیالی تیل سے بھر جائے اُسکے حق مین دعا کرو کہ قاتل جالوت وہ شخص ہی اور خلعت
نبوت بعد تیرے اُسی کو عنایت ہوگا چنانچہ حضرت شموئیل علیہ السلام ایشا کے گھر تشریف لائے تو ایشا نہایت خوش
ہوا ؎ بخانۂ کہ چنین میہمان فرود آید ✦ ہماے سدرہ در آن آشیان فرود آید ✦ غرض کہ تین روز

میری بکریون مین آیا سو مین نے اُس سے لپٹ کر گردن توڑ ڈالی حالانکہ اُسکا حال یہ تھا کہ ؎ نعیان بچنگ ازتن بکندی + بزور پنجہ کوہ از پا فگندی + چو برخار از دے از خشم دنبال + فگندی شیر چرخ از سہم چنگال + یہ بات سنکر طالوت نے کہا کہ یہ البتہ مردانگی ہے تب حضرت داؤد کے بھائیون نے کہا کہ اسی جگہ سے اُس شخص کی دیوانگی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ ایک بکری کے واسطے شیر سے اُلجھ پڑا حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بکریان میرے باپ کی امانت تھین سو مین نے اُسکی محافظت کی اور باپ کا حق نگاہ رکھا اِسی طرح جہاد کفار مین حق پروردگار کا لحاظ کرونگا اور مین یہ خواہش رکھتا ہون کہ مضرت دشمنون کی اپنے دوستون سے دفع کرون اور توقع اپنے خدا سے یہ رکھتا ہون کہ جسطرح اُس خداوند جہان نے حق گزاری والد بزرگوار مین میری اعانت و مدد فرمائی اسیطرح اپنی حق گزاری و فرمانبرداری مین حمایت و طرفداری کریگا تب طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بھائیون سے متوجہ ہوکر کہا کہ یہ کلام اعجاز نظام ایسے نہین ہین کہ محمول جنون و مالیخولیا پر کیے جائین بھائیون کو جواب نہ آیا ناچار ساکت ہوے اور طالوت نے زرہ عنایتی حضرت شموئیل علیہ السلام تمامی اہل فوج کو پہنائی کسی کے قد پر راست نہ آئی حضرت داؤد نے پہنی تو قامت با استقامت آنجناب پر برابر بے کم وکاست اُتری ؎ ای لباس دلبری بر قد زیباے تو راست + چون تو سروے از گلستان لطافت برنخاست + بعد ازان طالوت نے اسپ و سلاح طلب کر کے حضرت داؤد کو دیے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اول ہتھیار باندھکر گھوڑے پر سوار ہوے پھر اُتر پڑے اور فرمانے لگے کہ مجھکو عادت ہتھیار باندھنے کی نہین ہے اور سواری سے خالی از کبر نہین مین اسی لباس سے مقابلہ جالوت کرونگا الا شرط ہے کہ بعد قتل جالوت بیٹی اپنی بلا توقف نکاح کر دینا اور شریک سلطنت فرمانا طالوت نے شرط قبول کی اور قسم کھائی تب داؤد علیہ السلام میدان مین تشریف لائے جالوت نے دیکھا کہ ایک مرد کمل پوش مدہوش توبڑہ گلے مین ڈالے فلاخن ہاتھ مین لیے چلا آتا ہے اُسنے پوچھا ای صاحبزادے کہان سے آتے ہو کسطرف جاتے ہو کس کام کو آئے ہو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ طالوت بادشاہ ہے بنی اسرائیل کا اُسکی فوج سے آتا ہون تجھسے لڑونگا جالوت نے قہقہہ مارا اور کہنے لگا پھر جا تجھکو تاب میری ایک ڈپٹ کی بھی نہوگی ؎ تنے راکہ نتوانی از پاے برد + بمیدان وے نباید فشرد + گوزنے کہ با شیر بازی کند + بخونریز خود ترک تازی کند + حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ محل مقاتلہ و مجادلہ ہے نہ مقام مناظرہ و مکالمہ اگر تجھے قوت اپنے جسد پر ہے تو مجھکو امیدواری اعانت صمد پر جالوت نے کہا در گذر پلٹ جا مجھے تیرے لڑکپن پر رحم آتا ہے اور مین جانتا ہون کہ تو جلد میرے ہاتھ سے مارا جائیگا حضرت نے فرمایا میرے خدا نے تیرے قتل ہونے کا وعدہ فرمایا ہے کہ پتھر سے تجھے مین مارونگا اور ظاہر ہے کہ ع کاوخ انداز را پاداش سنگ ست + اور گتا جب نہین مانتا تو اُسکو پتھر ہی سے مارتے ہین جالوت نے نہایت خشم سے کہا جو کچھ تیرے پاس ہے اُسے ہوشیار کر حضرت داؤد نے وہ تینون پتھر فلاخن مین رکھکر مارے ایک جالوت کے خود پر پڑا سر کا بھیجا کھاتا ہوا قلب لشکر درہم برہم کیا دوسرا جانب میمنہ گرا سوارون کی صفین آلٹ پلٹ گئین تیسرا جانب میسرہ ہونچا

باؤشاہت اُسکو ہے اور مین اپنی بیٹی اُسکے ساتھ بیاہ دون یہ آواز سنکر حضرت داؤدؑ نے اپنے بھائیون سے کہا اگر تمکو
خواہش سلطنت ہو تو تم ارادہ کرو وہ کہنے لگے کہ تو ناسمجھ ہے جالوت کا مقابلہ سخت دشوار ہے کیونکہ وہ میدان جنگ
مین ہزار رطل آہن کا سامان پہنے ہوے بادل کی طرح گرجتا ہے ؎ سرے پر ز کبر و دے پر ز کین ✤
حسام آبدار و سنان آتشین ✤ چو بر جوشد از خشم چون تند میغ ✤ در آب آتش انداز د از برق تیغ ✤ سوائے
بھائی زہرہ مردان جگردار دہشت اُس ناپاک بیباک سے آب ہے اور تن شجاعان باشوکت و دلیران پر صولت
اُس پیل تن مرد افگن سے ناتوان اور بیتاب کہ اگر حملہ کرے تو سارا لشکر ہمارا اُسکے ایک گرز کی ہوا سے ہوا
ہو جائے اور جو داخل فوج ہو جاوے تو یہ سب سپاہی ہمچو مور و ملخ زیر پا خاک مین ملجاوین ؎ چو در دست
او نیزہ گردان شود ✤ بلاے دلیران و گردان شود ✤ چو شمشیر ہندی برآرد بدست ✤ بصف ہزبران درآرد
شکست ✤ آلا وعدہ نصرت اور فتح سے کہ حضرت شموئیلؑ پیغمبر نے فرمایا ہے البتہ امید فتح ہے ورنہ چہ جاے مقابلہ
؎ مگر لطف حق دستگیری کند ✤ وگرنہ کسے کی دلیری کند ✤ تفسیر حدادی مین لکھا ہے کہ حضرت داؤدؑ نے
اپنے بھائیون سے فرمایا کہ اگر صلاح وقت ہو تو مین جاؤن اور اُس سے مقابلہ کرکے تہ تیغ کرون اُنھون
نے یہ کلام دیوانون کا سمجھکر مُنھ پھیر لیا اور کہنے لگے کہ اے داؤد تیرا دماغ حرارت آفتاب سے خشک ہو گیا ہے
اور گوشہ نشینی اور صحرا نوردی نے تیرے مزاج کو جادۂ اعتدال سے پھیرا ہے تو جانتا ہے کہ کنجشک ضعیف بال
کو طاقت مقابلۂ عقاب تیز چنگال سے کہان اور کبک پر شکستہ کو قوت مقاومت باز بلند پرواز سے کب ہے
؎ گوزنے کہ در شہر شیران شود ✤ بمرگ خودش خانہ ویران شود ✤ حضرت داؤد علیہ السلام نے دیکھا کہ
بھائی ہمارے ہماری بات نہین مانتے ناچار طالوت کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اگر مجھکو اجازت
ہو تو مین میدان کارزار مین بمقابلۂ جالوت نابکار جاؤن اور شر اُسکا مومنون سے دفع کرون طالوت نے
جواب دینے کا ارادہ کیا تھا کہ اُنکے بھائی بھی پیچھے لگے ہوے پہنچے اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ یہ بھائی
ہمارا دیوانہ ہو گیا ہے اسکے کلام قابل اعتبار نہین ہین طالوت نے کہا کہ تم تامل کرو تو مین داؤدؑ سے کچھ باتین
کرون پھر طالوت نے حضرت داؤدؑ سے عرض کیا کہ مقابلہ جالوت کا بظاہر نہایت مشکل ہے اور بڑے خطرے
کی جگہ ہے تمکو ایسے آدمی سے کبھو اتفاق مقابلے کا پڑا ہے حضرت داؤدؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھکو بھیڑیے سے
اتفاق مقابلہ ہوا ہے اور وہ بھیڑیا ایسا تھا کہ حمال فلک کا دل اُسکے حملہ سے خون ہوتا تھا اور شیر و ببر اسکی
آواز سے سرنگون ؎ چو بنمودی بوقت خشم دندان ✤ شدی از زخم تابش آب سندان ✤ سو اُسنے ایک
بکری میری پکڑی اور مین اُسکے پیچھے دوڑکر بزور چھین لایا اور دونون کلّے اُسکے پکڑکر مین نے چیر ڈالے طالوت
نے سُنکر کہا کہ یہ کام کچھ مشکل نہین ہے کیونکہ بھیڑیا مثل سگ ہے اگر اور کوئی معاملہ پڑا ہو تو بیان کرو حضرت
داؤدؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ شیر قوی ہیکل عظیم الجثہ کہ درندے جنگل کے بخیال صولت اُسکے پاس اندیشہ بیشہ مین
نہ رکھتے تھے اور ثور آسمان اور گاؤ زمین اُسکے چنگل کے خوف سے فوق الثریا و تحت الثرا ے دم نہ مار سکتے تھے

بیت المقدس مدفون ہوئے تو سب لوگ حضرت داؤد علیہ السلام سے گرویدہ ہوئے طالوت کو یہ بات ناگوار ہوئی اُسنے آنجناب کے قتل کا قصد کیا کہ حضرت داؤدؑ بایمائے زوجۂ خود بحکم الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین بھاگ کر ایک پہاڑ پہ چلے گئے اور وہاں ایک عبادت خانہ بنا کر مشغول بعبادت ہوئے اور ستر آدمی اور ایماندار آپ کے پاس رہنے لگے بعد چندے کچھ لوگون نے طالوت سے کہا کہ داؤدؑ ستر عابدون کو لیے ہوئے پہاڑ پر بیٹھے ہین اور تیرے حق مین بددعا کرتے ہین اب تو ہلاک ہوگا اور سلطنت برباد ہوئی سنکر طالوت اپنا لشکر لیکر پہاڑ پر گیا اور چاہا کہ حضرت داؤدؑ کو مع توابع قتل کرون اور شمشیر برہنہ ہاتھ مین جانب حضرت داؤدؑ بلا تامل روانہ ہوا حافظ حقیقی نے خواب کو اُسپر اور اُسکی فوج پر مسلط فرمایا کہ تمام لشکر کے لوگ مع طالوت وہین زمین پر گرے اور سو گئے حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے اور اُسکی تلوار سے ایک پتھر کو دو ٹکڑے فرمایا اور سینۂ پر کینۂ طالوت پر رکھی اور چراغ کو گل کیا اور ایک پرچۂ قرطاس پر یہ عبارت لکھدی کہ جسطرح اس پتھر کو تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا ہی اگر تیرے پیٹ پر مارتا تو وہی ٹکڑے ہو جاتا اُسوقت کون تیری فریاد کو پہونچتا اب بہتر تیرے حق مین یہ ہی کہ فی الفور یہان سے چلا جا نہین تو خراب ہوگا بعد اس واقعہ کے اپنے عبادتخانہ مین آکر مشغول بحق ہوئے اور طالوت خواب غفلت سے بیدار ہوا اور بھاگا بعد چندے پھر شیطان نے ورغلایا تو اُسنے لشکر اپنا بھیجا اور خود نہ گیا سو لشکریون نے رات کے وقت سوتے مین عابدون کو شہید کیا مگر حضرت داؤد علیہ السلام محفوظ رہے جب یہ خبر طالوت نے سُنی تو سخت پشیمان ہوا اور نہایت ترسناک در مخوف ناچار اُسنے اپنے ایلچی حضرت داؤدؑ کے حضور مین روانہ کیے کہ آپ میرے پاس تشریف لاوین کہ مین اُس گناہ کا عذر کرون حضرت داؤدؑ نے جواب دیا کہ جب تک طالوت کافرون سے جہاد کر کے ستر کافر قتل نہ کریگا تب تک مین یہان سے جنبش نکرونگا اور تیرے حق مین یہ گناہ بہتر نہین ہی سو طالوت بنا بر جہاد بمقابلہ کفار گیا اور صف جنگ مین کھڑا ہوا تھا کہ ایک تیر اُسکے سینہ پر لگا مرگیا حضرت داؤدؑ خبر پاکر تشریف لائے اور تخت سلطنت پر بیٹھے

تفریح بست ویکم دراحوال حضرت داؤد علیہ السلام

اہل تحقیق کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کے باپ ایشا بکسر ہمزہ وسکون تحتانیہ وفتح شین معجمہ ابن عوبیل اولاد یہودا ابن یعقوب علیہ السلام سے تھے بعد حضرت شموئیل علیہ السلام کے اللہ نے داؤدؑ کو پیغمبر انبیا قرار دیا اور بزور سلطنت قوت حرب عنایت فرمائی کہ جہان کے بادشاہ اُن سے مقابلہ نکر سکتے اور کثرت مردم فوج اتنی تھی کہ صرف چھتیس ہزار سپاہی دروازۂ شاہی پر چوکی پہرہ دیتے تھے جو اہل التفسیر مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہی کہ اللہ جل شانہ نے حضرت داؤدؑ کے واسطے ایک سلسلہ یعنی زنجیر عالم غیب سے بھیجی تھی کہ ایک طرف اُسکی حجرہ مین اور دوسری طرف صومعہ عبادت مین آویزان تھی جب کوئی حادثہ پیدا ہونے کو ہوتا تو اُسمین حرکت ظاہر ہوتی اور حضرت داؤد علیہ السلام اُسکی کیفیت واقعہ سے متنبہ ہو جاتے اور اُسکا علم معلوم کر لیتے اور

پیادے تمام زیر وزبر ہوگئے اور بعضے کہتے ہین کہ تینون پتھر باہم پیوستہ ہوگئے اور جالوت کے سر پر پڑے اور
بعضے کہتے ہین وہ پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے کہ ایک ایک کنکری سے ایک ایک سوار مارا گیا جیسا ابرہہ سلطان
یمن کا حال ہوا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ نے تینون پتھر فلاخن مین رکھکر مارے اور جالوت کی پیشانی
کھلی تھی اور تمام بدن آہن مین غرق تھا سو پیشانی مین لگے اور پیچھے نکل گئے کہ وہ مرد و گھوڑے سے جدا ہوا
اور دو پتھر نکل کر میمنہ اور میسرہ پر جا پڑے کہ مخالفین دین بھاگے اور بنی اسرائیل نے لشکر اعدا کو تہ تیغ کیا
اور اسی حال مین ایک ہوا سے تند چلنے لگی کہ تمام فوج اشقیا پریشان و برباد ہوگئی یہ واقعہ موضع بیسان متعلقات
ارض غور مین واقع ہوا الغرض رایت شوکت کفار تندی ہوا نکبت سے نگونسار اور علم نصرت اہل اسلام
میدان جہاد مین نمودار ہوا اور نسیم عنایت گلستان نقد جاءکم الفتح اور ہوا سے رحمت بوستان واللہ یوید بنصرہ
من یشاء بڑے زور شور سے چلنے لگی اور قفل ابواب کامیابی بنی اسرائیل کا بید انا فتحنا لک فتحا مبینا سے
کھل گئے اور نقیب اثر ظفر بہ آہنگ ندائے ینصرک اللہ نصرا عزیزا با واز خوش نغمۂ دلکش کہنے لگے تب قوم مبہوت
جالوت نے چشم امید خیرہ اور رخسار امید تیرہ پایا اور عزیمت ہزیمت غنیمت جان کر بلا تامل بھاگے اور صحرا ے
مقناطیس مین تیر کر گرفتار ہوے اور تیغ سیاست بنی اسرائیل سے اپنے کردار کو پہونچے اور حضرت
داؤد علیہ السلام نے سر تکبر جالوت کا کاٹا اور انگشتری اسکی اوتاری اور ہتھیار اسکا پیرون سے ٹھکراتے ہوے
طالوت کے پاس پہونچا دیا اور بنی اسرائیل سالما غانما اپنے گھر آئے اسی کا اشارہ سورۂ بقر مین ہوتا ہے وقتل
داؤد جالوت وآتاہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاء یعنی مارا داؤدؑ نے جالوت کو اور دی اسکو اللہ تعالیٰ نے
سلطنت اور تدبیر اور سکھلایا اسکو جو چاہا یعنی وہ علم دیا کہ جو پیغمبرون کے واسطے لائق ہے خواہ علم سیاست
سکھلایا کیونکہ حضرت داؤدؑ نے ملک از روے جرأت نہین پایا تھا بلکہ شبانی سے سلطنت کو پہونچے تھے اور اس علم
کے محتاج تھے یا علم دین عطا کیا یا الحان طیبہ مرحمت کیا کہ جب زبور پڑھتے تو مرغ و ماہی سننے کو آتے تھے اور
پہاڑ موافقت کرتے تھے یا صفت زرہ گری سکھلائی کہ فولاد ہاتھ مین نرم ہوجاتا تھا یا باتین مرغ اور مور چہ
سمجھنے لگے وبقول ابن عباسؓ ایک سلسلہ عنایت کیا تھا کہ ذکر اسکا قصۂ داؤدؑ مین مفصل کیا جائیگا القصہ داؤد
علیہ السلام نے طالوت سے کہا کہ وعدہ جو تو نے کیا ہے وفا کر اسنے پشیمانی سے اول انکار کیا مگر حسب ملامت و
نصیحت علماء بنی اسرائیل کہ بموجب حضرت شموئیل علیہ السلام واقع ہوئی بیٹی کا نکاح داؤدؑ کے ساتھ کردیا اور
نصف ملک دیا لیکن بعد چند روز کے پھر نادم و پشیمان ہوکر قتل داؤدؑ پر مستعد ہوگیا حافظ حقیقی نے حضرت داؤدؑ کو
محفوظ رکھا اور طالوت مقتول ہوا اور تمام ملک اسکا داؤدؑ کو ملا کذا فی جواہر التفسیر اور حاشیۂ کشاف سے
پیدا ہے کہ جو عورت نکاح داؤد علیہ السلام مین آئی جالوت کی بیٹی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ طالوت نے فی الفور
وفاے وعدہ فرمایا اور داؤدؑ علیہ السلام کو اپنا خلیفہ کیا اور حضرت شموئیل علیہ السلام نبی رہے یہان تک کہ
یہ وضع تینتیس یا چالیس برس قائم رہی جب حضرت شموئیلؑ نے نوے برس کی عمر مین رحلت فرمائی اور قریب

اسپر منقطع ہوجاتا ہی اور مجاہد اور عطا ابن ابی رباح اور ابی ابن کعب بھی شہود اور ایمان مراد رکھتے ہین اور نزدیک شعبی کے فصل الخطاب سے مراد حمد خدا ہی کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام بعد تمامی کلام اول کے جب کلام دوم شروع کرتے تھے بعد حمد و ثنا کہتے تھے الغرض قوت اور شوکت حضرت داؤد قرآن شریف سے ثابت ہی کما قال تعالےٰ واذکر عبدنا داؤد ذی الاید یعنے یاد کر ہمارے بندۂ داؤد کو ہاتھ کے بل والے مراد اس سے قوت سلطنت ہی یا لوہے کا نرم ہوتا یا کسب کرنا یا قوت دینی کہ نصف شب عبادت کرتے تھے حدیث شریف مین ہی کہ بہتر روزہ صوم داؤدی اور بہتر صلوٰۃ صلوٰۃ داؤدی کہ ایک روز روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور نصف شب عبادت فرماتے اور نصف باقی مین استراحت **فائدہ** یہ قصہ اللہ جل شانہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلایا اسلیے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے طالوت کی حکومت مین صبر کیا آخر حکومت اُنھین کو ملی سو یہی حال تمھارا بھی ہوگا چنانچہ ہمارے حضرت صلعم اور اُنکے اصحاب کا اسی طرح کا حال ہوا بالجملہ حضرت داؤد علیہ السلام امر خلافت پر قائم ہوے اور کتاب زبور متضمن پچاس صحیفے بزبان عبرانی جسمین سواے نصائح و مواعظ کوئی حکم نہین ہی بلاواسطہ جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کے عنایت ہوئی کہ اسکو حضرت داؤد بہتر آواز دن مین پڑھتے تھے اور شریعت مندرجہ توریت پر بلا تغیر و تبدیل قائم تھے اور جملہ اسباط بنی اسرائیل اُنکے مطیع ہوے اور پیشتر اسکے کسی بادشاہ کے فرمانبردار نہ تھے بلکہ ہر ایک سبط نے ایک ایک حاکم اپنا جدا کر لیا تھا اور یہ نبوت و سلطنت سواے حضرت داؤد و سلیمان و محمد مصطفےٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اور کسی کو نہین ملی مگر ہمارے حضرت مین نبوت و رسالت و فقر و ممالکت سب جمع تھی کیونکہ حضرت پر اتمام نعمت منظور تھا اور معجزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ تھا کہ جبال و طیور اُنکی اطاعت کرتے تھے کہ جہان کہین جاتے وہ ہمراہ ہوتے اور جب تسبیح کہتے تو شریک ہوتے کما قال اللہ انا سخرنا الجبال معہ یسبحن بالعشی والاشراق والطیر محشورۃ کل لہ اواب یعنے تابع کیے اُسکے ساتھ پہاڑ پاکی بولتے صبح و شام کو اور جانور اُڑتے جمع ہوکر سب اُسکے آگے رجوع رہتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اشراق سے صلوٰۃ الضحیٰ مراد لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ ہمنے صلوٰۃ الضحےٰ اس آیت سے معلوم کی کذا فی المدارک تفسیر کشف الاسرار مین ہی کہ تسبیح پہاڑون کی اگرچہ عقل پر پوشیدہ ہی لیکن قدرت الٰہی سے بعید نہین کہ اپنے کسی بندۂ خاص کو اس سے خبردار کردے چنانچہ تسبیح سنگریزون کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین ایک شاہد عادل ہی **فائدہ** ایک بزرگ نے دیکھا کہ ایک پتھر سے پانی ٹپکتا ہی تو حیرت مین کھڑے ہوگئے اُسنے کہا اے ولی اللہ رحمۃ اللہ علیک مجھکو خالق کبریا نے مدت دراز سے پیدا کیا ہی سو مین بخوف سطوت خداوندی رونے مین مشغول رہتا ہون اس بزرگ نے دعا فرمائی کہ یا رحیم یا کریم اسکو تسلی بخش کہ رونے سے باز رہے ارحم الراحمین نے دعاے خالص اُنکی پتھر کے حق مین قبول فرمائی کہ رونا اُسکا موقوف ہوگیا اور وہ بزرگ اپنے مقام مین تشریف لائے ایک مدت کے بعد پھر اُسی جگہ گذر ہوا تو وہ پتھر اُسی طرح روتا تھا بلکہ اول مرتبہ سے زیادہ گریہ کررہا تھا تب پوچھا کہ اب کس واسطے روتا ہی اسنے کہا کہ

جو کوئی بیمار اسمین ہاتھ لگاتا شفا پاتا اور جو کوئی محنت زدہ دل شکستہ اسکو پکڑ لیتا اُسکو جامہ خانہ غیب سے کسوت
دولت پہنایا جاتا اور جب دو خصم اُسکے قریب جاتے تو حق و باطل جدا ہوجاتے یعنے جو کہ حق پر ہوتا اُسکا ہاتھ زنجیر
تک پہونچ جاتا اور جو باطل پر ہوتا وہ باوصف سعی اور کوشش اسکو مس نہ کرسکتا اور یہ سلسلہ عالم مین بعد وفات
داؤد علیہ السلام بھی رہا تھا کہ اس سے حق کو باطل سے جدا کرتے تھے حتی کہ ظالم اور اہل بطلان تنگ آئے اور طرح طرح کے
مکر اور حیلہ نکالنے لگے آخرکار اُنکی شامت اور نکبت سے وہ سلسلہ گم ہوگیا ازانجملہ ایک حیلہ یہ کیا تھا کہ ایک شخص نے
کچھ جواہر بیش قیمت دوسرے کے پاس بطور امانت رکھے بعد چندے مالک مال نے امانت دار سے طلب کیے
اُسنے انکار کی اور بعد رد و کد بسیار لڑتے جھگڑتے اُس سلسلۂ غیبی تک دونون آئے امین نے یہ فریب کیا کہ
ایک لاٹھی مجوف مین جواہر رکھے اور وہ لاٹھی مالک کے ہاتھ مین دی پھر سلسلہ کے پاس جاکر کہنے لگا یا الٰہی
اگر مین نے جواہر مالک کو حوالہ کیے ہون تو سلسلہ مجھسے نزدیک ہوجاے اور اگر نہ دیے ہون تو دور ہوجائے
چونکہ یہ مکار غدار ظاہر مین راست گفتار تھا سلسلہ قریب ہوگیا اور مالک کا ہاتھ بدشواری بھی سلسلہ تک
نہ پہونچا وہ بیچارہ سخت نادم اور پشیمان ہوا اور حاضرین معاملہ نے اسکو ملامت کی اسی طرح اور کئی حکایتین تواریخ مین
مذکور ہین اور بعضے کہتے ہین کہ شور و زور سلطنت داؤدی اسی سلسلہ کے باعث سے تھا اور مراد وشددنا ملکہ
سے جو قرآن مین وارد ہے یہی سلسلہ ہے اور معالم التنزیل مین حضرت ابن عباسؓ سے اسی آیت کی تفسیر مین
منقول ہے کہ ایک اسرائیلی نے محکمۂ داؤدی مین استغاثہ پیش کیا کہ فلان مرد نے میری گاے غصباً لے لی ہے
آپ اسکا فیصلہ کردین حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعا علیہ کو طلب کیا اُسنے دعوی مدعی سے انکار کیا تب مدعی
سے بینہ طلب فرمایا وہ کوئی گواہ نہ دے سکا حضرت نے فرمایا اب تھوڑا تامل کرو مین حاکم مطلق سے رجوع
لاتا ہون جو وہان سے حکم ہوگا ویسا فیصلہ کرونگا چنانچہ اسی دن خواب دیکھا کہ اے داؤد مدعی کو قتل کر حضرت
داؤد جاگے تو دل مین سوچے کہ یہ خواب بے اصل اُڑتی ہوئی ہے اسپر عمل کرنا ناجائز ہے دوسری مرتبہ متوجہ
ہوے تو پھر اسی طرح حکم ہوا تیسری بار پھر رجوع لائے تب بھی وہی ارشاد ہوا ناچار حضرت داؤدؑ نے مدعی
سے فرمایا کہ تیرے قتل کرنے کا حکم ہوتا ہے اُسنے التماس کیا کہ صرف آپکا خواب میرے قتل کے واسطے دلیل
نہین ہوسکتا کوئی اور ثبوت قوی تلاش کیجیے فرمایا واللہ حکم الٰہی جاری کرونگا تو قبول کر جب مدعی نے دیکھا کہ اب
کسی طرح بچاؤ نہین ہے تو اُسنے کہا واللہ مین اپنے دعوے مین جو فی الحال دائر ہے کاذب نہین ہون اور یہ
فیصلہ اس مقدمہ کا نہین ہے بلکہ مین نے پیشتر مدعا علیہ کو فریباً مار ڈالا تھا اُسکا یہ فیصلہ ہے چنانچہ حضرت
داؤدؑ نے مدعی کو قتل کرایا کہ اس واقعہ سے بنی اسرائیل نہایت ڈرے اسی کا اشارہ ہے وشددنا ملکہ واتیناہ الحکمۃ
وفصل الخطاب یعنی زور دیا ہمنے اُسکو سلطنت کا اور دی اُسکو تدبیر اور فیصلہ بات کا عبداللہ ابن مسعودؓ اور کلبی
اور مقاتل کے نزدیک حکمت سے مراد نبوت اور عقل کامل اور بصارت کاملہ ہے خواہ علم حکمت ہے اور فصل الخطاب
سے حضرت امیرالمومنین علیؓ ابن طالب کے نزدیک البینۃ للمدعی والیمین علی من انکر مراد ہے کہ قضیۂ اہل خصومت

آنجناب نے دعا مانگی ارشاد ہوا کہ زرہ بنایا کرو انھون نے عرض کیا کہ اس کسب کے واسطے لوہارون کے
ہتھیارون کی حاجت پڑیگی تب حکم ہوا کہ اور بیان کیا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ سبب اس کسب کا یہ واقع ہوا کہ
حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ رات کے وقت بستی مین گشت کیا کرتے تھے اور لوگون سے اپنا حال پوچھا
کرتے تھے اگر کسی شخص سے کسی طرح کی بات خلاف سنتے تو اسکو بدل دیتے ایک مرتبہ حالت گشت مین ایک بوڑھی
عورت سے پوچھا کہ داؤد پیغمبر کیسا ہی اُسنے کہا کہ آدمی خوب ہی مگر ملک کے محصول سے لیکر اپنا اور اپنے عیال کا
قوت ہر روز کیا کرتا ہی اگر اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا کرتا تو بہتر تھا اُسیوقت سے حضرت داؤد نے یہ کسب اختیار کیا
تب خداوند تعالی نے اُنکے واسطے لوہے کو نرم کر دیا کہ زرہین بنایا کرتے تھے بخاری مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان داؤد کان لا یاکل الا من عمل یدہ اور معالم التنزیل مین ہی
کہ زرہ عالم مین اول حضرت داؤد علیہ السلام نے بنائی ہی تفسیر تیسیر مین ہی کہ ہر روز ایک زرہ بنا کے چھہ یا چار ہزار
درم کو بیچتے تھے ازانجملہ چار ہزار درم صدقہ کرتے تھے اور دو ہزار اپنے عیال واطفال وغیرہ کے صرف مین لاتے
تھے اور تفسیر لباب مین ہی کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات ہوئی تو ایک ہزار زرہ خزانہ مین طیار موجود
تھی القصہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت وخلافت باشوکت وقوت عنایت ہوئی تو ایکدن باطمینان
بیٹھے ہوے انبیاء سابقین کے صحیفے ملاحظہ کر رہے تھے اُنمین فضائل ومناقب حضرت ابرہیم و اسحاق و یعقوب
علیہم السلام کے نظر پڑے تو انکو ان مراتب کی تمنا ہوئی اور غور مین جاتے رہے دفعۃً ایک آواز آئی کہ اے داؤد
علیہ السلام ابراہیم و اسحاق و یعقوب نے بڑی بڑی بلاؤن مین صبر کیا ہی تب اُنکو یہ مراتب حاصل
ہوے ہین حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا یا الٰہی میرا بھی امتحان کیا جاے معالم التنزیل مین سدی کلبی و
مقاتل رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی عمر کے ایام تین باتون مین تقسیم کیے تھے
ایک دن عبادت کا اور ایک روز فیصل خصومات کا اور ایک دن عیال واطفال مین بسر کرنے کا اور اسی دن مین
وقت فرصت کتب سابقین ملاحظہ کرتے تھے اور تفسیر احمدی مین ہی کہ چار ایام مین تقسیم فرماتے تھے ایکدن بنابر
عبادت اور ایک دن برلے رفع خصومت اور ایک روز خاص امور مین مشغول ہوتے اور ایک روز وعظ
وتذکیر مین بسر کرتے تھے چنانچہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام کے دل مین گذرا کہ میرے باپ دادے بہت
اچھے تھے وہ مراتب خدا مجھکو بھی دیتا وحی ہوئی کہ اے داؤد اُنھون نے بلاؤن مین صبر کیا تھا عرض کیا کہ اگر
بلا ہوگی تو مین بھی صبر کرونگا ارشاد ہوا کہ فلان روز فلان ماہ مین بلا آویگی انتظار کرو بعضے کہتے ہین یوم موعود
دوشنبہ سترھوین رجب تھا کہ اُس دن حضرت داؤد نماز بازبور عبادتخانہ کا دروازہ بند کیے پڑھتے تھے دفعۃً
ابلیس مردود بصورت کبوتر نہایت خوبصورت کہ تمام جسم سونے کا اور بازو موتی و زبرجد کے اور منقار یاقوت
احمر کی اور آنکھین زمرد اخضر کی اور دو پاؤن فیروزے کے بنا کر حضرت داؤد علیہ السلام کے متصل آیا کہ
آنجناب اُسکی صورت دیکھکر متعجب ہوے اور دل مین سوچے کہ اسکو کسی طرح پکڑنا چاہیے سو اپنا ہاتھ دراز

شفیق کریم اول بخوف سیاست وعقوبت گریہ وزاری کرتا تھا اور اب شادی امن وسلامت سے روتا ہون
ای عاشق خدا مجھکو اس درگاہ لاابالی مین بجز گریہ وزاری اور کوئی کام نہین ہی ؎ ازسنگ گریہ بین ومگو کان تنسیت
ورکوہ نالہ بین ومپندار کان صدا ست + دوسرا معجزہ یہ عنایت ہوا تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا الحان
حزین تھا کہ جب زبور پڑھتے تو دریا کا پانی ٹھہر جاتا اور وحوش وطیور جمع ہوکر گھیر لیتے تھے اور درختون کے
پتے زرد ہوجاتے اور آدمی بیہوش ہوکر گر پڑتے تھے بلکہ مشہور ہی کہ بعضے مر ہی جاتے تھے اور جنگل کے جانور لوں
شیر وگرگ آپ کے پاس جمع ہوجاتے تھے اور ہوا کا چلنا بند ہوجاتا تھا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ حضرت داؤد علیہ السلام ستر طرح سے زبور پڑھتے تھے کبھو اس طرح کہ رنجیدہ وغمگین خوش ہوجاتا اور جب
غمگین آواز سے پڑھتے تو خشکی وتری کا کوئی جانور ہوش مین نرہتا ہمارے حضرت کے اصحاب مین ابوموسی
اشعری رضی اللہ عنہ نہایت خوش آواز تھے کہ حضرت صلعم نے ایک سفر مین رات کے وقت انکو قرآن شریف
پڑھتے سُنا دوسرے دن فرمایا ای ابوموسی البتہ تجکو بانسری دی گئی ہی داؤد کی بانسریون سے یعنے تیری
آواز ایسی دلکش ہی گویا تیرا گلا بانسری ہی اور تیری آواز مین لحن داؤدی کا اثر ہی کذا فی ترجمۃ المشارق اس
حدیث سے بڑی تعریف خوش آوازی کی نکلی حقیقت یہ ہی کہ یہ نعمت خداداد ہی جسکو اللہ دے وہ اسکو واہیات
مین صرف نکرے بلکہ خدا کا کلام اس سے پڑھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفین الحان سے کیا کرے
اور حکما کہتے ہین کہ تمام مزامیر واوتار ونغمات الحان داؤد علیہ السلام سے بنائے گئے ہین بعض اہل تحقیق
فرماتے ہین کہ یہ اثر آواز داؤد علیہ السلام مین بعد قبول توبہ پیدا ہوا ہی اور قبل اس سے نہ تھا بعد قبول ہونے
توبہ کے یہ دستور باندھا تھا کہ چوتھے دن ہمیشہ جنگل مین تشریف لیجاتے اور اپنا گناہ یاد کرکے زبور با لحان
خوش پڑھتے اور زار زار روتے تو جبال وطیور بھی آپکے ساتھ پڑھتے اور روتے اور جو کسی آدمی کے کان مین آواز جاتی
تو بیہوش ہوجاتا تھا اور کبھو جان دیڈالتا تھا ؎ چو گرد مطرب من نغمہ پرواز + زشوقش مرغ روح آید بہ پرواز +
اسی کا اشارہ سورۂ سبا مین فرمایا ہی ولقد آتینا داؤد منا فضلا یا جبال اوبی معہ والطیر یعنی ہمنے دیدی داؤد کو
اپنی طرف سے فضیلت ای پہاڑو رجوع سے پڑھو اُسکے ساتھ اور جانور اُڑنے والے اس جگہ فضل سے مراد
حسن صوت ہی کذا فی عین المعانی اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام از روے نبوت وسلطنت
وحسن صوت وحلاوت مناجات وحسن خلق وتوفیق عدل سے اپنے زمانہ کے لوگون پر فضیلت رکھتے تھے یا رجوع
رہنا جبال وطیور کا موجب فضل تھا تیسرا معجزہ یہ تھا کہ ہر قسم کا لوہا دست مبارک مین مثل موم نرم ہوجاتا تھا
کہ اُسی سے زرہین بناتے تھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہی والنا لہ الحدید ان اعمل سابغات وقدر فی السرد یعنی نرم کردیا ہمنے اسکے
لیے لوہا کہ بنا کشادہ زرہین اور اندازہ سے جوڑ کڑیان اور سبب اس معاملہ کا بعض مفسرین نے یہ بیان کیا ہی
کہ ایک روز کوئی فرشتہ زیارت کو آیا اُسنے کہا ای داؤد تو پیغمبر وخلیفہ خدا ہی تجھکو واجب ہی کہ اپنا قوت ہر روزہ اور
بھی اپنے عیال واطفال کا کسی کسب سے پیدا کیا کر وبیت المال سے لینا تمھارے حق مین بہتر نہین ہی اُسی دم

اُنھون نے اپنا مقدمہ بیان کیا اس مقدمہ مین قول واحد پر حکم دیا اور دوسرے سے استفسار نہین کیا کما قال
لقد ظلمک الخ لیکن یہ قول ضعیف ہو اسلیے کہ وہ دونون خصم صرف امتحاناً آئے تھے بنابراس زلت کے جو حضرت
داؤدؑ سے صادر ہوئی تھی قبل اُسکے نہ کہ بعد اُسکے اور تقریر فریق ثانی کی مقدر ہی بر سبیل ایجاز بالجملہ اس معاملے
مین روایتین مختلف پائی جاتی ہین اور بعد تتبع اسقدر صحیح معلوم ہوتا ہی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کی عورت
کی آرزو کی کہ اگر یہ مجھپر حلال ہوجاے تو بہتر ہی اتفاقا اوریا مارا گیا اور اُسکے ساتھ اور لوگ بھی قتل ہوے
سو حضرت نے اور لشکریون کا غم کیا اور اوریا کے مرنے کا رنج نہین کیا بعدازان اُسکی عورت کو نکاح مین لائے
اور جو بعضے کہتے ہین کہ اوریا حضرت داؤدؑ کا متبنی تھا اور نکاح منکوحہ متبنّے سے زلت ہی یہ قول مردود ہی اور
یہ بات ہرگز زلت نہین ہوسکتی کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح خود جناب حق نے حضرت زینب رضی اللہ
عنہا سے بعد طلاق دینے زید کے فرمایا ہی اور زاد المسیر و تفسیر احمدی مین ہی کہ جمہور اسپر ہین کہ اس عورت سے
اول اوریا نے نکاح کرنا چاہا تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے نکاح کا پیغام دیا عورت کے اولیا راضی ہوئے
کہ حضرت نے نکاح کیا اسمین زلت و لغزش قدم یہ ہوئی کہ حضرت نے باوصف کثرت عورتون کے ایک
بھائی مومن کے خطبہ پر خطبہ کیا چنانکہ یہ بات کلام اللہ سے مفہوم ہوتی ہی کیونکہ اللہ صاحب مقدمہ امتحان مین فرماتے
ہین لسؤال نعجتک الی نعاجہ نہ کہ باخذ نعجتک معالم التنزیل مین ہی کہ نکاح سے تھوڑے دنون بعد صورت عتاب
نمودار ہوئی اور دو فرشتے تشریف لائے اور تفسیر تبیان مین ہی کہ حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام تھے اور
اُنکے ساتھ اور فرشتے بھی تھے اور جب یہ دونون فرشتے عبادتخانے مین جانے لگے تو پاسبانون نے منع کیا مگر وہ
دونون چلے گئے یا دیوار پھٹ گئی اور دونون بصورت مدعی و مدعا علیہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آگئے چنانچہ
سورہ صاد مین فرماتے ہین وہل اتٰک نبؤا الخصم اذ تسوروا المحراب اذ دخلوا علی داؤد ففزع منہم یعنی پہونچی
ہی تجھکو خبر دعوے والون کی جب کود کر دیوار کو آئے عبادتخانہ مین جب گھس آئے داؤدؑ پاس تو اُنسے گھبرایا شاید
سبب گھبرانے کا یہ ہوا کہ بے اجازت باوصف روکنے دربانون کے چلے آئے تھے یا دیوار کے شگافتہ ہونے سے
ڈر گئے پھر دو تقدیر اُنسے پوچھا تمکو کسنے میرے پاس آنے دیا بولے لا تخف خصمان بغی بعضنا علی بعض فاحکم
بیننا بالحق ولا تشطط واہدنا الی سواء الصراط یعنی وہ بولے مت گھبرا ہم دو نون جھگڑتے ہین زیادتی کی ہی
ایک نے دوسرے پر سو فیصلہ کردے ہم مین انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور بتادے ہمکو سیدھی راہ
فائدہ اس آیت مین حقیقت بغاوت مقصود نہین ہی کہ فرشتون مین نہین ہوسکتی بلکہ مراد یہ ہی کہ تمنے دیکھا
دو شخصون کو کہ ایک نے دوسرے سے بغاوت کی گویا قضیہ سے مطلع کرکے حکم چاہتے ہین الغرض جب حضرت
داؤدؑ نے فرمایا بیان کرو تب ایک نے کہا ان ہذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ فقال اکفلنیہا
وعزنی فی الخطاب یعنی یہ میرا بھائی ہی اسکے پاس ننانوے دنبیان ہین اور میرے ایک دنبی ہی سو کہتا ہی وہ میرے
حوالہ کر اور زبردستی کرتا ہی مجھسے بات مین فائدہ اخی سے مراد ہی کہ ہمارے طریق و دین پر ہی اور نعجہ کنایہ عورت ہی

کیا وہ علحدہ ہو بیٹھا آخر کار عبادت چھوڑ کر اسکی طرف متوجہ ہوئے مگر کبوتر جس روزن سے آیا تھا اُسمین ہو کر اڑگیا تو حضرت داؤدؑ بالاخانہ پر چڑھ کر دیکھنے لگے اُسوقت ایک عورت نہایت حسینہ وجمیلہ کہ اپنے باغ کے اندر یا گھر کی چھت پر غسل کر رہی تھی نظر پڑی تو یہ فریفتہ ہوئے اور اُسنے اُنکو دیکھ کر اپنے بال کھول دیئے کہ تمام جسم اسکا پوشیدہ ہوگیا تب خواصون سے ارشاد کیا دریافت کرو یہ کون عورت ہی ایک نے کہا اوریا ابن حنایا کی منکوحہ ہی نام اسکا بیتشایع ہی اور اُسکی مان کا نام شایع ہی فرمایا اوریا کہان ہی کسی نے کہا کہ ایوب یا تواب ابن صوریا آپکے بھانجے کے ہمراہ مقام بلقاین تعینات ہی بعضے کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل مین آیا کہ اوریا کو قتل کرین اور اُسکی عورت کو اپنے نکاح مین لاوین اور بعضے کہتے ہین کہ اپنے ہمشیرہ زادے کو لکھا کہ اوریا جو تمھارے ہمراہ لشکر مین ہی اُسکو جہاد کے واسطے فلان مقام پر روانہ کرو اور تاکید کرو کہ تابوت سکینہ کے آگے رہے تاکہ فتح نصیب ہو یا شہید ہو جاوے اور معمول یہ تھا کہ جو کوئی تابوت کے آگے ہوتا وہ اکثر مارا جاتا چنانچہ تواب ابن صوریا نے اوریا کو مطابق حکم داؤدؑ روانہ کیا مگر اوریا نے جہا دمین فتح پائی پھر دوسرے حکم کے موافق دوسرے شہر پر بھیجا وہان بھی فتح نصیب ہوئی جب تیسری جگہ بھیجا گیا تو اوریا شہید ہوا پس بعد انقضاء عدت حضرت داؤد علیہ السلام نے سماۃ بیتشایع سے نکاح کیا کہ اُنسے حضرت سلیمانؑ پیدا ہوئے وہذا القول مردود وعند اکثر قال علی رضی اللہ عنہ من حدثکم بحدیث داؤد علیہ السلام علی ما یرویہ القصاص جلدتہ مائۃ وستین جلدۃ وہو حد الفریۃ علی الانبیاء علیہم السلام اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کبوتر کسکا تھا انھون نے کہا سماۃ بیتشایع کا ہی فرمایا وہ عورت شوہر دار ہی کسی نے کہا اوریا کے نکاح مین ہی لیکن ابتک اوریا نے اُس سے جماع نہین کیا ہی سو حضرت نے اوریا کو طلب کیا اور کہا تو جہاد کو جا اُسنے قبول کیا اور جانب روم روانہ ہوا اور وہ طرف ایسی تھی کہ جو شخص اُدھر جاتا تھا مارا جاتا تھا مگر اوریا فتحیاب ہوا اور موضع ناطقہ مین ایک شخص کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعد ایک برس کے حضرت داؤدؑ نے اُسکی عورت سے نکاح کیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت داؤدؑ فتنۂ عورتون کی حکایات بنی اسرائیل کے سامنے بیان کر رہے تھے اور دل مین یہ خیال تھا کہ اگر مین ایسی بلا مین پڑون تو محفوظ رہون اُسپر اللہ نے کبوتر بھیجا اُسکے ذریعہ سے فتنۂ عورت مین مبتلا ہو گئے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت داؤدؑ نے اوریا سے یا کسی اور شخص سے فرمایا کہ تو اپنی عورت کو چھوڑ دے تو مین اپنے پاس رکھون اور اُس زمانہ مین یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص کسی کی عورت کو پسند کرتا تو اُسکے شوہر سے درخواست کرتا تھا کہ تو اُسکو چھوڑ دے مین نکاح کرون سو اسی طرح حضرت داؤدؑ نے اوریا سے کہا کہ اُسنے بعادت مواسات طلاق دی ظاہرا یہ بات مباح تھی مگر مرضی حق کے خلاف پڑی اس سبب سے کہ رغبت دنیا تھی اور حضرت داؤدؑ کو اللہ نے عورتون سے مستغنی بھی کر دیا تھا کذا فی المدارک یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہی تفسیر احمدی مین ہی کہ امام زاہد نے اس روایت کی انکار کی ہی اور اس قول پر طعن فرمائی ہی بعد اُسکے لکھتے ہین کہ بعض کے نزدیک زلت یہ تھی کہ حضرت داؤدؑ کے پاس دو خصم آئے

ہوتا تھا وہ نہین پھرتا تھا یہان تک کہ مارا جاے یا لشکر بھاگ جاے پس اُس عورت کا شوہر مارا گیا اور دو فرشتے
آئے اُنھون نے قصہ اُسکا بیان کیا داؤدؑ نے دریافت کیا کہ یہ عتاب ہی چالیس رات دن سجدے مین پڑے رہے
کہ اُنکے اشکون سے گھاس جم گئی اور پیشانی زمین سے گھس گئی یہ کہتے تھے کہ اے رب داؤدؑ نے بڑی ذلت اختیار
کی اگر تو رحم نہ کرے تو ضعیف ہوجاتے داؤدؑ اور اگر نہ بخشے تو اُسکا گناہ یادگار رہیگا پیچھے آنے والون کو
اور زبان زد خلائق رہیگا بعد چالیس رات کے حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور کہا کہ اے داؤدؑ اللہ نے تجھکو بخشا
وہ قصد جو تونے کیا تھا داؤدؑ نے کہا اللہ قادر ہی کہ بخش دے اور تمکو معلوم ہی کہ اللہ عادل ہی کسی طرف میلان
نہین کرتا پس اُس شخص کو کیا حکم ہوگا جب قیامت مین آویگا اور مجھپر دعوی کریگا حضرت جبرئیلؑ نے جناب الٰہی مین
عرض کرکے جواب دیا کہ اللہ تعالے قیامت کے دن تمکو تمھارے مدعی سے ملا دیگا اور تمکو بخشا دیگا اور مدعی کو
عوض اسکا جنت مین دیگا اور کعب احبار اور وہب ابن منبہ اور حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ جب فرشتون نے
آکر قصہ بیان کیا تو حضرت داؤدؑ اپنا احوال سمجھے اور چالیس دن سجدہ مین پڑے رہے کہ سر نہین اُٹھایا مگر نماز
مکتوبہ اور حاجت ضروریہ کے واسطے البتہ چپ ہوجاتے تھے اور کھانا پینا بالکل ترک ہوگیا تھا اور سر کے گرد گھاس
اُگی تھی اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ چالیس دن سجدے مین رہے تب ارشاد ہوا ؎
الہام شدش کہ چیست حالت ٭ باعث چہ بود برین ملالت ٭ گر گرسنہ و ہم غذا یت ٭ ور تشنہ شراب جان فزایت
گر خستہ دلی دوا فرستم ٭ ور برہنہ تن قبا فرستم ٭ الا حضرت داؤدؑ نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ زیادہ شرمندہ ہوے
کہ سات دن اور بھی گریہ اور زاری سے بیخود رہے بعد اسکے خداوند کبریا نے توبہ اور مغفرت نازل فرمائی
حضرت داؤدؑ نے سجدہ شکرانہ ادا کیا اور عرض کیا رب العزت جب عرصۂ قیامت مین مدعی میرا دامن پکڑیگا تب
کیا ہوگا ؎ گفتا کہ باد قصور بخشد ٭ چندانکہ ز تو قصور بخشد ٭ وہب ابن منبہ سے روایت ہی کہ جب حضرت داؤد
علیہ السلام کو آواز آئی کہ تیرا قصور بخشا گیا حضرت داؤدؑ نے عرض کیا کہ یا الٰہی تو کسی پر ظلم نہین کرتا اور میرا مدعی راضی نہین ہی
پھر میرا قصور کسطرح معاف ہوا ارشاد ہوا اوریا کی قبر پر جاکے معذرت کر مین تیری آواز سناؤنگا حضرت داؤد
علیہ السلام قبر پر گئے اور کمال عجز اور انکسار سے اوریا کی قبر پر بیٹھے اور پکارا اوریا نے کہا کون ہی جسنے
جگا دیا حضرت داؤدؑ نے کہا مین ہون داؤدؑ اُسنے کہا یا نبی اللہ آپ کیون تشریف لائے ہین حضرت داؤد نے کہا
کہ عفو تقصیر چاہتا ہون اوریا نے کہا کہ آپ سے کچھ تقصیر نہین ہوا حضرت داؤد نے کہا مین نے تجھکو جہاد مین بھیجا
کہ تو مارا گیا اُسنے کہا آپ نے مجھے جنت کے واسطے بھیجا تھا کہ مین شہید ہوکر داخل جنت ہوا سو یا نبی اللہ مین نے
معاف کیا حضرت داؤدؑ خوش ہوے اُسوقت وحی ہوئی کہ اے داؤد مین حاکم عادل ہون تو صاف صاف اوریا سے
کہدے پھر حضرت داؤدؑ قبر پر تشریف لے گئے اور پکارا تو اُسنے کہا یا نبی اللہ آپ کیون تشریف لائے حضرت
داؤدؑ نے مفصل حال اپنا اور اُسکی عورت کا بیان کیا اوریا نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ تین مرتبہ حضرت داؤدؑ نے
پکارا الا جواب نہ ملا تو بہت روئے اور بعضے کہتے ہین کہ تیسری مرتبہ اوریا نے جواب دیا کہ مین ہرگز معاف

سے اہل عرب اسی طرح بولتے ہین اور بعضے کہتے ہین یہ تعریض ہی بنا بر تنبیہ حضرت داؤد کے ورنہ اس جگہ نہ نعجہ ہی
نہ نبی ہی یہ بات ایسی ہی جسطرح مارا زید نے عمرو کو اور مول لیا بکر نے گھر کو اور نہ ضرب ہی نہ شرا کذا فی المعالم اور در
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اکفلنیہا سے یہ مراد ہی کہ مجھے دے ڈال اور مجاہد کے نزدیک چھوڑ دے
تاکہ مین اسکی کفالت کرون اور اپنی عورتون مین ملاؤن اور اسکے نان و نفقہ کی فکر کرون یعنی اسے طلاق دے
کہ مین نکاح مین لاؤن اور لفظ نبی سے بھی انکے نزدیک مراد یہی ہی اور اصل حقیقت اس معاملے کی یہ ہی کہ جھگڑنیوالے
فرشتے تھے پردے مین انکو سناتے تھے کہ انکے گھر مین ننانوے عورتین تھین ایک ہمسایہ کی عورت نظر پڑی تو چاہا
کہ اسکو بھی گھر مین رکھین اسکا خاوند موجود تھا انکے لشکر مین اسکو معین کیا تابوت سکینہ سے آگے جہان بڑے مرد
لوگ لڑائی مین بڑھتے تھے وہ شہید ہوا پیچھے اس عورت کو نکاح کیا آئین کسی کا خون نہین کیا بے ناموسی نہین کی
مگر کسی کی چیز لے لی تدبیر سے پیغمبرون کی ستھرائی کو اتنا بھی داغ بہت تھا اسپر جانچ ہوئی پس یہ سبب تمثیل ہی
واسطے داؤد علیہ السلام کے کہ قوت ملک در فصاحت لسانیہ سے اوریا پر غالب آئے اور اسکی عورت سے
نکاح کیا اور حق اوریا کا تلف کیا اور وہ بیچارہ ضعیف تھا اسکے ایک ہی جورو تھی اور حضرت داؤد کے ننانوے ۹۹
بیبیان تھین بالجملہ جب یہ سوال پیش ہوا تو حضرت داؤد نے کہا لقد ظلمک بسؤال نعجتک الی نعاجہ وان کثیرا من الخلطاء
لیبغی بعضہم علی بعض الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ہم یعنی بے انصافی کرتا ہی تجھپر کہ مانگتا ہی
تیری دُنبی ملانے کو اپنی دُنبیون مین اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہین ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہین
اور کام کیے اچھے اور تھوڑے لوگ ہین ویسے یعنی حضرت داؤد نے کہا کہ اگر ایسی بات ہی جیسا تم کہتے ہو تو
اسنے ظلم کیا تب مدعی جانب مدعا علیہ دیکھکر ہنسا اور کہا قضی الرجل علی نفسہ یعنے حکم کیا اس مرد نے اپنے
نفس پر پھر دونون رخصت ہوے حضرت داؤد نے جانا کہ یہ ابتلا ہی کما قال اللہ تعالی وظن داؤد انما فتناہ
یعنے خیال مین آیا داؤد کے کہ ہمنے اسکو جانچا سدی سے روایت ہی کہ جب مدعی نے کہا کہ ہذا اخی الخ تو حضرت
داؤد نے دوسرے سے پوچھا کہ تمکو کیا جواب ہی اسنے کہا کہ فی الحقیقہ میرے ننانوے ۹۹ دُنبیان ہین اور اسکے
ایک دُنبی ہی سو مین چاہتا ہون کہ اسکو لیکر پوری سو کرون اور میرا بھائی نہین مانتا ہی حضرت داؤد نے
فرمایا کہ یہ ظلم ہی مین اسکو سزا دونگا سائل نے عرض کیا کہ ای داؤد تو نے کس طرح ایسا کیا حالانکہ تیرے ننانوے
بی بی تھین اور اوریا کے ایک سو تو نے کس کس طرح سے اسکے ساتھ پیش آکر اسکی جورو لے لی یہ بات
کہکر غائب ہوگئے حضرت داؤد نے جانا کہ یہ امتحان ہی جانب خدا سے پھر گناہ بخشوانے لگے اپنے رب سے
علامہ بغوی معالم التنزیل مین انس بن مالک سے باسناد صحیحہ روایت کرتے ہین کہ انس ابن مالک
فرماتے ہین کہ مین نے سنا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ داؤد نبی نے جب دیکھا عورت کو
تو لشکر بنی اسرائیل کو بھیجا لڑائی پر اور وصیت کی سردار لشکر کو کہ جب عدو کے مقابلہ پر پہونچو تو فلان شخص
کو آگے تابوت کے کردینا اور تابوت سے اس زمانے مین فتح ہوتی تھی اور جو شخص تابوت کے آگے

عفو خطا کے گنہگارون کے پاس بیٹھتے اور کہتے کہ آؤ داؤد گنہگار کے پاس اور قبل خطا کے آدھی رات تک قیام
کرتے تھے اور چھ مہینے روزہ رکھتے تھے جب خطا صادر ہوئی تو سال بھر روزہ رکھتے تھے اور تمام رات عبادت
کرتے تھے اور قصص مین وارد ہے کہ وحوش اور طیور حضرت داؤد کا پڑھنا سنا کرتے تھے جب قصور صادر ہوا تو
اُنھون نے سننا موقوف کر دیا اور یہ کہتے تھے کہ ای داؤد حلاوت صوت سے تیری خطا معاف ہوئی اور حضرت ثابت
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب حضرت داؤد اپنا گناہ یاد کرتے تھے تو اُنکے اعضا جدا ہو جاتے تھے اور جب بھول گناہ یاد
کرتے تو بحالت اصلی آجاتے تھے القصہ جب توبہ حضرت داؤد کی قبول ہوئی تو پھر تخت سلطنت پر بیٹھے اور حکم رانی
کرنے لگے اور ارشاد ہوا کہ انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ
ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب یعنے ای داؤد ہمنے کیا تجھکو نائب مملکت مین
سو تو حکومت کر لوگون مین انصاف سے اور نہ چل پوشیدہ ہوس پر پھر تجکو بجلا دے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ
بچلتے ہین اللہ کی راہ سے اُنکو سخت مار ہے اسپر کہ بھلا دیا دن حساب کا بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ جن دنون حضرت
داؤد علیہ السلام مبتلائے بلائے زلت ہوئے ہین اول روزون مین سفہاء بنی اسرائیل نے شلوم ابن داؤد
کو جو طاقت کا نوا اسا تھا بجائے حضرت داؤد بادشاہ کرنا چاہا وہ بھی مستعد ہوا یہ خبر حضرت کو پہونچی تو آپ مع
اپنے بھانجے تواب کے بنی اسرائیل کے لشکر سے نکل گئے شلوم نے ارادہ روکنے کا کیا حضرت داؤد نے
وزیر اعظم کو واسطے نصیحت کے بھیجا کہ شلوم بھاگا حضرت داؤد نے تواب کو روانہ کیا کہ تو جا کر شلوم کو تدبیر
صائب پھیر لا مگر قتل نکرنا تواب نے شلوم کا تعاقب کیا اور اُسکو گھیر کر بفراموشی نصیحت حضرت داؤد قتل کر کے لوٹ آیا
حضرت داؤد نے فرمایا کہ اب مین تجھکو قصاص مین مارونگا الا بمصلحت وقت و انتظام سلطنت اجرائے قصاص
مین توقف کیا اور مرض موت مین حضرت سلیمان کو وصیت فرمائی کہ بعد میرے اسکے قصاص مین تعلل نکرنا روایت
ہے کہ حضرت داؤد کے زمانے مین بنی اسرائیل کی ایسی کثرت ہوئی کہ آپ کو تعجب ہوا وحی الٰہی ہوئی کہ ای داؤد
جب ابراہیم نے اسمعیل کے ذبح کا قصد کیا تھا اُس وقت مین نے وعدہ فرمایا کہ مین اولاد ابراہیم زیادہ کرونگا
سو مین نے ایفاے وعدہ فرمایا مگر ان لوگون نے میری رضا کے خلاف کیا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ انکو بلا مین
ڈالون سو تو تین بلاؤن مین ایک بلا قبول کر اول قحط دوسرے استیلاے عدو تیسرے طاعون حضرت داؤد
نے باستحضار قوم طاعون قبول کیا چنانچہ ایک لاکھ ستر ہزار بنی اسرائیل اس بلا سے مر گئے اور حضرت داؤد
مع علما و احبار بنی اسرائیل صخرۂ بیت المقدس مین جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد کیا ای بنی اسرائیل تمھاری اکثر قوم
نے غضب الٰہی سے نجات پائی ہے اسپر شکر کرو اور ایک مسجد یہان بناؤ بنی اسرائیل نے قبول کیا اور تعمیر مسجد
اقصلے شروع ہوئی جب کہ چار دیواری بمقدار قامت انسان بلند ہوگئی تو وحی ہوئی کہ تعمیر اسکی موقوف رکھنا
چاہیے کہ تکمیل اسکی تیری اولاد کے ہاتھ سے مقدر ہے لہذا حضرت داؤد دست کش ہوئے اور حضرت سلیمان نے اپنے
عہد نبوت مین اسکو تمام کیا روایت ہے کہ بعد قبول توبہ حضرت سلیمان اُنھین بی بی سے پیدا ہوئے اور ایام کبرسنی

نہ کرونگا اسپر حضرت داؤدؑ بہت روئے کہ بیتاب ہوگئے آواز آئی کہ اے داؤدؑ تو نوحہ و زاری مت کر مین نے بخشا
تیرا گناہ اور رحم کیا مین نے تیرے رونے پر اور قبول کی مین نے تیری دعا حضرت داؤدؑ نے کہا یارب اوریا میرا راضی
نہین ہے ارشاد ہوا کہ مین قیامت کے دن ایسا ثواب عنایت کرونگا کہ اُسنے کانون سے سُنا نہو نہ آنکھون سے
دیکھا ہو اور مین اُس سے کہونگا کہ تو داؤدؑ سے راضی ہو وہ کہیگا میرے پاس کچھ عمل داؤد کا نہین پہونچا پھر مین
کس طرح داؤد سے راضی ہون تب مین ارشاد فرماؤنگا کہ یہ عوض میرے بندے داؤد کا ہے پس مین بخشاؤنگا
تجھکو اور وہ بخشیگا حضرت داؤدؑ نے عرض کیا کہ اب مین نے جانا کہ تو نے مجھکو بخشا اور اسی کا اشارہ ہے
سورہ صاد مین فغفرنا لہ ذلک وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب یعنے پھر ہمنے معاف کر دیا اُسکو وہ کام اور اُسکو
ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ بعد توبہ و مغفرت حضرت داؤد علیہ السلام
بیس برس تک اور بھی اپنی تقصیر پر روتے رہے روایت ہے کہ جب یہ خطیہ صادر ہوا ہے تب عمر حضرت داؤد کی
ستر برس کی تھی اور بعد اس خطا کے اپنی عمر کے دن چار قسم پر تقسیم فرماتے تھے ایک دن فیصلہ قضایا کرتے اور
ایک دن صحبت عورتون سے رکھتے اور ایک دن تسبیح جنگل اور پہاڑون اور دریاؤن پر کرتے اور ایک دن
گھر مین تنہا رہتے اور اس گھر مین چار ہزار محراب تھی اسمین رونے والے جمع ہوتے کہ اُنکے ساتھ نوحہ فرماتے اور
اپنے حال پر روتے یعنے جب سیاحت کا دن ہوتا تو جنگل مین نکل جاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے اور روتے
اُنکے ساتھ درخت اور وحوش و طیور بھی روتے اور اُنکی آنکھون سے آنسو مثل نہر جاری ہوتے بعد اسکے پہاڑون
کی طرف تشریف لیجاتے کہ پہاڑ اور پتھر انکے ساتھ روتے پھر کنارے دریا کے تشریف لاتے تو جانور بحری
مگر وغیرہ روتے جب شام ہو جاتی چلے آتے اور جب خاص اپنے نوحہ کا دن آتا تو منادی آواز دیتا کہ آج
دن ہے نوحہ داؤدؑ کا جسکو شرکت منظور ہو آوے اور عابد لوگ محراب والے مکان مین داخل ہوتے اور فرش چٹائی
کا بچھتا اُسپر چار ہزار عابد بیٹھتے اور حضرت داؤدؑ رونا شروع کرتے اور عابد لوگ بھی روتے کہ ہمیشہ فرش آنسوؤن
سے تر ہو جاتا اور حضرت داؤد چڑیا کے بچہ کی طرح اسمین تڑپتے تب حضرت سلیمان آکے اُٹھاتے اور منہ حضرت داؤدؑ
کا دھوتے اور کہتے یا الٰہی بخش دے وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ حضرت داؤدؑ نے اپنی زندگی
بھر پانی نہین پیا مگر اُسکو آنسوؤن سے ملاتے تھے اور کھانا نہ کھاتے تھے مگر آنسوؤن سے ملاکر اور حضرت
حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت داؤدؑ بعد از گناہ سوکھی روٹی پر نمک چھڑکتے اور آنسوؤن سے تر
کرکے کھاتے اور کہتے کہ خوراک صاحب گناہ کی یہی ہے ستر برس اسی طرح گذرے وہب ابن منبہ کہتے ہین
کہ جب حضرت داؤد کا گناہ عفو ہوا تو حضرت داؤدؑ نے عرض کیا کہ یارب العالمین تو نے گناہ میرا بخشا اب ایسی
سبیل کر کہ قیامت کو گناہ یاد رکھون تب اللہ جل شانہ نے اُنکے ہاتھ مین وہ گناہ لکھدیا جب کھانا پانی ہاتھ
سے کھاتے پیتے تو دیکھکر روتے تھے اور جب منبر پر کھڑے ہوتے لوز خطبہ کرتے تو لوگون سے متوجہ ہوکر وہ
ہاتھ دکھلاتے تو خلق اللہ اُسکو دیکھتی اور روتی اور قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ حضرت داؤدؑ

اسپر ڈانڈ دینا لازم آتا ہی اور جو ساتھ نہو تو رات کو فساد کرے یا دن مین کچھ ضمان مالک پر نہین اور خصاف حنفی رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہین کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے نزدیک ثابت ہو گیا تھا کہ صاحب غنم نے عمداً و قصداً
اپنی بکریان چھوڑ دی تھین کہ مالک کھیت کا نقصان ہو اور لہذا حکم ضمان صادر فرمایا اگر اس امت مرحومہ مین بھی
ایسا معاملہ پیش آوے تو ایسا ہی حکم ہوگا اور صاحب کشاف نے لکھا ہی کہ حکم داؤد علیہ السلام کا معاملہ جنایت غلام
کا نظیر ہی یعنے اگر غلام جنایت کرے تو مالک غلام کو جائز ہی کہ بعوض جنایت غلام کو سپرد مدعی کرے اور حکم حضرت
سلیمانؑ کا صورت عبد مغصوب کا نظیر ہی یعنے اگر عبد مغصوب غاصب کے پاس سے بھاگ جاوے اور مالک عبد غاصب سے
عوض غلام لیکر متمتع ہو پھر جب غلام ملجاوے تو غاصب غلام کو تفویض بمالک کرے اور مالک غلام ضمان لیا ہوا
غاصب کو واپس کر دے **فائدہ** اس آیہ مین اللہ جل شانہ نے حضرت سلیمانؑ کی اصابت رائے پر تعریف فرمائی
ہی اور حضرت داؤد علیہ السلام کے اجتہاد پر توصیف کی ہی مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حکم حضرت داؤد
علیہ السلام بطور فیصلہ تھا اور حکم حضرت سلیمان علیہ السلام بطور صلح و الصلح خیر اس مقام مین علما کو اختلاف ہی کہ حضرت
داؤد و سلیمان علیہما السلام کے حکم بالاجتہاد تھے یا بالنص بعضے اہل تحقیق فرماتے ہین کہ دونون کا حکم از روے اجتہاد
تھا اور اجتہادیات حضرات انبیا علیہم السلام کو درست ہی تاکہ ثواب مجتہدین بھی حاصل ہو مگر حضرت داؤد علیہ السلام کو اس
اجتہاد مین خطا واقع ہوئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے صواب کیا اور خطا انبیا علیہ السلام سے جائز ہی مگر
فرق اسقدر ہی کہ پیغمبر لوگ خطا پر قرار نہین پکڑتے اور علما کو بھی درصورت نہونے نص کتاب و سنت و اجماع کے اجتہاد جائز
ہی اور خطا انکی عفو ہی عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ
فرماتے تھے اذا حکم الحاکم فاجتہد فاصاب فلہ اجران و اذا حکم و اخطاء فلہ اجر واحد یعنے جب حکم کرے حاکم کوشش
کرے اور صواب کرے تو اسکو دو اجر ہین اور جب حکم دے اور خطا کرے تو اسکو ایک اجر ہی اور بعض علما فرماتے
ہین کہ دونون صاحبون نے موافق وحی کے حکم دیا تھا مگر حکم سلیمان ناسخ تھا پس انکے نزدیک انبیا علیہم السلام کو اجتہاد
جائز نہین ہی کیونکہ انبیا علیہم السلام بسبب وحی کے اجتہاد سے مستغنی ہین ولہذا یہ لوگ قائل ہین کہ انبیا سے خطا
نہین ہوتی واللہ اعلم بالصواب **دوسرا واقعہ** کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصابت رائے پر دلیل ہی وہ یہ ہی کہ
بخاری و مسلم مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی وہ کہتے ہین مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ دو عورتین تھین انکے ساتھ انکے دو بیٹے تھے بھیڑیا آیا ایک عورت کے بیٹے کو اٹھا لیگیا تو
وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بھیڑیا لیگیا دوسری نے کہا تیرا بیٹا لیگیا دونون حضرت
داؤدؑ کے پاس فیصلے کو آئین حضرت داؤدؑ نے بڑی عورت کو وہ لڑکا دلوایا وہ دونون حضرت سلیمانؑ ابن داؤدؑ کے پاس
آئین اور انسے یہ حال کہا حضرت سلیمانؑ نے کہا ایک چھری لاؤ تو مین لڑکے کو آدھا آدھا کر دون تب چھوٹی عورت
نے کہا ایسا مت کر رحم کرے تجھپر اللہ یہ بیٹا بڑی عورت کا ہی یعنی اب مین خواہان نہین ہون اسکو جیسے بہی پرورش کریگی
اور بڑی عورت چھری سے کاٹنے پر راضی تھی حضرت سلیمانؑ نے اس چھوٹی عورت کی شفقت سے دریافت کیا کہ یہ لڑکا اسیکا ہی

سے نشانیان اقبال کی ناصیۂ شریف سے چمکنے لگین اور نہایت خوبصورت نظر آنے لگے و فراست و دانائی اس
مرتبہ کو پہونچی کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے امور سلطنت مین مشورہ لینے لگے چنانچہ ایک روز دو دہقانی محکمہ
داؤدی مین حاضر ہوئے ایک ایلیا صاحب کشت یا باغ دوسرا یوحنا مالک غنم سو ایلیا نے کہا اے خلیفہ یوحنا پر
بڑوسی رات کے وقت بکریان چراتا تھا وہ بکریان میرے کھیت مین پڑ گئین اور کھیت کھا گئین حضرت داؤد نے
یوحنا سے جواب پوچھا اُسنے کہا درست ہے حضرت داؤدؑ نے ارشاد کیا کہ غلے و بکریون کی قیمت شخص کرو چنانچہ
وقت تشخیص بقدر قیمت بکریون کے نقصان قرار پایا اُسپر حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکریان ایلیا کو سپرد کرے یوحنا نے
محکمے سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار مین ہوتا تو مین ایسا حکم دیتا
جو دونون کے حق مین بہتر ہوتا خواہ یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدمے مین خلاف اس تجویز کے مناسب تھا حضرت داؤدؑ نے
یہ بات سُنکر حضرت سلیمانؑ کو طلب کر کے ارشاد کیا کہ جو حکم فریقین کے حق مین بہتر ہو بیان کر حضرت سلیمانؑ نے
کہا کہ بکریان ایلیا صاحب کشت کو دیجاوین کہ اولاد و البان و اصواف سے بہرہ مند ہووے اور کھیت یوحنا کے
سپرد کیا جاوے کہ وہ خدمت کر کے حالت اصلیہ پر کر لیوے تب ایلیا اپنا کھیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنی
بکریان لیوے چنانچہ یہ حکم سُنکر حضرت داؤد علیہ السلام خوش ہوئے اور فریقین راضی ہوئے اور حضرت داؤدؑ نے اسیطرح
سے حکم صادر فرمایا اس عرصے مین عمر حضرت سلیمانؑ کی بروایۂ صحیحہ گیارہ برس کی تھی اور بعض تیرہ کی بیان کرتے ہین

چنانچہ سورۂ اقترب للناس مین اللہ صاحب اس قضیہ کا اشارہ فرماتے ہین وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث
اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاہدین ففہمناہا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما یعنے داؤد و سلیمانؑ کو جب فیصل کرنے
لگے جھگڑا کھیت کا جب روندگئین ہین اُسکو رات مین بکریان ایک لوگون کی اور روبرو تھا ہمارے اُنکا فیصلہ
پھر سمجھا دیا ہمنے سلیمانؑ کو وہ فیصلہ اور دونون کو دیا تھا ہمنے حکم و سمجھ یعنے ہمنے تعلیم کی حکومت سلیمانؑ کو اور
سکھلایا ہمنے اُسکو حکم تا کہ حکم کرے کہ بکریان مالک کھیت کو دیجائین اور کھیت مالک بکریون کو کہ اسکو بطور سابق اوے
کردے اور بکریون والا غافل نہ رہے بلکہ نگہبانی کرے حقیقت یہ ہے کہ اُس زمانے مین یہی حکم تھا کہ چور غلام بنایا
جاوے اُسی کے موافق حضرت داؤدؑ نے حکم دیا تھا کہ بکریان کھیت والون کو عوض نقصان دلوائین اور حضرت
سلیمانؑ کو یہ وحی ہوئی کہ ایسا حکم دو جس سے دونون کا نقصان نہو پس حضرت داؤدؑ نے بعد اطلاع
منسوخیت حکم سابق بنص ناسخ حکم صادر فرمایا اور اس معاملے مین شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مین
نزدیک شافعی کے یہ حکم ہے کہ اگر جانور چھوٹا ہو اور دن مین کسی کا مال تلف کرے تو مالک جانور پر ضمان نہین ہے اور
جو رات مین خراب کرے تو ضمان لازم ہے کیونکہ دن مین کھیت والے حفاظت کرتے ہین اور مویشی دن مین چھوٹتے
ہین رات کو بندھے رہتے ہین معالم التنزیل مین ہے کہ براء ابن عازب کی اونٹنی نے ایک دیوار گرادی سو
یہ قضیہ حضرت صلعم کے حضور مین آیا حضرت نے فرمایا کہ اہل حوائط پر روز مین حفاظت کرنا واجب ہے اور جو
مویشی رات مین فساد کرین تو مالک پر ضمان ہے اور حنفیہ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر مالک مویشی کا ساتھ ہو تو البتہ

حرام کار نہین ہوتی ناچار انصاف قاضی سے ناامید ہو کر صاحب شرط کے پاس نالشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا
وہان سے دل شکستہ ہو کر صاحب سوق کے دربار مین ملتجی ہوئی وہ بھی فریفتہ ہو گیا ناچار خلیفۂ وقت کے پاس حاجت
سے رجوع لائی اُسنے بلا تامل پیغام زنا بھیجا تب وہ عفیفہ خاموش ہو کر دعوے سے دست کش ہوئی جب ان
حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پری شیشہ مین آ کر ہاتھ سے نکلی جاتی ہے اور شیشۂ دل چور چور ہے اسکو کسی طور سے
پھانسنا واجب ہے تب بزور گواہان لباسی حضرت داؤدؑ کے حضور مین بیان کیا کہ یہ عورت ایک کتے کے پاس رہتی ہے
حضرت داؤدؑ نے مطابق توریت رجم کا فرمان جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمانؑ کو پہونچی آنجناب نے باہر نکل کر اجرا سے
حکم کو منع کیا اور کئی لڑکے ہم عمر بلائے انمین سے ایک کو عورت قرار دیکر چار کو گواہ کیا اُن چارون نے گواہی
دی کہ یہ عورت ایک کتے کے پاس رہتی ہے پھر ان چارون کو الگ الگ بٹھلایا اس طرح کہ ایک دوسرے کی
آواز نہ سُنے اور ایک سے پوچھا کہ کتے کا رنگ کیسا تھا اُسنے کہا سیاہ دوسرے سے دریافت کیا وہ بولا سُرخ
اسیطرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے ہو تمھاری گواہی پر ایک عفیفہ صالحہ کو حد
نہ مارونگا بعد ازان اور لڑکون سے کہا کہ ان گواہون کو قتل کر دو یہ خبر تماما حضرت داؤد علیہ السلام کو پہونچی تب
حضرت داؤدؑ نے اُس مقدمے کے گواہون کو طلب کیا اور ہر ایک کو علیحدہ بٹھلا کر سوال کیا ان سب نے کتے کا
رنگ مختلف بیان کیا لہذا گواہون نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ حضرت
سلیمانؑ کی نہایت کم سنی مین پیش ہوا تھا القصہ اسی طرح اکثر مقدمات مین تجویز اخیر حضرت سلیمان علیہ السلام کی راے
پر منحصر تھی تفاسیر معتمدہ مین لکھا ہے کہ جب عمر حضرت داؤد علیہ السلام کی قریب الاختتام پہونچی تو حضرت جبرئیل امین
علیہ السلام حضرت رب العزت کی طرف سے ایک صندوق حضرت داؤدؑ کے پاس لائے اور کہنے لگے کہ اپنے سب
صاحبزادون کو طلب کر کے استفسار کرو کہ اس صندوق مین کیا ہے جو کوئی انمین سے جواب راست و درست دیوے خلافت و
سلطنت خدا کی طرف سے اُسی کو عنایت ہوگی اس وقت حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام کے بارہ یا اُنیس
صاحبزادے تھے اور ہر ایک دعویدار ریاست و خلافت چنانچہ حضرت داؤدؑ نے لڑکون کو جمع کر کے دریافت کیا
کسی نے کچھ بھی جواب نہ دیا مگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس صندوق مین ایک انگشتری اور ایک
تازیانہ اور ایک خط مہری ہے اُسی دم حضرت داؤد علیہ السلام نے صندوق کھولا تو وہی نکلا حضرت جبرئیلؑ نے
فرمایا اے داؤدؑ یہ انگشتری جنت کی ہے اسکی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اسمین دیکھے تو اُسکو شرق سے غرب تک نظر آوے
اور جو کچھ چاہے حاصل ہو اور تازیانہ دوزخ کا ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ جو کوئی صاحب تازیانے کا مطیع نہو وہ سزا پاوے
بلکہ یہی تازیانہ سزا کو پہونچا دے گویا یہ تازیانہ دورباش ہے اور اس خط مین پانچ سوال ہین انکا جواب اپنے
بیٹون سے پوچھو جو کوئی جواب تحقیقی بیان کرے وہ شخص ملک کا وارث قرار پاوے چنانچہ اُسی وقت حضرت
داؤدؑ نے سب بیٹون کو بلایا اور علماے قوم کو بھی طلب کیا اور سوال کیا کہ ایمان و محبت و عقل و شرم و قوت
بدن مین کس جگہ ہے کسی شخص نے جواب نہ دیا مگر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا ایمان و محبت دل مین ہے اور مقام عقل سر و دماغ ہے شرم

سو اُسی کو دلوایا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب گواہ نہون تو حاکم کو لازم ہی کہ قرائن و قیاس پر عمل کرے بعد ان
واقعات کے حضرت داؤد علیہ السلام بلا مشورہ حضرت سلیمان کوئی حکم نہ دیتے تھے اور یہ دستور ٹھہرا تھا کہ حضرت
سلیمانؑ محکمے کے دروازے پر بیٹھتے تھے اور حضرت داؤدؑ محکمے مین ایک روز حضرت سلیمان کی غیبت مین ایک عورت ضعیفہ
حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس ہوا پر دادخواہ آئی اُسنے کہا کہ ای خلیفہ مین عیالدار ہون تھوڑا آٹا جو کا سر پر لیے
جاتی تھی ہوا نے برباد کر دیا میری اولاد فاقے سے رہی جاتی ہی میرے حق مین فیصلہ حق کیجیے حضرت داؤدؑ نے کہا
میرا حکم ہوا پر جاری نہین ہی مگر آٹا میرے گھر سے لیجا سو اس ضعیفہ نے آٹا لیا اور دعا کر کے اپنے گھر چلی راہ مین حضرت
سلیمانؑ ملے اُنھون نے پوچھا تو کہان آئی تھی یعنے نالشی یا محتاج اُسنے کہا دادخواہ ہون اور اپنی نالش بیان کر دی
حضرت سلیمانؑ نے فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس پھر حاضر ہو کر دادخواہ ہو اور کہہ کہ مین محتاج نہین ہون انصاف چاہتی
ہون چنانچہ وہ ضعیفہ پھر محکمے مین آئی اور حضرت داؤدؑ سے کہنے لگی کہ عطا سے تو طلب نہین انصاف چاہتی ہون
حضرت داؤدؑ نے کہا مین ہوا پر حاکم نہین ہون ورنہ دس گونہ آٹا عنایت کیا بڑھیا نہایت جوش ہو کر چلی
جب حضرت سلیمانؑ سے ملاقی ہوئی تو اُنھون نے پھر واپس کیا تب تو حضرت داؤدؑ نے کہا تجھکو کون شخص
بار بار پھیرتا ہی اُسنے کہا سلیمانؑ اُسی وقت حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو طلب کر کے پوچھا کہ مجھکو ہوا پر کیا
دسترس جو اُسکے حق مین حکم دون حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ درست ہی لیکن آپکی دعا کو اثر ہی سو آپ دعا کیجیے
کیونکہ مین نہین چاہتا کہ یہ عورت تمھارے عدل کی شکایت کرے آخرکار حضرت داؤدؑ نے دعا فرمائی اور حضرت
سلیمانؑ نے آمین کہا دفعتہً خدا تعالیٰ نے ہوا کو بصورت انسان بھیجا تب اس عورت نے اپنا دعوی پیش
کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ مین نے بحکم خدا اسکا آٹا لیا ہی حضرت داؤدؑ نے اُسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا
کہ ایک کشتی دریا مین جاتی تھی اُسمین سوراخ ہو گیا اور مالک کشتی نے دعا مانگی کہ یا الٰہی اگر اس بلا سے نجات
پاؤن تو مین کل مال اپنا فقیرون کو دے ڈالون لہٰذا ارشاد ہوا تو مین نے اس بڑھیا کا آٹا لیکر سوراخ
کشتی مین بھر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی اسی وقت حضرت داؤدؑ نے مالک کشتی کو طلب کر کے
نصف مال فقیرون کو دلوایا اور نصف باقی بڑھیا کو پھر اُس ضعیفہ سے استفسار کیا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہی
جس سے خدا تعالیٰ نے تجھکو اسقدر عوض دنیا مین دیا اُسنے کہا مجھکو معلوم نہین ہی مگر یاد آتا ہی کہ ایک روز
کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اُسنے کہا کہ مین دور سے آتا ہون اور بہت بھوکھا ہون میرے پاس ایک روٹی
تھی مین نے اُسکو کھلائی مگر اُسنے کہا کہ مین سیر نہین ہوا تب مین نے کہا ای فقیر تو ٹھہر جا تو مین تیرے واسطے آٹا
پیس کر روٹی پکاؤن سو وہی آٹا لیے آتی تھی ہوا نے برباد کر دیا ناچار مین نے تمسے شکایت کی اُسوقت جبرئیل
علیہ السلام نے کہا کہ یہ مال اُسی کا عوض ملا ہی اور بروز قیامت دس حصے اور ملیگا واقعہ جو تھا یہ ہی کہ حضرت
داؤدؑ نے ایک شخص کو قاضی مقرر کیا ایک دن عورت حسینہ بدعوی مال نقد کسی پر دعویدار ہوئی قاضی اُس
عورت پر عاشق ہو گیا اور پیغام نکاح پیش کیا اُسنے انکار کیا تب قاضی نے حرام کرنا چاہا اُسنے کہا مین

ایک سو تیس برس کی ہوئی اور اخبار الدول مین سو برس و چھ مہینے کی لکھی ہی آور صحیح یہ ہی کہ سو برس کی عمر ہوئی
چنانچہ حدیث میثاق سے ثابت ہی فاکمل اللہ لدا ؤد مائۃ سنۃ ولآدم الف سنۃ اور تحقیق حضرت رفیع الدین دہلوی سے
پیدا ہی کہ تولد جناب حضرت داؤد علیہ السلام کا چار ہزار تین سو تینتیس ہبوطی مین ہوا اُس وقت وفات حضرت
موسیٰ علیہ السلام سے چار سو چھیاسٹھ برس گذرے تھے اور ولادت حضرت سلیمان کی سنہ چار ہزار تین سو اکانوے
مین ہوئی اُسوقت عمر حضرت داؤدؑ کی اٹھاون برس کی تھی اور غلبہ کیقباد اسی مین تھا اور افراسیاب کا زمانہ
ہو سکے مین اور وفات حضرت داؤدؑ کی سنہ چار ہزار چار سو تینتیس ہبوطی مین ہوئی ذکر حضرت داؤدؑ کا سورۂ انبیا و
نحل و سبا و صاد مین ہی فائدہ تفسیر عزیزی وغیرہ تفسیرون مین لکھا ہی کہ ایک گروہ قوم بنی اسرائیل کا شہر ایلہ
مین کہ مابین مدین و طور بحیرہ طبریہ کے کنارے واقع ہی رہتا تھا اور توریت کی متابعت کرتا تھا مگر ایک حکم کے
نہ ماننے سے مسخ ہو گیا اور وقوع اس عذاب دنیوی کا یون ہوا کہ حضرت داؤدؑ کے زمانے مین یہودیون کی
عبادت کا روز یوم جمعہ تھا اُنھون نے ہفتہ اختیار کیا ولہذا اس روز کی تعظیم اُنپر واجب ہوئی حتی کہ شکار مچھلی کا
نہ کرتے تھے بلکہ کسی کار دنیوی مین مصروف نہوتے تھے جب کم بختی دامنگیر ہوئی تو اس حکم کے خلاف کرنے لگے
اور امتحان مین پکڑے گئے کذا فی التفسیر النیشاپوری والمدارک والکبیر اور تفسیر عزیزی مین ہی کہ توریت مین حکم تھا
کہ سنیچر کے روز خالصاً مخلصاً عبادت کیا کرو اور کسی کام مین مشغول نہو سو اللہ نے اس طرح امتحان کیا کہ
ہفتے کے دن مچھلیان پانی مین ظاہر ہو کر غائب ہو جائین وہ اس سبب سے کہ اس دن مچھلی کا شکار حرام تھا بنی اسرائیل
کو گوشت مچھلی کی حسرت رہتی اور چونکہ اہل سواحل کو گوشت مچھلی سے رغبت زیادہ بہ نسبت شہریادون کے
ہوتی ہی صبر نہ کر سکے لہذا اس خیال مین پڑے کہ اگر کوئی حیلہ شرعی ہاتھ لگے تو مچھلی کا گوشت کھائین آخر کار عقلاء
بنی اسرائیل نے یہ حیلہ نکالا کہ بروز جمعہ وقت شام کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے گڑھے کھودتے اور صبح کو یعنی
ہفتہ کے دن دریا سے راستہ پانی کے آنے کا کر دیتے کہ مچھلیان اسی راہ سے پانی کے ساتھ گڑھون مین جمع ہو جائین
جب مچھلیان گڑھے مین بخوبی بھر جاتین تب راہ آمد آب بند کر دیتے تا کہ مچھلیان دریا مین نہ جائین اور رات بھر
اسی طرح چھوڑ دیتے اتوار کے دن جال ڈال کر شکار کرتے خواہ ہاتھ سے پکڑ لیتے اور گھر دن مین لا کر کھاتے و
بیچتے اور کہتے کہ ہم ہفتے کے روز شکار نہین کرتے ہین بلکہ مچھلیون کو حوضون مین رکھتے ہین اور اتوار کو کہ اُس دن
شکار بحکم الٰہی حلال ہی شکار کرتے ہین اسمین کچھ خلاف شرع نہین ہی الغرض اسی طرح مدت مدید گذری اور کسی نے
نہ پوچھا یعنے نہ تو خداوند تعالے کی طرف سے گرفت ہوئی اور نہ کسی نے پیغمبر وقت کو خبر پہونچائی روایت
ہی کہ چالیس برس یا ستر برس تک یہ عمل رواج پذیر رہا اور بنی اسرائیل نے معلوم کیا کہ یہ عمل حلال ہی یہان تک
کہ نقارہ نبوت داؤدؑ کی اس قوم مین بجا اور یہ احوال اُنپر کھلا کہ حضرت داؤدؑ نے اول نصائح فرمائی تب اس
گروہ بے شکوہ نے حیلہ شرعیہ اپنا تجویز کیا ہوا پیش کیا حضرت نے فرمایا کہ بند کرنا راہ کا اور جمع کرنا مچھلیون
کا گڑھون مین بروز شنبہ تمھارے بیان سے واضح ہی پھر تم کہتے ہو کہ ہم بروز شنبہ شکار نہین کرتے خدا سے ڈرو

انگلیون اور موقع قوت استخوان اسی وقت حضرت داؤدؑ نے تازیانہ و خاتم حضرت سلیمانؑ کو عنایت فرما کے تخت
سلطنت پر بٹھلایا دوسرے دن وفات پائی اور بعضے کہتے ہین کہ سوائے سوالات خمسہ کے بارہ سوال اور بھی تھے
کہ انکو بھی حضرت داؤدؑ نے پوچھا اور حضرت سلیمانؑ نے جواب شافی دیا وہ بارھوان یہ ہین تلخ تر و شیرین تر و بد تر
عالم مین کون چیز ہی اور فراخ تر آسمان و زمین سے کیا ہی اور غنی دنیا مین کون ہی اور سنگ سے سخت تر و آتش سے
گرم تر کون ہی اور دنیا مین آبادی زیادہ ہی یا ویرانی اور موت سے ہول تر کیا ہی اور بنی آدم پر غالب کون ہی اور
جہان مین عورتین زیادہ ہین یا مرد حضرت سلیمانؑ نے کہا تلخ تر درویشی و شیرین تر تونگری و بد تر مردم آزاری
و فراخ تر از آسمان و زمین سخن حق و وصف عدل و غنی تر مردم قانع و سخت تر دل کافر و گرم زیادہ ناامیدی اور
دنیا مین ویرانی زیادہ آبادی سے ہی کیونکہ آخر آبادی ویرانی ہوگی اور موت سے ہول تر دروغ اور غالب تر
بنی آدم پر انکا پیٹ ہی اور جہان مین عورتین مردون سے زیادہ ہین اور کتاب تاج السلاطین مین صاحب اخبار الدول
نقل کیا ہی کہ یہ خاتم حضرت آدم علیہ السلام کی تھی جب انسے زلت صادر ہوئی تو وہ خاتم عرش پر پہونچی ایک
جانب مین اسکے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قلم سے نور کے لکھا تھا اور دوسری طرف لا الہ الا ہو کل شئی ہالک الا
وجہہ لہ الحکم والیہ ترجعون اور تیسری طرف لہ الملک ولہ الکبریاء والعزۃ والعظمۃ والسلطان اور چوتھی طرف تبارک اللہ
احسن الخالقین اور جب پہنا اسکو حضرت سلیمانؑ نے تو سجدہ کیا انکو ان لوگون نے جو گرد انکے تھے صبح سے شام
تک اور بسبب شدت برق و لمعان کے کوئی شخص اسمین نظر نہ ڈال سکتا تھا اور سعید ابن مسیب سے روایت ہی
کہ ملک سلیمانؑ خاتم مین تھا اور وہ خاتم یاقوت احمر کی تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام اسکو بہشت سے لائے تھے
اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسمین لکھا تھا نہیں معلوم کہ کس نے کہا تھا اسکو مگر ظاہر ہی اور مواہب علیہ مین لکھا ہی کہ نامہ
غیب مین یہ سوال لکھے تھے کہ اقرب و ابعد اشیا بنی آدم سے کیا چیز ہی اور مونس تر و موحش تر کیا ہی اور دو قائم
و دو مختلف و دو دشمن کون ہین اور وہ کون چیز ہی جسکا آخر بد ہی چنانچہ یہ سب سوالات حضرت داؤدؑ نے اپنے
بیٹون سے پوچھے کسی نے جواب نہ دیا مگر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اقرب اشیا آخرت و ابعد دنیا کی جاہ و حشمت و
مونس تر بدن انسان جسمین روح ہو اور موحش تر مردہ اور دو قائم آسمان و زمین اور دو مختلف شب و روز اور
دو متناقض موت اور حیات اور کار محمود الآخر حلم وقت غضب اور مذموم الآخر حدت بالجملہ حضرت سلیمانؑ نے جملہ
سوالات کا جواب درست بیان کیا تو اکابر بنی اسرائیل انکی عقل و فطانت و فضل و کرامت کے معتقد ہوئے اور حضرت
داؤدؑ نے اپنا ولیعہد قرار دیا اور انگشتری پہنائی اور تخت سلطنت پر بٹھلا کر تازیانہ آتشین سامنے رکھ دیا اور خود
جانب عبادت خانہ کہ ملقب بکنیسہ صیہون ہی تشریف لے گئے اور وفات پائی قریب بیت المقدس کے مدفون
ہین اخبار الدول مین وہب ابن منبہ سے روایت ہی کہ چالیس ہزار درویش و عالم جنازے کے ساتھ تھے
اور شمار عوام اللہ کو معلوم ہی اور جسوقت جنازہ نکلا تھا تو شدت گرمی سے متابعین جنازہ بیتاب تھے
لہذا حضرت سلیمانؑ نے چڑیون کو ارشاد کیا انھون نے سایہ کیا عمر حضرت داؤدؑ کی بروایت صاحب معارف

اس بستی کا کہ تھی دریا کے کنارے جب حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے حکم مین جب آنے لگین اُن پاس مچھلیان ہفتے
کے دن پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہو نہ آدین یون ہم آزمانے لگے اُنکو اسواسطے کہ بیحکم تھے اور جب بولا
ایک فرقہ اُنمین کیون نصیحت کرتے ہو ایک لوگون کو کہ اللہ چاہتا ہی اُنکو ہلاک کرے یا اُنکو عذاب کرے سخت
بولے الزام اُتارنے کو تمھارے رب کے آگے اور شاید وہ ڈرین پھر جب بھول گئے جو اُنکو سمجھایا تھا ہمنے بچالیا
اُنکو جو منع کرتے تھے بُرے کام سے اور پکڑا گنہگارون کو بُرے عذاب مین بدلا اُنکی بیحکمی کا پھر جب بڑھنے لگے
جس کام سے منع کیا تھا ہمنے حکم کیا کہ ہو جاؤ بندر پھٹکارے **فائدہ** ایک دن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس
آیت کو پڑھتے تھے اور زار زار روتے تھے اہل مجلس حیران و متعجب بیٹھے ہوے سنتے تھے دفعۃً عکرمہ جیلہ خاص
ابن عباس آئے اور پوچھنے لگے کہ یا حضرت سبب رونے کا ارشاد کیجیے ابن عباس رض نے کہا کہ مین اس قصے
مین تامل کرکے دیکھتا تھا سو میرے خیال مین گذرا کہ شکار کرنے والے بندر ہوئے منع کرنیوالے محفوظ رہے
سکوت کرنے والون کا کیا حال ہوگا پھر یہ خیال ہوا کہ شاید شکاریون کے شریک ہوے ہون کیونکہ ترک امر معروف
ونہی منکر کرتے تھے ای عکرمہ مین اس بات پر روتا ہون کہ اکثر لوگ سکوت و مداہنت مین گرفتار ہین عکرمہ نے التماس
کیا کہ یا حضرت ساکتین حکم واعظین مین ہین یعنے بلاشبہ ناجی ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ
اس دعوے پر دلیل کیا ہی بیان کرتا کہ میرے دل کو تسلی ہو عکرمہ نے کہا مین نے کئی بار آپکی زبان سے سنا ہی
اور مقررات شرعیہ سے بھی ہی کہ امر بالمعروف و نہی منکر فرض کفایہ ہی اور فرض کفایہ مین بعضے کا بجالانا حکم کل مین
ہی اگر ایک جماعت نے امر بالمعروف فرمایا تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو گیا اور سکوت کرنے والون سے مواخذہ
نہ رہا اگر سب کے سب خاموش رہتے تو البتہ شریک گنہگارون کے ہو جاتے اور جو وہ لوگ واعظون کو منع
کرتے تھے اسکا یہ سبب تھا کہ وہ لوگ قبول امر و نہی سے مایوس ہو گئے تھے نہ از راہ مداہنت و رضا بگناہ پس
حضرت ابن عباس یہ کلام سنکر خوش ہو گئے اور اُٹھکر پیشانی عکرمہ پر بوسہ دیا اور گلے سے لگایا اور اپنے پاس
بٹھلا لیا سبحان اللہ وبحمدہ عنایت و فضل الٰہی سے اکثر غلام و کم اصل صحبت علما و صلحا سے ریاست دین و دنیا
کی حاصل کرتے ہین ے داغ غلامیت کرد پاۂ خسرو بانند میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید + اصح بحسب
روایت و درایت یہ ہی کہ فرقہ ممسوخہ تین دن مین مر گیا اور نسل باقی نہین رہی کما روی ابن ابی حاتم و ابن
جریر عن ابن عباس لم یعش مسخ قط فوق ثلث ایام ولم یاکل ولم یشرب ولم ینسل معلوم ہوتا ہی کہ اولا حضرت
خاتم النبیین کو بقاء نسل بعض ممسوخات مین تامل و تردد تھا چنانچہ موش کے حق مین آیا ہی کہ وہ دودھ اونٹنی کا نہین
پیتے شاید فرقہ بنی اسرائیل سے ہون اس صورت مین مسخ ہوئے ہون آخرکار بلعونیۃ اس فرقے کی دونون
جہان مین متحقق اور ثابت ہوئی اور عدم بقاے نسل بخوبی واضح ہو کذا قال استاذ الاستاذ فی العزیزیۃ **فائدہ** مسخ
ہونا فرقۂ یہود کا مشہور ہی قابل انکار نہین آنحضرت کے زمانے مین یہود کو خطاب کرتے تھے یا اخوان القردۃ
والخنازیر اور تبدیل ہیئت خالق حقیقی پر دشوار نہین جو کوئی یہ ایمان رکھتا ہی کہ خالق لایزال بلاع جواہر و اختراع عناصر

اور اس عمل شنیع سے باز رہو ورنہ عقوبت شدیدہ میں گرفتار ہوگے اور یہ حیلہ تمکو خراب کریگا اور یہ نہ خیال کرو
کہ اتنی مدت تک اللہ نے نہ پکڑا عادت الہی یون ہی جاری ہی کہ عقوبت گنہگارین جلدی نہین کرتے مگر اس غلط
نصیحت کو بنی اسرائیل نے نہ سنا اور اپنی حرکت سے باز نہ آئے بلکہ کہنے لگے کہ ہمکو اسی حیلے سے ثروت و کثرت حاصل
ہوئی ہی اور ایک مدت دراز سے کرتے چلے آتے ہین اب تو چھوڑنا اسکا دشوار ہی اور اگر ہم اسکو چھوڑین تو وجہ معیشت
ہماری باقی نرہے اخبار مین وارد ہی کہ اہل شہر اسوقت مین تین گروہ تھے ایک گروہ بارہ ہزار کا امر معروف
و نہی منکر پر مصروف تھا یہان تک کہ شکاریون سے ملنا ترک کر دیا تھا اور اگر ہم خانہ تھے تو بیچ مین دیوارین
اٹھالی تھین نہ تو آپ کسی کے پاس جاتے تھے نہ کسیکو آنے دیتے تھے دوسرا گروہ ستر ہزار کا اس فعل شنیع مین مبتلا
تھا تیسرا گروہ وہ تھا جسنے تنگ ہوکر منع کرنا چھوڑ دیا تھا محض ساکت تھے نہ تو اس فعل شنیع مین شریک تھے اور
نہ منکر بلکہ واعظین و ناصحین کو منع کرتے تھے کہ تم لوگ عبث انکو منع کرتے ہو یہ لوگ اصلا نہ مانینگے القصہ انھون
نے نہ واعظین کا کہنا مانا اور نہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ارشاد پر عمل کیا تب جناب حضرت حق سے ارشاد ہوا
کونوا قردۃ خاسئین یعنی ہو جاؤ بندر پھٹکارے یعنے بدصورت و نامعقول مردود تاکہ لوگ تمسے نفرت کرین یہ
اسواسطے فرمایا کہ اگر بندر خوبصورت ہوتے تو بنظر مرغوبیت حرکات و سکنات مردم شہران کو پرورش کرتے
اور طعام لذیذ کھلاتے اور زنجیرین طلائی گلون مین ڈالکر نچاتے اور مصاحبت مین رکھتے بلکہ اطفال خوش حرکات کی طرح محبوب
و مرغوب رکھتے اور اس صورت مین تعذیب قرار واقعی نہوتی و لہذا بدصورت بنائے کہ مردم شہر متنفر ہوئے
اور عجب معاملہ واقع ہوا کہ ایک روز ناصحین اور واعظین نے شکاریون کی آواز نہ سنی تو حیرت مین پڑے اور
اپنے گھر کی دیوارون پر چڑھے کہ دیکھین کیا معاملہ واقع ہوا سو دیکھتے ہین کہ تمام گھرون مین بندر پھرتے ہین
اور اپنے آشناؤن و قریبون کے پیرون پر سر رگڑتے ہین اور زار زار روتے و شور مچاتے ہین اور بعض اخلاط
سے ایسی بدبو آتی تھی کہ دیکھنے والے بھاگتے اور خوف کھاتے تھے اور جو کوئی شخص بنظر عبرت دیکھنے کو آتا تو
وہ طعنے دیتا اور بندر سنکر اپنے سر ہلاتے پوشیدہ نہ رہے کہ یہ ارشاد در حقیقت تکوین و ایجاد تھا نہ ارشاد تکلیف
و امتحان اور وہ اس طرح واقع ہوگیا کہ گوشت مچھلیون کا انکے پیٹ مین فاسد ہوکر مادہ جذام ہوا اور جانب
جلد سے مندفع ہوا کہ پوست جسم مانند پوست بندر ہوئے اور چہرے متغیر ہوگئے جسطرح غلبہ جذام مین ہوتا ہی
اور قوت نطق بالکلیہ زائل ہوگئی مگر فہم و شعور انسانی باقی رہا یہ احوال ان لوگون کا ہوا جو شکار کرتے تھے اور
اسی حال مین تین روز تک مبتلا رہکر مر گئے اور واعظین اور ناصحین محفوظ رہے مگر ساکتین مین اختلاف ہی اسی
قصے کا بیان سورۂ اعراف مین ہی واسئلهم عن القریة التی کانت حاضرة البحر اذ یعدون فی السبت اذ تاتیهم حیتانهم یوم
سبتهم شرعا و یوم لا یسبتون لا تاتیهم کذلک نبلوهم بما کانوا یفسقون و اذ قالت امة منهم لم تعظون قوما الله مهلکهم
او معذبهم عذابا شدیدا قالوا معذرة الی ربکم و لعلهم یتقون فلما نسوا ما ذکروا به انجینا الذین ینهون عن السوء و اخذنا
الذین ظلموا بعذاب بئیس بما کانوا یفسقون فلما عتوا عما نهوا عنه قلنا لهم کونوا قردة خاسئین یعنے پوچھ انسے احوال

اللہ نے حکمت و نبوت مین مختار کیا تھا لقمان نے حکمت قبول کی اور صورت یہ ہوئی کہ لقمان قیلولہ کرتے تھے آواز
آئی ای لقمان خلیفہ ارض ہونا چاہتا ہی لقمان نے کہا اگر یہ آواز بطور تخییر ہی تو مین عافیت چاہتا ہون جو عزم الٰہی
یون ہی ہی تو مطیع ہون کیونکہ اس صورت مین اعانت قرار واقعی ہوگی فرشتون نے ہاتفانہ آواز دی کہ ہمین
کیا لم ہی لقمان نے کہا کہ حاکم ہر دم و لحظہ بلا مین رہتا ہی اور ہر طرف سے اسکو ظلم گھیرتا ہی اگر اسنے عدل کیا تو نجات
پائی اور جو خطا کی تو خرابی مین پڑا اور اگر اسنے دنیا آخرت پر قبول کر لی تو دونون برباد ہوئین سو ذلت دنیا شرافت
دنیا سے بہتر ہی اگر آخرت بہتر ملے فرشتون نے تعجب کیا اور لقمان پھر سو رہے تب اللہ نے انکو حکمت دی در خلافت حضرت
داؤد علیہ السلام کو ملی یعنے انکو بھی آواز آئی تھی انھون نے بلا تامل قبول کیا اور لغزش قدم انکی معاف ہوئی بعضے
کہتے ہین کہ لقمان حضرت داؤدؑ کی وزارت کیا کرتے تھے ابو اللیث سمرقندی کے نزدیک کنیت لقمان ابو الانعم تھی اور
تبیین المعانی مین ہی کہ دس برس حضرت داؤدؑ سے چھوٹے تھے اور یونسؑ کی نبوت تک زندہ رہے اور خالد ربعی سے
روایت ہی کہ پیشہ انکا نجاری تھا اور سعید ابن مسیب کے نزدیک خیاطی اور صحیح یہ ہی کہ اکثر بکریان چراتے تھے [illegible]
نجاری اور خیاطی بھی کرتے تھے روایت ہی کہ ایکدن کہین وعظ و نصیحت فرما رہے تھے ایک شخص بنی اسرائیل نے
کہا تو وہی لقمانؑ ہی جو بکریان چراتا تھا کہا بیشک کہا یہ مرتبہ کس طرح پایا فرمایا تین باتون سے صدق کلام ادائے
امانت ترک لایعنی اور امام سجاوندی نے لکھا ہی کہ لقمانؑ غلام حبشی غلیظ المشفتین اسود اللون تھے اللہ نے حکمت عطا
کی کہ عقل کی قوت سے ایسی باتین نکالتے تھے جو احکام انبیا سے مطابق ہوتی تھین تفسیر ثعلبی مین لکھا ہی کہ ایکروز
حضرت لقمانؑ کو انکے مولے نے اور غلامون کے ساتھ باغ مین بھیجا میوہ لانے کو غلامون نے راہ مین کھایا اور
لقمانؑ کو تہمت لگائی مالک ناراض ہوا لقمانؑ نے کہا تہمت کرتے ہین مالک نے کہا کس طرح معلوم ہو حضرت لقمانؑ
بولے کہ آب گرم پلا کر دوڑا دیجیئے تاکہ قے ہو جسکے پیٹ سے میوہ نکلے وہی چور ہی سو مالک نے اسی طرح کیا تب
چور معلوم ہو گیا اور لقمانؑ تہمت سے پاک ہوئے اسی دم مالک نے انکو آزاد کر دیا مولانا روم اس مقام مین فرماتے ہین

~ گشت ساقی خواجہ از آب حمیم + مر غلامان را و خوردند آن زمیم + بعد ازان میراندشان در دشتہا + میدویدند آن
نفر تحت و علا + در قی افتادند ایشان از عنا + آب مے آورد زایشان میوہ ہا + چونکہ لقمان را درآمد قی ز ناف ٭
می بر آمد از درونش آب صاف + حکمت لقمان چو این مانند بود + تا چہ باشد حکمت رب الوجود +

تواریخ معتبرہ
سے پایا جاتا ہی کہ مالک نے حضرت لقمانؑ کو آزاد کیا اور مال اسقدر دیا کہ حضرت لقمانؑ اس سے تجارت کرنے
لگے اور بلا کفالت و تحریر دستاویز لوگون کو قرض دیا کرتے تھے اور بعضے اہل تحقیق وجہ آزادگی لقمانؑ یہ
لکھتے ہین کہ انکے مولے نے کہا میرے واسطے ایک بکری ذبح کر اور جو دو چیزین بہتر ہون سو لے آ انھون نے ایک
بکری ذبح کی اور دل و زبان نکال کر لائے بعد چندے پھر ایک بکری کے ذبح کا حکم دیا اور کہا کہ اسکے گوشت سے جو
دو چیزین بدتر ہون لا حضرت لقمان بکری ذبح کر کے پھر دل و زبان نکال کر لیگئے تو خواجہ نے اسکی کیفیت سے سوال کیا
لقمان نے فرمایا ای خواجہ ہرگاہ کہ دل احوال ناپاکستہ سے اور زبان اقوال ناشائستہ سے پاک ہون تو ان سے خوشتر

کی قدرت رکھتا ہی وہ جانتا ہی کہ انقلاب صورت اور تبدیل عراض بھی کر سکتا ہی پس حقیقت انسانیہ بھی ہیکل مخصوص ہی اور عوارض وصفات اسکے مخصوص نہین ہین و الا لازم آوے کہ جب انسان بوڑھا ہوجاوے یا جوان یا قوی تو حقیقت اسکی متبدل ہوجاوے حالانکہ ایسا نہین ہی پھر جب کہ اس ہیکل کو باطل کرکے اسکی جگہ ترکیب قردی ظاہر فرمائی تو حقیقت انسانیہ متبدل نہ ہوئی بلکہ وہ عوارض وصفات کہ ہیکل انسانی کا اسپر مدار تھا معدوم ہوئے اور بجائے اُنکے اور عوارض وصفات کہ مخصوص بصورت بنا در تھے ایجاد فرمائے پس مسخ صورت متحقق ہوگیا اور روح انسانی متبدل نہوئی اور عقل وفہم قائم رہی تاکہ تغیر خلقت وکرامت صورت وغیرہ خواص انسانیہ سے بھی متالم ہووین اور معنی عقوبت ومجازات ثابت ہوجاوے اور پر ظاہر ہی کہ مسخ معنوی مین تبدل بعض صفات نفسانیہ کا ضرور ہوگا مثلاً تغیر ذکا ببلادت وتبدیل قناعت بحرص وتخالف طہارت بنجاست وغیر ذلک اور عقل سلیم کے نزدیک تغیر صفات نفسانیہ کا ہی تو تغیر صفات محسوسہ ہی اصلا فرق نہین معلوم ہوتا پھر مسخ معنوی کو تسلیم کرنا اور مسخ صوری کا انکار کرنا تاثیرات مسخ معنوی سے ہی سفلے معتزلہ اسی حماقت مین گرفتار ہین اور آیت قرآنیہ مین تاویل دور از کار کرتے ہین کہ کونوا قردة سے مسخ معنوی مراد ہی یعنے تبدیل قلوب وعقول جیسا اور کافرون کے حق مین ہی ختم اللہ علی قلوبہم وطبع علے قلوبہم وکمثل الحمار یحمل اسفارا ومثلہ کمثل الکلب ورایس وارادات کو یون تجویز کرتے ہین کہ جس طرح اُستاد شاگرد کو دن سے کہے خرباش یا سگ باش یا خنزیر شو اور دلیل اسپر لاتے ہین کہ مسخ حقیقی انسانیت سے خارج کردینا ہی پھر لائق سزا وجزا کو انسانیت شرط ہی جس طرح تکلیف کے واسطے انسانیہ ضرور ہی کیونکہ جزا وسزا تکلیف پر متفرع ہی اور اسی کا ثمرہ ہی اور جو چیز شرط اصل کی ہی وہی شرط فرع کی ہی جواب یہ ہی کہ یہ دلیل بطلان مسخ حقیقی کی ہی اسکے بطلان سے مسخ معنوی لازم نہین آتا کیونکہ اس مقام مین تین چیزین متغائر ہین مسخ حقیقی مسخ صوری مسخ معنوی اور ہم مسخ صوری کی اثبات پر دلائل قائم کرتے ہین پوشیدہ نہ رہے کہ تبدیل سیرت اس امت مین ہوسکتا ہی اور مسخ صوری مخصوص امم سابقہ سے ہی اس امت مین نہوگا اس قصہ سے معلوم ہوا کہ حیلہ اللہ صاحب کے حضور مین کام نہین آتا کیونکہ وہ دل کا حال دیکھتا ہی اور یہ بھی مستنبط ہوا کہ جس کسی کو روزی حلال نہ ملے اور حرام چاہے تو ملے یہ بھی آزمائش ہی آخر وہ روزی وبال ہوجاتی ہی دیکھو قرشی در بو اخوار کیسے نظرون مین ذلیل وخوار ہوتے ہین تذییل واضح ہو کہ جب تین برس نبوت حضرت داؤد پر گذرے تو لقمان کو اللہ نے حکمت عطا کی کما اشار الیہ ولقد آتینا لقمان الحکمۃ معالم مین نسب انکا اس طرح ہی کہ لقمان ابن باعور ابن تاخور ابن تارخ یعنے آذر اور بعضے لقمان ابن عنقا کہتے ہین اور وہب ابن منبہ بھانجے ایوب پیغمبر کے بتلاتے ہین اور مقاتل برادر خالہ زاد اور واقدی کے نزدیک بنی اسرائیل کے قاضی تھے و بالاجماع حکیم وولی تھے نہ پیغمبر ونبی اور قوم کے حبش تھے عمر دراز تھے بعض کہتے ہین ہزار پیغمبرون کی خدمت مین رہے ہین اخبار الدول مین ہی کہ ہزار پیغمبرون سے علم سیکھا اور ہزار کو پڑھایا ہی اور غلام حسن بن حسن کے تھے اور ابن عباس کے نزدیک مرد سیاح تھے اور عکرمہ قائل نبوت ہین اور بعض کے نزدیک

احوال لقمان پیغمبر

استماع نغمۂ ایشان خوش ست لہٰا پوشیدہ نرہے کہ سوا سے اس بیٹے کے اور کوئی اولاد حضرت لقمانؑ کی نہ تھی اور نام
اسکا بروایت بعضے بلعم و بروایت بعضے سسکم و بقول بعضے ماثان بالمیم و بقولے باران بالباء الموحدہ و بقولے
دران بالدال المہملہ و بقولے انعم و بقولے شکور تھا سو اُسنے سفر کا ارادہ کیا اور باپ سے اذن چاہا اُنھون نے اجازت
دیکر فرمایا کہ جب سامان سفر مہیا ہو جائے تو میرے پاس آنا کہ مین کئی باتین ضروری تجھسے کہونگا سو وہ بعد درستی اسباب
سفر حاضر ہوا اول حضرت لقمانؑ نے نصیحتین فرمائین جو اللہ نے بیان کین اور سورۂ لقمان مین ہمارے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو سنائین بعد اسکے حسب روایت بعضے مورخین حضرت لقمانؑ نے کہا ای بیٹے اس شہر سے نکل کر ایک جنگل
ملیگا اُسمین ایک چشمہ آب جاری ہی اسکے کنارے ایک درخت ہی سو تو اس چشمے کا پانی نہ پینا اور درخت کے سایہ
مین نہ ٹھہرنا اُس سے آگے چل کر ایک قریہ ملیگا اُسمین میرے دوست رہتے ہین وہ تیرے پاس آوینگے اور نہایت
تعظیم و توقیر سے اپنے گھر لیجاوینگے اور ایک عورت حسینہ و جمیلہ سے تیرا نکاح کرنا چاہینگے تو ہرگز قبول نکرنا اور
مین اپنے خدا سے امید رکھتا ہون کہ تو اُسکے شر سے محفوظ رہیگا وہان سے آگے بڑھ کر ایک شخص ملیگا کہ اسپر میرا
روپیہ کچھ قرض آتا ہی اُس سے روپیہ وصول کرنا مگر رات کو اُسکے پاس نہ رہنا اور ایک بات میری خیال مین
رکھنا کہ اُسی اثنا مین ایک مرد بزرگ تر تجھسے تیرے ساتھ ہونگے وہ جو کچھ کہین اُسپر عمل کرنا گو میرے نصایح کے خلاف
ہو بالجملہ بیٹا حضرت لقمانؑ کا رخصت ہوا اور اُسی جنگل مین پہونچا تو ایک چشمہ پر آب نہایت شیرین و صاف نظر آیا
اور اُسکے کنارے ایک درخت سایہ دار لگا ہوا تھا اُسکے نیچے ایک مرد بزرگ مشایخ صورت بیٹھے ہوئے دیکھ پڑے اُسکو
غلبہ تشنگی اس مرتبہ ہوا کہ بیتاب ہوا اور چاہا کہ تھوڑا توقف کرکے پانی اس چشمے سے پیوں اور سایۂ درخت مین ٹھہرون
مگر وصیت اپنے پدر مہربان کی یاد پڑی تو اُسی کیفیت مین آگے بڑھا اس بزرگ نے پکار کر کہا کہان جاتا ہی گرمی
سہت ہی اس درخت کے سایہ مین ٹھہر جا اُسنے کہا میرے باپ نے منع کیا ہی اُسنے کہا تجھکو قسم ہی توقف کر اسکو دیکھ
آیا کہ میرے باپ نے کہا تھا کہ ایک بزرگ ملینگے اُنکے ارشاد کو قبول کرنا شاید کہ یہ بزرگ وہی ہین فوراً پلٹا اور
با ادب و تعظیم سلام کرکے بیٹھ گیا اور وہین کھانے کو کھایا اور اُسی چشمے کا پانی پی کر سایہ درخت مین لیٹ کر
سو گیا حالت خواب مین ایک سانپ درخت سے اُترا اُسنے چاہا کہ اسے کاٹے اُس بزرگ نے مار کر پوشیدہ کر دیا پھر بیٹا
حضرت لقمانؑ کا جاگا اور آگے کو چلا وہ بزرگ ہمراہ ہوئے یہان تک کہ اُس قریہ مین جسکا نشان لقمان نے دیا تھا پہونچا
وہان کے لوگ جمع ہو کر حاضر ہوے اور پوچھنے لگے کہان سے آئے کہان جاؤ گے اپنا نام اور اپنے باپ کا نام بیان
کرو اُسنے بیان کیا کہ مین حضرت لقمانؑ کا بیٹا ہون واسطے تجارت کے نکلا ہون ان لوگون نے کمال تعظیم سے
اپنے گھر مین اُتارا جب سب لوگ کھانا کھانے لگے ایک شخص نے پسر لقمانؑ سے کہا یہان ایک عورت عقلمند خوبصورت
نہایت وضعدار بڑی مالدار حسب نسب مین سب قوم کی سردار ہی اگر تو نکاح کرے تو ہمارا کمال افتخار ہی اور ہمکو
خوشتر از ہمہ اقسام تجارت روزگار ہی اُسنے کہا مین نکاح نہ کرونگا میرے والد بزرگوار نے منع کیا ہی اُس بزرگ نے
کہا ای بیٹے یہ لوگ منت و سماجت کرتے ہین قبول کر لے تب اُسنے نکاح کیا پھر اُس قوم کا ایک شخص آیا اُسنے کہا تو نے بہت

کوئی شی جسم مین نہین ہی مگر ان دونون سے بدتر کوئی چیز نہین اسی وقت مالک نے انکو آزاد کیا اسی طرح وجوہ آزادگی اور بھی تواریخ مین مذکور ہین واللہ اعلم بالصواب بالجملہ متکلم قدیم نے حضرت لقمان کو نعمت طلاقت لسانی اور دولت خوش بیانی ایسی عطا فرمائی کہ اسکے ادائے شکر مین سب لوگون کو سراً وعلانیۃً نصایح فرمایا کرتے چنانچہ بعض نصایح انکے جو کہ انھون نے اپنے بیٹے کو فرمائے تھے اللہ تعالے نے پسند کرکے کلام معجز نظام مین ذکر کیے ہین اول یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم یعنے ای بیٹے شریک نہ ٹھہرا تو اللہ کا بیشک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہی دوسرے یا بنی اقم الصلوٰۃ وامر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور یعنے ای بیٹے قائم رکھ نماز اور سکھلا بتر بات اور منع کر برائی سے اور سنبھال جو تجھپر پڑے بیشک یہ ہین ہمت کے کام حاصل یہ کہ نماز کو قائم رکھ تاکہ نفس کمال پکڑے اور اچھی باتون کا حکم کر اور بری باتون سے باز رکھ تاکہ اور لوگ کامل ہون اور اس بات مین جو کچھ شدائد ہو نچین انپر صبر کر کیونکہ یہ بڑی ہمت کا کام ہی امر بالمعروف وہ ہی کہ موافق شریعت اور سنت کے ہو اور منکر وہ کہ مخالف عقل ونقل کے ہو اور جو نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو نہین کہا سو اسلیے کہ ایسے لوگون کے پاس مال کہان ہوتا ہی تیسرے ولا تصعر خدک للناس یعنے اپنے گال نہ پھلا لوگون کی طرف یعنے غرور وتکبر نہ کر بلکہ متواضع ومتخلق ہو اور عاجزی وفروتنی اختیار کر چوتھے ولا تمش فی الارض مرحا ان اللہ لا یحب کل مختال فخور یعنے مت چل زمین پر اتراتا بیشک اللہ کو نہین بھاتا کوئی اتراتا بڑائیان کرتا جیسا نمرود وشداد وفرعون کا حال ظاہر ہوا ربیع وقتادہ کہتے ہین کہ مراد اس سے یہ ہی کہ فقیرون کو حقیر نہ جان بلکہ غنی وفقیر کو یکسان تصور کر پانچوین واقصد فی مشیک واغضض من صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر یعنے چل بیچ کی چال اور نیچی کر اپنی آواز بیشک بری سی بری آواز گدھون کی ہی کہ اول زفیر وآخر شہیق ہی اور یہ دونون آوازین اہل نار کی ہین اور باوجود بلندی اور رفعت کے مکروہ طبایع وموجب وحشت سماع ہی عین المعانی مین ہی کہ مشرکین عرب بلند آواز پر فخر کیا کرتے تھے اللہ تعالے نے اس آیت سے رد کیا اور حضرت صلعم آواز نرم کو دوست رکھتے تھے اور سخت ودرشت سے کراہت اور انجیل مین ہی کہ ای عیسے میرے بندون سے کہدے کہ مناجات مین آوازین نرم کرین کہ مین سنتا ہون اور دل کی بات جانتا ہون اور وجہ تخصیص بد آوازی حمار کی یہ ہے کہ آواز اسکی عرب مین ضرب المثل ہی کراہت مین سفیان ثوری فرماتے ہین کہ فریاد ہر حیوان کی تسبیح ہی مگر فریاد خر کہ وہ شیطان مردود کو دیکھکر بولتا ہی حدیث شریف مین وارد ہی اذا سمعتم نہیق الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان الرجیم فانہ رأے شیطانا یعنے جب سنو تم آواز گدھے کی تو پناہ پکڑو اللہ کی شیطان راندے ہوئے سے اسواسطے کہ اسنے دیکھا ہی شیطان کو اور اہل حقیقت فرماتے ہین کہ آواز گدھے کی اس سبب سے بد ہی کہ گدھا تین طرح پر آواز کرتا ہی یا گھاس ودانہ کھانے کو مانگتا ہی یا اجرائے شہوت چاہتا ہی یا کسی دوسرے گدھے سے لڑا چاہتا ہی اور جو آواز کہ غلبۂ صفات رذیلہ بہیمہ سے ہوتی ہی وہ بہر نوع بدترین آوازون مین ہی اور جو صدا صاحب اخلاق روحانی وملکی سے کان مین آوے وہ خوشترین صداؤن مین ہی ~~ نغمہاے عاشقان بس دلکش است

بزرگ کو دے کر روانہ ہوا مگر وہ بزرگ پھر بھی ساتھ چلے اور کہنے لگے کہ ای لڑکے تو نے یہ مال مجھکو خوف سے دیا ہی یا
بلاخوف بولا مین نے خوشی سے دیا ہی بزرگ نے فرمایا تجھکو یہ مال مبارک رہے مجھکو مطلق خواہش دنیا کی نہین
ہی مین تمہارے باپ کی صفت امانت ہون کہ مجھکو تیرے ساتھ کیا ہی چنانچہ حضرت لقمان کے بیٹے نے کل
مال لیا اور اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سب حال گذشتہ التماس کیا حضرت لقمان شکر حق بجالائے
فائدہ روایت ہی کہ حضرت لقمان نے اخیر عمر مین خلق سے کنارہ کرکے مابین ایلہ و بیت المقدس مقام فرمایا
اور بطور وصیت اپنے بیٹے کو نصایح فرمائے اور ارشاد کیا کہ جو کوئی شخص ان نصیحتون کو اپنا شعار کرے دنیا و آخرت مین
نفع اٹھاوے وہ نصیحتین یہ ہین ١ خدا کو پہچان کہ بےچون و بیچگون ہی ٢ نصیحت کنندہ کو واجب ہی کہ آپ اس نصیحت پر
عمل کرے بعد اسکے دوسرے کو فرماوے اسواسطے کہ جبتک آپ اسپر عمل نکریگا اسکے فرمانے مین اثر نہوگا اور نصیحت
سننے والے بھی کہینگے خود فضیحت دیگران نصیحت ٣ سخن باندازہ قدر خود کہنا چاہیے فضول گوئی محض فضول ہی اسواسطے
کہ جو کلام ایسا ہی وہ بے اعتبار ہی ٤ لوگون کی قدر پہچان کہ موجب تالیف قلوب ہر خاص و عام ہی ٥ ہر کسی کا حق
پہچان کہ سبب خوشنودی خلق و خالق ہی ٦ اپنے راز کو پوشیدہ رکھ کہ یہ طریق انبیا علیہم السلام ہی چنانچہ حضرت یعقوب
علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا لاتقصص رؤیاک علی اخوتک ٧ دوست کو سختی کے وقت
آزمایش کر کیونکہ دولت و ثروت مین ہر کوئی دوست بنتا ہی اور یہ دوستی لائق اعتبار نہین کہ راحت مین دوست
بنے اور سختی مین خبر نہو ع دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست ٭ در پریشان حالی و درماندگی ٭ ٨ یار
کو فائدہ و نقصان مین امتحان کر اور دیکھ نفع و نقصان مین مراعات محبت اسکو ملحوظ ہی یا نہین ٩ احمق و نادان
کی صحبت سے پرہیز کر کیونکہ انکی مصاحبت سے قطع نظر خفت و رسوائی بجز ضرر و نقصان فائدہ متصور نہین
١٠ دوستی زیرک و دانا کی اختیار کر کہ اسکے فوائد ظاہر ہین ١١ کار خیر مین سعی و کوشش کر ١٢ عورتون پر اعتماد نکر کیونکہ یہ
فرقہ ناقص العقل و الدین ہی ١٣ تدبیر امور مصالح خیر دانشمند سے پوچھ کیونکہ اہل دانش صلاح نیک دیا کریگا ١٤ جو
سخن زبان پر لاؤ چاہیے کہ مدلل ہو کیونکہ کلام بے دلیل پایۂ ثبوت نہین رکھتا ١٥ جوانی کی غنیمت سمجھ کر جو کچھ ہو سکے
امور خیر سے کر نہین پھر افسوس رہجائیگا ١٦ جوانی مین دونون جہان کا کام درست کر کیونکہ زمانہ ضعف و پیری مین تیزی
مین جاتا ہی اور زمان شیخوخیت بضعف و نقاہت کہ اسمین نہ کام دنیا ہو سکتا ہی نہ دین کا ١٧ اپنے دوستون کو عزیز
رکھ کہ یہ بات ہر امر مین موجب اتحاد ہی اور مخالف بر سبب ہی ١٨ دوست و دشمن سے کشادہ پیشانی ملنا
لازم ہی کہ اس لطف و مدارا کا فائدہ ظاہر ہی ١٩ مادر و پدر کو غنیمت جان اور انکی اطاعت مین کوشش کر ٢٠ استاد کو
بہتر از پدر جان کہ اسکے سبب سے شناخت خدا و رسول حاصل ہوتی ہی ٢١ خرچ باندازہ آمد کرنا چاہیے کیونکہ
خرچ آمد سے زیادہ موجب خواری ہی اور انجام اسکا رسوائی ٢٢ جملہ امور مین طریق توسط اختیار کر کہ خیر الامور
اوسطہا لیکن توسط موافق مراتب اشخاص کے ہی ٢٣ سخاوت و جوانمردی اختیار کر ٢٤ خدمت مہمان کی
بخوبی ادا کر یعنے اسکے مراتب کے لائق بجالا ٢٥ جب خانۂ غیر مین جا تو زبان و چشم کو نگاہ رکھ یعنے ہر طرف

بڑا کیا یہ عورت سو خاوندون کو خلوت اولی مین مار چکی ہر اس سے اسکو نہایت ملال ہوا بزرگ نے کہا اندیشہ مت کر
جو مین کہون اُسکے موافق کرنا کچھ نقصان نہوگا وہ عمل یہ ہر کہ جب عورت تیرے پاس آوے تو اُس سے کلام نکرنا
بلکہ حتی الوسع میرے پاس آجانا کہ مین تدبیر صائب کرونگا چنانچہ رات ہوئی اور عورت آئی اُسنے بعد توقف
کہا یا ہر کچھ کام ہر آتا ہون سو بزرگ پاس حاضر ہوا بزرگ نے فرمایا ایک پیالے مین آگ لاؤ وہ آگ لایا اُسنے سانپ
کو آگ پر رکھ دیا اور فرمایا اسے لیجا عورت سے ایما کر کہ برہنہ ہو کر اس مجمر پر بیٹھے اور دھوان لے پھر ایک ساعت بعد
میرے پاس لے آ اُس بیچارے نے ویسا ہی کیا جب دھوان رحم عورت مین پہونچا تو دو سانپ فرج کی راہ سے
گرے اور آگ مین جل گئے چنانچہ یہ سب حال بزرگ پر ظاہر کیا تب بزرگ نے اجازت دی کہ اب بے تکلف اُس سے
صحبت کر چنانچہ ولد لقمانؑ تمام رات اپنی زوجہ کے پاس باعیش و نشاط رہا صبح کو خوش و خرم صحیح و تندرست اُٹھا
سسرال کے لوگ نہایت خوش ہوئے شادیانے بجے خیرات ہوئی مبارکباد ہوئی بعد چندے اس صاحبزادے
بااقبال نے ارادہ کیا کہ اپنے باپ کا قرض بھی وصول کرون دریافت ہوا کہ وہ لوگ جو روپیہ چاہتے ہین دریا پر ہین
اُسنے بزرگ سے پوچھا فرمایا تو آگے آگے چل مین بھی پیچھے پیچھے آتا ہون لوگون نے کہا کہان چلتے ہو بولا اپنا روپیہ
لینے جاتا ہون اُن لوگون نے کہا جسکے پاس آپ تشریف لیے جاتے ہین وہ بڑا چور ہر اس سے خبرداری دشوار
ہر مگر وہ لڑکا روانہ ہوا وہ بزرگ بھی ہمراہ گئے یہانتک کہ دریا پر پہونچے ملاقات بھی مقصود الیہ سے ہوئی اُسنے
پوچھا کہان آئے کون ہو بولا حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ہون میرا حق واجب تجھپر ہر اُسے ادا کر بولا درست
ہر آپ کا حق واجبی ہر رات کو آرام فرمائیے علی الصباح روپیہ اپنا لیکر روانہ ہوجیے ولد لقمانؑ نے کہا قیام شب
سے میرے باپ نے منع کیا ہر اس بزرگ نے کہا کچھ مضائقہ نہین شب باش ہو دیکھو تقدیر آلہی کیا ہر اور کسکی
قسمت مین کیا لکھا ہر ناچار اُسنے شب باشی کا اقرار کیا اس کمبخت نے کنارے دریا کے ایک مکان ایسا تعمیر
کرایا تھا کہ وقت مد یعنے دریا کے بڑھنے پر وہان کے ساکنین دریا مین ہوتے تھے سو وہ مکان اس حقدار کے لیے
تجویز کیا کہ یہ بیچارہ اس جگہ سویا صرف بزرگ بیدار رہے جب رات گذری تو پانی بڑھنے لگا بزرگ نے اُسے
بیدار کیا اور دو لڑکے اُس نا عاقبت اندیش کے بالاے خانہ تھے انکو مع تخت نیچے لایا اور وہان سلایا جس
جگہ ولد لقمان سویا تھا اور اُنکے مقام پر خود مع پسر لقمانؑ آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو مالک مکان نے اُنکو
سلامت باکرامت پایا اور اپنے صاحبزادون کو غرق دریاے نکبت و ضلالت پایا تب کہنے لگا جو تدبیر مین نے
تمھارے لیے کی تھی وہ مجھی پر پڑی سچ ہر من حفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ چاہ کندہ را چاہ در پیش ناچار اُسنے روپیہ
قرضے کا ادا کیا وہ بزرگ مع فرزند ارجمند لقمان اس نو عروس کے پاس آئے اور اُسکو مع مال و متاع لیکر گھر چلے
جب متصل گھر کے آئے بزرگ نے فرمایا مین نے تیری مصاحبت و ہمراہی کیسی کی اُسنے کہا کہ یہ سب بلائین
تمھاری مصاحبت سے دفع ہوئین اور یہ مال ملا اس سے بہتر نصرت و یاری و مصاحبت کیا ہوگی بزرگ
نے کہا مجھے کیا فائدہ ہوا اُسنے کہا کہ نصف مال آپ لیجیے الغرض آدھا مال بلکہ آدھے سے کم آپ لیا اور باقی ان

یعنے نمازیون کی جماعت مین شریک ہوا کر ۵۳ انگلیان اپنی مت چٹکا کہ یہ حرکت لغو ہی اور ارباب تہذیب اسکو
معیوب جانتے ہین اور موافق قواعد طبیہ کے اس حرکت سے انفصال منفصل ہوجاتا ہی اور اسمین ریاح بھر جاتی
ہین اور یہ بات انجام کو سبب وجع واقع ہوتا ہی ۵۴ لوگون کے روبرو دانتون کو خلال نہ کر کہ موجب
کراہت ہی ۵۵ آب دہن و بینی باواز بلند نہ ڈالا کر کہ یہ آداب مجلس کے خلاف ہی ۵۶ وقت جمائی کے ہاتھ منھ پر رکھ
لے اور بقدر امکان آواز نہ نکال ۵۷ لوگون کے روبرو انگڑائی نہ لیا کر ۵۸ انگلی ناک مین نہ ڈال خلاصہ یہ کہ
عاقل کو آداب مجلس پر ضرور ہی بہ تخصیص مجلس مین بہت لحاظ کرنا چاہیے اسواسطے کہ خواص لوگ تو حرکت لغو
دیکھکر صرف بے شعور خیال کرینگے اور زبان پر نہ لاوینگے مگر عوام بدنام کرینگے ۵۹ کلام ہزل و بیہودہ ملا کر
گفتگو نہ کیا کر اسواسطے کہ ہازل بے وقار ہوجاتا ہی ۶۰ لوگون کے سامنے کسی کو شرمندہ نہ کر یعنے کسی کے
عیوب فاش نہ کر کہ موجب شرمندگی ہی ۶۱ چشم و ابرو سے غمازی نہ کر کیونکہ یہ بھی غیبت مین داخل ہی ۶۲ کہی
ہوئی بات دوبارہ مت کہہ گو کہ اچھی بات ہو کیونکہ جب دوبارہ کہی گئی تو لطف اسکا جاتا رہا ۶۳ اس کلام سے
کہ سامع کو ہنسی آوے اجتناب کر کیونکہ یہ بات مسخراپن مین داخل ہی ۶۴ اپنی تعریف اور اپنے اہل کی تعریف
نہ کر اسلیے کہ معیوب ہی مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ۶۵ عورتون کی طرح آرایش نہ کر ۶۶ اپنی اولاد
کی مراد پر کام نہ کر کیونکہ یہ انکی ابتری کا سبب ہی ۶۷ بات کرنے مین ہاتھ نہ ہلا کیونکہ بات زبان سے ہی نہ ہاتھ
سے اور یہ ظاہر ہی کہ گفتگو مین جنبش دینا ہاتھ و سر و آنکھ کا خلاف سنجیدگی و متانت کے ہی ۶۸ ہر ایک کا لحاظ و
پاس رکھ ۶۹ جو بات لوگون کو بد معلوم ہو نہ کر ۷۰ مردے کو بدی سے یاد نہ کر کہ محض بیفائدہ ہی ۷۱ حتی المقدور
کسی سے دشمنی نہ کر ۷۲ زور آزمائی نہ کر ۷۳ کسی کی خوشامد نہ کر ۷۴ آزمودہ کار کو صالح گمان کر ۷۵ اپنا طعام
دوسرے کے دستارخوان پر نہ کھایا کر ۷۶ کامون مین جلدی نہ کر ۷۷ دنیا کے لیے آپ کو رنج مین نہ ڈال اسواسطے
کہ دنیا بے حقیقت ہی اسکے واسطے زیادہ اندازے سے رنج و تعب مین پڑنا خلاف عقل ہی اور باوجود احتمال رنج و
تعب بھی حصول اسکا یقینی نہین ہی تقدیر سے زیادہ نہوگی اور بالفرض اگر دنیا بے کد و کاوش حاصل ہوئی تو زندگی
چند روزہ ہی پھر کیا فائدہ ۷۸ جو آپ کو پہچانے اسکو تو بھی پہچان یعنے جو اپنی قدر کرے اسکی قدر کر ۷۹ حالت
غصہ و غضب مین کلام فہمیدہ کر کیونکہ پیچھے سے ندامت ہوتی ہی اور بدلا اس کلام کا نہین ہوسکتا ۸۰ آستین سے
آب بینی پاک نہ کر کہ یہ بھی ایک نشان بے تمیزی ہی ۸۱ وقت طلوع آفتاب خواب نہ کر اسلیے کہ یہ وقت عبادت
کا ہی اسوقت سونا بدبختی ہی ۸۲ لوگون کے سامنے کھانا کھایا نہ کر کہ اسمین نظر بد کا احتمال ہی ۸۳ راہ مین بزرگون
کے آگے نہ چل کہ سوء ادب ہی ۸۴ درمیان کلام لوگون کے دخل نہ کر کہ یہ ایک دلیل سفاہت ہی ۸۵ سر زانو پر
نہ بیٹھا کر کہ یہ صورت افسردگی ہی اور آداب مجلس کے خلاف ہی ۸۶ چپ و راست نہ دیکھتا چل بلکہ نظر کو نیچے رکھا کر
کہ یہ صفت حیا کی ہی ۸۷ اگر ہوسکے چارپایہ پر برہنہ سوار نہو کیونکہ اندیشہ گرنے کا ہی ۸۸ مہمان کے روبرو
کسی پر غصہ نہ ہو کہ اسکو ملال ہوگا ۸۹ مہمان سے کچھ کام نہ لے کہ مدارات کے خلاف ہی ۹۰ دیوانہ و مست سے

نگاہ نہ کر اور ایسی بات نہ کہہ کہ ناگوار خاطر صاحب خانہ ہووے ۲۶ جسم و پارچہ پاکیزہ رکھ کیونکہ طہارت ظاہری سبب
طہارت باطنی کا ہے ۲۷ جماعت سے موافق رہ کیونکہ اُسکے خلاف مین مورد طعن ہوگا ۲۸ اولاد کو علم و ادب
سکھلا ۲۹ کفش و موزہ کے پہننے مین ابتدا داہنے سے کر اور اُتار بائین سے یعنی یہ کلیہ اپنے خیال مین رکھکہ
شروع کرنا فعل نیک کا داہنے سے افضل ہے اور ترک فعل بائین سے ۳۰ ہر شخص سے معاملہ اُسکے اندازے کے
موافق کر ۳۱ رات کو جو کچھ بات کہتا ہو آہستہ سے کہا کر یعنے سخن راز آہستہ کہنا چاہیے کہ شاید کوئی سنتا ہو
۳۲ دن کو جو بات کہتا ہے ہر طرف نگاہ کرکے تا کہ دوست یا دشمن نہ سُنے ۳۳ کم کھانے اور کم سونے اور
کم بکنے کی عادت ڈال کیونکہ تکثیر طعام موجب کاہلی کا ہے اور زیادتی خواب سبب نحوست اور کثرت کلام علت پریشانی
دماغ و خفت عقل ہے ۳۴ آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند اسلیے کہ نا پسند کرنا کسی چیز کا بسبب عیب و نقصان
کے ہوتا ہے تو دوسرے کے واسطے وہ چیز عیب دار تجویز کرنا موجب ناخوشی و عداوت ہے ۳۵ جملہ کام بہ تدبیر
و دانائی کرنا چاہیے ۳۶ بغیر سیکھے ہوئے کسی کام کے دعوی اُستادی نازیبا ہے ۳۷ عورت و لڑکے سے راز
کی بات کہنا نہ چاہیے کیونکہ یہ دونون بسبب نقصان عقل کے پوشیدہ نہ رکھ سکینگے ۳۸ بد اصلوں اور کمینوں سے
وفا کی امید نہ رکھ چنانچہ مشہور ہے ~ مصرع بد از خطا خطا نکند ۳۹ کسی کام مین بغیر اندیشہ نہ پڑ یعنے
بلا خوض و فکر آغاز و انجام نیک و بد کے کوئی کام شروع کرنا نہ چاہیے کہ دلیل نادانی ہے ۴۰ جو کام
نہین کیا ہے اُسکو کیا ہوا نہ سمجھ یعنے بدون کیے ہوئے کسی کام کے معلوم نہین ہوتا کہ ہو سکے گا یا نہین پھر
اُسکو جانتا کہ مین کر لونگا کمال بے دانشی ہے اور انجام کو پشیمانی ۴۱ جو کام آج کرنا ہے اُسکو کل پر نہ چھوڑ کیونکہ
تاخیر مین بیشتر ایسے امور پیش آجاتے ہین کہ وہ کام نہین ہوتا اور حسرت رہجاتی ہے ۴۲ جو آپ سے بزرگ ہو اُس سے
خوش طبعی و ظرافت نہ کر یہ امر خلاف ادب ہے ۴۳ مرد عالی رتبہ سے کلام طویل نہ کر کیونکہ ترک ادب ہے ۴۴
عوام الناس کو گستاخ نہ کر یعنے ادنے لوگون سے وہ معاملہ نہ کر کہ گستاخ ہو کر حد ادب سے گذر جاوین ۴۵
حاجتمند کو نا امید نہ کر ۴۶ نزاع گذشتہ کو یاد نہ کر ۴۷ اورون کی خیرات و مبرات کو اپنی حسنات مین نہ ملا یعنے
اگر تو ارادہ خیر کا رکھتا ہے تو اورون کو شامل نہ کر نہ اپنی درخواست سے نہ اُنکی استدعا سے مثلاً تجھکو مسجد یا خانقاہ
یا مہمان سرائے بنانا منظور ہے تو بنوا دے اورون سے اعانت طلب کر اسواسطے کہ تجھکو کچھ فائدہ نہین بلکہ
مظنہ خیانت ہے ۴۸ اپنا مال دوست و دشمن کو نہ دکھا کہ مال کو ہر شخص دوست رکھتا ہے اور ہر شخص اُسکا دشمن
بھی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ طمع دوست کو دشمن بنا دیتی ہے ۴۹ برادری ترک نہ کر یعنے یگانون کا حق خیال مین رکھ
اور صلہ رحم بہونچایا کر کیونکہ قطع رحم موجب ناخوشی حق و بدنامی در خلق ہے ۵۰ نیک لوگون کو غیبت سے یاد نہ کر
لان الغیبۃ اشد من الزنا کیونکہ زنا کرنے والا جب توبہ کرے تو اُسکا گناہ بخشا جاتا ہے اور یہ گناہ باوصف توبہ
بخشا نہین جاتا تاوقتیکہ وہ نہ بخشے جسکی غیبت کی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب عوام کی غیبت کا یہ حال ہے تو خواص
کی غیبت اُس سے بدتر ہے ۵۱ آپ کو مت دیکھ یعنے بنظر عجب و پندار ۵۲ جماعت جب کھڑی ہو تو اُسکی موافقت کر

مثلاً علوم مکتسبہ مین اول فقہ و حدیث و تفسیر و عقائد و طب پڑھے بعد ازان بحسب استعداد و وسعت وقت حکمت و منطق مضائقہ نہین و دیگر سے جب کوئی مہم پیش آوے تو اس فن کے دانشمندون سے بشرطیکہ خیرخواہ ہون بمقتضاے وشاورہم فی الامر صلاح لے اور مشورت کرلے اور مشیر کو چاہیے کہ بلا تملق جو کچھ خیر و شر نفع و ضرر اسمین ہو کھولکر بمقتضاے المستشار مؤتمن کہدے اور صلاح گیرندہ کو اختیار ہی کہ اگر اپنی بہتری دیکھے کرے ورنہ ترک فرمادے اور اس باب مین صلوٰۃ الاستخارہ کہ حدیث صحیح سے ثابت ہی نہایت بہتر ہی تیسرے تدبیر و استقلال ترک نکرے چوتھے دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہی پھر چند روز کے واسطے کسی سے دنیا کے امور مین عداوت دشمنی نہ لے اور کسی کا عیب نکرے اور نہ دیکھے خصوص عیب ایک شخص خاص یا فرقہ خاص کا علانیہ ذکر نکرے کہ بہت بدبات ہی اور کسی سے حسد نہ کرے اور باتین جھوٹ بیفائدہ زبان پر نہ لاوے اور بری بات کسی کی کسی سے نہ کہے اور بخل اور نامردی سے پاک رہے اگر ہو سکے رضاے حق پر راضی رہے اور آپ کو بزرگ اور کلان نہ سمجھے اور فخر و نخوت نہ اختیار کرے اور کسی کے بیع مین فساد نہ ڈالے اور اکل حلال و صدق مقال و استقامت احوال مین سعی کامل کرے کہ عمدہ ترین جمیع طاعات و عبادات یہی ہی اور کلمہ خیر سے کسی کے حق مین خویش ہو یا بیگانہ باز نرہے اور امر معروف و نہی منکر مین کوشش کرے اگر ممانعت نہو سکے تو دل سے ناخوش رہے اور خود مرتکب نہو اور چاہیے کہ عقل و کیاست و فہم و فراست کثرت تجربہ و صحبت عقلا اور کسب علوم عقلیہ و استماع قصص و نصایح سے زیادہ کرے گو کہ یہ صفات خلقی و جبلی ہین پر زیادتی و کمی بھی انمین ہی تو ایسی کوشش کرنا چاہیے کہ ہر روز قواے عقلیہ قوی ہوتی جائین تاکہ زمرہ عقلا مین معدود ہو اور سفہا سے نکلکر عقلا مین داخل ہو اور یہی لازم ہی کہ خود معطل و بیکار نہو جاے دین کا کام کرے اگر نہو سکے تو دنیا ہی کا کام کرے یعنے ہنر پیشہ جس سے دنیا حاصل ہوتی ہی سیکھے اور جب صبح کو سو کر اُٹھے تو نماز پڑھے اور طلوع آفتاب تک جانماز پر بیٹھا رہے اور تسبیح و تہلیل مین مشغول رہے اور شام کے وقت لڑکون کو گھر مین داخل کرے اور صحن مین نکلنے نہ دے اور جب رات ہو جاے تو دروازہ گھر کا مقفل یا مسلسل کرا دے اور آیات و ادعیہ حفظ کے پڑھے اور چراغ گل کرا دے اور آگ ٹھنڈی کر دے اور باسن ڈھانپ دے اور ہتھیار اپنے پاس رکھ لے اور موضع خوف مین اگر ممکن ہو تو نگہبان متعین کرے اور خود جاے محفوظ مین رہے اور ہوشیار رہوے اور سب کامون مین بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا کرے اور جب دشمن کے بلا و محنت پیش آوین تو بہتر یہ ہی کہ حیلہ و تدبیر سے کنارہ کرے اگر نہو سکے تو آسان ترین اختیار کرے کہ من ابتلی ببلیتین فلیختر اہونہما حدیث مین وارد ہی اور ایام حیات و صحت کو غنیمت جانے بغیر ضرورت تمام ہلاکت مین نہ پڑے اگر مریض ہو تو طبیب حاذق کے پاس جاوے اور اسکو مختار کر دے اور اسکی تدبیر و دوا مین مخالفت نہ کرے اور بلا ظہور خطاے فاحش دوسرے طبیب سے رجوع نہ لاوے اور کبھو دعاے ہلاکت اپنے اور اپنے عیال کے لیے نہ کرے اور بے ضرورت کلی سفر نکرے اور جو مسافرت اختیار کرے تو شنبہ یا پنجشنبہ کو علی الصباح یا بعد نماز جمعہ سفر کرے کہ یہ روز و ساعت نیک ہین اور راہ محفوظ اختیار کرے اور اپنے رفیقون و خدمتگارون رہبرون کو ساتھ رکھے اور ہتھیار لڑائی کے پاس رکھے اور امن راہ پر اعتماد

باتین نہ کیا کر ۹۱ ساتھ اوباشون کے بر سر محلہ نہ بیٹھ ۹۲ ہر سود و زیان مین آبروریزی نہ کر ۹۳ فضول و متکبر نہو ۹۴ خصومت لوگون کی اپنے اوپر مت لے یعنے وہ امر کہ باعث دشمنی لوگون کا ہو نہ کر ۹۵ فتنہ و لڑائی سے علیحدہ رہ ۹۶ چھڑی انگشتری روپیہ پاس رکھا کر کہ وقت ضرورت بکار آمد ہی ۹۷ آپکو ذلت مین نہ ڈال ۹۸ مراعات و احسان اسی قدر کر کہ تو خوار نہو یعنے سلوک کرنا ہر طرح سے بہتر ہی لیکن نہ اسقدر کہ تو محتاج ہو جاوے ۹۹ تواضع و فروتنی رہا کر اسلیے کہ یہ صفت موجب عزت ہی ~ تو آنگہ شوی پیش مردم عزیز + کہ مر خویشتن را نگیری بچیز + بزرگے کہ خود را بخوردی شمرد + بدنیا و عقبی بزرگی ببرد + یہ بھی نصیحتون مین فرمایا ہی کہ زندگانی کر خدا کے ساتھ بتصدق و با نفس بقہر و با خلق بانصاف و با بزرگان بخدمت و بخردان بشفقت و بدرویشان بسخاوت و بدوستان و یاران بنصیحت و بدشمنان بحلم و بجاہلان بخاموشی و بعالمان بتواضع اور بھی فرمایا کہ کسی کے مال مین طمع نہ کر اور جو چیز آوے منع نہ کر روایت ہی کہ کسی شخص سے حضرت لقمان نے فرمایا کہ داناتر وہ شخص ہی جو اپنے علم کو اورون کے علم پر بڑھا دیوے اور یہ بھی فرمایا کہ صبر دو قسم کا ہی ایک صبر اس چیز پر جسکو مکروہ جانتا ہی جس طرح نقصان مال و اولاد دوسرا صبر اس پر جسکو دوست رکھتا ہی اور اسکی تحصیل مین مضطرب رہتا ہی اور یہ بھی ارشاد کیا ہی کہ تین شخصون کو تین وقتون مین پہچاننا چاہیے حلیم کو غضب مین شجاع کو خوف کے وقت بھائی کو وقت حاجت اور یہ بھی فرمایا کہ نیکی کر کے فراموش کرنا اور بدی کرنے والے کو بھول جانا بہت اچھی بات ہی روایت ہی کہ حضرت لقمان فرماتے تھے کہ تین ہزار کلمے مین نے نصیحت کے لکھے ہین ان مین سے تین باتین مجھکو بہت پسند آئین دو کو یاد رکھنا لازم ہی اور ایک کو بھول جانا خدا و موت کو یاد رکھے اور نیکی کر کے فراموش کرے حضرت لقمان فرماتے ہین کہ خاموشی مین سات خاصیتین ہین زینت بے پیرایہ ہیبت بے سلطنت عبادت بے محنت حصار بے دیوار بے نیازی بے عذر فراغت از کرام کاتبین پوشیدن عیوب ~ بطبعم ہیچ مضمون بہ ز لب بستن نمے آید + خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید + نقل ہی کہ حضرت لقمان علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا بلوغ کے معنی کیا ہین فرمایا ایک یہ کہ مرد سے منی نکلے دوسرے یہ کہ مرد منی سے نکلے یعنے کبر و غرور چھوڑ دے اسی طرح نصائح حضرت لقمان کی کتب تواریخ مین بکثرت مذکور ہین **فائدہ** چند نصایح اور بھی اس مقام پر بیان کر دینا لابدی ہی گرچہ وہ نصایح بطور کلیہ نصایح حضرت لقمان مین مندرج ہین لیکن تفصیل و توضیح انکی نہین کی گئی ہی اور جبتک نصایح ضروریہ کی توضیح نکیجاوے تب تک فہم عوام مین گنجایش انکی دشوار ہی پس واضح ہو کہ اول ضروریات بشریہ اور امور ضروریہ مین میانہ روی و توسط اختیار کرے کہ خیر الامور اوسطہا لیکن میانہ روی ہر چیز کی موافق مراتب اشخاص کے ہی بہت ایسی چیزین ہین کہ ایک کے حق مین افراط و دوسرے کے حق مین اعتدال بلکہ تفریط ہی پس احوال و اطوار ہم جنس و ہم قوم و ہم پیشہ و ہم حرفہ بقیاس مقدار توسط شمار کرنا چاہیے اور کسب زر اور کسی کی طلب مین مشقت و رنج نہ چاہیے اور جو عمل و حرفہ کی تحصیل منظور ہو اول اسکی ضروریات سے واقف ہونا بہت ضرور ہی اگر بعد تحصیل ضروریات کے وقت فرصت دے تو زوائد بھی کسب کرے ورنہ طلب الکل فوت الکل ہو جائیگا

سوا ے انکے ایک لقمان ابن عاد بقیہ عاد اولے سے تھا یہ وہ ہی کہ جسکو بادشاہ نے مع چند ندیمون کے حرم شریف مین بنا بر استسقا روانہ کیا تھا سو اُسنے درازی عمر کی دعا مانگی کہ وہ تین ہزار پانسو برس زندہ رہا اخبار الدول مین ہی کہ دنیا مین دو آدمی بہت دنون زندہ رہے ہین ایک عوج ابن عوق اور دوسر لقمان ابن عاد و اللہ اعلم بالصواب

تفریح بست و دوم در احوال حضرت سلیمان علیہ السلام

یہ حضرت بعد اپنے باپ داؤد علیہ السلام کے بادشاہ اور نبی ہوے کما قال اللہ تعالی وَوَرِثَ سُلَیمانُ داوُد یعنی انیس ۱۹ بیٹون سے حضرت سلیمان علیہ السلام ملک و نبوت کے وارث ہوئے اصل یہ ہی کہ حضرت داؤد کی طرح نبی ہوئے نہ یہ کہ وارث نبوت ہوے اسلیے کہ نبوت مین وراثت نہین ہوتی کذا فی المدارک برہان قاطع مین ہی کہ نام سلیمان ع کا جم بفتح اول و سکون میم بمعنے بادشاہ بزرگ بھی ہی اور جمشید و ن بھی انکو کہتے ہین اور جمشید کو بھی جم کہتے ہین مگر جس مقام مین دیو اور پری اور وحش و طیور و نگین و انگشتری آوے وہان مراد حضرت ہین اور جہان کہین با جام و پیالہ مذکور ہو وہان جمشید اور جس جگہ با آئنہ اور رسد ہو وہان سکندر مراد ہی انتہی اور شریعت حضرت سلیمان ع کی عین شریعت موسے علیہ السلام تھی اور علم قضا و کیمیا و منطق الطیر و الدواب و تسبیح جبال ملک و اقبال مثل داؤد کے مگر تسخیر ہوا و جنات زیادہ ہوئی اور مقاتل کے نزدیک ملک انکا ہی زیادہ تھا اور انکی راے فیصل خصومات مین صائب تھی اور شاکر زیادہ تھے اور معالم مین محمد ابن کعب قرظی سے روایت ہی کہ لشکر سلیمان سو فرسخ مین پڑتا تھا پچیس مین انسان اور پچیس مین حیوان دواب اور پچیس مین جنات اور پچیس مین وحش و طیور اور تین سو منکوحہ اور سات سو کنیز آنجناب کے تصرف مین تھین اور سب کے لیے محل جدا جدا تھے اور سب محل شیشے کے بنے تھے اور سب محل ایک تخت پر تھے اُس تخت کو ہوا لیے پھرتی تھی در تفسیر کشاف مین لکھا ہی کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام دس ہزار فرسخ مین نزول فرماتا تھا اور دو فرسخ مین ریشم کا فرش بچھایا جاتا تھا اسکے بیچ مین تخت رکھا جاتا تھا اور جملہ اکابر و اشراف کرسیون پر بیٹھتے تھے اور ہوا اسی بساط کو لیے اڑتی تھی اور معالم التنزیل مین مقاتل ابن حبان سے روایت ہی کہ شیاطین نے حضرت سلیمان کے واسطے ایک فرش زرد و چوبہ ریشم کا بنایا تھا دو فرسخ کا اُسکے درمیان منبر سونے کا رکھا جاتا تھا اُسپر حضرت سلیمان ع بیٹھتے تھے اور تین ہزار کرسیان طلائی و نقرئی بچھائی جاتی تھین طلائی پر اولا د پیغمبران علما و فضلاے دوران اُنکے گرد جن و شیاطین و عامہ انسان در طائفہ طیور اپنے پرون سے اس مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ حرارت آفتاب نہ پہونچے اور ہوا اس بساط نشاط کو اُٹھاتی صبح سے تا شام ایک ماہ راہ اور شام سے تا صبح اسی قدر طے کرتی تھی سعید ابن جبیر سے روایت ہی کہ چھہ سو کرسیان بچھائی جاتی تھین اُسپر انسان و جنات بیٹھتے تھے اور طیور پرون سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اُٹھاتی تھی اور حسن سے روایت ہی کہ یہ معجزہ تسخیر ہوا کا بعد پی کرنے گھوڑون کے ملا تھا اور یہ بیبیان بعد اس معاملے کے ظاہر ہوئی ہین امام راغب اپنی تفسیر مین تصریح کرتے ہین کہ لشکر حضرت سلیمان کا باوصف کثرت

نہ کرے اور اسباب ضروری مثل چھری و مقراض و میل و کلند و تبر و سوزن و رشتہ و موتراش و آئینہ و شانہ و عصا و شمشیر و
مسواک و سرمہ دان و شیشہ وغیرہ ہمراہ رکھے اور جب قافلہ چلے تو خود بیچ مین رہے اور جب منزل مین اترے تو
اُنکے ساتھ ہو جدا نرہے اور وقت شب عصر سے زیادہ سفر مین احتیاط کرے اور جو ممکن ہو تو بعض ادویہ ضروریہ
ہمراہ رکھے اور چارپایہ پر بوجھ بہت نہ لادے کہ اُسکو تکلیف ہو اور توشے کی محافظت کرے اور جو قدرت ہو تو ایام
سفر سے زیادہ ساتھ لیجاوے اور جو امر پیش آوے اُسکا آل کار سوچ لیوے اور پیشہ و قناعت و کسب حرفہ جو کہ
بہتر ہو اختیار کرے اور کسب نیک کے سیکھنے مین عار و ننگ کرنا نہایت نادانی اور بیعقلی ہے اور چاہیئے کہ فنون
ضروریہ اور علوم لابدیہ کی تحصیل مین کوشش بلیغ کرے اور جس امر کا وقوع بیشتر ہے اُسمین تجربہ حاصل کرے اور علوم
مجلس کو بھی حاصل کرنا ضروریات مین شمار کرے مثلاً خط و انشا و شعر و قصص و لطائف غریبہ صناعات عجیبہ و صفائی
تقریر و قدرت تحریر و علم حساب و فن معما سیکھے اور لعن و فحش کی عادت نکرے اور غم و شادی اور غصہ و غضب مین
ایسی بات نکرے کہ بعد اسکے ندامت و پشیمانی ہو اور عیادت بیماران اور تعزیت مصیبت رسیدگان کو خصال حمیدہ
اور محاسن پسندیدہ مین جانکر اختیار کرے اور محبت علما و صلحا و صحبت فضلا و اتقیا کو اکسیر اعظم تصور کرے
اور موجب اجر و ثواب جانے اور دولتمندی و ارجمندی و فقر و بیکسی مین اخلاق قدیمہ کا ترک کرنا از دلالت سفلگی و
کم ظرفی سمجھے کیونکہ دولت پر ناز کرنا کہ صبح آئی شام کو گئی صریح حماقت و بیوقوفی ہے اور فقر و غربت مین رنج و ملال کرنا
باانیہمہ کہ اللہ صاحب فرماتے ہین فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا از بس بیخبری اور جہالت ہے اور لازم ہے کہ ایام
حیات اور صحت و تندرستی کو غنیمت جانکر دنیا کو مزرعۂ آخرت جانے اور عمل خیر سے باز نرہے ؎ نیست دنیا
جاے راحت از غمش ای دل برآ + رخت ازین ویرانہ بر کش زین منزل برآ + مزرعۂ عقبیٰ ست دنیا نہ مقر و
عیش گاہ + تخم نیکی کشتہ زینجا باز مستعجل برآ + اور جب بوڑھا ہوا اور قریب مرگ پہونچے تو استغفار و تہلیل و تسبیح
مین سرگرم رہے اور اہل و عیال کو استقامت احوال و صبر و قناعت کی وصیت کرے اور جو اللہ عنایت و کرم کرے
تو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر جان کو سپرد جان آفرین کرے ؎ این نصیحت ہاے نیک از خود نصیحت
عیب نیست + بدگوای مستمع از طعن بیحاصل برآ + معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ ایک دن حضرت لقمان کے بیٹے نے
التماس کیا کہ ای پدر بزرگوار اگر کوئی کام بد اخفا کرون جسکو کوئی نہ دیکھے تو اللہ کس طرح جانے فرمایا ای پسر اگر
ہو کوئی چیز دانہ رائی کے برابر اور رہتی ہو کسی پتھر مین یا آسمان و زمین مین لا حاضر کرے اسکو اللہ بیشک اللہ
پوشیدہ چیز جانتا ہے خبردار ہے چنانچہ اسی قول کو اللہ صاحب کلام اللہ مین نقل فرماتے ہین یا بنی انہا ان تک مثقال
حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات وفی الارض یات بہا اللہ ان اللہ لطیف خبیر اس کلام کے سنتے ہوئے
پتہ اُسکا پھٹ گیا اور تھا یہ کلام آخری حضرت لقمان کا عمر حضرت لقمان کی ہزار برس کی کتب سیر مین لکھی ہے اور
فلسطین مین مابین مسجد رملہ و سوق مدفون ہین روایت ہے کہ جسدن حضرت لقمان نے وفات پائی اُسی دن ستر
پیغمبرون نے رحلت اس عالم سے فرمائی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ذکر انکا سورۂ لقمان مین ہے اور کہین نہین اور

سبحان اللہ الخالق والدائم پاک ہی اللہ جو پیدا کنندہ اور ہمیشہ رہنے والا ہی اور لوا کہتا ہی من سکت سلم یعنے جسنے
خاموشی کی وہ سلامت رہا یہ سب بولیان جو لکھی گئین حضرت سلیمانؑ نے جانورون کے بولنے پر انسان وجنات
سے بیان فرمائی ہین کاتب نے بنظر تطویل حکایت کو ترک کیا ہی اور حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے تھے کو عشار
پر جو مسافرون سے کچھ بلاوجہ لیتا ہی خواہ وہ ایک لینے والا ہو لعن کرتا ہی اور باز کہتا ہی سبحان ربی العظیم
وبحمدہ پاک ہی رب میرا بزرگ ومحمود اور غوک بولتا ہی سبحان ربی القدوس پاک ہی پروردگار قدوس اور بادہ
کہتی ہی سبحان المذکور بکل لسان پاک ہی جسکا ذکر ہر زبان مین ہی اور تیتر کہتا ہی الرحمن علی العرش استوے
معالم مین ہی کہ ایک دن بلبل اپنی دم وسر ہلا ہلا کہہ رہا تھا حضرت سلیمانؑ نے فرمایا یہ کہتا ہی مین نے آج آدھا
خرما کھایا ہی اندیشہ باز پرس قیامت سے ہلاک ہون خاک برسر دنیا محققین کہتے ہین کہ یہ قول اسکا از روے
خوشحالی وفارغ بالی تھا فائدہ یہ معجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مشہور ہی اور کلام الٰہی مین مذکور اللہ تعالے
نے اپنے حبیب کی امت مین ایسی ایسی کرامات کی بہت دھوم دھام فرمائی ہی چنانچہ ایکدن یہودیون نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم سات باتون کا جواب دو تو ہم ایمان تمھارے پیغمبر کا لائین فرمایا
بیان کرو لیکن از روے تفقہ نہ از راہ تعنت یہودیون نے کہا چکاوک ومرغ خانگی وغوک آبی وحمار اہلی واسپ وتیتر
وزرزور کی بولی کیا ہی فرمایا چکاوک کہتا ہی اللھم العن من عصی محمداً وآل محمد ای خدا اپنی رحمت سے دور رکھ جو دشمن
محمد واولاد محمد کا ہی اور مرغ کہتا ہی اذکروا اللہ یا غافلین اللہ کو یاد کرو چوکنے والو اور مینڈک بولتا ہی سبحان المعبود
فی لجج البحار اور حمار اہلی کہتا ہی اللھم العن العشار اور گھوڑا وقت حرب کہتا ہی سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح اور تیتر
کہتا ہی الرحمن علی العرش استوی اور زرزور بولتا ہی اللھم انی اسالک قوت یوم بیوم یا رزاق پس یہودی ایمان لائے
اور حضرت صادق اپنے باپ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ کرگس آواز کرتا ہی یا ابن آدم عش ما شئت
آخرک الموت یعنے ای بیٹے آدم کے عیش کرلے جتنی چاہتا ہی آخرکار تجھکو موت ہی اور عقاب کہتا ہی فی البعد من الناس
انس اور چکاوک بولتا ہی اللھم العن مبغضی آل محمد اور ابابیل کہتا ہی الحمد للہ رب العالمین اور الضالین کو ایسا مد سے پڑھتا
ہی جس طرح اچھے قاری پڑھتے ہین القصہ یہ ادراک حضرت سلیمان علیہ السلام کا منجملہ معجزات تھا اور اولیا امت محمدیہ
علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی کرامت سے متقدمین اولیاؤن مین اکثر ایسے ہوئے کہ حیوانات غیر ناطق کی
بولیان بخوبی سمجھتے تھے اور متاخرین مین بھی بہت گذرے اور اب بھی موجود ہین چنانچہ ابھی تھوڑے دن ہوے
کہ فقیر کے جد امجد مرشد برحق حضرت شاہ میر محمد علوی قلندر قدس سرہ تھے کہ سنہ ۱۲۴۴ھ تک اس عالم مین موجود
تھے بے تکلف بعض طیور کے کلام سمجھتے تھے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء تولد حضرت مرشد کا تاریخ پانچوین رجب
سنہ ۱۱۶۴ ہجری مطابق جیٹھ سمبت ۱۸۰۸ مین ہوا اور تاریخ وفات صوری ومعنوی دوشنبہ دہم جمادی الاولی سنہ ۱۲۴۴ ہجری اور اس
حساب سے عمر آپ کی اسّی برس کی ہوئی دوسرا معجزہ حضرت سلیمانؑ کو اللہ نے یہ عطا کیا تھا کہ ہوا کو مسخر کردیا
تھا اسکے زور سے جہان کہین جاتے مع لشکر چلے جاتے معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ حضرت سلیمانؑ دمشق سے

از دیوان سید دری مین خوشی ۱۲۶۲

منتشر و پریشان نہوتا کمال ضبط و ربط سے چلتا تھا ہر گروہ پر ایک نقیب معین تھا کہ وہ حد سے تجاوز نکرنے دیتا تھا
اور اس باعث سے کوئی شخص اپنے مقام سے پیش و پس نہوتا تھا اور تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ داہنی طرف تخت کے دو لاکھ کرسیان
اکابر انس او ربائین جانب دو لاکھ کرسیان اشراف جن کی بچھائی جاتی تھین اور میمین و یسار ۲۴ بینتیس ۳۴ بینتیس منبر رکھے جاتے
تھے اپر علما و فضلا و اتقیا و صلحاے انس و جن بیٹھکر وعظ کرتے تھے اور طیور اپنے پرون سے سایہ کرتے تھے اس
تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی اور ابن زید سے معالم التنزیل مین روایت ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس
ایک مرکب چوبی تھا اسمین ہزار رکن ہر رکن مین ہزار خانے اسپر جنات و حضرت انسان سوار ہوتے تھے اور ہر
درجے پر ایک ہزار دیو معین تھے وہ تخت کو اٹھاتے تھے پھر اسکو ہوا لیکر چلتی تھی اور سواری کا یہ انتظام ہوتا تھا
کہ باوصف شدت ہوا کسی کھیت کے درخت کو حرکت نہوتی تھی اور گرد و غبار کا نشان نہوتا اور کسی بچارہ ضعیف
جانور کو بھی نقصان نہ پہونچتا تھا اس شوکت و حشمت کا اشارہ سورۂ نمل مین ہی وقال ایہا الناس علمنا منطق الطیر
واوتینا من کل شی ان ہذا لہو الفضل المبین یعنے حضرت سلیمانؑ نے کہا ای لوگو ہمکو سکھائی ہی بولی اڑتے جانورونکی
اور عطا کین ہمکو ہر چیزین بیشک و شبہہ یہی ہی بڑائی صریح یعنے جو چیزین دنیا مین درکار ہین اور اُسکی انسان کو
ضرورت ہی سب عنایت فرمائین مثلاً ملک و مال و زن و فرزند و حسن و جمال و علم و عقل وغیرہ سب اللہ نے دیا
ہی یا یہ مراد ہی کہ جو کچھ پیغمبرون اور بادشاہون کو ضرور ہی وہ سب اللہ نے اپنے فضل و کرم سے عنایت کیا ہی اور
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس آیت سے امور دنیا و آخرت مراد ہین اور مقاتل ابن حبان کے
نزدیک نبوت و ملک و تسخیر جن و شیاطین مراد ہی فائدہ طیر کو اسلیے منطق کہا کہ جس طرح کلام حضرت انسان سمجھ مین
آتا ہی اسی طرح آواز طیور سے بھی ادراک و فہم حاصل ہوتا ہی اس لیے ہر ایک مرغ کی ایک آواز علیحدہ ہی اکثر
بنی آدم اُس سے کچھ کچھ معانی و مطالب نکال لیتے ہین الا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالے نے مکالمہ طیور کا
علم کامل و فہم صحیح عطا فرمایا تھا چنانچہ معالم التنزیل مین ہی کہ ایک دن کبوتر بولا حضرت سلیمانؑ نے فرمایا
کچھ جانتے ہو یہ کیا کہتا ہی سبنے کہا اللہ و رسولہ اعلم فرمایا لدوا للموت وابنوا للخراب یعنے ای لوگو پیدا ہو مرنے کو
اور بناؤ بگڑنے کو اور فاختہ کہتی ہی لیت ذا الخلق لم یخلقوا کاش مخلوق مخلوق نہوتی اور طاؤس بولتا ہی کما تدین
تدان یعنے جو تو کریگا جزا پاویگا اور ہدہد کہتا ہی من لا یرحم لا یرحم یعنے جو رحم نہ کریگا رحم نہ کیا جاویگا اور لٹورہ
کہتا ہی استغفروا اللہ یا ایہا المذنبون بخشش مانگو اللہ سے ای گنہگارو اور طوطی بولتا ہی کل حی میت وکل جدید فان یعنے
ہر زندہ مرنیوالا ہی اور ہر نیا پرانا ہونے والا ہی اور بعض تفاسیر مین ہی کہ کبوتر بولتا ہی سبحان ربی الاعلی ملا سمائہ وارضہ
پاک ہی میرا رب اُسنے بھر دیے زمین و آسمان لہر ہدہد بولتا ہی لٹورہ کی بولی یہ سب مدارک التنزیل مین ہی اور بعض کے
نزدیک طوطی ویل لمن لدنیا ہمہ بولتا ہی یعنے خرابی ہی اُسکی جسکا مطلب سراسر دنیا ہی اور ابابیل بولتا ہی قدموا
خیرا تجدوہ آگے بھیجوگے نیکی پاؤگے اور قمری کی صدا سبحان ربی الاعلے ہی اور بعض تفاسیر مین کل شی ہالک
الا وجہہ ہر چیز نابود ہوگی مگر ذات خدا لیکن بروایت صحیحہ یہ صدا چیل کی ہی کذا فی المدارک اور ہزار داستان بولتا ہی

سلیمان علیہ السلام کے تابعدار تھے اور ایک فرشتہ تازیانہ آتشین لیے ہوئے انپر تعنیات رہتا تھا تاکہ حکم مین تمرّد نہ کرین اور اسی کے ضمیمہ مین ایک چشمہ پگھلے تانبے کا بلدۂ صنعا کے متصل پانی کی طرح جاری کیا کہ ہر مہینے مین تین رات دن بہتا تھا اور جنات اُس سے تانبا لیکر باسن بناتے تھے (متعلقہ یمن ۱۲) کما قال اللہ فی سورۂ سبا واسلنا لہ عین القطر ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ ومن یزغ منہم عن امرنا نذقہ من عذاب السعیر یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات یعنے بہا دیا ہمنے اُسکے واسطے چشمہ پگھلے تانبے کا اور جنون مین سے کئی لوگ جو محنت کرتے اُسکے سامنے اللہ کے حکم سے اور جو کوئی پھرے انمین ہمارے حکم سے چکھادین ہم اُسکو آگ کی مار اور بناتے تھے اسکے واسطے جو چاہتا قلعے و تصویرین و لگن جسطرح تالاب اور دیگین چولھون پر جمین بعض اہل تفسیر کہتے ہین کہ یہ چشمہ ہمیشہ جاری رہتا تھا اور ابتک جاری ہی اور خلق اس سے نفع اُٹھاتی ہی اور تواریخ مین ہی کہ اُسی تانبے سے جنون نے بڑے بڑے برتن بنائے تھے چنانچہ ایک ایک پیالہ ایسا تھا کہ جسمین ہزار آدمی کھاوین اور دیگین تین تین پائے کی ایسی بلند تھین جسطرح پہاڑ کہ اپنی جگہ سے جنبش نہین کرسکتین اور بارہ ہزار باورچی ایک ایک پر کھانا پکاتے تھے اور سوا اسکے پتھر و لکڑی کے باسن بھی بناتے تھے چنانچہ ابتک اس قسم کے باسن یمن مین موجود ہین اور مکانات سنگین بھی اُنکے بنائے ہوئے یمن مین ہین چنانچہ قلعہ مرواح و ہندہ و ہنید و عدان وغیرہ مشہور ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ذخیرۃ الملوک مین لکھا ہی کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ دیوون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے پتھر کی دیگین تراشی تھین کہ ہر ایک مین دس اونٹ اُترجاتے تھے اور ہر روز ہزار دیگین پکتی تھین اور لشکر کے لوگ کھاتے تھے اور قصص مین لکھا ہی کہ انشی خروار نمک کے ہر روز باورچیخانہ حضرت سلیمانؑ مین صرف ہوتے تھے لیکن حضرت سلیمانؑ اُسمین سے ایک لقمہ کھاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ رکھتے اور زنبیل بُنتے اور شام کے وقت اُسکو بیچتے اور دو روٹیان جو کی لیکر گورستان مین کمل اوڑھکر جاتے اور روزہ افطار فرماتے اس حال مین جو کوئی مسکین ملجاتا تو اُسکو بھی شریک کرلیتے تھے روایت ہی کہ ہر روز لاکھ مرغ ذبح ہوتے تھے اُنھین کے پرون سے بتعلیم جبرئیل علیہ السلام زنبیل بناتے تھے تفسیرون مین لکھا ہی کہ حضرت سلیمانؑ کے عہد مین جنات تانبے و پتھرون وغیرہ کی تصویرین بناتے تھے اور بعض کتابون مین ہی کہ پیغمبرون اور فرشتون کی تصویرین مسجدون مین بناتے تھے اس طرح کہ عبادت کرتے ہین تاکہ عوام اُنکو دیکھکر عبادت کرین اور بعض کہتے ہین کہ سباع و طیور کی تصویرین بناتے تھے چنانچہ منقول ہی کہ تخت سلیمانؑ مین دو تصویرین کرگس کی اور دو شیرون کی بنائی تھین کہ جب حضرت سلیمانؑ تخت پر جانے کا ارادہ کرتے تو دونون شیر اپنے بازو پھیلاتے کہ اُنپر ہوکر حضرت سلیمان چڑھ جاتے اور جب تخت پر بیٹھتے تو دونون کرگس پرون سے سایہ کرتے تھے اور بعض تفسیرون مین ہی کہ آدمی کی صورتین بناتے تھے اور خالق لایزال کے حکم سے لڑائی کے وقت اُنمین روح پڑجاتی تھی کہ وہ لڑائی مین پیش پیش ہوتے تھے اس مقام سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت سلیمانؑ کے عہد مین بنانا تصویر کا جائز تھا جسطرح حضرت عیسےؑ کے عہد مین کہ صورت خفاش خود بناکے اُڑاتے تھے اور ہماری شریعت

سوار ہوتے اور اصطخر مین کہ ایک مہینے کی مسافت شام سے واقع ہی قیلولہ کرتے پھر بابل مین تشریف لیجاتے
وہ بھی ایک مہینے کی راہ پر ہی اگر سوار جلد چلنے والا جائے اور کبھو رے سے سوار ہوتے سمرقند مین بیتوتت
کرتے ایک بار صبح کو ارض عراق سے سوار ہوے اور شہر مرو مین دوپہر کو پہونچے اور عصر کی نماز بلخ مین پڑھکے
چین مین تشریف لائے اور رات بھر رہے پھر صبح کو ساحل بحر پر روان ہوئے زمین قندھار مین سوار ہوے
پھر وہان سے کرمان مین تشریف لے گئے بعد اُسکے ارض فارس مین گئے اور چندے مقیم ہوے پھر ایک روز صبح کو
سوار ہوے اور ملک کاشغر مین قیلولہ کرکے شام کے وقت ارض شام مین تشریف لائے اور بود و باش اکثر حضرت
سلیمانؑ کی مدینہ تدمر مین تھی اور مواہب علیہ مین ہی کہ شہر تدمر شام مین ایک شہر ہی جسکو دیوون نے حضرت
سلیمانؑ کے لیے بنایا تھا صبح کو وہان سے باہر آتے اور پھر بوقت مغرب اُسی جگہ ہوا پہونچا دیتی اور ربدارک مین
لکھا ہی کہ صبح کو تدمر سے باہر آتے اور اصطخر فارس مین قیلولہ کرتے اور شام کو کابل مین جاتے اور دوسرے دن
کابل سے بابل مین اور پہر دن چڑھے اصطخر مین ہوتے اور شام کو پھر تدمر مین آتے تھے روایت ہی کہ طعام چاشت
شہر رے مین کھاتے اور طعام شام سمرقند مین اسی معجزے کا ارشارہ کلام باری مین ہی فسخرنا له الريح تجري بامره رخاء
حيث اصاب یعنے پھر ہمنے تابع کی اسکے ہوا چلتی اُسکے حکم سے نرم نرم جہان پہونچا چاہتا اور دوسری جگہ ارشاد ہی
ولسليمان الريح غدوها شهر ورواحها شهر یعنے سلیمانؑ کے تابع کی ہوا صبح کی منزل اُسکی مہینے کی راہ اور شام
کی منزل ایک مہینا کہ شام سے یمن اور یمن سے شام آدھے دن مین جاتے اور تیسری جگہ یعنی سورۂ انبیا
مین ارشاد ہی ولسليمان الريح عاصفة تجري بامره الى الارض التي باركنا فيها یعنے سلیمانؑ کے تابع کی ہوا جھپکے
کی چلتی اسکے حکم سے زمین کی طرف جہان برکت دی ہمنے مراد اس زمین سے زمین شام ہی **فائده** آیات کریمہ
سے واضح ہوا کہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے اختیار مین کردی گئی تھی کہ جب چاہتے نرم چلتی اور جب چاہتے
سخت چلتی اور اگر کوئی نافہم تعارض کا خیال کرے تو کچھ تعارض نہین ہی **فائده** یہ معجزہ حضرت سلیمان
علیہ السلام کا افضل و اعلی معجزات مین ہی اور اُسکے مقابلے مین اللہ جل شانہ نے اولیاء امت مصطفو یہ پر یہ
یہ عنایت فرمائی ہی کہ زمین اُنکی تسخیر مین ہی کہ جب کبھو ہزار منزل کا بھی قصد کرتے ہین یا برس دو برس کی راہ
جانے کا ارادہ فرماتے ہین ایک پلک مارنے مین پہونچتے ہین اور زمین لپٹتی ہوئی چلی آتی ہی بلکہ اکثر اولیاء اللہ
ہمیشہ نماز کعبے مین پڑھتے ہین کہ اکثر عالمون اور صادقون سے مکہ معظمہ مین بحالت طواف ملاقات ہوئی اور
اُنھون نے تاریخ حفظ کر رکھی اور اس ولی اللہ سے حال پوچھا ہی قصص صحیحہ اُنکے کتب سیر مین موجود ہی کتاب
سیر العارفین و تذکرۃ الاولیا و نفحات و اخبار الاخیار و تاریخ یافعی وغیرہ دیکھنے سے اسکی کیفیت معلوم ہوتی ہی مگر اولیاء امت
محمدیہ طی ارض کی کچھ حقیقت نہین جانتے بلکہ اس قسم کے امور کو مانع وصول حق سمجھتے ہین چنانچہ ایک مرتبہ ایک
مرید حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیت المقدس سے ایک کام کو آیا حضرت نے
اُسکو سرزنش فرمائی تا گزیر اُسنے توبہ کی اور کہا کہ پھر ہوا مین نہ اڑونگا تیسرا معجزہ یہ تھا کہ جن و شیاطین حضرت

مجھکو ہر طرح کی نعمت دی ہی یہ امر بھی ممکن ہی وحی ہوئی کہ اچھا اگر تیری یہ آرزو ہی تو کر چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک میدان آٹھ مہینے کی راہ کا دریا کے قریب صاف کرایا اور فرش بچھوایا اور جنات نے ہر طرح کے کھانے کی سات لاکھ دیگین کہ ستر ستر گز کی طویل و عریض تھین مہیا کین اور بڑی بڑی لگنین لا کر اُس میدان مین رکھدین تب جن وانس و وحوش و طیور کو اذن ہوا کہ اس میدان مین حاضر ہون اور ہوا کو حکم ہوا کہ تخت اُٹھا کر دریا پر کھڑا کرے کہ اپنے روبرو سب کو کھلاؤن الغرض تخت سلیمانؑ دریا پر آیا اور حیوانات جمع ہونے لگے دفعۃً ایک مچھلی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین بھوکھی ہون فرمایا سب مخلوق الٰہی جمع ہوتی ہی جب سب جمع ہو جاوینگے تب کھانے کو ملیگا تھوڑا توقف کر اُسنے کہا یا رسول اللہ مجھے طاقت انتظار نہین اگر مین صبر کر سکتی تو آپکی حضور مین گستاخانہ عرض نکرتی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تجھے طاقت صبر نہین ہی تو بقدر حاجت کھالے اُسنے تمام کھانا کھا لیا پھر فریاد کرنے لگی یا رسول اللہ ابھی تک میرا پیٹ نہین بھرا ہی مجھکو اور کھانا منگوا دیجیے حضرت سلیمان علیہ السلام کو سخت حیرت ہوئی اور فرمانے لگے کہ مین نے تمام خلائق کے واسطے یہ کھانا بہم پہونچایا تھا تو نے ایک ہی لقمہ مین صاف کر دیا اب اور کھانا کہان سے لاؤن اُسنے التماس کیا یا رسول اللہ مین تو اپنے گھر مین ہر روز تین لقمے کھاتی ہون آج تمھارے یہان آئی تو بھوکی رہی حضرت نے فرمایا کہ اب کھانا نہین ہی صبر کر مچھلی بولی کہ اگر کھانا تمھارے گھر مین نہین تو مخلوق الٰہی کو کسواسطے بلاتے ہو اُس وقت حضرت سلیمانؑ بیہوش ہو گئے بعد اُسکے سجدے مین گر کے رونے لگے کہ یا رب تو بیشک رزاق مطلق ہی میری کیا طاقت جو تیری مخلوق کی دعوت کر سکون تو ہی ایسا رازق علیم ہی کہ ہر روز صبح و شام سبکو کھلاتا ہی آخر کار تمام خلق خدا اُس دن بھوکھی رہی اور حضرت سلیمانؑ نادم ہوے روایت ہی کہ یہ مچھلی زمین والی تھی کہ اللہ نے امتحاناً بھیجی تھا اور زمین کو ہوا پر رکھا اور مچھلی کو اجازت دی کہ حضرت سلیمانؑ کی دعوت مین حاضر ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک مچھلی تھی دریا کی اس طرح کی مچھلیان اللہ تعالی نے بہت پیدا فرمائی ہین بیشتر علما کہتے ہین کہ حقتعالی نے سارا کھانا دعوت کا ایک لقمہ کیا مچھلی کا تا کہ قدرت و طاقت حضرت رحمان اور عاجزی و ضعیفی حضرت سلیمانؑ کی کھلجائے پھر ایکدن حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر سوار ہوئے اور ہزار وزیر کہ سردار اُنکے آصف ابن برخیا تھے مدد مستگذاری مین کرسیون پر بیٹھے اور جنات اور شیاطین گرداگرد کھڑے ہوئے اور طیور ہوا مین صف باندھے ہوئے حاضر ہوئے اور حسب عادت ہوا نے تخت اُٹھایا کما قال فی سورۃ النمل وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر فہم یوزعون یعنے جمع کیے سلیمانؑ کے پاس اُسکے لشکر جن و انسان و اُڑتے جانور پھر اُنکی مثالین تھین ہر ایک مثل پر ایک نقیب و ایک چوبدار کہ انکو آگے پیچھے نہ بڑھنے دے اور لشکر پریشان نہونے پاوے اور روانہ ہوے حتی اذا اتوا علی واد النمل قالت نملۃ یا ایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وہم لا یشعرون یعنے یہانتک کہ جب پہونچے چیونٹیون کے میدان مین کہا ایک چیونٹی نے ای چیونٹیون گھس جاؤ اپنے گھرون مین نہ پیس ڈالے تمکو سلیمانؑ اور اُسکا لشکر اور انکو خبر نہو بعضے کہتے ہین کہ اُنون مین ہوا حضرت سلیمانؑ کی مسخر نہ تھی اس سبب سے لشکر زمین پر جاتا تھا سو چیونٹیون کے بادشاہ نے اپنی قوم سے اطلاع کر دی اور صحیح یہ ہی کہ خاص لشکر ہوا پر تھا اور اُنکی سواریان زمین پر

تعرض قصہ سلیمان علیہ السلام فی الجلالین نملۃ ای ملکۃ النمل قولہ جنود سلیمان ۱۲ منہ

مین تصویر کا بنانا منع ہوا ہی چنانچہ سفیاوی مین حرمۃ التصاویر شرع محمدی صحیحین مین وارد ہی کہ ابو طلحہ نے کہا
فرمایا حضرت صلعم نے نہین داخل ہوتے فرشتے اُس گھر مین کہ ہو اُسمین کتا اور اُس گھر مین کہ ہون اُسمین تصویرین
اور یہی صحیحین مین حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ بہت سخت لوگون مین از روے عذاب
بروز قیامت وہ لوگ ہونگے کہ مناسبت کرتے ہین ساتھ خلق اللہ کے یعنے مشابہ کرتے ہین اپنے فعل کو فعل خدا سے
صورت بنانے مین یا بناتے ہین وہ چیز کہ مشابہ ہوتی ہی مخلوق الٰہی کے یعنے تصویر بخاری مین حضرت
عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ مین نے ایک چادر مول لی جسمین تصویرین تھین اسکو بطور پردہ دروازے پر
لٹکایا تھا حضرت نے جو اُسکو دیکھا تو باہر کھڑے رہے گھر مین نہ آئے تو مجھکو معلوم ہوا کہ حضرت کو کوئی چیز بری معلوم
ہوئی ہی تب مین نے کہا کہ یا رسول اللہ مین توبہ کرتی ہون جس چیز سے کہ آپکو ملال ہی تب حضرت نے فرمایا کہ یہ چادر
کیسی ہی مین نے کہا کہ مول لی ہی آپکے بیٹھنے کے واسطے تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی کہ ان اصحاب ہذہ الصور یعذبون یوم القیامۃ
ویقال لہم احیوا ما خلقتم یعنے مصوران تصویرون کے بنانیوالون پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور انکو حکم ہوگا کہ جلاؤ
جنکو تمنے بنایا اس حدیث سے نکلا کہ جس مکان مین تصویرین ہون اُسمین جانا مکروہ ہی مسلمان کو واجب ہی کہ اپنے
مکانون مین تصویرین نہ رکھین اور نفیس مباح چیزین کیا کم ہین جو تصویرون سے مکان کو بتخانہ بنائے اور اُسپر خدا
کی لعنت برسائے ابن مالک کہتے ہین کہ اگر اعتقاد کرے اسکا تو کافر ہی اور بسبب قبح کفر کے اُسپر عذاب زیادہ ہوتا ہی
اور صحیحین مین عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہی کہ وہ فرماتے ہین مین نے سنا حضرت صلعم سے کہ فرماتے تھے
سخت تر لوگون کے از روے عذاب مصور لوگ ہین یعنے جن لوگون پر سخت عذاب ہوگا منجملہ انکے یہ بھی ہین بعض علما نے
لکھا ہی کہ یہ وعید اُنکے حق مین ہی کہ بتون کی صورتین بنا بر عبادت بناوین اور بعضون نے کہا کہ جو بقصد مشابہت
خدا صورت بناوے وہ بھی کافر ہی اور جو کوئی بغیر اس قصد کے بناوے وہ فاسق ہی نہ کافر اور اتفاق ہی اسپر کہ مراد
تصویر حیوانات کی ہی کہ یہ حرام مطلق اور اشد کبیرہ ہی نہ صورت غیر جاندار اور درخت وغیرہ کی اور عرف مین اطلاق
مصور کا اول پر ہی اور ثانی کو نقاش بولتے ہین اور مجاہد نے تصویر درخت باردار کو بھی مکروہ جانا ہی اور محققین کے
نزدیک مطلق یہ فعل خالی کراہت سے نہین ہی اور داخل لہو ولعب یا لایعنی ہی کذا فی مظاہر حق **فائدہ** ہمارے حضرت
صلعم کی حضور مین جنات بشوق ایمان عاشقانہ حاضر ہوتے تھے نہ کوئی فرشتہ تعینات تھا نہ اور نہ کوئی کوڑا لیے
کھڑا تھا اور آنجناب کی برکت سے جنات و پری خواص اُمت کی خدمت مین حاضر رہتے ہین اور خاص الخواص کی کفش برداری
کرتے ہین چنانچہ حکایات ملا محمد غوث گوالیاری مشہور ہین اور ہمارے پیر و مرشد حضرت شاہ صفت اللہ
قدس سرہ کہ بارہ سو چودہ ہجری تک موجود تھے اُنکی خدمت مین اکثر جنات نے فیض معرفت پایا ہی اور اُنکی خانقاہ
مین ابتک حضرت شاہ کرامت علی مدظلہم العالی کے پاس حاضر رہتے ہین وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ ایک دن
حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالے سے درخواست کی کہ یا الٰہی مین چاہتا ہون کہ تمام مخلوقات کی دعوت
کرون حکم ہوا کہ رازق اپنے بندون کا مین ہون تو اُنکی ضیافت نہین کر سکتا التماس کیا کہ الٰہی تونے

اور بعضے کہتے ہین کہ ہنسنا حضرت سلیمانؑ کا خوشی سے تھا کہ کلام چیٹی کا سمجھ لیا بالجملہ حضرت سلیمانؑ نے اُس چیٹی کو
بلا کر اپنے دست مبارک مین لیا اور کہا کہ اے چیٹی تو جانتی ہے کہ میرا لشکر کسی پر ظلم نہین کرتا اُسنے کہا مین جانتی ہون تم
آپ نبی ہین ظلم اور جبر آپ کی حکومت مین نہین ہے الا مین اپنی قوم کی سردار ہون چار و ناچار نصیحت کرنا مجھکو ضرور
تھا حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ میرا لشکر ہوا پر جاتا تھا تیری قوم کو کسطرح گزند پہونچتا اُسنے جواب دیا کہ میری غرض
یہ نہ تھی کہ زمین پر پس جائینگی مراد میری یہ تھی کہ مبادا اُنکی نظر تمھارے لشکر پر پڑے اور توزک و احتشام دیکھکر
تماشہ دیکھنے مین مشغول ہو جائین تو ذکر خدا سے غافل رہینگی اور میدان غفلت مین پامال ہو جائینگی یا تمھاری
بادشاہت کا کارخانہ دیکھکر آرزوے دنیا کرنے لگین اور دنیا مبغوضۂ حق ہے حضرت سلیمانؑ نے پوچھا کہ لشکر تیرا کسقدر
ہے اُسنے عرض کیا کہ میرے یہان چالیس ہزار سرہنگ ہین اور اُنکے چار ہزار نقیب اور ہر نقیب یا سرہنگ کے تحت حکومت
چالیس ہزار چیٹی ہین حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ تو اپنا لشکر کیون نہین باہر نکالتی اُسنے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مجھکو
تمام روے زمین عنایت ہوتی تھی مین نے قبول نہ کی اور زمین کے نیچے مین نے جگہ پکڑی تا کہ سواے خدا کے
کوئی شخص میرا حال نہ جانے پھر اُسنے پوچھا کہ اے پیغمبر خدا جو نعمتین کہ اللہ تعالے نے تمکو عطا کی ہین اُنمین سے ایک
مجھسے بیان کرو حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ ہوا میری تابعدار ہے کہ غدوہا شہر و رواحہا شہر اُسنے کہا یہ معنی ہین کہ مملکت
دنیا کی ہوا کا حکم رکھتی ہے کبھی آئی اور کبھی نہ آئی ؎ نہ بر باد رفتی سحرگاہ و شام + سریر سلیمان علیہ السلام +
باخر ندیدی کہ برباد رفت + خنک آنکہ با دانش و داد رفت + پھر حضرت سلیمانؑ نے کہا تیری بادشاہت بہتر ہے
یا میری اُسنے کہا میری اسلیے کہ تمھاری حضور مین ہوا حامل بساط ہے اور بساط حامل تخت اور تخت پر آپ تشریف
رکھتے ہین اور ہوا ایسے پھرتی ہے یا رسول اللہ سلطنت آپکی برباد ہے یہ سُنکر حضرت سلیمان علیہ السلام
ہنس پڑے اور فرمایا اس طرح کی دانش تجھکو کہان سے حاصل ہوئی اُسنے کہا یا رسول اللہ خدا کا علم صرف آپ ہی
کو نہین ملا ہے بلکہ اللہ نے مجھکو بھی کچھ عنایت کیا ہے اور مین بھی اُسکا ایک ناکارہ بندہ ہون مگر تم مقبول بندہ
ہو زبر دست اور مین ضعیف بیچارہ ہون اگر اجازت ہو تو کئی باتین حضور سے پوچھون ارشاد ہوا بیان کر اُسنے
کہا یا رسول خدا آپنے خدا سے ایسا ملک چاہا کہ اور کسی کے پاس نہو اس درخواست مین حسد کی بو آتی ہے
اور پیغمبرون کو اس سے بچنا لازم ہے کیا ہوتا اگر خدا سے تعالے بعد تمھارے اور کو بھی ایسی بادشاہی عطا کرتا اس
کلام سے حضرت سلیمانؑ کو رنج ہوا اس مور بیچارہ نے کہا سخن راست تلخ ہوتا ہے پھر اُسنے کہا یہ انگوٹھی جو آپکو خدا
نے دی ہے اسمین نکتہ یہ ہے کہ یہ ساری مملکت نگین کی قیمت ہے اور نگین ریزۂ سنگ ہے اور ریزہ حقیقت مین ہیچ ہے
پس جانو کہ دنیا ہیچ ہے اور معنی آپکے اسم مبارک کے یہ ہین کہ دنیا پر دل نہ لگاؤ کہ موت درپیش ہے حضرت سلیمانؑ
نے فرمایا ایسی باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ تو حکیم ہے لہذا مین چاہتا ہون کہ مجھے نصیحت کر اُسنے التماس کیا کہ آپ بادشاہ ہین
رعیت کی خبر گیری اور حال پرسی از روے شفقت اور عنایت کیا کیجیے اور مظلومون کی دادرسی فرمایئے کہ مین باوجود
اس ضعف و ناتوانی کے ہر روز اپنی رعایا کے حال سے مطلع ہوتا ہون اُسوقت حضرت سلیمانؑ نے زبان مناجات کھولی

جاتی تھین اور خدمتگار اور سائیس بھی زمین پر تھے اُنکی کثرت دیکھکر ملکہُ نمل نے کہا تھا معالم التنزیل مین کعب احبار سے
روایت ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے اہل و عیال خدم و حشم لیکر سوار ہوے اور ہوا تخت شاہی اُٹھا کے اصطخر
سے یمن کی طرف لے چلی تو پہلے حضرت سلیمانؑ مدینہُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین پہونچے وہان فرمانے لگے
کہ یہ مدینہ دار ہجرت نبی آخر الزمان کا ہی خوش ہی وہ شخص جو اُسکا ایمان لاوے اور تابعت کرے پھر کعبہ مین آئے
تو گرد کعبہ کے دیکھا کہ بتین رکھی ہین اور عبادت اُنکی ہو رہی ہی حضرت سلیمانؑ آگے چلے کعبہ رو دیا اللہ جلشانہ نے وحی
بھیجی کہ تو کیون روتا ہی اُسنے عرض کیا کہ یارب سبب رونے کا یہ ہی کہ سلیمانؑ نبی تیرا اور اُسکی قوم میری طرف دیکھتا
ہوا چلا گیا اور نماز نہ پڑھی اور بتین میرے گرد رکھی ہین ارشاد ہوا مت رو مین تجھکو ساجدین سے جلد بھر دونگا اور تجھمین
قرآن جدید اُتارونگا اور نبی آخر الزمان پیدا کرونگا کہ وہ جملہ انبیا سے افضل و احب ہی اور فرض کرونگا اپنے بندون پر
کہ تیری طرف ایسے شوق سے دوڑینگے جس طرح بیل اپنے گھر کو دوڑتا ہی اور فاختہ اپنے بچے کی طرف جاتی
ہی اور کبوتر اپنے بیضہ سے متوجہ ہوتا ہی اور ہرگز بتون کا نام اور نشان تجھمین نرہیگا اور بت پرست نظر نہ آوینگے
اور دن رات عبادت خدا ہوا کریگی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام وہان سے وادی نمل مین کہ جانب جنوبی طائف
مین واقع ہی پہونچے اور نزدیک قتادہ کے وادی نمل زمین شام مین ہی اور بعضون کے نزدیک اُسمین جناتے ہتے ہین
اور چیٹیان اُنکی سواری ہین مگر تحقیق یہ ہی کہ وہ میدان طایف سے دکھن کی طرف واقع ہی بالجملہ جب حضرت
سلیمانؑ مع لشکر اُس میدان مین پہونچے تو ایک چیٹی لنگڑی دو بازو کی شاید سردار تھی چیٹیون کی شفقت
سے پکارنے لگی کہ ای چیٹیو اپنے گھرون مین گھس جاؤ نہین تو لشکریون کے پیرون سے پس جاؤگی اگرچہ حضرت
سلیمانؑ نبی ہین اور اُنکی حکومت مین جبر اور ظلم نہین ہی مگر احتمال ہی کہ اگر تم گھرون مین داخل نہوگی تو
نادانستگی مین پامال ہوجاؤگی ہر چند کہ چیٹیون کی آواز کوئی نہین سُنتا مگر حضرت علیہ السلام کو معلوم ہوگئی
توحضرت سلیمانؑ نے لشکر کو روک دیا کہ چیٹیان اپنے گھرون مین داخل ہوئین فتبسم ضاحکا من قولہا وقال رب
اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی و علے والدی و ان اعمل صالحا ترضاہ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین
مسکرا کر ہنس پڑا سلیمانؑ اسکی بات سے اور بولا ای رب میری قسمت مین دے کہ شکر کرون تیرے احسان کا
جو تونے کیا مجھپر اور میرے مان باپ پر اور یہ کہ کرون کام نیک جو تو پسند کرے اور ملا لے مجھکو اپنی
مہر سے اپنے نیک بندون مین فائدہ والد کے احسانات تو معلوم ہین پر والدہ پر احسان یہ تھا کہ حضرت
داؤدؑ کی بی بی بھی بڑی پارسا و متخلق باخلاق حمیدہ تھین انھین پر حضرت داؤدؑ مفتون ہوئے تھے اور انھین کا ذکر
سورہ صاد مین ہی معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ اول تبسم تھا آخر ضحک حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہی کہ فرمایا
صدیقہ نے کہ مین نے نہین دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہنستے ہوئے کہ آپکے دانت کھلجاوین جب ہنستے
تو مسکراتے تھے اور عبداللہ ابن مغیرہ سے روایت ہی کہ مارایت احدا اکثر تبسما من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فائدہ ہنسنا حضرت سلیمانؑ کا از روے تعجب تھا کسواسطے کہ انسان جب عجب چیز دیکھتا ہی تو تعجب کرکے ہنستا ہی

تو کہا کیا ہی جو مین نہین دیکھتا ہدہد کو یا ہو رہا وہ غائب عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہدہد کو
جگہ پانی کی نظر آتی تھی جنے کہ زمین کے تلے پانی بھی دیکھ لیتا تھا جسطرح آدمی شیشہ مین دیکھے اور فوراً حضرت سلیمان کو
بتلا دیتا تھا اور یہ بھی کہ دیتا تھا کہ دور ہی یا نزدیک اور کبھی اپنی منقار سے کھود کر نشان کر دیتا تھا اور شیاطین اسی
نشان سے نکال لیتے تھے سو اس سفر مین وقت تلاش پانی نہ ملا اور منتخب حیوۃ الحیوان مین ہی کہ ہدہد کے تابع بارہ ہزار
راہ بتلانے والے اور انکے لاکھ تابعدار پانی کے نشان دہ تھے اور قصۂ غیبت ہدہد کا معالم التنزیل مین یون لکھا ہی کہ
حضرت سلیمانؑ نے بعد تعمیر بیت المقدس ارض حرم کا ارادہ کیا اور مع لشکر وہان پہونچے اور چندے مقیم ہوئے
اور جتنے دن رہے ہر روز پانچ ہزار گاے اور بیس ہزار دنبہ قربانی کیا کیے اور حاضرین دربار سے فرمایا کیے کہ
آگاہ ہو یہان نبی عربی جامع فضائل ظاہر ہوگا اور سب جگہ اسکا ڈنکا بجے گا اور دین ابراہیم کا مکمل ہوگا اور دین
حنفیہ کا مروج سو جو کوئی اس سے ملیگا اور ایمان لاویگا وہ اپنے حق مین بہتر کریگا سامعین بولے کہ اسوقت سے
کتنا عرصہ ہی فرمایا ہزار برس اور وہ سید الانبیا و خاتم المرسلین ہوگا پھر مناسک حج بیت اللہ شریف ادا کرکے
جانب یمن سوار ہوے جبتک مکہ معظمہ سے ایک مہینے کی راہ پر ایک وادی مین تشریف فرما ہوئے وہ وقت
زوال آفتاب کا تھا ہدہد نے دیکھا کہ حضرت سلیمانؑ لشکر کے اتارنے مین مصروف ہین مجھکو کون پوچھے گا چلکر سیر
کرون وہ اڑا تو اسکو جانب بازوے چپ ایک باغ نظر پڑا چونکہ اس باغ مین گل و ریحان بو فور تھا اور سبزہ ہر طرف
چمن چمن اگا تھا یہ اتر پڑا وہان ایک ہدہد یمن کا خوشی مین نغمہ سرا تھا کہتے ہین کہ نام ہدہد یمن کا عنفیر تھا اور
ہدہد سلیمانؑ کا نام یعفور سو بمقتضاے الجنس یمیل الی الجنس ہدہد یمن نے ہدہد سلیمان علیہ السلام سے پوچھا بھائی تم کہان سے
آئے کہان جاؤگے ہدہد سلیمانؑ نے کہا مین اپنے بادشاہ سلیمانؑ کے ساتھ ملک شام سے آیا ہون ہدہد یمن نے
کہا سلیمانؑ کون ہین اور کیا عہدہ رکھتے ہین اسنے کہا حضرت سلیمانؑ بادشاہ جنات اور انسان اور وحوش اور
طیور اور ریاح کے ہین عجب ہی کہ تو نہین جانتا ہی اب بیان کر کہ تو کون ہی اور کدھر سے آیا ہی اور کہان جائیگا
ہدہد یمن بولا کہ مین رہنے والا یمن کا ہون اور مسماۃ بلقیس میری ملکہ ہی گو تمھارے بادشاہ کا ملک اور لشکر تمھارے
بیان سے زیادہ معلوم ہوتا ہی لیکن بلقیس کی شان و شوکت کچھ کم نہین مالکہ ہی کیونکہ جمیع ممالک یمن اسکے اختیار مین
ہین اسوقت بارہ ہزار سردار اسکے تحت حکومت ہین اور ہر ایک سردار کے تابع ایک ایک لاکھ شمشیر زن و مقاتل ہین
اگر دیکھنا منظور خاطر ہو تو مین دکھلاؤن ہدہد سلیمانؑ بولا دل ضرور دیکھنے کو چاہتا ہی لیکن یہ خوف ہی کہ اگر توقف
واقع ہوا اور نماز کے وقت پانی کے لیے میری تلاش بادشاہ نے فرمائی تو مین نکال دیا جاؤنگا اور سزا پاؤنگا
ہدہد یمن نے کہا جب ملکۂ یمن کی خبر لیجائیگا تو بادشاہ خوش ہوگا آخرکار ہدہد سلیمانؑ ہدہد یمن کے ساتھ ملک بلقیس
مین گیا اور تماشے مین مصروف ہوا یہانتک کہ عصر کا وقت آگیا اور ظہر کا وقت جاتا رہا اور یہان حضرت
سلیمان علیہ السلام کے بعد زوال آفتاب پانی وضو کے واسطے مانگا جن اور انسان نے کہا یہان پانی نہین
ہی فرمایا ہدہد کو لاؤ سو ہدہد نہ ملا پھر کرگس سے پوچھا اسنے کہا مین نہین جانتا کیا ہوا مگر مینے کہین نہین بھیجا ہی

کہ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک الخ اور وہان سے رخصت ہوکر ارادۂ روانگی کیا تو مور بیچارہ نے التماس کیا یا
نبی اللہ آج میرے گھر آپ کی ضیافت ہی توقف فرمائیے ارشاد کیا کہ لشکر میرا بہت ہی اُسکی دعوت تجھسے نہوسکیگی
اُسنے نہایت اصرار کیا ناچار حضرت کو قبول کرنا پڑا ٹھہر گئے تو اُسنے ایک پیر ٹڈی بھیج دیا حضرت کو ہنسی آئی التماس
کیا کہ اسکو تھوڑا نہ سمجھیے قصص مین وارد ہی کہ حضرت سلیمانؑ نے اسکو پکوایا اور تمام لشکر نے کھایا اُسوقت حضرت
سلیمانؑ سجدہ مین گرے سبحان اللہ بجدو پاے ملخ مین کیسی برکت اللہ نے عطا فرمائی کہ لشکر سلیمانؑ کو کفایت کرگیا
مفسرین کو اس مور کے نام مین اختلاف ہی ضحاک کے نزدیک نام اسکا طاحنہ تھا اور مقاتل کے نزدیک خدمی
اور بعض کے نزدیک منذرا اور بعض کے نزدیک ملاحیہ اور بعض کے نزدیک خرسیا اسیطرح اختلاف ہی جسم مین
تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ جسم سلطان مور کا برابر خروس کے تھا اور بعض کہتے ہین سب چیونٹیان اُس وادی کی
بھیڑ کے برابر تھین اور زاد المسیر مین ہی کہ مینڈھے کے برابر تھین اور صحیح یہ ہی کہ اسیطرح کی چیونٹیان تھین کہ جیسے زمانہ
مین ہوتی ہین اور بادشاہ بھی مانند انکے تھا فائدہ سیلی کہتا ہی کہ نام مور کسطرح دریافت ہوا کیونکہ نام حیوانات کے
باہم مقرر و معہود نہین ہین اور نملہ زیر حکم بنی آدم نہ تھا کہ اسکا نام رکھا گیا پس جواب اس اشکال کا یہ ہی کہ شاید قدرت نے
اِس نملہ کا نام رکھا ہو اور بعض پیغمبرون کی زبان سے لوگون نے سنا ہو جسطرح بو قبیس اور ثور اور حرا پہاڑون کے نام دریافت
ہوئے اگر کوئی کہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے آواز چیونٹی کی کسطرح سُنی توجیہ اب یہ ہی کہ ہوا نے
اُسکی آواز حضرت سلیمانؑ کو پہونچائی چنانچہ معالم التنزیل مین ہی کہ جو کوئی کسی جگہ باتین کرتا تھا تو اُسکو ہوا پہونچاتی
تھی اور بحر الحقایق مین لکھا ہی کہ وادی نمل ہواے نفس حریص بنا ہی اور نملہ منذرہ نفس لوامہ اور حضرت سلیمانؑ
قلب اور ساکن نمل حواس خمسہ ہین اگر عاشق سخن شناس اس نکتہ مین تامل کرے تو کل قصہ کا مطلب واضح ہوجائے
تفسیر کبیر مین امام رازی نے ایک لطیفہ لکھا ہی کہ آفرین مورچہ کی فہمید پر کہ سمجھا ہرچند فرقۂ سپاہ ظلم اور تعدی مین
مصرفہ اور متعدی ہوتا ہی پر حضرت سلیمانؑ کی صحبت سرسری مین اسقدر مہذب ہوا کہ دیدہ و دانستہ مور نا تو ان پر
بھی زور اور پامالی روا نہین رکھتا ہی برخلاف روافض کہ ہرگز نہ سمجھے کہ صحابی رسول مختار کہ مصاحب اور ملازم
اور یار غار اور رفیق غمگسار تھے انہین افضل الانبیا کی صحبت نے ذرہ اثر نہ کیا کہ آپ کے بیٹی داماد نواسون پر
معاذ اللہ ظلم کرتے رہے روافض با رشاد عقل و در اعتقاد دین مورچۂ سلیمان سے کمتر اور بدتر ٹھہرے مدارک التنزیل
مین ہی کہ اسی سفر مین حضرت سلیمان علیہ السلام ایک وادی مین نزدیک کوہ صنعا کے جلوہ فرما ہوئے وہان پانی نہ
تھا اور وقت نماز کا نزدیک آگیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ وضو کرنے کا کیا مگر پانی نہ ملا اور نشاندہی پانی
کی ہدہد سے متعلق تھی سو ہدہد کو طلب فرمایا تاکہ پانی کا نشان دے وہ نہ ملا اُسوقت غائب تھا خواہ یون واقع
ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر جلوہ فرما تھے اور جملہ طیور سایہ کیے ہوئے تھے یکایک دھوپ سر مبارک پر
پڑی حضرت سلیمانؑ نے سر مبارک اُٹھا کر ملاحظہ کیا تو مقام ہدہد خالی پایا تب ارشاد کیا کہ ہدہد کہان ہی اور کیون
نظر نہین آتا کما قال اللہ فی سورۃ النمل و تفقد الطیر فقال مالی لا اری الہدہد ام کان من الغائبین یعنے خبر لی اُڑتے جانورون کی

ف
قصہ ہدہد سلیمان علیہ السلام
بنسبت ہدہد

یعرب ابن قحطان سے تھی اور بعض کے نزدیک نسل شرحبیل ابن مالک سے بہر تقدیر باپ اسکا بادشاہ عظیم القدر تھا اور ارض یمن اسکے قبضہ مین تھی اور اسکا یہ مقولہ تھا کہ ملوک اطراف میرے کفو نہین ہین کہ مین انکے گھر اپنا بیاہ کرون لہذا ریحانہ بنت السکن غیبیہ سے نکاح کیا اسی سے بلقیس پیدا ہوئی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی ان احدی ابوی بلقیس کان جنا پھر جب بادشاہ مرگیا تو بلقیس وارث ہوئی اور تخت سلطنت پر بیٹھنے کا داعیہ کیا بعض امراء عظام نے اطاعت اختیار کی اور بعض نے خلاف پر کمر باندھی اور مخالفین دو گروہ ہوئے اور اپنی اپنی وضع پر متفرق ہوئے پھر ہر ایک فرقہ نے ایک ایک طرف ملک یمن کی اپنے قبضہ اختیار اور حیطۂ اقتدار مین کرلی اور ان دونون فرقون کا ایک سردار بنا کہ سب لوگ اسکے مطیع اور فرمانبردار ہوئے جس راہ وہ چلاتا اسی راہ چلتے بعد چندے رئیس مذکور نے فسق اور فجور شدید اختیار کیا حتے کہ عورتین اور بیٹیان رعایا کی اسکے دست فجور سے نہ بچی تھین اس سبب سے ان لوگون نے ارادہ کیا کہ اس ظالم بیحیا سے ملک نکال لین اور اپنی عزت بچاوین یہ بات بلقیس کو بھی معلوم ہوئی اسکو غیرت آئی سوا سنے اپنا ایلچی خاص رئیس کے پاس بھیجکر پیغام نکاح کیا اسنے بہت غنیمت جانا اور قوم کے لوگون کو نہایت تعجب ہوا یہانتک کہ بعض بلقیس سے پوچھنے لگے تب بلقیس نے کہا درست ہی مجھکو فی الحال آرزوے اولاد دامنگیر ہی بالجملہ نکاح ہوا اور بلقیس اس رئیس کے گھر گئی اسی رات کو بلقیس نے رئیس کو شراب پلائی اور سر پر غرور اسکا کاٹ کر دروازے پر لٹکا دیا اور آپ بخیریت تمام شہر مین داخل ہوئی صبح کو سب لوگون نے یہ حال دیکھا اور بلقیس کی داؤ سے واقف ہوئے ناچار تمام لشکر کے لوگ جانب بلقیس رجوع لائے اور بلقیس اس ملک کی بھی مالک ہوئی اسی عرصہ مین جنات نے بسبب قرابت مادری ایک تخت سونے چاندی کا مرصع تیار کردیا وہ تخت ایک سو بیس گز و بروایتی چھ سو چالیس گز مربع تھا اور اخبار الدول مین ہی کہ وہ تخت عجیب تھا کہ مقدم اسکا طلائی احمر مفصص بیاقوت احمر و زمرد اخضر اور مؤخر نقرئی مکلل بانواع جواہر اور اسمین چار پائے یاقوت احمر کے لگائے تھے عرض و طول اسی اسی گز کا تھا مگر علامہ بغوی نے لکھا ہی کہ تمام تخت سونے کا تھا اور موتی و یواقیت و زبرجد اسمین جڑے تھے اور پائے اسکے یاقوت و زمرد کے تھے اور اسمین سات خانے بنائے تھے ہر ایک کا درجدا اور حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ بلندی اس تخت کی تیس گز کی تھی اور چار طرف اسی قدر اور مقاتل سے روایت ہی کہ اسی گز کا مربع تھا اور طول مین بھی اسی قدر تھا اور بعض کے نزدیک طول اسی گز کا اور عرض چالیس گز کا وار تفاع تیس گز کا تھا القصہ ہدہد نے جب یہ حال عرض کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا سننظر اصدقت ام کنت من الکاذبین یعنے ہم دیکھینگے تو نے سچ کہا یا تو جھوٹھا ہی پھر ہدہد نے پانی کا نشان تبلایا اور جنات نے پانی نکالا کہ لوگون نے پیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے وضو کیا اور نماز ادا فرمائی بعد اسکے ایک کاغذ طلائی پر یہ خط لکھا من عبد اللہ سلیمان ابن داؤد الی بلقیس ملکہ سبا بسم اللہ الرحمن الرحیم السلام علی من اتبع الہدی اما بعد فلا تعلوا علی واتونی مسلمین اور اس خط کو مشک اذفر

حضرت سلیمان ناخوش ہوکر فرمانے لگے کہ اسکو مار دونگا زور کی مار یا ذبح کر ڈالونگا یا لاوے میرے پاس کوئی
سند صریح کما قال اللہ فی سورۃ النمل لاعذبنہ عذابا شدیدا اولا اذبحنہ اولیاتینی بسلطان مبین بعد اسکے حضرت سلیمان
علیہ السلام نے عقاب سید الطیور کو طلب کیا اور فرمایا ہدہد کو جلد لاؤ عقاب فی الفور یمین و شمال دیکھتا ہوا اڑا یہ جانور
ایسا سریع الطیران ہی کہ اگر صبح کو عراق مین ہوتا ہی تو شام کو یمن مین اور یمن اور عراق سے بڑا فصل ہی دفعتہً اسکو
ہدہد نظر آیا کہ یمن کی طرف سے نہایت جلد آتا تھا عقاب غضبناک اسی طرف پھر پڑا ہدہد نے دیکھا کہ یہ سردار
میری تلاش مین آتا ہی اور غصہ مین بھرا ہی مجھے ہلاک کریگا اسنے کہا بحق اللہ الذی قواک و اقدرک علی ارحمنی و
لم تتعرض لی بسوء یعنے بحق اس خدا کے جسنے تجھے قوی کیا اور قدرت دی تجھکو مجھپر رحم کر اور نہ تعرض کر مجھسے باز آ
عقاب نے اپنا منھ پھیر کر کہا ثکلتک امک یعنے رووے تیری مان تجھکو تو کہان گیا تھا سلیمان علیہ السلام نے
قسم کھائی ہی تیرے مارنے کی یا ذبح کرنے کی پھر دونون وہان سے لشکر کو روانہ ہوئے اور راستے میں تمام پہنچے
کرگس وغیرہ جانور ہدہد سے ملے اور بولے ای ہدہد تو کہان گیا تھا حضرت سلیمانؑ نہایت ناراض ہین ہدہد نے
کہا حالت غضب مین کوئی بات ایسی فرمائی تھی جس سے امید عفو تقصیر کی نکلتی ہو کرگس وغیرہ طیور نے کہا ہان
کہا تھا کہ ہدہد کو بہت مارونگا یا ذبح کرونگا مگر یہ کہ اپنی غیبت پر کوئی دلیل قوی اور سند صریح لاوے ہدہد نے کہا
اب مین بچ گیا میرے پاس سند صریح موجود ہی پھر وہان سے عقاب ہدہد کو لیکر حضور حضرت سلیمانؑ مین حاضر ہوا
اور ملتمس ہوا کہ یا رسول اللہ ہدہد حاضر ہی ارشاد ہوا کہ میرے سامنے لاؤ چنانچہ ہدہد دونون ہاتھ باندھے سر جھکائے
دم دبائے بازو جھکائے نہایت عاجزی اور فروماندگی سے قدم مبارک پر جا گرا حضرت سلیمانؑ نے گردن پکڑ کر اپنی
طرف کھینچا اور فرمایا تو کہان چلا گیا تھا اب تجھکو سخت سزا دونگا ہدہد نے عرض کیا کہ مین سے آیا ہون خبر ایک چیز
کی کہ تمکو اسکی خبر نہ تھی اور آیا ہون تیرے پاس سبا سے ایک خبر لیکر تحقیق کما قال اللہ تعالی فی سورۃ النمل احطت
بما لم تحط بہ وجئتک من سبا بنباء یقین سبا ایک قوم کا نام ہی جنکا وطن عرب مین جانب یمن تھا اور وہان کا احوال
مفصل حضرت سلیمانؑ کو معلوم نہ تھا اسلیے پوچھا بیان کر کیا خبر ہی ہدہد نے کہا ای سلیمانؑ مین نے ایک عورت
بادشاہ نہایت حسینہ اور جمیلہ با حشمت و شوکت یمن مین دیکھی کہ وہ مالک وہان کے لوگون کی ہی اور سب کچھ
اسکو اللہ نے دیا ہی نہ مال کی خواہش ہی نہ حسن و جمال کی اور ایک تخت بڑا اسکا عجیب و غریب جواہرات سے
جڑا ہی کہ اس عظمت و شوکت کا تخت کہین نہو گا مگر وہ اور اسکی قوم سب آفتاب پرست ہین شیطان نے انکو خراب
کر رکھا ہی کہ راہ راست پر آنے نہین دیتا روکے ہوئے ہی کما قال اللہ تعالے فی سورۃ النمل انی وجدت امراۃ
تملکہم و اوتیت من کل شیء و لہا عرش عظیم وجدتہا و قومہا یسجدون للشمس من دون اللہ و زین لہم الشیطان
اعمالہم فصدہم عن السبیل فہم لا یہتدون یعنے پائی مین نے ایک عورت انکے راج پر اور اسکو سب چیز ملی ہی اور
اسکا ایک تخت ہی بڑا مین نے دیکھا اور پایا کہ وہ اور اسکی قوم سجدہ کرتی ہین سورج کو اللہ کے سوائے اور بھلے
دکھلائے ہین انکو شیطان نے انکے کام پھر روکا ہی انکو راہ سے سو وہ راہ نہین پاتے فائدہ عیون الحقائق بنت شراحیل نسل

سچ ہی مگر آپ سے یہ خواست ہی کہ مہرۂ کج مین تاگا پرو دیجیے اور درناسفتہ مین سوراخ کر دیجیے اور اس کام مین جنات و انسان سے مدد نہ لیجیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیمک سے ارشاد کیا اُسنے ایک بال سے سوراخ کیا اور کرم سفید سے حکم دیا کہ تو مہرۂ کج مین رشتہ ڈال دے اُسنے ایک تاگا اپنے مُنہ مین لیا اور اُس مہرۂ کج سے گذر گیا تب حضرت سلیمان نے دونون سے پوچھا تمھاری کیا حاجت ہی دیمک نے کہا کہ میری روزی درختون سے ملا کرے فرمایا تو اس سے اپنا رزق بقدر قوت بحکم خدا لیا کر اور کرم سفید نے کہا کہ میری غذا فواکہ و میوہ مین مقرر کیجاے فرمایا تو بحکم خدا انھین سے کھایا کر جب ایک امر سے فراغت ہوئی تو طاش و پانی طلب کرکے عبید اما سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ اور منھ دھو ڈالو اور گرد و غبار سفر کا دفع کرو لونڈیان شرم سے بہ تکلف ہاتھ دھونے لگین اور غلامون نے بلا تامل پانی لیا اور ہاتھ منھ دھونے لگے یہ حال دیکھکر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ اے منذر جو لوگ شرم سے دھوتے ہین وہ لونڈیان ہین اور جو بلا شرم دھوتے ہین وہ مرد ہین بعد اُسکے آنجناب نے تحائف بلقیس واپس فرمائے اور فرمایا کہ اللہ صاحب سورۂ نمل مین اُسکی حکایت کرتے ہین فلما جاء سلیمان قال اتمدونن بمال فما آتانی اللہ خیر مما اتاکم بل انتم بهدیتکم تفرحون یعنے جب پہونچا سلیمان علیہ السلام پاس منذر ابن عمر و رسول بلقیس کا بولا کیا تم میری رفاقت کرتے ہو مال سے جو اللہ نے مجھکو دیا ہی بہتر ہی اُس سے جو تمکو دیا ہی تم اپنے تحفہ سے خوش ہو یعنے جب کلاے بلقیس یمن کے مع تحائف مجلس حضرت سلیمان علیہ السلام مین حاضر ہوئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مجھکو مال و متاع سے دم دیتے ہو حالانکہ میرے پاس مال سب سے زیادہ ہی کہ اللہ نے مجھکو دین و ملک دیا اور نبوت و حکمت عطا فرمائی ہی کہ ان صفات کو تم بھی افضل و اکمل جانتے ہو ان امور سے جو تمھارے پاس ہین اور تم اہل مفاخرت ہو کہ آپسمین تحفہ و تحائف بھیجنے مین خوش ہوتے ہو کیونکہ تمھاری نظر فقط دنیاے فانی پر ہی اور میری نظر عالی عالم باقی پر پس مین ہدایا و تحفہ سے خوش نہین ہوتا اور منذر ابن عمرو سے فرمایا ارجع الیهم فلنأتینهم بجنود لا قبل لهم بها ولنخرجنهم منها اذلة وهم صاغرون یعنے پھر جا اُنکے پاس اب ہم بھیجتے ہین انپر ساتھ لشکرون کے جنکا سامنا نہو سکے اُنسے اور نکال دینگے اُنکو وہان سے بے عزت کرکے اور وہ خوار ہون یعنے اے منذر تو پھر جا مع تحائف کے بلقیس اور اُسکی قوم کے پاس اور کہدے کہ مسلمان ہوکر آوین اور اگر نہ آوینگے تو مین لاتا ہون لشکر ایسا کہ اُسکی ہیبت سے طاقت مقاومت نہ رہیگی اور وہ لوگ شہر سبا سے نکال دینگے اور بے حرمت اور بے عزت کر ڈالینگے اور ذلیل کرینگے اور قید کرینگے فائدہ کسی پیغمبر نے اس طرح سے نہین فرمایا مگر حضرت سلیمانؑ نے کہ اُنکو حق تعالے نے سلطنت کا زور دیا تھا جو یہ فرمایا بالجملہ منذر ابن عمرو پھر گیا اور تمام احوال بیان کیا بلقیس سے کہکر بولا واللہ سلیمانؑ بادشاہ نہین ہین اور ہمکو طاقت مقابلہ اُن سے حاصل نہین اسی وقت بلقیس نے ایک ایلچی بھیجا کہ مین حاضر ہوتی ہون اور اپنی قوم بھی ساتھ لاتی ہون معالم و مدارک مین لکھا ہی کہ بلقیس نے اپنا تخت سات کوٹھریون کے اندر حفاظت سے رکھوایا اور دروازے بند کرکے چوکیدار رکھدیے اور ایک شخص اپنا خلیفہ کرکے اُس سے حفاظت ملک و تخت کا عہد و پیمان لیا خصوص تخت کے واسطے کہدیا کہ ہرگز کوئی شخص دیکھنے نہ پاوے جبتک مین نہ آؤن

کے نزدیک دو اینٹین تھین ایک سیم کی اور ایک زر کی آمد ضحاک کے نزدیک ہزار لونڈیان آراستہ بزیورات اور ہزار گائین جنکی شاخین سونے سے منڈھی تھین اور ہزار غلام آراستہ بلباسہاے فاخرہ چھڑون پر سوار اور وہب ابن منبہ وغیرہ بیان کرتے ہین کہ غلامون کو لونڈیون کی پوشاک پہنائی اور کانون مین گوشوارے مرصع بجواہرات ڈالے اور بازو پر جوشن طلائی اور گردن مین طوق پہنا کر پانسو بیلون پر سوار کرایا اور لونڈیون کو غلامون کا لباس پہنایا یعنے قبائین پہنا کر اور ہتھیار بندھا کر پانسو گھوڑون پر سوار کرایا اور پانسو اینٹین طلائی اور پانسو نقرئی اور ایک تاج مرصع بجواہر اور تھوڑا مشک و عنبر و عود اور ایک ڈبی اسمین ایک مروارید ناسفتہ اور دوسرا مہرہ کج سفتہ رکھکر منذر ابن عمرو کے ساتھ روانہ کیے اور چند آدمی اور اصحاب الراے اُسکے ساتھ کر دیے اور ایک خط لکھا اس مضمون کا کہ اگر تم پیغمبر ہو تو عبید و اما مین تمیز کرو اور بلا معائنہ بیان کرو کہ ڈبی مین کیا چیز ہے اور مروارید ناسفتہ مین سوراخ برابر کرو اور مہرۂ کج سفتہ مین رشتہ ڈالو لیکن بلا اعانت انسان و جنات کے اور منذر ابن عمرو سے کہا کہ جب مجلس سلیمانی مین پہونچنا تو بنظر تعمق دیکھنا کہ وہ تیری طرف کس طرح دیکھتے ہین اگر بچشم غضب دیکھین تو خوف دل مین نہ لانا کیونکہ مین اُنسے مرتبہ مین زیادہ ہون اور اگر بنظر تلطف و مہربانی دیکھین تو وہ نبی ہین اُنکی باتون کو خیال کر کے جواب دینا بالجملہ منذر یمن سے روانہ ہوا اور ہدہد نے فوراً یہ سب ماجرا حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا حضرت نے جنات سے فرمایا کہ سونے چاندی کی اینٹین بناؤ اور ایک میدان مین اُسی کا فرش کرو اور حیوانات بری و بحری عجیب غریب یمین و شمال میدان کے کھڑے کرو سو جنات نے نو کوس تک فرش کیا اور احاطۂ میدان سونے چاندی کا طیار کیا اور چارون کونون پر طلائی و نقرئی کنگرے بنائے اور حیوانات بری و بحری موافق حکم مختلف الالوان صف باندھ دیے اور اُسی جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھے اور چار ہزار کرسیان بچھائی گئین انپر جنات اور انسان بیٹھے اور شیاطین و حیوانات از قسم وحوش و طیور اپنی اپنی صفین باندھ کر کھڑے ہوے ؎ با صد ہزار دیدہ فلک در ہزار قرن * مجلس بدین تکلف و خوبی ندیدہ بود جب اس طرح سے سامان ہو چکا تو منذر اُس میدان مین پہونچا اور آرائش مجلس سے حیرت زدہ ہو کر اپنے تحائف سے جو لایا تھا سخت نادم و پشیمان ہوا اور بعض روایات مین ہے کہ موافق حکم حضرت سلیمان علیہ السلام کے جنات نے پانسو اینٹون کی جگہ خالی رکھی تھی سو جب منذر ابن عمرو وکیل بلقیس فرش سلیمانی پر آیا تو اُسنے جاے خالی پا کر خیال کیا کہ تمام فرش اینٹون سے بھرا ہے صرف پانسو اینٹون کی جگہ خالی ہے ایسا نہو کہ مجھکو چوری کی علت مین متہم کرین لہذا اُسنے اپنے ساتھ والی اینٹین ڈال دین اور آگے کو چلا تو صفوف ناس و جنات و شیاطین و وحوش و طیور نظر پڑین اور بھی متحیر ہوا اور بحالت تحیر مین خدمت جناب سلیمان علیہ السلام مین حاضر ہوا تو حضرت نے نہایت خوشی سے پوچھا تمہارے پیچھے کیا چیز ہے منذر نے کہا ہدایا و تحف بلقیس ہے اور اُسکو عریضہ بلقیس بھی گذرانا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ وہ ڈبی کہان ہے منذر نے اُس ڈبی کو پیش کیا حضرت نے فرمایا اُس ڈبی مین ایک مہرۂ کج سوراخ کیا ہوا اور دوسرا گوہر ناسفتہ رکھا ہے منذر ابن عمرو نے کہا

کہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ایک اور ہی فرشتہ تھا مویدِ حضرت سلیمانؑ کا اور بعضے کہتے ہین وہ فرشتہ تھا جسکے
دفتر مقادیر سپرد ہی اور اس تقدیر پر کتاب سے مراد لوح محفوظ ہی اور بعضے کہتے ہین حضرت خضرؑ تھے اور تفسیر سیر مین
لکھا ہی کہ بنو صبہ کا اور دعا ہی کہ ہمارا باپ تھا اور بعضے کہتے ہین علیخا یا ذوالنون تھا مگر مشہور تر مفسرین مین یہ ہی کہ
آصف ابن برخیا وزیر تھا کہ اُسکو اسم اعظم معلوم تھا کہ وہ جب دعا کرتا دعا اُسکی قبول ہوتی تھی اُسنے کہا کہ آپ ذرا زیر نگین
اور جانب یمن متوجہ ہون مین دعا کرتا ہون آپ کی نظر نہ پھریگی تخت بلقیس ملجائیگا سو آصف نے دعا کی اللہ جلشانہ نے
فرشتون سے تخت بلقیس اُٹھوا کر سامنے حضرت سلیمانؑ کے رکھدیا یہ روایت ہی ابن عباس کی اور کلبی روایت کرتے
ہین کہ آصف ابن برخیا سجدہ مین گرے اور اسم اعظم پڑھ کے دعا مانگنے لگے عرش بلقیس زمین کے نیچے نیچے دو مہینے
کی راہ سے تخت سلیمانؑ کے پاس آگیا مجاہد اور مقاتل فرماتے ہین کہ اسم یا ذوالجلال والاکرام تھا جو آصف نے
پڑھا تھا اور کلبی کے نزدیک یاحی یا قیوم کہ زبان عربی مین اہیا اشراہیا ہی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت
ہی کہ یہ دعا پڑھی تھی یا الٰہنا و اٰلہ کل شیئ الٰہا واحدا لا الٰہ الا انت اُئتنی بعرشہا اور معالم التنزیل مین محمد ابن المنکدر سے
روایت ہی کہ حضرت سلیمانؑ نے خود دعا مانگی تھی جب حضرت سلیمانؑ نے عرش لانے کو فرمایا تب ایک عالم
بنی اسرائیل کہ اُسکو علم کتاب قرار واقعی حاصل تھا بولا کہ مین بہت جلد لے آتا ہون حضرت سلیمانؑ نے فرمایا
کہ لاؤ اُسنے کہا کہ آپ نبی ابن النبی ہین آپ سے زیادہ کوئی نہین ہی اگر آپ دعا کیجیے تو اللہ تعالی اسیوقت تخت
بلقیس پہونچادے حضرت سلیمانؑ نے کہا سچ کہا تونے اور دعا مانگی عین دعا مین تخت بلقیس آپہونچا اور یہ روایت بعضون
کے نزدیک صحیح ہی کیونکہ جب تخت آیا تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا ہی ہذا من فضل ربی کما قال اللہ تعالے فی سورۃ النمل
فلما راٰہ مستقرا عندہ قال ہذا من فضل ربی لیبلونی ءاشکر ام اکفر و من شکر فانما یشکر لنفسہ و من کفر فان ربی غنی کریم
یعنے پھر جب دیکھا وہ دھرا اپنے پاس کہا یہ میرے رب کے فضل سے میرے جانچنے کو ہی کہ مین شکر تا ہون یا
ناشکری اور جو کوئی شکر کرے تو شکر کرے اپنے واسطے اور جو ناشکری کرے سو میرا رب بے پروا ہی نیک ذات مگر
کاتب الحروف کے نزدیک صحیح یہ ہی کہ آصف ابن برخیا کی کرامت تھی اُنکو اللہ کے اسما کا علم تھا اُنھون نے اُس اسم کی
تاثیر سے تخت منگوادیا تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ ظاہر کے اسباب سے تخت نہین آیا اللہ کا فضل ہی کہ میرے
رفیق اس درجہ کو پہونچے کہ ایسے کرامات صادر ہونے لگین بالجملہ جب تخت آگیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے
فرمایا نکروا لہا عرشہا ننظر تہتدی ام تکون من الذین لا یہتدون یعنے روپ بدل دکھاؤ اس عورت کے آگے اُسکے
تخت کا ہم دیکھین سوجھ پاتی ہی یا اُن لوگون مین ہی جنکو سوجھ نہین فائدہ روپ بدلنے سے یہ مراد ہی کہ ہیئت و صورت
اُس تخت کی تبدیل کردو چنانچہ جنات نے اعلے کو اسفل اور مقدم کو موخر کردیا اور جواہرات جو اسمین جڑے تھے
اُنکو اُکھاڑ کر قرینے سے جڑے یعنے سرخ کی جگہ سبز اور سبز کی جگہ سرخ اور اُس تخت کو حضرت سلیمانؑ کے تخت
کے پاس رکھا جب پہونچی تو کہا کیا ایسا ہی ہی تیرا تخت بولی گویا وہی ہی کما قال اللہ تعالی فلما جاءت قیل اہکذا
عرشک قالت کانہ ہو یہ کمال عقل ہی کہ ہوبہو نہین کہا کہ شاید اور تخت بھی ویسا ہو مقاتل سے روایت ہی کہ اُسنے

اور منادی نے ندا کی کہ بلقیس حضرت سلیمانؑ کے پاس جاتی ہی سب لوگ تیار ہون چنانچہ بارہ ہزار ملوک یمن مع اپنے خدم و حشم حاضر ہوے کہ بلقیس اُنکو لیکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہوئی جب قریب پہنچی تو حضرت سلیمانؑ نے ایک شور سنا پوچھا کیا شور ہی لوگون نے کہا بلقیس آتی ہی حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ مقدار ایک فرسخ کے فاصلہ تھا جب حضرت سلیمانؑ نے شور سنا ہی معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ اُسوقت حضرت سلیمانؑ نے اپنے لشکر سے متوجہ ہوکر فرمایا یا ایہا الملاء ایکم یاتینی بعرشہا قبل ان یاتونی مسلمین یعنی ای درباریو تم مین کوئی ہی کہ لے آوے میرے پاس اُسکا تخت پہلے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس حکم بردار ہوکر کیونکہ جب مسلمان ہوجائیگی تو پھر اُسکا مال لینا درست نہوگا اور ابتک کہ ایماندار نہین ہی اسکا مال حلال ہی فائدہ اس حکم کے سبب مین مفسرین کو اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ ہد ہد نے تعریف اُسکے تخت کی بہت بیان کی تھی حضرت سلیمانؑ نے چاہا کہ اُسکو دیکھیے اسواسطے حکم دیا اور بعضے کہتے ہین کہ جب بلقیس نے ارادہ کیا اور تخت کو ایک گھر مین بند کرکے قفل دیا اور خود روانہ ہوئی جنات اور شیاطین نے تجویز کیا کہ جب بلقیس حضرت سلیمانؑ کے پاس آویگی تو حضرت سلیمان علیہ السلام اُسکا حسن و جمال و عقل و فطانت دیکھکر خواہش نکاح کرینگے اور وہ ہمارے احوال سے بسبب قرابت کے واقف ہی ضرور ترا احوال ہمارا بیان کریگی صلاح یہ ہی کہ اُسپر عیب لگا دین تاکہ حضرت سلیمانؑ کا دل اُسکی طرف سے پھر جاوے سو اشراف جنات کہنے لگے کہ بلقیس بہت بے عقل ہی اور اُسکے پیرون مین انگلیان نہین ہین گدھے کے سے سم ہین اور پنڈلیان بالون سے بھری ہین یہ سنکر حضرت کو خلجان اسکے امتحان کا ہوا اور چاہا کہ اول اُسکی عقل کا امتحان فرماوین لہذا حضرت سلیمانؑ نے اسکا تخت طلب کیا کہ اسکا روپ بدلکر رکھین جب بلقیس آوے تو اُس سے پوچھین کہ تیرا تخت اسی طرح کا ہی یا اور طرح کا اس سے احوال عقل کا کھلجاویگا لہذا ایک مکان بھی تیار کرایا کہ اُسکی زمین بالکل شیشہ کی بنائی اور نیچے اُسکے پانی بھروادیا اور مچھلیان اور مینڈک وغیرہ جانور دریائی اُسمین ڈلوا دیے کہ جو شخص وہان آتا یہی جانتا کہ دریا بھرا ہی اور اُسمین اپنا تخت بچھوایا کہ اس سے حال بلقیس کی انگلیون اور پنڈلیون کا کھل جائیگا بہر تقدیر جب حضرت سلیمانؑ نے یون ارشاد کیا قال عفریت من الجن انا اتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک وانی علیہ لقوی امین یعنے بولا ایک رکس جنون مین سے لا دیتا ہون وہ تجھکو پہلے اس سے کہ تو اُٹھے اپنی جگہ سے اور مین اُسکے زور کا ہون معتبر یعنے ایک جن نے کہا کہ مین زور آور ہون اُس تخت کو اُٹھا لاتا ہون جبتک آپ دربار سے اُٹھین اور حضرت سلیمانؑ کا دستور تھا کہ دوپہر تک دربار کرتے تھے اور نام اس عفریت کا حسب تحقیق وہب ابن منبہ لوذن تھا اور بعضے ذکوان بھی کہتے ہین الاصح یہ ہی کہ صخر نام تھا اور اُسنے امانت اسواسطے ظاہر کردی کہ اس تخت مین جواہرات لگے تھے یعنے اُسمین کسی طرح کی خیانت نہوگی غرض کہ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ اس سے بھی کوئی جلد لادے قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک یعنے بولا وہ شخص جسکے پاس تھا ایک علم کتاب کا مین لادیتا ہون تجھکو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے تیری طرف تیری آنکھ فائدہ مفسرین کو اختلاف ہی کہ وہ عالم کتاب کون شخص تھا اور اُسکا کیا نام تھا بعضے کہتے ہین

بادشاہ ہمدان سے نکاح کیا اور حضرت سلیمان نے اُسکو جانب ملک یمن روانہ فرمایا مگر یہ گمان غلط ہی بلقیس اپنے
ملک کو نہین گئی بلکہ سات برس نو مہینے حضرت سلیمانؑ کے پاس رہی اور مدینہ تدمر مین اُسکی وفات ہوئی اور
اُسکے دفن ہونے پر کوئی آدمی مطلع نہین ہوا اور شمس العلوم کے مؤلف نے لکھا ہی کہ بلقیس بنت ہد ہاد ملوک
حمیر سے تھی اور نوے برس سنے بادشاہت کی اور تزویج سلیمان مین اختلاف ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تنبیہ ایک
عیسائی ملحد نے ہمارے سید المرسلین صلعم پر یہ اعتراض کیا ہی کہ آنجناب کو اللہ تعالے نے چار بیبیون سے زیادہ
نکاح مین لانے کی اجازت دی چنانکہ سورۂ احزاب مین ہی یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی آتیت
اجورہن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک یعنے اے نبی ہمنے حلال رکھین تجھکو تیری عورتین جنکو مہر دیچکا اور جو
ہون مال تیرے ہاتھ کا اُس سے کہ لوٹ مین دے تجھکو اللہ یہ بات قدوسیت کے خلاف ہی جواب ابن بے انصافی کا یہ ہی
کہ کتاب استثنا کے باب اکیس نسخہ ۱۸۲۵ء کے درس گیارہ مین صاف لکھا ہی کہ ان اسیرون مین جو تو خوبصورت
عورت دیکھے اور تیرا جی اسپر چلے کہ تو اُسے اپنی جورو کرے تو تو اُسے اپنے گھر مین لا اُسکا سر منڈوا اور ناخن کٹوا تو
وہ اسیری کا لباس اُتارے اور تیرے گھر مین رہے اور ایک ماہ کامل اپنے باپ اور مان کے سوگ مین بیٹھے بعد اُسکے
تو اُسکے ساتھ خلوت کر اور اسکا خصم بن وہ تیری جورو ہی اور کتاب السلاطین کے گیارھوین باب کے تیسرے
درس مین لکھا ہی کہ سلیمانؑ کی سات سو آزاد جوروان تھین اور تین سو لونڈیان اور کتاب اول اخبار الایام کے باب
بائیس مین حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت خطاب کرکے یون بیان کیا ہی اینک پسرے برائے تو بوجود خواہد آمد کہ
او صاحب راحت خواہد بود و من اورا از تمامی دشمنان راحت خواہم بخشید چہ نام وے سلیمانؑ خواہد بود و من در ایام
وے سلامت و آرام بہ بنی اسرائیل خواہم بخشید او خانہ بنام من بنا خواہد کرد او پسر من و من پدر وے خواہم بود و تخت
سلطنتش را بر بنی اسرائیل تا ابد الآباد پائدار خواہم کرد پس اس جگہ عاقل کو بغور و تامل دیکھنا چاہیے کہ حضرت موسے
علے نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بلا تعداد عورتون کے رکھنے کی اجازت دیتے ہین کہ جس کافر کی بیٹی کو کوئی پکڑ لاوے تو
اُسکو بے تکلف اور بے تامل جورو بناوے اور اپنے گھر مین داخل کرے گو بیشمار ہون اور حضرت سلیمان علیہ السلام
کے جوروان اور لونڈیان جسقدر تصرف مین تھین وہ کتاب السلاطین سے ظاہر ہوگئین تو اب انصاف کی آنکھ کھولکر
دیکھو کہان نو بیبیان اور کہان ہزار اور لا انتہا اور طرفہ تر یہ ہی کہ اللہ نے حضرت سلیمانؑ کو اپنا بیٹا کہا اور بنی اسرائیل کا
بادشاہ کہ اس باب مین حضرت عیسے علیہ السلام بھی اُنکے شریک نہین تھے کیونکہ انکو اللہ نے اپنا بیٹا نہین کہا ہی بلکہ
اس مقولہ مین خود حضرت عیسےؑ کو متہم کرتے ہین پھر مین کہتا ہون کہ اگر خدا کے فرزند سعادتمند نے ہزار عورتین رکھین تو
اگر اُسکے پیغمبر نے نو عورتین رکھین تو کون قباحت لازم آئی اور یہ تو کہین نہین لکھا ہی کہ ازواج کی کثرت سے حضرت
سلیمانؑ کا مرتبہ کم ہوگیا مگر اُسی کتاب اخبار الایام مین معاذ اللہ انحطاط رتبہ کا سبب یہ البتہ لکھا ہی کہ بت پرست عورت
سے حضرت سلیمانؑ نے نکاح کیا اور خود بت پرستی کی با اینہمہ سب عیسائیون کے نزدیک مسلم النبوت ہی کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے تین بیبیان تھین اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر مین چار لونڈیان اور دو بیبیان اور

بغور دیکھنے کے پہچان لیا تھا لیکن دھوکا دیا جیسا اُسکے ساتھ اُنھون نے دھوکا کیا تھا اور عکرمہ سے روایت ہے
کہ یہ عورت حکیمہ تھی کہ نہ اقرار کیا نہ انکار اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کمال عقل کا دریافت کر لیا پھر
بلقیس نے عرض کیا کہ مین نے ہدایا واپس کرنے سے تمھارا نبی ہونا جان لیا تھا اور تمھاری اطاعت و منقاد ہو چکی تھی اور
عبادت شمس بھی ترک کر چکی تھی اب اس معجزے کی کہ میرے تخت کو آپنے طلب کر لیا ضرورت نہ تھی بعد اُسکے
کسی نے کہا بلقیس سے ادخلی الصرح فلما رأته حسبته لجة وكشفت عن ساقيها یعنے اندر چل محل مین پھر جب دیکھا اُسکو
خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولین اپنی پنڈلیان یعنے جب حال عقل کا دریافت ہوگیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام
کو منظور ہوا کہ حال پیرون کا بھی دریافت فرماوین تب آپنے دیوانخانہ مین تشریف لے گئے اور بلقیس کو طلب فرمایا
اُس مکان مین پتھرون کی جگہ شیشے کا فرش تھا دور سے گویا پانی نظر آیا تب اُسنے پانی مین جانے کو پنڈلیان کھولین
حضرت سلیمانؑ نے دیکھا تو کچھ عیب نہ تھا صرف ساقین مین بال تھے اور اپنی آنکھین بند کر لین اور فرمایا انه صرح
ممرد من قوارير یعنے یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوے ہین اسمین شیشے اسمین پانی کہان ہے جو تو دامن اُٹھاتی ہے پنڈلیان
کھولتی ہے جب بلقیس حضرت سلیمانؑ کے پاس پہونچی تو حضرت نے دعوت اسلام فرمائی بلقیس نے قبول کیا اور کہا رب انی
ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان لله رب العالمین بولی اے رب مین نے برا کیا اپنی جان کا اور حکم بردار ہوئی سلیمانؑ
کی اللہ کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا اسوقت بلقیس کو اپنی عقل کا قصور اور حضرت سلیمانؑ کی دانش کا کمال دریافت
ہوا تو اُسنے سمجھا کہ دین کے مقدمہ مین جو یہ سمجھتے ہین صحیح ہے اُسیدم اسلام لائی اور حضرت سلیمانؑ نے اُسکو اپنے محل مین
داخل فرما کر زوجات مین نکاح شامل کیا اور تین سو زوجات اور سات سو حرم پر سرفراز بنایا بعد اُسکے چند روز بعد
حضرت سلیمانؑ کو کثرت بالون سے ایک نوع کی کراہت ہوئی اُسکے دفع کرنے کی تدبیرین سوچنے لگے اول
بنی آدم کے عاقلون سے دریافت کیا وہ بولے یہ بال بلا حلق کے دفع نہونگے آنجناب نے بلقیس سے کہا کہ
ان بالون کو مونڈ ڈال اسنے کہا کہ میرے اُسترہ نہین لگا ہے اگر مین استرہ لگاؤنگی تو بال سخت نکلینگے پھر مجبور ہے
آخرکار جنات کے عالمون سے تدبیر پوچھی وہ کہنے لگے کہ اسکے رفع کرنے کی تدبیر سہل ہے ہم نورہ بناتے ہین
اُسکو بالون پر لگایئے اور فوراً حمام کرا دیجیے چنانچہ ایسا ہی کیا تو وہ بال دفع ہوئے اور اُسی دن سے نورہ اور
حمام دنیا مین جاری ہوا جبکہ پنڈلیون کے بال بالکل دفع ہوگئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلقیس سے نہایت
محبت ہوئی اور جنات نے بحکم سلیمانؑ چند قلعہ رفیع الشان و مستحکم بنیان مانند سلیحین و بلیون و غمدون ملک یمن مین
تعمیر کیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر مہینے مین شام سے سوار ہو کر ایک مرتبہ یمن کو تشریف لیجاتے تھے اور
بعد قیام سہ روزہ تشریف لاتے تھے آخرکار بلقیس سے اولاد ہوئی کذا فی المعالم اور وہب ابن منبہ سے روایت
ہے کہ بعضون نے زعم کیا ہے کہ جب بلقیس ایمان لائی تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ اب تو کسی سے نکاح کر لے
اُسنے کہا کہ میرے ملک مین کوئی آدمی میرے لائق نہین ہے جس سے مین نکاح کرون فرمایا اسلام مین اس
بات کا لحاظ نہین چاہیے اور تجھکو لازم نہین کہ تو اس چیز کو حرام کرے جسکو اللہ نے حلال کیا ہے ناگزیر اسنے ذا بیع

مین آئے کمار واہ الکلبی ومقاتل فرماتے ہین کہ حضرت داؤدؑ نے جہاد عمالقہ مین ہزار گھوڑے پائے تھے وہ میراث مین
ملے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت سلیمانؑ نے سُنا کہ سمندر کے کنارے گھوڑے دریائی نکلتے ہین اسلیے خاصی گھوڑیان
وہان بندھوائین کہ اُنسے بچے ہوے اُنکا قدم جس طرح پڑا جب وہ بچے ملاحظہ کو تیار ہو کر آئے تو آنجناب بےخبر
ہو گئے وظیفے کا وقت جاتا رہا عصر کا سورج اوٹ مین آ گیا پھر غصہ ہوے اُن گھوڑون کو ذبح کر دیا یہ اللہ کی
محبت کا جوش تھا سو اُنکی اللہ نے تعریف فرمائی بعضے کہتے ہین کہ بیس گھوڑے تھے چنانچہ معالم مین ابراہیم تیمی
کی روایت لکھی ہے اور عکرمہ کے نزدیک بیس ہزار تھے اور بھی معالم التنزیل مین ہے کہ یہ گھوڑے پردار تھے ہو اصحیح اور بعضے
کہتے ہین کہ حضرت سلیمان وظیفہ پڑھکر کرسی پر جلوہ فرما ہوے اور گھوڑے ملاحظہ کو آنے لگے نوسو گھوڑے آئے اسکے تماشے مین
وقت عصر جاتا رہا آفتاب غروب ہو گیا یا کوئی وظیفہ آخر دن مین پڑھتے تھے وہ قضا ہو گیا اسپر آنجناب کو ملال ہوا کہ اللہ صاحب نے
اسکی حکایت فرمائی سورۂ صاد مین فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب ردوہا علی فطفق مسحا بالسوق
والاعناق پس بولا مین نے چاہی محبت مال کی اپنے رب کی یاد سے یہانتک کہ چھپ گیا اوٹ مین پھیر لاؤ اُنکو میرے پاس پھر
لگا جھاڑنے پنڈلیان اور گردنین صافنات سے مراد کریمہ اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد مین وہ گھوڑے ہین کہ تین پیرون
سے کھڑے ہون اور چوتھے پیر کا کنارہ سم کھڑا رہے یہ قسم گھوڑے کی نہایت پسندیدہ ہے اور جیاد سے مراد تیز رو چالاک ہے
اور خیل کو خیر اسلیے فرمایا کہ گھوڑون کی پیشانی سے خیر بندھی ہے یعنے اجل ور یا غنیمت اور مقاتل کے نزدیک حب الخیر سے مراد مال ہے
اور ذکر ربی سے مراد نماز عصر ہے اور توارت بالحجاب سے مراد پہاڑ جسکے پیچھے آفتاب چھپ جاتا ہے اور وہ پہاڑ سبز رنگ کرۂ زمین کو محیط ہے الغرض
حضرت سلیمانؑ نے پھر گھوڑے طلب فرمائے اور انکی تلوار سے گردنین مارین اور پی کاٹ لیے کیا محض بتقریب خدا اور جس کسی نے یہ زعم کیا ہے کہ گھوڑون کو
قید کیا یا گردنین صرف داغ دین یا شفقت و مہربانی سے انکا غبار جھاڑا ذبح نہین کیا یہ سب غلط ہے چنانچہ معالم التنزیل مین ہے
کہ جب حضرت سلیمانؑ نے گھوڑون کو ذبح کیا تو اللہ تعالی نے عوض مین بہتر سواری عنایت کی یعنی ہوا کو مسخر کیا اور منجملہ ہزار
سو گھوڑے بچے انھین کے نسل عالم مین باقی ہے حضرت ابن عباس و حسن و قتادہ و مقاتل و دیگر اہل تفسیر کہتے ہین کہ پی کرنا و ذبح
کرنا گردن مارنا گھوڑون کا حضرت سلیمانؑ کی شرع مین حلال تھا ہماری شریعت مین حرام ہے بعضے کہتے ہین کہ گوشت انکا تقسیم کر دیا
بعض اہل تفسیر حضرت امیر کبیر علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ آنجناب فرماتے تھے کہ معنی قول خدا ردوہا علی کے
یہ ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بحکم خدا ملائک موکلین سے ارشاد کیا کہ آفتاب پھیر لاؤ کہ مین نماز ادا کرون وہ آفتاب کو پھیر لائے کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام نے نماز عصر کی پڑھ لی قرأت پر اور گھوڑے آئے تھے واسطے جہاد کے اسکے ملاحظہ مین آفتاب غروب ہو گیا تھا لیکن
صحت اس روایت کی تحقیق نہین ہوتی فائدہ جیسے علمائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آفتاب بعد غروب واسطے نماز امیر المومنین
علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کے البتہ پھیر آگیا تھا اسمین شک نہین کہ امام طحاوی شرح آثار مین لکھتے ہین کہ اس حدیث کے
راوی سب ثقہ ہین اور احمد صالح سے منقول ہے کہ صاحب علم کو لائق نہین کہ اس حدیث کو بھول جائے کیونکہ یہ حدیث معجزات حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مین سے ہے القصہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بعد اس معاملے کے سُنا کہ ایک جزیرہ جزائر بحر مین ہے اُسمین ایک بادشاہ ہے صیدون پرست
اُسکا ملک بہت ہے کوئی وہانتک جا نہین سکتا مگر البتہ ہوا کہ وہ آپ ہی کے مطیع ہے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام باعانت ہوا مع لشکر جن و انس

فائدہ
[illegible]

جملہ بنی اسرائیل انھین کی اولاد ہین نہ کہ صرف آن دو منکوحہ کی اور حضرت موسے علیہ السلام کے پاس ایک منکوحہ تھی اور ایک حبشیہ بطور حرم اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ننانوے بیبیان تھین اسپر ایک اور پاکی عورت گھر مین ڈال لی تھی کہ پوری سو ہو گئین پس ایسی باتون سے اللہ کی قدوسیت نہ گھٹی اور پاکی مین کچھ نقصان نہ آیا اور ہمارے خاتم النبیین کے واسطے اجازت دینے مین قدوسیت جاتی رہی اور جب خدائے یکتا لاشریک لہ مطابق اعتقاد عیسائیون کے ایک عورت کے پیٹ مین نطفہ اور علقہ اور مضغہ اور جنین بنکر رہا اور مخرج ناپاک سے نکلا اور جوان ہوکر ملعون ہوا اور تین دن دوزخ مین مقیم رہا تب قدوسیت کہان گئی تھی جو حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتون کی اجازت دیتے وقت پھر آئی اور ایک بات اور بھی بڑے لطف کی ہے کہ انجیل سوم کے باب ہشتم درس دوم اور سوم سے ظاہر ہے کہ بہتیری رنڈیان اپنے مال سے حضرت عیسیٰ کی خدمت کرتی تھین اور ساتھ ساتھ پھرا کرتی تھین اور انجیل اول کے باب یازدہم درس نوزدہم مین حضرت عیسیٰ مسیح نے مخالفون کا خیال اپنے حق مین قبول فرماکر کہا ہے کہ مین تو بڑا کھاؤ اور شرابی ہون پس مین کہتا ہون کہ ان دونون قولون کے ملانے سے اور شراب کی بدمستیون کے لحاظ سے جو کوئی یہودی ازراہ خباثت اور بدباطنی معاذ اللہ یہ کہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام جوان خوش وضع تھے رنڈیان انکو پیار کرتی تھین اور حرام کاری کے واسطے ساتھ ساتھ پھرتی تھین اور اسی باعث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیاہ نہین کیا تو کیا جواب ہے الغرض ظاہر ہو گیا کہ ہرگز کوئی دلیل عقلی یا نقلی توریت اور انجیل سے اس بات پر قائم نہین ہے کہ خداوند تعالے نے کسی نبی کو کثرت ازواج کی اجازت نہین دی اور نہ دیسکتا ہے اور نہ کوئی دلیل اسپر قائم ہے کہ جو بہت عورتین نکاح مین لاوے وہ نبی نہین ہے کذا فی الاستفسار القصہ جب بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت مین رہنا شروع کیا تو ایک دن اُسنے التماس کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ سوار ہون اور سیر مملکت کو چلین تو مجکو بھی ہمراہ رکاب لے چلیے کہ ایک جزیرہ مین عجائبات سُنے گئے ہین میرا جی چاہتا ہے کہ مین بھی اُنکو دیکھون حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو ارشاد فرمایا کہ تخت لاؤ وہ تخت لائی کہ آنجناب بلقیس کو لیکر سوار ہوے اور ہوا نے تخت کو اُڑایا اور اُس جزیرہ مین لیگئی جو سات دریاؤن کے بیچ مین واقع ہے اسوقت بلقیس نہایت محظوظ و خوش ہوئی اُسی جگہ کئی اسپ پردار دیکھے بڑے مگر زور شور دکھاکے اُڑکر دریا مین گرے حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیوون سے فرمایا انکو پکڑ لاؤ وہ اپنی معذوری بیان کرکے بولے کہ سمدون جن مفرور دریا مین ہے وہ پکڑ لاویگا فرمایا اُسے حاضر کرو تب دیوون نے ندا کردی کہ حضرت سلیمانؑ نے وفات پائی یہ خبر سمدون کے کان مین گذری وہ نہایت مسرور دوڑا دیو اس کو فریب دیکر تخت سلیمانؑ پاس لائے حضرت نے قید کرنا چاہا اُسنے امان مانگی فرمایا اچھا گھوڑے دریائی پکڑ لاؤ سو وہ چالیس گھوڑے لایا ظہر کا وقت تھا آنجناب اُنکی خوبی وغیرہ بعورتی مین مصروف ہوے وقت صلوٰۃ فوت ہو گیا کما قال اللہ فی سورۃ صاد اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد یعنے جب کھانے کو آئے سامنے شام کو گھوڑے خاصے اس مقام مین بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آنجناب نے کفار دمشق و نصیبین پر جہاد کیا اُسمین ہزار گھوڑے فوج

کرنے لگے حضرت سلیمان علیہ السلام پر غضب مجلس سے اٹھ کر دولتخانہ مین داخل ہوے اور آصف کو بلا کر پوچھا کہ
تونے سب پیغمبرون کا ذکر کیا اور اُنکے اوصاف حمیدہ بیان کیے آخر عمر تک اور میری تعریف ایام لڑکپن کی کر کے
ساکت ہوگیا اسکا کیا سبب تھا آصف نے التماس کیا کہ آپ کی غفلت و تساہل سے چالیس دن ہوے گھر مین
خاص بت پرستی ہورہی ہے یہ بات شان نبوت کے خلاف تھی پھر مین آپکی خوبیان اس وقت کی کس طرح
بیان کرسکتا تھا وعظ مین جھوٹ بولنا جائز نہین حضرت سلیمانؑ نے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون اسی وقت گھر مین
داخل ہوے اور صورت صیدون خاک مین ملائی اور عورت سے ناراض ہوکر تعزیر فرمائی اور لباس پاکیزہ اور صاف
جس مین جوان عورت کا ہاتھ نہ لگا تھا پہنا اور جانب دشت و بادیہ نکل گئے اور خاک سوختہ پر بیٹھ کر توبہ و استغفار
مین مشغول ہوے اور از بس تضرع وزاری گریہ وزاری مین مشغول ہوے تمام دن اس کیفیت سے کاٹا
شام کو گھر مین آئے یہان ایک عورت مسماۃ امینہ و بقولے جرادہ ام ولد آنجناب تھی کہ جسدم آنجناب استنجے
کو جاتے یا ازوجات سے قربت فرماتے تو اپنی انگشتری اُسی کو سونپتے تھے اس وقت بھی رفع حاجت کو تشریف
لے چلے انگوٹھی حسب دستور اُسی کو سپرد فرمائی اور خود تشریف لے گئے صخر جن و بقولے اعطرخی صاحب البحر
بصورت حضرت سلیمانؑ آیا اور بولا میری انگشتری لا امینہ نے حوالے کی وہ انگوٹھی پہن تخت سلیمانؑ پر ہو بیٹھا
وحوش وطیور جن وانسان سب حسب دستور حاضر ہوے جب حضرت سلیمانؑ جاے ضرور سے آئے تو امینہ
سے انگوٹھی طلب کی وہ بولی تو کون ہے فرمایا مین سلیمانؑ ہون ابن داؤد علیہ السلام امینہ نے کہا تو کاذب
ہے سلیمانؑ تو انگشتری لے گیا اور اپنے تخت پر بیٹھا ہوا حکمرانی کر رہا ہے تب حضرت سلیمانؑ نے جانا کہ اُسی
خطا پر میری آزمایش ہوئی ناگزیر خوفناک باہر بھاگے اور در بدر پھرنے لگے کہ جس دروازے پر جاتے اور
کہتے انا سلیمان ابن داؤد صاحب خانہ گالیان دیتا اور کبھی مارتا اور اکثر لوگ مجنون جانتے تھے آخرکار بھوکے
پیاسے بے طاقت ہوکر بیٹھ رہے کسی نے کھانا نہ دیا تب سوچے اور دریا پر گئے وہان کچھ لوگ مچھلیون
کا شکار کر رہے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا ہمکو مزدوری پر رکھو لو اُن لوگون نے رکھ لیا اور دو
مچھلی مزد قرار دی یعنے دن بھر خدمت کرتے شام کو دو مچھلی ملتین ایک بیچ کر نان جوین لیتے دوسری
بھون کر روٹی کا سالن فرماتے پھر تمام رات نماز پڑھتے صبح تک استغفار و توبہ مین مشغول رہتے چالیس دن
اسی کیفیت مین گذرے اور شیطان بجاے حضرت سلیمان حاکم رہا اور جملہ توابع سلطنت مطیع و منقاد رہے
لیکن ابن برخیا وزیر اعظم و دیگر علماے بنی اسرائیل کو اول روز سے تردد تھا اور یہ جانتے تھے کہ یہ شخص سلیمانؑ
نہین ہے اور جنات نے بھی یہ حال دریافت کرلیا تھا مگر سکوت مین تھے جب مدت معینہ امتحان ربانی گذر گئی تو وہ دیو
دریا کے کنارے شراب کی مستی مین گیا وہ انگوٹھی گر پڑی اُسکو مچھلی نے لیا اُس دن وہ شکار مین ملی اور حضرت
سلیمانؑ کو مزدوری مین ہاتھ آئی جب اُسکا پیٹ چاک کیا تو انگوٹھی نکلی حضرت نے پہنی اور سجدے مین گرے ہنوز
سر مبارک سجدے سے نہ اُٹھایا تھا کہ جنات وانسان وطیور وغیرہ خدمت مین حاضر ہوے حضرت اپنے تخت پر

اس جزیرہ مین پہونچے اور بادشاہ کو دعوت ایمان فرمائی اسنے قبول نہ کیا لہذا قتل کیا گیا اور مال و ملک غنیمت ہوا
از انجملہ دختر بادشاہ کہ مسماۃ جرادہ حسن وجمال مین بے نظیر عصر تھی ہاتھ آئی اسکو حضرت سلیمان علیہ السلام بعد
نکاح اپنے تصرف مین لائے وہ ایمان لائی اور حضرت سلیمانؑ اسکو اور زوجات سے زیادہ دوست رکھتے تھے
چونکہ اسکو اپنے باپ کے مارے جانے کا غم بشدت تھا اکثر مغموم ومہموم رہا کرتی بیشتر مشغول بگریہ وزاری
رہتی اس عرصہ مین ابلیس لعین ایک ڈایہ کی صورت بن کر آیا اور زوال دولت ومملکت صیدون پر نہایت متاسف
ہوا اور کہنے لگا تو کیونکر سلیمانؑ سے راضی ہے حالانکہ اسنے تیرے باپ کو قتل کیا اور تجھے قید کیا تو مفارقت پدر مین
کیونکر بسر کرتی ہے اسنے کہا مجبور ہون کیا کرون شیطان نے تصویر صیدون دیوون سے کھنچوا کر دکھلائی اور کہا یہ
صورت تسلی وتسکین کی ہے چونکہ عورت فی ذاتہ بے وقوف ہوتی ہے اسکے ذہن ناقص مین یہ صورت خوبی کے ساتھ جم
گئی شیطان کو تو یہی فکر تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو فتنہ مین ڈالون وہ بت پرستی کے قواعد وضوابط سے آگاہ
کر کے رخصت ہوا اور تصویر صیدون اپنے ہاتھ مین لیگیا اب عورت اس تصویر کے تصور مین حیران وپریشان رہتی
ایک دن غمگین وحزین بیٹھی تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تو کیون غمدیدہ ہے اور کسلیے اکثر رویا کرتی ہے اسنے
کہا مین اپنے باپ کے فراق مین اور مملکت ومال کے خیال مین رویا کرتی ہون اور کوئی سبب نہین حضرت نے
فرمایا تجھے اللہ نے اس سے زیادہ ملک ومال دیا ہے اور نعمت ایمان وہ عطا کی ہے کہ سب دنیا ومافیہا سے افضل واعلی
ہے بولی یہ سب درست ہے مگر بدرد انسانی وبپاس شفقت ومحبت پدری مجبور ہون اگر آپ شیاطین سے ارشاد
کریں تو وہ میرے باپ کی صورت بنا دین اور یہان رکھدین تاکہ مین صبح وشام دیکھا کرون شاید کچھ غم غلط
ہوتا رہے چنانچہ بایماے حضرت سلیمان علیہ السلام کہ اسوقت مین تصویر سازی منع نہ تھی شیاطین نے
صورت صیدون ہو بہو بنائی اس عورت نے پوشاک مطبوع صیدون تیار کرائی اور اس صورت مین پہنائی اور ایک
مکان مین قائم کی جب حضرت سلیمان علیہ السلام باہر تشریف لاتے تو وہ کمبخت اس تصویر سراپا تزویر کو سجدہ کیا
کرتی جس طرح اسکی زندگی مین ہوتا تھا یا جسطرح ابلیس استاد نے بتلایا ہوگا مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس
حرکت کی خبر چالیس دن تک نہین ہوئی آصف ابن برخیا وزیر اعظم عالم اسم اعظم کہ بڑے مومن صدیق
ولی کامل تھے مطلع ہوے اور حضرت سلیمانؑ سے تنہائی مین عرض کیا کہ یا نبی اللہ میری عمر زیادہ ہوئی دربار
کی آمد ورفت سے تکلیف پاتا ہون چاہتا ہون کہ ایک گوشہ پکڑ کر خلوت گزین ہون اور قبل ازین مدت چاہتا ہون
کہ آپ کے حضور مین کسی قدر پیغمبرون کے حالات بطور وعظ التماس کرون جو مجھے معلوم ہین اور عوام وخواص کو وہ
باتین تعلیم کرون جو انکو غیر محفوظ ہین حضرت سلیمان علیہ السلام نے موافق التماس آصف ابن برخیا جن وانس کو جمع کیا
اور مجلس وعظ منعقد فرمائی کہ آصف نے اول حمد الہی کا خطبہ پڑھا بعد اسکے انبیاے پیشین کا بالاجمال ذکر کرکے
حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ چھیڑا اور کہنے لگا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر اولوا العزم ہین اپنی طفولیت
مین بڑے حلیم بردبار ومتقی پرہیزگار وافضل روزگار ومخالف اوامر گار رہتے تھے بعد اسکے سکوت کرکے اور تذکرہ

تمھارے پاس اور لکھا دین سنتیں تمھارے دین کی سو قبول نکروانسے کچھ اور بعض روایات مین ہے کہ جب
آزمایش حضرت سلیمانؑ منظور الٰہی ہوئی تو انگشتری از خود گری دو مرتبہ آصف آیا اُسنے کہا آپکی آزمایش ہے اس
زلت پر جو صادر ہوئی اب انگوٹھی چالیس دن تمھارے ہاتھ مین نہ رہیگی لہذا حضرت سلیمان توبہ و ندامت مین
مشغول ہوے آصف نے کار مملکت انجام دیا بعد انقضاے ایام امتحان انگشتری پہنی ملک بدستور رہا اور سعید ابن
مسیبؓ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمانؑ تین دن خلق سے پوشیدہ ہوے تھے وحی ہوئی کہ میرے بندون سے چھپا ہے تو
اُنکے کام مین خلل نہ کر یہی آزمایش تھی اسمین انگشتری بھی جاتی رہی اور تفسیر مدارک و زاہدی مین لکھا ہے کہ جو روایات
گم گشتگی خاتم و وقوع عبادت صنم و تصرف دیو بجاے حضرت سلیمانؑ شہرت پذیر ہین جملہ اکاذیب مفتریات جہود و بہتان
و طوفان بندی یہود بے بہبود کی ہے بعضے کہتے ہین کہ ایک دن حضرت سلیمانؑ امرا سے ناراض ہوے اسپر کہ جہاد کفار
مین کمی کرتے تھے سوچا کہ ایک شب مین اپنی ستر زوجات سے ہم بستر ہون کہ ہر ایک بیٹا جنے وہ جہاد مین کوشش
کرین فرشتے نے دل مین ڈالا انشاء اللہ وہ بھول گئے کہ ستر عورت مین ایک ہی کے حمل ہوا وہ وقت پر آدھا
آدمی جنی قابلہ نے اُسکو لاکر تخت پر رکھدیا حضرت سلیمانؑ پشیمان ہوے انشاء اللہ نہ کہنے پر اسی کا اشارہ ہے ولقد
فتنا سلیمانؑ والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب یعنے ہمنے جانچا سلیمان کو اور ڈالدیا تخت پر ایک دھڑ پھر وہ رجوع
ہوا ہکذا روی ابو ہریرۃ عن النبی صلعم مگر اتنا زیادہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی اگر کہتا سلیمانؑ انشاء اللہ تو پیدا ہوتے
عورتون سے بیٹے اور جہاد فی سبیل اللہ کرتے رواہ البخاری و مسلم اس حدیث سے جانا گیا کہ جب کسی کام کا ارادہ
کرے تو انشاء اللہ ضرور کہے کیونکہ بدون مدد الٰہی آدمی سے کوئی کام نہین ہو سکتا پیغمبر ہو یا ولی حکیم ہو یا بادشاہ اور
قول اشہر یہ ہے کہ جسد سے مراد صخر جنی ہے کہ اُسکو تخت پر ڈالدیا تفسیر جواہر مین لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے ایک بیٹا تھا
جنات چاہتے تھے کہ اُسے مار ڈالین کیونکہ یہ بھی بوراثت پدر شاید ہمکو مسخر کرے حضرت سلیمانؑ نے مطلع ہوکر
بدلی کو سپرد کیا قضاءً وہ مرگیا ابر نے اُسکو تخت پر ڈالدیا اُسپر حضرت سلیمان پشیمان ہوے اور توبہ کی کہ غیر خدا پر توکل
نہ چاہیے اسی کا اشارہ ہے والقینا علی کرسیہ جسدا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت سلیمانؑ بشدت بیمار ہوے سو اُنکو
تخت پر بٹھلایا تاکہ مہمات عالم مین خلل نہ پڑے پھر اچھے ہوگئے اسی کا اشارہ ہے والقینا علی کرسیہ جسدا یہ دونون
روایات ضعیف ہین القصہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتحان ہوگیا اور توبہ و ندامت منظور ہوئی تو حضرت
سلیمانؑ نے یہ عاجزی و انکسار کہا رب اغفرلی وہب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی انک انت الوہاب یعنے اے
رب میرے معاف کر مجھکو اور بخش مجکو وہ بادشاہی کہ نہ چاہیے کسی کو میرے پیچھے تو بے شک ہے بخشنے والا
یعنی کسی کا حوصلہ نہو کہ وہ لے سکے مقاتل و ابن کیسان کہتے ہین کہ نہو کسی کو میرے بعد اور عطا ابن رباح
کہتے ہین کہ ایسا ملک عنایت ہو کہ پھر مجھسے نہ لیا جاے امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان
علیہ السلام بہ تعلیم الٰہی جانتے تھے کہ خاتم الانبیاء و سرور الاصفیاء محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم ملک دنیا پر التفات
نہ فرماوینگے تب یہ دعا مانگی اور صاحب فتوحات فرماتے ہین کہ مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ تھی کہ مجکو ملک

تشریف لائے اور توبہ وندامت اپنی علی رُوس الاشہاد ظاہر فرمائی اور حکم دیا کہ صخر یا اصطرخی کو حاضر کرو کہ وہ گرفتار ہو کر آیا آنجناب نے اُسے قید کرکے دریا مین پھکوا دیا محمد ابن اسحٰق نے ابن منبہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور کہتے ہین کہ قرآن مجید مین ولقد فتنا سلیمان اسی طرف اشارہ ہے لیکن یہ روایت منجملہ مفتریات و اکاذیب یہودیان ہے اور ابن منبہ اکثر کتب بنی اسرائیل سے حکایتین بے سروپا بیان کرتا ہے اور بعضے اہل تاریخ لکھتے ہین کہ بعد اس واقعے کے حضرت سلیمانؑ نے اس عورت کو قتل کیا اور اُسکی لونڈیان باندیان کہ چار ہزار ہونگی سب جلوا دین اور کتابین سحر کی جو اصطرخی جن صیدون کی سلطنت سے لایا تھا انکو ایک قلم چاک کروایا معالم التنزیل مین ہے کہ ہرگز اللہ صاحب نے شیطان رجیم کو عورات حضرت سلیمان علیہ السلام پر تسلط نہین دیا بلکہ سبب فتنہ یہ واقع ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیبیان تھین از انجملہ ایک بی بی پر اعتماد بہت تھا کہ جب کبھی پاخانے کو جاتے تو انگوٹھی اُسی کے سپرد کر جاتے ایکدن اس عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ ایک شخص میرے بھائی سے خصومت رکھتا ہے مین چاہتی ہون کہ آپ فیصلہ کر دین حضرت سلیمانؑ کے منھ سے نکلا اُسکو سزا ہوگی اسی لیے اللہ نے چاہا کہ انگشتری وضو کے بین صخر جنی لیگیا اور آواز حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنا کر تخت نشین ہوا اور سب لوگ مطیع و فرمانبردار ہوئے صرف اکثر علما نے انکار کی اور جمع ہو کر زوجات سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ ہمنے اس شخص کو قبول نہین کیا اور اصلا ایمان نہین جانا کیونکہ یہ شخص سلیمانؑ نہین اور اگر ہے تو اُسکی عقل خبط ہو گئی ہے اور آصف ابن برخیا نے عورتون سے پوچھا اس عرصہ مین حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے تھے یا نہین وہ بولین ہان ایک عورت نے کہا مگر اندنون سلیمان کی عقل جاتی رہی ہے کہ اُسنے استنجے کے وقت انگشتری مجھے نہین دی اور چالیس دن گذر چکے ہین پھر سب عورتین رونے لگین آصف ابن برخیا نے کہا صبر کرو مین تدبیر کرتا ہون چنانچہ چند کس توریت خوان خوش آواز اپنے ساتھ لے کر تخت سلیمانؑ کے پاس گئے اور ارشاد کیا کہ توریت کا کوئی سفر بآواز پڑھو کہ اُسمین تمکو نفع ہے سو ان لوگون نے توریت کا پڑھنا شروع کیا چونکہ توریت کلام الٰہی تھا وہ خبیث ناپاک اُسکی تاب نہ لاسکا بھاگا اور ایک برج کے کنگرے پر جا بیٹھا وہان سے دریا پر گیا انگوٹھی گر گئی مچھلی نے پائی اُسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام بھوکھے پیاسے دریا پر آئے وہان صیاد جال ڈالے مچھلیان پکڑتے تھے آنجناب نے کھانا مانگا ایک نے مارا دوسرے نے ظالم کو ملامت کی اور دو مچھلیان دین حضرت سلیمانؑ انکے پیٹ پھاڑ کر دھونے لگے ایک ماہی کے پیٹ سے انگوٹھی نکلی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہنی فی الفور جنات و ناس و وحوش و طیور بدستور حاضر ہوئے اور سب قوم کے لوگون نے پہچانا اور معذرت کرنے لگے حضرت سلیمانؑ نے فرمایا نہ تمھارے عذر کی شکایت ہے اور نہ عذر و ندامت کی تعریف یہ امر جو واقع ہوا ضروری لکھا ہوا تھا پھر ملک مین تشریف لائے اس دیو خبیث کو پکڑ کر ایک صندوق آہنی مین مقفل کرکے مہر فرمائی اور دریا مین پھنکوا دیا اب بھی وہ شیطان زندہ ہے قیامت تک شاید اسیطرح رہیگا یہ روایت قید کی صحیح ہے اسکا اشارہ قرآن شریف مین ہے وآخرین مقرنین فی الاصفاد یعنے اور اور طرح کے جکڑے ہین زنجیرون مین اور حدیث شریف ہے کہ آخری زمانے مین وہ شیاطین جنکو حضرت سلیمانؑ نے قید کر دریا مین ڈالا ہے سو نکلینگے

عنبر وغیرہ اشیاء خوشبودار لایا جب یہ سامان طیار ہوا تو اول حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد کی زمین کو سبز وسفید وزرد پتھرون سے بھروایا اور بڑے بڑے پتھرون سے دیوارین بنوائین اور انکو جواہر سے جڑوایا اور ستون چالیس گز کے لنبے سنگ مرمر کے قائم کرائے اور چھت جواہر کے تختون سے پٹوائی اور آبنوس کی چار دیواری لگوائی ایک کا نام باب داؤد علیہ السلام رکھا اور دوسرے کا باب طوبے اور تیسرے کا باب الجنۃ اور چوتھے کا باب النبی العربی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اندرون مسجد قنادیل طلائی ونقرئی آویزان کرائین اور ہر ایک قندیل مین ایک ایک گوہر شب افروز رکھوا دیا کہ انسے تمام مسجد مین روشنی ہوتی تھی اور بعد اسکے ایک قبہ مثمن کہ اسکا نام قبۃ الصخرہ رکھا تعمیر کرایا اور اسپر ایک گنبد نہایت بلند بنوا کر کبریت احمر سے اندود کرایا کہ بارہ کوس تک اسکی روشنی مین سب آدمی سیر کرتے تھے جب اس طرح کی عمارت طیار ہوئی اور کسی قدر کام اسمین باقی رہ گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے علما واحبار بنی اسرائیل کو جمع فرما کے جشن عظیم کیا اور سب لوگون سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ مین نے یہ گھر خالصاً للہ بنوایا ہے آگاہ ہو کہ جو کچھ اس گھر مین ہے صرف واسطے خدا کے ہے مناسب ہے کہ علمائے ربانی سے کسی وقت خالی نہ رہے اور حدیقۃ الاقالیم مین ہے کہ یہ مسجد جانب شرقی بیت المقدس مین واقع ہے طول اسکا سات سو چوراسی گز کا ہے اور عرض چار سو پچپن گز کا اور چھ سو چوراسی ستون اسمین قائم کیے گئے تھے اور چار سو منبر تھے اور ہمیشہ رات کے وقت چار ہزار قندیلین روشن کی جاتی تھین اور سات سو فراش اس مسجد کی خدمت مین رہتے تھے اور پچاس خم زرین پانی سے بھرے ہوے تھے اور صحن مسجد مین ایک مصطبہ پانچ گز کا مرتفع اور اسمین ایک قبۂ عظیم مسمی بقبۂ صخرہ بنوایا تھا اسی مین قدم مبارک خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا نشان ہے اور یہی پتھر دس گز کا ایک جانب سے بلند ہوا تھا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تھمت سو وہ اسی طرح معلق رہ گیا اور اسی جگہ محراب مریم وزکریا و کرسی حضرت سلیمان علیہ السلام واقع ہے انتہے قولہ اور عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بعد تعمیر حضرت سلیمان ع نے تین دعائین مانگین ایک حکم مطابق حکم الٰہی مجھکو عنایت ہو اور وہ ملک کہ ویسا کبھی ملا نہیں اور جو شخص اس مسجد مین دو رکعت پڑھے اسکے گناہ عفو ہو جاوین یہ دعا قبول ہوئی اور مین امید رکھتا ہون کہ اللہ تعالے مجھے تینون باتین عنایت کرے القصہ حضرت سلیمان ع بیت المقدس مین رہنے لگے کبھو ایک برس گاہے دو برس اور کبھو ایک مہینے یا دو مہینے اور اس سے کم وزیادہ بھی قیام فرماتے تھے اور مسجد مین عبادت کرتے تھے اس مقام مین جہان حضرت داؤد ع عبادت کرتے تھے صبح کو وقت ہر روز بطور خرق عادت ایک درخت ظاہر ہوتا تھا حضرت سلیمان ع اسکا نام اور وجہ ظہور اس سے دریافت کر لیتے تھے ایک دن اسنے کہا میرا نام خرنوب ہے فرمایا تو کسواسطے ہے اسنے کہا واسطے خرابی شہر بیت المقدس اور مسجد کے ہون کہا میری زندگی مین ایسا نہو گا اور اسکو اکھیڑ ڈالا اور حافظ کریم مین جا دیا اور دعا مانگی کہ یا الٰہی موت میری جنات پر ظاہر نہو تا کہ انسان جانین کہ انکو علم غیب نہین ہے بعد چندے محراب عبادت مین داخل ہوے اور اپنی لاٹھی کی ٹیک لگا کر نماز پڑھنے لگے اسی وقت حضرت ملک الموت علیہ السلام نے قبض روح فرمایا مگر

حاشیہ:

۱ مصطبہ بفتح میم وسکون صاد وفتح طا وتشدید با سکوی ؟ نوشتہ کہ مصطبہ بتخفیف و بجای صاد سین ہم آمدہ ۱۲ عنایت

۲ معلوم تا ہوا کہ جنات انسان کے روبرو عالم الغیب بنی تھے ۱۲ منہ

عنایت کر کہ ظہور اُسکا بالفعل کسی کو نہو کیونکہ بالقوہ حضرت رسالت پناہ صلعم کو وہ ملک حاصل تھا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیحین مین روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک عفریت آیا اُسنے چاہا کہ نماز میری ٹوٹ جائے اللہ نے مجکو قوت دی کہ مین نے اُسکو گرفتار کیا اور چاہا کہ ستون مسجد مین باندھون تاکہ تم لوگ دیکھو پس یاد آئی مجھکو دعا اپنے بھائی سلیمان ع کی رب ہب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی یعنے ای میرے رب دے مجکو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر کسی کو ویسی نہ ملے اسواسطے مین نے دھکار کے ڈھکیل دیا مراد ملک سے اس جگہ تسخیر جن و شیاطین ہی چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یون دعا فرمائی اور اس ملک کو خاص اپنے واسطے مانگا اسلیے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ مین تصرف اپنا اس ملک مین ظاہر کر کے اپنے بھائی کے کارخانہ مین فتور و شکستگی ڈالون والا بالقوۃ تصرف و قدرت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تھا بلکہ تمام ملک و ملکوت جن و انس اور تمام عالم بہ تقدیر و تعریف الٰہی حیطۂ قدرت و تصرف حضرت صلعم مین تھا بالجملہ اللہ جل شانہ نے دعا حضرت سلیمان علیہ السلام اس طرح قبول کی اور ارشاد کیا فسخرنا له الريح تجري بامره رخاء حيث اصاب والشياطين كل بناء وغواص وآخرين مقرنين في الاصفاد هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغير حساب وان له عندنا لزلفى وحسن مآب یعنے پھر ہمنے تابع کی اُسکے ہوا چلتی اُسکے حکم سے نرم نرم جہان بھیجا چاہتا اور تابع کیے شیطان سب عمارت بنانے والے اور غوطے لگانے والے اور کتنے بندھے ہوے بیڑیون مین یہ ہی بخشش ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ نہین حساب اور اُسکو ہمارے پاس مرتبہ ہی اور اچھا ٹھکانا یہ اللہ کی مہربانی تھی کہ اسقدر تو دنیا عنایت کی اور مختار کر دیا حساب معاف کر کے باایں ہمہ حضرت سلیمان علیہ السلام ٹوکری بنا کے کھاتے تھے اور کچھ بھی ملک سے لیکر اپنے خرچ مین نہ لاتے تھے مقاتل رضی اللہ عنہ کریمہ فامنن او امسک بغیر حساب سے یہ مراد لیتے ہین کہ جس کسی کو قید کرنا ہو قید کرا اور جسکو چھوڑنا ہو چھوڑ دے چنانچہ حضرت سلیمان ع نے یہ دستور کیا کہ دنیا مین جہان کہین معلوم کرتے کہ جن کسیکو ستاتا ہی تو اُسکو قید کر کے دریا مین ڈبوا دیتے تھے کہ بعض جنات ابتک قید ہین تاریخ ابوالفدا مین ہی کہ سال چہارم جلوس ما و ابار سنہ پانسو تنالیس مین حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر بیت المقدس شروع فرمائی اور آخر سنہ پانسو چھیالیس مین فراغت حاصل کی ارتفاع اُسکا تیس گز اور طول ساٹھ گز کا اور عرض بیس گز کا تھا اور فصیل بیرونی اُسکی نو گز کی مربع تھی بعد اُسکے سال چوبیس جلوس مین دار السلطنت بیت المقدس مین بنوایا یہ بنا تیرہ برس مین طیار ہوئی اور معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی چار دیواری برابر قد آدم بنوائی تھی اس عرصہ مین وحی ہوئی کہ تمہارے ہاتھ سے یہ تعمیر ختم نہوگی بلکہ اتمام اسکا سلیمان ع کے ہاتھ سے مقدر ہی ناچار حضرت داؤد علیہ السلام اس سے دست بردار ہوگئے چنانچہ اپنے عہد مین حضرت سلیمان ع نے چاہا کہ اس بنا کو تمام کرین تو اول ایک شہر کی بنا ڈالی اور نام اُسکا بیت المقدس رکھا جب وہ شہر طیار ہوگیا تو مسجد شریف کی طرف متوجہ ہوے اور جنات کو جمع کر کے مختلف کامون پر متعین کیا کہ ایک گروہ سونا چاندی یاقوت و فیروزہ و زبرجد لایا اور ایک فرقہ مروارید دا جھار لایا اور ایک جماعت مشک و

و حمقا اُنکے معتقد ہو جاتے ہین دوسرے یہ کہ ارواح بعضے امراض شرارت و خباثت مین حکم جنات و شیاطین کا رکھتے ہین
کہ بالطبع تالع دپرستش اپنی مرکوز ہوتی ہی اور یہ خواہش رکھتے ہین کہ آدمی ہماری طرف فروتنی و عاجزی پلے سرے
کی اختیار کرکے رجوع لاوین اور شیاطین الجن اُنکو پہچانتے ہین اُنھون نے بعض افسون کو جس سے التجا ان
ارواح کی طرف نکلے آدمیون کو تعلیم کیے اور سجدہ کرنا قربان گذراننا وغیرہ افعال تعظیمیہ بجالانا شرائط مین رکھا کہ انسان
بچارہ شرک و ضلالت مین پڑے اور اس عمل سے آثار عجیبہ مترتب ہونے لگے کہ رفتہ رفتہ یہ عمل شنیع رائج و
مشہور ہوا حتے کہ یہ خبر حضرت سلیمان کو ہوئی آپ نے آصف ابن برخیا کو ارشاد کیا کہ شیاطین کو جمع کرو اور اس
قسم کی جو کچھ چیزین اُنکے پاس ہون لیکر میری کرسی کے نیچے دفن کرو اور انسان اور جنات و شیاطین سے ملاقات
نہوا کرے اور نہ ایک دوسرے سے کچھ سیکھے آصف نے موافق حکم کے عمل کیا اور جبتک حضرت سلیمانؑ زندہ رہے
اسیطرح رہا بعد وفات اُنکے اور آصف کے شیاطین نے ظاہر کیا کہ سلیمانؑ ساحر تھے بزور سحر بادشاہت کرتے تھے
اور ہوا و انسان و جنات و طیور اُنکے مسخر رہتے تھے اور سحر کی کتابین زیر کرسی مدفون ہین اُسکو نکالو اور مطابق اُسکے
عمل کرو تو مثل سلیمانؑ تمسے بھی عجائبات ظاہر ہون آدمیون نے باغواے شیاطین وہ کتابین نکالین اور افسون
خوانی شروع کی کہ عجائب خواص اُنسے ظاہر ہونے لگے اور توریت خوانی اور علم دین موقوف ہوگیا اور تمامی
ہمت تحصیل علم سحر پر مصروف ہوئی تا وقتیکہ شیاطین کو اغوا منظور تھا اطاعت افسونون کی بخوبی کرتے رہتے
اور آثار اسکے ظاہر ہوتے رہے جب اُنھون نے دیکھا کہ یہ لوگ ضلالت مین پڑ گئے اور کتب الٰہیہ سے قرار واقعی پھر گئے تو
اطاعت افسونون سے دست کش ہوے اور وہ آثار بھی کم ہونے لگے اور اس حادثہ عظیمہ سے کئی طرح کی مضرت
یہودیون کے دین مین پہونچی اول اعراض کتب الٰہیہ سے دوسرے اعتقاد تاثیر اسماء بتان و اسلاف شیاطین سے اور
بجالانا نذور و قربان کا کہ صریح کفر و شرک ہی تیسرا سوء ظن حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق مین یہان تک کہ اُنکی
نبوت سے بھی انکار کرنے لگے اور کہتے کہ سلیمانؑ ساحر تھے چنانچہ یہودی کہتے تھے کہ محمد صلعم باطل کو حق سے
ملاتے ہین جو سلیمانؑ کو پیغمبرون مین ذکر کرتے ہین حالانکہ سلیمانؑ ساحر تھے کہ بزور سحر ہوا پر چلتے تھے اور اسی
ظن بد کو اللہ صاحب نے رد کیا ہی وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر یعنے کفر نہین کیا سلیمانؑ
نے لیکن شیطانون نے کفر کیا کہ لوگون کو سکھاتے سحر یعنے سلیمانؑ ہرگز کافر نہین تھا اور معتقد تاثیر اسماء اصنام
و شیاطین نہ تھا اور نذور و قربان جو کہ موقوف علیہ سحر کے تھے کبھو بجا نہ لاتا تھا کیونکہ وہ باقرار ایک جماعت کثیرہ
یہود کے پیغمبر تھا اور عصمت پیغمبر کی کفر سے قطعی ہی بلکہ بدیہی کیونکہ منصب نبوت کے ساتھ کفر کو منافات صریح
ہی اور بعثت انبیاء علیہم السلام واسطے رفع کفر کے ہی پس اگر خود کفر کرنے لگے تو نقض غرض بعثت لازم آتی ہی مگر
شیاطین الجن اور انس کہ حضرت سلیمانؑ کے معجزات دیکھنے سے ایمان لائے تھے اور طائفہ اہل ایمان مین داخل
ہوے تھے اور جواہر نفوس اُنکی شرارت سے بھرے تھے وہ بمقتضاے خاصیت اصلیہ کے کافر ہو گئے اور
تہمت دروغ حضرت سلیمانؑ پر کرنے لگے کہ وہ بھی اعمال سحر کرتے تھے اور انھین اعمال سے جن و انس و وحوش

آنجناب اسی طرح کھڑے رہے اور جنات و شیاطین حسب دستور اعمال شاقہ مین مصروف رہے یہان تک کہ
ایک برس گذرا اور انکو خبر وفات کی نہوئی تب گھن کے کیڑے نے عصاء مبارک کھایا اور حضرت سلیمانؑ زمین پر
گرے حضرت عباس فرماتے ہین کہ دیمک کا احسان جنات پر یہ ہوا کہ اسکے سبب سے موت سلیمانؑ پر مطلع ہوے
اور جنات اُسکے عوض کھانا اُسکا مٹی و پانی سے لیکر درخت مین رکھتے ہین اس قصہ کا اشارہ سبا مین ہی فلما قضینا

علیہ الموت ما دلہم علی موتہ الا دابۃ الارض تاکل منسأتہ فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب
المہین یعنے پھر جب تقدیر کی ہمنے اُسپر موت نہ جتایا اُنکو اُسکا مرنا مگر کیڑا گھن کا کھاتا رہا عصا پھر جب وہ گر پڑا معلوم
کیا جنون نے اگر خبر غیب کی رکھتے ہوتے تو نہ رہتے ذلت کی تکلیف مین یعنے باوصف علم غیب کسواسطے ذلت
بارکشی و معماری و نجاری وغیرہ تکلیف روزمرہ تمام برس کی اُٹھاتے اُسیدم اپنے اپنے گھر نہ چلے جاتے کیونکہ حضرت
سلیمانؑ کی وفات ہو چکی تھی مگر انکو اصلا خبر نہین ہوئی اُسوقت تک کہ بقیہ کار عمارت اختتام ہوا اور کسی
طرح کا کام اتمام کو نہ رہا اور بعضے مفسرین لکھتے ہین کہ مسجد اقصے بہ تمامہا تیار نہ ہوئی تھی ایک برس کا کام باقی تھا
متقاضی اجل نے دامن سلیمانؑ پکڑا اور ودیعت حیات طلب کی تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے وصیت فرمائی
کہ میری وفات کی اطلاع جنات وغیرہ کو نہونے پاوے یہانتک کہ مسجد بنجاوے سو جب وفات ہوئی تو بعد غسل و صلوۃ
کے لاٹھی کی ٹیک دیکر جسم اطہر کو کھڑا کیا کہ جنات حضرت کو حی و قائم سمجھ کر کام مین مصروف رہے ایک
برس بعد گھن کے کیڑے نے اُس لاٹھی کو نیچے سے کھا لیا وہ لکڑی گری اور جسم لطیف بھی گرا سب لوگون کو
وفات کی اطلاع ہوئی جنات اُسی وقت پہاڑون اور جنگلون مین پوشیدہ ہوے اور ایک روایت یہ ہی کہ جب حضرت
سلیمان علیہ السلام کو اپنی موت کا علم آیا تو نقشہ عمارت مسجد اقصی کھینچکر شیشے کے مکان مین جو کہ آپکے لیے
جنات نے بنایا تھا جلوہ فرما ہوے اور دروازہ کو بند فرما کے مشغول عبادت خالق کبریا ہوے کہ بعد وفات
بھی ایک برس تک جنات مسجد کو بنایا کیے جب کام اُسکا ختم ہو گیا تب خبر ہوئی اور جنات اپنی بےعلمی و جہل سے
قائل ہوے مگر اُسیوقت پہاڑون پر چل دیے حضرت سلیمانؑ کے عہد مین جن و انسان باہم مخالطت و مناسبت
و نشست و برخاست رکھتے تھے اور شیاطین الجن آدمیون کے روبرو اعمال عجیبہ و افعال غریبہ ظاہر کرتے اور
افسون متضمن شرک کفر پڑھا کرتے جس طرح اسماے بتان و شیاطین کہ کفر و ضلالت مین مقتدا گذرے ہین۔
اور اُنکے عجائبات کا ظہور دو سبب سے ہوتا تھا ایک یہ کہ خلقت آدمی سے خلقت جنات کی متفاوت ہی
اور افعال و اطوار جنات اوضاع و حرکات انسان سے مختلف ہین سو بنا بر گمراہی آدمیون کے ہزار ہزار کوس
کی خبرین لاتے اور بیان کرتے کبھی کسی کو مار ڈالتے کسی کے پیر بند کر دیتے کسی کے پیٹ مین گھستے وہ درد سے
چلاتا کسی پر ایسا اثر ڈالتے کہ وہ بیتاب ہو جاتا پھر آپ ہی اُسپر افسون پڑھنے کو بتلاتے تب وہ کیفیت جاتی
رہتی یہانتک کہ انسان منترون کے معتقد ہوے اور تعظیم مفرط بتون اور شیطانون کی کرنے لگے اور ظاہر ہی
کہ کام جنات و شیاطین کے بہ نسبت کام آدمیون کے خوارق عادات کا حکم رکھتے ہین اسی باعث سے سفہا

جانب بیت المقدس روانہ ہوے اثنای راہ مین دونون مین لڑائی ہوئی کہ دونون مارے گئے اور لشکر کے لوگ
بھاگے بنی اسرائیل جملہ مال پر متصرف ہوے بعدازان یہود نے انبیا علیہم السلام کے قتل پر اقدام کیا تب سنحاریب
بادشاہ بابل نے بیت المقدس کو قہراً و غلبۃً لے لیا اور خوب لوٹا اور جب وہ بھی اپنی سلطنت کو گیا تو بنی اسرائیل نے
فسق وفجور شروع کیا خداوند عالم نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو نبی کیا تب متمردین یہود نے آنجناب کو بھی قید کیا
جناب منتقم حقیقی نے بخت نصر کو جو سپہ سالار کیخسرو تھا غالب کیا اُسنے بیت المقدس کو جلا دیا اور اولاد یہود کو قید کرکے بابل
مین لیگیا اور صحیح یہ ہی کہ غلبہ سنحاریب اشعیا علیہ السلام کے عہد مین ہوا اور بخت نصر عہد حضرت ارمیا مین غالب ہوا ہی

تفریح بست وسوم دراحوال حضرت اشعیا وارمیا علیہم السلام

حضرت اشعیا ابن آصف اشرف احفاد حضرت سلیمان علیہ السلام ہین مغازی محمد اسحق مطلبی مین ہی کہ بعد وفات حضرت
سلیمان علیہ السلام کے عادت الٰہی یون جاری ہوئی کہ ہر ایک بادشاہ بنی اسرائیل کے عہد مین ایک رسول بھی
مبعوث ہونے لگا کہ بادشاہ کو تعلیم وتربیت کرتا اور مصالح ومفاسد ملک کی خبر دیتا تھا چنانچہ جب بادشاہت بنی اسرائیل
صدیقہ کو پہونچی تو حضرت اشعیا نبی ہوے اور اُنھون نے حضرت عیسے ومحمد مصطفےٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ظہور
کی خبر دی اُسی زمانے مین بنی اسرائیل نے نافرمانی شروع کی اور فہمایش بادشاہ ونبی پر خیال نہ کیا تو سنحاریب
بادشاہ بابل چھ لاکھ سپاہی سے جانب بیت المقدس چلا اور یلغار بیت المقدس کے گرد پہونچ گیا یہ خبر بادشاہ
بنی اسرائیل کو ہوئی وہ بیمار تھا اور حضرت اشعیا علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ صدیقہ کو کہو اپنے اہل بیت سے جسکو
چاہے خلیفہ کرے اُسکی موت قریب ہی سو حضرت اشعیا نے صدیقہ سے وحی کے موافق ارشاد فرمایا وہ رو دیا
اور جناب حق مین بالتضرع وزاری نجات بنی اسرائیل چاہنے لگا اور ایک شخص کو اپنا خلیفہ کردیا اللہ تعالے نے
اُسکی دعا قبول فرمائی اور حضرت اشعیا کو مطلع کیا کہ صدیقہ کی دعا قبول ہوئی اور اُسکی عمر پندرہ برس زیادہ کی گئی
اور دشمن سے نجات بخشی گئی چنانچہ یہ حال بھی حضرت اشعیا نے صدیقہ سے کہدیا اُسنے سجدہ شکر ادا کیا اور
اُسی وقت درد وغم اُسکا جاتا رہا جب صبح کو سو اُٹھا تو ایک منادی نے آواز دی کہ ای بادشاہ تیرے دشمن دفع ہوے
تب بادشاہ باہر نکلا معلوم ہوا کہ تمام لشکر بلاجدال وقتال فانی ہوا صرف سنحاریب مع پانچ آدمیون کے جسمین
ایک بخت نصر اُسکا نواسہ تھا باقی رہا اُنکو بھی صدیقہ نے بذریعہ اپنے مصاحب کے گرفتار کرکے قید کیا اور
خود طلوع آفتاب سے تا غروب آفتاب سجدہ شکریہ مین پڑا رہا بعدازان سنحاریب سے پوچھا کہ تونے ہمارے خدا
کی قدرت کا تماشا دیکھا اُسنے کہا جب مین نے خروج کیا تھا اُسی وقت مجکو تیرے فتح ونصرت کی خبر ہوگئی تھی
لیکن مجھپر او وزیرون پر شقاوت غالب تھی کہ اُسکا اثر ظاہر ہوا پھر بادشاہ نے ان لوگون کی گردن مین
زنجیر ڈلوائی اور ستر روز برابر بیت المقدس کے گرد طواف کرایا اور ہر شخص کے واسطے دو روٹیان جو کی مقرر
فرمائین جب سنحاریب وغیرہ پر معیشت تنگ ہوئی تو موت مانگنے لگے تب خداوند تعالیٰ نے بادشاہ کے دل مین

وطیور وغیرہ مخلوقات اُنکے مسخر ومنقاد تھے اور اسقدر پر قناعت نہین بلکہ اعمال سحر لوگون کو تعلیم کرنے لگے تاکہ اُنکو
اپنے کافر وساحر بنا دین اور آدمی اُنکے افترا ودروغ سے فریب مین آکر گمان کرنے لگے کہ عمل سحر بد نہین ہی
والا اس طرح کا پیغمبر عالی قدر کس طرح مشغول ہوتا وہی بات یہود نے پکڑی کہ اپنے دین وکتاب کو چھوڑ کر اعمال
سحر کی تلاش مین پڑے **فائدہ** ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر حضرت سلیمانؑ نے اس طرح دی ہی
اور ابتک نسخہ التسابیح مین موجود ہی کہ چاہیے میرے بھائی کا بیٹا اپنے باغ مین نزول فرماوے اور اُسکے میوہ کھاے
اور شلیم کی لڑکیون تمھین قسم دیکر کہتا ہون کہ جب میرے بھائی کے بیٹے کو پانا خبر دینا کہ مین اُسکو بہت
دوست رکھتا تھا میرے بھائی کا بیٹا سرخ وسفید ہی اُسکے دونون ہاتھون مین ترسیس کا سونا بھرا ہوا ہی نتھے
اس خبر کو کسی نصرانی نے حضرت عیسٰی کی خبر نہین تبلائی کیونکہ اگر عیسٰے مراد ہوتے تو حضرت سلیمان بہن کا بیٹا
کہتے کیونکہ اُنکے باپ تھا پس تو خبر نہین ہی مگر ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور ترسیس کے سونے سے
یہ مراد ہی کہ فارس کا مالک مال اُنکے ہاتھ آویگا اور لڑکیون سے مراد باشندگان اورشلیم ہین اور رنگ ہمارے
حضرت کا سرخ وسفید تھا اور اسرائیلیون کے بھائی اسماعیلی ہین جو ہمارے پیغمبر کے باپ دادے تھے **فائدہ**
تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ حضرت سلیمانؑ کو تیرہ برس کی عمر مین بادشاہت ملی اور ترپن برس کی عمر مین انتقال جنت
فرمایا اور بعضے پچھتر بیان کرتے ہین اور بستان فقیہ ابو اللیث مین کعب احبار سے اسی برس نقل کی ہی اور اخبار الدول
مین باون برس کی عمر و بروایتے ایک سو بیس برس کی عمر لکھی ہی اسیطرح اور بھی بیان کرتے ہین اور بتحقیق یہ ہی کہ
ولادت باسعادت حضرت سلیمان علیہ السلام کی سن چار ہزار تین سو اکانوے ہبوطی مین ہوئی اور خلافت سن چار ہزار
چار سو تینتیس مین اور وفات چار ہزار چار سو تہتر مین اس حساب سے عمر آپکی بیاسی برس کی ہوتی ہی اور از روے
روایت صحیحہ کے ثابت ہی کہ بعد حضرت داؤد علیہ السلام چالیس برس حضرت سلیمانؑ نے خلافت فرمائی **فائدہ**
کتب سیر سے واضح ہی کہ بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے رحبعم ابن سلیمانؑ پادشاہ ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ
نبی بھی ہوے وہذا القول ضعیف جدا بالجملہ چھ برس کے بعد سیشاق فرعون مصر نے لشکر کشی کی اور اکثر عمارات کو اُسکے
تباہ کر دیا مگر رحبعم اپنی سلطنت پر رہے اور اُٹابہ کہ چار فرسخ مصر سے واقع ہی آباد کیا اور اٹھائیس بیٹے سوا
بیٹیون کے پیدا ہوے اور سب ستر برس بادشاہت کی اکتالیس برس کی عمر ہوئی و بقولے سن پانسو بانوے
موسوی مین وفات پائی تو آسا ابن رحبعم پادشاہ ہوا اسی طرح مرۃ بعد اخری انھین کے نسل سے پادشاہ ہوا کیے
یہانتک کہ سلطنت حدقیا یا صدیقہ یا حریقیا کو جسکے پیر مین نقصان تھا پہونچی تو پادشاہان اطراف نے بنظر ضعف سلطنت
طمع مملکت دل مین جمائی اول ایک جزیرہ کے پادشاہ نے جسکا نام لیکن تھا اور ستارہ زہرہ کی پرستش کرتا تھا
ارادہ کیا اور نذر مانی کہ اگر بیت المقدس کو فتح کرون تو اپنے بیٹے کو قربانی کرونگا بظاہر بیت المقدس مع لشکر پہونچا
تعداو ند کبریا نے ہوا سے اسکے لشکر کو برباد کر دیا صرف بادشاہ محفوظ رہا اس تنہا مین اسکے بیٹے نے یہ سنا کہ میرے
باپ نے اس طرح کی نذر کی ہی سو اُسنے اپنے باپ کو قتل کیا پھر بادشاہ موصل اور حاکم آذربیجان نے ارادہ کیا اور

(نے)

کو پہونچی اُسنے فرعون مصر کو نامہ لکھا کہ میرے قیدی تمھاری بادشاہت مین بھاگ گئے ہین انکو روانہ کرو ورنہ
مصر کا وہی حال ہوگا جو بیت المقدس کا ہوا بادشاہ مصر نے تقاعد کیا اور حضرت ارمیا نے قوم کو سمجھایا کہ اب بھی
توبہ کرو نہین تو بخت نصر کے عذاب مین گرفتار ہوگے وہ خیال مین نہ لائے آخر کار بخت نصر جانب مصر با فواج قاہرہ
روانہ ہوا قریب مصر بادشاہ مصر سے محاربۂ عظیم واقع ہوا اور بخت نصر غالب آیا اور جو لوگ قوم بنی اسرائیل کے
تھے سب گرفتار ہوے انمین حضرت ارمیا علیہ السلام بھی تھے سو بخت نصر نے آنجناب کو دیکھکر کہا کہ مین نے آپکو چھوڑ دیا تھا
آپ پھر اس قوم ناپاک مین شریک ہوے حضرت ارمیا نے فرمایا کہ مین نے اس قوم کو تیری سطوت سے ڈرایا
تھا لیکن انھون نے خیال نہ کیا مین مجبور رہون تب بخت نصر نے حضرت ارمیا کو چھوڑ دیا اور خود جانب بابل روانہ ہوا
اور حضرت ارمیا علیہ السلام مصر مین رہے اخبار الدول مین ہے کہ حضرت ارمیا علیہ السلام مصر مین تھے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی
بھیجی کہ مین بیت المقدس کو پھر آباد کیا چاہتا ہون سو حضرت ارمیا علیہ السلام ایک گدھے پر سوار ہوکر جانب
بیت المقدس روانہ ہوے الغرض صاحب اخبار الدول نے تمام واقعہ موت و حیات حمار وغیرہ کا جو بروایت صحیحہ حضرت عزیر
علیہ السلام کی حکایت مین مذکور ہے بیان کیا ہے کہ فقیر مؤلف اُسکو بعینہ احوال حضرت عزیر مین گزارش کریگا اور
اخبار الدول مین ہے کہ عمر حضرت ارمیا تین سو برس کی ہوئی **فائدہ** اہل سیر کو بخت نصر کے حال مین اختلاف ہے
بعضے کہتے ہین کہ لیکن بادشاہ کا جسکا ذکر ہوگیا ہے کاتب منشی تھا اور محمد ابن جریر طبری کے نزدیک اولاد گودرز سپہ سالار
کیخسرو تھا اور بعضے کہتے ہین کہ لہراسپ فارسی قائم مقام کیخسرو کا وزیر تھا اور اخبار الدول مین ہے کہ ابن البنت سنحاریب تھا اور
روضۃ الصفا مین ہے کہ بخت نصر ایک شخص یتیم تھا اور حال اُسکا یون ہوا کہ دانیال اکبر نے توریت مین دیکھا تھا کہ قریب
ایک شخص بیت المقدس کو خراب کریگا سو اُنھون نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجکو اُسکے نام سے اطلاع حاصل
ہو جائے سو اللہ نے نام اُسکا خواب مین بخت نصر تبلایا کہ اُسکی تلاش مین دانیال اکبر جانب بابل تشریف لیگئے
اور مال اپنا محتاجون و یتیمون کو دینے لگے یہانتک کہ ایک روز انکا غلام کسی کام کو جاتا تھا دفعۃً راہ مین ایک لڑکا
بیمار نظر پڑا اور اپنا نام اُسنے بخت نصر تبلایا غلام نے یہ احوال دانیال سے کہا وہ بخت نصر کو اپنے مکان پر لائے اور
معالجہ کرنے لگے جب صحت ہوئی تو دانیال نے کہا کہ تو آخر کار بادشاہ ہوگا اور بیت المقدس کو بہ قہر و غلبہ اپنے تصرف
مین لاویگا سو تو اس خدمت کے عوض مین ایک خط امان کا میرے اہل و عیال کے واسطے لکھدے بخت نصر نے کہا
کہ آپ خوش طبعی فرماتے ہین دانیال نے کہا لا واللہ مین سچا ہون تو ہزار درم مجھسے لے اور نامہ لکھدے مگر بخت نصر
اس کلام کو ہزل سمجھا اور اس متعوے کا ذکر اپنی مان سے کیا اُسنے کہا کہ شاید دانیال سچا ہو تو نامۂ امان لکھدے
اور ہزار درم اپنے تصرف مین لا چنانچہ بخت نصر نے نامۂ امان لکھدیا اسی سبب سے جب اُسکو بیت المقدس
پر غلبہ ہوا تو اُسنے دانیال اکبر کو طلب کیا وہ رحلت فرما چکے تھے مگر دانیال ابن حزقیل مع اہل بیت دانیال اکبر بانامہ
امان تشریف لائے اور سطوت بادشاہی سے محفوظ رہے لیکن اخبار الدول مین ہے کہ دانیال اکبر کا زمانہ مابین زمانہ
ہود و صالح علیہما السلام کے تھا اُنکو بنی اسرائیل مین شمار کرنا غلط ہے **فائدہ** حضرت اشعیا و ارمیا علیہما السلام نے

ڈالا کہ سنحاریب کو مع توابع اسکے بابل کو روانہ کرتا کہ اور ون کو ڈر آوے سو بادشاہ نے سنحاریب وغیرہ کو چھوڑ دیا
چنانچہ سنحاریب بابل مین جا کر سات برس زندہ رہا اور وقت وفات اُسنے بخت نصر اپنے نواسے کو خلیفہ کیا بعد اسکے
صدیقہ نے وفات پائی اور اخبار الدول مین ہی کہ صدیقہ آخر ملوک آل داؤد سے تھا اسی شخص پر انتہائے سلطنت بنی
داؤد ہوئی ہی اور سلطنت بنی داؤد چار سو پچاس برس قوم اسرائیل مین رہی بعد اُسکے بنی اسرائیل باہم لڑے اور فساد
عظیم برپا ہوا حضرت اشعیا نے بہت سمجھایا کسی نے نہ سنا آخرکار حضرت اشعیا کو وحی ہوئی کہ ایک مرتبہ قوم مین کھڑے
ہو کر انذار و تخویف قرار واقعی کرا ور قوم سے نکل جا سو حضرت اشعیا نے بموجب حکم عمل فرمایا بنی اسرائیل قتل کرنے پر
مستعد ہوئے ناچار حضرت نے ہجرت فرمائی اور حکومت بنی اسرائیل ناشیہ ابن اموص سے متعلق ہوئی اور حضرت ارمیا ابن حلیقیا
علیہ السلام پیغمبر ہوئے صاحب عرائس کے نزدیک حضرت ارمیا بعد حضرت اشعیا کے نبی ہوے اور ابن اسحق نے
زعم کیا ہی کہ ارمیا علیہ السلام خضر ہین مگر یہ قول خالی از ضعف نہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت اشعیا علیہ السلام کے
عہد نبوت مین اور پانچ نبی بھی تھے مگر حضرت اشعیا صاحب الامر تھے از آنجملہ حضرت دانیال و ارمیا خواہ یرمیا اور یونس
ذی النون ہین بالجملہ بنی اسرائیل نے فسق و فجور اختیار کیا اور حضرت ارمیا کی فہمایش کو کان لم یکن سمجھے اور ہرگز اطاعت
مین نہ جھکے تب خداوند عالم نے وحی فرمائی کہ مین بنی اسرائیل کو ہلاک و برباد کرونگا اس بات سے حضرت ارمیا
علیہ السلام بہت روئے اور قوم سے فرمانے لگے کہ اے قوم گناہ سے باز رہو ورنہ ایک فوج آتش پرستون
کی تمپر مسلط ہوگی اس قوم کے لوگون نے صلاح کر کے آنجناب کو قید کیا اور اخبار الدول مین ہی کہ تین برس
کامل قوم بنی اسرائیل نافرمانی و عصیان مین سرگرم رہی تب اللہ جل شانہ نے بخت نصر بابلی کو مسلط فرمایا کہ وہ
چھ لاکھ فوج سے بنا بر تخریب بیت المقدس روانہ ہوا اور اسی عرصہ مین اللہ جل شانہ نے بیت المقدس پر بجلی
گرائی کہ درویشون و عابدون کے مکانات جل گئے اور سات دروازے بیت المقدس کے گر گئے جب حضرت
ارمیا نے یہ حال دیکھا تو وہان سے جنگل کی طرف بھاگے اور بخت نصر بیت المقدس مین داخل ہوا اور بنی
اسرائیل کو قتل کرنے لگا چنانچہ چالیس ہزار قراء توریت اس معرکے مین قتل ہوے اور نسخ توریت جلا دیے گئے
اور سونا و چاندی جو بیت المقدس مین تھا لیا اور جواہرات جو حضرت سلیمان نے بیت المقدس کی عمارت مین منشمار
لگائے تھے لوٹ لیے اور مکان کو منہدم کرایا اور ساٹھ یا ستر ہزار اولاد صبیان بنی اسرائیل کے گرفتار کر لیے اور
مملوک بنا کر ناصرین اپنے پر تقسیم کیے تو ہر ایک کو چار چار لڑکے پہونچے اور جسوقت قیدیان بنی اسرائیل کا شمار کیا تو
سات ہزار اہلبیت داؤد علیہ السلام سے اور گیارہ ہزار سبط یوسف و بنیامین سے اور آٹھ ہزار احفاد شمعون سے
اور چار ہزار اولاد یہودا سے نکلے اور اُنکے تین فرقے کیے دو ثلث جانب شام روانہ کیا اور دو ثلث قتل کرائے
اور دو ثلث مقید رکھے بعد ازان مع مال و دولت و آرایش بیت المقدس با اسیران اولاد یعقوب علیہ السلام روانہ
بابل ہوا اور حضرت ارمیا علیہ السلام کو چھوڑ گیا اور دانیال ابن حزقیل کو مع اہلبیت دانیال کر اپنے ہمراہ لیگیا روایت
ہی کہ ہنوز بخت نصر ولایت شام مین تھا کہ بقیۃ السیف قوم بنی اسرائیل مع حضرت ارمیا جانب مصر بھاگے کہ خبر بخت نصر

وہی پھر آئے جائینگے وہی نپٹ پشیمان ہونگے جو کھدی ہوئی مورتون پر بھروسا کرتے ہین اور ڈھالے ہوے بتون کو کہتے ہین کہ تم ہمارے خدا ہوا نتہے یہ کلام معجز نظام اول سے آخر تک پکارتا ہی کہ اُس شخص موعود کو جو کہ خدا کا بندہ ہوگا عموم خلق کی پیشوائی اور سارے جہان کے لوگون کی رہنمائی کا منصب عنایت ہوگا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد نہین ہو سکتے کیونکہ وہ شخص موعود بندہ ہی نہ کہ خود بیٹا سو اس خبر کا صدق اُسی پر ہی جس سے فرمایا قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اور اس خبر مین بنی قیدار کی قوم کو خاص نوید ہی تا کہ بنی اسرائیل دالا پیغمبر نکل جائے اور بنی اسمعیل والا پیغمبر ثابت ہو جائے اور توریت سے بخوبی ثابت ہی کہ قیدار حضرت اسمعیل کے بیٹے کا نام ہی اور ظاہر ہی کہ انھون نے عربستان مین بود و باش اختیار کی اور سارا عرب بنی اسمعیل مین داخل ہی خصوصاً قریشی قطعاً و یقیناً بنی اسمعیل ہین اسیواسطے ۱۸۱۱ء کے نسخہ صحیفہ اشعیا مین اسکے مولف نے بنی قیدار کے لفظ کو نکال ڈالا ہی اور شروع خبر مین تغیر و تبدیل کی ہی اور ظاہر ہی کہ اسی پیغمبر کی شریعت مین شعائر ضروریہ سے یہ بات ہی کہ پانچون وقت مناروں پر اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جاتا ہی اور ایام حج مین ہر ٹیلے اور اونچے پر کو سون تک پکارتے ہین اللہم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک اور اسی پیغمبر ذی شان مے فرمایا ہی کہ جب نیچے سے اونچے پر چڑھو تو اللہ اکبر اللہ اکبر کہا کرو اور جب بلندی سے نیچے اترو تب سبحان اللہ سبحان اللہ کہو اور جب آبادی مین داخل ہو یا جب منزل پر اُترو جب کوچ کرو تب خدا کو اسطرح سے یاد کرو پس مین کہتا ہون کہ یہ خبر ہمارے پیغمبرؐ پر صادق آتی ہی یا اُسپر جسنے ایسا کچھ نہ کیا ہو اور جسکی شریعت مین گھنٹہ و ناقوس بجا کر نماز پڑھتے ہون اور دروازے بند کرکے خدا کا ذکر چپکے چپکے کرتے ہون اسی سبب سے کعب احبار نے کہ اورشلیم مین موسائی مذہب کے بڑے عالم تھے اور صرف اپنی طیب خاطر سے اسلام لائے تھے گواہی دی کہ توریت مین محمد رسول اللہ کی صفت یون لکھی ہی امتہ الحمادون یحمدون اللہ فی کل منزل و یکبرونہ علی کل شرف الی آخرہا قال بنیا دی منادیہم فی جو السماء یعنے وہ ایسا شخص ہوگا کہ اسکے لوگ خدا کی بڑی حمد کرنیوالے ہین کہ ہر منزل مین سفر کرکے خدا کی تعریف کرینگے اور ہر بلندی پر خدا کی یاد اور انکا پکارنے والا جو سما مین کھڑا ہو کر پکاریگا کہ آؤ خیر و نجات کی طرف اور یہ گواہی ایسی اسناد متصلہ سے ثابت ہی کہ مثل اُسکے کوئی واقعہ انجیل کا ثابت نہین اور یہ جو اشعیا نے فرمایا کہ درماندہ نہوگا یہان تک کہ اپنی حکومت و عدالت کریگا سو اس سے بھی صریح مراد صلعم ہین جنکی شان مین واللہ یعصمک من الناس نازل ہی نہ کہ حضرت عیسیٰ کہ اُنکے یہان حکومت کا نام نہ تھا اور کس لطافت سے جہاد کی تعریف ہی کہ خدا کے دشمنون سے لڑیگا نہ یہ کہ جیسا اگلے پیغمبرون کے دشمنون سے کہ مضطر کرکے مار ڈالا حقیقت مین یہ بھی رحمۃ للعالمین کی شان ہی کہ خدا کے دشمنون سے جو لڑے تھے تو اسطرح لڑے کہ انکی بھی دل کی ہوس نکلتی رہے نرے بے بس و بیکس ہو کر نہین مارے پڑے کہ بستیان اُلٹی گئین ہون اور پانی مین غرق ہون یا ہوا نے اُکھاڑ دیا ہو یا بستیان وبا سے اُجڑ گئی ہون بلکہ مقابل ہو کر لڑے اور مارے گئے اور نادہ فعکاری اور بت پرستی جیسی عرب مین تھی ویسی کہین نہ تھی کیونکہ عرب کے لوگ خدا کی صفتون سے بالکل واقف نہ تھے اور معاد کو تو جانتے ہی نہ تھے کیا چیز ہی اور پتھر اور درخت کو اس طرح خدا جانتے تھے جسطرح اب فرنگستان مین

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبرین اپنے صحیفون مین بخوبی کہین ہین کہ ابتک باوصف تحریفات یہودیون
اور نصرانیون کے بھی باقی ہین چنانکہ کچھ خبرین مین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حال مین بیان کی ہین اور کچھ اس جگہ
بھی بیان کرتا ہون سنو خوشخبری اول سنو کہ حضرت اشعیا علیہ السلام فرماتے ہین اور اُنکے صحیفہ مین ہے کہ ابتک عیسائیون
کے پاس موجود اور اسوقت میرے ملاحظہ مین ہے باب پانچوان درس چھبیس سے تا درس تیس دیکھا جائے خدا قومون
کے لیئے دور سے ایک جھنڈا کھڑا کرتا ہے اور اُنھین زمین کی انتہا سے سیٹی بجاکر بلاتا ہے اور دیکھو وے دوڑکر جلد آتے ہین
کوئی اُنمین نہ تھکجاتا اور نہ پھسل پڑتا ہے نہ اونگھتا نہ سوتا اور نہ کسی کا کمربند کھلتا ہے نہ کسیکی جوتی کا تسمہ ٹوٹتا ہے تیر تیز ہین اور
اُنکی ساری کمانین کشیدہ ہین اُنکے گھوڑون کے سم چقماق کے پتھر کے مانند ہین اور اُنکے چکر گردباد کے مانند وے شیر کے مانند
گرجتے ہین ہان وے جوان شیرون کے مانند گرجتے آتے ہین وے غذا کی شکار پکڑتے ہین اور اُسے الگ لیجاتے ہین
اور کوئی بچانے والا نہین یہ تعریف ہے محمدی جہادیون کی جنکی شان مین ارشاد ہے والعادیات ضبحا فالموریات قدحا
فالمغیرات صبحا فاثرن بہ نقعا فوسطن بہ جمعا یعنی قسم ہے دوڑتے گھوڑونکی ہانپتے پھر آگ سلگاتے جھاڑکر پھر دھاڑ دیتے
صبح کو پھر اُٹھاتے اُسمین گرد پھر پیٹھ جاتے ہین اُسوقت فوج مین اور شیر کے مانند گرجنے والے محمدی ہین کہ اولاد اسمعیلؑ
سے اور دور دراز سے آئے اور تیراندازی اسمعیلؑ کی عرب مین مشہور ہے چنانکہ حدیث مین ارشاد ہوا ہے ارموا بنی اسماعیل
فان اباکم اسماعیل کان رامیا اور فرمایا من علم الرمی ثم ترکہ فلیس منا اور کتاب پیدایش توریت مین ہے کہ اسماعیلؑ
تیرانداز تھا اور یہ خبر حضرت عیسیٰؑ پر کسی طرح صادق نہین آتی دوسری خوشخبری جو حضرت اشعیا نے ہمارے
پیغمبر خدا کی شان مین فرمائی ہے باب بیالیس نسخہ ۱۸۲۵ صحیفہ اشعیا مین کہ اسوقت پیش نظر ہے موجود ہے دیکھو میرا
بندہ جسے مین نے برپا کیا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے مین نے اپنی روح اُسپر رکھی وہ قومون پر
عدالت کریگا وہ نہ چلائیگا اور اپنی صدا بلند نہ کریگا اور اپنی آواز کان اورون مین نہ سناویگا جب تک زمین پر
عدالت نہ کرلے نہ گھٹیگا اور جزیرے اُسکی شریعت کی راہ تکینگے مین نے جو یہواہ ہون تجکو راستبازی سے بلایا
ہے تیرا ہاتھ پکڑونگا اور تیری حفاظت کرونگا اور لوگون کے عہد اور قومونکی روشنی کے لیے تجھے دونگا تو اندھون
کی آنکھین کھولیگا اور بندھوون کو قید سے اور اُنکو جو اندھیرے مین ہین وہان سے نکالیگا یہواہ مین ہون یہ
میرا نام ہے اپنی شوکت دوسرے کو نہ دونگا اور وہ ستایش جو میرے لیے ہوتی ہے سو بتون کے لیے ہونے دونگا
یہواہ کے لیے نیا گیت گاؤ اے تم جو دریا مین گذرتے ہو اور اُسمین بستے ہو اے جزائر و اور وہان کے بسنے والو
تم زمین پر سرتاسر اُسکی ستایش کرو صحرا و دشت اور صحرائی اور دشتی گانون اور یہ جو قیدار مین ہین آوازین بلند کرین
پہاڑیان گیت گاوین پہاڑون کی چوٹیون پر للکارین اور وہ یہواہ کا جلال ظاہر کرین اور جزیرون مین اُسکی ثنا خوانی کرین
یہواہ ایک بہادر کی طرح نکل کھڑا ہوگا وہ جنگی مرد کے مانند اپنی غیرت کو اوکسائیگا وہ اپنے دشمنون پر بہادری کریگا اور
اندھون کو اس راہ سے جسے وے نہین جانتے تھے لیجائیگا مین اُنھین اُس راستے لیچلونگا جس سے وہ آگاہ نہین مین
تاریکی کو اُنکے آگے روشنی کردونگا اور اُن ٹیڑھی چیزون کو سیدھا مین اُنسے یہ یہ سلوک کرونگا اور اُنھین ترک نہ کرونگا

ہے

صحرا اور دشت اور صحرائی اور دشتی گانوین اور یہ جو قیدار مین ہین آواز بلند کرین پہاڑیان گیت گاوین پہاڑونکی چوٹیون
پر للکارین سنہ ۱۸۳۹ع کا نسخہ فارسیہ مطابق ہی اور عربی والے نے کیا خوب مختصر کرکے لکھا ہی اور قیدار کا لفظ اپنے مطلب
کے لیے کیسا نکال ڈالا ہی افرحی ایتہا البریۃ وقراہا یعطون للہ مجدا یعنے خوش ہو اے جنگل اور اسکے دیہات کہ وہی خدا
کی بڑائی کرتے ہین پس باوصف ان تحریفات کے بھی حضرت اشعیا علیہ السلام کا قول حضرت عیسی پر کسیطرح صادق
نہین آتا مگر یہ سارا مقولہ انکا انکی کتاب سے نکالا جائے خوشخبری سوم حضرت اشعیا علیہ السلام فرماتے ہین آٹھوین
باب نسخہ سنہ ۱۸۳۹ع اس امت کی سی باتین نہ کرو اور جس سے یہ ڈرتے ہین نہ ڈرو صرف لشکرون کے خداوند سے ڈرو کیونکہ
وہی مقدس ہی اور وہی بھاری ٹھنگ ہولا پتھر ہی اور اسرائیلیون کے لیئے تیسنی ہی اور یروشلیم کے لیے مہاجال اور فریب کہ
کہ لوگ ٹھوکر کھائینگے اور گرینگے اور ٹوٹینگے اور قید کیے جائینگے پس لپیٹ رکھو دستآویزین اور مہر کرکے رکھ چھوڑ دو
صحیفے جو میرے شاگردون کے پاس ہین اور مین اب انتظار کرونگا اس مالک کا جو منہ چھپا دیگا اسرائیلیون سے
اور اسی پر تاک لگائے رہونگا انتہے یعنی یہود کی سی باتین نہ کرو اور انکی طرح فلسطین اور روم اور مدین وغیرہ کے
بادشاہون سے نہ ڈرو اور انکو مقدس نہ سمجھو بلکہ چاہیے کہ تمھارا تمام تکیہ اور اعتماد لشکرون کے خداوند پر ہو جو
بادشاہ عادل اور مقدس ہی وہ قیمتی پتھر ہی جسے معمارون نے متروک کیا تھا لیکن حق تعالے نے اُسے کونے کے
سرے پر رکھا اور خاتم الانبیا بنایا وہ اسرائیلیون کے لیے تیسنی ہی کہ اُنپر مسلط ہوگا اور تیسنی کی طرح ایک ایک کے
ٹکڑے کریگا اور بیت المقدس اور شام کے لیے مہاجال ہی کہ ایکبارگی اُسمین عمل کریگا اور لوگ اس پتھر سے ٹھوکر
کھائینگے کہ اسکی نبوت مین شک کرینگے اور گرینگے اور جب گرینگے چور چور ہوجائینگے اور جب چور ہونگے قید کیے
جائینگے کیونکہ بھاگنے کی طاقت نہ رکھینگے پس رفتہ رفتہ تمام خلق اور لشکر کا مالک اور مخدوم ہوجائیگا اور سب
دین مین آجائینگے سو یہ بات امام مہدی رضی اللہ عنہ کے وقت مین ہوگی پس اے پیغمبرو اپنی دستآویزین لپیٹ رکھو
اور صحیفے اپنے سمیٹ رکھو کیونکہ جب وہ لشکرون کا مالک ظاہر ہوگا یہ سب منسوخ ہوجائینگی اور انکی کچھ حقیقت نہ
رہیگی اور اب مین اسی مالک کی جو بنی اسرائیل سے روپوش ہی اور انکو بنی اسرائیل حقیر جانتے ہین انتظار کرونگا
وہ اسرائیلی نہوگا بلکہ اسرائیلیون کے گھرانے سے نبوت چھین لیگا اور انکا غرور ڈھا دیگا پس یہ خبر ہمارے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور حضرت عیسی کی نہین ہوسکتی کیونکہ حضرت عیسی ملک اور لشکر اور تیغ اور سلطنت کچھ نرکھتے تھے
عیسی کی صفت ایسی نہ تھی کہ جسمین لوگ ٹھوکر کھائین اور گرین کیونکہ انکی شرع مین قتال اور جہاد کا حکم نہ تھا اور نہ انسے
کوئی ٹھوکر کھا کر گرا اور نہ ٹوٹا اور نہ قید ہوا اور حضرت عیسی تو خاص اسرائیلی تھے اور بنی اسرائیل کی خاص ہدایت کو
مبعوث ہوے تھے منہ چھپانا اسرائیلیون سے کیا معنی اور کسی شریعت کے بقول نصاری حضرت عیسی ناسخ بھی نتھے
پھر دستآویزون کے لپیٹنے کی کیا حاجت تھی اور کونے کے سرے کا پتھر ہونا ایسا ہمارے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر ثابت ہی جس طرح حضرت عیسی کی نبوت کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
روایت کرتے ہین کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ

حضرت عیسیٰؑ اور صلیب کی تصویر کو جانتے ہین اور وقت عبادت آگے رکھتے ہین سو وہ لوگ ایسے راہ یاب ہوے
کہ انکی ہدایت کا جلوہ جہان مین اتبک پھیلا ہے اور اسی جلوے کی تمنا حضرت ابراہیم اور حضرت موسی علیہما السلام
جی کی جی مین لے گئے مگر حضرت عیسیٰؑ کی تمنا بر آنے والی ہے اسی کا حضرت اشعیا علیہ السلام ذکر کرتے ہین کہ خدا کی
شریعت سے ناواقف کارون کے لیے اس بندے کو ظاہر کرونگا کہ اسوقت سے بت پرستی کی موقوفی پھیلیگی اور
بت پرست لوگ ہزیمتین اٹھاوینگے اور یہ خبر حضرت عیسی علیہ السلام پر ہرگز صادق نہین آتی ہے کیونکہ حضرت اشعیا
پکار پکار فرماتے ہین کہ وہ شخص موعود خدا کا بندہ ہوگا نہ خود خداوند تعالی سواے اسکے حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت
صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی پہلی انجیل کے پندرھوین باب نسخہ ۱۸۱۶ء مین حضرت عیسیٰؑ کا قول نقل کیا ہے کہ
لم ارسل الا الی غنم بیت اسرائیل الضالة یعنی مین سواے اسرائیل کے گھرانے کے گمراہ بھیڑون کے اور کسی کے لیے
بھیجا نہین گیا اور اسی انجیل کے دسوین باب مین ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے شاگردون کو صرف نبوت اسرائیلیہ پر
بھیجا ہے اور انیسوین باب مین فرماتے ہین کہ تم بنی اسرائیل کے بارہ فرقون پر حکومت کروگے اور پولوس کے
خط موسومہ عبرانیون سے واضح ہے کہ عہد جدید صرف خاندان اسرائیل کے لیے ہے اور یہ دعوی کہ حضرت عیسیٰؑ سارے
جہان کے لیے آئے تھے محض غلط ہے غایة الامر البتہ بوجھا جاتا ہے بعض اقوال حضرت عیسیٰؑ سے کہ اگر غیر بنی اسرائیل
بھی معتقد شریعت عیسویہ ہو تو ہو سکتا ہے مگر بعثت انکی صرف بنی اسرائیل کے لیے ہوئی ہے علاوہ اس کے تخصیص
بنی قیدار کی کیسی پکارتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ مراد نہین ہو سکتے ہین قطع نظر اس سے حضرت عیسیٰؑ درماندہ ہو کر دنیا سے
گئے اور اللہ نے کچھ حفاظت نہ کی اور دشمنون سے محفوظ نہ رکھ سکا حالانکہ حضرت اشعیا کے قول مین یہ عہد تھا کہ
جن لوگون پر حضرت عیسیٰؑ آئے تھے وہ لوگ ناواقف نہ تھے بلکہ بڑے بڑے عالم تھے کہ حضرت عیسیٰؑ نے خود انکو فرمایا
ہے کہ تم لوگ علم کی کنجی ہو اور بیبل کے رسالون سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل چار سو کئی برس پیشتر حضرت عیسے
علیہ السلام سے بت پرستی چھوڑ چکے تھے اور پھر کبھی بت پرستی مین نہ پڑے پس حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ سے کونسی بت پرستی
موقوف ہوئی اور کن بت پرستون نے ہزیمتین اٹھائین اور باوصف اسکے مقولہ حضرت اشعیا مین عیسائیون نے
تحریف بھی کی لیکن تاہم صادق نہ آیا اور تحریف یہ ہے کہ اول جملہ کے مقام پر نسخہ عربیہ ۱۸۱۲ء مین یون بنایا یعقوب
فتائی اعضده و اسرائیل مختاری قبلته نفسی اعطی روحی علیه لیخرج الحکم للامم اور نسخہ ۱۸۳۹ء مطابق ۱۸۲۵ء کے
ہے اس نسخہ ۱۸۱۱ء مین بندے کا لفظ نکالا گیا تحریف اسی کا نام ہے اور اسی قول مین کہ جبتک زمین پر عدالت نہ
کرے نہ گھٹیگا اور جزیرے اسکی شریعت کی راہ تکینگے موجود ہے اور ۱۸۴۳ء مین عاجز اور دل شکستہ نخواہد شد تا وقتیکہ
عدل را بر زمین قائم نہ نماید و جزائر منتظر شریعت او خواہند گردید اور ۱۸۱۱ء مین لا یکل و لا ینکسر الی ان یضع الحکم
علی الارض و علی اسمہ تتکل الامم پس ملاحظہ کرنا چاہیے کہ کہان گھٹیگا اور کہان عاجز و دل شکستہ نخواہد شد اور کہان لا یکل اور
عدل کرنا کہ یہ ہر نبی کی شان ہے اور کہان حکومت کہ ہر نبی کی شان نہین بلکہ صرف بعضون کیواسطے ہوا جسطرح ہمارے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ اور داؤد علیہما السلام اور دیکھنا چاہیے کہ کہان جزائر اور کہان امم جو اس قول مین ہے

اور محاسن عبرانی نے بارہ ہزار اسرائیلیون کو ساتھ لیکر حضرت موسیٰ کے حکم سے مدیانیون کو کسطرح قتل کیا تھا اور انکا مال
واسباب و دواب و مواشی کیسے سب لوٹ لیئے تھے اور اُنکی ساری بستیان اور گھر کیسے پھونک دیئے تھے اور حضرت
داؤد نے کس طرح چارسواسی کوس مصر تک سیر کر کے اس زمین کے لوگون کو قتل کیا تھا اور جلباب فلسطینی کو
کس طرح اپنے ہاتھون سے مارا ہی اور سمسون نے ایک گدھے کی ہڈی سے ہزار آدمی کس طرح مار ڈالے
تھے اور ابن الملاکت یعنی دجال کو عیسیٰ علیہ السلام اپنے دم سے کس طرح فنا کر دینگے اسی طرح ہمارے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تلوار کے زور سے دین حق جاری کیا تھا جسکا ذکر اشعیاء اور ارمیا علیہما السلام اور سارے پیغمبر
کرتے آئے اور یہ تو اسکی مصلحتین عجیب ہین جسکا اشارہ حضرت اشعیا اپنے صحیفے کے آٹھوین باب مین فرماتے ہین
یعنی آخر زمانے مین یہی اسکی حکمت نے تقاضا کیا کہ خلق بزور راہ راست پر لائی جائے اُسکو تہذیب عام و تکمیل تام
منظور تھی اسواسطے نبوت اور سلطنت کو ایک کر کے حکم دیا کہ سبکو سیدھا کرو سمجھانے سے ہون یا کہ مار دھاڑ سے اور یہ
تہذیب صرف تہذیب کیواسطے منظور ہی اور آخر مین ایسا ہی ہوتا ہی کہ جب لوگ کسیطرح نصیحت نہین سنتے اور پند کرنا حد سے
گذر جاتا ہی اُسوقت حکم ہوتا ہی کہ تمامین کو مارو سو حق تعالے نے ایک لکھ چوبیس ہزار پیغمبر بلکہ زیادہ بھیجے اور انھون نے
خلق کو بخوبی نصیحت کی بلکہ بعضون نے مار دھاڑ بھی جاری کی اور بعضون نے بد دعا سے خلق کو تباہ کیا لیکن وہ ہرگز
سیدھے نہ ہوے مگر تھوڑے ہر زمانے مین حتی کہ ہند اور فارس وغیرہ مین انکا دین نہ پہونچا تب حق تعالے
نے یہی تجویز کیا کہ اب حکم تیغ کا علی العموم دینا خوب ہی اور سواے اسکے اور بھی خبرین حضرت ارمیا علیہ السلام کے
صحیفے مین موجود ہین ان سبکا لکھنا تطویل لاطائل ہی **فائدہ** چونکہ ذکر دانیال اکبر و اصغر کا اس مقام پر ضرور رہی
اسلیے پوشیدہ نہ رہے کہ دانیال دو شخص ہین ایک دانیال اکبر جو بقول صاحب اخبار الدول مابین ہود و صالح علیہما
السلام کے تھے ابن جوزی نے سنوہ المخزون مین لکھا ہی کہ دانیال اکبر کو وحی ہوئی کہ دو نہرین عظیم یعنی دجلہ و فرات
کھودو دانیال اکبر نے التماس کیا کہ مین کسطرح کھودون ارشاد ہوا کہ ایک میخ لوہے کی لیکر لکڑی مین گاڑ اور اپنی پشت
پر پھینک دے کہ مین واسطے تیری اعانت کے فرشتے بھیجونگا چنانچہ دانیال اکبر نے ایسا ہی کیا تب دونون نہرین
کھودی گئین یہ حضرت بقایاے قوم عاد سے تھے انھین کی قبر شہر عراق مین ابو موسیٰ اشعری کی حکومت مین دستیاب
ہوئی تھی اور زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تھا سو اُس قبر کو مسلمانون نے اُٹھایا اور لاش مبارک کو بعد
تجہیز و تکفین نماز پڑھ کر دفن کیا چنانچہ زمانہ کسریٰ مین جب قحط برپا ہوتا تھا یا پانی کی ضرورت ہوتی تھی تو اسی قبر
سے استسقا کرتے تھے کذا فی اخبار الدول اور بعض کتب مغازی مین لکھا ہی کہ دانیال اصغر کی قبر خلافت حضرت عمر رضی میں
ملی ہی اور صورت اسکی یون ظاہر ہوئی کہ جب ابو موسیٰ اشعری مدینہ سوس پر غالب آئے تو وہان ایک مکان
مقفل دیکھنے میں آیا کہ اسکو ابو موسیٰ نے کھلوایا اسمین ایک سنگ کلان بصورت حوض رکھا تھا اور اسمین ایک شخص
طویل و عریض جو کہ میت پر مردہ پڑا تھا ابو موسیٰ نے اہل سوس سے پوچھا یہ لاش کس شخص کی ہی انھون نے کہا دانیال
حکیم کی تھا ابو موسیٰ نے کہا وہ یہان کسطرح آگئے وہ بولے کہ ہمارے شہر مین ایک مرتبہ قحط عظیم پڑا تھا ہمارا بادشاہ نے

فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع اللبنة ختم بی البنیان وختم بی الرسل یعنے میری کہاوت اور پیغمبرون کی کہاوت ایک محل کی سی ہی کہ خوب اچھی عمارت بنائی گئی مگر ایک اینٹ کی جگہ رہنے دی پھر گھومنے اسکے گرد دیکھنے والے کہ تعجب کرتے تھے اسکی خوبی عمارت سے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی سو مین نے بند کیا اس اینٹ کی جگہ کو جو رہگئی تھی اور تمام ہوئی مجھسے عمارت تمام ہوئی مجھسے نبوت یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین ہی اور مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین مین مذکور ہی اسی طرح بہت خوش خبریان حضرت اشعیا نبی نے دی ہین جسکا جی چاہے ابتک انکے صحیفے مین موجود ہین دیکھے آیندہ اگر عیسائی نکال ڈالین تو عجب نہین ہی کیونکہ جب چھاپا جدیدان کتابون کا ہوتا ہی تب کچھ کچھ نکال ڈالتے ہین اور حضرت ارمیا علیہ السلام کے صحیفے کے بارھوین باب مین ہی کہ خدا کی تلوار اسطرف سے اس طرف تک کھاویگی اور کسی انسان کو سلامتی نہوگی جس زمین کا مین نے قوم اسرائیل کو وارث کیا مین انہین انکی زمین سے اکھاڑ ڈالونگا اور یہودا کے گھرانے کو انمین سے اکھاڑونگا اور ایسا ہوگا کہ انکے اکھاڑنے کے پیچھے مین پھر فرونگا اور انپر رحم کرونگا اور ہر ایک کو اپنی اپنی میراث پر اور ہر ایک کو اپنی اپنی زمین پر پھیر لاؤنگا اور ایسا ہوگا کہ وے میرے لوگونکی راہین سیکھینگے کہ میرے نام سے خدا زندہ کی قسم کھائین جیسا انھون نے میرے لوگون کو بعل کی قسم کھانا سکھایا ہی تو وے میرے لوگون کے درمیان آباد ہونگے انتہے ملخصاً یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اتباع جہاد کرتے رہینگے یہانتک کہ مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہو کر سب گمراہون کو صاف کر ڈالیگا اور اس وقت سب کے سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان لاوینگے اور آرام سے رہینگے اور شرع محمدی کے موافق قسم کھاوینگے اور ظاہر ہی کہ حضرت ارمیا کے بعد کسی وقت مین ایسا نہین ہوا کہ تمام زمین مین ایک دین ہو جاوے مگر امام مہدی کے وقت مین اسلامیون کے قول پر ایسا ہوگا جب حضرت عیسے علیہ السلام بھی دوسرا ظہور پکڑینگے اور عیسائی بھی ایسا کہتے ہین کہ ایک دن ایسا ہوگا پس بالاتفاق ثابت ہی کہ ایک دن تمام جہان مین ایک دین جاری ہوگا اور کوئی مخالف نہ رہیگا مگر حضرت ارمیا کے کلام سے نکلتا ہی کہ وہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا کیونکہ حضرت عیسٰی کے دین مین خدا کی قسم کھانا نہین درست اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مین درست ہی سو اسوقت اگر حضرت عیسٰی کا دین ہوتا تو خدا کی قسم نکھاتے اور حضرت ارمیا کہتے ہین کہ خدا کی قسم کھاوینگے پس معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مین ہوگا اور تلوار کا کھا لینا اور زمین موروثی کا چھین لینا اور یہودا کے گھرانے کو اکھاڑنا یہ سب دلائل تو یہ ہین کہ یہان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور اگر کوئی کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بزور شمشیر مذہب اسلام جاری کیا اور یہ خدا کی خوبی کے خلاف ہی کہ لاکھون آدمیون کو بیجان کر کے اپنا دین حق جاری کرے اور اللہ نے کسی نبی یا بادشاہ کو نہین فرمایا کہ دنیا مین زور اور ظلم سے میرا دین جاری کرو تو ہم کہتے ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت مین کیا ہوا تھا چرند آدمیون کو چرندون پرندون درندون سمیت غرق آب کیا صرف کئی شخص معدود رہ گئے کہ پیدایش کی کتاب مین صاف موجود ہی اور حضرت ابراہیم نے کنعانیون بادشاہ وغیرہ کو کس طرح قتل اور غارت کیا تھا اور حضرت لوط کی امت پر کسطرح آگ اور گندھک برسی تھی اور فراعنہ حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے کیسے ہلاک ہوے تھے اور حضرت موسیٰ کے حکم سے حضرت یوشع نے کسطرح عمالقہ کو تلوار سے کسکے ستائی

رہا کرو فی الحقیقت تمھارا خدا راز پنہان سے آگاہ ہی اور سب معبودون کا خدا ہی اور اُسی دن سے جمیع حکماے بابل کا سردار بنایا اور صوبہ داری بابل انکے واسطے تجویز کی حضرت دانیال نے قبول نہ فرمائی مگر اسکے دربار مین تشریف رکھا کرتے تھے بعد ازان بخت نصر نے باصلاح مجوس ایک بت طیار کرایا اور اہالیان شہر کو اُسکے سجدے کی تکلیف دینے لگا بلکہ سدرک و میشک و عبد نحو رفقاے دانیال علیہ السلام کو بسبب انکار کے آگ مین ڈلوایا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت دانیال کو بھی آگ مین ڈالا تھا مگر سب لوگ محفوظ رہے تب بخت نصر نے کہا کہ خداے دانیال بڑا کامل ہی بعد چندے بادشاہ نے ایک خواب دیکھا اور حضرت دانیال علیہ السلام سے اسکی تعبیر پوچھی آنجناب نے فرمایا کہ اب بادشاہت تجھسے چھینی جائیگی اور تجکو انسانون سے نکالینگے اور بیل کی طرح گھاس کھلاوینگے اور بڑی گردش زمانہ تجھپر ہوگی تاکہ تجھے معلوم ہو کہ اللہ قادر ہی جسکو چاہتا ہی اپنے ملک پر قدرت بخشتا ہی بعد اس تھوڑے کے ایسا ہوا کہ بخت نصر آدمیون سے علیحدہ بھاگا اور مثل بیلون کے چرنے لگا اور جب بدن اسکا شبنم سے تر ہوا تو بال جمے درصورت اُسکی بصورت حمار معلوم ہونے لگی اخبار الدول مین ہی کہ سات برس تک اسی کیفیت مین رہا مگر عقل و فراست اسکی قائم رہی اور قلب اسکا قلب انسان رہا اس سبب سے ملک اُسکا قائم رہا بعد اسکے اللہ نے پھر آدمی بنایا تو وہ ایمان لایا اور اللہ کا شکر کرنے لگا لیکن مین کہتا ہون کہ اُسکے ایمان مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ چونکہ اُسنے پیغمبرون کو قتل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اور توریت کو جلایا اس سبب سے اللہ نے توبہ اسکی قبول نہین کی اور ایک مچھر اسکی ناک سے دماغ مین گیا اور بھیجا دماغ کا کھا گیا اور بعضے کہتے ہین ایمان اُسکا قبول ہوا و بعد حصول نعمت ایمان دو برس کے بعد مر گیا اور بعضے کہتے ہین بت پرست مرا بہر تقدیر بخت نصر اُسکا بیٹا بادشاہ ہوا اور اُسنے از روے کبر و نخوت ظروف بیت المقدس مین شراب پینی شروع کی اور حضرت دانیال نے ہر چند منع کیا لیکن اُسنے نہ مانا آخر کار اُسنے حضرت کو نکال دیا یہ احوال عورت بخت نصر نے سُنا اُسنے اپنے بیٹے سے کہا کہ تیرا باپ بلا اصلاح و مشورہ دانیال کوئی کام نہ کرتا تھا تو نے نہایت بیجا کیا جو دانیال کو اپنی مجلس سے دور کیا اُسنے کہا دانیال میرا دشمن تھا اسواسطے مین نے دور کیا انھین روزون مین ایک روز اپنے مصاحبون مین بیٹھا ہوا باتین کرتا تھا کہ ایک پنجہ ظاہر ہوا اُسمین تین کلمے لکھے تھے مگر کسی نے نہ جانا وہ کیا تھا اور فی الفور غائب ہو گیا اس واقعہ سے بادشاہ کو اندیشہ ہوا اُسنے اپنی مان سے کہا وہ بولی کہ حقیقت اس معاملے کی دانیال جانتا ہی سو اُسنے حضرت دانیال کو بلا کر پوچھا حضرت نے فرمایا وہ پنجہ غیبی تھا اُسمین لکھا تھا وزن فخف ووعد فانجز وجمع فتفرق یعنی اللہ نے اعمال تمھارے تولے تو وہ سبک نکلے اور وعدہ ملک کیا سو وفا کیا اور یکجا کیا اب متفرق کریگا بادشاہ نے کہا تفرق کب ظاہر ہوگی فرمایا کہ تین دن کے بعد تو اپنے خواصون کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ملک و دولت دوسرے شخص کو ملیگا چنانچہ ویسا ہی ہوا اور دوسرا شخص بادشاہ ہوا بعضے کہتے ہین کہ نام اُسکا دارا تھا اُسنے بنی اسرائیل کو مع حضرت دانیال و اسباب آرایش بیت المقدس جانب بیت المقدس روانہ کر دیا اور بعض اہل سیر فرماتے ہین کہ بابل مین رہے اور موضع سوس مین کہ متعلق ارض مغرب سے وفات پائی اور اکثر قائل ہین کہ وفات بیت المقدس مین ہوئی چنانچہ مقدمۂ خلاصۃ الاحوال

شاہ بابل سے استدعا کی کہ دانیال حکیم کو یہان بھیجدو کہ اُنکی برکت سے قحط دفع ہو سو بادشاہ بابل نے اُنکو یہان بھیجدیا کہ
اُنکی دعا سے بارش ہوئی اور قحط دفع ہوا لہذا ہمارے پادشاہ نے اُنکو اپنے ملک مین رکھا اور جب اُنھون نے وفات
پائی تو اُنکی لاش باحتیاط رکھ چھوڑی اب بھی جب کسی طرح کی بلا نازل ہوتی ہی تو ہم لوگ اس مکان مین
آکر بدعا وزاری عرض کرتے ہین کہ اسکی برکت سے بلا دفع ہوتی ہی ابو موسی نے یہ کیفیت حضرت فاروق اعظم
سے عرض کی اُنھون نے ارشاد کیا کہ نعش مبارک کو نکال کر اور نیا کفن پہنا کر بطریق سنت اسلام دفن کرو لہذا
ابو موسیٰ اشعری نے مطابق ایماے فاروق اعظم رضہ اُس لاش کو دفن کیا اور طریق جمع بین الروایتین یہ ہوسکتا ہی کہ
دونون کی لاش ملی ہو دانیال اکبر کی عراق مین اور دانیال اصغر کی سوس مین دوسرے دانیال اصغر انکو ابن حزقیل
کہتے ہین یہ حضرت زمانہ بخت نصر مین تھے اور علم نجوم و رمل مین منفرد اور علوم حکمت و معرفت مین بے نظیر تھے انکو
بھی بخت نصر اولاد رسل مین گرفتار کر کے گیا تھا مگر بابل مین پہونچکر انسے باحسان و امتنان پیش آیا اور بعد چندے
بخت نصر نے چند جوان خوبصورت صاحب حکمت و فتوت اولاد بنی اسرائیل سے اپنی خاص خدمت مین رکھے
انمین حضرت دانیال ع بھی تھے بلکہ انکو سب مین منتخب و مقبول کر لیا تھا اور اللہ نے انکو نبوت بھی عطا فرمائی ایک دن
مجوسیون نے عرض کی کہ تو ایسے شخص سے ملتفت ہی جو تجھسے دین مین ناموافق اور تیرا کھانا بھی نہین کھاتا بخت نصر نے
امتحان کیا تو قول مجوس صحیح نکلا تب اُسنے حضرت دانیال ع کو قید کیا بعد چندے بخت نصر نے ایک خواب عجیب
دیکھا اور ڈرا مگر صبح تک بالکل بھول گیا لیکن پھر بھی نجومیون اور کاہنون سے پوچھا وہ بولے اگر خواب
سنتے تو تعبیر بتلاتے بخت نصر نے کہا کہ اگر خواب اور اسکی تعبیر نہین بتلاتے تو مین سبکو قتل کرونگا یہ خبر حضرت
دانیال ع کو بھی پہونچی اُنھون نے داروغہ محبس سے کہا کہ مین خواب و تعبیر دونون بیان کرسکتا ہون داروغہ نے
بادشاہ سے کہا اُسنے طلب کیا اور دستور دربار کا یہ تھا کہ جو کوئی جاتا وہ اول بادشاہ کو سجدہ کرتا تھا سو حضرت
دانیال ع نے سجدہ نہ کیا وجہ پوچھی حضرت نے فرمایا کہ میرے خدا نے سواے اپنے دوسرے کے واسطے سجدے
کا حکم نہین دیا ہی اگر مین اُسکے غیر کو سجدہ کرون تو علم و حکمت میرا جاتا رہے اور ہلاک ہوجاؤن بادشاہ نے
اس کلام کو بعد تعجب پسند کیا پھر حضرت دانیال ع نے فرمایا کہ تو نے ایک بت عظیم الجثہ جسکا سر سونے کا گردن چاندی کی
کمر تانبے کی پنڈلیان لوہے کی اور تلوے کے نیچے ٹھیکریان ہین دیکھا پھر دفعۃً ایک پتھر آسمان سے گرا کہ وہ چکناچور
ہوگیا اُسوقت تجکو خیال ہوا کہ تمام اجنہ و انسان اُس بت کے اجزا کو جمع نہ کرسکینگے دفعۃً ایک ہوا چلی کہ اُسنے اجزاے
منتشرہ اُسکے جمع کیے اور وہ پتھر ایسا بڑھا کہ تمام زمین اس سے بھر گئی بخت نصر نے سنکر کہا خواب یہی تھا اب اسکی تعبیر
فرماوین دانیال ع نے کہا کہ بت نمونہ زمان و ملک ہی اور سر زرین ملک [illegible] ہی اور کمر اور رون کی مملکت سے کنایہ ہی
اور حدید مثال سلطنت فارس کی ہی کہ اوسط حال مین زیادہ استحکام پاویگی اور ٹھیکریان اشارہ ہی کہ حکومت فارسیان
آخر کو ضعیف ہوگی اور جسنے آسمان سے آکر اس بت کو توڑا وہ ایک پیغمبر ہی کہ آخر زمانے مین ظاہر ہوگا کہ تمام
ادیان کو منسوخ فرماویگا اور شریعت اسکی قیامت تک رہیگی بادشاہ نے کہا کہ تمہارا احسان ہوا اب تم میرے پاس

آخر مین اپنی میلرت مین آٹھ کھڑا ہوگا انتہے سمجھا پس واضح ہو کہ مرد کتان پوش جو کنارے پر کھڑے تھے حضرت میکائیل حامل لوح تھے اور وہ دو شخص جنھون نے پوچھا حضرت جبرئیل و اسرافیل تھے سو حضرت میکائیل نے ساڑھے تین وقتون کی تصریح فرمائی اور انکو خاص کہا اگرچہ وقت بہت تھے سو جسکو ایک وقت کہا وہ حضرت عیسیٰ کا وقت ہی جسمین رحمت حق بخوبی ظاہر ہوئی اور جسکو دو وقت کہا وہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت ہی جسمین رحمت حق و جلال و جمال و علم ظاہر و معرفت باطن نے بخوبی کمال پکڑا اور آدھا وقت حضرت امام مہدی کا ہی کہ اسمین محمدی شرع کامل ہوگی اور اسرار ولایت ظاہر ہونگے اور اس عرصہ دراز مین جو مابین حضرت صلعم و امام مہدی کے گذریگا بہترے شریر نبی بنینگے اور بہتیرے آپ کو امام مہدی بتلاوینگے لیکن انکی شرارت کچھ کام نہ آویگی اور شریر نافہم یہود و نصاریٰ ہین اور صاحب فہم اہل اسلام ہین اور دائمی قربانی اُٹھ جانے سے یہ مراد ہی کہ یہ طریق قربانی جو بالفعل جاری ہی موقوف ہو جائیگا اور شریعت اسلامیہ مین منسوخ ہوگا اور حضرت میکائیل حامل لوح جو اس صورت مین حضرت دانیال پر ظاہر ہوے اسکا سبب یہ تھا کہ یہ کیفیت جلال و جمال پر دلالت کرتی تھی اور شریعت ہمارے حضرت کی بین الجلال و الجمال ہی لہذا اس صورت مین تشریف لائے کیونکہ اسکی خبر کو آئے تھے **فائدہ** اللہ عالم الغیب والخفیات نے توریت مین لکھدیا تھا کہ دو مرتبہ بنی اسرائیل شرارت کرینگے اسکی سزا مین دشمنون کا غلبہ انکے ملک مین ہوگا چنانچہ اسیطرح ہوا کہ ایک مرتبہ جالوت غالب ہوا اور تابوت سکینہ وغیرہ چھین لیگیا پھر حقتعالیٰ نے اسکو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو قوت و شوکت زیادہ بخشی جب کہ حضرت سلیمان بادشاہ نبی ہوے بعد اسکے پھر ان لوگون نے شرارت کی تب بخت نصر فارسی غالب ہوا کہ اسوقت سے پھر سلطنت بنی اسرائیل نے زور نہ پکڑا اسی کا اشارہ سورۂ بنی اسرائیل مین ہوتا ہی وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا فاذا جاء وعد اولٰہما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار وکان وعدا مفعولا ثم رددنا لکم الکرۃ علیہم الی آخر الآیۃ تا کافرین حصیرا یعنی اور صاف کہ سنایا ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب مین کہ تم خرابی کروگے ملک مین دوبار اور چڑھ جاؤگے بڑی طرح کا چڑھنا پھر جب آیا وعدہ پہلا اُٹھائے ہمنے تمپر بندے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہرون کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا پھر ہمنے پھیری تمھاری باری اُنپر اور زور دیا تمکو مال سے اور بیٹون سے اور اُن سے زیادہ کردی تمھاری بھیڑ اگر بھلائی کی تمنے تو بھلا کیا اپنا اور جو بُرائی کی تو آپکو پھر جب پہونچا وعدہ پچھلی بار کا کہ وہ لوگ اداس کرین منھ اور پیٹھین مسجد مین جیسے پیٹھے پہلی بار اور خراب کرین جس جگہ غالب ہون پوری خرابی کہنا ہی رب تمھارا اسپر کہ تمپر رحم کرے اگر پھر وہی کروگے تو ہم پھر وہی کرینگے اور کیا ہی ہمنے دوزخ منکرون کا بندیخانہ **فائدہ** سیاق آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اول خرابی بخت نصر نے کی اور دوسری طیطوس رومی نے جو بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام کے آیا کہ بعد اسکے پھر بنی اسرائیل کو قوت نہوئی جس جگہ ہے خراب و پریشان ہے اب حضرت صلعم کے وقت مین ارشاد ہوا کہ اللہ مہربانی پر آیا ہی اگر اس نبی کے تابع ہو تو پھر سلطنت ملے مگر انھون نے شرارت کی

مین ابی زیاد سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین نے ایک انگشتری ابی بردہ ابن ابی موسیٰ اشعری کے ہاتھ مین دیکھی کہ اسکے نگین پر تصویر دو شیرون کی تھی اور بیچ مین انکے ایک تصویر آدمی کی گویا دو شیر اس آدمی کو چاٹتے ہین اور ابو بردہ نے کہا کہ یہ خاتم دانیال علیہ السلام کی ہی جو وقت دفن کرنے کے میرے ہاتھ لگی کہتے ہین کہ سبب اس نقش کا یہ تھا کہ جب بخت نصر نے بنی اسرائیل کے لڑکون کو قتل کرنا شروع کیا تو دانیال اسی عرصہ مین پیدا ہوے انکی ماں نے بخوف قتل ایک گڈھے مین ڈال دیا اس امید سے کہ اللہ اسکو محفوظ رکھیگا سو حافظ حقیقی نے ایک شیر کو واسطے حفاظت کے اور ایک مادہ شیر کو واسطے دودھ پلانے کے معین فرمایا کہ وہ دونون انکو لیٹے اور کھلاتے تھے جب دانیال جوان ہوئے تو انکی ماں نے واسطے تذکیر نعمائے الٰہی کے وہی صورت نقش خاتم مین کندہ کرائی تھی
فائدہ حضرت دانیال نے بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر بشارتین اپنی اُمت کو دی ہین کہ اب تک صحیفۂ دانیال مین جو عیسائیون کے پاس موجود ہی لکھی ہوئی ہین اور اُسسے معلوم ہوتا ہی کہ تمام کاروبار انکا خواب پر تھا جسطرح حضرت یوسف علیہ السلام کا اول خوشخبری جو حضرت دانیال نے دی یہ ہی کہ مین نے چار جانور دیکھے ایسے اور ایسے اور چوتھا بہت ہی عظیم و قوی تھا اُسکے دانت لوہے کے تھے کھا جاتا تھا اور پیس ڈالتا تھا جو کچھ اُسکے منھ مین پڑتا تھا اور وہ سب جانورون سے ممتاز و مخالف تھا اور اس جانور کے دس سینگ تھے پس میرے نہ گذری تھی کہ ان سینگون مین سے چھوٹی چھوٹی سنگوٹیان جین اور اُنمین آنکھین نکلیئین پھر ایک چھوٹا سینگ ایسا بڑھا کہ سب سے بڑا ہو گیا اور اُس سے مین نے عجیب کلام سُنا یہ چوتھی مملکت ہی کہ سب کے آخر ہوگی اور سب سے افضل و اکمل انتہی قولہ ملخصاً پس مین کہتا ہون کہ یہ سلطنت عظیمہ ہمارے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور لوہے کے دانت جہادیون کے ہتھیار ہین اور شرع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب کے مخالف یعنی ناسخ ہی اور دس سینگ صحابۂ عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین اور سنگوٹیان خلفاے عباسیہ وغیرہم اور چھوٹا سینگ حضرت امام موعود مہدیؑ آخر الزمان ہین اور کلام عجیب قرآن شریف یا اسرار معرفت اگرچہ اس خبر مین عیسائیون نے تحریف کی ہی لیکن ہمارے مطلب کی بات ابتک موجود ہی اگر کسی کو منظور ہو تو ساتوان باب صحیفۂ دانیال کا ملاحظہ کرے دوسری خوشخبری جو دسوین و بارھوین باب کے ملانے سے صاف نکلتی ہی کہ حضرت دانیالؑ فرماتے ہین مین دیکھتا ہون کہ دجلے کے کنارے کھڑا ہون اور ایک شخص کتانی پیرہن پہنے ہوے خالص سونے کا پٹکا باندھے کھڑا ہی اُسکا بدن زبرجد کا منھ بجلی کا آنکھین مانند مشعل بازو و پیر اُسکی چمکاتی تھین باتون مین ایک آواز ہنگامے کی تھی پھر مین نے دیکھا کہ دو اور کھڑے ہین ایک نہر کے کنارے اسطرف دوسرا اسطرف سو ایک نے اس مرد کتانپوش سے پوچھا کہ ان عجائبات کا آخر کب تک ہی اُسنے دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرکے حی القیوم کی قسم کھائی اور کہا ایک وقت اور دو وقت اور آدھے وقت تک ہی پر مین نہ سمجھا پھر مین نے پوچھا اُسنے کہا اے دانیال تو چلا جا کہ یہ باتین آخر وقت تک بند و مختوم رہینگی اور بہت لوگ پاک صاف ہونگے لیکن شریر شرارت کرتے رہینگے اور سب شریر نہ سمجھینگے پر دانا سمجھینگے اور جس وقت سے کہ دائمی قربانی موقوف کی جائیگی اور نجاست مکروہ پیدا کیا جائیگا

گندرنے پر بیت المقدس آباد ہوا ہی اور روایات سے ثابت ہی کہ بیس برس مین اُسکی آبادی ازسرنو کی گئی وہذا القول اقرب الی الصواب اللہ اعلم بحقیقۃ الحال القصہ جب بیت المقدس آباد ہوا تو اللہ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو زندہ کیا اور اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وبروایتے کسی اور فرشتہ نے پوچھا وبروایتے جانب فلک سے آواز ہوئی کہ اے عزیر یہان کتنی مدت رہا حضرت عزیر نے دیکھا کہ آفتاب غروب نہین ہوا ہی اور مین یہان پہر دن چڑھے آیا تھا تو جواب دیا کہ ایک روز ٹھہرا ہون یا اُس سے کچھ کم اُسنے کہا نہین بلکہ سو برس یہان رہا ہی کما قال اللہ تعالے فی سورۃ البقر قال کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام یعنی کہا تو کتنی دیر رہا بولا مین رہا ایک دن یا روز سے کچھ کم کہا نہین تو رہا سو برس تب تو حضرت عزیر علیہ السلام کمال تعجب مین پڑ گئے اور آنکھ اُٹھا کے شہر کو دیکھا تو مثل روضۂ رضوان وہمچو گلستان پایا ؎ درختش ز طوبی دلاویز تر + گیاہش ز سوسن زبان تیز تر + روندہ درو آبہا جو بجو + وزندہ درو بادہا سو بسو + بہر گوشۂ دل کشا منزلے + بہر جانبے زمرمان محفلے + اس معاملہ سے اور بھی حیران ہوے پھر ارشاد ہوا کہ فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ یعنی اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا کہ سڑ نہین گیا چنانچہ حضرت عزیر نے دیکھا تو سب کھانا پینا بدستور موجود پاس رکھا تھا اور انجیر وانگور اسیطرح تازہ وتر بلا تغیر وتبدیل پائے گئے اب اور بھی متحیر ہوے پھر ارشاد ہوا وانظر الی حمارک ولنجعلک آیۃ للناس وانظر الی العظام کیف ننشزہا ثم نکسوہا لحما یعنے دیکھ اپنے گدھے کو اور تجکو ہم نمونہ کیا چاہتے ہین لوگون کے واسطے اور دیکھ ہڈیان کس طرح اُنکو ابھارتی ہین پھر اُنپر پہناتے ہین گوشت چنانچہ عزیر نے دیکھا تو گدھے کی ہڈیان سفید سفید رکھی تھین اور گوشت پوست سارا گل کر خاک مین ملگیا تھا ؎ شہر شد قالبش مجموع از ہم ریختہ + استخوانہا ماندہ وآن ہم بخاک آمیختہ + حضرت عزیر تامل مین تھے کہ دفعۃً آواز ہوئی کہ اے استخوان بوسیدہ وفرسودہ جمع جاؤ اور اے گوشت پوست واجزاء متفرقہ باہم ملجاؤ چنانچہ بحکم خداوہ گدھا حضرت عزیر علیہ السلام کے روبرو زندہ ہوا اُسوقت حضرت عزیر نے کہا اعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر یعنے مین جانتا ہون کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہی اس مقام سے مذہب طبیعیون کا باطل ہوتا ہی کیونکہ اگر یہ امر مفوض بطبیعت تھا تو ضرور تھا کہ انگور وانجیر بسبب امتداد مدت دراز کے متعفن ہو جاتے اور حیوان برقرار رہتا اور جب حیوان باوصف کثافت کے متغیر ہو گیا اور انگور وانجیر باوجود لطافت کے تبدل وتغیر سے محفوظ رہے تو معلوم ہوا کہ مغیر اجسام ومبدل اجرام کوئی اور ہی طبیعت کو مطلق دخل نہین ہی بعضے کہتے ہین کہ یہ واقعہ حضرت ارمیا علیہ السلام کا ہی اور حضرت خضر علیہ السلام بھی وہی ہین مگر یہ قول ضعیف ہی حضرت ارمیا اور ہین اور حضرت خضر اور اور اسیطرح یہ واقعہ بروایت صحیحہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہی اور تواریخ مین لکھا ہی کہ حضرت امام موسےٰ کاظم رضی اللہ عنہ جب دشمنون سے پوشیدہ ہوے تو ادھر اُدھر پھرنے لگے چنانچہ ایک دن قریات شام سے ہو پہنچے وہان ایک پہاڑ نہایت بلند درپیش نظر پڑا اور ایک جماعت نصرانیون کی اُسیطرف جاتی تھی آنجناب نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہی اور تم کہان کو جاتے ہو وہ بولے اس پہاڑ پر ایک دیر ہی اسمین درویش رہتا ہی وہ حل مشکل ہماری کرتا ہی ہم اُسکے پاس جاتے ہین سو امام موسیٰ کاظم بھی انکے ہمراہ چلے گئے جبکہ دروازۂ دیر

ابطال مذہب طبیعیان

سو مسلمانون کو غالب کیا اور آخرت مین دوزخ اُنکا گھر بنایا

تفریح بست وچہارم دراحوال حضرت عزیر علیہ السلام

تفسیر مدارک مین ہی کہ یہ نام عجمی ہی وبقول محب طبری عربی عزیر وارمیا عبری اور یہ دونون ایک ہین مگر صحیح یہ ہی کہ عزیر اور ہین اور ارمیا اور کیونکہ عزیر کے باپ کا نام شرحیا تھا اور ارمیا کے خلفیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت عزیر اولاد ہارون سے ہین لیکن صحیح یہ ہی کہ اولاد یعقوب علیہ السلام ہین نسب انکا چودہ واسطے سے حضرت ہارون علیہ السلام تک پہونچتا ہی اور سامرۃ الاخبار مین شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ عزیر نبی نہ تھے بلکہ ایک عالم علماے بنی اسرائیل سے تھے اور ابو الفتوح نصیر ابن ابی الفرح حنبلی سے منقول ہی کہ عزیر نے بیت المقدس مین مناجات کی سو انکا نام پیغمبرون مین لیا گیا کذا فی اخبار الدول احوال حضرت عزیر علیہ السلام کا یہ ہی کہ جب بخت نصر لعنہ اللہ نے بیت المقدس کو خراب کیا اور اولاد بنی اسرائیل کو گرفتار کرکے بابل کو لیگیا تو اسمین حضرت عزیر علیہ السلام مع اپنے ایک بیٹے کے بھی قید تھے جب اللہ جلشانہ نے آپکو قید سے نجات بخشی تو آنجناب چالیس برس کے تھے سو ایک حمار پر سوار ہوکر تن تنہا جانب بیت المقدس تشریف لیچلے یہانتک کہ دیر ہازار یا دیر ہرقل واقع کنار دجلہ میان واسط ومدائن یا شاہر آباد یا قریہ عیبت مین کہ ایک فرسخ بیت المقدس سے اسطرف واقع ہی پہونچے اور وہان کے درخت میوہ دار پائے اور شہر بالکل ویران پھر تھوڑے سے انجیر وانگور لیکر کھالئے اور کسی قدر اپنی تھیلی مین رکھے اور گدھا سواری کا باندھ دیا اور ایک دیوار سے تکیہ دیکے بنظر عبرت اس شہر کو دیکھنے لگے اور تعجب سے دل مین کہتے تھے کہ یہ شہر کس طرح آباد ہوگا اور باشندے یہان کے جو بالکل استخوان بوسیدہ ہوگئے ہین کیونکر زندہ ہونگے چنانکہ اللہ صاحب نے سورہ بقر مین فرمایا اوکالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا یعنی یا جیسے وہ شخص کہ گذرا ایک شہر پر اور وہ گر پڑا تھا اپنی چھتون پر بولا کیونکر جلاویگا اللہ بعد مرنے کے فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ یعنی پھر مار ا اُسکو اللہ نے سو برس پھر اُٹھایا اسی شکل وصورت وعقل وفراست پر اور طعام وشراب وحمار اسکا اس مدت تک پردہ حمایت مین رکھا تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ جب عزیر کی موت سے ستر برس گذرے تو بخت نصر بابلی مرگیا تب اللہ نے ایک پادشاہ فارسی بھیجا اُسنے بیت المقدس کو آباد کیا نام اُسکا توشک تھا اور بعضون کے نزدیک کورس ہمدانی نے آباد کیا اور اُسنے بنی اسرائیل مین شادی کی اگرچہ کئی طرح کی روایتین اہل تاریخ نے لکھی ہین مگر یہ دو روایتین لائق وثوق ہین مولانا رفیع الدین محدث نے لکھا ہی کہ ابتداے بخت نصر سنہ چار ہزار آٹھ سو اکتالیس ہبوطی خواہ چار ہزار آٹھ سو سینتالیس مین ہی اور تخریب بیت المقدس چار ہزار آٹھ سو ستر یا اٹھہتر مین اور گشتاسپ ابن لہراسپ جسکو یہودی کورس کہتے ہین سنہ چار ہزار نو سو سات مین بادشاہ ہوا سو اُسنے بیت المقدس کو چار ہزار نو سو تیئیس مین آباد کیا اور یہ کورس بہمن اسفندیار تھا اور زردشت اسی سنہ مین ہوا اور گشتاسپ نے اُسکی متابعت کی پس اس حساب سے بعد تخریب ستر برس کے

عزیر نے دعا مانگی اُسکی آنکھین ہو گئیں دیکھنے لگی اور اُسنے عزیر کو پہچانا پھر حضرت عزیر نے اسکا ہاتھ پکڑا وہ چل کھڑی ہوئی اور پانوٗن اُسکے اچھے ہو گئے پھر وہ لونڈی محلات بنی اسرائیل مین پکارنے لگی کہ اے بنی اسرائیل عزیر با خلعت نبوت و منصب خلافت پہونچا ہے ؎ خورشید وصال از افق ہجر بر آمد + تاریکی شب رفت و چراغ سحر آمد + لوگون نے کہا اے عورت تجکو سودا ہے سو برس ہوے عزیر کو غائب ہوے اب اسکا نام زندو مین کون لیتا ہے مگر اُنکا بیٹا ایک سو دس برس یا اٹھارہ برس کا اور پوتے پر پوتے بوڑھے بوڑھے یہ خبر سنکر دوڑے اور اُس عورت سے پوچھنے لگے تو کون ہے اور کیا کہتی ہے اُسنے کہا مین تمھاری لونڈی ہون عزیر کی دعا سے اچھی ہوئی اور یہ کہتی ہون کہ سو برس کے بعد عزیر زندہ ہوکر آئے ہین چنانچہ حضرت عزیر کے بیٹے و پوتے و دیگر رؤسا اسرائیل حضرت عزیر کے پاس آئے بیٹے نے اپنے باپ کو نہ پہچانا کیونکہ حضرت عزیر جوان تھے اور بیٹے اُنکے سفید مو ضعیف مگر یہ کہا کہ ہمارے باپ کے دونون شانون کے بیچ مین ایک نشان سیاہ تھا بہ شکل ہلال سو ہم دیکھین تو پہچانین حضرت عزیر نے اپنے کپڑے اُتارے تو وہ علامت نظر آئی تب خوشی سے روئے اور بہ لسان حال یون کہنے لگے ؎ مژدہ باد اے بخت کہ مقصود ز در باز آمد ؏ مردم چشم جہانے ز سفر باز آمد ؏ للہ الحمد کہ از وصل مسیحا نفسے ؏ بہ تن خستہ دلان جان دگر باز آمد + بعد ازان حضرت عزیر نے پوچھا توریت کیا ہوئی بولے بخت نصر نے جلا دی سو برس سے ہم بے کتاب ہین حضرت عزیر بہت روئے اور کمال افسوس کیا اللہ جل شانہ نے ایک فرشتہ بھیجا اُسنے ایک ظرف پانی کا دیا کہ عزیر نے اُسے پیا تمام توریت اُنکے لوح سینہ پر نقش ہوگئی کہ حضرت عزیر نے اول سے آخر تک توریت لکھوادی الا سننے والون کو تردد تھا کہ یہ توریت ہے یا نہین اتنے مین ایک شخص نے کہا کہ ہمنے اپنے باپ سے سنا ہے کہ ہمارے دادا کہتے تھے جس دن بخت نصر نے بیت المقدس لوٹا اور توریت پڑھنے والون کو مارا اور توریت جلا دی ہمنے ایک جلد توریت فلان پہاڑ مین دفن کردی ہے چنانچہ سب لوگ جمع ہوکر اُس جگہ گئے اور توریت کو لائے اور حضرت عزیر کی لکھوائی ہوئی توریت سے مقابلہ کیا ایک حرف کا تفاوت نہ نکلا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت عزیر نے فرمایا کہ اگر تمکو توریت مین کچھ شبہہ ہوتا ہو تو سابق اس سے حضرت اشعیا نے اپنے خط سے لکھکر فلان مقام پر دفن کی ہے اُسے لاکر مقابلہ کرو چنانچہ مقابلہ مین کچھ بھی فرق نہ نکلا حدیث مین وارد ہے کہ توریت وقت نزول سے کسیکو یاد نہین ہوئی سواے عزیر علیہ السلام کے اور بعض روایت مین ہے کہ حضرت ہارون کو بھی یاد تھی بعد اس واقعہ کے ایک گروہ بنی اسرائیل کا کہنے لگا کہ توریت گم ہوکر ہاتھ آئی تو عزیر بلاشبہہ خدا کے بیٹے ہین چنانکہ سورۂ توبہ مین ارشاد ہوا وقالت الیہود عزیر ابن اللہ عبیدہ ابن عمیر کہتے ہین کہ قائل اس قول باطل کا فنحاص بن عازورہ یہودی تھا اُسی نے کہا تھا ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء **فائدہ** کتب خواص مین ہے کہ آیۂ کریمہ او کالذی مر علی قریۃ تا علی کل شئی کا یہ خلاصہ ہے کہ کوئی روز یکشنبہ ساعت نجم مین ورق آہو پر لکھے اور پارچۂ پاک مین لپیٹ کر آستانۂ مکان ویران کے نیچے گاڑے تھوڑے دنون مین وہ مکان آباد ہو جائے اور جو آب باران رحمت سے دھوکر درختون مین ڈالے تو خوب پھلین اور قرأت اس آیت کی بنا بر قوت حافظہ و رفع قساوت و سختی قلب کے حکم اکسیر رکھتی ہے **فائدہ** تواریخ مین مذکور ہے کہ اواخر ایام

پہونچے تو ایک پیر کہن سال نکل آیا اور حضرت امام کو منور بہ نور حضرت حق دیکھکر کہنے لگا کہ تم شاید امت مرحومہ سے ہو
مین تمسے چند سوال کرتا ہون ایک سوال اُنمین عسیر الجواب ہی اگر اس سوال کا جواب دوگے تو علم و فضل تمھارا قابل اعتماد
ہی چنانچہ اُسنے چند سوالات کیئے آنجنابنے جواب دیئے اُسنے کہا یہ تو سہل تھے اب سوال سخت کرتا ہون فرمایا اگر
جواب صحیح و درست بیان کرون تو ایمان لاویگا درویش اہل کتاب نے کہا البتہ ایمان لاؤنگا اور اس بات پر
قول و قرار مضبوط ہوگیا فرمایا بیان کر اُسنے کہا مجکو خبر دو اُن دو بھائیون سے جو کہ ایک شب مین پیدا ہوے
اور ایک روز فوت ہوے اور عجب تر یہ ہی کہ عمر ایک کی دو سو برس کی ہوئی اور دوسرے کی سو برس کی حضرت
امام نے فرمایا وہ دونون بھائی عزیز و عزیر پسران شہر حیا تھے کہ دونون توام پیدا ہوے اور پچاس برس تک
دونون ایک مقام مین بسر کرتے رہے پھر عزیر گدھے پر سوار ہو کر کسی کام کو گئے تو اُنکو اللہ نے مار ڈالا اور سو برس
کے بعد زندہ کیا اور اُسی گدھے پر سوار ہو کر اپنے گھر آئے اور اپنے بھائی عزیز کے ساتھ پچاس برس اور زندگی
بسر کی بعد ازان دونون نے ایک روز وفات پائی اسطرح دو سو برس کے عزیز ہوے اور سو برس کے عزیر اُسیدم وہ
راہب مع حاضرین مجلس ایمان لایا **فائدہ** روایت ہی کہ اول مسئلہ قضا و قدر مین حضرت عزیر علیہ السلام کو خطور آیا
تھا سو جناب باری عز اسمہ مین بہ مناجات ملتمس ہوے یارب خلقت خلقا فتضل من تشاء و تہدی من تشاء یعنے
ای پروردگار تونے پیدا کیا خلق کو پھر گمراہ کرتا ہی جسکو چاہتا ہی اور راہ راست دکھلاتا ہی جسکو چاہتا ہی اور اسی پر عذاب و
ثواب متفرع کرتا ہی ارشاد ہوا یا عزیر اعرض عن ہذا بعد ازان پھر اُنکے دل مین خلجان پیدا ہوا پھر مناجات فرمائی حکم ہوا یا
عزیر لتعرضن عن ہذا او الا لامحون اسمک من النبوۃ یعنے ای عزیر باز رہ اس سوال سے اور اگر نہین تو نام تیرا نکال ڈالونگا
نبوت سے حضرت عزیر نے التماس کیا کہ آپ ہی مین سخت ملول خاطر ہون اور اسکی حکمت دریافت کیا چاہتا ہون ارشاد
ہوا یا عزیر ذالک سری فلا دخل لک فی اسرار الربوبیۃ مگر یہ دغدغہ اُنکے دل سے دفع نہوا لہذا حق تعالے نے سو
برس تک اُنکو مار ڈالا اور پھر زندہ کرکے پوچھا کم لبثت کہا لبثت یوما او بعض یوم ارشاد ہوا کہ ای عزیر جو شخص سو برس
کو ایک دن جانتا ہی وہ اسرار ربوبیۃ کو کیا جانیگا کذا فی مناقب الاصفیا القصہ حضرت عزیر علیہ السلام گدھے پر سوار
ہو کر اپنے محلے کی طرف چلے نہ کسی نے اُنکو پہچانا اور نہ اُنھون نے کسیکو پہچانا مسافرانہ اس مقام مین گئے جس
جگہ کا خیال تھا کہ یہ ہمارا گھر ہی وہان ایک عورت نابینا اور اپاہج لنجی ملی وہ عزیر کی لونڈی تھی اسکی عمر ایکسو بیس
برس کی تھی حضرت عزیر نے اُس سے پوچھا کہ یہ گھر عزیر کا ہی اُسنے کہا ہان اور سخت روئی حضرت عزیر علیہ السلام نے
پوچھا کیون روتی ہی اُسنے کہا تونے اُس شخص کا نام لیا ہی جو سو برس سے غائب ہی کہ اس مدت مین کسی نے اُسکا
نشان نہین بتلایا اور اب تو اسکا نام بھی کوئی نہین لیتا ہی اور کسی کو اُسکی یاد نہین ہی صرف مین لونڈی اُسکی یاد مین
رویا کرتی ہون حضرت عزیر نے کہا خوش ہو مین عزیر ہون حق تعالے نے مجکو سو برس کے بعد اپنے فضل سے زندہ
فرمایا ہی لونڈی نے کہا سبحان اللہ یہ بات کوئی مانیگا کہ تم سو برس کے بعد زندہ ہوے ہو اگر تم سچے عزیر ہو
تو تم دعا کرو کہ میری آنکھین ہو جائین کیونکہ عزیر مستجاب الدعوات تھے اُنکی دعا سے بیمار اچھے ہوتے تھے حضرت

دو آدمیون کے ایمان نہ لایا آخر کار حضرت یونسؑ غصہ ہو کر جناب الٰہی مین مستغیث ہوئے کہ بار خدایا یہ لوگ میرا کہنا
نہین مانتے اور بندیون کو رہائی نہین دیتے یا بت پرستی نہین چھوڑتے ارشاد ہوا کہ انکو میرے عذاب سے ڈراؤ
اگر تجھکو نہ مانینگے تو انپر عذاب ہوگا چنانچہ یہ بات بھی حضرت یونسؑ کوچہ و بازار مین کہتے پھرے کہ خبردار ہو اپنے
بادشاہ سے کہدو کہ اگر میرا کہنا نہین مانتا تو عذاب الٰہی آویگا ان لوگون نے کہا عذاب کی میعاد مقرر کرو حضرت یونسؑ
نے فرمایا کہ چالیس دن کا میرے تمہارے اقرار ہے اگر اس عرصہ مین تمنے مان لیا تو فبہا ورنہ ہلاک ہوگئے رفتہ رفتہ
یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ اور ارکان دولت مسخراپن کرنے لگے اور کہتے کہ یہ فقیر مجنون ہے قدرت خدا لیکن سبکی [illegible]
ہوگئی ہے حضرت یونسؑ نے جناب الٰہی مین التماس کیا کہ یا الٰہی مین نے ان لوگون سے چالیس دن کا وعدہ کیا ہے اس
وعدے کو سچا کر دکھلا نہین تو مین خفیف ہونگا اور مارا جاؤنگا کیونکہ ان لوگون کی عادت یہ ہے کہ جو شخص ایسا جھوٹا
وعدہ کرے اسکو قتل کرتے ہین حق تعالے نے فرمایا کہ تونے چالیس دن کا وعدہ کسواسطے کیا صبر کرنا چاہیے تھا کہ آخر
انکا ایمان مقدر کیا گیا تھا یہ لوگ دین کی راہ اختیار کرینگے حضرت یونس علیہ السلام اس جواب سے نہایت تنگدل
ہوئے اور وعدہ سے ایکمہینا گذر گیا تب مع قبائل دس بارہ کوس پر اس قوم سے علیحدہ ہو کر دیکھتے کہ دیکھین
کیا ہوتا ہے اور ہمیشہ اسی دعا مین مشغول کہ یا اللہ وعدہ میرا سچا کر ورنہ خفیف ہونگا جب پینتیسوان دن ہوا تو صبح کے وقت
آثار عذاب نمود ہوئے یعنے بادسموم بصورت ابر سیاہ با دود غلیظ و شرارہ آتش ظاہر ہوئے اور رفتہ اسکا انکے
بالاخانون کے متصل پہونچا تب بادشاہ مع ارکین دولت مضطرب ہو کر نکلے اور کہتے تھے کہ وہ فقیر کدھر گیا ڈھونڈھو
کہان ہے اسکو تلاش کرو اور جلد لاؤ کہ ہم اسکے ہاتھ پر توبہ کرین اور بندیون کو انکے سپرد کردین چنانچہ [illegible]
بند کروا دیا اور ہر ایک جگہ تلاش کیا کہین سراغ نہ چلا ناچار سب لوگ عورتین اور مرد ساتھ بادشاہ کے [illegible]
برہنہ سر اور برہنہ پا گریبان چاک جنگل مین نکلے اور بہ نیت خالص وہین گر کے فریاد و فغان کرنے لگے اور
کہتے کہ آمنا بما جاء بہ یونس یعنے ہمنے کفر سے توبہ کی اور تیرے پیغمبر یونسؑ کے قول پر ایمان لائے اور اب بتون کو
ہمنے توڑ ڈالے اور عزم مصمم کرتے ہین کہ بنی اسرائیل کے لوگ جو قید ہین انکو سپرد کرینگے ع چارہ ما ساز کہ
بے یاوریم * گر تو برانی بکہ رو آوریم * پیش تو گر نیک سر و پا آمدیم * ہم بامید تو خدا آمدیم * یا رب ہم تیرے بندے ہین
تو ہمکو آزاد کر یا الٰہی ہم بیچارہ درماندہ ہین اپنے فضل و کرم سے ہماری دستگیری کر اور یونسؑ فرماتے تھے کہ اللہ تعالے
درماندون کی دستگیری کرتا ہے اور سائلون کو رد نہین کرتا ہے اور ہم لوگ سائل ہین غرض کہ چالیسوین دن وقت عصر
دسوین محرم روز پنجشنبہ حق تعالے نے اپنی عنایت اور کرم سے وہ عذاب انسے دفع کر دیا اور ہوا صاف ہوگئی
سب لوگ مع بادشاہ داخل شہر ہوئے اور جاسوس ہرکارے اطراف و جوانب مین دوڑائے کہ حضرت یونسؑ کو
تلاش کر کے لاوین بلکہ بادشاہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص حضرت یونسؑ کی خبر لادے تو مین اسکو ایک روز تخت سلطنت
پر بٹھلاؤن کہ اسمین جو کچھ دولت و مال اسکو درکار ہووے چنانچہ اس طمع سے اکثر لوگ دوڑے اور حضرت
یونس علیہ السلام بعد چالیسوین دن کے جانب نینوا متوجہ ہوئے تو گانوکے لوگون سے سنا کہ عذاب موقوف ہوگیا

عزیر علیہ السلام مین سلطنت فارس شام سے منتقل ہوکر یونانیون اور رومیون کو ملی اور عمر شریف دو سو برس کی ہوئی جانب شرقی جبل طور کے مزار شریف واقع ہی ذکر انکا سورہ بقر و برات مین ہی اخبار الدول مین ہی کہ بعد وفات عزیر علیہ السلام کے متولی ریاست قدس شمعون ایک شخص اولاد ہارون سے ہوے تھے واللہ اعلم

تفریح بست و پنجم در احوال حضرت یونس علیہ السلام

نام انکے باپ کا متی بفتح میم و تشدید مثناۃ فوقانیہ ہی کذا صحح ابن حجر اور عبد الرزاق نے کہا ہی کہ متی نام والدہ کا تھا اور قرطبی نے اپنی تفسیر مین کہا ہی کہ یونس ابن العجوز مین جو کہ چودہ دن مردہ رہے اور حضرت الیاس کی دعا سے پھر زندہ ہوے اور بعضے مورخین نے لکھا ہی کہ انکے نسب پر کسی کو اطلاع نہین اور مطالع المسرات مین ہی کہ اولاد انبیا مین سے تھے اور بعد حضرت سلیمانؑ کے نبی ہوے اور اخبار الدول مین بعد الیسعؑ کے لکھا ہی اور بعضے بعد شعیبؑ کے کہتے ہین مگر نزدیک اہل تحقیق کے صاحب الامر حضرت شعیا تھے اور بادشاہ حذقیا اور بنی اسرائیل فلسطین دار دون مین تھے اتفاقاً موصل و نینوی کے لوگ کہ مابین شام و عراق ہین باعانت بادشاہ بنی اسرائیل پر چڑھ آئے اور اسباب لوٹ لے گئے اور ساڑھے نو سبط قید ہوگئے حذقیا نے یہ ماجرا حضرت اشعیا سے کہا اور عرض کیا کہ جب تک قیدی رہا نہین ہوتے تدارک انکا نہین کرسکتا ہون اسواسطے کہ جب اس طرف سے فوج جائیگی تو وہ قیدیون کو مار ڈالینگے حضرت اشعیا نے فرمایا کہ تیری مملکت مین پانچ پیغمبر ہین ایک پیغمبر کو بنا بر ہدایت و افہام کے روانہ کر کہ انکو سمجھا دین اور قیدیون کو چھڑا لادین حذقیا نے کہا آپ ہی کسی کو تجویز فرما دین فرمایا کہ یونس بڑے محنتی و امین ہین اور اللہ کے نزدیک عزیز اور کثرت عبادت مین سب پیغمبرون سے ممتاز ہین انکو روانہ کر اگر وہ لوگ نہ مانینگے تو یونس معجزات و خوارق سے راہ راست پر لاوینگا اسی وقت حذقیا نے یونس علیہ السلام کو طلب کیا اور حال کہا یونسؑ نے فرمایا کہ اگر حضرت اشعیا بحکم الٰہی تجویز کرتے ہین تو مضائقہ نہین جانتا ہون ورنہ میری اوقات مین خلل واقع ہوگا حذقیا نے کہا آپکا تعین بحکم خدا نہین ہی مگر حضرت اشعیا علیہ السلام نے فرمایا ہی اور وہ صاحب الامر ہین انکی اطاعت کرنا واجب ہی ناچار جانا مناسب ہی حضرت یونس گرانی خاطر سے روانہ ہوے اور اہل بیت اپنے بھی ہمراہ لئے کما قال اللہ فی سورۃ الانبیاء وذا النون اذ ذہب مغاضبا الغرض نینوی مین کہ مقابل موصل کے واقع ہی اور درمیان مین دجلہ ہی جلوہ فرما ہوے ملعب ابن الارشا بادشاہ سے ملاقات کرکے ارشاد کیا کہ اللہ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہی کہ بنی اسرائیل کو قید سے رہا کر اور بدخواہی انکی نکر اسنے کہا اگر سچے ہوتے تو اللہ تعالے ہمکو تمہارے ملک پر مسلط نہ کرتا کہ ہم تمہارے عیال و اطفال گرفتار کرلاتے کیا اسوقت اللہ کو حمایت کی قدرت نہ تھی جواب خدا نے تمکو بھیجا ہی بالجملہ تین روز تک حضرت یونس علیہ السلام نے اسکو فہمایش کی مگر اسنے انکا کہنا نہ مانا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ لوگ مشرک بت پرست تھے سو حضرت یونسؑ نے بت پرستی کو منع کیا کسی نے نہ مانا بقول بعضے نو برس تک سمجھایا بقولے تیئس ۲۳ برس مگر کوئی شخص ہو اکے

ناخدا وغیرہ نے عرض کیا سبحان اللہ ہمکو ہرگز آپ سے ایسا گمان فاسد نہین ہی آپ اپنی بزرگی سے یہ کلام فرماتے ہین
تا کہ ہمارے عوض مین آپ ہلاک ہون ہم تو ہرگز روا وار اس حرکت کے نہونگے حضرت یونسؑ نے پھر وہی کلام کیا
تو لوگون نے کہا صبر کرو ہم ایک تدبیر کرتے ہین یعنے قرعہ ڈالتے ہین جسکے نام نکلے وہ شخص دریا مین ڈالا جائے
چنانچہ قرعہ ڈالا تو حضرت یونسؑ کے نام نکلا سب نے کہا خطا ہوئی یہ مرد بزرگ لائق اسکے نہین کہ ایسا گمان فاسد
اُسکی نسبت کیا جائے دوسری مرتبہ پھر قرعہ ڈالا پھر بھی حضرت یونسؑ ہی کا نام نکلا ناچار راضی بقضاے آلہی ہوکر
حضرت یونس علیہ السلام کو دریا مین ڈالا کشتی روانہ ہوئی اتفاقاً دریا مین ایک مچھلی منتظر لقمہ بیٹھی تھی بمجرد گرنے حضرت
یونسؑ کے اُس مچھلی نے نگل لیا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ مچھلی کو وحی ہوئی کہ اسکو لے اور اسکا گوشت
نہ کھا اور اسکی ہڈی مت توڑ یعنے اسی وقت حکم آلہی ہو نچا کہ خبردار یہ تیری غذا نہین ہی بلکہ تیرے پیٹ مین اسکو قید کرتا
ہون بہتر اسکو آسیب نہ پہونچے بالجملہ مچھلی حضرت یونسؑ کو لیکر دریاے روم سے بطائح مین پہونچی پھر دجلہ مین گری
جب کہ اس معاملہ مین چالیس دن گذر گئے صاحب معالم التنزیل تفسیر سورۂ انبیا مین فرماتے ہین کہ وہ مچھلی چھہ ہزار برس
کی راہ پھری اور بعض کہتے ہین ساتون زمین تک پھری ایک دن حضرت یونس نے ایک آواز سنی اپنے دل مین کہنے
لگے کہ یہ آواز کسکی ہی وحی ہوئی کہ دواب بحر کی تسبیح ہی پس حضرت یونسؑ نے کہا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت
من الظالمین ملائکہ نے حضرت حق مین عرض کیا کہ یہ بندہ صالح ہی اور اسکے اعمال صالح ہر روز یہان پہونچتے تھے یارب اسکو نجات
ملے تب خداوند تعالے نے انکی شفاعت منظور فرمائی اور نجات بخشی اور صحیح یہ ہی کہ جب حضرت یونسؑ مچھلی کے
پیٹ مین قید ہوے تو دم انکا بند ہونے لگا آنجناب نے جانا کہ دم واپسین ہی اُسوقت یاد خدا چاہی تب کہا کوئی
حاکم نہین سواے تیرے تو بے عیب ہی مین تھا گنہگار رونے مین اسپر قید سے نجات ہوئی چنانچہ سورۂ انبیا مین
فرماتے ہین فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم وکذلک ننجی المومنین یعنے پھر سن لی ہمنے اُسکی پکار اور بچا دیا اسکو رنج سے اور
یون ہی بچا دیتے ہین ایمان والون کو بالجملہ مچھلی کو حکم ہوا کہ اس زندانی کو کنارہ شامی پر ڈال دے سنے فی الفور اُگل
دیا تو بدن انکا گرمی سے نرم تھا جیسے لڑکا مان کے پیٹ سے پیدا ہو یہانتک کہ مکھی اور پشے کے بیٹھنے سے تکلیف
ہوتی تھی اور طاقت نہ تھی کہ ہاتھ سے اُڑا دین اللہ جل شانہ نے اُسی وقت درخت کدو پیدا کیا اُسنے اپنی بیل سے
اُنپر سایہ کیا کہ مکھیون وغیرہ سے محفوظ ہوے چنانچہ سورۂ صافات مین ارشاد ہوا وان یونس لمن المرسلین اذ ابق الی
الفلک المشحون فساہم فکان من المدحضین فالتقمہ الحوت وہو ملیم فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون
فنبذناہ بالعراء وہو سقیم وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین یعنے تحقیق یونسؑ ہی رسولون مین جب بھاگ کر پہونچا اُس بھری کشتی
پر پھر قرعہ ڈلوایا تو ہوگیا الزام کھایا پھر لقمہ کیا اُسکو مچھلی نے اور وہ ملامت کھایا تھا پھر اگر نہوتا کہ وہ یاد کرتا پاک ذات
کو تو رہتا اُسکے پیٹ مین جس دن تک مُردے زندہ ہون پھر ڈال دیا ہمنے اُسکو چٹیل میدان مین اور وہ بیمار تھا
اور اُگایا ہمنے اُسپر ایک درخت بیل کا مدت لبث مین اختلاف ہی مقاتل کے نزدیک تین دن عطا کے نزدیک
سات دن ضحاک کے نزدیک بیس دن سدی وکلبی ومقاتل بن سلیمان کے نزدیک چالیس دن وہو الصحیح ۱۲ درمنثور

السامعۃ القادر السہام علی جہۃ القرعۃ ۱۲

اور وہ لوگ تمھاری تلاش مین ہین انھون نے جانا کہ مین قوم کے نزدیک جھوٹا ہوا اگر اُنکے پاس جاتا ہون تو ذلیل کرینگے اور اگر حضرت اشعیا کے پاس جاتا ہون تو بنی اسرائیل مین بڑی شرمندگی ہوگی اِن خیالات سے رنجیدہ خاطر ہوکر دونون طرفین چھوڑ دین اور جانب روم متوجہ ہوے چونکہ اِس دعا مین حضرت یونس نے بہت جلدی فرمائی تھی اس لیے عتاب شروع ہوا اور حضرت یونس یہ سمجھکر قوم سے نکلے تھے کہ بیرون قوم کبھی عذاب بہنچ نہین ہوگا مگر جانب حق سے اُنکے ساتھ اور ہی معاملہ شروع ہوا کہ اول سب رفیق و نوکر چلے گئے سوانے ایک عورت اور دو لڑکون کے کوئی ساتھی نرہا تب ایک بیٹے کو اپنے کندھے پر دھرا اور دوسرے کو عورت نے کندھے پر لیا اور منزل بمنزل طے کرتے ہوئے روانہ ہوے اثنا راہ مین ایک درخت کے نیچے سایہ کے واسطے ٹھہر گئے اور واسطے قضاے حاجت بشری کے جنگل مین گئے اُسوقت بادشاہزادے کی سواری برسم شکار اس درخت کے متصل پہونچی اُسنے دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت جوان کمال حسن و جمال سے آراستہ دو لڑکے لیئے ہوے بیٹھی ہی سو اُسنے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ اس عورت کو لاؤ ہر چند عورت نے داد بیداد کیا کہ مین ایک مرد صالح کی منکوحہ ہون اور وہ شخص نبی ہین لیکن مستی شراب و رجوش جوانی مین اُسنے نمانا زبردستی اپنے ہمراہ لے گیا اب حضرت یونس علیہ السلام بعد قضاے حاجت تشریف لائے تو عورت نہ ملی لڑکون سے متنفسر ہوے اُنھون نے حال گذشتہ عرض کیا حضرت یونس نے جانا کہ معاملہ عتاب شروع ہوا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ عورت اور لڑکون کو لیکر چلے تو ایک ندی ملی تب حضرت یونس نے ایک لڑکا کنارے پر چھوڑا اور ایک کندھے پر لیکر عورت کا ہاتھ پکڑا ندی مین چلے پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا اور عورت کے تھامنے مین لڑکا کندھے سے پھسل پڑا گھبراہٹ مین دونون ڈوب گئے کنارے پر آئے دوسرے لڑکے پاس اُسکو بھیڑیا لے گیا یا جسوقت بھیڑیا کنارے آیا اور اُسنے لڑکے کو پکڑا تو حضرت یونس اُسکے چھڑانے کو گھبراہٹ مین چلے تو لڑکا کندھے والا پھسل پڑا ہر چند تک و دو فرماتے رہے کوئی ہاتھ نہ لگا مایوس ہوکر تن تنہا دریاے روم کے کنارے پہونچے اسمین ایک جہاز چلنے والا تھا تاجرون نے اپنا مال اسباب لادا اور آمادۂ روانگی ہوئے حضرت یونس نے کہا کہ مین درویش ہون اگر بے کرایہ مجھکو بٹھلا لو تو مین بھی جہاز مین چلون ناخدا اور تاجرون نے کہا کہ ہمارے سر اور آنکھون پر آپ بیٹھین آپکی برکت سے ہمارا بیڑا پار ہوگا الغرض سوار ہوئے اور جہاز چلا دریا کے بیچ مین پہونچے یکایک ہواے تند چلنے لگی دریا موج زن ہوا جہاز چلنے سے تھم رہا ہر چند کہ بادبان وغیرہ لگانے پر کوئی تدبیر کارگر نہوئی تب سب لوگ مشورہ کرنے لگے کہ اسکا سبب نہین کھلتا اور یہ معاملہ ہمنے تمام عمر نہین دیکھا سونا خدانے تجویز کرکے کہا کہ ایک تو میرا تجربہ ہی کہ جب کوئی غلام اپنے خاوند کے بے حکم بھاگ کر کشتی مین بیٹھتا ہی تب اسی طرح کا معاملہ ہوتا ہی سو تم کشتی مین پکارو کہ جو کوئی شخص اپنے خاوند سے بھاگا ہو صاف بیان کرے کیونکہ ہلاکی تمام اہل جہاز کی اسکی ہلاکی سے سخت تر ہی جب منادی نے پکارا تو حضرت یونس علیہ السلام بولے کہ وہ غلام گریختہ مین ہون کہ بے حکم الہی جاتا ہون اور کشتی کے لوگون سے کہتے تھے کہ مین ایک شخص کا غلام ہون سو بے حکم اُسکے بھاگا جاتا ہون اب میرے ہاتھ پیر باندھ کر دریا مین ڈالو کہ تمام مردم کشتی نجات پائین

غرض کیا الغرض اسی طرح کئی معاملے راہ مین گذرے اور ہر جگہ حضرت یونسؑ کو تنبہ و آگاہی اپنی خطا پر ہوتی گئی جب بہت شرمندہ ہوے تو اللہ تعالےٰ نے بالکل قصور معاف فرمایا اور عہدہٗ نبوت عنایت کیا اور علاقہٗ رسالت جو انکو حضرت اشعیا علیہ السلام کی طرف سے تھا اُٹھالیا اور رسول مستقل کر دیا اور ہر طرف سے دروازے لطف و رحمت کے کھول دیے جب اُس ندی کے کنارے پہونچے جہان دونون لڑکے ہاتھ سے گئے تھے تو دیکھتے ہین کہ گانون کے آدمی دو لڑکے لیئے ہوے کھڑے ہین حضرت یونسؑ نے پوچھا کہ یہ دونون لڑکے کسکے ہین اُنھون نے کہا ایک مرد بزرگ کے بیٹے ہین کہ ایک کو ہمنے بھیڑیے سے چھین لیا تھا اور دوسرا ندی مین بہا گیا تھا دھوبیون نے ہمکو دیا ہی سو ہم انکی پرورش کرتے ہین اور انتظار مین ہین کہ وہ مرد بزرگ ملین تو اُنکے سپرد کرین اتنے مین اُن لڑکون نے حضرت یونسؑ کو پہچان کر کہا کہ یہی شخص ہمارا باپ ہی ان لوگون نے دونون صاحبزادے سپرد کر دیے اور دریا سے پار اُتار دیا جب حضرت یونسؑ لڑکون کو لیکر آگے بڑھے تو اُس بدبخت کے متصل جہان سے اُنکی بی بی کو شہزادہ لے گیا تھا کچھ لوگ انتظار مین تھے حضرت یونس علیہ السلام نے پوچھا کیون بیٹھے ہو بولے ہمارا شہزادہ ایک دن شکار کو یہان آیا تھا اور کسی درویش کی عورت زبردستی لے گیا تھا اُسدن سے پیٹ کے درد مین مبتلا ہی لہذا ہمارے بادشاہ نے ہمکو مقرر کیا ہی کہ دیکھو جب وہ بزرگ آوین تو اُنکو یہان لاؤ کہ مین تقصیر معاف کراؤن اور عورت کو سپرد کرون اور اُس عورت کے ابتک کسی نے ہاتھ نہین لگایا ہی یہ حال سُنکر حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ فقیر غریب مین ہون تب بادشاہ کے سپاہیون نے حضرت یونس کو بکمال عزت بادشاہ کے پاس پہونچایا آنجناب کے پہونچتے ہی صحت ہوگئی اور بادشاہ نے عورت حوالے کی اور نقد و جنس بہت کچھ نذر کیا کذا فی العزیزی اور اخبار الدول مین ہی کہ جب یونس علیہ السلام جانب نینوی تشریف لیچلے تو ایک قریہ مین دیکھتے ہین کہ ایک شخص سو مثقال طلا لیئے ہوئے مع ایک عورت کے بیٹھا ہی سو حضرت نے اس عورت کو پہچانا اور قصہ اُس عورت کا پوچھا اُسنے کہا کہ ایک بادشاہ کنارہ دریا سے اس عورت کو لیگیا تھا جب اُسنے ارادہ فاسد کیا تو اُسکے دونون ہاتھ اور دونون پانون خشک ہوگئے لہذا بادشاہ نے یہ سونا دے کر جانب نینوی روانہ کیا ہی حضرت نے کہا کہ اس عورت کو میرے سپرد کر کہ مین لیجاؤن اُسنے مع طلا عورت کو تفویض کر دیا جب وہان سے دو فرسخ چلے تو ایک گانون اور ملا وہان ایک سوار ایک لڑکا لیے ہوے بیٹھا تھا حضرت نے پہچانا سوار نے پوچھا تم کون ہو بولے یونس ابن متیٰ ہون اور یہ میرا بیٹا ہی مین پوچھتا ہون یہ تمکو کہان ملا اُسنے کہا مین مچھوا ہون سو مینے دجلہ مین جال مچھلی کے واسطے ڈالا اُسمین یہ لڑکا پھنس آیا اُسیوقت میرے کان مین آواز آئی کہ اسے بحفاظت تمام رکھ یہانتک کہ یونسؑ آوے اب جناب تشریف لائے اسکو لیجیے حضرت یونسؑ نے لڑکا لیا اور روانہ ہوے تو متصل شہر نینوی کے ایک لڑکا بکریان چراتا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ الٰہی میرے باپ کو ملا دے یہ بڑا بیٹا تھا یونسؑ اسکو پہچان کر لپٹ گئے اور دونون خوب روئے اس لڑکے نے کہا کہ یہ بکریان ایک آدمی کی ہین اول اسکو سپرد کر آؤن تب آپکے ہمراہ ہون چنانچہ دونون ایک گانون مین گئے تو ایک پیر مرد دروازے پر

بعض کے نزدیک پہر دن چڑھے سے شام تک کذا فی المعالم تفسیر زاد المسیر مین لکھا ہی کہ خاصیت درخت یقطین کی یہ
ہی کہ مکھی گرد اُسکے نہین آتی اکثر مفسرین قائل ہین کہ یقطین سے مراد درخت کدو ہی اور بعضے درخت کیلا بتلاتے ہین
اور بعضے انجیر کہتے ہین اور حسن اور مقاتل فرماتے ہین کل نبت یمتد و ینبسط علی وجہ الارض لیس لہ ساق ولا یبقی علی الشتاء
تو یقطین بحو القرع والقثاء والبطیخ اور جو لوگ کہتے ہین کہ مراد یقطین سے درخت کدو ہی اُنکی یہ دلیل ہی کہ حضرت
(کدو ککڑی خربوزہ)
صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم سے کسی نے پوچھا کہ آپ کدو کو دوست رکھتے ہین فرمایا اجل ہی شجرۃ اخی یونس
کذا فی البیضاوی اور معالم التنزیل مین ہی کہ جب حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ سے نکلے تو ہرنی یا بزکوہی کو ارشاد ہوا
کہ انکو دودھ پلایا کرے تاکہ طاقت آوے جب گوشت و پوست انکا درست ہوگیا اور قوت آگئی اور آرام پائی تو
ایکدن سو گئے جب جو نکے تو وہ درخت جسکے سایہ مین تھے خشک ہوگیا تھا وقوع اس حال سے حضرت یونسؑ بہت
رنجیدہ ہو کے رونے لگے اسی حال مین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ صاحب کی طرف سے پیغام کہا کہ ای
یونس تو درخت کے واسطے ایسا غم کرنے لگا اور مین ایک لاکھ بندون پر کہ آخر میرا ایمان لائے اور توبہ کی غم نکرتا
اور بعض محققین مفسرین نے لکھا ہی کہ چالیس دن کے بعد ہرنی کا آنا بھی موقوف ہوگیا جب وقت معمول دودھ
پینیکا آیا اور ہرنی نہ آئی تو حضرت یونسؑ نے عرض کیا یا الٰہی آج کے دن مین بھوکھا رہا ارشاد ہوا کہ تو اسقدر تغیر
عادت پسند نہین کرتا اور مجھسے درخواست کرتا تھا کہ مین اپنی عادت عمدہ ترک کرکے ایک لاکھ اپنے بندے
مار ڈالون یہ سنکر حضرت یونسؑ نے پھر توبہ کی اور التماس کیا کہ ای خالق کریم مین گنہگار و شرمندہ ہون اب جو کچھ تیرا
حکم ہو بجا لاؤن حکم ہوا کہ اپنی قوم مین جاکے اقامت کر جب قوم کی طرف تشریف لے چلے راہ مین ایک شہر پڑا
اُس مین ایک کمہار تھا برتن اپنے آوے سے نکالتا تھا وحی ہوئی کہ اس کمہار کے پاس جاکے درخواست کر کہ
ایک لکڑی سے اپنے برتن توڑ ڈال حضرت یونسؑ نے یونہین کیا کمہار نہایت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ ای مسافر
تو بڑا دیوانہ ہی کیا دیکھتا نہین مین نے کس محنت و مشقت سے اتنے برتن بنائے ہین اور تو بے تامل کہتا ہی کہ انکو توڑ ڈال
سبحان اللہ کیا عجیب درخواست ہی ایسی بات پھر کسی سے نہ کہنا حضرت یونسؑ نے جناب الٰہی مین یہ حال عرض کیا حضرت
حق سے ارشاد ہوا کہ اب خیال کرکے دیکھو کہ خاک و پانی اور کلال کا ہاتھ سب چیزون کا مین مالک ہون صرف
اُسنے تصویر بنانے مین ہاتھ سے کوشش کی ہی اور اس سے نفع کی امید رکھتا ہی سو اسکو اس تصویر کا بگاڑنا کیسا
برا لگا اور کتنا اُسکا بچ کرتا تھا کہ اُسنے تجھکو صاف جواب دیا اور تو مجھسے درخواست کرتا تھا کہ ایک لاکھ مخلوق ہلاک
کر ڈال حضرت یونسؑ نے توبہ کی اور شرمندہ ہوئے پھر آگے چلے تو ایک باغ بہشت برا آباد و سرسبز دیکھا پڑا وحی
ہوئی کہ اس باغ کے مالک سے استدعا کر کہ اس باغ کے درخت کاٹ ڈالے پھر جو کچھ مالک اُسکا جواب دے مجھسے گذارش کر
سو حضرت یونس علیہ السلام نے مالک باغ سے جاکر درخواست کی اُسنے کہا کہ تجھکو عقل بھی ہی اپنے ہوش کی دوا کر
مین نے کس محنت سے یہ درخت پیدا کیے ہین اور کتنی مدت مین اس لائق ہوئے ہین کہ اُنسے منتفع ہون اور
تو کہتا ہی کہ انکو ایک مرتبہ کاٹ ڈال پھر کبھو ایسی بات کسی سے نہ کہنا یہی جواب بھی حضرت یونسؑ نے جناب باری مین

فائدہ اگر کوئی شبہہ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لا ینبغی لاحد ان یقول انا خیر من یونس بن متی یعنی
نہین زیب ہی کسی کو کہ یہ کہے مین بہتر ہون یونسؑ بن متی سے اس سے تفضیلات حضرت یونسؑ کی نکلتی ہی تو دفع
اس غائلہ کا یہ ہی کہ اگر مراد آنحضرت ضمیر متکلم سے نفس شریف اپنا ہی تو یہ کلام بطریق تواضع وفروتنی ہی کہ عادت شریف
تھی اور اگر نفس گوئندہ سخن مراد ہی تو لا حاجۃ الی التاویل امام شہاب الدین تورپشتی فرماتے ہین عقاید مین کہ نفس پیغمبر مراد
نہین ہی بلکہ نفس گوئندہ یعنے جائز نہین ہی کہ کوئی شخص اپنے خیال مین یہ بات لاوے کہ مین بہتر ہون یونسؑ سے اور یونسؑ کا
ذکر اس حدیث مین اسلیئے فرمایا کہ خداوندکریم نے کلام مین ارشاد کیا ہی فاصبر لحکم ربک الخ کہ اسمین گنجایش ہی کہ
شیطان کسی کے دل مین یہ بات ڈالے کہ مین یونسؑ سے بہتر ہون کہ مال وجان کو راہ خدا مین بذل کرتا ہون اور
مصیبت پر صبر کرتا ہون اور یہ گمراہی صریح ہی کیونکہ ممکن نہین ہی کہ احد من الناس کسی خصلت مین نبی سے کامل ہو لہذا
حضرت نے تعلیم کیا اپنی امت کو تاکہ تعظیم انبیا مین کوشش کرین اور کید شیطان سے محفوظ رہین اسی طرح لا تفضلونی علے
موسےٰ کے واسطے تعلیم امت کے ارشاد کیا ہی اور یہ موقوف ہی ایک قصہ پر کہ واقع ہوا اہل اسلام اور یہودی مین
یعنے یہودی نے کہا کہ موسےٰ تمام خلق اللہ سے افضل ہین مسلمان نے ایک طمانچہ مارا یہ خبر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو پہونچی فرمایا لا تفضلونی یعنے ایسا کلام دلیل تعصب ہی اور اسمین تحقیر پیغمبر لازم آتی ہی اور اسیطرح فرمایا لا تخابروا
بین الانبیا اور معنی مخابرۃ یہ ہین کہ ایک کہے فلان پیغمبر بہتر ہی فلان پیغمبر سے اور دوسرا خلاف اسکے کہے فائدہ
رسالہ معراج لطیف المعانی مین حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب مچھلی کے پیٹ
مین حضرت یونس علیہ السلام تھے اسکے نر نے صحبت چاہی تو اسنے کہا کہ مین حاملہ ودیعت ہون ہرگز شہوت
وخیانت سے مشغول نہونگی اور یہ بھی فرماتے ہین کہ دو پیغمبرون کو خلوت حاصل ہوئی یونس علیہ السلام کو بطن
حوت مین اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بساط نور پر ملکوت مین اور سبب دونون معراجون کا یہ ہوا کہ
بعض کفار کہتے تھے کہ آسمان اللہ کا ہی اور زمین ودریا غیر اللہ کی سو اللہ نے معراج یونس علیہ السلام دریا مین
فرمائی اور معراج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوق السموات فائدہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ لا الہ الا انت
سبحانک انی کنت من الظالمین اسم اعظم ہی اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ کوئی درماندہ وعاجز ومبتلا سے بلا اس
تسبیح کو نہین پڑھتا مگر اللہ تعالے اس غم سے نجات دیتا ہی اور مشائخ طریقت لکھتے ہین کہ یہ آیت جملہ غم و
اندوہ کے واسطے تریاق مجرب ہی الغرض کوئی عمل مجرب سریع الاثر جسکا ثبوت قرآن وحدیث واقوال
مشائخ سے پایا جاوے سوائے اسکے معلوم نہین ہوتا اگر کوئی شخص اسکی تاثیرات مین شبہہ کرے تو زندیق
وملحد ٹھہرے اور طریق اسکے عمل کا کئی طریق سے ہی اول ایک لاکھ پچیس ہزار بار چند آدمی بہیئت
اجتماعیہ بیٹھکر مجلس واحد مین بخضوع وخشوع پڑھین خواہ تین مجلس مین دوسرا طریق یہ ہی کہ ایک آدمی
تنہا اپنی مراد کے واسطے تین ہزار ایک سو پچیس مرتبہ پڑھے کہ چالیس روز مین سوا لاکھ بار ہوجاتا ہی تیسرا
طریق یہ ہی کہ ایک آدمی بعد نماز عشا کے تین سو مرتبہ اس طرح پڑھے کہ اول طہارت کاملہ کرے اور مکان کو

تشریف رکھتے تھے اُنسے اس لڑکے نے کہا کہ یہ شخص یعنی یونسؑ میرا باپ آگیا ہی اب جاتا ہون اُس پیر مرد نے
دست مبارک یونس علیہ السلام کو بوسہ دے کر کہا کہ یہ لڑکا ایک بھیڑیا اپنی پیٹھ پر لادے ہوے میرے پاس
لایا اور بولا کہ اسکو حفاظت سے رکھ یہانتک کہ یونسؑ آوین سو آپ تشریف لائے اپنی امانت لیجیے پھر وہان
سے آگے بڑھے اور سرحد موصل اور نینوی پر پہونچ کر ایک آدمی بنا بر اخبار قوم روانہ فرمایا اُسنے شہر کے لوگون
کو خبردار کیا کہ یونس علیہ السلام باعہدۂ رسالت جلوہ فرما ہوتے ہین اور ایک روایت ہی کہ قریب شہر نینوی کے
ایک شخص بکریان چراتا تھا حضرت یونسؑ نے اس سے دودھ مانگا وہ بولا جبسے یونسؑ یہان سے چلے گئے
ہین سب بکریون کا دودھ خشک ہوگیا ہی تب حضرت نے ایک بچہ کی چھاتیون پر ہاتھ لگایا تو دودھ بہنے لگا
اسکو نہایت تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ اگر یونسؑ زندہ ہی تو بلاشبہہ تو ہی ہی فرمایا مین یونسؑ ہون قوم کو خبر کر دے
کہا وہ کب مانینگے فرمایا بکریان لیتا جا یہ گواہی دینگی سو وہ گیا اور خبر آمد یونس علیہ السلام کہنے لگا قوم کے لوگون نے اُسکا
کہنا نہ مانا اُسنے قسم کھائی کہ مین سچا ہون اور یہ بکریان میرے صدق قول کی گواہ ہین اُسیدم بکریون نے گواہی دی
لوگون کو تحیر ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو ہوئی وہ مع ارکان دولت حاضر ہوا اور بکمال تکریم و تعظیم شہر مین لیگیا
اور مدت دراز تک سرگرم متابعت رہا جب بادشاہ مرگیا تو حضرت نے اُسی چرواہے کو خلیفہ کیا اور خود مع ستر
آدمیون کے جو نہایت عابد تھے جبل صیہون پر تشریف لائے اور عبادت مین مصروف ہوے یہانتک کہ وفات
پائی اُسی جگہ مدفون ہین اور بقول بعضے زمین موصل مین دفن ہوے ہین اور امام ابوالفتح کے نزدیک قریہ حلحون مین
مدفون ہین اور بعضے کوفے مین لکھتے ہین عمر حضرت یونسؑ کی ساٹھ برس کی ہوئی کذا فی اخبار الدول **فائدہ** مولانا
عبدالقادر محدث موضح القرآن کے فائدے مین لکھتے ہین کہ حضرت یونس علیہ السلام حزقیل علیہ السلام کے
یارون مین تھے انکے حکم سے جانب نینوی تشریف لیگئے تھے اور حضرت استاذ الاستاذ قدس سرہٗ تفسیر
عزیزی مین فرماتے ہین کہ حضرت یونس علیہ السلام کو حضرت اشعیا علیہ السلام نے بھیجا تھا رفع تعارض یون ہوسکتا
ہی کہ اسوقت تک حضرت اشعیا علیہ السلام زندہ ہونگے **فائدہ** سورہ نون والقلم مین ارشاد ہوتا ہی فاصبر لحکم ربک
ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادی ربہ وہو مکظوم لولا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وہو مذموم یعنے اب تو ٹھہر
راہ دیکھ اپنے رب کے حکم کی اور مت ہو جیسے مچھلی والا جب پکارا اور وہ غصہ مین بھرا تھا اگر نہ سنبھالتا اُسکو
احسان تیرے رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا چٹیل میدان مین الزام کھا کر پس ظاہر آیتہ سے پایا جاتا ہی کہ انکو میدان مین نہین
پھینکا اور آیۃ سورۂ والصافات سے جو اوپر گذری کہ فنبذناہ بالعراء وہو سقیم صاف واضح ہی کہ میدان مین پھینکدیا
اسواسطے رفع تعارض مین اہل تفسیر فرماتے ہین کہ مراد شرط و جزا سے آیۃ اولی مین یہ ہی کہ یونسؑ پھینکے گئے میدان مین
لیکن اگر رحمت ازلی الٰہی شامل حال اُسوقت نہوتی تو جسطرح ضعیف و زار ہے گوشت و پوست شکم ماہی سے نکلے
تھے ویسے ہی پڑے رہتے اور روئیدگی درخت کدو و پیدایش مادہ آہو کہ ظاہر اسباب حیات ہوئی ظہور مین نہ آتی

اور معالم التنزیل مین ہی لولا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذناہ بالعراء وہو مذموم لکنہ تدارکتہ النعمۃ فنبذ وہو غیر مذموم

صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا ولاتکن کصاحب الحوت اور بعضے کہتے ہین کہ اولوا العزم سے اٹھارہ پیغمبر مراد ہین جنکا ذکر سورۂ انعام مین کرکے ارشاد فرماتے ہین اولئک الذین ہدی اللہ فبہدیہم اقتدہ اور وہ پیغمبر یہ ہین ابراہیم و اسحق و یعقوب و نوح و داؤد و سلیمان و ایوب و یوسف و موسے و ہارون و زکریا و یحیے و عیسے و الیاس و اسمعیل و الیسع و یونس و لوط علیہم السلام اور کلبی کے نزدیک اولوا العزم وہ ہین جنکو جہاد کا حکم ہوا ہی اور بعضے کہتے ہین اولوا العزم چھہ پیغمبر ہین نوح اور ہود اور لوط اور صالح اور شعیب اور موسے جنکا ذکر سورۂ اعراف مین بترتیب واقع ہی اور سورۂ شعرا مین بھی ہی اور مقاتل ابن حبان فرماتے ہین کہ اولوا العزم پیغمبرون مین حضرت نوح اور ابراہیم اور اسحق اور یعقوب اور یوسف اور ایوب ہین اور حضرت ابن عباس و قتادہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہی کہ اولوا العزم حضرت نوح و ابراہیم و موسے و عیسے و محمد مصطفے صلی اللہ علیہم اجمعین ہین کہ یہ پانچون پیغمبر اصحاب شریعت ہین اور امام محی السنہ فرماتے ہین کہ میرے نزدیک اولوا العزم وہ پیغمبر ہین جنکا ذکر اللہ جل شانہ نے آیہ میثاق مین فرمایا ہی بتخصیص کہ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم و منک و من نوح و ابراہیم و موسے و عیسی ابن مریم اور یہی آیۃ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم و موسے و عیسے ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ مین بالتحقیق ذکر فرمایا ہی وہذا القول اقرب الی الصواب کذا فی المعالم فائدہ دنیا مین عذاب دیکھکر یقین لانا کسی کو کام نہین آیا مگر قوم یونس علیہ السلام کو اور سبب یہ ہوا کہ انپر عذاب کا حکم نہونچا نہ تھا صرف حضرت یونس کی جلدی سے صورت عذاب بطور تخویف و تحذیر نمود ہوئی تھی سو وہ لوگ ایمان لائے بچ گئے جس طرح اہل مکہ فتح مکہ مین بچ گئے یعنے انپر بھی بنا بر قتل و غارت فوج اسلام پہونچ گئی تھی ایمان لانے سے بچ گئے کما قال اللہ تعالے فی سورۃ یونس فلولا کانت قریۃ آمنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس لما آمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا و متعناہم الی حین یعنے کبھو نہ ہوئی کوئی بستی کہ یقین لائے پھر کام آتا انکو ایمان لانا مگر یونس کی قوم جب یقین لائی کھول دیا ہمنے انپر سے ذلت کا عذاب دنیا کے جیتے اور کام چلایا انکا ایک وقت تک فائدہ بعضے مورخ اہل اسلام احوال حضرت یونس علیہ السلام کا بعد حضرت یوشع علیہ السلام کے لکھتے ہین اور بعد یونس کے احوال الیاس کا لیکن اہل تحقیق نے ذکر یونس بعد عزیر کے کیا ہی اور یہ طریق اقرب بصواب ہی کیونکہ معالم التنزیل مین ہی کہ حضرت یونس حالت طفلی مین چند روز مردہ رہے تھے اور حضرت الیاس نے انکی والدہ کی منت سے بحکم خالق ذوالجلال زندہ کیا پس وجود الیاس بعد یونس قرین قیاس نہین ہی اس سبب سے کہ عمر یونس کی ساٹھ برس کی ہوئی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال فائدہ ذکر حضرت یونس کا سورۂ یونس و الصافات دونون مین ہی

اور مدارک مین ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی انبیائے اولوا العزم مین نہین ہین چنانچہ ارشاد ہی ولم نجد لہ عزما ۱۲ منہ

احوال ذوالقرنین

حبیب السیر مین ہی کہ مشہور بین الجمہور نام انکا سکندر ہی اور یہ بقول اکثر اہل تفسیر و سیر مثل سکندر رومی کے مین اور ایک گروہ قائل ہی کہ سوائے سکندر رومی کے کوئی سکندر نہین ہوا اور روضۃ الصفا مین ہی کہ بعد حضرت ہود و صالح علیہما السلام

اندھیرا کردے اور ایک پیالی مین پانی بھرکر اپنے پاس رکھے اور جانب کعبہ شریف متوجہ ہوکر پڑھنا شروع کرے
اور لحظہ لحظہ اس پانی کو اپنے ہاتھ سے بدن پر ملتا رہے اسی طرح تین روز یا سات روز یا چالیس روز پڑھے مطلب
حاصل ہوتا ہے کما قال مولانا استاذ الاستاذ فی تفسیر العزیزی چوتھا طریق یہ ہے کہ طاہر ہوکر بارہ ہزار بار پڑھے تنہا یا چند
آدمی مل کر پانچوان طریق یہ ہے کہ بارہ دن تک بارہ سو مرتبہ ایک شخص باطہارت وخشوع وخضوع پڑھے انشاء اللہ
مطلب مراد حاصل ہو اور سوائے طریق مذکورہ کے اور طریق بھی کتب مشائخ مین لکھے ہین اس مقام پر بالاستیعاب
بیان ہر طریق کا بیفائدہ معلوم ہوتا ہے اسی قدر اس مقام کے لیے کافی ووافی ہے فائدہ بعضے کہتے ہین کہ حضرت
یونس علیہ السلام جب غصہ ہوکر قوم سے چلے گئے تھے پیغمبر تھے اور بعضے کہتے ہین کہ بعد عتاب وخطاب کے حضرت
یونس علیہ السلام کو اللہ نے نبی کیا اور اوّل مرتبہ جانب حضرت اشعیا علیہ السلام سے خواہ حضرت حزقیل
علیہ السلام کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور اس قصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعد عتاب وخطاب کے حضرت
یونس کو اللہ جل شانہ نے مانند حضرت اشعیا کے نبی کیا اور قبل اسکے شائستگی اس منصب کی نہ تھی بلکہ نبی بعد
تھے کذا روی سعید ابن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دلیل کریمہ سورۂ صافات ہے فنبذناہ بالعراء وھو
سقیم وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین وارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون فآمنوا فمتعناھم الی حین یعنے پس ڈالدیا
ہمنے اسکو چٹیل میدان مین اور وہ بیمار تھا اور اُگایا ہمنے اسپر ایک درخت بیل کا اور بھیجا اسکو لاکھ آدمیون پر یا زیادہ پھر
وہ یقین لائے پھر ہمنے اُنکو برتنے دیا ایک وقت تک اور بعضے کہتے ہین کہ قبل اس عتاب وخطاب کے بھی رسول
تھے کما قال اللہ وان یونس لمن المرسلین اذ ابق الی الفلک المشحون فائدہ لاکھ یا زیادہ سے مراد یہ ہے کہ اگر فقط
بالغ گنے جاوین تو لاکھ آدمی تھے اور جو سب کو شامل گنین تو زیادہ تھے یہ اللہ کو شک نہین ہے جو کوئی لحظہ خیال
کرے کذا حققہ مولانا عبد القادر فی ترجمتہ اور معالم التنزیل مین حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آیۃ مین او
بمعنے الواو ہے یعنے ویزیدون اور مقاتل وکلبی کے نزدیک معنے اویزیدون کے بل یزیدون ہین یعنے بھیجا
اُسکو لاکھ آدمیون پر بلکہ زیادہ پر اور زجاج کی یہ تاویل ہے کہ اویزیدون علے ظنکم وتقدیرکم یعنے بیشک دیکھنے والون
کی نگاہ پر محمول ہے کہ قوم کو دیکھکر کہین لاکھ ہین یا زیادہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ اوّل رسالت حضرت یونس کی
لاکھ آدمیون پر تھی اور بعد عتاب وخطاب کے اس لاکھ آدمیون سے اور زیادہ کیے گئے مگر مقدار زیادت مین خلاف
ہے ابی ابن کعب اور حضرت ابن عباس ومقاتل رضی اللہ عنہم تیس ہزار فرماتے ہین اور سعید ابن جبیر ستر ہزار کذا فی المعالم
والبیضاوی فائدہ حضرت یونس علیہ السلام انبیائے اولوالعزم مین معدود نہین ہین کیونکہ ہمارے حضرت
کو سورۂ احقاف مین ارشاد کرتے ہین فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل اور سورۂ قلم مین کہتے ہین فاصبر لحکم
ربک ولا تکن کصاحب الحوت اور صاحب حوت حضرت یونس علیہ السلام ہین اب جاننا چاہیئے کہ انبیائے
اولوالعزم مین اختلاف ہے ابن زید سے منقول ہے کہ جملہ انبیا اولوالعزم ہین اور حرف من بنا بر تجنیس ہے نہ برائے
تبعیض اور بعضے کہتے ہین کہ سب انبیا اولوالعزم ہین مگر یونس علیہ السلام کہ اُنسے جلدی واقع ہوئی لہذا حضرت

پھر قوم نے بائین قرن پر مارا مر گیا اور زندہ ہوا اس باعث سے لقب اسکا ذوالقرنین پڑ گیا اور بعضے کہتے ہین کہ ہاتھ پیر سے حرب کرتا تھا اس سبب سے ذوالقرنین کہلایا یا کریم الطرفین تھا یا ظاہر و باطن کا علم رکھتا تھا اور وجہ تسمیہ سکندر کی یہ تھی کہ شہر اسکندریہ مین پیدا ہوا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ جب اہل مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور مین شرمندہ ہوے اور جواب دہ نہو سکے تو ابو جہل لعین نے کئی آدمی یہودیون کے پاس مدینے شریف مین بھیجے اور کہلا بھیجا کہ تم لوگ توریت و انجیل سے واقف ہو کچھ سوال لکھو تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھین اُن کافرون نے چند سوال لکھکر بھیجے اول یہ کہ روح کیا چیز ہی دوسرا اصحاب الکہف کا احوال کسطرح سے ہی تیسرا ذوالقرنین کا معاملہ کیا ہی پس کافرون نے وہ تینون سوال حضور حضرت مین پیش کیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے جواب دیے کہ ذوالقرنین کا احوال سورۂ کہف مین ارشاد ہوتا ہی ویسئلونک عن ذی القرنین قل ساتلوا علیکم منہ ذکرا یعنے تجھسے پوچھتے ہین ذوالقرنین کو کہہ اب پڑھتا ہون تمھارے آگے اسکا کچھ مذکور اسطرح انا مکناہ فی الارض وآتیناہ من کل شئے سببا فاتبع سببا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمئۃ ووجد عندہا قوما قلنا یا ذا القرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیہم حسنا یعنے ہمنے اسکو جمایا تھا ملک مین اور دیا تھا ہر چیز کا اسباب پھر پیچھے پڑا ایک کے یہانتک کہ پہونچا جب سورج ڈوبنے کی جگہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہی ایک دلدل کی ندی مین اور پائے اُسکے پاس ایک لوگ ہمنے کہا ای ذوالقرنین یا تو لوگون کو تکلیف دے اور یا رکھ اُن مین احسان

فائدہ دلدل کی ندی مین ڈوبنے سے یہ مراد ہی کہ ذوالقرنین کو ایسا معلوم ہوا کہ آفتاب چشمے مین ڈوبتا ہی جس طرح کوئی شخص کنارے دریا کے یا بیچ دریا مین کھڑا ہو کر دیکھے تو معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب دریا مین ڈوبتا ہی اکثر ذی علم ریاضی دانون سے جنھون نے جہاز کا سفر کیا ہی یہ بولتے سُنا ہی کہ سمندر مین ایک عجب عالم آب ہوتا ہے کہ آفتاب پانی ہی مین ڈوبتا ہی پس ذوالقرنین ساحل محیط پر گیا تھا اور سوائے پانی کے اور کچھ مطمح نظر نہ تھا سو اُسکو آفتاب اسی طرح نظر آیا نہ یہ کہ جرم آفتاب پر پہونچا اور آفتاب چشمہ مین ڈوبتا تھا اور اسی سبب سے وجدہا تغرب واقع ہی نہ کانت تغرب اور یہ تو محاورہ تمام انبیا و حکما و خواص و عوام و توریت و انجیل کا واقع ہی کہ آفتاب غروب ہوا اور آفتاب طلوع ہوا سو کیا آفتاب کسی چیز مین گھُس جاتا ہی اور اسی سے پھر نکلتا ہی وہ تو ہمیشہ نکلا ہی رہتا ہی کسی چیز مین کبھی نہین ڈوبتا یا اللہ ہی کو معلوم ہی کہ آفتاب کہان ڈوبتا ہی مگر معالم التنزیل و بیضاوی مین صاف موجود ہی کہ معاویہ نے کعب احبار سے پوچھا کہ تو نے آفتاب کے ڈوبنے کا احوال کچھ توریت مین دیکھا ہی کعب نے کہا مین نے توریت مین دیکھا ہی انہا تغرب فی ماء وطین یعنے آفتاب چشمہ گل و لا مین ڈوبتا ہی اب یہ عبارت توریت مین باقی نہین رہی حکماے نصارے اور یہود نے اس خیال سے نکال ڈالا ہوگا کہ انکے نزدیک سورج چار سو چھتر لاکھ کوس زمین سے دور ہی اور وہی مرتبے زمین سے بڑا ہی پس کس طرح چشمہ گل و لا مین ڈوبے گا حالانکہ یہ اُنکی حماقت ہی کیونکہ بہت باتین توریت اور انجیل و زبور مین ایسی واقع ہین جو بظاہر خلاف حکمت طبیعی اور ریاضی کے ہین اور بعضی ایسی کہ فی الواقع فنون حکمت کے خلاف ہین چنانچہ کتاب خروج کے تیسرے باب کے

سکے تا زمانہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نبی نہین ہوا لیکن اہل تاریخ کہتے ہین کہ ذوالقرنین بعد حضرت صالح ؑ کے نبی ہوئے وہذا القول ضعیف جداً اور حدیقۃ الاقالیم مین ہی کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیم ؑ کے عہد مین تھا اور بعض کہتے ہین حضرت موسیٰ کے بعد تھا اور بعضے کہتے ہین بعد حضرت عیسیٰ ؑ کے تھا اور نسب اسکندر کا یافث ابن نوح سے ملتا ہی اور سکندر رومی کا عیص ابن اسحاق سے اور بعض مصنفین قصص الانبیا نے ذکر اسکا قبل عیسیٰ علیہ السلام کے لکھا ہی بالجملہ کوئی بات صحیح لائق اعتماد پیدا نہین ہوتی اسقدر تحقیق ہوتا ہی کہ وجود اسکا بعد حضرت موسیٰ ؑ کے تھا مگر اسمین بھی گفتگو ہی کہ یہ سکندر کون ہی یونانی یا رومی بعضے کہتے ہین یونانی ہی اسی کا مصاحب ارسطو حکیم تھا اسی جہت سے ابن عبد الحق کہتے ہین کہ زمانہ اسکا بعد حضرت عیسیٰ کے تھا اور اہل حدیث فرماتے ہین کہ اس یونانی کا ذکر کلام ربانی مین نہین ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ سکندر فیلقوس رومی ہی کہ اسی کے مصاحب خضر علیہ السلام تھے اور اسی نے چشمہ آب حیات تلاش کیا نہ پایا اور حضرت خضر ؑ نے پایا اور اسی کا ذکر سورۂ کہف مین ہی اور یہی شخص شرق وغرب کا بادشاہ ہوا ہی اور یہ شخص اولاد عیص ابن اسحاق ؑ سے ہی اور یونانی مسمیٰ بمرزبان ابن مرزبنہ اولاد یونان ابن یافث سے ہی اور جسطرح یہ اختلاف ہی اسیطرح بعضے کہتے ہین کہ ذوالقرنین نبی تھا چنانکہ عیون الاخبار مین لکھا ہی کہ حضرت ولایت مآب کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ ذوالقرنین نبی تھا مگر ابو الطفیل نے آنجناب سے نقل کیا ہی کہ ایک شخص نے ذوالقرنین کی حقیقت آپ سے پوچھی کہ یہ شخص نبی تھا یا فرشتہ فرمایا نہ نبی تھا نہ فرشتہ ایک مرد صالح تھا کہ اسنے اللہ کو دوست بنایا اور اللہ نے اسکو دوست بنایا اور معالم التنزیل مین ہی کہ اسکندر ذوالقرنین بادشاہ تھا عادل وصالح ومتقی موصوف بصفات حمیدہ مگر مدارک مین ہی کہ اگر ذوالقرنین نبی تھا تو اللہ نے اسکی طرف وحی بھیجی کما قال وقلنا یا ذوالقرنین اور جو نبی نہ تھا تو اللہ نے اسوقت کے نبی کو وحی فرمائی اور اسنے ذوالقرنین کو حکم دیا کاتب الحروف کے نزدیک یہ اسواسطے لکھا ہی کہ ایسا خطاب سواے ذوات والاصفات حضرات انبیا علیہم السلام کے اور کسی سے نہین واقع ہوا لیکن صاحب مدارک کو قصۂ والدۂ موسیٰ علیہ السلام سے غفلت واقع ہوئی ورنہ ایسا گمان نہوتا لیکن نسبت غفلت جانب صاحب مدارک خلاف ادب ہی غالباً یہ اشارہ ہی جانب خلاف کے اور جیسا یہ اختلاف ہی اسی طرح وجہ تسمیہ ذوالقرنین مین اختلاف واقع ہوا ہی بعضے کچھ بیان کرتے ہین اور بعضے کچھ چنانکہ وہب ابن منبہ وجہ تسمیۂ ذوالقرنین مین بیان کرتے ہین کہ دونون قرن یعنی شرق وغرب کا بادشاہ ہوا تھا اسی وجہ سے نام ذوالقرنین ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ نور وظلمت مین پہونچا اس سبب سے یہ لقب ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ اسکے دو سینگ تھے مثل شاخ گاؤ کہ عمامہ کے نیچے چھپے رہتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ سکندر نے خواب دیکھا کہ مین آفتاب کے پاس پہونچا ہون اور دونون طرفین آفتاب کی پکڑے ہون درباروالون سے خواب کہا انھون نے ذوالقرنین لقب دیا اور بعضے کہتے ہین کہ اسکے دو چوٹیان تھین اور ابو الطفیل نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے روایت کی ہی کہ وجہ تسمیہ ذوالقرنین کی یہ ہی کہ اسنے اپنی قوم کو امر معروف ونہی منکر کیا قوم نے داہنے قرن پر مارا وہ مرگیا پھر اللہ نے زندہ کیا پھر اسنے قوم کو سمجھایا

اختلاف در تسمیہ ذوالقرنین

اور علم سیاست مدن ایسا دیا کہ دوسرے کو اسکے وقت مین ہرگز نہ تھا اور نور و ظلمت مین چلنا اور پھرنا اسکو برابر تھا
بدلی اسکی مسخر تھی کہ جس جگہہ چاہتا جلد جاتا ایک دن روم سے سوار ہوکر مصر مین گیا اور مصر کو فتح کرتا زنگیون کو ہزیمت
دیتا مغرب گیا اس قصد پر کہ دیکھے دنیا کی بستی کہان تک بستی ہی چلتے چلتے ایسی جگہ پہونچا جہان نگذر آدمی کا نہ کشتی کا
اس سبب سے حد دنیا کی نہ پا سکا اور وہان یعنے اُس چشمے کے پاس ایک شہر نظر آیا جسکے بارہ ہزار دروازے
تھے اور رہنے والے اس شہر کے سب کافر پوشاک اُنکی کھال اور کھانا اُنکا دریائی جانور مرا ہوا سو اللہ نے اسکو
اُنپر دونون بات کی قدرت فرمائی یعنے چاہے تکلیف دے اور چاہے تعلیم شرایع و احکام کرے اس طرح ہر ایک
بادشاہ کو قدرت ملتی ہی چاہے خلق کو ستا دے چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری کرے پس ذوالقرنین نے کہ حاکم
عادل تھا راہ متوسط اختیار کی یعنے جسنے نافرمانی کی اُسکو سزا دی اور جو ایمان لایا اُسپر احسان کیا اور ایک سال کامل مع
اپنے لشکر کے اس طرف رہا اتنی مدت مین صرف ایک شخص ایمان نہ لایا اُسکو قتل کروایا اور سال بھر وہان کے
شہرون مین پھرا اس عرصے مین ایک شہر نظر آیا کہ دیوارین اُسکی روئین کی اور ہزار دروازے جو اُس شہر مین فکر اُس
ہوا اور اُسمین جانے کا طریق یہ نکالا کہ رسیان اور کمندین ڈلوائین اول ایک شخص کو بھیجا کہ وہان کا حال دیکھہ آئے
وہ گیا سو ہنسکر دیوار کے اُدھر گر پڑا ہر چند لوگ منتظر رہے وہ نہ پھرا پھر دوسرا گیا وہ بھی نہ آیا کہتے ہین کہ وہ شہرستان سبا
تھا کہ اُس مین آب رواں اور انواع تنعمات تھے آب ہوا نہایت لطیف نہ سردی نہ گرمی سو وہان کے رہنے والے
ناشکری کرنے لگے اللہ نے اُنکو ہلاک کیا بالجملہ سکندر ناچار وہان سے پورب طرف چلا اور سفر کا سر انجام
کیا راہ مین ایک جزیرہ ملا وہان حکیم لوگ رہتے تھے اور دریا اُنکو محیط تھا سوا کشتی کے کسی طرح جانا اُن پر
نہو سکتا تھا اہل شہر نے بادشاہ کو دیکھا تو اپنی کشتیان جزیرے سے اُٹھا لے گئے مگر بادشاہ کسی حیلہ سے وہان
پہونچا تو دیکھا کہ اس شہر کے لوگ نہایت خشک اور لاغر ہین اُنسے سبب پوچھا اُنھون نے جواب دیا کہ ہماری غذا
کی یہی خاصیت ہی بعد اسکے حکیم آئے اور حکمت کے کلام کہنے لگے اور خوان کھانے کے آراستہ کرکے کمال تکلف
سے بطور ضیافت گذرانے اور رخصت ہوکر چلے گئے ذوالقرنین نے اُنکو طلب کرکے پوچھا کہ تم کس لیئے کھانا
نہین کھاتے اُنھون نے سرپوش خوانون سے اُٹھایا تو مٹی کے طاش جواہرات سے بھرے تھے ذوالقرنین
نے کہا یہ قابل کھانے کے نہین ہی حکیمون نے عرض کیا تمھارا مقصد اس گرد آوری سے یہی ہی سو موجود ہی در
خوراک ہماری تمھارے لائق نہین ہی ذوالقرنین نے اُنکو بلا تعرض چھوڑ دیا پھر وہان سے جانب ہندوستان روانہ
ہوا اور ایک ایلچی اپنا پیش بادشاہ ہند کے روانہ فرمایا اور اُس سے کہدیا کہ بادشاہ ہند سے زبانی کہنا کہ میری
اطاعت قبول کرے اور اپنا ایلچی میرے حضور مین روانہ کرے ایلچی ذوالقرنین کا ہند مین پہونچا تو بادشاہ ہند
نے تحائف اور ہدایا کمال تعظیم اور تکریم سے ایلچی کے ساتھ بھیجے کہ ذوالقرنین نے اُنکو قبول کیا اور دریافت کر لیا
کہ بادشاہ ہند نے اطاعت قبول فرمائی پھر وہان سے روانہ ہوا تو سورج نکلنے کی جگہہ پہونچا کما قال اللہ فی
سورۃ الکہف حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدہا تطلع علی قوم لم نجعل لہم من دونہا ستراً یعنے یہانتک جب پہونچا

درس ہشتم نسخہ ۱۸۲۵ء مین ہی کہ انھین مصریون کے ہاتھ سے نجات بخشون اور اس زمین سے نکال کے اچھی بڑی
زمین مین جہان دودھ اور شہد موج مارتا ہی کنعانیون وغیرہ کی جگہ مین لاؤن دیکھو زمین کنعان مین کسی جگہ اوس زمین
دودھ اور شہد کا حوض بھی نہ تھا چہ جا کہ ندی ہو کہ موج مارے اور زبور بستم مین حضرت داؤد کہتے ہین مرا از گور خیزانید
حالانکہ بیبل سے ظاہر ہی کہ حضرت داؤد ہرگز پھر نہین زندہ ہوے اور پہلی انجیل کے بارھوین باب درس ۴۲ مین ہی
کہ دکھن کی رانی اقصاے زمین سے سلیمانؑ کی حکمت سے آئی حالانکہ جغرافیہ کی رو سے ثابت ہی کہ زمین کروی الشکل
ہی اور شکل کروی کا کوئی کنارہ نہین ہوتا بلکہ ہر جگہ اسکا کنارہ ہی معلوم ہوا کہ دوسرا خدا عیسائیون کا زمین کی شکل سے
آگاہ نہ تھا ورنہ اقصاے زمین کا لفظ نہ بولتا اسی طرح اسی انجیل کے باب ۲۴ کے درس ۳۱ نسخہ ۱۸۱۶ء مین
واقع ہی کہ از اطراف اربعہ از اقصاے فلک یا بطرف دیگر جمع خواہند نمود حالانکہ آسمان کا کوئی کنارہ نہین پس یہ
بھی غلط کہا اور پہلی انجیل کے دوسرے باب کے آغاز مین ہی کہ حضرت عیسےؑ کے تولد کے وقت پورب سے
اُسکا تارہ دکھلائی دیا اور وہ تارا دیکھنے والون کی روش پر چلا آیا یہان تک کہ اس مکان کے مقابلہ مین جہان
عیسےؑ پیدا ہوے تھے ٹھہر گیا دیکھو تارے کا آدمی کی روش پر چلنا خلاف علم طبیعی اور ہیئت کے ہی اور
اس سے علم نجوم کی حقیقت ثابت ہوتی ہی حالانکہ توریت اسکو باطل کرتی ہی اور یوحنا اپنے مشاہدات مین لکھتا
ہی کہ علامتے عظیم از آسمان ہسرزد کہ زنے پوشیدہ بود خورشید را وماہ در زیر پایہاے او بود وبر سرش تاجے بود از دوازدہ
ستارہ یہ قول تو بالکل علوم عقلیہ کے خلاف ہی علیٰ ہذا القیاس حضرت یوشعؑ کے معجزے مین توقف شمس کا
معجزہ لکھا ہی وہان یہ بھی ہی کہ آفتاب کے ساتھ چاند کو بھی کہا تھا کہ تو بھی ٹھہرا رہ حالانکہ جسوقت آفتاب وسط سما مین
ہوگا چاند وہان کہان ہو سکتا ہی بلکہ ایسے وقت مین جرم قمر معلوم نہین ہوتا یہ بالکل خلاف علم ہیئت کے ہی اور زبور
ایک سو چار نسخہ ۱۸۳۹ء کے درس ۳ مین ہی اسنے یعنے خدا نے اپنے بالاخانہ کی کڑیون کو پانیون پر قائم کیا ہی
اور بدریون کو اپنا مرکب بنایا ہی اور ہوا کے تارون پر سیر کرتا پھرتا ہی یہ قول تو بالکل خلاف الٰہیات و طبیعیات
اور ریاضات کے ہی اور یہی زبور ۱۹ درس ۴ و ۵ و ۶ مین ہی کہ در آنہا یعنے در افلاک براے آفتاب خیمہ را قرار
دادہ کہ مانند داماد از حجلہ بیرون مے آید وچون پہلوانان در دویدن خوشنود است برآمدن آن از اقصاے آسمان
است وباز گشتن باقصاے ہمان اسطرح کی بہت باتین انسے نکلینگی کہ اس سے صاف معلوم ہو جائیگا کہ توریت
اور انجیل وزبور کی بہت باتین حکمت کے خلاف اور بطلیموس حکیم کے قول سے مخالف ہین پس ان جاہلون
نے ان سب کو نہ نکالا ایک ذری سی بات کہ اسمین ہیچ نہ تھا قرآن پر اعتراض کرنے کو نکال ڈالا ہی فائدہ
آخر آیت سے بعضے دلیل کرتے ہین کہ ذوالقرنین نبی تھا مگر یہ قول ضعیف ہی کیونکہ یہ کلام بطور الہام تھا نہ
بطور خطاب ونہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام بلکہ ایسا ہی جسطرح حضرت موسےؑ کی مان سے ارشاد ہوا ہی کہ واوحینا
الی ام موسیٰ ان ارضعیہ الخ حال مفصل یہ ہی کہ اللہ جل شانہ نے اس بادشاہ کو جسکا لقب ذوالقرنین تھا
سکندر ہو یا کوئی اور اُسکو پہلے زمین کا مالک کیا اور بخوبی وسعت زمین عطا فرمایا اور ہر ایک چیز سے اسکو مستغنی کیا

ایک نبیاد عمیق کھودی کہ پانی نکل آیا پھر اسمین بڑے بڑے پتھر جمائے کہ وہ بنیاد زمین کے برابر ہوگئی پھر لوہے
کی اینٹین نیچے اوپر رکھین کہ دیوار ہوگئی اور بلندی پہاڑون کی چوٹی تک پہونچی اور حسب ایماے ذوالقرنین آگ
لگائی اور دھوکنیون سے پھونکا وہ اینٹین سرخ رنگ ہوئین پھر انپر سیسہ و ورانگ پگھلا کر ڈالا کہ سوراخ بند ہو گئے
کما جاء فی سورة الکہف آتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی اذا جعلہ نارا قال آتونی
افرغ علیہ قطرا یعنے پکڑاؤ مجھکو تختے لوہے کے تاکہ مین برابر رکھون یہانتک کہ جب برابر کردیا دو پہانکون تک
پہاڑ کے کہا دھون کو یہانتک کہ جب کردیا اسکو آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالون اسپر پگھلا تانبا ایک شخص نے
حضرت صلعم سے التماس کیا کہ مین سد ذوالقرنین تک گیا ہون اور اسکو دیکھ آیا ہون حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکی
طرح بیان کر اسنے کہا یا رسول اللہ سد ذوالقرنین ایسی ہی جیسے چارخانہ کی لنگی فرمایا سچ ہی وہ لوہے کے تختے سیاہ
دیکھ پڑتے ہین اور درزون مین تانبے کی لکیر سرخ نظر آتی ہی روایت ہی کہ مابین دونون پہاڑون کے چار ہزار قدم
کا فاصلہ تھا اور بلندی دیوار کی چھ سو ارش اور عرض پنسٹھ گز وبقولے پانچ کوس کا اور طول ایک سو پچاس فرسخ
ہی وبقولے عرض پچاس گز کا اور طول بارہ فرسخ کا ہی اور مولف ہفت اقلیم نے لکھا ہی کہ اس دیوار مین کواڑ لگے ہین
ہر کواڑ ساٹھ گز کا عریض اور ستر گز کا طویل اور پانچ گز کا ضخیم اور دروازے مین قفل سات گز کا لنبا لگا ہی اور سات ہی
گز کی کنجی اسمین آویزان ہی اور اسمین چونتیس دندانہ شل دستہ ہاون نظر آتے ہین روایت ہی کہ وہان کے بادشاہ
نے یہ دستور رکھا ہی کہ ہر ہفتہ مین بروز جمعہ مع ایک جماعت سپاہیان جاتا ہی اور ہر دروازے کو بڑے بڑے گرزون
سے ٹھگوا تا ہی تاکہ یاجوج وماجوج کو معلوم ہو کہ اس دروازے پر نگہبان ہین الغرض جبکہ دیوار بنگئی تو ذوالقرنین
نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا یہ دیوار میرے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہی ورنہ مین کب اس لائق تھا کہ میری
بنائی ہوئی دیوار سد راہ یاجوج ہوتی لیکن جب میرے پروردگار کا وعدہ پہونچیگا تو یہ دیوار گرجائیگی اور وعدہ اسکا
سچا ہی اسمین سر مو تفاوت نہین ہی کما جاء فی سورة الکہف ہذا رحمة من ربی فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء وکان وعد
ربی حقا اور بخوبی ثابت ہی کہ یاجوج وماجوج حضرت عیسے علیہ السلام کے عہد آخر زمانہ مین نکلینگے اسمین ہرگز شک
اور شبہہ نہین اور تمام عالم کو عاجز کرینگے پھر حضرت عیسے کی دعا سے مرینگے صحیحین مین حضرت زینب بنت جحش سے
روایت ہی کہ حضرت سوتے سے جاگے چہرۂ مبارک خوف سے سرخ تھا فرماتے تھے لا الہ الا اللہ پھر فرمایا خرابی ہی عرب
کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چلی یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اسکے برابر اور حضرت نے اپنے انگوٹھے
اور کلمے کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنے اس حلقے کے برابر اس دیوار مین سوراخ ہوگیا حضرت زینب نے کہا کہ یا حضرت
کیا ہم مٹ جاوینگے حالانکہ ہم مین نیک لوگ ہین فرمایا ہان جب کہ بدکاری غالب ہوجائیگی یعنی جب گناہ عالم مین کثرت
سے ہونگے تو نیک لوگ کم ہونگے پھر نیک وبد سب ہلاک ہونگے اور یہ جو عرب کی تخصیص فرمائی سو اسلیے
کہ یاجوج وماجوج کو حضرت کے سبب سے زیادہ تر عداوت عرب سے ہوگی نہین تو یہ بلا عالمگیر ہوگی اس حدیث سے
ثابت ہی کہ ہمارے حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک سوراخ برابر روپیہ کے سد مین ہوگیا تھا

شبر بفتح اول وثانی و سکون شین معجمہ ای باشد معین وآن از سر انگشت میانہ دست راست است تا سر انگشت میانہ دست چپ چون دستہا را گشادہ دارند وبعضی گویند کہ از سر انگشت میانہ دست باشد تا مرفق کہ بندگاہ ساعد وبازو است واین اصح است ۱۲ برہان

سورج نکلنے کی جگہ پایا کہ وہ نکلتا ہی ایک لوگون پر کہ نہین بنا دی ہمنے اُنکو اس سے ورنے کچھ اوٹ شاید وہ لوگ جنگلی تھے کہ کپڑا اپہنا اور چھت ڈالنا اُنمین دستور نہ تھا اسی سبب سے اُنکے یہان نہ گھر تھا نہ سایہ نہ دیوار نہ جامہ بیابان ریگستان مین رہتے تھے اور کھانا اپنا شہرون سے لاکر کھاتے تھے اور کپڑا نہین پہنتے تھے سب کے سب ننگے تھے اور مطلق حیا اور شرم اُنکو نہ تھی بلکہ عورت اور مرد بے تکلف ایک دوسرے کے روبرو جماع کرتے تھے اور اس مقام کا حال یہ تھا کہ صبح سے دوپہر تک گرمی کی شدت ہوتی اور دوپہر کے بعد سردی غلبہ کرتی ذوالقرنین نے اُنسے کچھ تعرض نفرمایا اور مغرب وشمال کے کونے کو چلا تو دو پہاڑون کے بیچ مین پہونچا اُسمین زہاد عباد حکمار ہتے تھے اور وہ دو آڑ دو پہاڑ نہایت بلند تھے یاجوج ماجوج کے ملک مین وہی اُنکا اوتھا اُنپر چڑھائی نہ تھی مگر بیچ مین ایک گھاٹہ کھلا تھا کچھ لوگ گے اُن پہاڑ دنکے بیٹھے تھے سو بروایت ابن عباس وہ لوگ کسی کی بات نہ سمجھتے اور نہ کوئی اُنکی بات سمجھتا ذوالقرنین نے اُنپر دعوت حق فرماکے رعدہ وعید سے ترہیب وترغیب کی کما قال اللہ فی سورۃ الکہف حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونہما قوما لا یکادون یفقہون قولا یعنے یہانتک کہ جب پہونچا دو آڑ کے بیچ پائے اُنسے ورے ایک لوگ لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات بالجملہ ذوالقرنین نے ان لوگون سے جو آگے پہاڑون کے بیٹھے تھے عنایت کرکے احوال پرسی شروع کی ان لوگون نے یاجوج وماجوج کا ظلم اور فساد ظاہر کیا کما قال قالوا یا ذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فہل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینہم سدا یعنے کہنے لگے ای ذوالقرنین یہ یاجوج اور ماجوج دھوم اُٹھاتے ہین ملک مین سو کہے تو ہم ٹھہرا وین تجھکو کچھ محصول اسپر کہ بنا دیوے ہم مین انمین ایک آڑ یعنے ہم آپس مین باچھ ڈالکر کچھ مال جمع کرینگے اور تم بادشاہ صاحب حکم ہو تم سے یہ کام سرانجام ہو سکتا ہی اگر عنایت فرماؤ تو ہمارا بچاؤ ہی حدیقۃ الاقالیم مین لکھا ہی کہ جن لوگون کو یاجوج وماجوج نے پریشان کر رکھا تھا وہ لوگ اولاد سقلاب سے تھے اور دار السلطنۃ سقلابون مین رہتے تھے وہان کا بادشاہ حاضر ہوکر ایمان لایا اور اُسنے سب حال کہا فائدہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ سوائے اُنکے تھے جو آگے پہاڑون کے بیٹھے تھے کیونکہ وہ لوگ کسی کی بات نہ سمجھتے تھے اور نہ کوئی اُنکی بات سمجھتا تھا اسلیے کچھ لوگ اُنکے پاس مترجم تھے اُنھون نے یہ حال عرض کیا تب ذوالقرنین نے کہا میرے پاس مال بہت ہی مجھکو کچھ حاجت مال نہین تم بیفائدہ مال کی طمع مجھے دیتے ہو تمکو اسقدر کافی ہی کہ میرے ساتھ محنت کرنے مین شریک ہو تاکہ مین ما بین تمھارے اور اُنکے سد بنا دون کما جاء فی سورۃ الکہف قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینہم ردما یعنے ذوالقرنین نے کہا جو مقدور دیا مجھکو میرے پروردگار نے وہ بہتر ہی سو مدد کرو میری محنت مین بنا دون تمھارے اُنکے بیچ ایک دھابا یعنے اللہ نے مجھکو شرق سے غرب تک کا ملک عنایت کیا ہی سو مین محصول کی احتیاج نہین رکھتا تم میری مدد ہاتھ پیر سے کرو وہ بولے ہم کس طرح مدد کرین ذوالقرنین نے کہا لوہے کے تختے مجھے دو تو مین برابر برابر رکھون پھر ذوالقرنین نے زر کثیر عنایت کیا اور ان لوگون نے ما بین دونون پہاڑون کے

کا طول اور اسی قدر عرض اور یہ قسم اس طرح کی قوی اور زور آور ہی کہ پہاڑ اور درخت اور آہن وغیرہ اشیاء سخت انکے سامنے کچھ چیز نہین ہین اور قسم سوم اور بھی عجیب و غریب ہی کہ بلندی قامت کے سوائے اُنکے کان ایسے بڑے ہین کہ ایک کو بچھاتے ہین اور دوسرے کو اوڑھتے ہین اور خوک اور ہاتھی اور شیر اور چیتے وغیرہ حیوانات جو اُنکے روبرو آجاتے ہین بلا توقف کھا لیتے ہین اور جو کوئی اُنکے جنس مین مرجاتا ہی اسکو بھی اپنا لقمہ سمجھکر کھایا کرتے ہین اور حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ بعضے اس قوم مین بالشتیے ہین اور بعضے بہت طویل القامتہ اور کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اولاد آدم علیہ السلام مین یہ قوم عجائب المخلوقات ہی اور خلقت اسکی یون ہوئی کہ حضرت ابو البشر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو ایک دن احتلام ہوا اور منی مٹی سے مل گئی اسی سے یاجوج وماجوج پیدا ہوے لیکن یہ روایت کعب احبار سے ضعیف ہی اور کوئی سند متصل اسکی پائی نہین جاتی اور صحیح روایت اہل تحقیق کے نزدیک یہ ہی کہ یاجوج وماجوج برادران حقیقی واعیانی اولاد جویر بن یافث بن نوح علیہ السلام سے ہین بعد وقوع طوفان یہ دونون بھائی دو پہاڑون مین سکونت پذیر ہوے اور انکی اولاد بہت ہوئی اور بصورت انسان ہین چنانکہ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہین کہ تمامی بنی آدم دس جزو ہین از انجملہ نو جزو یاجوج ماجوج اور ایک جزو تمام عالم انکی قامت ایک بالشت سے چالیس گز تک انمین چار بادشاہ ہین ولان انجمع طارون طافہ بلاد شمال کے کنارے ہفت اقلیم سے باہر انکا ملک ہی اگر کان انکے بہت بڑے ہین ایسے کہ ایک کو بچھاتے ہین اور ایک کو اوڑھتے ہین وزراعت کرتے ہین لیکن سوائے گیہون کے اور کوئی غلہ نہین بوتے دین و شریعت انمین کچھ نہین ہی اور موت نہایت کم ہوتی ہی اسی باعث سے بہت بڑھ گئے ہین کہ انکا شمار اللہ ہی کو معلوم ہی اور وہ دونون پہاڑ شمال کی طرف واقع ہین اور اسی مقام مین ارض ترک کی انقطاع ہوئی ہی اور قاضی بیضاوی کے نزدیک جبل ارمینیہ اور آذربیجان ان پہاڑون کا نام ہی انھین کی شکایت مسلمانون نے ذوالقرنین سے پیش کی کہ وہ گھاٹی پہاڑ سے آکر مال واسباب ومویشی لوٹ لیجاتے ہین اور جو کوئی ہم سے مقابل ہوتا ہی بلا تامل اسکو مارتے ہین اور ایام بیع مین کھیت کھا جاتے ہین اور جو غلہ پاتے ہین اُٹھا لیجاتے ہین اور آدمی اگر مل جاتا ہی تو اُسکو بھی مار کر کھا لیتے ہین تب ذوالقرنین نے دیوار بنائی بالجملہ ذوالقرنین سد سے فارغ ہوکر جانب مشرق آیا اور چند عالمون کو طلب کرکے مستفسر ہوا کہ تمنے کسی کتاب مین درازی عمر کی بھی دوا دیکھی ہی انمین سے ایک حکیم نے التماس کیا کہ مین نے وصیت نامہ حضرت آدم علیہ السلام مین پڑھا ہی کہ اللہ تعالے نے ایک چشمہ کوہ قاف کے نیچے پیدا کیا ہی اور اس مقام مین نہایت اندھیرا ہی اور پانی اُسکا سفید ہی دودھ سے اور زیادہ سرد ہی برف سے اور زیادہ تر میٹھا ہی شہد سے اور نرم ہی مسکہ سے اور مشک سے زیادہ اسمین خوشبو ہی جو کوئی اُسکا پانی نوش کرے حیات ابدی سے سرفراز ہو اور موت اسکو نہ آوے جب تک وہ خود موت کی خواہش نہ کرے ذوالقرنین نے کہا تم لوگ میرے ہمراہ چلو بولے ہم زمین ظلمات مین اگر یہان سے حرکت کرینگے تو آفت برپا ہوگی ذوالقرنین نے کہا تب بھی کچھ لوگ میرے ہمراہ چلین چنانچہ چند عالم

جسکی اطلاع حضرت نے فرمائی اب روز بروز ترقی ہی قیامت کے قریب راہ ہوجائیگی یاجوج ماجوج نکلینگے اور تمام
عالم کو تباہ کرینگے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ یاجوج ماجوج دیوار کو ہر روز کھودتے ہین جب
آفتاب کی روشنی کم رہجاتی ہی تب کہتے ہین اب کل کھودینگے اور چلے جاتے ہین مگر یہ قدرت الٰہی ہی کہ دیوار بدستور برابر
ہوجاتی ہی اسی طرح مدت معینہ تک کرتے رہینگے جب وقت معہود آویگا تو ایک روز قبل غروب آفتاب کہینگے اب
چلو کل انشاء اللہ کھودینگے دوسرے دن دیوار کھودی ہوئی اپنی دیکھین گے جسطرح کھود کر چھوڑ گئے تھے پھر
باقی ماندہ کھود کر نکلینگے اور خلق خدا پر جور و ستم پیش آئینگے اور نہایت تکلیف دینگے پھر آسمان کا قصد کرینگے اور
تیر چلاوینگے کہ وہ تیر خون سے بھرا گریگا اور اللہ کے حکم سے اُنپر پیاس کا غلبہ ہوگا سومرینگے وہب ابن منبہ سے
روایت ہی کہ بحیرہ طبریہ کا پانی سب پی لینگے اور جانور اُسکے کھائینگے صرف حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً اور
بیت المقدس مین بچا سکینگے اور ایک روایت ہی کہ جب ظلم اور ستم حد سے گزریگا تو اُنکے منہہ مین پھوڑا نکلیگا اُس سے
ہلاک ہونگے اور اُنکا گوشت دواب ارض کو دکو دکر کھائینگے اور ایک حدیث مین وارد ہی کہ یاجوج وماجوج صبح سے
تاغروب آفتاب دیوار کو زبان سے چاٹتے ہین پھر چلے جاتے ہین اور کہ جاتے ہین کہ اب کل توڑینگے لیکن لفظ
انشاء اللہ نہین کہتے جب وقت معہود آویگا تو ایک شخص اُنمین مسلمان ہوگا اور وہ بھی دیوار کو چاٹیگا اور وقت معاودت
کہیگا انشاء اللہ کل چاٹینگے تب ہی دیوار ٹوٹیگی اس جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ دیوار کو کبھی چاٹتے ہین اور کبھی کھودتے ہین
خواہ بعضے کھودتے ہین اور بعضے چاٹتے ہین روایت ہی کہ اول ظہور یاجوج وماجوج شام مین ہوگا او آخر بلخ مین احوال
یاجوج ماجوج حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی نے حشر نامہ مین بتفصیل لکھا ہی اور کتب احادیث مین ذکر اُنکا
مفصل ہی چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین باب علامات قیامت اور ذکر دجال مین ایک بڑی حدیث حذیفہ ابن الیمان
رضی اللہ عنہ سے موجود ہی جو چاہے اُسمین دیکھے اور آخر کتاب مین حال قیامت لکھا جائیگا انشاء اللہ فائدہ
معالم التنزیل مین ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے سام و حام و یافث بسام ابو العرب والعجم
والروم اور حام ابو الحبشہ والزنج والنوبہ اور یافث ابو الترک والخزر والصقالبہ و یاجوج وماجوج اور یہ دونون
نام عجمی ہین جس طرح ہاروت و ماروت مشتق اجیج النار سے اور ضحاک کے نزدیک یاجوج وماجوج ایک گروہ
ترک سے ہین اور سدی کے نزدیک ترک لشکر یاجوج وماجوج ہی اور جمیع ترکستان کے لوگ اُنھین کی اولاد
ہین مگر یہ لوگ دیوار ذوالقرنین کے باہر رہ گئے اور قتادہ سے روایت ہی کہ یاجوج و ماجوج کے بائیس گروہ
تھے اکیس کے واسطے ذوالقرنین نے سد بنائی ایک گروہ اُنکا دیوار سے خارج رہا سو ترک کی قوم ہی اور
وجہ تسمیہ ترک کی بھی یہی ہی لانہم ترکوا خارجین اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ یاجوج وماجوج دو
اُمت ہین اور ہر ایک امت مین چار ہزار امت ہی اور اللہ نے یہ دستور باندھا کہ جب تک ایک ایک شخص سے
ہزار ہزار مرد پیدا ہو کر جوان نہین ہو لیتا تب تک کوئی شخص اُنکا نہین مرتا اور یہ سب بنی آدم ہین اور اُنکی تین قسمین
ہین ایک وہ کہ طول قامت اُنکا ایک سو بیس گز ہی اور دوسری قسم وہ کہ جسکا عرض و طول برابر یعنے ایکسو بیس گز

لکھا ہی اور بعضون نے بعد حضرت موسے علیہ السلام کے بیان کیا ہی اور بعضون نے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام
لکھا ہی مگر صحیح یہ ہی کہ ذوالقرنین اکبر بعد حضرت موسے علیہ السلام کے تھا اور اصغر بعد حضرت عیسے علیہ السلام کے
مگر تعین وقت کہ وجود سکندر اکبر کس پیغمبر کے وقت مین تھا معلوم نہین ہوتا اس سبب سے فقیر مؤلف نے
بلا لحاظ وقت و زمانہ بدین سبب کہ ذکر اسکا قرآن مجید مین سورہ کہف مین آیا ہی کر دیا ہی اگر کسی عالم مورخ کو
کتب معتبرہ سے تحقیق وقت و زمانہ کی معلوم ہو تو وہ اس جگہ سے اس حال کو دوسری جگہ لکھین اور زمانہ سکندر
یونانی کا البتہ تحقیق معلوم ہوا ہی چنانچہ حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی فرماتے ہین کہ ولادت اسکی سنہ ۵۲۶۰ پانچہزار
دوسو ساٹھ ہبوطی مین ہوئی اور اسی سال مین فلاطون الٰہی فوت ہوا ہی اور غلبۂ اسکندر مذکورہ فارس پر سنہ ۵۲۸۰ پانچہزار
دوسو اسی مین ہوا ہی اور وفات سنہ ۵۵۸۹ پانچہزار پانسو نواسی ہبوطی مین ہوئی اور رفع حضرت عیسے علیہ السلام
سنہ ۵۶۱۷ پانچہزار چھ سو سترہ مین آسمان پر ہوا ہی اس حساب سے عمر سکندر کی تین سو انتیس برس کی ہوتی ہی اور
بعد اسکے اٹھائیس برس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے پس اگر یہی شخص سکندر رومی ہی تو ذکر اسکا
قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام مناسب واقع ہوا ہی واللہ اعلم

تفریح بست وششم در احوال حضرت زکریا و یحیی و عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

مدارک التنزیل مین ہی کہ زکریا زبان عبری مین بمعنے دائم الذکر و دائم التسبیح ہی اخبار الدول مین ہی کہ زکریا ابن حنا
اولاد یہودا آپ ہی تھے اور اہل تحقیق کے نزدیک زکریا ابن اذان ابن مسلم اولاد رحبعم ابن سلیمان علیہ السلام سے
ہین نسب انکا چودہ واسطے مین حضرت داؤد علیہ السلام سے ملتا ہی اور حضرت داؤد اولاد یہودا سے بلا شبہ ہین
پیشہ انکا نجاری تھا اور بقولے کاسہ گری کرتے تھے محمد ابن اسحاق کہتے ہین کہ جب بنی اسرائیل بخت نصر کے
پنجۂ ظلم سے رہا ہو کر بابل سے بیت المقدس مین آئے تو گرفتار معاصی ہوے اور کوئی منع کرنے والا نہ تھا
اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو مبعوث کیا کہ انھون نے گناہون سے منع کیا اور عذاب الٰہی سے ڈرایا
اور سرداری ذبیح و قربان کی بھی انھین سے متعلق کی کہ بلا اذن انکے کوئی عالم یا درویش قربان گاہ مین نہ جاتا تھا
اسی طرح باب مسجد بلا کھولے انکے نہ کھلتا تھا اور اس عرصہ مین امام و خطیب عمران ابن مادان با ماثان تھا یہ
عمران سوائے والد حضرت موسے علیہ السلام کے ہی اب دونون کے عہد مین فاصلہ ایک ہزار آٹھسو برس
کا ہی کما فی اخبار الدول روایت ہی کہ چار ہزار مرد اس عرصہ مین خادم مسجد تھے ان سب سے عمران کثرت طاعت
و عبادت مین ممتاز اور شرافت نسب و علو حسب مین سرفراز تھے اور زوجہ عمران مسماۃ حنہ بنت فاقودا تھی یہ بھی اپنے
زمانہ کی عورتون مین بصفت عفت و عصمت مشہور تھی انکی بہن مسماۃ الیشاع سے حضرت زکریا علیہ السلام نے
عقد کیا اور امام رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ حضرت زکریا کی عورت حضرت مریم کی بہن تھین اور معالم التنزیل اور

و حکیم ساتھ ہوے اور خضر علیہ السلام کہ پیغمبر تھے مقدمۂ لشکر قرار دیے گئے اور جواہر شب افروز جنکی باعث سے اندھیرے مین راہ ملے حضرت خضر علیہ السلام کے تفویض کیے گئے اور ذوالقرنین نے تاج و تخت ایک مرد صاحب صلاح و تقوی کے سپرد کیا اور وصایا فرمائے اور بارہ برس کی میعاد واسطے آمد و رفت کے مقرر کی اور روانہ ہوا جب جبل قاف سے گذرا تو راہ بھول گیا اور ایک برس تک پھرتا رہا اور مقدمۂ لشکر کہ خضر علیہ السلام تھے ظلمات مین جا پڑے چونکہ جواہر مضیہ اُنکے ہاتھ مین تھے سو اُنھون نے اسی کی روشنی مین اس راہ کو طی کیا اور چشمۂ حیات پایا اسمین نہائے و پانی پی کر شکر کیا اور آگے کو بڑھے تو لشکر ذوالقرنین پریشان و سرگردان نظر آیا بعض لوگون نے حضرت خضرؑ کو پہچانا اور حال اپنا بیان کیا آنجناب نے بھی جو کچھ گذرا تھا کہدیا پھر ذوالقرنین سے ملاقات ہوئی اسکو سمجھایا کہ تیری قسمت مین آب حیات نہین ہی ناحق تو سرگردان ہی و نعم ما قیل ؎ تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل + کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را + پھر سکندر نے صبر کر کے لشکریون سے فرمایا کہ تم لوگ اسی جگہ رہو مین عجائبات اس طرف کے دیکھون چنانچہ اکثر عجائبات وہان کے مشاہدہ کیے کہ قصص و حکایات اُنکے مشہور ہین کذا فی قصص الانبیا منقول ہی کہ سکندر ذوالقرنین پانچ سو برس اطراف عالم مین پھرا جب کوہ بابل مین پہونچا ذرہ غار سے صدا آئی ایہا الملک اس غار مین داخل ہو ذوالقرنین اُسمین آیا وہان ایک تختی پر لکھا پایا ایہا الملوک انظروا و اعتبروا انا الذی عشت الف عام و اسرت الف ملک و بنیت الف مدینة و تزوجت الف بکر و جمعت الف کنز ثم بعد ذلک کلہ عزلت و فی التراب دفنت یعنے ای پادشاہو دیکھو اور عبرت پکڑو کہ مین وہ شخص تھا کہ ہزار برس دنیا مین جیا اور ہزار بادشاہون کو قید کیا اور ہزار شہر بنائے اور ہزار عورت باکرہ سے نکاح کیا اور ہزار خزانے جمع کیے پھر باوجود ان باتون کے مین الگ پھینکا گیا اور مٹی مین دفن کیا گیا پھر سکندر نے دیکھا کہ ایک شخص سونے کے تخت پر چادر اوڑھے پڑا ہی اسکی دونون مٹھیون مین زر سرخ بھرا ہی ایک کھلی ہی اُسمین لکھا ہی اخذنا فامسکنا گرفتیم و داشتیم و دوسری بند ہی اُسپر مرقوم ہی ذہبنا و ترکنا رفتیم و گذاشتیم ذوالقرنین روتا ہوا غار سے باہر آیا بردے آزاد کیے خزانے لٹا دیے دنیا سے جی ہٹا عقبے کا خیال آیا لوگون نے پوچھا ما لک الحرمان ایہا السلطان یعنے کیا ہی یہ بے نصیبی اور جدائی ای بادشاہ فرمایا کہ بوئے معزولی میرے دماغ مین پہونچی سچ ہی کہ مخلوقات کا آخر عزل موت ہی ؎ برین صحیفہ مینا ز خامۂ خورشید + نگاشتہ سخنے خوش بآب زر دیدم + ایا بدولت دہ روز گشتہ مستظہر + مباش غرہ کہ از تو بزرگتر دیدم + کسے کہ تاج ز زر بود بر سرش بصباح + نماز شام در خشت زیر سر دیدم + بالجملہ بعد ان سب معاملات کے ذوالقرنین بعبادت حق مشغول ہوا یہان تک کہ وفات پائی مدت سلطنت ذوالقرنین ایک قول مین چالیس برس اور ایک قول مین چھ سو برس ہی و بقولے مدفن اُسکا جبال تہامہ ہی و بقولے شہرزور مین اور عمر کا حال بطور تحقیق معلوم نہین ہوتا اور جو لوگ کہتے ہین کہ سد سکندری بنائی ہوئی سکندر اصغر کی ہی اور خضر علیہ السلام اُسکے وزیر و داماد تھے اور یہی شخص چشمۂ حیات کی تلاش مین گیا تھا محض غلط ہی فائدہ بعض مورخین نے ذکر ذوالقرنین کا قبل احوال حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

قریب پہونچے اور بیٹی پیدا ہوئی تو حنہ کہنے لگی رب انی وضعتہا انثی یعنے ای رب مین نے لڑکی جنی گو کہ حنہ جانتی تھی
کہ خالق عالم اس حال سے عالم ہی الا حسب عادت زمانہ امر عجیب دیکھکر یون کہنے لگی یا بطریق اعتذار عرض کرنے لگی
کہ میرے گمان مین تھا کہ بیٹا ہوگا اور اسکو لیاقت خدمت مسجد کی ہوگی اور اب مین نے لڑکی جنی و لیس الذکر کالانثی
وانی سمیتہا مریم وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم یعنے بیٹا نہ ہو جیسے وہ بیٹی اور مین نے اسکا نام
رکھا مریم اور مین تیری پناہ مین دیتی ہون اسکو اور اسکی اولاد کو شیطان مردود سے یعنے مین نے لڑکا واسطے کنیسہ
کے مانگا تھا وہ مثل عورت کے نہین ہی جو تو نے عنایت فرمائی یہ کبھی شایستگی تحریر کی بسبب لزوم حجاب واحتیاج
حفظ وحراست کے نہین رکھتی اور مین نے اسکا نام مریم یعنے عابدہ رکھا ہی تاکہ فعل اسکا مطابق اسم کے ہو فائدہ
برکت اس دعا کی یہ ہوئی کہ اللہ تعالے نے مریم اور عیسے علیہما السلام کو مس شیطان سے محفوظ رکھا حدیث شریف
مین وارد ہوا ہی کہ شیطان ہر مولود کو وقت ولادت مس کرتا ہی کہ وہ مولود روتا ہی مگر مریم و عیسے محفوظ رہے ہین
اور تفسیر ثعلبی مین لکھا ہی کہ جب حضرت عیسے علیہ السلام پیدا ہوے تو ابلیس اپنے اعوان و انصار لیکر آیا تھا مگر فرشتے
اسوقت کھڑے تھے اس مردود کو فرصت نہ ملی جو مس کرتا بالجملہ مسماۃ حنہ ناامید ہوئی کہ میری نذر پوری نہ پڑی وہ
اسی حیرت و افسوس مین سو گئی تو دیکھتی ہی کہ کوئی کہتا ہی ای حنہ اگرچہ تو نے بیٹی جنی ہی اور بنظر حفظ کے لائق مسجد نہین
ہی لیکن اللہ نے اس بیٹی کو نیاز مین قبول فرمایا تو اسکو مسجد مین لیجا کما انشاء فی سورۃ آل عمران فتقبلہا ربہا بقبول
حسن وانبتہا نباتا حسنا یعنے پھر قبول کیا اسکو اسکے رب نے اچھی طرح کا قبول اور بڑھایا اسکو اچھی طرح کا بڑھانا
فائدہ اچھی طرح کی قبول سے یہ مراد ہی کہ اللہ جل شانہ نے وساوس شیطانی اور ہواجس نفسانی سے محفوظ رکھا اور
اخلاق ربانی سے متخلق کیا اور علامت قبول کی یہ ہوئی کہ انکو مسجد بیت المقدس مین رکھکر پرورش کیا اور حضرت
زکریا علیہ السلام پیغمبر وقت اور سردار قوم کو بظاہر کفیل گردانا اور انبار خانہ غیب فی السماء رزقکم سے کھانا کھلایا تاکہ دنیا
لوگ معلوم کرین کہ اللہ تعالے اپنے دوستون کو آپ پالتا ہی اور اپنی حفاظت مین رکھتا ہی اور انکا کام دوسرے پر
حقیقۃ نہین چھوڑتا اور بظاہر فی الجملہ علاقہ لگا دیتا ہی تاکہ عالم اسباب کا بطلان لازم نہ آوے اور اچھی طرح کے
بڑھانے سے یہ مراد ہی کہ روح اللہ انکے بطن سے پیدا ہوے اور شیطان نے کچھ دخل نہ پایا ایسا بڑھانا کہ ایک
دن مین اتنا بڑھتین کہ دوسرا آدمی سال مین بڑھتا القصہ مسماۃ حنہ حضرت مریم کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر
مسجد بیت المقدس مین لے گئی اور وہان کے مجاورون سے کہنے لگی کہ یہ بیٹی نذر اللہ ہی اسکو لیکر پرورش کرو
ان لوگون نے کہا کہ عورت مسجد مین نہین رہتی اور ہم اسکو یہان نہین رکھ سکتے تب حنہ نے اپنا خواب بیان کیا تو
سب لوگ بامید حصول ثواب یا بلحاظ حقوق عمران چاہنے لگے کہ ہم پالین اول سب سے حضرت زکریا علیہ السلام
فرمانے لگے کہ از راہ قرابت مین اسکی پرورش کا استحقاق رکھتا ہون ان لوگون نے کہا کہ اگر تربیت اسکی
قریبون پر موقوف ہوتی تو اسکی مان اورون سے زیادہ تر مستحق تھی مگر ہم قرعہ ڈالتے ہین جسکے نام نکلے وہ پالے پس
ستائیس یا انتیس عالمون نے اپنے قلم لوہے کے یا نے کے جس سے توریت لکھتے تھے نہر اردن کے پانی بہتے مین ڈالے

فائدہ
پیدا ہونا مریم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کفالت ہوئی
تھی ۱۲ منہ [illegible]
[illegible] روایت
[illegible] التنزیل و
مدارک [illegible]
معالم التنزیل ۱۲ منہ

مدارک اور بیضاوی شریف مین ہی کہ زکریا و عمران ہمدامن تھے یعنے زوجۂ زکریا مسماۃ ایشاع بنت فاقود والدۂ یحیی بن
زکریا علیہما السلام وحنہ بنت فاقود والدہ مریم زوجہ عمران ابن ماثان اس صورت مین ایشاع مریم کی خالہ ٹھہرتی ہین
مگر صحیح قول امام رازی رحمۃ اللہ کا معلوم ہوتا ہی کیونکہ حدیث معراج سے پیدا ہی کہ عیسے و یحیے علیہما السلام خالاتی
بھائی تھے بالجملہ ایک مدت دراز تک حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی اولاد نہوئی اور مسماۃ حنہ بھی مدت سے
کوئی لڑکا لڑکی نہ جنی تھی سو وہ ایکدن مسجد مین گئی دیکھتی ہی کہ اکابر وعلماے بنی اسرائیل خدمت مسجد مین مصروف
ہین ؎ بیاد حق از خلق بگریختہ + چنان مست ساقی کہ مے ریختہ + گروہے عملدار عزلت نشین + قدمہاے خاکی دم
آتشین + بذکر حبیب آنچنان مشتغل + بسوداے جانان زجان مشتغل + سو مسماۃ حنہ کو یہ آرزو ہوئی کہ اگر مین
بھی خادم ہوتی تو کیا خوب بات تھی مگر متابعت عمران سے یہ دولت اسکو حاصل نہوئی تو کہنے لگی اگر خالق عالم
مجھکو ایک بیٹا عنایت کرے تو اسکو لباس آزادگی پہنا کر خدمت مسجد مین چھوڑون اسی خیال مین ایک شب
و روز رہی روایت ہی کہ دوسرے روز ایک درخت کے سایہ مین سونے لگی وہان ایک جانور از قسم طیور اپنے
بچون کو کھلاتا تھا یا یہ دیکھا کہ ایک چڑیل نے بیضہ منقار سے توڑا تو بچہ نکل آیا اُسنے یہ بات دیکھکر آرزو کی کہ اگر
میرے بھی کوئی لڑکا چھوٹا ہوتا تو مین بھی اپنا دل بہلاتی بعد اسکے یہ دعا بالحاح مانگی کہ یا الٰہی اب مین بوڑھی ہوئی
اور میرا خاوند بھی ضعیف و بوڑھا ہی ظاہرا امید اولاد ہرگز نہین ہی لیکن تیری قدرت کاملہ سے دور نہین ہی کہ مجھ بڑھیا
کو اس حال مین ایک بیٹا عنایت فرماوے ؎ از آستان لطف تو جوییم مراد خویش + کان کعبۂ ارادت و حاجت
رواے ماست + چونکہ دعاے حنہ باخلاص تھی سلسلہ قدرت حرکت مین آیا اور اثر حیض ظاہر ہوا اور بعد فراغت
کے عمران نے صحبت کی تو حمل رہگیا جب آثار حمل ظاہر ہوے مسماۃ حنہ نے کہا رب انی نذرت لک ما فی بطنی
محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم یعنے ای رب مین نے نذر کیا تیرے جو کچھ میرے پیٹ مین ہی آزاد
سو تو مجھسے قبول کر تو ہی اصل سنتا جانتا فائدہ اس امت مین یہ دستور تھا کہ بعضے لڑکون کو مان باپ اپنے
حق سے آزاد کرکے اللہ کے نذر کرتے تھے پھر تمام عمر دنیا کے کام مین نہ لگتے بلکہ روز و شب مسجد مین رہنے
دیتے اور اولاد کو امتثال ایسی نذور مین فرمان برداری والدین کی فرض عین تھی لیکن بعد بلوغ مختار ہوجاتے
تھے حقائق صادقیہ مین ہی کہ محرر بندہ خالص کو بولتے تھے کہ اسکو کوئی شخص بندہ نہ بنا سکے اور سلمی کے نزدیک
محرر وہ ہی کہ اتباع شہوات سے آزاد ہو اور حقایق القرآن مین ہی کہ آزادی اعلی ترین مقامات اولیا مین ہی بشرطیکہ
محبت و خلوص کے ساتھ ہو زیرا کہ انجا آزادان بندگی و بندگان آزادی وارند ع بندہ خویشتم خوان کہ بشاہی
برسم + الغرض جب مسماۃ حنہ زوجہ عمران ابن ماثان نے یہ نذر مانی تو اُسنے بطریق نصیحت نہ براہ فضیحت فرمایا
کہ ای حنہ تونے یہ کیا کہا اگر بیٹی ہوئی تو اسکو صلاحیت سکونت و خدمت مسجد کی نہوگی وہ بیچاری ضعیفہ سخت غمگین
ہوئی لیکن اس سبب سے کہ حنہ کی زبان سے وقت نذر کرنے کے یون نکلا تھا کہ فتقبل منی انک انت السمیع
العلیم خداوند کبریا نے اسکی نذر قبول فرمائی اس عرصہ مین عمران نے وفات پائی اور بعد چندے ایام وضع حمل

اور پوچھا ہل عندک شئ یعنے تیرے پاس کچھ کھانا ہی حضرت فاطمہ نے عرض کیا لا واللہ یا رسول اللہ یعنے نہین ہی
قسم اللہ کی یا رسول اللہ وہان سے باہر تشریف لے چلے اسی وقت ایک ہمسایہ نے دو گردہ نان اور کچھ گوشت
برسم ہدیہ حضرت فاطمہؓ کو بھیجا حضرت فاطمہؓ نے خوان مین رکھکر سرپوش ڈالا اور حضرت حسن علیہ السلام سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور وہ ماحضر سامنے لائین حضرت نے سرپوش اُٹھایا تو سارا خوان بھرا تھا حضرت نے
پوچھا یا فاطمہ انی لک ہذا حضرت فاطمہ نے عرض کیا ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب آنحضرت
نہایت خوش ہو کے فرمانے لگے ای فاطمہ تیرا حال اور مرتبہ مثل مریم بنت عمران کے ہی کہ ہرگاہ اسکو کھانا آتا اور
زکریا اُن سے استفسار کرتے تو وہ جواب دیتی تھین ہو من عند اللہ سوا آنحضرت نے حضرت علے اور حسن اور
حسین علیہم السلام کو ساتھ اپنے کھلایا اور ازواج مطہرات کو بھی بھیجا مگر ہنوز وہ خوان بھرا تھا تب حضرت فاطمہ
علیہا السلام نے پڑوسیون مین تقسیم کیا القصہ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ کرامت دیکھی کہ بے موسم
میوہ خدا کے یہان سے آیا اور یہ ساری عمر اولاد کی تمنا کر رہے تھے اب امیدوار ہوے کہ شاید میوہ بے موسم
مجھکو بھی ملے اسی جگہ اولاد کی دعا کی رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء یعنے ای رب میری
مجھکو عطا کر اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بے شک تو سننے والا ہی دعا کا اگرچہ حضرت زکریا جانتے تھے کہ مشکلات
قدرت الٰہی مین آسان ہین مگر ظہور امر جدید اور خرق عادت سے امیدواری زیادہ ہوتی ہی اس سبب سے اسی جگہ
یعنے محراب مریم مین جہان بیٹھے تھے پوشیدہ دعا مانگنے لگے کہ سورۂ مریم مین ارشاد ہوتا ہی رب انی وہن العظم
منی واشتعل الراس شیبا ولم اکن بدعائک رب شقیا وانی خفت الموالی من ورائی وکانت امراتی عاقرا فہب لی
من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا یعنے ای رب میرے بوڑھی ہوگئین ہڈیان اور
ڈیک نکلی سر سے بوڑھاپے کی یعنے بال سفید ہوے اور تجھسے مانگ کر ای رب مین محروم نہین رہا اور مین ڈرتا
ہون بھائی بندون سے اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہی سو بخش مجھکو اپنے پاس سے ایک کام اُٹھانے والا
جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوبؑ کی اولاد سے اور کر اسکو ای رب من مانتا **فائدہ** حضرت زکریا کو بنی عم کا ڈر تھا کہ ہم
پیچھے اللہ کا دین بگاڑین گے اور توریت کے سب احکام تبدیل کرینگے اسواسطے دعا مانگی کہ اگر میرا قائم مقام
پیدا ہو تو میری جگہ محراب مین بیٹھے اور دین اللہ کا قائم رکھے اور توریت کے احکام جاری کرے اور یہ تو
دیکھتے جاتے تھے کہ بنی اسرائیل انبیا کو قتل کرتے ہین اور دین کے احکام بدلتے ہین سو اللہ نے قائم مقام انکا
اور اگلے پیغمبرون کا دیا **فائدہ** یعقوبؑ سے اس جگہ حضرت اسرائیل ابن اسحاق مراد ہین اور جو لوگ یعقوب ابن ماثان
برادر عمران مراد رکھتے ہین قول انکا ضعیف قابل اعتبار نہین ہی **فائدہ** آیۃ قرآنیہ سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت زکریا
علیہ السلام نے یہ دعا پوشیدہ اپنے دل مین مانگی یا اکیلے مکان مین اس لیے کہ بوڑھی عمر مین بیٹا مانگتے تھے
اگر نہ ملے تو لوگ ہنسین گے اور شاید ضعف سے آواز نہ نکلتی تھی کیونکہ اس عرصہ مین عمر انکی ننانوے 99 برس کی
تھی اور انکی عورت کی اٹھانوے برس کی چنانچہ مدارک التنزیل مین اسی طرح لکھا ہی اور معالم و بحر المواج و

اور یون قرار پایا کہ جسکا قلم اوپر آئے یا یون ٹھہرا کہ ڈوب جاے پرورش مریم کی وہی کرے سب قلم بہاؤ پر نہ بہے
یا پانی مین ڈوب گئے اور حضرت زکریا کا قلم اُلٹا اوپر کو بہا یا ڈوب گیا تب مریم کی پرورش انھین کو پہونچی سع
کشادم فال وحال عشق ورزیدن حوالت شد + خوشم کین قرعۂ دولت بنام من برون آمد + بالجملہ حضرت زکریا کے
سپرد ہوئین اور آنکی بی بی کہ اُنکی بہن یا خالہ تھین وہی رکھنے لگین اور مسجد مین ایک حجرہ الگ سب سے حضرت
زکریا نے بنوا دیا کہ دن بھر وہان عبادت کرتین رات کو حضرت زکریا اپنے ساتھ گھر لیجاتے اور بعضے کہتے ہین
کہ حضرت مریم کو گھر لے گئے اور دائی دودھ پلانی والی مقرر فرمائی جب حد طفولیت سے گذرین تب مسجد مین
آئین اور ایک علیحدہ حجرے مین رہنے لگین جب حضرت زکریا کہین جاتے تو اس حجرے کو مقفل کر جاتے
جب نو برس کی ہوئین تورات بھر عبادت حق مین مشغول رہتین اور تمام دن روزہ رکھتین اور توریت پڑھا کرتین
چند روز مین توریت بالکل پڑھ گئین اور انھین دنون سے ظہور کرامات شروع ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام
جب قفل دروازے کا کھولکر آتے تو حضرت مریم کے پاس کھانا پاتے حالانکہ ابتدا سے یہ دستور تھا کہ سواے
حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی شخص انکے پاس نہ جاتا تھا کہ احتمال ہوسکے کسی اور شخص کے دینے کا کما قال
فی سورۃ آل عمران کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا یعنے جب حضرت زکریا آتے حجرے مین تو پاتے
اُسکے پاس کھانا اور اسمین یہ عجیب بات تھی جاڑون کا پھل گرمیون مین اور گرمیون کا جاڑے دن مین کئی مرتبہ
اسی طرح اتفاق پڑا حضرت زکریا علیہ السلام کو کمال تعجب آیا کہ مین تو قفل بند کرکے باہر جاتا ہون اور میرے
سواے کوئی شخص کفیل انکے امور کا نہین ہے پھر یہ کھانا کہان سے آتا ہے آخر حضرت زکریا نے فرمایا یا مریم
انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب یعنے اے مریم کہان سے آیا تجھکو یہ کہنے
لگی یہ اللہ کے پاس سے ہے اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہے بے قیاس فائدہ یہ بہشت کا میوہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام دے جاتے تھے اور غیر فصل کا میوہ اس لیے لاتے تھے کہ حضرت زکریا وغیرہ کے دل مین یہ
شبہہ نہ پڑے کہ اور کوئی دے جاتا ہے کیونکہ انجیر تازہ زمستان مین یا خرماے تر تابستان مین موجود کر دینا
مقدور بشر نہین ہے یہ حضرت مریم کی کرامات تھی نہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا معجزہ کیونکہ اگر انکا معجزہ ہوتا تو
حضرت مریم علیہا السلام سے یون نہ پوچھتے اور بالفرض و التقدیر اگر بطور امتحان دریافت بھی فرماتے تو حضرت
مریم علیہا السلام اس طور سے جواب دیتین کہ ہو من معجزتک اور یہ نہ فرماتین ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق
من یشاء بغیر حساب فائدہ یہ آیت بھی واسطے اثبات کرامات اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے ایک دلیل قطعی
ہوسکتی ہے فائدہ حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
واصحابہ وسلم نے تین دن سے کچھ تناول نفرمایا تھا اور الم گرسنگی کی غایت اور مشقت جوع کی نہایت ہوگئی
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج طاہرات کے حجرون مین تشریف فرما ہوکر کچھ کھانا طلب فرمایا
کسی گھر مین اثر کھانے کا نہ پایا گیا تب حضرت سیدہ بتول فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گھر مین تشریف فرما ہوے

آدمی بنایا اور قطرے کو پیدا کر کے علقہ کیا پھر خلقت یحییٰ کی اُس عمر مین کیا مشکل ہی کہ واسطہ ظاہری موجود ہی پس
حضرت زکریا علیہ السلام اِس بشارت سے بہت خوش ہوے اور از روے شوق کہنے لگے رب اجعل لی آیۃ
یعنے اے رب ٹھہرا دے مجھکو کچھ نشانی کہ اپنی عورت کے حمل سے آگاہ ہوجاؤن اور شکر گذاری اس نعمت غیر مترقبہ
مین مشغول ہون قال آیتک الا تکلم الناس ثلٰث لیال سویا یعنے فرمایا تیری نشانی یہ ہی کہ بات نہ کرے تو لوگون
سے تین رات تک برابر بھلا چنگا مگر آنکھ سے یا اشارے سے یا ہاتھ سے یا زمین پر لکھنے سے کما قال فی سورۃ
آل عمران آیتک ان لا تکلم الناس ثلٰثۃ ایام الا رمزا یعنے فرمایا تیری نشانی یہ ہی کہ نہ بات کرے تو لوگون سے
مگر اشارہ کر کے فائدہ یہ جو سورۂ مریم مین ثلٰث لیال اور آل عمران مین ثلٰثۃ ایام وارد ہوا مراد اس سے
عدم تکلم بطریق استمرار ہی یعنے رات و دن بات نہ کر سکے اور یہ کیفیت مستمر رہے اور جو بعضے جہلا نے برخلاف
رتبہ انبیا کے یہ کلام عقوبت سوال انی یکون لی غلام کی تجویز کی ہی محض لغو ہی کیونکہ یہ عدم تکلم بسبب کسی مرض
کے نہین تھا بلکہ یہ فائدہ حکمت تھا کہ زبان و دل برابر مشغول بذکر الٰہی رہین اور سواے ذکر حق اور ادا ے
شکر اور کسی سخن سے مشغول نہون تا کہ ان تین دن و رات مین جملہ راز و نیاز خدا ہی سے ہون اور دلیل قاطع
اس سخن پر یہ ہی کہ باتفاق علماے محققین حضرت زکریا علیہ السلام ان ایام مین دنیا کا کلام نہین کر سکتے تھے
اور تسبیح اور تہلیل بے تکلف فرماتے تھے القصہ حضرت زکریا علیہ السلام رات کے وقت اپنی عورت سے
ہم بستر ہوے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام بحکم خدا رحم مادر مین جلوہ فرما ہوے جب صبح کو محراب سے یا حجرہ گھر
سے باہر نکلے تو رنگ چہرۂ مبارک متغیر تھا اُس وقت قوم کے لوگ منتظر تھے کہ حضرت زکریا علیہ السلام
تشریف لاوین تو ہم نماز پڑھین اُنھون نے ہرگز نہ پہچانا اور کہنے لگے اے زکریا تجھکو کیا ہوا ہی جو ہم نہین پہچانے
فاوحی الیہم ان سبحوا بکرۃ و عشیا یعنے کہا اُنکو کہ یاد کرو صبح و شام یا نماز پڑھو صبح و شام یا تنزیہ خالق کرتے رہو صبح و شام
فائدہ لفظ اوحیٰ دلیل ہی اسپر کہ اشارے سے کہا یا زمین پر لکھدیا ورنہ لفظ قال فرماتے بالجملہ یہی حالت سکوت
کی تین رات دن رہی بعد اسکے بدستور باتین کرنے لگے پھر چھ مہینے کے بعد یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوے
جب چھ مہینے کے ہوے تو حضرت مریم کو تیرھوان برس و بروایتے پندرھوان برس لگا اور آثار
حیض ظاہر ہوے تفسیر تیسیر و انوار التنزیل اور بحر مواج مین ہی کہ حق تعالے نے مریم کو نجاست حیض و
نفاس سے پاک رکھا تھا اور تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہی کہ حالت عذر مین مریم اپنی بہن کے گھر جاتین اور
بعد پاک ہوجانے کے پھر مسجد مین تشریف لاتی تھین اور معالم التنزیل مین ہی کہ تیرہ یا بیس برس کی عمر مین غسل
کی محتاج ہوئی تھین اور اخبار الدول مین ہی کہ دس برس کی تھین اور دو حیض ہو چکے تھے واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال اصح یہ ہی کہ جب حیض کے ایام گذرے اور طہر کے دن آئے تو شرم سے پورب والے مکان مین
غسل کرنے کو علحدہ ہوئین اور غسل کر کے مستور بلباس ہو چکی تھین کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل لباس
عفت و عصمت سے آراستہ و پیراستہ ظاہر ہوا تو یہ مضطرب الحال ہو کر خدا سے پناہ مانگنے لگین چنانچہ سورۂ

قصۂ مریم علیہا السلام

جلالین مین ایکسو بیس برس کی عمر حضرت زکریا کی لکھی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ عمر حضرت کی بانوے ۹۲ برس کی اور بی بی
کی اسّی برس کی تھی اور صحیح یہ ہی کہ دعاے خفی مقبول بارگاہ آلہی ہی اس لیے خفیہ دعا کی کہ مجیب الدعوات نے قبول
فرماکے بواسطہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ارشاد کیا یازکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی لم نجعل لہ من قبل سمیا یعنے
ای زکریا ہم تجھکو خوشی سناوین ایک لڑکے کی جسکا نام یحیی ہی نہین کیا ہمنے پہلے اس نام کا کوئی تفسیر زاد المسیر مین
لکھا ہی کہ وجہ فضیلت یہ نہین ہی کہ قبل تولد اُنکے کسی کا نام نہین ہوا کیونکہ بہت نام ایسے ہین کہ پیشتر اس سے
کسی کا نام نہین تھا بلکہ فضیلت یہ ہی کہ خالق کریم نے خود اپنی عنایت سے اُنکا نام رکھدیا اور والدین کو نام
رکھنے کا ولی نہین بنایا اور سعید بن جبیر فرماتے ہین کہ سمیا بمعنے شبیہا و مثلا ہی کہ قال اللہ تعالے ہل تعلم لہ سمیا اے مثلاً
اور معنی یہ ہین کہ نام اسکے مثل نہین ہی کیونکہ اُسنے گناہ نہین کیا اور نہ قصد گناہ کیا اور علی ابن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ
سے روایت کی کہ مراد اس آیت سے یہ ہی کہ عورت بانجھ کے کبھو ایسا لڑکا نہین ہوا بعضے محققین کہتے ہین کہ
اس مذکورہ سے اجتماع فضائل مراد نہین ہی بلکہ بعض فضائل مراد ہین اسواسطے کہ حضرت ابراہیم و حضرت موسی
علیہما السلام حضرت یحیےٰ سے اولی و افضل تھے اور وجہ تسمیہ حضرت یحیی کی محققین نے یہ بیان فرمائی ہی کہ یحیی مشتق
حیوۃ سے ہی اور حیات حقیقی حیات دل ہی اور حیات دل نبوت اور ایمان سے ہوتی ہی سو حضرت یحیی کو دونون
عنایت فرمائی تھین اسواسطے یحیی نام رکھا یا اس سبب سے کہ رحم عاقر اُنسے زندہ ہوا یا اخلاق فاضلہ اور افعال
مرضیہ اُنسے زندہ ہوے یا اس وجہ سے کہ علم الٰہی مین یون تھا کہ یحیی اس عالم ناپائدار سے شہید اُٹھے اور شہید
کا شمار زندون مین ہوا ہی کہ بل احیاء عند ربہم اور وجہ اول بہت درست ہی القصہ جب حضرت زکریا علیہ السلام
کو بشارت ہوئی تب تعجب آیا حالانکہ اُنکو کچھ چیز مانگنے مین تعجب نہ آیا جب سنا کہ لڑکا ہوگا تو کہنے لگے رب انے
یکون لی غلام وکانت امرأتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا یعنے ای رب کہان سے ہوگا مجھکو لڑکا اور میری عورت
بانجھ ہی اور مین بوڑھا ہوگیا یہانتک کہ اکڑ گیا فائدہ یہ کلام حضرت زکریا علیہ السلام کا تعجب کے طور پر نہ تھا بلکہ
دریافت کرتے ہین کہ یا الٰہی ہڈیان پسلیان تو سوکھ گئی ہین اور قوی میرے ضعیف ہوگئے ہین اور عورت
میری بوڑھی اور بانجھ ہی لڑکا جننے نہین پھر کیا مجھکو جوان فرماویگا یا اسی حالت بڑھاپے مین یہ عورت جنائی
جائیگی ہذا ما قال بعض المفسرین اور فقیر مولف کے نزدیک یہ کلام حضرت زکریا علیہ السلام کا ازروے استعظام
عنایت حق کے تھا جس طرح عرب بولتے ہین کہ من کجا و این مرتبہ کجا سو حضرت زکریا نے عرض کیا کہ ای رب
مجھ بوڑھے آدمی اور بانجھ عورت کو کیا رتبہ اور استحقاق ہی جو تو نے یہ دعا قبول فرمائی کہ ایسا لڑکا شائستہ عنایت
کریگا مگر تیرا فضل اور تیرا کرم میری کوشش اور سعی کا کچھ دخل نہین بالجملہ جب حضرت زکریا نے یون عرض کیا قال
کذلک قال ربک ہو علی ہین وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئا یعنے کہا فرشتے حق نے یون ہی فرمایا تیرے رب
نے وہ مجھپر آسان ہی اور تجھکو بنایا مین نے پہلے سے اور تو نہ تھا کچھ خلاصہ یہ کہ جو تم کہتے ہو وہ درست ہی لیکن
اللہ نے فرمایا کہ یہ کام مجھپر آسان اور از بس سہل ہی کیونکہ مین نے تجھکو معدوم سے موجود کیا اور ایک قطرہ سے

آدم علیہ السلام کی ہے اور اسی وقت حضرت عیسےٰ نے جواب دیا کہ اماں مریم درست و بجا ہین نماز مین مشغول ہو اور
استغفار کریہ سنکر یوسف نجار سخت تعجب مین اوٹھا روایت ہے کہ حضرت مریم فرمایا کرتی تھین کہ جب عیسی علیہ السلام
پیٹ مین تھے تب بھی مجھسے باتین کیا کرتے تھے اور جب کوئی غیر آتا تھا خاموش ہو جاتے تھے صرف آواز
تسبیح آیا کرتی تھی معالم مین ابن عباس سے روایت ہے کہ جب وضع حمل کا وقت قریب پہونچا تو حضرت مریم پاس
ناموس ادی بیت اللحم مین کہ چھ میل شہر ایلیا سے واقع ہے تشریف لے گئین تاکہ عیب لگانے سے محفوظ رہین
اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت مریم کو آواز آئی کہ یہان سے نکلجا نہین تو قوم کے لوگ تیرے مولود کو قتل
کرین گے سو وہ بقصد ہجرت برآمد ہوئین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام راہ بتلانے کو ساتھ ہوے اور یوسف نجار
بھی ہمراہ گیا یہانتک کہ بیت اللحم مین جلوہ فرما ہوئین اور بعض کے نزدیک ایک پہاڑ مین جو پورب طرف بیت المقدس
کے واقع ہے گئین اور درد زہ کی شدت سے درخت خرمہ کے نیچے کہ اسی پہاڑ مین واقع تھا بیٹھ گئین کما قال اللہ
تعالے فاجاءہا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یالیتنی مت قبل ہذا وکنت نسیا منسیا یعنے لے آیا اسکو درد زہ
ایک کھجور کی جڑ مین بولی کسی طرح مین مرچکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری یعنے ایک درخت کھجور
کا سوکھا کھڑا تھا اُسکی آڑ مین تکیہ دے کر بیٹھین اور یہ کہتی تھین کہ آگے مین مرگئی ہوتی یا مین ایسی ہوتی کہ مجھکو
کوئی جانتا نہوتا تو بہتر تھا اب تو بیت المقدس کے مجاور سب مجھے جانتے پہچانتے ہین کہ مین ایک سردار اور
امام کی بیٹی ہون اور حضرت زکریا علیہ السلام میرے متکفل پرورش ہین اور ہنوز بکارت میری زائل نہین ہوئی
اور کسی مرد کے پاس نہین گئی تو غضب کی بات ہے کہ ایسی حالت مین لڑکا جنتی ہون اے میرے پروردگار اس
ندامت اور شرمندگی کا کیا علاج ہے اُسی حالت اضطراب مین آواز دی کسی فرشتے مقرب نے یا خود حضرت مسیح
علیہ السلام نے کہ غم نہ کھا اور آرزوے موت نہ کر خدا نے تیرے نیچے چشمہ جاری کیا ہے اس سے پانی لے اور
سوکھے درخت مین کھجورین لگی ہین اُسکو ہلا اور کھا اور آنکھ ٹھنڈی رکھ اور جو کوئی آدمی کچھ پوچھے تو کہنا کہ مین نے روزہ
نہ بولنے کا رکھا ہے مین کسی سے بات نہ کرونگی چنانچہ سورہ مریم مین ارشاد ہوا فناداہا من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک
تحتک سریا وہزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا
فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا یعنے آواز دی اُسکو اُسکے نیچے سے کہ غم نہ کھا کر دیا تیرے
رب نے تیرے نیچے سے ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف سے کھجور کی جڑ اسی سے گرین گی تجھپر پکی کھجورین اب
کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ سو کبھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو مین نے مانا ہے رحمن کا روزہ سو بات نکرونگی
آج کسی آدمی سے جب حضرت مریم نے یہ سُنا تو اُنکو ایک نوع کی تسکین ہوئی اسی وقت حضرت عیسی علیہ السلام
پیدا ہوے اور سوکھی ندی جاری ہو گئی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے اپنا پاے مبارک
زمین پر مارا کہ چشمہ آب نکل آیا اور درخت کھجور کا سوکھا ہوا سرسبز ہو گیا اور اسمین کھجورین لگین اور فرشتون نے
غسل دے کر حریر بہشتی کے کپڑے مین لپیٹا اور حضرت مریم کی گود مین دیا کہ اُنکی آنکھین ٹھنڈی ہوئین اور پانی

مریم مین ارشاد ہوا اذ انتبذت من اہلہا مکانا شرقیا فاتخذت من دونہم حجابا فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا یعنی جب کنارے ہوئی لوگون سے شرقی مکان مین پھر پکڑ لیا اُنسے ورے ایک پردہ پھر بھیجا ہمنے اُسکے پاس اپنا فرشتہ پھر بن آیا اُسکے آگے آدمی پورا بولی مجھکو رحمان کی پناہ تجھسے اگر تو ڈر رکھتا ہی معالم التنزیل مین ہی کہ مکان شرقی سے جانب شرقی مراد ہی اسی مکان کو نصاری قبلہ گردانتے ہین حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اسی سبب سے نصاری نے مشرق کو قبلہ مقرر کیا ہی اور مراد فرشتے سے باتفاق اہل اسلام حضرت جبرئیل علیہ السلام ہین انکو مریم نے مرد بیگانہ جانکر فرمایا کہ اگر تو متقی بھی ہی تو بھی مین پناہ مانگتی ہون اللہ سے تاکہ محفوظ رہون چہ جاکہ تو پرہیزگار نہو کاتب اوراق کے نزدیک یہ قول ایسا ہی جس طرح ان کنت مومنا فلا تظلمنی یعنے ایمان کا خاصہ یہ ہی کہ ظلم کرنے نہین دیتا اسی طرح تقوی کا خواص ہی کہ فسق سے باز رکھتا ہی خواہ یہ کلام جانب مریم سے من قبیل توریہ تھا یعنے تقی نام تھا ایک شخص کا جو کہ بڑا زانی بدکار تھا اور مریم نے قصد اسکا کرکے بطریق ایہام اسکو تقی کہا اور تقی بمعنی پرہیزگار ہی اور توریہ اصطلاح علما مین عبارت ہی اس سے کہ ایک لفظ کے دو معنے قریب و بعید ہون یا بحقیقت و مجاز ہون اور بعید کو مراد رکھین کقولہ تعالے الرحمن علی العرش استوی پس استوی بمعنے برابر ہونے اور مستوی ہونے کے آتا ہی اول قریب و ثانی بعید ہی مگر مراد بعید ہی کذا فی نظم الجواہر الحاصل جبرئیل علیہ السلام نے مریم کو مضطر پاکر فرمایا انما انا رسول ربک لاہب لک غلاما زکیا یعنے مین بھیجا ہون تیرے رب کا کہ دے جاؤن تجھکو ایک لڑکا ستھرا پاک گناہون سے مریم نے کہا میرے لڑکا کہان سے ہوگا اور مجھکو آدمی نے چھوا نہین اور مین گاہے بدکار نہ تھی یعنے دو طرح سے لڑکا ہوتا ہی یا نکاح سے یا زنا سے اور یہ دونون امر مجھ مین نہین ہین پھر کس طرح لڑکا ہوگا جبرئیل نے کہا یون ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھپر آسان ہی اور اُسکو ہم کیا چاہین لوگون کو نشانی اور مہر اپنی طرف سے اور یہ کام ٹھہر چکا کما قال اللہ تعالے فی سورۃ کہیعص قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ہو علی ہین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا حاصل یہ کہ اے مریم جیسا تو کہتی ہی درست ہی لیکن خلقت بشر بے واسطہ پدر اللہ پر آسان ہی اور اُسکی یہ قدرت نشانی ہوگی اور اب تو یہ بات لوح محفوظ مین لکھ گئی بعد اسکے حضرت جبرئیل نے آستین یا گریبان یا منہ مین دم پھونکا اسی وقت مریم حاملہ ہوئین اور صحیح یہ ہی کہ دور سے دم پھونکا کہ اُس ہوا سے حاملہ ہوگئین کما قال فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا یعنے پھر پیٹ مین لیا اسکو پھر کنارے ہوئی اُسے لیکر ایک بڑے مکان مین وضع حمل کے وقت روضۃ الصفا مین ہی کہ اول حمل مریم یوسف نجار برادر خالاتی انکا مطلع ہوا کہ وہ بھی مسجد مین عبادت کیا کرتا تھا اور بحر مواج مین ہی کہ اول حضرت زکریا مطلع ہوے اور اپنے گھر مین کہا وہ بولی یہ وہ مریم ہو جس سے عیسے پیدا ہوگا اور اخبار الدول مین ہی کہ یوسف نے جب اطلاع پائی تو مریم سے کہا کہ بلا تخم بھی درخت ہوتا ہی فرمایا نہین کہا لڑکا بے باپ ہوتا ہی کہا ہان آدم بلا پدر و مادر ہوے تھے بولا تو سچی ہی مگر یہ لڑکا کسکا کہلاوے گا فرمایا یہ لڑکا دیا ہوا اللہ کا ہی مثال اسکی

فی سورۃ مریم فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت ہارون ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا یعنے پھر لائی اسکو اپنے لوگون پاس گود مین بولی ای مریم تونے کی یہ چیز طوفان ای بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ بُرا آدمی اور نہ تھی تیری مان بدکار بعضے کہتے ہین کہ مریم کا ایک بھائی ہارون تھا اور بعض کے نزدیک ایک مرد فاسق ضرب المثل تھا اور معالم مین قتادہ سے نقل کی ہی کہ ہارون ایک مرد متقی تھا اسی سے بنی اسرائیل متقی لوگون کو مشابہت دیا کرتے تھے وہ مراد ہی نہ اخوت فی النسب کما قال اللہ تعالیٰ کانوا اخوان الشیاطین ای شباہہم اور معلوم ہوتا ہی کہ اس نام کے آدمی بنی اسرائیل مین بکثرت تھے چنانچہ روایت ہی کہ بروز وفات ہارون متقی چالیس ہزار مرد مسمی بہ ہارون سواے اور لوگون کے صلوۃ جنازہ مین شریک تھے اور بعضے کہتے ہین اخت ہارون سے مشابہت بہ ہارون مراد ہی اور اصح یہ ہی کہ اخت ہارون سے نبی ہارون مراد ہی کیونکہ دادا کا نام قوم پر اکثر بولا جاتا ہی جس طرح عاد و ثمود اور مریم حضرت ہارون کی اولاد مین لاریب بیقین سو انکی نسبت اخت ہارون کہنا درست ہی جسطرح تیمی کو یا اخا تمیم بولتے ہین الغرض جب اسی طرح قوم نے طعنہ دیا تو مریم نے کہا مین نے روزہ کی نذر مانی ہی ہرگز بات نہین کر سکتی کیونکہ مین اپنے پروردگار کی مناجات مین مشغول ہون اور یہ روزہ نہ بولنے کا شاید اُس دین مین درست تھا ہمارے دین مین جائز نہین پھر حضرت مریم نے عیسے علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کما قال اللہ فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا یعنے پھر ہاتھ سے بتایا اُس مولود کو وہ بولے ہم کیونکر بات کرین اس شخص سے کہ وہ گود مین ہی لڑکا بعد اسکے ایک نے پوچھا ای لڑکے تیرا باپ کون ہی اور تو کون ہی فرمایا مین اللہ کا بندہ ہون مجھکو اُسنے کتاب دی اور نبی کیا اور برکت والا بتایا ہی جس جگہ مین ہون اور تاکید کی مجکو نماز کی اور زکوۃ کی جب تک مین رہون زندہ اور سلوک کرنے والا اپنی والدہ سے اور نہین بنایا مجھکو زبردست بدبخت اور سلام ہی مجھپر جسدن مین پیدا ہوا اور جسدن مرون اور جسدن کھڑا ہون زندہ ہوکر کما قال اللہ تعالیٰ قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ما کنت واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا سدی سے روایت ہی کہ جب عیسےؑ نے قوم کا کلام سُنا تو دودھ چھوڑکر یہ کلام کیا وہو الصحیح اور بعضے کہتے ہین کہ جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا تو فی الفور حضرت عیسےؑ نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور پہلوے چپ سے تکیہ کرکے متوجہ قوم سے ہوے اور جانب راست اشارے سے فرمایا انی عبد اللہ الیٰ اخر الآیۃ اور وہب سے روایت ہی کہ جسوقت یہود مریمؑ کے پاس آئے ہین تو اسوقت حضرت زکریاؑ مع حضرت یحییٰؑ کے موجود تھے اُنھون نے حضرت عیسےؑ سے کہا کہ اپنی دلیل بیان کر اگر حکم الٰہی ہوا ہے سو حضرت عیسےؑ نے کہا انی عبد اللہ الخ اور حضرت یحییٰ نے باوجود صغارت سن فرمایا اشہد ان عیسےؑ روح اللہ وکلمتہ اور حضرت زکریاؑ نے حضرت عیسے کو گود مین لے لیا پھر اُسوقت سے حضرت عیسےؑ علیہ السلام مدت معینہ تکلم تک نہین بولے روایت ہی کہ اُسوقت مین عمر حضرت عیسےؑ کی چالیس دن کی اور

چشمہ کا پینے لگین اور کھجورین کھانے لگین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک مدت حمل اور ولادت مین ایک ساعت تھی اور بعض کے نزدیک نو مہینے پورے حمل رہا تھا اور بعض کے نزدیک آٹھ مہینے اور بعض کے نزدیک چھ مہینے اور مقاتل ابن سلیمان کہتے ہین کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا پہر دن چڑھے حاملہ ہوئین اور جب آفتاب خط نصف النہار سے گذرنے لگا تب حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوے اس وقت عمر مریم کی تیرہ برس کی تھی اور دو حیض ہو چکے تھے اور اخبار الدول مین ہر کہ نو ساعتین وقت حمل سے تا وقت ولادت گذارین تھین واللہ اعلم بالصواب اور ربیع ابن ہشیم کہتے ہین کہ جب عورت کے لڑکا پیدا ہو اور وہ سوہ تازہ کھجورین کھایا کرے تو نہایت فائدہ اٹھاوے کوئی شے مفید تر خرماے رطب سے زچہ کے واسطے نہین ہی جس طرح مریض کے واسطے شہد مین فوائد ہین اسی طرح ایسی عورت کو خرماے رطب مین مدارک التنزیل مین ہر کہ اسوقت سے خرماے رطب کا کھانا جنی عورت کو سنت ہوا ہی اور بعض تفاسیر مین لکھا ہی کہ جب مریم رضی اللہ عنہا مسجد بیت المقدس سے بیت اللحم مین بلحاظ شرم چلی گئین تو مجاور وہان کے انکی تلاش مین مصروف ہوے مگر کسی جگہ نہ پایا آخر ایک شخص نے جانب بیت اللحم اشارہ کیا تو مجاور لوگ اسی مقام مین گئے اور اسوقت مین جناب روح اللہ علیہ السلام پیدا ہو چکے تھے سو مریم انکو گود مین لیکر مجاورون کے روبرو تشریف لائین اور معالم التنزیل مین ہر کہ حضرت مریم عیسی مسیح کو گود مین لیکر اپنی قوم مین آئین اور کلبی سے روایت ہر کہ یوسف نجار جو کہ برادر خالہ زاد یا عمزاد حضرت مریم کا تھا بعد ولادت کے ایک غار مین لے گیا اور چالیس دن نہایت حفاظت سے رکھا جب مدت نفاس گذر گئی تو انکو لیکر جانب قوم چلا اثناء راہ مین حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنی والدہ سے فرمایا کہ بشارت ہو تجھکو کہ مین مسیح اللہ ہون یہانتک کہ گھر مین داخل ہوئین اور گھر والے گریہ زاری کر کے طعنہ دینے لگے **فائدہ** بعضے حضرت مریم کی نبوت کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ اللہ نے ذکر انکا عدد انبیا مین کیا ہی کما قال اللہ واذکر فی الکتاب مریم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا انکے پاس آنا فارسلنا الیہا روحنا سے واضح ہوتا ہی اور جبرئیل پیغمبرون کو دکھلائی دیتے ہین نہ اور کسی کو مین کہتا ہون یہ قول مخالف نص صریح کے ہی کیونکہ اللہ صاحب فرماتے ہین وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم اور آیہ سورہ انبیا سے کسی طرح نبوت نہین نکلتی اور رویت جبرئیل علیہ السلام مخصوص با نبیا نہین ہی بلکہ اکثر اصحاب رسول اللہ نے اور اولیاے امت مرحومہ نے دیکھا ہی اور تائید اس قول کی جو فقیر کاتب الحروف نے بیان کیا ہی کہ حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ اگر خلافت کی صلاحیت عورت کو ہوتی تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مستحق خلافت تھین علاوہ بران نبوت و رسالت مین دعوت و اظہار معجزات لازم ہی اور یہ مقتضی اشتہار اور اقتدار ہی اور انوثیت موجب استتار پس ان دونون مین تناقض اور منافات ظاہر ہی اور یہ ظاہر ہی کہ عورت ناقصۃ العقل والدین ہوتی ہی اور نبی کو چاہیئے کہ اعقل و افہم اہل زمانہ ہو تا کہ امر دین مین کسی طرح کا فتور نہ پڑے القصہ بروایت صحیحہ حضرت مریم عیسی علیہ السلام کو گود مین لیکر اپنے لوگون مین آئین تو لوگون نے زبان طعن و طنز کھولی کہا جا ار

خوبصورت نے کہا کہ اگر تم چاہو تو مین جریح کو بلا مین ڈالون پھر وہ عورت جریح کے پاس آئی اُسنے التفات نکیا اور اس عبادت خانے کے پاس چرواہے ٹھہرتے تھے سو وہ عورت ایک چرواہے کے پاس گئی کہ اس سے حاملہ ہوئی جب لڑکا جنی تو اُسنے جریح کا نام لیا بنی اسرائیل جریح کو مارنے لگے جریح نے سبب پوچھا اُنھون نے کہا تو نے بدکار عورت سے زنا کیا ہی کہ وہ لڑکا جنی جریح نے کہا لڑکا کہان ہی بنی اسرائیل اُسکو لائے جریح نے نماز پڑھکر اُس لڑکے کے پیٹ مین ٹھوکا دیا اور کہا تیرا باپ کون ہی اُسنے کہا فلان چرواہا اس مقام پر حضرت صلعم فرماتے ہین کہ پھر تو لوگ جریح کو چومنے چاٹنے لگے اور بولے کہ سونے کا عبادتخانہ بنادین گے جریح نے قبول نہ کیا ایک لڑکا یہ ہوا دوسرا کسی زمانے مین ایک لڑکا اپنی مان کا دودھ پیتا تھا کہ ایک مرد عمدہ سواری پر سوار ہو کر اُسی طرف نکلا اسکی مان نے کہا الٰہی میرے بیٹے کو اس شخص کے برابر کرنا سو لڑکے نے چھاتی چھوڑکر اس مرد کو دیکھا اور کہا الٰہی مجھکو ایسا نہ کرنا پھر دودھ پینے لگا بعد اسکے چند آدمی ایک لونڈی کو مارتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے حرام کیا ہی اور چوری کی ہی اور وہ کہتی تھی کہ مجھکو اللہ کفایت کرتا ہی اور اچھا وکیل ہی سو اس لڑکے کی مان نے کہا کہ الٰہی میرے لڑکے کو ایسا نکرنا جیسی یہ لونڈی ہی پھر اس لڑکے نے دودھ چھوڑ دیا اور اس لونڈی کو دیکھکر بولا کہ الٰہی مجھکو ایسا ہی کرنا پھر اسی جگہ ماں بیٹے مین گفتگو شروع ہوئی لڑکے نے کہا کہ مقرر وہ مرد ظالم تھا سو مین نے کہا الٰہی مجھکو ویسا نہ کیجیو اور اس لونڈی نے حرام نہ کیا تھا اور نہ چوری کی تھی سو مین نے کہا الٰہی مجھکو ایسا ہی کر دیجیو اس مقام سے واضح ہوا کہ حضرت یحییٰؑ کا گود مین بولنا اور حضرت موسیٰؑ کا تنور مین بولنا اور شاہد یوسف کا گواہی دینا حالت رضاعت مین جسکو بعض اہل تفسیر و اہل سیر لکھتے ہین یہ قول ضعیف ہی غالباً وہب ابن منبہ نے کتب بنی اسرائیل سے اسکو نقل کیا ہی القصہ یہودیون نے کلام حضرت عیسیٰ سُنکر کہا کہ یہ لڑکا ساحر ہی اور یوسف نجار سے پیدا ہوا ہی آخرش جب تحقیقات ہوئی تو یوسف پاک دامن نکلا مگر پھر بھی کہنے لگے کہ یہ حرکت حضرت زکریا علیہ السلام نے کی ہی لہذا اُنکے اور عیسیٰ اور مریم کے قتل پر مستعد ہوے ناچار حضرت زکریا نے یہ تجویز فرمائی کہ عیسیٰ و مریم جانب مصر ہجرت کرین سو یوسف نجار دونون کو لیکر مصر کو چلا گیا اور یہودی سرگرم تلاش ہوے اور حضرت زکریا سے کہنے لگے کہ اگر تیری خطا نہ تھی تو کیونکر تو نے عیسیٰ و مریم کو بھگا دیا اب ہم تجھکو قتل کرینگے لہذا حضرت زکریا چھپ رہے اور تیس برس نہ ملے جس دن حضرت عیسیٰ مسیح پھر بیت المقدس مین تشریف لائے اُسی دن شہید ہوے اور صورت واقعہ یون واقع ہوئی کہ حضرت زکریا علیہ السلام وقت شام نماز پڑھکر مسجد سے نکلے یہودیون نے دیکھا پیچھے دوڑے ایک درخت سامنے تھا اُسنے کہا یا نبی اللہ میرے بیچ مین آپ تشریف لادین چنانچہ حضرت اسکی طرف گئے وہ پھٹ گیا آنجناب اس مین پوشیدہ ہوے اور کافرون نے نہ جانا مگر ابلیس نے نشان بتلایا اور بعضے کہتے ہین کہ ابلیس نے ایک کونا چادر کا پکڑ رکھا تھا سو کافرون کو دکھلایا تب کافرون نے کہا کہ اے مرد اب ہم اسکو کس طرح پاوین تب اُسنے آرہ بنانا

حضرت یحیٰی کی چھ مہینے یا دو برس یا تین برس کی تھی اور مقاتل سے روایت ہی کہ جسدن حضرت عیسیٰ علیہ السلام
پیدا ہوے اُسی دن فرمانے لگے انی عبد اللہ الخ تاکہ قوم کے لوگ شرک مین گرفتار نہون اور بعض اہل تفسیر
فرماتے ہین کہ آتانی الکتاب سے یہ مراد ہی کہ قریب تر اللہ مجھے کتاب عنایت کرے گا اور جعلنی نبیا سے
یہ کہ نبی کرے گا نہ یہ کہ فی الحال کتاب دی ہی اور نبی کیا ہی بلکہ یہ اخبار ہی لوح محفوظ سے اور بعضے کہتے ہین کہ
انجیل حالت طفلی مین عنایت ہوئی تھی اور اللہ نے حضرت عیسیٰ کو جوانون کی عقل عطا فرمائی تھی اور حسن سے
روایت ہی کہ اللہ تعالے نے حالت حمل مین توریت یاد کرائی تھی اور اخبار الدول مین ہی کہ جب حضرت عیسیٰ آٹھ دن
کے ہوے تو اُنکا ختنہ ہوا اور نام یسوع رکھا گیا اور جب حضرت عیسیٰ تیس برس کے ہوے ہین تب وحی آئی
اور انجیل نازل ہوئی فائدہ اگر کہا جاوے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس مال کہان تھا جو زکوۃ کا حکم ہوا تو
جواب یہ ہی کہ آیۃ سے یہ مراد ہی کہ اگر مال ہو تو زکوۃ کی بھی وصیت ہی اور فقیر مؤلف کے نزدیک زکوۃ سے
استکثار بالخیر مراد ہی اور تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ جن دنون ایشاع حاملہ ہوئین اسی عرصہ مین مریم حاملہ تھین مگر ایک
دوسرے کے حال سے بے خبر ایک روز مریم ایشاع کے گھر آئین تو ایشاع نے کہا ای مریم تجھکو خبر ہی کہ مین حاملہ
ہون مریم نے ایک آہ سرد سے کہا ع مرا غمے ست کہ پیدا نمیتوانم کرد + ایشاع نے کہا اپنا حال تو بیان کر کہ اسکی
اصلاح کرون وہ بولین کہ میرے بھی حمل ہی لیکن تیرے حمل کا سبب ہی میرے حمل کا سبب نہین گو حکم ربانی
ہی لیکن ہر شخص اس بات کو نہ مانے گا اور انجام کار خجالت و پشیمانی ہی ع مردن اولی نہ کہ با این شرمساری
زیستن + ایشاع نے کہا ؎ جانان غمے مباش کہ جانان رسیدنی است + در کام تشنہ چشمۂ حیوان رسیدنی است
تجھکو بشارت ہی کہ تیرا بیٹا وہ رسول ہی جسکا حال توریت مین لکھا ہی کہ بے پدر پیدا ہوگا اور مردے زندہ کریگا
تب مریم کو تسلی ہوئی اور دل مین کہنے لگین ؎ عیسیٰ لظہور آمد من مردہ چرا باشم + ایام بہار آمد پژمردہ چرا باشم
بعد اُسکے ایک روز پھر ایشاع و مریم سے ملاقات ہوئی تو ایشاع نے کہا اے مریم تیرا حمل میرے
حمل سے افضل ہی مریم نے پوچھا تو نے کیونکر جانا ایشاع نے کہا جسوقت میرے تیرے ملاقات ہوتی ہی
تو میرا حمل تیرے حمل کو سجدہ کرتا ہی کذا فی اخبار الدول اور اس مقام مین حضرت مولانا رومی فرماتے ہین
؎ مادر یحیٰی کہ حامل بُد بدو + بود با مریم نشستہ روبرو + گفت ای مریم درون تو شہ ایست + کز
اولو العزم و رسول آگہیست + چون برابر اوفتادم با تو من + کردہ سجدہ حمل من ای ذو الفطن + این جنین
مر آن جنین را سجدہ کرد + کز سجودش در تنم افتاد درد + فائدہ یہ سجدہ تحیہ تھا کہ اُس اُمت مین جائز تھا اور
اس روایت سے واضح ہوتا ہی کہ حضرت یحیٰی حضرت عیسیٰ سے عمر مین بزرگ تھے فائدہ حضرت ابوہریرہ رضی
سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین لڑکون کے سواے کوئی لڑکا گود مین نہین بولا
ایک عیسیٰ ابن مریم اور دو لڑکے اور صحیح بخاری و مسلم مین ہی کہ جریج ایک مرد عابد بنی اسرائیل مین تھا اُسنے
ایک عبادت خانہ بنایا تھا کہ اُسمین رہتا تھا اور بنی اسرائیل اسکا ذکر کیا کرتے ایک دن ایک عورت

تب حضرت زکریا نے کہا درست ہی بعد اسکے ایک روز حضرت زکریا نے جناب باری مین عرض کیا کہ یا رب العالمین
مین نے اولاد کی خواہش واسطے خوشی و مسرت کے تیری درگاہ مین کی تھی سو تو نے ایسی اولاد مجھکو عنایت
فرمائی کہ شب و روز اُسکے رونے سے مجھے غم و الم ہی ارشاد ہوا کہ ای زکریا تو نے فرزند شائستہ و
فرمان بردار میرا چاہا تھا سو مین نے عنایت کیا یعنے مین یہ چاہتا ہون کہ میرے شوق مین رویا کرے
اور میرے عذاب سے ڈرتا رہے تب حضرت زکریا نے سکوت کیا اور یہ وضع اختیار کی کبھی وقت موعظت
انکو اپنے ہمراہ نرکھتے تھے ایک دن یہ اتفاق ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام احوال دوزخ کا بیان فرماتے تھے
اور انکو معلوم تھا کہ حضرت یحییٰ یہان حاضر نہین ہی حالانکہ آنجناب گوشۂ مسجد مین بیٹھے ہوے سنتے تھے
جب حضرت زکریا نے فرمایا ان جہنم لموعدہم اجمعین یعنے کفار کے واسطے دوزخ کا وعدہ ہی اس کلمے کے
سنتے ہی حضرت یحییٰ علیہ السلام مسجد سے بھاگے اور ایک پہاڑ پر سات شبانہ روز روتے رہے کہ ایک
چرواہے نے انکی مان کو خبر کر دی وہ بیچاری تلاش کرتی ہوئی گئین اور بہت مشکل سے گھر لائین اسوقت
مین عمر حضرت کی سات برس کی تھی اسی عرصہ مین ایک روز بیت المقدس مین مشغول بعبادت تھے کہ چند
عابد و درویش قوم بنی اسرائیل کے بالون کے تاج اور جبے صوف کے پہنے عبادت مین مصروف نظر آئے
تو حضرت نے اپنی والدہ سے التماس کیا کہ ہمکو بھی اسی طرح کی پوشاک بنا دو تو ہم بھی ان لوگون کے ساتھ
عبادت کیا کرین چنانچہ انکی والدہ نے اسی طرح کا لباس پہنایا کہ اسی لباس مین مشغول بعبادت ہوے اور
تقلیل غذا و شراب مین کوشش فرمانے لگے یہانتک کہ شدت عطش مین اپنے پیر پانی مین رکھ دیتے تھے اور ہرگز
سرد پانی نہ پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ قسم ہی عزت و جلال خدا کی کہ نہ پیونگا ٹھنڈا پانی جب تک بازگشت
اپنا جنت یا نار کی طرف نہ دیکھ لونگا سو یہ حال دیکھکر حضرت زکریا بہت روئے اور ایک قرص شعیر کھلایا اور
پانی پلایا اور قسم کا کفارہ دلوایا اور ان دنون مین بسبب اسکے کہ بدن شریف نہایت لطیف و نرم تھا تو کثرت
ریاضت و سختی جبہ صوف سے گوشت گل گیا تھا ایک روز آنجناب نے اپنا بدن دیکھا اور رونے لگے
اسی وقت ارشاد الہی ہوا کہ ای یحییٰ تو اپنے بدن کے گوشت پر روتا ہی قسم ہی اپنے عزت کی اگر تو مطلع ہو دوزخ
کے حال پر تو مدرعہ حدید پہنے اسپر حضرت یحییٰ اسقدر روئے کہ آنسوؤن سے گوشت رخسارون کا گل گیا
اور دانت ظاہر ہو گئے انکی والدہ نے دو ٹکڑے نمدے کے گالون پر رکھے کہ اس سے زخم بند ہو گئے اس کثرت سے حضرت
یحییٰ پھر روئے کہ دونون ٹکڑے تر ہو کے بہ نکلے تب انکو نچوڑا اور آنسو انکی مان کے ہاتھون پر جاری
تھے کذا فی اخبار الدول اور کتاب کشف الاسرار مین ہی کہ سوال کیے گئے حضرت یحییٰ ان باتون سے کہ تم کسواسطے
گھر نہین بناتے اور کیون سواری نہین رکھتے اور کسلیے نکاح نہین کرتے فرمایا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ
سید الدار و سید الحمار و سید الفلانیہ کہلاؤن اور ہرگز میری خواہش نہین ہی کہ اسم سیادت مجھپر بولا جاسکے کتب الجواہر مین
لکھا ہی لما ترک السیادۃ و تواضع سماہ اللہ سیدا و حصورا کما قال اللہ تعالےٰ ان اللہ یبشرک بیحییٰ مصدقا بکلمۃ و سیدا

سکھلایا کہ اُن لوگون نے ارہ بناکر درخت کو سید ھا چیرنا شروع کیا جب کہ ارہ سر پر پہونچا حضرت زکریا نے شور کیا کہ انکے نالے سے ملکوت اعلے مین ایک زلزلہ پڑا اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے یا آواز غیب سے آئی کہ اگر پھر آواز آئی تو نام تیرا پیغمبرون وصابرون سے نکال ڈالا جائیگا تو نہین جانتا تھا کہ پناہ تمام عالم کی مین ہون پھر درخت کی طرف کس طرح بھاگا بعد اُسکے حضرت زکریا نے دم نہین مارا اور شکر خدا کرتے رہے یہان تک کہ یہودیون نے چیر کرا دھو آدہ کردیا ۵ در بلا لذتیست پا بندہ + ناچشیدہ کسے کجا داند + وانکہ او لذت بلا دریافت + در رہا بہتر انزد وا داند + عمر حضرت زکریا کی بروایتے ایک سو تیس برس کی و بروایتے سو برس کی تھی مزار شریف مغارۃ الارواح تحت قبۃ الخضرا و بیت المقدس مین واقع ہے فائدہ اختلاف ہے کہ حضرت یحییٰ کی شہادت حضرت زکریا کے بعد ہوئی یا روبرو بعضے اہل سیر لکھتے ہین کہ جب خبر شہادت یحییٰ علیہ السلام کی حضرت زکریا کو پہونچی تو آنجناب بھاگے کہ بادشاہ نے سپاہی اپنے انکے پیچھے دوڑائے کہ واقعہ شجرہ واقع ہوا چنانچہ اخبار الدول مین اسیطرح لکھا ہے اور اکثر محققین نے شہادت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بعد رفع وصعود عیسیٰ علیہ السلام کے بیان کی ہے چنانچہ حضرت مولانا ولی اللہ فرخ آبادی نے تفسیر نظم الجواہر مین اور مولوی احسان اللہ ممتاز ونامی نے اپنی مثنوی مین اسی طرح بیان کیا ہے وہذا اقرب الے الصواب واوفق بالکتاب کیونکہ دعاے حضرت زکریا مین واقع ہے فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب اور دعا حضرت کی مقبول ہوئی تولا بد مقتضاے وراثت یہ ہے کہ بعد حضرت زکریا حضرت یحییٰ اُنکے قائم مقام رہین اور اُنکی جگہ محراب عبادت مین بیٹھین و الایلزم الخلف فی وعد اللہ فائدہ اختلاف ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بھی شہید ہوے یا کسی مرض سے وفات پائی اکثر محققین قائل شہادت ہین اور بعضے کہتے ہین کہ آنجناب کی وفات مرض سے ہوئی چنانچہ وہب ابن منبہ سے منقول ہے کہ یہ واقعہ ارہ کا حضرت اشعیا علیہ السلام پر واقع ہوا ہے والاول ہو الصحیح تنبیہ در بعض حالات حضرت یحییٰ علیہ السلام واضح ہو کہ آنجناب حسین وجمیل وخوش ادا قصیر الاصابع طویل الانف پیوستہ ابرو رقیق الصوت وقوی تر عبادت خدا مین تھے اللہ تعالے نے انکو طفولیت مین نبوت عطا فرمائی اور جب پیدا ہوے تو فرشتون نے آسمان پر لیجا کر انہار بہشت مین غسل دیا اور اثمار جنت کھلائے بعد اسکے بحکم الٰہی گھر مین لاے تو اُنکے نور پیشانی سے تمام گھر روشن ہو گیا اور چار برس کی عمر سے گریہ وزاری مین مشغول ہوے جب کبھو والدہ اُنکی کھیلنے کو فرماتین تو جواب دیتے کہ اللہ نے مجھکو لہو ولعب کے واسطے پیدا نہین کیا ایک روز حضرت زکریا نے کہا تو کیون رویا کرتا ہے مین نے تجھکو خدا سے اسلیے مانگا تھا کہ میری آنکھین ٹھنڈی ہون حضرت یحییٰ نے کہا کہ تمھارے حکم کے موافق رویا کرتا ہون حضرت زکریا نے کہا مین نے کب ایسا حکم دیا ہے حضرت یحییٰ بولے کہ تم نہین فرماتے تھے کہ مابین بہشت ودوزخ کے ایک عقبہ ہے کہ قطع نہین کرسکتے اُسکو مگر جو لوگ خدا کے خوف سے گریہ وزاری کرتے ہین

خیال نہ کیا اور جلادون کو مسجد مین بھیجا اُس وقت حضرت یحیی علیہ السلام محراب داؤد علیہ السلام مین نماز پڑھتے تھے
کہ جلادون نے آکر سر مبارک تن سراسر نور سے جدا کیا اور طشت مین رکھکر بادشاہ کے روبرو لائے تو سر سے
آواز آتی تھی کہ ای ملک یہ عورت تجھپر حرام ہی ہرگز حلال نہ ہوگی لیکن غلبۂ شہوت مین ایسی باتون کا کون خیال
کرتا ہی بادشاہ صحبت بدین مصروف ہوا اور ایک گڈھا عمیق کھُد واکر سر کو اپنے گھر مین دفن کرایا تو خون نے
جوش مارا کہ تمام گھر بھر گیا اُسی وقت بادشاہ گھر سے باہر بھاگا دوسرے دن صبح کو بادشاہ نے اُس خون پر مٹی
ڈلوائی مگر غلیان دم موقوف نہوا یہانتک کہ بہتے ہوے شہر پناہ کو پہونچا اور بادشاہ مع عورت و بیٹی و توابع
اُسکے زمین مین دھنس گئے اخبار مین وارد ہی کہ چالیس دن آفتاب حضرت یحیے علیہ السلام پر رویا کیا یعنی
یطلع محمرا و یغیب محمرا روایت ہی کہ جب حضرت یحیے مقتول ہوے تو ملائکہ نے جناب الٰہی مین عرض کیا الٰہی
کس گناہ سے یحیے مارا گیا حالانکہ اُسنے کبھو قصد گناہ بھی نہین کیا تھا ارشاد ہوا کہ یحیٰے نے نہ کوئی گناہ کیا اور
نہ عزم گناہ کیا لیکن مجھسے محبت رکھتا تھا اور حب کو قتل لازم ہی کذا فی اخبار الدول اسفار معتبرہ مین ہی کہ بعد قتل
یحیےٰ علیہ السلام و ہلاکت سلطان مع توابع کے منتقم حقیقی نے ایک بادشاہ ملوک بابل سے جسکو خردوش کہتے
ہین واسطے انتقام اس جریمہ کے بھیجا کہ وہ بیت المقدس مین آیا اہل شہر نے کواڑ بند کر لیے اور قلعون مین رہے
کہ بادشاہ مقام کرنے سے تنگ ہونے لگا آخر کار ایک بڑھیا قوم بنی اسرائیل کی بادشاہ کے پاس آئی
اور اُسنے کہا اگر تجھکو دخول اس شہر مین منظور ہی تو شہر پناہ کے چارون طرف لشکر کی شلین بانٹ دے اور وہ
لوگ باواز بلند ندا کرین کہ اللھم انا نستفتحک ہذہ المدینۃ سو بادشاہ نے صبح کے وقت ایسا کیا جیسا بڑھیا
نے بتلایا تھا اسی وقت شہر پناہ کی دیوارین گر پڑین اور لشکر کے لوگ شہر مین گھس پڑے اور وہ بڑھیا ساتھ
ہوئی اور اس مقام پر لے گئی جسجگہ حضرت یحیے علیہ السلام کا خون پڑا تھا چنانچہ بادشاہ نے دیکھا تو خون بدستور
جوش غلیان مین تھا اُسنے کہا مین نے قسم کھائی ہی کہ جب بیت المقدس کو فتح کرونگا تو قتل عام کا حکم دونگا
کہ خون وہان کے لوگون کا شہر سے بہ کر فرودگاہ لشکر تک آوے سو اُسنے جلادون کو حکم دیا کہ ذبح کرو یہانتک
کہ خون وسط لشکر مین جاری ہوجاے اور خود پلٹ کر لشکر مین آیا اور ستے زور آوران رئیس لشکر کو اس کام پر
معین فرمایا چنانچہ اُسنے دروازے شہر کے بند کراکے ستر یا اسّی ہزار آدمی ذبح کرائے بعد ازان سر مبارک حضرت
یحیےٰ علیہ السلام کے قریب جاکر کہا کہ ای یحیےٰ میرا تمھارا پروردگار جانتا ہی جس قدر آدمی مین نے تمھارے
خون کے بدلے ذبح کیے ہین ہدایت کرو مجھکو بحکم خداوندی کسی کو تمھاری قوم سے باقی نہ چھوڑونگا خون سے
ہدایت ہوئی کہ اب قتل موقوف کر اُسنے قتل کرنا موقوف نکیا اور بقیۃ السیف بنی اسرائیل کو جمع کرکے کہا کہ
بادشاہ نے مجھے حکم دیا ہی کہ تم لوگون کو ذبح کرون یہانتک کہ خون وسط لشکر مین پہونچے اور مین استطاعت
نہین رکھتا کہ اسکے حکم کے خلاف کرون وہ بولے جیسا حکم ہی بجا لاؤ مگر خون یحیےٰ علیہ السلام نے منع کردیا
تھا اسلیے رئیس لشکر نے ایک حیلہ تجویز کرکے حکم دیا کہ ایک خندق کھودی جاے اور مواشی قوم بنی اسرائیل

وحصورا ونبیا من الصالحین یعنے اللہ تجکو خوش خبری دیتا ہی یحیی کی جو گواہی دے گا اللہ کے ایک حکم کی اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نہ جاے گا اور نبی ہوگا نیکون مین اس جگہ گواہی سے تصدیق حضرت عیسی علیہ السلام کی مراد ہی کیونکہ حضرت عیسی کا خطاب ہی کلمہ اور حضرت یحیے علیہ السلام باوصف اسکے کہ خود نبی تھے لیکن بعد بعثت حضرت عیسے کے لوگون کو انکی اطاعت کی ترغیب دیتے تھے اور سید سے مراد شریف ونیکخو پسندیدہ خلق ہی کہ غضب وغصہ اسپر مستولی نہو بلکہ وقت غضب تواضع وحلم اختیار کرے اور علم وتقوے مین تمام قوم سے فائق تر ہو سو حلم علم تقوے عصمت حضرت یحیے علیہ السلام مین بوجہ کمال تھی چنانچہ لم یعمل معصیۃ ولم یہم بہ انکی شان مین ہی وحنانا من لدنا وزکوۃ وکان تقیا اسپر برہان ہی اور بعضے کہتے ہین کہ سید وہ ہی جو راضی بقضا ہوکر وقت حکم آپکو تسلیم کرے چنانچہ یہ بھی وقت شہادت کے ظاہر ہوگیا اور بعضے کہتے ہین کہ سیادت تمغہ بلند ہمتی ہی سو بلند ہمتی کا یہ حال تھا کہ مدت العمر حضرت یحیے کو دنیا ومتاع دنیا کا خطرہ بھی دل مین نہین آیا اور حصور سے مراد یہ ہی کہ اپنے دل کو لہو وبازی سے اور نفس کو شہوت ولذات سے باز رکھے سو بھی ظاہر ہوا کہ حضرت یحیے کو سواے گریہ وزاری کے لہو وبازی کی فرصت نہ تھی اور باوصف شباب وحصول قوت عورت کے پاس نہین گئے ہر چند کہ آرزو کے لڑکے ایسے ستھرے نہین ہوتے لیکن اللہ تعالے نے انکو سعادتمند ازلی پیدا کیا تھا الغرض بعد رفع عیسے علیہ السلام کے احب نامے بادشاہ بنی اسرائیل کا حضرت یحیے کو نہایت عزت اور غایت اکرام مین رکھنے لگا کہ بے حکم انکے کوئی کام نہ کرتا تھا آخرکار اس بادشاہ کو اپنی جورو کی لڑکی سے تعشق پیدا ہوا اسنے حضرت یحیی علیہ السلام سے استفتا کیا حضرت نے منع کیا اور بعضے کہتے ہین کہ چند آدمیون نے بادشاہ سے باشارہ ملکہ عرض کیا کہ ملکہ بوڑھی ہوئی ہی آپ اسکی بیٹی سے کہ وہ دوسرے شوہر سے ہی توجہ فرمائیے بادشاہ نے حضرت یحیے علیہ السلام سے مشورہ کیا آنحضرت نے فرمایا کہ یہ لڑکی تجھپر حرام ہی بادشاہ نے سکوت کیا مگر ملکہ کافرہ قتالۃ الانبیاء کو حضرت یحیے سے عداوت پیدا ہوئی اسنے یہ کام کیا کہ جسوقت بادشاہ شراب پینے کو بیٹھا اور نشے مین مست ہوا تو اسنے اپنی بیٹی کو بلباس فاخرہ آراستہ کرکے بھیجا اور کہدیا کہ تو حاضر ہوکے شراب پلا اور جسوقت بادشاہ تیرے ساتھ صحبت کا قصد کرے تو انکار کرکے کہنا کہ مین تیرے پاس نہ ہونگی جبتک یحیی علیہ السلام کا سر مبارک کٹا ہوا طشت مین نہ آوے گا چنانچہ وہ شراب پلانے کو حاضر ہوئی اور بادشاہ نے صحبت کا قصد کیا اسنے حضرت یحیے کا سر مانگا بادشاہ نے کہا کہ اور کچھ طلب کر یہ مجھسے نہوگا اسنے کہا مین اور کچھ نہین چاہتی ناچار بادشاہ نے غلبہ سکر وشہوت مین حکم دیا کہ حضرت یحیے علیہ السلام کا سر لایا جائے یہ خبر مشہور ہوئی علما واحبار بنی اسرائیل نے حاضر ہوکر دست بستہ التماس کیا کہ اگر خون حضرت یحیی علیہ السلام کا زمین پر گرے گا تو گھاس روے زمین پر نہ جمے گی بادشاہ نے کہا کہ سر مبارک طاس مین رکھکر کاٹا جاے اور خون کنوئین مین ڈالدیا جاے عالمون نے کہا کہ خون ناحق یحیے علیہ السلام کا تیرے حق مین اچھا نہین ہی مگر بادشاہ نے غلبۂ شہوت خسیسہ مین

شہادت یحیی علیہ السلام

اُنکا جزو تھا لہذا اُس روح کے ڈالنے کی نسبت مریم کی طرف ہوئی اور پیکر عیسوی کی طرف نہ کی گئی اسلیئے کہ
وہ مستقل بالذات نہ تھی اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ حضرت عیسیٰ عین روح تھے تو اُسکی نفی تیسری انجیل کے چوبیسوین
باب نسخہ ۱۸۳۹ء درس انتالیس ۳۹ مین ہے کہ میرے ہاتھون اور پاؤن کو دیکھو کہ مین اب ہی ہون مجھے ٹٹولو اور
دریافت کرو کہ روح مین گوشت اور ہڈی نہین ہوتی جیسا تم مجھمین دیکھتے ہو دوسرا یہ کہ جنس بشر سے ہونے
کے لیے والدین کا ہونا ضرور نہین ہے ورنہ حضرت آدمؑ آدم نہون اسلیئے کہ انکے مان باپ نہ تھے بلکہ خدا نے
اُنکو مٹی سے بنایا تھا اور اگر یہ امر واجب ہو تو چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ مین آدمیون کے خواص نہون حالانکہ بالاتفاق
ثابت ہے کہ انمین اس سبب سے کہ مریم سے پیدا ہوے ہمہ جہت خواص آدمی کے تھے اور صدہا مرتبہ آپ کو
ابن آدم فرماتے رہے اور تیسری انجیل مین صاف صاف لکھا ہے کہ بعد واقعہ صلیب جب حواریون پر ظاہر ہوے
اور حواریون نے جانا کہ ہمکو روح نظر آتی ہے تب حضرت عیسیٰ نے اس شبہہ کو دفع کرکر اپنے ہاتھ پاؤن دکھلائے
اور کھانا مانگا حواریون نے تھوڑی بھونی مچھلی اور شہد دیا کہ حضرت عیسیٰ نے انکے سامنے کھایا گویا کہ اشارہ فرمایا
کہ مین بدن عنصری سے موجود ہون اور عالم ناسوتی کے احکام مجھ مین باقی ہین تیسرا یہ کہ مسیح حضرت عیسیٰ کا لقب
ہے اور زبان عبری مین مسیحا بھی کہتے ہین یعنے مبارک اور لغت سریانی مین الیشوع یعنے کا زیجت اور صحیح معنی
مسیح کے یہ ہین کہ جسکے ہاتھ سے بیمار اچھے ہون یا جسکا کہین وطن نہو ہمیشہ سیاحی مین رہے ہذا ما نقلت
من الاستفسار اب واضح ہو کہ بعد تیس برس کے حضرت عیسیٰ مصر سے بیت المقدس مین پھر تشریف لائے
اور بنی اسرائیل کے نبی ہوے اور کریم کارساز نے کئی معجزے عنایت فرمائے اول یہ کہ توریت بلکہ ہر ایک
کتاب آسمانی بغیر پڑھے انکو یاد تھی اور انجیل ایک کتاب جدید بھی عنایت ہوئی اور کئی مشکل حکم توریت کے
موقوف ہوے پس حضرت عیسیٰ نے دعوت حق شروع کی اور احکام توریت جاری کرنے لگے سب سے
پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انکی تصدیق فرمائی مگر اور کسی نے نہ مانا بلکہ کہنے لگے کہ ہم اسکی بات نہ مانینگے
اور جو کوئی معجزہ اپنی رسالت پر رکھتا ہو بیان کرے یہ سنکر حضرت عیسیٰ نے فرمایا انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم
یعنے مین لایا ہون نشانی تمھارے پروردگار کی طرف سے وہ بولے کہ کیا نشانی ہے دکھلاؤ حضرت
عیسیٰ نے فرمایا کہ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ یعنے مین آیا ہون تمھارے پاس
نشان لیکر وہ یہ کہ بنا دیتا ہون تمکو مٹی سے صورت جانور کی پھر اسمین پھونک مارتا ہون تو وہ ہو جاے
اُڑتا جانور اللہ کے حکم سے یہ فرماکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی سے ایک جانور بصورت خفاش بنایا
اور اپنا دم اسمین دم کیا فی الحال بقدرت حق اُڑنے لگا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ معجزہ موافق یہودیونکی فرمایش
کے ظاہر فرمایا تھا یعنے یہودیون نے کہا کہ اگر ہمارے لیے ایک خفاش مٹی سے بنا کر زندہ کرو تو ہم مانین
وہی حضرت عیسیٰ نے بنایا اُڑایا وہب ابن منبہ بیان کرتے ہین کہ وہ جانور جب تک آدمیون کو نظر آتا اُڑا کرتا
اور جب نظر سے غائب ہوتا فی الفور گر پڑتا اور مشہور ہے کہ مٹی سے صورت خفاش کی بنائی تھی اور بعضے

کے ذبح کرکے اُس خندق مین ڈالے جائین اور اُسپر اجسام مذبوحہ بنی اسرائیل جو شہر مین جمع ہین رکھے جائین
چنانچہ قوم بنی اسرائیل نے اپنے ہاتھون سے یہ کام کیا کہ خون نے سیلان کیا اور وسط لشکر مین پہونچا بادشاہ نے
دیکھکر حکم دیا کہ قتل موقوف ہو بعد اسکے خردوس جانب بابل روانہ ہوا اسی وقت سے بنی اسرائیل پر احتقار
و ذلت نے غلبہ کیا کہ ابتک کسی جگہہ انکو حکومت و دولت حاصل نہین ہی اور بیت المقدس ایسا ویران ہوگیا
کہ بعض لوگ رومی اسمین رہنے لگے حتے کہ زمانہ حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب مین ابو عبیدہ ابن الجراح
کے ہاتھ پر فتح ہوا اور مسلمانون نے بحکم امیر المومنین پھر اسکو تعمیر کیا زید ابن واقد سے اتحاف الاحضار مین
روایت ہی کہ ولید ابن عبد الملک بن مروان نے مجھکو واسطے تعمیر جامع دمشق کے وکیل مقرر کیا اسمین مین نے
ایک مغارہ پایا کہ مین نے ولید کو اطلاع کی وہ دونون ہاتھون مین شمع لیکر آیا اور اُسکے اندر اترا وہان ایک
کیسہ تین گز کا مربع نظر آیا اسمین ایک صندوق ملا اسکو کھولا تو اسمین ایک جامہ دان تھا اسکے اندر سر مبارک
حضرت یحییٰ علیہ السلام کا تھا اور جامہ دان پر لکھا تھا کہ یہ راس یحییٰ بن زکریا سو اسکو پھر اسی مقام پر رکھدیا اور
وہان قبہ بنوا دیا کہ زیارت ہوتی ہی اور لوگ وہان سے برکت حاصل کرتے ہین کذا فی اخبار الدول اور جسد شریف
بیت المقدس مین مدفون ہی اور بعضون کے نزدیک فلسطین مین ہی اور عمر شریف چالیس برس سے کچھ زیادہ
ہوئی ہی کذا فی نظم الجواہر فائدہ اب احوال حضرت عیسیٰ مسیح کا سننا چاہیئے سو اول بیان چند امور کا ضرور ہی
اول یہ کہ کلام الٰہی مین کئی جگہ انکو خدا کا کلمہ کہا ہی سو یہ ایسا ہی جس طرح اور جگہ روح انسانی کو قل الروح من
امر ربی فرمایا ہی کیونکہ جب کوئی چیز بلا سابقہ اسباب ظاہر ہوتی ہی یا اسکے آثار اشیاء محسوسہ روزمرہ سے
جدا ہوتے ہین تو بولتے ہین کہ یہ صرف حکم خدا ہی اور عقلمند جانتا ہی کہ اسکے معنی یہ نہین ہین کہ وہ چیز صفت قدیمہ
حق ہی سو جب مشرکین عرب اور یہودیون نے دیکھا کہ مسلمان لوگ حضرت عیسیٰ کے بن باپ ہونے کے
قائل ہین تو اعتراض بیجا کرنے لگے انکے جواب مین ارشاد ہوا انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاہا
الی مریم وروح منہ یعنے نہین ہی عیسیٰ مسیح مگر مریم کا بیٹا بھیجا ہوا اللہ کا اور اسکا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف
اور روح ہی اسکے بیان کی خلاصہ یہ کہ خدا کا حکم مریم پر ڈالا گیا و بنا بر تکون جنین حکم خدا بلفظ کن پہونچا سو جنین
بن گیا پس یہ دلیل انکے خدا ہونے کی نہین ہی کیونکہ جمیع مخلوق کلمۃ اللہ ہین پس اگر حضرت عیسیٰ خدا ٹھہرین تو
غیر متناہی خدا ہوتے ہین اور اطلاق روح ایسا ہی جیسا حضرت آدم کی نسبت ہی فنفخت فیہ من روحی سو
جس طرح روحی مین روح کی نسبت خدا نے اپنی طرف فرمائی اسی طرح روح منہ مین اور تکون جنین کو ہر
محاورے مین بولتے ہین کہ ایک جان پیٹ مین خدا کی طرف سے آئی ہی اور یہ محاورہ اس بنا پر ہی کہ جب تک
جنین ماں کے پیٹ مین ہی تو اسکا جز ہی سو جان پڑنے کی نسبت اسکی پیٹ کی طرف کیجاتی ہی نہ جنین کے
بدن کی طرف اور حضرت آدمؑ کا بدن جو تھا سو زمین سے اور پر تھا کا لجز نہ تھا لہذا اُس جگہ روح کے ڈالنے
کی نسبت انکے بدن کی طرف کی گئی بخلاف حضرت مریم کے کہ یہان وہ جنین جب تک اُنسے جدا نہین ہوا

ﮦ ما قوت رفتار ندارم اگر یار + نزدیک تر آئی قدمے دور نباشد + اسی دن عازر مرگیا اُسکے قریبون نے ایکدن انتظار کرکے دفن کر دیا بعد ازان حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے یارون کو لے کر تشریف فرما ہوے بہن عازر کی ساتھ تھی رونے لگی حضرت عیسیٰ کو رحم آیا تو عازر کی قبر پر تشریف لے گئے اور دو رکعتین نماز با خلاص تمام ادا کرکے یہ دعا فرمانے لگے اللھم رب السموات السبع والارضین السبع انک ارسلنی الے بنی اسرائیل ادعو ھم الے دینک واخبرھم انی احیی الموتے باذنک فاحی العازر حضرت حق تعالے نے دعا قبول فرمائی اور عازر کو زندہ کر دیا عازر نے قبر سے نکلکر سلام علیک کیا پھر مدت مدید جیتا رہا کہ اسکے اولاد ہوئی دوسرا ابو العجوزہ ایک بڑھیا کا لڑکا وہ مرگیا سو اسکو کفنائے گورستان کو لیے جاتے تھے دفعتہً حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلوہ فرما ہوئے تو اسکی ماں پیچھے روتی ہوئی جاتی تھی اور کہتی تھی ﮦ رفتی و در دو داغ تو ام یادگار ماند + صد حسرت از تو در دل امیدوار ماند حضرت عیسیٰ کو شفقت دامنگیر ہوئی فرمایا کہ ای عجوزہ غم مت کر کہ مین خدا سے دعا کرتا ہون وہ اس مردے کو زندہ کر دیگا سو حضرت نے دعا فرمائی وہ زندہ ہو گیا تیسرے سام بن نوح علیہ السلام اور سبب انکے احیا کا یہ واقع ہوا کہ منکرین کہنے لگے حضرت عیسیٰ تھوڑے دنون کا مردہ زندہ کرتے ہین اسمین یہ بھی احتمال ہی کہ وہ مردہ سکتے مین گرفتار ہو گیا ہو اور بعد ایک دو دن کے ہوش مین آگیا اگر مردہ کئی سال کا زندہ کرین تو البتہ ہمکو یقین ہو تب سب لوگ جمع ہو کر ہمراہ حضرت عیسیٰ ہو حضرت سام بن نوح علیہ السلام کی قبر پر گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یا سام قم باذن اللہ قبر سام پھٹ گئی اور حضرت سام زندہ ہو کر نکلے اور بعضے مفسرین بیان کرتے ہین کہ سام بن نوح بادشاہ نصیبین کے روبرو زندہ ہوے ہین قصہ اسکا بھی مفصل بیان کرونگا اور چوتھا مردہ عاشر تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرید اور معتقد اور مشہور یہ ہی کہ ایک شخص مسمے عاشر کہ لوگون سے خراج لیتا تھا اُسکی بیٹی مرگئی اور حضرت عیسیٰ کی دعا سے بعد ایک دن کے زندہ ہوئی اور چندے اس عالم مین رہی اور بعضے کہتے ہین کہ چوتھا مردہ ایک بادشاہ کا بیٹا تھا کہ اسکے باپ نے کمال منت اور سماجت سے زندہ کرایا اسکا قصہ قریب تر بیان کیا جائیگا **فائدہ** تفسیر بصائر مین ایک قصہ عجب اس معجزہ کا لکھا ہی مضمون اسکا بالاختصار یہ ہی کہ ایک دن حضرت روح اللہ نے ایک جوان خوبصورت گورستان مین روتے ہوئے پایا حضرت کو اسکی حالت پر رحم آیا ارشاد کیا کہ ای جوان تو کیون اتنا بیقرار ہی اُسنے عرض کیا یا حضرت میری عورت نہایت خوبصورت تھی اور مین اُسپر عاشق تھا نین جوانی مین مرگئی ہی تنہائی کی وحشت اور بیکسی کی مشقت مجھسے سہی نہین جاتی ﮦ سخت دشوار است تنہا ماندن از دلدار خود + بلکہ گویم حال تنہا ماندن دشوار خود + سوا طبیب درد مندان اور حبیب مستمندان ہین سوا ہے آپ کے پناہ در دکس سے کہون اور دوا اسکی کس سے مانگون مصرعہ رحمی کن اے رحیم کہ جاے ترحم است + حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکی قبر کہان ہی مجھکو تبلا اُسنے نہایت انبساط اور غایت نشاط سے دوسرے کی قبر تبلائی حضرت عیسیٰ نے دعا کی قبر پھٹی ایک شخص سیاہ رو تباہ حال نکلا حضرت عیسیٰ نے پوچھا تو کون ہی اُس نے اپنا کچھ احوال عرض کیا وہ تھا کافر کہ تمام عمر بت پرست رہا تھا اور قیمت

کہتے ہین کہ سب قسم کے جانور بنائے تھے اور تخصیص خفاش کی اسلیے ہے کہ خفاش پرندون مین اعجوبہ ہے کہ بے پر وبال
اُڑتا ہے اور بچہ بھی جنتا ہے اور دانتون سے کھاتا ہے اور ہوا مین بلند نہین ہوتا اور ہنستا اور روتا اور حیض و بول کرتا ہے اور
روشنی آفتاب نہین دیکھتا اور دو ساعت سے زیادہ یعنی بعد غروب آفتاب اور ازالہ شفق مغربی و بعد از طلوع
فجر و قبل از اسفار شکار نہین کرتا اور نر و مادہ کے پستان ہوتے ہین اور اپنا دودھ آپ بھی پیتے ہین اور اپنا
بچہ لیے جاتے ہین جہان کہین جاتے ہین **فائدہ** بعضے کہتے ہین کہ اسم اعظم کے زور سے حضرت عیسےٰ یہ کام
کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ بہ تخلیق اور تکوین پیدا کرتے تھے اور صحیح یہ ہے کہ صرف تصویر بناتے تھے
اور افاضہ حیات جانب تکون حقیقی سے تھا کہ نفس عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوتا تھا کیونکہ حضرت
عیسےٰ علیہ السلام دم جبرئیل ع سے پیدا ہوے اور جبرئیل ع روح محض تھے سو دم عیسےٰ ع سبب حیات پر واقع ہوا
بلکہ اللہ جل شانہ نے خاصیت نفس عیسوی مین رکھی تھی کہ جس چیز مین پھونکتے زندہ ہو جاتی اور یہ خرق عادت
بلاشک معجزہ تھا مگر یہ معجزہ معجزات حضرت موسےٰ اور صالح ع سے زیادہ نہین اور دوسری تیسری چوتھی نشانی یہ ہے
کہ ابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتے باذن اللہ یعنے چنگا کرتا ہون جو اندھا پیدا ہوا اور کوڑھی اور جلاتا ہون
مردے اللہ کے حکم سے بعضے کہتے ہین کہ اکمہ شب کور کو کہتے ہین مگر صحیح یہ ہے کہ نابینا مادرزاد مراد ہے جو شگاف
بصر نرکھتا ہو کیونکہ شب کوری اور بیاض وسبل وغیرہ امراض کا زائل ہوجانا مشکل نہین ہے بخلاف جبلی و خلقی
کہ اسکے ازالہ مین اعجاز درکار ہے اور برص دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ کہ علت بخوبی مستحکم نہین ہوئی یعنے اُس
موضع پر بال سیاہ جمتے ہون اور سوزن کے لگانے سے خون نکلے اسکا علاج اطبا کیا کرتے ہین اور
زائل بھی ہوجاتا ہے دوسرے وہ کہ بالکل علاج پذیر نہین یعنے بال سیاہ نہ جمین اور خون نہ نکلے پس آیت قرآنیہ
مین بھی برص مراد ہے اور تخصیص ان دونون علتون کی اس سبب سے ہوئی کہ علاج انکا دشوار ہے اور زمانہ
حضرت عیسےٰ علیہ السلام مین حکیم بہت تھے تو ایسا معجزہ عنایت ہوا تاکہ حکما عاجز آکے دعوت ایمان قبول
کرین اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ جب بیمار آتے تو بشرط قبول ایمان دعا کرتے وہ اچھے ہو جاتے
کشف الاسرار مین لکھا ہے کہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تھی اللھم انت الہ من فی السماء والہ من فی الارض
لا الہ فیھما غیرک الٰہی انت جبار من فی السماء وجبار من فی الارض لا جبار فیھما غیرک وانت حکم فی السماء
وحاکم فی الارض لا حکم فیھما غیرک قدرتک فی الارض کقدرتک فی السماء وسلطانک فی الارض کسلطانک
فی السماء اسألک باسمک الکبیر ووجھک المنیر وملکک القدیم انک علےٰ کل شیٔ قدیر اور تفسیر کبیر مین شعبی سے
منقول ہے کہ دعا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی احیاء موتی مین یہ تھی یا حی یا قیوم اور تفسیر تیسیر مین لکھا ہے کہ یا حی
یا قیوم یا دائم یا فرد یا وتر یا احد یا صمد اکثر مفسرین کو اتفاق ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے چار مردے زندہ
کیے ہین تین متفق علیہ اور ایک مختلف فیہ ایک عازر کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا دوست تھا اسکا گھر حضرت
عیسےٰ کے گھر سے تین منزل تھا سو وہ بیمار ہوا اُسنے اپنی بہن حضرت عیسےٰ کے پاس بھیجی اور کہلا بھیجا کہ

کہ انکو کہان سے خبر ہوتی ہی آخرکار دریافت ہوا کہ حضرت عیسے علیہ السلام انسے کہدیتے ہین تب وہ لوگ اپنے
لڑکے مکتب سے اُٹھا لائے اور کہنے لگے کہ ایسے جادوگر کے پاس نشست و برخاست اچھی نہین بعد اس واقعہ کے
ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام مکتب مین تشریف لائے تو کوئی لڑکا ہم سن اُنکا نظر نہ آیا تلاش مین اُنکے گھر گئے
اور اُنکے مان باپ سے اپنے دوستون کا حال پوچھا کہا معلوم نہین کہان گئے ہین حضرت عیسے علیہ السلام کو ایک
صاحب کی طرف سے معلوم ہوا کہ فلانے مکان مین کھیلتے ہین پھر اس مکان کے دروازے پر تشریف لائے
اور کہنے لگے اس مکان مین کون ہی دربان نے کہا اسمین خوکین بھری ہین حضرت عیسے نے فرمایا خوکین ہونگی
اور خود پھر کر چلے آئے جب دربان نے مکان کا پھاٹک کھولا تو بالکل خوکین بھری تھین یہ خبر بنی اسرائیل مین
مشہور ہوئی اور اکثر لوگ عیسےؑ کے قتل پر مستعد ہوے کہ حضرت مریم انکو لیکر جانب مصر بھاگین اور تفسیر
کبیر مین امام رازی نے لکھا ہی کہ جب حضرت عیسے علیہ السلام پیدا ہوے تو یہود نے جانا کہ اسی شخص کی خبر
توریت مین ہی اور یہی شخص ناسخ ہمارے دین کا ہی اس سبب سے حضرت مریم کو حرام کار ٹھہرایا اور حضرت عیسیٰ کو
ولدالزنا و ساحر عیاذا باللہ عما یقول الظالمون پھر جب عیسےؑ نے معجزات دکھلائے اور آپ کو پیغمبر کہنے لگے تب
قتل کرنے پر مستعد ہوے ناچار حضرت عیسے و مریم کو ہجرت کرنا پڑی واللہ اعلم اخبار الدول مین ہی کہ اس
عرصہ مین بیت المقدس تحت حکومت سلطان قسطنطنین بعد ہیرودوش ہو گیا تھا وہ بھی یہود کا معین و مددگار ہوا
کہ حضرت عیسےؑ و مریم جانب مصر بھاگے بعضون کے نزدیک یوسف نجار ایک گدہے پر سوار کرا کے لے گیا
اور بارہ برس مصر مین رہے اور بعضون کے نزدیک فرشتون نے اپنے پرون پر اُٹھا کر مدینہ دمشق مین ڈال دیا
بحر و تقدیر جواہر التفسیر مین ہی کہ اول ایک شہر یا قریہ پڑا وہان کے زمیندار نے بوفور اخلاق اپنے گھر اتارا
اور نہایت عاجزی و انکسار سے پیش آیا کہ جب انکے حضور مین آتا تو نہایت ادب سے بیٹھتا اور خندان لب
تازہ رو باتین کیا کرتا ایک دن خلاف عادت سخت مغموم آیا حضرت مریم نے اسکی عورت سے سبب پوچھا
اُسنے اپنے خاوند سے استفسار کیا کہ تو آج کس سبب سے پریشان ہی اُسنے کہا کہ بادشاہ رعایا سے ضیافت
کا خواستگار ہی چنانچہ اکثر مالدارون نے ادا کی ہی اب میری باری ہی اور مجکو ظاہرا استطاعت نہین ہی اور جو بھاگ
جاؤن تو خفت ہوگی اور جو انکار کرون تو بخل کی ذلت ہی ع نے روے سفر کردن و نی روے اقامت ہ سو
مین اسی وجہ سے آج غمگین و افسردہ ہون اس عورت نے حضرت مریم سے یہ ماجرا کہا انکو رحم آیا تو اپنے
صاحبزادے سے کہنے لگین کہ تم دعا کرو تا کہ مہم میزبان سرانجام پکڑے فرمایا مجکو آپکے ارشاد مین عذر
نہین ہی لیکن بعد اس واقعہ کے فتنہ برپا ہوگا حضرت مریم نے فرمایا مہمان کو رعایت میزبان واجب ہی
اور اللہ جو کچھ چاہتا ہی کرتا ہی ناگزیر حضرت عیسے علیہ السلام نے زمیندار سے فرمایا کہ بروز ضیافت دیگین وغیرہ
ظروف آب پاک سے بھر دینا اور مجکو خبر کرنا کہ مین اپنے اللہ سے دعا کرونگا وہ انمین ہر قسم کا کھانا بھر دیگا آخرکار
بتاریخ معینہ زمیندار نے ویساہی کیا اور حضرت عیسے نے اپنا دم پھونکا اور دعا کی کہ تمام ظروف پر آب طرح طرح

مرگ سے اسوقت تک عذاب مین گرفتار تھا حضرت عیسیٰ نے اسکا حال دریافت کرکے دعوت ایمان فرمائی
کہ وہ کافر شورستان غوایت سے سرچشمۂ ہدایت مین پہونچا اور کلمۂ شہادت زبان سے کہکر توحید اور ایمان پر
پھر مرگیا تب اس جوان فراق رسیدہ نے التماس کیا کہ یا حضرت مجھسے غلطی واقع ہوئی حضرت عیسےٰ علیہ السلام
متبسم ہوے اور اسکی عورت کی قبر پر تشریف لے گئے اللہ تعالےٰ نے انکی دعا سے اس عورت کو زندہ
کیا کہ وہ جوان اپنی عورت لیکر جانب شہر روانہ ہوا راہ مین ایک شہزادے نے اس عورت کو دیکھا عاشق ہوکر
مدعی ہوا کہ یہ عورت ہماری لونڈی ہے اسکو تو کہان لیے جاتا ہے اسنے کہا میری عورت ہے اس عورت نے
انکار کیا اور کہا کہ مین شہزادے کی لونڈی ہون اور شہزادے کے ساتھ گئی وہ جوان روتا ہوا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی خدمت مین کہ آنجناب اسوقت تک قبرستان مین تھے حاضر ہوا اور اپنا ماجرا کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اسی جوان کے ساتھ شہزادے پاس تشریف لائے اور اس شہزادے کو نصیحت فرمائی اسنے نہ مانی تب عورت
کی طرف متوجہ ہوے اسنے صورت موت اور حیات سے انکار کیا اور بے ایمان ہوگئی حالانکہ زندگی مین حضرت
عیسیٰ کا ایمان رکھتی تھی آخرکار حضرت عیسیٰ کی دعا سے ہلاک ہوئی حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ یہ عجب ماجرا ہے کہ
ایک شخص کافر مرا تھا زندہ ہوکر اسلام لایا اور باایمان اس جہان سے اٹھا اور یہ عورت ایماندار تھی مرتد ہوکر مری
یہ نکتہ سر قضا و قدر سے ہے وہم اور خیال اس واقعہ سے عاجز اور عقل اہل کمال اس قصہ سے بیخبر ہے ؏ آن راز
بت کدہ بدر کعبہ رونمود + دین راز صومعہ سوے دیر مغان کشید + انجو بپاے حکم قضا و قدر بستہ ست + آنجا
بپاے وہم خرد کے توان رسید + فائدہ حکما کہتے ہین کہ عورتون کے عہد پر مطمئن ہونا بیخردون کا کام ہے انکے عہد
کو وفا اور انکی وفا کو بقا نہین بلکہ حسن عہد انسے طلب کرنا ایسا ہے جیسے سہیل کو ثریا سے جمع کرنا اور انسے امید رکھنا
ایسا ہی جیسے نہال گل آتش گلخن مین بونا وفاداری کمال عقل سے متعلق ہے ناقصۃ العقل سے ممکن نہین ؏ رسم وفا
چشم مدار از زنان + نیست مروت صفت رہزنان + ہرکہ ازین قوم وفا چشم داشت + فائدہ کم دید زتخمے کہ
کاشت + ؏ ذکر ہمہ خالی وفا + مصرعہ از زن طلب وفا خیالیست محال + القصہ یہ معجزات حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے دکھلاے تو منکرین بولے کہ صورت مرغ کی مٹی سے بنا کر اڑانا شعبدہ ہے اور اندھا اچھا
کرنا طبیبون کا کام ہے اور حکمت عملی سے تعلق ہے اور مردہ کا زندہ کرنا جادو ہے سو یہ باتین ہمارے خیال
مین نہین جمتین اگر عیسیٰ مسیحا ہے تو ہمکو اطلاع کرے کہ ہمنے شام کو کیا کھایا ہے اور صبح کے واسطے کیا رکھا ہے تب
حضرت عیسیٰ نے پانچوین نشانی کا اظہار شروع کیا کہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم یعنے بتا دیتا ہون
تمکو جو کھا کر آؤ اور جو رکھ آؤ اپنے گھرون مین فائدہ یہودیون کی یہ حماقت تھی کہ ایسا معجزہ ایسے نبی اولوالعزم
سے طلب کرتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مکتب کے لڑکون سے کہدیتے کہ آج تمھارے
ماں باپ نے یہ کھایا ہے اور تمھارے لیے یہ رکھا ہے سو وہ لڑکے اپنے گھر آکر احوال کہتے اور کبھو جو وہ کھانا نہ ملتا
تو وہ روتے اور کہتے کہ تمنے فلانی چیز آج کھائی ہمارا حصہ نہین کھا اسپر انکے ماں باپ سخت حیران ہوتے کہ

رحمۃ اللہ علیہ کو سپرد کر گئی کہ حضرت نے اسکو ریاضت و مجاہدہ مین ڈالا بعد چندے وہ عورت اپنے بیٹے کو دیکھنے
آئی تو وہ ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا لیے ہوئے دروازے پر بیٹھا تھا اور نہایت نحیف و ضعیف ہو گیا تھا پھر وہ
عورت خانقاہ مین حاضر ہوئی تو حضرت غوث الاعظم کھانا کھاتے تھے اور استخوان مرغ علیحدہ رکھتے جاتے تھے
اس عورت نے یہ حال دیکھکر التماس کیا کہ اے شیخ آپ مرغ کھاتے ہین اور میرے فرزند کو جو کی روٹی
عنایت ہوتی ہی تب حضرت نے ہڈیون کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا قم باذن اللہ وہ ہڈیان مرغ ہو گئین اسی طرح
ایک مرتبہ حضرت غوث الاعظم کسی طرف تشریف لیے جاتے تھے اثناء راہ ایک نصرانی اور مسلمان سے گفتگو
ہوتی تھی نصرانی کہتا تھا کہ عیسیٰ افضل ہین اور مسلمان کہتا تھا کہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم افضل ہین جب دونون
نے آنجناب کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آپ اس مقدمہ مین حکم ہون آنحضرت نے مسلمان سے کہا تو اپنی دلیل
بیان کر اسنے کہا کہ ہمارے پیغمبر خدا خاتم الانبیا ہین یہی فضیلت کافی ہی نصرانی بولا ہمارے عیسیٰ مردہ زندہ کرتے
تھے حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ یہ وجہ فضیلت کی نہین ہو سکتی یہ بات ادنےٰ لوگ امت محمدیہ کے کر سکتے ہین
نصرانی نے کہا اگر یہ ثابت ہو تو ایمان لاؤن آنحضرت اسکو لیکر قبرستان مین گئے اور ایک قبر کہنہ پر کھڑے ہو کر
فرمایا قم اسی وقت قبر شق ہوئی اور ایک شخص نکلا اسی وقت وہ نصرانی مسلمان ہوا علیٰ ہذا القیاس اکثر اولیاء امت
مرحومہ سے اس طرح کی کرامات ظاہر ہوئی ہین چنانچہ امام قشیری لکھتے ہین کہ ابراہیم ابن شیبان فرماتے تھے
کہ ایک جوان راسخ العقیدت میرے دوستون مین تھا وہ مر گیا مجھکو سخت رنج ہوا جب اسکو غسل دینے لگا
تو میرے دل مین آیا کہ اسکو زندہ کرون سو مین نے دونون ہاتھ اسکے پکڑ کے کھڑا کر دیا وہ زندہ ہو گیا اسیطرح
ایک دن سہل بن عبد اللہ تستری ذکر حق مین مشغول تھے ایک شخص آیا اسنے کہا اگر ذکر حق تمھارا سچ ہے
تو میرا مردہ زندہ کر دو وہ کھڑے ہو گئے اور اسکے موتے کے پاس گئے اور اپنا ہاتھ اسپر رکھدیا وہ زندہ ہو گیا
اور بھی یہ حضرت ایک دن کسی طرف جاتے تھے اور ایک گھوڑے پر سوار تھے سو وہ گھوڑا مر گیا یہ متحیر ہوے
اور حضرت حق مین مستدعی کہ آتی ہی گھوڑا بصرہ تک عاریت ملے وہان پہونچکر واپس کرونگا خدا نے اسی گھوڑے
کو پھر زندہ کیا کہ ابن عبد اللہ اسی پر سوار ہو کر داخل بصرہ ہوے اور اپنے بیٹے سے فرمایا زین کھول
رکھو وہ بولا عرق موجود ہی فی الجملہ خشک ہو جاوے تو زین کھولونگا فرمایا یہ گھوڑا عاریت لے آیا ہون صرف
زین میلا ہی چنانکہ زین کھولتے وہ گھوڑا مر گیا بالجملہ اس قسم کی کرامات حد حصر سے خارج اولیاء امت محمدیہ سے
صادر ہوئی ہین اور معجزہ ابراء اکمہ و ابرص جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار یا پانچ مرتبہ صادر ہوا ہمارے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے اکثر ظاہر ہوا چنانچہ باسناد صحیح ثابت ہی کہ معاذ ابن عفرا نے ایک
عورت سے نکاح کیا لوگون نے عورت سے کہا معاذ کو بیماری برص کی ہی اس عورت کو ایک نوع کی کراہت
پیدا ہوئی تو اسنے زفاف سے انکار کیا معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض
کیا حضرت صلعم نے ایک لکڑی موضع برص پر لگا دی فی الفور برص زائل ہو گیا اسی طرح روایت ہی کہ ایک

کے طعام و شراب سے پر ہوے اور بادشاہ نے مع لشکر کھانا کھایا اور شراب نوش فرمائی پھر بادشاہ نے پوچھا یہ
شراب تونے کہان پائی اُس غریب نے ایک قریہ کا نام بتایا بادشاہ نے کہا غلط ہی اُسنے اور نام لیا تب بادشاہ
اختلاف بیان سے ناراض ہوا کہ اب تو واجب القتل ہی کیونکہ خلاف گوئی مین آدمی قتل کیا جاتا ہی بہت
راست بیان کرنا چار اُسنے اصل حال ظاہر کیا اندنون بادشاہ کا بیٹا مر گیا تھا اُسنے خیال کیا جو شخص ایسا ہی
کہ اسکے دم کی تاثیر سے آب خالص طعام ہو جاتا ہی وہ مردہ بھی زندہ کرتا ہوگا سو بادشاہ نے بکمال تعظیم
دست بستہ حضرت مسیح علیہ السلام سے التماس کیا کہ میرے بیٹے کو زندہ کیجیے حضرت عیسے علیہ السلام نے
فرمایا اس معجزہ سے فساد وفتنہ برپا ہوگا صبر کر اُسنے نہایت اصرار کیا تب حضرت نے فرمایا کہ اگر تیرا بیٹا زندہ
ہوجاے تو مجکو مع والدہ کے رہائی دینا کہ جہان چاہون چلا جاؤن کوئی تعرض نہ کرے اُسنے قبول کیا تب
حضرت عیسی مسیح نے دعا کی کہ وہ مردہ زندہ ہوا اسی وقت ارکین سلطنت نے یہ خیال کیا کہ یہ بادشاہ ظالم ہی
اور ہم لوگ اسکے دست تعدی سے بیزار ہین مگر اسکے مرنے کے بعد امید نجات رکھتے تھے اب کہ اسکا بیٹا زندہ ہوا
تو بعد موت پدر اریکہ آراے سلطنت ہوگا و بمقتضاے الولد سر لابیہ وہی ظلم جاری کریگا جس طرح
سبنے ان دونون کو قتل کرنا واجب ہی چنانچہ فوج کے لوگون نے بادشاہ کو مع ولیعہد قتل کیا اور مال و اسباب
لوٹ لیا اور یہ خبر مشہور ہوئی قوم یہود بھی مطلع ہوے وہ حضرت عیسے علیہ السلام کی تلاش مین نکلے سو
آنحضرت مع اپنی مان کے جنگل کی طرف بھاگے **فائدہ** احیاے میت کا معجزہ انجیلون کی تفصیلی روایات سے
دو مرتبہ ثابت ہوتا ہی ایک کوئی لڑکی تھی جو اسی وقت شاید مری تھی اُسکو حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا
تھا کہ مری نہین ہی سوتی ہی دوسرے تیسرے دن عازر کو زندہ کیا تھا اور اُسمین نہایت تضرع وزاری
کی نوبت پہونچی تب اللہ نے اُسکو قبر سے اُٹھایا جس طرح سلاطین کی اول کتاب کے پہلے باب مین ایلیا
کا معجزہ احیاء میت کا دعاے مالک سے لکھا ہی اور ہمارے حضرت صلعم سے یہ معجزہ کئی مرتبہ ظاہر ہوا ہی
ازانجملہ ایک مرتبہ بکری ذبح ہوئی اسکا گوشت پکایا گیا اور کھا لیا گیا مگر ہڈیان یکجا تھین حضرت صلعم نے
اُن ہڈیون کو جمع کر کے زندہ کیا اور ایک دفعہ ایک شخص کی لڑکی مر گئی اُسنے حضرت صلعم سے درخواست
کی آنحضرت اُسکے جنازہ پر تشریف لے گئے اور پکار کر فرمایا تجھے اُس عالم مین رہنا خوش آتا ہی یا اس
عالم مین آنا اسنے کفن سے مُنہ کھول کر کہا مجھے دنیا مین آنا قبول نہین ہی کذا فی المواہب اللدنیۃ اور ایک
مرتبہ خیبر مین بزغالہ مسموم نے زندہ ہو کر کہا لاتاکل منی فانی مسموم اور حدیث شریف سے ثابت ہی کہ آنجناب نے
اپنے والدین کو زندہ کیا کہ وہ ایمان لاے اسی طرح اور بھی کئی معجزے ہوے ہین کہ معجزات مین مذکور ہونگے
کاتب الحروف کے نزدیک یہ معجزہ کچھ بڑے معجزات مین معدود نہین ہی یہ تو امت مرحومہ کے اولیاؤن
کی کرامات مین داخل ہی اور اسکو صرف ہمت کا ایک شمہ جانتے ہین چنانچہ عبداللہ یافعی نے خلاصۃ المفاخر
و تاریخ یافعی مین لکھا ہے کہ ایک عورت اپنا بیٹا حضرت سلطان الاولیا سید عبدالقادر جیلانی

یہ ہے کہ حواری ایک لفظ ہے بنائی گئی اسکے لیے جو خالص و برگزیدہ ہو اور نسبت اسکی لفظی ہے جس طرح کرسی کما یقال
خاصۃ الرجل حواریہ کذا فی الجواہر معالم مین قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے بھی بارہ حواری تھے ابوبکر صدیق عمر ابن خطاب عثمان ابن عفان علی ابن ابی طالب حمزہ ابن عبد المطلب
جعفر ذی الجناحین ابن ابیطالب ابو عبیدہ ابن الجراح عثمان ابن مظعون طلحہ ابن عبد اللہ زبیر ابن العوام سعد
ابن ابی وقاص عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ **فائدہ** مراد نصرت سے جو آیۃ کریمہ آل عمران مین
ہے نصرت بحجت ہے نہ بشمشیر کیونکہ حضرت عیسے علیہ السلام مامور بجہاد و قتال نہ تھے بلکہ احکام انجیل ملاطفات سے
بھرے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ استنصار بنابر حمایت تھا خواہ بنابر امتیاز مخلص و موافق اس مقام سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام شاید حضرت عیسے علیہ السلام نے اسوقت فرمایا ہے کہ جب یہود گرفتار کرکے داعیہ صلیب
رکھتے تھے اور حضرت نے مژدہ سفر آسمانی جانب حق سے سن لیا تھا تب فرمایا کون ہے میرا مددگار کہ ظاہر
کرنے والا دعوت کا اور قوت دینے والا شریعت میری کا بعد میرے ہو حواریون نے کہا نحن انصار اللہ
اگر کوئی کہے کہ جواب مطابق سوال یون ہونا تھا کہ نحن انصارک تو جواب یہ ہے کہ نظر حواریون کی حق پر تھی اور
متابعت عیسٰے خدا کے لیے کرتے تھے اسلیے انصار اللہ بولے اور شاید اسی سبب سے امت حضرت
عیسٰے کی نصارٰی کہلاتی ہے بالجملہ حضرت عیسے علیہ السلام اس مقام سے مع اپنے یارون کے روانہ ہوے
اور اندلس مین پہونچے وہان قحط پڑا حواریون نے کہا ای عیسٰے مریم کے بیٹے تیرا خدا کرسکتا ہے کہ ہمپر خوان بھرا
ہوا اتارے آسمان سے کما قال اللہ یا عیسے بن مریم ہل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء تب حضرت عیسے
نے فرمایا ڈرو اللہ سے اگر تمکو یقین ہے بندے کو چاہیے اللہ کو نہ آزمائے کہ میرا کہا مانتا ہے یا نہین گو خداوند کتنی ہی
مہربانی کرے کما قال اللہ قال اتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین یہ سنکر کہنے لگے ہم چاہتے ہین کہ اسمین سے کھائین
اور آرام پکڑین ہمارے دل اور ہم جانین کہ تونے ہمکو سچ بتلایا اور ہم رہین اسپر گواہ کما قال اللہ تعالے
قالوا نرید ان ناکل منہا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیہا من الشاہدین یہ قول حواریون کا بطور معذرت
ہے کہ ہمکو قدرت کاملہ حق تعالے مین کسی طرح شک و شبہہ نہین معاذ اللہ کہ اسکی قدرت مین ہم شک کرین بلکہ برکت
کی امید پر مانگتے ہین تاکہ ہم اس سے متمتع ہون اور قلوب ہمارے مطمئن ہون اور تمھارا یہ معجزہ عالم مین مشہور
ہوجاوے اور تمھاری شریعت قوت پکڑے اور ہم اسکی گواہی دین نعوذ باللہ متہاہم کچھ بطور آزمایش امتحان یہ سوال
نہین کرتے الغرض حضرت عیسے علیہ السلام نے حواریون سے فرمایا تیس دن روزہ رہو اور اللہ سے خوان مانگو چنانچہ
تیس دن صائم رہے بعد اسکے کہنے لگے ای عیسٰے ہم جس کسی کی خدمت کرین گے وہ کھانے کو دیگا ہماری
درخواست یہ ہے کہ تم ہمارے واسطے اللہ سے مانگ دو حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ حضرت عیسٰی
جنگل مین گئے اور کملی اوڑھکر سر برہنہ نہایت عاجزی سے ہاتھ اٹھاکر یون دعا کی ای اللہ رب ہمارے اتار
ہمپر خوان بھرا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے پہلون اور پچھلون کو اور نشانی تیری طرف سے

ایک رنگریز کے سپرد کیا تفسیر جواہر مین ہی کہ جب رنگریز کے پاس حضرت عیسےٰ علیہ السلام تفویض ہوے
وہ سردار تھا سو اُسکی دوکان پر کام کرنے لگے ایک دن عجیب اتفاق ہوا کہ مالک دوکان کو سفر کرنا پڑا
اُسنے حضرت سے کہا مین بیع رنگ کے واسطے ایک شہر کو جاتا ہون اور چند تھان انکو سپرد کیے اور کہا کہ انکو برنگ
مختلف طیار کر رکھنا اور ہر ایک کپڑے پر ایک ایک تاگا رنگ مطلوب کا باندھا اور خود روانہ ہوا حضرت
عیسٰیؑ نے وہ سب تھان ایک ہی خم مین ڈالدیئے اتفاقاً مالک دوکان اُسی دن کسی وجہ سے پلٹ آیا اُسنے
وہ تھان نہ دیکھے پوچھا وہ تھان کیا ہوے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کہا اس خم مین ڈالے ہین وہ
نہایت ناخوش ہوا اور کہنے لگا تمنے مزدوری میری ضایع کی اور تھان خراب کیے مین اُنکے مالکون کو کیا
جواب دونگا حضرت عیسٰےؑ نے فوراً سب تھان نکالے تو سب کا رنگ مختلف موافق خواہش مالکون کے تھا
اُسی وقت وہ سردار رنگریزون کا ایمان لایا ؎ زرنگہا ہمہ یکرنگ گر شوی چو مسیح + ہزار رنگ برآری
ازان خم یکرنگ ۔ فائدہ حضرت مریمؑ کا پیشہ دری سے مقصد یہ تھا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کسی پیشہ مین مشہور
ہونگے تو انکو کوئی پیغمبر و رسول بجانیگا اور یہود کے ضرر و ایذا سے محفوظ رہینگے اور صحیح یہ ہی کہ حضرت
عیسےٰ کے یار دھوبی تھے اور اس طرح ایمان لائے کہ جب آنجناب اُنکے پاس پہونچے تو وہ کپڑے
دھورہے تھے حضرت نے فرمایا کہ مین اس سے زیادہ سودمند بات تمکو بتلاؤن وہ بولے وہ بات کیا ہی
فرمایا اپنے قلوب دھویا کرو وہ ایمان لائے بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ اسی کا اشارہ قرآن مین سورۂ آل
عمران مین ہی فلما احس عیسی منہم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ آمنا باللہ و
اشہد بانا مسلمون یعنے پھر جب معلوم کیا عیسےٰ نے بنی اسرائیل کا کفر بولا کون ہی کہ مدد کرے میری اللہ کی
راہ مین کہا حواریون نے ہم ہین مدد کرنے والے اللہ کے ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہمنے حکم مانا
فائدہ تفاسیر معتبرہ سے پیدا ہی کہ یاران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ تھے اور پیشہ گازری کا اختیار رہا ماجرے
آنجناب کیا ہی صورت اُسکی یہ واقع ہوئی کہ یہ لوگ قبائل و عشائر اپنے چھوڑ کر حضرت عیسٰیؑ کے ہمراہ ہوے
جب بھوکے ہوتے تو کہتے یا روح اللہ ہم بھوکے ہین آنجناب کی دعا سے طعام پاکیزہ و لطیف اُنکو ملتا اور
جب پیاسے ہوتے تو عطشنا یا روح اللہ کہتے حضرت کی دعا سے آب شیرین ظاہر ہوتا ایک روز کہنے
لگے کہ فی الحال عالم مین ہم سے کوئی افضل ہی فرمایا تم سے وہ لوگ بزرگ ہین جو بزور بازو کھاتے اور کھلاتے
ہین اُنکو غیرت آئی تب یہ پیشہ اختیار کیا اُنھین کو حواری بولتے ہین اور حواری لغت مین بمعنے گازر و سفید
پوست آیا ہی شاید وجہ تسمیہ یہ ہو کہ حور بفتحتین اصل لغت مین شدت بیاض کا نام ہی ولہذا زرہ سفید کو حواری
کہتے ہین اور یہ لوگ سفید کپڑے پہنتے تھے اور کپڑون کو دھو کر سفید بھی کرتے تھے مگر اہل تحقیق کہتے ہین کہ
اثر عبادت و مجاہدہ سے انکے چہرون پر نور کی چمک تھی لہذا حواری کہلائے اور بعضے کہتے ہین کہ حواری بفتح و
تشدید یا بمعنی وزیر و شایستۂ خلافت و یاری دہندہ آیا ہی اور ظاہر ہی کہ یہ لوگ حضرت عیسٰیؑ کے وزیر تھے اور حقیقت

بھی روتی تھی اور بزروے اشارہ اقرار گناہ کرتے تھے اور کوچہ و بزرن مین نجاست کھاتے پھرتے تھے اور بعد تین روز کے مرگئے یہ عذاب اول یہودیون حضرت داؤدؑ کے عہد مین ہوا تھا پیچھے کسی کو نہین ہوا نعوذ باللہ منہ اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا اس قصہ مین مسلمان کو عبرت ہر کہ اپنا مدعا بخرق عادت نہ چاہیے پھر اسکی شکر گذاری بہت مشکل ہر بلکہ اسباب ظاہری پر قناعت کرے تو بہتر ہر **فائدہ** اس قصہ سے ثابت ہوا کہ حق تعالے کے آگے حمایت پیش نہین جاتی ہر مگر جسکو حمایت کا اذن ہو چنانچہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن حکم ہوگا تفسیر جواہر مین مختار القصص سے نقل کیا ہر کہ اطراف نصیبین مین ایک بادشاہ تھا توانا اور فرمان روا حضرت عیسیٰؑ و مریمؑ کا دشمن اور بغض و کینہ مین مصروف ہمہ تن بانیم تبہ کہ اگر اسکی رعایا مین کوئی شخص نام عیسےٰ علیہ السلام کا زبان پر لاتا تو اسکی زبان کاٹ ڈالتا اور جو شخص انکی بدی کرتا اسکو انواع خلعت و انعام سے سرفراز فرماتا اللہ جل شانہ نے چاہا کہ وہ بادشاہ حضرت عیسےٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہو لہذا ارشاد ہوا کہ ای ابن مریم فلان بادشاہ کو دعوت ایمان فرما اور ابواب ہدایت و ولالت کلید تبلیغ رسالت سے اسکی رعایا پر کھول حضرت عیسےٰؑ نے حواریون کو ساتھ لیا اور نزدیک شہر کے پہونچکر ارشاد کیا کون شخص ہی جو اس شہر مین آواز کرے کہ عیسےٰ بندہ اور فرستادہ خدا تمھارے شہر مین آیا ہر ؎

مژدہ کز گردون مہ خورشید سیما میرسد + زندہ شو ای مردہ دل کا نیک مسیحا میرسد + یعقوب حواری نے عرض کیا کہ مین تمھارے تشریف لانے کی خبر شہر مین پہونچاؤنگا حضرت عیسےٰ نے کہا تو جا لیکن تو اول وہ شخص ہی کہ بے ایمان ہو جائیگا تب توماں نے کہا مجھکو اجازت ہو تو مین ہمراہ یعقوب کے جاؤن حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا جا تو بھی بلا مین پڑیگا پھر شمعون نے التماس کیا کہ یا روح اللہ اگر ارشاد ہو تو مین ثالث انکا ہون حضرت عیسےٰ نے فرمایا مضائقہ نہین پھر شمعون نے دست بستہ گذارش کی کہ مجھکو یہ اجازت ہو کہ بمقتضاے وقت کلام کرون حضرت عیسیٰؑ نے اجازت دی بالجملہ تینون حواری رخصت ہو کر چلے اور شمعون نے یعقوب و توماں کو پیش پیش بھیجا اور کہدیا کہ تم اپنا کام کرو مین متفحص احوال رہونگا کہ اگر کچھ بلا آوے تو اسکی دفع کی تدبیر کرون چنانچہ یعقوب و توماں شہر مین داخل ہوے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے شہر والون کو خبر دی شہر کے لوگون کو اول سے انکی خبر معلوم ہو چکی تھی سو وہ لوگ گالیان دے رہے تھے جب ان دونون نے شور کیا کہ ای قوم سرگشتہ عیسیٰ تشریف لائے ہین تم لوگ جلد استقبال کرکے لاؤ اور اسکا دین قبول کرو سب لوگون نے یکبارہ ہجوم کرکے کہا اس کلام کا کہنے والا کون ہی یعقوب غوغاے عام سے پریشان ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے پھر گیا مگر توماں کو غیرت دین لاحق ہوئی اسنے وہی کلام مکرر کیا ہر چند اکثر لوگون نے منع کیا اسنے نہ مانا اور بعضون نے مارا اسنے اپنے قول سے منہ نہ موڑا ؎ آنجا کہ فنہاے کمال ارادت است + ہر چند جور بیش محبت زیادت است + آخر توماں کو بادشاہ کے پاس لے گئے اسنے ہاتھ پیر کاٹ کر گھورے پر ڈال دیا یہ خبر شمعون کو پہونچی وہ بادشاہ

اور روزی دے ہمکو اور تو ہی بہتر روزی دینے والا کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ المائدۃ اللھم ربنا انزل علینا
مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا وآیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین تب جناب حق سے ارشاد
ہوا انی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العالمین یعنے اللہ نے فرمایا مین اُتارونگا
وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم مین ناشکری کرے اسکے بعد تو مین اُسکو عذاب کرونگا جو نہ کرونگا کسی کو جہان مین
چنانچہ بروایت اکثر مفسرین اللہ صاحب نے ایک سفرہ سرخ مابین دو ٹکڑون ابر کے بروز یکشنبہ نازل
فرمایا یہ دیکھکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روئے اور کہنے لگے اللھم اجعلنی من الشاکرین پھر فرمایا اللہ تو اس خوان کو
رحمت گردان کہین عقوبت نہو جاے اور وضو فرماکر نماز پڑھی پھر بسم اللہ خیر الرازقین کہکر سرپوش اُتارا تو ایک
مچھلی بلا پوست و خار تلی ہوئی نکلی کہ ایک طرف اُسکے نمک تھا اور دوسری طرف سرکہ اور گھی اُسمین سے ٹپکتا
تھا اور بارہ گردے نان کے اور پانچ انار اور چند خرمے تھے اور بعض کے نزدیک پانچ روٹیان تھین ایک پر
روغن زیتون دوسری پر شہد تیسری پر گھی چوتھی پر پنیر پانچوین پر خشک گوشت اور چند قسم کے بقولات بھی
تھے فائدہ مائدہ مین اختلاف ہی کہ نازل ہوا یا نہین مجاہد و حسن بصری کہتے ہین نازل نہین ہوا اور اکثر
صحابہ قائل ہین کہ نازل ہوا اور جیسا نزول مین اختلاف ہی ویسا ہی اُسکی صفت مین بھی اختلاف ہی سعید بن جبیر
نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ سواے خمر و گوشت ہر ایک شی ماکول خوان مین تھی اور نزدیک قتادہ
کے میوہ بہشت تھا اور کلبی کے نزدیک نان و نقل اور وہب ابن منبہ کے نزدیک قرص نان و ماہی بالجملہ
شمعون حواری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا یہ کھانا بہشت کا ہی یا دنیا کا فرمایا دونون سے خارج
ہی یعنے قدرت کاملہ حق ہی نہ دنیا کا ہی نہ آخرت کا پس شکر کرو اور کھاؤ حواری بولے یا روح اللہ اور کوئی
معجزہ دکھلاؤ تاکہ زیادہ یقین ہو حضرت نے خوان والی مچھلی کو کہا قم باذن اللہ وہ جنبش کرنے لگی اور پھر بحالت
اصلی ہو گئی مگر حواریون نے اس مائدہ سے کچھ نہ کھایا کیونکہ تہدید الٰہی سن چکے تھے ناچار حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے فقیرون بیمارون کو کھلایا اور فرمایا تمھارے واسطے یہ عطا ہی اور وہمیون کے لیے بلا موا ہب علیہ مین ہی
کہ ایک ہزار تین سو آدمیون نے کھایا اور خوان اُسی طرح بھرا رہا اور محتاج تونگر ہوے اور بیمارون نے
شفا پائی بعد اُسکے وہ خوان آسمان پر اُٹھایا گیا دوسرے دن چاشت کے وقت پھر نازل ہوا مگر زاہدی
و مدارک و انوار التنزیل مین ہی کہ صرف ایکدن نازل ہوا تھا پھر نہین اُترا اور بعض کہتے ہین کہ سات دن آیا
اور بعضے کہتے ہین تین دن آیا اور بعضے کہتے ہین چالیس دن آیا کیا مگر ایک روز کا وقفہ ہوتا تھا اور محتاج و تونگر
سب کو ملتا تھا آخر حکم الٰہی ہوا کہ یہ حق محتاجون کا ہی تونگرون و مالدارون کو نہ دینا چاہیے یہ بات مالدارون کو
ناخوش آئی اُنھون نے خوان مین شبہہ کیا اور کہنے لگے کہ یہ سحر ہی اس قصور مین تیرہ سو آدمی بقول صاحب بیضاوی بقول علامہ
بغوی تین سو تینتیس و بقول صاحب تفسیر زاہدی پانچہزار خوک و بندر ہو گئے بالجملہ جب لوگون نے یہ احوال دیکھا
تو عذاب الٰہی سے ڈرے اور حضرت روح اللہ سے رجوع لائے کہ حضرت بہت روئے اور جماعت ممسوخہ

اگر زندہ کردے تو اُسکا ایمان لانا واجب ہی اور اگر نہ کر سکے تو جو کچھ ظلم اور جور اُسپر اور اُسکے توابع پر مقتضاے
وقت ہو کرنا چاہیے شمعون کا کلام بادشاہ نے پسند فرماکر حضرت عیسیٰؑ کو بلوایا وہ تشریف لائے تو بادشاہ مشاہدہ ہیبت
اور جلال سے سخت متعجب ہوا ؎ رُخ نمودی وز عبرت دلم از دست برفت + کیست کان روے نکو بیند و حیران
نشود ؎ اور شمعون سے کہنے لگا کہ تو عیسیٰؑ سے گفتگو کر شمعون نے کہا کہ ای عیسیٰؑ تو مان کہ مبتلاے بلا ہی
دعوی کرتا ہی کہ تو خدا کا رسول ہی فرمایا وہ سچا ہی بیشک مین بندہ اور رسول خدا ہون شمعون نے کہا پھر یہ بھی
اُسنے بیان کیا ہی کہ جس بیمار پر تیرا ہاتھ لگے وہ چنگا ہو جاے فرمایا درست ہی اور جو یقین نہو تجربہ کر لو شمعون نے
کہا بادشاہ شرط کرتا ہی کہ اگر یہ بات نہو سکیگی تو قتل کرونگا فرمایا مضائقہ نہین حاضرین محفل نے کہا اول اپنے بیمار
یعنے تومان مبتلا کو اچھا کیجیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بسم اللہ کہکر ہاتھ پیر تومان کے اُسکے بدن سے ملا کر
دعا کی فی الحال اُسکے اعضا بریدہ باہم ملگئے اور تومان چنگا ہو کر اُٹھا دیکھنے والے سخت متحیر ہوے اور اطراف
و جوانب شہر مین آمد عیسیٰ علیہ السلام کا شور پڑا سلمان فارسی سے منقول ہی کہ اس شہر کا جو بیمار حاضر ہوا اُسنے
صحت پائی پھر شمعون نے کہا مجکو تبلایئے کہ مین نے رات کو کیا کھایا ہی اور صبح کے واسطے کیا رکھا ہی حضرت
عیسیٰ نے جملہ حاضرین کا حال بیان کر دیا بعد اسکے شمعون نے مٹی سے مرغ بنوایا کہ حضرت عیسیٰؑ نے اُسمین
دم پھونکا وہ اُڑگیا پھر شمعون نے کہا اور ایک امر عظیم درپیش ہی یعنے احیاء موتے فرمایا کہ اللہ قادر ہی کہ میری دعا
سے مردہ زندہ کرے بادشاہ نے صلاح کر کے یہ قرار دیا کہ سام ابن نوح علیہ السلام کو زندہ کرانا چاہیے چنانچہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع بادشاہ اور اعیان مملکت سام ابن نوح علیہ السلام کی قبر پر تشریف لائے اور دو
رکعت نماز ادا کر کے حضرت باری سے ملتجی ہوے کہ ای خالق لایزال سام کو زندہ کردے قبر سام پھٹ گئی
اور سام ابن نوح با محاسن سفید نکل کھڑے ہوے ؎ بوے محبوب کہ بر خاک احبا گذرد ؎ نہ عجب باشد
اگر زندہ شود عظم رمیم ؎ اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ ای بادشاہ یہ عیسیٰؑ روح اللہ مریم صدیقہ
کا بیٹا ہی اسکی متابعت کر بادشاہ مع اپنی قوم کے ایمان لایا اور سات ہزار آدمی اور غیر قوم کا تابعدار ہوا روایت
صحیح یہ ہی کہ حضرت عیسیٰؑ نے سام ابن نوح علیہ السلام سے پوچھا کہ تمھارے زمانے مین بال سفید نہوتے تھے
آپکے بال کس طرح سفید ہوے حضرت سام نے جواب دیا کہ مین نے تمھاری آواز سے جانا کہ قیامت قائم
ہوئی ہی اس خوف سے میرے بال سفید ہوگئے کہ آیۃ یوماً یجعل الولدان شیبا اسپر دلیل ہی پھر حضرت عیسیٰؑ نے
پوچھا کہ تمکو اس عالم سے انتقال کیے کتنے روز ہوے بولے چار ہزار برس فرمایا کہ اگر اب تمھارا ارادہ اس عالم
کے قیام کا ہو تو مین دعا کرون تب سام ابن نوح علیہ السلام نے کہا کہ مجکو اب تک تلخی مرگ بھولی نہین ہی اور
آخر کار موت ہی الغرض حضرت سام قبر مین در آئے تب بھی وہ لوگ ایمان نہ لاے مگر حواریون کو چھوڑ دیا حضرت
عیسیٰ علیہ السلام مع اپنی مان کے بیت المقدس مین تشریف لائے تو یہودیون کے جاسوسون نے یسوعؑ سردار
کو خبر پہونچائی وہ تلاش مین چلا حضرت عیسیٰؑ اپنے یارون کو لیکر ایک گھر مین چھپ رہے یا کسی غار مین

لہ [illegible]

کے پاس حاضر ہوے اور پوچھنے لگے کہ اس بیچارے نے کیا قصور کیا ہی جو ایسے عذاب مین گرفتار ہی اہل
شہر نے مرد غریب جان کر جھڑک دیا اور کہا مصرعہ ترا با این فضولیہا چہ کار است + تب شمعون نے خواص
بادشاہی سے ملاقات کر کے کہا کہ مین مسافر بیکس ہون اس شخص کا حال دیکھکر چلا آیا تاکہ مین بھی اسکے جرم سے
مطلع ہو جاؤن کہ اگر مجھسے کوئی شخص اور شہر مین اسکی حقیقت دریافت کرے تو مین مفصل بیان کرون تا ہم
کسی نے اسکا جواب نہ دیا شمعون نے کہا ؎ نسبت بغریبان ہمہ جا شرط کرم ہست + چون ست کہ این قاعدہ
در شہر شما نیست + یہ کلام بادشاہ نے سنا تو اسکو رحم آیا اُسنے اپنے قریب بلا کر فرمایا کہ تو کیا کہتا ہی مین تیرے
کلام کا جواب دیتا ہون شمعون نے کہا کہ یہ غریب بیکس کسلیے گرفتار ہی اُسنے کہا یہ شخص علیٰ کی تعریف کرتا تھا
اور مین عیسیٰ سے عداوت رکھتا ہون سو جو کوئی دشمن کی تعریف کرے اسکی سزا یہی ہی کیونکہ دشمن کا دوست
دشمن ہوتا ہی شمعون نے کہا عیسیٰ کون شخص ہی اور تمسے اُسسے عداوت کا سبب کیا ہی بادشاہ نے جواب دیا
کہ مین نے سنا ہی کہ عیسےٰ دعوی کرتا ہی کہ مین بے باپ کے پیدا ہوا ہون اور یہ بات نہایت خلاف عقل ہی
اور مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ اسکی مان جھوٹی ہی اور طرفہ تر یہ ہی کہ اس حالت پر دین قدیم کو باطل کرتا ہی اور دین جدید
جاری کیا چاہتا ہی شمعون نے کہا کہ یہ تو گمان فاسد ہی کیونکہ تمنے عیسےٰ کو اپنی آنکھون سے نہین دیکھا اور اسکا دعوے
اپنے کانون سے نہین سُنا اور یہ بھی معلوم نہین ہی کہ یہ غریب گرفتار اپنے دعوی پر کچھ دلیل بھی رکھتا ہی یا بلا دلیل حضرت عیسیٰ
کی تعریف کرتا ہی اگر اجازت ملے تو مین اس بیچارے سے کچھ پوچھون بادشاہ نے تومان کو بلایا شمعون نے بآواز بلند
اُس سے کہا کہ تو کیا کہتا ہی اُسنے کہا مین کہتا ہون عیسی عبد اللہ و روح اللہ و کلمۃ اللہ شمعون نے کہا اگر اس دعوے پر
کوئی دلیل ہو تو پیش کر اُسنے کہا عیسیٰ بیمارون کو اچھا کرتا ہی اپنے دم سے اور اندھے اور کوڑھی کو چنگا کرتا ہی شمعون نے
کہا اطبا ء حاذق بھی ایسا کام کر سکتے ہین سوائے اسکے اور بھی کوئی دلیل عقلی ہی تومان نے کہا عیسی علیہ السلام
بتا دیتے ہین جو کچھ چیز لوگون نے کھائی اور اپنے گھر رکھی ہو شمعون نے کہا کاہن اور رمال بھی ایسا کر سکتے ہین اور
کوئی بھی دلیل ہی تومان نے کہا عیسےٰ علیہ السلام مٹی سے مرغ بنا کر اپنا دم پھونکتے ہین وہ اڑنے لگتا ہی شمعون
نے کہا یہ تو ساحر اور شعبدے باز بھی کر سکتے ہین اگر کوئی اور برہان عقلی رکھتا ہو پیش کر تومان نے کہا عیسی علیہ السلام
مردے کو زندہ کرتے ہین شمعون نے کہا کہ یہ دلیل البتہ بہت مضبوط اور قوی ہی کیونکہ سواے خالق لایزال کے
کوئی شخص زندہ نہین کر سکتا مگر وہ کہ جسکو اللہ نے حکم دیا ہو ؎ ساحری دیگر و افعال خدائی دگر است + سامری
باید بیضا چہ تواند کردن + پھر شمعون نے بطور تاکید و تحقیق تومان سے کہا کہ اگر عیسےٰ اس امر سے عاجز ہوا تو
بادشاہ کو اختیار ہی جو کچھ تیرے اور تیرے صاحب کے ساتھ چاہے کرے تومان نے کہا مضائقہ نہین اگر
عیسےٰ سے یہ معجزات ظاہر نہو سکین تو بادشاہ کو میرے قتل کرنے کا اختیار ہی مصرعہ گر این سخن خلاف شود خون
من بریز + اب شمعون نے کہا کہ بادشاہ عیسےٰ کو طلب کر کے جو کچھ اس مجرم نے بیان کیا ہی پوچھے اگر عیسےٰ
انکار کرے تو یہ گرفتار واجب القتل ہی اور اگر اقرار کرے تو دو حال سے خالی نہین یا مردہ زندہ کریگا یا نہ کر سکیگا

بمعنے قابضک یعنے لینے والا ہون تجکو اپنی طرف و رافعک الی من الدنیا من غیر موت یعنے اٹھانیوالا ہون اپنی طرف دنیا سے بلا موت پس اس صورت مین جملہ رافعک عطف تفسیری ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ جب آیۃ کریمہ انی متوفیک و رافعک نازل ہوئی تو حضرت عیسے علیہ السلام نے اپنے یارون کو خبر دی اور چند وصیتین فرمائین تب انھون نے پوچھا یا نبی اللہ زمان آیندہ مین کوئی پیغمبر افضل تجھسے ظاہر ہوگا فرمایا ہان نبی عربی امی پوچھا کہان ہوگا فرمایا ارض تہامہ مین پھر سوال کیا کہ کس قبیلہ مین ہوگا کہا قریش مین بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و خصوصیات کا ذکر کیا اور کہا کہ انکی امت کے علما برابر انبیا ء اس زمانہ کے ہونگے تم لوگ اپنی اولاد کو وصیت کرتے رہنا کہ میرا اسلام اُنکو پہونچاوین یہ کلام فرما کر شمعون کو خلیفہ کیا فائدہ ملاحظہ اناجیل ہندی و فارسی و عربی سے معلوم ہوتا ہی کہ منجملہ بارہ یارون کے ایک یہودا بھی تھا کہ اُسی نے حضرت عیسیٰ کا نشان دیا اور مرتد ہو کر مرا یہ طرفہ ماجرا ہی کہ سب اصحاب عیسیٰ کے روح القدس سے بقول عیسائیان مستفیض تھے با این ہمہ اس قسم کی حرکت اُنسے کس طرح صادر ہوئی چنانچہ انجیل اول مین کہ اٹھارہ سو چودہ مین ترجمہ ہوئی موجود ہی اور جسوقت یسوع کہہ رہا تھا وہین یہودا جو اُن بارہ مین سے ایک تھا لوگون کو لیے ہوے تلوارین اور سونٹے لیکر آیا اور اُسے دستگیر کیا اور پکڑ لیا سب شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگے مین کہتا ہون کہ یہ نصاریٰ کی تہمت ہی جسطرح شمعون بطرس کی نسبت انجیل مین تہمت لکھی ہی کہ جھوٹھ بولے اور نامردی کی اور عیسیٰ نے انکو شیطان کہا اور اُسنے اُنکے قول کو رد کیا چنانچہ سولھوین باب انجیل مین جو ۱۸۱۶ء مین ترجمہ ہوئی لکھا ہی او التفات نمودہ بطرس را گفت کہ ای شیطان از عقب من دور شو کہ موجب صدمہ ہستی اور نسخہ ۱۸۱۴ء مین ہی اُسنے متوجہ ہو کر بطرس کو کہا ای شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لیے ٹھوکر کھلانے والا پتھر ہی اور اُس وقت عیسے نے اُنھین کہا تم سب میری بابت آج کی رات ٹھوکر کھاؤگے بطرس نے جواب دیا کہ تیری بابت سب ٹھوکر کھاینگے مین کبھی ٹھوکر نہ کھاؤنگا عیسے نے اُس سے کہا تو آج کی رات مُرغ کی بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کریگا بطرس نے کہا کہ اگر میرا مرنا تیرے ساتھ ضرور ہو تو بھی تیرا انکار نہ کرون اور سب شاگردون نے یہی کہا اور جب یہودا نے گرفتار کرایا تو بطرس سردار کاہن کے دیوانخانہ تک ساتھ چلا گیا ایک سہیلی بطرس کے پاس آئی اور بولی کہ عیسے کے ساتھ تو بھی تھا اسنے سب کے آگے انکار کیا اور جب وہ دہلیز سے باہر آیا ایک دوسرے نے اسکو دیکھکر کہا کہ یہ شخص بھی عیسائی ناصری کے ساتھ تھا اُسنے پھر قسم کھا کے انکار کیا کہ مین اُس شخص کو نہین جانتا اور تھوڑی دیر پیچھے وے جو وہان کھڑے تھے بطرس پاس آئے اور بولے کہ بیشک تو بھی انھین مین سے ہی اسوقت اسنے لعنت کرکے اور قسمین کھا کر کہا کہ مین اُسے نہین جانتا اور مُرغ نے وہین بانگ دی اور بطرس کو عیسےٰ کی بات یاد آئی تب وہ باہر جا کر زار زار رویا انتہےٰ القصہ جب یہودنا یہودا کو سولی دے چکے تو پکارنے لگے کہ ہمنے عیسے کو مارا جب اندھیرا گیا اور صبح ہو گئی تو یہودا پہچانا گیا اور اسوقت یہودیون مین مفسدہ عظیم برپا ہوا کہ ستر ہزار آدمی اس فساد مین ناحق مارے گئے اسی کا اشارہ ہی دکرداد مکر اللہ

دب رہے اور اپنے یارون سے صلاح اور تقویٰ کی وصیت فرمائی اور سفر آسمانی سے اطلاع بخشی تو اُنکے سب
یار رونے لگے اسپر حضرت عیسیٰ نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ آج رات کو تم لوگون سے ایک شخص مجھکو تھوڑے
دامون پر بیچ ڈالیگا اور صبح نہونے پاویگی کہ وہ شخص مارا جائیگا چنانچہ یہودا منافق نے تیس درم کے بدلے
گھر سے یا غار سے نکلکر یہودیون کو بتلایا کہ حضرت عیسیٰ اس جگہ ہین تب یشوع سردار یہود نے اس مقام کے
گرد چوکیدار مقرر کردیے تاکہ عیسیٰ علیہ السلام نکلنے نہ پاوین اسی رات مین حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف
لائے اور پیغام الٰہی پہونچایا کہ سورۂ آل عمران مین ارشاد ہوا یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی و
مطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ یعنے اے عیسیٰ مین تجکو پھیر
لونگا اور اُٹھا لونگا اپنی طرف اور پاک کردونگا کافرون سے اور رکھونگا تیرے توابع کو منکرون پر غالب قیامت
تک **فائدہ** اوّل تابع حضرت عیسیٰ کے نصاریٰ تھے بعد اسکے مسلمان ہین سو دونون کا غلبہ ظاہر ہی یہود
کی حکومت کسی جا عالم مین پائی نہین جاتی جس جگہ ہین ذلیل وخوار ہین القصہ یہودیون نے قریب طلوع صبح
یہودا حواری کو اپنے آگے مقدمۃ الجیش کیا اور بقصد قتل پیغمبر و اصحاب پیغمبر روانہ ہوے جب یہودا داخل خانہ
یا غار ہوا اصحاب عیسیٰ علیہ السلام سرک گئے خداوند تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اُٹھا لیا اور یہودا کو بصورت
عیسیٰ کردیا یہودیون نے اسی کو سولی دی ولنعم ما قیل ؎ ہر کہ راے خرد برد در راہ + چون بہ بینی خود افتد
اندر چاہ + ومن حفر بیرًا لاخیہ وقع فیہ اور بعضے ثقات بیان کرتے ہین کہ زمان بعثت حضرت عیسیٰ علیہ السلام
مین ایک فرعون وش نے بنی اسرائیل پر غلبہ پایا حضرت عیسیٰ کو حکم ہوا کہ اسکو دعوت کرو آنجناب نے اسکو
سمجھایا اُسنے قبول نہ کیا بلکہ قتل پر مستعد ہوگیا اسی عرصہ مین حضرت نے ایک روز مسجد بیت المقدس مین
منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ سنیچر کا دن یہود کے واسطے بنا بر عبادت توریت مین مقرر تھا اب وہ حکم منسوخ ہوا
میری کتاب انجیل سے سو مین حکم دیتا ہون کہ یکشنبہ کو عبادت کیا کرو اور شنبہ کو دنیا کے کام مین مصروف
رہو یہود کو یہ کلام نہایت سخت معلوم ہوا بولے کہ جتنے پیغمبر بنی اسرائیل مین ہوے کسی نے شریعت موسویہ
پر ہاتھ نہین ڈالا یہ طفل بے پدر کتاب موسیٰ کو منسوخ کرتا ہی اب ہم اسکو مارینگے ہر چند اس حرکت سے
اُسوقت کے ایمان دارون نے روکا مگر یہودیون نے نہ مانا آخر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پوشیدہ ہو رہے
اور وحی آئی یا عیسیٰ انی متوفیک تفسیر مدارک مین معنے متوفیک کئی طرح سے بیان کیے ہین ایک بمعنے متوفی
توفیہ یعنے کامل کرنے والا ہون مدت عمر کو اور نگاہ رکھنے والا ہون قتل کافرون سے اور مارنے والا ہون
موت سے دوسرے اُٹھالنے والا ہون تجکو اپنی طرف زمین سے تیسرے مارنے والا ہون تجکو تیرے وقت
مین بعد نازل ہونے کے آسمان سے اور فی الحال اُٹھانے والا ہون کیونکہ حرف واو بنا بر جمع آیا
ہی والترتیب لیس بلازم چوتھے وفات دینے والا تیرے نفس کا ہون سوتے مین اور اُٹھانے والا ہون
تجکو جب سوتا ہو تاکہ تجھے خوف نہو اور بیدار ہو اُس حال مین کہ آسمان پر ہو مقرب اور تفسیر جلالین مین ہی متوفیک

حال تحریف کتب

تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال **فائدہ** بعض اہل تاریخ نے کتب اسرائیلیہ سے اکثر روایات اپنی کتابون مین اس مقام پر
درج کی ہین چونکہ فقیر مولف اس کتاب کو انپر اعتماد نہین ہوا نقل کرنا اُنکا فضول سمجھا جنکو ملاحظہ انکا منظور
ہو اُن کتابون کو دیکھے ورنہ مجموعہ توریت و انجیل کہ عربی و فارسی و ہندی فی الحال ہر جگہ دستیاب ہوتی ہین دیکھ
لیوے لیکن ہرگز ہرگز ان اخبار پر اعتماد کرنا مسلمانون پر جائز نہین کیونکہ کوئی روایت ان کتابون کی بسند متصل
ثابت نہین ہوتی چنانچہ استفسار مین مولوی آل حسن صاحب موہانی لکھتے ہین اور یہ تو خود عیسائیون کی تحریر سے
واضح ہی کہ موسیٰ کی کتاب کے جملے بعضے ایسے ہین کہ دلالت انکی اس بات پر ہی کہ موسیٰ کا یہ کلام نہین عزیر نے
ملائے ہین یہ کلام انکا غلط محض ہی عزیر پر تہمت کرتے ہین اور صموئیل کی کتاب پہلے کی ابواب ۴ و ۵ و ۶ و ۷
سے ظاہر ہی کہ جس صندوق کو حضرت موسے علیہ السلام نے سونے سے مڑھ کر بڑے اہتمام سے حسب تصریحات
توریت بنایا تھا اور اُسکی مجاورت کے احکام بیان کیے تھے اب اُسکا نشان بھی نہین ملتا اس سے معلوم
ہوا کہ اُسکی نقلین منتشر نہین ہوئین اور سوائے اشارات کے کسی کو اُسکا حال بھی معلوم نہین ہوا پھر
مجموعۂ توریت کب قابل اعتبار ہو سکتا ہی اور انجیلون کی تالیف کی تاریخون مین ایسا اختلاف فاحش ہی کہ اُس
سے سند متصل ہاتھ نہین لگتی اور جو اختلافات اور تحریفین و فسادات کتب عہد عتیق و عہد جدید مین واقع ہوے
ہین اگر کوئی شخص انکو نکال کر لکھے تو ایک کتاب علیحدہ ضخیم تالیف کرنا پڑے گی مگر مسلمان کو تو تضیع اوقات ہی
اور کچھ فائدہ نہین بلکہ اسکو اسی قدر کافی ہی کہ خود حمایت کرنے والے توریت و انجیل کے قایل تفاوت و نقصان
ہین چنانچہ مولوی سید آل حسن موہانی نے استفسار مین اس امر کو بقدر ضروری باحسن وجہ بیان کیا ہی از انجملہ لکھا
ہی کہ اربانوس ہشتم صاحب کلیسائے روم قدیم نے جسنے بیبل کو سال یکہزار و ششصد و بست و پنج مسیحی مین عربی
و لاطینی زبان مین اکثر علمائے مسیحی کی اعانت سے لکھوایا ہی ایک مقدمہ بیبل کی صفت مین لکھا ہی اُس سے
واضح ہی کہ بیبل کی اصل کتابون مین عبرانی ہون یا یونانی کچھ نقصان و فساد و خرابیان واقع ہوئی ہین اور جو
عربی ترجمہ قدیم سے چلا آتا ہی اُسمین بہت غلطیان ہین اسلیے پوپ سرکس ہارونی نے باستجازت بڑے پوپ اربانوس
تامن کے اکثر علمائے مسیحی عبرانی و یونانی و عربی اہل لسان کو جمع کر کے اس نسخے کی اصلاح کی ہی اور اختلافات
صرف ترجمۂ عربی مین نہین ہین بلکہ عبرانی و یونانی سے یعنے اصل توریت و انجیل کا بھی یہی حال ہی اور اسکا سبب یہ ہی
کہ اگلے پیغمبرون اور پوپون نے عمداً اس سے چشم پوشی کی ہی اسلیے کہ روح القدس نہین چاہتا ہی کہ خدا کا کلام بندون
کے مقرر کیے ہوے نحوی قاعدون کا مقید ہو یہ خلاصہ ہی اس مقدمے کا اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ یہ کتابین قابل
اعتبار نہین ہین کیونکہ اس قسم کی کتابین گویا دستاویز ہوتی ہین اور یہ ظاہر ہی کہ جب دستاویز مین اس قسم کا
نقصان ہوتا ہی تو وہ ساری دستاویز بے اعتبار ہو جاتی ہی اور اس قسم کی غلطیون اور اختلافون کو سہو کاتب پر محمول کرنا
خالی از حماقت نہین ہی بالجملہ فقیر کاتب الحروف نے جو تراجم کتب عہد عتیق یعنے کہنہ ویران نے جو قبل عیسے علیہ السلام
سے ہین اور کتب عہد جدید یعنے عیسے علیہ السلام کی انجیل اور اُن کے بعد کی تصنیفات حوارین ملاحظہ

واللہ خیر الماکرین یعنے فریب کیا ان کافرون نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ بہتر ہی سبب سے پوشیدہ
نرہے کہ بعض کے نزدیک مکر یہود یہ تھا کہ ابطال شریعت عیسویہ مین سعی و کوشش کرتے تھے اور دل سے
چاہتے تھے کہ دین عیسوی ظاہر نہو خداوند تعالےٰ نے اسکی سزا مین یہود کو ذلیل و خوار کیا کہ ہمیشہ مقہور اور
بے اعتبار رہتے ہین اور بعض کے نزدیک مکر یہ تھا کہ ایذا دہی حضرت عیسے علیہ السلام اور ابتاع آنجناب
مین سرگرم رہتے تھے اللہ نے بادشاہ فارس کو غلبہ دیا کہ اکثر یہود کو قتل کیا اور اکثر کو گرفتار کرکے مملوک
بنایا اور محمد اسحاق سے مفاتیح الغیب مین روایت ہی کہ مکر یہود یہ تھا کہ بعد رفع عیسے علیہ السلام انکے یارون کو
گرفتار کرکے ننگا کیا اور آفتاب مین بٹھلایا اسکی سزا مین شاہ روم نے غلبہ پایا اور دین عیسوی قبول کرکے
قتل یہود پر مستعد ہوا کہ اسنے جس جگہ پایا ذلیل کروا کے قتل کیا فائدہ یہود کو ابتک یقین نہین ہی کہ ہمنے عیسی علیہ السلام
کو قتل کیا جنانکہ اللہ صاحب فرماتے ہین ومالہم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً یعنے کچھ نہین انکو اسکی خبر
مگر اٹکل پر چلنا اور اسکو مارا نہین بیشک اور نصاری بھی پہلے سے کہتے تھے کہ نہین مارا وہ زندہ ہین لیکن
تحقیق نہین سمجھنے کتنی باتین کہتے ہین یعنے بعضے کہتے ہین کہ بدن کو مارا روح اللہ تعالی کے پاس چڑھ گئی
اور بعضے کہتے ہین مارا تھا مگر تین دن کے بعد زندہ ہوکر جسم سے چڑھ گئے ہر طرح وہ بات نہین ہوتی کہ عیسی
کو نہین مارا سو یہ خبر اللہ ہی کو ہی اسنے فرمایا کہ انکی صورت کو مارا کما قال ولکن شبہ لہم اور نصاری وقت گرفتاری
کے علیحدہ ہوگئے تھے اور یہود بھی اسوقت تک نہ پہونچے تھے الغرض اسوقت کی خبر نہ انکو نہ انکو کذا فی
موضح القرآن بالجملہ صرف اللہ کے ارشاد سے ہمکو یقین کامل ہی کہ حضرت عیسیٰ کو نہین مارا وہ آسمان چہارم
پر زندہ ہین قیامت تک رہینگے اور اسی طہارت و پاکی مین ہین جس طرح اٹھائے گئے تھے اور وہی پوشاک
پہنے ہین جو اس عالم سے پہن کر گئے تھے اور غذا انکی ذکر الٰہی ہی اور جب تک اس عالم مین تشریف لاوین
اسی کیفیت سے رہینگے معارف حسبی مین لکھا ہی کہ تین ساعت دن باقی تھا جب حضرت عیسی علیہ السلام
مرفوع ہوے اور بعد چند روز کے پھر نازل ہوے اور حواریون کو ہدایت کرکے چلے گئے اور حضرت حق نے
انسے سلب حیات کرکے پھر زندہ کیا اور صورت کو بصورت فرشتہ کر دیا اور اکثر ثقات سے روایت ہی کہ بیت المعمور
مین مقیم ہین اور طبع بشری انسے زائل کر دیگئی ہی حضرت بصری رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام
تیرہ برس کی عمر مین مبعوث بہ نبوت ہوے اور تینتیس برس کی عمر مین مرفوع اور بعضے بعثت انکی سترہ برس
کی عمر مین لکھتے ہین اور ستائیسوین برس مین آسمان کا جانا بیان کرتے ہین اور معارف مین ہی کہ جب اللہ تعالے
نے حضرت عیسیٰ کو اٹھایا تو بیالیس برس کے تھے اور بارہ برس کے تھے اسوقت انجیل عنایت ہوئی اور
اس عرصہ مین اقامت آنجناب شہر ناصرہ مین تھی اسی سبب سے امت انکی نصاری کہلاتی ہی مگر معالم مین
لکھا ہی کہ مریم جب حاملہ ہوئین تو تیرہ برس کی تھین اور آٹھ مہینے کے بعد عیسے پیدا ہوے اور شروع تلثین
مین نبی ہوے اور ماہ رمضان شب قدر مین بعمر تینتیس برس کے مرفوع ہوے اور مکان رفع کا بیت المقدس

تک کلیسیہ یونانی اور لاطینی مین واجب التسلیم تھا اور آج تک بھی اُنکے گرجون مین پڑھا جاتا ہے اور اکسٹائن جو بہت بڑا
عالم محقق اور مفسر عیسائی گذرا ہے قائل ہے کہ یہود نے بلاشبہ تاریخون واردات مندرجہ کتب عہد عتیق مین نسخہ عبری
کے بیچ مین واسطے دشمنی دین مسیحی اور غیر معتبر کرنے ترجمہ یونانی کے تحریف کی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ تحریف درمیان
سنہ ۱۳۰ عیسوی کے یہود سے سرزد ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ یہود نے کئی پیشین گوئیان نکال ڈالین ورہارلیعاب
اسی تفسیر کی جلد چہارم کے صفحہ شصت و دو مین لکھتا ہے کہ عزرا نے لوگون سے کہا تھا کہ یہ عید فصح کا کھانا ہمارے
خداوند نجات دہندہ اور پناہ کا کھانا ہے تو سمجھو کہ اگر تم خداوند کو اس نشان سے اچھا سمجھو گے اور اسپر ایمان لاؤ گے
تو یہ زمین کبھی ویران نہوگی اور اگر تم اسپر ایمان نہ لاؤ گے اور اسکا وعظ نہ سنو گے تو تم غیر قومون کی ہنسائی کا سبب
ہو گے سو اس فقرے کو یہودیون نے نکال ڈالا عبری سے اور بعضے کہتے ہین کہ یہود کے عالمون نے بشارات
مسیح کو بہت بری طرح سے بگاڑ ڈالا ہے چنانچہ وارڈ صاحب نے اپنی کتاب اغلاط نامہ کے مقدمہ کے صفحہ ۱۰۷
نسخہ منطبعہ سنہ ۱۸۴۱ع مین لکھا ہے اور بعض عیسائی مثل ڈاکٹر ہیلز وغیرہ کے سامری کو صحیح کہتے ہین اور
الزام تحریف یہود کو دیتے ہین پس انکے نزدیک عبری و یونانی جس جگہ مخالفت قوی رکھتے ہین محرف
ہین اور ایک فرقہ عبری کو صحیح کہتا ہے اور بلا تحریف بتلاتا ہے انکو نسخہ یونانی و سامری کو محرف کہنا مواضع مخالفت
مین ضرور پڑتا ہے با این ہمہ عبری کے اکثر مواضع مین ناچار ہو کر تحریف کا اقرار کرتا ہے الغرض کوئی عبری کو معتبر
کہتا ہے اور یونانی و سامری کو محرف اور کوئی عبری کو محرف بتلاتا ہے یونانی کو قابل اعتبار اور کوئی سامری کو معتبر
کہتا ہے اور یونانی کو محرف پس ایسی اصل کتابون اور انکے ترجمون کا کیا اعتبار ہے جسمین سے کوئی مورخ اہل اسلام
بلا سند اپنی کتاب مین نقل کرے اور واسطے ظہور اختلاف کے ایک بات اس جگہ لکھے دیتا ہون تاکہ ناظرین تمام
تمام مضامین کو ایسا ہی گمان کرین گو بعض مقامات صحیح بھی ہون اور حقیقت مین اسمین کسی پیغمبر کا کلام یا کلام خدا بھی
ہو لیکن خالی از اشتباہ نہین دیکھو عبری مین زمانہ ولادت آدم علیہ السلام سے طوفان نوح علیہ السلام تک ایکہزار
چھ سو چھپن لکھا ہے اور اکثر یونانی نسخون مین دو ہزار دو سو باسٹھ اور ایک نسخے مین دو ہزار دو سو بیالیس اور
سامری مین ایک ہزار تین سو سات اور دیکھو نسخہ سامری مین عمر نوح علیہ السلام وقت طوفان چھ سو برس کی اور عمر
آدم علیہ السلام نو سو تیس کی لکھی ہے تو اس سے واضح ہے کہ نوح علیہ السلام وقت وفات ابوالبشر دو سو تئیس برس
کے تھے حالانکہ عبری و یونانی اسکی تکذیب کرتی ہین اسلیے کہ موافق عبری کے ایک سو چھبیس برس بعد وفات
آدم علیہ السلام کے نوح علیہ السلام پیدا ہوے ہین اور موافق اکثر نسخون یونانی کے سات سو بتیس برس بعد
اور یوسیفس یہودی جسکو عیسائی بڑا مورخ قبول کرتے ہین زمانہ کو دو ہزار دو سو چھپن بیان کرتا ہے اور تینون
نسخون کو غیر معتبر کہتا ہے اسی طرح صدہا مقام مین عبری و سامری و یونانی باقرار مسیحیون کے مختلف و محرف
ہین اور ایک طرفہ ماجرا اور ہے کہ بعض روایات توریت ظاہر مین غلط ہین اور بعضے باہم مختلف ایسے جیسے ہمارے
مذہب کی بعض احادیث احاد چنانکہ اس جگہ ایک روایت بطور نمونہ لکھی جاتی ہے کہ درس ہم باب ہم کتاب

ایسے تو معلوم ہوا کہ ان کتابون مین تحریف لفظی و معنوی بخوبی ظہور مین آتی ہے اور تحریف عبارت ہے تبدیل سخن سے اگر از روے معنے ہے تو معنوی ہے اور جو از روے لفظ ہے تو لفظی ہے و مابہ النزاع با اہل اسلام و عیسائی لفظی ہے اور لفظی خواہ اس طرح پر ہو کہ ایک لفظ کو دوسرے لفظ کی جگہ رکھین خواہ کسی لفظ کو اپنی طرف سے کم و زیادہ کرین سو یہ بات خود یہودیون اور عیسائیون کے بڑے بڑے عالمون کی تحریر سے پائی جاتی ہے خلاصہ یہ کہ عہد عتیق کی کتابون کا حال نہایت خراب ہے اول تو اہل کتاب کے نزدیک کوئی سند قطعی اس امر کی نہین کہ عہد عتیق کی کتابین جنکی طرف منسوب ہین انھین کی تصنیف و تالیف ہین بلکہ اکثر کتابون مین بعض فقرے اور عبارتین دلیل قطعی اس امر کی ہین کہ مصنف انکے وہ لوگ نہین اور ان فقرون اور عبارتون مین سلفاً و خلفاً جمہور مسیحیون کو کوئی عذر سواے اسکے نہین کہ کسی نے سمجھے سے ملا دیے ہونگے اور رجماً بالغیب بعض فقرون کو کہتے ہین کہ کسی نبی نے الحاق کر دیے ہونگے حالانکہ اسکی بھی کوئی سند اب تک اُن کو نہین ملتی صرف اٹکل سے کہتے ہین اور باین ہمہ پادری لوگ عوام کے بہکانے کو اپنے رسالون مین لکھتے ہین کہ کتب اسناد مین با دلہ قطعیہ ثابت ہوا ہے سبحان اللہ اٹکل کو دلیل قطعی اور سند محکم کہنا انھین لوگون کا کام ہے اور عہد عتیق کی اڑتیس کتابین ہین جنکو سلف کے مسیحی درست بتلاتے ہین اور سواے انکے جو ہین اُنکے تسلیم و عدم تسلیم مین بڑا اختلاف ہے لیکن یہ کتابین واجب التسلیم مسیحیون اور یہودیون کی بھی ایسی ہین کہ اُنکے مصنفین مین بڑا اختلاف ہے کوئی بھی از روے سند ثابت نہین ہوئی ولہذا سامری لوگ سواے پانچ کتابون موسےٰ علیہ السلام کے اور ایک کتاب یوشعؑ اور کتاب القضات کے کسی کو نہین مانتے پھر اہل کتاب عہد عتیق کی کتابون سے پانچ کتابین یعنے کتاب پیدائش اور کتاب خروج اور کتاب احبار اور کتاب اشمار اور کتاب استثنا کو بخوبی تسلیم کرتے ہین کہ تصنیف موسےٰ علیہ السلام کی ہین مگر اُنکے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب تصنیف حضرت موسےٰ کی نہین ہین کہ اس بات پر اکثر درس و عبارتین دلیل ہین چنانکہ ایک ڈکسنری سنہ ۱۸۳۰ء مین امریکا مین چھپی ہے اور ہندوستان و انگلستان مین بھی ہے مصنف اُسکا لکھتا ہے کہ کتاب موسےٰ کے بعضے جملے موسےٰ کے نہین ہین اور بعض عبارتین موسےٰ کی عبارت سے میل نہین کھاتی اور اُنکو یقیناً ہم نہین کہہ سکتے کسی نے ملائے ہین اور جو بعضے جاہل اس قوم کے کہتے ہین کہ اگرچہ فقرے موسےٰ کی کتاب مین الحاقی ہین لیکن اس سے ساری کتاب جھوٹی نہین ہوتی اور اُسکی صداقت مین خلل نہین پڑتا یہ بات نہایت ضعیف ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جب کسی وثیقے مین ایک جگہ جعل بنا ثابت ہوتا ہے تو باقی وثیقہ اعتماد کے لائق نہین رہتا دوسرے یہ کہ اصل نسخہ عبری و سامری و یونانی باہم مختلف اور اس طرح پر انکے ترجمے عہد عتیق کی کتابون کے سب مختلف اس مرتبہ پر کہ بعض جگہ علماے اہل کتاب کو بھی گنجایش تاویل قوی یا ضعیف کی نہین ہے اور ناچار ہو کر سواے تحریف کے اور کچھ نہین کہہ سکتے بلکہ مضطرب اور دست پاچہ ہو کر عیسائی تین تھوک ہو گئے قدیم عیسائیون نے ترجمۂ یونانی کو صحیح ٹھہرایا اور وہی عہد حواریین سے پندرہ سو برس تک سندی رہا اور اسی کا حوالہ دیتے تھے اور اسی سے تمسک کرتے تھے اور اُس وقت

بعض نسخون ترجمہ لاطینی نسبت نامہ کو اس انجیل سے علحدہ کر دیا ہی اور انجیل مرقس کی بھی موافق قول چند عالمون
مسیحی کے گم ہی صرف ترجمہ یونانی موجود ہی اور بعض متقدمین کو اُسکے آخر باب پر شبہہ تھا اور انجیل لوقا کے باب
بست دوم کی بعض بعض جگہ پر علماے متقدمین اور ربانین اولین پر بعض علما شبہہ رکھتے تھے اور لوتھر صاحب
کو ان تینون انجیلون پر شبہہ تھا اور انکے نزدیک انجیلون مین صرف یوحنا کی انجیل صحیح تھی اور ایک بڑا عالم عیسائی
کہتا ہی کہ یہ انجیل اور نامی یوحنا کی تصنیف نہین ہین بلکہ کسی عیسائی نے دوسری صدی مین اُسکے نام سے لکھدی
ہین اور بعض عالمون عیسائی کے نزدیک ان انجیلون کا وقت تالیف روایت معتبر سے ثابت نہین ہوتا اور
نامہ عبرانی اور نامہ فلیمون اور دونون نامہ تمتی کو بعض علما نے مردود شمار کیا ہی اور کوئی سند اسکی نہین کہ نامہ عبرانیون
کا پولوس نے لکھا ہی اور نامہ دوم پترس اور نامہ دوم اور سوم یوحنا اور نامہ یعقوب اور نامہ یہودا اور بعض
فقرات نامہ اول یوحنا اور مشاہدات یوحنا کا حال ایسا ابتر و خراب ہی کہ قابل کہنے کے نہین اور محض از روے
زبردستی بلا سند اسکو حواریون کی طرف نسبت کرتے ہین اور بہت علما نے انکا انکار کیا ہی اور کونسل مین جو ۳۲۵ء
مین جمی تھی جمہور کے نزدیک واجب التسلیم نہ ٹھہرے اور کلیسیٔ عرب کے نامہ دوم پترس اور دوم وسوم
یوحنا اور نامہ یہودا اور مشاہدات کو نہین مانتے تھے اور کلیسیٔہ سریانی ابتک مانتا اور بلکہ مشاہدات کو بعض قدما
تصنیف ملحد کی بتلاتے تھے اور جو کونسل ۳۶۴ء مین جمی تھی یہ کتاب خارج رہی تھی مگر ۳۹۷ء کی کونسل سے
عیسائی اُسکو مانتے ہین لیکن اس کونسل والون کی کوئی سند نہین دوسرے یہ کہ اول طبقہ مسیحی مین جعلسازی
شروع ہوگئی تھی کہ یہ بات کلام لوقا اور پولوس سے ثابت ہی اور مفسرین عیسائی بھی اپنی تفسیرون مین لکھتے ہین
تیسرے یہ کہ عیسائیون کے مفسرین اور علما کے اقرار کے موافق اس انجیل مین بہت جگہ الحاق ہو گیا ہے
چوتھے یہ کہ علماے مسیحی خود قائل ہین کہ انجیل نویسون کی تحریر وہم و غلطی سے خالی نہین ہی پانچوین یہ کہ علماے
مسیحی کے نامدار لوگ اقرار کرتے ہین کہ سب تحریر انبیاے اسرائیلیہ اور حواریون کی الہامی نہین ہوتی اور
حواریون نے یہان تک کہ پطرس حواری نے بھی بعد نزول روح القدس کے (یعنی وحی یہ الہام اصطلاحی ۱۲) غلطی کی ہی چھٹوین یہ کہ انبیا اور
حواریون سے گناہ کبیرہ مثل ریا و بت پرستی اور کذب بھی باقرار علماے مسیحی ثابت ہوا ہی اور تبلیغ وحی مین جھوٹ
بولنا اُنسے پایا جاتا ہی ساتوین یہ کہ صدور کرامت و معجزہ دلیل نبوت نہین بلکہ اہل کتاب کے نزدیک دلیل ایمان کی
بھی نہین ہی پس بیان سے ظاہر ہوا کہ اس سارے مجموعۂ انجیل کی نہ کوئی سند ہی اور نہ سب الہامی ہی کیونکہ انجیل
متی جہان سے گم ہوئی صرف ترجمۂ یونانی رہا اور مرقس لوقا نہ حواری ہین اور نہ کلام اُنکے الہامی پس یہ تینون تو
یقیناً حواریون کی لکھی نہین ہین پھر ان تینون کو کلام نبوت کہنا خلاف انصاف ہی بلکہ یہ تینون بمنزلہ اور تاریخ کے
ہین باقی رہے نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم وسوم یوحنا و نامہ یعقوب اور نامہ یہودا اور کتاب مشاہدات سو انکو
مسلمان لوگ کبھی کسی طرح الہامی نہین جانتے اور کونسل کا ترجیح کا درباب مشاہدات ہمارے نزدیک ایسا ہی
ہی جیسے دراحکام کونسلی درباب اسکے کونسل مین کتاب وزدم اور دونون کتاب مقابیس وغیرہ کے حق مین

پیدایش مین وعدہ خدا کا حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہے یون ترجمہ ہندیہ سنہ ۱۸۲۲ع مین تیرے ساتھ مصر کو جاؤنگا مین تجھے مصر پھر لے آؤنگا اور یوسف اپنا ہاتھ تیری آنکھون پر رکھے گا اور ہندیہ سنہ ۱۸۴۴ مین تیرے ساتھ مصر کو جاؤنگا اور تجھے مصر پھر لاؤنگا اور فارسیہ سنہ ۱۸۳۹ع مین با تو روانہ مصر خواہم شد و من نیز ترا باز خواہم آورد الخ ترجمہ انگریزی سنہ ۱۸۱۹ و سنہ ۱۸۲۰ و سنہ ۱۸۳۳ و سنہ ۱۸۳۶ جو علماے پروٹسٹنٹون نے کیے ہین سب اسکے مطابق ہین اور ترجمہ سنہ ۱۸۴۴ کا جو رومن کاتلک نے کیا ہے موافق ہے اور مطابق اُنکے یہ وعدہ تھا کہ مین تجھے مصر واپس لاؤنگا حالانکہ یہ وعدہ ظاہر مین غلط ہوا اسلیے کہ یعقوب علیہ السلام کو زندہ پھرنا مصر سے نصیب نہوا بلکہ یقیناً مصر مین مرے اسی طرح اکثر مقام ہین اور با این ہمہ خرابی و اختلاف ایک طرہ اور ہے کہ ظاہر مین عیسائی توریت کا ادب کرتے ہین مگر حقیقت مین انکے سلف کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک نہ توریت قابل ادب ہے اور نہ مصنف توریت چنانچہ پولوس مقدس جو مسیحیون مین حواریون مین شمار کیے جاتے ہین درس ہیجدہم باب ہفتم مین نامہ عبرانیون مین لکھتے ہین ہندیہ سنہ ۱۸۴۱ پس اگلا حکم یعنے توریت اسلیے کہ کم زور اور بیفائدہ تھا بطلان پذیر ہے اور ہندیہ سنہ ۱۸۴۲ پس اگلا حکم اسلیے کہ کمزور و بیفائدہ تھا اٹھ گیا اور درس ہفتم باب ہشتم نامہ مذکور مین لکھتے ہین ہندیہ سنہ ۱۸۴۱ اگر وہ پہلا وثیقہ بے عیب نہوتا تو دوسرے کی جگہ تلاش کی نہوتی گار حواری صاحب نے اسی قدر کیا ہے کہ توریت عیب دار تھی و کمزور و بیفائدہ اور صدہا بنی آدم (?) اُنھین لوح حکمون کی پیروی کرنے کو مامور تھے لیکن انکے پیرو زیادہ اس سے کلمات تعظیم کے بہ نسبت توریت اور صاحب توریت کے فرماتے ہین چنانچہ لوتھر صاحب کہ بڑے عالم و مصلح دین عیسوی ہین اپنی کتابون مین لکھتے ہین کہ ہم نہ سنینگے اور نہ دیکھینگے موسیٰ کو اسلیے کہ وہ صرف یہودیون کے لیے تھا اور اُسکو ہمسے کسی چیز مین علاقہ نہین اور دوسری کتاب مین لکھتے ہین کہ ہم نہ قبول کرینگے موسیٰ کو اور نہ اسکی توریت کو اسلیے کہ وہ تو دشمن عیسیٰ کا تھا پھر لکھتے ہین کہ موسیٰ تو جلادون کا اُستاد ہے پھر لکھتے ہین کہ دس حکمون کو عیسائیون سے کچھ علاقہ نہین اُنکو خارج کرنا چاہیے کہ تمام بدعت ابھی موقوف ہوجاے کیونکہ یہ احکام چشمے سب بدعتون کے ہین مین کہتا ہون جس صورت مین کہ سرچشمے بدعتون کے نکالے جائین تو شرک و بت پرستی کرنا اور تعظیم والدین نہ کرنا اور ہمسایہ کو آزار دینا اور خون کرنا اور زنا کرنا اور گواہی کذب دینا ایک رکن عظیم ملت عیسویہ کا قرار پاتا ہے کیونکہ اُن سرچشمہ بدعات مین تاکید سے حکم توحید و تعظیم والدین و تعظیم یوم السبت و امتناع بت پرستی و قتل و زنا و چوری و آزار ہمسایہ کا ہے العیاذ باللہ اگر یہی دین عیسوی ہے جیسا ارشاد لوتھر صاحب سے نکلتا ہے تو اس دین کو دور سے سلام ہے اس سے بیدینی افضل ہے اور بیچارے ہنود ہزار درجہ اچھے ہین یہان تک جو لکھا گیا وہ حال عہد عتیق کی کتابون کا تھا اب کتب عہد جدید کا حال بیان کیا جاتا ہے اول یہ کہ موافق مذہب علماے نامدار عیسائیون کے انجیل متے کی عبری مین تھی سو وہ صفحہ عالم سے گم ہے صرف ترجمہ یونانی کہ جسکے مترجم کا بھی نام نہین معلوم موجود ہے اور بعض عیسائی باب اول و دوم اس انجیل کو الحاقی بتلاتے تھے اور

واقع ہوئین اور اسباب ان خرابیون کے کیا ہوے تو مین کہتا ہون کہ اسباب اسکے بہت ہین از انجملہ یہ کہ بخت نصر کے عہد مین بہت بڑی خرابی و تباہی یہود پر پڑی کہ ہیکل ڈھائی گئی اور اکثر یہود مارے بکڑے گئے اور پرانے نسخے کتابون عہد عتیق کے جو اسوقت تک باقی تھے برباد ہوے بعد یکہ جوعز یر علیہ السلام پیدا نہوتے اور وہ توریت کو پھر نہ لکھتے تو کلام نبوت کسی کے پاس صحیح اسوقت مین بھی نہ ہوتا از انجملہ بعد اس واقعہ کے ایک اور آفت یہود پر ایک سو اڑسٹھ برس پیش از ولادت مسیح علیہ السلام پڑی کہ اسمین سب نسخے جوعز یر علیہ السلام کے تھے اور جو نسخے ہاتھ آئے برباد ہوے باب اول کتاب اول مقابیس مین ہے کہ انیٹوکس شہنشاہ فرنگستان نے اورشلیم کو فتح کر کے عہد عتیق کی کتابون کے جتنے نسخے جہان سے اُسے ملے پھاڑ کر جلا دیے از انجملہ قریب ۳۷ برس کے عروج مسیح علیہ السلام سے حادثہ طیطوس رومی کا ہوا کہ اسمین گیارہ لاکھ یہودی قتل اور نوے ہزار اسیر ہوے از انجملہ تیس برس بعد عروج مسیح علیہ السلام کے بسبب عداوت شہنشاہون فرنگستان کے اول طبقے کے مسیحیون پر بڑی آفتین پڑین کہ قتل ہوے اور جلا وطن کیے گئے کہ اُنمین بطرس حواری مع زوجہ اور پولوس مقتول ہوے اور یوحنا جلا وطن کیے گئے اور یہ آفتین تین سو برس تک برابر رہین تو ان طبقون مین قلت کتب کی بدرجۂ غایت کیون نہ متصور ہو اور جو کچھ قلت سے کتب مقدسہ پائی جاتی تھین اُنمین سے اکثر قریب سنہ ۳۰۳ عیسوی کے بحکم شہنشاہ فرنگستان کے جلائی جاتی تھین کہ یہ بات تواریخ عیسائیون سے بخوبی ثابت ہے چنانچہ لارڈنر ساتوین جلد اپنی تفسیر کے صفحہ ۵۲۳ مین لکھتا ہے کہ ماہ مارچ سنہ ۱۹ جلوس ڈیوکلیشین مین فرمان جاری ہوا کہ کلیسے گرائے جاوین اور کتب جلائی جاوین از انجملہ عہد حواریین سے پندرہ سو برس تک معابد عیسائیہ مین ترجمہ یونانی مستعمل تھا اور جانب عبری انکے جمہور سلف متوجہ و ملتفت نہوتے تھے تو نسخہاے عبری بلحاظ حوادث مذکورہ بقلت جسقدر پائے جاتے تھے غالباً فرقہ یہود کے اور عیسائی گرجون مین شاید شکاً و تعیناً کہین کہین ہون اور یہود تو شرارت مین ضرب المثل ہین انکو فرصت تحریف ہاتھ آئی چنانچہ اُنھون نے ایک کونسل جمائی اور سب نسخے جو اپنے نسخے کے خلاف تھے الزام غلطی و اختلاف کا لگا کر جلائے اور اسی سبب سے مسیحی علما کو جو اٹھاروین صدی مین بنا بر تصحیح کتب مقدس مستعد ہوے کوئی نسخہ پورا عبری کا ایسا نہ ملا جو دسوین صدی سے پیشتر کا ہو چنانچہ اکثر مورخ عیسائی اپنی تواریخ مین لکھتے ہین جیسا ہارن صاحب اپنی تفسیر کی جلد دوسری مین لکھتا ہے از انجملہ سنہ ۳۳۰ھ سے اکثر فرقون پر حکمرانی پوپون کی شروع ہوئی اور سنہ ۸۳۳ھ مین تسلط انکا بخوبی ہو گیا اور بد دیانتی اُنکے ذرتے کی محتاج بیان نہین ہے چنانچہ لوتھر صاحب لکھتا ہے کہ اگر مین حاکم ہوتا تو خراباتی اور دغا باز پوپ اور اسکے توابع کو سمندر مین ڈبوا دیتا بالجملہ ایسے ایسے اسباب سے خرابیان واقع ہوئین کہ خود اسکا اقرار عیسائیون کو ہے چنانچہ ڈاکٹر مل نے جو عہد جدید کے نسخے ملائے تو بیس ہزار جگہ اختلاف عبارت کا نشان دیا اور ایک عالم عیسائی نے جو تین سو نسخون کا مقابلہ کیا تو ڈیڑھ لاکھ ویسے ہی اختلافات عبارت کے بتلا دیے پس خیال کرنا چاہیے کہ اگر جہان کے سب نسخے

ف
بیان اسباب
خرابی بائبل

بھی حکم ہوا تھا مگر فرقہ پروٹسٹنٹ کے نزدیک مسموع نہین ہی ویسا ہی مشاہدات کے باب مین ہمارے نزدیک
حکم اسکا نامعتبر ہی خصوص جب بلا سند صحیح ہی اور یونوس کو نہ ہم حواری جانتے ہین اور نہ صاحب الہام کیونکہ بعض فرقہ
عیسائی صاف کہتے ہین کہ اسکا کلام غلطی سے پاک نہین ہی پس سب باتون سے قطع نظر اگر اہل اسلام کرین تو اس
صورت مین صرف انجیل اسقدر ہی جو اقوال حضرت عیسےٰ کے ہین لیکن وے بھی جو بروایت احاد ثابت ہین تو حکم
انکا ایسا ہوگا جس طرح حدیث احاد کا ہمارے نزدیک پس جب تک کوئی دلیل نقلی قطعی اور عقلی قطعی مخالف
ان قولون کے نہوگی تب تک مقبول ہین اور صورت مخالفت مین جسکی تاویل ہوسکے گی وہ واجب التاویل ہوگا
ورنہ وہم راوی یا غلطی راوی پر محمول ہوکر متروک ہوگا اور صدور غلطی و وہم کا انسے کچھ بھی بعید نہین جیسا کہ اس
باب مین اقرار علماے محققین عیسائیون کا ہی اور بھی علماے عیسائی یوحنا وغیرہ کی غلطیان سمجھ کے اقوال عیسے
علیہ السلام مین نکالی ہین کہ انکا بیان اس جگہ تطویل لاطائل ہی اسی قدر اس جگہ کافی ہی جو بیان اجمالی کیا گیا اور
بخوبی ثابت ہوگیا کہ اب کوئی روایت انجیلون کی الہامی اور واجب الاعتقاد نہین ہوسکتی کیونکہ خود اقرار علماے
معتبرین مسیحی سے ثابت ہوتا ہی کہ سب انجیل نویس حضرت کے قول کو اپنی فہم کے موافق بروایت بامعنی کرتے
تھے اور کوئی انکے الفاظ کے ساتھ نہین نقل کرتا اور کبھی حواریون کا غلط سمجھنا اور بعضی غلطیون پر ہمیشہ قائم رہنا
پایا جاتا ہی اور اسی طرح اکثر مقام مین بسبب اجمال قول مسیحی کے مطلب کو نہ پوچھنا اور خوف سے اُسکے اصل
مطلب کو نہ پوچھنا بھی واضح ہوتا ہی چنانچہ باب ششم یوحنا مین ہی ہندسہ ۵۱ درس پنجاہ و یک مین ہون وہ جیتی
روٹی جو آسمان سے اُتری اگر کوئی اس روٹی کو کھائے ابد تک جیتا رہیگا اور روٹی جو مین دونگا میرا گوشت ہی
جو مین جہان کی حیات کے لیے دونگا درس پنجاہ و دو تب یہودی آپس مین بحث کرنے لگے کہ یہ مرد اپنا گوشت
کیونکر ہمین دے سکتا ہی کہ کھائین درس پنجاہ و سہ یسوع نے انھین کہا مین تم سے سچ کہتا ہون اگر تم ابن آدم
کا گوشت نہ کھاؤ اور اسکا لہو نہ پیو تم مین حیات نہین ہی درس شصتم تب اسکے شاگردون بہتون نے سُن کے
کہا کہ یہ سخت مشکل کلام ہی اُسے کون سمجھ سکتا ہی انتہی یہان سے معلوم ہوا کہ یہ کلام کسی یہودی کی سمجھ مین نہ آیا اور
بہت مرید ون مسیح نے نہ سمجھا اور مشکل تبلایا اور باب نہم لوقا مین سب حواریون سے خطاب کرکے قول مسیحی یون
ہی کہ ان باتون کو کانون سے سُن رکھو کہ ابن آدم خلق کے ہاتھون گرفتار کروایا جائیگا پر وے اس کلام کو
نہ سمجھے اور یہ انپر پوشیدہ رہا تا نہو وے کہ وے اُسے دریافت کرین اور اُنھون نے مارے ڈر کے اُس سے
سوال نہ کیا انتہی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ یہان سب حواری مطلب کو نہ سمجھے اور خوف سے سوال بھی نکرسکے
خلاصہ اس فائدہ کا جو فقیر نے لکھا ہی یہ ہوا کہ اس سب مجموعہ عہد عتیق و جدید کی جسکو بیبل کہتے ہین نہ کوئی سند متصل
ہی اور نہ یہ مجموعہ الحاق و غلطی و تحریف سے خالی ہی تو چاہیے کہ اب کوئی مورخ انسے اپنی کتاب مین کوئی بات
سواے اسکے کہ بطور دلیل الزامی سمجھکر بیان کرنے نقل نہ کرے و لہذا فقیر نے ان اقوال مختلفہ کو جو حضرت
عیسےٰ علیہ السلام کے رفع و رجوع مین تھے ترک کیا اگر کوئی کہے کہ یہ خرابیان کس طرح سے کتب مقدس مین

آدم وحوا کی نسبت لکھا ہی نسخہ ۱۸۲۵ تکونان کالآلہتہ یعنے ہوجاؤگے تم دونون مانند خدااون کے اور نسخہ ۱۸۱۱
مین ہی تکونان کالملائکۃ اسی طرح اگر سوجگہ خدا کا لفظ ایسے مقامون مین ہی تو نسخہ دوم مین پچاس ساٹھ جگہ خدا کے
بدلے فرشتہ ہی اس مقام سے ظاہر ہوتا ہی کہ جہان کہین عیسے علیہ السلام کے حق مین خدا کا لفظ لکھا گیا ہی وہ بھی
قابل اعتبار نہین اور باب نہم درس سوم ۱۸۲۵ کتاب پیدایش توریت مین ہی کلما یتحرک وہو حی یکون لکم ماکولا
کالبقل الاخضر اور نسخہ ۱۸۱۱ مین ہی کل وبیب طاہر حی یکون لکم ماکلا کخضر العشب اب اس خلاف مین جوسبب
لفظ ظاہر کے واقع ہوا حکم بدل گیا اور درس ۱۲ باب ۱۶ ۱۸۲۵ مین ہی ہذا سیکون انسانا وحشیا یدہ ضد الجمیع وید الجمیع
ضدہ اور ۱۸۱۱ مین یدہ فی الکل وید الکل فیہ خلاصہ یہ کہ اول مین حضرت اسمعیل علیہ السلام کی نسبت مخالفت
سب کی ظاہر ہی اور دوسرے مین سب کی موافقت ہی اور باب ۶ درس بستم نسخہ ۱۸۱۱ مین ہی فاتخذ
عمران یوخاید عمتہ زوجۃ لہ فولدت لہ ہارون وموسے ونسخہ ہندیہ ۱۸۲۵ عمران نے اپنے باپ کی بہن جوکبد
سے بیاہ کیا اور نسخہ ۱۸۲۵ مین ہی فتزوج عمران یوخاید ابنۃ عمہ یعنے عمران نے چچا کی بیٹی سے بیاہ کیا ہی
دیکھو کہان پھوپھی کہان یہ اور باب ہفتم کے درس اول نسخہ ۱۸۲۵ مین ہی حضرت موسےٰ کے حق مین قد
جعلتک الہا لفرعون اور نسخہ ۱۸۱۲ مین ہی قد جعلتک استاد الفرعون اب دیکھو کہان استاد کہان معبود اسطرح
انجیل والون نے عیسے کو معبود کیا ہوگا بلکہ ایسی تصریح عیسےٰ کے لیے معبودیت کی کسی کتاب مین خدا کے قول
کے نیچے نہین نکلتی ہی اسی طرح صدہا مسائل وجملے توریت کے بدلے ہوے ہین اگر کوئی مقابلہ کرے تو دیکھے
اور اب بھی عیسائیون مین یہ بات جاری ہی کہ جو بات خلاف عقل ظاہر پاتے ہین نکال ڈالتے ہین اور اسی طرح
کلحال تمام مجموعہ بیبل کا ہی فائدہ پوشیدہ نرہے کہ اونٹ کا گوشت ودودھ اور گلے بکری کی چربی اور بعضے مرغ
اور بعضی مچھلیان توریت مین حرام تھین اور تعظیم روز شنبہ واجب تھی سو حضرت عیسے علیہ السلام نے وہ احکام
موقوف کیے اسی طرح اور احکام مشکل نکال ڈالے چنانچہ سورۂ آل عمران مین اللہ صاحب حضرت عیسےٰ کے
حال مین فرماتے ہین ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم یعنے مین بھیجا اللہ کا ہون
اور سچ بتلانے والا توریت کو جو مجھسے پہلے کی ہی اور اس واسطے کہ حلال کر دون تمکو بعض چیز جو حرام تھی تمپر اگر
کہا جائے کہ تحلیل بعض محرمات مناقض تصدیق ہی تو جواب یہ ہی کہ ایسا نہین ہی بلکہ تصدیق عیسے علیہ السلام
کی توریت کو بایں معنے ہی کہ جو کچھ توراۃ مین مذکور ہی سب درست وراست ہی لیکن اس کتاب مین حکم تائید احکام
شرعیہ کا نہین ہی پس تحلیل ماحرم مناقض تصدیق نہین ہی جس طرح نسخ بعض قرآن بعض سے دلیل تناقض نہین ہی
پس ہمارے نزدیک بخوبی ثابت ہی کہ بعض احکام توریت کے حضرت عیسے علیہ السلام نے منسوخ فرمائے
ہین اور توریت سے ظاہر ہوتا ہی کہ بعض احکام انبیاے پیشین کے توریت مین منسوخ ہوے ہین اگر
نصارے کہتے ہین کہ توریت کا حکم کبھی منسوخ نہین ہوا اور اس بات پر دلائل عقلیہ پوچ بے سروپا بیان
کرتے ہین حالانکہ انکو حقیقت نسخ وتبدیل کی اب تک معلوم نہین ہی اور ہرگز واقفیت نہین رکھتے کہ نسخ جو

ف تقریر نسخ احکام توریت

ملائے جاوین تو خدا جانے کتنے اختلاف نکلینگے کس لیے کہ ابھی تو ہزارون نسخے ایسے موجود ہین کہ اُنکو کسی نے
مقابلہ نہین کیا اور لطف یہ ہی کہ یہ تین سو چپن نسخے عہد جدید کے تھے پورے پورے نہ تھے بلکہ کسی مین چند
درس اور کسی مین چند جزو اور کسی مین ایک انجیل اور کسی مین چار اور کسی مین نامے پولوس کے اور پُرانے
نسخون مین تو کوئی بھی پرانا نہ تھا اس مقام مین بطور نمونہ صرف دو اختلافات لکھے جاتے ہین سُنا چاہیئے
ایک کتاب اخبار کے باب یازدہم کے درس بست و یکم مین اُن اشیا کے بیان مین جو بنی اسرائیل کے لیئے
پاک و حلال تھین عبرانی نسخے کے متن مین یون لکھا ہی پر تم سب رینگنے والے پرندون مین سے جو چار پانوُن
سے چلتے ہین اور اُنکی پچھلی ٹانگین اگلے پانوُن سے بیٹی ہوئی ہین کہ وہ اُنسے کود کر زمین پر چلتے ہین تم اُنھین سے
کھاؤ اور عبرانی نسخے کے حاشیے پر اور نسخون سے یہ عبارت لکھی ہی اور اُنکی پچھلی ٹانگین اگلے پانوُن سے لپٹی
ہوئی ہین اور اُسی عبارت حاشیہ کو اب عیسائی لوگ ترجمہ کرتے ہین ۲ ۔ کتاب خروج کے باب اکیسوین درس
ہشتم مین حضرت موسے علیہ السلام ایک عبرانی کے باب مین جو اپنی بیٹی دوسرے کے ہاتھ بیچتا تھا اس
خیال سے کہ وہ اس سے نکاح کریگا یون حکم فرماتے ہین اگر وہ آقا اسکا جو اسے اپنے نامزد نہین کر کے
رہگیا ناراضی ہو تو اُسکا فدیہ دیگی الخ اور حاشیے پر عبرانی نسخے کے اور نسخے سے یہ عبارت لکھی ہی اگر وہ آقا
اسکا جو اپنے نامزد کر کے رہگیا ناراضی ہو تو اسکا فدیہ دیگی اور یہی عبارت اب ترجمون مین لکھی جاتی ہی پس خیال
کرنے کی بات ہی کہ جب کتب مقدسہ مین ایسے اختلاف عبارت کے جو آپس مین ایک دوسرے کے متناقض
ہین پائے جاوین اور انمین سے کسی کو اصل مصنف کی عبارت بالیقین نہ کہہ سکین بلکہ دونون پر احتمال صدق و
کذب کا ہو تو بھلا اس مسئلہ پر کیونکر حکم قطعی ہو سکتا ہی لہذا ابت مسئلون مین شبہہ رہا مثلاً حلت و حرمت کے مسئلہ
مین کہ اب نہین معلوم ہو سکتا ہی کہ کون جانور حلال تھے اور کون شخص اس لونڈی کو آزاد کردے اسی طرح اور
مسائل مشتبہ ہین کہ بخوف تطویل نہین لکھے گئے اور ایسے اختلافات کو جو پادری لوگ اپنی دانائی سے سہو کاتب
اور کم محنتی کہتے ہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ بر تقدیر تسلیم اختلاف عبارت سے کسی مسئلہ مین نقصان نہین آتا کیسا
سخن پوچ و بے معنے ہی اور کیسی بڑی حماقت و نادانی ہی یہ تو اہل فرنگ کی دانشمندی مین داغ لگاتا ہی کیونکہ
اہل فرنگ باوصف کم فہمی کے قیصر کے وقت سے کہتے ہین بلکہ مدعی ہین کہ سارے جہان کے علوم ہمنے
حاصل کیے ہین اور ہر فن کے جزئیات دریافت کیے ہین مگر بیبل کے ترجمے کا سلیقہ کم محنتی سے آیا اور سہو
کاتب تو ایسی نہین ہوتی کہ جسکے واسطے ایسا بڑا اہتمام عظیم الشان کرنا پڑے کہ سیکڑون نسخے جمع کیے جائین ور یہ
اسی قباحت سے عیسائیون نے یہ قصور روح القدس پر ڈالا کہ پابندی قواعد نحویہ کی اسکو منظور نہین ہی و لہذا
اسکی مرضی سے انبیائے بنی اسرائیل خدا کا کلام غلط بلط ظاہر کرتے رہے اور مجاذیب کی سی بڑ مارتے رہے
اور اس تجویز مین اتنا خیال نہین کرتے کہ ایسی کتاب محرف کو بمعارضہ قرآن شریف پیش کرنا کیسی حماقت
ہی اب بعض اختلافات تراجم ملاحظے کے قابل ہین دیکھو کتاب پیدائش کے سوم و پنجم درس مین حضرت

کچھ عجز ہی یا اُسکے علم مین نقصان ہی بلکہ صرف اپنے اختیار مطلق کے سبب سے ایسا کرتا ہی اور مصلحت ہر بات
کی وہی خوب جانتا ہی ہمکو ان مصلحتون پر مطلع ہونا کچھ ضرور نہین پس معلوم ہوا کہ نسخ عقلاً جائز و غیر ممتنع ہی اور جو کوئی
نبی اگلی شریعت کی منسوخی کا دعوے کرے تو یہ اظہار اُسکا قادح نبوت کا نہین ہی اور دلیل اسکی وہی ہی جو اُس
نبی کے نبوت کی دلیل ہی یعنے ظہور معجزات قاہرہ جس طرح حضرت عیسے علیہ السلام نے توریت کو راست
و درست فرماکر بعض احکام اسکے منسوخ فرمائے اور یہودی ناراض ہوے چنانچہ حواریون کی تحریر سے
معلوم ہوتا ہی کہ احکام ابدی توریت کے حضرت عیسےٰ نے منسوخ کیے ہین مثلاً یوم السبت کہ جسکی عزت کا
حکم اور اسکے ماننے کی تاکید عہد عتیق کی کتابون مین جابجا لکھی ہی اور بعد حضرت موسے علیہ السلام کے بھی اسکی
عزت پیغمبر کرتے آئے اسی طرح چند اعیاد و قربانیون کی تاکید اور چند جانورون کی حرمت تھی اور ثابت
ہوتا ہی کہ پولوس مقدس کے زمانہ تک احکام شریعت موسویہ کے جاری تھے لیکن اُسی وقت سے منسوخ
ہوے چنانچہ پولوس نامہ موسومہ اہل افسس کے دوسرے باب نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ء کے درس پانزدہم مین
لکھتے ہین ابطل شریعۃ الوصایا بمعتقداتہ یعنے عیسےٰ نے شریعت وصایا یعنے احکام توریت کو بیکار کردیا اور
نامہ موسومہ فلسون کے باب دوم درس شانزدہم نسخہ فارسی ۱۸۱۶ء مین لکھا ہی ہیچکس شمارا در بارہ خوراکی
یا نوشابہ ہندنہ یا در خصوص عیدہا یا ہلال یا سبتہا محرم نسازد کہ اینہا اظلال اشیا آیندہ است کہ حقیقت اینہا مسیح
انتہے اور نامہ عبرانیون کے ورق ۱۳ مین ہی اور جب اُسنے نیا کہا تو پہلے کو پُرانی ٹھہرایا اور وہ جو پُرانا اور دنی ہی
مٹنے کے نزدیک ہی پائیل صاحب اس درس کی شرح مین لکھتا ہی صریح ظاہر ہی کہ خدا نے اور بہتر رسالت کے
اقرار کرنے سے پُرانی اور زیادہ نقصان والی کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھا ہی لہذا یہودیون کا رسوماتی مذہب
موقوف ہوتا اور دین عیسوی اسکی جگہ قائم کیا جاتا ہی انتہے اور نامہ موسومہ عبرانیون کے درس ہشتم باب ہشتم
نسخہ اردو ۱۸۳۹ء مین ہی اگر وہ پہلا عہد نامہ بے عیب ہوتا تو دوسرے کی تلاش نہوتی سو وہ انکا عیب بتاکر
کہتا ہی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی دیکھ وے دن آتے ہین کہ نبی اسرائیل کے گھر و یہود اکے گھرانے
کے لیے ایک نیا عہد نامہ ٹھہراونگا اور یہ اُس عہد نامہ کے مانند نہوگا جسے مین نے اُنکے باپ دادون
کے ساتھ کیا بلکہ یہ وہ عہد نامہ ہی جسے مین نبی اسرائیل گھرانے کو ان دنون کے بعد دونگا انتہے خلاصہ
یہ کہ اگر شریعت موسویہ پر اعتراض نہ کیا جاتا تو شریعت عیسویہ کے لیے جگہ کہان سے آتی کما فی النسخۃ
العربیۃ ۱۸۱۶ء فلو کان العہد الاول غیر معترض فیہ لم یوجد للثانی موضع لانہ قد اعترض پس اگر معترض فیہ کے
یہ معنے ہین کہ موقوف کی گئی شریعت موسویہ تو نسخ ہی اور اگر صحت پر اعتراض ہی تو تحریف ہی اور اسی
نامہ کے درس ۱۸ باب ہفتم نسخہ ۱۸۳۹ء مین لکھا ہی پس اگلے حکم کمزور اور بیفائدہ ہونے کے سبب سے
منسوخ ہین اور کتاب استثناء توریت سے واضح ہی کہ عورت مطلقہ سے دوسرے کو نکاح کرنا جائز ہی
اور حضرت عیسے علیہ السلام کا قول انجیل اول مین باب نوزدہم درس نہم مین ہی کہ فرمایا جسنے زن مطلقہ سے

اصطلاح اسلامیون مین ٹھہرا ہی کیا چیز ہی اور اگر شاید واقف ہوتے تو ایسا نہ کہتے اور جو نسخ کے معنے اُنکے ذہن مین اس طرح کے ہین جیسے ایک قانون سے دوسرے قانون کی منسوخی یا منسوخی احکام حکام ماتحت عدالت حاکم اپیل سے تو یہ معنے نسخ کے نہین ہین بلکہ حاصل کلام اس باب مین کافہ اسلام کا یہ ہی کہ نسخ قصص و اخبار مین نہین ہوتا بلکہ صرف اوامر و نواہی مین آیا کرتا ہی کما قال البغوی فی المعالم النسخ انما یعرض علے الاوامر والنواہی دون الاخبار اور اسی طرح امور عقلیہ قطعیہ مین نسخ نہین ہوتا جس طرح یہ کہ خدا موجود ہی اور نہ امور حسیہ مین مثلاً دن کی روشنی اور رات کی تاریکی اور جو اوامر و نواہی مین نسخ کے قابل ہین اسمین بھی تفصیل ہی یعنے امر و نہی کا متعلق ہونا ایسے حکم عملی سے چاہیے جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو اور جو واجب یا ممتنع ہے اسمین بھی نسخ نہین ہو سکتا مثلاً خدا پر ایمان لانا اور شرک و کفر کا باطل جاننا اور وہ حکم جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو اسکی بھی دو قسم ہین دائمی جس طرح اللہ صاحب نے فرمایا ولا تقبلوا لہم شہادۃ ابدا دوسری غیر دائمی پس اول مین اہل اسلام قائل بہ نسخ نہین اور غیر دائمی مین تفصیل ہی ایک مؤقت کما قال اللہ تعالےٰ فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ یعنے در گذر کرو اور خیال مین نہ لاؤ جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم اس قسم مین بھی وقت معین سے پہلے نسخ روا نہین جانتے دوسرے غیر مؤقت یعنے مطلق اس قسم مین البتہ اس طرح قائل نسخ ہین کہ علم خدا مین یہ بات مقرر تھی کہ فلان وقت تک یہ حکم نافذ رہیگا مگر اُس حکم مین وقت کا بیان نہوا تھا جب وقت آگیا خدا کے دوسرے حکم مین جو بظاہر مخالف حکم اول کے معلوم ہوتا ہی اسکا بیان ہو گیا پس اس دوسرے حکم مین گو بظاہر بسبب تھوڑا استعداد و فہم کے آدمیون کو خلاف معلوم ہوتا ہی اور تبدیل پائی جاتی ہی لیکن حقیقت مین اور خدا کی نسبت حکم اول کی مدت کا بیان ہی نہ تبدیل مثال اسکی بلا تشبیہ یہ ہی کہ ایک شخص کسی معلم کو کہے کہ تو ہمارا لڑکا پڑھایا کر اور ظاہر مین کوئی مدت مقرر نہ کرے مگر اُسنے اپنے دل مین ٹھہر لیا ہو کہ چھ مہینے یا سال بھر یا دو برس یہ کام لونگا اور جب وہ گذر جاے معزول کر دے پس یہ بات ظاہر مین معلم کے نزدیک تبدیل ہی اور در حقیقت اور اُس شخص آقا کی نسبت تبدیل نہین ہی پس اہل اسلام کی اصطلاح مین نسخ سے حکم عملی مطلق کے مدت کی انتہا کا بیان مراد ہی جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو اور آدمیون کے وہم مین اسکا دوام سمجھا جاتا ہو اور یہ ظاہر ہی کہ خداوند تعالےٰ فاعل مختار ہی جس طرح اور کارخانون مین تقلیبات کیا کرتا ہی جیسے تندرست کو مریض کرنا اور مریض کو تندرست کرنا اور فقیر کو غنی کرنا اور غنی کو فقیر کرنا اور سرما کو گرمی اور گرمیون کو برسات اسی طرح اپنی عبادت کے اقرار اور شیوۂ عبودیت کی ورزش مین جب کسی سے جسکام کو چاہتا ہی کرنے کو کہتا ہی اور جب موقوف کرنا اس کام کا مقصود ہوتا ہی تو اُسکو موقوف کر کے دوسرے کام کے لیے حکم دیتا ہی اور اگلے کامون کی میعاد کو جو علم الٰہی مین قرار پا چکے تھے ظاہر کر دیتا ہی اور ہمکو جس طرح بعض امور تکوینیہ کے مصالح و مضار نہین معلوم ہین اسی طرح جملہ امور شرعیہ کے بعض باتون کے مصالح و مضار دریافت نہین ہوتے اور یہ بات کچھ اس سبب سے تعین کرتا ہی کہ اسکو اپنے اقتضاے قدرت مین

پندرھوین باب کے چوبیسوین ورس نسخہ ہندیہ ۱۸۳۹ مین یہ ہی کہ جب کہ ہمنے سنا کہ بعضون نے ہم مین سے نکلکر تمھین باتین کہکر گھبرادیا اور یہ کہکے تمھارے دلون کو بیقرار کر دیا کہ ختنہ کرواؤ اور شریعت پر چلو باوجودیکہ ہمنے انھین یہ حکم نہین دیا تھا الی قولہ ورس ۲۸ کہ روح القدس کو اور ہمکو اچھا لگا کہ سواے چند باتون کے تمپر زیادہ بوجھ نہ ڈالین تم بتون کے لیے ذبح ہوئی چیزون سے اور لہو اور گلا گھوٹے ہوئے جانور کے کھانے سے اور زناکاری سے پرہیز کرو والسلام پس ایک طرفہ ماجرا اور ہی کہ توریت کے احکام منسوخ ہونے کے بعد چار چیزین حرام رہین تھین اب سواے زنا کے اور کسی کی حرمت باقی نہین ہی اور کہتے ہین کہ ان چیزون کی حرمت مین بھی علما مین اختلاف تھا اور یہ بات پولوس کے نامہ سے جو رومیون کو لکھتا ہی نکلتی ہین یعنے وہ کہتا ہی کہ مجھے خداوند یسوع سے معلوم ہوا اور مین نے یقین جانا کہ کوئی چیز اب ناپاک نہین لیکن جو اسکو ناپاک جانتا اسکے لیے ناپاک ہی پس انجیل مین بھی نسخ ہوا اور طیطس کے باب اول ورس پانزدہم مین ہی کہ پاک لوگون کے لیے سب کچھ پاک ہی پھر ناپاک اور بے ایمانون کے لیے کچھ پاک نہین الغرض ان سب باتون سے معلوم ہوا کہ جنکی حرمت باقی رہی تھی وہ بھی حلال ہین ولہذا نصاریٰ کے عالمون نے ان سبکی حلت کا فتویٰ دیا ہی اور ایک بات اور بھی حاصل ہوتی ہی کہ انجیل مین خود حضرت عیسیٰؑ نے بعض احکام منسوخ فرمائے ہین چنانچہ جناب مسیح کا حکم اولاً متی کے دسوین باب کے ۵ و ۶ ورس مین حواریون کے بابت یون ہی کہ ان بارھون کو یسوع نے فرما کر بھیجا کہ غیر قومون کی طرف نجانا اور سامریون کے کسی شہر مین نجانا بلکہ پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑون کے پاس جانا اور پھر ان لوگون کے حق مین مرقس کے باب شانزدہم کے ۱۵ ورس مین یہ کلام لکھا ہی کہ تمام دنیا مین جاکر ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو دوسرا قول پہلے کا ناسخ ہی اگرچہ خود مسیح نے موقوف کیا لیکن یہ تو ثابت ہوا کہ مسیح کے قول مین نسخ جائز ہی پس اس مقام سے یہ مقصد حاصل ہوا کہ نسخ توریت مین اور انجیل مین بلاشبہہ ہوا ہی مگر اوامر و نواہی مین نہ اخبار و قصص مین وہ بھی موافق قاعدہ مرقومہ صدر کے نہ یہ کہ تمام انجیل و توریت لفظ منسوخ ہے الا بسبب تحریف بددیانتون کے دونون اعتبار کے لائق نہین ہین القصہ حضرت عیسیٰؑ مرفوع ہوے اور یہودا سولی دیا گیا تو مریم مع مریم مجدلانی اس جگہ آئین اور رو رہین تب شاید اللہ نے عیسیٰؑ کو بھیجا کہ حال مریم کا پوچھو مریم نے دیکھا تو انکے دل کو تسلی ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا ہی اور نہایت بزرگی و عظمت و شان سے رکھا ہی بعد اسکے اللہ نے پھر اٹھا لیا اور دونون عورتین اپنے اپنے گھر آئین جاننا چاہیے کہ مجدلان ایک قریہ سواد انطاکیہ مین ہی اسی کی طرف مریم کی نسبت ہی اور سبب اسکے آنے کا مریم کے ساتھ یہ تھا کہ مریم مجدلانی ایک عورت عفیفہ صالحہ عابدہ تھی اسکو بیماری استحاضہ کی لاحق ہوئی سو وہ حیا و شرم سے اس مرض کو پوشیدہ رکھتی تھی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہوے اور خبر مشہور ہوئی کہ بیمار لوگ انکے چھو لینے سے شفا پاتے ہین وہ بھی آئی

نسخ توریت و انجیل مین بلاشبہ ہوا ہی

نکاح کیا اُسنے زنا کی اور باب ہفدہم پیدایش کے درس نہم سے چہار دہم تک حکم ختنہ کا ہی اور عبارت سے صاف ختنہ بدنیہ ظاہر ہی و لہذا حضرت عیسےٰ کا بھی ختنہ ہوا تھا چنانچہ انجیل سوم کے باب دوم درس اکیس سے ظاہر ہی اور پولوس حواری نامہ موسومہ غلاطیہ کے باب پنجم مین لکھتا ہی کہ اگر شما مختون شدند مسیح در بارہ شما سود مند نخواہد بود اسی جگہ سے عیسائی کہتے ہین کہ ختنہ کا حکم منسوخ ہی دل کا ختنہ چاہیے حالانکہ یہ حکم ابدی تھا نہ میعادی جیسا کہ توریت مین موجود ہی ۱۷ و ۱۳ ۱۸ اللہ فرماتا ہی میرا عہد تمھارے جسمون مین عہد ابدی ہوگا الغرض ایسے ایسے شواہد سے ناچار ہو کر اب عیسائی بھی قائل ہین کہ توریت کے احکام منسوخ ہوے ہین مگر انجیل کے احکام منسوخ نہین ہوے اور نہ ہوسکتے ہین کیونکہ لوقا کے اکیسوین باب کے ۳۳ آیت مین مسیح کا یہ قول لکھا ہی کہ آسمان و زمین ٹل جائینگے لیکن میری باتین نہ ٹلینگی انتہےٰ مین کہتا ہون کہ کلام حضرت مسیح علیہ السلام کا اگر باسناد صحیحہ ثابت ہو تو از روے سیاق عبارت عام نہین ہی بلکہ صرف اس پیشین گوئی کی بابت ہی جو جناب مسیح نے اس آیت کے پیشتر اسی باب مین ذکر فرمائی ہی اور معنی اسکے یہ ہین کہ اگر بالفرض آسمان و زمین ضایع ہو جائین مگر میری باتین اس پیشین گوئی کی بابت ہرگز زائل نہونگی چنانچہ متے کے ۲۴ باب کے ۳۵ درس کی شرح مین مفسرین عیسائیون نے خود لکھا ہی اور درس مذکور مطابق درس ۳۳ مذکور الصدر لوقا کے ہی اور خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ اس قول سے یہ مراد ہی کہ میری یہ پیشین گوئیان یقیناً پوری ہونگی اور ایک مفسر معتبر عیسائی لکھتا ہی کہ حاصل کلام عیسےٰ علیہ السلام کا یہ ہی کہ اگرچہ آسمان و زمین اور سب اشیا کی نسبت قابل تبدیل نہین ہین تو بھی ایسی استوار نہین ہین جیسی میری پیشین گوئیان ان چیزون کی بابت استوار ہین وے سب مٹ جائینگی پر میری باتین ان پیشین گوئیون کی بابت ہرگز نہ بدلینگی اور جو بات اب مین نے بیان کی ہی اُسکا ایک شوشہ مطلب سے متجاوز نہوگا انتہے قولہ خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ دلیل عیسائیون کی ناقص و ناتمام ہی اور امکان نسخ خدا کے کلام مین جسکے محال ہونے کا دعوے بعضے پادری ناواقف و بے علم کرتے ہین ثابت ہوتا ہی نسخہ توریت سے اور وقوع بالفعل اُسکا بعض احکام کی منسوخی سے واضح ہی جو حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری سے پیشتر منسوخ ہوے ہین چنانچہ کتاب پیدایش کے پہلے نسخہ ۲۸ مین حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت خطاب الٰہی واسطے اباحت عام کے ہوا ہی اور نوین باب مین حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت بھی وہی حکم رہا کہ سب اشیا کھاؤ بعد اُس کے کتنے جانور کہ منجملہ اُنکے خوک بھی ہی حضرت موسےٰ کے عہد مین حرام ہوے اور کتاب پیدایش کے باب ۲۹ درس ۱۵ مین ۳۰ تک جہان قصہ حضرت یعقوبؑ کا لکھا ہی نکاح بین الاختین جائز معلوم ہوتا ہی پھر توریت مین جمع بین الاختین حرام ہوا اسی طرح اور احکام تبدیل ہوے ہین کہ صاحب استفسار نے اُنکی تفصیل فرمائی ہی اور بعد تشریف آوری حضرت عیسے علیہ السلام کے تو کل اوامر و نواہی توریت کے پولوس کی تقریر سے منسوخ معلوم ہوتے ہین جیسا اوپر لکھا گیا اور ایک قول اُسکا اعمال الحواریین کے

کہا رسول عیسیٰ ہین بولا کیا فرماتے ہو کہا ہم بت پرستی سے منع کرتے ہین وہ خود بت پرست تھا اُس نے
بلا تامل قید کیا معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ بادشاہ نے کہا سواے بتون کے اور بھی کوئی خدا ہی جسکی عبادت
تم کرایا چاہتے ہو بولے کہ وہ خدا ہی جسنے تمکو اور تمھارے بتون کو بنایا ہی تب بادشاہ نے گرفتار کیا اور
وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ یہ دونون رسول انطاکیہ مین پہونچے ایک مدت تک کسی نے بادشاہ سے خبر نکی
ایک دن بادشاہ باہر شہر کے نکلا تو ان دونون نے ذکر الٰہی شروع کیا بادشاہ نے غصہ ہو کر سو سو کوڑے
مارے یہ خبر شمعون کو پہونچی وہ اُنکی اعانت کو روانہ ہوے اور شہر مین پہونچے اور سلطان کے امیرون
سے ملکر مقربان شاہی مین داخل ہوے یہان تک کہ بادشاہ کے ساتھ بتخانے مین جاتے اور اپنے خداوند تعالے
کو سجدہ کرتے اور ظاہر مین لوگ جانتے کہ بتون کو سجدہ کرتے ہین اسی قصے کا اشارہ سورہ یسین مین ہی

واضرب لہم مثلا اصحاب القریۃ اذ جاءہا المرسلون اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم
مرسلون یعنے بیان کر انکے واسطے ایک کہاوت لوگ اس گانؤن کی جب آئے اُسمین بھیجے ہوے جب
بھیجے ہمنے انکی طرف دونون اُنکو جھٹلایا پھر ہمنے زور دیا تیسرے سے تب کہا ہم تمھاری طرف آئے ہین
بھیجے بالجملہ شمعون کو بادشاہ کے مزاج مین کمال دخل پیدا ہوا کہ بلا مشورہ انکے کوئی بات نکرتا اس عرصہ مین
ایک دن شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ یہ دو شخص غریب جو قید ہین انکا قصور کیا ہی بادشاہ نے کہا کہ یہ دونون
شخص کہتے ہین کہ سواے بت کے اور بھی کوئی خدا ہی شمعون نے اُنکو بلا کر پوچھا تم کسکو مانتے ہو بولے خالق
زمین و آسمان کو شمعون نے کہا خالق تمھارا کیا کرتا ہی بولے اندھے کو سوجھتا دیتا ہی تب بادشاہ نے ایک
اندھا بلایا وہ اُنکی دعا سے اچھا ہوا تب شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ تم پہلے اپنے بتون سے
کہو کہ اندھے کو اچھا کرین بادشاہ نے چپکے سے شمعون سے کہا کہ بتین کچھ قدرت نہین رکھتی ہین پھر شمعون نے
اُن دونون سے کہا کہ تمھارا خدا اور بھی کچھ کر سکتا ہی اُنھون نے کہا مردے زندہ کرتا ہی تب شمعون نے کہا کہ
اگر ایسا واقع ہو تو مین ایمان لاؤن معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ اس بادشاہ نے کہا اُس شہر مین ایک شخص مر گیا ہی
اور سات دن سے دفن نہین ہوا ہی سو تم اسکو زندہ کرو تب دونون شخص اس مردہ کے پاس آئے اور پکار پکار
دعا کرنے لگے اور شمعون نے پوشیدہ دعا فرمائی اللہ جل شانہ نے اپنی عنایت سے اُسکو زندہ کیا تب وہ مردہ
اُٹھکر بولا کہ مین سات دن سے مر گیا تھا تمکو نصیحت کرتا ہون کہ شرک و بت پرستی چھوڑ دو اور اللہ کا ایمان لاؤ
کیونکہ مین نے ایک مشرک بت پرست کو برے حال سے دوزخ مین دیکھا ہی تم بھی اس سے توبہ کرو نہین
تو ایسی ہی بلا مین پڑو گے بعد اسکے کہنے لگا کہ مین نے دروازے آسمان کے کھلے ہوے دیکھے تو ایک
جوان خوبصورت نظر پڑا کہ ان تینون کی شفاعت کر رہا تھا بادشاہ نے پوچھا وہ تینون شخص کون ہین اُسنے کہا
ایک شمعون اور دو شخص یہ دونون قیدی ہین بادشاہ نے سخت تعجب کیا اب شمعون نے جانا کہ اس شخص
کے کلام نے بادشاہ کے دل مین اثر کیا تب کہنے لگا کہ ہم تمھارے پاس آئے ہین سو تم ایمان لاؤ بادشاہ

اور پشت سے اُسنے اپنا ہاتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر رکھدیا حضرت نے فرمایا جسنے بہ نیت خالص اپنا ہاتھ مجھپر
رکھا ہے اگر بیمار ہے تو گویا اُسی مرض لاحقہ سے نجات پائے اُسی دم سے دم استحاضہ اُسکا منقطع ہوگیا اور وہ ایمان
بھی لائی اور باطن کی نجاست سے پاک ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نہایت محبت کرنے لگی یہانتک
کہ خبر قتل مشہور ہوئی یہ سُنکر بطور تعزیت حضرت مریمؑ کی خدمت مین آئی تھی اور رنج و الم مین شریک ہوئی
تھی جب حضرت مریم سولی کی طرف چلین تو یہ بھی ہمراہ ہوئی کذا فی الجواہر اور اخبار الدول مین ہے کہ وہب
ابن منبہ کہتے ہین کہ سات دن بعد رفع کے حضرت عیسیٰ پہاڑ پر اُترے تو پہاڑ روشن ہوگیا اور اپنے
حواریون کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ تم خلق خدا کو توحید کی دعوت کرو بعد اُس کے اپنی والدہ کے
پاس آئے اور اُنکو اپنے مکان کی خبر دی اور یحییٰ و شمعون سے فرمایا کہ میری والدہ کی تعظیم و تکریم مین بہت
کوشش کیجیو اور اُنکا ساتھ نہ چھوڑیو بعد ازان پھر اُٹھالے گئے اور موجز ابو الفتوح مین لکھا ہے کہ ساتوین دن کے
بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریم مجدلانی کے گھر مین تشریف لائے اور حواریون کو بلوا کر یہ وصیت فرمائی کہ دنیا
فانی ہے اور خدا کے پاس تمکو اور مجکو جانا ہے اس عالم مین کسی سے لڑائی بگاڑ نہ کرنا اور صلاح و تقویٰ مین بسر کرنا
اور عورتون کو روزہ رکھنے کی تاکید کرنا اور پرہیزگاری اختیار کرنے کو سمجھانا اور سب آدمیون سے
بحسن خلق پیش آنا یہان تک کہ جو کوئی تمھارے ساتھ ایک کوس چلے تم دو کوس جانا اور جو کوئی تمپر ظلم
کرے اُس سے انتقام کا ارادہ نہ رکھنا پھر شمعون کو خلیفہ کیا اور پھر آسمان پر اُٹھائے گئے آخر زمانہ مین
نزول میمنت فرمائینگے اور دجال ملعون کو مارینگے واللہ اعلم بالجملہ بعد رفع و رجوع عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت
مریم چھہ برس زندہ رہین عمر اُنکی ترپن برس کی ہوئی کنیسہ حسمانیہ مین مدفون ہین کذا فی اخبار الدول اور
تنبیہ الغافلین مین امام ابو اللیث سمرقندی نے لکھا ہے کہ قبل رفع عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت مریم نے
وفات پائی کذا فی زاد المسیر و ہذا اقرب الی الصواب معالم التنزیل وغیرہ تفاسیر معتبرہ مین لکھا ہے کہ یہود نے
حواریون کو قید کیا یہ خبر شاہ روم نے سُنی اُسنے ایک لشکر عظیم الشان بھیجا کہ اکثر یہود مارے گئے اور حواریون
نے رہائی پائی تب شمعون نے یحییٰ و تومان کو جو کہ صادق و صدوق کہلاتے تھے جانب انطاکیہ بنا بر دعوت
خلق الی الحق روانہ کیا متصل اُس شہر کے حبیب نجار سے ملاقات ہوئی اُسنے سلام علیک کر کے
پوچھا تم کون ہو بولے ہم عیسیٰ علیہ السلام کے رسول ہین بنا بر ہدایت اہل انطاکیہ آئے ہین حبیب نے کہا
کوئی دلیل و حجت آپکے پاس ہے کہنے لگے کہ ہم اندھے اور کوڑھی کو بحکم خدا اچھا کرتے ہین حبیب نے
کہا میرا بیٹا دو برس سے بیمار ہے اور اطبا اسوقت کے اُسکے علاج مین عاجز آ گئے ہین تم اُس کی صحت کی
دعا کرو چنانچہ دونون نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی اور یہ خبر شہر انطاکیہ مین مشہور ہوئی اور مریضون
نے یورش کیا یہان تک کہ جو حاضر ہوا اچھا ہوگیا اسی عرصہ مین ایک سلطان جانب قیصر روم سے
انطیحس یا طیحست نامے انطاکیہ مین تھا اُسنے خبر پائی اور طلب کیا اور پوچھنے لگا تم کون ہو اُنھون نے

کافرون نے اسکو گرفتار کرکے بادشاہ پاس پہونچایا اُسنے پوچھا تو اُنکے تابع ہی حبیب نے کہا کہ مجکو لائق نہین کہ بندگی نہ کرون اُسکی جسنے مجھے بنایا اور اُسکی طرف پھر جاؤگے بھلا مین پکڑون اُسکے سوائے اَورونکو پوجنا کہ اگر مجکو چاہے رحمان تکلیف دینا کچھ کام نہ آوے مجکو انکی سفارش اور نہ وہ مجکو چھڑادین تو مین بھٹکا رہون صریح چنانچہ اللہ صاحب سورہ یٰس مین فرماتے ہین ومالی لا اعبد الذی فطرنی والیہ ترجعون ءاتخذ من دونہ الٰہۃ ان یردن الرحمن بضر لاتغن عنی شفاعتہم شیئا ولاینقذون انی اذا لفی ضلال مبین جب یہ کلام حبیب نجار نے برملا فرمایا تو ان لوگون نے مارنے کا قصد کیا تب حبیب نے رسولون سے خطاب کرکے کہا انی آمنت بربکم فاسمعون یعنے مین ایمان لایا تمھارے رب کا تم سنو اور گواہ رہو پھر ان کافرون نے حبیب کو شہید کیا اس حال مین اُسکی زبان پر جاری ہوا اللہم اہد قومی اور سدی کے نزدیک سنگسار کیا اور حسن سے روایت ہی کہ رسیون سے باندھکر بیرون شہر لٹکایا اور حسن البصری سے روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ نے حبیب کو زندہ آسمان پر اُٹھالیا اور داخل بہشت فرمایا اسی کا اشارہ ہی قیل ادخل الجنۃ مزار مبارک حبیب نجار بازار انطاکیہ مین ہی جب یہ ظلم حبیب نجار پر ہوا تو اسکی سزا مین اللہ تعالے نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اُنھون نے ایک آواز سخت ایسی کی کہ سب کفار وہان کے مرگئے اور وقت نزع کہتے تھے افسوس ہم ایمان کیون نہ لائے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اکاسی برس تک دین عیسوی قائم رہا بعد اسکے پولوس یہودی نے نصارے کو راہ کفر مین ڈال دیا اور طریق راست سے پھیر دیا اور واقعہ یون ہوا کہ پولوس یہودی شدید الکفر جسکو پاپا پاٹرول بھی کہتے ہین بلباس درویشی ایک نصرانی کے گھر مین آکر مقیم ہوا اور ایسا گوشہ نشین بنا کہ مطلق لوگون سے ملاقات ترک کردی آخرکار وہ نصرانی مع توابع و قبایل معتقد ہوا جب اُسنے جانا کہ ایک جماعۃ میری معتقد ہوگئی تو ایک روز کہنے لگا کہ عیسےٰ نے مجھے بھیجا ہی تین آدمی صاحب علم ذیفہم میرے پاس آوین تو مین اُنسے پیغام حضرت عیسے علیہ السلام کا کہون چنانچہ ایک نسطور ا دوسرا ماریعقوب تیسرا ملکا کہ تینون بڑے عالم توریت و انجیل کے تھے حاضر ہوے اُسنے ہر ایک سے علیحدہ ہوکر مختلف پیغام بیان کیے اور خود مردود الآخرہ اپنے صومعہ مین دروازہ بند کرکے داخل ہوا اور رگ کاٹ کر داخل جہنم ہوا جب صبح ہوئی تو نصارے نے اُن عالمون سے پوچھا کہ پولوس نے تمسے پیغام عیسےٰ جو کچھ بیان کیا ہو ہمسے کہو ہر ایک نے دوسرے کے خلاف بیان کیا نصارے نے کہا ہم ان باتون کو اُس وقت صحیح جانینگے جب بے واسطہ پولوس کی زبان سے سنین اسی واسطے دروازہ صومعہ کھولا اور پولوس کو مُردہ پایا اسی جگہ سے نصارے تین فرقے ہوگئے ماریعقوبیہ و ملکانیہ و نسطوریہ اور تفسیر معالم التنزیل مین ہی کہ نصارے کئی فرقے ہوگئے ثلثہ مذکورہ اور چوتھا مرقوشیہ سو ماریعقوبیہ نے کہا عیسےٰ اللہ ہی اور ملکانیہ اسکے موافق ہوے اور نسطوریہ نے کہا عیسےٰ خدا کا بیٹا ہی اور مرقوشیہ نے کہا عیسےٰ تیسرا ہی تین کا اُسی دم سے دین عیسوی مین اختلاف پڑا چنانچہ رسالہ اعمال کے باب نہم کے سترھوین درس مین اور باب سیزدہم کے

ایمان لایا اور وہ مردہ پھر مرگیا اور ابن اسحاق کعب احبار سے روایت کرتے ہین کہ بادشاہ ایمان نہین لایا بلکہ زیادہ تر کافر ہوا اور ان تینون کے قتل پر آمادہ ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ کفر پر قائم رہے جو لوگ ایمان نہ لائے تھے وہ قتل پر مستعد ہوے یہ خبر حبیب نجار کو کہ شہر کے پرلے سرے پر مقیم تھا پہونچی وہ آیا چنانکہ سورۂ یٰسین مین ارشاد ہوا وجاء من اقصی المدینة رجل یسعٰی قال یا قوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وہم مہتدون یعنے آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا بولا اے قوم چلو راہ پر ان بھیجے ہوؤن کے چلو راہ پر ایسون کی جو تمسے نیگ نہین مانگتے اور راہ سوجھے ہین تب اسی قوم ناپاک نے اسکو شہید کیا کہ وہ داخل بہشت ہوا کما قال اللہ قیل ادخل الجنة قال یا لیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین یعنے حکم ہوا کہ جلد جا بہشت مین بولا کس طرح میری قوم معلوم کرین کہ بخشا مجھکو میرے رب نے اور کیا مجکو عزت والون مین **فائدہ** قول محمد اسحاق کا درست معلوم ہوتا ہی کیونکہ اللہ صاحب فرماتے ہین قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم یعنے بولے ہمنے نامبارک دیکھا تمکو اگر تم نہ چھوڑو گے تو ہم تمکو سنگسار کرینگے اور لگیگی تمکو ہمارے ہاتھ سے دکھ کی مار پس اگر وہ لوگ ایمان لاتے تو اسطرح کیون کہتے اس سے ثابت ہوا کہ ایمان نہین لائے اور نامبارک اس بات پر کہا ہی کہ شامت اعمال سے پانی کا برسنا اور درختون کا اُگنا اور اولاد کا پیدا ہونا بالکل بند ہوگیا تھا اور قحط کی شدت سے لوگ مرے جاتے تھے **فائدہ** اگرچہ اس قوم نے حبیب نجار سے یہ دشمنی کی کہ اسکو ناحق قتل کر ڈالا مگر اسکو یہان تک خیر خواہی رہی کہ بعد موت فرمایا اگر میرا حال قوم کے لوگ معلوم کرین تو شاید ایمان لاوین اور بہشت کی تمنا سے بت پرستی چھوڑ دین **فائدہ** ان حواریون کی رسالت مین یہ تحقیق ہی کہ یہ تینون شخص حضرت عیسے علیہ السلام کے رسول تھے نہ کہ رسول اللہ اور جو یہ ارشاد ہوا فعززنا بثالث اسکا سبب یہ ہی کہ یہ تینون جانب انطاکیہ خدا کے حکم سے بھیجے گئے تھے اب باقی یہ رہا کہ یہ رسول حضرت عیسے کے سامنے گئے تھے یا بعد رفع ورجع اُنکے حکم سے شمعون نے بھیجا تھا بعضے کہتے ہین کہ حضرت عیسےٰ نے خود بھیجا تھا مگر صحیح یہ ہی کہ شمعون کو حضرت عیسےٰ نے اپنا خلیفہ فرمایا تھا اُنھون نے موافق ارشاد اُنکے بھیجا تھا **فائدہ** سدی کے نزدیک حبیب نجار کندی گر تھے اور وہب کے نزدیک حریر باف تھے اُنکو بیماری جذام کی تھی نعوذ باللہ منہ سو حضرت عیسیٰ کی دعا سے اچھے ہوے اور ایمان لائے اسکی برکت سے یہ طریق ہوگیا کہ اپنی مزدوری سے نصف روپیہ خدا کی راہ مین صرف کرتے اور نصف اپنے اہل و عیال کے صرف مین لاتے اور صلاح و تقویٰ مین ایسے ممتاز تھے کہ اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور قتادہ سے روایت ہی کہ حبیب ایک بڑھئی تھا ہمیشہ عبادت حق مین مشغول رہتا جب اسکو حواریون کی خبر پہونچی تب اسنے آکر اپنا دین ظاہر کیا اور حواریون سے کہنے لگا کہ اس بات پر تم کچھ مزدوری چاہتے ہو کہنے لگے کہ ہم کچھ مزدوری نہین چاہتے تب حبیب نے قوم سے کہا تم لوگ انکی متابعت کرو کہ یہ لوگ کچھ اُجرت نہین چاہتے مین تب

مین ہزارون ولی اللہ ایسے گذرے اور موجود ہین جنھون نے مردے زندہ کیے ہین اگر حضرت عیسیٰ اس سبب
سے خدا ہوے تو یہ سب بھی خدا ہو سکتے ہین اور اگر عیسائی لوگ بنظر اُس حقیقت کے کہ جان وتن سے اُدھر
ہین کہ حضرت عیسیٰ کو خدا جانتے ہین تو اس بات مین بڑا شبہہ پڑتا ہی کیونکہ وہ حقیقت موہومہ ہر شے کے واسطے
کہہ سکتے ہین بلکہ یقیناً ہم کہتے ہین کہ جسم وجان کی بڑی ایک حقیقت ہی یعنے ما بہ الموجودیتہ جسکے باعث سے وجود
ہر شی کا قائم ہوتا ہی سو یہ حضرت عیسیٰ کی ذات خاص پر منحصر نہین ہی ہر چیز کے لیے وہی حضرت حق جل وعلی حقیقت
واقع ہی اور مرتبہ وجوب وامکان وقدم وحادث ومجرد وجسمانی ومومن وکافر ونجس وطاہر مین ظاہر ہی لیکن ہر مظہر
کا حکم جدا ہی کما قال قائل ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد + گر فرق مراتب نکنی زندیقی ۔ اور اسی پر ظاہر شریعت
کے احکام جاری ہین اور یہ وجود باوجود ظہور مظاہر مختلفہ مرتبہ احدیت صرف مین نقائص سے پاک ہی اور نقصان
کثرت اُسپر عاید نہین ہوتا جسطرح شعاع آفتاب باوجودیکہ طہارت ونجاست پر پڑتی ہی خود نجس وطاہر نہین ہوتی
اور بعضے عیسائی منصف بھی اسی کے قائل ہین کہ ساری موجودات خدا کے خیالون کا اظہار اور بیان ہی جو عالم
کی پیدائش مین ظاہر اور مجسم ہو کر مرئی ہوے ہین جیسا ہمارے حضرات صوفیہ بیان فرماتے ہین قطع نظر اس سے
جب اور ہی حقیقت کی راہ سے حضرت عیسیٰ خدا ہین تو اُس مرتبہ مین تعدد شخصی کہان ہی اور جب تعدد شخصی نہوا
پھر تثلیث کہان سے آویگی حالانکہ عیسائی لوگ تثلیث قائم کرکے ہر ثالث کو خدا کہتے ہین چنانچہ اُنکے عقائد
مین موجود ہی کہ باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق روح القدس غیر مخلوق باپ خدا کا بیٹا روح القدس خدا اور اگر باعتبار
تعدد شخصی کے تثلیث نہ ٹھہرے بلکہ تعدد اعتباری تصور کیا جاے تو حضرت واجب الوجود کی نسبت باعتبار
تعدد صفات کے بہت خدا نکلینگے تین پر حصر نہین قطع نظر اس سے ساری دینی کتابون مین جو عیسائیون کے
پاس ہین یہ مضمون موجود ہی کہ بیٹا باپ سے متولد ہوا اور دونون سے روح القدس ہوا چنانکہ کتاب نماز
اور عقائد فارسی کہ ۱۸۴۳ مین ترجمہ ہو کر چھپی ہی موجود ہی کہ پسر فقط از پدر ست ومتولد ست وروح القدس از
پدر ست واز پسر ست ومستخرج ست پس ایک سے دوسرے کا نکلنا ثابت ہوا اور تینون کے مرتبے
کی مساوات باطل ٹھہری کیونکہ جو نکلا وہ موخر ہی اور جس سے نکلا وہ مقدم تر ہی رتبۃً اور ذاتاً پس معلوم ہوا
کہ اقانیم ثلثہ مین تعدد ایسا نہین ہی جیسا ذات اور صفات مین ہی اور جب بیٹے کو صادر اور باپ کو مصدر قرار
دیا اور دونون کو مرتبہ مساوی مین جانا تو حقیقت مین اجتماع النقیضین ہی چنانکہ قرآن شریف مین وارد ہی کہ
جو تین ٹھہرا کر ہر تیسرے کو خدا کہتے ہین اصل بات کو خاک مین ملاتے ہین قطع نظر ان سب تقریرون سے
خود حضرت عیسیٰ کے ارشادات سے جو مؤلفین اناجیل نے نقل کیے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ وے عبد اللہ
اور رسول اللہ تھے نہ کہ اللہ وابن اللہ ان لحاظون سے جسکو عیسائی لوگ کہتے ہین کہ اور کوئی ویسا
نہین ہو سکتا چنانچہ چوتھی انجیل کے چودھوین باب کے اٹھائیسوین درس مین ہی ۱۴ ۲۸ باپ مجھسے
بزرگ ہی اور ساری انجیلون مین مکرر حضرت عیسے علیہ السلام کا قول یون منقول ہی کہ میرا باپ آسمان پر ہی

نوین درس مین لکھا ہی کہ اس یہودی نے حواریون مین داخل ہوکر روح القدس سے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا اور یہی شخص ملت عیسویہ کا مبدء قرار پایا اور اسی نے تثلیث نکالی اور خوک اور گوہ اور پلشیا کو پاک ٹھہرایا فائدہ اس جگہ بنا بر ابطال مسلہ تثلیث کے کچھ بیان کرنا مناسب ہوا اسواسطے لکھا جاتا ہی کہ تمام عیسائی یہودی و محمدی اس بات کے قائل ہین کہ خدا و معبود و مبدء کل کائنات وہی ہی جسکا ہونا واجب ضروری اور سب سے مستغنی و بے نیاز ہی اور جو مبدء کل ہی اُسکی شانین یہ ہین اول وہ ایسی چیز ہی کہ حدود و قیود سے منزہ ہی نہ ایسا کہ جب تک محدود نہ ہو تب تک اُسے نہ کہہ سکے کہ ہی مثلاً انسان کہ جب تک جوہر مقید بجسم و جسم مقید بحیوان اور حیوان مقید بناطق اور ناطق مقید باوضاع مخصوصہ نہوئے تب تک نہین کہہ سکتے کہ کوئی انسان موجود ہی یا مثلاً جسم کہ جب پایا جائیگا محدود و بحدود و متناہیہ ہوگا دوسرا وہ ایسا ہی کہ دوسرا اسکے مقابل نہین ہوسکتا تیسرا کوئی موجود اس سے بے نیاز نہین بلکہ ہر چیز ہر آن مین ہمیشہ اُسکی نیازمند ہی اگر نیازمند نہین ہی اس صورت مین مبدء کل انسان اور جانور اور درخت اور پتھر اور زمین و آسمان اور سمندر اور آفتاب و مہتاب وغیرہ نہین ہوسکتے کیونکہ سب متناہی ہین اور اسکے نشان ہوالاول ہوالآخر ہوالظاہر ہوالباطن چنانچہ حضرت اشعیا کی زبان سے فرماتے ہین کہ مین اول ہون اور مین آخر ہون اور میرے سوا کوئی نہین اور اسی لیے حضرت موسیٰ نے خدا کا حکم کتاب الاستثناء توریت کے پندرھوین درس سے اُنیسوین تک فرمایا کہ اب سے تم خبردار رہو کہ خدا نے آگ مین سے تمھارے ساتھ باتین کی ہین اور تمنے کوئی شکل نہین دیکھی ایسا نہو کہ تم خراب ہوجاؤ اور عبادت کے لیے کوئی شکل والی چیز مقرر کرو اور اسی کتاب کے باب سیزدہم مین ہی کہ جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرکے نئی چیز کو معبود کہے اُسے جھوٹا جانیو بلکہ مار ڈالیو اگرچہ بڑے بڑے معجزات دکھلاوے الغرض حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہماری اسی تقریر سے اگر درست ہی مبدء کل نہین ہوسکتے اسلیے کہ اپنے مرتبہ ظہور مین مشخص و محدود ہین اور اگر ایسے نہون تو اُنکے موجود ہونے کے کچھ معنے نہونگے اور اگر یہ دلیل درست نہین تو کس دلیل سے باطل ہوسکتا ہی کہ سبکا خدا احد نہین ہی علٰحدہ ہی بلکہ ہر ولایت کا یا ہر ایک نوع موجودات کا بلکہ ہر ایک شخص کا خدا علٰحدہ ہوا اور کیا وجہ ہی کہ ہر ایک شئی پر احتمال خدا ہونے کا نہوسکے اور کیا سبب ہی کہ مریم کا بیٹا خدا ہو اور کوسلیا کا بیٹا رام چندر اور دیوکی کا بیٹا کنھیا خدا نہو اور کیا وجہ کہ برہمن اور مہادیو خدا نہون اور کیا دلیل ہی کہ نفوس کو کبہ و عقول عشرہ جنکو مجوسی مفوض الاختیار ایجاد و افنا مین جانتے ہین خدا نہوسکین اور بن باپ ہونا اگر موجب الہیت ہی تو چاہیے آدم خدا ہون بلکہ اکثر اکابر ہون کہ بہتیرے بن باپ اور بہتیرے بن مان پیدا ہوئے ہین خدا ہون اور حضرت عیسیٰ کا بن باپ ہونا تو عقلاً مشتبہ ہی اسلیے کہ حضرت مریم یوسف کے نکاح مین تھین چنانکہ اس زمانے کے معاصرین یہود جو کچھ کہتے ہین سو عیسائیون پر ظاہر ہی اور مردہ زندہ کرنا حضرت عیسےٰ کا بھی دلیل خدائی نہین ہوسکتا کیونکہ اُسی طرح اُنکے شاگردون نے بھی مردے زندہ کیے ہین اور حضرت الیاس نے مردہ زندہ کیا اور حضرت حزقیل نے ہزارہا مردے زندہ کیے ہین و امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

ہو سو وہ تقدم بالشرف ہی اور تقدم بالشرف سے الوہیت نہین ثابت ہوئی غایۃ الامر یہ ثابت ہوا کہ حضرت
عیسیٰ نے اپنی تعریف کی اور اسی انجیل کے اسی باب کے درس ۲۳ مین ہی آسنے انھین کہا کہ تم نیچے سے ہو
مین اوپر سے ہون تم اس دنیا کے ہو مین اس دنیا کا نہین ہون پس عیسائی یہ تاویل کرتے ہین کہ مین خدا ہون
اور تم بندے ہو تا کہ ایک مرتبے مین نہونا صحیح ہو کیونکہ نبی اسرائیل بھی اسی زمین مین موجود تھے جہان حضرت
عیسیٰ تھے اور ہمارے نزدیک یہ تاویل ہی کہ نیچے اوپر سے بلندی اور پستی مرتبے کی مراد ہی یعنے مین نبی ہون تم
نبی نہین ہو مین دنیادار نہین ہون تم دنیادار ہو اور اگر اسی طرح کی باتین خدا ہونے پر دلالت کرنے لگین تو
منصور بھی خدا ہو جاے جو صاف صاف انا الحق کہتا تھا اور لیس فی جبتی سوی اللہ کا قائل بھی خدا ہو جاے
اور ہر ایک موحد صاحب حال و سکر کا انکے کلام خلاف عقل مجذوبانہ ہوا کرتے ہین جنسے خدائی نکلتی ہی شلاً
ہم بھے جو طور پر موسے کو گرا جاتے تھے علے ہذا القیاس سب کے سب خدا ہون بلکہ حضرت عیسیٰ سے بھی بڑے
خدا ہون قطع نظر اس سے یہ استنباط عیسائیون کا بمقابلہ نصوص ظاہرہ انجیلیہ اور براہین عقلیہ باہرہ کے کب
قابل اعتبار ہی اور یہ جو بعض جگہ انجیلون مین ہی کہ سب چیزین میرے باپ نے میرے حوالے کی ہین
اور آسمان اور زمین پر سارا اختیار مجھے دیا گیا ہی اور باپ کسی پر عدالت نہین کرتا بلکہ ساری حکومت بیٹے کو دی
سوان جملون سے حضرت عیسیٰ کی الوہیت نہین نکلتی ہی بلکہ اسکے اثبات مین اجتماع النقیضین کا قائل ہونا ہوتا
ہی اور اگر ایسی باتون سے خدائی سمجھی جاے تو خدا ہونا ثابت ہوا بلکہ یہ ثابت ہوا کہ خدا نے انکو خدا بنایا جیسا حضرت
عیسیٰ نے حواریون کو خدا بنایا ہی جہان کہین فرماتے ہین کہ وہ بزرگی جو تو نے مجھے دی تھی مین نے انھین دی
تا کہ دے جس طرح سے کہ ہم ایک ہین ایک ہون اور مین اُن مین اور تو مجھ مین تا کہ انکا ایک ہونا پورا ہو جاوے
اب چاہیے کہ حواری لوگ ویسے ہون جیسے حضرت عیسیٰ تھے اور یہ جو پہلی انجیل کے اٹھائیسوین باب کے
بیسوین درس مین ہی نسخہ ۱۸۳۹ زمانے کے آخر تک ہمیشہ تمھارے ساتھ ہون یا اسی انجیل کے اٹھارھوین
باب کے بیسوین درس مین ہی جس جگہ دو باتین میرے نام پر اکٹھی ہین وہان مین اُنکے بیچ مین ہون یہ دونون
باتین تاویل طلب ہین کیونکہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ہونا ابد تک مستلزم ہی کہ دوسری چیز بھی ابدی ہو
اور ظاہر ہی کہ حضرت عیسیٰ رحلت کر گئے اور حواری بھی مٹ گئے اسی طرح عیسائی لوگ عبادت کے وقت
گرجا گھر مین حضرت عیسیٰ کے نام پر مجتمع ہوتے ہین اور انمین حضرت عیسیٰ بھی ہوتے ہین پس ضرور ہوا کہ معیت
روحانی مراد ہو سو یہ تو ہمارا عقیدہ ہی کہ ارواح سب ابدی ہین اور جس روح کامل کو جس روح کے ساتھ محبت
ہی وہ اسکے حال پر متوجہ رہتی ہی اس سے خدائی نہین نکلتی ہی اور جو کچھ عیسائی لوگ انجیلون سے ابن اللہ ہونے
کے دلائل نکالتے ہین اور انکو مفید الوہیت سمجھتے ہین وہ تو اس طرح کی واہیات ہین جنکا بیان کرنا فضول ہی
اور انجیلون اور توریت مین بہتیرے آدمیون کی نسبت ابن اللہ کا لفظ واقع ہی بلکہ متاخرین پادریون نے
لکھا ہی کہ ہر دیندار آدمی خدا کا بیٹا کہلاتا ہی اور حضرت عیسیٰ کو کہین ابن اللہ لکھتے ہین اور کہین ابن داؤد اور ...

اور تمھارا باپ آسمان پر ہی اور ۱۶۲۲ء کے نسخہ مین ہی الرب آلہنا آلہ واحد اور ۱۸۱۱ء والی نے تبدیل کر دیا کہ الرب الٰہک آلہ
واحد اور چوتھی انجیل کے بیسوین باب کے درس سترہوین مین ہی نسخہ ۱۸۳۹ء اپنے باپ اور تمھارے باپ اور اپنے خدا اور
تمھارے خدا کے پاس جاؤنگا اور اسی انجیل کے پانچوین باب کے تیسوین درس مین ہی نسخہ ۱۸۱۴ء جو کچھ بات کرتا ہی
وہی مین کرتا ہون آپ سے کچھ نہین کرسکتا ہون ان سب قولون سے واضح ہی کہ معجزات میرے افعال نہین ہین
بلکہ میری حدود تشخصیہ سے باہر ہین جیسا ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی قرآن شریف مین ہمارے حضرت
کی شان مین ہی اور یہ بھی نکلا کہ مرتبہ صادر کا مصدر کے مرتبہ سے کم ہی نہ کہ مساوی اور یہی نکلا کہ جو عیسائی لوگ
کہتے تھے کہ خدا نے مریم کے پیٹ مین جسم پکڑ کے ظہور کیا باطل محض ہی کیونکہ یہ فرمانا کہ میرا باپ آسمان پر ہی
گواہی دیتا ہی اس بات کی کہ مبدء کل کا مرتبہ بلند ہی اور ظہور اور صدور کے مرتبے مین کوئی مبدء کل نہین ہی از انجملہ
دوسری انجیل کے تیرھوین باب کے درس ۳۲ ۱۸۱۴ء مین حضرت عیسے علیہ السلام زمانے کے آخر ہونے کے
علامات بیان کر کے فرماتے ہین کہ اسدن اور اس گھڑی کی بات سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہین
اور نہ بیٹا کوئی نہین جانتا کہ وقت کب ہی اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت عیسے اپنے تعین شخصی کی نظر سے
اپنا عجز بیان کرتے ہین اور صفت علم و قدرت تو باطن سے علاقہ رکھتی ہی جسم سے کچھ کام نہین سو یہ بھی
نکل آیا کہ قطع نظر جسمیت کے باطن عیسوی کو بھی خدائی کا مرتبہ نہین ہی کیونکہ ہر شخص ناقص ہی گو کہ ایک
شخص بہ نسبت دوسرے شخص کے کامل ہو اور اگر تعین شخصی سے قطع نظر کیا جاے تو وہان اثنینیت اور
دوئی بھی نہین ہی چہ جا کہ تثلیث اور پہلی انجیل کے تیئیسوین باب کے نوین اور دسوین درس مین ہی ۱۸۱۴ء
زمین مین کسی کو اپنا باپ نہ کہو کہ تمھارا باپ ایک ہی ہی یہان دیکھا چاہیے کہ باپ کے لفظ کے ساتھ فرمایا
کہ ایک ہی ہی یعنے حضرت مبدء کل جس مرتبے مین ہی وہان دوئی کی گنجایش نہین ہی چہ جا کہ تثلیث پس اسی طرح
کی باتین انجیلون مین بھری ہوئی ہین اور اگر کہین اسکے خلاف کوئی بات ایسی نکلی جس سے حضرت عیسیٰ کی الوہیت
یا روح القدس کی الوہیت نکلتی ہو تو ان منقولون کے خلاف ہی اس صورت مین ازروے قواعد عقلیہ کے
احد الامرین سے چارہ نہین ہی یا بموجب اذا تعارضا تساقطا دونون کو ساقط کر کے جدھر عقل رہبری کرے
چلنا چاہیے یا ان مین سے جو عقلاً ضرور ہو اسکو اصل قرار دینا چاہیے اور جو عقلاً ناجائز ہو اسکو تاویل کرنا
لازم ہی اور ظاہر ہی کہ جن منقولون سے عیسائی لوگ حضرت عیسے کا خدا ہونا نکالتے ہین انسے کبھی خدا ہونا
نہین نکلتا ہی مگر بتاویل بعید اور اسی کو اگر ہم تاویل کرین تو صاف توحید نکلتی ہی چنانچہ انجیل کے آٹھوین باب کے
درس ۵۸ نسخہ ۱۸۳۹ء سے عیسائی نکالتے ہین کہ عیسے خدا ہی وہ یہ ہی کہ ابراہیم کے ہونے سے مین آگے ہون یہان
عیسائی لوگ کہتے ہین کہ مقدم بالزمان مراد ہی باعتبار باطن حضرت عیسے کے اور تقدم زمانی باعتبار باطن
عیسوی کے نہین ہو سکتا مگر یہ کہ عیسی بالله ہون اور ہم کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم سے تقدم عیسی کا بجمیع الوجوہ
اگر مراد ہی تو صریح غلط ہی اسلیے کہ بنظر ظہور دنیوی کے ابراہیم سے عیسے موخر ہین پس ضرور ہوا کہ بعض وجوہ کا تقدم

ابلیس اور دردکا وقت جہان کا انتہا ہی اور فصل کاٹنے والے فرشتے ہین سو اس جہان کی انتہا مین ابن آدم اپنے
فرشتون کو بھیجیگا سو وے بُرائی کرنے والون کو اکٹھے کرینگے اور جلتے تنور مین ڈال دینگے تب راست باز
آفتاب کے مانند نورانی ہونگے اور اسی انجیل کے اکیسوین باب مین ہی ایک صاحب خانہ تھا اُسنے انگور کا
باغ لگایا اور اُسکے چارون طرف گھیرا اور اُسکے بیچ کھود کے کولھو گاڑا اور برج بنایا اور اُسے مالیون کو سونپ
آپ سفر کو گیا اور موسم پر اپنے خادم مالیون کے پاس بھیجے تا میوہ بو دین مالیون نے اُن نوکرون کو پکڑ کر
مارا اور ایک کو سنگسار کیا اور ایک کو قتل کیا اُسنے پھر اور نوکرون کو جو اگلون سے زیادہ تھے بھیجا اور اُنھون
نے اُنکسے وہی سلوک کیا آخر کو اُسنے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ اُس سے دبینگے پر مالیون نے جب بیٹے کو دیکھا
تو آپس مین کہا کہ یہی وارث ہی آؤ اُسے مار ڈالین اور اُسکی میراث پر قبضہ کرین اور اُنھون نے اُسے پکڑا اور
انگور کے باغ سے باہر نکال کر مار ڈالا جب انگور کے باغ کا صاحب آوے تو اُن مالیون کو کیا کریگا وے بولے
کہ اُن برون کو بُری طرح سے ہلاک کریگا اور باغ ان باغبانون کو دیگا جو موسم مین اُسے میوہ پہونچاوین لوگون
نے کہا ایسا نہوگا تب یسوع نے اُنھین کہا کیا تمنے کتابون مین نہین پڑھا کہ جس پتھر کو راجون نے ناپسند کیا وہی
کونے کا سرا ہوا یہ خداوند کا کام ہی اور ہماری نظرون مین عجیب ہی اسلیے مین تمسے کہتا ہون کہ خدا کی بادشاہت
تمسے چھینی جائیگی اور ایک قوم کو جو اُسکے میوے لاوے دیجائیگی اور جو کوئی اس پتھر پر گریگا کچل جائیگا اور
جسپر وہ گریگا اُسے پیس ڈالیگا انتہی ان دونون مین خوب طرح سے لحاظ کرنا چاہیے کہ کس عموم و عام سے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دیتے ہین اور آسمانی بادشاہت اور ملکوت کو کیسا تمثیلون
مین ظاہر فرماتے ہین کہ اس سے صاف نکلتا ہی کہ آسمانی بادشاہت سے راہ نجات مراد ہی کہ آخر زمانہ مین
ہوگی اور وہ راہ نجات مراد نہین ہی جسکو حضرت عیسیٰ تیار کی کرائی پہلی بار لائے تھے کیونکہ حضرت عیسیٰ پہلی بار جو
آئے اور شریعت لائے تو صرف بنی اسرائیل کے لیے لائے اور ملکوت السموات بالاتفاق سارے جہان کے
لیے ہی اور رسالہ اعمال کے پہلے باب سے ظاہر ہی کہ ملکوت السموات اس زمانے تک بھی نہین آئے تھے
جس زمانے تک حواریون مین روح القدس نے بعد واقعہ صلیب کے حلول کیا چنانکہ اس رسالے کے
پہلے باب مین حضرت عیسیٰ کا ظاہر ہونا اپنے خاص حواریون پر بعد واقعہ صلیب کے لکھکر لکھتا ہی ۶ ورس
۱۲ اُنھون نے اکٹھا ہو کے اُس سے سوال کیا کہ ای خداوند کیا تو اسی وقت بادشاہت بنی اسرائیل پر مقرر
کرتا ہی اُسنے اُنھین کہا جن وقتون اور موسمون کو باپ نے اپنے ہی اختیار مین رکھا ہی اُنھین جاننا تمھارا کام
نہین لیکن جب روح القدس تمپر آویگا تم قوت پاؤ سکا اور جسکو اب عیسائی لوگ عیسائیت کہتے ہین وہ راہ
ملکوت السموات نہین ہی کیونکہ حضرت عیسیٰ فرما چکے ہین کہ پورب و پچھم کے بہتیرے ابراہیم و اسحاق
یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت مین بیٹھینگے اور اُس بادشاہت کے لوگ باہر اندھیرے مین
ڈالے جائینگے اور انجیل اول کے ساتوین باب نسخہ ۲۹ مین ہی نہ ہر ایک کہ مجھے خداوند خداوند کہتا ہی

داؤد **فائدہ** پولوس حواری جسنے حضرت عیسیٰ کا خدا ہونا عیسائیون کے دل مین ٹھہرایا اور عیسائیون کا اعتقاد
کامل اس بات پر قرار پایا تو معاذ اللہ یہ عقیدہ اُن سب کے جمع کرنے سے پیدا ہوا کہ عیسیٰ خدا ہی اور اپنے
بندون کی نجات کے واسطے ملعون ہوکر تین دن دوزخ مین رہا جیسا عیسائیون کے عقائد کی کتابون سے
اور پولوس کے خطوط سے واضح ہوتا ہی اور یہ سخن عقلاً اور نقلاً کفر ہی کیونکہ جب اس حقیقت کی راہ سے حضرت
عیسیٰ خدا ٹھہرے تو اس مرتبہ مین تعدد اور تفرقہ عبد و معبود اور رحمت و لعنت اور دوزخ و بہشت کا کیونکر سمایا
اور مرتبہ صادریت مین کہ حدوث ذاتی کا مستلزم ہی قدم ذاتی اور بے نیازی کے کیا معنے اور اس مرتبے
مین نجات والے کا ملعون اور دوزخی ہونا کیسا اور یہ درست ہی تو نبی اور کافر مین کچھ بھی فرق نہین رہیگا
تنبیہ اب بعضی بشارتین جو حضرت عیسے علیہ السلام نے ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری
پر دی ہین انکو بیان کرتا ہون اگرچہ کچھ بشارتین مجملاً مین نے احوال حضرت ابراہیم و موسےٰ و اشعیا و ارمیا و
دانیال و داؤد وغیرہم علیہم السلام مین لکھی ہین لیکن اس جگہ واجب ہی کہ کچھ کچھ تفصیلاً بھی بیان کرون تاکہ ظہور
نور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ایک مقدمہ ہوجاوے اول بشارت سنا چاہیے کہ پہلی انجیل کے چوتھے
باب مین ہی نسخہ ١٧ اسی وقت سے یسوع نے وعظ کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو آسمان کی بادشاہت
نزدیک ہی اور ١٧ مین ہی من بعد ذلک شرع عیسے یقول توبوا فان ملکوت السموات قد اقتربت
اور اسی انجیل کے آٹھوین باب مین ہی مین تمسے کہتا ہون کہ بہتیرے پورب اور پچھم سے آوینگے اور ابراہیم
اور اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت مین بیٹھینگے پر اس بادشاہت کے لوگ باہر
اندھیرے مین ڈالے جاوینگے وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا اور پہلی انجیل کے تیرہوین باب مین ہی نسخہ
٣١ آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے کے مانند ہی جسے ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت
مین بویا اور سب بیجون سے چھوٹا ہی پر جب اُگا ہی سب ترکاریون سے بڑا ہوتا ہی اور ایسا درخت ہوتا
ہی کہ ہوا کے پرندے آکے اُسکی ڈالیون پر بسیرا کرتے ہین اور فرمایا کہ آسمان کی بادشاہت اُس آدمی
کے مانند ہی جسنے اچھے بیجون کو اپنے کھیت مین بویا پر جب لوگ سوئے اُسکا دشمن آیا اور اُسکے کھیتون مین تلخ
دانون کو بوکے چلا گیا اور جب لوگ آئے اور خوشے نکلے تو تلخ دانے بھی ظاہر ہوئے تب اُس گھر والے کے
نوکرون نے آکر اُس سے کہا کہ صاحب تو نے تو اپنے کھیت مین اچھے بیج بوئے تھے پھر تلخ دانے کہان
سے آگئے اُسنے کہا کہ ایک دشمن نے یہ کام کیا ہی نوکرون نے کہا کہ مرضی ہو تو انھین اُکھاڑ ڈالین اُسنے
کہا نہین تا ایسا نہو کہ جب تلخ دانون کو اُکھیڑو تو اُنکے ساتھ گیہون بھی اُکھاڑ لو فصل تک دونون کو ملے
ہوئے بڑھنے دو اور مین فصل کے وقت فصل کاٹنے والون کو کہونگا کہ پہلے تلخ دانون کو اُکھاڑو اور جلانے
کے واسطے گٹھے باندھو پر گیہون میرے گونے مین جمع کرو بعد اسکے فرمایا جو اچھے بیج بوتا ہی ابن آدم ہی اور
کھیت دنیا ہی اور اچھے بیج اُس بادشاہت کے لڑکے ہین اور تلخ دانے شیطان کے فرزند ہین اور دشمن

پیدا ہوا یعنے عیسیٰ ابن مریم کہ اُنکو معاذ اللہ حدود شرعیہ سے خارج اور کافر ٹھہرا کر اپنی دانست مین مار ڈالا اور
دوسرے مالی جنکو باغ سپرد ہوگا وہ ہمارے حضرت کے تابعین ہین اور تیسرے ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم ہین کہ لوگون نے آپ کے جد اسمعیلؑ کو اور اسمعیلؑ کی اولاد کو نا مقبول جانکر میراث پدری نہ دی تھی
سو وہ پتھر کونے کا سرا ہوا یعنے مقصود اعظم اور آخری زمانہ کا پیغمبر ہوا اور جو کونا عمارت کا بلندی کی طرف
خالی ہے اُس سے بھر جائیگا یہ وہی بات ہے جو پیغمبر خدا سے بخاری اور مسلم وغیرہ مے باسناد متصلہ استخراج کیا ہے کہ
آپنے فرمایا کہ مین عمارت نبوت کا تکملہ ہون اور مین وہ اینٹ ہون جس سے عمارت نبوت کا خالی کونا بھر گیا
سو حضرت عیسیٰ فرماتے ہین کہ تم اس بات کا یقین نہ لاؤگے اور کہوگے یہ کیسی بات ہوئی کہ خاندان اسرائیلیہ سے
سلسلہ نبوت کا منقطع ہو گیا لہذا مین کہتا ہون کہ یہ بات خدا کی طرف سے اور اُسکی تقدیر اور صنعت سے ہے
اور یہ وعدہ اُنکا جو ابراہیمؑ سے کیا تھا کہ اسمعیلؑ کو مین برکت دونگا اور بار ور کرونگا اور اُسکے لیے امت عظیم
بناؤنگا پورا ہوتا ہے اور اگر مجھکو جھٹلاتے ہو تو کتابون مین دیکھو کہ حضرت اشعیاؑ کیونکر صاف صاف فرماچکے
ہین کہ جس پتھر کو معمارون نے نامقبول جانا وہی کونے کا سرا ہوا سواے بنی اسرائیل تم آپکو بڑی شان الا
سمجھتے تھے اور اسمعیلون کو حقیر و ناچیز جانتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ نبوت ہمارے گھر مین رہیگی اب خدا کی
بادشاہت اور دولت نبوت بنی اسمعیل کو ملیگی اور تم سے چھنی جائیگی کیونکہ تمنے پیغمبرون کو قتل کرایا اور مجھکو ستایا
اور بھی اُنکو خدا کا حکم دیا جائیگا کہ جو کوئی بے تمیز بے ادب آکر گرے اور لڑائی کا ارادہ کرے اُسے کچل ڈوالو
جسکو نافرمان دیکھو اُس پر جا گرو اور پیس ڈالو کما قال فاقتلوہم حیث وجدتموہم اور اسی ملک السموات اور
بادشاہت آسمانی کے اجرا کی حضرت عیسیٰؑ کو تمنا تھی کہ نمازمین دعا کرتے تھے چنانکہ پہلی انجیل کے چھٹے باب مین حضرت
عیسیٰ نے اپنے شاگردون کو نماز تعلیم کی اور فرمایا نسخہ ۹ ۱۰ تم اس طرح دعا مانگو اے ہمارے باپ جو آسمان پر
ہے تیرا نام مقدس اور مکرم ہے تیری بادشاہت ہووے اور سب تیری مرضی کے مطابق جیسا آسمان پر ہوتا ہے
زمین پر ہو سو یہ تمنا حضرت عیسیٰ کی خدا نے قبول کی کہ آخر زمانے مین حضرت عیسیٰ کے ہاتھون سے
ملکوت السموات کا رواج تکمیل کو پہونچیگا اور یہ جو عیسائی کہتے ہین کہ وہ پتھر عیسیٰ تھے سو غلط ہے اول تو یہ تمثیلین
کسی طرح اُنسے میل نہین کھاتین دوسرے یہ کہ اگر عیسیٰ وہ پتھر ہووین تو ابن اللہ اور کوئی ہو پھر چار خدا ہو جائینگے
ایک اللہ ایک عیسیٰ ایک روح القدس ایک یہ ابن اللہ دوسری بشارت اور خوشخبری جسکا ذکر قرآن شریف مین
یون ہے اذ قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورٰۃ ومبشرا
برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنے کہا عیسیٰ بیٹے مریم نے کہ اے بنی اسرائیل مین بے شک خدا کا بھیجا
ہون تمھاری طرف تصدیق کرنے والا ہون اُسکو جو توریت مین ہے اور خوشخبری دینے والا ہون ایک پیغمبر
کی جو میرے بعد آویگا اور اُسکا نام احمد ہے اس آیت کا مصداق چوتھی انجیل سولھوین باب ۷ مین اسطرح ہے لکھی
اقول لکم انی اخبرکم ان انطلق لانی ان لم انطلق لم یاتکم الفار قلیط فان انطلقت ارسلتہ الیکم فاذا جاء کم یبکت العالم

آسمان کی بادشاہت مین داخل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی پر جو آسمان پر ہی عمل کرتا ہی یعنے صرف میرا ماننا
اور مجھپر ایمان لانا نجات کے لیے کفایت نہین کرتا جو میرے بعد آویگا اُسکا ماننا اور اُسپر بھی ایمان لانا شرط ہے
اسلیے کہ خدا کی مرضی یہی ہی اور اگر مجھے خداوند جانا اور میری بات نہ مانی تو صرف مجھے خداوند جاننا کام نہین آویگا
جب یہ بات قرار پاچکی تو اب ہمارا یہ دعوی ہی کہ اُس ملکوت السموات اور آسمانی بادشاہت سے مراد نہین ہی مگر
بادشاہت محمد رسول اللہ والذین معہ کی جسکے حق مین اللہ صاحب فرماتے ہین مثلہم فی التوراۃ ومثلہم فی
الانجیل کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار یعنے یہ کہاوت
ہی اُنکی توریت مین اور کہاوت اُنکی انجیل مین جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اُسکی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہوا
اپنی نال پر خوش لگتا کھیتی والون کو تا جلاوے اُنسے جی کافرون کا اب حضرت عیسی علیہ السلام کے قولون کی شرح
مفصل سنا چاہیئے کہ یہ جو حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اپنے فرشتون کو بھیجے گا سو وے برائی کرنے والون کو اکٹھا کرینگے
اور جلتے تنور مین ڈال دینگے تب سب راستباز آفتاب کے مانند نورانی ہونگے سو فرشتے وہ ہین جنھون
نے بدر کے دن تلخ دانون کو جو کئی ہزار کافر تھے اکٹھا پاکر تہ تیغ وتقید کیا اور جلتے تنور جہنم مین پھینک دیا
اور بعد اس معاملے کے امت رسول عربی کہ بزبان انجیل روح الصدق اور راستباز کہلائی گئی مثل آفتاب
روشن ہوئی گویا وہ تلخ دانے آڑ تھے اُنکے نکلتے ہوے آفتاب نے جہان کو روشن کیا اور درحقیقت
ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی حال ہوا کہ جب مکے کے لوگ مطیع ہوے تو اُنکی سعی سے لاکھون
پر لیسی ایمان لائے اور یہ جو حضرت نے کہا آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے سے مشابہ ہی الخ
سو حال اسکا یہ ہی کہ عرب سب سے حقیرتر تھے کہ لوگ انھین اہل بادیہ اور گنوار اور لونڈی بچے کہتے تھے
اور جسمانی لذتون اور ظاہری آرایشون سے اُنکو بہرہ کم تھا اور علم اور دین مین بھی ہیٹھے تھے جیسے رائی کے
دانے سو انمین سے جو ایک سرسبز ہوا اور رسالت کے درجے کو پہونچا سب پیغمبرون سے افضل
اور اعظم ہوا اور دور کے آدمی اور پہاڑی اور جنگلی رہنے والے اُسکے عہد مین درخت شرع کے سایہ مین
آئے اور تیسری تمثیل ارشادی حضرت عیسے علیہ السلام کی تو ایسی کھلی ہوئی خبر ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی ہی کہ اس مین حاجت تفصیل بظاہر نہین معلوم ہوتی پر واسطے فہم عوام کے لکھتا ہون کہ مالک باغ انگور کا
باری تعالی ہی اور تاکستان دنیا یا صرف خاندان اسرائیل اور احاطہ کرنا حدود شرعی کا مقرر کرنا ہی جیسا حضرت
موسے علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوا اور کولھو اور برج بنانا لذائذ ایمانیہ اور سربلندی دینی اسمین رکھنا
مراد ہی اور مالیون سے شریعت کے رکھوالے علما لوگ مراد ہین اور صاحب باغ کا چلا جانا وحی الٓہی کا چھپ جانا
مراد ہی اور میوے وقت پر پہونچانا احکام الٓہی کو اُنکے وقت پر بجا لانا ہی جس طرح ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین
کتابا موقوتا اور نوکرون سے مراد پیغمبر بنی اسرائیل ہین جو بعد حضرت موسیٰ کے تشریف لائے اور سرکش
مالی بنی اسرائیل ہین جنھون نے پیغمبرون کو قتل کیا اور بیٹے سے مراد وہ شخص ہی جو بن باپ صرف کلمۃ اللہ سے

کرے کہ حضرت عیسےٰؑ بنی اسرائیل مین سے تھے اور بن باپ پیدا ہوے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
ایسے نہ تھے سو ان سب شبہون کو حضرت عیسےٰؑ نے ایک ہی جملے مین رفع کر دیا ہی یعنے فرمایا ہی کہ یہ جو مین نے
کہا کہ انچہ از آن من ست خواہد یافت سو اسواسطے کہا کہ انچہ نزد پدر من ست از آن من ست یعنے جو خدا کے
پاس ہی سو میرا ہی اس صورت مین فارقلیط کو جو کچھ خدا سے ملیگا سو میرا ہی ہی چنانچہ مشہور ہی من کان للہ کان اللہ
لہ یعنے جو اللہ کا ہو رہتا ہی اللہ اُسکا ہو جاتا ہی اور باقی احوال اس قول کا احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام مین لکھا گیا
ہی اور تفصیل اس مقام کی اگر درکار ہو تو صولتہ الضیغم و استفسار ملاحظہ کرنا بہتر ہی الغرض اسیطرح اشارات بشارات
ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بقید نام حضرت موسے و عیسے وغیرہ انبیاء علیہم السلام نے کیے اور دیے ہین
لیکن یہودیون اور نصرانیون نے نکال ڈالے اور کسی انجیل مین اب کچھ اگر اشارات پاتے ہین اُسکو بھی نکالتے رہتے
ہین اور جس مقام سے نکالنا دشوار جانتے ہین وہان اس کتاب کو جعلی بتلاتے ہین چنانچہ برنباہ کی انجیل مین
اب تک بتصریح نام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بشارت حضرت عیسیٰؑ کی مرقوم ہی اور اسی سبب سے اُسکو
جعلی قرار دیتے ہین اور کوئی سند جعلیت اور تعین زمانہ جعل اُنکے پاس نہین ہی اور فقیر کاتب الحروف نے
ایک معتمد انگریزی دان سے سُنا ہی کہ حضرت عیسےٰؑ نے اپنے مصلوب ہونے کی گفتگو مین تقریباً فرمایا ہی کہ اے
برنباہ یقین جان کہ اگرچہ کسی طرح کا گناہ چھوٹا ہو مگر خداے تعالے اسکی سزا دیتا ہی میری والدہ اور میرے
حواریون نے بغرض دنیا مجھسے محبت کی خدا اُس سے ناخوش ہوا اور شیوہ عدالت سے یہ چاہا کہ اُنکے اس
عقیدے کی سزا دنیا مین اُنکو دے تاکہ عذاب دوزخ سے بچین اور مین گو کہ دنیا مین بے قصور تھا مگر اسواسطے
کہ بعض لوگون نے مجھے خدا و ابن اللہ کہا خدا کو یہ بات خوش نہ آئی اور اُسنے یہ چاہا کہ بروز حشر شیاطین مجھپر
نہ ہنسین اور مضحکہ نہ کرین لہذا اپنی عنایت سے بہتر جانا کہ اس عالم مین یہودا کی موت سے میری تضحیک ہو جاے
اور ہر شخص میری نسبت یہ گمان کرے کہ سولی دیا گیا مگر یہ سب تضحیک محمد رسول اللہ کے آنے تک رہیگی جب کہ
وہ دنیا مین آویگا تو ہر ایک ایمان دار کو اس غلطی سے آگاہ کریگا اور انکے دلون سے دھوکا اُٹھاویگا انتہے"
اور اس بات کی تحقیق مین نے مسٹر چارلس فرکس تھامسن صاحب جج مین پوری سے کی اُسنے انجیل مذکور لیکر
کہا درست ہی لیکن یہ انجیل جعلی ہی تب مین نے کہا کہ یہ تو پُرانی کتاب ہی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے بعثت سے سیکڑون برس پیشتر لکھی گئی ہی بھلا اس مین جعل کیونکر ہوا کہنے لگا کہ سرور عالم صلعم کی بعثت کے
بعد کسی محمدی نے یہ فقرات بڑھا دیے مین نے کہا آپ حاکم عدالت ہین ایسا سخن بلا سند کہنا فطانت کے
خلاف ہی اگر شخص محرف کا نام اور زمانہ تحریف کا بیان کیجیے تو البتہ ہمکو خاموشی ہو سکتی ہی یا کوئی نسخہ حضرت
صلعم کے پیشتر کا لکھا ہوا دکھلائیے کہ جسمین یہ فقرہ نہو تو ہم اس صورت مین مانینگے جبکہ پُرانا ہونا اُسکا باسناد متصلہ
ثابت ہو صرف پرانا ہونا کاغذ کا دلیل نہین ہو سکتا اُسکا جواب صاف نہ دیا یہ کہا کیونکر دلیل نہوگا مین نے کہا کہ
دنیا کے کام مین حکام عدالت پرانی دستاویز کو صرف پُرانے کاغذ ہونے سے اور اگلے زمانے کی تاریخ

ملی خطیئته وعلی بر وعلی حکم الخ مگر عیسائیون کے ہاتھ جس طرح انجیل کے اور مقامون مین اور توریت مین بھی
خرابیان واقع ہوئی ہین اسی طرح اس جگہ بھی کئی خرابیان پڑی ہین ایک یہ کہ عیسیٰ کا کلام عبری باقی نہ رہا صرف
ترجمہ یونانی کہ اصل قرار پایا ہی رہ گیا سو اس جہت سے یہان بھی احمد کا ترجمہ یونانی مین بلفظ فارقلیط کر ڈالا اور
نامون کا ترجمہ کر ڈالنا بیبل والون کا دستور ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ بہ نیت فاسد تبدیل نہین کی ہی بلکہ عادتاً اسواسطے
کہ یہ لفظ کئی معنون مین مشترک ہی یعنے تسلی دہندہ اور شفاعت کنندہ اور وکالت کرنے والا اور بڑا اسرا ہانے والا
اور بڑا اسرا ہا گیا دوسری خرابی یہ کہ جب انجیل کا اور زبان مین ترجمہ کیا تو فارقلیط کو بھی ترجمہ کر ڈالا کہ بعضون مین
تسلی دہندہ اور کسی مین شافع اور کہین وکیل اور کہین امیدگاہ عوام اور بعضے نسخون مین رسول مگر بڑا سرا ہنے والا
اور سراہا گیا نہین لکھتے ہین کیونکہ یہ ترجمہ اسماً و رسماً آنحضرت پر صادق آتا ہی تیسرے یہ کہ فارقلیط کی جگہ
بطور تفسیر روح القدس کا لفظ لاحق کر دیتے ہین اور یہ طریقہ الحاق اگرچہ خالی از خشہ نہین ہی لیکن ہرگاہ کہ بلا سبب
ظاہری بھی یہ لوگ لحاق کرتے آتے ہین کچھ شکایت نہین چنانکہ انجیل چہارم کے باب اول درس الہ نسخہ
۱۸۱۱ مین ہی قد وجدنا مسیا الذی تاویلہ المسیح و ۱۸۱۶ مسیح را کہ ترجمہ آن کرسطوس میباشد یافتیم و ۱۸۱۴
ہمنے مسیح کو جسکا ترجمہ کرسطوس ہی پایا و ۱۸۳۹ ہمنے فرشتہ یعنے مسیح کو پایا اور از روے لغت یونانی کے
بالاتفاق ثابت ہی کہ کرسطوس معبود حقیقی یعنے اللہ کو کہتے ہین اور مسیح کا ترجمہ کسی زبان مین اللہ نہین ہی اور
نہ کرسطوس بمعنے مسیح ہی پس محض موافق اپنے عقیدے کے یہ ترجمہ بطور تفسیر کے بالکل جھوٹھ پیچھے سے
بڑھا دیا ہی اسی طرح حضرت ارمیا کا نام بدل دیا ہی اور یسوع کی تفسیر نجات دینے والی سے کر دی علی
ہذا القیاس بہت نام اور بہت لفظین توریت اور انجیل مین تفسیراً بفائدہ زیادہ کر دی ہین تاکہ حسد چھپا رہے
اور عداوت پر پردہ رہے یہان سے صاف ثابت ہو گیا کہ انجیلون مین علاوہ از ترجمہ تفسیراً بھی لفظین ملاتے
رہے ہین اور وہ تفسیر غلط بھی ہوتی رہی ہی اسپر قیاس کرنا چاہیے کہ احمد کا یونانی زبان مین ترجمہ فارقلیط کیا
اور پیچھے سے اسکی تفسیر غلط یعنے روح القدس کرکے بڑھا دی حالانکہ جو جو تیے اور نشانی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام فارقلیط کی دیتے ہین اور انجیلون مین اسوقت تک موجود ہین آیندہ دیکھا چاہیے رہین
یا نہ رہین ہرگز روح القدس پر نہین جمتے کیونکہ عیسائیون کے اصول پر روح القدس قدیم اور غیر مخلوق
اور غیر محاط القیاس اور قادر مطلق ہی اسکے لیے حالت منتظرہ واسطے حصول کمال کے آیندہ مین کیونکر تجویز
کیجا سکتی ہی اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ حضرت خاتم النبیین تو کافۂ عالم کے لیے مبعوث ہوے اور حضرت عیسیٰ کے
قول سے جو انجیلون مین بالفعل مذکور ہی کہ وہ فارقلیط میر المنصب پاویگا اس سے بڑا فرق پڑتا ہی کیونکہ حضرت
عیسیٰ صرف بنی اسرائیل کے لیے مبعوث ہوے تھے یا کوئی یہ شبہہ کرے کہ حضرت خاتم النبیین سے انجیل کے
بعضے ظاہری حکمون کی میعاد تمام ہو گئی یعنے وہ احکام منسوخ ہو گئے ہین اور یہان حضرت عیسیٰ فرماتے
ہین کہ جو میر المنصب ہی سو وہ پاویگا تو چاہیے کہ ایک حکم ظاہری بھی شریعت عیسوی کا منسوخ نہو یا کوئی شبہہ

جاتا ہون وہان سے معاودت اِس شہر کی منظور ہی اگر خوشی سے میرا کہنا نہ کروگے تو بجبر و کرہ کرنا پڑیگا لہذا تمکو ارشاد ہوتا ہی کہ اِس فرصت کو مغتنمات سے سمجھو اور خوب غور کرو کہ خلاف حکمی مین سراسر نقصان ہی چنانچہ اُن بیچارون نے دفع ہونا اُس ناپاک کا غنیمت سمجھا اور اپنے اپنے گھر گئے اور باہم شورے کیا اور بمقتضاے الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین کچھ زادراہ اپنے اپنے گھرون سے لیا اور پہاڑ کی جانب روانہ ہوے راہ مین ایک چرواہہ ملا مرطوس خواہ دمینوس نام وہ بھی ایمان لاکر ساتھ ہوا اور لیے اُنکے ایک کتا پالوا اُنکا بھی باوصف دفع کرنے مکرر کے ہمراہ چلا اور بحکم الٰہی ناطق ہوا کہ مین خدا کے محبون کا محب ہون تم سب پہاڑ مین چلکر آرام کرو مین چوکیداری کرونگا ناچار آگے بڑھے اور غار جبل مین پہونچے چرواہے نے کہا مین نے ایک غار دیکھا ہی وہان چلکر چھپو سو اِس جگہ سے حسب ہدایت اُسی غار مین گئے کتا بھی لگا ہوا ساتھ ہی پہونچا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ کتا اُسی چرواہے کا تھا اور پہاڑ شہر سے قریب تھا نام اُسکا بنا جلوس یا بنلوس اور نام غار کا حرم تھا الغرض اسی حرم محترم مین باعزت مخفی ہوے اور عبادت کرنے لگے **فائدہ** اسماے اصحاب کہف مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین یملیخا مکسلمینا مرطونس بینونس سارسوس دنوانس کیصیطیطونس یہ قول ابن عباس کا ہی اور بعض کے نزدیک یملیخا مکسلمینا مرنوس مربوس شادیوس اسم راعی مرطوس و اسم کلب قطمیر یہ قول حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کا ہی اور بعضے کہتے ہین یملیخا مکسلمینا کسقوطط کشافطیونس فرنویس یوانس بوس اسم کلب قطمیر اسی طرح بہت اختلاف ہی کہ قاموس مین مذکور ہی ایک روز سید و عاقب مع چند نصارے اہل نجران حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر تھے کہ اصحاب کہف کا ذکر چلا سید یعقوبی بولا اصحاب الکہف کانوا ثلثۃ رابعہم کلبہم یعنے اصحاب کہف تین شخص تھے چوتھا اُنکا کتا تھا وہذا قول الیہود اور عاقب نسطوری نے کہا کانوا خمسۃ سادسہم کلبہم یعنے اصحاب کہف پانچ ہین چھٹا اُنکا کتا ہی وہذا قول النصاری اور اہل اسلام ابقاہم اللہ تعالے الی یوم التناد وحفظہم اللہ من الشر والفساد بولے کانوا سبعۃ وثامنہم کلبہم یعنے اصحاب کہف سات آدمی ہین اور آٹھوان شمار مین اُنکا کتا ہی یہ کہنا اہل اسلام کا باخبار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھا پس اللہ جل شانہ نے سورۂ کہف مین نصرانیون کا قول اور بھی یہودیون کا رد کیا کما قال سیقولون ثلثۃ رابعہم کلبہم ویقولون خمسۃ سادسہم کلبہم رجما بالغیب یعنے اب یہ بھی کہینگے وہ تین ہین چوتھا اُنکا کتا اور یہ بھی کہینگے وہ پانچ ہین چھٹا اُنکا کتا بن دیکھے نشانا پتھر چلانا اور قول مسلمانون کا درست فرمایا کہ ویقولون سبعۃ وثامنہم کلبہم یعنی یہ بھی کہینگے سات ہین اور آٹھوان اُنکا کتا اور صحت اس قول کی اسطرح نکلی کہ اول اللہ تعالے نے کافرون کے قول کو بن دیکھا نشانا فرمایا اور اس مقولہ کو اُسمین سے علیحدہ کیا دوسرے ثامنہم پر حرف واو ارشاد کیا واسطے تحقیق حکم کے گویا کہ بیان اختلاف کلام معجز نظام تمام کیا اور یہ ارشاد فرمایا ویقولون سبعۃ بعد اُسکے تحقیق اُسکی یون فرمائی وثامنہم کلبہم و ثامن نہین ہوتا مگر بعد سبع کے اور یہ جو ارشاد ہوا قل ربی اعلم بعدتہم ما یعلمہم الا قلیل یعنے اب تو کہہ میرا رب بہتر جانتا ہی اُنکی گنتی اُنکی خبر نہین رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو حضرت ابن عباس فرماتے تھے کہ

لکھی ہونے سے اس زمانے کی نہین سمجھتے تو دینی نزاع مین کب ایسی درستا ویز قابل اعتبار ہی خصوصاً جب وہ زمانہ ایسا تھا کہ اسمین مقتدایان دین خائن و دغاباز تھے کہ یہ امر گواہی حضرت ارمیا و اشعیا و عیسیٰ علیہم السلام سے اور بیان بطرس و پولوس سے ثابت ہی لیکن میرے اس کلام کو شنیدہ ناشنیدہ کرکے مسل کے پیش کرنے کا اشارہ کیا **فائدہ** از روے تحریر جناب قدوۃ المحدثین و عمدۃ المحققین مولانا و اولانا محمد رفیع الدین دہلوی قدس سرہ العزیز کے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سال پانچہزار چھ سو سترہ ہبوطی مین آسمان پر مرفوع ہوے یعنے ہبوط آدم علیہ السلام سے اسقدر زمانہ گذرا تھا اور ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سورہ بقرہ و سورۂ نسا و مائدہ و مومنون و مریم و ہود مین ہے

قصۂ اصحاب کہف

روایت صحیحہ یہ ہی کہ اصحاب کہف چند جوان اشراف روم سے تھے مگر بڑے دیندار و عابد و مرتاض خدا شناس کہ ہمیشہ عبادت خدا و طاعت کبریا مین مصروف رہا کرتے تھے اور دین عیسےٰ علیہ السلام کی پیروی کیا کرتے جب ہبوط آدم علیہ السلام سے پانچ ہزار سات سو چھپن برس گذرے اور اہل انجیل بت پرست و مشرک ہو گئے تو سلاطین مشرکین نے یہ وتیرہ اختیار کیا کہ عوام و خواص کو پکڑتے اور بت پرستی کراتے ناچار اہل دین اپنے گھر بار چھوڑ کر بھاگنے لگے اور شہرہاے آبائی چھوڑ کر اور شہرون کو چلے اسی عرصہ مین ایک بادشاہ ناپاک سفاک ظالم و بیباک دقیانوس نام بت پرستی مین شہرۂ آفاق اور ناخداترسی مین طاق ظاہر ہوا اور اُسنے یہ طریقہ جاری کیا کہ سب لوگون کو دعوت شرک و بت پرستی کرتا چلا اور اسی حرکت کو برملا دینداری کہنے لگا یہان تک کہ جو کوئی اُسکے بتون کو مانتا اُسے چھوڑ دیتا اور جو نہ مانتا اُسکو تکلیف دیتا خواہ بجبر پرستش کرواتا سو وہ نابکار دیہہ بدیہہ گشت کرتا ہوا اور لوگون سے اپنا عہد و پیمان مضبوط کرتا ہوا شہر افسوس مین جسکو اسلام کے لوگ طرسوس کہتے ہین اور جانب شمال ملک روم واقع ہی پہونچا سو اس شہر مین چند جوان باایمان رہتے تھے وہ خبردار ہوے اور تضرع و زاری جناب باری مین شروع کی اور تسبیح و تہلیل و استغفار و صوم و صلوۃ مین مشغول ہوے کسی بدکیش چغل خور نے مخبری کی بادشاہ نے انکو طلب کیا اور پوچھا کسی کی عبادت مین مصروف رہتے ہو وہ غریب بیکس بولے ہم اپنے خدا کی عبادت کرتے ہین اور دین حق عیسوی پر قائم ہین بادشاہ نے کہا بت پرستی اختیار کرو وہ منکر ہوے کما قال اللہ تعالےٰ فی سورۃ الکہف و زدناہم ہدی و ربطنا علی قلوبہم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونہ الہا یعنے زیادہ دی ہمنے اُنکو ہدایت اور گرہ دی اُنکے دلون پر جب کھڑے ہوے بادشاہ کے پاس اور بولے ہمارا رب ہی رب آسمان و زمین کا نہ پکارینگے ہم اُسکے سواے کسی کو ٹھاکر تب بادشاہ نے اُنکے لباس و زیورات چھین لیے اور کہا تم خردسال ہو عقل کامل تمکو نہین ہی تین دن مین سمجھکر جواب دینا اور مین دوسری طرف

طرسوس بکسر طا و دو سین معروف نزد العرب ۱۲

ولیت منہم فرارا ولملئت منہم رعبا یعنے کروٹ دلاتے ہین ہم اُنکو داہنے اور بائین اور کتا اُنکا پسار رہا ہی اپنے بازو
چوکھٹ پر اگر تو جھانک دیکھے اُنکو تو منھ پھیر کر بھاگے اُنسے اور بھر جاے تجھمین اُنکی دہشت بعضے کہتے ہین حشمت و
مکان سے دہشت ہی بعضے کہتے ہین آنکھین اُنکی کھلی ہین اسی سے دہشت ہی اور بعضے کہتے ہین بال و ناخن
بڑھ گئے ہین اس باعث سے دہشت ہی اور کاتب الحروف کے نزدیک اللہ نے اس جگہ اپنی قدرت سے
دہشت رکھی ہی تا کہ اصحاب کہف کو کوئی دیکھہ نہ پاوے والا وہ مکان تماشا ہو جاتا اور اُنکو تکلیف ہوتی **فائدہ**
بعضے کہتے ہین کہ نام کتے کا قطمیر ہی وہذا التفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ وہو الاصح اور بعضے قطفیر اور بعضے
تتزر اور بعضے ثور اور بعضے صہبا یا قمطو یا حمران یا ریان بیان کرتے ہین اور بعضے قائل ہین کہ وہ کتا از جنس کلاب
ہی اور ابن جریح کے نزدیک از قسم شیر ہی اور اہل عرب اسد کو کلب سے تعبیر کرتے ہین چنانچہ حضرت صلعم نے
عتبہ ابن ابی لہب کے حق مین فرمایا اللہم سلط علیہ کلبا من کلابک سو شیر نے عتبہ کو پھاڑ ڈالا محدث بغوی نے
لکھا ہی کہ یہ کتا دروازۂ غار پر بازو پھیلاے سوتا ہی جب اصحاب غار کروٹ لیتے ہین یہ بھی اپنے کان بدلتا ہی
اور خالد ابن معدان سے روایت ہی کہ بہشت مین دابہ نہوگا مگر کتا اصحاب کہف کا اور گدہا بلعم باعور کا اور
بعض مفسرین لکھتے ہین کہ رنگت کتے کی زرد ہی اور بعضے سرخ اور بعضے مٹی کے رنگ بیان کرتے ہین
اور تفسیر زاد المسیر مین ہی کہ سر اُسکا سرخ ہی اور پشت سیاہ اور پیٹ سفید دم ابلق **فائدہ** ہمارے دین مین
کتا رکھنا ممنوع ہی مگر علما بنا بر شکار اور محافظت زراعت و مواشی دفعا للحرج لا باس بہ فرماتے ہین لیکن حدیث
صحیحین جو ابو طلحہ سے مروی ہی کہ نہین داخل ہوتے فرشتے اس گھر مین جہان کتا ہو عام ہی یعنے کسی قسم کا کتا
ہو ہونا اسکا مانع دخول ملائکہ ہی اور ملائکہ سے مراد غیر کرام کاتبین اور حافظین ہی کذا فی مظاہر الحق اور صحیح مسلم مین
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک روز حضرت صلعم نے صبح فرمائی غمگین اور خاموش اور
حضرت میمونہ نے سبب رنجیدگی مین ارشاد کیا کہ جبرئیل نے مجھسے وعدہ کیا تھا ملاقات کا آج کی رات سو
ملاقات نہ کی خبردار ہو قسم خدا کی نہین خلاف وعدہ کیا جبرئیل نے مجھسے کبھو پھر آیا حضرت کے دل مین کتے
کا بچہ کہ پڑا تھا نیچے خیمہ حضرت کے یعنے حضرت کے دل مین آیا کہ اس بچے کے سبب سے جبرئیل نہین
آئے پس حکم کیا حضرت نے اسکے نکالنے کا سو وہ نکالا گیا پھر لیا حضرت نے اپنے ہاتھ مین پانی اور چھڑکا اسکی
نشستگاہ پر جب شام ہوئی تو حضرت جبرئیل آئے حضرت نے فرمایا تمنے وعدہ کیا تھا مجھسے ملنے کا شب گذشتہ مین
کہا ہان ہم نہین داخل ہوتے اُس گھر مین جہان ہو کتا یا صورت پھر صبح کی حضرت نے اُس دن اور حکم دیا
کتون کے قتل کا یہان تک کہ حکم کیا کہ چھوٹے باغون کے کتے بھی مارے جاوین کہ اسمین چندان احتیاج
محافظت نہین ہوتی اور چھوڑ دیا بڑے باغون کے کتون کو کہ اُن مین احتیاج محافظت بہت ہوتی ہی اس
حدیث سے علما نے نکالا کہ واسطے محافظت زراعت کے کتا رکھنا جائز ہی گھر مین رکھنا درست نہین ہی
اور مشکوۃ المصابیح مین حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ایک

انا من القلیل کانوا سبعۃ بالجملہ جب اصحاب کہف غار مین پوشیدہ ہوے تو کئی دن بعد دقیانوس شہر مین داخل ہوا
اور اہل ایمان مین ایک شور پڑا یملیخا کہ ہر روز بھیس بدلکر شہر سے کھانا لاتے تھے اُسدن جب گئے تو خبر آمد آمد
کافر کی ملی وہ بیچارے خوف کے مارے کچھ کھانا لیا کچھ نہ لیا بھاگے اور اپنے یارون سے کہنے لگے کہ دقیانوس
آگیا سبکے سب خوف سے رونے لگے اور اللہ پر توکل کرکے عبادت مین مشغول ہوئے اور دعا مانگی ربنا
آتنا من لدنک رحمۃ وہیئ لنا من امرنا رشدا یعنے اے رب دے ہمکو اپنے پاس سے مہر اور بنا ہمارے کام کا
بناؤ یعنے روزی دے اور دشمنون سے بچا اور ہمارا کام کہ مشتمل بر مخالفت کفار ہے بخوبی آراستہ کردے
اللہ تعالے نے انکی دعا قبول کی بعد اسکے اُنکو نیند آئی سو گئے اور بادشاہ نے اُنکی تلاش شروع کی شہر والون
نے کہا وہ تو بھاگ گئے بادشاہ نے اُنکے ماں باپ کو بلوا کر تنگ کیا اُنھون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ وہ لوگ
ہمارا مال بھی لیگا اس پہاڑ کی کھوہ مین پوشیدہ ہو رہے ہین سو بادشاہ خبر پاکر پہاڑ کی طرف گیا اور کھوہ مین جاکر
دیکھا تو وہ سوتے تھے اُسنے جانا جاگتے ہین کہنے لگا کہ اس کھوہ کا دروازہ پتھرون سے بند کردو کہ مرجاوین اور
یہی غار انکی قبر ہو جاوے یہ اسواسطے کہا کہ اصحاب کہف میرا کلام سنکر کہنا مانینگے حالانکہ وہ سب سوتے تھے
اور کتا چوکھٹ پر پاؤن پسارے سوتا تھا اُنکو کیسا خبر بھی نہوئی کہ یہ مردود کیا کہتا ہے غرض کہ دقیانوس دروازہ
بند کرا کر چلا آیا اور بیدروس اور روپاس کہ یہ دونون ایمان دار تھے اُنھون نے دو تختیان رانگے کی لیکر
اصحاب کہف کا سارا حال لکھا اور اس غار کے دروازے پر ایک تابوت مین بند کرکے رکھدیا کہ شاید قبل
قیام قیامت کوئی قوم ایمان دار ظاہر ہو اور اس لوح کو پڑھے اور انکے احوال سے مطلع ہو کر قوت ایمانیہ
حاصل کرے اور جانے کہ ایمان اسی کا نام ہے **فائدہ** یہ غار جانب جنوبی پہاڑ مین واقع ہے اور کھلی جگہ ہے تنگ
نہین اللہ کی قدرت سے نہ اس مکان مین دھوپ آوے نہ مینھ پہونچے نہ برف گرے کما قال فی سورۃ
الکہف وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کہفہم ذات الیمین واذا غربت تقرضہم ذات الشمال وہم فی
فجوۃ منہ یعنے تو دیکھے دھوپ نکلتی ہے بچ جاتی ہے انکی کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے اُنسے
بائین کو اور وہ میدان مین ہین یعنے وسط غار مین واقع ہین کہ ہوا کی روح وہان پہونچتی ہے اس سبب سے
تعفن سے محفوظ ہین اور نہ پہونچنا دھوپ کا محض اللہ کی قدرت سے ہے کما قال اللہ ذلک من آیات اللہ
یعنے یہ بات عجائب قدرت ہے اسمین تاویل کی گنجایش نہین اور قول ابن قتیبہ کا اسطرح پر کہ یہ غار مستقبل
بنات النعش واقع ہے اس باعث سے وہان دھوپ نہین جاتی خالی از خطا نہین بلکہ صریح انکار قدرت حق ہے
بالجملہ اصحاب کہف کا سونا عجیب طریق سے ہے کہ آنکھین کھلی ہین گویا جاگتے ہین اور چھ برس کے بعد کروٹ
لیتے ہین اور بعض کے نزدیک ہر سال بروز عاشورہ جاگتے ہین اور حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ چھ مہینے
کے بعد کروٹ لیتے ہین اور اس مکان مین اللہ نے دہشت رکھی ہے تاکہ لوگ اُسکو تماشا نہ بنا لین کہ سبب
آنکلیف ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید لو اطلعت علیہم

کتون کو مارنا سوا اسے کتے سیاہ خالص دو نقطون والے کے یعنے جسکی آنکھون مین دو نقطے سفید ہوتے ہین اُسکو حضرت نے شیطان فرمایا ہی بسبب خباثت کے اور ایذا رسانی کے اور بسبب اسکے کہ نگہبانی بھی خوب نہین کرتا اور شکار بھی نہین کرتا بلکہ امام احمد اور اسحاق نے فرمایا کہ بسبب شیطنت کے شکار اسکا حلال نہین اور امام نووی نے فرمایا کہ سگ عقور یعنے گزندہ کا مار ڈالنا گو سیاہ نہو بالاتفاق جائز ہی اور اختلاف صرف اس کتے مین ہی جو ضرر رسان نہو اور امام الحرمین نے کہا ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب کتون کے مارنے کا اول حکم دیا تھا پھر منسوخ فرمایا باستثناے سگ سیاہ رنگ کے بعد ازان شرع مین منع ہوا مارنا سب کتون کا جو ضرر رسانی نکرتے ہون گو کہ سیاہ رنگ بھی ہون کذا فی مظاہر الحق بخاری اور مسلم مین عدی بن حاتم سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ جب تو اپنے سکھائے کتے شکاری کو چھوڑے اور خدا کا نام اُسپر لیوے تو شکار کو کھا عدی بن حاتم نے کہا کہ مین نے کہا اگرچہ کتے شکار کو جان سے مار ڈالین تو بھی کیا شکار حلال ہی حضرت نے فرمایا اگر مار بھی ڈالین تو بھی حلال ہی جبتک دوسرا کتا غیر شکاری اُسکے ساتھ مارنے مین شریک نہوا ہو عدی بن حاتم نے کہا مین نے کہا کہ مین بے پر اور بے گانسی کے تیر سے شکار کرتا ہون اور شکار کو حاصل کرتا ہون فرمایا کہ جب تو بے پر بے گانسی کے تیر کو مارے پھر وہ تیر شکار کے جسم مین گھسکر چیر پھاڑ ڈالے تو اُسکو کھا اور اگر تیر شکار کے بینڈا ہو کر لگے تو اُسکو مت کھا ترجمہ مشارق مین ہی کہ اس حدیث سے بہت مسئلے شکار کے معلوم ہوے اول یہ کہ کتے کا شکار رکھنا درست ہی دوسرے یہ کہ کتے کو جب آپ شکار پر چھوڑا ہو تو حلال ہی اور اگر کتا خود بخود چھٹ گیا اور شکار مار لایا تو حلال نہین ہی تیسرے یہ کہ کتے کی تعلیم شرط ہی اور تعلیم کی یہ علامت ہی کہ اسکو تین بار شکار پر چھوڑے اور ہر بار وہ شکار مار لاوے اور خود نہ کھائے چوتھے یہ کہ کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہی اگر قصداً بسم اللہ نہ بولا تو شکار مردار ہوا اور اگر سہواً نہ کہا تو حلال ہی یہ مذہب ہی امام اعظم کا اور امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ زبان سے کہنا واجب نہین خدا کا نام ہر مسلمان کے دل مین ہی لیکن زبان سے کہنا مستحب ہی پانچوین یہ کہ اگر شکاری کتے سے شکار مر بھی جاے تو بھی حلال ہی چھٹے یہ کہ اگر شکاری کتے کے ساتھ دوسرا کتا غیر شکاری شریک ہو تو شکار مردار ہوا اسلیے کہ جب حرام حلال جمع ہوے تو احتیاطاً حرام غالب ہو جاتا ہی ساتوین یہ کہ بے گانسی کے تیر کے شکار مین زخم ہونا شرط ہی تاکہ خون ناپاک نکل جاے اور اگر بلا زخم صدمے سے مر جاوے تو حلال نہین جیسے غلہ غلیل کا یا اینٹ پتھر جانور کو مار ڈالے تو مردار ہی کہ خون نہ نکلا یعنے شکار حلال اُسی چیز سے ہوتا ہی جو تیز ہو اور چیر پھاڑ ڈالے جیسے تلوار چھری گانسی دار تیر وغیرہ فائدہ جب کوئی مشکل پیش آوے تو نیت فاتحہ اصحاب کہف واسطے دفع اس سخت مشکل کے مجرب ہی اور طریق اسکا یہ ہی کہ پونے چار سیر گیہون کا آٹا اور پونے چار سیر گوشت اور آدھا اُسکا پیاز اور اُسی قدر گھی اور دہی لیوے اور بہت اچھی طرح سے پکوا کر آدھ آدھ سیر کے حساب سے بخش بنا دے اور سات مسلمانون کو جو صالحین مین معدود ہون دیوے پھر اُنکو اختیار ہی جسکو چاہین کھلا دین خواہ آپ کھائین اور ایک روز پشتر کسی کتے سے نوید

قوم کے گھر انصار سے حالانکہ نزدیک اُنکے گھراوروں کے تھے یعنے وہان نجانے پس گران معلوم ہوا انکو یہ سو
غرض کی اُن لوگون نے کہ یارسول اللہ آپ تشریف لاتے ہین فلانے گھرمین اور نہین جلوہ فرما ہوتے
ہمارے گھر خلاصہ یہ کہ ہماری تقصیر کیا ہی فرمایا پیغمبر خدانے کہ مین تمھارے گھر اس سبب سے نہین آتا کہ تمھارے
گھرمین کتا ہی انھون نے کہا حضرت اُنکے گھرمین بلی ہی یعنے درندہ ہونے مین دونون برابر ہین پھر کیا
فرق ہی کتے اور بلی مین تو فرمایا حضرت نے اگرچہ بلی درندہ ہی لیکن نجاست وشیطنت نہین رکھتی کہ مانع
آنے فرشتون کی ہو بخلاف کتے کے کہ نجس ہی اور اُسمین شیطنت ہی کہ ملکیت کی ضد وخلاف ہی اور اسی طرح
انبیا طبیعت فرشتون پر ہین اس جگہ سے معلوم ہوا کہ مسلمانون کو کتا رکھنا نہ چاہیے کسواسطے کہ جب فرشتے گھر
مین نہ آئے تو وہ رحمت سے خالی رہا **فائدہ** تفسیر امام ثعلبی مین ہی کہ جو کوئی آیۃ کلبہم باسط ذراعیہ بالوصید لکھکر
اپنے پاس رکھے گا گزند سگ دیوانہ سے محفوظ رہے اور تفسیر نیسیر مین ہی کہ جہان کہین آگ لگے اور اصحاب کہف
کے نام لکھکر ڈالدے تو فوراً وہ آگ ٹھنڈی ہو جاے **فائدہ** حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
قول جمیل مین فرماتے ہین کہ سُنا مین نے حضرت عبد الرحیم اپنے والد سے کہ فرماتے تھے اصحاب کہف کے نام
امان ہین ڈوبنے اور جلنے اور غارتگری اور چوری سے یا ین الفاظ الٰہی بحرمۃ یملیخا مکسلمینا کشفوطط اور نطیونس
کشافطیونس تبیونس یوانس یوس وکلبہم قطمیر علی اللہ قصد السبیل ومنہا جائر **تتنبیہ** بعد تتبع کتب احادیث
اور فقہ کے دریافت ہوا کہ مسلمانون کو کتا پالنا اور گھرون مین رکھنا مکروہ ہی اور قیمت اُسکی صرف مین لانا صورت
خبث پیدا کرتا ہی مگر واسطے محافظت باغات اور زراعت اور مویشی اور شکار کے بشرطیکہ تعلیم درست پایا ہو
مضائقہ نہین بعض حدیثون سے ظاہر ہی کہ جو شخص کتا پالے سوائے کتے مویشی یا شکاری کے تو کم کیا جاتا
ہی عمل کا ثواب اسکا دو قیراط ہر روز اور بعض حدیثون مین ہی کہ جو کوئی پالے کتا سوائے کتے مویشی یا شکاری
یا کھیتی کے کم ہوتا ہی ثواب اُسکا ایک قیراط چنانچہ یہ دونون حدیثین صحیحین مین موجود ہین لہذا عالمون نے
کہا کہ نقص عمل بسبب نہ داخل ہونے فرشتون کے ہی گھرمین اور بعضون نے کہا بسبب ایذارسانی کے ہی
اور بعضون نے کہا کہ جب گھرون مین کتے رہتے ہین تو وقت غفلت باسنون مین مُنہ ڈالتے ہین اور نقصان
قیراط اور دو قیراط کا جو حدیث مین آیا سو یہ کچھ اختلاف نہین ہی بلکہ جبتک مخالطت کتون سے کم ہو تو ایک قیراط
کم ہوگا اور جب مخالطت اُنسے زیادہ ہو تو بطریق زجر وتشدید دو قیراط کا نقصان فرمایا خواہ بسبب اختلاف انواع
کے یہ تفاوت ارشاد ہوا یعنے بعضے کتون سے ایذا کم پہونچتی ہی لوگون کو اسمین ایک قیراط کم ہوتا ہی اور
بعض مین ایذا زیادہ ہوتی ہی اسمین دو قیراط کم ہوگا خواہ باعتبار مکانون کے ہو کہ بعض مقامات مین کتون کے
پالنے سے بقدر دو قیراط کمی ثواب کی ہوتی ہی جس طرح حرمین شریفین اور بعض مین بقدر ایک قیراط جسطرح اور
مکانات خواہ دو قیراط شہرون اور قریات مین ہوتا ہی اور جنگلون مین ایک قیراط اور عالمون نے فرمایا کہ قتل کرنا کتون کا
مخصوص مدینہ منورہ سے تھا کہ وہ مہبط ملائکہ تھا اُسکا پاک کرنا ایسی چیزسے کہ مانع دخول ملائکہ ہو لائق تھا مگر دو عالمون کے

باہر نکلے القصہ بلس غار مین جسمین اصحاب کہف ہین کوئی جا نہین سکتا سعید ابن جبیرؓ فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ ابن عباسؓ معاویہ ابن ابی سفیان کے ساتھ لڑائی پر جانب روم تشریف لے گئے تو اس غار پر بھی گذر ہوا معاویہ نے کہا اگر یہ غار کھلتا تو دیکھتے ابن عباس نے فرمایا اس سے منع کیا گیا ہے وہ جو بہتر تھا تجھسے یعنے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم معاویہ ابن ابی سفیان نے کہا اگر مین دیکھونگا بھاگونگا پھر اسنے کچھ لوگ روانہ کیے کہ تم دیکھ آؤ جب غار مین پہونچے تو ایک ہوا ایسی تند آئی کہ سب لوگ نکل بھاگے نوبت دیکھنے کی نہ پہونچی بالجملہ دقیانوس دروازۂ غار بند کرکے دارالسلطنت مین آیا چندروز بعد مرگیا تمام ملک مال وجاہ وجلال خاک مین ملگیا اور تین سو برس بعد ایک شخص مومن صالح بنا موس خواہ بندروسس نام بادشاہ ہوا اسکے وقت مین یہ گفتگو پیش ہوئی کہ بروز حشر مردے زندہ کس طرح ہونگے اور کیونکر حشر اجساد و اجسام واقع ہوگا ہرچند بادشاہ کو قائلین و متکلمین نے فہمایش کی لیکن شبہہ و شک جزماثم ہوگیا تھا دفع نہوا تب حضرت محیٔ الاموات جل جلالہ نے اپنی قدرت کاملہ سے چاہا کہ حشر اجساد پر ایک دلیل قاطع ظاہر کرون کہ وہ مسکت اہل تخاصم ہووے اسلیے اصحاب کہف کو بیدار کیا کما قال وکذلک بعثناہم لیتساءلوا بینہم قال قائل منہم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض یوم قالوا ربکم اعلم بما لبثتم فابعثوا احدکم بورقکم ہذہ الی المدینۃ فلینظر ایہا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدا یعنی اسی طرح انکو جگا دیا ہمنے کہ آپس مین لگے پوچھنے ایک بولا انمین کتنی دیر ٹھہرے تم بولے ہم ٹھہرے ایک دن یا دن سے کم بولے تمھارا رب بہتر جانے جتنی دیر ٹھہرے ہو اب بھیجو اپنے مین سے ایک روپیہ لیکر اپنا اس شہر کو پھر دیکھے کون ستھرا کھانا ہے سو لادے ہمکو اسمین سے کھانا اور نرمی سے جاوے اور خبر نہ کرے تمھارے حال سے کسی کو معالم التنزیل مین ہے کہ کہنے والا اس قول کا مکسلمینا تھا کہ وہ سب مین بزرگ و رئیس تھا اور مقصود استفسار سے یہ کہ مدت اقامت و لبث معلوم ہو جاوے تو نماز مین قضا کرین چونکہ یہ لوگ غار مین سویرے گئے تھے اور تیسرے پہر جاگے اسپر کہا لبثنا یوما جب کچھ آفتاب کا وجود پایا گیا تو کہا او بعض یوم جب ناخن و بال بڑے دیکھے جانا شاید کئی دن ہوے تب کہا ربکم اعلم بما لبثتم خواہ مکسلمینا نے کہا کیون باہم جھگڑتے ہو اللہ جانتا ہے تم کتنا ٹھہرے ہو بعد اس قیل وقال کے سب نے متفق ہو کر یملیخا کو کہ عاقل و فہمیدہ و خوش گفتار و ہوشیار تھا تجویز کیا کہ بازار سے جاکر کچھ کھانا لادے چنانچہ ایک روپیہ دیا اور سمجھا دیا کہ بازار مین جاکر کھانا حلال پاکیزہ لا اور ہمارے حال سے کسی کو آگاہ نکر و خرید و فروخت مین مہربانی و تلطف و تواضع و فروتنی اختیار کرنا اور حال اپنا کسی سے نہ کہنا نہین تو اہل شہر خبر پاکر دقیانوس سے کہینگے وہ گرفتار کرکے قتل کریگا سو یملیخا روپیہ لیکر چرواہے کی پوشاک بدل روانہ ہوا راہ مین ایسی حویلیان و مکانات نظر پڑے جو پیشتر نہ تھے اور راستہ بھی نہایت مختلف معلوم ہوتا تھا کہان جاتا ہے دفعۃً دروازۂ شہر نظر پڑا تو وہان ایک نشان سبز نظر آیا اسپر لکھا تھا لا الہ الا اللہ عیسی رسول اللہ یملیخا اسکو چومتا تھا اور کہتا تھا کہ خواب ہے یہ کہ بیداری ہے پھر شہر مین آیا تو وضع و انداز شہریون کی اور ہے اور مکان اور محلے متبدل یہ گھبرایا اپنے گھر کی طرف گیا تو نشان نہ پایا مگر ہر دروازے پر نشان ایمان نمود ار

دیوے کہ تمھاری کل دعوت ہے اگر وہ آوے تو بہتر ورنہ جو کتا ملے اسکو کھلا دے مگر شرط ہے کہ اور جتنون سے پاؤسیر کم ہو یعنے کتے کو پاؤسیر کے حساب سے دیا جائیگا اور سات مسلمانون کو آدھ سیر کے حساب سے اسی طرح کاتب اوراق نے ملفوظات حضرت استاذ الاستاذ مین لکھا پایا ہے اور تجربہ بھی کیا ہے **فائدہ** یہ بھی عمل ہے کہ اصحاب کہف کے نام گھر کی دیوارون پر لکھے تو جن رفع ہو جاے کذا فی القول الجمیل **فائدہ** ہمارے حضرت جد امجد قدس سرہ نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ اگر اسماے اصحاب کہف چار سکورہ گلی پر کہ آب رسیدہ نہون لکھے اور چارون گوشون کھیت مین دفن کردے تو موشون کی آفت سے وہ کھیت محفوظ رہے یا ایک پارۂ کاغذ پر لکھکر ایک چھڑی مین باندھے اسکو کھیت مین کھڑی کرے تو بھی یہی اثر بخشے اور اگر کوئی شخص انھین اسما کو سفال آب نارسیدہ پر لکھکر کھیتی کے غلہ مین رکھدے تو غلہ خراب نہو اگرچہ پانی بھی پہونچے **فائدہ** واسطے رفع درد زہ کے ان اسما کو کاغذ پر لکھے اور دھوکر عورت کو پلا دے یا لکھکر ران چپ مین باندھے واسطے تسہیل ولادت کے کفایت کرتا ہے چنانچہ یہ عمل ہمارا خاندانی ہے اور بارہا تجربے مین آیا ہے **فائدہ** بعضے کہتے ہین کہ اصحاب کہف اور رقیم ایک ہی ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اصحاب رقیم غیر اصحاب کہف ہین اور قصہ انکا کتاب الانبیا مین بخاری نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے زمانہ پیشین مین تین آدمی کہین جاتے تھے اثناء راہ مین بارش شروع ہوئی تو یہ تینون ایک غار مین گھس پڑے دفعۃً پہاڑ سے ایک پتھر گرا کہ غار کا دروازہ بند ہوگیا اس حالت مین تینون نے کہا کہ اب نجات نہوگی جب تک سچ بات نہ کہوگے سو مناسب ہے کہ ہر شخص اپنا عمل بر وجہ صدق بیان کرے ایک نے کہا کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ ایک مزدور میرا تھا اور اسکی مزدوری چند پیمانہ برنج تھی سو وہ مزدور چلا گیا مین نے وہ برنج بوئے اور انکے محاصل سے مین نے بیل خرید کیے پھر وہی مزدور آیا اور اسنے اجرت مجھسے طلب کی مین نے کہا یہ بیل تو لیجا اسنے کہا میرے چند پیمانہ برنج تیرے ذمے ہین مین بیل نہ لونگا مین نے کہا کہ یہ بیل انھین پیمانون کے ہین تب اسنے لیے سو یا الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ مین نے یہ کام تیرے خوف سے کیا ہے تو راہ کھول دے پس وہ پتھر تھوڑا سا پھٹا دوسرا بولا اے اللہ تو تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور مین انکے واسطے بکریون کا دودھ لاتا تھا سو ایک رات توقف ہوگیا اور ایسے وقت لایا کہ دونون سوتے تھے انکا جگانا مکروہ جانا مین نے اور اہل وعیال میرے بھوکھ سے نالان تھے مگر مین نے انکو نہ دیا اور صبح تک لیے ہوے بیٹھا رہا پس اگر تو جانتا ہے کہ مین نے تیرے خوف سے کیا ہے تو اس پتھر کو توڑ دے چنانچہ وہ پتھر اتنا پھٹا کہ آسمان نظر آنے لگا تب تیسرے نے کہا اے اللہ میرے چچا کی بیٹی بہت حسینہ تھی اور مین اسکی خواہش کرتا تھا اور وہ انکار کرتی تھی اور کہتی تھی کہ سو دینار لاؤ سو مین تلاش کرکے لایا تو وہ راضی ہوئی جب مین اسکے دونون پیرون کے بیچ مین بیٹھا تو اسنے کہا خدا سے ڈر اور مہر عفت میری ناحق نہ توڑ ویسے ہی مین اٹھا اور سو دینار بھی چھوڑ دیے پس اے اللہ اگر مین نے تیرے خوف سے یہ کام کیا ہو تو اس پتھر کو توڑ دے چنانچہ وہ پتھر ٹوٹا اور تینون آدمی

ارنوس نے سنکر کہا ای لوگو شاید یہ نشانی ہی اللہ کی نشانیون سے میرے ساتھ چلو پس ارنوس اور اسطنوس اہل مدینہ کو ساتھ لیکر اصحاب کہف کی زیارت کو چلے اور پہاڑ کے قریب کھوہ کے پاس پہونچے اصحاب کہف نے یملیخا کو پہچانا اور جو غیر لوگون کو بھی اسکے ساتھ دیکھا جانا یملیخا دقیانوس کے ہاتھ لگ گیا سو یہ لوگ ہماری گرفتاری کو آتے ہین سو یملیخا روتا ہوا سب سے پہلے غار مین گیا اور اپنا قصہ بیان کیا پھر ارنوس گیا تو ایک تابوت چاندی کا مہر کیا ہوا دروازۂ غار پر دیکھا ایک بزرگ نے اُسکو کھولا اسمین دو لوحین نکلین ایک برروایت ضعیفہ یہ نام لکھے تھے مکسلمینا ومخشلمینا ویملیخا ومرطونس وکسوطونس وبردنس ودیموس وبطیسوس قالوس مگر بروایت صحیحہ نام سات تھے جو اوپر بیان ہوے مگر یہ بھی لکھا تھا کہ یہ جوان لوگ ہین دقیانوس بادشاہ سے بسبب تکلیف بت پرستی کے بھاگے اور اس غار مین پوشیدہ ہوے جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو بادشاہ نے غار کا دروازہ پتھرون سے بند کرا دیا اور ہمنے یہ احوال اسواسطے لکھدیا ہی کہ آیندہ لوگ انکے احوال سے مطلع ہون چنانچہ ارنوس اس مضمون کو دیکھکر سجدۂ حق مین گرا اور کہا کہ یہ نشان حشر اجساد کا اللہ نے دکھلایا ہی بعد اسکے اصحاب کہف کے پاس حاضر ہوا تو اُنکو بلا تغیر کپڑے پہنے بیٹھا ہوا پایا اور قدمبوس ہوا اور اہل شہر جو ساتھ گئے تھے سجدۂ الٰہی کرنے لگے اب اصحاب کہف نے دقیانوس کا حال دریافت کیا ان لوگون نے جو کچھ حال گذرا تھا بیان کیا پھر وہان سے پلٹ کر اپنے بادشاہ سے کہ بڑا دیندار صالح تھا احوال کہا اس عرصے مین شہر کے لوگ دو مذہب پر تھے کچھ تو آخرت مین جینے کے قائل اور دوسرے منکر جھگڑا پڑ رہا تھا یہ بادشاہ منصف تھا چاہتا تھا ایک طرف کی کوئی سند ہاتھ لگے تو دوسرون کو سمجھاؤن اللہ تعالیٰ نے یہ سند صریح بھیجدی کہ بادشاہ نے کمال آرزو سے جاکر غار مین سبکو دیکھا اور ہر ایک سے احوال سن آیا اور اصحاب کہف بادشاہ کو ایمان دار پاکر خوش ہوے اور بادشاہ اُنکا عاشق ہو کر رہا جب رخصت ہوا تو اصحاب کہف نے فرمایا استودعک اللہ والسلام علیک ورحمۃ اللہ حفظک اللہ وحفظ ملکک ونعیذک باللہ من شر الجن والانس اور اسی وقت سو رہے بادشاہ نے کپڑا اُڑھایا اور ہر ایک کو ایک تابوت طلائی مین باحتیاط تمام رکھوایا اور سب لوگون کو نصیحت فرمائی رات کو خواب دیکھا کہ اصحاب کہف فرماتے ہین کہ ہم سونے چاندی سے پیدا نہین ہوے مٹی سے ہماری پیدائش ہی اور اسی مین ملنا ہی جسطرح ہم تھے اسی طرح ہمکو رہنے دے جب تک اللہ تعالے ہمکو پھر اُٹھاوے چنانچہ بادشاہ پھر گیا اور تابوت سے نکالکر بحالت اصلیہ چھوڑ آیا اور اللہ نے اُس مکان مین دہشت اور خوف بھر دیا کہ پھر کوئی شخص وہان جا نہ سکا اور اسی دن سے اس شہر مین جو اختلاف حشر اجساد مین واقع تھا دفع ہو گیا اسی کا اشارہ سورۂ کہف مین ہی وکذلک اعثرنا علیہم لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا اذ یتنازعون بینہم امرہم یعنے اسی طرح خبر کھول دی ہمنے اُنکی تا لوگ جانین کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہی اور وہ گھڑی آنی ہی اسمین دھوکا نہین جب جھگڑ رہے تھے اپنی بات پر بعد اُسکے بادشاہ نے ایک مسجد دروازہ غار پر بنوا دی کہ ہر سال وہان عید ہوتی ہی فائدہ محققین فرماتے ہین کہ اصحاب کہف کا دین

کسی سے نام شہر کا پوچھا اُسنے کہا افسوس پھر ایک روٹی والے کے پاس گیا روٹیان چکائین روپیہ دیا اور شہر کا
نام تو سُن چکا تھا بادشاہ کا نام پوچھا اُسنے کہا عبدالرحمن اور دو شخص وہان دیکھے ایک مسیح کی قسم کھاتا تا دوسرا
اللہ کی یملیخا دل مین خوش ہوا نانبائی نے سکہ دقیانوسی دیکھکر جانا کہ خزانہ گڑا ملا ہی اُسنے اورون کو دکھلایا وہ بھی
متحیر ہوے اور مشورے اور کانا پھوسی کرنے لگے یملیخا نے جانا مجھے پہچان گئے وہ روپیہ چھوڑ کر چلنے لگا لوگون
نے پکڑا اور کہا واللہ تو نے خزانہ گڑا پایا ہی کیونکہ یہ سکہ تین سو برس کا ہی اور اسوقت کے اٹھارہ درم ذیلث
کے برابر ہی تو چھپاتا ہی ہم بادشاہ کے پاس لیے چلینگے کہ وہ مار ڈالیگا مگر یہ کہ اس مال مین ہمکو بھی شریک
کر اس بات سے یملیخا بہت ڈرا اور اب بہت لوگ شہر کے مجتمع ہوگئے اور پوچھنے لگے تو کہان کا
رہنے والا ہی یملیخا نے اپنے باپ دادون کا نام لیا اور کہا مین اسی شہر کا رہنے والا ہون کل یہان سے
گیا تھا آج کھانا لینے آیا ہون اُنھون نے کہا غلط ہی تو ہرگز یہان کا باشندہ نہین ہی کیونکہ ہمنے تیرے
باپ دادون کا نام بھی نہین سُنا اب یملیخا ساکت ہوا اور منتظر تھا کہ شاید میرے باپ بھائی آجائین تو انکے ہاتھ
سے نجات دلائین مگر کوئی بھی نہ آیا ناچار ہوا اور ان لوگون کے دل مین گذرا کہ اسکو اریوس اور اسطنوس
کے پاس کہ یہ دونون شخص اس شہر مین صالح پرہیزگار ہین لے چلین اور اس شخص کے معاملے مین اُن سے
صلاح پوچھین چنانچہ یملیخا کو ہاتھ پکڑ کے لے چلے یملیخا نے جانا کہ مجھکو دقیانوس کے پاس لیے جاتے ہین
رونے لگا اور اپنے اللہ سے دعا کرنے لگا یہان تک کہ ان دونون بزرگون کے پاس پہونچے تو اونے بالجملہ
اُسکو تسلی اور تسکین دی کہ بارے شکر ہی دقیانوس کے پاس نہین لائے ہین آخرکار اریوس اور اسطنوس نے بھی
وہ روپیہ دیکھکر تعجب کیا اریوس نے کہا تو نے شاید مال گڑا ہوا پایا ہی اور اسطنوس نے کہا کہ تو کون شخص
ہی تب یملیخا نے جواب دیا کہ مین اسی شہر کا رہنے والا ہون اور میرے باپ کا یہ نام ہی اور یہ روپیہ نہین کا ہی ور
نقش اُسکا اسی شہر کا ہی لیکن واللہ مین اپنا احوال نہین کہہ سکتا ہون باوصف اسکے کسی شخص نے نہ مانا یہی
کہا کہ تو کاذب ہی ناچار یملیخا نے اپنا سر جھکا لیا پس بعضے بولے کہ یہ شخص دیوانہ ہی اور بعضے کہنے لگے کہ مجنون
بنا ہی دھوکا دیتا ہی تاکہ دیوانہ بنکر چھوٹ جاے پھر ایک شخص نے کہا کہ تین سو برس کا یہ سکہ ہی اور ہمارے
پاس ہزارہا روپیہ موجود ہین کہین اس سکہ کا نشان نہین ہی اور تو کہتا ہی اسی شہر کا یہ سکہ ہی صاف صاف
بیان کر تب یملیخا نے کہا کہ مین ایک سوال کرتا ہون مجکو جواب باصواب دو تو مین اپنا احوال تمسے کہون بولے
بیان کر یملیخا نے کہا کہ دقیانوس نے تم سبکے ساتھ کیا ماجرا کیا کہنے لگے اب تو کوئی بادشاہ اس نام کا
تمام عالم مین نظر نہین آتا ایک عرصہ دراز ہوا کہ ایک شخص بادشاہ اس نام کا تھا روم مین اُسکے بعد صدہا
بادشاہ ہوے اُسکی ہڈیان بھی باقی نہونگی یملیخا نے کہا اب مین اپنا حال کہتا ہون اگرچہ کوئی شخص یقین نہ لاوے
وہ یہ ہی کہ ہم نوجوان تھے دقیانوس نے ہمکو بت پرستی کی تکلیف دی سو ہم بھاگے اور سو گئے اب جاگے
ہین کھانا لینے آئے ہین اور اسی پہاڑ کی ایک کھوہ مین گئے تھے تم چلو ہم اپنے یارون کو دکھلا دین

ہوے ہین بیان کرنا ضرور ہوا از انجملہ **قصص اصحاب اخدود** ہین پس تفاسیر معتبرہ مین چار حکایتین بصحت
تمام مذکور ہوئی ہین **اول** ملک شام مین ایک قصہ واقع ہوا صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث مین حضرت
صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ملک یمن مین ایک ساحر نہایت کامل وہوشیار ملازم بادشاہ
تھا گویا بناے سلطنت اسی سے مستحکم وقائم تھی اور حال اسکا یہ تھا کہ جب کوئی مخالف اس شہر مین ظاہر ہوتا
وہ ساحر اپنے سحر کے زور سے اسکو ہلاک ونیست ونابود کردیتا اور جب کوئی امیر وشریف حرکات ناشائستہ
سلطان سے ناراض ہوتا اُسی کے سحر سے راضی ہوجاتا خلاصہ یہ کہ جمیع اُمور سلطنت مین اس ساحر کا
سحر کارگر تھا جب وہ بوڑھا ہوا اور قریب مرگ ہوا تو بادشاہ سے کہنے لگا کہ اگر کوئی لڑکا ہوشیار غلامان شاہ
سے مجکو ملے تو مین اپنا علم اُسے سکھلاؤن تاکہ میرے بعد اُمور سلطنت مین بے انتظامی واقع نہو چنانچہ بادشاہ
نے ایک غلام خاص اُسکو سپرد کیا اور اذن دیا کہ اسکو سحر سکھلاؤ چنانچہ وہ غلام ہر روز اس ساحر کے گھر پر
حاضر ہوتا اور علم سحر سیکھتا اثناء راہ مین ایک درویش عیسائی کا مکان تھا سو ایک روز اُس غلام نے دیکھا
کہ اُسکے دروازے پر بھیڑ بھاڑ ہی اور بہت آدمی نکلتے بیٹھتے ہین اُسنے کسی شخص سے پوچھا اس مکان مین
کیا تقریب ہی جو اژدہام ہو رہا ہی وہ بولا یہان ایک عابد خدا پرست رہتا ہی یہ سنکر اُس درویش کی خدمت مین گیا
اور اُسکا کلام ہدایت التیام سُنکے گرویدہ ہوا پھر اُس دن سے یہ دستور کیا کہ جب ساحر کے پاس جانے لگتا
تو اول درویش کے حضور مین حاضر ہو لیتا اس سبب سے ساحر کے پاس پہونچنے مین توقف ہونے لگا
اب ساحر پوچھنے لگا کہ تو کہان رہتا ہی وہ بہانہ کردیتا آخرکار ساحر بطور تادیب اسکو مارنے لگا ایک روز اُسنے
یہ احوال درویش سے ظاہر کیا تو درویش نے کہا تو ساحر سے کہدیا کر کہ میرے گھر والون نے مجھے روکا تھا اور جب
اہلخانہ سے خوف واندیشہ ہو تو کہدیا کر کہ ساحر نے روکا تھا الغرض وہ لڑکا اسی حال مین رہتا یعنے جب جادوگر مارتا تو
گھر والون کا بہانہ کرتا اور گھر والے ساحر کے پوچھنے پر کہتے کہ یہ تو گھر سے بہت سویرے جایا کرتا ہی معلوم نہین کہان
بھٹکتا ہی رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو ہوئی اور ساحر نے گلہ کیا بادشاہ نے خواصون سے تاکید کی خواصون نے کہا
شاید راہ مین کھیلنے لگتا ہی بادشاہ ناراض ہوا اسی عرصہ مین ایک دن وہ لڑکا ساحر کے پاس سے رخصت ہوکر
چلا تو راہ مین ایک اژدہا پڑا ہوا نظر آیا اور راہ چلنے والے رُکے ہوے دیکھ پڑے اُسنے اپنے دل مین تصور
کیا کہ آج امتحان کا وقت ہی دیکھتا ہون کہ عابد افضل ہی یا ساحر آخرکار اُسنے ایک پتھر لیا اور کہا یا الٰہی اگر دین و
مذہب عابد کا کار سحر وساحر سے بہتر ہی تو اژدہے کو دفع کر تاکہ خلق خدا کو راہ ملے پھر وہی پتھر اژدہے پر
پھینک مارا اسی دم وہ اژدہا مرگیا اور جو لوگ اس موذی کے باعث سے راہ سے بند تھے راہ چلنے لگے
بعد ازان وہ لڑکا اس درویش عیسائی کے حضور مین حاضر ہوا اور تمام قصہ اپنا بیان کیا اس درویش نے کہا
اے پسر تیرا مرتبہ بڑا ہی اور تو مجھسے افضل ہی مقرر تیرا مرتبہ یہان تک پہونچا کہ مجکو نظر پڑا اور قریب تیرا امتحان کیا جائیگا
کہ تو آزمایش کیا جائے سو مین تجھسے کہے دیتا ہون کہ میرا حال اور میرا نشان کسی کو نہ بتلانا چنانچہ اس بات پر

اور مذہب اُنکا یہی کو معلوم ہی کہ فقط توحید پر تھے اور کسی نبی کی شریعت پکڑنے نہین پائے یا اور طرح سے مگر جو لوگ اُنکی خبر پاکر گئے اور معتقد ہوے اور مکان زیارت بنایا وہ نصارے تھے تنبیہ معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ جب یملیخا بازار مین کھانا لینے آیا اور لوگون کو شبہہ ہوا تو یملیخا کو پکڑکر بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے پوچھا تو کون ہی اُسنے اپنا حسب ونسب بتایا اور مکان اپنا اسی شہر مین قرار دیا اور کہا کہ کل ہم یہان سے چلے گئے تھے بادشاہ نے اس شہر کے بوڑھون سے سُنا تھا کہ کئی جوان اس شہر کے گم ہوگئے ہین اور نام انکے ایک تختی پر لکھے ہوے بادشاہی خزانے مین رکھے ہین سو بادشاہ نے وہ تختی منگوا کر دیکھی اسمین یملیخا کا نام پایا گیا جب اور نام لیے تو یملیخا نے کہا یہ نام ہمارے یارون کے ہین اسپر بادشاہ مع اعوان وانصار یملیخا کے ساتھ پہاڑ پر گیا جب دروازہ کھوہ پر پہونچا یملیخا بولا کہ مین اول اپنے یارون کو خبر دون تب تم آؤ ورنہ خوفناک بھاگو گے بادشاہ نے اجازت دی یملیخا نے یارون کو خبر دی سب سو گئے اور بادشاہ نہ جاسکا اور بعض کتب مین لکھا ہی کہ ان دنون دو بادشاہ شہر مین تھے ایک مسلمان دیندار دوسرا نصرانی سو دونون یملیخا کو لے گئے جب غار کے قریب پہونچے تو یملیخا نے پیش پیش جاکر اپنے یارون سے کہا کہ بادشاہ آتے ہین اُنھون نے ہاتھ اُٹھا کے یہ دعا کی کہ یا الہی ہم اور کچھ نہین چاہتے مگر یہ کہ ہماری ارواح قبض کرتا کہ اور کوئی مطلع نہو خداوندکریم نے دعا اُنکی قبول فرمائی کہ دروازہ غار کا بند ہوگیا اور وہ سب مرگئے چونکہ یملیخا کو توقف زیادہ ہوا تو ناچار دونون بادشاہ قریب غار کے آئے اور سات دن تک اُسکے گرد گھومے کہین سوراخ یا دروازہ نظر نہ آیا انجام کار بادشاہ مسلمان نے کہا کہ ہمارے دین اسلام پر مرے ہین ہم یہان مسجد بناوینگے اور نصرانی نے کہا ہمارے دین پر مرے ہین ہم گرجا گھر بناوینگے اس تکرار مین لڑائی ہوئی اور بادشاہ مسلمان غالب آیا اُسنے غار کے قریب مسجد بنائی الغرض احوال اصحاب کہف مین روایات مختلف ہین اور مذہب مجمع علیہ یہ ہی کہ اصحاب کہف زندہ ہین حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُٹھینگے اور اعانت کرینگے پھر وفات پاوینگے لیکن ادلہ صحیحۃ الماخذ وقویۃ الدلالۃ ہاتھ نہین آتے تفسیر درمنثور مین و دیگر بعض تفاسیر مین کچھ کچھ روایات ضعیفہ نظر آتی ہین اور نظم قرآن سے کچھ نشان نہین پایا جاتا اور یہ جو عوام مین مشہور ہی کہ حضرت خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام نے امیرالمومنین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کو بنا بر دعوت ہمراہ تین شخصون کے بھیجا تھا سو یہ بات بے اصل و موضوع ہی صاحب تنزیہۃ الشریعۃ وغیرہ محدثین اس قصے کی وضع پر یقین کامل رکھتے ہین مگر بعض روایات ضعیفہ مین وارد ہی کہ شب معراج مین حضرت صلعم کا گذر اصحاب کہف پر ہوا ہی اور آنجناب نے دعوت فرمائی اور اُنھون قبول کی اور سو رہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کذا حققہ استاذ الاستاذ فی بعض تقریراتہ **فائدہ** چونکہ وقت ظہور نور حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم قریب پہونچا اسواسطے چند قصص صحیحہ کہ از قسم ارہاصات کتب حدیث و کلام اللہ سے ثابت

دین حق سے مُنہہ نہ موڑا وہ بھی چیرا گیا یہان تک کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا پھر وہ لڑکا بلایا گیا اور اُس سے کہا گیا
کہ تو اپنے دین سے پلٹ جا اور تو نے ان دونون کا حال دیکھا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہ عقیدہ چھوڑ نہین تو
تو بھی اُسی بلا مین مبتلا ہوگا اُسنے کہا مین اپنا دین کہ اُسکی حقیقت میری عقل مین بخوبی ثابت ہی کبھی نہ چھوڑونگا تب
بادشاہ نے اپنے مصاحبون کو حکم دیا اور کہا کہ اسکو فلان پہاڑ پر لیجاؤ اور چوٹی پہاڑ پر کھڑا کرو اور کہو کہ اپنا دین
ترک کرے اگر اقبال کرے تو معاف کرو اور جو انکار کرے جس طرح اب کرتا ہی تو نیچے پہاڑ کے گرا دو چنانچہ
مصاحب بادشاہ کے اسکو پہاڑ پر چڑھا لے گئے اُسنے اپنے منتقم حقیقی سے التجا کی کہ اے خالق بیغرض یہ
لوگ ناحق میرے درپے ایذا ہین تو انکا شر مجھسے دفع کر جس طرح سے تو چاہے دعا اُسکی قبول ہوئی اور پہاڑ
نے انکو خوب ہلایا کہ بادشاہ کے مصاحب پہاڑ سے نیچے گرے اور مر گئے اور وہ لڑکا صحیح وسالم بادشاہ کے
پاس آیا بادشاہ نے تعجب سے پوچھا کہ تو یہان کس طرح آیا اور تیرے ہمراہی کیا ہوے اُسنے کہا کہ میرے
خدا نے جسکا مین ایمان رکھتا ہون مجکو بچا لیا اور دشمنون سے نجات بخشی اور اُنکو نیست و نابود کر دیا بادشاہ
کو غصہ آیا پھر اپنے اور مصاحبون کو بلا کر کہا کہ اب اُسکو کشتی مین بٹھلا کر دریا کے اندر لیجاؤ اگر اپنے دین سے
پھر جاے تو خوب ہی اور نہین تو دریا مین ڈال دو سو وہ لوگ اسکو لے گئے اور کشتی مین لے چلے اُسنے پھر
دعا مانگی کہ ای خداوند ان ظالمون کا شر دفع کر اُسکی دعا قبول ہوئی اور کشتی اوندھی ہوگئی مصاحب بادشاہ
کے ڈوب گئے پھر وہ لڑکا تندرست حاضر ہوا اب بادشاہ بہت مضطرب ہوا تب اُس لڑکے نے کہا تو مجکو
نہ مار سکیگا یہان تک کہ تو وہ کام کرے جو مین تجکو بتلاؤن بادشاہ نے کہا وہ کیا کام ہی اُسنے کہا کہ تو سب لوگون کو
ایک میدان مین جمع کر اور ایک کنپٹی پر مجکو سونے دے پھر ایک تیر میرے ترکش سے لے اور تیر کو کمان سے
جوڑ اور کہہ بسم اللہ رب الغلام مارتا ہون اور اُس تیر کو مجپر مار تا کہ مین شہید ہون چنانچہ بادشاہ نے یہی حیلہ کیا
اور تیر مارا کہ وہ تیر لڑکے کی کنپٹی مین لگا اُسنے اپنا ہاتھ کنپٹی پر تیر کے مقام پر رکھا اور پکار کر بولا کہ مین نے اپنا
مطلب پایا اور بنام خدا شہید ہوا یہ آواز سنتے ہوے شہر کے لوگون نے شور کیا کہ آمنا برب الغلام آمنا
برب الغلام یعنے ہم مالک لڑکے کا ایمان لائے پھر خواب مین بادشاہ سے کسی نے کہا کہ تو نے دیکھا
جس چیز کا تجکو خوف تھا خدا کی قسم مقرر تجھپر تیرا پرہیز اور تیرا ڈر گر پڑا البتہ لوگ تو ایمان لا چکے اور تیری بے اختیاری
اور عاجزی بخوبی سب پر ظاہر ہوگئی بادشاہ نے بہت غصہ کیا اور سخت برہم ہوا جب جاگا تو اُسی وقت حکم دیا
کہ ہر ایک کوچے مین بڑی بڑی خندقین کھودی جائین اور اُنمین آگ جلائی جائے پھر قوم کے لوگون کو کہو کہ اس
لڑکے کے دین سے پھرین اگر قبول نہ کرین تو آگ مین ڈالدو سو اُسکے تابعین نے ویسا ہی کیا اور
بادشاہ اپنی قوم کے اشراف اور امرا کو لیکر کرسیون پر بیٹھا اور تماشا دیکھنے لگا اور ایماندار لوگ بشوق شہادت
آگ مین گرنے لگے یہان تک کہ ایک عورت اپنا بچہ شیرخوار گود مین لیے ہوے حاضر ہوئی کہ اسکو بھی بادشاہ
نے آگ مین ڈالنے کا حکم دیا اُسنے مانند تامل کیا یعنے پیچھے ہٹتی تا کہ خندق مین نہ گرے بادشاہ نے کہا کہ اُس

قول و قرار مضبوط و مستحکم ہوگیا اور اب نوبت اس لڑکے کی یہ پہونچی کہ برکات صحبت عابد خداشناس سے اور
قرارت انجیل مقدس سے اور اتباع دین و آئین حضرت روح اللہ عیسےٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ
اس زمانہ مین حقیقت و برکت اسی دین پر منحصر تھی مرتبہ ولایت و عرفان کو پہونچ گیا اور کرامات و خوارق عادات
اس سے ظاہر ہونے لگے یعنے مجذوم و مبروص و اعمیٰ اسکی دعا سے صحت پانے لگے اور اکثر مریض شدید المرض
کہ حکما و اطبا اُنکے معالجے سے عاجز آتے اُسی لڑکے کی دعا سے آرام و صحت پانے لگے اسی عرصہ مین ایک
معاملہ واقع ہوا کہ ایک مصاحب بادشاہ مین کا بالکل آنکھون سے معذور ہوگیا اور چلنے پھرنے اور دربار بادشاہی
کے جانے سے مجبور بلکہ خود بادشاہ نے اُسکو اپنی مصاحبت سے خارج کیا تو نہایت پریشان و تباہ حال ہوگیا
اب کوئی درباری و بازاری اُسکی بات نہ پوچھتا تنہا بے یار و مددگار خراب و خستہ ذلیل و خوار رہا کرتا ایک
دن کسی شخص نے اس سے کہا کہ ایک لڑکا غلامان بادشاہی سے ایسا کامل ولی ہوا ہی کہ اسکی دعا سے
خدائے تعالے اندھون کو اچھا کردیتا ہی وہ بیچارہ یہ خبر سنکر فوراً اُس لڑکے کی خدمت مین حاضر ہوا اور
سرگذشت اپنی بیان کرکے مستدعی ہوا کہ مجھے اچھا کردے اُسنے کہا مین کون ہون جو تجھے صحت بخشون سبکا شافی
مطلق خدا ہی اگر تو بت پرستی چھوڑکے خدا کا ایمان لاوے تو مین بلاشبہ و شک تیرے واسطے درگاہ الٰہی مین دعا
کرون وہ اچھا کرے اسی وقت وہ ایمان لایا اور لڑکے نے دعا کی وہ اچھا ہوگیا پھر وہ مصاحب حسب دستور
بادشاہ کے دربار مین اپنی جگہ جاکر بیٹھا بادشاہ نے کہا تو کس طرح اچھا ہوا جملہ طبیب و حکیم تیری آنکھ کے
علاج سے دست بردار ہوچکے تھے مصاحب بولا کہ میرے مالک نے مجھے صحت بخشی بادشاہ نے کہا میرے
سوائے کوئی اور بھی مالک تیرا ہی اُسنے کہا تیرا اور میرا مالک خدا ہی سو بادشاہ نے اُسے پکڑا اور ہمیشہ
مارا کرتا تھا یہان تک کہ اُسنے اس لڑکے کا نام بتلا دیا بادشاہ نے اُس لڑکے کو طلب کرکے کہا کہ تجکو
میری پرورش اور ساحر کی تعلیم سے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہی کہ اندھے اور کوڑھی تیری دعا سے چنگے ہوتے ہین
پھر یہ سخت ناشکری ہی کہ تونے دوسرا خدا قرار دیا اُسنے کہا شفا اللہ کی طرف سے ہی نام کو درمیان مین ہون
نہ مجکو طاقت ہی اور نہ تجکو قدرت اور نہ جادوگر کو کسی طرح استطاعت یہ صرف اس خالق کی قدرت ہی بادشاہ
اس کلام سے نہایت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ یہ لڑکا ہمیشہ جادوگر سے غائب رہتا تھا شاید اسنے کسی اور
جگہ یہ عقیدہ سیکھا ہی جادوگر بھی دوڑا اور کہنے لگا کہ یہ تو مدت سے میرے نزدیک نہین آتا اور دربار کے
لوگ بولے کہ صبح سے غائب رہتا ہی گھر مین بالکل نہین آتا بادشاہ نے کہا اُسکو مار مار کے پوچھو کہ اسنے
یہ عقیدہ کہان سے سیکھا جب بہت مار پڑی تو ناچار مضطربانہ بولا فلان درویش میرا مرشد ہی اسی سے
مین نے یہ عقیدہ سیکھا ہی بادشاہ نے اس درویش کو طلب کیا اور کہا کہ اگر تو اپنے دین سے نہین پھرتا
تو آرہ تیرے سر پر چلاتا ہون درویش نے کہا کہ مین تو اصلا اپنے دین سے نہ پھرونگا بادشاہ جو کچھ چاہے
کرے الغرض بادشاہ ظالم تھا اُسنے آرہ سے چروا ڈالا بعد اسکے اپنے مصاحب سے متوجہ ہوا اُسنے بھی

اسرار کی فتوحات مین مذکور ہی جو کوئی چاہے ملاحظہ کرلے

قصہ دوسرا

شہر بخران مین کہ متعلقات یمن سے ہی واقع ہوا وہ یہ ہی کہ ایک شخص توابع انجیل مین سے ایک شخص کے گھر نوکر ہوا اور جو کچھ اُسکے گھر کا کام ہوتا بجالاتا اور فرصت کے وقت انجیل پڑھا کرتا ایک روز مالک خانہ کی بیٹی دروازے سے لگ کر دیکھنے لگی تو اسکو نظر آیا کہ وقت قرات انجیل مقدس نور عظیم اس شخص کے سینے سے نکلتا ہی اور عالم مین پھیلتا ہی اُسنے یہ اعجوبہ اپنے باپ سے نقل کیا وہ بھی پوشیدہ آیا اور ایک سوراخ سے دیکھنے لگا جب کلمات انجیل مقدس سُنے تو پوچھنے لگا یہ کیا کلام ہی اس بیچارے نے بنظر شوکت وقوت بادشاہ اور اسکے شہر کے رئیسون کے چھپایا اُسنے نہایت اصرار کیا ناچار کہدیا کہ یہ انجیل مقدس ہی اور مین مومن ہون سو وہ مالک خانہ اور اسکی بیٹی ایمان لائی اور انجیل سیکھکر اسکی خدمت مین رہنے لگی آخرکار یہ خبر شہر مین مشہور ہوئی کہ اسّی آدمی اور بھی مسلمان ہوے کہ یہ خبر یوسف ابن ذونواس حمیری کو کہ سلطان شہر اور بت پرست تھا پہونچی اُسنے اول مسلمانون کو کہ ہمگین نوے آدمی تھے بلا کر ایک خندق کھدوائی اور اُسمین آگ بھروائی پھر کہنے لگا کہ اگر دین عیسوی نہ چھوڑوگے تو آگ مین ڈالونگا انمین ایک عورت دودھ پیتا لڑکا گود مین لیئے ہوے تھی اُس لڑکے نے کہا کہ بسم اللہ اس آگ مین داخل ہو کہ ثمرہ اسکا بہشت ہی تب سب مسلمان داخل آگ ہوے اور بادشاہ مع اعیان اور اشراف شہر کے کرسیون پر بیٹھے ہوے تماشائی تھے شرارہ آتش سے جل گئے اُس وقت سے بخران کے لوگون نے دین عیسوی کو حق جانکر قبول کیا چنانچہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد تک اُسی دین پر قائم تھے اور اُنکے سردار سید و عاقب وغیرہ بزیارت آنحضرت مدینہ منورہ مین حاضر ہوئے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے احوال سے بحث و تفتیش کرتے رہے اور آیت مباہلہ اُنکی شان مین نازل ہوئی ؏

تیسرا قصہ

زمین فارس مین واقع ہوا ہی حضرت امیر المومنین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی کہ حضرت امیر فرماتے تھے کہ ایک کتاب آسمانی مجوسیون مین تھی اور ایک پیغمبر کے یہ بھی تابع تھے اور شراب اُنکے دین مین اُسقدر کہ بیہوشی نہ لاوے بنظر منفعت بدینہ حلال تھی ایک دن بادشاہ مجوس نے شراب کے نشے مین اپنی حقیقی بہن سے بدکاری کی جب کہ ہوش آیا تو نہایت شرمندہ ہوا اور اسی عورت سے اُسکی تدبیر پوچھی اُسنے کہا کہ تو میرے حلال ہونے کا دعوے کر اس دلیل سے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھائی کا نکاح بہن سے کرتے تھے مین بھی اسی وضع پر قائم ہون تب بادشاہ نے شہر کے لوگون کو طلب کرکے

عورت کو فرصت دینا مناسب ہی شاید کہ بعد تامل اپنے دین سے پھر جاے عورت کی عقل کا ٹھکانا نہین ہی
جب بادشاہ نے یہ کلام کیا تو دفعتہً اس عورت کے بچے نے کہا کہ ای مادر مہربان صبر کر کیونکہ تو دین حق پر ہی
اگر تو آگ مین گریگی تو آگ تجھپر گلزار ہو جاویگی سو وہ عورت بلا توقف مع اپنے بچے کے آگ مین گر پڑی ور آگ
نے شعلہ مارا تو چنگاریان اسکی اڑین اور پھیل گئین کہ بادشاہ مع اعیان وارکان جو کرسیون پر بیٹھے ہوے
تماشائی تھے جلکر خاک ہو گئے اور سب خندقون سے اشتعال عظیم ظاہر ہوا اور اکثر مردم شہر کہ بادشاہ کی
تبعیت سے مومنون کو ایذا دیتے تھے جل گئے **فائدہ** اس حدیث مین اہل حق اور باطل اور اہل صبر کی فضیلت
اور ہدایت الٰہی کا بیان ہی اور اسی معرکہ کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ والسماء ذات البروج مین مجملاً بیان فرمایا ہی
اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تفصیل سے فرما دیا ربیع ابن انس فرماتے ہین کہ جو ایماندار آگ مین جاتا تھا
قبل اسکے کہ آگ اسکے بدن پر پہونچے اللہ تعالےٰ اسکی روح بہشت مین داخل کرتے تھے اور عطا مفسر نے
حضرت ابن عباس سے روایت کی ہی کہ یہ بادشاہ یوسف ذونواس ابن شرحبیل بن شراحیل تھا اور یہ
شخص ستر برس قبل تولد حضرت سے نجران کا بادشاہ تھا اور وہ لڑکا عبد اللہ ابن تامر تھا سو اسکے باپ نے
سحر سیکھنے کو ایک جادوگر کے سپرد کیا تھا اسنے اول ہی مکروہ سمجھا تھا پر باپ کی اطاعت سے مجبور ہو کر
جادوگر کے پاس جاتا تھا لیکن راستے مین ایک درویش عیسائی مذہب کا مکان تھا اسکے پاس ہر روز حاضر ہوا کرتا
تھا یہانتک کہ بڑا کامل صاحب خوارق ہوا اور یہ نوبت پہونچی اور کلبی سے روایت ہی کہ عبد اللہ کو اسی
ذونواس بادشاہ نے قتل کیا تھا اور محمد ابن اسحاق عبد اللہ ابن ابی بکر سے روایت کرتے ہین کہ ایک قبر
شہر نجران مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین کھودی گئی سو اسمین عبد اللہ ابن تامر کی لاش نکلی سر کی
چوٹ پر ہاتھ رکھے ہوے پڑی تھی کسی شخص نے ہاتھ کو جنبش دی خون چلنے لگا پھر ہاتھ رکھ دیا تو بند ہو گیا
اور ایک انگشتری آہن کی ہاتھ مین پہنے تھا اسمین کھدا تھا ربی اللہ پھر یہ خبر حضرت عمر کو پہونچی حضرت نے فرمایا
کہ بدستور قبر کو بند کر دو **تنبیہ** اس احوال مین نکتہ ایک از بس دقیق اور باریک ہی کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین
ابن عربی نے اور بھی انکے تابعین نے بیان کیا ہی وہ یہ ہی کہ یہ قتل غلام کا بادشاہ کے ہاتھ سے مکافات
دنیوی تھا کہ راہب کے قول و قرار پر قائم نہ رہا حالانکہ اسنے وعدہ مستحکم کیا تھا کہ مین ہرگز تیرا نام نہ لونگا
اور کاش نقض عہد نہ کرتا تو بادشاہ ہرگز دست رس نہ پاتا اور مکافات دنیوی کا کارخانہ جزاے اخروی
سے علیحدہ ہی اسواسطے کہ مکافات دنیوی موجب نارضامندی خدا نہین ہی بلکہ باعث ترقی اہل کمال
ہی بخلاف مجازات اخروی کے اسی طرح معاملہ حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا واقع ہوا کہ
جناب موصوف نے حضرت امیر المومنین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کے اونٹون کو مارا اور جگر نکال کر
کباب بنائے اور کھائے اللہ جل ذکرہ نے مجازات انکو جناب احد مین شہید کروایا اور کافرون نے
انکا سینہ مبارک چاک کر کے جگر نکالا اور دانتون سے چاب کر ڈال دیا اور تفصیل اس مقام پر

عداوت خالصہ ایمان سے تھی اوران مومنون کا ایمان بھی خالص اور صحیح تھا کیونکہ جسکا ایمان رکھتے تھے وہ موصوف بصفات محمودہ ہی اور سب پر غالب ہی اور کسی چیز کی عزت اسکی عزت کو نہین پہونچتی پس ایمان انکا بھی موجب عزت اور افتخار ہی اور جب وہ محمود ہی تو شکر اسکا دل اور زبان سے واجب ہوا اور اُسکے ایمان کا اظہار لازم پڑا اور جب آسمان و زمین کا مالک ہوا تو اسکے مخالفون سے خوف کرنا کسی طرح درست نہین اور بالکل ناجائز ہی چنانچہ ان مومنون نے ایسے ہی ظاہر کیا کہ ہرگز خوف نہ کھایا اور جسطرح یہ تینون صفتین موجب اظہار ایمان ہین اسی طرح موجب انتقام عاجل بھی واقع ہوئین کیونکہ مقتضاے عزت یہی ہی کہ دشمنون سے انتقام کرے ورالا ذلت لاحق ہوتی ہی اور محمودیۃ بھی مقتضی انتقام ہی کیونکہ غیر منتقم کی کوئی شخص مدح نہین کرتا مگر درصورت عفو اور عفو کفر سے جائز نہین ہی اور بادشاہت بھی موجب انتقام ہی ورالا دشمن دلیر ہوجائین اور انتظام مملکت مین خلل پڑجاے اور اگر باوجود ان صفات کے کوئی سلطان ترک انتقام اپنا وتیرہ کرے تو رعایا مین اسکا چرچا ہوجاے کہ دوستون کی دوستی اور دشمنون کی دشمنی نہین جانتا ہی یا ایذاے عدو سے کہ اسکے دوستون پر ہی واقف نہین ہوتا ہی اور غافل محض ہی اور اللہ جل شانہ ہر چیز سے دانا اور آگاہ اور واقف ہی پس انتقام مین اس سبب سے تعجیل فرمائی کہ یہ قباحتین لازم نہ آئین واللہ اعلم بالصواب

ازانجملہ احوال ہلاکت اصحاب فیل

یہ حکایت بھی ازقبیل ارہاصات ہی اور اسی طرح کے بہت قصے اور نشانیان اور آثار عجیبہ قبل ولادت باسعادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقوع مین آئے ہین اور وہ سب ہمارے آنحضرت کے معجزون مین داخل ہین مگر ان سب قصون کا بیان کرنا ازبس دشوار ہی صرف اصحاب فیل کا واقعہ گزارش کرتا ہون کیونکہ یہ قصہ نہایت قریب تر ولادت شریف سے واقع ہوا اور تمام عالم مین اسکی شہرت ہوئی ہی سبب اس واقعے کا تفاسیر معتمدہ مین یون مذکور ہی کہ حبش کے بادشاہ نجاشی کی طرف سے ابرہہ نام ایک شخص والی یمن مقرر ہوکر آیا اُسنے یمن کے لوگون کو دیکھا کہ موسم حج مین اطراف اور جوانب سے نذور اور ہدایا لاکر شہر مکہ مین جاتے ہین تو مستفسر ہوا کہ یہ لوگ کدھر جاتے ہین اور کیا انکا ارادہ ہی اکثر کہنے لگے کہ واسطے حج بیت اللہ کے جاتے ہین یہ سُنکر براہ شرارت اور حسد حکم دیا کہ اس ملک مین ایک گھر بمقابلہ خانۂ کعبہ بنایا جاے کارپردازون نے شہر صنعا مین جو ملک یمن کا تختگاہ تھا ایک کنیسہ رنگین پتھرون کا بڑے تکلف سے بنواکر طیار کردیا اس کافر نے نام اسکا قلیس رکھا اور درو دیوار اُسکے جواہرات سے مرصع کرکے عطر و گلاب چھڑکا اور گوشون مین قیمتی لباسہاے فاخرہ اور جواہرات نفیسہ سے آراستہ کرکے نصب کین اور انگیٹھیان عنبر و عود کی روشن کروائین اور گرد مکان کے چند مکانات پرتکلف بازینت تعمیر کروائے اور اپنی بادشاہت کے لوگون کو حکم دیا کہ اس گھر کا طواف کرین بعد اسکے نجاشی کو لکھا کہ مین نے ایسا مکان بنایا ہی کہ مثل اسکے

یہ سلسلہ بیان کیا اُنھون نے انکار کیا اس عورت نے سزا دلوائی تب بھی کسی نے اقرار نہ کیا یہان تک کہ بعضے قتل بھی ہوے تاہم کسی نے نہ مانا تب اُسنے یہ تجویز کی کہ خندقین کھُدوا کر آگ مین ڈلوائے جائین چنانچہ اکثر لوگ آگ مین ڈالے گئے اور بادشاہ حالت تماشے مین جل گیا اُسی وقت سے قوم مجوس مین بہن کو حلال جانتے ہین اور بت پرستی بخوبی شائع ہوئی ہی

چوتھا قصہ

تفسیر زاہدی مین لکھا ہی کہ ایک مرتبہ ایک شہر مین قحط پڑا اہل ایمان وہان سے جانب حبش بھاگے وہان کے لوگ کافر تھے سب ملکر بادشاہ سے کہنے لگے کہ مسلمان بھاگے ہوئے شہر مین آئے ہین ہمکو غلہ کی تکلیف ہوگی اور غلہ کا یہان بھی قحط ہوجائیگا بادشاہ نے ایک خندق کھدوا کر آگ جلوائی اور ایک بت عظیم الجثہ ہاتھی کے برابر وہان کھڑا کیا اور حکم دیا کہ جو شخص غریب الوطن اس شہر مین موجود ہو اسکو لاکر اس بت کا سجدہ کراؤ اگر نہ کرے تو اسی آگ مین ڈالو اسمین ایک عورت غریبہ اپنا بچہ شیرخوارہ گود مین لیے ہوے آئی بادشاہ کے لوگون نے اسکو بھی زجرا ور توبیخ سے چاہا کہ بت کو سجدہ کرے اُسنے نہ مانا بادشاہ نے کہا کہ اس بچے کو آگ مین ڈالدو اُن ظالمون نے آگ مین ڈالا وہ غریبہ مضطرب ہوئی تب لڑکے نے آگ مین سے آواز دی کہ خوف مت کر اور میرے پاس تشریف لا کہ یہ آگ گلزار ہو رہی ہی اُس عورت نے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی کہ یا الٰہی تو دیکھتا ہی حاجت بیان نہین ہی اُسی وقت آگ خندق سے چالیس گز بلند ہوئی اور کافرون پر حباب کی طرح محیط ہوگئی کہ سب کافر جل گئے اور وہ محفوظ رہی **فائدہ** انھین چارون قصون کا اشارہ سورۂ بروج مین واسطے تخویف اہل مکہ کے ہوتا ہی کہ قتل اصحاب الاخدود والنار ذات الوقود اذ ہم علیہا قعود وہم علے مایفعلون بالمومنین شہود یعنے مارے گئے کھائیان کھودنے والے آگ بھرے ایندھن سے جب وہ اُسپر بیٹھے اور جو کچھ کرتے مسلمانون سے سامنے دیکھتے **تنبیہ** حدیث شریف مین وارد ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب اس آیت کو پڑھتے تھے تو فرماتے تھے کہ اعوذ باللہ من جہد البلاء **فائدہ** یہ قتل عام صاحبان خندق کا انتظام عاجل اور سریع تھا کہ شرارۂ آتش سے فی الفور ہلاک ہوے اور کرسیون سے اُٹھکر گھر تک نہ پہونچ سکے **فائدہ** وہ خندقین چالیس گز کی لنبی اور بارہ گز کی چوڑی کھودی گئی تھین **فائدہ** معلوم ہوتا ہی کہ ان کافرون کو صرف بوجہ ایمان مومنون سے عداوت تھی اور یہ عداوت درحقیقت عداوت ایمان ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہی وما نقموا منہم الا ان یومنوا باللہ العزیز الحمید الذی لہ ملک السموات والارض یعنے انسے بدلا نہ لیتے تھے مگر اسی کا کہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہی خوبیون سراہا جسکا راج ہی آسمانون اور زمین مین بخلاف اور کافرون کے کہ اُنکو بڑی مہانت رنج وایذاے مومنون مین ملی ہی کسو اسطے کہ اُنکی عداوت محض ایمان کے باعث سے نہین تھی بلکہ حب ریاست وجاہ اور دیگر اغراض دنیویہ سے ممزوج تھی اور اصحاب اخدود کو

عبد المطلب کے پکڑے گیا تب عبد المطلب اونٹون کی تلاش مین گئے ابرہہ نے کمال تعظیم و تکریم سے بٹھایا
اور پوچھا اب کیا حاجت ہی عبد المطلب نے فرمایا کہ میرے اونٹ گرفتار آئے ہین سو انکے لینے کو آیا ہون
ابرہہ نے کہا کہ ای سردار قریش مین خانۂ خدا کی خرابی کو آیا ہون تو اسکی شفاعت نہین کرتا اور اپنے اونٹون کی
فکر مین پڑا ہی عبد المطلب نے کہا کہ جو میری چیز ہی اسکو مین چاہتا ہون اور یہ گھر اللہ کا ہی اسکا شفیع وہی ہی مجکو
اس سے کیا کام ابرہہ نے انکے اونٹ پھروا دیے اور عبد المطلب کعبہ مین آئے اور حلقۂ در سے چپٹ کر
مناجات کرنے لگے کہ یا آلہی تو اپنے گھر کی حمایت کر اور جملہ اہل مکہ اس ظالم کے خوف سے مع مال اور ناموس
پہاڑون مین پوشیدہ ہو رہے ہین بعد اسکے اپنے گھر آئے اور امیدوار عنایت آلہی ہو کر مکے سے باہر نہین گئے
صبح کو ابرہہ باجاہ و حشم جانب بیت اللہ متوجہ ہوا جب قریب تر آیا تو فیلبان نے محمود ہاتھی کو کہ بیت اللہ ڈھانے
پر مونڈا یا یہ ہاتھی لشکر کا پیش رو اسی میدان مین بیٹھ گیا ہرگز آگے نہ بڑھ سکا ہر چند کہ فیلبان نے مارا پر وہ نچلا
اسی طرح بہت ہاتھی رک رہے اور عجب معاملہ تھا کہ وہی ہاتھی جانب یمن بھاگتے تھے اور کعبہ کی طرف
نہ جاتے تھے بادشاہ فیلبانون سے خفا ہوتا تھا کہ یہ شرارت تم لوگون کی ہی کہ ہاتھیون کو نہین ہانکتے ہو اور
مجکو اس گھر کی بزرگی کا معتقد بنایا چاہتے ہو مین ایسی باتون کا فریفتہ نہین ہوتا اسی جھین بھین مین تھا کہ یکایک
جدہ کی طرف سے سبز رنگ چڑیا برابر جانورون کے غول کے غول لشکر پر ٹوٹے اور ہر ایک جانور کے
پاس تین تین کنکر تھے دو پنجون مین ایک چونچ مین اور وہ کنکر مسور سے بڑا نخود سے چھوٹا آگ کا جلتا ہوا پھر
ان جانورون مارنے لگے جیسے بندوق کی گولی اگر اونٹ کی پشت پر لگی پیٹ کے نیچے نکل آئی اور سارا بدن جل گیا
آدمی بیچارے کیا چیز تھے انکے تو سر پر پڑی پار نکل گئی گھوڑے کو طے کر گیا غرض تمام فوج مین ایک بھی نہ بچا
پامال غضب آلہی ہو گئے اور مال و متاع جو کچھ ہمراہ لائے تھے اسی میدان کا ہوا مکے کے رہنے والے جو
پہاڑ مین تھے لشکر کی تباہی دیکھکر اترے اور مال و اسباب لوٹنے لگے ہر ایک شخص مالدار ہو گیا اور دولت
قریش اسی سبب سے زیادہ ہوئی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ صرف ابرہہ بھاگا اور نجاشی کے پاس پہونچا تو بیہوش
ہو کر گر پڑا اور ایک مرغ انھین مرغون سے پیچھے لگا ہوا حبش تک پہونچا جب ابرہہ نے احوال بیان کیا تو نجاشی نے
پوچھا کہ وہ چڑیان کیسی تھین کہ لشکر جرار کو ہلاک کر گئین ابرہہ نے اس جانور کو جو ساتھ گیا تھا دکھلایا کہ اسی طرح
کے جانور تھے اسی وقت اس جانور نے پتھر مارا کہ ابرہہ ہلاک ہوا نجاشی بہت ڈرا اور بعضے کہتے ہین کہ ابرہہ
اسی میدان مین ہلاک ہوا اور وزیر اسکا بھاگا کہ نجاشی کی حضور مین داخل دوزخ ہوا اور ہوا لاصح کما ذکرنا سابقا
اور بعضے کہتے ہین کہ ہر ایک پتھر پر نام کافرون کا لکھا تھا اور خاصیت اس پتھر مین یہ رکھی تھی کہ جس وقت
گرتا سارے بدن مین در آتا اور تمام بدن جلا دیتا تھا معالم التنزیل مین واحدی سے روایت ہی کہ محمود ہاتھی اس
بلا سے محفوظ رہا تھا کہ اسنے جانب کعبہ قصد نہین کیا تھا مگر اور ہاتھی مارے گئے کیونکہ ان ہاتھیون نے
ارادہ کیا تھا لیکن محمود کو دیکھکر ٹھہر گئے اس سبب سے بلا مین گرفتار ہوے تفاسیر معتبرہ مین لکھا ہی کہ قوم

عالم مین نہین بنایا گیا اور یہ ارادہ رکھتا ہون کہ عرب کے لوگ بیت الحق کا طواف چھوڑ کر اسی گھر کا طواف کرین یہ بات طائفہ قریش اور ساکنان مکہ پر سخت گران گذری اتفاقاً ایسا ہوا کہ ایک آدمی بنی کنانہ کا مین مین گیا اور ابرہہ سے ملاقات کرکے جاروب کشی اور فراشی اس مکان ناپاک پر مقرر ہوا جب کہ رفتہ رفتہ اُسنے ہر امر مین مداخلت پائی اور اس مکان مین بے تکلف آمد و رفت رکھنے لگا تو بعد چندے رات کے وقت اس مکان مصفا اور پر تکلف مین قضاے حاجت کرکے بھاگا صبح کو طوافین نے مکان محدث کو حدث آلودہ پایا اور سخت متنفر ہوے اور بھاگ گئے یہ خبر ابرہہ کو پہونچی اُسنے بعد تحقیقات یہ کہا کہ مکے کا رہنے والا یہ کام کرگیا اور قسم کھائی کہ مین مکے مین جاکر کعبے کو گراؤنگا اسی اندیشے مین تھا کہ اور گل کھلا یعنے ایک قافلہ حرم شریف کا اس کنیسہ کے متصل فروکش اور شب باش ہوا صبح کے ہوتے کوچ کے وقت قافلے والون نے آگ جلائی باد تند نے وہ آگ اس تبکدے مین ڈال دی کہ سارا لباس و زیور اُسکا جل گیا اور بالکل نقش و نگار دھوئین سے سیاہ پڑ گئے اور جملہ زیب و زینت اُسکی اللہ نے خاک مین ملا دی اور قافلے کے لوگ ترسان اور لرزان بھاگ گئے جب یہ خبر ابرہہ کو پہونچی تو پھر یہی متحقق ہوا کہ یہ حرکت بھی مکے والون کی ہے اب تو اُسکے تمام بدن مین آگ لگی اور دل سے آتش غضب دونی بھڑکی تب اسنے شاہ حبش کو یہ حال لکھا اور بڑا ہاتھی جسکا نام محمود تھا طلب کیا اُسنے بھیجا ہاتھی ایسا زبردست طویل القامۃ قوی الجثہ تھا کہ عالم مین اپنا مثل نرکھتا پھر ابرہہ نے ایک بڑا لشکر اور گیارہ ہاتھی اور ساتھ لیے اور کعبے شریف کے ڈھانے کو چلا عرب کے لوگون کو خبر ہوئی تو وہ جہاد پر مستعد ہوے پہلے دو نفر ایک بادشاہ سلاطین یمنی سے مقابل ہوا اُسنے ہزیمت پائی اور گرفتار ہوا ابرہہ نے بلحاظ منت اور سماجت چھوڑ دیا پھر بلاد خثعم مین پہونچا وہان کے لوگ بھی برسر مقابلہ آئے اور اکثر شہید ہوے پھر منت اور سماجت کرکے کہنے لگے کہ بیت اللہ سے تعرض مت کر اور جو کچھ ہمسے جرمانہ لینا ہو موجود ہے اسی طرح تو مین عرب کی مزاحم ہوئین پر کسی نے فتح نہ پائی اور ابرہہ پر غضب بلغار متصل حرم شریف وادی محسر تک جو مکہ سے چھ کوس ہے پہونچا اور حناطہ حمیری کو اہل مکہ کے پاس روانہ کیا تاکہ شریف مکہ سے خبر کرے کہ ہم واسطے قتال و جدال کے نہین آتے ہین صرف بیت اللہ کے ڈھانے کو آتے ہین چنانچہ حناطہ حمیری شریف مکہ سے خبر کرکے مکہ معظمہ مین داخل ہوا اور عبد المطلب جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ سلطان نے مجکو خبر کرنے کے واسطے بھیجا ہے کہ مین قتال کو نہین آیا ہون مگر یہ کہ تم لڑو تو مجبوری ہے عبد المطلب نے فرمایا ہمکو خود جدال کی طاقت نہین ہے اور نہ ہمکو بادشاہ کا مقابلہ منظور ہے اور نہ ہم کسی بات کو منع کرسکتے ہین مگر یہ یاد رکھو کہ بیت اللہ ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اُسکو بنایا ہے اگر مالک خانہ خود منع کرے تو کرے ہمکو طاقت منع حاصل نہین ہے پھر عبد المطلب سوار ہوکر بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے اور ثلث مال اپنا نذر کو لیئے گئے ابرہہ نے قبول نہ کیا عبد المطلب واپس تشریف لائے بعد ازان ابرہہ نے ایک شخص بھیجا وہ دو سوا ونٹ

نام کتاب	قیمت
تحفۃ الاخیار ترجمہ اُردو مشارق الانوار	ع۸ ر پ
تاریخ مدینۂ منورہ۔ اُردو ترجمۂ جذب القلوب۔	۱۲ ر پ
قصص الانبیا۔ کامل کتاب مستطاب حاوی جملہ حالات انبیاے سلف سے تا حضرت سید المرسلین صلعم جس مین منجانب مطبع علماے مطبع ہذا سے اس مرتبہ دیگر کتب تواریخ مستندہ سے حالات اضافہ کرائے گئے ہین سابقہ کتب مطبوعۂ مطبع ہذا و دیگر مطابع مختصر تھین اب یہ مکمل ہوگئی	۶ ر پ
صمصام الاسلام یعنی منظوم فتوح الشام مولفۂ منشی حافظ سید محمد عبد الرزاق صاحب بریلوی۔	ع۴ ر پ
قمقام الاسلام۔ مولفۂ سید محمد عبد الرزاق صاحب بریلوی	۵ ر پ
حدیقۃ الاولیا۔ از مفتی غلام سرور لاہوری۔	۸ ر
منہاج النبوۃ۔ اُردو ترجمہ مدارج النبوۃ از خواجہ عبد الحمید خان۔	ع۸ ر
ترجمۂ سیر الاقطاب۔ از سید محمد علی	

نام کتاب	قیمت
مراد آبادی۔	۸ ر
تاریخ مکۂ معظمہ۔ مرتبۂ حاجی محمد فخر الدین خان	۳ ر
ترجمہ مجموعۂ فتوحات واقدی ہر چہار حصہ یعنی فتوح عرب و شام و مصر و عجم اور حصص متفرق بھی حسب ذیل فروخت ہوتے ہین۔	سے پ
ایضاً کا [illegible]	
(۱) فتوح ا[illegible]	
(۲ و ۳) فـ[illegible]	
(۴) فتو[illegible]	
تذکرۂ [illegible] مقدس علماے حال مولفۂ مولوی محمد ادریس صاحب نگرامی۔	۵ ر پ
کتب تواریخ مختص بحالات انبیا وغیرہ فارسی	
سفینۂ رحمانی۔ از حافظ عبد الرحمن صاحب	۵/
سیر الاقطاب۔ تذکرۂ اولیا از شاہ الہدیہ چشتی۔	۱ ر
گنجینۂ سروری۔ حالات اولیا مع مصرع تاریخ ولادت وفات	

درست اصحاب فیل تباہ ہوئے تھا وقت بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم موجود تھے بلکہ بعد اس کے بھی وہ پتھر لوگون کے واسطے عبرت کے رکھے ہوئے تھے چنانچہ اکثر صحابیون نے دیکھے تھے **فائدہ** چونکہ اصحاب فیل نے بزرگ ترین حیوانات کو فیل ہے واسطے ڈھانے کعبہ شریف کے قرار دیا تھا مالک کعبہ نے اسکے مقابلے مین چھوٹے چھوٹے جانور کنکریون کے ہتیار دیکر بھیجے تاکہ جہان کے لوگ بعضے دیکھکر اور بعضے سنکر عبرت پکڑین اور معلوم کرین کہ تائید آلہی سے مخلوق ضعیف تری ترین مخلوق کو زیر وزبر کر ڈالتا ہی اور جانورون کے جوق جوق آنے مین یہ فائدہ علامت تھا کہ فرار کی فرصت کفار نابکار کو نہ ملے اور جب پتھر یان پڑینگی تو البتہ متفرق ہونے ہی نہ دے کہ یہ واقعہ چند خوارق پر مشتمل ہی ایک تو ہاتیون کا جانب بیت اللہ متوجہ نہونا اس سے نکلا کہ حیوانات لا یعقل بھی اللہ کی تعظیم پر مجبول ہین دوسرے طیور کا جانب دریاے شور سے بے انتہا تعداد آنا اور غائب ہوجانا کہ بعد واقعہ کسی نے نشان نہ پایا حالانکہ جب ظاہر جانب دریاے شور انکے رہنے کا کوئی مقام نہ تھا تیسرے ان کنکریون کا کہ معدن معلوم نہین ہوا جو رکھتے کنکریون مین ایسی تاثیر تو ہی رکھی تھی کہ جس کافر کے بدن پر پڑی تمام گوشت و پوست مین درآئی کہ بدن کھایا ہوا بھس ہو گیا کہ ہیئت شکل قائم نہ رہی گویا انمین ایسی خاصیت تھی کہ مفاصل بدن تفرق اتصال پیدا ہوجاتا تھا یہ واقعہ پچپن روز پیشتر ولادت باسعادت حضرت خاتم النبیین سید المرسلین احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوا محرم کا مہینا تھا اور عہد نوشیروان عادل اور زمانہ ذوالقرنین رومی سے آٹھ سو باسٹھ برس گذرے تھے اور حکمت اظہار اس واقعہ عجیبہ مین یہ تھی کہ مردم وقت آگاہ ہوکر خوب سمجھ لیتین کہ ہتک حرمت خانہ خدا نے یہ رنگ قہر جلال کا دکھلایا تو ہتک عزت دین خدا اور رسول خدا کی سخت تر غضب وقہر لاویگی کہ اسکا تحمل دشوار ہوجاویگا جیسے دارجہر دار الظلم

اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا واجعلنی نورا الحقنی بالصالحین واحشرنی فی زمرۃ المحبین یا رب العالمین اللھم انصر من نصر دین محمد سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

خاتمہ طبع تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا از کارپردازان مطبع

شائقین ملاحظہ تاریخ اسلام کو مژدہ دل آسا اور چشم براہ مطالعہ حالات سید انام وصحابۂ کرام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو بشارت روح افزا کہ جامع حالات بے کم وکاست خاصان خدا کتاب تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا مصنفۂ عالم ربانی مطرح فیوض یزدانی جناب مولوی ابو المحسن الحسن ابن ملک العلما قطب ارشاد مولانا ابو الحسن الحسینی الشہید العلوی الکاکوروی بحسب ایماے مرجع ارباب علم وفن جناب منشی بشن نراین صاحب مالک مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ باہتمام کیسری داس سپرنٹنڈنٹ بکمال حسن تصحیح چوتھی مرتبہ ماہ مارچ ۱۹۲۴ء مطابق ماہ رجب المرجب ۱۳۴۲ ہجری مین زیور طبع صفابخش سے آراستہ ہوکر نور افزاے دیدۂ ارباب بصیرت ہوئی

نام کتاب	قیمت
از مفتی غلام سرور لاہوری مرحوم عمدہ کتاب ہے	۱۰/
مجالس العشاق - از وزیر سلطان حسین صاحب سلطان تیموریہ -	۱۰/
اسرار الاولیا - از مولوی نظیر اسحاق -	۴۰/
روضۃ الصفا - کامل سات جلدین یکجائی از محمد خاوند شاہ -	عہ پ
شواہد النبوۃ - از ملا عبد الرحمٰن جامی - در احوال حضرت پیغمبر صلعم وآل و اصحاب -	۱۰/
معارج النبوۃ - احوال نبوت مستند معروف از ملا معین الدین کاشفی -	ے/
مدارج النبوۃ - از مولانا عبد الحق محدث دہلوی نہایت نفیس کتاب دو جلد مین - جلد اول اور جلد دوم علیحدہ علیحدہ بھی فروخت ہوتی ہین -	عہ/
ایضاً - جلد اول -	ع/
ایضاً - جلد دوم	ع/
تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین از مولانا سلامت اللہ	[illegible]
جامع طیبی - از شاہ طیب نعمت الہی	

نام کتاب	قیمت
حالات ختم نبوت بشرح تمام -	۰۳/
تذکرۂ علماے ہند مصنفہ حضرت رحمان علی صاحب کمشنر کونسل ریوان -	۱۴/پ
روضۃ الشہدا - احوال شہداے کربلا از ملا حسین واعظ کاشفی	عہ/
سفینۃ الاولیا - از شاہزادۂ دارا شکوہ بہادر مرحوم -	۹/
رشحات تذکرۂ اولیا - نہایت نفیس کتاب از ملا حسین واعظ کاشفی -	عہ/
جامع التواریخ - مولفہ جناب عالم علوم غریبہ مولوی فقیر محمد صاحب -	۱۲/عہ پ
جذب القلوب الی دیار المحبوب - مولفہ شاہ عبد الحق صاحب	۱۰/
کتب تواریخ شاہان و راجگان اردو	
ترجمۂ تاریخ فرشتہ - جو کہ ایک مشہور و مستند تاریخ شاہان دکن و سلاطین لاہور و بادشاہان دہلی و شاہان گجرات و مالوہ و بنگالہ و ملتان و کشمیر و سندھ وغیرہ ہے کامل دو جلد مین -	سے/پ
تاریخ بغاوت ہند - مسمی بہ محاربۂ عظیم	عہ/پ